

مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافہ و عنوانات اور حواشی کے ساتھ

مقدمہ

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

مقدمہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو و ارتقاء، عمرانیات، تہذیب و تمدن، سلطنت و ریاست، برّی و بحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ و حقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدون

جلد ۳

حصہ اوّل و دوم

بعد از اسلام

اوائل اسلام حضور علیہ السلام اور خلفائے راشدین کی سیرت اور ان کے زمانے میں اسلام کا عروج، عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے دور میں باہمی تنازعات، جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نیروان وغیرہ کی تفصیلی تاریخ۔ شروع اسلام سے ۴۰ھ تک کے واقعات

خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید بن معاویہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور خلافت اموی کا عروج و زوال خلافت معاویہؓ و زبیرؓ اور اموی خلافت کا عروج، سانحۂ کربلا، قاتلین حسین سے قصاص، خلافت عباسیہ کا آغاز۔ از ۴۱ھ تا ۱۲۵ھ کے درمیانی خلفاء بنی امیہ کا ذکر

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات، تسہیل، اضافہ حواشی

مولانا ثناء اللہ محمود صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی واستاد اسلامیہ کالج کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 595 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

.... ملنے کے پتے ....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلّہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1-3NE

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

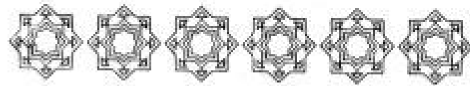
DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد سوم ۔ حصہ اوّل، دوم



عہدِ نبوت وہجرت

عربوں کا اجتماعی اسلام پر جمع ہونا: ......جب قریش کی حکومت مکہ میں مستحکم اور مضبوط ہوگئی اور مضر کے قبائل حجاز کے علاوہ شام اور عراق کے قریبی شہروں میں پھیل گئے تو ان دونوں میں وہ دیہات میں رہتے اور صحرا میں گھومتے رہتے تھے اور سب کے تنگی اور دشواری کی زندگی گزار رہے تھے نہ صرف ان کے اپنے علاقوں میں جنگ وجدال برپا رہتا تھا بلکہ وہ عراق اور شام کی سرحدوں پر بھی ایرانیوں اور رومیوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھے۔

عربوں پر قیصر اور کسریٰ کے مظالم: ......چنانچہ ایران اور روم کے بادشاہوں نے اپنی حفاظتی فوجیں ان دونوں ملکوں کی سرحدوں پر لگا رکھی تھیں اور اپنی فوجوں کو سامان جنگ سے خوب لیس کر رکھا تھا اس کے علاوہ انہوں نے عربوں پر انہی کے امراء ورؤسا اور طاقتور خاندانوں کو حاکم مقرر کر رکھا تھا یہ امراء عربوں کو دبا کر رکھتے تھے اور اپنا مطیع وفرمانبردار بناتے تھے تاکہ وہ سلطان اعظم کو ٹیکس ادا کریں اور اگر ان کے ذمہ کوئی خون بہا ہوتو وہ بھی ادا کریں اور اگر ان کے ذمہ کوئی خون بہا ہوتو وہ بھی ادا کریں عربوں میں بیٹیوں کو بطور یرغمال مانگتے تھے تاکہ وہ امن قائم رکھیں اور لوٹ مار سے باز رہیں اس کے علاوہ لشکر کو رسد پہنچانا بھی ان کے ذمہ تھا چنانچہ یہ حاکم ٹیکس نہ دینے والوں پر حملہ آور ہوتے اور جو لوگ فساد پر آمادہ ہوتے ان کا قتل عام کرتے تھے۔

عربوں کی فساد پر آمادگی: ......مضر پر ان دنوں کندہ کے بادشاہ لوگ حکمران تھے جو حجر کل المراد کی اولاد میں سے تھے جب سے تبع حسان نے اسے مضری عربوں پر حاکم مقرر کیا تھا عربوں کے ہاں حکومت اور ریاست صرف آل منذر میں محدود ہو کر رہ گئی تھی جو حیرہ کے شہر میں ایرانیوں کی طرف سے حکومت کرتے تھے یا پھر آل جہینہ میں تھی جو شام میں رومیوں کی طرف سے حاکم مقرر تھے یا ان بنی حجر میں جو مضری قبائل اور ملک حجاز پر حاکم تھے مگر اس کے باوجود نہ صرف مضر بلکہ تمام عرب جنگ وجدال اور فتنہ وفساد کی طرف مائل تھے اور اس بارے میں وہ رشتہ داری کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے بلکہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہلاکت اور تباہی پھیلاتے تھے۔

بت پرستی اور خوراک: ......انہوں نے اللہ کی نافرمانی اختیار کر رکھی تھی بتوں اور پتھروں کو پوجتے تھے ان کی خوراک بچھو گبریلے سانپ اور کیڑے مکوڑے تھے اور ان کا اعلیٰ کھانا یہ تھا کہ اونٹ کے بالوں کو لے کر اس کے خون میں ابالتے تھے اور ان میں سب سے بڑی عزت یہ تھی کہ آل منذر آل جہینہ اور بنی حجر کے درباروں میں جاتے تھے اور ان کے بادشاہوں سے بخشش وعطیات حاصل کرتے وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور سائبہ ❶ اور وصیلہ ❷ میں شرکیہ اعتقاد رکھتے تھے۔

عربوں کی سربلندی: ......مگر جب اللہ تعالیٰ نے عربوں کے عروج وظہور کا ارادہ کیا اور بارگاہ الٰہی سے ان کے ترقی او بلندی کا فرماں جاری ہوگیا تو ان کے درمیان اللہ کا دین ظاہر ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان کے دور حکومت اور عہد سلطنت کا آغاز ہوگیا جب ان کے اخلاق وعادات میں نیکی اور راستی نمایاں ہوئی تو اللہ نے ان کی بدحالی کو خوشحالی میں اور ان کی ذلت کو عزت میں بدل دیا گناہ توبہ کے پانی سے دھل گئے اور شر کی جگہ خیر نے لے لی بے راہ روی اور گمراہی ہدایت اور راست روی میں بدل گئی اور وہ لوگ جو پہلے جنگ دست اور قحط زدہ تھے وہ دولت مند اور مالک سلطنت بن گئے۔

عرب کی شرکت کا آغاز: ......جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب بھی مہیا کر دیتا ہے چنانچہ بعثت نبوی سے پہلے ہی عربوں کی شوکت وسطوت کا آغاز ہو چکا تھا اور بنو شیبان اور بنو بکر بن وائل کے دوسرے قبیلوں نے بنو طئی پر حملہ کر دیا تھا جو ان دنوں شاہ ایران کی طرف سے عربوں

---

❶......سائبہ وہ اونٹنی تھی جسے کوئی بھی شخص یہ نذر کرتا کہ اگر وہ اپنے مرض سے شفایاب ہو جائے گا تو اسکو بتوں کے نام پر چھوڑ دے گا۔

❷......وصیلہ وہ اونٹنی تھی کہ جس کی ماں ہر حمل میں دو بچے دیتی تھی تو اس کا مالک اس کے حمل میں مادہ کو بتوں کے نام پر کر دیتا اگر اس کے ساتھ نر بھی پیدا ہو جاتا تو کہتے کہ اسنے اپنے بھائی کو پالیا ہے (وصلت اخاھا) اس لیے وہ نر بھی اس کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا تھا حام وہ بوڑھا اونٹ ہوتا ہے جس کی کمر پر نشان لگا کر بتوں کے نام پر چھوڑ اجاتا اسے کوئی بھی کام میں استعمال نہ کرتا تھا۔

پروالی مقرر تھے حیرہ ان کے صدر مقام دارالحکومت اور قبیصہ بن ایاس ان کا امیر تھا سرحد ایران کا محافظ یا ہوت بھی قبیلہ طئی کے ساتھ تھا۔ گر ذوقا کی مشہور جنگ میں ایرانی لشکروں کو شکست فاش ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی دن عربوں کی فتح کی خوشخبری دے دی تھی اور فرمایا الیوم انصف العرب من العجم وبی نصروا یعنی آج کے دن عربوں نے ایرانیوں سے انتقام لیا ہے اور نہیں میری ہی بدولت فتح و کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

ایرانیوں سے بغاوت:...... حاجب بن زرارہ جو قبیلہ بنو تمیم سے تھا ایک دن کسریٰ کے دربار میں حاضر ہوا اور اس سے اپنی قوم کے لئے رسد اور عراق کی سرزمین میں اپنے مال مویشی چرانے کی اجازت مانگی ایرانی امیروں اور سپہ سالاروں نے حسب دستور اس سے یرغمال مانگے اس کے جواب میں حاجب نے انہیں اپنی کمان حوالے کرنے کی حامی بھری مگر اپنے بیٹے کو یرغمال کے طور دینے سے انکار کر دیا۔

ایرانیوں کا اخلاقی تنزل:...... غرض اہل ایران اور ان کے امراء اچھے اخلاق کھو چکے تھے اور اخلاق حسنہ بہت سے عربوں کی طرف منتقل ہو گئے تھے چنانچہ ہر ایک عرب کو اپنی عزت اور شرافت کی فکر رہتی تھی اس کے برخلاف ایران کے حکمران طبقہ پر شرارت اور بے وقوفی غالب آ چکی تھی اس سلسلہ میں وہ خط قابل غور ہے جو حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور مثنیٰ بن ارثہ کو معرکہ جنگ کے لیے روانہ کرتے وقت بھیجا تھا آپ نے اسے لکھا تھا کہ تم ایک ایسی قوم کی طرف جا رہے ہو کہ جو صرف شرارت اور برائی کو جانتی ہے اور نیکی کو بالکل بھول گئی ہے لہٰذا اپنے طریقے کار پر خوب نگاہ رکھو۔

عربوں کا اخلاق میں مقابلہ:...... چنانچہ عرب لوگ اچھے اخلاق دعوت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگے اور شرف اور بزرگی میں ایک دوسرے کی برابری کرنے لگے جیسا کہ ان کی تاریخ میں مذکور ہے، قریش کو ان اچھائیوں کا سب سے زیادہ حصّہ ملا کیونکہ نبوّت کی دولت انہی کے قبیلہ میں آئی تھی۔

حلف الفضول کا قابل فخر معاہدہ:...... حلف الفضول جیسا کہ واقعہ بھی قابل غور ہے جب ہاشم، المطلب اسد بن عزی زہرہ اور تیم کے قبیلے جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں یہ عہد کیا کہ جب کبھی اہل مکہ میں سے کسی پر ظلم ہوگا یا کوئی نیا آنے والا شخص ظلم و ستم کا نشانہ بنے گا تو وہ اس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور اس کا چھینا ہوا حق واپس دلائیں گے قریش نے اس معاہدہ کو حلف الفضول کا نام دیا تھا ایک حدیث صحیح میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لقد شهدت فی دار عبدالله ابن جدعان حلفا مااحب ان لی به حمر النعم'' ترجمہ یعنی میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدہ ہوتے دیکھا تھا جس کے مقابلہ میں سرخ اونٹوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا اگر اب اسلامی دور میں مجھے کسی ایسے معاہدہ کی دعوت دی جائے تو لبیک کہوں گا۔

سچے دین کی تلاش میں:...... پھر اللہ تعالیٰ نے عربوں کے دل میں دین حق کی تلاش کا عزم ڈال دیا اور بعض لوگ بت پرستی کے منکر ہو گئے جو ان کی قوم میں رائج تھی چنانچہ ورقہ بن نوفل عثمان بن حویرث، زید بن عمر اور عبیداللہ بن جحش جمع ہوئے پتھروں اور بتوں کی عبادت سے بیزاری کا اعلان کیا اور پھر مختلف ملکوں کی طرف سے حنیفیت یعنی دین ابراہیمی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

دین کی تلاش کے نتائج:...... ورقہ بن نوفل عیسائیت میں پکے ہو گئے انہوں نے عیسائیوں سے ان کی مذہبی کتابیں خاص کیں اور ان کا مطالعہ کیا عبید اللہ بن جحش اسلام ظاہر ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر اس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور اسی حالت میں مرا وہ حبشہ میں مسلمان مہاجرین کے پاس سے گزرتا تو کہتا کہ ہمیں تو بصیرت مل گئی مگر تم ابھی تک بینائی کی تلاش میں ہو۔ عثمان بن حویرث نے قیصر یعنی روم کے بادشاہ کے ہاں جا کر عیسائیت اختیار کر لی اور وہاں بڑی قدر و منزلت پائی۔

زید بن عمرو کا اعزاز:...... زید بن عمرو کسی دین میں داخل نہ ہوا اور نہ اس نے کسی خاص کتاب کی پیروی اختیار کی تاہم وہ بتوں اور قربانیوں سے الگ ہو گیا وہ مردار اور خون کو حرام سمجھتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے منع کرتا تھا ان کے جھوٹے معبودوں کو صاف صاف برا کہتا تھا وہ کہتا تھا کہ میں تو ابراہیم کے رب کی عبادت کرتا ہوں اور پھر اللہ سے مخاطب ہو کر کہتا تھا کہ خدایا اگر مجھے معلوم ہو کہ تجھے کون سا طریق عبادت پسند ہے تو میں ویسے ہی تیری عبادت کرتا لیکن مجھے معلوم نہیں یہ کہہ کر وہ سجدے میں گر پڑتا۔ اس کے بیٹے سعید (چچازاد بھائی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے ایک مرتبہ کہا اے اللہ کے رسول زید بن عمرو کے لیے مغفرت مانگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا نعم انہ یبعث امة واحدة۔ ترجمہ: ہاں قیامت کے دن وہ ایک علیحدہ امت

کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

خاتم الانبیاء کی آمد کی پیشن گوئی:......پھر نجومیوں اور وقیافہ شناسوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عنقریب نبوت عطا ہونے والی ہے پھر انہیں غلبہ حاصل ہو جائے گا اور یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی تورات اور انجیل میں حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور ان کی امت کے بارے میں جو کچھ آیا تھا اس کے متعلق باتیں کرنا شروع کیں اور اس کے علاوہ اصحاب الفیل کے واقعہ سے بھی قبیلہ قریش اور شہر مکہ کے لیے اللہ کا معجزہ ظاہر ہوا جو گویا بعثت بنوی کی تمہید تھی پھر ابن ذی یزن کی کوشش سے یمن میں حبشہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور جب عبدالمطلب اسے اس بات پر مبارک باد دینے گئے کہ تم نے اپنی قوم کا ملک حبشہ سے واپس لیا تو ابن ذی یزن نے انہیں اس بات کی بشارت دی کہ عربوں میں ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے اور نبی تمہاری اولاد میں سے ہوگا۔

عرب رئیسوں کو نبوت کی تلاش:......بہت سے عرب سرداروں کا خیال تھا کہ نبوت انہیں ملنے والی ہے چنانچہ اس خیال کی وجہ سے وہ اہل کتاب کے راہبوں اور احبار کے پاس بھاگتے پھرتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ وہ نبی کس شہر میں آئے گا مثلاً امیہ ابن ابی صلت نے ابی سفیان بن حرب کے ساتھ شام کا سفر کیا تھا اور وہاں راہبوں سے اس بارے میں پوچھتا تھا۔ حضرت ابوسفیان کے ساتھ اس کی جو گفتگو منقول ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امیہ کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ اعزاز نبوت اسی کو ملنے والا ہے یا اور کسی معزز قریشی کو جو بنوعبد مناف میں ہوگا ملے گا[1] مگر واقعہ اس کے خلاف ہوا[2] اس کے بعد شیطانوں کو آسمان سے پتھر مارے جانے لگے جو خبریں سننے آسمان میں چڑھتے تھے اس طرح عالم غیب کی خبریں سننے کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

ادیان عرب قبل از اسلام:......(از مترجم) اسلام سے پہلے عرب جاہلیت کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور اعتقاد سے تعلق رکھتے تھے بعض ان میں سے بت پرست تھے، بعض لا مذہب بعض صابی بعض یہودی اور بعض عیسائی تھے بت پرستی کی رسم عرب کے پرانے باشندوں سے چلی آ رہی تھی قوم عاد و ثمود جدیس جرہم اولیٰ اور عملیق اول وغیرہ بتوں کی پرستش کرتے تھے لیکن ان کے تفصیلی حالات زمانہ کی دوری کی وجہ سے نہ مل سکے البتہ عرب عاربہ اور عرب مستعربہ کے بت دو قسم کے تھے ایک ملائک، ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے نسبت رکھتے تھے ان کو یہ مؤنث سمجھا کرتے تھے اور دوسری قسم مشہور اشخاص کے تھے جنہوں نے اپنے عمدہ کاموں سے شہرت حاصل کر لی تھی۔

بتوں کی حیثیت:......یہ گروپ باوجود بت پرستی کے انکو معبود مطلق نہیں سمجھتا تھا بلکہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ دنیاوی اختیارات ان کو سارے حاصل ہیں عقبیٰ کے بارے میں انکا یہ خیال تھا کہ جن بتوں کی وہ پرستش کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی گناہوں کی معافی کروائیں گے۔

بتوں کے نام:......جن بتوں کی سارا عرب جاہلیت عبادت کر رہا تھا ان کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) ہبل یہ بہت بڑا بت تھا اور خانہ کعبہ پر رکھا ہوا تھا۔ (۲) ود یہ بت قبیلہ بنوکلب کا معبود تھا۔ (۳) سواع یہ قبیلہ بنومذحج کا بت تھا۔ (۴) یغوث، یہ بت قبیلہ بنومراد کا تھا، (۵) یعوق کی عبادت بنو عمدان کیا کرتے تھے۔ (۶) نسر یمن کے قبیلہ بنوحمیر کا معبود تھا۔ (۷) عزیٰ یہ قبیلہ بنوغطفان کا بت تھا۔ (۸) لات (۹) مناف ان دونوں بتوں کی عبادت سارا عرب کرتا تھا (۱۰) دوار، یہ نوجوان عورتوں کا معبود تھا۔ (۱۱) اساف یہ کوہ صفا پر تھا۔ (۱۲) نائلہ یہ مروہ پہاڑی پر تھا ان دونوں بتوں پر قربانیاں کی جاتی تھیں۔ (۱۳) عجب اس پر اونٹوں کی قربانی کی جاتی تھی، (۱۴) کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی تصویر رکھی انکے ہاتھ میں استخارے کے تیر تھے جو ازلام کہلاتے تھے اور ایک بھیڑ کا بچہ ان کے قریب کھڑا تھا اور حضرت اسماعیل کی مورتی خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی۔ (۱۵) حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی بھی تصویریں اور مورتیاں خانہ کعبہ میں موجود تھیں اور ود یغوث یعوق اور نسر ایام جاہلیت کے مشہور لوگوں میں سے تھے جن کی تصویریں پتھروں پر منقش کر کے بطور یادگار کے خانہ کعبہ کے اندر رکھ دی گئی تھیں ایک مدت کے بعد ان کو معبود کا رتبہ دے کر انکی پرستش کرنے لگے۔

خدا پرستی:......خدا پرستی بھی کسی قدر عرب میں جاہلیت میں تھی ان کی دو قسمیں تھیں ایک جماعت تو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے اور مانتے تھے لیکن اور باقی خیالات ان کی لادینیت کی طرف زیادہ مائل تھے دوسرا گروپ اللہ تعالیٰ کو برحق جانتا تھا قیامت، نجات حشر بقائے روح اور اس کی جزا و سزا کا قائل تھا۔

---

[1] ......تفصیل کے لیے دیکھیں کتاب الاغانی جلد سوم صفحہ ۱۸۶ (بولاق، طبعہ اولیٰ)۔ [2] ......تصحیح واستدراک، ثناء اللہ

لا مذہبیت :.....عرب جاہلیت میں لا مذہبیت کا بھی ایک طرح کا زور وشور پایا جاتا تھا جو نہ تو بت پرست تھے اور نہ کسی کتاب کو اور الہامی مذہب کے پابند تھے اللہ تعالیٰ اور حشر کے منکر تھے اسی وجہ سے جزا وسزا کے بھی قائل نہ تھے وہ دنیا کو ازلی ابدی قرار دیتے تھے۔

صابی مذہب :.....صابی مذہب والے یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ہمارا الہامی مذہب ہے اور وہ حضرت شیث اور حضرت اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام کے پیرو کار ہیں انکے یہاں سات وقتوں کی نمازیں اور ایک قمری مہینہ کا روزہ تھا یہ جنازہ کی نماز پڑھتے تھے ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان کا دعوہ صحیح ہو لیکن یہ عیب ان لوگوں میں آ گیا تھا کہ وہ سات سیاروں (ساتوں ستاروں) کی پرستش کرتے تھے اس کے باوجود خانہ کعبہ کی بڑی عظمت کرتے تھے۔

یہودیت کی عرب میں آمد :.....یہودی مذہب عرب میں پینتسویں صدی دینوی (بمطابق پانچویں قبل مسیح) ہنگامہ بخت نصر میں آیا، یہ چند دنوں کے بعد یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ۳۶۶۵ دینوی مطابق ۳۵۴ قبل مسیح میں ذوالنواس حمیری بادشاہ یمن یہودی بن گیا اور اسے عرب میں یہودیت کو بہت ترقی ہوئی۔

عیسائیت کی عرب میں آمد :.....تیسری صدی میں عیسائی مذہب نے عرب میں دخل دیا جب کہ مشرقی کلیسا میں خرابیاں اور بدعتیں رفتہ رفتہ رواج پذیر ہو گئیں تھیں عام مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ زمانہ ''ذوالنواس'' کا تھا لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کیوں کہ وہ تقریباً چھ سو برس پہلے گزر چکا تھا اس مذہب کی اشاعت زیادہ نجران میں ہوئی عرب میں اس کا کچھ زیادہ رواج نہیں ہوا البتہ بنو ربیعہ اور غسان اور بعض بنو قضاعہ میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی انکے علاوہ جو تمیم مجوسی اور اکثر قریش زندقہ مذہب سے تعلق رکھتے تھے واللہ اعلم انتہی کلام المترجم)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائی حالات

ولادت باسعادت :.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عام الفیل ❶ میں بارہ ربیع الاول بروز پیرا ہوئی اس وقت نوشیرواں ❷ شہنشاہ ایران کے دور حکومت کا چالیسواں اور بعض مؤرخین کے مطابق اڑتالیسواں سال تھا اور اسکندر ذوالقرنین کی رو سے ۸۸۲ سن تھا۔

ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار عبداللہ ملک شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپسی پر جب مدینہ پہنچے تو وہاں وفات پا گئے انکی وفات کے چند دنوں بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادے عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی اور خداوند تعالیٰ کی کفالت اور نگرانی اسکے علاوہ تھی۔

رضاعت اور واقعہ شق صدر :.....عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی دودھ پلانے والی دایہ کی تلاش کی چنانچہ بنو سعد میں سے حلیمہ ❸ (بنت ابی ذوئب عبداللہ) بطور دایہ مقرر ہوئیں اور اس نے آپ کو دودھ پلایا مائی حلیمہ کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزی تھا۔ آپ کے گھر والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن ہی میں آپ میں نیکی کی علامات اور اللہ کے انعامات دیکھا کرتے تھے چنانچہ دو فرشتوں نے آپ کا پیٹ چاک کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سے جمے ہوئے خون کا ایک سیاہ لوتھڑا نکالا۔

ولادت میں سن عیسوی کا اختلاف :.....علماء تاریخ کے نزدیک یہ مشہور اختلافی مسئلہ ہے کہ عام الفیل کس سنہ عیسوی میں واقع ہوا تھا لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء کے مطابق ہے کیونکہ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۲۲ء میں مکہ سے مدینہ نزول وحی کے تیرہویں برس ہجرت کی تھی اور وحی چالیسویں برس کی عمر میں نازل ہوئی تھی اگر سالوں کو ہم جمع کریں گے تو ترپن سال قمری حساب سے ہوتے ہیں اور جب شمسی

---

❶..... عام طور پر عام الفیل (یعنی وہ سال جب یمن کے حبشی گورنر ابرہہ نے مکہ معظمہ پر ہاتھی سے حملہ کیا ۵۷۰ء کے مطابق سمجھا جاتا ہے۔ ❷..... نوشیرواں جس سال تخت حکومت پر بیٹھا ہے اس وقت عیسوی کلینڈر کے مطابق ۵۳۱ء تھا اس اعتبار سے اس کے چالیسویں سال آپ کی پیدائش کا قول قرین قیاس ہے کیوں کہ مؤرخین کے مطابق آپ کی ولادت مبارک ۵۷۱ء میں ہوئی۔ ❸..... حضرت حلیمہ کا نسب یوں ہے حلیمہ بنت ابی ذوئیب عبداللہ بن حارث بن شجنہ بن جابر بن زرام بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن نصفہ بن قیس بن عیلان، سیرت بن ہشام ص ۱۴۰ ج ۱

سالوں کے مطابق ان میں سے قمری سال نکالا جائے گا تو باون برس باقی رہ جائیں گے اور پھر جب ان باون کو چھ سو بائیس سے ہم نکال لیں گے تو پانچ سو ستر باقی رہ جائیں گے اس حساب سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور اسی سن میں عام الفیل کا بھی واقعہ ہوا تھا کیونکہ مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ عام الفیل کے پہلے سال میں پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم۔

آپ ﷺ کی رضاعت: ..... شروع میں ولادت کے بعد چند روز ثوبیہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا جو ابولہب بن عبدالمطلب کی آزاد کردہ باندی تھیں رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد حمزہ کو اسی ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا اس وجہ سے حضرت حمزہ اور مسروق یعنی ثوبیہ کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی تھے دادا عبدالمطلب اور بی بی آمنہ نے آپ کو نام احمد کے نام سے موسوم کیا۔ کیونکہ بی بی آمنہ نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا تھا جس نے کہا تھا کہ بیٹے کا نام احمد رکھنا ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام قبائل قریش کی دعوت کی آٹھویں دن شرفاء عرب کے دستور کے مطابق دودھ پلانے کے لیے آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا وہ آپ کو گھر لے گئیں ہر چھ مہینے آپ کو لا کر آپ کی والدہ وغیرہ کو دکھا جاتی تھیں جب آپ دو برس کے ہوئے تو آپ کا دودھ چھڑایا گیا لیکن بی بی آمنہ نے آب وہوا کی تبدیلی کے خیال سے آپ کو پھر حلیمہ سعدیہ کے حوالے کر دیا چار برس کی عمر تک آپ ان کے پاس رہے اس دوران حلیمہ سعدیہ ہر چھٹے مہینے آپ کو آپ کی والدہ سے ملانے لاتی تھیں اس کے بعد بی بی آمنہ نے ان کو اپنے پاس رکھ لیا آمنہ کا انتقال ہو گیا آپ کی عمر چھ سال ہوئی تو آمنہ آپ کو لے کر مدینہ گئیں واپسی پر مقام ابواء پر بی بی آمنہ کا انتقال ہو گیا رسول اللہ ﷺ مکہ میں پہنچ کر اپنے دادا عبدالمطلب کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔

علماء سیر اس واقعہ کو شق صدر کے نام سے یاد کرتے ہیں اس باب میں بعض معتبر کتابوں میں بھی روایتیں نقل کی جاتی ہیں لیکن وہ ایسی اختلافی ہیں جن کی تطبیق اس قدر مشکل نظر آتی ہے قرآن مجید سے اس حقیقت کا پتہ نہیں چلتا البتہ شرح صدر کا قرآن مجید کے پارہ عم سورہ الم نشرح کی پہلی آیت الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تیرے سینہ کو نہیں کھول دیا، سے ثبوت ہو سکتا ہے ایک مدت کے بعد لوگ شرح صدر کو شق صدر کہنے لگے ہوں لیکن قرآن مجید سے اس کی حقیقت اور اصلیت معلوم نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ بالکل غلط ہو کیونکہ قرآن مجید احکام الٰہی کی کتاب ہے نا کہ رسول اللہ ﷺ کی سوانح عمری ہشامی نے ایک جگہ حضرت حلیمہ سے واقعہ شق صدر کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے رضاعی بھائی اور بہن کے ساتھ گھر کے قریب مویشی چرانے گئے تھے وہ دونوں اچانک میرے پاس روتے دوڑتے ہوئے آئے اور یہ بیان کیا کہ دو سفید پوش آدمی ہمارے قریشی بھائی کو پکڑ کر لے گئے اور انکا سینہ چاک کر دیا میں اور میرے شوہر اس مقام پر گئے دیکھا کہ آپ کا رنگ مارے خوف کو زرد تھا میں نے انکو اپنے گلے سے لگا لیا اور پریشانی کی وجہ سے دریافت کی آپ نے فرمایا کہ دو آدمی سفید پوش میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا دل چیرا اور اس میں سے کوئی چیز نکالی مجھے معلوم نہ ہوا وہ کیا چیز تھی مسلم نے بروایت انس ابن مالک لکھا ہے کہ ایک روز جب رسول اللہ ﷺ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام انکے پاس آئے اور ان کا دل چیرا اور ایک قطرہ نکال کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا تھا اس کے بعد اسکو سونے کی پلیٹ میں آب زم زم سے دھویا اور پھر اس کو وہیں رکھ دیا جہاں رکھا ہوا تھا اس لڑکے نے یہ واقعہ دیکھ کر آپ کے گھر اطلاع دی اور کہا کہ محمد ﷺ کو ایک آدمی نے مار ڈالا ہے وہ فوراً آپ کے پاس آئے اور ان کا رنگ فق پایا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سلائی کا نشان جو آپ کے سینے پر تھا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ان دونوں روایتوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے بالکل مطابقت نہیں ہے پہلی روایت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ شق صدر مکہ کے باہر ہوا حلیمہ کے مکان کے قریب ہوا ہے اور دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ میں واقعہ ہوا ہے اور پھر ایک میں سونے کے طشت اور آب زم زم کا ذکر ہے اور ایک میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے پھر انہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری روایت میں شق صدر کا واقعہ شب معراج میں بیان کیا ہے وہ زمانہ سے جو اس روایت میں ہے بالکل مخالف اور الگ ہے ممکن ہے کہ حضرت انس کے بعد راوی نے روایت میں سے جو انس کی معراج سے متعلق ہے ایک ٹکڑا کاٹ کر علیحدہ بیان کر دیا ہو اس کے علاوہ انس رضی اللہ عنہ خود واقعہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ انہوں نے ان راویوں کے نام بیان کیے ہیں جن کے ذریعے انہیں یہ روایت پہنچی تھی ان دو بزرگوں کے علاوہ اور علماء نے بھی اپنی کتب میں یہ واقعہ تحریر کیا ہے۔ حکیم احمد حسین (احقر مصحح ثناء اللہ محمود کہتا ہے کہ ان مختلف روایات کی وجہ سے واقعہ شق صدر کو مشکوک سمجھنا درست نہیں بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا شق صدر تین بار یا چار بار ہوا ہو جیسا کہ متناط مصنف۔

قول اختیار کیا ہے اور ہر واقعہ کو الگ الگ علیحدہ بیان کر دیا ہے واللہ اعلم ۔) اور آپ کی آنتوں اور دل کو برف کے ساتھ دھویا تو اس وقت آپ کی عمر کا چوتھا سال تھا اور آپ اس سے پہلے خیموں کے پیچھے بکریاں چرا رہے تھے جب آپ خیمہ کی طرف لوٹے تو آپ کا رنگ فق تھا۔

والدہ محترمہ کے پاس آمد:...... جب مائی حلیمہ کے ان کے حالات کا پتہ چلا تو انہیں یہ خوف ہوا کہ کہیں آپ پر کوئی سختی نہ آ جائے چنانچہ وہ آپ کو آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے گئیں حضرت آمنہ کو اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی کہ حلیمہ ان کے فرزند کو واپس کر رہی ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے اپنی نگرانی میں لینے کی بڑی خواہش مند تھیں آخر کار جب حلیمہ نے تمام بات بتائی تو حضرت آمنہ نے کہا بخدا مجھے اس کے بارے میں کوئی خطرہ نہیں ہے اور پھر بہت ایسے واقعات ذکر کیے جو آپ ﷺ کے بارے میں کرامت ظاہر کر چکے تھے۔

پھر آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ آپ کو مدینہ لے گئیں اور بنو عدی بن النجار سے آپ کی ملاقات کروائی جو آپ کے دادا عبدالمطلب کے ننھیال والے تھے۔

ابو طالب کی کفالت اور آپ کے ایام شباب:...... جب آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا آپ ﷺ کو پہلے وہ اپنے بیٹے ابو طالب کی نگرانی میں دے چکے تھے ابو طالب نے آپ کی پرورش بڑے اچھے انداز سے کی آں حضرت ﷺ نے اپنے بچپن اور جوانی کے دنوں کو بڑے قابل تعریف طریقے پر گزارا چنانچہ آپ ہمیشہ جاہلیت کے برے کاموں سے الگ تھلگ رہے اور اپنے دامن کو ان کی آلودگی سے بچائے رکھا چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ قریش کے چند جوانوں کے ساتھ ایک شادی کی محفل میں تشریف لے گئے مگر جب آپ اس مجلس میں شریک ہوئے تو آپ ایسی نیند طاری ہوئی کہ جب آپ بیدار ہوئے تو سورج نکل چکا تھا اور لوگ جا چکے تھے۔

ستر پوشی پر نصرت خداوندی:...... ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ کعبہ کی عمارت تعمیر کی جا رہی تھی اور آپ اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ پتھر اٹھا رہے تھے آپ اور آپ کے چچا ابھی دونوں لڑکپن کی عمر میں تھے عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا پتھر اپنے تہبند میں باندھ کر اٹھا لو آپ نے تہبند کو اتار کر اس میں پتھر رکھا اور کندھے پر رکھنے لگے تو آپ عریاں ہو گئے اور غش کھا کر گر پڑے جب ہوش آیا تو آپ نے فوراً تہبند پہن لیا اور بدستور پہلے کی طرح پتھر اٹھانے لگے آپ کے خاندان اور قبیلہ میں آپ کی برکات کا برابر ظہور ہوتا رہا۔

شام کا سفر:...... آپ کے چچا ابو طالب آپ کو سفر میں ملک شام لے گئے اس وقت آپ کی عمر تیرہ ❶ سال تھی اور بعض مؤرخین کے مطابق سترہ سال تھی بصریٰ کے مقام میں آپ کا گزر بحیرا ❷ نامی راہب کے پاس سے ہوا اس نے دیکھا کہ دھوپ میں ایک بادل آپ پر سایہ کرتا ہے اور درخت جھکے جاتے ہیں اس نے لوگوں کو بلایا اور آپ کی نبوت کے بارے میں آگاہی دی اور آپ کے بارے میں اور بہت کچھ بتلایا۔

شام کا دوسرا سفر:...... پھر آں حضرت ﷺ نے دوبارہ شام کا سفر کیا تو اس مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کا سامان تجارت آپ کے ساتھ تھا اور ان کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا اس سفر میں آپ کا گزر نسطورا نامی راہب کے پاس سے ہوا نسطورا نے دیکھا کہ آپ کو دو فرشتے دھوپ میں سایہ کیے ہوئے ہیں نسطورا نے آپ کی شان نبوت کے بارے میں میسرہ سے بات کی اور بعد میں میسرہ نے حضرت خدیجہ کو بتا دی یہ خبر سن کر حضرت خدیجہ نے آپ کے پاس شادی کو پیغام بھیجا ابو طالب گئے اور خدیجہ کے باپ سے انہیں اپنے بھتیجے کے لیے مانگا چنانچہ اس نے حضرت خدیجہ کی شادی آپ سے کر دی اس موقع پر قریش کے تمام نامور لوگ موجود تھے۔

خدیجہ سے شادی اور ابو طالب کا خطبہ:...... آنحضرت ﷺ کی شادی پر ابو طالب نے یہ خطبہ پڑھا: **الحمد لله الذی جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وضئضى معد وعنصر مضر وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما امنا وجعلنا امناء بيته وسواس حرمه وجعلنا**

---

❶...... ایک قول نو سال اور ایک بارہ سال کا بھی ہے دیکھیے طبری، شرح المواہب۔ الروض الانف وغیرہ۔ ❷...... بحیرا راہب کا اصل نام جرجیس ایک قول کے مطابق سرجس اور جرجس کا بھی قول ہے یہ یہودیت کے احبار میں سے تھا اسی طرح ایک قول یہ بھی ہے کہ عیسائی راہب تھا عبدالقیس سے تعلق تھا یہ ابن اسحاق کا قول ہے تفصیل کے لیے دیکھیں سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۱۸۱ مروج الذہب، روض الانف۔

الحکام علی الناس و ان ابن اخی محمد بن عبداللہ من قد علمتم قرابتہ وھو لایوزن باحد الارجع بہ فان کان فی المال قل فان المال ظل زائل وقد خطب خدیجۃ بنت خویلد وبذل لھا من الصداق ماعاجلہ واجلہ من مالی کذا و کذا ھو واللہ بعد ھذا لہ نبأ عظیم و خطر جلیل.

ترجمہ: تمام حمد وستائش اس خدا کے لائق ہیں جس نے ہم کو ابراہیم کی ذریت اور اسماعیل کی اولاد سے پیدا کیا اور ہمیں قبیلہ معد اور مضر کی خالص نسل سے پیدا کیا اور ہمارے لیے ایک ایسا گھر اور ایسا پرامن حرم بنایا سب لوگ حج کے لیے آتے ہیں اور پھر ہمیں اس گھر کا امین اور حرم کا نگہبان مقرر کیا اور تمام لوگوں کی حکومت ہم کو بخشی میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ کی قرابت داری کا آپ کو علم ہے آپ جس کسی شخص کے ساتھ اس کا موازنہ کریں گے محمد کو ہی اعلیٰ اور برتر پائیں گے اگرچہ اس کے پاس مال بہت کم ہے مگر مال کیا ہے ایک ڈھلتا ہوا سایہ ہے جسے دوام حاصل نہیں اس نے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کو پیغام دیا ہے اور اس کے لیے مال سے اتنا مہر مقرر کیا ہے۔ بخدا اس کے بعد اسے بڑی شہرت اور عظمت حاصل ہونے والی ہے۔

شادی کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس تھی اور اس وقت جنگ فجار ❶ کے بعد پندرہ سال گزر چکے تھے۔

کعبہ کی تعمیر:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی تعمیر میں بھی شرکت فرمائی اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی پورے قبیلہ قریش نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ کعبہ کی موجودہ عمارت کو گرا کر از سرنو تعمیر کیا جائے چنانچہ جب تعمیر حجر اسود کے نزدیک پہنچی تو ان میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا کہ ان میں سے کون شخص اسے اس کی جگہ پر رکھے یہ جھگڑا یہاں تک بڑھا کہ لڑائی کی صورت پیدا ہو گئی اور عبدالدار کے خاندان نے مرنے مارنے کا حلف اٹھالیا۔

حجر اسود رکھنے پر جھگڑا اور اس کا فیصلہ:......اس کے بعد سب لوگ مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور امیہ نے یہ تجویز دی کہ کل جو شخص مسجد الحرام کے دروازے سے سب سے پہلے داخل ہو اسے منصف تسلیم کرلیا جائے چنانچہ تمام لوگ اس بات پر راضی ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے اس پر سب بول اٹھے کہ امین آ گئے (قریش آپ کو اس لقب سے پکارتے تھے) چنانچہ سب لوگ آپ کو منصف تسلیم کرنے پر راضی ہو گئے تو آپ نے ایک چادر بچھائی اور حجر اسود کو اس میں رکھا اور سرداران قریش کو چادر کے کنارے پکڑنے کے لیے دیئے انہوں نے چادر کو اٹھایا اور جب اسے حجر اسود کی مقررجگہ کے برابر لے آئے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اٹھا کر اپنے ہاتھ سے اس جگہ پر رکھ دیا یہ چار سردار تھے جن کے نام یہ ہیں (۱) عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس (۲) اسود بن مطلب (۳) ابوحذیفہ بن مغیرہ (۴) قیس بن عدی سہمی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی پاکیزگی اور پرہیزگاری پر ہمیشہ جمے رہے اور آپ کی ذات سے کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا چنانچہ جب آپ باہر میدان میں نکلتے تو پتھر اور درخت آپ کو سلام کرتے۔

نزول وحی کی ابتداء:......نزول وحی کی ابتداء رویاء صادقہ یعنی سچے خوابوں سے ہوئی آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی روز روشن کی طرح آپ کے سامنے آ جاتا تھا پھر لوگوں میں کسی نبی کی نبوت اور اس کے ظہور کے چرچے ہونے لگے اور دوران آپ کی طبیعت عبادت گزاری کی طرف مائل ہو گئی چنانچہ آپ کھانا لے کر تنہائی میں رہنے لگے یہاں تک کہ غار حرا میں آپ پر وحی اتری اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی اور بعض مؤرخین کے مطابق تینتالیس سال کی تھی نزول وحی کی حالت میں آپ اپنے ہم مجلسوں سے بالکل بے خبر ہو جاتے حالانکہ آپ انکے ساتھ ہوتے تھے۔

وحی کے طریقے:......کبھی جبرائیل علیہ السلام فرشتہ ایک انسان کی صورت میں ظاہر ہو کر آپ سے ہم کلام ہوتا اور آپ اس کی بات کو خوب ذہن نشین کر لیتے تھے اور کبھی آپ پر القاء ہوتا تھا ❷ اور آپ حاضرین کی طرف سے بے خبر ہو جاتے تھے اور آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا جیسا کہ صحیح روایت میں آیا ہے اس کیفیت کے بیان میں آپ نے فرمایا وھو اشد علی فیفصم عنی وقد وعیت ماقالو احیانا یتمثل لی الملک رجلا

---

❶ فجار فا کے زیر کے ساتھ اس کے معنی ہے ایک دوسرے سے فجور کرنا مفاجرہ کے معنی ہیں جیسے قتال اور مقابلہ کیونکہ یہ جنگ مقدس مہینے میں شروع ہوئی تھی ان سب نے مل کر اس میں لڑ کر گناہ فجور کیا اس لیے اس کا نام فجار رکھا گیا۔ ❷......مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے وحی مندرجہ ذیل طریقوں سے آیا کرتی ہے (۱) جبرائیل کبھی اپنی صورت میں تشریف لاتے۔ (۲) کبھی کسی عام انسان کی صورت میں تشریف لاتے بعد میں حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آنے لگے۔ (۳) خواب میں کوئی بات ارشاد فرمادی جاتی۔ (۴) دور سے کوئی آواز سنائی دیتی تھی حدیث میں اس کو دور سے آنے والی گھنٹیوں کی آواز سے تعبیر کیا گیا ہے یہی وہ کیفیت ہے جو آپ پر بڑی شاق گزرتی تھی۔ ثناء اللہ محمود

فیکلمنی فاعی مایقول یہ کیفیت مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے جب وحی بند ہو جاتی ہے تو وحی کی بات مجھے خوب یاد ہو چکی ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں۔

سب سے پہلی وحی: ...... اس قسم کی کوئی ایک حالت آپ پر غار حرا میں طاری ہوگئی جہاں آپ پر یہ وحی اتری اقرأ باسم ربك الذی خلق. خلق الانسان من علق. اقرأ وربك الاکرم. الذی علم الانسان بالقلم. علم الانسان مالم یعلم۔ پڑھ اس پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پڑھ کہ تیرا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے (انسان کو) سکھایا جو وہ نہیں جانتا۔

تبلیغ اسلام: ...... آں حضرت ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع دی جیسا کہ الصحیح میں مذکور ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی شان نبوت کا دل سے احترام اور لحاظ کرنے لگیں۔ پھر آپ کو نماز سکھائی گئی اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو وضو کا طریقہ سکھایا اور نماز کے سارے ارکان بتائے۔

واقعۂ معراج: ...... پھر معراج ❶ کا واقعہ پیش آیا یعنی آپ رات کے وقت مکہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں سے آپ کو ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہی کی سیر کرائی گئی اور آپ پر وہ باتیں کھلیں جو صرف آپ کو ہی معلوم ہیں

حضرت علی کا ایمان لانا: ...... حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد علی ابن ابی طالب ایمان لائے وہ اس وقت قحط سالی کی وجہ سے آں حضرت ﷺ کی کفالت میں تھے جس میں قریش مبتلا ہو گئے تھے ظہور اسلام کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ آں حضرت ﷺ کی آغوش تربیت میں تھے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے اور ان کے ساتھ مل کر گھاٹیوں میں اپنے والد سے چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے ایک دن ابو طالب ادھر آنکلے تو رسالت مآب ﷺ نے ان کو دعوت دی مگر ان کے چچا نے جواب دیا کہ میں اپنے باپ دادا کا دین نہیں چھوڑ سکتا لیکن جب تک میں زندہ ہوں تجھے کوئی گزند

---

❶ ...... (از مترجم) علمائے تاریخ وسیر نے جس طرح واقعہ معراج میں اختلاف کیا ہے ویسا ہی اوقات معراج اور مکان اسراء یعنی (جس جگہ سے رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی ہے) میں مختلف روایات ہو میں شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے فذهب طائفة الی انه اسری بالروح وانه رویا منام مع اتفاقهم ان رویا الانبیاء حق ووحی والی هذا ذهب معاویة وحکی عن الحسن والمشهور عنه خلافه والیه اشار محمد ابن اسحاق۔ ترجمہ: ایک گروہ علماء کا اس طرف گیا ہے کہ معراج روحانی ہوئی ہے اور وہ خواب کا رویا تھا باوجود اس کے انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ انبیاء کا خواب حق اور وحی ہوتا ہے اور اسی قول کو حضرت معاویہ نے اختیار کیا ہے اور حسن نے بھی یہی روایت کی ہے لیکن ان کی مشہور روایت ان کے خلاف ہے اس کی طرف محمد ابن اسحاق نے اشارہ کیا ہے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے وحکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیره عن حذیفة انه قال ذلك رویا وانه فقد جسد رسول الله ﷺ علیه انما اسری بروحه وحکی هذا القول ایضا عن عائشة وعن معاویه۔ ترجمہ: محمد ابن جریر طبری سے اس کی تفسیر میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ واقعہ معراج خواب تھا اور رسول اللہ ﷺ کا جسم معراج پر نہیں گیا تھا اور بے شک معراج روحانی تھی اور یہی قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جو علماء معراج جسمانی کے قائل ہوئے ہیں ان کے پاس بھی احادیث اسناد کے ساتھ موجود ہیں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں قطع نظر اس سے کہ معراج جسمانی کے قائلین جو ثبوت قرآن مجید سے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے پندرہویں پارے میں سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من ایتنا انه هو السمیع البصیر۔ ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے دور نے برکت دی ہے تاکہ اس کو ہم اپنی نشانیاں دکھلائیں بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی ہوئی ہے کیونکہ اسریٰ کے معنی رات کو سفر کرنے کے ہیں نہ کہ خواب کی حالت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں ہمیں اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی کہ ہم اسریٰ کے معنی اس جگہ پر خواب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیں حالانکہ اس کے معنی اصلی یعنی رات کا سفر مراد لے سکتے ہیں اس کے علاوہ لفظ بعبدہ صاف طور کہہ رہا ہے معراج جسمانی ہوئی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں اپنے بندہ اور بندہ کا اطلاق روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے پس جب تک روح اور جسم دونوں کا پایا جانا ثابت نہ ہو اس وقت تک اسری بعبدہ کے معنی درست نہیں ہو سکتے روحانی معراج کے قائل اس آیت کے مقابلہ میں سورۂ اسریٰ کی ایک دوسری آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة للناس۔ ترجمہ: اور نہیں کیا ہم نے اس خواب کو جو تجھ کو دکھلایا مگر لوگوں کی آزمائش کے لیے پیش کرتے ہیں قائلین معراج جسمانی کہتے ہیں اگرچہ بالعموم رؤیا کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں لیکن اس کا اطلاق آنکھ پر بھی ہو سکتا ہے لہٰذا رؤیا کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے اس کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اس کی دلیل میں یہ ہے کہ بخاری میں لکھا ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قوله تعالی وما جعلنا الرؤیا التی اریناك الا فتنة قال هی الرؤیا عین اراها رسول الله ﷺ لیلة اسری به الی بیت المقدس۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں پہنچے گی اور پھر اپنے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس کے ساتھ رہو کیونکہ یہ نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

پہلے پہل اسلام قبول کرنے والے: ......سب سے پہلے جو اسلام لائیں وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں پھر مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں پھر زید بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پھر بلال بن حمامہ ❶ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے پھر عمر بن عنبسہ اسلمی اور خالد بن سعید بن العاص امیہ پھر قریش کے چند اور لوگ ایمان لائے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لیے چن لیا تھا چنانچہ ان میں سے اکثر کے لیے جنت کی گواہی دنیا ہی میں دے دی گئی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ: ......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم خو اور ہر دل عزیز تھے قریش کے معزز لوگ ان سے محبت رکھتے تھے چنانچہ ان کی ترغیب سے مندرجہ ذیل حضرات مشرف با اسلام ہوئے بنو امیہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنو عمرو کے خاندان سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بنو

(بقیہ گزشتہ صفحہ) ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنة للناس کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ آنکھ کا رؤیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا تھا جب کہ وہ بیت المقدس لے جائے گئے تھے۔ حضرت قتادہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات مقام حجر میں آئے ہوئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ مسجد حرام میں آرام فرما رہے تھے ام ہانی کی روایت میں ہے کہ معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء پڑھ کر ہمارے گھر میں سو رہے تھے اور فجر سے پہلے ہم نے آپ کو جگایا بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہجرت سے تین برس پہلے معراج ہوئی اور بعض ایک سال پہلے بتلاتے ہیں بہر کیف یہ اختلافی واقعہ ہے روایت سے کوئی تسکین اور فیصلہ نہیں ہو سکتا البتہ اگر اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ پر نظر کی جائے تو اس سے کچھ ناممکن معلوم نہیں ہوتا سب کچھ ہو سکتا ہے معراج جسمانی یا عالم رؤیا کے واقعات کو ہم اس جگہ بوجہ شہرت نہیں ذکر کرنا چاہتے وہ سورہ اسریٰ کو بغور دیکھنے سے معلوم ہو جاتے ہیں اور یہ خیال ہوتا ہے کہ غالباً یہی احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں عطا ہوئے تھے وہ یہ ہیں:

ولاتجعل مع الله الها اخر فتقعد مذموما مخذولا. ترجمہ: نہ مقرر کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ورنہ تو مذموم اور مخذول ہو کر بیٹھ جائے گا۔

وقضى ربك الاتعبدوا لااياه وبالوالدين احسانا امايبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلاتقل لهما ولاتنهر هما و قل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا وات ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولاتبذر تبذيرا. ولاتجعل يدك مغلولة الى عنقك ولاتبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا ولاتقتلوا اولاكم خشية املاق نحن نرزقهم واياكم ان قتلهم كان خطا كبيرا ولاتقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلا ولاتقتلوا النفس التى حرم الله الا بالحق وال تقربوا مال اليتيم الا بالتى هى احسن حتى يبلغ اشده واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا واوفوا الكيل اذا كلتم وزنوا بالقسطاس المستقيم والتقف ماليس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا ولاتمش فى الارض مرحا انك لنتخرق الارض ولنم تبلغ الجبال طولا كل ذلك كان سيئه عندربك مكروها ذلك مما اوحى اليك ربك من الحكمة ولاتجعل مع الله الها اخر فتلقى فى جهنم ملوما مدحورا.

ترجمہ: اور تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ کسی کی اس کے علاوہ عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اگر تیرے ہوتے ہوئے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف بھی نہ کہو اور نہ ان کو ڈانٹ اور ان سے اکرام والی باتیں کرو اور جھکا دے انکے لیے ذلت کا بازو مہربانی سے اور کہہ اے پروردگار رحم کر ان پر جس طرح پالا انہوں نے مجھ کر بچپن میں اور رشتہ داروں اور مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو اور فضول خرچی مت کرو اور اپنے ہاتھ کو باندھ کر اپنی گردن کی جانب مت کرو اور نہ اس طرح کھول دو کہ اسکے بعد حسرت اور ملامت کیے ہوئے کی طرح بیٹھ جاؤ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انکو اور تم کو رزق دیتے ہیں بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے قریب مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔ اور نہ مار ڈالو ایسی جان کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر پسندیدہ طریقے سے حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کرو اپنے عہد کو بے شک عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ جب پوتا پورے طور سے ناپو اور ٹھیک ترازو سے وزن کرو۔ اور جس علم کا تجھ کو علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ پڑ بے شک کان اور آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا اور زمین میں متکبر چال نہ چل بے شک زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ لمبائی تک پہنچ سکتا ہے۔ ان سب باتوں کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک ناپسندیدہ ہے یہ چیزوں میں سے ہے کہ تیرے پروردگار نے وحی بھیجی تیری طرف حکمت کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ کوئی شریک قرار مت دو ورنہ جہنم میں ملامت شدہ ہو گے اور دھتکارے ہوئے ہو کر ڈال دیئے جاؤ گے۔ ان آیات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ضروریات دین کے اعتقادی اور عملی احکام دونوں معراج میں عطا فرمائے ہمارے اس دعویٰ کی تائید پچھلی آیت بخوبی کرتی ہے ان اعتقادی احکام کے علاوہ اللہ جل شانہ نے پانچ وقت کی نمازیں اور ماہ رمضان کے روزے فرض فرمائے ہیں ہم کو یقین کامل ہے کہ جو شخص اس سورہ مبارکہ کو بغور پڑھے گا وہ ضرور ہماری اس رائے سے اتفاق کرے گا واللہ اعلم حکیم احمد حسین۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ❶ ......حضرت بلال کی والدہ کا نام حمامہ ہے والد کا نام رباح پکے مسلمان تھے بطحاء مکہ میں امیہ بن خلف ان پر تشدد کرتا تھا کہ یہ توحید سے باز آجائیں اور چرک شروع کر دیں حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں فدیہ دے کر آزاد کروایا سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۳۱۸۔

زہرہ میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بنو اسد میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ کے پھوپھی صفیہ کے بیٹے تھے۔

اس کے بعد بنو الحارث میں سے حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ الجراح رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بنو مخزوم میں سے حضرت ابو سلمی، عبدالاسد اور بنو جمح میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بھائی قدامہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور بنو عدی میں سے حضرت سعید بن زید اور ان کی زوجہ فاطمہ جو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں ان کے والد زید بن عمرو ایام جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور توحید کے قائل ہو چکے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ان کو یہ خبر دی کہ قیامت کے دن وہ اکیلا ایک الگ امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسلام: ...... پھر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمیر مسلمان ہوئے پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابن عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے ان کے قبول اسلام کا سبب یہ ہوا کہ ان کے ریوڑ سے ایک بکری کا دودھ سوکھ چکا تھا مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوہا تو دودھ کی دھاریں چھوٹ پڑیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کا اسلام: ......(۱) پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے۔(۲) ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور (۳) السائب بن عثمان بن مظعون (۴) ابوحذیفہ بن عتبہ جن کا نام مہشم تھا (۵) عامر بن فہیرہ از دی ان کی والدہ فہیرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں (۶) واقدی بن عبداللہ تمیمی جو بنو عدی کے حلیفوں میں سے تھے (۷) عمار بن یاسر عنسی جو قبیلہ مذحج کے تھے اور ابو مخزوم کے غلام تھے (۸) صہیب بن سنان جو بنو نمر قبیلہ کے تھے اسلام لائے۔

کھلم کھلا اسلام کی تبلیغ کرنے کا حکم: ......نزول وحی کی ابتداء کے تین سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی نبوت کا کھلم کھلا اعلان کریں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھ کر آواز دلگائی ''یا صباحاہ'' یہ آواز سن کر جب قریش والے ان کے پاس جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن صبح یا شام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہاری بت پرستی کی وجہ سے تم پر آنے والا ہے۔

خاندان کو دعوت دینے کا حکم: ......پھر یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتك الاقربین یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو آنے والے عذاب الٰہی سے ڈرائے اور اس بارے میں مسلسل وحی آنے لگی تو آپ نے عبدالمطلب کے خاندان کو جمع کیا جن کے افراد کی تعداد ان دنوں چالیس تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر انکے لیے ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کھانا تیار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اسلام کی طرف بلایا اور رغبت دلائی اور ان کو تنبیہ فرمائی لوگوں نے آپ کی بات سنی مگر ایمان لائے بغیر منتشر ہو گئے۔

قریش کی مخالفت: ...... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلم کھلا اپنا پیغام پہنچایا اور بتوں کی برائی بیان کرنے لگے تو قریش بہت غصہ ہوئے اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر آپ کی جان کے دشمن ہو گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب آپ کی حفاظت اور حمایت پر کمر بستہ رہے سرداران قریش میں سے ربیعہ بن عبدشمس کے بیٹے عتبہ، شیبہ، ابوالبختری بن ہشام، اسود بن عبدالمطلب، ولید بن مغیرہ ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل حجاج بن علی کے بیٹے، نبیہ، منبہ اسود بن عبدیغوث مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور انہیں انصاف کرنے کے لئے کہا ابوطالب نے مناسب جواب دے کر ان کو واپس کر دیا۔

ابوطالب اور سرداران قریش کے سامنے اظہار حق: ......مگر یہ قریش ان کے پاس دوبارہ آئے اور ان سے انصاف طلب کیا اس پر ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر ان سرداروں کی موجودگی میں بلایا اور انہوں نے اپنی بات ان سے کہی اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور انہیں اپنے بارے میں مایوس کر دیا اور ابوطالب سے کہا کہ اے چچا میں اسے کام کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ خدا اسلام کو غالب کر دے یا میں اس کوشش میں شہید ہو جاؤں یہ کہہ کر آپ کی آنکھوں میں اس خیال سے آنسو آ گئے شاید اور اس کے بارے میں ان کے چچا کا رویہ بدل گیا ہے۔

ابوطالب کا آپ ﷺ کی حمایت کا اعلان: ......مگر ابوطالب کو آپ ﷺ پر ترس آ گیا اور آپ ﷺ سے اس طرح مخاطب ہوئے کہ اے میرے بھتیجے جو کچھ تم چاہو کہو بخدا میں تجھے ہرگز کسی کے حوالے نہیں کروں گا۔

ہجرت حبشہ: ......ظہور اسلام کے بعد قریش کے مختلف خاندانوں میں اختلاف اور گروپ بندی پیدا ہوگئی چنانچہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے ابوطالب کے ساتھ مل کر رسول کریم ﷺ کی حمایت کا اعلان کر دیا اس کے جواب میں دوسرے تمام قبیلے اپنے ان رشتہ داروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے جو مسلمان ہو گئے تھے انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے اور ان کیخلاف فتنہ فساد برپا کرنے لگے یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دی کہ اپنے دین کو بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں تجارت کی وجہ سے ملک حبشہ سے پہلے ہی واقف تھے اور اسے پسند کرتے تھے چنانچہ مندرجہ ذیل اشخاص ہجرت کے لیے نکلے۔

مہاجرین حبشہ کے اسماء گرامی: ......(۱) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ (۲) رقیہ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ (۳) ابوحذیفہ بن عتبہ جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف روانہ ہوئے اور ان کی بیوی (۴) سہلہ بنت سہیل (۵) زہرہ بن عوام (۶) مصعب بن عمیر بن عبد شمس (۷) ابوسبرہ ابن ابی رہم بن عبدالعزی جو بنو عامر لوی کے خاندان سے تھے سہیل بن بیضاء جو الحارث بن فہر سے تھے (۹) عبداللہ بن مسعود (۱۰) عامر بن ربیعہ عنزی جو بنو عدی کا حلیف تھا اور ان کی بیوی (۱۱) لیلی بنت ابی خثیمہ۔ مذکورہ بالا گیارہ افراد نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی قریش نے ان کا ساحل سمندر تک پیچھا کیا مگر انہیں پکڑنے میں کامیاب نہ ہوئے اور اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمان یکے بعد دیگرے ان لوگوں سے جا ملتے رہے یہاں تک کہ مہاجرین حبشہ کی تعداد ۸۳ تک پہنچ گئی۔

مذاق اڑانے والے: ......جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا اور اپنے خاندان کی حمایت حاصل ہو گئی ہے اور یہ لوگ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے تو وہ ان لوگوں کے سامنے آپ کی مذمت کرنے لگے جو مکہ میں باہر سے آتے اور رسول اللہ ﷺ پر جادوگری کہانت جنون اور شعر و شاعری کا الزام لگانے لگے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ دوسرے لوگوں کو اور دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے روک دیں پھر قریش کا ایک گروپ رسول اللہ کی اعلانیہ دشمنی اور ایذا رسانی پر تیار ہو گیا اور آپ کی ہنسی اڑانے لگا۔

مستہزئین کے نام: ......اس گروپ میں مندرجہ ذیل اشخاص شامل تھے (۱) آپ ﷺ کے چچا ابولہب عبدالعزی (۲) آپ کا بھتیجا ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب (۳) ربیعہ کے بیٹے عتبہ (۴) شیبہ (۵) عقبہ بن ابی معیط (۶) ابوسفیان حکم بن ابی العاص (۷) نضر بن حارث جو عبدالدار کے خاندان سے تھا (۸) اسود بن مطلب (۹) اس کا بیٹا زمعہ (۱۰) ابوالبختری العاص بن ہشام (۱۱) اسود بن ہشام (۱۲) اسود بن عبدیغوث (۱۳) ابوجہل بن ہشام (۱۴) اور اس کا بھائی العاص (۱۵) ان کا چچا ولید (۱۶) ان کا چچازاد بھائی قیس بن الفاکہ (۱۷) زہیرہ بن ابی امیہ (۱۸) العاص بن وائل سہمی (۱۹) اور ان کے چچیرے بھائی نبیہ (۲۰) اور منبہ خلف بن جمح کے بیٹے (۲۱) امیہ اور (۲۲) ابی۔

آپ ﷺ پر قریش کا ظلم وستم: ......یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے حتی کہ بدبختوں نے آپ ﷺ پر ہاتھ بھی اٹھایا مثلاً ایک دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ ابوجہل نے رسول اللہ کیساتھ سخت بدسلوکی کی ہے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ طاقتور بہادر شخص تھے فوراً مسجد حرام میں آئے ابوجہل قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا انہوں نے اس کا سر پھوڑ ڈالا اور انہوں نے کہا کہ تو محمد ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ میں ان کے دین پر ہوں بنو مخزوم کے چند آدمی اٹھے مگر ابوجہل نے ان کو روک دیا اور کہا کہ اسے چھوڑ دو کیوں کہ میں نے اس کے بھتیجے کو سخت سست باتیں کہیں تھیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسلام اور قریش کے وفد کی حبشہ روانگی: ......اس واقعہ کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا❶ جب قریش نے دیکھا کہ حضرت حمزہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو تقویت ہوگئی ہے تو ان کے رعب اور قدر و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کی ایذا رسانی سے

❶......ان کے اسلام لانے کا قصہ سیرت ابن ہشام جلد ا صفحہ ۲۹۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ایک حد تک ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر قریش مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ ❶ کو نجاشی یعنی حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا تا کہ جو مسلمان انکے ملک میں ہجرت کر کے گئے تھے وہ اہل مکہ کے حوالے کر دے مگر نجاشی نے انکار کر دیا اور قریش کے سفیروں کو ناکام آنا پڑا۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا سبب:......عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا سبب یہ واقعہ بنا کہ انہیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ انکی بہن فاطمہ اور اس کا شوہر سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے ہیں اور خباب بن ارت ان کے پاس ہے اور انہیں قرآن پڑھا رہا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں بھرے ہوئے اپنی بہن کے گھر گئے اور انہیں اتنا مارا پیٹا کہ زخمی کر دیا جب فاطمہ لہولہان ہو گئی تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کر لی ہے اب جو چاہو کر لو اتنے میں خباب رضی اللہ عنہ بھی گھر کے کسی کونے سے نکل آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وعظ و نصیحت فرمائی۔

قبول اسلام:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی تو وہ حضرت خباب سے کہنے لگے مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے سورۂ طٰہٰ پڑھی جس کے سننے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر اللہ کا خوف طاری ہو گیا چنانچہ انہوں نے خباب سے پوچھا اسلام لانے کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے طریقہ بھی بتایا اور وضو سکھایا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھکانے کے بارے میں معلوم کیا تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے رہنمائی فرمائی وہ بارگاہ رسالت میں پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ ❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا ''کیا بات ہے اے ابن الخطاب'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں مسلمان بن کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور پھر کلمہ شہادت پڑھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے کہا وہ کعبہ کے پاس جا کر نماز پڑھا کریں غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے لیے دعا:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اللّٰھم اعز الاسلام باحد العمرین یعنی اے اللہ! دو عمروں میں سے ایک کے ذریعے اسلام کو عزت اور طاقت عطا فرما آپ کی مراد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عمر بن ہشام (ابوجہل) تھی۔

بنو ہاشم کا بائیکاٹ:......جب قریش نے دیکھا کہ اسلام خوب پھیل رہا ہے تو انہیں بڑی فکر ہوئی تو انہوں نے آپس میں بنو ہاشم اور بنو المطلب کے خلاف یہ عہد کیا کہ وہ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کریں گے ان کے ساتھ خرید و فروخت نہیں کریں گے ان سے گفتگو نہیں کریں گے اور ان کے ساتھ کسی مجلس میں نہیں بیٹھیں گے چنانچہ انہوں نے اس مضمون کا ایک معاہدہ لکھا اور اسے کعبہ میں لٹکا دیا اس پر ہاشم اور بنو المطلب کے خاندان کے لوگ مومن اور کافر سب کے الگ ہو گئے اور شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں جا کر محصور ہو گئے سوائے ابولہب کے جو قریش کیساتھ تھا تین سال اسی طرح گزر گئے محصورین کے ساتھ جو لوگ احسان و مروت کرنا چاہتے تھے ان کی طرف سے اگر انہیں کوئی کھانے پینے کی چیز پہنچتی تو خفیہ طور پر پہنچتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب عادت اللہ کی بارگاہ میں دعا میں مشغول رہتے تھے اور ان پر وحی برابر اترتی رہتی۔

بائیکاٹ کا انجام:......آخر کار قریش کے چند لوگ اس معاہدہ کو توڑنے پر آمادہ ہو گئے اس بارے میں ہشام بن عمرو پیش پیش تھا وہ زہیر ابن امیہ سے ملا جس کی ماں عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی تھی اور اسے اس بات پر عار لائی کہ اس نے اپنے ننھیال والوں کو بے کسی کی حالت میں چھوڑ رکھا ہے چنانچہ اس نے معاہدہ کو پھاڑنے پر رضامندی کا اظہار کیا پھر وہ مطعم بن عدی کے پاس بھی گیا اور اس سے ہاشم کی قرابت داری کا ذکر کیا پھر وہ ابوالبختری اور زمعہ بن اسود کے پاس بھی گیا ان تمام لوگوں نے ہشام بن عمرو کیساتھ اتفاق کیا اور صحیفہ چاک کرنے پر آمادہ ہو گئے اس دوران انہیں رسول اللہ کی طرف سے پیغام پہنچا کہ دیمک معاہدہ کی تحریر کو چاٹ گئی ہے سوائے اللہ کے نام کے انہوں نے اٹھ کر دیکھا تو واقعی دیمک دستاویز کو کھا چکی تھی اس پر انہوں نے کھسیانے ہو کر صحیفہ کو پھاڑ ڈالا۔

---

❶......ان کا اصل نام بحیرا تھا ان کے اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا سیرت ابن ہشام جلد صفحہ ۲۹۱۔ ❷......آپ کا اس وقت کوہ صفا کے نزدیک اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مکان میں تھے روایت میں ہے کہ وہ ارقم بن ارقم کا مکان تھا ثناءاللہ محمود۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہجرت:......پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا اور اس نیت سے گھر سے نکلے مگر راستہ میں انہیں ابن الدغنہ مل گیا جو انہیں واپس لے آیا۔

مہاجرین حبشہ کی واپسی:......حبشہ میں موجود مہاجرین کو یہ جھوٹی خبر ملی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں یہ سن کر بعض لوگ مکہ واپس آ گئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) عثمان بن عفان (۲) ان کی زوجہ (۳) ابوحذیفہ (۴) ان کی بیوی (۵) عبداللہ بن عتبہ (۶) زبیر بن عوام (۷) عبدالرحمن بن عوف (۸) مصعب بن عمیر (۹) ان کا بھائی (۱۰) مقداد بن عمرو (۱۱) عبداللہ بن عبداللہ (۱۲) ابوسلمہ بن عبدالاسد (۱۳) انکی بیوی (۱۴) سلمہ بن ہشام (۱۵) عمار بن یاسر مظعون کے بیٹے (۱۶) عبداللہ (۱۷) عثمان (۱۸) خنیس بن حذافہ (۲۰) ہشام بن العاص (۲۱) عامر بن ربیعہ (۲۲) ان کی بیوی (۲۳) عبداللہ بن مخزوم (۲۴) عبداللہ بن سہل (۲۵) سعد بن خولہ (۲۶) ابوعبیدہ بن الجراح (۲۷) سہیل بن بیضاء (۲۸) عمر بن ابی سرح رضی اللہ عنہم۔

مکہ میں آمد:......جب یہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان بدستور قریش کے ہاتھوں اذیت اٹھا رہے ہیں مگر صبر سے کام لے رہے ہیں مہاجرین حبشہ میں سے بعض لوگ مکہ میں چوری چھپے داخل ہوئے اور بعض دوسروں کی حفاظت اور حمایت سے مکہ میں داخل ہوئے اور ہجرت مدینہ تک یہیں ٹھہرے رہے ان میں سے بعض لوگ اسی دوران وفات پا گئے۔

ابوطالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات:......ہجرت مدینہ سے تین سال پہلے ❶ ابوطالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا کیونکہ قریش کے بے وقوف ان کی ایذاء رسانی میں اور بے باک ہو گئے تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ بدبختوں نے ایک بار آپ پر نماز کی حالت میں گندگی پھینک دی۔

اہل طائف کو دعوت اسلام:......جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے قطعی طور پر ناامید ہو گئے تو آپ طائف تشریف لے گئے تا کہ وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں اسلام کی حمایت پر آمادہ کریں چنانچہ آپ عبدیالیل بن عمر اور اس کے بھائیوں مسعود اور حبیب کے پاس گئے جو ان دنوں قبیلہ ثقیف کے سردار تھے آپ نے ان سے بات چیت کی مگر انہوں نے تلخ جواب دیا۔

طائف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم:......آپ ان سے مایوس ہو گئے اور ان سے درخواست کی کہ اس معاملہ کو خفیہ رکھیں مگر انہوں نے اس کے برعکس شہر کے بے وقوفوں اور بدمعاشوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکایا۔ ان بازاری لوگوں نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کو عتبہ وشیبہ کے باغ میں دیوار کے سائے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا آپ نے دیوار کے سایہ میں آرام فرمایا جب اطمینان ہوا تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور خدا تعالیٰ کے حضور میں یوں دعا کی۔

آپ علیہ السلام کی دعا:......اللّٰھم الیك اشكو ضعف قوتی وقلة حیلتی وهوانی علی الناس انت ارحم الرحمین انت رب المستضعفین انت ربی الی من تكلنی الی بغیض یتجهمنی اوالی عدو ملكته امری ان لم یكن بك علی غضب فلاابالی ولكن عافیتك اوسع لی اعوذبنور وجهك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدینا والاخرة من ان ینزل بی غضبك اویحل علی سخطك لك العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة الابك ❷

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے حضور اپنی کمزوری اپنی ناقص تدبیر اور لوگوں کی نگاہوں میں اپنی بے وقعتی کی شکایت کرتا ہوں تو ارحم الراحمین ہے اور کمزور لوگوں کا پروردگار ہے تو میرا رب ہے تو پھر مجھے کس کے حوالے کرتا ہے؟ مجھے کسی نفرت کرنے والے شخص کے حوالے کرتا ہے جو مجھ سے ترش روئی کے ساتھ پیش آئے یا ایک دشمن کے جو میرے کام کا مالک ومختار بن جائے؟ جب تک تو مجھ پر غصہ نہیں تو مجھے ان باتوں کی پرواہ نہیں ہے مگر تیری عافیت اور سلامتی تو میرے حق میں بہت وسیع ہو سکتی ہے تیرے رخ روشن نے تاریکیوں کو دور کر دیا اور دنیا اور آخرت کے کاموں کو سنوار دیا میں اسی نور کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری خفگی مجھ

❶......اس سال کو عام الحزن کا سال کہتے ہیں۔ ❷......اس دعا کے بزرگوں نے بہت فوائد لکھے ہیں خصوصاً دفع ظلم وشر کے لیے معمول بنانا مجرب عمل ہے ثناء اللہ محمود۔

پروار دہو۔ میں تیری ہی نوازش چاہتا ہوں تا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے سب طاقت اور قوت تجھ ہی کو حاصل ہے۔

جنات کا قرآن سننا:...... جب آنحضرت ﷺ طائف سے مکہ واپس آئے تو راستہ میں آپ نے نخلہ ❶ کے مقام پر رات گزاری آدھی رات کے وقت آپ نماز کے لیے کھڑے تھے کہ آپ کے پاس جنات کی ایک جماعت گزری اور انہوں نے آپ کی زبان سے قرآن سنا۔ ❷

پھر آنحضرت ﷺ مکہ میں مطعم بن عدی کی حفاظت وحمایت سے داخل ہوئے آپ نے دیگر رئیسوں سے بھی اس قسم کی درخواست کی تھی مگر انہوں نے معذرت کر لی تھی۔

طفیل بن عمرو کا اسلام:...... پھر طفیل بن عمرو دوسی آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے انہوں نے اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی چنانچہ ان میں سے بعض لوگ مسلمان ہو گئے آپ نے طفیل کے حق میں خدا سے دعا کی اس لیے کہ کوئی علامت ہدایت کی مقرر فرما دے خدا تعالیٰ نے ان کے چہرے پر نور پیدا کر دیا چنانچہ وہ ذوالنور کے لقب سے مشہور ہوئے۔

واقعۂ معراج:...... علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اس کے بعد واقعہ پیش آیا یعنی رات کے وقت آپ کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی اور اس کے بعد ساتوں آسمانوں کی آپ کی دوسرے انبیاء سے ملاقات بھی ہوئی اور آپ نے جنت الماوی کو دیکھا اور چھٹے آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کو بھی ملاحظہ فرمایا اسی رات میں نماز فرض ہوئی علامہ طبری کا قول ہے کہ معراج کا واقعہ اور نماز کی فرضیت کا واقعہ نزول وحی کی ابتداء میں پیش آئے تھے۔

قبائل کے نام اور ردِ عمل:...... رسول اللہ ﷺ نے جن قبیلوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی ان میں سے بعض کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) بنو عامر بن صعصعہ جو مضر سے تھے (۲) بنو شیبان (۳) بنو حنیفہ جو قبیلہ ربیعی کی ایک شاخ تھے (۴) کندہ جو قحطان سے تھے (۵) کلب جو قضاعہ کی ایک شاخ تھے ان میں سے بعض قبیلے والے رسول اللہ ﷺ کی بات غور سے سنتے مگر عذر پیش کرتے تھے بعض تو آپ کی بات ہی ن سنتے تھے تکلیف دینے پر آمادہ رہتے تھے بعض لوگ قبول اسلام کے لیے ملک وحکومت کی شرط لگاتے تھے مگر یہ آپ کے بس کی بات نہ تھی لہٰذا آپ ﷺ جواب دیتے کہ حکومت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ان قبائل میں سے بنو حنیفہ نے سب سے برا اور تلخ جواب دیا۔

اہل یثرب کے پہلے شخص سے ملاقات:...... اسلام کی مدد کی سعادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انصار کے لیے مقرر ہو چکی تھی چنانچہ سوید بن صامت جو بنو عمرو اولیس کے خاندان سے تھا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی مگر اس نے اسے نہ تو رد کیا نہ ہی قبول کیا بلکہ مدینہ کی طرف لوٹ گیا اور ایک لڑائی میں مارا گیا یہ واقعہ جنگ بعاث سے پہلے کا ہے۔

اہل یثرب سے دوسری ملاقات:...... پھر ابوالحسیر انس بن رافع اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ آیا کہ مکہ والوں کے ساتھ حلف یعنی باہمی تعاون کا معاہدہ کرے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ان میں سے ایاس بن معاذ نے جو ایک نوجوان شخص تھا اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا یہ اسلام اس معاہدہ سے بہتر ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے ابوالحسیر نے اس کو جھڑک دیا تو وہ خاموش ہو گیا پھر یہ لوگ کسی معاہدہ کی تکمیل کیے بغیر اپنے وطن کو واپس ہو گئے اس کے بعد ایاس کا انتقال ہو گیا کہا جاتا ہے کہ اس نے مسلمان ہو کر انتقال کیا۔

یثرب میں اسلام کی اشاعت:...... حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ عقبہ کے مقام پر یثرب کے قبیلہ کے چھ آدمیوں سے ملے جن کے نام یہ ہیں (۱) ابوامامہ اسعد بن زرارہ (۲) عوف بن حارث جسے ابن عفراء بھی کہتے ہیں (۳) رافع بن مالک (۴) قطبہ بن عامر (۵) عقبہ بن عامر (۶) جابر بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ نے انکو اسلامی دعوت دی اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان کے ہمسائے یہودی پہلے ہی سے اس قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ ایک نبی آنے والا ہے جس کا زمانہ قریب ہے۔

---

❶ ...... مکہ سے ایک رات کے سفر کی مسافت پر ایک وادی ہے اسے نخلہ شامیہ کہتے ہیں وہاں دوسری وادی بھی ہے جسے نخلہ کہا جاتا ہے۔ معجم البلدان۔

❷ ...... قرآن کریم میں بھی سورۂ جن اور دوسری جگہوں پر جنات کے قرآن سننے کا ذکر آیا ہے۔

یثرب کے چھ آدمیوں کا قبول اسلام:...... چنانچہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ وہی نبی ہیں جس کا یہود تذکرہ کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ ان پر ایمان لانے میں ہم سے پہل کر جائیں چنانچہ وہ آں حضرت پر ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ مخاطب کر کے کہا ہمارے قبیلوں میں بہت سی جنگیں ہو چکی ہیں اب ہم واپس وطن جائیں گے اور اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلائیں گے اگر آپ کی برکت سے ان میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو گیا تو اس صورت میں انکو آپ سے زیادہ عزیز شخص کوئی نہیں ہو گا وہ یثرب واپس چلے گئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی اور ان لوگوں میں اسلام پھیل گیا یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

عقبہ کی پہلی بیعت:...... دوسرے سال یثرب سے بارہ آدمی آئے جن میں مذکورہ بالا افراد شامل تھے سوائے جابر بن عبداللہ کے جو حاضر نہ ہو سکے سات آدمیوں کے علاوہ تھے جن کے نام یہ ہیں معاذ بن حارث جو مذکورہ بالا عوف بن حارث کے بھائی (۲) ذکوان بن عبدقیس (۳) عبادہ بن صامت (۴) یزید بن ثعلبہ (۵) عباس بن عبادہ یہ سب لوگ قبیلہ خزرج کے تھے باقی دو یعنی (۱) مالک بن تیہان (۲) عویم بن ساعدہ قبیلہ اوس کے تھے ان لوگوں نے عقبہ کے قریب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس عہد کا اقرار کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور کسی جھوٹ نہیں باندھیں گے یہ بیعت نساء کے الفاظ ہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی بطور مبلغ روانگی:...... جب اہل یثرب کی واپسی کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا تا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں ان کو قرآن مجید اور اسلام کے احکام سکھائیں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اسعد بن زرارہ کے گھر میں ٹھہرے وہی مسلمان مدینہ کی امامت کراتے تھے۔ ان کے ہاتھ پر انصار کے بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔

سعد رضی اللہ عنہ اور اسعد رضی اللہ عنہ:...... سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر دونوں اسعد بن زرارہ کے پاس گئے جو کہ بنو عبدالاشہل کی حفاظت وحمایت کے ساتھ رہتے تھے پہلے تو سعد اور اسید حضرت اسعد کے مسلمان ہونے پر بہت برہم ہوئے مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی راہ ہدایت دکھائی اور ان کے اسلام قبول کرنے سے عبدالاشہل کے خاندان کے تمام افراد مرد اور عورت ایک ہی دن ان میں مسلمان ہو گئے سوائے بنو امیہ بن زید حطمہ وائل اور واقف کے جو قبیلہ اوس کے تھے اور مدینہ کے بالائی علاقوں میں رہتے تھے ان میں سے بعض لوگ تو مسلمان ہو گئے مگر اکثر کو ان کے سردار ابوقیس صیفی بن راست شاعر نے اسلام قبول کرنے سے باز رکھا یہ لوگ آخر جنگ خندق کے موقع پر سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

عقبہ کی دوسری بیعت:...... جب آئندہ سال حج کا موسم آیا تو حضرت مصعب بن عمیر مکہ واپس آئے ان کے ساتھ مسلمانان مدینہ کی ایک جماعت رسول اللہ سے ملاقات کے لیے نکلی ان کے ساتھ کچھ ایسے تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

سعد بن معاذ اور اسید کے اسلام لانے کا واقعہ:...... سعد بن معاذ بن الحضیر کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن مصعب بن عمیر اور اسعد زرارہ بنو عبدالاشہل اور بنوظفر (کعب ابن الحرث) کو ایک کنویں کے پاس بیٹھے ہوئے اسلام کی ترغیب دے رہے تھے انکے پاس وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو اسلام لا چکے تھے اتفاق سے حضرت سعد بن معاذ کا اس طرف گزر ہوا یہ واقعہ دیکھ کر اسید بن الحضیر سے بولے کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے مجمع کو منتشر کر دو یہ لوگ ہماری قوم کے کمزوروں اور عورتوں کو بے دینی (اسلام) سکھا رہے ہیں اگر اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی نہ ہوتا تو میں انکو روکنے کے لیے کافی تھا میں اس کے مقابلہ پر نہیں جانا چاہتا اسید بن الحضیر یہ سن کر اٹھے اور اپنی تلوار لے کر اسعد بن زرارہ کے پاس آئے مصعب بن عمیر نے کہا کہ بھائی تم کھڑے ہو بیٹھ جاؤ میں تم سے کچھ گفتگو کروں گا اسید بن الحضیر نے جواب دیا کہ تم لوگ ہمارے یہاں اس مقصد نے آئے ہو کہ ضعیف اعتقاد والوں کو بہکاؤ لہٰذا میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری کوئی ضرورت ہے تو بیان کر دو ورنہ یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ مصعب نے کہا آپ بیٹھ تو جاؤ میں آپ سے بات چیت کروں گا اگر تمہارے دل کو لگے تو قبول کر لینا ورنہ جس بات سے تم کو نفرت ہو گی ہم اس کو تمہارے یہاں بیان نہیں کریں گے اسید بن الحضیر نے کہا بات تم نے انصاف کی کہی اور بیٹھ گئے پھر مصعب ان کو اسلام کے فضائل بیان کر کے قرآن سنانے لگے اسید بن

الحضیر بار بار کہتے جاتے مااحسن هذا الکلام یہ کتنا پاکیزہ کلام ہے جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ چکے تو اسید نے پوچھا کہ بھائی اس دین میں داخل ہونے کا طریقہ تو بتاؤ تو مصعب نے کہا تم اپنے جسم اور کپڑے کو پاک کرو اور اس طرح سے ترکیب بتائی دو رکعتیں نماز پڑھو اور سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھو اسید بن الحضیر نے نہایت سچائی اور خوشی سے اپنے جسم و کپڑوں کو پاک کر کے نماز پڑھی اور کلمہ شہادت علی الاعلان پڑھ کر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا میرے سوا ایک شخص اور ہے اگر وہ مسلمان ہو گیا تو پھر کوئی شخص تمھارا مخالف نظر نہیں آئے گا میں جاتا ہوں اور اس کو بھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسید کو آتے ہوئے دیکھ کر اپنی قوم سے کہا واللہ اسید بن الحضیر جس حالت سے تمہارے پاس گیا تھا اب اس حالت میں نہیں آ رہا جب اسید سعد کے قریب پہنچے تو سعد نے کہا تم نے کیا کیا اسید نے جواب دیا کہ میں نے ان دونوں شخصوں سے باتیں کیں واللہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے میں نے ان کو منع بھی کیا تو انہوں نے کہا جو ہمارے نزدیک بہتر ہے ہم کر رہے ہیں اور کریں گے اس کے علاوہ بنو حارثہ نے سن لیا ہے کہ اسعد بن زرارہ تمہارا خالہ زاد بھائی ہے اس لئے اسے قتل کرنے آ رہے ہیں سعد بن معاذ سنتے ہی اپنی تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت تیزی سے اسعد بن زرارہ سے کہا واللہ اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری نہ ہوتی تو تجھ کو اسی تلوار سے قتل کر ڈالتا تم لوگ ہمارے ہی محلّہ میں آ کر ہماری ہی قوم کو بہکا رہے ہو اسعد بن زرارہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کو نرمی سے بٹھایا اور یہ بھی اسید کی طرح ایمان لے آئے پھر واپس اپنی مجلس میں آ گئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولے کیف تعلمون امری فیکم تم لوگو میرے حکم کو اپنی مجلس میں کیسا سمجھتے ہو سب نے متفق ہو کر کہا آپ ہمارے بہترین شخص ہو اور سردار ہیں اس کے جواب میں سعد بن معاذ نے کہا واللہ! میں تم میں سے کسی سے بات نہیں کروں گا جب تک تم لوگ اللہ و رسول پر ایمان نہ لاؤ گے اسید بن الحضیر نے بھی ان کی بات کی تائید کی اور اسعد اور مصعب کے ساتھ اسعد بن زرارہ کے مکان پر چلے آئے سارے بنو الاشہل بھی ان کے پیچھے پیچھے حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور جو لوگ ادھر ادھر کسی کام سے گئے ہوئے تھے وہ بھی تھوڑی دیر میں یہ بات سن کر آ گئے چنانچہ ایک ہی دن میں پوری برادری ایمان لے آئی حق نوید ہے کہ یہ عزت اور اعزاز سعد اور اسید کے حصے میں آئے تھے (حکیم احمد حسین)

جب وہ مکہ پہنچے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقبہ کے مقام پر ایام تشریق کے دوران ملنے کا وعدہ کیا جب مقررہ رات آئی تو اپنی قوم کے کافروں سے چھپ کر اپنی رہائش گاہوں سے نکلے اور عقبہ کی طرف چپکے چل دیئے۔ ان کے ساتھ اس رات ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اس طرح حمایت کریں گے جس طرح اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ہجرت کا فیصلہ اور انصار کا نصرت کا فیصلہ:...... یہ بات بھی طے پائی کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابی یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں گے اس موقع پر عباس بن مطلب بھی موجود تھے اگر چہ وہ ابھی تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے مگر وہ انصار سے رسول اللہ ﷺ کے حق میں پکا عہد و پیمان لینا چاہتے تھے براء بن معرور نے اس رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے اخلاص کا پورا ثبوت دیا اور رسول کریم ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کی اس رات بیعت کرنے والوں میں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

انصار کے بارہ نقیب:...... رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب منتخب کیے جن میں نو خزرج میں سے تھے اور تین اوس میں سے تھے اور ان سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کے اس طرح ذمہ دار ہو جس طرح عیسیٰ بن مریم کے حواری ذمہ دار تھے۔ اور میں اپنی ساری قوم کا کفیل ہوں۔ ان نقیبوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) حضرت اسعد بن زرارہ (۲) رافع بن مالک (۳) عبادہ بن صامت (۴) سعد بن ربیع (۵) عبداللہ بن رواحہ (۶) براء بن معرور (۷) عبداللہ بن عمرو (۸) سعد بن عبادہ (۹) منذر بن عمرو (۱۰) اسید بن حضیر (۱۱) سعد بن خیثمہ (۱۲) ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہم

قریش کا اہل یثرب کا تعاقب:...... جب بیعت مکمل ہو گئی تو یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اپنی رہائش گاہوں کی طرف واپس چلے آئے اس بیعت کی خبر کسی طرح قریش کو بھی مل گئی چنانچہ اگلی صبح ان کے سردار اہل یثرب کے پاس گئے اور ان سے شکایت کی مگر یثرب والے صاف انکار کر گئے عبداللہ بن ابی بن سلول نے ان سے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری قوم ایسی اہم بات پر اتفاق کرے اور مجھے اس کی خبر نہ پہنچے۔ یہ سن کر سرداران

قریش واپس چلے گئے اور باقی لوگ بھی منیٰ سے رخصت ہو گئے بعد میں قریش کو پتہ چلا کہ وہ خبر صحیح تھی اس لیے اہل یثرب کے تعاقب میں نکلے اور حضرت سعد بن عبادہ کو پکڑ کر مکہ لے گئے انہیں مارا پیٹا اور بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا سعد بن عبادہ نے جبیر بن مطعم اور حارث بن امیہ کے نام کی دہائی دی جن کو وہ اپنے چہر یثرب میں پناہ دیا کرتا تھا چنانچہ ان دونوں نے انہیں اس مصیبت سے نجات دلائی تھی۔

ہاتف غیبی کی پکار:......اس واقعہ سے پہلے قریش نے جبل ابی قبیس پر ایک شخص کو رات کے وقت چیختے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا کہ

فان یسلم السعد ان یصبح محمد بمکة لایخشی خلاف مخالف

اگر وہ شخص جن کا نام سعد ہے مسلمان ہو جائیں تو مکہ میں محمد کو کسی مخالفت کا خاف نہیں رہے گا۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ سعدان سے مراد سعد بکر اور سعد ہذیم ہے۔

ہاتف غیبی کی دوسری پکار:......مگر جب اگلی رات ہوئی تو لوگوں نے چیخنے والوں کو یہ کہتے سنا:

ایاسعد الاوس کن انت ناصرا ویاسعدالخزرج بن الخطارف اجناالی داعی الهدی وتمنیاعلی الله فی الفردوس منیة عارف فان ثواب الله الطالب الهدی جنان من الفردوس ذات فارف

ترجمہ: اے قبیلہ اوس کے سعد مددگار بن اور اے خزرج کے سردار تم دونوں لبیک کہو اس شخص کی پکار پر جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور خواہش کرو اللہ سے اس جنت فردوس کی جو ایک عارف کی تمنا ہے کیونکہ طالب ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ثواب کے رفرف والی جنت الفردوس مقدر ہو چکی ہے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم سعدان کو سے مراد سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ ہیں۔

قریش کے ظلم وستم اور جہاد کا حکم:......جب اسلام مدینہ میں پھیل گیا اور وہاں کے لوگ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله یعنی ان کے ساتھ جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ وفساد بالکل مٹ جائے اور دین سب کا سب اللہ کے لیے ہو جائے۔❶

ہجرت:......جب انصار مدینہ کی بیعت مکمل ہو گئی جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو مکہ میں تھے حکم دیا کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کر جائیں چنانچہ وہ مختلف ٹولیوں کی صورت میں نکلے سب سے پہلا جو مہاجر مکہ سے نکلا حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ تھے وہ مدینہ سے باہر قبا کی بستی میں ٹھہرے پھر حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جو بنوعد یکے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی خیثمہ ❷ بن غانم سمیت ہجرت کی پھر تمام بنوجحش نے ہجرت کی اور قبا میں آ کر ٹھہرے پھر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے جو ہجرت کی اور پھر بنواسد کی ایک جماعت نے جو امیہ کے حلیف تھے انہیں میں حضرت زینب بن جحش تھیں (جو بعد میں ام المؤمنین بنیں) اور ان کی بہنیں حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عیاش بن ابی ربیعہ بیس سواروں کے ساتھ ہجرت کی اور مدینہ کے یعنی بنوامیہ بن زید کے ہاں رہائش اختیار کی ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سالم نماز پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت ابن ابی ربیعہ کی قید اور رہائی:......ابوجہل (یعنی عمر بن ہشام) مدینہ آیا اور عیاش بن ربیعہ کو دھوکہ سے مکہ واپس لے گیا تو ان لوگوں نے حضرت عیاش کو قید میں ڈال دیا❸ مگر کچھ مدت کے بعد عیاش بن ربیعہ کو آزادی ملی اور وہ دوبارہ مدینہ آ گئے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ

❶......مصنف کے سیاق کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی تھی مگر درحقیقت یہ آیت جس میں جہاد کا حکم آیا ہے ہجرت کے بعد اتری اس سے پہلے تقریباً ستر آیات میں اہل اسلام کو صبر واستقامت کی تلقین کی گئی تھی، دیکھیے معارف القرآن۔ ❷......ابن الاثیر میں خیثمہ کے بجائے خثمہ لکھا ہے۔ ❸......دلائل البیہقی میں ہے کہ عیاش ابوجہل اور حارث بن ہشام کے ساتھ نکلے راستے میں دونوں نے انہیں باندھ دیا اور مکہ لے جا کر قید کر دیا فتح مکہ سے کچھ پہلے تک یہ اسی حالت قید میں رہے نبی کریم ﷺ دعائے قنات نازلہ میں ان کے لیے دعا کرتے تھے اے اللہ مسلم بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو رہائی نصیب فرما۔ (جلد ا صفحہ ۴۰۶، بخاری کتاب الجہاد)

ان کے داماد یعنی ان کی بیٹی حفصہ کے شوہر خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ سہمی نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ بنو عدی کے حلیفوں کے بہت سے لوگ بھی قبا میں فاعہ بن عبدالمنذر کے ہاں ٹھہرے۔

پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی چنانچہ طلحہ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سخ کے مقام پر ساف کے ہاں ٹھہرے جو قبیلہ خزرج کے تھے ایک یہ قول یہ ہے کہ طلحہ اسعد بن زارہ ہاں ٹھہرے تھے۔

کلثوم اور بنو ملحان کے ہاں ٹھہرنے والے مسلمان:...... پھر حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ اور ان کے حلیف ابو مرثد کنانہ غنوی بھی انکے ساتھ تھے یہ لوگ قبا میں کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرے۔ بنو المطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت جس میں مسطح بن اثاثہ اور (عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام) خباب بن الارت بھی شامل تھے بنو ملحان کے ہاں قبا میں ٹھہرے۔

کون کہاں ٹھہرا:...... عبدالرحمٰن بن عوف چند مہاجرین کیا ساتھ سعد بن ربیع خزرجی کے ہاں ٹھہرے اور زبیر بن عوف اور ابو سبرہ بن ابی رہم دار بنی جحجبا میں منذر بن محمد کے پاس ٹھہرے۔ مصعب بن عمیر سعد بن معاذ کے ہاں ٹھہرے اور ابو حذیفہ بن عتبہ ان کے آزاد کردہ غلام سالم اور عتبہ بن غزوانی مازنی عباد بن بشر کے پاس ٹھہرے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بنو نجار کے ہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس کے ہاں ٹھہرے۔ غرض کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ رہا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ٹھہرے ہوئے تھے اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے منتظر رہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے کب ہجرت کا حکم ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش:...... جب قریش کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے علاوہ انصار کی ایک جماعت بنالی ہے اور ان کے ساتھ جا ملنے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے پہلے ہجرت کر چکے ہیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

مشورہ کرنے والے قریشی رئیس:...... چنانچہ ان کے سردار مشورہ کے لیے دارالندوہ میں جمع ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں (۱) عتبہ (۲) شیبہ (۳) ابوسفیان خاندان بنو امیہ میں سے (۴) طعیمہ بن عدی (۵) جبیر بن مطعم (۶) حارث بن عامر خاندان بنو نوفل سے (۷) نضر بن حارث خاندان بنو جمع میں سے، ان کے علاوہ قریش کے کچھ اور لوگ بھی تھے بعض نے مشورہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کر دیا جائے اور بعض کی یہ رائے تھی کہ انہیں شہر سے نکال دیا جائے آخر کار اسبات پر اتفاق ہوا کہ ہر ایک قبیلہ میں سے ایک طاقتور اور مضبوط نوجوان کا انتخاب کیا جائے جو سب مل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر ڈالیں۔ اس طرح سے آپ کی شہادت کی ذمہ داری مختلف قبائل میں تقسیم ہو جائے گی اور عبد مناف کا خاندان ان تمام قبائل کے ساتھ جنگ نہیں لڑ سکے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور قریش کی ناکامی:...... چنانچہ اس کام کے لیے وہ ایک رات تیار ہو گئے اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وحی کے ذریعے اس بات کی اطلاع ہوگئی چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ لوگ گھر کے دروازے پر آپ کے منتظر کھڑے ہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ آپ کے بستر پر سو جائیں اور ان کی چادر اوڑھ لیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اللہ تعالیٰ نے قریش کو اندھا کر دیا وہ تمام رات کھڑے رہے پھر جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے تب قریش کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بچ کر نکل گئے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گائیڈ:...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانگی کے لیے وقت مقرر کیا اور عبداللہ بن اریقط [1] کو جو ایک رہبر (گائیڈ) تھا اس غرض سے اجرت پر مقرر کیا کہ وہ ان دونوں حضرات کو راستہ بتائے گا اور عام راستے سے ہٹ کر چلے گا اگر چہ یہ شخص کافر اور عاص بن وائل کا حلیف تھا مگر آپ نے اس پر اعتماد کیا کیونکہ وہ راستوں سے خوب واقف تھا۔

---

[1] ...... اس کا نام سیرت ابن ہشام میں عبداللہ بن اریقط الدئلی لکھا ہے زرقانی نے ریقط اور بیہقی میں اریقط ہے ان کے اسلام لانے کے بارے میں صحیح سند سے کوئی بات نہیں ملتی عبدالغنی مقدسی علامہ نووی نے مسلمان لکھا ہے علامہ ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ مجھے کسی ایسی شخص کا نام نہیں معلوم کہ جس سے اسے صحابہ میں شامل کیا ہو۔ واللہ اعلم

غار ثور میں قیام:......رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے رات نکلے اور دونوں حضرات ثور پہاڑ پر پہنچ کر جو مکہ کے زیریں حصہ میں واقع ہے اور وہاں ایک غار میں داخل ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ انہیں شہر کی خبریں پہنچاتے تھے اور ان کا غلام عامر بن فہیرہ جو ان کی بکریاں چرایا کرتا تھا رات کے وقت اپنا ریوڑ لے آتا اور آپ حضرات بقدر ضرورت دودھ لے لیتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء ان کے لیے کھانا لاتی تھیں اور عامر کا ریوڑ عبداللہ وغیرہ کے قدموں کے نشانات کو مٹا دیتا تھا۔

قریش کا تعاقب:......جب قریش کو آنحضرت ﷺ گھر نہ ملے تو وہ آپ کی تلاش میں نکل پڑے ان کے ساتھ ایک کھوجی تھا جس کا کھوج نکالا اور غار کے منہ تک پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ یہاں سے آگے پاؤں کے نشانات کا پتہ نہیں پڑتا مگر غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن لیا تھا اس سے وہ مطمئن ہو گئے کہ غار میں کوئی نہیں ہے اور وہاں سے چلے آئے اور اعلان کیا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کو گرفتار کر کے لائے گا ایک سو اونٹ انعام دیئے جائیں گے۔

سراقہ بن مالک کا تعاقب:......تین دن کے بعد عبداللہ بن اریقط سواری کے اونٹ لے کر آ گیا آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زاد راہ لے کر آئیں اور اپنا نطاق (کمر بند) پھاڑ کر زاد راہ باندھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نطاق کے بدلہ میں تجھے آخرت میں دو نطاق ملیں گے لہٰذا ان کا لقب ذات النطاقتین پڑ گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایثار:......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر سے چلتے وقت تمام دولت لے آئے تھے جس کی مقدار چھ ہزار تھی راستہ میں ان کا گزر سراقہ بن مالک کے پاس سے ہوا سراقہ نے ان کا اس خیال سے پیچھا کیا کہ انکو پکڑ کر مکہ میں واپس لے جائے گا رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اسے بددعا دی جس سے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں سراقہ نے امان مانگی اور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ اسے امان نامہ لکھا دیا جائے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے امان نامہ لکھ دیا۔

رسول اللہ کا یثرب میں داخلہ:......آپ اپنے رہبر (گائیڈ) عبداللہ ن اریقط کے ساتھ ساحل کے ساتھ عسفان اور آمج کی طرف چلے اور قدید سے گزر کا عروج پہنچے اور وہاں قباء میں داخل ہوئے جو عوالی مدینہ میں تھا رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ یعنی پیر کے دن زوال کے وقت وہاں پہنچے۔

انصار مدینہ رسول اللہ کے استقبال کے لیے پہنچے ان کا معمول تھا کہ پورا دن آنحضرت ﷺ کا انتظار کرتے جب سائے لمبے ہونے لگتے تو گھروں کو واپس ہو جاتے آخرکار ایک دن رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انہیں ایک کھجور کے درخت کے نیچے ملے۔

رسول اللہ ﷺ قبا میں سعد بن خیثمہ اور بعض مؤرخین کے مطابق کلثوم بن ہدم کے ہاں ٹھہرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سخ میں خبیب بن اسد کے ہاں ٹھہرے جو حارث بن خزرج کے خاندان سے تھا بعض مؤرخین کے مطابق خارجہ بن زید کے ہاں قیام کیا پھر لوگوں کی امانتیں واپس کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے آ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور قبا میں ٹھہرے رسول اللہ ﷺ وہاں چند روز رہتے رہے۔

آپ ﷺ کا مدینہ میں پہلا جمعہ:......پھر آپ قبا سے اللہ کے حکم سے نکلے اور جمعہ کا وقت آپ کو بنو سالم عوف کے محلہ میں آ گیا اور آپ نے وہاں کی مسجد میں نماز ادا کی بنو سالم کی خواہش تھی کہ آپ انہی کے ہاں ٹھہریں۔

اپنے گھر ٹھہرانے کی مختلف خاندانوں کی خواہش:......چنانچہ وہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑنے کے لیے دوڑے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے مستفید ہوں مگر آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو کیوں کہ وہ مامور ہے یعنی یہ الہ کے حکم کے مطابق ہی رکے گی رسول اللہ ﷺ اور انصار آپ کے ادگرد تھے جب آپ کا گزر بنو بیاضہ کے گھروں پر ہوا تو یہ لوگ بھی آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑنے کے لیے لپکے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے پھر آپ بنی ساعدہ کے محلے سے گزرے اور وہاں کے لوگ آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو دوسرے لوگوں کو دے چکے تھے پھر آپ کا گزر بنی حارثہ کے محلے پر سے ہوا جہاں حضرت سعد بن ربیع خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ آپ سے ملے پھر آپ کا گزر بنو عدی بن نجار کے محلے سے ہوا جو عبدالمطلب کے ننھیال والے تھے ان لوگوں نے بھی آپ کو ٹھہرانا چاہا لیکن آپ نے انہیں بھی وہی پہلا سا جواب دیا۔

اونٹنی کا بحکم الٰہی بیٹھنا:......آخرکار جب آپ بنو مالک بن نجار کے محلہ میں پہنچے تو آپ اونٹنی اس جگہ بیٹھ گئی جہاں آج کل مسجد نبوی کا دروازہ ہے یہ

جگہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جن کا نام سہل اور سہیل تھا اور وہ معاذ بن عفراء کی کفالت اور نگرانی میں تھے یہ جگہ ویران پڑی تھی جس میں چند کھجوروں کے درخت تھے اور کچھ مشرکوں کی قبریں تھیں یہ جگہ جانوروں کے لیے باڑے کا کام دیتی تھی یہاں آپکی اونٹنی بیٹھ گی مگر آپ اس پر سے اترے نہیں سوار ہی رہے اونٹنی پھر اٹھی اور تھوڑی دور جا کر چلی پھر پیچھے کی طرف مڑ گئی اور پہلی جگہ کی طرف لوٹ آئی اور وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ اتر پڑے اور آپ اور ابوایوب آپ کا سامان آٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور آپ نے ان کے ہاں اقامت اختیار کی۔

مسجد نبوی کی تعمیر: ..... رسول اللہ ﷺ نے اسی خالی پلاٹ کے متعلق فرمایا اور چاہا کہ اسے مسجد بنالیں بنونجار تو زمین کے اس ٹکڑے کو ہبہ کرنے کے لیے تیار تھے مگر آپ نے اسے مفت لینے سے انکار کر دیا اور قیمت سے خرید لیا۔ مسجد پکی اینٹوں سے تیار ہوئی اور اسکے دونوں بازوں پر جہاں چوکھٹ کی لکڑیاں ہوتی ہیں پتھر رکھ دیئے۔ ستونوں کے لیے کھجور کے تنے استعمال میں لیے گئے اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تیات ہوئی مسجد کی تعمیر میں تمام مسلمانوں نے اللہ کی رضا کے لیے کام کیا۔

میثاق مدینہ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی وفات: ..... رسول اللہ ﷺ نے یہود مدینہ سے صلح کا معاہدہ کیا اور ایک فرمان لکھوایا جس میں شرائط صلح کے علاوہ فریقین کے حقوق وفرائض کا ذکر تھا❶ پھر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا جو بنونجار کے نقیب تھے بنونجار نے رسول اللہ ﷺ سے

---

❶ ..... رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان دستور مملکت کے لحاظ سے بہت اہم ہے اسکی پوری عبارت سیرت ابن ہشام میں موجود ہے جسے ہم نے دل چسپی کے لیے سیرت ابن ہشام سے نقل کر کے لکھا ہے: هذا كتاب من محمد النبي (ﷺ) بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب ومن تبعهم ولحق بهم وجاهد معهم انهم امة واحدة دون الناس المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاملون بينهم وهم يفدون عاينهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو عوف على ربعتهم يتعاملون الاولى دكل طائفة تفدى عاينها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو ساعدة على ربعتهم يتعاقلون معاقلتهم الاولى وكل طائفة منهم تفدى عاينهابالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو الحرث على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدى عاينها بالمعروف والقسط نين المؤمنين وبنو الحشم على ربعتهم يتعاقلون معاقلتهم الاولى كل طائفة منهم تفدى عاينها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو عمرو بن عوف على ربعتهم يتعاقلون معاقلهم الاولى وكل طائفة تفدى عاينها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وبنو النبيت على ربعتهم يتعاقلون معاقلتهم الاولى كل طائفة منهم تفدى عاينها بالمعروف والقسط بنو الاوس على ربعتهم يتعاقلون معاقلتهم الاولى كل طائفة منهم تفدى عاينها بالمعروف والقسط بين المؤمنين وان المؤمنين لايتركون مفرحا بينهم وان يعطوه بالمعروف في فداء او عقل ولايخاف مؤمن مولى مؤمن دونه وان المؤمنين المتقين على من بغى منهم او ابتغى وسيعة ظلم او عدوان او فساد بين المؤمنين وان ايديهم عليه جميعا ولو كان ولد احدهم ولايقتل مؤمن مؤمنا في كافر ولا كادفرولا ينصر كافر على مؤمن وان دمة الله واحد يجير عليهم ادناهم وان المؤمنين بعضهم موالى دون الناس وانه من تبعنا من يهود فان له المصر والاسود غير مظلومين والميناصر عليهم وان سلم المؤمنين واحدة لايسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله الا على سواء بينهم وان كل غاذية غزت معناتعقب بعضهم بعضا وان المؤمنين بى بعضهم على بعض بمامال دماء هم في سبيل اله وان المؤمنين المتقين على احسن هدى اقومه وانه لايجير مشرك ما لايقريش ولايفساد لايحول دونه من اعتبط مؤمنا قتلا عن بينه فانه الاان يرضى ولى المقتول وان المؤمنين عليه كافة عليه ولايحل لمؤمن اقربمافى هذهو امن بالله واليوم الاخر انينصر مورثاو لايويه وانه من اواهفان عليه لعنة الله وغضبه يوم القيامه ولايوخذ منه صرفه ولاعدل وانكم مهما اختلفتم فيه من شئى فان مرادة الى الله عز وجل والى محمد ﷺ وان اليهود ينفقو مع المؤمنين مادامو ا محابين وان اليهود بن عوف امة مع المؤمنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم مواليهم وانفسهم الامن ظلم واثم فانه لايوتغ الامفسه واهل بينه وان ليهود بنى النجار مثل ما ليهود بنى عوف وان ليهود بنى الحرث مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى ساعده مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود جشم ون ليهود لبنى الاوس مثل ماليهود بنى عوف واب ليهود بنى ثعلبة مثل ماليهود بنى عوف الامن ظلموا اثم فانه لايوتغ الانفسه واهل بينه وان جفنة بطن من ثعلبة كانفسهم وان لبنى الشيطنة من ليهود بنى عوف وان البردون الاثم وان موالى ثعلبة كانفسهم وان بطانة ليهود كانفسهم وانه لايخرج منه احد الا باذن محمد ﷺ وانه لايخرج على نار جرح وانه من فتك بنفسه فتك واهل بينه اهل بينه الا من ظلم وان الله على ابرهذا وان على اليهود نفقتهم على المؤمنين نفقتهم وان بينهم النصر على من حارب اهل هذا الصحيفة وان بينهم النصح والنصحية والبردون الاثم انه لاياثم امراء بحليفه وان النصر لمظلم وان اليهود ينفقون مادامو ا محاربين وان يثرب حرام جوفها لاهل هذا الصحيفة وان الحار كالنفس غير مضار ولا اثم وانه لاتحار حرمة الاباذن اهلها وانه ماكان بين اهل هذه الصحيفة من حدث او اشجار يخاف فساده فان مرده الى الله عز وجل والى محمد ﷺ وان الله شهيد على اتقى مافى هذا الصحيفة وابروه وانه لا يحار قريش ولامن نصر هاوان بيتهم النصر على من دهو يثرب واذا دعوا الى الصلح يصالحونه ويلبسونه فامهم يسالحونه ويلبسونه وانهم (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

درخواست کی کہ ان کی جگہ کسی اور کو نقیب کو مقرر فرما دیں آپ ﷺ نے جواب دیا تمہار النقیب میں ہوں چنانچہ یہ بات بنونجار کے مناقب اور مفاخر میں شمار ہوتی ہے۔

(بقیہ گزشتہ صفحہ) اذادعوا الی مثل ذلك فانه لهم ماعلى المؤمنين الا من حارب في الدين على كل اناس حصتهم من جانبهم الذين قبلهم وان يهود الاوس مواليهم وانفسهم على مثل مالاهل هذا الصحيفة معالبر االمحصض من اهل هذه الصحيفه وان الله على اصدق مافى هذه الصحيفة وابره وانه لايحول هذا الكتاب دون ظالم واثم وانه خرج امن ومن قعد بالمدينة امن الامن ظلم او اثم وان الله جار لمن بر واتقى ومحمد رسول الله ﷺ انتهى.

ترجمہ:......شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن و رحیم ہے یہ ایک معاہدہ ہے محمد النبی ﷺ مؤمنین والمسلمین قریش و یثرب کے درمیان جو ان کے تابع ہوں اور ان میں شامل ہو جائیں اور انکے ساتھ مل کر جہاد کریں بے شک دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر یہ سب ایک ہی جماعت ہیں مہاجرین قریش کا اپنی اچھی حالت پر آپس میں موازنہ کیا جائے گا اور وہ ازراہ احسان اپنی جماعت کا فدیہ دیں گے اور فیصلہ وانصاف مؤمنین کے اختیار میں ہوگا اور بنوعوف اپنی اپنی اچھی حالت حسنہ پر رکھے جائیں گے وہی دیتیں خون بہا ان میں قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور ہر گروہ اپنی جماعت کی طرف سے ازراہ احسان فدیہ دے گا اور عدل وانصاف کے مالک مسلمان ہوں گے۔ اور بنوساعدہ اپنی اچھی حالت میں رکھے جائیں گے۔ وہی دیتیں خون بہا ان میں بھی قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور ان کا ہر گروہ اپنی جماعت کی طرف سے ازراہ احسان فدیہ دے گا اور انصاف مسلمان کریں گے اور جو بنوحرث اپنی حالت پر رہیں گے اور بنوحرث اپنی حالت حسنہ پر رہیں گے وہی دیبات خون بہا قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور ہر گز وہ ان کا اپنی جماعت کی طرف سے احسان فدیہ دے گا اور بنوجشم اپنی حالت پر رکھے جائیں وہی دیتیں خون بہا ان میں قائم کریں گے جو ایام ہلیت میں اور انکا ہر گز وہ بھی جماعت کی طرف سے ازراہ احسان فدیہ دے گا اور عدل انصاف مسلمانوں کے فیصلے سے ہوگا اور بنونجار اپنی حالت حسنہ پر رہیں گے وہی دیبات خون بہا قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور ہر گز وہ ان کا اپنی جماعت کی طرف سے احسان فدیہ دے گا اور عدل وانصاف مسلمان کریں گے اور بنوعمرو بن عوف اپنی حالت حسنہ پر رہیں گے وہی دیبات خون بہا قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور ہر گز وہ ان کا اپنی جماعت کی طرف سے احسان فدیہ دے گا اور عدل وانصاف مسلمان کریں گے اور بنونبیت حالت حسنہ پر رہیں گے وہی دیبات خون بہا قائم رہیں گے جو ایام جاہلیت میں تھے اور بنوالاوس بحالت حسنہ انہیں دیات پر قائم رہیں گے جس پر ایام جاہلیت میں تھے اور ان کا ہر گروہ ان کا اپنی جماعت کی طرف سے احسان فدیہ دے گا اور انصاف مسلمانوں کے اختیار میں ہوگا...... بے شک مؤمنین کفار میں ایسی جماعت ایسی معتد بہ رقم نہ چھوڑ دیں گے جو کہ وہ فدیہ اور دیت میں دیں گے اور کوئی مؤمن جو آزاد کردہ مؤمن کا ہو اس کے سوا دوسرے کا حلیف نہیں بنے گا اور بے شک مؤمنین متقین کو ان لوگوں پر ترجیح دیجائے گی جو ان سے باغی ہوں یا ان پر ظلم یا گناہ دشمنی یا مسلمانوں میں فساد ڈالنے کی طرف مائل ہوں اور بلاشبہ حکومت اور قدرت ان پر ہر طرح سے ہوگی اگر چہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہو اور کسی مسلمان کو کافر بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کافر کی مدد کسی مسلمان کے مقابلے میں کی جائے گی اور بے شک اللہ کی کفالت ایک ہے ان کے چھوٹے سے چھوٹے شخص کی ان کے مقابلے میں مدد کی جائے گی بے شک مؤمنین دوسروں کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے یار اور دوست ہوں گے اور بلاشبہ جو یہود ہمارے تابع ہوں گے ان کی مدد کی جائے گی، اور غیر مظلوم ہونے کے وقت ان کو تنبیہ کیجائے گی اور نہ کسی دوسرے کی ان کے خلاف معاونت کی جائے گی اور اگر کسی ایک کو مسلمانوں نے نجات دے دی تو مسلمان کے کسی اور شخص کا مطیع نہ ہوگا اور وہ بھی اللہ کی راہ میں لڑائی کے دوران برابری کی بنیاد پر اور بے شک مجاہدین کی جو جماعت ہمارے ساتھ مل کو جہاد کرے گی ایک دوسرے کی نائب ہوگی اور بے شک مسلمان بھائی ایک دوسرے کی مدد کرے گا اور اس وجہ سے کہ ان کا خون اللہ کی راہمیں گرا ہے اور بے شک مؤمنین تقوی والے عمدہ اور مضبوط ہدایت پر ہیں اور بے شک کوئی مشرک قریش کے کسی مال اور نفس کا اجارہ نہیں پائے گا اور نہ کسی مسلمان کے خلاف اسکی مدد کا جائیگی اور جو شخص کسی مسلمان کو بغیر کسی سبب کے قتل کرے گا اس سے بشرط کہ مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں فدیہ لیا جائیگا اور سارے مؤمنین کی ایک ہی جماعت ہے اور ان کو اس عہد نامہ کا پابند ہونا ضروری ہے اور کسی مسلمان کو جس نے اس صحیفہ کو کا اقرار کیا اور اللہ اور روز قیامت پر اس کا ایمان ہے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی محدث کی مدد نہ کرے یا اس کی اعانت کرے بے شک جس شخص نے اسکی مدد کیا اعانت کی تو بے شک قیامت کے دن اس پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہوگا اور اس کی توبہ یا فدیہ کچھ قبول نہ کیا جائے گا بے شک جب تم لوگوں نے اس میں سے کسی چیز میں اختلاف کیا تو اللہ عزوجل اور محمد ﷺ کی طرف لوٹے گا اور یہودی مؤمنین کے ساتھ مل کر مال خرچ کریں گے جب تک مسلمان جنگ کر رہے ہوں اور وہ بنوعوف کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک گروہ ہیں یہود کے لیے ان کا دین اور مسلمانون کے لیے ان کا دین مسلمان قبیلہ اوس کے موالی اور جانور کے محافظ ہیں لیکن جو شخص ظلم کرے یا خطا کرے گا تو اس کے یا اسکے بیت کے علاوہ اور کوئی شخص ہلاک نہیں کیا جائے گا اور یہود بنونجار کے حقوق وہی ہیں جو یہود بنوعوف کے ہیں اور یہود بنوالحزرج کے حقوق بنوعوف کے حقوق کی طرح ہیں اور بنوساعدہ کے یہودیوں کے حقوق بنوعوف کی طرح ہیں اور بنوجشم کے یہود کے حقوق بنوعوف کے حقوق کی طرح ہیں مگر جس نے ظلم کیا اور خطا کی تو اس کے یا اس کے اہل بیت کے علاوہ کسی کو ہلاک نہیں کیا جائے گا اور بیشک جفا ارثعلبہ کا ایک ہی خاندان ہے انہیں کی ذاتوں (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

گائیڈ کی واپسی اور خاندان صدیقی کی ہجرت: ...... عبداللہ بن اریقط جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ بطور رہبر گیا تھا مکہ واپس پہنچا اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ کو آں حضرت ﷺ کے ٹھکانے کی اطلاع دی چنانچہ عبداللہ اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اپنی والدہ رومان کے ساتھ نکلے اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آ پہنچے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور خاندان بنوت کی ہجرت: ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر جو سنخ نامی جگہ پر تھا رخصتی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹیوں اور زوجہ سودہ بنت زمعہ کو لینے مکہ بھیجا تو وہ ان خواتین کو مکہ سے لے آئے۔ اسی دوران یہ خبر پہنچی کہ ابواحیحہ اور ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل جو قریش کے سردار تھے اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

مواخات یعنی رشتہ اخوت: ...... رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا یعنی ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اس طرح کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو ابھی تک ملک حبشہ میں تھے حضرت معاذ بن جبل کا بھائی بنا دیا گیا اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ آپس میں بھائی قرار پائے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد ابن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ کے درمیان حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ اور حضرت عباد رضی اللہ عنہ بن بشر بن وقش کے درمیان، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان عنسی بنی عبدالاشہل کے درمیان، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ حلیف بنی اسد اور حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء عویمر رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت بلال بن حمامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورویحہ خثعمی رضی اللہ عنہ کے درمیان رشتہ اخوت قائم ہوا۔

نماز اور زکوۃ: ...... پھر زکوۃ فرض ہوئی کہا جاتا ہے کہ حاضر شخص یعنی مقیم کی نماز میں دو رکعتوں کا اضافہ ہوا جس سے کل رکعتوں کی تعداد چار ہوگئی

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کی طرح اور بنوشطنہ کے حقوق بھی یہود بنوعوف جیسے حقوق ہیں اور بے شک سچائی جھوٹ کی زد ہے اور بے شک ثعلبہ کے موالی کے ان کی جانوں کی طرح ہیں اور یہود یہود کے احبب انہیں کی طرح ہیں اور بے اس معاہدہ سے کوئی نکل نہیں سکے گا محمد ﷺ کی اجازت کے ساتھ سکتا ہے اور کسی شخص کو اس کے غالب مخالف سے نہیں روکا جائے گا اور بے شک جس شخص نے کسی کو اچانک قتل کیا تو اس نے خود اپنے آپ کو اپنے اہل بیت کو قتل کر دیا مگر ظلم سے اور اللہ تعالیٰ کی اس پر حجت ہے اور بے شک یہود ان کا نفقہ ہے اور مسلمانوں پر ان کا نفقہ ہے اور آپس میں مدد کرنے کا معاہدہ ہے جس وقت کوئی اس معاہدہ والے سے جنگ کرے گا اور آپس میں خیر خواہی اور نصیحت ہے اور سچائی جھوٹ کے خلاف ہے اور بے شک کوئی شخص اپنے حلیف سے جھوٹ نہیں بولے گا اور مظلوم کی مدد کی جائے گی اور یہود اس وقت تک خرچ کرتے رہیں گے جب تک مؤمنین جنت میں ہوں گے اور اس معاہدے کے شرکاء کے لیے یثرب کا درمیان حرام ہے اور اس کے پڑوسی کو اس کے اہل کی طرح نقصان نہیں دیا جائیگا اور اس کی حرمت کے خلاف ورزی نہیں کی جائے گی مگر اس کے اہل کے پڑوسی کو اس کے اہل کی طرح نقصان نہیں دیا جائے گا اور اس کی حرمت کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گی مگر اس کے اہل کی اجازت سے ہو سکتی ہے اور بیشک اس معاہدے کے شرکاء میں کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوا اور اس سے فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ عزوجل اور محمد ﷺ کے احکام کے مطابق کیا جائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ اس معاہدہ کا گواہ ہے اور دلیل ہے بلاشبہ قریش مکہ اور اس کے معاونین کی اعانت نہیں کی جائے گی اور بے شک ان میں امداد کا عہد ہے اس شخص کے خلاف جو یثرب پو حملہ آور ہو اور جب مؤمنین کو کسی صلح کی طرف بلایا جائے جس میں وہ مصالحت کرائیں اور جوڑ پیدا کریں تو بے شک انکو مصالحت کی بناء اور جوڑ نا ضروری ہے اور بے شک یہودیوں کو جب ایسے کاموں کی طرف بلایا جائے گا انکے لیے بھی وہی حکم ہوگا جو مؤمنین کے لیے ہے مگر جو شخص دین کے بارے میں لڑے، تو ہر شخص کے لیے اس کا ہی حصہ ہے جو اس کی جانب سے ہے اور بے شک اوس کے یہود اور ان کے موالی اور ان لوگوں کے لیے وہی حقوق ہیں جو اہل اس معاہدہ کے شرکاء کے لیے ہیں سچائی دین کے ساتھ اور بے شک اللہ تعالیٰ اس معاہدہ کے مندرجات پر گواہ اور دلیل ہے اور بے شک اس حکم کا ظالم اور خطا کار پر اطلاق ہوگا اور بے شک جو مدینہ چھوڑ کر چلا جائے گا وہ مامون ہوگا اور مدینہ میں ہے گا سوائے ظالم اور خطار کار کے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس کا دوست ہے جس نے نیکی کی اور تقوی اختیار کیا اور محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ کا صلوۃ وسلام ان پر ہو۔ (ابن ہشام)

کیونکہ اس سے پہلے سفر اور اقامت دونوں صورتوں میں دو رکعتیں تھیں۔ ❶

پھر حضرت عبداللہ بن سلام مسلمان ہوئے مگر اکثر یہودی بدستور کافر ہی رہے۔

منافقین: ......اوس وخزرج کے قبیلوں میں منافقین ظاہر ہوئے یہ وہ لوگ تھے جو دوسرے انصار کے دباؤ پر اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر اندر سے وہ کفر پر مصر تھے خزرج قبیلے میں منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سلول اور جدلیس بن قیس تھے اور اوس قبیلے میں حارث بن سہل بن صامت اور عباد بن حنیف اور مربع اور اس کا بھائی جو مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھے۔

بعض یہودی بھی اسلام کی پناہ میں آ گئے تھے مگر اندر سے کافر یعنی منکر اسلام تھے مثلاً سعد بن حنیس، زید بن صلت رافع بن خزیمہ م رفاعہ بن زید بن تابوت اور کنانہ بن خیورو غیرہ۔

---

❶ ......مترجم حکیم احمد حسین لکھتے ہیں کہ نماز کی فرضیت مکہ میں ہوئی تھی لیکن مغرب کو چھوڑ کر باقی سب نمازیں دو دو پڑھی جاتی تھیں اور مغرب کی تین تھیں ہجرت کرنے کے ایک سال مہینے بعد ظہر عصر اور عشا کی دو رکعتیں پڑھائی گئیں جب نماز کے اوقات مقرر کیے گئے تو آپ کو خیال پیدا ہوا کہ کوئی علامت ایسی مقرر کرنی چاہیے کہ جس سے مسلمان بغیر بلائے ہوئے نماز کے لیے مسجد میں آ جایا کریں پہلے تو خیال آیا کہ یہودیوں کی طرح بطوق (بگل) رکھا جائے جو نماز کے وقت بجا دیا جائے لیکن یہ بات آپ کی طبیعت کو گوارہ نہ ہوئی تھی پھر آپ نے ناقوس رکھنے کا ارشاد فرمایا مگر یہ بھی طبیعت اقدس کو پسند نہ آیا اسی دوران عبداللہ بن زید ثعلبہ بن عبداللہ نے شب رات کو یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص ہرے کپڑے پہنے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے ان کی طرف سے گزرا عبداللہ بن زید نے اس سے کہا کہ کیا اس ناقوس کو فروخت نہیں کرو گے؟

اذان: ......اس سبز پوش نے کہا کہ تم اس کو خرید کر کیا کرو گے عبداللہ بن زید نے کہا کہ مسجد میں رکھ دوں گا نماز کے وقت نماز پڑھنے کے لیے یہ بجایا جائے گا اس سبز پوش نے کہا میں تمہیں نماز کے بلانے کے لیے اس سے اچھی تدبیر بتا دیتا ہوں سبز پوش نے کہا کہ یہ کلمات اذان کے الفاظ بتائے صبح ہوتے ہی عبداللہ بن زید رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب سنایا رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا یہ خواب سچا ہے اور چونکہ بلال کی آواز بلند تھی انکو اس کام کے لیے منتخب فرمایا جب بلال نے اذان دی تو حضرت عمر بن الخطاب سن کر حاضر خدمت ہوئے اور یہ گزارش کی کہ اے نبی اللہ واللہ میں نے ایسا ہی خواب دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''للہ الحمد علی ذلک'' ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس حدیث کو محمد بن ابراہیم بن الحرث نے محمد بن زید بن ثعلبہ بن عبدیہ سے روایت کیا ہے کہا امام نووی کہتے ہیں کہ اذان اللہ کے حکم سے یا رسول اللہ کس کو اختلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن سلام کا اسلام: ......ان واقعات کے بعد عبداللہ بن سلام جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم اور سردار تھے مشرف باسلام ہوئے۔ ابن اسحاق بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے ان کا خود بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ کا تذکرہ سنا اور آپ کی صفت اور بعثت کا زمانہ معلوم کیا اس وقت سے آپ سے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ تا آنکہ آپ تشریف لائے اور قبا میں بنو عمرو بن عوف میں مقیم ہوئے ایک روز میں ایک باغ میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میری پھوپھی بھی خالدہ بنت الحرث نیچے بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنائی میں نے سنتے ہی اللہ اکبر کہا میری پھوپھی نے سن کر کہا خدا تجھ کو غارت کرے واللہ اگر میں موسیٰ بن عمران کے آنے کی خبر سنی تو میں بھی کوئی بات نئی نہ کرتی میں نے جواب دیا اے پھوپھی واللہ یہ موسیٰ علیہ السلام بن عمران کا بھائی ہے اور اسی کے دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہے مری پھوپھی نے کہا اے میرے بھانجے کیا یہ وہی نبی جس کا مبعوث ہونیکا ہم انتظار کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں! اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان لے آیا پھر لوٹ کر اپنے مکان پر آیا اور میرے تمام متعلقین میرے کہنے سے مسلمان ہو گئے میں نے مصلحتاً اپنے اسلام کو اپنی قوم سے چھپا رکھا اور رسول اللہ سے عرض کیا کہ یہودی نہایت حسد کرنے والے ہیں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کس مکان کے کونے میں چھپا دیں اور یہود کو جمع کر کے ان سے میری کیفیت معلوم کریں اس سے پہلے کہ ان کو میرے اسلام کا معلوم ہو کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے اور میرے عیب بیان کریں گے رسول اللہ ﷺ نے میرے کہنے سے ایسا ہی کیا اور یہود کو جمع کر کے فرمایا: ''حسین عبداللہ بن سلام'' کیسا شخص ہے؟ یہود نے کہا وہ ہمارا سردار کا بیٹا ہے اور ہمارا اعلم ہے اور ہمارا عالم ہے عبداللہ بن سلام یہ سنتے ہی باہر نکل آئے اور یہودیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''یا معشر الیہود اتقوا اللہ واقبلوا ما جاءکم بہ فو اللہ انکم لتعلمون انہ لرسول تجدونہ مکتوبا عندکم فی التوراۃ باسمہ وصفتہ فانی اشہد انہ رسول اللہ واومن نہ واصدقہ واعرفہ ''اے یہود کی جماعت (بقیہ گزشتہ صفحہ) اللہ سے ڈرو اور قبول رو اس کو جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے خدا کی قسم بے شک تم لوگ جون جاؤ گے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں جن کو تم لوگ توریت میں ان کی تمام صفات کے ساتھ لکھا ہوا پاؤ گے بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ان پر ایمان لاتا ہوں اور انکی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں یہود یہ سنتے ہیں ایک زبان ہو کر چلا اٹھے کذبت تو جھوٹا ہے اور عبداللہ بن سلام کو سخت وست کہہ کر چلے گے میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو اس قوم کی غداری و فجور اور جھوٹے ہونے کی خبر نہیں دی تھی؟ اس کے بعد میں نے اپنا اور اپنے اہل بیت کا اسلام لانا ظاہر کر دیا اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری پھوپھی خالدہ بنت الحرث بھی مسلمان ہو گئیں۔ (سیرت ابن ہشام، مترجم احمد حسین)

غزوات نبی ﷺ ❶

غزوہ ابواء❷:...... مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد جب صفر کا پہلا مہینہ آیا تو آپ ﷺ نے مدینہ میں سعد بن عبادہ کو قائم مقام مقرر فرمایا اور خود دو سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ قریش اور بنو ضمرہ کے مقابلہ کے لیے نکلے اور دوران اور ابوا تک پہنچے مگر دشمن سے مقابلہ نہیں ہوا بن ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور اپنی قوم کی طرف سے صلح کی درخواست کی آں حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کر لیا اور بغیر کسی لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لائے یہ پہلا غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی یہ غزوہ ابوا اور ودان ❸ کے نام سے مشہور ہے یہ دو مقام ہیں جہاں تک آپ دوران سفر پہنچے تھے ان کے درمیان تقریباً چھ میل کا فاصلہ ہے اس غزوہ میں فوج کا جھنڈا حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا۔

فوجی مہمات (سرایا)

سریہ حمزہ:...... غزوہ ابوا کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں کے ساتھ جو سب کے سب مہاجر تھے ساحل سمندر کی طرف بھیجا ان کا ابوجہل کے قافلہ سے آمنا سامنا ہوا جس کے ساتھ اہل مکہ کے تین سو سوار تھے مگر مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ بچاؤ کرا دیا اور جنگ تک بوبت نہ پہنچ سکی۔

سریہ عبیداللہ بن حارث:...... آں حضرت ﷺ نے پھر عبیدہ بن حارث بن مطلب کو ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ روانہ کیا جو تمام سوار تھے جب وہ ثنیہ المرار نامی جگہ میں پہنچے تو انہیں وہاں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی جس کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا اور بعض مؤرخین کے مطابق مکرز بن حفص بن اخیف تھا مگر فریقین کے درمیان جنگ کی نوبت نہ آئی اس موقع پر کفار کے ساتھ حضرت مقداد بن عمرو اور حجرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بھی تھے جو دل سے مسلمان تھے اور کافروں کے ساتھ اس خیال سے نکلے تھے کہ شاید نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جانے کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ وہ بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملے اور ان کے ساتھ پھر مدینہ چلے آئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی مہمیں زمانہ کے لحاظ سے ایک دوسرے کے قریب ہیں مگر راویوں میں اس کا اختلاف ہے کہ پہلی مہم کونسی ہے طبری کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم غزوہ ودان سے پہلے ماہ شوال میں ہجرت بیت نبوی کے سات مہینے بعد بھیجی گئی تھی۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:...... رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ساتھ کرز بن جابر کے تعاقب میں بھیجا جس نے اہل مدینہ کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی پھر سعد خرار نامی جگہ تک پہنچ کر واپس آ گئے۔❹

سریہ نخلہ:...... رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بدر اولیٰ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے عبداللہ بن جحش کو رجب ❺ کے مہینہ میں آٹھ مہاجرین کے ساتھ باہر بھیجا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) ابوحذیفہ بن عتبہ (۲) عکاشہ بن محصن (۳) عتبہ بن غزوان (۴) سعد بن ابی وقاص

---

❶ ...... غزوات نبی کا بیان کم و بیش تمام مکتب سیرت اور کتب تاریخ بلکہ حدیث میں بھی آیا ہے اس موضوع پر محمد بن عمر الواقدی (متوفی دو سو سات ہجری) ایک مستقل تالیف ہے جس کا نام کتاب المغازی ہے اور مؤرخین کے نزدیک اپنے باب میں مستند سمجھی جاتی ہے واقدی نے غزوات کی جو ترتیب دی ہے اور ان کے جو سنین مقرر کیے ہیں انہیں حال کے محققین نے دوسروں کے بیانات پر ترجیح دی ہے۔ ثناء اللہ۔ ❷ ...... ابواء ی مدینہ کا ایک قصبہ ہے اس کے اور جحفہ کے درمیان تیس میل کا فاصلہ ہے ایک قول یہ ہے کہ یمن اراق کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے یمین اس راستے کو کہتے ہیں جو مدینہ کی چڑھائی کا راستہ ہے۔ معجم البلدان۔ ❸ ...... اس ماہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ثناء اللہ محمود۔ ❹ ...... اس سریہ کی غرض و غایت کے متعلق مصنف علام نے دھوکا کھایا ہے کرز بن جابر کا تعاقب خود رسول اللہ ﷺ نے اطراف بدر تک کیا تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا واقدی اور طبری نے لکھا ہے کہ سعد بن ابی وقاص کو قریش کا قافلہ روکنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ ❺ ...... حرمت والے مہینہ اشہر حرم سے مراد وہ مہینہ ہیں جن میں آں حضرت ﷺ نے جنگ و جدال کرنے سے منع فرمایا تھا یہ مہینہ ذی القعدہ محرم اور رجب کے مہینہ ہیں۔ ثناء اللہ۔

(۵) عامر بن ربیعہ عنزی (۶) واقدی بن عبداللہ (۷) خالد بن بکیر (۸) اور سہیل بن بیضاء۔ آں حضرت ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو ایک خط دے کر فرمایا کہ اس کے اسے دو دن کے سفر کے بعد پڑھنا اور اپنے ساتھیوں مین سے کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی بات پر مجبور نہ کرنا۔

دو دن کے سفر کے بعد جب عبداللہ نے اس خط کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ سفر کرتے رہو جب مقام نخلاء میں پہنچو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے تو وہاں قریش کے حالات کا پتا لگاؤ چنانچہ عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کو خط کے مضمون سے آگاہ فرمایا اور کہا کہ جو شخص شہادت کا طالب ہے وہ سفر کے لیے چلے تا کہ ہم نخلہ میں پہنچ جائیں ج و مکہ اور طائف کے درمیان ہے مگر میں کسی کو مجبور نہیں کرتا وہ سب چل کھڑے ہوئے۔

قریش کے قافلہ پر حملہ اور پہلا مال غنیمت:...... اس دوران سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے اونٹ رستہ میں گم ہو گئے اور ان کے تعاقب کی وجہ سے وہ دونوں حضرات پیچھے رہ گئے تھے مگر باقی لوگ سفر کر کے نخلہ پہنچ گئے وہاں سے قریش کا ایک تجارتی قافلہ گزرا جس میں عمرو بن حزرمی عثمان بن عبداللہ اواس کا بھائی نوفل اور ان کا گالم حکم بن کیسان شامل تھے یہ ماہ رجب کا آخری دن تھا اس لیے مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کا یاور بعض نے حرمت والے مہینے کی وجہ سے تردد کا اظہار کیا لیکن انہوں نے اتفاق رائے تھے اس موقع کو غنیمت جانا اور حضرت واقد بن عبداللہ نے تیر مار دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو اسیر کر لیا مگر نافل بھاگ گیا یہ لوگ قافلہ کے مال تجارت اور دونوں قیدیوں کو لیکر مدینہ آئے اور مال غنیمت مین سے خمس نکال کر علحدہ رکھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا نزول:...... رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس فعل کو ناپسند فرمایا کیونکہ یہ واقعہ ایک مقدس مہینہ میں ہوا تھا اس لیے وہ مسلمان جنہوں نے مہم حصہ لیا تھا ان کو سخت افسوس اور پشیمانی ہوئی مگر آخر کار اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی جس نے انکی پریشانی دور ہوگئی:

> يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ط قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ط وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ق وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ ج وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ط ۔(سورۂ بقرہ)
>
> ترجمہ: تجھ سے کافر لوگ پوچھتے ہیں کہ مقدس مہینے میں جنگ وقتال کیسا ہے اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ اس ماہ میں لڑائی کرنا ایک گناہ کبیرا ہے مگر لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنا اور اللہ کا انکار کرنا او مسجد الحرام سے روکنا اور وہاں سے نکلنا خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ فساد تو قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے اے نبی کافر لوگ تجھ سے لڑتے رہیں گے تاکہ تجھے اپنے دین سے پھیر دیں اگر ان کے بس میں کی بات ہو۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول کریم نے خمس لے لیا اور باقی مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور قیدیوں کے فدیہ کی رقم بھی وصول کی ان سے حکم بن کیسان مسلمان ہو گیا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بھی وسالم مدینہ واپس پہنچ گئے یہ پہلا مال غنیمت ہے جو عہد اسلام میں حاصل ہوا اور جس میں سے خمس نکالا بہرحال عمرو بن الحضرمی کے عمل سے جنگ بدر کی تمہید بڑھ گئی۔

سمت قبلہ کی تبدیلی:...... ہجرت نبوی کے سترہ ❶ مہینہ بعد سمت قبلہ بیت المقدس سے مکہ کرمہ کی طرف تبدیل کر دی گئی اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ممبر پر خطبہ دیا جسے بعض انصار نے سنا آپ نے کعبہ کی طرف کر کے نماز کی دو رکعتین ادا کیں یہ علامہ ابن حزم کا قول ہے بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ہجرت بنوی کے بعد اٹھارھویں مہینے کی ابتداء میں قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہوا اور بعض مؤرخین کے متعلق سولہ ماہ کے بعد ہوا اس بارے میں ان اقوال کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے۔

جنگ بدر:...... رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ۲ ہجری کے ماہ رمضان تک سکون سے ٹھہرے رہے پھر آپ کو خبر ملی کہ قریش کا ایک قافلہ بہت سارہ تجارتی

---

❶ ...... ابن اسیر نے جمادی الآخر کے مہینہ میں لکھا ہے مگر صحیح رجب ہی ہے اس لیے کہ ابن ہشام، واقدی اور ابن سعد نے بھی رجب ہی میں اس کا وقوع لکھا ہے۔

سامان شام سے لے کر مکہ کی طرف آ رہا ہے اس میں قریش کے تیس یا چالیس آدمی بھی ہیں جن کا سردار ابوسفیان ہے اور عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل بھی ان کے ہمراہ ہیں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اس قافلہ کے روکنے کے لیے بلایا اور جن لوگوں کے پاس اسواری کے جانور تھے ان کو نکلنے کا حکم دیا آپ کا خیال تھا کہ لڑائی کی نابت نہ آئے گی اس لیے آپ نے لشکر جمع کرنے کی کوشش نہیں کی ابوسفیان کو بھی اس بات کی اطلاع ہوگئی کہ مسلمان مدینہ سے نکلے ہیں چنانچہ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دے کر اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے نکلیں چنانچہ اہل مکہ سب کے سب نکل کھڑے ہوئے صرف چند لوگ وہاں باقی رہ گئے جن میں ابولہب بھی تھا۔ ❶

مدینہ کی نگرانی اور علم اور پرچموں کی تقسیم: ...... رسول اللہ ﷺ ۸ رمضان کو مدینہ سے نکلے اور نماز کی امامت کے لیے آپ نے عمرو بن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا پھر راستہ میں روحاء کے مقام سے حضرت ابولبابہ کو مدینہ کا نگران مقرر کر کے واپس بھیج دیا آپ نے فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر کے حوالے کیا ایک پرچم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت کیا اور دوسرا ایک انصاری صحابی کو دیا کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں پرچم سیاہ رنگ کے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے پاس اس موقع پر ستر اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے آپ نے ساقہ ❷ یعنی فوج کے آخری حصہ پر قیس بن ابی صعصعہ کو مقرر کیا جو بنو نجار کے قبیلہ کے تھے اور انصار کا پرچم سعد بن عبادہ کو دیا۔

مسلمانوں کی قدمی کرپشن: ...... مسلمان مدینہ کی گھاٹی سے چل کر ذوالحلیفہ تک گئے پھر وہاں سے صحیرات یمامہ تک پہنچے پھر الروحاء کے کنویں تک پہنچے اور وہاں سے راستہ کے سیدھے ہاتھ الصفراء کی طرف لوٹے رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے ہی بسبس ❸ بن عمرو جہنی کو جو بنی ساعدہ کا حلیف تھا اور عدی بن ابی الزغباء جہنی کو جو بنو نجار کا حلیف تھا بدر کی طرف ابوسفیان وغیرہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیج دیا تھا پھر آپ سیدھے ہاتھ کی طرف مڑے اور وادی ذفران میں نکل آئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ: ...... یہاں آں حضرت ﷺ کو خبر ملی کہ قریش اپنے شہر سے نکلے ہیں چنانچہ آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا پہلے مہاجرین نے بڑی خوبی سے گفتگو کی مگر آں حضرت ﷺ انصار کا ارادہ معلوم کرنا چاہتے تھے انصار آپ کا مطلب سمجھ گئے چنانچہ حضرت سعد بن معاذ بولے اور دوسری باتوں کے علاوہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''اگر ہمارے سامنے سمندر بھی آ جائے تو ہم اس میں آپ کے ساتھ کودنے کے لیے تیار ہیں آپ اللہ کا نام لے کر چلیں'' یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ خوش ہو گئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان دو جماعتوں میں سے ایک جماعت پر فتح و ظفر کا وعدہ فرمایا ہے پھر آپ ﷺ زفران سے نکلے اور بدر کے قریب پہنچ گئے۔

قریش کے لشکر کی جاسوسی اور خبر گیری: ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ زبیر اور سعد کو چند دوسرے صحابہ کے ساتھ حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا یہ لوگ قریش کے دولڑکے پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے لڑکوں نے کہا ہم قریش کے سقے یعنی پانی پلانے والے ہیں مگر مسلمانوں نے انہیں جھوٹا سمجھا اور ان کو مارنے پیٹنے لگے اس کے بعد انہوں نے کہا ہم قافلہ کے لوگ ہیں اس دوران رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور سلام پھیر کر انہیں زد و کوب کرنے سے روکا پھر آں حضرت ﷺ نے ان لڑکوں سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کہ قریش کہاں ہیں؟ لڑکوں نے کہا کہ وہ ٹیلہ کی دوسری طرف موجود ہیں اور وہ کھانے کے لئے ایک دن میں دس اونٹ ذبح کرتے ہیں اور دوسرے دن نو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی تعداد ہزار اور نو سو کے درمیان ہے۔

قافلہ قریش اور مسلمانوں کی ایک دوسرے کی جاسوسی: ...... حضرت بسبس اور حضرت عدی جہنی بھی جاسوسی کرنے نکلے ہوتے تھے وہ دونوں ایک کنویں کے پاس دکے اور اپنی مشک میں پانی بھرا اور مجدی بن عمرو بھی جو قافلہ جہینہ سے تھا ان کے قریب تھا عدی نے قبیلہ کی ایک لڑکی کو

---

❶ ...... ابن اسیر نے جمادی الآخر کے مہینہ میں لکھا ہے مگر صحیح رجب ہی ہے اس لیے کہ ابن ہشام، واقدی اور ابن سعد نے بھی رجب ہی میں اس کا وقوع لکھا ہے۔ ❷ ...... ابولہب وہاں رک تو گیا تھا مگر اس نے اپنے بدلے چار ہزار درہم اجرت پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا۔ سیرۃ ابن ہشام جلد ا صفحہ ۶۰۶۔ ❸ ...... فوج کے پانچ حصے ہوا کرتے ہیں قلب یعنی مرکز جہاں امیر لشکر ہوا کرتا تھا۔ علامہ سہیلی نے مصنف ابی داؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ بسبس کے بجائے بسبسہ اسی طرح صحیح مسلم میں بھی آیا ہے اسی طرح ابن اسحق کے علاوہ دوسروں نے انہیں بنو ذبیان کا لکھا ہے۔

دوسری لڑکی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ قافلہ والے کل یا پرسوں آئیں گے میں ان کی خدمت کے لیے تمہارا حق ادا کروں گی مجدی بن عمرو نے اس لڑکی کو سچا سمجھا اور حضرت بسبس اور عدی یہ خبر لے کر واپس آ گئے۔

ابوسفیان کی جاسوسی:......ان کے بعد ابوسفیان بھی حالات معلوم کرنے کے لیے وہاں آ نکلا اور مجدی سے پوچھنے لگا کہ تم نے کسی کو آتے جاتے ہوئے تو نہیں دیکھا اس نے جواب دیا کہ دو سوار ایک ٹیلہ کی طرف جا رہے تھے انہوں نے یہاں ٹھہر کر پانی بھرا پھر اٹھ کر چلے گئے ابوسفیان اس جگہ تک آیا جہاں بسبس اور عدی نے اپنے اونٹوں کو بٹھایا تھا اس نے اس کے جانوروں کی مینگنیوں کو اٹھا کر توڑا اور کہا کہ خدا کی قسم یہ تو یثرب کا چارہ ہے یہ دیکھ کر وہ فوراً واپس چلا گیا۔

ابوسفیان کا بچ نکلنا:......اس نے قافلہ والوں کو خبردار کر کے ان کا رخ ساحلی راستہ کی طرف پھیر دیا جب وہ بچ نکلا تو اس نے اہل مکہ کو پیغام بھیجا کہ ہم قافلہ کو بچا کر لائے ہیں تم واپس چلے جاؤ مگر ابوجہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے بلکہ ہم بدر کے کنویں پر ٹھہریں گے اور وہاں تین دن تک ٹھہریں گے تا کہ عربوں پر ہمارا رعب و خوف ہمیشہ کے لیے چھا جائے۔

بنوعدی اور بنوزہرہ کی واپسی:......اخنس بن شریق نے جو بنوزہرہ کا حلیف تھا کہا کہ تم تو صرف اپنے مال کی حفاظت کے لیے نکلے تھے چونکہ قافلہ بچ نکلا اس لیے واپس چلے جاؤ یہ کہہ کر وہ بنی زہرہ کے تمام افراد کے ساتھ واپس چلا گیا بنوعدی تو پہلے ہی اپنی قوم سے الگ رہتے تھے لہٰذا بدر کی جنگ میں بنوعدی یا بنی زہرہ کا کوئی شخص موجود نہ تھا۔

لشکر اسلام کا بدر پہنچنا:......رسول اللہ ﷺ بدر کے مقام پر قریش سے پہلے پہنچ گئے تھے کیونکہ قریش کے قریب کے علاقہ میں جو موسلا دھار بارش ہوئی تھی اس نیان کو بدر کی طرف بڑھنے سے روک دیا تھا اس کے برخلاف مسلمانوں کے قریب کے علاقہ میں بارش سے وادی کی ریت جم گئی تھی جس سے انہیں بڑی مدد ملی بہرحال رسول اللہ ﷺ ایک کنویں کے پاس ٹھہرے جو بدر کے تمام کنوؤں میں مدینہ سے زیادہ قریب تھا۔

اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی رائے میں کیا فرق ہے؟:......حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا اللہ نے آپ کو اس جگہ پر روکا ہے اگر اللہ کا حکم ہے تو ہم اس جگہ سے ہرگز نہیں ہٹیں گے یا آپ نے اس جگہ کو فوجی تدبیر کے لحاظ سے انتخاب فرمایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے اسے اپنی رائے سے انتخاب کیا ہے اس پر حضرت حباب نے عرض کیا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے ہمیں چاہیے کہ دشمن کے قریب ترین کنویں پر ٹھہریں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور باقی کنوؤں کو بیکار کر دیں تا کہ دشمن کا پانی بند ہو جائے رسول اللہ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا۔

مشرکین قریش کی اپنے مقتل میں آمد:......مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سائبان بنایا تا کہ آپ ﷺ اس میں تشریف رکھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آ پہنچے پھر رسول اللہ ﷺ نے چل کر ان مقامات کی ایک ایک کر کے نشاندہی فرمائی جہاں انکے دشمن قتل ہونے والے تھے۔

جب قریش اپنی قریب سرزمین میں اتر گئے تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا اندازہ کے لیے بھیجا ان کی تعداد تین سو سے کچھ زیادہ تھی جن میں دو سوار بھی تھے یعنی حضرت زبیرہ اور مقداد۔ عمیر نے ان کا اندازہ لگایا اور واپس جا کر قریش کو اطلاع دی حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ چاہتے تھے کہ قریش والے واپس چلے جائیں اور لڑائی کی نوبت نہ آئے مگر ابوجہل نے انکار کر دیا اور بعض دوسرے مشرکوں نے بھی اس کی تائید کی اس لیے دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہر گئے۔

مسلم صفوں کی درستگی:......رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کی صفوں کو درست فرمایا پھر سائبان میں واپس تشریف لے گئے صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور آپ سے بات چیت کرتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا شروع فرمائی اور فرمایا اے اللہ! اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو جائے گی تو پھر اس روئے زمین پر تیری کہیں عبادت نہ ہو گی خدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا فرما۔

نصرت الٰہی کی بشارت: ..... حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم حفاظت کر لیے سائبان کے دوازے پر موجود تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر محویت اور بے خودی کی حالت طاری تھی جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! بشارت ہو اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی ہے پھر لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لیے باہر نکلے دشمن کی طرف کنکریاں پھینک کر فرمایا شاہت الوجوہ چہرے مسخ ہو گئے۔

جنگ کی ابتداء: ..... آخر دونوں فریق ایک دوسرے کے بالکل قریب آ گئے اور جنگ شروع ہوئی سب سے پہلے عتبہ اس کا بھائی شیبہ اور اسکا بیٹا ولید میدان میں آئے اور مقابلہ کے لیے دشمن کو للکارا ان کے مقابلہ میں حضرت عوف معوذ اور عبداللہ بن رواحہ سب انصاری صحابی تھے نکلے مگر قریش نے ان کے ساتھ لڑنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ ہمیں مقابلہ کے لیے اپنی قوم کے لوگ مطلوب ہیں لہٰذا حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے مقابلہ کو نکلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ اور ولید کو قتل کر دیا عتبہ نے حضرت حمزہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ضرب لگائی جس سے ان کا پاؤں کٹ گیا اور بعد میں وہ جاں بحق ہو گئے اور اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عتبہ کی طرف بڑھے اور اسے مار گرایا آخر کار مشرکین کو شکست ہوگئی اور ان کے ستر آدمی قتل ہوئے۔

مشرکین مکہ سے مقتولین: ..... جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے جو مشہور لوگ مارے گئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں عتبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے، ولید بن عتبہ حنظلہ بن ابی سفیان، سعید بن العاص کے بیٹے عبیدہ اور العاص حارث بن عامر بن نوفل اور اسکے چچازاد بھائی طعیمہ بن عدی، زمعا بن اسود، اس کا بیٹا حارث، اس کا چچازاد بھائی ابوالبختری بن ہشام، نوفل بن خویلد، ابوجہل بن ہشام اس کے قتل میں عفراء کے دو بیٹوں معاذ اور معوذ نے شرکت کی تھی ابھی اس میں سانس باقی تھا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ لیا، ❶ ابوجہل کا بھائی العاص بن ہشام، ان کا چچازاد بھائی مسعود بن امیہ، ابوقیس بن الولید اس کا چچازاد بھائی، ابوقیس ابن الفاکہ اور حجاج کے بیٹے نبیہ منبہ اور لاعاص بن منبہ امیہ ابن خلف اور اس کا بیٹا علی اور طلحہ کا چچا زاد عمیر بن عثمان۔

بدر کے قیدی: ..... بدر کے میدان میں مشرکین مکہ میں سے مندرجہ ذیل لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بنے عباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث، سائب بن عبد یزید ابی سفیان ابوالعاص بن الربیع خالد بن اسید عدی بن خیار عثمان بن عبدالشمس ابوعزیز جو مصعب بن عمیر کا بھائی تھا خالد بن ہشام اسکا چچازاد بھائی رفاعہ امیہ بن ابی خلف ولید بن ولید خالد کا بھائی ابی بن خلف کے بیٹے عبداللہ، عمرو سہیل ابن عمرو۔

شہیدان بدر: ..... مندرجہ ذیل صحابہ جنگ بدر میں شہید ہوئے مہاجرین میں سے حضرت عبیدہ بن حارث بن المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت ذوالشمالین رضی اللہ عنہ، بن عبد عمرو خزاعی جو بنو زہرہ کا حلیف تھا حضرت صفوان بن بیضاء رضی اللہ عنہ جو حارث بن فہر کے خاندان سے تھے حضرت مہجع رضی اللہ عنہ جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور تیر لگنے سے شہید ہو گئے تھے عاقل بن بکیر لیثی قبیلہ اوس سے سعد بن خیثمہ مبشر بن عبدالمنذر قبیلہ خزرج سے یزید بن حارث رافع بن معلی حارثہ بن سراقہ جو بنو نجار سے تھے عفراء کے بیٹے تھے عوف معوذ، عمیر بن حمام۔

عمیر بن حمام کا شوق شہادت: ..... ان کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں جہاد پر ابھارتے دیکھا اور جنت کی ترغیب دیتے سنا تو کہا کیا میرے اور جنت کے درمیان سے اتنا فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے ہاتھ سے پھینک دیں اور میدان جنگ میں گھس کر خوب لڑے حتی کہ شہید ہو گئے۔

جنگ کا اختتام اور واپسی: ..... جب جنگ ختم ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کے مقتولین کنویں میں پھینک کر اوپر سے مٹی ڈال دی جائے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا پھر مدینہ واپس ہوئے۔

دو مجرموں کی گردن مارنے کا حکم: ..... جن الصفراء کے مقام پر پہنچے تو مال غنیمت تقسیم فرمایا اور نضر بن حارث بن کلدہ کی گردن اڑانے کا

❶ بعض بنی مخزوم کا خیال تھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ مجھے ابوجہل نے اس وقت یہ کہا کہ اے چرواہے تو بڑی مشکل سیڑھی پر چڑھ آیا ہے۔ ابن ہشام جلد اص ۶۳۶

حکم دیا ❶ پھر آں حضرت ﷺ نے عرق الظبیہ میں قیام فرمایا اور عقبہ بن ابی معیط کی گردن اڑانے کا حکم دیا جو قیدیوں میں شامل تھا ❷ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت ماہ رمضان کے آٹھ دن باقی تھے۔ ❸

دوسرے غزوات

غزوۃ الکدر:..... اللہ مدینہ واپس آنے کے بعد آں حضرت ﷺ کو یہ خبر ملی کہ قبیلہ غطفان کے لوگ جمع ہو رہے ہیں چنانچہ تشریف آوری کے سات دن بعد آپ بنو سلیم کی سرکوبی کے ارادہ کے لیے نکلے اور مدینہ میں سبا بن عرفطہ غفاری اور بعض مؤرخین کے مطابق بن ام مکتوم کو نائب مقرر فرمایا اور الکدر ❹ کے چشمے پر پہنچ کر آپ ﷺ تین دن رکے رہے پھر بغیر جنگ وجدال کے واپس چلے آئے۔ ایک روایت کے مطابق اس غزوہ

---

❶ ..... نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے تھا جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدسلوکی کرنے ایذاء اسانی میں بڑے بے باک تھے جب آں حضرت ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور انہیں وعظ وتذکیر کرتے تو یہ بدبخت ان کے مقابلہ میں رستم واسفندیار کے افسانے شروع کر دیتا تو لوگوں کو آپ کی طرف سے ہٹا دیتا اور کہتا کہ میرے قصے نعوذ باللہ محمد (ﷺ) کے قصوں نے بہتر ہیں۔ ❷ ..... عقبہ بن ابی معیط آں حضرت ﷺ کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا اس کی دشمنی اور ایذاء رسانی کا یہ حال تھا کہ اس نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ ❸ ..... طبقات بن سعد ج ۲ ص ۳۱ پر ہے کہ اس جگہ کو قرقرۃ الکدر بھی کہتے تھے یہ سد معونہ کے پیچھے معدن بنی سلیم کے قریب واقع تھی مدینہ اور معدن بنی سلیم کے درمیان آٹھ برد کا فاصلہ ہے۔ ❹ ..... از مترجم حکیم احمد حسین۔ رسول اکرم ﷺ کامیابی کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے مال غنیمت تقسیم کرنے کی نوبت بھی نہیں آنے پائی تھی کہ اصحاب بدر مال غنیمت تقسیم کرنے کے بارے میں مختلف رائے ہوگئے جن لوگوں نے دشمن کا مال واسباب جمع کیا تھا کہہ رہے تھے کہ یہ مال واسباب انکا ہے جنہوں نے جمع کیا ہے اور لوگ دشمنان اسلام سے لڑنے اور ان سے مقابلہ کر رہے تھے وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم کو یہ مال واسباب کہاں سے ملتا یہ مشکل ہم نے مشرکین کو تمہاری طرف سے متوجہ نہیں ہونے دیا حتی کہ تم لوگ وہ مال جمع کرنے میں کامیاب ہوگئے اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے ان کا یہ دعویٰ تھا کہ تم لوگوں سے زیادہ ہم مستحق ہیں کہ ہم بہ خوبی لڑ بھی سکتے تھے اور مال واسباب جمع کر سکتے تھے کیونکہ اللہ جل شانہ نے ہماری فتح ونصرت کا وعدہ کیا تھا لیکن ہم نے دشمنان دین کے حملہ کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کی اور اسوجہ سے تم لوگ ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔

سورۂ انفال کا نزول:..... ابن سعد نے اس سلسلے میں عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامت کہتے ہیں کہ سورۂ انفال ہم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی ہم لوگوں نے انفال (مال غنیمت) کی تقسیم میں اختلاف کیا تھا اور ہمارے اخلاق میں کس قدر فرق آ گیا تھا لہٰذا اللہ جل شانہ نے اسکو ہمارے قبضہ سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے اختیار میں دے دیا چنانچہ آپ نے سب مسلمانوں میں تقسیم فرمایا۔

وہ غیر حاضر جنہیں غنیمت میں حصہ ملا:..... علامہ بن اسیر نے تحریر کیا ہے کہ مال غنیمت تقسیم کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ان آٹھ صحابہ کو بھی حصہ دیا تھا جو واقعہ بدر میں موجود نہیں تھے (۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ ﷺ ان کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اکرم ﷺ کی بیماری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے۔ (۲) طلحہ بن عبیداللہ (۳) سعید بن زید (دونوں صاحبوں کو مدینہ سے قافلہ کی تلاش کے لیے بھیج دیا تھا۔ (۴) حضرت ابالبابہ انکو رسول اللہ ﷺ مدینہ ہی کے انتظام کے لیے چھوڑ گئے تھے۔ (۵) عاصم بن عدی ان کو بالائی مدینہ میں چھوڑ گئے تھے (۶) حرث بن حاطبان کو بنو عمر بن عوف کے پاس کسی وجہ سے بھیجا تھا۔ (۷) خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ یہ اصحاب اگرچہ واقع بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دے کر بدریوں میں شامل کر لیا تھا۔

غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے سابق پانچ مسلمانوں کی ہلاکت:..... مشرکین مکہ کے ساتھ درج ذیل پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے کے لیے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چکھا دیا اور انہی مقتولین مشرکین میں شمار کیے گئے (۱) بنو اسد بن عبدالعزی بن قصی سے حرث بن زمعہ، (۲) بنو مخزوم سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ اور (۳) بنو جمع سے ابوقیس بن الولید بن المغیرہ، (۴) بنو سہم سے علی ابن امیہ بن خلف (۵) عاص بن منبہ۔ یہ لوگ ہجرت سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے ایمان لا چکے تھے لیکن جب ہجرت کا حکم ہوا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے تو ان لوگوں کے اعزاء واقارب مکہ میں روک رکھا ان لوگوں نے ان کے سمجھانے سے اسلام کو ترک کر دیا اور واقعہ بدر میں اپنی قوم کے ساتھ شریک ہوئے اور انہی ساتھ قتل ہوئے۔

فتح کی خوشخبری:..... کامیابی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں خوشخبری سنانے کے لیے نشیبی میں بشارت شنانے کے لیے زید بن حارثہ کو روانہ کیا اسمہ بن زید کہتے ہیں کہ جنگ بدر کی فتح کی خبر ہمارے کانوں تک اسوقت پہنچی جس وقت کے رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو ہم مٹی دے رہے تھے۔ چنانچہ میں زید بن حارثہ کے پاس آیا اور مصلی پر کھڑا ہوئے فرما رہے تھے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود ابوالبختری، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور حجاج کے بیٹے مارے گئے میں بول اٹھا ابا جان کیا یہ سچ ہے؟ جواب دیا کہ ہاں یہ سچ ہے واللہ یہ سب مارے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کچھ جانور بطور مال غنیمت ہاتھ آئے تھے ایک اور روایت کے مطابق آں حضرت ﷺ نے غالب عبداللہ بن لیثی کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تھا اور وہ مال غنیمت لے کر واپس آئے تھے اں حضرت ﷺ مدینہ میں ذوالحجہ تک ٹھہرے پھر آپ نے بدر کے قیدیوں سے فدیہ کی رقم لے کر آزاد کر دیا۔

غزوۂ سویق:...... جب ابوسفیان بدر سے واپس گیا تو اس نے نذر مانی ❶ کہ میں مدینہ پر ضرور حملہ کروں گا چنانچہ وہ دوسو سواروں کے ساتھ نکلا اور رات کے وقت یہود کے قبیلے بنونضیر کے ہاں پہنچا حیی بن اخطب تو اسے دیکھ کر چھپ گیا مگر سالم بن مشکم نے اسے اپنے ہاں مہمان بنایا اور

---

❶...... بدر سے واپسی پر ابوسفیان نے یہ منت مانی تھی کہ جب تک نبی کریم ﷺ سے جنگ نہیں کر لیتا غسل جنابت نہیں کرے گا (ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۴۱) سہیلی کہتے ہیں کہ نکاح اور حج کی طرح حالت جنابت میں غسل کرنا بھی حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہما السلام کے مذہب کی باقیات میں سے تھا جسے اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بھی اپنائے ہوئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) **قیدی اور ان سے سلوک:**...... آپ کے ساتھ قیدیان بدر کا قافلہ بھی تھا آپ نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا اور ی فرمایا کہ اپنے قیدیوں کے ساتھ خیر کا معاملہ کرنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن المطلب مشکیں باندھ کر خانۂ رسول میں رکھے گئے چونکہ ہاتھ سختی سے باندھا گیا تھا اس لیے ان کے کراہنے سے ساری رات رسول اللہ ﷺ کو نیند نہیں آئی صحابہ نے نیند نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عباس رضی اللہ عنہ کے کراہنے نے مجھے سونے نہیں دیا۔ یہ سنتے ہی ایک بزرگ نے ان کی مشکیں ڈھیلی کر دیں الغرض قیدیوں کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا برتاؤ نہایت نرمی کا تھا جو کچھ ان کو میسر ہوتا خود بھی کھاتے تھے اور ان کو بھی کھلاتے تھے ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم برادر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ قید ہو کر آئے تو میں انصار کے ایک گروہ کی حفاظت میں رکھا گیا دونوں وقت مجھے کھجور اور روٹیاں کھانے کو ملتی تھیں اس کے علاوہ جو شخص اس طرف سے گزرتا ہوا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز کھانے کی ہوتی تو وہ ضرور اس میں سے کچھ حصہ مجھ کو دیتا تھا۔

قیدیوں کے بارے میں مشورہ:...... چند دن کے بعد آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا کوئی کچھ رائے دیتا تھا کوئی کچھ عرض کر رہا تھا اتنے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بول اٹھے نہیں یا رسول اللہ! مصلحت تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سے جس کا عزیز ہو وہ اس کو قتل کرے تا کہ دوسرے مشرکین کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں ان کی رشتہ داری وقرابت کے مقابلہ میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت بہت زیادہ ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف نظر توجہ فرمائی انہوں نے گزارش کی یا رسول اللہ! یہ سب ہمارے اور آپ کے رشتہ دار ہیں کوئی چچا ہے کوئی بیٹا ہے اب چونکہ اللہ جل شانہ نے ان پر ہمیں فتح ونصرت عطا فرمائی ہے بہتر ہوگا کہ ان لوگوں سے رفدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیں ہو سکتا ہے کہ آئندہ ایمان لے آئیں رسول اللہ ﷺ کو یہ رائے پسند آگئی آپ نے فدیہ لے کر آزاد فرما دیا۔

فدیہ کی رقم:...... مشرکین قریش کا فدیہ اس واقعہ میں ایک شخص کا ہزار درہم سے لے کر چار ہزار تک مقرر کیا گیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے کہا کہ اے محمد! تم چاہتے ہو کہ تمہارا چچا فدیہ دینے کے لیے بھیک مانگے رسول اللہ ﷺ نے بالہام الٰہی فرمایا کہ ان دراہم میں سے فدیہ دے دیجیے جو آپ روانگی کے وقت ام فضل کے پاس رکھ آئے تھے عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھ کو بتایا ہے اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا اور اسی وقت مسلمان ہو گئے اور فدیہ بھی ادا کر دیا۔

ابوالعاص کی رہائی:...... انہی قیدیوں میں ابوالعاص بھی تھے جس وقت اہل مکہ اپنے عزیزوں کا فدیہ روانہ کر رہے تھے ان کی بی بی زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی نے اپنے گلے کا ہار ابوالعاص کے فدیہ کے لیے روانہ کیا یہ ہار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا انہوں نے اپنی بیٹی زینب کو جہیز میں دیا تھا۔ جب ہار رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ کو بے حد رقت ہوئی اور آپ نے صحابہ سے فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا فدیہ اس کو واپس دے دو صحابہ رضی اللہ عنہم نے دل کی خوشی سے اس کو منظور کر لیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی مدینہ آمد:...... علماء سیر لکھتے ہیں کہ ابوالعاص سے رسول اللہ ﷺ نے وعدہ لے لیا تھا ابوالعاص نے خود وعدہ کر لیا تھا کہ رہائی کے بعد زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں پہنچا دوں گا بہرکیف جس وقت ابوالعاص مکہ آنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو ابوالعاص کے ساتھ روانہ کر دیا اور یہ فرمایا کہ تم لوگ بطن یاجج میں رہنا جب زینب آجائیں تو ان کے ساتھ آنا چنانچہ ابوالعاص نے مکہ میں پہنچ کر حضرت زینب کو اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کے اونٹ پر سوار کر کے روانہ کر دیا بطن یاجج تک زینب کو ان کا دیور (شوہر کا بھائی) کنانہ پہنچانے آیا اور بطن یاجج سے زید بن حارثہ کے ساتھ روانہ ہوئیں واقعۂ بدر سے پہلے ایک مہینے کے بعد بدر میں پہنچیں۔ پھر یہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاص مکہ میں رہے حتیٰ کہ فتح مکہ سے پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گئے اور وہاں نے سامان تجارت لے کر واپس آ رہے تھے راستہ میں رسول اللہ ﷺ کا سریہ مل گیا اس نے قافلہ کا سامان چھین لیا کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ لوگ گرفتار ہوئے ان میں ابوالعاص بھی تھے اس واقعہ کے بعد یہ مسلمان ہو گئے جیسا کہ آئندہ اپنے موقع پر آئے گا۔

بدر میں لشکر کی تعداد اور دوسری اشیاء:...... بدر میں مسلمانوں کے لشکر میں ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک تو مقداد بن عمرو کا عرجہ نامی اور دوسرا مرشد ابن مرشد کا سہیل نامی گھوڑا تھا غازیوں کی تعداد تین سو دس سے کم نہ تھی اور نہ تین سو اٹھارہ سے زیادہ تھی ان میں ستتر یا تراسی مہاجرین تھے اور باقی سب انصار، تلواریں گنتی کی چند تھیں اور مشرکین تعداد میں نوسو اور ہزار کے درمیان تھی ان کے پاس سو گھوڑے تھے جن میں ستر بچ کر مکہ آگئے تیس مسلمانوں کے مقابلہ میں آگئے اور آٹھویں رمضان کو آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور سترہویں رمضان کو آپ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے اور سترہویں رمضان کو جمعہ کے دن صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی تھی۔ (حکیم احمد حسین)

مسلمانوں کے حالات بتائے واپسی پر ابوسفیان نے مدینہ کے قریب ایک نخلستان جلا دیا اور دو مسلمانوں کو جو اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے شہید کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا اور خود مسلمانوں کا ایک لشکر لے کر نکلے اور الکدر کے چشمہ تک پہنچ گئے مگر ابوسفیان اور دیگر مشرکین بچ نکل گئے مشرکین نے بھاگتے وقت بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اونٹوں سے سویق یعنی ستو کے بار گرا دیئے تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ لگے اس لیے اسے غزوہ سویق کہتے ہیں۔ یہ واقعہ جنگ بدر کے دو ماہ بعد ذوالحجہ کے مہینے میں پیش آیا۔

غزوۂ امر:......محرم (۳ھ) میں رسول اللہ ﷺ نے قبیلے غطفان کے خلاف لشکر کشی کی اور مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا آپ ﷺ نے صفر کا پورا مہینہ نجد میں گزارہ بغیر کسی لڑائی کے واپس چلے آئے۔

غزوۂ نجران ❶......ربیع الاول کے آخر میں رسول اللہ ﷺ قریش کی سرکوبی کے ارادے سے نکلے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر کیا آپ حجاز میں نجران کے مقام تک پہنچے جہاں ایک کان ہے مگر جنگ کی نوبت نہ آئی آپ وہاں جماعت دی الثانیہ ۳ھ تک رکے اور پھر مدینے واپس تشریف لائے۔

کعب بن اشرف:......کعب بن اشرف قبیلہ طئی کا ایک آدمی تھا جس کی ماں بنو نجار نضیر کے یہودی قبیلہ کی تھی جب بدر کی جنگ میں بہت سے مشرکین مکہ مارے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دے کر مدینہ روانہ کیا تو خوشخبری سن کر کعب ابن اشرف کہنے لگا کہ افسوس! کا کیا یہ خبر سچ ہے؟ یہ لوگ تو عرب کے معززین اور زمانے کے بادشاہ تھے اگر محمد ﷺ نے واقعتاً اُن لوگوں کو مار گرایا ہے تو پھر زمین کی سطح کی بہ نسبت اس کا پیٹ بہتر ہے (یعنی ہماری تلخ زندگی سے موت بہتر ہے)۔

کعب بن اشرف کی شرارتیں:......پھر وہ مکہ گیا اور وہاں مطلب بن ابی دواعہ سہمی کے ہاں ٹھہرا (سہمی کے گھر میں عاتکہ بنت اسد بن ابی العیص بن امیہ تھی) لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکانا شروع کیا وہ دردناک اشعار پڑھتا اور مقتولین پر روتا مدینہ واپس آنے کے بعد اس نے عاتکہ کی تعریف میں اشعار کہے اور اس کے علاوہ عشقیہ اشعار میں بعض مسلمان عورتوں ❷ کا نام بھی لیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے گا؟ اور اس کام پر مندرجہ ذیل لوگوں کو مقرر فرمایا (۱) حضرت محمد بن مسلمہ (۲) سلکان ❸ بن سلامہ (یعنی ابونائلہ جو عبدالاشہل کے خاندان سے تھے اور کعب بن اشرف ❹ کے رضاعی بھائی تھے) (۳) عبادہ بن بشر بن وقش (۴) حارث بن بشر بن معاذ (۵) ابو عبس بن جبر جو بنو حارثہ سے تھے۔

کعب بن اشرف کے قتل:......سلکان بن سلامہ بن اشرف کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اسے ایسا ظاہر کیا کہ گویا وہ آنحضرت ﷺ سے بیزار تھے اور اس کا دل ان سے پھر گیا ہے اس نے اپنی تنگ دستی کی شکایت کی اور کہا کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے ساتھ کچھ غلہ فروخت کر دو اور اس کے بدلہ میں ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار رہن کر دیتے ہیں۔ کعب بن اشرف نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور سلکان اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا۔ پھر یہ لوگ دوبارہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ بھی چاندنی رات میں ان کے ساتھ بقیع الغرقد ❺ تک تشریف لائے جب یہ لوگ کعب بن اشرف کے پاس آئے تو وہ ان کے لیے اپنے قلعہ سے باہر نکل آیا ابھی یہ سب تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ مسلمانوں نے اس پر تلوار سے وار کیا اور محمد بن مسلمہ نے اس کے جسم میں خنجر گھونپ کر اس کا کام تمام کر دیا اس دشمن خدا نے ایسی سخت چیخ ماری جس سے آس پاس کے تمام قلعوں والے ڈر گئے اور انہوں نے آگ کی روشنی کی مگر مسلمان بچ نکل آئے۔

لعاب نبوی ﷺ سے زخم ٹھیک ہونے کا معجزہ:......ان میں سے حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اپنے ہی کسی ساتھی کی تلوار سے زخمی ہو گئے تھے اور خون

---

❶......تاریخ ابن الاثیر جلد ۱ صفحہ ۵۴۳ پر نجران کے بجائے بحران لکھا ہے واقدی نے بھی مغازی میں بحران ہی لکھا ہے ابن ہشام نے غزوۃ الفرع میں بحران لکھا ہے۔ ❷......کہا جاتا ہے کہ کعب بن اشرف نے مسلمان عورتوں کے متعلق نازیبا اشعار کہے تھے جیسا کہ ابن ہشام اور دلائل بیہقی ج ۳ ص ۱۹ پر مذکور ہے۔ ❸......اصل نسخہ میں سلکان کی بجائے ملکان تھا جو غلط ہے۔ ❹......ابن ہشام ج ۲ ص ۵۵ میں ہے کہ ابونائلہ کعب ابن اشرف کا رضاعی بھائی تھا اصل نسخہ میں بھی یہی بات تحریر ہے جب کہ واقدی نے مغازی میں لکھا ہے کہ نائلہ اور محمد بن مسلمہ دونوں کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ ❺......اس نسخہ میں بقیع الفرقد تھا جو کہ غلط ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۶)

بہنے کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے مگر وہ بھی رات کے آخری حصہ میں ان کے پاس پہنچ گئے پھر وہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ کی اطلاع دی آں حضرت ﷺ نے حارث کے زخم پر اپنا لعاب مبارک (تھوک) لگا دیا جس سے ان کا زخم ٹھیک ہو گیا۔

یہود کے قتل کی اجازت: ...... جب آں حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہودی اس واقعہ سے خوف زدہ ہو گئے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو یہودیوں کے قتل کی اجازت دے دی۔ انہیں دنوں میں حویصہ ❶ بن مسعود اسلام لائے تھے جن کا بھائی محیصہ اس سے پہلے یہ مسلمان ہو چکا تھا۔

بنوقینقاع کی بدتمیزی: ...... جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ یہودیوں کے قبیلہ بنوقینقاع کے بازار میں گئے ان کو وعظ ونصیحت کی اور آں حضرت ﷺ کے بارے میں جو کچھ وہ اپنی مقدس کتابوں کے ذریعے سے جانتے تھے یاد دلایا اور قریش مکہ کی عبرت ناک مثال دے کر انہیں خدا تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرایا مگر یہودیوں نے بڑا سخت جواب دیا اور کہا کہ تم کسی دھوکہ میں نہ رہنا تمہارا مقابلہ ایسی قوم سے ہے جو لڑائی سے واقف نہ تھی اس لیے تم کو ان پر فتح حاصل ہو گئی جب تمہارا ہمارے ساتھ معاملہ پڑے گا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون لوگ ہیں اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرمائی۔ واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ان الله لايحب الخائنين ۔(اگر تمہیں کسی قوم کی طرف سے خیانت کا ڈر ہو تو تم بھی انہیں برابر کا جواب دو بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔)

بنوقینقاع پر لشکر کشی: ...... ایک روایت یہ ہے کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو کسی حق کی بناء پر قتل کر دیا تھا ❷ اس پر یہودی مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور معاہدہ توڑ ڈالا تو اس موقع پر یہ آیت اتری۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں حضرت بشیر بن عبدالمنذر کو اور بعض مؤرخین کے مطابق ابالبابہ کو اپنا نائب مقرر کیا بنوقینقاع پر لشکر کشی کی یہ لوگ مدینہ کی ایک جانب رہتے تھے ان کے سات سو جنگجو جوان تھے جن میں سے تین سو زرہ پوش تھے ان کے پاس نہ کھیت تھے نہ باغات بلکہ وہ تاجر تھے یا سنار حضرت عبداللہ بن سلام کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔

بنوقینقاع کا محاصرہ اور جلاوطنی: ...... رسول اللہ ﷺ نے ان کا پندرہ دن تک محاصرہ کیے رکھا آخر انہوں نے بلا کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیئے مسلمان ان کو باندھ کر لائے تاکہ قتل کر دیں مگر عبداللہ بن ابی منافق نے ان کی سفارش کی اور بڑے اصرار کے بعد آں حضرت ﷺ ان کی جان بخشی کرا دی۔ آپ ﷺ نے ان کی جلاوطنی کا حکم صادر فرمایا اور ان کے ہتھیار اور جائداد ضبط کر لی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں ان کے گھروں سے نکال دیں چنانچہ بنوقینقاع خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مال غنیمت میں سے خمس لیا اور یہ پہلا خمس تھا جو آپ نے حاصل کیا۔

پہلی قربانی عیدالاضحیٰ: ...... پھر آپ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے اور جب عیدالاضحیٰ کا دن آیا تو آپ نے مسلمانوں کے ساتھ باہر صحرا میں نماز ادا کی اور اپنے ہاتھ سے دو بکریاں ذبح کیں کہتے ہیں کہ یہ پہلی قربانی ہے جو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں کی۔

سریہ قردۃ ❸: ...... واقعہ بدر کے بعد مشرکین مکہ بات سے ڈر گئے تھے کہ مسلمان ان مدینہ شام کے راستہ میں ان کے تجارتی قافلوں کی مزاحمت کیا کریں گے لہٰذا انہوں نے فرات بن حیان کو اپنا رہبر گائیڈ بنایا اور سردی کے موسم میں عراق کے راستے سے نکلے۔ چنانچہ جب آں حضرت ﷺ کو قافلہ کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اس میں بہت سا مال اور چاندی کا سامان ہے تو آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا حضرت زید نے اہل قافلہ کو روک کر مغلوب کر لیا اور فرات بن حیان کو پکڑ کر لے آئے فرات اسلام کی پناہ لے کر مسلمان ہو گیا اور اس سریہ جو مال

---

❶ ...... ابن اسحاق کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں میں سے جو ملے اسے قتل کر دو چنانچہ حضرت محیصہ بن مسعود نے ایک یہودی تاجر کو سینہ کو قتل کر دیا ان کے بھائی حویصہ نے انہیں تنبیہ کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر نبی اکرم ﷺ مجھے تمہارے بارے میں حکم دیتے تو میں تمہاری گردن بھی اڑا دیتا حضرت حویصہ نے فرمایا کہ یہ دین جس نے تجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے یقیناً حق ہے اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۵۶) ❷ ...... علامہ سلیمان ندوی نے اپنی کتاب رحمت عالم میں لکھا ہے کہ یہودیوں نے ایک مسلمان خاتون کے ساتھ دست درازی کی اور ان کا ستر کھول دیا تھا یہ خاتون ایک یہودی کی دکان پر کسی کام سے گئی تھی یہ منظر دیکھ کر کسی مسلمان نے اس یہودی کو قتل کر دیا پھر یہودیوں نے اس مسلمان کو شہید کر دیا اس کے بعد بنوقینقاع کے محاصرے اور جلاوطنی کا واقعہ پیش آیا۔ یہ واقعہ سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۴۸ پر بھی موجود ہے۔ ❸ ...... قردۃ عرب کے علاقہ نجد کے چشموں میں سے ایک ہے۔ (سیر ابن ہشام)

غنیمت حاصل ہوا اس کے صرف خمس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ ❶

ابورافع سلام بن ابی الحقیق یہودی:...... سلام بن ابی الحقیق جس کی کنیت ابورافع تھی خیبر کے یہودیوں میں سے تھا یہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو بہت ستایا کرتا تھا اور ان کے خلاف لوگوں کو جمع کرتا رہتا تھا اس کی اسلام دشمنی کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی کے قریب تھی۔ ادھر اوس اور خزرج کے قبیلے رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور فرمانبرداری میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کے لیے کوشاں رہتے تھے اگر ایک قبیلہ کوئی خدمت سرانجام دیتا تو دوسرا قبیلہ بھی اس قسم کا کاروبار دکھانا چاہتا تھا چنانچہ جب قبیلہ اوس کے نوجوانوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا تو خزرج والوں نے بھی ابن ابی الحقیق کے قتل کی اجازت چاہی جو اسلام کی مخالفت اور عداوت میں کعب بن اشرف سے کسی طرح کم نہ تھا چنانچہ آں حضرت ﷺ کی اجازت حاصل کر کے اس مقصد کے لیے خزرج کے آٹھ آدمی نکلے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن عقیل (۲) حضرت مسعر بن سنان (۳) حضرت ابوقتادہ (۴) حضرت حارث بن ربعی خزاعی جو ان کے حلیفوں میں سے تھے آں حضرت ﷺ نے عبداللہ بن عقیل کو ان کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ کسی بچے عورت کو قتل نہ کیا جائے۔

ابورافع کا قصہ قتل:...... مذکورہ بالا اشخاص جمادی الآخر ۳ھ کے درمیانی دنوں میں مدینہ سے نکلے اور خیبر پہنچ گئے پھر ابن ابی الحقیق کے گھر آئے جو دوسری منزل پر تھا اس کو کہانی سنانے والا ❷ واپس جاچکا تھا اور وہ خود بھی سو گیا تھا یہ لوگ جن دروازوں سے داخل ہوئے ان سب کو بند کرتے گئے آخر کار انہوں نے اسے آواز دی تاکہ اس کی آواز کے ذریعہ سے اسکی جگہ کا پتہ چلائیں ❸ پھر اس پر انہوں نے یکے بعد دیگرے تلوار سے وار کیے اور اسے قتل کر دیا۔

ابوالحقیق کی موت کا اعلان:...... قلعہ سے نکل کر کچھ دیر باہر ٹھہرے حتی کہ ایک یہودی دیوار پھر چڑھا اور اس نے ابن ابی الحقیق کی موت کا اعلان کیا اس اعلان سے ان کو یقین ہو گیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہے اسکے بعد سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی انہیں اطلاع دی ان میں سے ایک شخص ❹ بالاخانہ کے زینہ سے گر پڑا تھا جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ چکی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس کی پنڈلی پر ہاتھ پھیرا تو وہ اچھا ہو گیا۔

غزوۂ احد ❺ (۳ھ)

جنگ بدر کے بعد قریش مکہ نے آپس میں مشورہ کیا اور شہر کے تاجروں سے مالی امداد مانگی تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کی تیاری کر سکیں تاجروں نے ان کی مدد کی قریش اپنے حلیفوں اور احابیش ❻ کو ساتھ لے کر نکلے یہ شوال ۳ھ کی بات ہے انہوں نے عورتوں کو بھی ساتھ لے لیا مقصد یہ تھا کہ ننگ و ناموس کی حفاظت کے لیے جان لڑا دیں گے اور میدان جنگ سے بالکل نہیں فرار نہ ہوں گے چنانچہ وہ بڑھ کر ذوالحلیفہ کے مقام پر ٹھہرے جو احد کے پہاڑ کے قریب ایک وادی کے کنارے پر سنجہ ❼ کے درمیان مدینہ کے سامنے واقع ہے اہل مکہ کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش جنگجو اور دو سو سوار تھے انکے ساتھ پندرہ عورتیں بھی تھیں جن کے پاس دف تھے اور وہ مقتولین بدر کے مرثیہ پڑھ کر روتی تھیں۔

---

❶ ...... خمس میں پانچواں حصہ ہوتا ہے لہٰذا کل مال غنیمت ایک لاکھ درہم ہو گا۔ ثناء اللہ ❷ ...... عربوں کی بہت سی بلکہ کم وبیش سب جگہوں میں یہ عادت بنی ہوئی تھی کہ وہ راتوں کو دیر تک جاگتے تھے اور کوئی ایک شخص قصے کہانیاں سناتا تھا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے کچھ لوگ مقرر بھی کر رکھے تھے ابورافع بھی اسی عادت کا شکار تھا جب مسلمان وہاں پہنچے تو اسے کہانی سنانے والا شخص جاچکا تھا اور یہ اس کے بعد سویا ہوا تھا۔ ثناء اللہ، ❸ ...... آواز کی جگہ تلوار چلائی اور وہ مارا گیا۔ ثناء اللہ ❹ ...... ابن اثیر ج ۱ ص ۵۴۶ پر ان صحابی کا نام ذکر کیا ہے جو زینے سے گر پڑے تھے انکا نام عبداللہ بن عتیک تھا ان کی نظر کمزور تھی اس لیے اندھیرے میں زینے سے گر پڑے۔ ❺ ...... مزید تفصیل کے لیے دیکھیں غزوۂ احد (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۰۶، ۶۵) واقدی کی مغازی ج ۱ ص ۱۹۷ طبقات بن سعد ج ۲ ص ۳۶، تاریخ طبری ج ۳ ص ۹، البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۹، عیون الاثر ج ۲ ص ۵، صحیح البخاری ج ۵ ص ۹۳ صحیح مسلم شرح نووی ج ۱۲ ص ۱۴۷۔ ❻ ...... احابیش مکہ کے نواح میں چند قبیلے تھے جو آپس میں حلیف تھے ایک قول کے مطابق وہ اس لیے کہلائے کہ انہوں نے باہمی امداد کا حلف جبل حبشی کے قریب اٹھایا تھا جو مکہ کے زیریں حصہ میں چھ میل کے فاصلہ پر ہے ابن اسحاق کا بیان ہے کہ احابیش بن الہون بنوالحارث اور خزاعہ کی شاخ بن والمصطلق میں شامل تھے۔

❼ ...... سنجہ وہ زمین ہے جس پر نمک کی تہ جمی ہوئی ہو۔

مسلمانوں سے نبی کریم ﷺ کا مشورہ:...... رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مشورہ دیا کہ شہر بند ہو جائیں اور اگر دشمن حملہ کرے تو گلی کوچہ کے کناروں پر کھڑے ہو کر انکا مقابلہ کرنا عبداللہ بن ابی بن سلول کی بھی یہی رائے تھی مگر ان مسلمانوں نے جن کو اللہ تعالیٰ مرتبہ شہادت سے سرفراز کرنا چاہتے تھے اصرار کیا باہر بالکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے چنانچہ آں حضرت ﷺ ہتھیار پہن کر باہر تشریف لائے جن لوگوں نے اصرار کیا تھا وہ آگے بڑھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ چاہیں تو شہر کے اندر ٹھہر جائیں آپ نے فرمایا کہ یہ پیغمبر کی شان کے لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر بغیر قتال کیے اتار دے چنانچہ آپ ﷺ ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے نکلے اور عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا نگران بنا دیا تا کہ جو مسلمان شہر میں باقی رہ گئے تھے نماز کے وقت ان کی امامت کریں۔

منافقوں کے گروہ کی غداری:...... جب آں حضرت ﷺ مدینہ اور احد کے درمیان پہنچے تو عبداللہ بن ابی ایک تہائی لشکر لے کر واپس چلا گیا ❶ کیوں کہ وہ اس بات سے ناراض تھا کہ اس کی رائے لوگوں نے مخالفت کی تھی رسول اللہ ﷺ حرہ بن حارثہ کے راستہ بتا رہے تھے آخر کار آپ ﷺ نے احد کی ایک گھاٹی میں پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کو اپنی پشت کی طرف رکھا اس وقت اہل مکہ نے اپنے جانور مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ رکھے تھے۔

مسلمانوں کی صف بندی:...... آں حضرت ﷺ نے سات سو صحابہ کے ساتھ جنگ کی تیاری کی جن میں سے پچاس سوار تھے اور پچاس تیر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرے تو اس پر تیر برسا دیں۔

اسلامی فوجی کا علم:...... آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو فوج کا علم عطا فرمایا اس موقع پر آپ نے حضرت سمرہ بن جندب فزاری اور رافع بن خدیج کے تیراندازوں میں شامل ہونے کی اجازت دی ہے ان دونوں کی عمر پندرہ برس کی تھی۔

نوعمر مجاہد لڑکوں کی واپسی:...... آں حضرت ﷺ نے (۱) اسامہ بن زید (۲) عبداللہ بن عمر بن خطاب (۳) زید بن ثابت (۴) عمرو بن حرام (۵) براء بن عازب (۶) اسید بن عضیر (۷) عرابہ بن اوس (۸) زید بن ارقم جو بنو ساعدہ کیا یک بہادر مجاہد تھے اور میدان جنگ میں بڑے ناز اور فخر ❷ سے اترا کرتے تھے۔ قم (۹) ابو سعید خدری کو وہ واپس کر دیا تھا کیونکہ ان تمام کی عمریں ابھی چودہ سال کی تھیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ابو دجانہ سماک ❸ بن خرشہ کو عطا فرمائی جو بنو ساعدہ کے بہادر مجاہد تھے اور میدان جنگ میں بڑے ناز اور انداز اور فخر سے اترا کرتے تھے۔

مشرکین کی صف بندی:...... اہل مکہ نے اپنے رسالہ کے میمنہ یعنی دائیں ہاتھ پا خالد ولید کو مقرر کیا اور میسرہ یعنی بائیں ہاتھ پر عکرمہ بن ابی جہل کو انکی فوج کے مقدمہ میں ابو عامر بن عبد بن صفی تھا جو قبیلہ اوس کا ایک سردار تھا ایام جاہلیت میں راہب بن گیا تھا جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس پر بدبختی چھا گئی اور وہ قبیلہ اوس کے چند آدمیوں سمیت مکہ کی طرف بھاگ گیا تھا اور پھر کفار کے ساتھ مل کر جنگ میں شریک ہوا قریش مکہ کا خیال تھا کہ اوس کے لوگ اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے الگ جائیں گے مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ کیونکہ جب ابو عامر نے انہیں پکارا تو انہوں نے اسکو پہچان لیا اور کہا کہ اے فاسق بدکار خدا تجھے اپنی نعمت سے محروم رکھے اس پر مسلمانوں کے ساتھ بڑی سخت جانی سے مقابلہ کیا۔

گھمسان کی جنگ:...... جنگ احد کے دن مسلمانوں میں سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، شیبہ ابو دجانہ اور نضر بن انس نے بڑی شجاعت دکھائی بڑے گھمسان کا رن پڑا جس مین انصار کے کچھ لوگ شہید ہو گئے مگر تھوڑی دیر میں اہل مکہ کے قدم اکھڑ گئے یہ دیکھ کر مسلمان کفار کی زد میں آ گئے اور کئی مجاہدین شہید ہو گئے یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی شہادت اور رسول اللہ ﷺ کا زخمی ہونا:...... مصعب بن عمیر جو اسلامی فوج کے علم بردار تھے آں حضرت ﷺ کی

---

❶...... مورخین کے مطابق اس منافق لشکر کی تعداد تین سو تھی اس کے بعد مسلمانوں کا لشکر سات سو پر مشتمل رہ گیا تھا۔ ثناء اللہ ❷...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس تلوار کا حق کون ادا کرے گا؟ حضرت ابو دجانہ نے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! اس تلوار کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو دشمن پر اتنا استعمال کرو کہ یہ تلوار کثرت استعمال کی وجہ سے ٹیڑھی ہو جائے آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق میں ادا کروں یا رسول اللہ!۔ ❸...... جب نبی کریم ﷺ نے انہیں میدان جنگ میں متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اگر یہ انداز میدان جنگ کے علاوہ عام زندگی میں اختیار کیا جائے تو اللہ کو شدید ناپسند ہے طبرانی کبیر اور ابن ہشام ج ۲ ص ۶۸۔

حفاظت میں لڑے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور ایک پتھر کی چوٹ سے آپ کے نچلی طرف کے اگلے دانت وٹ گئے تھے اور خود کی کڑیاں سر مبارک میں چبھ کر پھنس گئیں کہا جاتا ہے کہ آپ کو یہ زخم عتبہ بن ابی وقاص اور عمرو بن قمیہ لیثی نے لگائے تھے۔

حضرت حنظلہ ؓ کی شہادت: ...... حضرت حنظلہ نے ابوسفیان پر حملہ کیا مگر شداد بن اسود لیثی نے آگے بڑھ کر انہیں شہید کر دیا اس وقت قہ عالت جنابت میں تھے ان کی شہادت کی رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے اس واقعہ سے حنظلہ نے نسیل الملائکہ کا لقب پایا۔

سحابہ ؓ کی جانثاری: ...... جب کفار نے رسول اللہ ﷺ پر پتھر برسائے تو آپ ایک گڑھے میں گر پڑے حضرت علی ؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا ور حضرت طلحہ ؓ نے بغل میں لے کر آپ کو اٹھایا ابوسعید ؓ کے والد مالک بن سنان خدری نے آپ کے زخم سے خون چوسا۔ خود کی کڑیاں چہرہ بارک ہمیں چبھ گئی تھیں ابوعبیدہ بن جراح نے انہیں کھینچ کر نکالا جس سے ان کے اگلے دانت ٹوٹ گئے مشرکین رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے مگر چند سلمانوں نے ان کا دفاع کیا اور سب کے سب شہید ہو گئے ان میں سے آخری جان نثار عمار بن یاسر بن یزید بن سکن ؓ تھے ❶۔ پھر حضرت طلحہ ؓ مشرکین پر حملہ آور ہوئے اور انہیں وہاں سے بھگا دیا حضرت ابودجانہ ؓ آں حضرت ﷺ پر جھک گئے اب تیر انکی پیٹھ پر لگتے تھے مگر وہ بالکل رکت نہ کرتے تھے حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر انکے چہرہ پر لٹک گئی آں حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر واپس لگا دیا اور وسری آنکھ سے بھی بہتر ہوگئی۔

ضر بن انس ؓ کی قابل رشک شہادت: ...... نضر بن انس ؓ نے صحبہ کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ دہشت زدہ ہیں کہہ رہیں کہ رسول للہ شہید ہوگئے اس پر نضر بن انس کہتے لگے کہ انکے بعد تم دنیا میں رہ کر کیا کرو گئے اٹھو اور جس مقصد کے لیے انہوں نے جان دے دی تم بھی جان ے دو۔ پھر انہوں نے دشمن کا رخ کیا اور ان کے ساتھ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے شہادت کے بعد ان کے جسم پر ستر زخم دیکھے گئے احد کے دن حضرت بدالرحمٰن بن عوف کے بھی بیس زخم گئے بعض زخم پاؤں میں آئے جن کی وجہ سے آپ کے پاؤں میں لنگ آ گیا۔

ضرت حمزہ ؓ کی شہادت: ...... رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ ؓ وحشی کے ہاتھ مارے گئے تھے جو جبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا ں کے آقا نے وعدہ کیا کہ گر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا تو تمہیں آزاد کر دیا جائے گا چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ حضرت حمزہ ؓ سباع میں عبدالعزی کے ماتھ جنگ میں مصروف ہیں تو ان پر اپنا نیزہ پھینکا اور انہیں شہید کر دیا۔

معب ؓ کی شہادت اور شہادت نبوی کی افواہ: ...... جب عمر بن قمیہ نے اسلامی فوج کے علمبردار کو شہد کر دیا تو ان لوگوں نے یہ سمجھا کہ خود ول اللہ ﷺ نے شہادت پائی ہے اس پر مسلمان بڑے شکستہ ہو گئے مگر حضرت معب بن مالک نے جو بنوسلمہ کے شاعر تھے رسول اکرم ﷺ کو پان لیا اور بلند آواز سے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے خاموش رہنے کا حکم دیا بہر حال مسلمان رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع گئے اور ان کے ساتھ گھاٹی کی طرف چڑھ گئے ان میں حضرت ابوبکر ؓ، حضرت عمر ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت زبیر اور حارث بن صمہ انصاری وغیرہ شامل تھے۔

ی بن خلف کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں قتل: ...... ابی بن خلف آپ کے پیچھے گھاٹی میں پہنچ گیا تو آپ ﷺ نے حارثہ بن صمہ سے نیزہ لے راس کی گردن میں مارا۔ اس پر ابی بن خلف پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا تو مشرکین نے ان سے کہا کہ تمہاری بہادری کہا گئی؟ اس نے جواب دیا کہ خدا کی م اگر آں حضرت ﷺ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو وہ بھی میرے قتل کے لیے کافی تھا اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا پہلے اسے قتل کی دھمکی ے رکھی تھی چنانچہ جب مشرک جنگ کے بعد مکہ کی طرف لوٹے تو وہ خدا کا دشمن سرف ❸ نامی جگہ پر پہنچ کر مر گیا۔

...... سیرت بن ہشام کے الفاظ ہیں کان اٰخرہم زیاد عمارۃ بن السکن یعنی زیاد بن عمارہ بن سکن آخری جان نثار تھے، ثناء اللہ۔ ❷ ...... ابن ہشام نے ج ۲ ص ۸۳ میں لکھا ہے کہ نکے علاوہ مسلمانوں کی ایک مختصر جماعت بھی تھی واقدی نے مغازی میں ۱۱۴ افراد کا ذکر کیا ہے۔ ❸ ...... سرف مکہ سے چھ میل دور ایک جگہ کا نام ہے بعض اقوال سات میل اور بارہ میل بھی ملتے ہیں۔ (معجم البلدان) جبکہ واقدی نے اپنی کتاب مغازی ج ۱ ص ۲۵۲ میں لکھا ہے کہ ابی بن خلف بطن رابع میں پہنچ کر مرا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی لائے اور چہرہ مبارک کو دھویا پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ایک چٹان پر لیٹ گئے اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

میدان چھوڑنے والوں کی معافی:...... جنگ میں جن مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے خداوند تعالیٰ نے انکو معاف کر دیا چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت اتری ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان ... (سورۂ آل عمران: ۱۵۵)

ان شکست خوردہ لوگوں میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عثمان بن ابی عقبہ انصاری بھی شامل تھے۔

شہداء احد:...... جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن شہادت پائی نیز عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیر نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ کل شہداء کی تعداد پچھتر تھی جن میں سے اکثر انصار کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جہاں جہاں کوئی مسلمان گرا ہے اسے وہیں اس کے خون آلودہ کپڑوں میں دفن کر دیا جائے چنانچہ شہداء احد کو نہ تو غسل دیا گیا اور نہ ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی۔

مشرکین مکہ کے مقتولین:...... مشرکین مکہ کے بائیس آدمی مارے گئے جن میں ولید بن العاص بن ہشام اور ابوامیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ اور ہشام بن ابی حزیفہ بھی شامل تھے

ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن جمع بدر کی لڑائی میں قید ہو گیا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیاز راہ احسانا سے بغیر فدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر کبھی نہیں آئے گا مگر اس نے وعدہ خلافی کی اور جنگ احد میں آ کر پھر قید ہو گیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گردن مارنے کا حکم صادر فرمایا۔

ابوسفیان کا چیلنج:...... ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ جنگ وجدال کا یہی دستور ہے کہ کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی ہے اور کبھی دوسرے کو جنگ احد جنگ بدر کا جواب ہے ہبل کی شان بلند ہو، پھر وہ کہتے ہوئے لوٹ گیا کہ ہم تم سے آئندہ سال ملیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہمیں منظور ہے پھر سب مشرک مکہ کی طرف چلے گئے۔ ❶

---

❶ ...... جنگ احد پر قریش کو ابھارنے والا واقعہ بدر کا ہے جس میں ان شکست فاش دی اور بہت بری طرح انکو ہزیمت ہوئی تھی اس واقعہ میں عبداللہ بن ابی ربیعہ وعکرمہ بن ابی جہل صفوان بن ابن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ آ گئے تھے۔ کنانہ وتہامہ کے قبیلے اپنے اپنے حلیفوں سمیت شریک تھے ابوسفیان اپنی بیوی ہند بنت عقبہ کو عکرمہ بن ابی جہل اپنی بیوی ام حکیم بنت الحرث کو، حرث بن المغیر ہ فاطمہ بنت الولید المغیر ہ خالد کی بہن کو صفوان بن ابوامیہ برہ بنت مسعود جو کہ عروہ بن مسعود کی بہن تھی کو عمرو بن العاص بریطہ بنت مینہ بن الحجاج کو، طلحہ بن ابی طلحہ، سلاقہ بنت سعد اپنی بیوی کو ساتھ لائے تھے ان کے علاوہ دوسرے روساء قریش کی بیویاں اور خناس بنت مالک بن المضرب جو قبیلہ بنو مالک بن حسل سے تھا اپنے بیٹے ابا عزیز بن عمیر کے ساتھ اور بنت علقمہ جو بنو حرث بن عبد مناۃ ابن کنانہ سے تھی معرکہ احد میں شریک تھے یہ عورتیں دف بجاتی اور یہ اشعار پڑھتی تھیں:

ان تقبلوا نعاق ونفرش النمارق

اگر بڑھ کر لڑو گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور تمہارے لیے گدے بچھائیں گی

اوتد بروا نفارق فراق غیر وامق

یا پیچھے ہٹے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گی یہ علٰحدگی بوجہ محبت نہ ہونے کے ہوگی

لشکر کا علمبردار:...... اس لشکر کے علمبردار بنو عبدالدار تھے اور سردار ابوسفیان بن حرب تھا بڑھ کر کفار قریش احد پہاڑ کے سامنے ایک وادی میں پہنچے جمعرات اور جمعہ کو وہاں ٹھہرے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال بمطابق ۶۲۴ کو مدینہ سے مقابلہ کے لیے نکلے اور پندرھویں تاریخ کو ہفتہ کے دن میدان میں صف آرائی فرمائی سات سو مجاہدین میں سے پچاس تیر اندازوں کو احد پہاڑ پر بٹھایا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہاں سے حرکت نہ کرنا چاہے ہمیں فتح ہو یا شکست اس لیے کہ کفار کا لشکر درہ سے نکل کر لشکر اسلام پر پیچھے سے حملہ کر سکتا ہے باقی ساڑھے چھ سو آدمیوں کو لے کر آگے بڑھے اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہیں پہنے ہوئے تھے اسلام کا جھنڈا مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا، حضرت زبیر، میمنہ حضرت مقداد میسرہ کے سواروں کے ساتھ سردار اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مقدمہ کے افسر تھے سب سے پہلے انہوں نے اپنے مقدمہ کو آگے بڑھایا خالد وعکرمہ نے زبیر اور مقداد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب پر حملہ کیا طلحہ بن ابی طلحہ جو مشرکین کا علم بردار تھا صف سے نکل کر میدان میں آیا اور ڈانٹ کر بولا:

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ:...... جنگ کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت دیکھنے تشریف لائے دیکھا کہ ہند نے ان کے ناک کان کاٹ لیے اور اس کا پیٹ چاک کر کے ان کا جگر نکال لیا ہے بلکہ ہند نے ان کے جگر کو چبایا بھی تھا مگر نگل نہ سکی تھی۔ایک روایت میں آیا ہے کہ جب

(بقیہ گزشتہ صفحہ) یامعشر اصحاب محمد انکم تزعمون ان الله یعجلنا بسیوفکم الی النار ویعجلکم بسیوفنا الی الجنة فهل احد منکم یعجله سیفی الی الجنة اے محمد کے ساتھیو! تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعے دوزخ میں بھیجتا ہے اور ہماری تلواروں سے تمہیں جنت میں تو کیا تم میں سے کوئی ہے جس کو میری تلوار جنت میں بھیجے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یہ سنتے ہی مقابلہ پر نکل آئے اور تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کو کندھے سے کاٹتی ہوئی دھڑ تک نکل گئی یہ حصہ کٹ گیا اور اوندھا ہو کر گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب شرما کر واپس آ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی تمہیں کس چیز نے اس کا خاتمہ کرنے سے روکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے عرض کی کہ بے ستر (ننگا) ہو جانے سے مجھے شرم آ گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار ابو دجانہ کو عطا فرمائی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یہ اور علی ابن ابی طالب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور بڑے صحابہ کا گروپ لڑتا ہوا کفار میں گھس گیا۔اللہ جل شانہ نے اپنی عنایت سے مسلمانوں کی مدد کی کفار کو شکست ہوئی عورتیں بھاگ بھاگ کر ٹیلوں پر جا پہنچیں ابوسعید بن ابی طلحہ کو سعید بن وقاص نے اور عاصم بن ثابت نے مسافع وجلائیں جو کہ طلحہ کے بیٹے تھے اور عثمان بن ابی طلحہ اور اطاۃ بن شرحبیل کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ابن عبدالمطلب نے ایک ہی وار میں قتل فرمایا علاوہ ان کے ستر روساء قریش لشکر کفار کے سردار اور مارے گئے ان کا جھنڈا بنوعبدالدار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے بنو ابی طلحہ کا ایک غلام حبشی اس کو لے کر لڑنے لگا جب اس کے ہاتھ کاٹ کر گر گئے تو اس نے بیٹھ کر سینہ وگردن کے زور سے علم کو سنبھالا اس کی گردن بھی تن سے جدا ہو گئی تب کفار کا علم زمین پر گرا تھوڑی ہی دیر تک زمین پر پڑا رہا اور دلاوران اسلام بڑھ بڑھ کر کفار کو مار رہے تھے اس دوران تیر اندازز اسلام میں سے تیس آدمی فتح اور کفار کی شکست وہزیمت دیکھ کر اپنی جگہ چھوڑ کر لڑنے والی جماعت میں آ ملے یہی بات حکم نبوی اور ان کے افسر عبداللہ بن جبیر کے خلاف ہوئی جس کے تھوڑی دیر کے بعد مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی اور جس بات کا خدشہ رسول اللہ ﷺ کو تھا وہی پیش آ گیا۔حضرت خالد بن ولید نے (جو لشکر کفار سواران میمنہ پر تھے) میدان خالی دیکھ کر ایک میل کا چکر کاٹ کر درہ نکل کر پہلے ان تیر اندازوں پر حملہ کیا جو باقی بیس ساتھی احد پہاڑ پر رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق بیٹھے تھے پھر عکرمہ نے تیر اندازان اسلام کو خالد بن ولید سے مصروف جنگ دیکھ کر دوسری طرف لشکر اسلام پر پیچھے سے حملہ کر دیا اسی وقت لڑائی کا عنوان بدل گیا مشرکین کے میمنہ کے سواران بیس تیر اندازوں کو اس جگہ شہید کر کے عکرمہ سے آ ملے اور اس فوری تبدیلی میں عمرہ بنت علقمہ نے دوڑ کر مشرکین کا علم اٹھا کر کھڑا کر دیا ابوسفیان نے بھی رنگ بدلتا دیکھ کر قدم جما کر دوبارہ حملہ کر دیا مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور ان کو جس مصائب میں مبتلا ہونا تھا مبتلا ہو گئے۔

ابن اسحاق نے محمود بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جس وقت فریقین ایک دوسرے سے دست بدست لڑنے لگے اور کفار کا لشکر رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا تو آپ اس وقت فرمایا من رجل یشری نفسه کون شخص ہے جو ہمارے لیے اپنی جان فروخت کرے زیاد بن السکن یہ سن کر کھڑے ہو گئے یہ اور پانچ دوسرے انصاری آپ ﷺ کے قریب شہید ہو گئے ان میں آخری شخص عمارہ تھے جب یہ زخمی ہو کر گرے تو دوسرے مسلمانوں نے پہنچ کر کفار کو منتشر کیا آپ نے عمارہ کے بارے میں ارشاد فرمایا ادنوہ منی ان کو میرے قریب کر دو لوگوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک اپنے رخساروں سے لگایا اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئے اسی پریشانی میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر زخم آیا جیسا کہ بالتفصیل بیان کیا جا چکا ہے۔

ابن ہشام تحریر کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں مسلمانوں کی طرف ایک خاتون بھی جدال وقتال میں شریک تھیں جن کا نام ام عمارہ نسیبہ بنت کعب مازینہ تھا یہ رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد پیچھے پیچھے لڑائی دیکھنے کے لیے گئی تھیں جب تک مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا یہ تماشا دیکھتی رہیں لیکن جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کفار کے گھیرے میں آ گئے تب یہ بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ کر لڑنے لگیں ان کے کندھے پر بھی زخم لگا تھا یہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن قمیہ پر کئی وار کیے تھے مگر وہ اللہ کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔لڑائی ختم ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ پہاڑ کے ایک ٹیلہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اتنے میں خالد بن الولید پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے ہوئے دکھائی دیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مناسب ہے کہ کوئی شخص بنی سے بھی اوپر کھڑا ہو جائے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی چند مہاجرین کو اپنے ساتھ لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے اور انہیں لڑ کر پہاڑ کے نیچے اتار دیا یہ روایت ابن ہشام کی ہے اور ابن اثیر کے نزدیک خالد بن ولید نہ تھے بلکہ ابوسفیان تھے۔

ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ اور شیخین کو پکارنا:......اس کے بعد ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ایک جگہ پر جمع کر کے لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا افی القوم محمد کیا قوم میں محمد ہیں؟ تین بار پوچھنے پر بھی اس سوال کو جواب رسول اکرم ﷺ کے منع کرنے سے کچھ نہ دیا گیا تو پھر کچھ دیر چپ رہ کر پھر پکارنے لگا افی القوم ابوقحافہ کیا تم لوگوں میں ابوقحافہ ہیں؟ تین بار اس نے یہ جملہ دہرایا لیکن اس طرف سے خاموشی کا جواب دیا گیا پھر کچھ دیر سوچ کر اونچی آواز سے پوچھا افی القوم عمر بن الخطاب کیا تم لوگوں میں عمر بن الخطاب ہیں؟ جب اس سوال کا جواب بھی سکوت کے سوا کچھ نہ ملا تو اس وقت وہ خاموش ہو کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اما هو لاء فقد قتلوا بہرکیف یہ لوگ سب قتل کیے گئے۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ یہ حالت دیکھی تو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے قریش مکہ پر فتح عطا کی میں ان کے تیس آدمی اسی طرح مثلہ کروں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینہ واپس آ گئے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا مشرکین آئندہ کبھی ہمیں ایسی تکالیف نہ پہنچا سکیں گے اور آخر کار اللہ ہمیں ہی فتح عطا فرمائے گا۔

(بقیہ گزشتہ) حضرت عمر بن الخطاب کو اس بات کے سننے کی تاب نہ آئی آخر غصہ سے بول اٹھے کذبت عدو اللہ قد ابقی اللہ ما تحزیک اے دشمن اللہ جل شانہ نے اسکو باقی رکھا ہے جس سے تیری رسوائی ہوگئی ابوسفیان کو یہ سب کر بڑی حیرت ہوئی پھر از راہ فخر کہنے لگے اعل ھبل اعل ھبل ہبل کی شان بلند ہو ہبل کی شان بلند ہو، رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے فرمایا تم یہ کہو کہ اللہ اعلیٰ واجل اللہ برتر اور بزرگ ہے اسکے بعد ابوسفیان و عمر ابن الخطاب میں اس طرح مکالمہ ہونے لگا اور رسول اللہ ﷺ عمر بن الخطاب کو اس کے ہر سوال کا جواب تعلیم فرماتے رہے۔

ابوسفیان اور حضرت عمر کا ترکی بہ ترکی جواب:...... ابوسفیان نے کہا: ان لنا العزی و لا عزی لکم بے شک ہمارا عزیٰ ہے تمہارا نہیں ہے۔ عمر بن الخطاب نے فرمایا: اللّٰہ مولانا و لا مولیٰ لکم اللہ ہمارا ولی ہے تمہارا نہیں ہے۔ ابوسفیان نے کہا: ھذا یوم بیوم بدر یہ لڑائی جنگ بدر کے بدلہ ہوگئی۔ عمر بن الخطاب: لا سواء قتلانا فی الجنة و قتلاکم فی النار برابری نہیں ہوئی بلکہ ہمارے مقتولین جنت میں اور تمہارے مقتولیں دوزخ میں ہیں۔

سلسلہ کلام کے ختم ہونے بعد ابوسفیان عمر بن الخطاب کو اپنے قریب بلایا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اس کے قریب گئے۔

ابوسفیان کو حضرت عمر کا حیات رسول اللہ ﷺ کا مژدہ سنایا:...... ابوسفیان نے کہا: انشدك یا عمر اقتلنا محمدا اے عمر! تمہیں قسم ہے بتاؤ کیا ہم نے محمد کو قتل کر دیا؟

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللھم لا و انه لیسمع کلامك الان ہرگز نہیں اور وہ تیری باتیں اسوقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان بولا: انت اصدق و ابر من ابن قمیة تو ابن قمیہ سے زیادہ سچا ہے اور اچھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نعم اللہ اصدق و ابر ہاں اللہ زیادہ سچا اور اچھا ہے۔

ابوسفیان نے کہا: ام انکم ستجدون فی قتلاکم مثلة واللہ ما رضیت و لا سخطت و ما انھیت و ما امرت تم لوگ اپنے بعض مقتولین میں مثلہ کیے ہوئے پاؤ گے بخدا میں اس سے نہ راضی تھا اور نہ اس پر ناراض ہوا اور نہ میں نے منع کیا اور نہ میں نے اس کا حکم دیا یعنی مجھ کو اسا کے بارے میں کوئی دخل نہ تھا۔

ابوسفیان اتنی باتیں کہہ کر لوٹ گیا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بآواز بلند کہا: موعد کم بدر للعام القابل ہمارا وعدہ ہے کہ آئندہ سال بدر میں جنگ ہوگی صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے جواب دیا: نعم ھو بیننا و بینك موعد اچھا وہی ہمارا تم سے وعدہ ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو ابوسفیان کے پیچھے روانہ کیا اور یہ فرمایا کہ اگر یہ قوم گھوڑوں کو چھوڑ کر اونٹوں پر سوار ہو جائیں تو سمجھنا کہ یہ لوگ مکہ جا رہے ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور اونٹوں کو خالی رکھیں تو ان کا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا ہوگا اس وقت تم مجھ کو بہت جلدی اطلاع دینا۔ مجھ کو قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر قریش نے مدینہ کا ارادہ کیا تو میں ابھی ان پر حملہ کر دوں گا اور ان سے بدلہ لوں گا حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ابوسفیان کے پیچھے گئے اور ایک ٹیلے سے کھڑے ہو کر دیکھ کر واپس آ گئے اور یہ عرض کی کہ قریش مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

قریش کی روانگی کے بعد آپ نے سعد بن الربیع انصاری کو ڈھونڈھا یہ ایک گڑھے میں زخمی پائے گئے۔ ان میں اتنا دم نہ تھا کہ اٹھا کر آپ تک لائے جاتے انہوں نے اس شخص سے جو ان کو ڈھونڈنے آیا تھا آخری بات یہ کہی کہ میرا اسلام رسول اللہ ﷺ سے کہنا کہ آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک واحسان کیے ہیں کہ جو نبی اپنی امت پر کرتا ہے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور میری قوم کو سلام کے بعد یہ کہنا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو میرے بعد کچھ تکلیف ہوئی یا ان کو کسی نے کوئی تکلیف پہنچائی اور تم میں سے ایک بھی زندہ ہو تو میں کل اللہ جل شانہ کے سامنے تمہارا گریبان پکڑوں گا اور کوئی حیلہ وعذر نہ سنوں گا اپنی بات ختم کرتے ہیں خود ہی راہیہ جنت ہو گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب مثلہ کیے ہوئے بطن وادی میں ملے رسول اللہ ﷺ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ جل شانہ مجھ کر قریش پر غلبہ عطا کرے گا تو میں ان کے تیس آدمیوں کو مثلہ کروں گا صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہ خبر سن کر ایسا ہی کہا اللہ جل شانہ یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به و لئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔

ترجمہ: اور اگر بدلہ لو تم پس بدلہ لو اس چیز کے برابر کے جتنی تمہیں تکلیف دی گئی البتہ اگر تم صبر کرو وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے۔

اس آیت کے نازل ہونے سے آپ نے صبر کیا اور آئندہ لڑائیوں میں مثلہ کرنے سے منع کر دیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے اپنے عزیز مقتولوں کو مدینہ میں لا دفن کرنا چاہا رسول اللہ ﷺ نے شہداء کو مدینہ میں لا کر دفن کرنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ جہاں یہ شہید ہوئے ہیں وہیں دفن کیے جائیں گے چنانچہ دو دو تین تین شہید ایک ایک قبر میں دفن کیے جانے لگے اور آگے وہ شخص کیا جاتا تھا جو قرآن مجید کو زیادہ جانتا تھا۔

قومی تعصب میں لڑنے والا دوزخی ہے:...... احد کے زخمیوں میں قزمان نامی ایک شخص ملا جس کو بارے میں رسول اللہ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دوزخیوں میں سے ہے اس نے جنگ احد میں آٹھ یا نو مشرکوں کو قتل کیا اور زخمی ہو گیا جب اس کو گھر اٹھا لائے تو اس سے بعض اصحابیوں نے کہا کہ اے قزمانہ ہم تجھ کو مبارک باد دیتے ہیں (بقیہ آئندہ صفحہ پر

غزوۂ حمراء الاسد: ...... جنگ احد کے دوسرے ہی دن رسول اللہ ﷺ نے دشمن کا تعاقب کرنے کا اعلان فرمایا اور حکم دیا کہ اس تعاقب میں وہی لوگ شریک ہوں جو جنگ احد میں شریک تھے مگر اس شرط سے صرف جابر بن عبداللہ کو آپ ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ مدینہ سے نکلے اور ان کے ساتھ مسلمان بھی نکلے باوجود اس کے کہ وہ زخموں سے چور چور تھے رسول اکرم ﷺ کا اس سے مقصد یہ تھا کہ اپنی جفاکشی اور استقلال کا ثبوت دے کر دشمن کو مرعوب کیا جائے چنانچہ آپ حمراء الاسد کے مقام پر پہنچے جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا اور وہاں آپ نے تین دن تک قیام فرمایا۔

اہل مکہ کا فرار: ...... اس دوران معبد بن خزاعی ❶ کا وہاں سے گزر ہوا جو کہ مکہ جارہا تھا وہ ابوسفیان اور دیگر قریش مکہ سے روحاء کے مقام پر ملا پر اور ملا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے تعاقب میں مدینہ سے نکلے قریش کا ارادہ تھا کہ مدینہ کی طرف لوٹیں مگر اس خبر سے وہ حوصلہ ہار گئے اور مکہ کی طرف واپس چلے گئے۔

(بقیہ گزشتہ صفحہ) قزمان نے جواب دیا کہ تم مجھ کو کس چیز کی بشارت دیتے ہو میں محمد ﷺ کی وجہ سے نہیں لڑا بلکہ اپنی قوم کے خیال اور ان کو بچانے کے لیے لڑا ہوں اس کے بعد جب زخم کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو اس نے خودکشی کرلی۔

رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا: صدق الله و رسوله اللہ نے اپنے رسول کو سچا کر دکھایا۔

مسلمانوں کی طرف سے ایک یہودی کی جنگ میں شرکت: ...... اس لڑائی میں مسلمانوں کے علاوہ ایک یہودی مخریق نامی مارا گیا اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب اس کو رسول اللہ ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ یہود! تم جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) کی مدد تم پر فرض ہے یہود نے کہا آج ہفتہ کا دن ہے مخریق نے یہ کہہ کر ہفتہ اسکو روک کر نہیں سکتا کیونکہ نبی اور کفار کا مقابلہ ہے اپنی تلوار اٹھالی اور میدان میں جا کر قتل ہوا چونکہ اس نے روانگی کے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ اگر میں مارا جاؤں تو محمد (ﷺ) سے کچھ تعرض نہ کرنا اس لیے کہ یہودی خاموش رہے رسول اللہ ﷺ نے اس کا واقعہ سن کر مخریق کو بہترین یہودی قرار دیا۔

ایک منافق کے ہاتھوں دو صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت: ...... اسی لڑائی میں حرث بن سوید بن الصامت منافق مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے لڑنے کے لیے نکلا تھا مقابلہ کا وقت آیا تو یہ مجذر بن زیاد اور قیس بن زید شہید کر کے مکہ بھاگ گیا حضرت عمر بن الخطاب اس کے تعاقب میں گئے لیکن وہ دور نکل گیا تھا اس لیے واپس آ گئے پھر اس نے اپنے بھائی کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں معافی چاہی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے اسے معافی دینے سے منع کر دیا کچھ عرصہ بعد خفیہ طور سے مدینہ میں آیا اور ایک دن اتفاق سے گرفتار ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے اسکی گردن اڑا دی۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حرث بن سوید نے حضرت قیس بن زید کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ صرف مجذر بن زیاد کو قتل کر کے بھاگ گیا تھا اس دلیل سے کہ بن اسحاق نے قیس بن اوس و خزرج میں لڑائی ہو رہی تھی۔

ان واقعات کو دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے صبر و تحمل وثابت قدمی اور منافقوں کے لیے یہ لڑائی ایک آزمائش کا حکم رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ساٹھ آیتیں سورہ آل عمران کی اس کے حق میں نازل فرمائیں جس کی تفصیل کے لیے ایک الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے میرے نزدیک لڑائی کا عنوان بدل جائے گا اور کوئی ظاہر یا واقعی سبب اس کے سوا نہ تھا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اگرچہ کتب تاریخ کے لکھنے والوں نے تو بہت کچھ لکھا ہے، واللہ اعلم۔ حکیم احمد حسین

(حاشیہ صفحہ ہذا) ❶ ...... **معبد خزاعی کا ابوسفیان کو ڈرانا:** ...... (مترجم) ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس وقت مدینہ واپس ہونے کو تھا اسی وقت معبد خزاعی مدینہ کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا خود ابوسفیان نے معبد خزاعی سے رسول اللہ ﷺ کا حال معلوم کیا تو معبد خزاعی نے کہا کہ محمد ﷺ تمہارے تعاقب میں ایسے لشکر کے ساتھ نکلے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا اور اس مرتبہ انہوں نے ان لوگوں کو بھی ساتھ لے لیا ہے جو احد میں رہ گئے تھے ابوسفیان نے کہا: ''ویحك ماتقول فو اللّٰہ قد اجمعنا الرحمة لناصل بقيتهم'' تف ہو تجھ پر تو کہہ رہا ہے بخدا ہم نے لوٹنے پر ان کے باقی لوگوں کو ختم کرنے کے لیے اتفاق کر لیا تھا معبد نے کہا میں تجھے اس فعل سے منع کرتا ہوں کیا تو اب اس وقت یہاں سے بھاگے گا جب ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنے گا۔

ابوسفیان کا پیغام: ...... ابوسفیان نے یہ سن کر اپنا ارادہ بدل دیا اور عبدالقیس کے سواروں کے ذریعے جو مدینہ جارہے تھے یہ کہلا بھیجا کہ ہمارا ارادہ تمہیں جڑ سے ختم کرنے کا تھا لیکن ایک قوم ہونے کی وجہ سے درگزر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام حمراء الاسد میں ملا آپ نے سن کر حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل فرمایا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ابوغرہ کا قتل: ...... راستے میں ابوغرہ عمرو بن عبداللہ جمحی مل گیا جسے مسلمانوں نے گرفتار کر لیا تھا مشرکین قریش اس کو حمراء الاسد میں سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ وہی شخص تھا جو قیدیان جنگ بدر کا قیدی تھا اور غریب و کثیر العیال ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا اور یہ وعدہ لیا تھا کہ آئندہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے لیکن اس نے وعدہ کے خلاف جنگ احد میں لوگوں کو لڑائی پر ابھارا اور خود بھی لڑنے کے لیے آیا جب اس مرتبہ گرفتار ہو کر آیا تو رسول اللہ کی خدمت میں آیا تو پھر خوشامد اور منتیں کرنے لگا آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ مؤمن دو مرتبہ دھوکہ نہیں کھا سکتا۔

معاویہ بن مغیرہ کا قصہ: ...... معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بھی مشرکین مکہ کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا تھا لیکن روانگی کے وقت عجلت میں راستہ بھول (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

رجیع کا واقعہ: ...... ماہ صفر ۴ ہجری میں قبیلہ عضل اور قارہ کے چند افراد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا ذکر کیا اور آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ چند لوگوں کو ہمارے ہاں بھیج دیجیے جو ہمیں دین سکھائیں۔ آپ ﷺ نے چھ صحابہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ بھیج دیئے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی (۲) خالد بن بکیر لیثی (۳) عاصم بن ابی افلح (۴) خبیب بن عدی (۵) زید بن دثنہ (۶) عبداللہ بن طارق۔ آپ نے حضرت مرثد کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رجیع نامی مقام پر پہنچے جو عسفان کے قریب ہے اور جہاں قبیلہ ہذیل کے کنویں ہیں تو ان غداروں نے بدعہدی کی اور قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو ان کے خلاف ابھارا چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے آدمی مسلمانوں کی طرف سے بڑھے تو مسلمان جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

مظلوم صحابہ کی اسیری اور شہادت: ...... ہذیل نے انہیں امان دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے بدلہ میں اہل مکہ سے فدیہ میں مال حاصل کریں اس پر حضرت مرثد، خالد اور عاصم نے ان کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور ان کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت عاصم کی شہادت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت: ...... ہذیل والوں نے حضرت عاصم کا سر اس خیال سے کاٹ لیا کہ اسے سلافہ بنت سعد کے ہاتھ بیچیں گے کیونکہ اس کے دو بیٹے حضرت عاصم کے ہاتھ سے احد کی جنگ میں قتل ہو گئے تھے۔ اور اس نے حضرت عاصم کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی تھی مگر خداوند کریم نے شہد کی مکھیاں (بھڑیں) بھیج کر حضرت عاصم کی حفاظت فرمائی اور کفار نے اس وجہ سے چھوڑ دیا مگر رات کو سیلاب آیا اور عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ باقی مسلمانوں کو کفار نے قید کر لیا اور انہیں مکہ کی طرف لے چلے جب مر الظہران ❶ کے مقام پر پہنچے تو ابن طارق نے اپنا ہاتھ ہتھکڑی سے نکال کر تلوار لی مگر کفار نے اسے پتھروں سے شہید کر دیا۔ پھر انہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ ❷ کو مکہ

حاشیہ صفحہ ہذا) ❶ ...... مر الظہران مکہ کے قریب ایک وادی کو کہتے ہیں۔ (معجم البلدان)۔

❷ ...... حضرت زید رضی اللہ عنہ کو صفوان بن امیہ کے آزاد کردہ غلام نسطاس نے شہید کیا تھا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے دو رکعتیں ادا کیں اور یہ اشعار پڑھے:

لست ابالی حین اقتل مسلما ☆ علی ای جنب کان فی اللہ مصرعی

وذاک فی ذات الالہ ☆ ان یشأ یبارک فی اوصال شلو ممزع

ترجمہ: مجھے کوئی پروا نہیں کہ مجھے مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے نہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کس پہلو پر لٹا کر مارا جاتا ہوں یہ قربانی ہم اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے دے رہے ہیں اور وہ اگر چاہے تو بکری کے بچے کے ٹکڑوں میں بھی جان ڈال دے۔

(بقیہ گزشتہ صفحہ) کر اپنے گروپ سے علیحدہ ہو گیا مجبور ہو کر مدینہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے مکان پر آ کر چھپ گیا صبح کو عثمان بن عفان نے اسے دیکھا تو فرمایا تو نے مجھ کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہو گیا معاویہ نے کہا میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم بنسبت اوروں کے میرے نزدیک قریبی رشتہ دار ہو تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لو حضرت عثمان بن عفان چونکہ رقیق القلب تھے اور رحم دل تھے اسکو اپنے گھر میں بٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن انکے پہنچنے سے پہلے آپ کو اطلاع ہو گئی تھی اور فرما رہے تھے کہ معاویہ بن المغیرہ مدینہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر ہے اس کو گرفتار کر کے لاؤ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کی کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی مبعوث کیا ہے اسی کے لیے امان طلب کرنے آیا ہوں آپ اسے امن دیدیجیے آپ نے ان کے کہنے سے تین دن کی امان دے دی اور یہ فرمایا کہ اگر اس کے بعد مدینہ کے قریب وجوار میں بھی دکھائی دیا تو قتل کر دیا جائے گا۔

معاویہ کو امان اور اس کی خلاف روزی پر قتل: ...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مکان پر آئے اور اس کو کچھ کھانا وغیرہ دے کر رخصت کر دیا مگر معاویہ شامت اعمال سے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے کے لیے مدینہ ہی میں چھپ گیا چوتھے دن آپ نے زید بن حارثہ وعمار بن یاسر کو حکم دیا کہ معاویہ مدینہ کے قریب وجوار میں ہے جو جاؤ قتل کر ڈالو یا گرفتار کر لاؤ زید وعمار رضی اللہ عنہ حکم پاتے ہی روانہ ہو گئے اور اس کو حماۃ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا اس معاویہ نے حمزہ بن عبدالمطلب کی میت کو مثلہ کیا تھا اور ان کی ناک کاٹ دی تھی۔ یہ عبدالملک بن مروان بن الحکم کا اخیافی دادا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت: ...... بیان کیا جاتا ہے کہ اسی سال رمضان میں حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ان کی پیدائش کے پچاس دن بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے پھر سے اولاد کی کرن عطا کر دی پھر نو ماہ بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم

میں لا کر قریش کے ہاتھ بیچ دیا اور قریش نے انہیں خرید کر شہید کر دیا۔ ❶

غزوۂ معونہ: ......صفر ۴ ہجری میں ابو براء عامر بن مالک جس کا لقب ملاعب الاسنہ تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول نہ کیا مگر اسے رد بھی نہ کیا اس نے آں حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو اہل نجد کی طرف بھیج دیں جو انہیں اسلام کی دعوت دیں مجھے امید ہے کہ وہ آپ کی بات کو قبول کر لیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے انکے سلامتی کے بارے میں خطرہ ہے ابو براء نے کہا کہ میں ان کا ضامن ہوں چنانچہ آں حضرت ﷺ نے حضرت منذر بن عمرو کو جو بنی ساعدہ میں سے تھے چالیس مسلمانوں کے ہمراہ اور دوسری روایت کے مطابق ستر مسلمانوں کے ساتھ بھیج دیا ان میں حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن صمہ، حضرت حرام بن ملحان، حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت نافع بن بدیل بھی شامل تھے۔

بئر معونہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت: ......چنانچہ یہ لوگ بئر معونہ کے قریب ٹھہرے جو بنو عامر کے علاقے اور حرہ بنی سلیم کے درمیان ایک کنواں ہے انہوں نے حضرت حرام بن ملحان کو آں حضرت ﷺ کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا عامر نے خط پڑھے بغیر انہیں شہید کر دیا اور اپنے قبیلے کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی مگر انہوں نے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ابو براء نے ان کو اپنی ضمانت اور حمایت میں لے رکھا تھا۔ پھر اس نے بنو سلیم کو حملہ کے لیے تیار کیا چنانچہ بنو عصیہ، بنو رعل اور بنو ذکوان کے قبیلے مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان پر حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا۔

اس واقعہ میں بچ جانے والے دو حضرات: ......ان مسلمانوں نے اپنے اونٹ چرنے کے لیے چھوڑ رکھے تھے جو حضرت منذر بن احیحہ اور عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں تھے جب انہوں نے دیکھا کہ ٹھکانے کے اوپر پرندے منڈلا رہے ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑے مگر انسب کو شہید پایا تو منذر بن احیحہ کفار سے لڑے حتی کہ وہ بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ گرفتار ہوئے اور عامر بن طفیل نے یہ سن کر وہ قبیلہ مضر کے ہیں ان کی پیشانی کے بال کاٹ لیے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی لہٰذا تجھے آزاد کرتا ہوں یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے جس میں رجیع کا حادثہ پیش آیا تھا۔

عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کی واپسی اور دو حلیفوں کا قتل: ......جب حضرت عمرو بن امیہ واپس آ رہے تھے تو انہیں راستے میں دو آدمی ملے جو کلاب بنو سلیم کے قبیلے سے تھے ان کے قبیلوں کے ساتھ آں حضرت ﷺ کا معاہدہ ہو چکا تھا مگر حضرت عمرو ابن امیہ کو یہ بات معلوم نہ تھی جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان پر حملہ کر کے دونوں کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس واقعہ کی اطلاع دی آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جن دونوں آدمیوں کو قتل کر دیا ہے ان کا خون بہا (دینا) مجھے ادا کرنا ہوگا چنانچہ آپ ﷺ نے ان دونوں کا خون بہا ان کے قبیلہ میں بھیج دیا۔

بنو نضیر کی رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کی کوشش: ......رسول اکرم ﷺ بنو نضیر نامی یہودی قبیلے کے پاس تشریف لے گئے تا کہ مذکور دو مقتولوں کے خون بہا کی ادائیگی میں ان سے مدد طلب کریں۔ ❷ چنانچہ رسول اکرم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ کے ساتھ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے یہودیوں نے یہ سازش کی کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر آں حضرت ﷺ پر بڑا پتھر گرا دے تا کہ

---

❶ ......(مترجم) ابن ہشام لکھتا ہے کہ خبیب کو حجیر بن ابی تمیمی بنو نوفل کے حلیف نے اور زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا تھا صفوان کا باپ امیہ بن خلف جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا غصہ و رنج سے صفوان نے زید کو قتل کرنے کے لیے غلام نسطاس کے حوالے کر دیا وہ ان کو حدود حرم سے باہر لے گیا وہاں قریش کے اکثر رؤساء موجود تھے ابو سفیان نے کہا اے زید کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ اس وقت محمد ہوتے اور ہم ان کی گردن مارے اور تم اپنے اہل وعیال میں ہوتے؟ زید رضی اللہ عنہ نے ترش رو ہو کر جواب دیا واللہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ان کو کسی قسم کی اذیت پہنچے اور ہم اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوں ابو سفیان نے متعجب ہو کر کہا میں نے آج تک کسی کا ایسا دوست نہیں دیکھا جیسے کہ محمد (ﷺ) کے دوست ان کو دوست رکھتے ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا نسطاس نے لپک کر ایک وار سے زید کے سر کو تن سے جدا کر دیا (ان للہ انا الیہ راجعون) خبیب رضی اللہ عنہ کو ایک مدت گزرنے کے بعد تنعیم میں قتل کے لیے لائے گئے انہوں نے مشرکین سے کہا کہ تم مجھ کو اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں نماز پڑھ لوں مشرکین نے جواب دیا اچھا تھوڑی دیر تک تم اپنی نماز پڑھ لو اور بچا لو چنانچہ خبیب نے بکمال اطمینان سے وضو کر کے دو رکعتیں نماز ادا کر کے مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا واللہ مجھ کو تمہاری بدگمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں بہت لمبی نماز پڑھتا اس کے بعد خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اس وقت سے یہ سنت جاری ہو گئی کہ مسلمان قتل کے وقت دو رکعتیں نماز پڑھا کرتے ہیں۔

❷ ......اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ بنو طفیل کے عامر نے نبی اکرم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور اپنے اور اپنے قبیلے کے دو آدمیوں کے قتل کا خون بہا مانگا جنہیں عمرو بن امیہ نے قتل کر دیا تھا۔ ابن اثیر ج ۱ ص ۵۶۴،

آپ ﷺ شہید ہو جائیں چنانچہ عمرو بن حجاش اس کام کے لیے مقرر ہوا ادھر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آں حضرت ﷺ کو ان کے ارادے کی اطلاع دے دی آپ اٹھے اور وہاں سے چپکے سے چل دیئے جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے صحابہ کو بتایا کو وحی کے ذریعے یہود کا ارادہ معلوم ہو گیا چنانچہ آپ نے انہیں جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔

بنونضیر کا محاصرہ:......ابن ام مکتوم کا عامل مقرر کر کے ربیع الاول ۴ ہجری میں شہر سے نکلے یہود اپنے قلعوں میں پناہ گزیں ہو گئے آں حضرت ﷺ نے ان کا چھ تک محاصرہ کیے رکھا اور حکم دیا کہ حکم دیا کہ ان کے باغات کاٹ کر جلا دیئے جائیں۔ عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقوں نے یہود کو پیغام بھیجا کہ اگر تم سے کسی کی لڑائی ہو یا شہر سے جلا وطن کیے جاؤ ہر حالت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں اس پیغام نے یہودیوں کو مغرور کر دیا مگر اس کے بعد منافقین نے مجبور ہو کر ساتھ چھوڑ دیا۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش پر یہودیوں کا قتل سے بچنا:......عبداللہ ابن ابی نے آں حضرت ﷺ سے درخواست کی کہ یہودیوں کے قتل سے ہاتھ روک لیا جائے اور انہیں صرف مدینہ سے نکال دیا جائے اور ہتھیاروں کے علاوہ جتنا مال واسباب اونٹوں پر لے جا سکیں چنانچہ یہودیوں کے رئیس حیی بن اخطب اور ابن ابی الحقیق خیبر چلے گئے اور خیبر والوں نے ان کو سردار تسلیم کر لیا۔ بعض یہودی شام طرف چلے گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:......رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا مال و دولت بالخصوص مہاجرین سابقین ❶ میں فرمایا ابودجانہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بھی دیا کیوں کہ وہ دونوں تنگ دست تھے۔ بنونضیر میں سے یامین بن حجاش اور سعید بن وہب مسلمان ہو گئے اور قبول اسلام کی وجہ سے اپنے مال واسباب پر پہلے کی طرح قابض رہے اس غزوہ کے دوران سورۃ الحشر نازل ہوئی۔

غزوہ ذات الرقاع:......بنو سعید کے غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں جمادی ۲ ہجری تک مقیم رہے پھر آپ نے نجد پر چڑھائی کی اور محارب اور بنو ثعلبہ پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا آپ نے مدینہ میں ابوذر غفاری کو اپنا نائب نبایا ایک دوسری روایت ہے کہ آپ نے اس موقع پر حضرت عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ بہر حال آپ مدینہ سے نکلے اور نجد کے علاقہ میں پہنچے وہاں بنوغطفان کے ایک گروپ سے آپ کا آمنا سامنا ہوا مگر لڑائی کی نوبت نہ آیہ بہر حال دونوں فریق ایک دوسرے سے خائف تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر مسلمانوں کے ساتھ صلوٰۃ الخوف ❷ ادا کی۔

ذات الرقاع نام پڑنے کی وجہ:......اس غزوہ کا نام ذات الرقاع قرار پایا کیونکہ مجاہدین کے پاؤں چھل گئے تھے اور انہیں اپنے پاؤں پر کپڑے کے ٹکڑے باندھے پڑے تھے واقدی کا قول ہے کہ جس پہاڑ کے نزدیک مسلمان ٹھہرے تھے اس میں سیاہ سفید اور سرخ رنگ کے پتھر تھے۔ ان کی وجہ سے اس کو ذات الرقاع کہتے تھے واقدی کا خیال ہے کہ یہ غزوہ محرم میں ہوا تھا۔

غزوۂ بدر الصغریٰ ❸

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ابوسفیان نے جنگ احد کے دن اعلان کیا تھا کہ ہم اگلے سال بدر کے مقام پر مسلمانوں سے پھر جنگ لڑیں گے اور مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے اسے منظور کر لیا تھا چنانچہ جب ۴ ہجری میں شعبان کا مہینہ آیا تو رسول اللہ ﷺ وعدہ کے مطابق مدینہ سے نکلے اور شہر میں عبداللہ بن ابی سلول ❹ کو اور ظہران یا عسفان کے مقام تک پہنچ گیا مگر پھر اس نے ارادہ بدل لیا اور یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ اس سال قحط

❶ ...... مہاجرین سابقین ان مسلمانوں کو کہتے ہیں جو مکہ میں ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئے تھے اور آں حضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تھے۔ ثناء اللہ

❷ ...... صلوٰۃ الخوف دشمن کے حملے سے اس وقت خوف سے پڑھی جاتی ہے جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھا چاہتے ہوں تو امام لشکر کو دو حصے کر دیتا ہے ایک حصے کو نماز پڑھا کر کھڑا رہتا ہے اور وہ حصہ پہلی رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں چلا جاتا ہے اور دوسری رکعت میں شریک ہوتا ہے امام سلام پھیر کر فارغ ہو جاتا ہے اور یہ اپنی بقیہ نماز ایک رکعت پوری کر کے سلام پھیرتے ہیں اور پوزیشن پر چلے جاتے ہیں اور پہلا گروہ آ کر اپنی بقیہ ایک رکعت پڑھتا ہے (ہدایہ وغیرہ) ثناء اللہ۔ ❸ ...... اس غزوہ کو غزوہ سویق بھی کہتے ہیں ابن اثیر ج ا ص ۵۶۶۔ ❹ ...... تاریخ ابن اثیر میں عبداللہ بن ابی سلول کے بجائے عبداللہ بن رواحہ کا نام ہے۔

سالی ہے۔

غزوۂ دومۃ الجندل ❶:......ربیع الاول ۵ ہجری میں رسول اللہ مدینہ میں عرفطہ غفاری کو اپنا نائب مقرر کر کے شہر سے نکلے آپ کے نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو خبر ملی تھی کہ ایک فوج دومۃ الجندل میں جمع ہوئی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ان پر چڑھائی مگر دومۃ الجندل پہنچنے سے پہلے ہی آپ راستہ ہی سے واپس چلے آئے اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

عیینہ بن حصن کو اونٹ چرانے کی اجازت:......اسی سال رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو مدینہ کی زمین میں اپنے اونٹ چرانے کی اجازت دی کیوں کہ اس کے اپنے علاقہ میں خشک سالی تھی اس کے برعکس بارش کی وجہ سے مدینہ کی زمینیں خوب سرسبز ہو چکی تھیں۔

جنگ خندق:......صحیح قول یہ ہے کہ جنگ خندق ۴ ہجری میں واقع ہوئی اس بات کو حضرت ابن عمر کے اس قول تائید ملتی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن واپس بھیج دیا تھا اس وقت میری عمر چودہ سال کی تھی پھر جنگ خندق میں اجازت عطا فرمائی میں اس وقت پندرہ سال کا ہو چکا تھا ان دونوں واقعات کے درمیان ایک سال کا فرق ہے اور یہ جنگ بلاشبہ غزوہ دومۃ الجندل سے پہلے ہوئی تھی۔

جنگ خندق کا سبب جنگ خندق کا سبب یہ ہوا کہ جب بنونضیر جلاوطن ہو کر خیبر چلے گئے تو ان کے چند سردار جن میں سلام بن ابی الحقیق کنانہ بن ابی الحقیق سلام بن مشکم حیی بن اخطب شامل تھے ہود بن قیس اور ابوعمارہ کے ساتھ مل کر اہل مکہ کے پاس گئے تاکہ ان کے ساتھ گروہ بندی کریں انہوں نے مکہ والوں کو جنگ کی ترغیب دی اور کہا کہ جو شخص آں حضرت ﷺ کے خلاف اٹھے گا ہم اس کی ماں کے ذریعے سے مدد کریں گے اہل مکہ نے ان کی بات پھر وہ قبیلہ غطفان والوں کے پاس گئے ان کا سردار عیینہ بن حصن فرزاری جنگ کے لیے آمادہ ہو گیا اور انہیں قبیلہ اشجع والوں کے پاس لے گیا۔

مشرکین کے خلاف خندق کی کھدائی:......چنانچہ قریش ابوسفیان کی سربراہی میں نکلے انکی ساتھ احابیش اور قبیلہ کنانہ کے لوگ بھی تھے ان کی مجموعی تعداد دس ہزار تھی جب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اشجع احابیش اور قبیلہ کنانہ کی آمد بارے میں سنا تو آپ نے مدینہ کے سامنے خندق کھودنے کا حکم دیا آپ نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کام میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھونے کا مشورہ دیا تھا۔

قریش مکہ اور مسلمانوں کی پیش قدمی:......قریش اور ان کے حلیفوں نے آ کر مدینہ کی حدود یا باہر احد کی جانب پڑاؤ ڈالا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین ہزار مسلمان تھے اور ایک روایت یہ ہے کہ ان کی تعداد نو سو تھی بہرحال آپ پیدل تھے۔ آپ نے مدینہ میں ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا اور خود جبل سلع میں اس طرح کے آپ کے اور دشمن کے درمیان خندق حائل تھی آپ کے حکم سے مسلمانوں عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں بھیج دیا گیا۔

یہودیوں کی معاہدہ شکنی:......یہودی قبیلہ قریظہ کا رسول اللہ اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ موجود تھا مگر انہوں نے حیی بن اخطب کے بہانے سے اپنا معاہدہ توڑ دیا اور ان احزاب ❷ یعنی جماعتوں کی طرف جھک گئے جو مدینہ پر حملہ آور ہو رہی تھیں جب یہ خبیر رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ نے سعید بن معاذ، سعید بن عبادہ، خوات بن جبیر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا انہوں نے دیکھا کہ بنو قریظہ کھلم کھلا غداری کرنے پر تیار ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے پر تلے بیٹھے ہیں سعد بن عبادہ نے بنو قریضہ کو جو ان کے حلیف تھے خوب برا بھلا کہا اور واپس چلے آئے۔

---

❶......دومۃ الجندل کو دال کے زبر اور پیش دونوں کے ساتھ سکتے ہیں ایک علاقہ ہے اس کے اور مدینہ کے درمیان ۱۵ راتوں کا فاصلہ ہے اور اس کو دومہ اس وجہ سے کہتے ہیں کیونکہ یہاں رومی ابن اسماعیل آ کر ٹھہرا تھا۔ معجم البلدان ج۲ زرقانی کہتے ہیں کہ جنگ خندق کی تاریخ میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب مغازی میں سن چار ہجری ہی بیان کیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ نے بھی اسی کی تائید کی ہے یہ بات یاد رہے کہ مغازی میں سب سے مستند کتاب یہی موسی بن عقبہ کی مغازی امام مالک اور شافعیؒ نے بھی اس کو سب سے زیادہ مستند قرار دیا ہے۔ سیرت بن ہشام ج ۳ ص ۲۱۴۔ ❷......عربی زبان میں گروہ یا جماعت کو حزب کہتے ہیں جس کی جمع احزاب ہے آتی ہے چوں کہ اس جنگ میں کئی گروہ مسلمان کے خلاف جمع ہو گئے تھے اس لیے اسے جنگ احزاب بھی کہتے ہیں قرآن مجید کی جس سورۃ میں جنگ احزاب کا ذکر آیا وہ اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ الاحزاب ہے۔

قاصد کی قریظہ سے واپسی:......رسول اللہ ﷺ سعد اور ان کے ساتھیوں سے کہہ چکے تھے کہ اگر قریظہ کی غداری کی خبر سچی ہو تو آپ ﷺ کو اشارے سے سمجھا دیں تا کہ عام مسلمانوں کا بری خبر سے دل نہ ٹوٹ جائے چنانچہ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول عضل اور قارہ کے قبیلے کے رجیع والوں کے ساتھ بدعہدی کرنا چاہتے ہیں غرض یہ کہ مسلمانوں کو ہر طرف سے مصیبت کا سامنا ہے بنو حارث اور بنو سلمہ نے بھی کمزوری اور مایوسی کا اظہار کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارے گھر شہر سے باہر ہیں اور دشمن کی زد میں ہیں اس لیے ہمیں واپس جانے کی اجازت دے دی جائے مگر پھر اللہ نے انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی مسلمان ایک ماہ تک محاصرہ میں رہے مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

مجاہدین کا صلح کرنے سے انکار:......رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے ساتھ صلح کرنے کے لیے خط و کتابت شروع کی اور ان سے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ مدینہ کی پیداوار کی تیسرا حصہ ان کو دیا جائے آپ ﷺ نے اس بارے میں سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے جو کہ انصار کے سردار تھے مشورہ کیا تو انہوں نے یہ تجویز قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر یہ حکم الٰہی ہے تو پھر اس سے کوئی انکار کی جرأت نہیں کر سکتا اور اگر یہ تجویز ہے آپ کی مرضی اور پسند ہے تو اس صورت میں بھی ہم یہ تجویز آپ کی خاطر قبول کر لیں گے کیا آپ یہ بات ہمارے فائدہ کر لیے کرنا چاہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ میں یہ بات تم لوگوں کے فائدہ کے لیے کر رہا ہوں کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب تم پر حملہ کرنے آ چکا ہے۔

سعد بن معاذ کی غیرت ایمانی:......سعد بن معاذ نے عرض کیا جب ہم مشرک تھے اور بتوں کو پوجتے تھے تو اس زمانہ میں کوئی ہم سے ایک کھجور بھی بطور خراج نہیں لے سکا تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے اور آپ کی ذات گرامی سے ہمیں عزت بخشی ہے تو کیا اس کے بعد بھی ہم ان کو اپنا مال دیں؟ ہرگز نہیں خدا کی قسم انکے لیے ہمارے پاس تلوار کے سوا کچھ چیز نہیں ہے۔ یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے بھی سخت رویہ اختیار اپنا لیا۔

خندق کی معمولی سی جھڑپ:......جب محاصرہ کی مدت زیادہ ہوگئی تو قریش کے چند سوار خندق کے کنارے آئے جن میں عکرمہ بن ابی جہل عمرو بن عبدود اور ضرار بھی خطاب شامل تھے جب انہوں نے خندق دیکھی تو پکار اٹھے کہ یہ ایک ایسی چال ہے جس سے عرب لوگ واقف نہیں ایک جگہ سے خندق کی چوڑائی کم تھی اس جگہ خندق پار کر کے قریش کے چند سوار خندق اور جبل سلع کے درمیان اپنی بہادری دکھانے لگے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے لیے آوازیں دینے لگے مگر چنانچہ دوبدو لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبدود ❶ کو قتل کر دیا اس پر وہ لوگ جہاں سے آئے تھے اسی جگہ سے واپس بھاگ گئے۔

حضرت سعد بن معاذ کا زخم اور دعا:......محاصرہ کے دوران سعد بن کو ایک تیر آ لگا جس سے ان کی اکحل ❷ نامی رگ کٹ گئی کہتے ہیں کہ حبان بن قیس نے یہ تیر مارا تھا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ تیر مارنے والا اسامہ جشمی تھا جو بنی مخزوم کا حلیف تھا۔ ❸

حضرت سعد کی دعا:......روایت ہے کہ جب حضرت سعد کو تیر آ کر لگا تو انہوں نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر تجھے قریش کی جنگ میں کسی کو باقی رکھنا منظور ہے تو مجھے ان کے مقابلہ کے لیے باقی رکھ کیونکہ مجھے کسی قوم کے ساتھ جہاد کرنا اتنا مرغوب نہیں ہے جتنا ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے میرے رسول اللہ کو ان کے وطن سے نکالا۔ لیکن ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم ہو جاتی ہے تو اس صورت میں مجھے شہادت عطا فرما اور مجھ سے اس وقت تک موت کو دور رکھ حتی کہ بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

حضرت نعیم بن مسعود کی کارکردگی:......جب حالات خطرناک ہو گئے تو نعیم بن مسعود جو قبیلہ غطفان میں سے تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت

---

❶......عمرو بن عبدود العامری کے قتل کی تفصیل کے لیے بیہقی کے دلائل النبوۃ دیکھیں ج ۳ ص ۴۳۸۔ ❷......اکحل بازو کی ایک رگ ہے اگر کٹ جائے تو بدن کا تمام خون اس کے راستہ سے بہ جاتا ہے اور انسان مرجاتا ہے اس لیے اس رگ کو عرق الحیاۃ یا رگ ہفت اندام کہتے ہیں۔ ❸......حلیف جس سے معاہدہ ہوا ہو کہ جنگ اور امن دونوں صورتوں میں ایک دوسرے کا ساتھ رہیں گے۔ ثناء اللہ۔

میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں مگر میری قوم کو اس بات کا علم نہیں ہے لہٰذا آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم ایک اکیلے آدمی ہو اگر ہو سکے تو ہم سے الگ ہو جاؤ اور دشمن کو جا کر بہکاؤ کیونکہ جنگ کی حالت میں دشمن کو دھوکہ فریب دینا جائز ہے۔

بنو قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش:...... چنانچہ نعیم بن مسعود وہاں سے نکلا اور بنو قریظہ کے پاس آیا کہ دور جاہلیت سے ہی ان کے ساتھ اسکی دوستی تھی انکے پاس اس نے قریش اور غطفان والوں کی برائی بیان کی اور کہا کہ اگر انہیں فتح نہ ملی تو وہ اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں اور تم کو اکیلا چھوڑ جائیں گے اور تم میں محمد ﷺ اور انکے ساتھیوں کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہوگی لہٰذا ان سے پکا وعدہ لے لو اور بطور یرغمال ان سے ان کے بچے مانگو تا کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر صبر اور دل جمعی کے ساتھ جنگ کر لڑیں پھر وہ قریش کے پاس آیا اور ان کے سردار ابوسفیان سے کہا کہ یہودی شرمندی ہیں اور انہوں نے صلح کے لیے محمد ﷺ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی ہے اب وہ تمہارے بچے یرغمال کے طور پر طلب کریں گے تا کہ اس کے بعد انہیں محمد ﷺ کے حوالے کر دیں پھر وہ بنو غطفان والوں کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں۔

قریش اور بنو قریظہ کی آپس میں ناراضگی:......ابوسفیان اور غطفان نے بنو قریظہ کو سبت ❶ کی رات کا پیغام بھیجا کہ ہم یہاں بہت زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتے لہٰذا جنگ کرنے کی تیاری کر و مگر یہود نے سبت ❷ کا عذر پیش کیا اور اپنی شرط بتائی ہم تمہارے ساتھ مل کر اس وقت تک جنگ لڑیں گے جب تک کہ تم ہمیں اپنے بیٹے یرغمال کے طور پر نہ دو گے۔ اس پر قریش اور غطفان نے نعیم کی باتوں کو صحیح سمجھا اور اپنے بیٹے بطور یرغمال دینے سے انکار کر دیا اور ساتھ ان سے یہ اصرار کیا کہ وہ جنگ کے لیے نکلیں ادھر قریظہ نے بھی نعیم کی باتوں کو سچ سمجھا اور لڑنے سے انکار کر دیا۔

خندق میں اللہ تعالیٰ کی نصرت:......اسی دوران اللہ تعالیٰ نے قریش اور غطفان پر ایک سخت آندھی بھیج دی جس سے ان کی ہانڈیاں الٹ گئیں اور ان کے بیٹے اکھڑ گئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا وہ ان کے روانہ ہونے کی خبر لے آئے چنانچہ جب صبح ہوئی تو تمام گروہ روانہ ہو چکے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ لوٹ آئے۔

بنو قریظہ کی سرکشی کا خاتمہ:...... جنگ خندق کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو جبرائیل آپ کے پاس تشریف لائے اور بنو قریظہ پر حملہ کرنے کا حکم لائے یہ واقعہ نماز ظہر کے بعد کا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ سب لوگ عصر کی نماز بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچ کر ادا کریں چنانچہ رسول اللہ ﷺ شہر سے نکلے اور ابن مکتوم کو وہاں اپنا نائب مقرر فرمایا فوج کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا اور پچیس دن تک یہودیوں کا محاصرہ جاری رکھا آخر کار یہودیوں کے سردار کعب بن اسد نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے لیے تین دروازے کھلے ہیں یا تو اسلام قبول کر دیا ہفتہ کی رات کو مسلمانوں پر شب خون مار دیا اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کے بعد میدان جنگ میں خود بھی جان دے دو مگر انہوں نے ان تجاویز کو قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بات چیت کے لیے بھیج دے کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے

حضرت ابولبابہ اور بنو قریظہ:...... چنانچہ آں حضرت ﷺ نے حضرت ابولبابہ کو یہودیوں کے پاس بھیج دیا یہودیوں کے مرد عورتیں حتیٰ کہ بچے بھی ابالبابہ کے گرد جمع ہو گئے اور ان سے کہنے لگے اے ابولبابہ تمہاری کیا رائے ہے کیا ہم اپنے آپ کو محمد ﷺ کے حوالے کر دیں انہوں نے کہا کہا ہوں کر دو لیکن ساتھ ہی ساتھ حلق کی طرف اشارہ چھری کا اشارہ کیا جس سے یہ مقصود تھا کہ اس صورت میں تمہارے لیے موت مقدر ہے۔

حضرت ابولبابہ کا مسجد میں خود کو باندھ لینا:...... جب ابولبابہ لوٹے تو انہیں اپنی حرکت پر شرمندگی ہوئی چنانچہ انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آنے کے بجائے مسجد میں پہنچے اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ لیا اور خداوند تعالیٰ کی بخشش کا انتظار کرنے لگے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ وہ ہرگز قریظہ کے علاقہ میں داخل نہیں ہوں گے جہاں ان سے گناہ سرزد ہوا ہے جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آ جاتے تو میں انکے لیے مغفرت کی دعا مانگتا بہرحال جو کچھ ہوا سو ہوا

❶...... سبت ہفتے کے دن کو کہتے ہیں اور اسی طرح اتوار کو یوم الاحد پیر کو یوم الاثنین منگل کو یوم الثلاثا بدھ کو الاربعا جمعرات کو خمیس کہتے ہیں۔ ❷...... یہودیوں کے نزدیک ہفتہ کا دن مقدس ہے جس طرح عیسائیوں کے نزدیک اتوار کا اور ہمارے ہاں جمعۃ المبارک۔ ثناء اللہ

میں انہیں آزادنہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت نہ کردے۔

آخر کاران کی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی ❶ اور رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے انہیں ستون سے کھولا حضرت ابولبابہ چھ دن تک مسجد کے ستون کے ساتھ بندھے رہے تھے صرف نماز کے وقت انہیں کھولا جاتا تھا۔

بنوقریظہ کی گرفتاری: ......آخر کار بنوقریظہ نے خود کو رسول اللہ حوالے کردیا قریظہ اور نضیر ❷ کے چار آدمی مسلمان ہو گئے عمرو بن سعد قریظی جو بدعہدی میں شریک تھے بھاگ گیا پھر معلوم نہیں کیا انجام ہوا۔ جب بنوقریظہ نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تو قبیلہ اوس نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ جس طرح خزرج والوں نے بنونضیر کے متعلق فیصلہ کیا تھا اسی طرح انہیں بھی بنوقریظہ کے متعلق فیصلہ سنانے کا اختیار دیا جائے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہارا کوئی آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کرے تو انہوں نے رضامندی کا اظہار کردیا۔

حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ: ......آپ نے یہ کام حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ خندق کی جنگ میں زخمی ہو چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ نصب کرایا تھا تاکہ قریب ہی سے ان کی دیکھ بھال کی جاسکے۔ انہیں ایک گدھے پر سوار کرا کے لایا گیا اور جب وہ مسجد کے سامنے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے کہا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ لوگوں نے کہا اے سعد! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں تمہارے حلیفوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والا مقرر کیا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تم پر اللہ کے عہد اور معاہدہ کی پابندی لازم ہے میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے سارے مرد قتل کردیئے جائیں اور عورتیں اور بچے غلام بنادیئے جائیں اور ان کا مال و دولت تقسیم کردیا جائے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے آیا ہے۔

بنوقریظہ کا قتل: ......پھر بنوقریظہ کے مرد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مدینہ کے بازار میں لائے گئے اور ان کے لیے خندقیں کھودی گئیں پھر وہاں ان کی گردنیں اڑادی گئیں ان کی تعداد چھ اور سات سو کے قریب تھی پھر ایک عورت بنانہ قتل ہوئی جس نے دیوار سے چکی کا پاٹ گرا کر حضرت خلاد بن سوید کو ہلاک کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے صرف بالغ مردوں کے قتل کا حکم دیا۔

بعض یہودیوں کی جان بخشی: ......ثابت بن قیس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ زبیر بن باطا یہودی اور اس کی اولاد اسے عطا کی جائے آپ نے اس کی درخواست قبول فرمالی چنانچہ زبیر کا بیٹا عبدالرحمٰن زندہ وسلامت بچ گیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا شرف صحابیت حاصل ہوا اگرچہ ثابت بن قیس کی درخواست پر رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو معاف کردیا تھا مگر اس نے اپنی قوم کے ساتھ مرنے کو پسند کیا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قیس کی بیٹی ام المنذر کی درخواست پر جو خاندان بنونجار سے تھی رفاعہ بن سموال قرظی کو معاف کردیا رفاعہ مسلمان ہو گیا اور شرف صحابیت سے سرفراز ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے قریظہ کا مال و دولت تقسیم فرمادیا آپ نے ہر پیدل مجاہد کو ایک حصہ اور ہر سوار کو تین حصے عنایت فرمائے اس موقع پر اسلامی فوج میں چھتیس سوار تھے قیدی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمر رسول اللہ ﷺ حصہ میں آئیں اور آں حضرت ﷺ کی وفات تک آپ ہی کی ملکیت میں رہیں اور بنوقریظہ کا خاتمہ ذوالقعدہ ۵ ہجری میں ہوا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شہادت: ......جب بنوقریظہ کا خاتمہ ہو گیا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعا پوری ہوگئی آپ کی زخمی رگ سے خون پھوٹ پڑا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا شمار ان سات انصاری صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے جنگ میں شہادت پائی۔

جنگ خندق میں مشرکین مکہ میں سے قریش کے چار مشرک مارے گئے جن میں عمرو بن عبدود اور اس کا بیٹا حسل اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ شامل تھے جنگ خندق کے بعد قریش مکہ مسلمانوں پر کبھی حملہ نہ کرسکے۔

---

❶ ......ابولبابہ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رفاعہ بعض کے نزدیک مبشر اور بعض کے نزدیک بشیر تھا وہ (مسودہ میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا گیا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے، دیکھیں الاستیعاب لابن عبدالبر اور الروض الانف سہیلی۔ ❷ ......حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ قرآن پاک کی اس آیت میں نازل ہوئی و اخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم۔

غزوۂ بنی لحیان:......جمادی الاولی ۵ ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنولحیان پر حملہ کرنے کے ارادے سے نکلے تا کہ ان سے عاصم بن ثابت پہلے خبیب بن عدی اور رجیع کے دوسرے مقتولوں کا انتقام لیں آپ ﷺ نے یہ حملہ دومۃ الجندل سے واپسی کے بعد کیا پہلے آپ نے شام جانے کا راستہ اختیار پھر بائیں ہاتھ مڑ کر صخیرات الیمام تک جا پہنچے پھر مکہ کے راستے سے واپس ہوئے اور قبیلہ لحیان کے علاقہ میں امج اور عسفان کے درمیان پڑاؤ ڈال دیا مگر ان لوگوں کو علم ہو چکا تھا اور وہ پہاڑوں میں پناہ چکے تھے لہٰذا آپ ﷺ انہیں اچانک نہ گھیر سکے اور دو سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس آ گئے۔

غزوۂ غابہ:......جب رسول اللہ ﷺ اہل اسلام کے ساتھ غزوہ لحیان سے واپس آئے تو ان کے چند دن بعد عیینہ بن حصن فزاری نے غابہ پر حملہ کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں لوٹ کر اپنے ساتھ لے گیا مویشیوں کے ساتھ بنوغفار کا ایک آدمی اور اس کی بیوی تھی لوٹ مار کرنے والوں نے آدمی کو قتل کر دیا اور اس کی عورت کو اغواہ کر کے لے گئے مگر بنوسلم بن عمرو اسلمی نے ثنیۃ الوداع پر چڑھ کر ان کو للکارا اور ڈرایا دھمکایا اس کے بعد ان کا پیچھا کیا اور مویشی وہ لوٹ کر لے گئے تھے انہیں ان کے ہاتھ سے چھڑا لائے۔

محرز بن نضلہ کی شہادت:......جب مدینہ میں شور اٹھا تو رسول اللہ ﷺ لوٹ مار کرنے والوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور مقداد بن بشر، سعد بن زید عکاشہ بن محصن، محرز بن نضلہ اسدی اور ابوقتادہ اور چند مہاجر اور انصار بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید کو ان کا امیر مقرر کیا چنانچہ ان لوگوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جا لیا فریقین میں جھڑپ ہوئی جس میں حضرت محرز بن نضلہ عبدالرحمٰن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے وہ پہلے شخص تھے جو دشمن تک جا پہنچے پھر مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے۔

''ذوقرد'' پر قیام:......رسول اللہ ﷺ بھی معرکہ میں شریک ہوئے اور ایک کنویں تک جا پہنچے جس کا نام ذوقرد تھا آپ ﷺ وہاں ایک دن ٹھہرے جو اونٹنیاں واپس ملی تھیں۔ ان میں سے ایک اونٹنی آپ ﷺ نے ذبح فرمائی۔ اس کے بعد آپ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ بنی مصطلق:......رسول اللہ ﷺ مدینہ میں شعبان ۶ ہجری ❶ تک ٹھہرے اسکے بعد آپ ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق پر حملہ کیا کیونکہ آپ ﷺ کو خبر ملی تھی کہ وہ اپنے سردار حارث بن ضرار کی قیادت میں حملہ کرنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں چنانچہ آں حضرت ﷺ نے ابوذر غفاری یا دوسری روایت کے مطابق نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور بنو مصطلق کے مقابلہ کے لیے نکلے مریسع ❷ کے مقام پر جو قدید ساحل سمندر کے درمیان تھا دونوں گروہوں میں جنگ ہوئی جس میں بنی مصطلق کو شکست ہوئی انکے بہت سے آدمی مارے گئے اور عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے ان قیدیوں میں ان کے سردار کی بیٹی جویریہ بھی تھیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا۔

جب مسلمان اس غزوہ سے واپس آ رہے تھے تو ہشام بن صبابہ لیثی قتل ہو گئے انکا قتل خود اپنے ہی لشکر کے ایک آدمی کے ہاتھ سے ہوا جو حضرت کے خاندان سے تھا اس نے انہیں غلطی سے دشمن کا آدمی سمجھ لیا تھا۔

منافقین کی بدتمیزی:......اس غزوہ کے دوران جہجاہ بن مسعود غفاری اور سنان بن وافد جہنی کے درمیان جھگڑا ہو گیا جہجاہ نے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کا ملازم تھا سنان کو طمانچہ مارا سنان خزرج کا حلیف تھا عبداللہ بن ابی کو جب یہ جہجاہ کی زیادتی کا حال معلوم ہوا تو اس نے منافقت کی وجہ سے کہا کہ جب ہم مدینہ میں واپس چلے جائیں گے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ نیچ لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے زید بن ارقم اسکی بات سن کر رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دی اس موقع پر سورۂ منافقین نازل ہوئی۔

صحابہ کی غیرت ایمانی:......عبداللہ کے صحابی بیٹے نے اپنے باپ سے بیزاری کا اظہار کیا اور آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ کی قسم آپ ہی عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے اگر آپ حکم دیں تو اسے شہر سے نکال دوں گا جب ان کا باپ مدینہ میں داخل

---

❶......مؤرخین میں اس غزوہ کی تاریخ کے بارے میں اختلاف رہا ہے چنانچہ طبری خلیفہ اور ابن ہشام کے مطابق یہ غزوہ شعبان ۶ ہجری میں ہوا جب کہ واقدی اور سعد کے نزدیک دو شعبان ۵ ہجری میں ہوا جب کہ صحیح میں موسیٰ بن عقبہ کی روایت ۴ ہجری کے بارے میں حاکم نے اکلیل بن غروہ وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ ۵ ہجری میں ہوا ابن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں دیکھیں سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۲۸۹۔ ❷......مریسع اس غزوہ کو غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسع بھی کہتے ہیں۔

ہونے لگا تو انہوں نے اپنے باپ کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس سے کہا کہ تو ہرگز داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ تجھے اجازت نہ دیں آخر عبداللہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مدینہ میں داخل ہوا اس کا بیٹا رسول اللہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کسی اور شخص کو اس کام پر مامور کریں تو مجھے خطرہ ہے کہ میں اس مؤمن کی ایک کافر کے بدلہ میں قتل کردوں۔ ❶ آپ مجھے حکم فرمائیں میں خود ہی اسکا سر آپ کے پاس لے آتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعا دی اور فرمایا کہ تمہارے باپ کو کو یہ نقصان نہیں پہنچے گا۔ ❷

---

❶..... یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ خاندانی تعصب میں مبتلا ہو کر اپنے باپ کا بدلہ لینے کے لیے ایک مؤمن کو قتل کردوں۔ ثناء اللہ

❷..... **واقعہ کی تفصیل مترجم حکیم حسین کے قلم سے** :..... یہ واقعہ اس غزوہ میں واپسی کے وقت پیش آیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ان بیویوں میں سے تھیں کہ جن کے ساتھ آپ کو بہت زیادہ انس تھا لیکن اس واقعہ میں وحی نہ نازل ہونے کی وجہ سے آپ بھی سخت متردد اور حیران تھے واقعہ یہ پیش آیا کہ غزوہ بنوالمصطلق سے واپسی کے وقت ایک مقام پر قیام فرمایا حضرت عائشہ قضاء حاجت کے لیے لشکر سے باہر گئیں جب لوٹ کر آئیں تو اپنے گلے میں وہ ہار نہ پایا جس کو وہ اپنی بہن سے روانگی کے وقت پہننے کے لیے لے کر آئیں تھیں وہ واپس ہار کی تلاش میں جہاں پر قضاء حاجت کے لیے گئی تھیں وہیں چلی گئیں اتنے میں لشکر نے کوچ کیا اور جو لوگ آپ کے محمل کو اونٹ پر رکھا کرتے تھے انہوں نے بھی محمل اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا چونکہ آپ نہایت کمزور اور ہلکی پھلکی لڑکی تھیں اس لیے کسی محمل خالی ہونے کا احساس نہیں ہوا حضرت عائشہ لشکر گاہ میں ہار لے کر آئیں تو لشکر کو نہ پایا یہ خیال کر کے جب یہ لوگ کسی مقام پر قیام کریں گے اور مجھ کو نہ دیکھیں گے تو ضرور میری تلاش میں آئیں گے ایک چادر لپیٹ کر وہیں گئیں صبح کا وقت تھا نیند آ گئی پھر صفوان بن معطل زیادہ سونے کی وجہ سے ہمیشہ سب کے بعد میں کوچ کیا کرتے تھے اس میں یہ بھی مصلحت تھی کہ گری پڑی چیزوں اور ساتھیوں کو بآسانی لشکر تک پہنچا دیتے تھے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا تو ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھا صفوان ان کی آواز سے عائشہ رضی اللہ عنہا جاگ گئیں حضرت صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں صفوان نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور روانہ ہو گئے حتی کہ لشکر میں پہنچ گئے اس وقت لشکر ظہیرہ میں تھا عبداللہ بن ابی منافق منافقوں کے ایک گروپ کے ساتھ لشکر میں موجود تھا اس نے واقعہ کے دیکھتے ہی جو کچھ کہنا شروع کر دیا اور اپنے حسد منافق کرنے لگا اور رسول اللہ ﷺ خاموش تھے جب مدینہ میں لشکر اسلام پہنچا تب آپ نے کہا اپنے صحابہ سے اس واقعہ کے بارے میں مشورہ کیا اسامہ نے گزارش کی یہ واقعہ بالکل غلط ہے دشمن کے کہنے پر یہ خیال نہ فرمائیں آپ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالکل علیحدہ گی نہ کیجیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ عائشہ کو علیحدہ کر دیجیے دوسری عورت سے نکاح کر لیجیے لیکن جب علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ میں پس و پیش فرما رہے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ عرض کیا کہ آپ شک وشبہ کو چھوڑ دیجیے ناحق کا صدمہ نہ اٹھایئے ان کے علاوہ دوسرے صحابہ نے بھی اس واقعہ کو سن کر سبحانک ھذا بھتان عظیم۔ مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں ان کو ان واقعات کی کچھ خبر نہ تھی رسول اللہ ﷺ ان سے مخاطب کم ہوتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے والد کے گھر چلی جاتی ہیں چند دنوں بعد ایک روز رات کو ام مسطح بنت ابی رہم بن عبدالمطلب کے ساتھ قضاء حاجت کے لیے باہر جا رہی تھیں راستے میں ام مسطح نے مسطح کو برا کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام مسطح سے کہا کہ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ یہ شخص مہاجرین میں سے ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے ام مسطح نے جواب دیا کہ کیا تمہیں اس واقعہ کی اطلاع نہیں ہوئی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کون سا واقعہ؟۔

ام مسطح نے سارا واقعہ بیان کر دیا حضر عائشہ رضی اللہ عنہا سن کر پریشان ہو گئیں قضاء حاجت بھی نہ کر سکیں۔ روتی ہوئی واپس چلی آئیں پھر تو رات دن رونے کے سوا کچھ کام نہ تھا ایک تو بیماری دوسرا یہ صدمہ اس کے بعد جنہوں نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور ان پر افتراء و بہتان باندھ رہے ہیں اور وہ بھی ایسے شخص کے بارے میں کہہ رہے ہیں جس میں میں نے نیکی کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور کبھی میرے مکان میں میرے بغیر کوئی داخل نہیں ہوا اسید بن حضیر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! اگر وہ لوگ اس کے قبیلہ کے ہیں ت وہم ان کی برادری کے ہیں ان سے ہم اچھی طرح نمٹ سکتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی خزرج سے ہیں تو ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں اس پر سعد بن عبادہ نے کہا معلوم ہوتا ہے تمہارا خیال یہ ہے کہ الزام لگانے والے خزرج کے ہیں او اگر تمہاری قوم کے ہوتے تو یہ نہ کہتے باتوں باتوں میں دونوں آدمیوں میں جھگڑا بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اتر آئے یہ قول صاحب زاد المعاد کا تھا لیکن ابن اثیر و ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صابہ سے مشورہ کیا تھا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ان کے دل میں آیا تھا مشورہ دے دیا تھا جیسا کہ ابھی مذکور ہوا بہر کیف اس خطبہ کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اس وقت ان کے پاس ان کے ماں باپ اور انصار کی ایک خاتون موجود تھیں اور یہ بیٹھی رو رہی تھیں رسول اللہ ﷺ حمد ثناء کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوئے اے عائشہ! تجھ کو معلوم ہے تمہارے بارے میں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر فی الحقیقت تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہو تو اللہ سے رجوع کرو یہ سنتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنسو تھم گئے اور اس انتظار میں رہیں کہ ان کے ماں باپ کچھ جواب دیں گے جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ماں باپ سے کہا آپ لوگ جواب دو ان لوگوں نے کہا ہم کیا جواب دیں سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہرگز توبہ نہیں کروں گی اللہ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں وہ بے شک میری تصدیق کرے گا باقی رہے تم لوگ اگر میں اس سے انکار کروں گی تو مجھے تم لوگ سچا نہیں جاو گے اس لیے میں بھی وہی کہتی ہوں جو حضرت یوسف کے والد نے کہا تھا یعنی فصبر جمیل واللہ مستعان علی ما تصفون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت میں نے یعقوب کا نام بہت یاد کیا لیکن یاد نہ آیا تب مجبور ہو کر میں نے ان کو حضرت یوسف کے والد سے تعبیر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

حضرت جویریہ کا زوجیت نبوی میں آنا:......جب مسلمانوں کا معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا ہے تو انہوں نے بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد کر دیئے کیونکہ اب ان لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ قائم ہو چکا تھا چنانچہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے ان کے قبیلے کے ایک سو آدمی آزاد ہو گئے اور پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

ولید بن عقبہ اور بنو مصطلق کا واقعہ:......بنو مصطلق کے سلامقبول کرنے کے دو سال بعد رسول اللہ ﷺ نے انسے صدقات وصول کرنے کے لیے ولید بن ابی معیط کو بھیجا چنانچہ وہ ان کے استقبال کے لیے نکلے مگر ولید اپنی جان کے خوف سے واپس چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ وہ انکے قتل کے ارادہ سے نکلے ہیں اس کے بعد بنو مصطلق کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا کہ ولید ملاقات سے پہلے ہی واپس آ گئے تھے اور ہم لوگ تو ان کے استقبال اور تکریم کے لیے آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے انکی بات کو منظور کر لیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

یایھاالذین امنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوما بجھالة فتصبحوا علی مافعلتم ندمین

ترجمہ: اے مؤمنو! جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسکی چھان بین کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم بے خبری میں کسی قوم پر حملہ کر دو اور پھر تمہیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔ (سورۃ الحجرات)

صلح حدیبیہ ❶ (۶ ہجری)

غزوہ بنی مصطلق کے دو مہینے بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ ادا کرنے کے لیے نکلے آپ نے ان اعراب کو بھی بلایا جو مدینہ کے مضافات میں رہتے تھے مگر ان میں سے اکثر لوگ نہ آئے لہٰذا آپ ومہاجرین اور انصار کے ساتھ لے کر نکلے اور چند اور عرب بھی ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ مسلمانون کی بعد تیرہ تعداد تیرہ سو سے پندرہ سو کے درمیان تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔ آپ ﷺ نے مدینہ ہی سے احرام باندھ لیا تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہا آپ ﷺ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے۔

کفار کا جمع ہونا:......جب قریش مکہ کو آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر پہنچی تو وہ آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے جمع ہوئے اور لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں چنانچہ انہوں نے خالد بن ولید کو سوار فوج کے ساتھ کراع الغمیم ❷ کی طرف بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات اطلاع عسفان کے مقام پر ملی چنانچہ آپ نے ثنیہ المرار کا راستہ اختیار کر کے حدیبیہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ جو مکہ کے نچلی جانب واقع تھا اس پر خالد بن ولید اپنے سواروں کے ساتھ مکہ لوٹ گئے جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کا رخ کا تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا کہ شاید اونٹنی تھک گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ

---

❶......حدیبیا ایک گاؤں ہے جو نہ زیادہ بڑا ہے نہ زیادہ چھوٹا اس کو حدیبیا ایک کنویں کی وجہ سے کہتے ہیں۔ جو وہاں واقع ہے یہ کنواں اس مسجد کے پاس ہے جہاں وہ درخت ہے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی تھی حدیبیا اور مکہ کے درمیان ایک مرحلہ اور حدیبیا اور مدینہ کے درمیان ۹ مرحلوں کا فاصلہ ہے۔ ❷......کراع الغمیم مکہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جو وادی عسفان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ معجم البلدان

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کیا میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اللہ جل جگہ سے اٹھنے نہ پائے تھے کہ وحی کیا نازل ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے آپ ایک چادر میں اوڑھ کر لیٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ کو اس کا خوف نہ تھا کہ وحی کیا نازل ہو گی کیوں کہ میں بے قصور اور بے گناہ تھی جب سلسلہ وحی ختم ہوا آپ اٹھ کر بیٹھ گئے پیشانی سے پسینہ پونچھتے رہو جاتے اور فرماتے جاتے ابشری یاعائشة فقد انزل اللّٰه براء تك عائشہ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے خطبہ پڑھ کر ان آیات کو جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک ہونے کے بارے میں نازل ہوئی تھیں تلاوت فرمائی: ان الذین جاءو بالافك عصبة منكم لاتحسبوہ شرالكم بل ھو خیرلكم لكل امری ما اكتسب من الاثم والذی تولی كبرہ منھم له عذاب عظیم۔

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے بہتان کا طوفان برپا کر رکھا ہے وہ تمہاری ہی جماعت سے ہیں تم اس کو اپنے حق میں فتنہ کا بانی ہے اس کے لیے عذاب عظیم ہے اس کے بعد اہل افک پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ مسطح بن اثاثہ حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش جو کہ اس واقعہ میں بہت زور و شور مچا رہے تھے اسی کوڑے لگوائے گئے اور عبداللہ بن ابی جو اس کا بانی تھا روپوش ہونے کی وجہ سے بچ گیا، واللہ اعلم۔ حکیم احمد حسین

نے فرمایا کہ وہ تھکی نہیں ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنا اسکی عادت کے خلاف ہے بلکہ اسے اسی اللہ نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا پھر فرمایا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر قریش مجھے آج کسی ایسی بات کی طرف بلائیں جس میں حسن سلوک کی درخواست ہو تو میں اسے ضرور منظور کروں گا۔ پھر آپ ﷺ اونٹنی سے اتر گئے۔

حدیبیہ میں معجزہ نبوی کا ظہور: ......لوگوں نے حدیبیہ میں پانی کی کمی کی شکایت کی آں حضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر انہیں دیا جسے انہوں نے وہاں کے ایک کنویں کی تہہ میں ڈال دیا پانی اس تیزی سے نکلا کہ تمام فوج کے لیے کافی ہو گیا ایک روایت کے مطابق براء ابن عازب رضی اللہ عنہ تیر لے کر کنویں میں اترے تھے۔

قریش سے خط و کتابت: ......پھر رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان خط و کتابت شروع ہوئی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن عفان کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا مگر ان کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا کہ وہ مشرکین کے ہاتھوں شہید ہو گئے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو بلایا آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر مرنے مارنے کا عہد کیا اور کہا کہ ہم ہرگز نہیں بھاگیں گے اسے بیعت الرضوان کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں (الٹا) ہاتھ دائیں ہاتھ (سیدھا) ہاتھ میں رکھا اور کہا کہ یہ ہاتھ حضرت عثمان کی طرف سے ہے۔

صلح کا عمل اور شرائط: ......سہیل بن عمرو آخری قاصد تھا جو اس موقع پر قریش کی طرف آیا دونوں جماعتوں کے درمیان یہ بات طے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور عمرہ کے لیے اگلے سال آئیں آں حضرت ﷺ اور ان کی صحابی تھیاروں کے بغیر مکہ میں داخل ہوں گے ان کے پاس صرف تلواریں ہوں گے اور وہ بھی نیاموں کے اندر ہوں گی۔ آپ ﷺ مکہ میں میں صرف تین دن ٹھہریں گے دونوں گروہوں کے درمیان دس سال تک صلح رہی لوگ ایک دوسرے کے ہاں جاسکیں گے اور انہیں امن حاصل ہو گا اگر کفار میں سے کوئی مرد یا عورت مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آئے گا تو اسے اس کی قوم کی طرف واپس بھیج دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مرتد ❶ ہو جائے اور اپنے دین سے پھر جائے تو کفار اسے واپس نہیں آنے دیں گے یہ شرائط مسلمانوں کو ناگوار گزری اور بعض نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کیا مگر رسول اللہ ﷺ اس بات کو جانتے تھے کہ اس صلح سے مسلمانوں میں امن قائم ہو جائے گا اور اسلام کو امن کی حالت میں غلبہ حاصل ہو گا اور مسلمانوں کے لیے خوشحالی کا راستہ پیدا ہو جائے گا۔

کفار کا رسول اللہ ﷺ کے نام پر اعتراض اور آپ کا معجزہ: ......یہ عہد نامہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا کہ انہوں نے اس تحریر کی یوں ابتداء کی تھی ھذا ماقاضی علیہ محمد رسول اللہ مگر سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ اگر ہم انہیں اللہ کا رسول مانتے تو ان کے ساتھ کیوں لڑتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیئے جائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر آں حضرت ﷺ نے عہد نامہ لے کر ان الفاظ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان کے بجائے محمد بن عبداللہ کے الفاظ لکھے۔

الفاظ مٹانے پر "امیت" کے بارے میں شبہ کا جواب: ......آں حضرت ﷺ کے یہ الفاظ لکھنے سے آپ کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ بات صحیح حدیث سے ثابت ہے یہ خیال کہ لکھنے پڑھنے سے معجزہ نبوت میں کوئی کمی لازم آتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ لکھنے کا یہ واقعہ حروف کی پہچان اور کتابت کے قوانین جانے بغیر پیش آیا تھا لہٰذا آں حضرت ﷺ کی امیت بدستور باقی رہی اور کتابت کا یہ واقعہ بھی درراصل آں حضرت ﷺ کے معجزات ہی میں شمار ہوتا ہے۔

ایک مسلمان اور گرفتار مشرکوں کی واپسی: ......جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو سہیل کے بیٹے ابو جندل مسلمان ہو چکے تھے اور مکہ میں قید تھے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آئے سہیل نے کہا عہد نامہ کی تعمیل کا یہ پہلا موقع ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے انہیں انکے والد کے حوالے کر دیا یہ بات مسلمانوں کو بہت ناگوار گزری مگر رسول اللہ ﷺ نے ابو جندل سے کہا کہ صبر سے کام لو اللہ تمہارے لیے کوئی راہ ضرور نکال دے گا۔

جب معاہدہ لکھا جا رہا تھا تو قریش کا ایک گروپ آیا جو تیس اور چالیس کے درمیان تھے اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے مسلمانوں کی فوج نے

❶ ......اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر کوئی اور مذہب اختیار کر لے تو اس کو مرتد کہتے ہیں۔

انہیں پکڑ لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے مگر آں حضرت ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔

بغیر عمرہ کیے قربانی اور حلق کا عمل:...... جب صلح نامہ لکھا جا چکا تھا تو رسول اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ قربانی کریں اور اپنے بال منڈ وائیں مگر لوگوں کے دل ٹوٹ گئے تھے اس لیے وہ اس بارے میں خاموش رہے آں حضرت ﷺ نے رنجیدہ ہو کر اپنی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے شکوہ کیا تو ام سلمہ نے فرمایا اے رسول اللہ! پہلے آپ نکلیں قربانی دیں اور سر منڈ والیں لوگ خود بخود آپ کی پیروی کریں گے چنانچہ آں حضرت ﷺ نے باہر نکل کر قربانی کی اور سر منڈ وا دیا اس موقع پر آپ کے بال حضرت خراش بن امیہ خزاعی نے کاٹے تھے۔

صلح حدیبیہ کے نتائج:...... پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے گئے حدیبیہ سے پہلے کی کوئی فتح اس سے زیادہ شاندار ثابت ہوئی۔ امام زہری ❶ کا کہنا ہے کہ پہلے جنگ و جدال کی وجہ سے لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے پر پابندی تھی مگر جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اور بند ہوگئی اور امن قائم ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور انہیں آپس میں گفتگو کا موقع ملنے لگا جس شخص کی زبان پر اسلام کا ذکر آتا تھا وہ بالآخر اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جاتا تھا چنانچہ صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک دو سال کے عرصہ میں اتنے زیادہ لوگ دائرہ اسلام میں دداخل ہو گئے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت ابوبصیر کا واقعہ:...... جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس پہنچے تو ابوبصیر رضی اللہ عنہ عتبہ بن اسید مکہ سے بھاگ کر ان سے آ ملے عتبہ مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کی قوم نے انہیں روک رکھا تھا کان کا تعلق قبیلہ ثقیف سے تھا یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے چچا ازہر بن عبد عوف اور بنو زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لوی کے ایک آدمی کو اپنے غلام کے ساتھ ابوبصیر کو واپس لانے کے لیے بھیجا آں حضرت ﷺ نے ابوبصیر کو ان کے حوالے کر دیا مگر جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو ابوبصیر نے انہی میں سے ایک شخص کو تلوار نکال کر عامری شخص کو مار ڈالا اور دوسرا آدمی بھاگ گیا۔

ابوبصیر دوبارہ خدمت نبوی میں:...... پھر ابوبصیر آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کا وعدہ پورا ہو چکا مگر اب مجھے خود اللہ تعالیٰ نے ان کے قبضہ سے چھڑا لیا ہے اس لیے میں یہاں آ گیا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس ابوبصیر تو اس طرح جنگ کی آگ بھڑکا دے گا اس نے آں حضرت ﷺ کے انداز گفتگو سے یہ سمجھا کہ شاید آپ پھر مکہ والوں کے حوالے کر دیں گے اس لیے وہ مدینہ چھوڑ کر ساحل سمندر کی طرف چلے گئے اور قریش کے اس تجارتی راستہ پر رہنے لگے جو شام کی طرف جاتا تھا قریش کے بہت سے لوگ جو اسلام قبول کرنا چاہتے تھے بھاگ کر ان کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے مل کر قریش کو تنگ کرنا شروع کیا اور ان کے قافلوں پر حملہ کرنے لگے ❷ اس پر قریش نے آں حضرت ﷺ کو لکھا کہ ان لوگوں کو مدینہ بلا لیا جائے۔

خواتین اسلام کا اعزاز:...... پھر عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اس کے بھائی عمارہ اور ولید اس کے لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مگر اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ خود مسلمان خواتین کو کافروں کے پاس واپس بھیجنے سے منع ❸ کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے کافر عورتوں کو مسلمانوں کے لیے حرام قرار دیا ❹ جو کافر عورتیں مسلمانوں کی بیویاں تھیں انسے ان کے نکاح

---

❶...... ابوشہاب الزہری قبیلہ قریش سے تھے جو ۵۰ ہجری میں یا اس کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے ان کا شمار ان قدیم اور بڑے محدثین میں ہوتا ہے جنہوں نے اموی خلفاء کی فرمائش پر احادیث نبوی کو پہلے پہل تحریری طور پر ضبط کیا امام زہری نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بہت محنت کی مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر جاتے اور آں حضرت ﷺ کے حالات اور اقوال پوچھتے تھے اور لکھا کرتے تھے امام موصوف اموی خلفاء کے دربار سے تعلق رکھتے تھے اور انکے قریبی لوگوں میں داخل تھے انہوں نے مغازی پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے اور جیسا کہ امام سہیلی نے تصریح کی ہے یہ اس فن کی پہلی تصنیف تھی موسیٰ بن عقبہ اور محمد ابن اسحاق ان ہی کے شاگردوں میں سے تھے امام زہریؒ نے ۱۲۴ ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔

❷...... کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں ابوجندل بھی شامل ہو گئے تھے۔ شناء اللہ۔ ❸...... چنانچہ اس بارے میں سورۂ ممتحنہ کی یہ آیت نازل ہوئی فان علمتموھن مؤمنات فلا ترجعوھن الی الکفار۔ ❹...... اور یہ آیت نازل ہوئی و لا تمسکوا بعصم الکوافر۔

خود بخود ٹوٹ گئے۔ ❶

---

❶ **صلح حدیبیہ کا مفصل واقعہ**:......مترجم امام زہری کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام حدیبیہ میں اطمینان سے مقیم ہو گئے تو اسوقت آپ کے پاس بدیل بن ورق خزاعی چند خزاعیوں کو لے کر آیا اور آپ کے آنے کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا آپ لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ بیتالہ شریف کی زیارت کے لیے تشریف لائے ہیں کیا تمہیں نظر نہیں آرہا کہ قافلہ کے آگے قربانی کے اونٹوں کی قطار ہے اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کی تصدیق کی بدیل یہ سن کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹ کر قریش کے پاس آیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہ اے قریش والو! تم لوگ فضول میں محمد کے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی کر رہے ہو تم سے لڑنے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں قریش نے جواب دیا اگر چہ وہ جنگ کے اردے سے نہیں آئے لیکن پھر بھی وہ اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے دیکھو آئندہ اس بارے میں کچھ گفتگو نہ کرنا اس کے بعد اہل مکہ نے کربن حفص بن الاخیف کو جو بن وعامر بن لوی کا بھائی تھا بھیجا اس سے بھی یہی گفتگو ہوئی اور اس نے بھی واپس ہو کر قریش کو اسی بات کی اطلاع دی پھر انہوں نے حبشیوں کے سردار حلیس بن علقمہ یا ابن زمان کو حال دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا سامنے سے ہٹ جاؤ اور قربانی کے اونٹوں کو آگے کر دو حلیس قربانی کے جانوروں کو دیکھ کر رسول اللہ کے پاس تک نہ گیا راستہ ہی سے لوٹ کر قریش کو سارا واقعہ بیان کر دیا قریش نے کہا بیٹھ جا جنگلی آدمی تو سمجھتا بوجھتا نہیں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس بات سے حلیس کو غصہ آ گیا اور نہایت تیز آواز سے کہا اے قریش والو! واللہ ہم نے تمہارے ساتھ اس بات کا حلف نہیں لیا اور نہ اس بات پر عہد کیا ہے کہ اس شخص کو روکا جائے گا جو بیت اللہ کی زیارت کے لیے آ رہا ہے مجھ کو اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو محمد ﷺ کو جس کام کے لیے وہ آئے ہیں تم اس کو چھوڑ دو گے یا میں اپنے سارے حبشیوں کو لے کر چلا جاؤں گا قریش نے اس کا رویہ دیکھ کر نرمی سے کہا بھائی حلیس تم خاموش رہو جو تم کہو گے وہ ہو گا ذرا ہم اطمینان تو کر لیں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد پہلے رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے اونٹ ثعلب نامی پر سوار کر کے اہل مکہ کے پاس سفارت کے غرض سے روانہ کیے اہل مکہ نے آپ ﷺ کے اونٹ کو ذبح کر دیا اور خراش بن امیہ کے قتل پر تیار ہو گئے حبشیوں نے درمیان میں پڑ کر بچایا خراش بچارے جان بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور سارے واقعات عرض کیے آپ نے عمر بن الخطاب کو اہل مکہ کے پاس بھیجنے کے لیے بلایا عمر بن الخطاب نے عرض کی اے رسول اللہ! مجھے مکہ جانے میں کچھ مدعا نہیں ہے میری ایذا رسانی سے روکے آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ قریش مجھ سے کس قدر برہم ہیں اور مجھے دیکھ کر کس قدر آگ بگولہ ہو جاتے ہیں لیکن میں اسکام کے لیے اپنے اسے زیادہ اچھے کا نام بتا تا ہوں آپ عثمان عفان کو بلائیے اور ان سے یہ کام لیجیے رسول اللہ ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان بن عفان کو بلا کر ابوسفیان اور روساء قریش کے پاس مکہ روانہ فرمایا عثمان نے مکہ میں پہنچ کر سب سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے ملاقات کی اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام دیا ابان ان کو ابوسفیان اور روسا قریش کے پاس لے گیا۔ قریش نے کہا ہمارا اگر جی چاہتا ہو تو طواف کر لو ہم کسی کا پیغام سننا نہیں چاہتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان نے جواب دیا میں اس وقت تک طواف نہ کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں گے قریش یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ان کو روک لیا کسی نے رسول اللہ ﷺ تک خبر پہنچا دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو اہل مکہ نے شہید کر دیا ہے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میں اس قوم سے بدلہ نہیں لے لوں گا ہرگز حرکت نہ کروں گا اور لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا اس بیعت سے جد بن قیس کے علاوہ کسی نے انکار نہیں کیا سب سے پہلے ابوسفیان اسدی نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کو جو بنو عامر بن لوی کے بھائی تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام صلح دے کر بھیجا رسول اللہ نے اس کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اب قریش صلح کی طرف مائل ہو گئے ہیں سہیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے صلح کی شرائط کہیں عہد نامہ لکھا جانے لگا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے عرض کیا کہ میں یہ نہیں جانتا۔ باسمک اللھم لکھواؤ۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا یہی لکھو پھر فرمایا لکھو: "ھذا صالح علیہ محمد رسول اللہ" سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو آپ سے کیوں لڑتے؟ آپ اپنا نام لکھواؤ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا یہ لکھو: **ھذا ماصالح علیہ محمد بن عبداللہ سھیل بن عمرو واصطلحا علی وضع الحرب عن الناس عشر سنین یامن فیھن الناس ویکف بعضھم عن بعض علی انہ من ذھب الی محمد من قریش بغیر اذن ولیہ ردہ علیھم ومن جاء قریشا ممن مع محمدلم یردوہ علیہ وان بیننا عیبۃ مکفوفۃوانہ لااسلام ولااغلال من احب ان یدخل فی عقدمحمد وعھدہ دخل فیہ ومن احب ان یدخل فی عھد قریش وعھدھم دخل فیہ وانک ترجع عناعامک ھذا فلاتدخل علینا مکۃ وانہ اذاکان عام قابل خرجناعنک فدخلتھاباصحابک فاقمت بھاثلاثا معک سلاح الراکب السیوف فی القرب لاتدخلھا بغیرھا۔**

ترجمہ: یہ ایک معاہدہ ہے جس کو محمد بن عبداللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو اور نے متفق ہو کر اور شرائط صلح طے کر کے لکھوایا ہے اور وہ شرائط یہ ہیں (۱) دس برس تک لڑائی بند رکھی جائے گی تا کہ لوگوں کو امن حاصل ہو اور لڑائی جھگڑا ایک دوسرے سے رکا رہے۔ (۲) جو شخص قریش میں سے محمد کے پا بغیر اجازت اپنے ولی کے ساتھ چلا جائے گا اس کو محمد ﷺ قریش کے پاس واپس کر دیں گے جو شخص محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے قریش کے پاس آ جائے گا اس کو یہ نہ واپ کریں گے (۳) کسی قسم کا فتنہ نہ اٹھایا جائے گا اور نہ تلوار اٹھائی جائے گی اور نہ خیانت کر جائے گی۔ (۴) جو شخص محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہونا چاہے تو وہ داخل ہو سکتا ہے اور جو قریش کے عقد میں داخل ہونا کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ (۵) محمد اس سال واپس چلے جائیں مکہ میں نہ داخل ہوں اور جب آئندہ سال آئیں تو ان کو داخل ہونے کی اجازت ہے وہ اپنے اصحاب سمیت آئیں تین

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

بادشاہ کے نام تبلیغی خطوط:......صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں سے چند صحابہ کو عرب اور عجم کے مختلف حکمرانوں کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت سلیط بن عمرو کو جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھے یمامہ کے حاکم ہوذہ کی طرف بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے حاکم منذر بن ساوی کی طرف اور حجرت عمرو بن العاص کو عمان کے حاکم جیفر بن جلندی کی طرف روانہ فرمایا۔

مقوقس کے نام خط:......اس طرح آں حضرت ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو اسکندریہ کہ حکمران مقوقس کی طرف روانہ کیا جب حضرت حاطب نے اسے رسول اللہ ﷺ کا خط پہنچایا تو مقوقس نے آں حضرت کی خدمت میں چار باندیاں تحفہ بھیجیں ان میں سے ایک حضرت ماریہ بھی تھی جن کے بطن سے آں حضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔

ہرقل کے نام ❶:......آں حضرت نے قیصر روم کے پاس دحیہ بن خلیفہ کلبی کو روانہ فرمایا۔ قیصر کا نام ہرقل تھا آں حضرت ﷺ کا قاصد پہلے بصریٰ پہنچا پھر وہاں کے گورنر نے اسے ہرقل کی طرف روانہ کر دیا قیصر نے پہلے ہی پیشن گوئی کی کہ مختون ❷ قوم میں ایک نبی ظاہر ہو چکا ہے اس نے آں حضرت ﷺ کا نامہ مبارک پڑھا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللّٰہ الی ھرقل عظیم الروم السلام علی من اتبع الھدی اما بعد ! اسلم تسلم یؤتک اللّٰہ اجرک مرتین فان تولیت فانما علیک اثم الاریسیین ❸ ویااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبین کم ان لانعبدوا الااللّٰہ ولانشرک بہ شیئاولایتخذ بعضنابعضا اربابا من دون اللّٰہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون .

یہ خط اللہ کے رسول محمد کی طرف سے رومیوں کے بادشاہ ہرقل کی طرف بھیجا گیا ہے سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے امابعد! مسلمان ہو جاؤ سلامتی پاؤ گے اور اللہ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائیں گے لیکن اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو تمہاری رعایا کے گناہ کا بوجھ بھی تمہاری گردن پر ہوگا اے اہل کتاب ایسے دین کی طرف آجاؤ جس پر ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے کہ ہم اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہ مانیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی کسی کو رب نہ بنائے پھر اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ اے اہل کتاب ہمارے اسلام پر گواہ رہو۔

قیصر روم اور ابوسفیان کا مکالمہ:......جب قیصر کو یہ خط ملا تو اس نے آں حضرت ﷺ کی قوم کے آدمیوں کو تلاش کر کے بلایا چنانچہ غزہ ❹ (شام) سے چند عربوں کو لایا گیا جن میں ابوسفیان بھی شامل تھے قیصر نے ان سے آں حضرت ﷺ کے حالات معلوم کیے جیسا کہ صحیح البخاری ❺ میں آیا ہے قیصر نے اپنی ذہانت پر بہت غصے ہوئے مگر قیصر نے ان سے نرمی سے بات کی اور گفتگو وہیں ختم کر دی۔ ❻

---

❶......ہرقل اسے ہرکولیس پڑھا جاسکتا ہے۔ ثناء اللہ ❷......وہ قوم جن میں ختنہ کرانے کا رواج ہے۔ ثناء اللہ ❸......شام کی زبان میں اریس کسان یا مزارع کو کہتے تھے چونکہ قیصر کی رعایا بیشتر کاشتکار تھی اسی لیے اس کی رعایا کے لیے اریسیین کا لفظ استعمال کیا ہوا بعض دوسری روایت میں اکارین جو لفظ آیا ہے اسی زبان کا ہے اور اریسیین کا اور اکارین کا تقریباً ایک ہی معنی ہے۔ ❹......غزہ شام کا ایک ساحلی شہر ہے جہاں قدیم زمانہ میں عرب لوگ تجارت کے لیے جایا کرتے تھے یہ آج کل موجودہ فلسطین میں شامل ہے گزشتہ زمانے کے جتنے حالات آئیں گے چاہیں وہ دور نبوی کے ہوں یا اس سے پہلے کے سب میں غزہ کو شام میں ہی لکھا گیا ہے یہ سارا علاقہ بشمول فلسطین کے سب شام میں شمار کیا ہوتا ہے اس کی موجودہ تقسیم بعد کے زمانے کی ہے۔ ثناء اللہ ❺......صحیح بخاری کتاب المغازی باب ۷۷ رقم ۳۱۶۲ ص ۱۵۰۴۔ ❻......تصحیح واستدراک۔ ثناء اللہ

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) دن تک ٹھہریں اسلحہ میں سے سواروں کے پاس صرف تلواریں ہوں اور وہ بھی نیام میں ہوں اس کے سوا مکہ میں اور کچھ نہ لائیں۔ یہ عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ ابوجندل بن سہیل آگئے اور اس عہد نامہ کے مطابق سہیل کو واپس دے دیا گیا جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا تحریر کے بعد بغرض تکمیل صلح نامہ پر دونوں فریق کے نمائندوں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب، عبدالرحمن بن عوف عبداللہ بن سہیل بن عمر سعد بن ابی وقاص محمود بن سلمہ مکرز بن حفص اور علی بن ابی طالب نے اپنے اپنے دستخط کیے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوایا قربانی فرمائی اور مدینہ واپس آگئے راستہ میں سورۂ فتح نازل ہوئی جس میں ان واقعات اور بیعت الرضوان کا تذکرہ تھا جو معلومات کرنا چاہے وہ اس سے مطالعہ کرے۔ حکیم احمد حسین

قیصر کا درباریوں سے مشورہ:......محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ قیصر روم نے درباریوں کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ عربوں جزیہ ادا کر دیا جائے مگر انہوں نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر اس نے کہا انہیں سوریہ (یعنی شام کا ملک) دے کو ان کے ساتھ کر لی جائے مگر درباریوں نے اس تجویز کو بھی رد کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ فلسطین کی سرزمین ہے یہ اردن ہے یہ دمشق ہے یہ حفض ہے جو شاہراہ سے ایک طرف ہے اور دوسری ہی طرف تو شام ہے بہر حال انہوں نے قیصر کی تجویز رد کر دی۔ ❶

رئیس غسان کے نام:......ابن اسحاق کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب اسدی کو غسان کے سردار حارث بن شمر کی طرف روانہ کیا اوسکوایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

السلام علی من اتبع الھدی و امن بہ ادعوک الی ان نؤمن باللّٰہ وحدہ لاشریک لہ یبقی لک ملک .

ترجمہ:......سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور جواب دینے میں بہت کچھ اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ پر ایمان

---

❶......**ہرقل قیصر روم کا ابوسفیان سے مکالمہ:**......(از مترجم) ابوسفیان اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت تھی جس وقت یہ قیصر کے دربار میں آئے ہرقل نے ابوسفیان کے پیچھے بٹھا دیا اور ابوسفیان کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر بولا میں ان سے کچھ دریافت کروں گا اگر یہ کچھ جھوٹ بولیں تو تم ان کو جھٹلانا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اگر مجھ کو اس کا خوف نہ ہوتا تو ضرور جھوٹ بولتا مجھ سے ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کیے میں نے ان کو تحقیر کر ساتھ بیان کرنا شروع کیا لیکن ہرقل نے میرے کہنے تو توجہ نہ کی پہلا سوال اس نے یہ کیا کہ تم میں اس (محمد) کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ سب کے اعتبار سے اچھا ہے پھر اس نے سوال کیا کہ اس کے خاندان میں کوئی ایسا شخص گزرا ہے جس نے یہ کہا ہو جو یہ کہتا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا کیا اسکی حکومت تھی اس کے پاس ملک تھا جس کو تم لوگوں نے چھین لیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پھر اس نے پوچھا اس کے پیروکار کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ کمزور غریب اور نوعمر پھر اس نے کہا کیا وہ لوگ جو اس کے پیروکار ہوئے ہیں اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہتے ہیں یا اس سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کسی نے آج تک اس کا پیروکار بننے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی پھر اسد نے سوال کیا کہ لڑائیوں میں اس کی کیا حالت رہتی ہے؟ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آجاتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب پھر اس نے کہا کیا کبھی وہ تم سے بدعہدی بھی کرتا ہے؟ میں نے اس کو جواب دینے میں بہت کچھ سوچا اور کوئی دوسرا جواب دینے کو تھا لیکن نہیں کے سوا میری زبان سے کچھ نہ نکلا ہرقل یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اس کے بعد پھر ابوسفیان سے مخاطب ہو کر کہتے لگا اے شخص! میں نے تجھ سے ان کا نسب معلوم کیا تو تو نے کہا وہ اوساط الناس سے ہے بلاشبہ انبیاء کرام اسی طرح کے نسب کے ہوتے ہیں میں نے پھر تجھ سے دریافت کیا کہ اس کے خاندان میں سے جو کچھ یہ کہتا ہے کسی اور نے کہا ہے تو نے کہا کہ نہیں پھر میں نے سوال کیا کہ تم میں سے کسی نے اسکے ملک کو چھین لیا ہے جسکو حاصل کرنے کے لیے اس نے دعوی کیا ہے تو نے کہا نہیں میں نے اس کے متبعین کا حال دریافت کیا ضعفاء مساکین اس کی اتباع کرتے ہیں بے شک انبیاء ورسل کی اتباع ایسے ہی لوگ کرتے ہیں پھر میں نے تجھ سے سوال کیا کہ جو شخص اس کی اتباع کرتا ہے تو اس سے علیحدگی بھی کرتا ہے یا کہ وہ اس کو ہمیشہ دوست رکھتا ہے تو نے کہا کہ اس کے متبعین اسکو دوست رکھتے ہیں اس سے جدا کبھی نہیں ہوتے بلاشبہ حلاوت ایمان کی یہی صفت ہے جس دل میں ایمان داخل ہو جاتا ہے اس سے عہد وقرار کے بارے میں دریافت کیا تو تو نے کہا کبھی وہ بدعہدی نہیں کرتا اگر تو نے یہ باتیں سچ بتلائیں ہیں تو بلاشبہ وہ اس چیز پر غالب آجائے گا جو میرے قدموں کے نیچے ہے (یعنی تخت قیصری یا سلطنت روم) اور اگر ممکن ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھوتا اس کے بعد مجھ کو اس نے رخصت کر دیا کف افسوس ملتا ہوا دربار سے یہ کہتا ہوا باہر نکلا افسوس ابن ابی کبشہ کا یہ حال ہو گیا کہ بادشاہ بھی اس سے سلطنت کے باوجود ڈرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی تکبیر (تعظیم) کرتے ہیں کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کی غرض سے ابن ابی کبشہ کہتے تھے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس سے پہلے ہرقل نے رسول اللہ کے بارے میں ایک شخص جو رومہ میں رہتا تھا لکھا اس شخص نے رومیہ سے جواب لکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا ہم لوگ انتظار کرتے تھے ایک تو اس کی اتباع کرو اور اس کی نبوت کی تصدیق کرو اس پر ہرقل نے بطارقہ روم کو ایک مکان میں جمع کیا اور دروازہ بند کر کے کہنے لگا کہ میرے پاس اس شخص کا نامہ آیا ہے جو اپنے دین کی دعوت دیتا ہے اور بے شک یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں لہذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں تا کہ ہماری دنیا اور دین کی بھلائی ہو بطارقہ یہ سنتے ہی چلا اٹھے اور نکلنے کے غرض سے دروازہ کی طرف بھاگے۔ ہرقل نے ان کی برہمی سے اپنی جان کے خوف سے ان کو پھر واپس بلایا اور یہ کہا کہ میں تم کو آزما رہا تھا اب مجھ کو تمہاری مضبوطی دیکھ کر خوشی ہوئی ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ہرقل نے دحیہ کلبی سے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارا دوست (محمد ﷺ) نبی مرسل ہے لیکن مجھ کو اس کے اظہار سے اپنی جان کی خوف ہے اگر ایسا نہ ہوتا میں اس کی اتباع کرتا اس کے بعد ہرقل نے حضرت دحیہ کلبی کو روم کے اسقف اعظم نے حال سن کر کہا کہ تمہارا دوست نبی مرسل ہے اس کا ذکر ہم کتب آسمانی میں پاتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنا عصا اٹھایا اور کلیسا میں پہنچ گیا علماء نصاری سے مخاطب ہر کر کہنے لگا میرے پاس احمد ﷺ کا نامہ ہے وہ ہمیں دین خدا کی طرف بلا رہا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں علماء نصاری یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور اسکو شہید کر دیا۔ حضرت دحیہ نے یہ حال دیکھ کر ہرقل کو بتایا ہرقل نے کہا مجھ کو بھی اسی کا خوف ہے تب اس واقعہ کے بعد ابوسفیان بلائے گئے اور ان سے باتیں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

لے آئے جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ایمان لانے کی صورت میں تمہاری بادشاہت قائم رہے گی۔

غسان کے سردار کا جواب:......غسان کے سردار نے یہ خط پڑھ کر کہا کون ہے جو میری بادشاہی مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس پر حملہ کردوں گا آں حضرت ﷺ نے جواب سن کر فرمایا کہ اس کی بادشاہت برباد ہوگئی۔

نجاشی کے نام خط:......رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی ❶ یعنی شاہ حبشہ کی طرف جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں خط دے کر روانہ فرمایا جس کا مضمون یہ ہے

من محمد رسول الله ﷺ الى النجاشي الاصحمه عظيم الحبشة سلام عليك فاني احمد اليك الله القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها اليمريم الطيبة البتول الحصينة فحملت فخلقه من روحه ونفخه كماخلق ادم بيده ونفخه واني ادعوك الى الله وحده لاشريك له والمولاة على طاعة تتبعني وتؤمن بالذى جائني فاني رسول الله وقد بعثت اليك ابن عمي جعفر ومعه نفر من المسلمين فاذاجائك فاقرهم ودع التجرى واني ادعوك وجنودك الى الله فلقد بلغتك ونصحت على من اتبع الهدى .

ترجمہ:......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے رسول کی طرف سے اس نجاشی حبشہ کے بادشاہ کے نام سلام علیک میں حمد بیان کرتا ہوں سامنے اس مقدس خدا کی جو سراسر سلامتی اور مؤمن اور مہیمن ہے اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بن مریم روح اللہ ہیں اور اللہ کا کلمہ ہے جس کو اس نے پاکیزہ کنواری مریم کی طرف القاء کیا جو دنیا سے بے رغبت اور پاکباز خاتون تھیں جس سے انہیں عیسیٰ کا حمل پڑا اور جسے اللہ نے اپنی روح اور اپنی پھونک سے پیدا فرمایا جس طرح آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ اور اپنے نفخ (پھونک) سے پیدا فرمایا تھا میں نے تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور میں تجھے اس کی فرمانبرداری میں آپس کے بھائی چارے کی طرف دعوت دیتا ہوں میری اتباع کر اور جو کچھ مجھ پر اترا ہے اس پر ایمان لے آ کیونکہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں میں نے تمہارے پاس اپنے چچازاد بھائی جعفر اور چند دوسرے مسلمانوں کو بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کی میزبانی کرنا اور اللہ سے تکبر کرنا چھوڑ دے میں تجھے اور تیری فوج کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں میں نے پیغام خداوندی پہنچا دیا ہے اور تیری خیرخواہی کی ہے پس میری نصیحت قبول کرو اور سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

نجاشی کا جواب:......نجاشی نے آں حضرت ﷺ کی طرف لکھا:

الى محمد رسول الله من النجاشي الاصحم ابن ابجر ❷ سلام عليك يارسول الله ورحمة الله وبركاته احمد الله الذى لااله الا هو الذى هدانا للاسلام امابعد! فقد بلغني كتابك يارسول الله فما ذكرت من امر عيسى فورب السماء والارض مانزيد بالراى على ماذكرت انه كما قلت وقد عرفن قربنا عمك وصحابه فاشهد انك رسول الله صادقا مصدقا فقد بايعتك وبايعت ابن عمك واسلمت لله رب العالمين وقد بعثت اليك لااملك الانفسى ان شئت ان اتيك فعلت يارسول الله فاني اشهد ان الذى تقول حق والسلام عليك يارسول الله .

---

❶......حبشہ میں عیسائیت مصر سے آئی تھی ۳۳۰ء کے قریب اسکندریہ سے ایک پادری فرمنتیوں آیا جس کی تبلیغ سے اسقت کے نجاشی یعنی شاہ حبشہ نے جج کا نام خیزانہ تھا عیسائی مذہب قبول کرلیا اور فرمنتیوں حبشہ کا پہلا مطران پادری بنا اس کے بعد چند سریانی راہب بھی آئے اور عیسائیت پھیلانے میں بہت کوشش کی بہرحال ظہور اسلام کے وقت تک حبشہ میں عیسائی مذہب بہت پھیل چکا تھا۔ ❷......بیروت کے نسخہ میں ابن ابجر کے بجائے ابن الحریر ہے۔

ترجمہ: محمد ﷺ پیغمبر خدا کی طرف نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے سلامتی ہو آپ پر رسول اللہ اللہ کی طرف سے اور اس کی رحمت اور برکت ہو آپ پر میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہے جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا ہے امابعد مجھے آپ کا مکتوب ملا اے اللہ کے رسول ! مجھے آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم جو کچھ آپ عیسیٰ کے بارے میں کہا کہ ہم بھی اس سے زیادہ نہیں مانتے عیسیٰ علیہ السلام ویسے ہی تھے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے ❶ اور ہم پہنچانتے ہیں اس چیز کو جس کے ساتھ آپ ہماری طرف بھیجے گئے ہیں ہم نے آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے ساتھیوں کو اپنا قریبی بنایا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس بات کی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں اور آپ کے چچازاد بھائی کی میں اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں جو کائنات کا پروردگار ہے میں نے آپ کی طرف اپنے بیٹے ارخا اصحم کو بھیجا ہے کیونکہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے پاس آسکتا ہوں اے اللہ کے رسول! میں شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں سچ ہے والسلام علیک یارسول اللہ!

نجاشی کے وفد کی غرقابی:......ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ حبشیوں کے ساتھ خدمت نبوی میں بھیجا مگر راستہ میں ان کا جہاز مسافروں سمیت غرق ہو گیا۔❷

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نکاح:......آں حضرت ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کردو چنانچہ نجاشی نے اپنی ایک خادمہ کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسے اپنے پاس سے پازیب اور چوڑیاں انعام میں دے دیں اور خالد بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کیا نجاشی نے خالد بن سعید کو آں حضرت ﷺ کی طرف سے مہر کے چار سو دینار دیئے جب ام حبیبہ یہ رقم لے کر آئی تو ام حبیبہ نے پچاس دینار اسے دیئے مگر خادمہ نے نجاشی کے حکم سے واپس کر دیئے۔ یہ خادمہ نجاشی کے کپڑوں پر نگہبان تھی اور نجاشی کی بیویوں نے بھی ام حبیبہ کو عود اور عنبر دیا بعد میں نجاشی نے انہیں دوسرے مہاجرین کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار کرایا اور یہ لوگ خیبر کے مقام پر آں حضرت ﷺ سے آ ملے جب ابوسفیان کو ام حبیبہ کے نکاح کی خبر ملی تو اس نے کہا ذالک الفحل الذی لا یقدح اللہ یعنی وہ ایک ایسا اونٹ ہے جس کی ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا۔

کسریٰ کے نام خط:......اس سنہ میں رسول اللہ ﷺ کسریٰ کو ایک خط ملا عبداللہ بن حذیفہ سہمی کے ذریعے روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

من محمد رسول اللّٰہ الی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدی و امن باللّٰہ و رسلہ اما بعد فانی رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت فعلیک اثم المجوس.

ترجمہ:......اللہ کے رسول محمد کی طرف سے کسریٰ کے بادشاہ کی طرف سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے اور جو اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے امابعد! میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ ہر زندہ شخص کو ڈراؤں اگر تو اسلام لائے گا تو سلامت رہے گا اور اگر تو نے انکار کیا تو تمام مجوسیوں کا گناہ کا بوجھ تیری گردن پر ہوگا۔

کسریٰ نے رسول اللہ و کے مکتوب کو پھاڑ دیا اسی طرح حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ''اللہ اس کی مملکت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

ابن اسحاق کی رویت کے زائد الفاظ:

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق مکتوب گرامی میں ''و امن باللّٰہ و رسلہ'' کے بعد یہ الفاظ تھے:

---

❶......بیروت کے نسخہ میں ما نزید بالرائی کے بجائے ما نزید بالرائی تحریر ہے۔

❷......عہد رسالت میں حبشہ اور نجاشی کے ساتھ اہل اسلام کے جو دوستانہ تعلقات قائم ہوئے ان کا پاک خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ عربوں نے اس کے بعد جب اپنے وطن سے نکل کر روم اور ایران کی سلطنتوں کو تلوار کی نوک پر رکھ لیا تو حبشہ کا مالک ان کے حملوں سے بالکل محفوظ رہا اور وہاں اسلام کی اشاعت مسلمان مبلغ کرتے رہے۔ ثناء اللہ

واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له وادعوك بدعاية الله فاني انارسول الله الى الناس كافة لا نذر منكان حيداويحق القول على الكافرين فان ابيت فاثم الاريسسين عليك

ترجمہ:......میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو واحد اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں میں تجھ کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ میں تم لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تا کہ جو زندہ ہیں ان کو ڈراؤں اور کافروں کے خلاف وعدہ ثابت ہو جائے اور اگر تو انکار کرے گا تو تیری رعایا کے گناہوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کی گرفتاری کا حکم:......جب کسریٰ نے نبی کریم ﷺ کا خط پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا کہا کہ یہ میرا غلام ہو کر مجھے اس قسم کا خط لکھتا ہے۔ ❶ پھر یمن کے باذان کو لکھا کہ اس مجازی شخص کی طرف (عرب) اپنے ہاں سے دو مضبوط آدمی بھیجا دو تا کہ اسے گرفتار کر کے مرے پاس لے آئیں چنانچہ باذان نے اپنا ایک افسر بابویہ بھیج دیا۔ ❷ جو اس کے ہاں منشی تھا اور فارسی میں خط و کتابت پر مامور تھا اس نے اس کے ساتھ ایک اور ایرانی شخص کو بھیجا جس کا نام خرسرو تھا اور ان کے ذریعے آں حضرت ﷺ کو ایک خط لکھا کہ خود ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس چلے جاؤ اس کے علاوہ باذان نے اپنے افسر سے کہا کہ اس آدمی کے حالات معلوم کرو اور مجھے اطلاع دو۔ہ

آں حضرت ﷺ کی تلاش:......باذان کے حکم کے مطابق یہ دونوں آدمی پہلے طائف آئے اور آں حضرت ﷺ کے متعلق دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مدینہ میں ہیں۔ طائف میں قریش کے چند آدمی موجود ہیں جب انہوں نے یہ بات سنی تو خوش ہو کر کہنے لگے کہ کسریٰ نے محمد ﷺ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے اسے ان کے لیے کافی سمجھو پھر دو آدمی مدینہ میں پہنچے اور بابویہ نے آں حضرت ﷺ سے گفتگو کی اور کہا کہ شہنشاہ ایران نے آپ اپنے گورنر باذان کو لکھا کہ آپ کی طرف کسی شخص کو بھیجے جو آپ کو گرفتار کر کے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کرے چنانچہ اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے لہٰذا آپ میرے ساتھ چلیں باذان آپ کے بارے میں سفارشی خط لکھا دے گا جو آپ کے لیے مفید ہوگا لیکن اگر آپ نے انکار کیا تو آپ جانتے ہیں کہ شہنشاہ بڑا طاقتور ہے آپ کے ملک کو تباہ و برباد کر دے گا اور آپ کی قوم ہلاک ہو جائے گی۔

داڑھی کا وجوب:......ان ایرانیوں نے اپنی داڑھیاں منڈوائی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھا کر رکھیں تھیں رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس بات سے منع کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے آقا کا یہی حکم ہے کہ آقا سے ان کی مراد کسریٰ تھا رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ لیکن میرے آقا (رب) نے مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھیں کٹواؤں اس کے بعد انہیں دوسرے دن جواب دینے کے لیے فرمایا اور انہیں مہمان بنالیا اس دوران کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا۔

خسرو پرویز کا قتل:......آں حضرت ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کے بیٹے شیرویہ نے اسے دس جمادی الاول کی رات مار ڈالا ہے چنانچہ آں حضرت ﷺ نے دونوں ایرانیوں کو بلایا اس واقعہ کے بارے میں اطلاع دی وہ بولے کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یعنی آں حضرت کو اس بات کے نتیجے سے ڈرایا پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ اور میری طرف سے باذان کو یہ خبر پہنچا دو اور اس سے کہہ دو میرا دین اور میری پر تم اس وقت فائز ہو آں حضرت ﷺ نے ان فرمایا کہ جاؤ گی اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تمہیں یمن کی حکومت پر برقرار رکھوں گا جس پر تم اس وقت فائز ہو آں حضرت ﷺ نے خرخسرہ ایک کمر بند عطا فرمایا جس میں سونے چاندی کا کام تھا اور کسی بادشاہ نے اسے عنایت فرمایا تھا کیونکہ اس کی زبان میں کمر بند کو مخرہ کہتے تھے۔

---

❶ ......ساسانیوں کے زمانے میں عراق عرب اور بحرین کے علاقے ایرانیوں کے ماتحت تھے اس کے بعد یمن کا پورا علاقہ بھی ان کے تسلط میں آ گیا تھا اس لیے شاہان ایران تمام اہل عرب کو اپنی رعایا سمجھتے تھے امام طبری نے بھی اپنی تاریخ میں واقعات کی وجہ سے ایران کو ایک مرکزی حیثیت دی اور جناب سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر ساسانیوں کی تاریخ کے سلسلے میں کیا ہے دیکھیں۔ طبری

❷ ......بیروت کے عربی نسخہ میں یہ الفاظ اس طرح ہیں واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ وادعوک بدعاء اللہ باقی الفاظ وہی ہیں جو یہاں متن میں مذکور ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی اطلاع کی تصدیق شیرویہ کے خط سے: ...... جب یہ لوگ باذان کے پاس واپس آئے تو اسے تمام حالات کی اطلاع دی اس نے سن کر کہا کہ اس کی باتیں کسی بادشاہ کی باتیں نہیں لگتیں مجھے تو یہ محمد نبی معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کسریٰ کے قتل کے متعلق انہوں نے جو بات کہی ہے ہم اس کی تصدیق ہونے کا انتظار کریں گے اتنے میں شیرویہ کا فرمان پہنچا جس کا مضمون یہ تھا:

اما بعد! میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور میں نے اسے محض اہل ایران کے فائدے کی وجہ سے قتل کیا ہے کیونکہ اس نے بہت سے ایرانی سرداروں کو مرواڈالا تھا اور مملکت کی سرحد کی حفاظت نہ کی تھی لہٰذا جب میرا فرمان تمہارے پاس پہنچے تو عوام سے میرے لیے وفاداری کا حلف لے لو عرب کے جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا ان سے چھیڑ چھاڑ مت کرو ان کے متعلق میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔

باذان کا قبول اسلام: ...... جب باذان کو کسریٰ کا خط ملا جس سے آں حضرت ﷺ کی ارشاد کی تصدیق ہوگئی تو وہ مسلمان ہوگیا اور اسکے ہمراہ دوسرے بہت سے ایرانی بھی مسلمان ہوگئے جو اس کے ساتھ یمن میں موجود تھے بابویہ نے باذان سے کہا کہ میں نے آج تک ایسے شخص کی بات نہیں کی جو میری نظروں میں آں حضرت ﷺ سے زیادہ پر ہیبت ❶ بارعب اور معزز ہو باذان نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کے ساتھ پولیس موجود تھی اس نے جواب دیا نہیں۔

قبط کے رئیس کو خط: ...... واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبط ❷ کے رئیس کو بھی لکھا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی مگر اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

خیبر کی طرف پیش قدمی

۶ ہجری کے آخری دنوں میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر ❸ پر چڑھائی کی آپ ﷺ کے ہمراہ چودہ سو پیدل اور دو سو سوار فوجی تھے آپ نے مدینہ میں نمیلہ ❹ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور فوج کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو عطا فرمایا آپ نے صہبا کے راستے سے چلے یہاں تک کہ وادی رجیع ❺ میں پہنچے قبیلہ غطفان کے لوگوں نے آپ ﷺ کا راستہ روکا کیونکہ وہ خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنا چاہتے تھے مگر جب وہ مقابلہ کے لیے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے انکے دل میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنے علاقہ کی طرف واپس بھاگ گئے۔

قلعوں کی فتح اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح: ...... رسول اکرم ﷺ نے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے حصن ناعم کو فتح کیا فرمایا اس موقع پر قلعہ کے اوپر سے محمود بن مسلمہ پر چکی کا ایک پاٹ اوپر سے گرایا اس سے وہ شہید ہوگئے اس کے بعد ابن ابی الحقیق کا قلعہ فتح ہوا جس کا نام قموص تھا اس سے چند لوگ قیدی بنائے گئے جن میں حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ بھی تھی وہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی بیوی تھی رسول اللہ ﷺ نے اسے دحیہ کلبی کو بخش دیا تھا مگر سات قیدیوں کے معاوضہ میں واپس لے لیا تھا پھر وہ عدت پوری کر ہونے تک حضرت ام سلمہ کے پاس ٹھہریں اور مسلمان ہوگئیں اور آں حضرت ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

آں حضرت ﷺ کا معجزہ اور حضرت علی کا اعزاز: ...... پھر مصعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جہاں باقی سب قلعوں سے زیادہ غلہ اور روغن موجود تھا پھر سب سے آخر میں اوطیح اور سلالم کے قلع فتح ہوئے جن کا محاصرہ دس دن سے زیادہ عرصہ جاری رہا قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح کے وقت آں حضرت ﷺ نے حضرت علی کو جھنڈا عنایت فرمایا اور وہ قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے فتح ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس موقع پر آنکھوں سے پانی

---

❶ ...... اہل حبشہ کو یمن سے نکالنے کے بعد جو ایرانی یمن میں آباد ہوگئے تھے عرب ان کو بنوالاحرار کہتے تھے یا صرف الابناء عرب مؤرخین نے انہیں الابنائے بیٹے ہی کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے علاقہ کے بھی ابناء کہلاتے تھے سیرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب یمن کے ارتداد کا ذکر آئے گا تو وہاں قارئین ابنا کا ذکر بھی پڑھیں گے ثناء اللہ ❷ ...... قبط لفظ Ezypt کی عربی صورت ہے قبط سے مراد مصر کے اصلی باشندے ہیں جو ظہور اسلام کے وقت عیسائی ہو چکے تھے فرعون موسیٰ بھی قبط قوم سے تھا اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں سے تھے آج کل قبطی مصر کی آبادی کا پانچ فیصدی ہیں لیکن زمانہ کے حالات کی تبدیلی نے مصر کا نام ان کے نام پر رکھ دیا ہے۔ ثناء اللہ محمود ❸ ...... خیبر مدینہ سے عین شمال کی طرف ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے اور معجم البلدان میں ہے کہ یہ علاقہ بہت سے کھیتوں باغات اور قلعوں پر مشتمل ہے یہودیوں کی زبان میں اس کے معنی قلعہ ہیں اور یہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ معجم البلدان ❹ ...... سیرت بن ہشام جلد ۲ ص ۳۲۸ میں نمیلہ اور طبری ج ۳ ص ۹ پر نمیلہ کے بجائے عرفطہ الغفاری ہے۔ ❺ ...... رجیع مکہ کے قریب ایک وادی ہے۔

بہنے کے مرض میں مبتلا تھے آں حضرت ﷺ نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا جس سے آپ کی تکلیف دور ہوگئی تھی۔

یہودیوں سے جزیہ پر صلح:..... خیبر کا کچھ حصہ تلوار کے زور سے فتح ہوا مگر اس کے اکثر حصے صلح کے ذریعے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا معاملہ مقاسمہ ❶ بٹائی پر کیا یعنی یہودیوں کو اس شرط پر وہاں برقرار رکھا کہ وہ خیبر کے باغات اور کھیتوں میں اپنے خرچ اور خود اپنے ہاتھ کی محنت سے کام کریں گے اور جب غلہ یا کھجور پیدا کریں گے اس کے آدھے حصے کے حقدار ہوں گے اور آدھا حصہ بطور جزیہ آں حضرت ﷺ کے پاس بھیجا جائے یہ صورت جب تک رسول اللہ ﷺ چاہیں گے قائم رہے گی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آکر تک اہل خیبر تک اہل خیبر اسی معاملہ پر رہے۔ **یہود کی فاروقی میں جلاوطنی:**..... پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں فرمایا: لا یبقی دینان بارض العرب یعنی عرب کی سرزمین میں دو دین ایک ساتھ نہیں رہ سکتے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے ان کی جلاوطنی کے بعد مسلمانوں نے ان کے کھیتوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضرت جابر بن صخر اور زید بن ثابت نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ جنگ خیبر میں بیس سے زیادہ مہاجرین اور انصار صحابہ شہید ہوئے ان میں عامر بن اکوع بھی شامل تھے۔

پالتو گدھوں کی حرمت:.....اس غزوہ کے دوران پالتوں گدھوں کا گوشت حرام قرار پایا چنانچہ وہ ہانڈیاں جن میں ان کا گوشت پک رہا تھا الٹ دی گئیں۔ ❷

زہریلی بکری کھلانے کا واقعہ:.....اس غزوہ میں ایک یہودی عورت زینب بنت الحارث نے جو سلام بن مشکم کی بیوی تھی ایک بھنی ہوئی بکری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور اس کی دستی میں زہر ملا دیا کیونکہ دستی کا گوشت رسول اللہ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ آپ نے ایک لقمہ اٹھایا اور چبایا مگر پھر تھوک دیا اور فرمایا مجھے یہ ہانڈی بتا رہی ہے کہ وہ زہر آلودہ ہے بشر بن البراء رضی اللہ عنہ نے بھی وہ زہریلا گوشت آں حضرت ﷺ کے ساتھ کھایا انہوں نے ایک لقمہ بھی لیا جس کے اثر سے وہ وصال کر گئے پھر آں حضرت ﷺ نے یہودی عورت کو بلایا اور سا نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ ❸ مگر اسے آپ نے قتل نہیں کیا کیونکہ وہ مسلمان ہوگئی تھی ایک اور روایت یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اسے بشر کے رشتہ داروں کے حوالہ کر دیا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

مہاجرین کی واپسی:.....حبشہ کے مہاجرین نے ہجرت سے پہلے سنا تھا کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے خبر غلط تھی مگر ان کے بہت سے لوگ مکہ واپس آ گئے اور پھر بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حبشہ سے دوسرے کچھ لوگ فتح خیبر سے دو سال پہلے اور باقی فتح خیبر کے بعد واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا تھا تا کہ ان کو بارگاہ نبوت میں روانہ کر دے۔

حبشہ واپس آنے والوں کے نام:..... چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب فتح خیبر کے بعد حبشہ واپس آئے۔ جعفر بن ابی طالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور ان کے بیٹے ❹ عبداللہ محمد عون خالد بن سعید بن العاص ان کی زوجہ امینہ بنت خلف اور ان کے بیٹے سعید، خالد عمرو بن سعید بن العاص معیقیب بن ابی فاطمہ جو ابو سعید بن العاص کا حلیف تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المال کا گورنر مقرر ہوا ابو موسیٰ اشعری، اسود بن نوفل، خویلد حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے جہم بن قیس اور ان کے بیٹے عمرو اور خزیمہ، حارث بن خالد اور عثمان بن ربیعہ، جو جمع کے خاندان سے تھے مہیمہ بن جزء ❺ زبیدی جو بنو سہم کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مال خمس کے نگران تھے جو حبشہ میں باقی رہ گئے تھے۔

آں حضرت ﷺ کی خوشی کی انتہاء:.....جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فتح خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آں حضرت ﷺ نے آپ

---

❶ ..... یہ فقہ کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے اور کاٹ لیجاتی ہے تو اسے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ثناء اللہ ❷ ..... کہا جاتا ہے کہ یہیں متعہ بھی مکمل طور پر حرام قرار دیا گیا تھا۔ ثناء اللہ ❸ ..... دلائل بیہقی کے محقق نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر منیر اجلانی نے ایک عربی رسالہ میں ایک پرانے ارمینی قلمی نسخہ سے ثابت کیا ہے کہ یہودی سرداروں کا طے شدہ منصوبہ تھا تفصیل کے لیے دیکھیں دلائل بیہقی ج ۴ ص ۲۵۷ حاشیہ ۱۔ ❹ ..... سیرۃ ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ میں صرف عبداللہ بن جعفر کا ذکر ہے ❺ ..... ایک نسخہ میں جزء کے بجائے جون تحریر ہے جو کہ غلط ہے ابن ہشام جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۵۹۔

کی پیشانی کو بوسہ دیا اور گلے لگالیا اور کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں زیادہ خوشی کس بات کی کروں فتح خیبر کی یا جعفر کی آمد کی؟

فدک کی زمین کا ملک نبوی میں آنا:......جب فدک والوں کو اہل خیبر کا علم ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا اور امان طلب کی اور اس بات کی درخواست کی کہ ان کی زمینیں ان کے پاس چھوڑ دی جائیں تو آپ ﷺ نے درخواست منظور کر لی فدک کی زمینیں رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں آ گئیں جن کی فتح میں مسلمانوں کا لشکر نہیں ہوا لہٰذا آپ ﷺ نے فدک کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا بلکہ اس کی آمدنی کو جیسا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ فرمایا کرتے تھے۔

وادی القریٰ کی فتح:......پھر رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے وادی القریٰ ❶ کا رخ کیا اور اسے تلوار کے زور سے فتح کر کے بٹائی پر معاملہ طے کیا اس جنگ میں آپ ﷺ کے غلام مدعم شہید ہو گئے تھے لوگوں نے کہا کہ جنت میں جائے گا مگر آ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں! وہ کپڑا جو اس نے خیبر کے مال غنیمت سے تقسیم سے پہلے لیا تھا اس پر آگ بن کر حملہ آور ہو رہا ہے آں حضرت ﷺ ماہ صفر ۷ ہجری میں مدینہ کی طرف واپس تشریف لائے۔

عمرہ کی ادائیگی کے لیے روانگی

ذوالقعدہ ۷ھ

فتح خیبر کے بعد رسول اللہ ﷺ ماہ شوال ۷ھ کے آخر تک مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر ذوالقعدہ کے مہینے میں روانہ ہوئے تاکہ اس عمرہ کو ادا کریں جس کے متعلق حدیبیہ کے دن قریش مکہ کے ساتھ معاملہ طے ہوا تھا قریش کے سردار مکہ سے نکل گئے کیونکہ انہیں اللہ اور اس کے رسول ساتھ دشمنی تھی اور آں حضرت کی ملاقات برداشت نہ تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور عمرہ:......بہرحال رسول اللہ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور احرام اتارنے کے بعد میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا جو ہلال بن عامر کے خاندان میں سے تھیں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن الولید کی خالہ تھیں آپ ﷺ نے چاہا کہ مکہ ہی میں شادی ہو مگر قریش کیساتھ یہ طے ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ مکہ میں صرف تین دن ٹھہریں گے جب تین دن گزر چکے تو قریش نے اصرار کیا کہ تین دن گزر جانے کے بعد آپ مکہ سے تشریف لے جائیں۔ چنانچہ قریش کی جلد بازی کی وجہ سے آپ ﷺ نے حضرت میمونہ کے ساتھ سرف ❷ کے مقام پر نکاح فرمایا۔

جنگ موتہ (شام) ❸ ۸ھ

عمرہ سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی الاولیٰ ۸ھ ❹ تک مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر آپ ﷺ نے امت کے سرداروں کو شام کی مہم پر بھیجا۔

شام کی مہم نجاشی اور قریش کا وفد:......اس مہم سے پہلے قریش کے سرداروں میں سے عمرو بن العاص خالد بن الولید اور عثمان بن طلحہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص اہل مکہ کی طرف سے نجاشی کے پاس گئے تھے اور اس سے مہاجرین واپس مانگتے تھے جو اس کی پناہ میں حبشہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ان کی ملاقات عمرو بن امیہ ضمری سے ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے قاصد بن کر گئے تھے۔

---

❶......وادیٔ القریٰ ایک بہت لمبی وادی ہے جو مدینہ سے شروع ہو کر شمال کی طرف جاتی ہے اور خیبر کے پاس سے گذرتی ہوئی العلاء تک جا پہنچتی ہے۔ ظہور اسلام کے وقت اس وادی میں بہت سی بستیاں تھیں اس وجہ سے اس کا نام وادی القریٰ ہوا اس زمانہ میں ان بستیوں میں بیشتر یہود آباد تھے جن کو رسول خدا ﷺ نے واپس آتے ہوئے مغلوب کر لیا۔

❷......سرف مکہ سے چھ سات میل دور مدینہ کی سڑک پر سب سے پہلی منزل تھی یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۵۱ ہجری میں سے میمونہ کی وفات بھی سرف ہی کے مقام میں ہوئی اور آپ وہیں دفن ہوئیں ان کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ❸......بلقاء کا ایک گاؤں ہے۔ معجم البلدان ❹......بیروت کے نسخہ میں آٹھ کے بجائے دو سال تحریر ہے۔

نجاشی سے عمرو بن العاص کی گفتگو اور خالد کا اسلام:......نجاشی عمرو بن العاص کی گفتگو سے بہت غضب ناک ہوا آخر کار توفیق الٰہی سے عمرو بن العاص نے حق کی روشنی پالی مگر انہوں نے اپنے اسلام کو چھپایا اور جب قریش کے پاس واپس کا آئے تو خالد بن الولید سے ملے اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا پھر دونوں نے آپس میں مشورہ کر کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید کو شام کی مہم پر بھیج دیا۔

لشکر کی شام روانگی:......رسول اللہ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کو فوج کا امیر مقرر فرمایا جس کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی اور حکم فرمایا کہ زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب ان کی جگہ لیں اور اگر ان کی بھی شہادت ہو جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہ فوج کے امیر بنیں اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر مسلمان اپنی مرضی سے جسے چاہیں اپنا امیر چن لیں رسول اللہ ﷺ فوج کے ساتھ ساتھ چلے اور ان کو رخصت کیا چلتے چلتے اسلامی لشکر شام کی سرزمین میں معان کے مقام پر جا پہنچا وہاں انہیں خبر ملی کہ قیصر روم ہرقل نے بلقاء کے علاقہ میں مآب نامی جگہ پر ایک لاکھ فوج کیساتھ پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ عیسائی عرب ہیں جو قبیلہ لخم جزان اور قضاعہ بہرہ بلی اور بلقیس کے دیہاتی قبائل میں سے ہیں اور ان کا سپہ سالار مالک بن زافلہ ہے ❶ مسلمان معان میں دو دن ٹھہرے اور آپس میں اس بارے میں مشورہ کرتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر ان کے حکم اور مدد کا انتظار کریں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی بہادری:......مگر عبداللہ بن رواحہ نے ان سے فرمایا کہ ہم تو شہادت کی تلاش میں گھر سے نکلے تھے اور ہم لوگ دشمن کے ساتھ اپنی تعداد اور قوت کے بھروسہ پر نہیں لڑا کرتے بلکہ اس حرارت اور دینی جذبے کی بنیاد پر جہاد کرتے ہیں جس کی خداوند تعالیٰ نے ہم کو سعادت بخشی ہے لہٰذا اٹھو اور آگے بڑھو فتح ہو یا شہادت ہو دونوں ہی اچھی چیزیں ہیں چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی بات کو تسلیم کر لیا چنانچہ مسلمان ہرقل کی فوج کی طرف بڑھے جو موتہ کے مقام پر مقیم تھی اور اپنے میمنہ ❷ اور میسرہ کو ترتیب دے کر دشمن سے لڑے۔

زید بن حارثہ جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت:......زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے پر نیزے کے کئی زخم کھائے مگر جھنڈا ہاتھ سے نہ گرنے دیا آخر کار وہ سب شہید ہو گئے تو جعفر بن ابی طالب نے جھنڈے کو ہاتھ میں لیا ان کا گھوڑا زخمی ہو گیا مگر وہ پھر بھی لڑتے رہے یہاں تک کہ انکا سیدھا ہاتھ کٹ گیا، اس پر انہوں نے جھنڈا اپنے بائیں ہاتھ میں لیا مگر وہ بھی کٹ گیا اس وقت انکی عمر تینتیس سال تھی پھر عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور کچھ دیر تک سوچنے کے بعد دشمن پر حملہ آور ہوئے اور خوب لڑے مگر آخر کار وہ بھی شہید ہو گئے پھر ثابت بن اقرم نے ❸ جو بنو عجلان سے تھے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اسے خالد بن ولید کے حوالے کر دیا خالد بن الولید باقی لشکر کو حفاظت سے واپس لے آئے۔

شہداء کی تعداد اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اعزاز:......اس معرکہ کی خبر پہنچنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کو تمام امیروں کے شہادت کی خبر مل چکی

---

❶......ایک نسخہ میں زافلہ کے بجائے زابلہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ ❷......میمنہ کو لشکر کا دایاں حصہ اور میسرہ کو لشکر بایاں حصہ اور لشکر کے درمیانی حصے کو قلب کہتے ہیں۔

❸......**جنگ موتہ کے شہداء:**......از مترجم۔ ابن ہشام نے حضرت زید بن حارثہ، جعفر طیار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کے علاوہ موتہ میں نو آدمیوں کے نام لکھے بنو عدی بن کعب میں سے مسعود بن الاسود، بنو مالک بن حسل میں سے وہب بن سعد، بنو حرث بن الخزرج سے عبادہ بن قیس، بنو غنم بن مالک بن نجار میں سے حرث بن نعمان ابن اساف بنو مازن بن نجار سے ابوکلب و جابر جو کہ عمرو بن زید کے بیٹے تھے اور سراقہ بن عمرو و عطیہ اور بنو مالک بن قصی سے عمرو عامر جو کہ سعد الحرث بن عبادہ کے بیٹے۔

آں حضرت ﷺ کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو شہداء موتہ کی اطلاع:......ابن اسحاق نے روایت کی ہے جس دن مجاہدین اسلام پر مقام موتہ میں یہ حادثہ پیش آیا اس وقت آپ کو بالہام الٰہی سارے واقعات کی اطلاع ہو گئی۔ آپ علیہ السلام نے مسلمانوں کو جمع فرمایا او منبر پر تشریف لے گئے فرمایا تمہارے لشکر کی یہ خبر ہے کہ مسلمانوں نے کفار کا مقابلہ کیا پس زید شہید ہو گئے (اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا) اس کے بعد جعفر نے اسلام کا جھنڈا اٹھایا دشمنان اسلام نے انکو چاروں طرف سے گھیر لیا یہ بھی شہید ہو گئے (اللہ نے ان کو بھی بخش دیا) پھر عبداللہ بن رواحہ نے لواء اسلام اٹھایا یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر تک خاموش رہے اس پر انصار کے چہروں کا رنگ بدل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھی مخالفوں سے لڑے اور شہید ہو گئے یہ سب کے سب جنت میں داخل کر دیئے گئے، یہ سب تخت زریں پر بیٹھے ہیں لیکن عبداللہ کا تخت ان دونوں کے تخت سے ذرا کم درجہ کا ہے وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کا جھنڈا لینے کے وقت کچھ پس و پیش سے کام لیا تھا پھر فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو سیف من سیوف اللہ خالد بن ولید نے اٹھا لیا لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت سنبھل گئی پس اس دن سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

تھی ان امیروں کے ساتھ مسلمانوں کے بہت سے مجاہدین نے بھی شہادت پائی جن کی تعداد دس سے زیادہ تھی جب یہ لشکر واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ اسے مدینہ کے باہر آ کر ملے آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے بیٹے عبداللہ کو جو اس وقت محض بچے تھے اپنی سواری پر بٹھا رکھا تھا رسول اللہ ﷺ کو جعفر کی شہادت پر خاص طور پر افسوس ہوا آپ کے کٹے ہوئے بازوؤں کے بدلے انہیں دو پر عطا فرمائے ہیں جن کی مدد سے وہ جنت میں اڑ رہے ہیں اس وقت سے حضرت جعفر کا لقب ذوالجناحین دو پروں والا (اور طیار) قرار پایا ہے۔

بنوبکر اور بنوخزاعہ کی دشمنی:...... جب رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا جا چکا تھا تو قبیلہ بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کا حلیف بن گیا اور بنوبکر قریش کے حلیف بن گئے ان قبائل کے درمیان زمانہ جاہلیت ہی سے لڑائیاں چلی آ رہی تھیں۔ بنوخزاعہ نے بنوبکر کے ایک حلیف مالک بن عباد حضرمی کو قتل کر دیا تھا اور اس کے بدلے میں بنوبکر نے بنوخزاعہ پر حملہ کر کے ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا پھر خزاعہ نے سلمی کلثوم اور ذویب پر حملہ کیا جو اسود بن زربان کے بیٹے تھے اور ان کو مار ڈالا سب لوگ بنوکنانہ کے سردار تھے جب اسلام کا دور آیا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور پرانی دشمنی کو بھول گئے۔

بنوخزاعہ اور بنوبکر اور قریش:...... مگر جب حدیبیہ کی صلح ہوئی لوگوں کو امن نصیب ہوا تو وائل بن بکر نے بنوخزاعہ سے انتقام لینے کے لیے اس کو فرصت جانا اور نوفل بن معاویہ دؤلی بنوبکر کا ایک گروپ لے کر نکلا اور مکہ میں بدیل بن ورقاء خزاعی کے گھر پر حملہ آور ہوا چوں کہ بنوبکر نے وعدہ توڑا تھا اس لیے بدیل بن ورقاء اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے نمائندے بن کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بنو وائل کے خلاف انصاف چاہا رسوال اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ابوسفیان سب سے صلح کرنے کے لیے آئے ہیں مگر نا کام ہو کر واپس جائے گا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی فتح مکہ کا سبب:...... یہ واقعہ مکہ کی فتح کا سبب بنا اور قریش کو اپنے کیے پر بہت شرمندگی ہوئی ابوسفیان مدینہ کی طرف آیا تا کہ حدیبیہ کے معاہدے کی تجدید کر لے اور صلح کی مدت میں اضافہ کرائے اسے راستے میں عسفان کے مقام پر بدیل بن ورقاء ملا مگر بدیل بن ورقاء نے راز داری سے کام لیا اور اس معاملہ کو چھپائے رکھا جب ابوسفیان مدینہ آئے اور اپنی بیٹی ام حبیبہ کے ہاں گیا تو ام حبیبہ نے ان کے نیچے سے رسول اللہ ﷺ کا بستر کھینچ لیا اور کہا کہ اس پر ایک مشرک شخص نہیں بیٹھ سکتا اس پر ابوسفیان بولے معلوم ہوتا ہے کہ میرے گھر سے رخصت ہونے کے بعد تجھے کوئی آسیب ❶ ہو گیا ہے پھر ابوسفیان مسجد نبوی میں آئے اور رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوئے آں حضرت ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا پھر ابوسفیان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کریں مگر انہوں نے انکار کر دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے انہوں نے کہا کہ اگر مجھے چیونٹیوں کے علاوہ کوئی ساتھی نہ ملے تو اس صورت میں بھی میں تمہارے خلاف ضرور جہاد کروں گا۔

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا جواب:...... پھر ابوسفیان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اس وقت ان کے پاس حضرت فاطمہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے ابوسفیان نے اپنا مقصد بیان کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آں حضرت ﷺ ایک بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ اب ہم اس میں دخل نہیں دے سکتے پھر ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بنت محمد! کیا آپ اپنے والد سے نہیں کہہ سکتیں کہ فریقین کے درمیان مصالحت کرا دیجیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف کوئی شخص مصالحت نہیں کروا سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:...... پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم قبیلہ کنانہ کے سردار ہو اٹھو اور خود صلح کا اعلان کر و اور پھر اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ بات میری طرف سے کافی ہو گی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اسے کافی نہیں سمجھتا مگر اس کے علاوہ مجھے تمہارے لیے کوئی تدبیر بھی تو سمجھ نہیں آ رہی چنانچہ ابوسفیان نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر باآواز بلند ہو کر کہا اے لوگو! سنو میں فریقین کے درمیان صلح کا اعلان کرتا ہوں وہ مکہ واپس چلے گئے اور قریش کو ان حالات کے بارے میں اطلاع دی قریش نے کہا کہ تم مخے

---

❶...... آسیب جن بھوت کا اثر ہو جانا۔

تو کوئی کارنامہ سرانجام نہیں دیا ابوطالب کے بیٹے نے تمہیں بے وقوف بنایا ہے۔ ❶

فتح مکہ کی تیاری:......پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اطلاع دی کہ آپ ﷺ مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں اور انہیں تیاری کا حکم دیا آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ قریش کو مسلمانوں کی تیاری کی خبر نہ ہو مگر پھر بھی حاطب بن ابی بلتعہ نے انہیں اس جن کی تیاری کے بارے میں لکھا کہ قریش کو مسلمانوں کی تیاری کی خبر نہ ہو مگر پھر بھی حاطب بن ابی بلتعہ نے انہیں اس جنگی تیاری کے بارے میں لکھا اور ایک عورت ❷ کے ہاتھ روانہ کیا جو مکہ جا رہی تھی رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے اس بات کی خبر مل گئی چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی، زبیر اور مقداد کو اس عورت کے پیچھے بھیجا اور اسے روضہ خاخ کے مقام پر پکڑا اور اس کے مال و اسباب کی تلاشی لی مگر انہیں نہ ملا پھر انہوں نے آپس میں کہا رسول اللہ ﷺ سچے ہیں اس عورت کے پاس سے خط ضرور نکلے گا۔

حضرت حاطب کی صفائی:......چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ خط نکالو ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے آخر کار اس عورت نے اپنے سر کے بالوں کی چٹیا سے خط نکال دیا جب وہ خط رسول اللہ ﷺ کو پڑھ کر سنایا گیا تو آپ نے فرمایا اے حاطب یہ کیا معاملہ ہے؟ حاطب نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ کی قسم مجھے اسلام کی سچائی میں شک نہیں ہے مگر میں قریش کے ساتھ بندھا ہوا ہوں میں نے چاہا کہ ان پر کوئی ایسا احسان کروں کہ جس کے بدلے میں وہ میرے اہل وعیال کے ساتھ نیک سلوک کریں جن کو میں ان کے ہاں بے سہارا چھوڑ آیا ہوں یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! تجھے کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا ہو اعملوا ما شئتم فانی قد غفرت لکم۔ ❸ یعنی جو چاہو سو کرو کیونکہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

فتح مکہ کے لیے روانگی:......رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں رہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور دس رمضان آٹھ ہجری کو دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے لشکر کے ساتھ نکلے اس لشکر میں قبیلہ بنو سلیم کے ایک ہزار آدمی تھے اور دوسری روایت کے مطابق سات سو قبیلہ مزینہ کے ایک ہزار قبیلہ غفار کے چار سو اور قبیلہ اسلم کے چار سو آدمی تھے اس کے علاوہ قریش اسد اور تمیم اور دوسرے قبیلوں کے لوگ تھے اور مہاجرین اور انصار کی جماعتیں ان کے علاوہ تھیں راستہ میں ذوالحلیفہ یا دوسری روایت کے مطابق جحفہ کے مقام پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ آں حضرت ﷺ سے آ ملے جو مکہ سے ہجرت کر کے آ رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا مال و اسباب مدینہ بھجوا دیا اور خود رسول اللہ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہو گئے۔

حضرت ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابی امیہ کا قبول اسلام:......اس کے بعد نیق العقاب کے مقام پر ابوسفیان بن حارث ❹ اور عبداللہ بن ابی امیہ ہجرت کرتے ہوئے آپ سے ملے انہوں نے حاضری کی اجازت مانگی مگر آں حضرت ﷺ نے اجازت نہ دی اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے پھر آپ ﷺ روانہ ہوئے اور مرالظہر ان کے مقام پر اترے اس دوران اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کے حالات کو قریش سے پوشیدہ رکھا اگرچہ وہ اپنے دل میں ایک قسم کا خوف محسوس کرتے تھے۔

ابوسفیان کی آمد:......حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس بات کا خطرہ لاحق ہوا کہ اگر لشکر اسلام نے قریش پر اچانک حملہ کر دیا تو اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ سے امن کی درخواست کر سکتیں تو اس صورت میں قریش کو نقصان پہنچے گا لہٰذا وہ رسول اللہ کے خچروں پر سوار ہو کر نکلے ادھر ابوسفیان بدیل بن رقاء اور حکیم بن حزم بھی حالات معلوم کرنے کے لیے مکہ سے نکلے ہوئے تھے چنانچہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ اراک کے مقام پر اس ارادے سے پہنچے کہ کسی مسافر کے ذریعہ اہل مکہ کو خطرہ سے آگاہ کریں کہ اچانک انہوں نے ابوسفیان اور بدیل کی آواز سنی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور بدیل کی گفتگو:......اسلامی لشکر کی آگ دیکھ کر بدیل بولا یہ خزاعہ کے کیمپ کی آگ ہے مگر اس کے جواب

---

❶......تفصیل کے لیے دیکھیں سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۳۹۷ اور الکامل لابن اسیر ج ۱ ص ۶۱۱۔ ❷......محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ یہ عورت مزینہ تھیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سارہ تھی جو بنو المطلب سے کسی کی باندی تھی ابن ہشام ج ۲ ص ۳۹۸ اور طبری ج ۳ ص ۴۸۔ ❸......اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں سورۃ ممتحنہ کی پہلی آیت نازل فرمائی یا یها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدو کم اولیاء۔ ❹......بیروت کے نسخہ میں ابوسفیان بن الحرث ہے نہ کہ حارث۔

میں ابوسفیان یہ کہہ رہا تھا کہ خزاعہ تو ایک کمزور سا قبیلہ ہے یہ آگ اس قبیلہ کی کیسے ہوسکتی ہے یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے خدا کی قسم اگر وہ مجھ پر فتح یاب ہوئے تو تجھے قتل کر ڈالیں گے اے قبیلہ قریش خبردار ہو جاؤ پھر ابوسفیان سے کہا کہ میرے پیچھے سوار ہو جاؤ اور اسے لے کر لشکر گاہ میں جاؤ اور وہ اسے لے کر لشکر گاہ کی طرف چلے راستے میں ان کا گزر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا انہیں دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ کہتے ہوئے دوڑے کہ الحمدللہ کہ اللہ نے تجھے بغیر کسی معاہدہ کے ہمارے ہاتھ میں دے دیا۔

حضرت عمر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی تکرار:......حضرت عباس جو خچر پر سوار تھے ان سے آگے نکل گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے بارگاہ نبوی میں پہنچے اور کہا کہ یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا ابوسفیان ہے اسے اللہ نے بغیر کسی معاہدہ اور وعدہ کے ہمارے قبضہ واختیار میں دیا ہے مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن اڑادوں اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہو کر للکارے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ابوسفیان تمہارے خاندان عدی سے ہوتا تو تم یہ بات نہ کہتے مگر وہ عبد مناف میں سے ہے اسی لیے تمہیں اس کے قتل پر اصرار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم تمہارا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے باپ خطاب کے ایمان قبول کرنے سے بھی زیادہ عزیز تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عزیز اور محبوب تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے ٹھکانے پر لے جائیں اور اسے اگلی صبح میرے پاس حاضر کریں۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:......جب اگلے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو بارگاہ نبوی میں لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے فرمایا کہ کیا ابھی بھی وقت نہیں آیا کہ تو اس بات کو سمجھ لے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے ابوسفیان نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے کلیم اور محبت کرنے والے ہیں مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ آج ہمارے کام آتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تو اس بات کو سمجھ لے کہ میں اللہ کا رسول ہوں ابوسفیان نے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کتنے حلیم کلیم اور محبت کرنے والے ہیں مگر یہ بات ایسی ہے کہ اس کے متعلق میرے دل میں کچھ شک وشبہ ہے۔

قبول اسلام کے بعد ابوسفیان کو اعزاز اور لشکروں کا مظاہرہ:......پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اے بدقسمت! اسلام قبول کر اس سے پہلے کہ تیری گردن اڑادی جائے۔ اس پر ابوسفیان مسلمان ہو گئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ابوسفیان فخر کو پسند کرتے ہیں لہٰذا انہیں کوئی امتیاز بخش دیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ بھی مامون ومحفوظ رہے گا اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابوسفیان کو وادی کے کنارے پھر کھڑا کرو تا کہ خدائی لشکر کو دیکھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور تمام قبیلے ایک کے بعد ایک ان کے آگے گزرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بریگیڈ سامنے آئی جس میں مہاجرین اور انصار چمکدار زرہیں پہنے ہوئے شامل تھے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ مہاجرین اور انصار ہیں اس پر ابوسفیان بولے تمہارے چچازاد بھائی کی بادشاہت خوب ترقی کر گئی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ نبوت ہے ابوسفیان بولے اچھا نبوت ہی صحیح۔

ابوسفیان کی مکہ واپسی:......حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا کہ اپنی قوم کی طرف دوڑ چنانچہ ابوسفیان مکہ آئے اور ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گھیر لیا ہے اور انہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی بھی اطلاع دی کہ جو شخص مسجد حرام یا ان کے گھر میں داخل ہو جائے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے گا وہ محفوظ رہے گا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو ترتیب دی اور جھنڈا سعد بن عبادہ کو عطا فرمایا چنانچہ حضرت سعد نے یہ کہنا شروع کیا کہ **الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الحرمة** یعنی آج جنگ اور معرکہ کا دن ہے آج مکہ کی حرمت لٹ جائے گی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت

سعد کے ان الفاظ کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان سے جھنڈا لے لیں دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے یہ حکم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔

فاتح لشکر کی ترتیب:......اسلامی لشکر کے میمنہ یعنی دائیں بازو و حضرت خالد بن الولید متعین تھے اور اس میں اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کے قبائل شامل تھے میسرہ یعنی بائیں بازو پر حضرت زبیر مقرر تھے اور مقدمہ کی کمان حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن جراح کے ہاتھ میں تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کے دستوں کو ذوطوع کے راستے سے روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مکہ کی اوپر والی طرف سے داخل ہوں اور حضرت خالد نچلی طرف سے اور اگر کوئی شخص رکاوٹ بنے تو اس سے جنگ کریں۔

اہل مکہ سے جھڑپ:......دوسری طرف مشرکین مکہ کی طرف سے عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو لڑائی کے لیے جمع ہو چکے تھے چنانچہ حضرت خالد کے دستہ کے ساتھ بھیڑ ہوگئی جس میں خزر بن جابر اور حنیس بن خالد اور سلمی بن جہینہ شہید ہوگئے مشرکین نے آخر کار شکست کھائی اور ان سے ان کے تیرہ آدمی مارے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی لوگوں کو امان عطا فرمادی مکہ بیس رمضان المبارک کو فتح ہوا۔

مشرکین مکہ کی کھٹ پٹ:......فتح مکہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مشرکین کا خون حلال کر دیا (۱) عبدالعزیٰ بن خطل پہلے مسلمان ہو چکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبائل سے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا مگر وہ راستہ میں اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر کے مرتد ہو گیا اور مکہ والوں سے مل گیا۔ فتح مکہ کے دن وہ غلاف کعبہ پکڑے ہوئے تھا مگر سعید بن حریث مخزومی اور ابو بردہ اسلمی نے اسے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح:......(۲) عبداللہ بن سعد ابی سرح کا تبان وحی میں سے تھا پھر وہ مرتد ہوگیا اور اہل مکہ سے مل گیا پھر اس کی نامناسب اور ناشائستہ باتیں مسلمانوں کے کانوں تک بھی پہنچیں فتح مکہ کے دن وہ چھپ گیا مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو اس کے رضاعی ❶ بھائی تھے اسے لے کر آئے اور اسکے لیے امان مانگی۔

عبداللہ کو معافی اور امان:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کر لی مگر آخر کار اسے امان بخش دی جب وہ باہر نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم نے اس کی گردن کیونکہ نہ ماری ایک انصاری بولا آپ مجھے اشارہ ہی فرمادیتے رسول اللہ نے جواب دیا کہ یہ بات نبی کی شان کے خلاف ہے کہ وہ آنکھوں سے اشارہ بازی کرے بہر حال جب عبداللہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو اس نے ہر طرح سے نیکی کا ثبوت دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا صوبیدار مقرر کیا۔

(۳) حویرث اور مقیس:......حویرث بن نقید جو ابوقصی کے خاندان سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں ستایا کرتا تھا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فتح مکہ کے دن قتل کر ڈالا۔

(۴) مقیس بن صبابہ نے غزوہ خندق کے موقع پر ہجرت کی تھی مگر اس کے بعد اس نے ایک انصاری کو اپنے مقتول بھائی کے بدلے میں قتل کر ڈالا اور مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا لیکن یہ قتل ناجائز تھا کیونکہ انصاری نے مقتول کا خون بہا ادا کر دیا تھا لہٰذا فتح مکہ کے دن حضرت نمیلہ بن عبداللہ لیثی نے مقیس کو قتل کر دیا۔

تین باندیاں:......(۵) ابن خطل کی دو باندیاں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو ❷ میں اشعار گایا کرتی تھیں ان میں سے ایک تو ماری گئی۔ اور دوسری کے لیے امان مانگ لی گئی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جان بخشی کر دی۔

(۶) عبدالمطلب نے خاندان کی ایک باندی جس کا نام سارہ تھا ❸ لوگوں نے اس کے لیے امان مانگی چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جان بخش دی۔

---

❶......رضاعی بھائی جن بچوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو وہ آپس میں رضاعی بھائی کہلاتے ہیں۔ ❷......ہجو ایسی نظم یا نثر جس میں برائی کی گئی ہو۔ ❸......مقتولہ کا نام سارہ تھا جبکہ دوسری پہلے تو بھاگ گئی تھی پھر واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مسلمان ہوگئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہی غلطی سے کسی گھوڑے کے نیچے آ کر مرگئی۔

بنو مخزوم کے دو آزاد:......(۷) بنو مخزوم کے دو آدمی جو ابوطالب کی بیٹی ام ہانی کی پناہ میں آ گئے تھے کہتے ہیں کہ وہ حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ تھے ام ہانی نے ان کو امان دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی امان دینے کو قبول کر لیا اور اس پر وہ دونوں شخص مسلمان ہو گئے۔

کعبہ کی کنجی:...... پھر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ ﷺ نے کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ سے لی اور بعد میں انہی کے حوالے کر دی جب آں حضرت ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے کعبہ کی چابی رکھنے کا اعزاز عثمان بن طلحہ کے پاس بدستور رہنے دیا اور یہ عہدہ آج تک شیبہ کی اولاد میں باقی ہے۔

بتوں کا خاتمہ:......خانہ کعبہ کے اندر اور باہر جتنی تصاویر تھیں مٹا دی گئیں اور خانہ کعبہ کے ارد گرد جو بت تھے وہ بھی توڑ دیئے گئے آں حضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس سے آپ ان بتوں کو دھکے دیتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا یعنی حق آ پہنچا اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل مٹنے والی چیز تھی کوئی ایسا بت نہ تھا کہ جو منہ کے بل گر نہ پڑا ہو آں حضرت ﷺ نے بلال کو حکم دیا اور انہوں نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔

فتح مکہ کا دوسرا دن:......فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنا مشہور خطبہ دیا آپ نے جاہلیت کے آثار اور رسوم کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا صرف حرم کی نگہبانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کے منصوبوں کو برقرار رکھا آپ نے فرمایا کہ مکہ میں نہ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے لڑائی جائز ہوئی اور نہ میرے بعد ہوگی اور میرے لیے بھی دن کے صرف ایک مخصوص وقت کے لیے جائز ہوئی تھی پھر کعبہ کی حرمت پہلے ہی کی طرح قائم ہو گئی پھر آپ نے فرمایا۔

کعبہ میں آپ کا خطبہ:......

لا اله الا الله وحده لا شريك له وعده ونصر عبده و هزم الاحزاب وحده الا ان كل ماثورة اودم اومال يدعى فى الجاهلية فهو تحت قدمى هاتين الاسدانة الكعبة وسقاية الحاج الاوان قتل الخطاء مثل العمد بالسوط والعصا فيها الدية المغلظة مائة من الابل منها اربعون مايطونها اولادها يامعشر قريش ان الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظيمها بالاناء الناس من ادم وادم خلق من تراب قال الله تعالىٰ يايها الناس اناخلقنكم من ذكر و انثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عندالله اتقاكم ان الله عليم خبير

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تن تنہا مخالف گروہوں کو شکست، خبردار تمام مفاخر ❶ یا خون کے انتقام یا اموال کہ جن کا جاہلیت میں دعویٰ کیا جاتا تھا وہ میرے ان قدموں کے نیچے روندے گئے ہیں سوائے کعبہ کی نگرانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کے اتفاقی اچانک قتل خواہ وہ کوڑوں سے ہو یا لاٹھی سے قتل عمد ❷ کی طرح پسندیدہ ہے ان دونوں صورتوں میں خون بہا دیا جائے گا خون بہا ایک سو اونٹ ہیں جن میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہونی چاہئیں اے قریش اللہ تعالیٰ نے تم پر جاہلیت کا تکبر اور انساب پر فخر قرار دیا کیونکہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم کو قوموں اور قبیلوں کی صورت دی ہے تا کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محترم اور بزرگ وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ دانا اور باخبر ہے۔

عام معافی کا اعلان:......پھر رسول اللہ ﷺ نے قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اہل مکہ تمہارا کیا خیال ہے میں تم سے کیا سلوک کروں گا؟ قریش بولے کہ ہم نیک سلوک کی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپ ایک شریف اور بامروت بھائی ہیں پھر ارشاد ہوا کہ جاؤ آج تم پر کوئی الزام نہیں تم آزاد ہو۔

---

❶......قتل عمد جان بوجھ کر قتل کرنا۔ ❷......مفاخر باعث فخر چیزیں۔

بیعت عامہ:......پھر آپ صفا کے ٹیلہ پر بیٹھ گئے اور اہل مکہ نے آپ کی دست مبارک پر بیعت کی اور اس بات کا اقرار کیا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی حتی الامکان اطاعت کریں گے۔

جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو عورتوں سے بیعت لی چونکہ آپ ﷺ کسی غیر عورت کو نہیں چھوتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کو حکم دیا کہ عورتوں سے بیعت لیں۔

چند اور مشرکین کا حال:......صفوان بن امیہ یمن کی طرف فرار ہو گیا عمیر بن وہب رسول اللہ ﷺ کا امان نامہ لے کر اس کے پیچھے گیا چنانچہ صفوان واپس آ گیا آں حضرت ﷺ نے اسے چار ماہ کی مہلت دی۔

شاعر کعب بن زبیر نجران کی طرف بھاگ گیا تھا مگر بعد میں وہ واپس آ کر مسلمان ہو گیا۔❶

ہبیرہ بن ابی وہب جو حضرت ام ہانی (بنت ابی طالب) کا شوہر تھا، یمن کی طرف بھاگ گیا اور وہیں کفر کی حالت میں مر گیا۔

اس کی دعوت کے لشکر:......رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے ارد گرد فوجی دستے بھیجے مگر آپ ﷺ نے انہیں لڑائی کی اجازت نہ دی چنانچہ آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو قبیلہ جزیمہ کی طرف روانہ فرمایا حضرت خالد نے ان کے چند آدمی مار ڈالے اس پر آپ نے خالد بن ولید سے باز پرس فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مال دے کر بھیجا اور انہوں نے مقتولوں کا خون بہا ادا کر دیا اور ان سے جو مال لیا گیا تھا انہیں واپس کر دیا۔

عزیٰ کی شامت اور تباہی:......پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد کو بیت نخلہ کی طرف روانہ فرمایا جہاں عزیٰ کا بت خانہ تھا قریش اور کنانہ کے دوسرے قبیلے اس کی پوجا کرتے تھے اور بنو ہاشم کے حلیف بنو شیبان اس کے مستقل پجاری تھے بہرحال حضرت خالد نے اسے گرا دیا۔

آپ کا مدینہ میں رہنے کا فیصلہ:......انصاری اس خیال سے بہت غم زدہ تھے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ شاید اپنے آبائی وطن میں رہائش اختیار فرمالیں مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میری زندگی تمہاری زندگی کے ساتھ اور میری موت تمہاری موت کے ساتھ وابستہ ہے یہ بات سن کر انصار خاموش اور مطمئن ہو گئے۔

ہوازن اور ثقیف کی تیاری غزوۂ حنین:......مکہ فتح کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ وہاں پندرہ دن ٹھہرے اور نماز میں قصر❷ یعنی نمازوں کو مختصر کرتے رہے اس دوران انہیں خبر ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے جمع ہو رہے ہیں مکہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ حنین کی وادی تک آ پہنچے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے تھے اسی وقت سے ہوازن کا یہ خیال تھا کہ آں حضرت ﷺ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ ہوازن مالک بن عوف کے پاس جمع ہوئے جو بنو نصر کے خاندان سے تھا بنو نصر کے علاوہ بنو جشم اور بنو سعد اور بنو ہلال کے بعض لوگ احلاف❸ اور بنو مالک کے خاندان بھی جنگ میں شریک ہو گئے صرف کعب اور کلاب کے الگ تھلگ رہے۔

بنو جشم ہوازن وغیرہ کی پیش قدمی:......بنو جشم کے ساتھ ان کا سردار درید بن صمہ بھی تھا وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا مگر ان کے قبیلہ والوں نے اس کے تجربے اور مہارت کی وجہ سے اسے ساتھ لے لیا تھا قبیلہ ثقیف کے دوسرے وار قارب بن اسود اور سبیع بن الحارث تھے مگر مجموعی لشکر کی قیادت مالک بن عوف کے ہاتھ میں تھی چنانچہ جب ان کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے آں حضرت ﷺ کے مقابلے کے لیے پیش قدمی کی۔

مالک بن عوف کی تیاری:......مالک بن عوف نے جانوروں کے علاوہ قبیلہ کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لے لیا تھا کیونکہ اسکا خیال تھا کہ ان کی موجودگی میں لوگ ثابت قدم رہ سکیں گے جب یہ لوگ اوطاس❹ کے مقام پر پہنچے تو درید بن صمہ نے مالک بن عوف سے پوچھا کہ اونٹ تڑپ رہے

---

❶......کعب بن زبیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نو ہجری کی ابتداء میں حاضر ہوا تھا جب آپ طائف کے محاصرہ کے بعد مدینہ واپس آ چکے تھے اس نے بارگاہ نبوی میں ایک قصیدہ سنایا اسے سن کر آں حضرت ﷺ بہت محظوظ ہوئے اور اسے صلہ میں اپنی چادر مرحمت فرمائی۔ چادر کو عربی میں بردہ کہتے ہیں لہٰذا یہ قصیدہ، قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہوا۔

❷......قصر شریعت کا حکم یہ ہے کہ ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا سفر ہو تو ظہر عصر اور عشاء چار رکعت کے بجائے صرف دو رکعت پڑھی جائے یہ اس کو نماز میں قصر کرنا کہتے ہیں۔

❸......حلاف حلیف کی جمع ہے۔ ❹......اوطاس دیار ہوازن میں ایک وادی ہے جس میں غزوہ حنین ہوتھا۔

ہیں گدھے چیخ رہے ہیں بکریاں میں میں کررہی ہیں اور بچے رو رہے ہیں یہ آوازیں کیسی ہیں مالک نے جواب دیا کہ یہ قبیلہ والوں کے مویشی ہیں اوران کے اہل وعیال ہیں ہم ان کوساتھ لے کرآئے ہیں تا کہ ان کی حفاظت میں جان کی بازی لگادیں۔

درید بن صمہ کا مشورہ:......درید نے کہا کہ اے تو تو چرواہا نکلا جب کسی شخص کے قدم اکھڑ جائیں تو اسے کوئی چیز روک سکتی ہے؟ بھلا اگر تجھے میدان جنگ میں فتح حاصل ہوبھی گئی تو یہ فتح عورتوں اور بچوں کی موجودگی کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ تلوار کی وجہ سے ہوگی اور اگر شکست ہوئی تو تیرے بال بچے بھی تیرے ساتھ خوار ہوجائیں گے پھر درید نے کعب اور کلاب کے متعلق پوچھا اورانکی غیر حاضری پرافسوس کا اظہار کیا بہرحال اس نے مالک بن عوف کی رائے کو پسند نہ کیا اور کہا کہ ہوازن نے عزیزوں اور کنبہ والوں کو دشمن کے گھوڑوں کے آگے سے کیا حاصل کیا انہیں اپنے علاقے میں کسی محفوظ جگہ پرلے جاؤ اور پھر اپنے جانوروں کو سوار کراؤ اگر لڑائی نتیجہ تمہیں ملیں گے اور اگر فتح دشمن کو مل گئی تو اس صورت میں تمہارے اہل وعیال اور مال مویشی محفوظ رہیں مگر مالک نے درید کا مشورہ قبول کرنے سے انکار کردیا اور قبیلہ ہوازن نے اپنے سردار مالک کی مانی۔

جیش محمدی کی روانگی:......رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی سلمی کو دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجا عبداللہ صاف اور واضح خبر لائے کہ وہ رسول کریم ﷺ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ نے صفوان بن امیہ ❶ سے ایک سوزرہیں ادھار لیں بعض روایوں نے ان کی تعداد چارسو بتائی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لیے نکلے جن میں دس ہزار لوگ وہ تھے جو مدینہ سے آپ ﷺ کے ساتھ آئے تھے آں حضرت ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر مقرر کیا اور خود ہوازن کے مقابلہ کے لیے چلے آپ ﷺ کی ساتھ عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس ضحاک بن سفیان کلابی کے علاوہ قبائل عبس ذبیان مزینہ اور اسد کی جماعتیں بھی تھیں۔

نذرونیاز کے چڑھاوے اور ارشاد نبوی:......راستہ میں آں حضرت ﷺ کا گزر ایک سبز درخت پر سے ہوا ایام جاہلیت میں بدوی لوگ اس کا طواف ❷ کیا کرتے تھے اس کی تعظیم اور اسے ذات الانواط کے نام سے یاد کرتے تھے بعض بدتمیز دیہاتیوں نے کہا کہ یارسول اللہ! جیسا ان کا ذات الانواط ہے ہمارے لیے بھی ویسا یہ ذات الانواط بنادیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بھی ویسی ہی بات کی جیسی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ اجعل لنا الھا کمالھم الھة (اے موسیٰ ان کے بتوں کی طرح ہمارے لیے ایک بت بنادو) قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم گزشتہ قوموں کے طریقے اختیار کروگے بلکہ ان سے بھی زیادہ گناہگاروں والے کام کروگے۔

دشمن کا اچانک حملہ:......پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور یکم شوال ۸ ہجری کو حنین جا پہنچے جو تہامہ ❸ کی وادیوں میں سے ہے جب آپ وادی میں داخل ہوئے تو صبح کی ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ چنانچہ ہوازن نے جو دونوں جانب چھپے بیٹھے تھے اپنی کمین گاہوں سے نکل کر ایک ساتھ حملہ کیا۔ اس اچانک حملہ سے مسلمان ایسے پریشان اور تتر بتر ہوئے کہ کسی کو ایک دوسرے کی خبر نہ ہوئی رسول اللہ ﷺ نے انکو آواز دی مگر کسی نے ان کی طرف مڑ کر نہ دیکھا، صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرث اوران کا بیٹا جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل اور قثم اور چند دوسرے لوگ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

رسول اللہ کی ثابت قدمی:......رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر دلدل پر سوار تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی لگام تھامے ہوئے تھے چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز زیادہ بلند تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ انصار ❹ اور اصحاب شجرہ کو آواز دیں ایک دوسری روایت میں اصحاب الشجرہ کی بجائے مہاجرین کا لفظ آیا ہے۔ جب مسلمانوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو واپسی کے لیے پلٹے مگر لوگوں کی اس قدر بھیڑ تھی کہ سواری کے جانوروں کو موڑ ناممکن نہ تھا لہٰذا رک گئے مگر تلواریں اور ڈھالیں تو واپسی لے کر جمع ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

بنو ہوازن کا فرار:......اسی دوران دوسرے مسلمان بھی آملے اور لڑائی خوب زوروں پر شروع ہوگئی جب ہوازن رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچے تو

---

❶......صفوان بن امیہ مشرک تھا۔ ❷......طواف کرنا یعنی اردگرد چکر لگانا۔ ❸......تہامہ عرب کے بنیادی طور پر دو حصے ہیں بالائی اور زیریں بالائی کو۔۔۔ اور زیریں کو۔۔ کہتے ہیں
❹......بیعت رضوان میں شامل ہونے والے حضرات۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے بہت سے ہوازن والے قیدی بنا لیے گئے اور مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال اور مویشی کو مال غنیمت میں لے لیا۔

دشمن کا نقصان اور ان کا فرار:...... ثقیف کے خاندان بنی مالک کے بہت سے سوار مارے گئے چنانچہ انکے ستر آدمی قتل ہوئے جن میں ان کا سردار ذوالحمار اور اس کا بھائی عثمان شامل تھے ثقیف کے حلیفوں کو سردار قارب بن اسود اپنا جھنڈا چھوڑ کر ابتداء ہی میں اپنی قوم کے ساتھ بھاگ نکلا تھا چنانچہ انکا ایک آدمی بھی نہ مارا گیا۔ مالک بن عوف نصری بھی اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ بھاگ گیا اور قبیلہ ثقیف کے ساتھ طائف میں پناہ گزیں ہو گیا ہوازن اوطاس پسپا ہو گئے۔

درید بن صمہ کا قتل اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت:...... مسلمانوں کے ایک سوار دستہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو آخر کار پکڑ لیا اور ربیعہ بن رفیع نے درید بن صمہ کو قتل کر ڈالا۔

قبیلہ ہوازن کے کچھ لوگ اوطاس کے مقام پر جمع ہو گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری کے چچا ابو عامر اشعری کو ان کی طرف بھیجا اشعری ان کے ساتھ خوب لڑے مگر سلمہ درید بن صمہ نے ان کو تیر مار کر شہید کر ڈالا اس کے بعد حضرت موسیٰ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اپنے چچا کے قاتل پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اس پر مشرک بھاگ نکلے بنو رئاب کے خاندان کے بھی بہت سارے آدمی مارے گئے اور ہوازن کے تمام گروپ ادھر ادھر پھیل گئے۔

مسلمان شہداء:...... حنین کی جنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے ان میں حضرت اسامہ کے بھائی ایمن ابن ام ایمن، یزید بن زمعہ بن اسود، سراقہ بن الحارث (جو بنو عجلان میں سے تھے) اور ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

طائف کا محاصرہ:...... حنین کی جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہوازن کا مال غنیمت اور ان کے قیدی جعرانہ کے مقام میں مسعود بن عمر غفاری کی نگرانی میں جمع کیے جائیں اور خود فوراً شہر طائف کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں قبیلہ ثقیف کو پندرہ دن تک محاصرہ میں رکھا ثقیف کے لوگ اپنے قلعوں میں محصور ہو کر لڑے مگر شہر طائف کے آس پاس کے قبیلے مسلمان ہو گئے اور انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے وفد بھیجے۔ طائف کے راستہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مالک بن عوف کے قلعہ کے پاس سے ہوا اور آپ نے اسکو گرانے کا حکم صادر فرمایا۔ اس طرح ثقیف کا ایک سردار کا قلعہ بند ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی گرانے کا حکم دیا ثقیف کے اکثر لوگ طائف میں قلعہ بند ہو گئے۔

ثقیف کے لوگوں کی منجنیق سیکھنے کے لئے روانگی:...... قبیلہ ثقیف کو ڈر محسوس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کے سرداروں میں سے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ جرش ❶ کی طرف گئے تا کہ محاصرہ کے لیے منجنیق ❷ اور دبابہ ❸ کا استعمال سیکھیں لہٰذا وہ نہ تو حنین کی جنگ میں شریک ہو سکے اور نہ ہی شہر کے محاصرہ کے وقت کام آ سکے مسلمانوں نے دس یا بیس سے کچھ زیادہ دن تک طائف کا محاصرہ جاری رکھا اور ان میں سے بعض لوگ دشمن کے تیروں سے شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی محصورین پر سنگ بازی:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف پر منجنیق سے پتھراؤ کیا اور بعض مسلمان دبابہ کے ذریعے شہر کی دیوار تک جا پہنچے دشمن نے ان پر لوہے کی گرم سلاخیں پھینکیں اور ان پر تیر چلائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے انگور ❹ کے باغات کاٹ دیئے جائیں اسود بن مسعود نے جو طائف سے دور تھا مال پیش کیا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باغات کاٹنے سے منع فرمایا۔

طائف کے شہداء:...... محاصرہ کے دوران ابوبکرہ دیوار سے نیچے اتر آئے اور مسلمان ہو گئے۔ طائف کے محاصرہ میں چند مسلمان شہید ہو گئے جن

---

❶ ...... یمن کے سامنے مکہ کی سمت ایک شہر ہے۔ ❷ ...... منجنیق: ایک قدیم آلہ جنگ یا انجن تھا جس کے ذریعہ سے بھاری پتھر پھینکتے تھے اور جس سے شہروں اور قلعوں کی دیواروں کو توڑنے کے لیے استعمال کرتے تھے یہ ایک عجمی لفظ ہے آرامی اور یونانی زبانوں میں مختلف صورتوں میں ملتا ہے۔ ❸ ...... دبابہ: ایک پہیادار متحرک اور مسلح گاڑی ہوا کرتی تھی جس کی چھت کے تلے جنگجو بہادر دشمن کے شہر یا قلعہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے آج کل ٹینک کو دبابہ کہتے ہیں۔ (ثناء اللہ) ❹ ...... ایک قول کے مطابق یہ بھی ہے کہ انگور کا باغ نہیں تھا بلکہ گردنیں کاٹنے کا حکم دیا تھا لیکن زیادہ صحیح یہی ہے۔

میں سے سعید بن العاص عبداللہ بن ابی امیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ عنزی شامل تھے شہداء کی تعداد تقریباً بارہ تھی جن میں سے چار انصاری صحابی تھے۔ ❶

جعرانہ میں بنو ہوازن کا اسلام: ......طائف کا محاصرہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ جعرانہ تشریف لائے یہاں ہوازن کا وفد خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا کہ ہم اپنی خوشی اور رضامندی سے مسلمان ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اپنے اہل وعیال واپس لینا چاہتے ہو یا مال مویشی؟ انہوں نے اہل وعیال کو ترجیح دی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس بارے میں مسلمانوں سے درخواست کی۔

بنو ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی آزادی: ......ان کی درخواست کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مال غنیمت میں) جو میرا اور عبدالمطلب کے خاندان کا حصہ ہے وہ میں نے تمہیں بخش دیا مہاجرین اور انصار بول اٹھے جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی نذر ہے مگر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن نے اپنا حصہ واپس کرنے سے انکار کر دیا اور ان کی قوم نے ان کی تائید کی اسی طرح عباس رضی اللہ عنہ بن مرداس نے بھی انکار کیا مگر بنو سلیم نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ جو لوگ اپنا حصہ واپس کرنے پر راضی نہ تھے ان کو معاوضہ دے دیا، رسول اللہ ﷺ سے آں حضرت ﷺ نے قبیلہ ہوازن کے تمام عورتیں اور بچے آزاد کر دیئے۔

ہوازن کے قیدیوں کی تعداد: ......ہوازن کے قیدیوں کی کل تعداد مردوں اور عورتوں سمیت چھ ہزار تھی ان میں شماء بنت حارث رضی اللہ عنہا بن عبدالعزی بھی تھی جو بنو سعد کے خاندان سے تھی اور رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن تھی رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعظیم کی اور فرمایا کہ اگر اپنی قوم میں جانا ہو تو تمہیں اختیار ہے۔ شیما نے اپنی قوم کو ترجیح دی چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں ان کی قوم میں بھیج دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم اور مؤلفۃ القلوب: ......رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مال مویشی مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے چنانچہ اپنے خمس کے حصے میں سے قریش کے بعض لوگوں کو مال عطاء کیا جس سے مقصود یہ تھی کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کی جائے چنانچہ آپ نے بعض کو سو سو اور بعض کو پچاس پچاس اونٹ دیئے ان لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں ان کی تعداد چالیس کے قریب تھی اور ان کا ذکر سیرت ❷ کی کتابوں میں آیا ہے ابوسفیان اور ان کا بیٹا معاویہ حکیم بن حزام صفوان بن امیہ اور مالک بن عوف وغیرہ انہی میں سے تھے نیز عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس جن کو آپ نے سو سو اونٹ مرحمت فرمائے تھے عباس بن مرداس کو ان کی بہ نسبت کم دیئے اس پر مرداس نے چند اشعار کہے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ان اشعار کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی زبان طعن کو بند کرو چنانچہ انہیں بھی پورے ایک سو اونٹ دیئے گئے۔

انصار سے خطاب اور ان کا اعزاز: ......جب رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو مال عطا کیا تو انصار کو دکھ ہوا کیونکہ آپ نے ان کو ان کی طرح مال عطا نہیں فرمایا تھا چنانچہ ان کے بعض جوانوں نے کچھ باتیں کہیں۔

ان کے علاوہ ان کو یہ خیال ہوا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے وطن اور اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں گے اور انکو چھوڑ دیں گے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے انکو جمع کیا اور وعظ و نصیحت کی اور فرمایا کہ میں ان لوگوں کو جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے اس لیے مال دیتا ہوں تا کہ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کروں کیا تم اس بات کو نہیں پسند کرتے کہ جب اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کی طرف چلیں تم رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر وطن کو واپس لوٹ جاؤ۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میرا شمار بھی انصار میں ہوتا اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور دوسرے لوگ دوسری وادی میں تو میں بلاشبہ انصار کی وادی میں چلوں گا یہ الفاظ سن کر انصاری راضی ہو گئے اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ ❸

آپ ﷺ کی واپسی اور عمرہ کی ادائیگی: ......پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے جہاں آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا۔ اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ ڈھائی ماہ کے بعد مدینہ تشریف لائے اور ذوالقعدہ ۸ ہجری کے ابھی چھ دن باقی تھے کہ آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے۔

---

❶ ......ان چاروں کے نام بالترتیب یہ ہیں (۱) حضرت ثابت بن الجدع (۲) حضرت حارث بن سہل (۳) حضرت منذر بن عبداللہ اور (۴) حضرت رقیم بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

❷ ......مثلاً (ابن ہشام ج ۱ ص ۴۹۲ طبری ج ۳ ص ۸۶ اور ابن اثیر ج ۳ ص ۱۲۸۔ ❸ ......سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۴۹۹ اور طبری ج ۳ ص ۹۵۔

مکہ میں مسلمان گورنر: ......آنحضرت ﷺ نے مکہ میں عتاب بن اسید کو گورنر مقرر فرمایا وہ ایک نوجوان صحابی تھے جن کی عمر بیس سال کے قریب تھی مگر ان کی طبیعت میں پرہیزگاری اور زہد تھا انہوں نے اسی سن میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا وہ پہلے امیر حج مقرر ہیں جنھوں نے اسلامی طریقہ پر حج ادا کیا، مگر مشرکوں نے اپنے رسم ورواج اور عادات کی پابندی کی۔

مکہ میں معلم اسلام: ......آں حضرت ﷺ نے مکہ میں معاذ بن جبل کو چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اور انہیں قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

از دوعمان کے صدقات: ......آں حضرت ﷺ نے عمرو و بن جیفر ❶ اور عبد کی طرف بھیجا جو جلندی کے بیٹے تھے تاکہ از دوعمان سے صدقات کا مال اکٹھا کریں چنانچہ انہوں نے عمرو بن العاص کی اطاعت اختیار کر لی۔

مالک بن عوف کا تقرر اور واپسی: ......رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو ان لوگوں کا گورنر مقرر کیا جو اس کی قوم میں سے مسلمان ہو گئے تھے ان کے اطاعت گزار بن گئے تھے یا قبیلہ ثقیف میں سے شہر طائف کے اردگرد جمع ہو گئے تھے مگر جب اہل طائف نے تنگی محسوس کی تو آں حضرت ﷺ نے مالک کو طائف چھوڑنے دینے کا حکم دیا چنانچہ مالک نے حکم کے مطابق طائف چھوڑ دیا آخر کار اہل طائف مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوئے جیسا کہ بعد میں بیان ہوگا مؤلفۃ القلوب جو فتح مکہ کے دن یا اس کے بعد اسلام لے آئے اچھے ثابت ہوئے اگر چہ انکی مدارج ایمانی میں فرق تھا۔ ❷

کعب بن زہیر کی واپسی اور قبول اسلام: ......کعب بن زہیر جن کا خون رسول اللہ ﷺ نے مباح کر دیا تھا اور جس پر زندہ رہنا مشکل ہو گیا تھا خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اس موقع پر اس نے آں حضرت ﷺ کی بارگاہ میں اپنا مشہور مدحیہ قصیدہ پڑھا جس کا مطلع ❸ یہ ہے:

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول

کعب کے مدح کے صلہ میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک چادر عطا فرمائی جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب کی وفات کے بعد ان کے وارثوں سے خرید لی اور وہ جو خلفاء ❹ کو یکے بعد دیگرے ورثہ میں ملتی رہی۔

بنو اسد کا وفد: ......۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ اسد کا وفد آیا جس میں ضرار بن ازور بھی شامل تھے قبول اسلام کے بعد بنو اسد نے کہا کہ اے رسول اللہ! اس سے پہلے کہ آپ کسی کو ہماری طرف بھیجیں ہم خود ہی حاضر خدمت ہو گئے ہیں۔ یمنون علیك ان اسلموا قل لاتمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صدقین۔

لوگ تم پر احسان کرتے ہیں کہ ہم نے اسلام لے آئے ان سے کہہ دو کہ اپنے اسلام قبول کرنے کا احسان مجھ پر مت جتاؤ بلکہ اللہ نے تم کو ایمان دکھایا ہے اگر تم (اپنی ذات میں) سچے ہو۔

غزوہ تبوک کی تیاری: ......طائف سے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ۹ رجب تک ٹھہرے رہے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ غزوہ روم کے لیے تیاری کریں جنگ کے اصولوں کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ اکثر غزوات میں اپنی حقیقی منزل مقصود کو چھپاتے تھے مگر اس مشکل مہم کے موقع پر آپ نے اس اصول کو چھوڑ دیا کیونکہ جنگ سخت تھی ملک دور تھا پھل جمع کرنے کا موسم تھا شدید گرمی تھی اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی لہٰذا لوگوں کو یہ مہم بہت بوجھل محسوس ہوئی لیکن باوجود لوگوں نے جنگ کی تیاری کی مگر منافق ان کو جنگ سے روکتے رہے بعض کہتے منافق ایک یہودی کے گھر جمع ہوا کرتے تھے آپ ﷺ کے حکم سے طلحہ بن عبید اللہ نے اس گھر کو تباہ کر دیا۔

مسلمانوں کی مال کی فراہمی: ......بنو سلمہ کے ایک آدمی ابن قیس نے شرکت جنگ سے معافی چاہی آپ ﷺ نے ان کی درخواست منظور کر لی

---

❶ ......اصل نسخہ میں اہل جنین وغیرہ اور عمرو بن ۔۔۔ وغیرہ لکھا ہے جو غلط ہے صحیح یہی ہے دیکھیں (طبری ج ۳ ص ۹۵) ❷ ......یعنی کسی کا یام کم تھا اور کسی کا ایمان زیادہ یا یوں کہ لیں کہ کسی ایمان پکا تھا کسی کا نسبتاً کچا۔ ❸ ......اس شعر کا دوسرا مصرعہ یہ ہے منشیم عبدھا لکم یفد مقبول ایک اور شعر یہ ہے:

نبئت ان رسول اللّٰہ وعدنی والعفو عند رسول اللّٰہ مامول

❹ ......خلفاء بن امیہ کو۔

اور اس سے درگزر کیا بہت سے مسلمانوں نے روپیہ اور سامان میں سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا حصہ سب سے زیادہ تھا کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہزار دینار دیئے اور ایک سو گھوڑوں کے علاوہ نو سو اونٹ اور ان کا سامان بھی۔

غریبوں کی سواریوں کا بندوبست:......بعض مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے لیے سواری کی درخواست کی مگر آپ کے پاس ان کے لیے کوئی سواری نہیں تھی اس پر وہ بہت روئے۔ ان میں سے بعض حضرات کے لیے حضرت یامین بن عمیر نضری نے سواری کا بندوبست کر دیا ان کے نام یہ ہیں (۱) ابی لیلیٰ بن کعب جو مازن بن نجار کے خاندان سے تھے (۲) عبداللہ بن مغفل مزنی اعراب میں سے تھے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے عذر پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت محمد بن مسلمہ کو اپنا قائم مقام بنایا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو یا حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اپنا نائب بنایا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی بھی ساز و سامان کے ساتھ آپ کے سفر میں ساتھ شریک تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو دوسرے منافقین کے ساتھ واپس آ گیا۔

قوم ثمود کے کھنڈرات سے گزر:......اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دیار ثمود پر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہاں کا پانی استعمال نہ کیا جائے اور گوندھا ہوا آٹا جسمیں وہ پانی استعمال ہوا تھا اونٹوں کو کھلا دیا جائے بئر لا ناقہ کے بارے میں آپ نے حکم دیا کہ ثمود کے گھروں میں کوئی شخص داخل نہ ہو اور کوئی باہر اکیلا نہ نکلے بنو ساعدہ کے دو شخص باہر نکلے ایک کا گلا گھٹ گیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ پھیرا اور وہ تندرست ہو گیا دوسرے کو آندھی نے قبیلہ طئی کے پہاڑ پر پھینک دیا اس کے بعد قبیلہ طے کے لوگوں نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اونٹنی کی گم شدگی اور عالم الغیب ہونے سے آپ کا انکار:......دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی ایک منافق بولا محمد دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں مگر وہ اتنا نہیں جانتے کہ انکی اپنی اونٹنی کہاں ہے یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اتنا ہی جانتا ہوں جتنا اللہ نے مجھے بتایا ہے اونٹنی فلاں مقام پر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اس بارے میں وحی کر دی تھی لوگوں نے اسے اسی جگہ پایا جہاں پر آپ نے فرمایا تھا یہ بات زید بن الصت نے کی تھی جو قبیلہ قینقاع کا تھا کہتے ہیں کہ واقعہ کے بعد اس نے توبہ کر لی تھی۔

منافقوں کی رسوائی:......وحی الٰہی نے ان منافقوں کو رسوا کر دیا جو لوگوں میں بد دلی پھیلا رہے تھے اور ان کو رومیوں سے ڈراتے تھے چنانچہ ان میں سے مخشی بن حمیر نے توبہ کر لی اور یہ توبہ کی کہ اس گناہ کے کفارے میں میرے شہادت ایسے مقام پر ہو جہاں میرا نام و نشان نہ ملے۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بعض حکمرانوں کی صلح:......جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو یحنہ ❶ ابن رؤبہ حاکم ایلہ ❷ کے علاوہ اہل جربا ❸ اذرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے لیے صلح نامہ ❹ لکھ دیا۔

دومۃ الجندل کے حاکم کی گرفتاری اور صلح:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر بن عبدالملک کی طرف بھیجا جو قبیلہ کندہ کا تھا اور مذہبا عیسائی تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید سے فرما دیا تھا کہ اکیدر تم کو شکار کھیلتا ہوا ملے گا چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ تمام ہرن اکیدر کے محل کو اپنے سینگوں سے ٹھکراتے رہے چنانچہ اکیدر رات کے وقت ان کے شکار کے لیے محل سے نکلا جب خالد کو اس کا پتہ چلا تو اسے گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس بھیجا دیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر کے اس کیساتھ جزیہ پر صلح کر دی اور اسے اس کے علاقہ کی طرف واپس بھیجا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کا ظہور:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں بیس دن ٹھہرے پھر واپس چلے آئے راستہ میں ایک چھوٹا سا چشمہ ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس کی طرف نہ بڑھے اس کے باوجود دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر اس کا پانی ختم کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حرکت کو ناپسند فرمایا پھر اتنا

---

❶......ابن ہشام ج ۱ ص ۵۲۲ میں یحنہ لکھا ہے۔ ❷......شام کا شہر ہے سمندر کے ساحل پر مصر اور مکہ کے آدھے راستہ میں واقع ہے۔ ❸......شام کے دو گاؤں ہیں ان کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ (معجم ما استعجم) ❹......دوسرا نسخہ دیکھیں در (سیرۃ ابن ہشام اور واقدی کی مغازی ج ۳ ص ۱۳۰۲)

فرمایا کہ اپنا دست مبارک چشمہ میں رکھا اور دعا کی آپ ﷺ کی دعا سے چشمے نے ایسا جوش مارا کہ اس کا پانی سارے لشکر کے لیے کافی ثابت ہوا۔

مسجد ضرار:......جب آں حضرت ﷺ مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے مالک بن جعشم اور معن بن عدی کو مسجد ضرار کی طرف روانہ کیا انہوں نے اسے جلا ڈالا اور گرا دیا کیونکہ اسے منافقوں کی ایک جماعت نے بنایا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے تو انہوں نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی تھی کہ آپ اس میں نماز ادا کریں آپ نے فرمایا تھا کہ میں سفر کی تیاری کر رہا ہوں جب ہم واپس آئیں گے تو اس میں نماز پڑھیں گے جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ نے اس کے گرا دینے کا حکم دیا۔

بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تبوک میں غیر حاضری اور توبہ:......کعب بن مالک مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ جو نیک مسلمان ہونے کے باوجود غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان سے تعلق ختم کر دینے کا حکم دیا چنانچہ پچاس دن تک کسی نے ان سے بات نہ کی پھر انکی توبہ قبول ہوئی جو لوگ بغیر کسی عذر کے پیچھے رہ گئے تھے ان کی تعداد تیس سے کچھ زیادہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ تبوک سے رمضان ۹ ہجری میں واپس آئے سورت براءت کا اکثر حصہ منافقین اور غزوہ تبوک کے بارے میں اترا غزوہ تبوک آں حضرت ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔

طائف والوں کی اطاعت گزاری ۹ھ

جب رسول اللہ ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو طائف والوں کے سردار عروہ بن مسعود آں حضرت ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے راستہ ہی میں آپ ﷺ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا اسلام لا کر واپس گئے تا کہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیں اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر آذان دے رہے تھے کہ لوگوں نے اس پر تیر برسائے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے شہید ہونے والوں میں پہلے عروہ نے اپنے خاندان والوں کو قصاص لینے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ یہ شہادت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے مجھے مسلمان شہداء کیساتھ دفن کیا جائے یعنی جنہوں نے محاصرۂ طائف کے دوران جانیں دی تھیں پھر ان کا بیٹا ابوالملیح اور قارب بن اسود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

مالک بن عوف نے ثقیف کو خوب تنگ کیا تھا اور ان کے اونٹ لوٹ کر لے گیا اور ان کے قافلوں پر حملہ آور ہوا جب ثقیف کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی مہم سے واپس آ گئے ہیں تو انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ انمیں سارے عرب سے جو مسلمان ہو چکا تھا لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو وہ خوف زدہ ہو کر اپنے سردار عبد یالیل بن عمرو کے پاس آئے۔

عبد یالیل نے ان سے کہا کہ اپنے چند آدمی میرے ساتھ بھیج دو چنانچہ انہوں نے بنی مالک کے تین آدمی اور اس کے حلیفوں میں سے دو آدمی اس کے ساتھ روانہ کر دیئے۔

اہل طائف کی صلح کے لیے حاضری:......چنانچہ عبد یالیل ان کے ساتھ طائف سے نکلا اور رمضان ۹ھ میں اطاعت ظاہر کرنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آں حضرت ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوا دیا اور خالد رضی اللہ عنہ بن العاص کو ان کی خدمت پر مامور فرمایا جو کھانا سعید ان کے لیے لاتے تھے وہ اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک کہ سعید ان کے ساتھ شریک نہ ہوں (حضرت) سعید ہی نے ان کا صلح نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔

ہلیان طائف کی درخواست:......اہل طائف والوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ انکی عورتوں اور بچوں کی مروت کے خیال سے ان کے بت لات کے تین سال تک نہ توڑا جائے مگر آں حضرت ﷺ نے اس درخواست کو رد کر دیا پھر انہوں نے نماز سے معافی ❶ مانگی اپیل کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس دین میں نماز نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہو سکتی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بت اپنے ہاتھ سے توڑیں گے رسول

❶......یعنی اس بات کی اجازت مانگی کہ مجھے نماز نہ پڑھنی پڑے۔

اللہ ﷺ نے یہ درخواست قبول کر لی اور فرمایا کہ جہاں تک بتوں کے توڑ پھوڑ کا تعلق ہے تمہیں اس سے الگ رکھا جائے گا۔

اہل طائف کا قبول اسلام:......اس گفتگو کے بعد طائف کے لوگ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ایک صلح نامہ ❶ لکھا اور مہاور عثمان بن العاص جوان میں سب سے کم عمر تھے ان پر امیر مقرر کیا۔ کیونکہ حضرت عثمان دین کو سمجھتے تھے اور قرآن سیکھنے کا بہت شوق رکھتے تھے پھر ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ حضرت عثمان کے ساتھ "لات" کو توڑنے کے لیے نکلے ابوسفیان تو پیچھے رک کے رہے مگر حضرت مغیرہ نے اندر داخل ہو کر اسے ہاتھ سے توڑ دیا بنومعتب مغیرہ کے پاس اس خیال سے کھڑے تھے کہ ان پر آسمان سے غضب نازل ہو گا پھر ابوسفیان آگے بڑھے اور بت کدے میں نذر و نیاز کا جو پیسہ جمع تھا اسے اکٹھا کیا اس میں عروہ بن مسعود اور اسود بن مسعود کا قرض ادا کیا جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا اور باقی مال تقسیم کر دیا۔

عرب کے وفود کی آمد ۹ھ

سنۃ الوفود (وفود کا سال):......جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی مہم سے فارغ ہو گئے اور طائف کا قبیلہ ثقیف بھی اسلام لے آیا تو عربوں کے وفد ہر طرف سے آنا شروع ہو گئے چنانچہ اس سال کا نام سنۃ الوفود یعنی وفود کا سال رکھا گیا۔

عربیوں کا جوق در جوق قبول اسلام:......محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اسلام کے بارے میں قبائل عرب صرف اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کا کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ کیونکہ قریش کے قبیلوں کو لوگوں کے سردار اور رہنما کی حیثیت حاصل تھی اور وہی لوگ بیت اللہ کے نگہبان تھے اور حضرت اسمٰعیل کی حقیقی اولاد میں شمار ہوتے تھے دیگر قبائل عرب بھی ان کی نسبت کی عظمت کے قائل تھے یہی قریش تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی میں خم ٹھونک رکھا تھا مگر جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش کے ساتھ جنگ کرنے کی سکت نہیں ہے چنانچہ وہ گروہ دین اسلام میں داخل ہو گئے اور ہر طرف سے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

بنوتمیم کا وفد:......تبوک مہم کے بعد سب سے پہلا وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بنوتمیم کا وفد تھا جس میں ان کے بڑے سردار (۱) عطارد بن حاجب (۲) خباب بن زید (۳) اقرع بن حابس (۴) زبرقان بن بدر (۵) قیس بن عاصم (۶) عمرو بن اہتم (۷) عیینہ بن قدس تھے۔

بنوتمیم کے وفد کا مفصل بیان:......عرب کا دستور تھا کہ جس جگہ ان کا وفد جاتا اس کے ساتھ ان کا ایک خطیب (لیکچرار) بھی ہوتا تھا اور ایک شاعر بھی جاتا تھا اسی دستور کے مطابق بنوتمیم کے وفد کے ساتھ بھی خطیب اور شاعر آیا تھا دلچسپی کے لیے بنوتمیم اور رسول اللہ کے خطیبوں کے خطبہ اور شاعروں کے ایک شعر درج کیے جاتے تھے ابن ہشام نے لکھا ہے کہ جب ان کے خطیب کو اجازت ملی تو ان میں سے عطارد بن حاجط کہنے لگا:

الحمدللہ الذی له علینا الفضل والمن وهو اهله الذی جعلنا ملوکا ووهب لنااموالا عظاما نفعل فیها المعروف وجعلنا عزاهل المشرق واکثره عددا والیسر عده فمن مثلنا فی الناس السنا بروؤس فضلهم فمن فاخرنا فلیعدمثل لونشاء لاکثرناالکلام ولکن نجنا من الاکثار وانا نعرف بذلك اقوال هذا لان تاتوا بمثل قولنا واهل فضل مرنا۔

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس کا ہم پر احسان اور فضل ہے اور وہ اس کا اہل ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور ہم کو بے حد مال دیا جس سے ہم خیر خیرات کرتے ہیں اور ہم کو اہل مشرق میں عظیم بنایا بلحاظ آبادی کے ہم لوگ زیادہ ہیں قوت کے طاقتور ہیں سرزمین عرب میں کوئی شخص ہمارا ہم پلہ ہے؟ کیا ہم سردار نہیں؟ لوگوں سے افضل اور بہتر نہیں ہیں؟ جو شخص ہماری برابری کرنا چاہے گا اس پر لازم ہے کہ ہماری طرح وہ اپنی فضلیت کو شمار کرائے اگرچہ ہم اس سے کہیں زیادہ اپنے فضائل اور محاسن دکھلا سکتے ہیں لیکن ہم کو مبالغہ

❶......اس صلح نامہ کی مکمل عبارت امام ابوعبیدہ القاسم کی کتاب الاموال میں دیکھیے ص ۱۹۰ تا ۱۹۳۔

سے نفرت ہے حالانکہ ہم کو مبالغہ کرنا بھی آتا ہے۔

مختصر یہ کہ ہماری باتوں کا جواب دو اور ہماری فضلیت کا مقابلہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن الشماس کی طرف مخاطب ہو کر اشارہ فرمایا: قم فاجب الرجل فی خطبه (اٹھو اور اس خطبہ کا جواب دو) یہ حکم پاتے ہی بول چلے

الحمدلله الذى السموٰت والارض خلقه قضى امره ووسع كرسيه علمه ولم يك شىء قط الامن ثم كان من قدره ان جعله ملوكا واصطفى من خير خلقه فضله ثم كان من قدرته ان كان من قدرته ان جعلنا ملوكا وصطفى من خيره خلقه رسولا اكرمه نبيا نسبا و اصدقه حديثا وافضله حسبا فانزله عليه كتابه اوئتمنه على خلقه فكان خيرة الله من العالمين ثم دعاالناس الى الله ايمان به فامن برسول الله المهاجرون من قومه وذو رحمه اكرم الناس حسابا واحسن الاناس وجوهاو خيرالناس فعالا ثم كان اول الخلق اجابة واستجابة الله حسين دعا رسول الله نحن جخن انصارالله ووزراء رسول الله نقابل الناس حتى يؤمنوا بالله فمن امن بالله رسوله منع مناماله ودمه ومن كرفر جاهد ناه فى الله ابد اوكان قتله علينا يس نقول هذا واستغفرالله لى والمؤمنين والمؤمنات والسلام عليكم.

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لیے ہے آسمان وزمین اس نے پیدا کیے اور اس میں اپنا حکم جاری فرمایا اور اس کا علم اس کی کرسی کو گھیرے ہوئے ہے اور کوئی چیز نہ تھی کہ اس کے فضل سے سب چیزیں وجود میں آئیں پھر اس کی قدرت نے ہم کو بادشاہ بنایا اور ہم کو بہترین خلق سے ایک رسول برگزیدہ فرمایا اور ان سب سے باعتبار نسب کے بزرگ اور باعتبار باتوں کے ان میں نہایت سچا اور حسب کے اعتبار سے ان سے افضل ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی اور امین بنایا اس کو اپنے خلق پر پس یہ دنیا میں اللہ کو نیک بندوں سے ہیں پھر انہوں نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی پس مہاجرین رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے اور ان کی قوم اور رشتہ داروں میں سے وہ اعتبار حسب کے لوگوں میں سب بزرگ ہیں اور باعتبار وجاہت کے آدمیوں سے بہتر ہیں اور باعتبار کاموں کے دوسرے آدمیوں سے اچھے ہیں۔ سب سے پہلے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے تو ہم نے سمعا وطاعۃ قبول کیا ہم اللہ کے مددگار اور اس کے رسول کے وزراء لوگوں سے لڑتے ہیں تاکہ وہ ایمان لائیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے گا اس کے مال اور خون سے ہم باز رہیں گے اور جو انکار کرے گا اللہ کے واسطے اس سے ہم لڑیں گے اور اس کا قتل کرنا ہمارے لیے آسان ہوگا میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے لیے اور کل مؤمنین اور مؤمنات کے لیے اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور سلامتی ہو تم پر۔

اس خطبہ کے ختم ہونے پر ثابت بن قیس خطیب اسلام بیٹھ گئے اور زبرگان بن بدر بنوتمیم کا شاعر اٹھ کر قصیدہ پڑھنے لگا جس کا پہلا شعر یہ تھا:

نحن الكرام فلاحى معاد لنا ☆ منا الملوك وفينا تنصب العلم

ہم لوگ ایسے بزرگ ہیں کہ گویہ قبیلہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا بادشاہ بھی ہماری جماعت میں ہیں۔ اور جھنڈا بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔

اتفاق سے حضرت حسان اس وقت موجود نہ تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوتمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے بلایا ہے تو اپنے مکان سے اشعار پڑھتے ہوئے نکلے جس کا پہلا شعر یہ تھا:

منعنا رسول الله ادخل وسطنا ☆ على انفراض من معد وراغم

جب رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے معد (قریش کے خلاف انکے امداد کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ نے جواب دینے کا حکم دیا تو کھڑے ہوگئے کلام کو اس شعر سے شروع کیا۔

ان الذوائب من فهر واخوانهم ☆ قدبينوا سنة لناس تتبع

فہراوران کے بھائیوں میں سے وہب ہیں جنہوں نے ایک طریقہ نکالا ہے جس کی سب اتباع کرتے ہیں ابن ہشام نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ بنوتمیم کے شاعر نے میمنہ قصیدہ پڑھا تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے

اتیناك كما يعلم الناس فضلنا ☆ اذا احتلفوا عبدا احتضار المواسم

ہم تمہارے پاس آئے ہیں ہماری زندگی سب سے واقف ہے جس وقت کہ موسم حج میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

اهل المجد الا السود والعود والندى ☆ وجاه الملوك واحتمال العظائم

بزرگی صرف سرداری میں جونمر دی اور داد و دہش ہے اس کے پاس ملوک اور بڑے بڑے لوگ شرف حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں۔

بنوتمیم کے شاعر اپنے اشعار پہلی روایت کے اعتبار سے آٹھ اور دوسری روایت کے مطابق چار اور حسان بن ثابت کے اشعار اٹھارہ باعتبار پچھلی روایت سابق اور دوسری روایت کے لحاظ سے گیارہ تھے۔ (جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے)

ان میں سے عیینہ فتح مکہ، جنگ حنین اور طائف کے محاصرہ میں شریک تھے جو بعد ازاں بنوتمیم کے وفد کے ساتھ آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

اہل وفد کا تماشہ:...... جب وفد مسجد نبوی میں داخل ہوا تو انہوں نے حجروں کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی ان کی یہ حرکت ناپسندیدہ قرار پائی اور اس بارے میں قرآنی آیات اتریں جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے خطیب اور شاعر کے ساتھ آپ سے مفاخرہ اور مقابلہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ عطارد[1] نے خطبہ دیا اور اپنے قبیلہ کے فضائل بیان کیے پھر زبرکان بن بدر نے کچھ فخریہ اشعار پڑھے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس خزرجی کو بلایا اور انہوں نے خطبہ دیا پھر آپ نے حضرت حسان بن ثابت کو بلایا اور انہوں نے ان کے مقابلہ میں اشعار پڑھے بنوتمیم نے خطبہ شعر خوانی سرداری اور عقل و دانش ان سب باتوں میں اہل اسلام کی برتری کو تسلیم کرلیا اور کہا کہ اس شخص کو خدا کی تائید حاصل ہے اسکا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ہے اس کا شاعر ہمارے شاعر سے بہت بڑا ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ بلند ہیں پھر وہ مسلمان ہوگئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو انعام واکرام سے نوازا کیونکہ وفود کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہی دستور تھا کہ جب وہ آتے تھے تو آپ ﷺ ان کی میزبانی کرتے تھے اور خدمت فرماتے تھے اور جب رخصت ہوتے تو ان کو سفر کا توشہ عطا کرتے تھے۔

ملوک حمیر کا مکتوب:...... تبوک سے واپسی کے بعد رمضان ۹ ہجری کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو بادشاہوں کے خطوط ملے اس کے جواب میں آں حضرت ﷺ نے الحارث بن عبد کلال اور نعمان کے فرمان لکھوایا جو ذورعین ہمدان اور معافر کے بادشاہ تھے۔

زرعہ بن ذی یزن کا قاصد:...... اسی طرح زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرہ کو قاصد بنا کر بھیجا کہ ہم اسلام لا چکے ہیں اور شرک اور مشرکین سے الگ ہو چکے ہیں آں حضرت ﷺ نے اس کو خط لکھا اور معاذ بن جبل کو صدقات جمع کرنے کے لیے اس کے قاصد مالک بن مرہ کے ساتھ روانہ فرمایا اور معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں انہیں وصیت فرمائی۔

۹ ہجری کو متفرق واقعات:...... ذوالقعدہ ۹ ہجری میں عبداللہ بن ابی سلول مر گیا اور رسول اللہ ﷺ نے نجاشی (شاہ حبشہ) کی وفات کی خبر بھی سنائی جو غزوہ تبوک سے پہلے رجب ۹ ہجری میں انتقال کر چکے تھے۔

قبیلہ بہراء کا وفد:...... بہراء آیا جو تیرہ افراد پر مشتمل تھا یہ لوگ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے۔ حضرت مقداد انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس

[1]...... عطارد کا خطبہ اور اسکا جواب سیرۃ بن ہشام ج ۲ ص ۵۶۲ پر دیکھیں۔

لائے اور وہ مسلمان ہو گئے پھر رسول اللہ نے انہیں زادراہ عطا کیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر بنی البکاء کا وفد آیا جسمیں تین آدمی تھے۔

فزارہ کا وفد:......بنوفزارہ کا وفد آیا جس میں دس سے زیادہ افراد تھے خارجہ بن حصن اور اس کا بھتیجا حر بن قیس ان میں شامل تھا یہ سب لوگ مشرف باسلام ہو گئے۔

قبیلہ طئی:......قبیلہ طئی میں سے حضرت عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تبوک کی مہم سے پہلے ہی آں حضرت ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قبیلہ طیء کے علاقے کی طرف بھیجا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر لشکر کشی کی جسمیں حاتم مارا گیا اور اس کی بیٹی قید ہو گئی ان کے بت خانہ سے دو تلواریں مال غنیمت میں ملی جن کو حارث بن ابی شمر نے نذر و نیاز کے طور پر پیش کیا تھا عدی بن حاتم بھاگ کر قبیلہ قضاعہ کے ساتھ شام میں جاملا اور اپنے ہم مذہب نصاریٰ کی پناہ میں چلا گیا اور انہیں کے ہاں مقیم ہو گیا۔

حاتم طائی کی بیٹی:......جب حاتم کی بیٹی کو مدینہ لایا گیا تو اسے اس احاطہ میں ٹھہرایا گیا جو مسجد نبوی کے دروازے کے پاس تھا اور جہاں قیدی بند رکھے جاتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو حاتم کی بیٹی نے احسان کرنے کی درخواست کی آپ نے اسکی درخواست منظور کر لی اور اسے کہا کہ جلدی مت کر بلکہ کسی ثقہ اور معتبر کا انتظار کرو جو تمہیں تمہارے وطن پہنچا سکے اس کے بعد مجھ سے اجازت لے لینا۔

بنت حاتم کا قول:......حاتم کی بیٹی کا بیان ہے کہ میں ٹھہری رہی حتی کہ قضاعہ کے چند آدمی آئے میں چاہتی تھی کہ اپنے بھائی کے پاس شام چلی جاؤں چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ نے مجھے کپڑے عطا فرمائے سواری دی اور سفر کا توشہ مرحمت فرمایا چنانچہ میں قضاعہ کے ایک گروپ کے ساتھ روانہ ہوئی اور شام پہنچی جب عدی ان سے ملے تو انہوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی آخر کار عدی نے اپنی بہن سے پوچھا کہ آں حضرت کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے مشورہ دیا کہ انہیں آں حضرت ﷺ سے ملنا چاہیے چنانچہ عدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آں حضرت ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر اپنی مسند پر بٹھایا۔

عدی بن حاتم کا اسلام:......جب آں حضرت ﷺ راستہ میں تھے تو ایک عورت نے آپ کو روک دیا اور آپ کا لحاظ کرنے کے خیال سے ٹھہرے رہی اس سے عدی کو یقین ہو گیا کہ آں حضرت ﷺ بادشاہ نہیں ہیں بلکہ نبی ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے عدی سے فرمایا کہ تم اپنی قوم سے جو مرباع یعنی چوتھ لیتے ہو وہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے اس سے عدی کی بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا پھر آں حضرت ﷺ نے عدی سے کہا کہ اس دین میں داخل ہونے سے شاید تمہیں مسلمانوں کا فقر و فاقہ روکتا ہو مگر عنقریب دیکھنا کہ ان کے پاس مال اس کثرت سے ہو گا کہ کوئی فقیر لینے والا نہیں ہو گا یا شاید تمہیں یہ بات روکتی ہو کہ ان کے دشمن بہت ہیں اور تعداد بہت کم ہے خدا کی قسم! تم عنقریب سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اپنے اونٹ پر نکلے گی اور بلا خوف و خطر بیت الحرام کی زیارت کرے گی یا شاید تمہیں دین اسلام میں داخل ہونے سے یہ بات روک رہی ہو کہ اس وقت حکومت اور سلطنت غیروں کے ہاتھ میں ہے مگر تم عنقریب سنو گے کہ بابل کے سفید محلات بھی مسلمانوں نے فتح کر لیے ہیں یہ باتیں سن کر عدی مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔

سورۂ توبہ کا نزول:......پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر سورت براءت ❶ کی پہلی چالیس آیات نازل فرمائیں اور ان کے ذریعے سے وہ معاہدہ توڑ دیا کہ جو آں حضرت ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھا۔ نیز مشرکین کو حکم دیا گیا کہ وہ کسی کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکیں مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور بیت اللہ کا برہنہ طواف نہ کریں جن لوگوں نے عہد پورے کرنے میں کمی نہیں کی تھی ان کے بارے میں حکم دیا کہ مدت مقررہ تک ساتھ معاہدہ پورا کیا جائے باقی مشرکین کو عید قربان کے بعد چار ماہ کی مہلت دے دی گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ آیت دے کر بھیجا اور ان کو ایک سال لوگوں کو حج کرانے کا حکم دیا۔

مشرکین سے بیزاری کا اعلان بزبان حیدر:......جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آں حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

❶......اس سورت کو عام طور سے سورت توبہ کہا جاتا ہے۔

کو ان کے پیچھے بھیجا چنانچہ انہوں نے وہ آیات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے لیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے کہ شاید ان کے بارے میں قرآن مجید میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلوایا کہ کوئی چیز نازل نہیں ہوئی ہے مگر اس آیت کو ان تک صرف میں پہنچاؤں گا یا کوئی ایسا آدمی جو میرے خاندان سے ہو چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کرایا یہ لوگ پہلے رسوم جاہلیت ❶ کے پابند تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید الاضحیٰ کے دن عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ ان آیات کو جو وہ ساتھ لائے تھے۔

طبری کا قول ہے کہ اس سال میں صدقات فرض ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے: خذ من اموالھم صدقة تطھرھم و تزکیھم (سورت برائت:۱۰۳)

ضمام بن ثعلبہ کی آمد:......اسی سال ثعلبہ بن سعد اور سعد ہذیم کے فود آئے جو قبیلہ قضاعہ میں سے تھے۔

امام طبری نے لکھا ہے کہ اسی میں قبیلہ سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا سفیر بن کر بھیجا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دلا کر اسلام کے بارے میں پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید نماز، زکوٰۃ روزہ اور حج کا ایک ایک کر کے ذکر فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو چکے تو ضمام بن ثعلبہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہا کہ میں ان فرائض کو ادا کروں گا اور ان باتوں سے اجتناب کروں گا جن سے آپ نے منع فرمایا ہے ان پر نہ تو ایک ذرہ زیادہ کروں گا اور نہ کم جب وہ واپس چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو جنت میں داخل ہوگا پھر ضمام رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کی تمام قوم اس دن مسلمان ہو گئی جمہور کا یہ قول ہے کہ حضرت ضمام کا قصہ ۵ ہجری میں پیش آیا۔ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر حج کی روایت کا جواب:......ابن خلدون اور ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ توبہ کی آیت لے کر حج کے موسم میں بھیجا تھا مگر جس وقت یہ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سورۂ توبہ کی آیتیں لے لیں تو حضرت ابوبکر مدینہ واپس آئے تو پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق امیر حج بن کر گئے کتب سیر سے اس کی گواہی مناسب نہیں ملتی۔ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر روانہ کیا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے اس کے بعد سورۂ برائت کی پہلی چالیس آیتیں نازل ہوئیں آپ نے ان آیتوں کی تبلیغ کے لیے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو مقرر فرمایا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معرفت ان کو آپ نے بھیج دیا ہوتا آپ نے فرمایا میرے یا میرے خاندان والوں کے علاوہ کوئی شخص اس کی تبلیغ نہیں کر سکتا چنانچہ علی ابن ابی طالب رسول اللہ کی اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے رفتہ رفتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کروایا اور حضرت علی ابن ابی طالب نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۂ توبہ کی آیتیں سنائیں جو پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا علی الاعلان سنایا ابن قیم جوزی دمشقی نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد بقیہ رمضان شوال اور ذوالقعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ٹھہرے رہے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ فرمایا ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین سو مسلمانوں اور پچیس قربانی کے جانوروں کو لیکر روانہ ہوئے تھے بیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور پانچ انھوں نے اپنی طرف سے لیے ان کی روانگی کے بعد سورہ توبہ کی آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات سنانے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو روانہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس وقت عرج یا بروایت ابن عائذ اور قحسان یا بروایت مشہور ذوالحلیفہ میں تھے تو حضرت علی ابن ابی طالب پہنچ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تم امیر ہو یا مامور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مامور ہوں۔ ابن سعد کہتا ہے کہ اس کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور دریافت کیا استعملك رسول الله على الحج (آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا امیر بنایا ہے؟) قال علی لا ولكن بعثنى اقرء برائة على الناس وانبذالكل ذى عهد عهده (علی نے کہا کہ نہیں لیکن مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ برائت کی آیات سنانے کے لیے بھیجا ہے اور ہر ایک معاہدہ کے سامنے اس کے عہد کو پھینک دینے پر مقرر فرمایا ہے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ گئے، ابوبکر صدیق نے حج ادا کیا اور علی رضی اللہ عنہ نے یوم النحر کو کھڑے ہو کر سورۂ برائت کی آیات پڑھ کر فرمایا ''اے لوگو! جنت میں کوئی کافر نہیں

❶......اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر ج اص ۶۴۴) ❷......تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔

جائے گا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرنے پائے گا، کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہ کرنے پائے گا اور جس کا جو عہد رسول اللہ کے ساتھ ہے وہ اپنی مدت تک پورا کیا جائے گا''۔

اس بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ محض امیر حج بنا کر روانہ کیے گئے تھے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سورۂ توبہ کی آیات سنانے اور پیغام رسانی کی غرض سے بھیجے گئے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق مدینہ میں نہیں آئے بلکہ وہیں ان سے جو دریافت کرنا تھا دریافت کر لیا اور دونوں بزرگ ساتھ مکہ گئے اور اپنے اپنے کاموں کو انجام دیا مورخین کو اس واقعہ میں الفاظ ''ثم اردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلی ابن ابی طالب فامرہ ان یوذن ببرائت'' پھر نبی کریم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے علی ابن ابی طالب کو سورۂ برائت کے سنانے کے لیے بھیجا) کے الفاظ سے دھوکہ ہو گیا اور انھوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آیات برات دے کر بھیجا اسکے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو اس کے سنانے کا حکم دیا حالانکہ یہ واقعہ ایسا نہیں کہ بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اس غرض سے کہ وہ لوگوں کو سورۂ برات کی آیتیں سنائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بھیجنے کی غرض اور تھی اور علی رضی اللہ عنہ کے بھیجنے کی غرض اور تھی کسی شخص کا نافہمی سے یہ اعتراض کرنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام رسانی کے قابل نا سمجھ کر علی کو مامور فرمایا یہ خیال بازیچہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ (حکیم احمد تحسین)

وفود عرب ۱۰ھ

ربیع یا جمادی ۱۰ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو مجاہدین کے ساتھ نجران ❶ اور اس کے مضافات کی طرف بھیجا تا کہ حارث بن کعب کے قبیلہ کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور اگر وہ انکار کریں تو ان کے ساتھ لڑائی کریں مگر انہوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف اپنے قاصد بھیجے اور وہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دی۔

بنی حارث بن کعب کا وفد:..... آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ ان کا وفد لے کر آئیں چنانچہ حضرت خالد بن ولید حارث بن کعب کا وفد لے کر آئے جس میں قیس بن حصین ذوالغصہ ❷ یزید بن عبدالمدان یزید بن المحجل عبداللہ بن قراد زیادی شداد بن عبداللہ قنانی اور عمرو بن عبداللہ ضبابی شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بڑی عزت کی اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت کے زمانے میں اپنے دشمنوں پر کس طرح غالب آتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپس میں اکٹھے رہتے تھے غیر متحد ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوتے تھے اور کسی پر چڑھائی کرنے میں پہل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تم نے سچ کہا پھر وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قیس بن حصین کو امیر بنایا یہ لوگ ذوالقعدہ ۱۰ ہجری کی ابتداء میں واپس چلے گئے۔

عمرو بن حزم کو لکھوایا گیا عنوان:..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا جو بنو نجار کے خاندان سے تھے تا کہ انہیں دین سکھائیں اور سنت کی تعلیم دیں اور آں حضرت نے عمرو کے لیے ایک فرمان لکھ دیا اور اس میں اپنے احکام لکھوائے اور انہیں نجران کا عامل مقرر کر دیا یہ فرمان کتب سیرت ❸ میں مروی ہے اور فقہاء نے اپنے دلائل میں اس سے دلیل بھی لی جاتی ہے اور اس سے بہت سے فقہی احکام ثابت کیے ہیں اس فرمان کی عبادت یہ تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:.....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هـذا كتاب من الله ورسوله يايها الذين امنوا اوفوا بالعقود عهد من محمد النبى صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن حزم حين بعثه من اليمن امره بتقوالله فى امره كله فان الله مع الذين اتقوا و الذين هم محسنون و امره ان ياخذه

---

❶ ..... نجران یمن اور ہجر کے درمیان ایک شہر ہے۔ (معجم البلدان) ❷ ..... عبدالغصہ ایک نسخہ میں غلطی سے تحریر ہو گیا ہے جو صحیح نہیں دیکھیں سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۵۹۳ اور ان کو ذوالغصہ اس لیے کہتے تھے کہ جب یہ بات کرتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کہ اٹک اٹک کر باتیں کر رہے ہوں۔ ❸ ..... مثلاً (سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۰، ۵۹)۔

بالحق کماامره اللّٰه وان يبشر الناس بالخير ويامرهم طاهرون يخبر الناس بالذی لهم والذی عليهم ويلين للناس فی الحق ويشتدعليهم فی الظلم فان الله حرم لاظلم ونهی عنه فقال الا لعنة اللّٰه علی الظالمين .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرمان اللہ اوراس کے رسول کی طرف سے ہے اے مومنو! اپنے وعدہ کو پورا کرو یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرو بن حزم کے لیے عہد ہے جب اسے انہوں نے یمن کی طرف بھیجا میں اسے تمام باتوں میں اللہ خوف کرنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور نیکی کا کام کرتے ہیں میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ ہمیں حق بات میں گرفت کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اور لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور نیکی کا حکم دیں اور لوگوں کو قرآن سکھائیں اور سمجھائیں اور اس کو اس سے منع کریں کو یہ شخص بغیر پاکی کے قرآن نہ چھوئے۔

تمام لوگوں کے حقوق کی ادائیگی:......اور لوگوں کو بتائیں کہ ان کے حقوق اور فرائض کیا ہیں اور حق کے معاملہ میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور ظلم کرنے والوں پر سختی کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کرنے کو حرام کیا ہے اور اس سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

وان يبشر الناس بالجنة ويعملها ينذر الناس النار وعلمها ويستانف الناس حتی فقهوا فی الدين يعلم الناس يعلم معالم الحج وسننه وفرائضه وما امر الله به فی الحج الاصغر وهو العمرة وينهی الناس ان يصلی احد فی ثوب واحد صغير الاان يكون واسعا يثنی طرفيه علی عاتقيه ينهی ان يجتبی احدٌ فی ثوب واحد ويفضی بفرجه الی السماء وينهی ان يقص احد شعر راسه اذا عفافی قفاه .

حاکم مبلغ بھی ہے:......عمرو ابن حزم کو چاہیے کہ لوگوں کو خوشخبری سنائے اور اس کے حصول کا طریقہ بھی بتائے اور ان کو جہنم کی آگ سے بھی ڈرائے اور اس سے بچنے کا طریقہ بتائے لوگوں سے میل جول رکھے تاکہ وہ دین کو سمجھ سکیں لوگوں کو حج کی مناسک سکھائے اس کی سنتیں بھی اور فرائض بھی اور وہ بھی سکھائے جو اللہ نے حج اکبر اور حج اصغر (یعنی عمرہ) کے بارے میں حکم دیا ہے لوگوں کو اس بات سے روکے کہ کوئی شخص ایک چھوٹے سے کپڑے میں نماز پڑھے کپڑا ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے دونوں سرے موڑ کر اپنے کندھے پر باندھ سکے اور کوئی شخص صرف ایک کپڑا نہ لپیٹے تاکہ اس سے اس کی برہنگی ظاہر نہ ہو اور کوئی شخص سر کے بالوں کو نہ کٹائے جب انہیں سنت کے مطابق گدی پر بڑھالیا ہو۔

وينهی اذا كان بين الناس هيج عن الدعاء الی القبائل والعشائر لكن دعائهم الی وحده لا شريك له فمن لم يدع الی اللّٰه ودعا القبائل والعشائر فليعطفوه بالسيف حتی يكون دعاهم الی اله وحده لاشريك له .

مصائب میں صرف اللہ کو پکارا جائے:......جب لوگوں کے درمیان جوش اور ہنگامہ ہو تو عمرو بن حزم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اپنے قبائل کو پکارنے سے منع کرے۔ لوگوں کو چاہیے کہ صرف اللہ کو پکاریں جو اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اگر وہ اللہ کے بجائے اپنے قبائل کو پکاریں گے تو انکو تلوار کے ذریعے جھکاؤ یہاں تک کہ وہ صرف اللہ ہی کو پکاریں جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

يامر الناس باسباغ الوضوء فی وجوههم وايديهم الی المرافق وارجلهم الی الكعبين وان يمسحوا برؤسهم كما امرهم الله وامره بالصلاة لوقتها واتمام الركوع والسجود وان يغلس بالصبح ويهجر بالهاجرة حتی تميل الشمس والصلوة العصر والشمس فی الارض مدبرة والمغرب حين يقبل الليل لايؤخر حتی تبدو نجوم السماء والعشاء اول اليل وامر بالسعی الی الجمعة اذا نودی لها والغسل عند الرواح اليها .

وضو صحیح کرنے کا حکم:......اور وہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیں کہ وضو میں اپنا چہرہ دھوئیں اور ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا کریں

اور اپنے سروں پر مسح کے لیے ہاتھ پھیریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا ہے۔

نمازوں کے اوقات:......اور میں عمرو کو حکم دیتا ہوں کہ وہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے اس کے رکوع اور سجدہ کو پورا کرے صبح کی نماز گذشتہ رات کے اندھیرے میں ادا کرے اور ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی نماز جب کہ سایہ ڈھل چکا ہو اور نماز مغرب رات کی آمد پر اس کی ادائیگی میں دیر نہ کرے کہ آسمان پر ستارے نمودار ہو جائیں اور نماز عشاء کا وقت رات کے پہلے حصے میں ہے اور میں اسے حکم دیتا ہوں کہ جب نماز جمعہ کی اذان ہو تو اس کے لیے دوڑ کر یعنی تیزی سے جائے ❶ اور نماز کے لیے غسل کرے۔

وامره ان ياخذ من الغنائم خمس لله وما كنت على المؤمنين فى الصدقة من العقار عشر ما سقت العين اوسقت السمان وعلى ماسقى الغرب كل اربعين من البقرة وفى كل ثلاثين من الابل شاتان وفى كل عشرين اربع شياه وفى كل اربعين من البقرة وفى كل ثلاثين من البقرة تبيع او تبيعة جذع او جزعة وفى كل اربعين من الغنم سائمة وحدها شاة فانها فريضة الله التى افترض على المؤمنين فى الصدقة فمن زاد خيرفهو اخيرله .

صدقات واجبہ کی تفصیل:......اور میں حکم دیتا ہوں کہ مال غنیمت میں اللہ کے لیے خمس نکالے اور صدقہ جو مؤمنین پر فرض ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو زمین چشمہ یا پانی سے سیراب ہوتی ہے اس کی پیداوار میں سے عشر ہے اور جو زمین کنوئیں سے سیراب ہو اس کی پیداوار سے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ وصول کرے ہر دس اونٹ کا صدقہ (زکوۃ) دو بکریاں اور چالیس گایوں میں سے ایک گائے وصول کرے اور تیس گایوں میں سے ایک سال کا بچھڑا وصول کرے چالیس بکریوں میں سے ایک بکری وصول کرے یہ فریضہ ہے جو اللہ نے مؤمنین پر فرض کیا ہے زکوۃ کے طور پر جو شخص اس سے زیادہ ادا کرے تو اس کے لیے اور بھی اچھا ہے۔ ❷

وانه من اسلم من يهوى اونصرانى اسلاما خالصا من نفسه ودان بدين الاسلام فانه من المؤمنين له مثل مالهم وعليه ماعليهم ومن كان على نصرانية او يهودية فانه لا يرد عنها وعليه الجزية على كل حال من ❸ ذكر او انثى حر او عبد دينار واف او عرضه ثيابا فمن ادى ذلك فان له ذمة الله ورسوله ومن منع ذلك عدو الله ولرسوله وللمؤمنين جميعا وصلوات الله على محمد والسلام عليه ورحمة الله وبركاته .

ذمیوں کی ادائیگی کا لزوم:......جو یہودی یا عیسائی سچے دل سے مسلمان ہو جائے اور اسلام قبول کرے تو اس کا شمار مؤمنین میں ہوگا اس کے حقوق اور فرائض بھی وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنی عیسائیت اور یہودیت پر قائم رہے وہ مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس پر جزیہ کی ادائیگی لازمی ہوگی یعنی ہر بالغ مرد عورت کو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ایک پورا دینار (یعنی اشرفی دینا ضروری ہوگا یا اس کے بدلے اتنی قیمت کے کپڑے دیئے جائیں جو شخص اتنا جزیہ ادا کر دے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت وحمایت حاصل ہوگی اور جو ادا نہ کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام مؤمنین کا دشمن ہوگا اور اللہ کی خاص رحمتیں ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی سلامتی اور رحمت اور برکات بھی اس پر نازل ہوں۔

غسان کا وفد:......ماہ رمضان ۱۰ ہجری میں قبیلہ غسان کا وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا جو تین افراد پر مشتمل تھا اسلام قبول کرنے کے بعد یہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا اہل وفد نے اپنے اسلام کو ان سے چھپایا ان میں سے دو کا انتقال ہو گیا مگر جنگ یرموک کے موقع پر تیسرے شخص نے حضرت ابوعبیدہ سے ملاقات کی اور ان کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔

غسان عامر کا وفد:......قبیلہ عامر کا وفد بھی حاضر ہوا جس میں دس افراد تھے انہوں نے اسلام قبول کر کے دین کے احکامات سیکھے اور حضرت ابی بن

---

❶......دوڑ کر جانے کا مطلب یہ ہے کہ فوراً کوشش شروع کردے تیاری کرے اگر تیاری ہو تو مسجد کی طرف نکل جائے رکے نہیں۔ ثناء اللہ ❷......زکوۃ ایسے مال پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب اس پر سال گزر چکا ہو یعنی ملکیت میں آنے کے بعد سال گزر گیا ہو۔ ❸...... بیروت کے نسخہ میں عالم کے بجائے محتلم ہے۔ ثناء اللہ

کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھا اس کے بعد اپنی قوم میں واپس چلے گئے۔

سلامان کا وفد:......شوال میں قبیلہ سلامان کا وفد آیا جس میں سات افراد تھے اور جس کا سردار حبیب نامی شخص تھا انہوں نے بھی اسلام قبول کرنے کے بعد دین کے فرائض سیکھے اور اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔

قبیلہ ازد کا وفد:......اسی مہینے میں بنی ازد و جرش کی طرف سے دس افراد پر مشتمل ایک وفد آیا جس میں صرد بن عبداللہ ازدی شامل تھے یہ لوگ فروہ بن عمرو کے ہاں ٹھہرے ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرد کو ان لوگوں کا سردار مقرر کر دیا جو قبیلہ بنی ازد میں سے اسلام لائے تھے اور انہیں حکم دیا کہ آس پاس کے مشرکین کے ساتھ جہاد کریں۔

ازد والوں کا بھائی: ......چنانچہ حضرت فروہ نے جرس کا محاصرہ کر کے بنوخثعم اور دیگر یمنی قبائل کو گھیرے میں لے لیا جو وہاں آباد تھے۔ جب اہل یمن نے مسلمانوں کی لشکر کشی کا حال سنا تو وہ سب جرش میں جمع ہو گئے جو ایک مضبوط شہر تھا ایک ماہ کے بعد حضرت فروہ نے محاصرہ ختم کر دیا اہل یمن نے یہ سمجھ کر کہ وہ پسپا ہو گئے ہیں جبل شکر تک ان کا پیچھا کیا مگر حضرت فروہ نے صفیں درست کر کے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دے دی اہل جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیج رکھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن انہیں جبل شکر ❶ کی جنگ کی اطلاع فرمادی اور کہا کہ ان بدون الله لتنحر عنده الان یعنی اس وقت مسلمان قربانی کے موٹے جانور اس پہاڑ کے قریب ذبح کر رہے ہیں جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور انہیں یہ واقعہ سنایا تو وہ لوگ مسلمان ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شہر کے گرد و نواح کو ایک محفوظ و ممنوع علاقہ قرار دیا۔

ہمدان کا وفد:......اسی میں ہمدان کا قبیلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کی طرف بھیجا تھا کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خالد کے ہاں چھ ماہ تک ٹھہرے مگر ہمدان نے ان کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کی سرحد پر پہنچے تو اہل یمن مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے اور جنگ کے لیے صفیں باندھ لیں اور حضرت نے ان کو ڈرایا دھمکایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پڑھ کر سنایا چنانچہ اسی دن ہمدان کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ السلام علی ھمدان یعنی ہمدان پر سلامتی ہو۔

عمرو بن معدیکرب کا اسلام:......اس کے بعد اہل یمن یکے بعد دیگرے مسلمان ہونے لگے اور ان کے وفد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے عمرو بن معدیکرب زبیدی نے قیس بن مکشوح مرادی سے کہا کہ آؤ اس شخص کے پاس چلیں اس کی اصلیت ہم سے چھپ نہیں سکتی۔ مگر قیس نے انکار کیا عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہو گئے۔

بنوزبید کے سردار کا اسلام:......فروہ بن مسیک مرادی جو زبید کے سردار تھے (زبید ایک قبیلہ کا نام ہے اور یمن میں ایک شہر ہے) جو عمرو سے پہلے شاہان کندہ سے الگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو چکے تھے وہ حضرت سعد بن عبادہ کے ہاں ٹھہرے تھے۔ قرآن کی تعلیم پائی اور اسلام کے احکام سیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبائل مراد و زبید مذحج کا عامل مقرر کیا اور اس کے ہمراہ خالد بن سعید بن العاص کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک خالد ان کیساتھ یمن میں مقیم رہے۔

وفد عبدالقیس:......اسی دن قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا جن کا سردار جارود بن عمرو تھا۔ یہ لوگ عیسائی تھے مگر پھر مسلمان ہو گئے اور واپس چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عبدالقیس والے مرتد ہو گئے اور انہوں نے منذر بن نعمان کو اپنا بادشاہ بنا لیا جو الغرور کے لقب سے مشہور تھا مگر جارود اسلام پر ثابت قدم رہا اور ان کی روش قابل ستائش رہی اس سے پہلے کہ ان کا قبیلہ دائرہ اسلام میں آتا ان کی وفات ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے

❶ ......جبل شکر، جرش کے قریب یمن میں ایک پہاڑ ہے۔ (معجم البلدان)

پہلے علاء حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی کی طرف بھیجا منذر مسلمان گیا ہوا اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے ارتداد سے پہلے انتقال کر گیا۔علاء حضرمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بحرین کے امیر مقرر تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد:......اسی سن میں بنو حنیفہ کی طرف سے سولہ آدمیوں کا ایک وفد آیا جس میں مسیلمہ بن حبیب کذاب، رجال بن عنفوہ اور طلق بن علی بن قیس شامل تھے وفد کا سربراہ سلمان بن حنظلہ تھا یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت ابی بن کعب سے قرآن سیکھنے کے لیے چند دن ٹھہرے رجال قرآن سیکھتا، طلق اذان دیتا اور مسیلمہ اپنے ڈیرہ میں ہی رہتا تھا لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ مسیلمہ ڈیرے میں پڑا رہتا ہے آں حضرت ﷺ نے اسے اجازت دی اور فرمایا کہ جو شخص تمہارے مال واسباب کی حفاظت کرتا ہے اسے ہم سے کچھ برا کرنا مقصود نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسیلمہ نے کہا کہ آں حضرت ﷺ نے اس بات کو تسلیم کر لیا تھا کہ انکے انتقال کے بعد حکومت میری ہوگی۔اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور طلق نے اس کے حق میں گواہی دی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کو حکومت میں شریک کر لیا تھا اس طرح لوگ دفینہ میں پڑ گئے جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

کندہ کا وفد:......اسی سن میں کندہ کا وفد آیا جس میں دس آدمی سے کچھ زائد افراد تھے اور وفد کا سربراہ اشعث بن قیس تھا بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد ساٹھ بلکہ اسی تھی انہوں نے دیباج اور ریشم کے کپڑے پہن رکھے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس قسم کے لباس پہننا چھوڑ دیئے اشعث نے کہا کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں اور آپ ﷺ بھی آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں۔❶ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ نسب عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث کو دو یہ دونوں حضرات تاجر ہیں۔جب عرب علاقوں میں سفر کریں تو کہیں کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں اور اسی طریق سے عربوں کی نگاہ میں عزت پائیں گے یہ اس وجہ سے کہ اس کے ہاں نسب عورتوں کی طرف سے شمار ہوتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ نہیں ہم نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں ہم نسب کے معاملہ میں اپنی ماؤں کے پیچھے نہیں چلتے اور نہ ہی اپنے آباء سے دور رہتے ہیں اور نہ ہی ان کا انکار کرتے ہیں۔❷

حضر موت کا وفد:......کندہ کے وفد کے ساتھ حضر موت کا وفد آیا جو بنو ولیعہ پر مشتمل تھا ان کے سردار حمدہ، مخوس مشرح اور ابضعہ تھے جو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے مخوس نے درخواست کی کہ میری زبان کی لکنت دور ہو جائے۔

وائل بن حجر کی آمد:......وائل بن حجر اسلام قبول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے انہیں دعا خیر دی اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرا ان کی آمد کی خوشی میں آپ نے الصلوۃ جامعۃ کی منادی کرائی (اور نماز شکرانہ ادا کی) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے حرہ میں لے جا کر ٹھہرائیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعمیل حکم رسالت میں عجیب جذبہ:......حضرت وائل بن حجر اپنے اونٹ پر سوار تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پیادہ حضر موت نے ان سے کہا کہ مجھے اپنی جوتیاں دو تا کہ میں گرم زمین کی تپش سے بچ سکوں۔وائل نے جواب دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم وہ جوتیاں پہنو جو میں پہن چکا ہوں اہل یمن سن کر کیا کہیں گے کہ عام شخص نے بادشاہوں کی جاتیاں پہن رکھی ہیں پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کرالو تو وائل نے کہا کہ تم اس لائق نہیں کہ بادشاہوں کے پیچھے بیٹھ سکو۔پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اف زمین کی تپش سے میرے پاؤں جل رہے ہیں حضر موت وائل نے جواب دیا کہ میری اونٹنی کے سایہ میں چلو تمہاری عزت افزائی کے لیے یہی کافی ہے کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وائل ان کے دربار میں آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بڑی عزت سے پیش آئے۔❸

---

❶......اشعث نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ بھی آکل المرار کی اولاد میں سے ہیں۔یہ اس وجہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے راویوں میں سے ایک خاتون قبیلہ کندہ سے تھی مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عورتوں سے اپنی نسب نہیں چلاتے۔❷......اس مقام پر تاریخ ابن خلدون کے اکثر مطبوعہ نسخوں میں عبارت غلط چھپ گئی ہے صحیح عبارت یوں ہے: لا نقفوا امنا ولا ننتفی من ابینا۔❸......حضر موت وائل اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں شمار ہوتا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ گرم زمین میں پیدل چلتے رہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں اسی کی تفصیل آئی ہے۔(ثناء اللہ)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان:......رسول اللہ ﷺ نے وائل بن حجر کو مندرجہ ذیل فرمان عطا فرمایا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ تحریر ہے محمد النبی ﷺ کی طرف سے وائل بن حجر شاہ حضر موت کے نام اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو جو ملک اور قلعہ تمہارے قبضہ میں ہیں وہ تمہارے ہی پاس رہیں گے۔ ہر دس جانور میں سے ایک جانور بطور صدقہ لیا جائے گا۔ اور دو عادل آدمی صدقہ کی وصولی کی نگرانی کریں گے۔ اس بارے میں تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ اور مؤمنین اس بات پر گواہ ہیں۔ جو بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی وہ نہ تو پتلی دبلی ہو اور نہ موٹی تازہ بلکہ درمیانی درجہ کی ہو۔ اور سونے چاندی کی کانوں میں سے خمس ادا کیا جائے گا جو شخص کسی کنواری سے زنا کرے گا اسے ایک سو کوڑے لگاؤ اور اسے ایک سال کے لیے جلا وطن کر دو اور جو شخص کسی شادی شدہ عورت سے زنا کرے اسے سنگسار کر و احکام الٰہی کے جاری کرنے میں سستی نہ کرو ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور وائل بن حجر حضر موت کے تمام سرداروں کا حاکم اعلیٰ ہے۔

محارب کا وفد:......اسی سن میں قبیلہ مذحج کی ایک شاخ الرہاء کا وفد آیا جس میں پندرہ افراد تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گھوڑا پیش کیا وہ مسلمان ہو گئے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

اسی قبیلہ کے چند آدمی آئے اور دوبارہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا آں حضرت ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے ان کے لئے وصیت کی کہ انہیں خیبر کی آمد میں سے ایک سو وسق ❶ دیئے جائیں اور یہ مقدار کتیبہ کے گاؤں کی پیداوار سے ان کے لیے جاری رہے گی اس کے بعد انہوں نے یہ گاؤں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دیا۔

نجران کا وفد:......اسی سن میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا جس میں ستر سوار تھے ان کے وفد کے چیدہ چیدہ لوگوں میں سے (۱) امیر عاقب عبدالمسیح کندی (۲) اسقف ابو حارثہ (۳) اور سید ایہم تھے انہوں نے دین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بحث و مباحثہ کیا اس کے بعد سورہ آل عمران اور آیت مباہلہ اتری آں حضرت ﷺ نے ان سے مباہلہ کے لیے کہا مگر انہوں نے ڈر کے مارے مباہلہ سے گریز کیا اور صلح کی درخواست کر دی چنانچہ آپ ﷺ نے ان پر جزیہ کے طور پر ایک ہزار جوڑے صفر کے مہینے میں مقرر کیے نیز تیس زر ہیں تیس نیزے اور تیس گھوڑے بھی مقرر کیے انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک گورنر بھیج دیا جائے جو ان کے ہاں حاکم کے فرائض ادا کرے چنانچہ آں حضرت ﷺ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ساتھ بھیج دیا اسکے بعد عاقب اور سید ایہم آکر مسلمان ہو گئے۔

صدف کا وفد:......اسی سال حضر موت سے قبیلہ صدف کا وفد آیا جس میں دس سے کچھ زائد آدمی تھے اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے نماز کے اوقات سیکھے یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال کا ہے۔

عبس کا وفد:......اسی سال قبیلہ عبس کا وفد آیا اس کے بارے میں ابن الکلبی کا کہنا ہے کہ اس سے صرف ایک آدمی آیا تھا اسلام قبول کرنے کے بعد واپس لوٹا مگر راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

طبریؒ کے بیان کے مطابق حاتم طائی کا بیٹا عدی شعبان ۱۰ھ میں آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

خولان کا وفد:......اسی سال بنو خولان کا وفد آیا جس میں دس افراد تھے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنے بت کو توڑ ڈالا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر رفاعہ بن زید ضبیبی جو قبیلہ جذام سے تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک غلام جس کا نام مدعم تھا اس نے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں تحفہ پیش کیا رفاعہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک مکتوب لکھوایا تھا جس میں اس قبیلہ کو آپ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کی دعوت پر وہ لوگ مسلمان ہو گئے۔

زید بن حارثہ کی فوج کشی:......رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر ہرقل کے پاس بھیجا تھا جب وہ مال و اسباب لے کر واپس آرہے تھے جو ھنید بن عوض نے اپنی قوم بنو ضلیع کے ساتھ جو قبیلہ جذام کی ایک شاخ تھی ان پر حملہ کر کے سب کچھ لوٹ لیا۔ جب بنو ضبیب کے مسلمانوں کو یہ خبر ملی

❶......وسق: ایک اونٹ پر لاد کر جانے والا بوجھ تقریباً تین سو بیس پونڈ تک ہوتا ہے۔ ثناء اللہ

تو انہوں نے جو کچھ ھنید اور اس کے بیٹے نے لوٹا تھا واپس لے لیا اور حضرت دحیہ کے حوالے کر دیا حضرت دحیہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا چنانچہ آں حضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا مسلمانوں نے ان لوگوں پر حرۃ الرجلاء میں قضقاض کے مقام پر حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا ھنید اور اس کے بیٹے کو بہت سے لوگوں کے ساتھ قتل کر ڈالا ہنید کے ساتھ بنوضبیب کے بھی کچھ لوگ تھے اہل اسلام نے ان پر حملہ کیا اور بعض لوگ قتل ہو گئے۔

قیدیوں اور مال کی واپسی:......اس پر رفاعہ بن زید ابو زید بن عمرو اپنی کے دیگر لوگوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس واقعہ سے مطلع کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ قتل ہو گئے ہیں ان کے بارے میں کیا کروں؟

انہوں نے عرض کیا کہ جو لوگ زندہ ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے آں حضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو اونٹ پر سوار کر کے ان کے ہمراہ روانہ کیا اور تصدیق کے لئے انہیں اپنی تلوار مرحمت فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فیضاء کے مقام پر جا ملے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچایا کہ بنوضبیب کا مال واسباب واپس کر دیا جائے چنانچہ حضرت زید نے ان کا مال واپس کر دیا۔

عامر بن صعصعہ کا وفد:......اسی سال عامر بن صعصعہ کا وفد آیا جس میں عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ شامل تھے عامر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ''اے محمد! اپنے بعد مجھے اپنا جانشین بنا جاؤ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکومت تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے پھر عامر نے کا کہ اچھا صحرا کے خانہ بدوشوں کی حکومت میرے ہاتھ میں ہو اور شہریوں کی حکومت آپ کے پاس رہے رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا مگر ہاں میں تجھے سوار فوج کی سرداری دے سکتا ہوں کیونکہ تو اچھا شہسوار ہے عامر بولا کہ میں سوار اور پیادہ فوج کو لے کر آپ کی فوج پر چڑھائی کر دوں گا۔ جب عامر کا وفد واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی خدایا مجھے ان کے شر سے بچا خدایا عامر کو ہدایت دے اور اسلام کو عامر کی طرف سے بے خطر کر دے۔

عامر بن صعصعہ کی موت:......ابن اسحٰق اور طبری کا بیان ہے کہ عامر اور اربد کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ سے شہید کر ڈالیں مگر وہ اس بات پر قادر نہ ہو سکے یہ پورا قصہ محدثین نے بیان کیا ہے جب یہ لوگ اپنے علاقہ میں واپس گئے تو عامر کی گردن میں طاعون پھوٹ پڑا اور وہ راستہ ہی میں قبیلہ سلول کے ہاں مر گیا اور اس کا بھائی اربد بجلی گرنے سے ہلاک ہو گیا اس کے بعد علقمہ بن علاثہ عوف بن خالد اور اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

قبیلہ طئی کا وفد:......اسی سال قبیلہ طئی کا وفد آیا جس میں پندرہ افراد تھے ان کے سردار زید الخیل اور قبیصہ بن اسود تھے جو بنی نبہان میں سے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زید الخیل کا نام زید الخیر لکھ دیا اور اسے ایک کنواں اور اس کے ساتھ کچھ زمین عطا کی اور اس کے حق میں ایک فرمان لکھ دیا مگر زید الخیل واپسی کے دوران فوت ہو گیا۔

مسیلمہ کذاب کی رسول کریم ﷺ سے خط و کتابت:......اسی سال مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حکومت میں شریک ہوں۔ مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ مراسلہ بھیجا:

> من مسیلمة رسول اللّٰه الی محمد رسول اللّٰه سلام علیك فانی قد اشرکت فی الامر معك وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریش قوم لایعدلون۔
>
> مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سلام علیک حکومت میں تمہارا شریک ہوں آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ قریش ایک بے انصاف قوم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا جواب:......اس کا جواب رسول اللہ ﷺ نے یوں لکھوایا:

> بسم اللّٰه الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰه الی مسیلمة الکذاب سلام علی من ابتع الهدی امابعد

فان الارض للّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین .
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے امابعد! بے شک زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا تا ہے اور عاقبت کی بھلائی صرف پرہیزگاروں کے لیے ہے۔
طبری کا بیان ہے کہ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لا چکے تھے۔

حجۃ الوداع [1]

(ذوالحجہ ۱۰ ہجری)

رسول اللہ ﷺ مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے نکلے اس وقت ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے آپ ﷺ کے ہم سفر عرب کے شرفاء تھے اور ایک سواونٹ تھے جن پر کجاوے نہ تھے آں حضرت ﷺ مکہ میں ذوالحجہ کی چار تاریخ کو اتوار کے روز داخل ہوئے علی ابن ابی طالب جو اہل نجران کے ہاں سے صدقات لائے تھے وہیں مکہ میں آپ ﷺ سے آملے آپ ﷺ نے لوگوں کو حج کے مناسک اور طریقے سکھائے اور عرفات کے مقام پر لوگوں کو ایک خطبہ دیا چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد ونعت کے بعد فرمایا:

خطبہ حجۃ الوداع:......

یا یھا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعدعامی ھذا بھذا الموقف ابداایھا الناس ان دمائکم واموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمتکم یومکم ھذا وحرمۃ شھرکم ھذا وستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم وقد بلغت .
اے لوگوں! میری بات سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کیا اس سال کے بعد اس مقام پر تم سے آئندہ کبھی مل سکوں گا اے لوگو تمھارے خون اور تمھارے خون اور تمھارے مال تم پر قیامت تک اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ مہینہ تمھارے لیے حرام ہے عنقریب تم اپنے پروردگار کی طرف جاؤ گئے اور وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اور یادر ہے کہ میں اسے تمہیں فرمان الٰہی پہنچا دیا۔

امانت اور یہود کا حکم:.......

فمن کان عندہ امانۃ فلیودھاا لی من ائتمنہ علیھا وان کان ربافھو موضوع ولکم رئوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون قضی اللّٰہ انہ لا ربا ان ربا العباس بن عبدالمطلب موضوع کلہ .
جس شخص کے پاس کوئی امانت تو اسے اس کے مالک کے حوالے کردے اور اگر سود ہے تو وہ چھوڑ دیا جائے اور تمہارے لیے صرف راس المال ہے نہ تم کسی پر زیادتی کرو خدا کا حکم ہے کہ ربا کوئی چیز نہیں عباس ابن عبدالمطلب کا تمام ربا (سود) منسوخ ہے۔

غیرت اور برادری کے نام پر قتل کی ممانعت:......

وان کل دم فی الجاھلیۃ موضوع کلہ وان اول دم یوضع دم ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب (وکان مسترضعا فی بنی لیث فقتلہ بنو ھزیل وھو اول ماابرا من دم الجاھلیۃ .
ایام جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں سب سے پہلا خون جو چھوڑا جارہا ہے وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے ربیعہ بنو

[1] ......تفصیل کے لیے دیکھیں (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۷۲ اور صحیح مسلم شرح نووی ج ۸ ص ۱۷۰ اور تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۶۸ اور سیرۃ ابن ہشام ج ۲ ص ۶۰۱ اور البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص ۱۰۹ اور البدایۃ ج ۵ ص ۱۰۹، واقدی کی مغازی ج ۳ ص ۱۸۸)

لیث میں پرورش پر رہا تھا کہ قبیلہ ہذیل نے اسے مار ڈالا اور یہ جاہلیت کا وہ پہلا خون ہے جس کو میں چھوڑتا ہوں۔

شیطان سے تخویف:......

یـایها الناس ان الشیطان قد یئس من ان یعبدبارضکم هذا ابدا و لکنه رضی ان یطاع فیها سوی ذلك مما یحقرون من اعمالکم فاحذوره علی دینکم .

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ تمھارے ملک میں اس کی کبھی پوجا کی جائے لیکن وہ اس بات سے خوش ہے کہ پرستش کے سوا ان باتوں میں جن میں تم حقیر سمجھتے ہو اس کی اطاعت کی جائے گی لہٰذا اپنے دین کے بارے میں اس سے بچو۔

مقدس مہینے آگے پیچھے کرنے کی ممانعت:......

یـایهـا الـنـاس انـما النسیء زیادة فی الکفر یضل به الذین کفروا یحلونه عاما و یحرمونه عامالیواطئوا عدة ما حـرم الـلّـه فیحلوا ماحرم اللّٰه الا وان الزمان قد استدار کهیئته یوم خلق السمٰوٰت والارض وان عدة الشهور عـنـدالـلّـه اثـنـا عشر شهرا فی کتاب اللّٰه یوم خلق السمٰوٰت والارض منها اربعة حرم ثلاثة متوالیة ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب الفرد ❶ الذی بین جمادی وشعبان .

اے لوگو! نسی ❷ کفر میں زیادتی ہے اس کے ذریعہ جو لوگ کافر ہیں گمراہ کیے جاتے ہیں ایک سال تو اس مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور ایک سال حرام کر لیتے ہیں تا کہ ان مہینوں کا شمار پورا کر لیں جن کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے حلال کر لیں خبردار زمانہ چکر کاٹ کر اسی صورت پر آ گیا ہے جس میں اللہ نے آسمانوں کو پیدا کیا تھا مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے اللہ کی کتاب میں جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں چار مہینے حرام (یعنی مقدس) ہیں تین مہینے یعنی ذوالقعدہ ذوالحجہ تو مسلسل ہیں اور رجب اکیلا ہے جمادی اور شعبان کے درمیان۔

خواتین کے بارے میں خاص ہدایات:......

امـا بعدایهاالناس فان لکم علی نسائکم حقا ولهن علیکم حقا لکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا تکرهونه وعـلیهن ان لایاتین بفاحشة بینة ❸ فـان فـعـلـن فـان اللّٰه قد اذن لکم ان یهجروهن فی المضاجع وتضربوهن ضـربـا غیـر مبـرح فان انتهین فلهنم رزقهن و کسوتهن بالمعروف واستوصوا بالنساء خیرا فان هن عبدککم وعان ❹ لایمکن لانفسهن من الخیر شیئا وانکم انما اخذتموهن بامانة اللّٰه واستحللتم فروجهنبکلمة اللّٰه .

اے لوگو! تمہاری عورتوں پر تمہارا حق اور ان کا تم پر حق ہے تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ لٹائیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور برا کام نہ کریں اور اگر وہ برا کام کریں تو خدا کی طرف سے اجازت ہے کہ تم ان کو بستروں سے الگ رکھو اور ان کو ایسی مار مارو جن سے ان کا بدن نہ ٹوٹے اگر وہ باز آ جائیں تو ان کو کھانا کپڑا حسب معمول دو عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھ کے نیچے ہیں خود مختار ہیں بلکہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہوا ہے اور اللہ کے حکم سے وہ تمہارے لیے حلال ہوتی ہیں۔

قرآن وسنت پر عمل لازم کرلو:......

فـاعـقـلـوا ایهـا الـنـاس واسمعوا قولی فانی قد بلغت وقولی وترکت فیکم ماان استعصمتم به فلن تضلوا

---

❶ ......سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۶۰۴ میں رجب الفرد کے بجائے المضر تحریر کیا گیا ہے اور اس کو رجب المضر صرف اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ کیونکہ قبیلہ ربیعہ والے رمضان کا نام رجب رکھتے اور اس حرکت والا مہینہ تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ یہ رجب ربیعہ والوں کا رجب نہیں بلکہ مضر والوں کا رجب ہے جو اس کو اس صحیح جگہ پر رکھتے ہیں یعنی جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان۔ ❷ ......نسی اس عمل کو کہتے ہیں جو مشرکین مکہ اپنی مرضی سے مقدس مہینوں کے آگے یا پیچھے کرنے کا اعلان کر دیتے۔ ثناء اللہ۔

❸ ......ہمارے پاس موجودہ بیروں کے نسخے میں بفاحشۃ مبینۃ تحریر ہے۔ ❹ ...... عوان، عانیہ کی جمع ہے بمعنی قیدی۔ دیکھیں (سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۰۴

ابدا کتاب اللّٰہ و سنة نبیه .

اے لوگو! میری بات سنو اور سمجھو کیونکہ میں نے تمہیں اپنی بات پہنچا دی ہے اور تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ چیز کتاب اللہ اور سنت نبوی ﷺ ہے۔

مسلم اخوت و اکلِ حلال کی تبلیغ:......

ایها الناس اسمعوا قولی اعلموا ان کل مسلم اخو المسلم و ان المسلمین اخوة فلا تحل لامرئ مال اخیه الاما اعطاه ایاه عن طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الاقد بلغت .

اے لوگو! میری بات سنو اور جان لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی ہیں پس کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا مال حلال نہیں ہے علاوہ اسکے جو وہ خوشی سے اسے دے پس اپنے آپ پر ظلم نہ کیا کرو میں نے حکم الٰہی پہنچا دیا ہے؟

فذکر انهم قالوا اللّٰهم نعم قال رسول اللّٰه اللّٰهم اشهد لوگوں نے کہا ہاں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو اس بات پر گواہ ہے۔

یہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے اور حجۃ الوداع بھی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کو بعد پھر حج نہیں کیا اس سے پہلے آپ ﷺ دو حج کر چکے تھے حجۃ الوداع کے ساتھ ساتھ آپ نے عمرہ بھی ادا فرمایا پس یہ تین حج ہوئے ذوالحجہ ۱۰ ہجری کے آخری دونوں میں آپ مدینہ میں تشریف لے گئے۔

آنحضرت ﷺ کے گورنر

باذان جو کسریٰ کی طرف سے یمن کا حاکم تھا جب مسلمان ہوا اور اس کے ساتھ اہل یمن بھی مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے یمن کے تمام علاقوں کا امیر بنا دیا اور جب تک وہ زندہ رہا کوئی شخص اس کی حکومت میں شریک نہ ہوا جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو انہیں باذان کی وفات کی خبر ملی چنانچہ آپ ﷺ نے یمن کی ذمہ داری کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیا۔

شہر بن باذان گورنر صنعاء:......اس کے بیٹے شہر بن باذان کو صنعاء کا گورنر بنایا ابو موسیٰ اشعری کو مارب کا اور یعلی بن امیہ کو جند کا گورنر بنایا اس طرح آپ ﷺ نے قبیلہ ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی کو اور عک اور اشعریین پر طاہر ابن ابی ہالہ کو گورنر مقرر فرمایا اور نجران رمعہ اور زبید کا درمیانی علاقہ خالد بن سعید بن العاص کو عطا فرمایا اور نجران پر عمرو بن حزم کو حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور بن اصغر غوثی کو اور معاویہ بن کندہ پر عبداللہ مہاجر بن ابی امیہ کو گورنر مقرر فرمایا مگر مہاجر بن امیہ بیمار ہو گئے اور اپنی ذمہ داری پر نہ جا سکے تو ان کی جگہ زیاد بن لبید کو بھیجا گیا۔

نجران طئی اور بحرین سے صدقات کی وصولی:......رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن اور حضرموت والوں کی تعلیم کے لیے بھیجا اس سے پہلے آپ ﷺ حضرت عدی بن حاتم کو قبیلہ طئی اور اسد کے صدقات اور مالک بن نویرہ کو بنو حنظلہ کے صدقات جمع کرنے کے لیے بھیج چکے تھے۔ بنو سعد کے صدقات کی وصولی کی ذمہ داری آپ ﷺ نے اسی قبیلہ کے دو آدمیوں میں تقسیم کر دی۔ آپ ﷺ نے علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو نجران کی طرف تاکہ ان کے صدقات اور جزیہ مال جمع کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کریں چنانچہ واپسی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے آ ملے جیسا کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت اسامہ کا لشکر:......ذوالحجہ ۱۰ ہجری کے آخر میں جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے تو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو شام پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا اور اپنے خادم اسامہ بن زید بن حارثہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ بلقاء اور داروم کے علاقوں میں اردن (فلسطین) اور حدود شام تک فوج کشی کریں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیاری کی اور بہت سے مہاجرین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب صحابہ مہم کے لیے تیار ہو رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ علیل ہو گئے اور اس مرض میں مبتلا ہو گئے جس میں آخر کار آپ ﷺ رحمت الٰہی سے جا ملے منافقین نے حضرت

اسامہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔

اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی خبر:......اسی اثناء میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے مرتد واور دعوائے نبوت کی خبر پہنچی چنانچہ رسول اللہ ﷺ جو سر درد میں مبتلا تھے سر پر پٹی باندھے ہوئے گھر سے نکلے اور فرمایا کہ میں نے کل رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بازوؤں میں سونے کے دو کنگن ہیں میں نے انہیں ناپسند کیا اور اتار پھینکا میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ وہ یہی دو کذاب ہیں یمامہ والا اور یمن والا مجھے خبر ملی ہے کہ بعض لوگ اسامہ کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اگر اس کا باپ سرداری کے لائق تھا تو اس کا بیٹا بھی سرداری کے لائق ہے لہٰذا روانہ ہو جاؤ چنانچہ یہ حکم سن کر حضرت اسامہ روانہ ہو گئے اور جرف کے مقام پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ کی علالت شدت اختیار کر گئی اور اس سے پہلے کہ اسامہ شام کی طرف روانہ ہوں آنحضرت ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما گئے (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

اسود عنسی کی بغاوت:......اسود عنسی جس کا نام عبہلہ بن کعب اور لقب ذوالخمار ایک شعبدہ باز کاہن تھا جو لوگوں کو عجیب وغریب کرتب دکھلایا کرتا تھا اور اپنی شیریں کلامی سے لوگوں کے دل کو موہ لیتا تھا اس کا گھر لہف بن خابن میں تھا وہیں پیدا ہوا اور وہیں اس نے نشو ونما پائی اس کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور قبیلہ مذحج کے لوگوں نے اس کے دعوی کو قبول کر لیا اہل نجران نے بھی اس کا ساتھ دیا اور بغاوت کر کے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو وہاں سے نکال دیا اور اسود کو نجران کی حکومت حوالے کر دی اسی طرح قیس بن مسیک کو قبیلہ مراد کے علاقہ سے نکال دیا۔

اسود عنسی کا صنعاء پر حملہ:......پھر اسود عنسی نے سات سو سواروں کے ساتھ شہر بن باذان حاکم صنعاء پر حملہ کر دیا اور اسے شکست دے کر شہید کر دیا پھر صنعاء اور حضر موت کے تمام درمیانی علاقہ پر عدن تک غالب ہو گیا۔

اس کا اثر ونفوذ آگ کے شعلہ کی طرح پھیلتا چلا گیا جس سے یمن کے بے شمار لوگ اسلام سے پھر گئے اور باقی ماندہ مسلمانوں نے ان کے سامنے اپنے دین کو چھپایا۔

عمرو بن معدیکرب کی بغاوت:......عمرو بن معدی کرب پہلے خالد بن سعید کے ساتھ تھا مگر اس کے بعد اس نے خالد کی مخالفت اختیار کر کے اسود کے دعوے کو قبول کر لیا۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے پر چڑھائی کر دی اور اب دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا تو حضرت خالد نے اس کی تلوار توڑ ڈالی۔ اس پر عمرو اپنے گھوڑے پر سے اتر کر بھاگ گیا اور آخر کار اسود سے جاملا جس نے اسے قبیلہ مذحج کا گورنر بنا دیا۔ اسود کے لشکر کی کمان قیس بن عبدیغوث کے ہاتھ میں تھی اور ایرانیوں کے سردار فیروز اور دادویہ تھے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یمن سے فرار ہونا:......اسود نے شہر بن حوشب بن باذان کی بیوہ سے شادی کر لی اور اس کی حکومت خوب مضبوط ہو گئی معاذ بن جبل یمن سے بھاگ نکلے اور جب ان کا گزر ابوموسیٰ کے پاس سے ہوا جو اس وقت مارب میں تھے تو وہ بھی حضرت معاذ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے اور دونوں حضر موت پر پہنچ گئے حضرموت معاذ قبیلہ سکون میں اور موسیٰ سکاسک میں ٹھہر گئے۔ حضرت عمرو بن حزم اور خالد بن سعید مدینہ پہنچ گئے اور طاہر بن ابی ہالہ قبیلہ عک کے علاقہ میں مقیم ہو گئے۔

اسود عنسی کی اپنوں سے بدسلوکی:......جب اسود کی حکومت یمن میں خوب مضبوط ہو گئی تو اس نے قیس بن عبدیغوث، فیروز اور دادویہ کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرنا شروع کر دیا شہر بن باذان کی بیوہ جس سے اسود نے شہر بن باذان کے قتل کے بعد شادی کر لی تھی فیروز کی چچازاد بہن تھی اور اس کا نام آزاد تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کو خصوصی پیغام:......جب رسول اللہ ﷺ کو ان واقعات کی خبر ملی تو آں حضرت ﷺ نے وبر بن یحنس کے ہاتھ ابناء (یعنی یمن کے ایرانیوں) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ یا تو کسی تدبیر سے اسود کا خاتمہ کر دیں اور یا علی الاعلان اس سے ٹکر لیں۔ اور جو شخص صاحب ہمت اور صاحب عزیمت اور صاحب ایمان ہوا سے بھی یہ پیغام پہنچا دیں چنانچہ حضرت معاذ اور ایرانی ابناء اس مہم کیلئے تیار ہو گئے اور انہوں نے قیس بن عبدیغوث کو بھی اس کام میں شریک کر لیا پھر فیروز اسود کی بیوی جو اس کی چچازاد بہن تھی کے

پاس گئے اور وہ بھی اسود کے قتل کی سازش میں ان کے ساتھ شریک ہو گئی۔

شیطان کی جاسوسی اور اسود عنسی کا قتل:...... نبی کریم ﷺ نے عامر بن شہر ہمدانی کو خط لکھا اور جریر بن عبداللہ کو ذوالکلاع، ذو مران اور ذو ظلیم کی طرف بھیجا اور وادی نجران کے عربوں اور نصاریٰ کی طرف بھی انہیں جانے کا حکم دیا یہ سب لوگ اسد کے مقابلہ کے لیے ایک مقام پر جمع ہو گئے اسود کے شیطان نے اطلاع دی کہ قیس، فیروز دادویہ اس سے غداری کرنے والے ہیں چنانچہ اس نے انہیں سخت سست کہا اور ان کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس پر وہ بھاگ کر اس کی بیوی کے پاس چلے گئے جو ان کے ساتھ سازش میں شریک ہو گئی اور یہ طے پایا کہ وہ گھر کے پچھلے حصے میں نقب لگا کر اندر داخل ہو جائیں اور رات کے وقت اسے موت کے گھاٹ اتادیں چنانچہ قیس نے فیروز کے ساتھ اندر داخل ہو کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اسے ذبح کر دیا جب صبح ہوئی تو دادویہ نے اسلامی طریقہ سے اذان دی اور وبر بن یحنس نے نماز پڑھائی تو مسلمانوں اور کافروں میں ہیجان پیدا ہو گیا اور لوگوں میں کھلبلی مچ گئی اسود کے بہت سے ساتھیوں نے مسلمانوں کے بچے اغواء کر لیے اور شہر سے نکل بھاگے اور اپنے بہت سے بچے چھوڑ گئے۔ پھر آپس میں خط و کتابت کے بعد انہوں نے وہ بچے جو ان کے قبضہ میں تھے ایک دوسرے کو واپس کر دیئے اور صنعاء اور نجران کے درمیان آمد و رفت جاری ہو گئی۔

آخر کار صنعاء اور جند کے مقامات نے اسود کے ساتھیوں سے چھٹکارا پایا اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی اپنی ذمہ داریوں کی طرف واپس آ گئے ہر ایک نے صنعاء کی حکومت کی خواہش کی مگر آخر کار حضرت معاذ اتفاق رائے سے وہاں کے گورنر قرار پائے اور ان کے پیش امام بنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو ان حالات کی خبر دی مگر آں حضرت ﷺ کو اس واقعہ کی بذریعہ وحی پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی چنانچہ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کل رات اسود عنسی مارا گیا اس کو ایک مبارک شخص نے قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اس کے بعد یمن سے قاصد آیا مگر اس وقت تک رسول اللہ ﷺ وفات پا چکے تھے۔

مدعیانِ نبوت:...... حجۃ الوداع کی ادائیگی کے بعد جب رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس آئے تو آپ ﷺ بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری کی خبر چاروں طرف پھیل گئی چنانچہ اسود عنسی یمن میں اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اسی طرح مسیلمہ کذاب نے یمامہ کے علاقے میں اور طلحہ بن خویلد نے قبیلہ اسد میں نبوت کا دعویٰ کر دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کے خالف اعلان جنگ فرمایا اور اپنے عاملوں کی طرف قاصد بھیجے اور ان کے قبیلوں میں سے جو لوگ ابھی تک اسلام پر ثابت قدم تھے ان کو پیغام دیا کہ ان جھوٹے مدعیوں کے خلاف جہاد کرنے میں پوری کوشش کریں چنانچہ اسود عنسی آں حضرت ﷺ کی وفات سے ایک دن پہلے مارا گیا۔

بیماری کے باوجود آپ ﷺ کی محنت:...... اگرچہ آپ ﷺ علیل تھے مگر علالت کے باوجود آپ ﷺ احکام خداوندی کی تعلیم اور دین اسلام کی حمایت میں بدستور مشغول و مصروف رہے چنانچہ آپ ﷺ نے ان کذابوں کے گرد و نواح کے مسلمانوں کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا آں حضرت ﷺ کی خدمت میں مسیلمہ کا ایک مراسلہ موصول ہوا اور آپ ﷺ نے اس کا جواب تحریر فرمایا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے طلیحہ کا بھتیجا بھی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور صلح کی درخواست کی مگر رسول اللہ ﷺ نے طلیحہ [1] کو بددعا دی اور آپ کی وفات کے بعد ان مرتد باغیوں کے بارے میں جو حکم خداوندی تھا پورا ہو کر رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات

رسول اللہ ﷺ کی علالت:...... اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہی رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کر کے انہیں ان کی موت کی خبر دے دی تھی۔

[1] ...... بعض مؤرخین کے مطابق اسدی کو توبہ کی توفیق ہو گئی تھی اور اس نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگوں میں بھی حصہ لیا ملاحظہ فرمائیں ''سچی توبہ کرنے والے'' مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔ ثناء اللہ

اذاجاء نصر الله والفتح .ورائيت الناس يدخلون في دين الله افواجا. فسبح بحمدربك واستغفره انه كان توابا.

ابھی ماہ صفر کے دو دن باقی تھے کہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہوئی اس دوران میں آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس باری باری جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے بات کی اجازت طلب کی کہ بیماری کے ایام آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گزاریں چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس بات کی اجازت دے دی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب:......ایک دن آپ ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو خطاب کیا انکو چھوڑ کر پھر آپ نے شہداء احد پر نماز پڑھی اور ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور ان سے کہا کہ: ان عبدا من عباد الله خيره الله بين الدنيا و بين ماعنده فاختار ماعنده

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ دنیا اور خدا کی حضوری میں سے ایک چیز کو چن لے اور اس کے بندے نے ان کی حاضری کو پسند کر لیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا مطلب سمجھ گئے اور رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے بدلے اپنی جانیں اور اپنی اولاد فدیہ کر دیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! صبر اختیار کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا ❶ اور ان کو مرحبا کہا اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ ﷺ نے ان کو دعا خیر دی اور کہا

اوصيكم بتقوى الله اوصى الله بكم واستحلفه عليكم واودعكم اليه انى لكم نذير و بشير الا تعلوا على الله فى بلاده وعباده فانه قال لى ولكم تلك الدار الاخرة نجعلهاللذين لايريدون علوا فى الارض ولا فسادو العاقبة للمتقين وقال اليس فى جهنم مثوى للمتكبرين

میں تمہیں خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کو تمہارے حق میں وصیت کرتا ہوں اسے تمہارے نگہبان بناتا ہوں اور تمہیں اس کے سپرد کرتا ہوں بے شک میں تمہارے لیے نذیر و بشیر ہوں خبردار اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں پر ظلم نہ کرنا کیونکہ اس نے مجھ سے اور تم سے فرمایا ہے کہ وہ دار آخرت جس کو تم نے ان لوگوں کے لیے بنایا ہے جو دنیا میں تکبر اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور انجام کی بھلائی پرہیزگاروں کے لیے ہے نیز آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

غسل کفن کے بارے میں وضاحت:......پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو غسل دینے کے متعلق معلوم کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے خاندان میں جو لوگ سب سے زیادہ قریب ہیں پھر انہوں نے کفن کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے ان کپڑوں میں یا مصری کپڑوں میں یا یمنی کپڑوں میں کفن دیا جائے پھر انہوں نے نماز جنازہ کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے حجرہ میں تختہ پر ڈال کر میری قبر کے کنارے رکھ دینا پھر کچھ دیر کے لیے باہر چلے جانا تاکہ فرشتے مجھ پر نماز پڑھیں پھر انہوں نے سوال کیا کہ آپ ﷺ کو قبر میں کون اتارے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ میرے خاندان والے۔

واقعہ قرطاس:......پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوات کاغذ لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جھگڑ پڑے ❷ بعض نے کہا کہ آپ ﷺ بڑبڑا رہے ہیں۔

کچھ وصیتیں:......آپ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت کی (۱) یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دیا جائے۔ (۲) عرب قبیلوں کے جو وفد آئیں ان کو ویسا ہی سفر کا توشہ دیا جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ خود دیا کرتے تھے تیسری بات پر آپ خاموش ہو گئے یا اسے راوی بھول گیا۔ ❸

آپ ﷺ نے انصار کے بارے میں وصیت کی اور فرمایا کہ وہ میرے مددگار اور رازدار ہیں جن کے ہاں میں نے پناہ لی لہٰذا انکے صاحب کرم لوگوں کی عزت کرو اور ان کے خطا کار لوگوں سے درگزر کرو اے جماعت مہاجرین تم لوگ بڑھتے چلے گئے مگر انصار نہیں بڑھے۔

❶......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع فرمایا۔ (طبری ج ۳ ص ۱۹۱) ❷......بیروت کے نسخے میں اس مقام پر تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹۱ کے حوالے سے یہ اضافہ ہے کہ کسی نبی کے نزدیک جھگڑا کرنا مناسب نہیں ہے۔ ❸......خاموشی کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے اور راوی کے بھولنے کی نسبت حضرت سعید بن جبیر کی طرف کی جاتی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے (صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۲۵۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان:...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کے ان تمام دروازوں کو بند کر دیں سوائے ابوبکر کے دروازے کے کیونکہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جس نے مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر احسان کیا ہو اگر میں کسی شخص کو خلیل بناتا ہوں تو ابوبکر کو خلیل بناتا ہوں لیکن اخوت اور ایمان کی دوستی کافی ہے یہاں تک کہ خدا ہم سب کو اپنے ہاں جمع کر لے۔

مرض میں شدت:...... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض نے شدت اختیار کر لی اور آپ بے ہوش ہو گئے اور آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد اور اہل خانہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ جمع ہو گئے جب نماز کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ ایک نرم دل شخص ہیں اس قابل نہیں کہ آپ کی جگہ کھڑے ہو سکیں عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیجیے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہی نماز پڑھائی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر نکلے جب ابوبکر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھینچ کر وہیں ان کی جگہ پر کھڑا کر دیا اور نماز میں جہاں تک حضرت ابوبکر پہنچے تھے وہیں سے آپ نے نماز ادا فرمائی اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر نماز پڑھاتے رہے اور باقی لوگ ان کی اقتدا کرتے رہے کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس طرح سترہ نمازیں پڑھیں۔ حالت نزع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ پانی بھرے پیالے میں ڈالتے اور اپنے چہرے پر پھیرتے جاتے اور فرماتے ''اللھم اعنی علی سکرات الموت'' بار خدا سکرات موت میں میری مدد فرما۔

یوم وفات:...... جب پیر کا دن آیا (جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے واپس اپنی جگہ پر لوٹا دیا اور خود ان کے دائیں ہاتھ بیٹھ کر نماز ادا کی پھر نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور ان کو وعظ و نصیحت فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وعظ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے لگتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہو گئے ہیں جیسا کہ ہم چاہتے تھے اس کے بعد وہ اپنے اہل عیال کے پاس چلے گئے جو سخ ❶ کے مقام پر رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے واپس آ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لیٹ گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں ایک تازہ مسواک تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے مسواک کو چبا کر یہاں تک کہ وہ نرم ہو گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دانتوں پر پھیرا اور پھر چھوڑ دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ میری گود میں بھاری ہو گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نگاہ ڈالی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ان کی آنکھیں پتھرا کر چھت سے لگ گئیں ہیں اور وہ فرما رہے ہیں کہ'' **الرفیق الاعلیٰ من الجنۃ** ''پس میں سمجھ گئی کہ انہیں اختیار دیا گیا ہے اور انہوں نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو اختیار فرما لیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال میرے سینے اور حلق کے درمیان ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال پیر کے دن کو دوپہر کے وقت ربیع الاول کی دوسری تاریخ کو ہوا اور اگلے دن منگل کو دوپہر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہوئے۔

وفات نبوی کا اعلان:...... جب لوگوں کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اعلان ہوا تو اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے کیونکہ وہ اپنے اہل وعیال کے پاس سخ کے محلّہ میں گئے ہوئے تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ منافقین میں سے بعض کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں حالانکہ ان کی وفات نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے پاس گئے ہوئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ یقیناً واپس آئیں اور منافقین کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ ❷

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد:...... جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر ملی تو وہ ان کے حجرہ میں داخل ہوئے اور کپڑا اٹھا کر ان کے چہرے کو بوسہ دیا اور کہا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر کار اس موت کا ذائقہ چکھا جس کو اللہ

❶...... سخ مدینہ کے مضافات میں ایک محلّہ تھا جہاں حضرت ابوبکر ان دنوں ملیکہ کے ساتھ شادی کرنے کے بعد مقیم تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۳) ❷...... سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۶۵۵

تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر فرمایا تھا اس کے بعد آپ ﷺ پر کوئی موت طاری نہ ہوگی'' پھر آپ باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ وہی کلمات کہہ رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا خاموش رہو مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات پر کان نہ دھرا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو شخص محمد کی پرستش کرتا تھا تو بے شک محمد ﷺ وفات پا گئے مگر جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو بے شک اللہ زندہ ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی پھر آپ رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تلاوت کی

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین.

یعنی محمد ﷺ اللہ کے محض ایک پیغمبر ہیں اس سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں پس اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو کیا تم اپنے قدموں پر پھر جاؤ گے (یعنی دوبارہ مشرک ہوجاؤ گے) اور جو شخص اپنے پاؤں پر پھر جائے گا تو وہ اللہ عنقریب شکر گزار لوگوں کو جزا دے گا۔

مسلمانوں کی حالت کی تبدیلی:......جب مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے یہ آیت سنیں تو انہوں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا انہیں اس کے نازل ہونے کا علم نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب میں نے حضرت ابوبکر کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو ایں زمیں پر گر پڑا اور میرے پاؤں تھرا گئے اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ انتقال کر فرما گئے ہیں ❶ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ آیت بھی پڑھی تھی: انک میت وانہم میتون (یعنی اے نبی بے شک آپ کو موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں) جب لوگ اس پریشانی کی حالت میں تھے تو ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور یہ خبر لایا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدی میں سعد بن عبادہ کی بیعت کے لیے جمع ہوئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر قریش میں سے ہو یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین ان کی طرف چل دیئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے فضل اور قثم اور حضرت اسامہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو پیٹھ کے بل لٹا کر غسل دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بیٹے آپ کی کروٹ بدلتے رہے اور اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قمیض کے اندر سے بدن مل رہے تھے مگر ان کے بشرہ تک نہیں پہنچے تھے مذکورہ بالا صحابہ کرام غسل سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مختلف رائے رکھتے تھے مگر ان کو اونگھ آ گئی اور جب ہوش آیا تو گھر کے باہر سے آواز آئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے کپڑوں میں غسل دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر انہیں وہ صحاری ❷ کپڑوں اور ایک یمنی چادر میں کفنایا گیا۔

قبر مبارک کی کھدائی:......اس کے بعد انہوں نے دو قبر کھودنے والوں کو بلایا ان میں سے ایک شخص لحد ❸ بناتا تھا اور دوسرا سیدھی قبر کھودتا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی طرف آدمی بھیجا اور دعا کی کہ اے اللہ! اپنے رسول اللہ کے لیے جو خود ہی انتخاب فرمالے چنانچہ ابوطلحہ زید بن سہل پہلے آ گئے جو اہل مدینہ کے لیے لحد والی قبر کھودتے تھے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی لحد والی قبر بنائی۔

تدفین اور تاریخ وفات:......جب سہ شنبہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کے جسد مبارک کو ایک چارپائی پر رکھا پھر ان کے درمیان اس بات پر اختلاف ہوا کہ آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے یا آپ کے گھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاں کسی نبی کی روح قبض کی جاتی ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے چنانچہ آپ ﷺ کا بستر اٹھایا گیا اور اسکے نیچے آپ ﷺ کی قبر کھودی گئی پھر یہ لوگ گروپ کی صورت میں داخل ہوتے اور آپ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھتے پہلے مرد داخل ہوئے پھر عورتیں نوجوان پھر غلام کوئی شخص دوسرے کی امامت نہیں کرتا تھا۔ آپ ﷺ بدھ کی رات کو نصف شب میں دفن کیے گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول کا ہے جب کہ

---

❶......سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۶۵۵۔ ❷......صحاری یمن میں ایک گاؤں تھا جو کپڑے بنانے کے لیے مشہور تھا۔ ❸......لحد بغلی قبر کو کہتے ہیں گڑھا کھود کر اس کی ایک طرف ایک طاق سی قبر بنائی جاتی ہے۔ (ثناء اللہ)

ہجرت کے بعد دس سال پورے ہو چکے تھے جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۵ سال کی تھی اور بعض کے مطابق ۶۰ سال کی عمر تھی۔

خلافت راشدہ کا بیان:......یہ واقعہ بھی ان واقعات میں سے ایک ہے جن سے اسلام میں بہت بڑا تفرقہ اور اختلاف پڑ گیا تھا لیکن اگر بصیرت کی نگاہ سے غور کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو نہ تو اختلاف باقی رہتا ہے اور نہ کسی بحث وکلام کا موقع ملتا ہے اکثر معتبر و مستند کتب تواریخ وسیرت کے مختلف مقامات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چھبیس صفر پیر کے دن رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو رومیوں کے خلاف جہاد کی ترغیب دی اور تیاری کا حکم دیا۔

لشکر اسامہ کی تیاری:......منگل کے دن ستائیس صفر کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ امیر لشکر مقرر کئے گئے اٹھائیس صفر کو بدھ کے دن علیل ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے خاص اپنے دست مبارک سے ایک جھنڈا درست کر کے اسامہ کو دیا اور یہ فرمایا کہ اغز باسم اللہ وفی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ ۔ترجمہ: جہاد کر اللہ کے نام پر اور اللہ کی راہ میں اور ان سے لڑ جو اللہ سے کفر کرتا ہے اسامہ جھنڈا لیے ہوئے باہر آئے بریدہ بن الحصیب کے حوالے کیا اور ان کو لشکر کا علم بردار بنا کر مدینہ سے کوچ کیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کو اس جہاد میں شریک ہونے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت علی ،عباس رضی اللہ عنہ ،ابوبکر رضی اللہ عنہ ،عمر رضی اللہ عنہ ،عثمان رضی اللہ عنہ سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ،سعد بن زید رضی اللہ عنہ ،قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ شامل تھے لیکن روانگی کے وقت چونکہ آپ ﷺ کی علالت شروع ہو گئی تھی اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔

کوچ سے پہلے وفات نبوی کا واقعہ:......باقی دوسرے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکل کر جرف میں خیمہ زن ہو گئے اس جگہ کوچ کی نوبت آئی نہ تھی کہ بدھ کے دن جمعرات کی رات کے شروع میں آپ کی علالت زیادہ ہو گئی جس سے ایک عظیم تہلکہ مچ گیا آپ ﷺ نے اسی دن عشاء کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر نماز پڑھانے پر متعین کر دیا اس وجہ سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بھی جرف سے آگے بڑھنے کی جرائت نہ کی اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ہمراہ تھے وہ ان سے اجازت لے کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے آتے تھے اتنے میں پیر کا دن آ گیا اس روز دوسرے دونوں کے مقابلے میں مرض کی شدت میں کمی رہی بلکہ بعض حضرات کو یہ خیال ہوا کہ آپ ﷺ اچھے ہو گئے ہیں اسامہ بن زید یہ سن کر روانگی کے ارادے سے سوار ہو رہے تھے کہ ان کی والدہ ام یمن نے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نزع کی حالت میں ہیں حضرت اسامہ اور تمام صحابہ اس قیامت خیز اطلاع کے سنتے ہی جرف سے مدینہ پہنچ گئے حضرت زید نے جھنڈا کو حجرہ کے دروازے پر لا کر کھڑا کر دیا۔

وفات نبوی کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت:......جب دوپہر کے وقت آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا اور زیادہ شور وغل برپا ہو گیا کسی کے ہوش وحواس صحیح نہ رہے ایک عظیم تہلکہ برپا ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک سکتہ کے عالم میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے نہ کسی سے بات کر رہے تھے نہ کسی کی بات کا جواب دیتے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے عباس ادھر اُدھر حیران وپریشان پھر رہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک اپنے سینہ پر لیے ہوئے بیٹھی تھی اس دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہو گئی اور وہ آ گئے انہوں نے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر سے سر مبارک لے کر روشنی کی طرف دیکھا پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا اچھے انداز سے زندہ رہے اچھے ہی طریقے سے وفات ہوئی پھر انہیں لٹا کر باہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لیے ہوئے بار بار مامات رسول اللہ ﷺ یعنی رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا کہہ رہے تھے لوگوں کا ایک ہجوم لگا ہوا تھا اس نازک وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے نہایت استقلال وسمجھداری سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جوش اور لوگوں کی پریشانی کو دور کیا یہ وقت ایسا تھا کہ تھوڑی سی حرکت بڑے سے بڑے فتنہ کا دروازہ کھول سکتی تھی۔ جو قیامت تک بھی بند نہ ہوتا پھر کوئی اسلام کا نام بھی نہ جاننے والا ہوتا۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا اہم مسئلہ:......اس شور کے کم ہوتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں ایک دوسرا ہنگامہ شروع ہو گیا جو اس سے زیادہ خوفناک تھا جس میں انصار ومہاجرین ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو سکتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر نہایت سنجیدگی وعقل سے کام لیا اور درحقیقت یہ انہیں کا کام تھا

کہ انہوں نے فوراً رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین پر بنو ہاشم کو متعین کر دیا جن کو انتقال سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے تجہیز و تکفین کے لیے فرمایا تھا اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند جلیل القدر صحابہ کے ساتھ سقیفہ میں پہنچ کر فتنہ و فساد کے اس دروازے کو بند کر دیا، جن کے کھلنے سے عرب سے دین اسلام نو عمری ہی میں جلاوطن ہو جاتا اور پھر اس کا کوئی نام لینے والا صفحہ ہستی پر نہ ملتا۔ الا ماشاء اللہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان اہم امور سے جن کو دین کے ساتھ نہایت مضبوط تعلق تھا فراغت پا کر تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور منگل کے دن دوپہر کے وقت تدفین کی جیسا کہ معتبر کتب تواریخ و سیر میں بالفاظ و دفن من الغد نصف النهار من يوم الثلاثاء اگلے دن دوپہر کے وقت منگل کے دن دفن کیے گئے مرقوم ہیں اور یہی سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

تین دن بعد تدفین کے قول کی تردید:...... بعض لوگ کہتے ہیں ک آپ ﷺ تین دن تک بے گور و کفن رہے دفن نہیں کیے گئے اس طرح کہ آپ ﷺ کا انتقال پیر کے دن رات کے وقت ہوا اور بدھ کی آدھی رات کے وقت دفن کیے گئے میرے نزدیک اس روایت کی رو سے بھی تین دن نہیں بنتے کیونکہ پیر کا دن گزار کر رات کے وقت انتقال ہوا جو کہ منگل کی رات تھی پھر منگل کو دن کے وقت آپ دفن نہیں کیے گئے بلکہ رات کے وقت جو کہ بدھ کی رات تھی مدفون ہوئے اس حساب سے تقریباً ایک دن اور ایک رات یعنی چوبیس گھنٹے بعد آپ ﷺ دفن کیے گئے لوگوں نے نہ سمجھی سے ادھر منگل کی رات کے ساتھ پیر کے دن کو بھی شمار کر لیا رات یعنی جس دن آپ ﷺ دنیا سے بحالت علالت موجود تھے اور ادھر بدھ کی رات کے ساتھ بدھ کے دن کو بھی لے لیا جس کی رات ہی کو تجہیز اور دفن سے فراغت ہو گئی تھی۔ اس غلطی کی وجہ شاید لیلۃ اربعا کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں بدھ کی رات اہل عرب ہر رات کو اگلے دن میں شمار کرتے ہیں مثلاً لیلۃ اربعاء اس رات کو کہیں گے جس کے بعد بدھ کا دن آئے گا اور اکثر عرب موجودہ دنکو آئندہ رات کا تابع سمجھتے ہیں۔

تدفین کے بارے میں ایک اور قول:...... بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد تجہیز و تکفین کا کام شروع ہوا تھا اگر یہ روایت بجائے خود مان لی جائے تو رسما یہ طریقہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ جب کسی جلیل القدر شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو جب تک اس کا جانشین یا اس کے گھر کا سربراہ مقرر نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی کام نہیں ہوتا کیونکہ اس جلیل القدر شخص کے انتقال سے گھر یا خاندان یا ملک و حکومت یا شہر بغیر سردار کے رہ جاتا ہے سب لوگ برابر درجہ میں ہو جاتے ہیں پھر ایک حیرت و سکتہ کی حالت ان پر طاری ہو جاتی ہے پھر جب کوئی شخص ان کا قائم مقام بن جاتا ہے یا وہ ان کے گھر کا یا خاندان کا کام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو فوراً اس کے حکم سے سارے کام ہونے لگتے ہیں اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے ہنگامہ میں جس وقت کسی کے ہوش و حواس درست نہ تھے آگے نہ ہوئے ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی پر جوش گفتگو سے کون روکتا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سے سر مبارک کون اٹھاتا؟ سقیفہ میں انصار و مہاجرین کے جھگڑے کون ختم کراتا مرتدین کا خاتمہ کون کرتا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تاریخ کردار:...... مذکورہ واقعات کو پڑھنے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب کام اہم تھے جن کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انجام تک پہنچایا اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک سوال کے جاب میں یہ فرما دیا تھا کہ میرے خاندان والے نہلائیں پھر کون سا موقع تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دخل و در معقولات کرنے شامل ہو جاتے۔ وہ لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے تھے وہاں چپکے کھڑے رہنا مناسب تھا یا ان جھگڑوں کو ختم کرنا؟ اصلی واقعات جو وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد پیش آئے یہی تھے۔ میں نے ان کو بغیر کسی کم یا رعایت کے نہایت صحیح اور مستند کتابوں سے منتخب کر کے لکھا ہے کسی کی طرف داری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حلیہ مبارک:...... رسول اللہ ﷺ نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد تھے سر بڑا تھا بھری ہوئی داڑھی دونوں بازو اور قدم پر گوشت تھا گندمی رنگ سرخی مائل تھا آنکھیں بڑی سیاہ اور پر رونق تھیں سر کے بال سیدھے اور پیشانی چوڑی تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے بالوں پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوئے تھے لیکن بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی میں سامنے کی طرف تقریباً بیس پچیس بال سفید ہو گئے تھے جن کو آپ نے کبھی کسی چیز سے نہیں رنگا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سر میں چند بل سفید ہو گئے تھے جو تیل لگانے اور کنگی کرنے سے چھپ جاتے تھے۔ سر کے بال کبھی کندھے تک کبھی کان کی لو تک بڑھتے رہتے تھے سر میں تیل خوب ڈالتے تھے اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے بڑے بہادر خلیق فصیح اور میٹھی گفتگو مسکراتے چہرے اور تمام ظاہری باطنی محاسن سے مزین تھے مسکراہٹ کے سوا کبھی آپ کھل کر نہیں ہنستے۔

ازواج مطہرات کی تفصیل: ...... ابن ہشام نے لکھا ہے کہ تیرہ خواتین آپ کی زوجیت میں آئیں جن میں سے نو انتقال کے وقت موجود تھیں سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں آئیں یہ خویلد بن اسد کی صاحبزادی تھیں پہلے عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم سے ان کی شادی ہوئی تھی جب اس کا انتقال ہو گیا تو ابو ہالہ بن زرارہ بن نباش بن عدی کے نکاح میں آئیں پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے والد خویلد اور ایک قول کے مطابق ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کا نکاح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مہر بیس اونٹ ادا فرمایا انہیں کے بطن سے آپ کی تمام اولاد طیب، طاہر، عبداللہ، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ علاوہ ابراہیم رضی اللہ عنہم کے پیدا ہوئے بیٹوں کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تب آپ نے حضرت سودہ بنت زمعہ یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ...... عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اس وقت سات برس کی تھی مکہ میں ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ عقد کر دیا مدینہ میں پہنچ کر جب ان کی عمر نو یا دس برس تھی زفاف کیا اٹھارہ برس کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ کر انتقال ان کا مہر چار سو درہم مقرر ہوا تھا جو آپ نے ادا فرمایا انکے سوا اور کوئی امہات المؤمنین مین کنواری لڑکی نہ تھی انہوں نے ۵۸ ہجری میں وفات پائی یہ آپ کی محبوب ترین زوجہ ہیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ: ...... سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس کا نکاح سکران بن عمرو بن شمس سے ہوا تھا جب یہ ہجرت کر کے حبشہ میں گیا تو وہاں نصرانی عیسائی بن کر مر گیا تب زمعہ نے چار سو درہم مہر پر ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا جو کہ آپ نے ادا کر دیا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پھر: ...... آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے عقد کیا یہ خنیس بن حذافہ کے نکاح میں تھیں جب اس کا انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں ان کا مہر بھی چار سو درہم تھا جو ادا ہو گیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے نکاح فرمایا تھا ان کا اصل نام ہند تھا یہ سلمہ بن ابی سلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں تھیں جو کہ بدری صحابی ہیں جنگ احد میں زخمی ہو گئے تھے اور اسی زخم سے ان کا انتقال ہو گیا تھا ام سلمہ غزوہ احزاب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں ۵۹ ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ: ...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت خزیمہ سے چار سو درہم پر نکاح فرمایا ام المؤمنین زینب کا یہ تیسرا نکاح تھا پہلا نکاح عبیدہ بن الحرث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کے ساتھ دوسرا نکاح جہم بن عمرو بن الحرث کے ساتھ ہوا تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہایت رقیق القلب اور فقراء و مساکین پر رحم کرنے والی خاتون تھیں اسی مناسبت سے انہیں ام المساکین بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا: ...... غزوہ المریسیع کے سال جویریہ بنت الحرث بن ابی ضرار خزاعی (بنو المصطلق) سے نکاح فرمایا بنو المصطلق کے ساتھ قید ہو کر آئی تھیں بوقت تقسیم حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں انہیں کنیز بن کر رہنا پسند نہ تھا ایک مقرر رقم ادا کرنے کی شرط پر خود کو آزاد کرا لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر کوئی بات نہ بتلاؤں؟ جویریہ نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ذمہ کی مقرر رقم ادا کر دوں اور تم آزاد ہو کر مجھ سے نکاح کر لو تو جویریہ نے منظور کر لیا آپ نے رقم مقرر ادا کر کے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا یہ پہلے سافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں آئیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابی سفیان: ...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) بنت ابی سفیان سے بوکالت خالد بن سعید بن العاص حبشہ میں نکاح فرمایا یہ دونوں [1] ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے نجاشی نے آپ کی طرف سے چار سو دینار ادا کیے یہ پہلے عبداللہ بن جحش اسدی کے نکاح میں تھیں [2] انکا انتقال خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دوران ہوا۔

زینب بنت جحش: ...... پھر زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں داخل ہوئیں تو یہ آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں انکا مہر بھی

[1] ...... دونوں سے مراد حضرت خالد بن سعید اور حضرت ام حبیبہ ہیں (ثناء اللہ) [2] ...... یہ وہی عبداللہ بن جحش ہیں جو حبشہ پہنچ کر عیسائی مذہب اختیار کر کے مرتد ہو گیا تھا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا تھا (ثناء اللہ)

آپ نے چار سو درہم ادا کیا انہیں کے قصہ میں آیت فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها ❶ نازل ہوئی ان کا انتقال خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے دوران ہوا۔

حضرت صفیہ بنت حیی :......فتح خیبر کے زمانے میں صفیہ بنت حیی ابن اخطب سے نکاح ہوا یہ اسلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں اس کے بعد کنانہ بن الربیع کی زوجیت میں آ گئیں۔ تیسرا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا جنگ خیبر میں گرفتار ہو آئیں تھیں آپ نے پسند فرما کر نکاح فرمالیا اور ولیمہ بھی کیا جس میں گوشت وغیرہ نہ تھا صرف ستو اور کھجور تھے ۳۹ ہجری میں انکا انتقال ہوا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا :......اس کے بعد حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح ہوا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے چار سو درہم مہر ادا کیا ان کا پہلا نکاح ابی رہم بن عبدالعزی بن ابی قیس سے ہوا تھا ولید کے بیٹوں عباس وخالد کی خالہ تھیں۔ ❷

یہ گیارہ امہات المؤمنین ہیں جن کو آپ کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا تھا انمیں سے ام المؤمنین خدیجہ اور زینب بنت خزیمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔

وفات نبوی کے وقت موجود ازواج مطہرات :......باقی نو امہات المؤمنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت زندہ تھیں دو بیویاں ایسی تھیں جن سے محض نکاح ہوا تھا خلوت کی نوبت نہیں آئی ایک اسماء بنت نعمان کندریہ ان سے آپ نے نکاح فرمایا لیکن سفید داغ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی۔ دوسری عمرۃ بنت یزید کلابیہ یہ تھوڑے عرصے پہلے ہی مسلمان ہوئیں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق کی خواہش ظاہر کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو طلاق دے کر گھر والوں کے پاس بھیج دیا۔

امہات المؤمنین کا نسبی تعلق :......ان امہات المؤمنین میں چھ (۱) خدیجہ بن خویلد بن اسد (۲) عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ (۳) حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بن نفیل (۴) ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرث (۵) ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرۃ اور (۶) سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قبیلہ قریش سے تھیں باقی حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کے علاوہ عربی النسل تھیں۔

موالی (آزاد کردہ غلام) :......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موالی (آزاد کردہ غلام) (۱) زید بن حارثہ (۲) ان کے لڑکے اسامہ (۳) ابوعبداللہ (۴) ثوبان (۵) سقران (صالح) (۶) ابورافع ابراہیم (۷) سلمان فارسی (۸) سفینہ (۹) ابوکبشہ سلیم (۱۰) رویفع (۱۱) رباح اسود (۱۲) فضالہ (۱۳) مدعم (۱۴) ابوضمرہ (۱۵) اور یسار رضی اللہ عنہم تھے۔

ثوبان سراب کے رہنے والے تھے آپ کے انتقال کے بعد حمص چلے گئے وہیں ۵۷ ہجری میں وفات پائی۔

سقران حبشہ کے رہنے والے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے غلام تھے عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد فرما دیا۔

سلمان فارسی اصفہان کے باشندے تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی بنو کلب میں سے ایک شخص انکو کسی لڑائی میں گرفتار کر لایا اور ایک یہودی کے ہاتھ وادی القریٰ میں فروخت کر دیا یہودی نے ایک معینہ رقم ادا کرنے کی شرط پر آزاد کرنے کا وعدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقم معینہ ادا فرمادی تو وہ آزاد ہو گئے۔

سفینہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے انہوں نے اس شرط پر آزاد کر دیا کہ یہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کریں گے۔

ابوکبشہ سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا اور آزاد کر دیا یہ تمام لڑائیوں میں شریک رہے ۱۳ ہجری میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب میں انتقال ہوا۔ رویفع ابو مویہبہ بھی آپ کے زر خرید کیے ہوئے تھے۔

کاتبین وحی :......علماء سیر وتواریخ نے لکھا ہے کہ (۱) عثمان بن عفان اور (۲) علی بن ابی طالب کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے (۳) خالد بن

❶......سورۃ الاحزاب پارہ نمبر ۲۲ رکوع ۲۔ ❷......حضرت میمونہ چونکہ ام الفضل کی بہن ہیں اس لئے عبداللہ بن عباس، فضل بن عباس کی خالہ تھیں۔ (ثناء اللہ)

سعید (۴) ابان بن سعید (۵) علاء بن الحضرمی بھی لکھا کرتے تھے سب سے پہلے جن کو آپ کی کتابت کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت ابی بن کعب ہیں دوسرے کاتبوں میں زید بن ثابت معاذ بن ابی سفیان اور حضرت حنظلہ اسی کو شمار کیا جاتا ہے کسی زمانے میں عبداللہ سعد بن ابی سرح بھی کتابت کی خدمت پر مامور تھے لیکن چند دنوں کے بعد مرتد ہو گئے پھر فتح مکہ کے دن اسلام کی طرف رجوع کیا (مترجم کا کلام ختم ہوا)۔

سقیفہ کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد جو کیفیت آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ پر طاری ہوئی اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ بعض صحابہ نے یہ خیال پیدا کر لیا تھا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہی نہیں ہوا اسی دوران انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو جمع ہو گئے دعویٰ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد استحقاق خلافت انصار کو حاصل ہے جنہوں نے دین کی مدد کی رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑے مہاجرین نے جو اس وقت وہاں موجود تھے مخالفت کی اور آپس میں بحث و تکرار ہونے لگی رفتہ رفتہ اس کی اطلاع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی سنتے ہی ابوعبیدہ بن الجراح کو ساتھ لے کر سقیفہ روانہ ہوئے راستے میں عاصم بن عدی اور غویم بن ساعدہ سے ملاقات ہوگئی عاصم اور غویم نے ان کو روکنا چاہا لیکن وہ لوگ نہ رکے جس قدر جلد ممکن ہوا سقیفہ میں جہاں پر انصار مجتمع تھے جا پہنچے اور آپس میں مباحثہ ہونے لگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:......ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ولی ہیں اور ان کے خاندان کے ہیں خلافت کے ہم لوگ مستحق ہیں اس میں کوئی نزاع کا موقع نہیں ہوتا ہاں تم کو نصرت اور شروع میں اسلام لانے کا شرف حاصل ہے اس لحاظ سے ہم لوگ امراء ہیں اور تم وزراء ہو۔

حضرت خباب بن المنذر ربن الجموح نے کہا:......مناسب یہ ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے یہ کہہ کر انصاری کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے گروہ انصار اگر مہاجرین اس سے انکار کریں تو ان کو اپنی تلواروں سے اپنے شہر سے نکال باہر کرو۔ دین کی اشاعت ہمارے ذریعے سے ہوئی ہے ہم لوگ خلافت رسول اللہ کے مستحق ہیں لیکن نزاع دور کرنے کے خیال سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک ان میں سے امیر ہو اور ایک ہم میں سے ہو اور اگر آپ چاہیں تو ہم میں نئے سرے سے بیعت لیتے ہیں ان کی طرف سے سعایت میں ہوں گا۔ ❶

عمر بن الخطاب نے فرمایا:......تم کو خوب یاد ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی اور اگر تم کو استحقاق امارت ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تم کو وصیت فرماتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ حضرت حباب بن المنذر اٹھ کر پھر بحث کرنے لگے دونوں بزرگ چیخ چیخ کر باتیں کر رہے تھے ابوعبیدہ روک رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے گروہ انصار اللہ سے ڈرو تم ایسے مت بن جاؤ کہتم بدل جانے والوں کی مثال میں پیش کیے جاؤ۔

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا:......حضرت بشیر بن سعد بن العمان بن کعب بن الخزرج نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ قبیلہ قریش سے تھے اور ان کی قوم وہ خلافت کے زیادہ مستحق تھی اور اگرچہ ہم لوگ انصار دین اور پہلے اسلام لانے والے ہیں لیکن اس اسلام سے ہمارا مقصود اللہ کو راضی رکھنا اور اس کے نبی کی اطاعت کرنا تھا اس کا معاوضہ ہم دنیا میں لینا نہیں چاہتے اور نہ اس بارے میں ہم مہاجرین سے جھگڑا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت حباب بن المنذر رنے کہا:......اے بشیر تو نے واللہ بڑی بزدلی ظاہر کی تو نے تو سارا کام خراب کر دیا۔

قریش کی امامت پر حدیث:......نہیں نہیں میں نے بزدلی سے اپنا یہ خیال ظاہر نہیں کیا بلکہ مجھے یہ بات درست معلوم ہوئی کہ میں امارت و خلافت کے لیے کسی ایسی قوم سے لڑائی کروں جو اس کی درست مستحق ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ الائمۃ من قریش سب امام قریش میں سے ہوں گے ان کی بات کے پورے ہوتے ہی دو چار انصار و مہاجرین نے اس حدیث کی تصدیق کر دی جس سے حباب بن المنذر ر

❶ ......تصحیح و استدراک۔ ثناء اللہ محمود

کا یہ خیال بدل گیا اور دفعۃً وہ شور وغل جو اس مجمع میں امارت کے بارے میں برپا تھا بالکل ختم ہو گیا سب کے سب یکدم خاموشی کی حالت میں ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ کی طرف اشارہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہرگز بیعت نہ لوں گا جب تک کہ ابوبکر موجود ہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:......بشیر بن سعد نے اٹھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابوعبیدہ اور قبیلہ اوس نے یکے بعد دیگرے بیعت کی قبیلہ اوس والے خزرج کی امارت کے مسئلے پر دل سے راضی نہ تھے اسید بن حضیر بھی ان کے ہم بصر تھے اس کے بعد بیعت کرنے والے چاروں طرف سے امنڈ آئے دیکھتے ہی دیکھتے اتنے زیادہ لوگ آ گئے کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔

سعد بن عبادہ کی ناراضگی:......سعد بن عبادہ ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے کسی نے ان کے ساتھیوں میں سے کہا کہ دیکھو کہیں سعد اس کشمکش میں دب کر نہ مر جائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مارا ہے سعد اٹھ کر عمر سے دست بہ گریبان ہو گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے روکنے سے رک گئے جب سب لوگ بیعت کر چکے تو سعد سے بیعت کرنے کو کہا سعد نے انکار کر دیا تو کہا کہ یہ اپنی رائے میں اکیلے ہیں ان سے درگزر کر و ان کو انکی حالت پر رہنے دو۔

حضرت سعد بن عبادہ نے اس واقعہ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بول چال چھوڑ دی ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی حتی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا طبری نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے اسی جلسہ میں اسی دن تھوڑی دیر کے بعد بیعت کر لی تھی بعض کے مطابق سعد بن عبادہ اس کے بعد شام کی طرف چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا مشہور ہے کہ ان کو کسی جن نے مارا ہے اور اس روایت کی تائید میں اشعار پڑھے جاتے ہیں۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ   رمیناہ بسھمین فلم نخطٔ فؤادہ

ہم نے سردار خزرج سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے ہم نے دو تیر مارے جن سے اس کا دل نہ بچ سکا۔

بنو ہاشم کے شروع میں بیعت نہ کرنے کی وجہ:......حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت انصار و مہاجرین کے اتفاق سے ہوئی ہے ابتداء میں انصار میں سے سعد بن عبادہ نے اور مہاجرین سے علی، زبیر، طلحہ اور بنو ہاشم نے بیعت نہیں کی لیکن تاریخ کی کتابوں کی ورق گردانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کسی وجہ سے یا کسی غلط فہمی سے ابتداء نہیں کی تھی لیکن جب ان کے سامنے بیعت کی حقیقت واضح ہو گئی تو بیعت کی جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہا ایک روز ابوسفیان سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں حضرت علی کے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ مجھے مدینہ میں ایک عجیب شورش نظر آ رہی ہے جس کو سوائے کشت خون کے اور کوئی چیز نہیں ٹال سکتی ہے اے آل عبد مناف ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے ہوتے ہوئے سرداری کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے؟ کہاں ہیں وہ دونوں کمزور وبے بس علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ؟ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت وسلطنت قریش کے نہایت چھوٹے اور حقیر قبیلہ میں چلی گئی یہ کہہ کر علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ:

ابسط یدك ابایعك فو اللہ لئن شئت لاملأ تھا علیہ خیلا و راجلا

ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں واللہ اگر تم چاہو گے تو میں ابوبکر پر میدان کو تنگ کر دوں گا تھوڑی دیر اس کو سوار پیدل فوج سے بھر دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت سختی سے جواب دیا اور کہا کہ واللہ تم نے بڑے فتنے فساد کی تحریک کی واللہ تم نے اسلام میں فتنہ کی آگ روشن کرنے کی کوشش کی ہے جاؤ مجھے تمہاری خیر خواہی کی ضرورت نہیں ابوسفیان اس جواب سے بڑبڑاتے ہوئے پشیمان ہو کر اٹھ کر آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا میں تم سے گفتگو کرنے آیا ہوں تم عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دو تو میں کہوں سنو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ سقیفہ میں میرے بغیر کیوں گئے؟ عدم موجودگی میں بیعت

کیوں لی؟ تم نے مجھ سے مشورہ تک نہ لیا۔ تم مجھ کو بلوا لیتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں سقیفہ میں بیعت لینے کے ارادے سے نہیں گیا تھا بلکہ انصار و مہاجرین کی نزاع دور کرنے گیا تھا انصار کہتے تھے کہ امیر ہم سے ہو اور مہاجرین کہتے ہیں کہ ہم میں سے دونوں اس بات پر لڑنے کے لیے تیار تھے میں نے اپنی بیعت کی درخواست نہیں کی بلکہ حاضرین نے بالاتفاق میرے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی باقی رہی یہ بات کہ میں نے آپ کو بلوایا نہیں اور میں نے مشورہ نہیں لیا اس کا انصاف تم خود کر سکتے ہو کہ تم تجہیز و تکفین میں مصروف تھے تو میں کیسے محض اس کام کے لیے آپ کو وہاں سے بلواتا اور اس بارے میں مشورہ کرتا اور اگر میں ان لوگوں کے کہنے سے بیعت نہ لیتا تو بہت جلد اتنا زیادہ فتنہ فساد برپا ہو جاتا کہ جس کا فرو کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت: ...... یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ دیر تک سوچتے رہے اس کے بعد ہاتھ بڑھا کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی طبری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چالیس دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور یہی صحیح ہے۔

خلیفہ کی حیثیت سے پہلا خطاب اور عام بیعت: ...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت ہونے کے دوسرے دن مسجد میں تشریف لائے منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے عام بیعت لی اس کے بعد کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر حاضرین مسجد سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ایھا الناس قد ولیت علیکم ولست بخیر کم فان احسنت فاعینونی وان اسات فقومونی الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اخذله حقه والقوی ضعیف عندی حتی اخذمنه الحق انشاء اللّٰه تعالٰی لایدع منکم الجهاد فانه لایدعه قوم الاضربهم اللّٰه بالذی اطیعونی مااطعت اللّٰه ورسوله فاذا عصیت اللّٰه ورسوله وال طاعة لی علیکم قوموا الی صلاتکم رحمکم اللّٰه.

ترجمہ: اے لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں لہٰذا اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر میں برا کام کروں تو تم مجھے سیدھا کرنا سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں اور طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگ جہاد ترک نہ کرنا کیونکہ اس کو جس قوم نے بھی ترک کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کر دیا تم میری اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کا مطیع ہوں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری طاعت فرض نہیں اٹھو نماز پڑھو اللہ تم پر رحم فرمائے۔

حقیقت بیعت واختلاف: ...... واقعہ صرف اتنا ہی ہے لیکن لوگوں نے اس میں بہت زیادہ قصے گھڑ رکھے ہیں کوئی کہتا ہے کہ چونکہ علی ابن ابی طالب نے بیعت سے انکار کر دیا اس وجہ سے نعوذ باللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر جلا دیا تھا کیونکہ وہاں لوگ جمع ہوتے تھے جنہوں نے بیعت کرنے سے انکار کیا تھا کوئی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باندھ کو بیعت کے لیے لائے تھے اور حضرت فاطمہ کو ایک لات ماری تھی جس سے ان کا حمل ضائع ہو گیا تھا الی غیر ذالک میرے نزدیک اس روایت کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں ہے صرف محبت کے پردے میں بزرگان دین کی توہین کی جاتی ہے فافہم (مترجم کا کلام ختم ہوا)

خلفاء اربعہ (خلفاء راشدین) کا دور خلافت اور اس کی فتوحات

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا کام لشکر اسامہ کی روانگی: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مہاجرین اور انصار نے بالاتفاق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور ان سے حضرت سعد بن عبادہ کے علاوہ کسی نے بھی بیعت سے منہ نہ موڑ (اگر یہ روایت صحیح مانی جائے تب) چونکہ سعد ہی نے بیعت نہیں کی تھی اس لیے ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی انہیں انکی حالت پر چھوڑ دیا گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں جو پہلا کام کیا وہ لشکر اسامہ کی روانگی تھی اگرچہ اس وقت عرب کا بہت سا حصہ مرتد ہو گیا تھا کئی قبیلے پورے کے پورے اسلام سے پھر گئے تھے ایسے قبیلے کم تھے جن میں

ارتداد کی ہوانے کام نہ دکھایا ہوا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد منافقت کا اندھیرا چھا گیا تھا مخالف ہوا کے جھونکے چل رہے تھے ارتداد کی کالی گھٹائیں چلیں مسلمان اس اندھیرے میں حیران و پریشان کھڑے تھے لیکن ان سب باتوں کے باوجود نہایت عزم و استقلال سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسامہ کے ساتھ روانگی کا حکم دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نئی تشکیل:……حضرت اسامہ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی اہم بات نہ پیش آجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشکیل کردی۔

لشکر روکنے کی کوشش:……انصار نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے خلیفۃ المسلمین کے پاس پیغام بھیجا کہ ایسی حالت میں لشکر کی روانگی مناسب نہیں لگتی۔ بہتر ہوگا کہ اس کو آئندہ کوسی وقت روک لیا جائے۔ اور اگر لشکر کی روانگی ضروری سمجھی جائے تو حضرت اسامہ سے زیادہ کسی بڑی عمر کے تجربہ کار آدمی کو امیر بنادیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت انصار کا یہ پیغام پہنچایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا حکم نہیں ٹال سکتا اگر مجھے اس بات کا یقین بھی ہوجائے کہ مدینہ میں مجھے کوئی درندہ آکر چیر پھاڑ کوڈالے گا یا کوئی مجھے قتل کر جائے گا یا لوٹ کر لے جائے گا تب بھی میں اسامہ کو روانہ کروں گا۔ ہرگز ایک لمحہ کیلیے چین سے نہیں بیٹھوں گا عمر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھے اور اسامہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔

اسامہ کو دس باتوں کی وصیت:……راستے میں حضرت اسامہ سے فرمانے لگے کہ میں تمہیں ان دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں انکو تم یاد کر لو (۱) خیانت نہ کرنا (۲) جھوٹ مت بولنا (۳) بدعہدی مت کرنا (۴) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا (۵) پھل دار درخت کو مت کٹوانا نہ جلانا اور نہ اکھاڑنے دینا (۶) کھانے کے سوا بکری گائے اور اونٹ کو ظلماً ذبح نہ کرنا (۷) جب کسی قوم پر گزرو تو ان کو نرمی سے اسلام کی دعوت دینا (۸) جب کسی سے ملو تو اسکے حفظ مراتب کا خیال رکھنا (۹) جو شخص اسلام کی مخالفت کرے بلا تامل اس کی گردن اڑا دینا (۱۰) جب کھانا تمہارے پاس آئے تو اللہ کا نام لے کر کھانا۔ ❶ اے اسامہ ان سب کاموں کو کرنا جن کا حکم رسول اللہ ﷺ نے تم کو دیا ہے اس میں نہ تو کچھ کمی کرنا اور نہ زیادتی کرنا جاؤ اللہ کے نام سے اللہ کے راستے میں کفار سے لڑو، ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام جرف ❷ سے واپس لوٹے حضرت اسامہ کے ساتھ کچھ مہاجرین بھی گئے کچھ مدینہ میں رہے۔ ❸

حضرت اسامہ کی فرمانبرداری اور لشکر کی کامیابی:……حضرت اسامہ نے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اردن بلقاء میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی چالیس دن میں بعضے کہتے ہیں کہ ستر دن کے بعد بے شمار ولا تعداد مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آگئے اسامہ کی روانگی اور ان کی جنگ مسلمانوں کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی عربوں کا خیال بدل گیا بہت سی باتیں جن کو وہ کرنے والے تھے اس واقعہ سے ڈر کر خاموش ہوگئے۔

قبائل عرب کا ارتداد:……اس زمانے میں جیسا کہ اسامہ رومیوں سے لڑ رہے تھے ابوبکر بالکل خاموشی کی حالت میں بیٹھے رہے قبائل عرب کے مرتد ہونے کی خبریں وقتاً فوقتاً آتی رہیں۔ آخر میں نوبت پہنچ گئی کہ قبیلہ قریش اور ثقیف کے علاوہ تمام عرب قبائل عام طور پر مرتد ہو چکے تھے مسیلمہ کذاب دعویدار نبوت کی حکومت کو استحکام ملنے لگا طلیحہ کے پاس قبائل طے اور اسد کا ایک بہت بڑا لشکر ہو گیا غطفان کے قبائل مرتد ہو گئے بنو ہوازن نے ان سے اتفاق کر کے صدقہ بند کر دیا بنو سلیم کے خاص خاص لوگ اسلام سے پھر گئے غرض یہ کہ ہر جگہ بہت سے لوگ ارتداد کی بلا میں مبتلا ہو گئے یمن یمامہ بنی اسد اور ہر ایک محلّہ سے امیر یا نائب کے قاصدین عرب کے مرتد ہونے کی خبریں لانے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت ضبط اور تحمل سے ان تمام خبروں کو سنکر خطوط اور قاصدوں کے ذریعے سے جنگ کررہے تھے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت اسامہ کی واپسی کے انتظار میں تھے۔

عبس اور ذبیان کی لشکرکشی:……قبیلہ عبس اور ذبیان جوش مدانگی سے ابل پڑے بنو عبس مقام ابرق مین اور ذبیان مقام ذوالقصہ میں آکر ٹھہرے انکے ساتھ کچھ لوگ بنی اسد اور بنی کنانہ کے بھی تھے ان سب لوگوں نے متفق ہو کر چند افراد کو بطور وفد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا جنہوں نے بڑے بڑے صحابہ کے سامنے نماز کی کمی اور زکوٰۃ کی معافی کی درخواست کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اگر ایک عقال بھی (جس رسی سے

---

❶……طبری ج ۲ ص ۲۲۷، ❷……مدینہ منورہ سے شام کی سمت تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ (معجم البلدان)، ❸……تصحیح واستدراک (ثناءاللہ)

اونٹ کے پاؤں باندھے جاتے ہیں) روکیں گے تو میں ان کے ساتھ جہاد کروں گا نماز پانچوں وقت کی پڑھی جائیں گی کسی وقت بھی ایک رکعت کی کمی نہ کی جائے گی مرتدوں کے وفد یہ خشک جواب سن کر اپنے گروہ میں واپس آ گئے اور انہیں مسلمانوں کی قلیل تعداد سے آگاہ کیا بنو عبس اور بنو ذبیان اس خبر کے سنتے ہی مارے خوشی کے آپے سے باہر آ گئے اسی وقت بغیر کسی انتظار کے مدینہ پر حملہ کر دیا۔

مرتدوں کی شکست:......لیکن ان کے حملہ کرنے سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ گشت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر، طلحہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا ہوا تھا جو لوگ مدینہ میں موجود تھے انکو مسجد نبوی کے سامنے ایک جگہ جمع کر رکھا تھا جس وقت بنو عبس اور بنو ذبیان نے اسلامی گشتی پارٹی پر حملہ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے مسلمانوں کو ان کی کمک کے طور پر بھیج دیا مرتدوں کو شکست ہوگئی اسلامی لشکر نے مقام ذی حسُب تک ان کا تعاقب کیا مرتدوں کا لشکر دوسرے راستے سے بانسری اور دف بجاتا ہوا زمین پر پاؤں پٹکتا، طرح طرح کی حرکات اور تماشے کرتا ہوا ٹوٹ پڑا جس سے اسلامی لشکر کے اونٹ بدک کر بھاگ گئے مسلمانوں نے ہر چند کوشش کی کہ ان کا رخ پھر جائے لیکن اونٹ قابو نہ آئے اور مدینہ پہنچ کر ہی دم لیا۔

مرتدین کے دوسرے لشکر کا حملہ:......مرتدین نے سمجھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ذی قصہ والوں کو مدینہ پر حملہ کرنے کا پیغام بھیجا صدیق اکبر نے میمنہ پر حضرت نعمان بن مقرن کو میسرہ پر حضرت عبداللہ بن مقرن کو ساقہ پر حضرت سوید بن مقرن کو مقرر فرمایا اول وقت میں نماز فجر ادا کر کے مرتدین پر حملہ کیا اور پھر دو پہر بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ مرتدین میدان جنگ سے بھاگ نکلے انکی بہت بڑی تعداد ماری گئی ظہر کے قریب مال غنیمت لے کر نعمان کچھ مسلمانوں کے ساتھ مدینہ واپس ہوگئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مرتدوں کے تعاقب میں ذی قصہ تک بڑھتے چلے گئے۔

بنو عبس اور ذبیان کی لوٹ مار:......اس دوران بنو ذبیان اور بنو عبس نے موقعہ پا کر حضرت نعمان پر حملہ کر کے ان کا مال غنیمت لوٹ لیا اور مسلمانوں کو شہید کر ڈالا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تعاقب سے واپس آ گئے اور اس واقعہ کی خبر سنکر قسم کھالی کہ جتنے مسلمان شہید ہوئے ہیں اتنے ہی مرتدوں کو ماروں گا اور جب تک اللہ کے دشمنوں سے اس کا بدلہ نہ لے لوں گا اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھوں گا۔ حضرت صدیق اکبر نے یہ تہیہ کر لیا کہ ادھر ادھر کے اطراف سے صدقات کی رقم آ گئی اور حضرت اسامہ بھی مال غنیمت لیے ہوئے پہنچ گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے لشکر اسلام کو مرتب کیا اور چند مجاہدین کو لے کر ذی حسُب وذی قصہ کی طرف پھر حملہ کیا مقام ابرق میں پہنچ کر بنو عبس اور بنو ذبیان بنو بکر (کنانہ) ثعلبہ بن سعد اور ان کے ساتھیوں سے مڈ بھیڑ ہوگئی فریقین نے جنگ کا میدان گرم کر دیا آخر کار مرتدوں کو شکست ہوگئی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے اپنی تلواروں اور نیزوں سے ان کا خوب شکار کیا اور ایک بہت بڑی تعداد اس جنگ میں کام آئی اس واقعہ کے بعد مقام ابرق میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند دن قیام کیا اور بنو ذبیان کو ان علاقوں سے بے دخل کر کے مسلمانوں کے قبضہ میں دے دیا اور خود واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

مسلمانوں کے مختلف علاقوں کے حکام:......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ اور بنی کنانہ پر حضرت عتاب بن اسید طائف اور اس کے متعلقات پر عثمان بن ابی العاص گورنر تھے نشیبی ہوازن پر عکرمہ بن ابی جہل نجران اور اس کے مقامات پر حضرت عمرو بن حزم نماز پڑھانے پر اور ابوسفیان بن حرب صدقات کی وصولی پر مامور تھے۔ زمع وز بید اور نجران کے درمیانی علاقے پر خالد بن سعید بن العاص، ہمدان پر عامر بن شہر ہمدانی صنعاء پر فیروز دیلمی ''جند'' پر یعلی بن امیہ مارب پر ابوموسیٰ اشعری اشعر میں اور عک پر طاہر بن ابی ہالہ، حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی وعکاشہ بن ذور بن اصغر غوثی اور کندہ پر حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہم گورنر تھے۔

حضرت معاذ بطور معلم قرآن:......معاذ بن جبل پورے ملک یمن میں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ فرماتے اور قرآن کی تعلیم دیتے رہتے غزوہ تبوک میں مہاجر بن ابی امیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تھے ام المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کی سفارش سے ناراضگی دور ہوگئی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو کندہ کا عامل مقرر فرمایا تھا لیکن آپ کی علالت وانتقال کی وجہ سے مہاجر بن ابی امیہ کندہ نہ جا سکے زیاد بن عبیداللہ انکے قائم مقام بنکر کام انجام دیتے رہے۔

اہل یمن کا ارتداد اسلام اور پھر ارتداد:.....رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اہل یمن اسود عنسی کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے جن کی اصلاح آپ ﷺ نے خط و کتابت سے فرمائی اور آخر کار اسی زمانہ مین اسود مارا گیا اور یمن میں پھر سے اسلام کا دور دورہ ہو گیا لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر اہل یمن کو ملی تو دوبارہ مرتد ہو گئے، فالہ نامی شخص اسود عنسی کے لشکر کا ایک سردار تھا اس نے اسود عنسی کے مارے جانے سے پہلے ہی مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی تھی۔ نجران اور صنعاء کے درمیانی علاقوں میں سخت شورش پیدا کر رکھی تھی۔ عمرو بن معدیکرب اور قیس بن عبدیغوث بن مکشوح وغیرہ کے مرتد ہو جانے سے یمن کی ہوا اور بگڑ گئی قیس بن عبدیغوث نے فیروز کے بیٹوں دادوہ اور خشنش کو دھوکے سے قتل کرنے کی کوشش کی غرض یہ تھی کہ ان کے قتل کے بعد صنعاء پر اس کو مکمل قبضہ ہو حاصل ہو جائے گا لیکن کھلم کھلا برسر میدان خود نہ یہاں آیا بلکہ فالہ کو پیغام بھیجا کہ موقع مناسب ہے عنسی کا لشکر لے کر فیروز کے بیٹوں پر حملہ کر کے صنعاء پر قبضہ حاصل کر لینا چاہیے میں بھی تمہاری مدد کے لیے تیار ہوں۔

صنعاء پر قبضہ:.....جب فیروز کو فالہ کی تیاری کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے قیس سے امداد طلب کی قیس نے بظاہر نصیحتیں کیں لیکن در پردہ اسے قتل کرنے کے غرض سے دعوت دی چنانچہ وہ دادویہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا فیروز خشنش جان بچا کر بھاگ نکلے قیس نے ان کا پیچھا کیا لیکن یہ خولان کی پہاڑیوں میں اپنے ماموں کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گئے قیس نے واپس آ کر صنعاء پر قبضہ کر لیا اور فالہ بھی عنسی کا لشکر لے آیا اور اس سے آ کر مل گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صنعاء کی بازیابی کی تیاری:.....فیروز اور خشیش نے اس واقعہ کی حضرت صدیق اکبر کو اطلاع دی حضرت صدیق اکبر نے فیروز کو بدستور صنعاء کا والی رہنے دیا اور طاہر بن ابی ہالہ عکاشہ بن ثور ذی الکلاع سمیفع ذی ظلم حوشب اوذی بیان شہر کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا اور اسلامی لشکر کی کمک بھیجنے کا وعدہ فرمایا فیروز کے پاس طاہر اور عکاشہ وغیرہ کے آجانے سے مناسب لشکر اکٹھا ہو گیا تو فیروز لشکر کو تیار کر کے قیس سے مقابلہ کے لیے نکلا قیس نے یہ سن کر پہلے تو یہ انتظام کیا کہ فیروز کے بیوی بچوں کو دو گروپوں میں کر کے ایک کو عدن کی طرف روانہ کیا تا کہ دریا کے راستے سے جلاوطن کر دیئے جائیں اور دوسرے گروپ کو خشکی کی طرف روانہ کر دیا تا کہ بیابان اور صحرا میں گھوم کر پریشان ہو کر جس طرف چاہیں چلے جائیں۔

صنعاء کی بازیابی:.....اس کے بعد وہ عنسی کا لشکر اور مرتدین کو لے کر فیروز سے لڑنے کو نکلا۔ فیروز کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے بنی عقیل بن ربیعہ اور حک کو پیغام بھیجا چنانچہ بنی عقیل بن ربیعہ نے فیروز کے بچوں کو آزاد کر دیا اور عنسی کے آدمیوں کو مار ڈالا اور فیروز کے پاس پہنچ گئے اور اس کے ساتھ مل کر قیس سے مقابلہ کیا لڑائی صنعاء سے باہر ایک میدان میں ہوئی پورے ایک دن اور ایک رات لڑائی جاری رہی پھر قیس کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کر وہیں چلا گیا جہاں پر فالہ کے ساتھ تھا۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب کے مراسم:.....اس واقعہ کے بعد عمرو بن معدی کرب اور قیس میں مراسم پیدا ہو گئے عمرو بن معدیکرب قیس اور فروہ بن میک نے تقریباً ایک زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا پھر جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو قبیلہ مذحج مرتد ہو کر اسود کا پیروکار بن گیا اور وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد عمرو بن معدیکرب کے دماغ میں بھی ارتداد کا سودا سما گیا اور وہ بھی مرتدوں میں شامل ہو گیا۔

قیس کے ارتداد کا واقعہ:.....قیس کو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایمان لانے کے بعد قبیلہ مراد کے صدقات وصول کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ بھی مرتد ہو گیا یمن کی فضا خراب ہو گئی تھی عمرو بن معدیکرب کے مل جانے نے جلتی پر آگ کا کام دیا صرف فورہ بن میک اپنے خاندان اور ساتھیوں کے ہمراہ دائرہ اسلام سے نہیں نکلا اور جمار ہا اسود نے عمرو کو اپنا نائب بنالیا۔

قبیلہ کندہ کے مرتد ہونے کا واقعہ:.....قبیلہ کندہ بھی اس زمانے میں مرتد ہو گیا تھا زیاد کندہ جو کہ کندہ کے صدقات کے وصول کرنے پر متعین ہوئے تھے ایک دن بنی عمرو بن معاویہ نے جو کہ قبیلہ کندہ کی شاخ تھی میں صدقات وصول کرنے گئے بنی عمرو بن معاویہ نے صدقات دینے سے انکار کر دیا اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے زیاد نے مقابلہ کر کے انہیں شکست دی اس پر تمام بنی کندہ ناراض ہو گئے اور صدقات ادا نہ کیے پھر ارتداد کا جھنڈا بلند کر دیا شرحبیل بن اسمط نے بنی عمرو بن معاویہ کو بہت سمجھایا اور مرتد ہونے سے روکا لیکن وہ نہ مانے تو شرحبیل اپنے بچوں کے ساتھ زیادہ کے پاس چلے گئے

اور انہیں رائے دی کہ بنی عمرو بن معاویہ اور اس کے حضر موت، اصبعہ، حمہ، مشرح مخوس اور ان کی بہن عمرو کے آپس میں اتحاد پیدا ہونے سے پہلے ہی کندہ پر حملہ کر دو اور اگر ہم نے ایک دن کی بھی ان کو مہلت دی تو پھر کامیابی حاصل کرنا دشوار ہو جائے گا۔

زیاد کا کندہ پر حملہ اور ان کا مدد سے جوابی حملہ:......زیاد نے اسی وقت حملہ کر کے مرتدین کے گروہ کو منتشر ہونے پر مجبور کر دیا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس لوٹے مرتدین کی راستے میں اشعث بن قیس اور بنی حارث بن معاویہ سے ملاقات ہوگئی انکی عورتوں نے اشعث اور بنی حارث سے فریاد کی اشعث اور بنی حارث کی رگ حمیت جوش میں آ گئی اور زیاد کے فرمانبردار ہو گئے اور ارتداد پر جمے رہے۔

خلیفہ وقت کا مرتدین کے خلاف محاذ:......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرتدین کو بذریعہ خط و کتابت سمجھاتے رہے اور مہاجرین اور انصار کا کوئی لشکر ان کی سرکوبی کے لیے نہیں بھیجا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مرتدوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عتاب ابن اسید کو جو مکہ کے گورنر تھے اور عثمان بن ابی العاص کو جو طائف کے گورنر تھے تحریر کیا کہ مسلمانوں کو منظم اور مسلح کر کے مرتدوں پر حملہ کر دو اور جوابی خط کا وقت نہیں ہے چنانچہ عتاب بن اسید نے تہامہ پہنچ کر میدان جنگ میں قیامت برپا کر دی مدلج اور بنوخزاعہ کے لشکر کو منتشر کر دیا۔

بنو ازد خثعم اور بجیلہ پر لشکر کشی اور معرکہ:......ازد خثعم اور بجیلہ کے قبائل کو جو شنواہ میں قابض تھے ❶ عثمان ابی العاص نے تباہ کر کے منتشر کر دیا عک اور اشعر میں بھی مرتد کی دیکھا دیکھی مرتد ہو گئے تھے اور اعلاب میں جو ساحل کے راستے میں تھا جمع ہو کر فساد مچانا چاہتے تھے طاہر بن ابی ہالہ مسروق عکی انکی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اعلاب مین زبردست لڑائی ہوئی میدان جنگ طاہر کے ہاتھ رہا عک اور اشعر کو شکست ہوگئی مرتدین کے بے شمار لوگ مارے گئے حضرت طاہر ابن ابی ہالہ نے حضرت صدیق اکبر کو اس کی اطلاع کی اور لشکر لے کر حکم کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔

اہل نجران کا تجدید عہد وفا:......اہل نجران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سن کو چالیس ہزار سواروں کا لشکر لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور اپنے وفود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تجدید عہد وفا کے لیے روانہ کئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عہد کی تجدید فرما دی اور ساتھ ہی ساتھ یہ واقعہ فرما دیا کہ عرب میں دو دین نہیں ہوں گے۔

یمن کی سرکوبی:......ان واقعات کے بعد جریر بن عبداللہ افرع اور دبر بن تخنیس واپس آئے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود عنسی کی بغاوت کے دوران یمن راونہ فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جریر کو یمن کے مرتدوں کی سرکوبی کے لیے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ خثعم کو شکست دے کر مسلمانوں کی حفاظت کے لیے وہیں نجران میں قیام کرنا خثعم کے ایک گروپ سے حضرت جریر کا مقابلہ ہوگیا جریر نے ان کو شکست دی اور نجران میں جا کر مقیم ہو گئے طائف ❷ میں بھی ارتداد کی عظیم شورش پھیلی ہوئی تھی عثمان بن العاص طائف کے گورنر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے طائف کے مخالف کے لیے فوجیں روانہ کیں اور ہر مخالف پر بیس بیس مسلمانوں کو معمور کیا اور اپنے بھائی کو ان سب کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت عتاب بن اسید نے پانچ سو کے لشکر کا اپنے بھائی خالد کو امیر بنایا اور خلیفہ المسلمین کے انتظار میں مکہ کے قریب پڑاؤ ڈال کر رکے رہے۔

حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی یمن اور نجران پر چڑھائی:......جب یمن کا انتشار ہوا اور ارتداد حد سے زیادہ بڑھ گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے مہاجر بن ابی امیہ بغاوت یمن کو کچلنے کے لیے یمن کی طرف بڑھے مکہ اور طائف میں عتاب و عثمان سے ملتے ہوئے خالد بن اسید اور عبدالرحمٰن بن العاص کو ان کے ساتھیوں سمیت لیتے ہوئے حضرت جریر بن عبداللہ اور عکاشہ بن ثور کے پاس پہنچے اور ان کو بھی اپنے لشکر میں شامل کر لے نجران میں داخل ہوئے حضرت فروہ بن مسیک نے ان حضرات سے ملاقات کی اور مرتدوں کے حالات بتائے۔

عمرو بن معدیکرب اور قیس کی گرفتاری اور توبہ:......دوسرے دن حضرت عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح مقابلہ کے لیے آیا یہ لڑائی نہایت خطرناک تھی چاروں طرف سے مرتد گھیرا کیے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، مرتدوں کا لشکر بھاگ نکلا

❶ عثمان بن ابی العاص نے ازد خثعم اور بجیلہ کے مرتدین کو منتشر کرنے اور ان کو زیر کرنے کے لیے ایک سریہ روانہ کیا تھا جس کے امیر عثمان بن ابی ربیعہ تھے اور مرتدوں کے گروہ کا سردار حمیضہ بن النعمان تھا۔ ❷......مخالیف جمع ہے مخلاف کی اہل عرب مخلاف اس مقام کو کہتے ہیں کہ جہاں تبدیل آب و ہوا کے لیے شہر جاتے ہیں۔

بے شمار مرتد مارے گئے عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیئے گئے عمرو بن معدیکرب اور قیس بن مکشوح توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو پھر یمن بھیج دیا۔

صنعاء میں مرتدین کا صفایا:......مہاجر بن ابی امیہ نجران کی مہم سے فارغ ہو کر صنعاء میں ٹھہرے قبائل مرتدین کی سرکوبی کی اور مرتدین کے سرغنوں کی خوب خبر لی جن لوگوں نے توبہ کی ان کو پھر اسلام میں داخل کر لیا اور جنہوں نے توبہ نہ کی ان کی گردن اڑا دی گئی الغرض مہاجر بن ابی امیہ نے صنعاء سے مرتدوں کا صفایا کر کے خلیفہ حضرت صدیق اکبر کو بذریعہ خط اطلاع کر دی۔

قبائل کندہ کی سرکوبی:......اسی زمانے میں عکرمہ بن ابی جہل عمارہ کے علاقہ سے آ گئے بنومہر بنواز د بنوناجیہ بنوعبدقیس مالک بن کنانہ اور بنی عنیزہ کے بہادران کے لشکر میں تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو مہاجر بن ابی امیہ کی کمک کے لیے روانہ کر دیا اور مہاجر بن ابی امیہ کو ایک خط لکھ دیا کہ جلد سے جلس کندہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو جاؤ وہ مارب اور حضر موت کا درمیانی راستہ مین ہی تھے کہ زیاد کندی کا قاصد پہنچ گیا لکھا تھا کہ سستی کا وقت نہیں ہے نہایت تیزی سے کندہ پر حملہ کر دو مہاجر بن ابی امیہ نے عکرمہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسلامی فوج کا ایک دستہ لے کر نہایت تیزی سے زیاد کے پاس پہنچ گیا اور کندہ پر حملہ کر دیا۔

قلعے کا محاصرہ:......اس دوران عکرمہ اسلامی سالار لشکر لے کر پہنچ گئے اور اس راستہ کو بند کر دیا چند دنوں کے محاصرے کے بعد اشعث نے مجبور ہو کر اس شرط پر قلعہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا کہ اس کی قوم کے نو آدمیوں کو ان کے اہل وعیال و مال سمیت نکل جانے کی اجازت دیجائے مہاجر اور زیاد اس شرط پر راضی ہو گئے۔ اشعث نے قلعہ کی چابی حوالے کی دی۔ اسلامی لشکر فتح کا جھنڈا لیے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گیا اور اس واقعہ میں قیدیوں کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ہزار تو صرف عورتیں قید ہو کر آئیں تھیں مسلمانوں نے قبضہ مکمل کر کے اشعث کا خط کھولا جس میں اس نے امن حاصل کرنے والوں کے نام لکھے ہوئے تھے اتفاق سے ان نو آدمیوں میں اشعث اپنا نام لکھنا بھول گیا تھا۔

اشعث اور دیگر قیدیوں کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیشی:......مسلمانوں نے نو آمیوں کو مال واسباب اور اہل وعیال سمیت نکل جانے کی اجازت دے دی پھر اشعث کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ باندھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیجا دیا صدیق اکبر نے اشعث سے فرمایا کہ تو مرتد ہو گیا ہے مسلمانوں سے لڑا ان کا خون بہایا اس جرم میں تجھ کو میں قتل کرنا چاہتا ہوں اشعث نے جواب دیا کہ مجھے آپ قتل نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے تحریر پر امن حاصل کر لیا ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا بے شک جن لوگوں کا نام اس تحریر میں ہوگا ان کو امان دیا جائے گا پھر تحریر دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا نام اس تحریر میں نہیں ہے تمہاری گردن اڑائی جائے گی۔

اشعث کی توبہ اور قبول اسلام:......اشعث یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا ندامت سے سر جھکا کر بولا اے خلیفہ رسول اللہ! میں توبہ کرتا ہوں میرا اسلام قبول کیجیے اور میری بیوی مجھے واپس کر دیجیے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور اس کی بیوی اس کے حوالے کر دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آئندہ تجھ سے نیکی کے سوا اور کوئی فعل سرزد نہ ہوگا۔ ہمیشہ تیری نیکی کی خبر مجھے ملتی رہے گی اس کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا گیا کندہ کے قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو بھی آزاد کر دیا۔

اسامہ پھر میدان میں:......اس سے پہلے ہم تحریر کر آئے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو ان کے شام سے لوٹنے کے بعد مدینہ میں اپنا نائب مقرر کر کے ربذہ کی طرف بڑھے تھے بنی عبس ذوبیان اور کندہ کو ابرق میں شکست دے کر پھر مدینہ آئے تھے اس دوران لشکر اسامہ کی تھکن دور ہو گئی اور وہ دشمنان اسلام کے مقابلہ اور قتال کے لیے تیار ہو گئے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مرتدین و منحرفین میں اسلام کی سرکوبی کے لیے لشکر تیار فرمایا۔ ایک ایک جھنڈا مرحمت فرمایا اور ہر ایک فوج پر ایک سردار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ مسلمانوں کے ہر قبیلہ میں سے چند آمیوں کو حفاظت کے لیے چھوڑ کر باقی ماندہ کو لے کر مرتدین سے مقابلہ کیا کرو حتی کہ وہ پھر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں یا پھر صفحۂ ہستی سے ان کا نام ونشان مٹ جائے۔

گیارہ لشکروں کا مرتدین کا تعاقب:......(۱) ایک لشکر کے سالار خالد بن ولید بنائے گئے سرداری کا علم عنایت کیا اور ہدایت کی گئی کہ پہلے طلیحہ

اسدی پر چڑھائی کرنا اس کی سرکوبی سے فارغ ہو کر مالک بن نویدہ پر بطاح میں حملہ کرنا۔

(۲) دوسرا لشکر عکرمہ بن ابی جہل کی ماتحتی میں مسیلمہ کذاب کی طرف یمامہ روانہ کیا گیا شرحبیل بن حسنہ کو بھی ایک لشکر دے کر مسیلمہ اور یمامہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اور یہ ہدایت کی گئی کہ یمامہ سے فارغت حاصل کرنے کے بعد بنو قضاعہ کندہ اور حضر موت پر حملہ کرنا۔

(۳) تیسرے لشکر کا جھنڈا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو دے کر جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یمن سے مدینہ چلے آئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو ممالک شام کی طرف جانب روانہ کیا۔

(۴) چوتھا لشکر حضرت عمرو بن العاص کی سربراہی میں قضاعہ کے مرتدوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

(۵) پانچواں لشکر حضرت حذیفہ بن محصن کی ماتحتی میں ''دبا'' پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا۔

(۶) چھٹے لشکر پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کیا گیا اور مہرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۷) ساتواں لشکر حضرت طریفہ بن حاجز کی ماتحتی میں بنو سلیم اور بنی ہوازن کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔

(۸) آٹھواں لشکر حضرت سوید بن مقرن کے ساتھ تہامہ بھیجا گیا۔

(۹) نویں لشکر کے امیر حضرت علاء بن حضرمی بنائے گئے اور بحرین میں مرتدوں کو زیر کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔

لشکر کے امراء کے لیے فرمان: .....غرض یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر لشکر پر ایک ایک امیر مقرر کر کے ہر امیر کو ایک ہی مضمون کا ایک ایک فرمان لکھا کر دیا، جس کی عبارت یہ تھی:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

هذا عهد من ابى بكر خليفة رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم لفلان حين بعثه فيمن الاسلام وعهد اليه ان يتقى اللّٰه ما استطاع في امره كله سره وجهره وامره بالجد في امر اللّٰه و مجاهدة من تولى عنه ورجع عن اسلام الى امنى الشيطن بعدان يوتى اليهم فيدعوهم بدائية الاسلام فان جابوه امسك عنهم وان لم يجيبوه شن غاربه حتى يقرا له ثم ينبئهم بالذى عليهم والذى لهم فياخذ معليهم ويعصيهم الذى لهم لا ينظرهم ولا يرد المسلمين عن قتال عدوهم فمن اجاب الى امر اللّٰه عز وجل واقرله قبل ذلك منه واعانه عليه بالعروف وانما يقاتل منكفر باللّٰه على القرار بما جاء من عنداللّٰه فاذا اجاب الدعوة لم يكن عليه سبيل وكان الله حسيبه بعد فيما استتربه ومن لم يجب الى داعية اللّٰه قتل وقوتل حيث كان حيث بلغ مراغمه لايقبل اللّٰه من احد شيئا مما اعطى الاسلام فمن اجابه اقر قبل منه داعانه ومن ابى قاتله فادن اظهره اللّٰه عليه عزوجل قتلهم فيه كل قتلة بانسلاح والنيران ثم قسم ماافاء اللّٰه عليه الا الخمس فانه يبلغناه ويمنع اصحابه العجلة وافساد وان لا يدخل فيهم حشوا حتى يعرفهم ويعلم ماهم لئلا يكون عيونا ولئلا يونى المسلمون من قبلهم وان تفقد بالمسلمين ويرفق بهم فى اليسر والمنزل وينفقدهم ولا يعجل بعضهم عن بعض و يستوصى بالمسلمين فى حسن الصحبة ولين القول .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر فلاں شخص کو لشکر کا امیر مقرر کر کے اسے لڑنے کے لیے روانہ کرتے وقت حکم دیتے ہیں اور اس سے اقرار لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے حتی الامکان باطنا اپنے تمام کاموں میں ڈرتا ہے اسے ہدایت کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں کوشش کرتا رہے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ سے منہ پھیر لیا ہے اور اسلام سے جدا ہو کر شیطان کی پناہ میں چلے گئے ہیں لڑتا رہے لیکن پہلے ان سے قطع حجت کر کے اور ان کو سمجھا جائے اور اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان پر مسلسل حملہ کیے جائیں تا کہ وہ دائرہ

اسلام میں داخل ہو جائیں اس کے بعد ان کو ان کے فرائض وحقوق سے آگاہ کیا جائے اورخون ان پر فرض ہے وہ ان سے وصول کیا جائے اوران کے حقوق ان کو دیئے جائیں اس میں کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے اور مسلمان اپنے دشمنوں سے لڑنے سے روکے جائیں لہٰذا جو شخص اللہ عزوجل کے حکم کو قبول کرے اوراس کا اقرار کرے تو اس کا اقرار تسلیم کیا جائے اوراس سے جنگ کی جائے جو دائرہ اسلام میں داخل ہو کر منکر اور مرتد ہو جائے اگر اس نے اسلام قبول کرلیا تو اس پر کسی قسم کا الزام نہ ہوگا اور اللہ اس کا حساب لے گا جس کو اس نے اس کے بعد چھپا لیا ہوگا اور جو شخص اللہ کی اس دعوت کو قبول نہ کرے اس سے جنگ وقتال کیا جانا چاہیے وہ کہیں بھی ہو یا بھاگ کر پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کسی سے کوئی بات اسلام کے سوا قبول نہ کرے گا جو شخص اسلام کو قبول کرے اوراس کا اقرار کرے اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اوراس کی مدد کیا جائے گی جو شخص انکار کرے اس سے لڑائی کی جائے گی اگر اللہ عزوجل ان پر فتح عنایت فرمادے تو وہ سب لوگ ممکن ذریعہ سے قتل کیے جائیں گے اس کے بعد مال غنیمت تقسیم کیا جائے گا خمس تقسیم نہیں ہوگا بلکہ وہ ہمارے پاس بھیج دیا جائے گا یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے ساتھیوں کو جلدی اور فساد سے روکیں اور کسی غیر شخص کو اپنے لشکر میں داخل نہ ہونے دیں جب تک کہ اس کی شناخت نہ کرلیں وہ کون ہے کہیں وہ جاسوس تو نہیں اور اگر کسی غیر شخص کو کوئی مسلمان اپنی ذمہ داری پر لائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے امیر مسلمانوں سے اچھا سلوک کرے روانگی وقیام میں ان سے نرمی سے پیش آئے اوران سے حسن وسلوک کرے اور کوئی بھی ایک دوسرے سے جلدی نہ کرے اٹھنے بیٹھنے بات چیت وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

مرتدین کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خط:...... یہ فرمان تو وہ تھا جو لشکر کے امراء کو روانگی کے وقت دیا گیا تھا ان لوگوں کے روانہ ہونے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قطع حجت کے غرض سے مرتدین کی طرف بھی خطوط روانہ فرمائے تھے یہ خطوط بھی ایک ہی مضمون کے تھے جس میں بسم اللہ کے بعد لکھا تھا:

هـذا مـاعهـد مـن ابی بکر خليفة رسول الله ﷺ الـى مـاان بـلـغـه کتابی هذامن عامة او خاصة اقام علی الاسلام اورجع عنه اسلام علی من اتبع الهدی ولم يرجع الى الضللة والهوی فانی احمد اليکم الله الذی لااله الا هو وحده لاشريك له واشهدان محمد اعبده ورسوله واومن بما جاء به واکفرمن ابی و اجاهده امابعـد ثم قرر امر النبوة ووفاة رسول الله واظب فی الموعظة ثم قال وانی قلت بعث اليك مفالنا جيش المهاجرين الانصار والتابعين وباحسان وامرته الايقاتل احدا ولايقتله حتی يدعوه الی داعية الله فمن استجاب لـه واقـروقف وعمل صالحا قبل منه واعانه ومن ابی امرته انيقاتله علی ذلك ثم يبقی علی احد منـه قـدر عـليـه فـمـن اتبعه فهو خير له ومن ترکه فلن يعجز الله وقد امرت رسولی ان يقرأ کتابی فی کل مجمع لکم الراغبة الا ذان فاذا اذن المسلمون فاذنوا کفوا عنهم وان لم يوذنوا سالوهم بما عليهم فان ابوعاجلوهم وان اقروا قبل منهم وحملهم علی ماينبغی لهم .

ترجمہ: خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہدایت کرتے ہیں کہ جس کے پاس میرا فرمان پہنچے خاص ہو یا عام مسلم ہو یا مرتد اللہ کی سلامتی اس پر جو اس ہدایت پر رہے اور گمراہی خواہشات نفسانی کی طرف نہ جاؤ میں اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں قرآن اور اسکے کل احکام پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس کے منکر کو مردود سمجھتا ہوں اور اس سے جہاد کرتا ہوں اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے نبوت اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کو عمدہ طریقہ سے بیان کیا اور خوب اچھی نصیحتیں فرمائیں پھر لکھا بے شک میں تمہارے پاس فلاں شخص کو مہاجرین کا لشکر ان کے اچھے تابعین کو بھیج رہا ہوں میں نے اس کو حکم دیا کہ وہ بغیر تبلیغ ودعوت کسی سے جنگ نہیں کرے گا بلکہ جس قوم کے پاس سے گزرے گا پہلے اس کو اسلام کی اور اللہ کے دین کی دعوت دے گا پس جو دعوت قبول ومنظور کرے توحید اور رسالت کا اقرار کرے کفر وشرک

سے باز رہ کر اچھے کام کرے گا تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اسکی مدد کی جائے گی اور جو شخص اس سے انکار کرے گا اس سے لڑنے کا میں نے حکم دیا ہے جب تک کہ وہ اپنے افعال کفریہ سے توبہ کر لے پس جو شخص اسلام کا پیروکار ہے اس کے لئے بھلائی ہے اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا وہ اللہ کو مجبور نہ کرے سکے گا میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ میرے اس فرمان کو تمہارے مجمع پر پڑھے اور تم کو اذان کے ذریعے دعوت دے پس جب تم مسلمانوں کی اذان سنو تو تم بھی اذان دینا تم پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور یہ کہ اگر وہ اذان نہ دے تو ان سے اس کا سبب معلوم کرنا پھر اگر وہ سبب بتانے سے انکار کر دے تو ان سے جنگ کرنے کو تیار ہو جانا اور اگر اقرار و توبہ کر لے ان کو اپنا بھائی سمجھنا اور جس کے وہ مستحق ہوں ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا اور وہ لوگ جس کے وہ حقدار ہیں وہی کچھ کیا جائے۔

طلیحہ کے حالات:......رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں طلیحہ جو کہ ایک کاہن نجومی تھا مرتد ہو کر سمرہ میں آکر مقیم ہو گیا پھر اس نے نبوت کا دعوی کر دیا تھ بنی اسرائیل کے چند فرقے اس کے پیروکار بن گئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی سرکوبی پر ضرار ابن لازو کو روانہ فرمایا تھا ابھی طلیحہ کی سرکوبی نہ ہونے پائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ انتقال فرما گئے غطفان، ہوازن اور طے طلیحہ اسدی سے مل گئے طلیحہ کی جمعیت بڑھ گئی ضرار یہ رنگ دیکھ کر مدینہ لوٹ آئے۔

غطفان کا ارتداد:......اس دوران غطفان کے وفود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں معافی زکوۃ کا مطالبہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے معافی سے انکار کر دیا اور ان سے لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے چنانچہ ذی القصہ میں مقابلہ ہوا غطفان کو شکست کے بعد غطفان اور بنی اسد بزاخہ میں طلیحہ سے جا کر ملے قبیلہ طے نے بھی یوں ہی کیا ہوازن اور بنو عامر غیر جانبدار رہ کر نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔

خالد کی پیش قدمی:......خالد بن ولید ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے آگئے بڑھے خالد کی روانگی سے پہلے ابن حاتم کو قبیلہ طے کی طرف بھیج دیا گیا انہ کی کوششوں سے بنو طے طلیحہ کی پیروی سے علیحدہ ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اس کے بعد خالد بن ولید نے بزاخہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور طلیحہ اور عیینہ بن حصن بھی مرتدوں کا لشکر لیے ہوئے اسی مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضرت عکاشہ اور ثابت کی شہادت اور مسلمانوں کا حملہ:......عکاشہ بن حصن اور ثابت بن اقرم انصاری گشت کے لیے نکلے تو طلیحہ اور اس کے بھائی حبال نے حضرت عکاشہ و ثابت کو گرفتار کر کے شہید کر لیا اور مسلمانوں کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا حضرت خالد بن ولید نے انصار کے لشکر کا امیر ثابت بن قیس کو اور بنو طے کی فوج کا امیر حضرت عدی بن حاتم کو مقرر کر کے طلیحہ سے مقابلہ کیا عیینہ بن حصن میدان جنگ میں لڑ رہا تھا اور طلیحہ سر جھکائے چادر اوڑھ کر نام نہاد وحی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا جس وقت مرتدوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑتے نظر آئے اس وقت عیینہ میدان جنگ سے طلیحہ کے پاس دوڑ کر آیا اور اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرے بعد کوئی آیا تھا؟ (عیینہ کا مقصود اس سوال سے یہ تھا کہ تیرے پاس میرے جانے کے بعد وحی آئی) طلیحہ نے کہا نہیں عیینہ پھر میدان جنگ میں چلا گیا تھوڑی دیر تک میدان میں لڑتا رہا پھر اس کے پاس دوبارہ آ اور معلوم کر کے پھر میدان جنگ میں چلا گیا۔

طلیحہ کی پول کھلنا اور مرتدین کی واپسی:......تھوڑی دیر کے بعد پھر طلیحہ کے پاس بھاگ کر آیا اور معلوم کیا تو طلیحہ نے کہا کہ ہاں جبرائیل آئے تھے عیینہ نے کہا کہ جبرائیل نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا وہ مجھ سے کہہ گیا ہے کہ تیرے حق میں وہی ہوگا جو تیری قسمت میں لکھا ہے عیینہ نے یہ سن کہا کہ اے بنی فرازہ طلیحہ بڑا جھوٹا ہے میں تو جا رہا ہوں اور تم بھی لڑائی سے دست کش ہو کر لوٹ جاؤ عیینہ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ میدان جنگ مرتدوں سے خالی ہو گیا۔

طلیحہ کا فرار ہونا:......طلیحہ اپنی بیوی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر شام کی طرف چلا گیا قبیلہ قضاعہ بنی قلب میں جا کر مقیم ہوا حتی کہ بنی اسد اور غطفان ایمان لے آئے اور یہ بھی مسلمان ہو کر خلافت عمر بن الخطاب کے وقت حج کرنے آیا مدینے گیا آپ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی لشکر شام کے ساتھ جہاد کے لیے نکلا اور خوب کامیابیاں حاصل کیں۔

بنو اسد کی بچت اور توبہ:......اس لڑائی میں جو مقام بزاخہ میں مرتدین اور اہل اسلام کے درمیان ہوئی بنی اسد کو کوئی صدمہ اور تکلیف نہیں پہنچے

کیونکہ ان لوگوں نے اس واقعہ سے پہلے اپنی عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ مقام پر بھیج دیا تھا اسکے بعد عورتوں بچوں پر تکلیف آنے کے خوف سے مسلمان ہو گئے۔

حالات ہوازن سلیم اور بنی عامر:......ان دنوں بن عامر عجیب تذبذب کی حالت میں تھے نہ تو کھلم کھلا مسلمان رہے تھے اور نہ مرتد وہ طلیحہ بنی اسد اور بنی غطفان کا انتظار کر رہے تھے قرہ بن ہبیرہ بنو کعب میں اور علقمہ بن علاثہ کلاب میں سردار بنے ہوئے تھے علقمہ تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں فتح طائف کے بعد مرتد ہو کر شام چلا گیا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اپنی قوم میں واپس آ گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو ایک سریہ قعقعاع ابن عمرو بنی تمیم کی سربراہی میں روانہ کیا قعقعاع بن عمرو نے علقمہ پر حملہ کیا اور اسے اسکے اہل وعیال اور قوم کو پلٹ کر صدیق اکبر کے پاس لے آئے اور ان لوگوں نے مدینہ پہنچ کر توبہ کی اور دوبارہ مشرف باسلام ہو گئے۔

قرہ بن ہبیرہ و بنو کعب:......حضرت عمرو بن العاص کو رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپس آ کر عمان بھیجا دیا تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد واپس آئے اور قبیلہ کعب کے سردار قرہ بن ہبیرہ کے پاس ٹھہرے قرہ نے عزت سے ٹھہرایا دھوم دھام سے دعوت کی اور پھر قرہ نے عمرو بن العاص سے کہا ''اگر زکوٰۃ معاف کر دی جائے تو بہت زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ عرب نے تمہارا دین خراج دینے کے لئے قبول نہیں کیا ہے'' عمرو بن العاص یہ سن کر غصہ میں آ گئے کچھ جواب نہ دیا اور اسی وقت مدینہ منورہ روانہ ہو گئے مدینہ پہنچ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کے حالات سے مطلع کیا۔

قبائل کا قبول اسلام اور قرہ و عیینہ اور دیگر قاتلوں کو سزائے موت:......جس وقت بنی اسد اور غطفان دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے بنو ہوازن بنو سلیم اور عامر نے بھی اطاعت قبول کر لی اور حضرت خالد بن ولید کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا جنہوں نے ارتداد کے دوران مسلمانوں کو شہید کیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان قاتلوں کو قصاص میں قتل کر دیا اس کے بعد عیینہ ❶ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی ان دونوں نے انکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

ام زمل یا فتنہ سلمیٰ بنت مالک:......اس کے بعد قبائل غطفان اور بنو سلیم وغیرہ کے باقی افراد سلمیٰ بنت مالک بن حذیفہ بن بدر ظفر کے پاس ''حواب'' میں جا کر جمع ہوئے اور اس کو لیڈر بنا لیا۔

سلمیٰ حیات رسول اللہ ﷺ میں قید ہو کر آئی تھی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کر کے آزاد کرا دیا تھا، ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے سلمیٰ دوسری عورتوں کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں موجود تھی آپ نے سلمیٰ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ان احدکن تستنبح کلاب حواب ترجمہ: بے شک تم عورتوں میں سے کسی ایک عورت کو دیکھ کر حواب کے کتے بھونکیں گے چنانچہ یہ پیشن گوئی یوں پوری ہوئی کہ قبائل غطفان، ہوازن سلیم طے اور اسد کے جمع ہو کر جانے سے سلمیٰ کی قوت بڑھ گئی اور یہ سب حواب میں جمع ہوئے حضرت خالد بن ولید کو اس کی اطلاع ہو گئی تو سلیم کے لشکر سے مقابل ہوئے سلمیٰ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو لڑا رہی تھی۔ اس کی اونٹنی کے پاس سو آدمی مارے گئے جب اس کی اونٹنی زخمی ہو کر گری تو یہ بھی مری گئی۔ تب مرتدوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ گیا مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

فجاۃ عبد یا لیل کا فتنہ:......قبیلہ بنی سلیم کا الفجاۃ بن عبد یا لیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں میری آپ مدد کریں مجھے لڑائی کا سامان لے دیجیے میں مرتدین سے لڑوں گا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو سامان جنگ دے کر مرتدین سے لڑنے کا حکم دیا فجاۃ بن عبد یا لیل مدینے سے روانہ ہو کر جون (یا جواء) پہنچا نہ جانے اس کے دماغ میں کیا آئی کہ وہ مرتد ہو گیا اور نجبہ بن ابی المثنی شریدی کو بنو سلیم اور بنو ہوازن کے مسلمانوں پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا۔

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت عیینہ زنجیر سے بندھا ہوا مدینے لایا گیا تو اس وقت مدینہ کے لڑکوں کا ایک گروپ اس کے پیچھے تھا اور وہ سب کہہ رہے تھے کہ اے دشمن خدا تو دشمن ہونے کے بعد کافر بن گیا؟ اور عیینہ یہ کہتا جاتا تھا بخدا میں ایک لمحہ کے لیے بھی ایمان نہیں لایا اور نہ اب لاؤں گا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سن کر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

الفجاۃ کے گروپ پر حملہ کرنے کا حکم:.....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو جب یہ خبر ملی تو طریقہ بن عاجز کو الفجاۃ نجبہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ان کی امداد پر عبداللہ بن قیس الحاشی کو مامور فرمایا، فریقین نے صف آرائی کی نجبہ میدان جنگ میں مارا گیا اور الفجاۃ بھاگ نکلا مگر طریقہ نے تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور اسے اپنے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے صدیق اکبر نے مدینہ کے باہر جہاں عیدین کی نماز پڑھتے تھے آگ روشن کرا کے الفجاۃ کو آگ میں ڈال دیا ابو شجری بن عبدالعزی اور ابوالحسنساء بنو سلیم کے مرتدین کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حالات بنی تمیم و سجاح:.....بنو تمیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے عمال اس تفصیل سے تھے: (۱) رباب، عوف اور ابناء زبرقان بن بدر، (۲) مقاعس اور بطون میں قیس بن عاصم، (۳) بنو عمرو میں صفوان بن صفوان اور سبرہ بن عمرو، (۴) بنو مالک میں وکیع بن مالک (۵) حنظلہ میں مالک بن نویرہ یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت عمال تھے۔

قیس بن عامر کا انتظار:.....جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی تو صفوان بنی عمرو کے اور زبرقان بنو رباب، ابناء اور عوف کے صدقات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ لے کر آئے قیس بن عاصم مقاعس اور بطون کے صدقات صول کر کے آئندہ کے نتیجے کے انتظار میں بیٹھا رہا اور قیس نے مقاعس اور بطون مین ان کی مخالفت کی اس کی مخالفت اور ان دونوں بزرگوں کے چلے جانے سے بنو تمیم کے علاقوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا مسلمانوں اور مرتدوں میں جھگڑنے ہونے لگے۔ ❶

سجاح بنت حارث کا فتنہ:.....اس طرح سجاح بنت الحارث بن سوید یہ غطفان کی شاخ بنو تغلب میں سے تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ مدینہ پر حملہ کے ارادے میں بنو تغلب میں سے ہذیل بن عمران نے بنو نمر میں سے عقبہ ابن ہلال نے بنو شیبان میں سے سلیل بن قیس اور زیاد بن ہلال نے اس کی اتباع کی ہذیل بن عمران عیسائی تھا سجاح کا دل رکھنے کیلیے اس نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ مالک بن نویرہ نے جو حنظلہ کا سردار تھا اس سے مصالحت کر لی اور بجائے مدینہ پر فوج کشی کرنے کے بطون بنی تمیم پر حملہ کرنے کی ترغیب دی حملہ ہوا تو بنی تمیم مقابلہ نہ کر سکے بنو مالک کا سردار وکیع بن مالک ان سے مل گیا اور بنو رباب ضبہ متفق ہو کر لڑے سجاح کے ساتھیوں کو شکست ہوئی سجاح کے لشکر کے کئی سردار قید کر لیے گئے۔

بنو ضبہ اور بنو رباب کی سجاح سے صلح:.....پھر کسی وجہ سے رباب اور ضبہ نے سجاح سے صلح کر لی سباح رکتی چلتی نباح پہنچی تو اوس بن خذیمہ ہجمی نے بنی عمرہ کو دیکھ کر حملہ کر دیا دونوں میں سخت لڑائی ہوئی سجاح کے لشکریوں میں سے ہذیل اور عقبہ گرفتار ہو گئے پھر فریقین نے اس شرط پر صلح کی کہ ''اوس بن خزیمہ سجاح کے ساتھی قیدیوں کو چھوڑ دے اور سجاح اس کے علاقوں میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ کرے'' مصالحت کر لی۔

سجاح کی مسلیمہ کی طرف پیش قدمی:.....اس واقعہ کے بعد مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک اس سے علیحدہ ہو کر چلے گئے سباح کے ساتھی بادل ناخواستہ بنی خلیفہ کی طرف بڑھے مسلیمہ کذاب اس خیال سے کہ اگر سجاح سے مقابلہ کیا گیا اور اس سے لڑائی کی گئی تو ادھر ثمامہ بن اثال یمامہ میں چھیڑ چھاڑ کرے گا اور ادھر شرحبیل بن حسنہ جو اسلامی فوج کا سپہ سالار جنگ کے لیے تیار ہو جائے گا تو اس نے سجاح کے پاس قیمتی تحائف بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ پہلے آدھا عرب ہمارا تھا اور آدھا قریش کا لیکن قریش نے بدعہدی کی ہے اب میں ان کو عرب کا ایک چپہ بھی نہیں دوں گا بلکہ وہ آدھا میں تمہیں دیتا ہوں۔

سجاح اور مسلیمہ کا اتحاد:.....بیان کیا جاتا ہے کہ سجاح خود اس کے پاس آئی اور اسے امن کی درخواست کی بہر کیف مسلیمہ اس سے ملنے کے لیے قلعہ سے نکل کر اس خیمہ میں آیا جو ملاقات کے لیے لگایا گیا تھا اسے بہت معطر کیا گیا تھا مخالفین اور خدام نکال دیئے گئے مسلیمہ اور سجاح میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی مسلیمہ نے اپنے تصنیف کیے ہوئے فقرے پڑھے تو سجاح نے اس کی نبوت کا اقرار کیا اور خود کو ان کی زوجیت میں دے دیا تین روز تک دونوں اسی خیمہ میں شادی کا جشن کرتے رہے۔

چوتھے روز سجاح لوٹ کر اپنی قوم میں آئی قوم نے اسے بغیر مہر کے نکاح کرنے پر خوب لعنت ملامت کی تو سجاح مسلیمہ کے پاس دوبارہ گئی اور اس

سے مہر کا تقاضا کیا مسیلمہ نے کہا ''اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ مسیلمہ رسول اللہ نے مہر کے عوض نماز فجر وعشاء معاف کر دیں جن کو محمد نے تم پر فرض کیا تھا ''اس کے علاوہ یمامہ کی نصف پیداوار پر مصالحت کر کے سجاح جزیرہ واپس لوٹی اور ہذیل اور عقبہ کو آئندہ سال کی پیداوار لینے کے لیے وہیں چھوڑ گئی۔

سجاح کا فرار اور اس کی توبہ:......انہیں راستے میں خالد بن ولید اسلامی لشکر کے ساتھ مل گئے یعنی ان سے ٹکراؤ ہو گیا تو ان کی وجہ سے اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور وہ جزیرہ میں جا کر بنی تغلب کے ساتھ قیام پزیر ہو گئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عام المجاعۃ (قحط سالی میں اس کو اس کے قبیلہ بنی عقفان سمیت کوفہ میں لا کر ٹھہرایا اسی زمانہ میں سجاح ایمان لے آئی اور نہایت کو بی سے اسلام کا زمانہ گزارا۔

اسلام سے بلیک میلینگ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدم رضا:......زبرقان اور ''اقرع'' نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہم کو دید یجیے، ہم لوگ وہاں کی بدنظمی کے ذمہ دار ہوں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو منظور کر لیا اور اسکو ایک عہد نامہ لکھ دیا حضرت طلحہ بن عبیداللہ اس معاملہ کے بیچ تھے وہ حضرت عمرو بن الخطاب کے پاس عہد نامہ دستخط کرانے کے عرض سے لے کر آیا تو عمرو بن الخطاب نے عہد نامہ کو پھاڑ دیا حضرت طلحہ کو یہ بہت برا لگا تو وہ صدیق اکبر کے پاس آئے اور کہا کہ انت الا امیر ام عمر تم امیں ہو یا عمر؟ حضرت اکبر نے جواب دیا عمر ان الطاعۃ لی امیر عمر ہے بس لوگ میرے فرمانبردار ہیں۔ اقرع اور زبرقان حضرت دعلید کے ساتھ جنگ یمامہ اور تمام اچھے واقعات میں شریک رہے تھے اس کے بعد اقراع شرحبیل کیساتھ دومۃ الجندل چلے گئے۔

حالات بطاع و مالک بن نویرہ:......سجاح کی جزیرہ واپسی اور بنی تمیم کے اسلام لانے کے زمانے تک مالک بن نویرہ اسی تذبذب میں مبتلا تھا کہ اس دوران قبیلہ تمیم میں سے بنو حنظلہ اس کے پاس آ کر بطاح میں جمع ہو گئے چونکہ مالک بن نویرہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا اس لیے بنی حنظلہ کے مال واسباب کو حفاظت سے رکھوا دیا اور ان کو لڑائی سے منع کر کے اپنے مکان پر آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید اسلامی لشکر لے کر ان کی سرکوبی کیلیے بڑھے انصار نے مخالفت کی اور کہا جب تک خلیفہ کا کوئی حکم نہیں آئے گا ہم آگے نہیں بڑھیں گے لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اگر مجاہدین کو فتح حاصل ہو گئی تو ہم ان کی نیکی سے محروم ہوں گے یہ سوچ کر وہ جنگ میں شریک ہو گئے۔

مالک بن نویرہ کی گرفتاری:......حضرت خالد بن ولید نے بطاح میں پہنچتے ہی ایک سریہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر اسلام قبول کر لیں تو بہتر ورنہ گرفتار کر کے لے آنا چنانچہ مالک بن نویرہ کو بنی ثعلبہ بن یربوع کے چند لوگوں سمیت گرفتار کر کے لایا گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر گواہی میں اختلاف ہو گیا بعض حضرات نے کہا کہ مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھیوں نے اذان دے کر نماز پڑھی ہے نماز کی گواہی دینے والوں میں حضرت ابوقتادہ بھی تھے بعض حضرات نے کہا کہ ان لوگوں نے نہ تو اذان دی اور نہ نماز پڑھی ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گواہی کی وجہ سے قیدیوں کو حضرت ضرار بن الازور کی نگرانی میں قید کر دیا۔

مالک بن نویرہ اور ساتھیوں کا قتل:......رات اندھیری تھی کسی نے بلند آواز سے کہا کہ اوفئو اسرارکم بنو کنانہ کے محاورہ میں یہ قتل کا اشارہ تھا لہٰذا اس آواز کو سنتے ہی حضرت ضرار نے جو کنانی تھے سب قیدیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا حضرت خالد بن ولید شور کی آواز سن کر خیمہ سے باہر آئے اور قتل سے روکا لیکن اس وقت تک ضرار قیدیوں کو قتل کر چکے تھے ابوقتادہ اور خالد میں اس بات پر اتنا زیادہ جھگڑا ہوا کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

کہا جاتا ہے کہ مالک اس کے ساتھیوں کو دوبارہ تفتیش کے لیے حضرت خالد بن ولید کے سامنے پیش کیا گیا خالد بن ولید نے حقیقت معلوم کی تو مالک بن نویرہ کا اسلام ثابت نہ ہو سکا تو خالد بن ولید نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

حضرت خالد کی خلیفۃ المسلمین کے سامنے پیشی:......پھر جب خالد بن ولید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے مالک بن نویرہ کا معاملہ پیش کیا اور حضرت خالد بن ولید سے قصاص لینے اور ان کو معزول کرنے کی گزارش کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور یہ جواب دیا کہ میں اس تلوار کو نیام میں نہیں چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نکالا ہو اس کے بعد مالک اور اس کے ساتھیوں

کو خون بہادے کر حضرت خالد بن ولید کو پھران کے قبضہ کیے ہوئے علاقوں کی طرف بھیج دیا۔

(نوٹ از مترجم):......اس مقام پر دو اعتراض کیے جاتے ہیں ایک یہ کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو اس غرض سے قتل کیا تھا کہ اس کی بیوی سے اپنا نکاح کریں اور دوسرا یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید سے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا پہلا اعتراض مؤرخ ابن خلدون کے بیاں سے دور ہو جاتا ہے لہٰذا بالکل غلط ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کی بیوی کو نکاح میں لانے کے غرض سے مالک بن نویرہ کو قتل کیا تھا۔ مالک بن نویرہ مسلمان نہیں تھا امتحان اور تفتیش میں وہ مسلمان ثابت نہ ہو سکا۔

مالک کے ارتداد کی اہم دلیل:......جیسا کہ کتب تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مالک بن نویرہ گرفتار ہو کر آیا مجاہدین میں اذان ونماز کے بارے میں اختلاف ہوا تو حضرت خالد بن ولید نے بطاح کے قرب وجوار کے گاؤں والوں سے معلوم کروایا تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سن کر بڑی خوشی منائی تھی مالک بن نویرہ کے ارتداد کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے اور جب پہلا اعتراض دور ہو گیا تو دوسرا اعتراض خود بخود دور ہو گیا۔

دوسرا فتنہ کا جواب اب یہ شبہ باقی رہ گیا تھا کہ اگر مالک بن نویرہ مسلمان نہ تھا تو اس کا خون بہا کیونکہ دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اور نسل جوڑنے کے لیے کیا تھا مشبہات سے بچنے کے خیال سے خون بہا دیا تھا۔

مالک کی بیوی سے نکاح کرنے کا جواب:......اس کے علاوہ معتبرہ کتب تواریخ اور حالات جنگ کی کتب سے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے حضرت خالد بن ولید کا نکاح ثابت نہیں ہوتا۔

مؤرخ ابن خلدون نے اس واقعہ کو لکھا ہی نہیں ہے اس کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا کہ خالد نے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی کو اپنی زوجیت میں لیا ہو اور اگر یہ فرض کر بھی کر لیا جائے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ مالک بن نویرہ نے کافی مدت پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی لیکن رسم جاہلیت کے مطابق اس کو اپنے گھر میں قید کر رکھا تھا لہٰذا ایسی صورت میں اگر مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد اس کی بیوی سے خالد نے نکاح کر لیا تو کیا گناہ ہوا فافہم لعل اللہ یھد یک۔ (مترجم کا کلام ختم ہوا)

مسیلمہ کذاب کی ابتدائی فتح:......جس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گیارہ فوجیں مرتدین عرب کی سرکوبی کے لیے روانہ کی تھیں اس وقت حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا پھران کے بعد شرحبیل کو ان کی امداد کی غرض سے روانہ کیا عکرمہ بن ابی جہل نے خواہ مخواہ جلدی کر کے شرحبیل کے آنے سے پہلے مسیلمہ سے لڑائی شروع کر دی جس میں عکرمہ کو شکست ہوئی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا تو انہوں نے عکرمہ کو لکھا کہ تم خود استادی جانتے نہیں ہو اور شاگردی کو جب شمار کرتے ہو شرحبیل کے آنے سے پہلے تم نے حملہ کیوں کیا؟

جنگ کی نئی تشکیلات:......خیر جو کچھ ہوا تم مدینہ واپس مت آؤ حذیفہ وار حرفجہ کے پاس چلے جاؤ اور ان کی ماتحتی میں مہرہ کے قبائل اور مرتدین عمال سے لڑو جب ان سے جنگ کر کے فارغ ہو جاؤ تو تم اپنے لشکر سمیت مہاجر بن امیہ کے پاس یمن اور حضرموت چلے جانا پھر شرحبیل کو لکھا کہ تم خالد بن ولید کے پاس چلے جاؤ اور جب وہاں کی لڑائی میں کامیابی کے ساتھ فارغ ہو جاؤ تو بنو قضاعہ کی طرف چلے جاؤ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن العاص کے ساتھ مل کر مرتدوں سے لڑنا۔

حضرت خالد کی مسیلمہ کے لیے روانگی:......مالک بن نویرہ کو زیر کرنے کے بعد صدیق اکبر نے خالد بن ولید کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی پر معمور کیا مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر اس مہم پر روانہ کیا گیا مہاجرین کے ذمہ دار ابو حذیفہ اور زید بنائے گئے اور انصار کی فوج کا ثابت بن قیس اور براء بن عازب کو امیر بنایا۔ خالد بن ولید مدینہ سے نکل کر لشکر کے انتظار میں بطاح میں آ کر ٹھہر گئے پھر جب اسلامی لشکر آ گیا تو یمامہ روانہ ہوئے بنی حذیفہ کا اس وقت بہت زور شور تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چالیس ہزار جنگی سپاہی یمامہ کے دیہاتوں اور وادیوں میں پھیلے ہوئے تھے حضرت عکرمہ کی طرح حضرت شرحبیل نے بھی عجلت سے کام لے کر جنگ شروع کر دی ان کو بھی ناکامی ہوئی اس کے بعد خالد آئے تو انہوں نے شرحبیل کو عجلت کرنے پر سر

ژنش کی دوسری لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اور لشکر حضرت خالد بن ولید کی مدد کے لیے بھیجا۔

مسیلمہ کی فوج :......مسیلمہ کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج تھی سجاح کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ رجال بنوعنفوہ جس کا اصلی نام نہار تھا بنی حنیفہ کا بڑا آدمی تھا اور مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا تھا کھلم کھلا کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی حکومت میں شریک کیا تھا رجال کی اس بات کا اثر لوگوں پر اس وجہ سے زیادہ ہوا کہ یہ ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا اور خدمت اقدس میں ٹھہر کر قرآن مجید پڑھا۔ دین کی باتیں سیکھی تھیں جب مسیلمہ مرتد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اہل یمن کی تعلیم اور مسیلمہ کو سمجھانے کے لیے روانہ کیا لیکن یمامہ پہنچ کر مسیلمہ کا ساتھی ہو گیا اس کی اذان دینے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی رسالت کا اقرار کرتا تھا۔ مسیلمہ بہت سے فقرے بنا بنا کر لوگوں کو سناتا اور کہتا کہ یہ قرآن اور وحی ہے۔ اور بعض شعبدے تماشے دکھا کر اسکو معجزہ بناتا تھا۔

مسیلمہ اور مجاہدین اسلام کا آمنا سامنا :......خالد بن ولید سفر کرتے ہوئے یمامہ کے قریب پہنچے مسیلمہ اور بنو حنیفہ ان کی آمد کی خبر سن کر یمامہ سے نکل کر صف آراء ہوئے ایک دن کا راستہ مسیلمہ تک پہنچنے کا باقی تھا کہ حضرت خالد نے شرحبیل کو مقدمہ الجیش پر مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے رات کے وقت مجاعہ بن فرارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی جو چالیس یا ساٹھ آدمیوں کا گروہ لے کر بنی عامر اور بنی تمیم پر شب خون مارنے گیا تھا شرحبیل نے مجاعہ کو شکست دی اور مجاعہ کے سوا کوئی زندہ نہ بچا۔

حضرت خالد اور مسیلمہ :......اس واقعہ کے بعد حضرت خالد بھی پہنچ گئے تو مسیلمہ اور بنی حنیفہ نے تلواروں اور نیزوں سے استقبال کیا مسیلمہ کے ساتھ اس جنگ میں چالیس ہزار فوج تھی مقدمہ الجیش پر رجال تھا مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی حضرت خالد بن ولید امیر اعلیٰ مقرر تھے دونوں لشکروں نے لڑائی نہایت سختی سے شروع کی دونوں طرف سے لڑنے والے جی جان سے لڑ رہے تھے بنی حنیفہ لڑتے لڑتے حضرت خالد کے خیمے تک پہنچ گئے اور بنو حنیفہ کے لشکر پر ٹوٹ پڑے بنی حنیفہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

محکم بن طفیل :......محکم بن طفیل نے (جو مسیلمہ کے لشکر کے میسرہ پر تھا) کہا ادخلوا الحدیقۃ❶ یابنی حنیفۃ فانی امنع ادبار کم۔ ترجمہ: اے بنو حنیفہ! باغ میں چلے جاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا، بنو حنیفہ باغ میں چلے گئے۔ اور محکم بن الطفیل کافی دیر تک لڑتا رہا عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اس کو قتل کیا مسلمانوں نے نہایت سختی سے قدم جما کر لڑائی شروع کر دی۔

علم برداران اسلام کی پے در پے شہادت :......رعیت اسلام کا جھنڈا ثابت بن قیس کے ہاتھ میں تھا جب یہ لڑ کر شہید ہو گئے تو حضرت زید بن الخطاب نے لیا پھر حضرت حذیفہ پھر حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ نے پھر حضرت براء برادر اوس بن مالک نے لے کر مقابلہ کیا اللہ جل شانہ کی عنایت سے مرتدوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کو مارتے مارتے اس باغ تک پہنچا دیا جہاں پر مسیلمہ موجود تھا تھوڑی دیر تک اس باغ کے دروازے پر لڑائی رہی اسلامی لشکر دیواریں اور دروازے توڑ کر اندر گھس گیا۔ حریف کے لشکر میں سے کسی نے مسیلمہ سے کہا: ”وہ تیرا وعدہ کہاں ہے جو تیرا خدا تجھ سے کیا کرتا تھا“ مسیلمہ نے جواب دیا کہ ہر شخص اپنے اہل وعیال کے لیے لڑے یہ موقع ان باتوں کے دریافت کرنے کا نہیں ہے۔

مسیلمہ کا حضرت وحشی کے ہاتھوں قتل :......مسیلمہ زرہ خود پہن کر گھوڑے پر سوار ہوا ایک گروپ کو ساتھ لے کر لڑتا ہوا نکلا وحشی نے ایسا نیزہ مارا کہ مسیلمہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا زید بن الخطاب نے رجال بن عنقوہ کا کام تمام کر دیا ستر ہزار جنگجو بنو حنیفہ کے مارے گئے۔

مسیلمہ کی لاش کی تلاش :......جنگ کے خاتمے کے بعد حضرت خالد بن ولید مجاعہ کو ساتھ لے کر اچھا تھا پھر خالد نے مسیلمہ، روتحل دمیم اور اخنیس کی لاشیں دکھا کر فرمایا تیرے سردار یہی تھے اور یہی تجھ پر حکومت کرتے تھے مجاعہ نے کہا کہ مسیملہ یہ ہے اور یہ لوگ ایسے ہی تھے لیکن تم ان لوگوں کے قتل پر زیادہ خوش مت ہو ان سے زیادہ بہادر اور جنگجو قلعہ یمامہ میں موجود ہیں ان کو زیر کرنے کے لیے ایک مدت عرصہ چاہیے تم مجھے چھوڑ دو اور مجھ سے اور میری قوم سے صلح کر لو تو میں ان کو تم سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لوں گا خالد بن ولید نے کہا کہ اچھا میں تجھے قید سے رہا کیے دیتا ہوں تو اپنی قوم میں جا

❶......شہر یمامہ کے دروازے پر ایک باغ تھا جس کو حدیقۃ الرحمٰن کہتے تھے مسیلمہ نے اپنا خیمہ اس باغ میں نصب کیا۔

کران کو صلح کر لینے پر آمادہ کر میں اس سے فقط ان کی جان کے بارے میں صلح کروں گا۔

مجاعہ کا فریب اور دھوکے سے صلح: ...... مجاعہ حضرت خالد سے رخصت ہو کر قلعہ میں گیا اور عورتوں کو مسلح کر کے شہر پناہ کی فصیل پر کھڑا ہو کر حضرت خالد کے پاس آیا اور یہ کہا ''کہ وہ لوگ محض اپنی جانوں پر مصالحت نہ کریں گے'' خالد نے یمامہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی فصیلیں ہتھیاروں سے چمکتی نظر آئیں لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ تین سو ساٹھ انصاری اور اتنے ہی مہاجرین اور اتنے ہی تابعین شہید ہو چکے تھے تو حضرت خالد نے آدھے مال واسباب وزمین (کھیت والے) اور آدھے دوسرے باغات اور قیدی دینے پر صلح کرنے کو کہا جب اہل یمامہ نے اس سے بھی انکار نہ کیا تو چوتھائی مال واسباب وغیرہ دینے پر صلح نامہ لکھنے کے بعد قلعہ کھولا گیا تو عورتوں اور لڑکوں کے سوا کوئی نظر نہ آیا خالد نے مجاعہ سے کہا کہ تو نے میرے ساتھ دغا کی فریب سے صلح نامہ لکھوایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی وعدے کی پاسداری: ...... مجاعہ نے عرض کی ''اے امیر اگر میں فریب وحیلہ سے کام نہ لیتا تو میری قوم میں کسی قسم کی طاقت باقی نہ رہتی مجھے آپ معاف فرمائیں میں نے ان کی رسوائی کے خیال سے یہ سب کچھ کیا ہے خالد یہ سب سن کر خاموش ہو رہے اور صلح نامہ کو قائم رکھا۔

یمامہ والوں کی صلح نام پر ناراضگی: ...... یمامہ والے صلح نامہ کا حال سن کر بگڑ گئے اور سلمہ بن عمیر نے کہا کہ اس صلح کو قبول نہیں کریں گے ہمارے قلعے نہایت مضبوط ہیں ہم قرب وجوار کے رہنے والوں کو لڑائی پر آمادہ کریں گے غلہ اور رسد بھی کافی ہے موسم سرما بھی آ گیا ہے لہذا ہم لڑیں گے مجاعہ نے کہا کہ اگر میں حیلہ وفریب نہیں کرتا تو حضرت خالد کبھی بھی ان شرائط پر صلح نہ فرماتے میں نے نہایت چالاکی سے صلح نامہ لکھوایا ہے۔

اہل یمامہ کی صلح اور دھوکے کی کوشش: ...... مجاعہ کے کہنے پر اس کی قوم کے سات آدمی نکلے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس عقیدے پر وہ اس سے پہلے تھے اس سے بیزاری ظاہر کی سلمہ بن عمیر کے دل میں خالد کی جانب سے ایک خلش پیدا ہو گئی اس نے دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر مسلمہ کے ساتھیوں نے خالد کو اس کے اس گندے ارادے سے مطلع کر دیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر دیا مگر وہ قید سے نکل کر بھاگ گیا مسلمانوں نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن وقش کو ایک خط دے کر حضرت خالد کے پاس بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تم کو اللہ جل شانہ فتح یاب فرمائے تو بنوحنیفہ کے بالغ مردوں کو قتل کر دینا کمسن لڑکوں اور عورتوں کو قید کر لینا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے حضرت خالد بن ولید صلح کر چکے تھے اس لیے اس خط پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید نے چند افراد کو بطور وفد کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے خط کیساتھ روانہ فرمایا جس میں مسیلمہ کے مارے جانے اہل یمامہ پر فتح پانے صلح کرنے اور ان لوگوں کے اسلام لانے کا مفصل حال لکھا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل وفد سے بڑی عزت واحترام سے ملاقات کی اور ان لوگوں نے مسیلمہ کے بنائے ہوئے فقرات کو پڑھ کر سنایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہرگز اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہو سکتا اللہ ہر عیب سے پاک ہے جس کو وہ گمراہ کرے ہدایت دینے والا کوئی نہیں ہے اور جس کو وہ راہ راست پر لگائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا جاؤ اپنی قوم میں رہو اور اسلام پر ثابت قدمی دکھاؤ جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو جائیں۔

حطم واہل بحرین کا مرتد ہونا: ...... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یمامہ سے فارغ ہو کر اس کی وادیوں میں ایک وادی کی طرف رخ کیا جہاں عبد القیس اور بکر وغیرہ بطوب ربیعہ میں جمع تھے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے منذر بن ساوی بھی اسلام چھوڑ بیٹھا تھا۔

قبیلہ عبدالقیس کی توبہ: ...... قبیلہ عبدالقیس کو جارود بن المعلی نے سمجھایا تو پھر وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے جارود بن المعلی صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد لے کر گئے تھے اسلام قبول کر کے اپنی قوم میں آئے انہیں کی محنت سے ان کی قوم ایمان لائی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو بنوعبدالقیس بھی مرتد ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ ''محمد نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے'' جارود بن المعلی نے کہا کہ تمہاری عقلوں پر پتھر پڑیں کیا تم نے یہ نہیں سنا اور کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے تھے وہ بھی اپنی زندگی کا وقت پورا کر کے وفات پا چکے ہیں؟ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک نبی تھے جب ان کا وقت آیا تو وہ بھی وفات پا گئے جارود نے یہ کہہ کر کلمہ شہادت پڑھا عبدالقیس کے

دل پر کلمہ کا ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے توبہ کر لی اور پھر اسلام پر ثابت قدم رہے۔

منذر بن نعمان:......ابن اسحاق نے لکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علاء بن الحضرمی کو ارتداد کے زمانے میں منذر کو راہ راست پر لانے کو بھیجا علاء بن الحضرمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا گورنر مقرر فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ربیعہ قبائل نے مرتد ہو کر منذر بن نعمان بن منصور کو جس کو مغرور کہا جاتا تھا اپنا حکمران بنالیا حیرہ میں بھی منذر کی قوم نے متفق ہو کر منذر کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا بکر بن وائل نے بھی ارتداد کی آگ روشن کر دی۔

حطم بن ربیعہ:......حطم بن ربیعہ جو بنو قیس بن ثعلبہ کا بھائی بند تھا چند آدمیوں کو عبدالقیس کو دوبارہ باہر ہو کر ایک بڑے لشکر لے کر عطیف اور ہجر کے درمیان ٹھہر گیا تھا ''دارین'' کی جانب چند آدمیوں کو عبدالقیس کو دوبارہ مرتد کرنے کے لیے بھیجا اور عبدالقیس نے ٹکا سا جواب دے دیا تو حطم نے طیش میں آکر مغرور بن سوید کو بڑے لشکر کے ساتھ ان کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا اور یہ لالچ دیا کہ اگر کامیابی حاصل ہوئی تو میں تم کو بحرین کا حاکم بنا دوں گا جیسا کہ حیرہ کا بادشاہ نعمان ہے چنانچہ مغرور نے جوانی میں پہنچ کر مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔

حطم سے جنگ:......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت علاء بن حضرمی کو منذر اور اس کے آس پاس کے مرتدین کی سرکوبی کیلیے روانہ فرمایا چنانچہ علاء بن الحضرمی مرتدین سے لڑنے کے لیے بحرین میں پہنچ گئے اور جارود بن المعلیٰ کو کہلوایا کہ عبدالقیس کو لے کر حطم اور اس کی قوم پر جو اس کے گردونواح میں ہے حملہ کر دو حضرت علاء بن الحضرمی کی آمد کی خبر سن کر تمام مسلمان حضرت علاء کے پاس جمع ہو گئے اور اہل دارین کے علاوہ سب مرتدین حطم کے پاس جمع ہو گئے اور اپنے ارد گرد کے چاروں طرف خندق کھود کر لڑائی شروع کر دی پورا ایک مہینہ لڑائی ہوتی رہی۔

لشکر مرتدین کی بربادی:......ایک روز رات کے وقت کچھ شور وغل کی آواز آنے لگی حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو شور وغل گانے بجانے لڑنے اور فضول بکواس کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ حضرت علاء نے ایک شخص کو خبر لینے کے لیے بھیجا اس نے واپس ہو کر بیان کیا کہ وہ مرتدین شراب پی کر مست پڑے ہوئے ہیں علاء بن الحضرمی سوار ہو گئے اور اسلامی لشکر کو حملہ کا حکم دیا مجاہدین اسلام خندق عبور کر کے حریف کے سر پر پہنچ گئے وہ نشے میں چور تھے نہ خود کو سنبھال سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگ سکے مسلمانوں نے اکثر کو قتل کر دیا جو باقی رہے ان میں سے کچھ قید کر لیے گئے اور کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر ''دارین'' میں جا کر چھپ گئے اور اپنی قوم میں جا ملے۔

حطم بن ربیعہ کا قتل:......حطم بن ربیعہ جو مرتدوں کا سربراہ تھا گھوڑے پر سوار ہو رہا تھا کہ قیس بن عاصم نے پہنچ کر ایسا وار کیا کہ ایک پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ جابر بن بجیر نے قیس پر حملہ کیا قیس نے وار خالی دے کر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کی گردن جدا ہو کر پڑی قیس نے لپک کر حطم بن ربیعہ کا بھی کام تمام کر دیا عفیف بن منذر نے معرور بن سوید کو گرفتار کر لیا ساری شب خونریزی کا بازار گرم رہا صبح ہوتے ہی جب میدان مرتدوں سے خالی ہو گیا تو حضرت علاء نے نماز فجر کے بعد مغرور کے قتل کا حکم دیا مال غنیمت کو تقسیم کیا۔

مرتدین کا تعاقب اور قتل:......بکر بن وائل میں سے ان لوگوں کو جو ارتداد کی بری ہوا سے محفوظ رہ گئے تھے اور خصفہ تمیمی اور مثنی ابن حارثہ کو بھاگنے والوں کو روکنے کو لکھا لیکن اس خط کے پہنچنے سے پہلے وہ دارین میں داخل ہو گئے تھے چنانچہ بکر بن وائل حضرت علاء کو اس بات سے مطلع کر کے دارین کی طرف بڑھے۔ حضرت علاء ابن الحضرمی بھی اسلامی لشکر کے لیے ان کے پیچھے پیچھے دارین کی طرف روانہ ہو گئے دریا پر پہنچے تو کشتیاں پہلے سے ہٹادی گئیں تھیں۔

حضرت علاء بن الحضرمی کا دریا میں گھوڑے ڈال دینا:......حضرت علاء ابن الحضرمی نے گھوڑے سے اتر کر جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور سب کے سب یہ دعا کرنے لگے:

"یاارحم الراحمین یاکریم یاحلیم یااحدصمد یا حی یا محی الموتیٰ یاحی یا قیوم لاالٰہ الا انت یاربنا "

دعا ختم کرنے کے بعد حضرت علاء گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسے دریا میں ڈال دیا اسلامی لشکر بھی انکے پیچھے روانہ ہو گیا اللہ جل شانہ کی عنایت سے دریا پار ہوا اسلامی لشکر نے دریا عبور کر کے دشمنان خدا کر جہنم رسید کرنا شروع کر دیا ایکدن اور ایک رات کی لڑائی کے بعد مرتدوں کو شکست ہوئی چھ

ہزار فوجی مرتدین کے مارے گئے باقی گرفتار کر لیے گئے۔اس معرکہ میں مال غنیمت بہت ہاتھ لگا چھ چھ ہزار دینار سواروں کو اور دو دو ہزار دینار پیادوں کے حصے میں آئے۔

مسلمانوں کو باہم لڑانے کی ناکام سازش:......اس کامیابی کے بعد علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ بحرین کی طرف واپس ہوئے جرانے میں لشکر اسلام کو ٹھہرنے کا حکم دیا پھر فتنہ انگیزوں نے یہ غلط خبر مشہور کر دی کہ ابوشیبان ثعلبہ شیبانیوں کو ارتداد پر ابھار رہے ہیں اور مسلمانوں سے لڑائی کے لیے ان کو جمع کر رہے تھے حالانکہ وہ حضرت علاء حضرمی کی امداد کے لیے جمع ہو رہے تھے لہذا جس وقت علاء ان فتنہ انگریزوں کے کہنے پر اعتماد کر کے شیبان کے مقابل ہوئے اس وقت حقیقت حال کا انکشاف ہوا اور وہ لوٹ کر قیام گاہ پر آئے پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں اہل خندق کی شکست اور حطم کے مارے جانے کی مفصل کیفیت درج تھی صدیق اکبر نے تحریر فرمایا کہ اگر بنو ثعلبہ ان لوگوں کا پتہ بتا سکیں جنہوں نے ان کے بارے میں غلط خبر اڑائی تھی تو ان کی سرکوبی کے لیے فوج روانہ کرنا اور ان سے سختی سے پیش آنا۔

ثمامہ بن اثال کا ظلم:......اس کے بعد ثمامہ بن اثال ایک گروپ کو ساتھ لے کر نکل کھڑا ہوا اتفاق سے قیس بن ثعلبہ بن بکر بن وائل راستہ میں مل گیا اس کے پاس حطم بن ربیعہ کی کالی چادر تھی ثمامہ کے ساتھیوں نے کہا ''اس نے حطم کو مارا ہے'' قیس بن ثعلبہ نے بہت کہا میں نے اس کو نہیں مارا ہے مجھ کو چادر امیر نے دی ہے لیکن ان لوگوں نے ان کے کہنے پر بالکل توجہ نہ کی اور ان کو گرفتار کر کے شہید کر ڈالا۔

اہل عمان ومہرہ کا ارتداد:......زمانہ جاہلیت میں عمان کی حکومت لقیط بن مالک ازدی کے خاندان میں تھی لیکن اسلامی دور میں حکومت اس کے خاندان سے نکل کر جیفر اور عبد بن جلندی کے قبضہ میں آ گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اہل عمان اور مہرہ مرتد ہو گئے لقیط بن مالک نے نبوت کا دعویٰ کر دیا عمان نے جیفر وعبد کو نکال دیا جیفر نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

اسلامی فوجوں کی روانگی:......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن محصن حمیری کو عمان کی طرف عرفجہ بارقی کو مہرہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا روانگی کے وقت حذیفہ کو حکم دیا کہ عمان کی مہم سے فارغ ہو کر مہرہ عرفجہ کی مدد کرنا اور دوں جیفر کی رائے سے کام کرنا عکرمہ بن ابی جہل جو اس سے پہلے یمامہ کی طرف مسیلمہ سے لڑنے گئے ہوئے تھے اور عجلت کی وجہ سے ان کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

حضرت عکرمہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہدایت:......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ تم حذیفہ وعرفجہ کے ساتھ مل کر اہل عمان ومہرہ سے لڑتے ہوئے جب مہم عمان ومہری سے فارغ ہو جاؤ تو یمن چلے جانا چنانچہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور حذیفہ اور عرفجہ کے پہنچنے سے پہلے عمان پہنچ گئے اور جب حذیفہ وعرفجہ بھی آ گئے تو انہوں نے جیفر اور عبد کو اپنے آنے سے مطلع کیا اور جیفر اور عبد فوراً اپنی موجود فوج لے کر اسلامی لشکر میں آ گئے اور صحرائے عمان میں خیمے لگا دیئے گئے لقیط نے بھی اپنا لشکر جمع کیا اور مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''دبا'' نامی شہر میں مقابلہ کے غرض سے آ گیا۔

لشکر کی ترتیب اور جنگ:......اسلامی لشکر کے مقدمۃ الجیش میں حضرت عکرمہ میمنہ میں حذیفہ میسرہ میں عرفجہ عمان کے رئیس جیفر اور عبد کے ساتھ لشکر کے قلب میں تھے لقیط اور اس کے ساتھی ایک بڑی تعداد میں صفیں قائم کر کے مقابلہ کے لیے کھڑے تھے اور ان کے پیچھے ان کی عورتیں اور بچے تھے نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی فریقین نے جی جان سے لڑنا شروع کیا مسلمانوں کا لشکر ڈھلان میں اور حریف کا مجمع اونچی جگہ پر تھا مگر اس کے باوجود مسلمان ہاتھوں پر سر رکھے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے تھے لقیط نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو للکار کر آگے بڑھایا اور خود گھوڑے کو لے کر ایک ہاتھ میں پھریرہ اور دوسرے میں نیزے لیے ہوئے مسلمانوں کی طرف چلا۔

مسلمانوں کی کمک کی آمد:......بنی ناجیہ نے اس بات کو محسوس کر کے ایک گروپ کو ان کی کمک کا اشارہ کیا جس کا سردار حریث ابن راشد تھا اس گروپ میں عبدالقیس کے سپاہی بھی تھے جن کا سردار سنجار بن صرسار تھا اسلامی لشکر کی ہمت اس تازہ دم فوج کے آ جانے سے بڑھ گئی اور انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر پوری قوت سے حملہ کر دیا دشمنان دین شکست کھا کر منہ کے بل گرتے پڑتے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگتے قریباً ہزار آدمی مارے گئے قیدیوں کی تعداد کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد جو خمس (پانچواں حصہ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تھا اس میں

آٹھ سو قیدی تھے، یہ مال غنیمت عرفجہ لے کر گئے تھے لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حذیفہ عمان میں رکے رہے اور حضرت عکرمہ مہرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عکرمہ کی مہرہ میں کارگردگی :......مہرہ میں کچھ لوگ عمان، بنوازاد، عبدالقیس اور بنوسعید تھے یہ لوگ دو گروپ بن کر حکومت و ریاست کے لیے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے عکرمہ نے مہری میں پہنچ کر دونوں گروپوں کو دعوت دی ان سے ایک نے اسلام قبول کر لیا اور دوسرے گروپ نے (جس کا سردار مصبح تھا) حضرت عکرمہ نے مسلمانوں ہونے والے گروپ کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا اور دوسرے کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا اور دوسرے فریق کو شکست دے کر سردار کو مار ڈالا بہت سا مال واسباب غنیمت میں ملا مسلمانوں کو اس واقعہ سے بڑی مدد ملی اس کے بعد اس اطراف و جوانب کے کل رہنے والے سب لوگ یعنی نجدہ، روضہ ساحلی جزائر مرلسان اہل حیرہ ظہور الشجر ہ فرات اور ذات الخیم کے لوگ مسلمان ہو گئے عکرمہ نے اس کی اطلاع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دی اور مہاجر بن ابی امیہ کے پاس یمن چلے گئے جیسا کہ انہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہدایت کی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی عراق میں کارکردگی :......جس وقت خالد بن ولید یمامہ کی مہم سے فارغ ہوئے تو ماہ محرم ۱۲ھ بمطابق ۶۳۳ء میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو عراق پر ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ایلہ منتہائے بحر فارس کے آخر میں شمال کی جانب بصرہ کے قریب واقع ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اہل فارس کے ان لوگوں کی جہاں دوسرے مذاہب وملت والے ایک ساتھ آباد ہیں تالیف قلوب کرنا۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آئے اور یہاں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم پر عراق کی جانب روانہ ہو کر بالقیاد ❶ برسوما ❷ پہنچے انکے حکمرانون جاپان اور صلوبا نے حاضر ہو کر دس ہزار دینار پر صلح کر لی ❸ خالد بن ولید اس رقم کو وصول کر کے حیرہ پہنچے۔

اہلیان حیرہ کی اطاعت :......حیرہ کے معززین اپنے امیر ایاس ❹ بنی قبیضہ طائی کے ساتھ لشکر اسلام کی آمد سن کر خالد بن ولید کے پاس آئے حضرت خالد نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ہم نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر خروج کیا ہے تم لوگ اسلام قبول کر و یا مطیع بن کر جزیہ دو ہم تمہاری جان و مال کے ذمہ دار اور محافظ ہوں گئے یا برسر جنگ کے لیے میدان میں آ جاؤ حیرہ والوں نے اسلام کی اطاعت قبول کر کے نوے ہزار درہم جزیہ (خراج دینے پر صلح کر لی۔ ❺

مؤرخین کا ایک اور قول :......بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد کو نشیبی عراق میں ایک ایلہ کی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا اور عیاض بن غنم کو لکھا تھا کہ بالائی عراق سے داخل ہو کر مضیح سے جنگ کرنا اور اس مہم سے فارغ ہو کر عراق میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مل جانا مثنی بن حارثہ شیبانی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اجازت حاصل کر کے عراق چلے گئے تھے اور خالد بن ولید کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی تھی جس وقت حضرت خالد بن ولید عراق پہنچے اس وقت مثنی امیں حارثہ حرملہ یا عور (یا معذور) میں اور سلمان ایلہ میں خالد کے لشکر میں آ کر مل گئے جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

جنگ ذات سلاسل :......حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی اور مثنی ابن حراثہ کے لشکر میں آٹھ ہزار تجربہ کار سپاہی تھے حضرت خالد بن ولید نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اگلے پر مثنی اور قلب پر عدی بن حارم کو مقرر کیا اور پچھلے حصے پر خود رہے فوج کے تینوں حصوں میں تقسیم کو مختلف راستوں سے روانہ کیا ہر حصہ کو دوسرے حصے سے ایک دن کی مسافت کے فاصلے پر رکھا ہے انہی دونوں حصوں کو حفیرہ ❻ میں دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے مجتمع ہونے کا حکم دیا۔ شاہ فارس کی طرف سے ایک صوبہ کا گورنر ہرمز نامی ایک شخص جو کہ ایک نہایت دلیر اور جنگجو تھا جو خشکی پر عرب سے اور پانیوں میں ہند سے لڑتا رہتا تھا۔

---

❶......دریائے فرات کے کنارے کوفہ کے نواح میں ایک علاقہ ہے۔ (معجم البلدان) ❷......یہ علاقہ بغداد کے نواح میں ہے اس کے دو حصے ہیں بالائی اور زیریں بلائی کو برسوما یا ار سوما علیا، اور زیریں کو بار سوما سفلی کہا جاتا ہے، (معجم البلدان) ❸......دیکھیں حضرت خالد بن ولید کا ان سے صلح کرنا۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۴۴) ❹......نعمان بن منذر کے بعد ایاس بن قبیضہ طائی امیر حیرہ ہوا تھا۔ ❺......یہ پہلا جزیہ ہے کہ اسلام فارس سے لیا۔ ❻......حفیر یا حفیر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک علاقہ ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ نہیں بلکہ مکہ اور بصرہ کے درمیان ایک علاقہ ہے۔ (معجم البلدان)

ہرمز کی تیاری اور حضرت خالد بن ولید کا توکل: ...... ہرمز نے حضرت خالد بن ولید کی آمد سے مطلع ہو کر اردشیر کسریٰ کے پاس اطلاع بھیجی اور نہایت تیزی سے ایک فوج مرتب کر کے حضیر تک پہنچ گیا۔ مقدمۃ الجیش پر قباد اور انوشجان کو جو کہ اولاد اردشیر اکبر میں سے تھا۔ مقرر کیا انہوں نے اپنی فوج کو بھاگنے کے خیال سے چاروں طرف سے گھیرا ڈال دیا کہا جاتا ہے فریقین نے حضیرہ کے سامنے میدان میں صف آرائی کی اسلامی لشکر ایسی جگہ پر خیمہ نصب کرنے لگا جہاں پر پانی نہ تھا کسی نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو لشکر بغیر پانی کے سڑ جائے گا حضرت خالد نے جواب دیا صبر کرو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے یہ سن کر خاموشی کے ساتھ خیمے لگانے اور سامان اتارنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ایک بادل آیا اور بارش سے انکے اردگرد کے چشمے بھر گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی للکار: ...... صفوں کے مرتب ہونے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر کی صفوں سے نکل کر میدان میں آئے اور للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا ہرمز ان کی آواز سن کر میدان میں آ گیا دونوں لڑنے والے گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو گئے حضرت خالد بن ولید نے ہرمز پر وار کیا ہرمز نے پیچھے ہٹ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی تلوار چھین لی اور لپک کر اس کی کمر پکڑ کر اسے زمین پر پٹخ دیا اس کی جان نثار فوج کا ایک گروپ یہ واقعہ دیکھ کر دلیری کے ساتھ حضرت خالد بن ولید کی طرف بڑھا لیکن ان کا یہ دلیرانہ حملہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل سے نہ روک سکا اور یہ خالد تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت قعقاع بن عمرو نے ان پر حملہ کر کے ایک ایک کو چن چن کر مار ڈالا اس کے بعد لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ گیا مسلمانوں نے تعاقب کیا اور جس کو پایا اس کو قتل کر دیا۔ لڑائی کا نام واقعہ ذات السلاسل ہے۔

حصن المراۃ کا محاصرہ: ...... حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ہرمز کے قتل کے بعد اس کا ہتھیار اور سامان لے لیا جس میں صرف ٹوپی کی قیمت ایک لاکھ تھی۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت میں سے خمس نکال اور فتح کی خوشخبری لکھا کر قاصد کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور خود حضیرہ سے روانہ ہو کر جہاں پر بصرہ ہے پڑاؤ ڈالا مثنیٰ ابن حارثہ کو دشمنان اسلام کے پیچھے روانہ کیا چنانچہ مثنیٰ نے حصن المراۃ کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا (حاکم قلعہ کی بیوی مسلمان ہو گئی) اور مثنیٰ نے اس کو اپنی زوجیت میں لے لیا انہیں ایام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے معقل بن مقرن کو ابلہ کی طرف بھیجا تھا اس حملہ میں کامیابی نہیں ہوتی تھی۔ اسے عتبہ غزوان نے خلافت فاروقی میں ۱۴ ہجری میں فتح کیا خالد اور ان کے ساتھیوں نے کاشتکاروں کو کچھ نہیں کہا اور ان کی کاشتکاری اور مکانات کو ویران کیا جیسا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہدایت کی تھی۔

جنگ نہر: ...... کسریٰ اردشیر نے ہرمز کی اطلاعی خط کو (جس میں خالد کی آمد کا لکھا تھا) پڑھ کر ہرمز کی مدد کے لیے پر قارن بن قریانس کو ایک فوج کے ساتھ روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی ہرمز مارا جا چکا تھا اور اسکے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ گئے ہوئے چلے آ رہے تھے مقام مدار میں قارن اور ہرمز کی شکست یافتہ لشکر کی ملاقات ہوئی قارن نے ان لوگوں کو دم دلاسا دے کر دوبارہ لڑائی پر آمادہ کیا اور اپنے ساتھ لے کر افواج اسلام سے مقابلہ کرنے کی غرض سے نہر پر آ کر ٹھہرا۔

اسلامی لشکر کی آمد اور جنگ: ...... خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ سن کر افواج اسلام کو منظم کر کے قارن کے مقابلہ کے لیے آئے دونوں حریفوں نے نہایت مستعدی سے لڑائی شروع کی جنگ کے دوران معقل بن الاعشی بن البناش نے قارن کو حضرت عاصم نے انوشجان کو اور عدی نے قباد کو قتل کر دیا اس سے لشکر فارس کو پھر شکست ہوئی ان لوگوں کے علاوہ جو وقت وارو گیر نہر میں ڈوب کر مر گئے تقریباً تین ہزار فارس کے سپاہی مارے گئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کاشتکاروں سے جزیہ لے کر انہیں اپنے علم و حکمت کے سایہ میں لے لیا قارن کی لڑائی کے بعد خلافت صدیقی میں مسلمانوں نے فارس سے کوئی جنگ نہیں لڑی اس جنگ کا نام جنگ نہروان ہے۔

جنگ ولجہ ❶: ...... شکست کے بعد پھر اردشیر نے اندرزغر کو مسلمانوں سے جنگ کے لئے متعین کیا یہ شہسوار سواروں کا رہنے والا تھا پھر اسکے پیچھے ایک عظیم لشکر کے ساتھ بہمن جاذویہ کو بھیجا اندرزغر نے اردشیر کے حکم کے مطابق اپنی فوج کے علاوہ حیرہ اور کسکر سے عرب ضاحیہ اور دہقانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے لشکر میں داخل کر کے ولجہ میں لا کر کھڑا ہوا حضرت خالد بن ولید نہر عبور کر کے مقابلہ کے لیے آئے لڑائی سے پہلے حضرت خالد بن ولید

---

❶ ...... ولجہ، کسکر کا جو حصہ خشکی سے ملا ہوا ہے وہاں یہ علاقہ ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ عراق میں قاصد کے بائیں جانب مکہ سے قادسیہ کی سمت واقع ہے۔ معجم البلدان

ؓ نے اپنی فوج کے ایک حصے کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا باقی لشکروں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے لے آئے تھے اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید کے ارشاد پر لڑتا ہوا آہستہ پیچھے ہٹا جس وقت فارس کا لشکر کمین گاہ سے آگئے بڑھا کمین گاہ پر متعین فوج نے کمین گاہ سے نکل کر فارس کی فوج پر پیچھے سے حملہ کر دیا اسلامی لشکر جو آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا وہ سینہ سپر ہو کر جم گیا حضرت خالد نے ایک کوس کا لمبا چکر کاٹ کر دائیں بازو سے حملہ کر دیا لشکر فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا ہزار ہا آدمی مارے گئے اندر زغر لڑتے لڑتے پیاس کی شدت سے مر گیا دہکانوں اور کاشتکاروں کو حضرت خالد بن ولید نے امان دے دی اور ذمیوں میں داخل ہو گئے۔

جنگ لیس اور امعیشیا:......اس لڑائی میں دو عیسائی ایک جابر بن بجیرہ جو قبیلہ بنی وائل کا تھا دوسرا ابن عبدالاسود عجلی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے تھے اس لیے بنو وائل کے عیسائی جوش میں آ کر مسلمانوں کے خلاف مقام لیس میں جمع ہو گئے۔

اردشیر کا عیسائی کی مدد کا فیصلہ:......اردشیر نے شکست کے بعد بہمن جاذویہ کو لکھا کہ عرب کے عیسائیوں کی مقام لیس میں پہنچ کر مدد کرو ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے لڑو اسی میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب تک جاپان (نامی) مرزبان نہ پہنچ جائے اس وقت تک لڑائی مت چھیڑنا بہمن جاذویہ عجل اور بنی وائل کے عیسائیوں کو اردشیر کا پیغام پہنچا کر اردشیر کے مشورہ کے لیے حاضر ہوا لڑائی ہوئی لیکن اردشیر کی بیماری نے اس کو جلدی کے ساتھ لیس کی طرف لوٹنے نہ دیا جاپان عرب عیسائی بنی عجل تیم اللات ضبیعہ احیرہ الضاحیہ کے پاس لیس پہنچ گیا۔

مسلمانوں کی روانگی اور جنگ:......جب ان لوگوں کے جمع ہونے کی خبر خالد بن ولید کو ملی تو وہ بھی اسلامی فوج لے کر روانہ گئے۔ حضرت خالد ؓ کو جاپان کی شکست کی اطلاع نہ تھی انہوں نے لیس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا حریف کی فوج سے مالک بن قیس مقابلہ کے لیے نکلا جس کو حضرت خالد نے سانس لینے کی بھی مہلت نہ دی ایک ہی وار میں قتل کر ڈالا مالک بن قیس کے مارے جانے کے بعد لڑائی کا بازار خوب گرم رہا عرب عیسائی لڑتے جاتے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بہمن کا راستہ دیکھ رہے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

عرب عیسائی کو شکست اور قتل:......تھوڑی دیر کے بعد جب ان کی مایوسانہ کوششوں نے جواب دے دیا اور بہمن کے آنے سے ناامید ہو گئے تو میدان جنگ سے ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگے مسلمانوں نے انہیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ ایک بڑی تعداد کو قید کر لیا گیا۔ حضرت خالد بن ولید نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا اتنی بڑی تعداد میں آدمیوں کے مارے جانے سے خون کی ندی جاری ہو گئی جو نہر الدم (خون کی نہر) کے نام سے مشہور ہوئی۔

اس واقعہ میں مارے جانے والوں کی تعداد ستر ہزار بیان کی جاتی ہے عجمی لشکر کھانا تیار کر کے کھانے کے لیے بیٹھا تھا کہ یہ واقعہ پیش آیا دستر خوان پر کھانا چنا ہوا چھوڑ کر بھاگ گیا حضرت خالد بن ولید وہاں پر پہنچے تو اسلامی لشکر نے مال غنیمت کی طرح اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے۔

جنگ معیشیا:......اس کے بعد حضرت خالد بن ولید ؓ اپنا لشکر لے کر معیشیا پہنچے اور اس تیزی سے حملہ کیا کہ معیشیا والے اپنے مال و اسباب تک کسی دوسری جگہ پر بھیج نہ سکے افواج اسلام کو اس واقعہ میں اتنا زیادہ مال غنیمت ملا کہ اتنا کسی اور واقعہ میں نہیں ملا ہوگا۔

غربین کی فتح:......حضرت خالد بن ولید اس مہم سے فارغ ہو کر حیرہ کے ارادے سے اسلامی لشکر کو سامان کے ساتھ کشتیوں پر سوار کرا کے روانہ ہوئے ابن زیاد مرزبن حرہ نے از اویہ کیساتھ حیرہ سے نکل کر غربین ❶ میں لشکر کو منظم کیا اپنے بیٹے کو ایک لشکر کے ساتھ حضرت خالد کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اسلامی لشکر خشکی پر قدم رکھنے پائے، حضرت خالد بن ولید ؓ سے فرات ❷ باذ قلا پر اس کا مقابلہ ہوا مسلمانوں کو فتح ہوئی حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

ابن زیاد کا فرار:......ابن زیاد مرزبان حیرہ اپنے بیٹے کا قتل اور کسریٰ اردشیر کی موت کی خبریں سن کر بغیر جنگ کیے حیرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت خالد نے غربین پہنچ کر ابن زیاد کے مکان میں قیام کیا۔

❶......کوفہ کے مضافات میں عیسائی گرجوں کی طرح بنی ہوئی دو عمارتیں تھیں۔ (معجم البلدان) ❷......یہ اصل میں بازقلی ہے دیکھیں تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۵۴۔

حیرہ کے محلات کا محاصرہ :......افواج اسلام نے حیرہ کے محلات کا محاصرہ کے دوران دیور کو طاقت کے ذریعے فتح کیا جب طویل محاصرہ سے اہل دیور بھوک پیاس سے مرنے لگے تو قیس اور رہبانوں نے اہل قصور کو برا بھلا کہنا شروع کیا تب ایاس بن قبیصہ، قصر ابیض سے اور عمو بن عبدالمسیح بن قیس ابن حیان بن الحرث، قصور حیرہ سے نکل کر خالد کے پاس آئے مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کی اتنی بڑی آبادی سے متعجب ہو کر حال معلوم کیا عمرو بن عبدالمسیح نے کہا کہ میں نے دمشق اور حیرہ کے درمیان اتنے زیادہ ایک دوسرے سے متصل قصبات دیکھے ہیں کہ ایک عورت ان دونوں شہروں کے درمیان سفر کر سکتی ہے اگر چہ اس کے پاس سفر کا توشہ چند کھجور ❶ کے سوا اور کچھ نہ ہو حضرت خالد بن ولید یہ سن کر ہنس پڑے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زہر پینا کہ خدا کہ چاہے بغیر کچھ نہیں ہوتا:......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے خادم کے ہاتھ سے تھیلی لے کر کھول کر زہر کو اپنے ہاتھ پر ڈال لیا اور اس سے پوچھا تم زہر اپنے ساتھ کیوں لائے ہو عمرو بن عبدالمسیح نے جواب دیا میں اس کو اپنے ساتھ اس خیال سے لے کر آیا ہوں کہ شاید میں تمہیں اس خیال کے خلاف پاؤں جو میرا تمہارے بارے میں ہے تو اس صورت میں میرے نزدیک مجھے موت اس بات سے زیادہ عزیز ہوگی کہ میں اپنی قوم میں کوئی ناگوار خبر لے کر جاؤں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور:......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے: جب تک موت نہیں آتی اس وقت تک کوئی شخص مر نہیں سکتا **بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمه شیء** پڑھ کر زہر کھالیا تھوڑی دیر تک بے ہوش رہے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے جیسا کہ کوئی شخص بند ہوا ہو اور کھول دیا جائے ابن عبدالمسیح نے کہا واللہ جب تک تم میں ایسے لوگ موجود رہیں گے اس وقت تک تم لوگ جو چاہو حاصل کر لو گے۔

پھر عبدالمسیح نے ایک لاکھ نوے ہزار یا دو لاکھ نوے ہزار درہم اور کرامت بنت عبدالمسیح دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی صلح کے بعد کرامت حضرت شریک ❷ کو دے دی یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۱۲ ہجری کا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کا وقوع :......حیرہ کی فتح سے بہت دن پہلے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات اسلامیہ کے تذکرے میں حیرہ کی بھی فتح ہونے کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ فتح حیرہ کے وقت کرامت بنت عبدالمسیح غلام بن کر مسلمانوں کے پاس آئے گی اتفاق سے حضرت شریک اس وقت خدمت اقدس میں حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کرامت مجھے عنایت فرمائیے ارشاد ہوا کہ وہ تمہاری ہوگی لہٰذا جب حیرہ فتح ہوا اور حضرت شریک کے حوالے کر دیا کرامت نے ایک ہزار درہم زرفدیہ ادا کر کے خود کو آزاد کرا لیا اور صلح کر لی یہ سن ۲۱ ہجری کی ابتداء کا واقعہ ہے۔

حیرہ کے مضافات کی فتح اور صلح:......حیرہ کے آس پاس کے دیہات قصبات اور چھوٹے بڑے مقامات کے لوگ جو حیرہ کے آخری انجام کو دیکھ رہے تھے حیرہ کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دس بارہ ہزار ❸ دینار دے کر مصالحت کر لی۔

حیرہ سے دجلہ تک کے علاقہ کی فتح:......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (۱) ضرار بن الازور (۲) ضرار بن الخطاب (۳) قعقاع بن عمرو (۴) مثنی بن حارثہ (۵) عیینہ بن الشماس جو لشکر کے کمانڈر تھے حیرہ کے مضافات کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ لوگ اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دینا منظور کر لیں تو ان سے کسی طور پر مزاحمت نہ کرنا ورنہ لڑائی سے درگزر کرنا چنانچہ ان لوگوں نے دریائے دجلہ تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ کامیابیوں کے دوران عظیم اسلامی کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو اس مضمون کا خط لکھا ❹

اما بعد! فالحمد لله الذی حل نظام ووهن كيدكم وفرق كلمتكم ولو لم نفعل ذلك كان شرالكم فادخلوا فی امرنا ندعكم وارضكم ونجوزكم الی غيركم والا كان ذلك فانتم كارهون علی ايدی قوم يحبون الموت كما تحبون الحياة .

---

❶ ......ہمارے پاس موجود نسخہ میں چند کھجوروں کے بجائے ایک روٹی تحریر ہے۔ (ابن خلدون ج ۲ ص ۴۱۶) ❷ ......تاریخ ابن اثیر میں شریک کے بجائے شویل تحریر ہے۔
❸ ......ہمارے پاس الف الف یعنی لاکھ تحریر ہے (تاریخ بن خلدون ج ۲ ص ۱۴۷) اور بعض لوگ دس کے بجائے بیس لاکھ بھی کہتے ہیں۔ ❹ ......تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۷۰ میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے دو خط تحریر فرمائے تھے ایک خوامی کی طرف اور دوسرا اہل فارس کی طرف۔

ترجمہ: امابعد! تمام ستائش اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہارے ٹانکے ڈھیلے کر دیئے اور تمہاری تدبیروں کو نکمی کر دیا اور تمہارے گروہ کو منتشر کر دیا اگر ہم تم پر حملہ نہ کرتے تو تمہارے لیے برائی ہوتی اس لیے تم لوگ ہمارے فرمانبردار بن جاؤ ہم تمہیں اور تمہارے ملک کو چھوڑ دیں گے اور دوسروں کی طرف چلے جائیں گے ورنہ یہ ہوگا کہ تم ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ذلیل ہوں گے جو موت کو دوست رکھتے ہیں جیسا کہ تم زندگی سے دوستی رکھتے ہو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مرزبان کو خط:......ساتھ ہی اس کے مرزبانوں کے پاس اگر گشتی مراسلہ اس مضمون کا بھیجا:

اما بعد !فالحمدللّٰہ الذی فض حدتکم وفرق کملتکم وجفل حرمکم وکسر شوکتکم فاسلموا والا فاعتقدوا امنی الذمۃ وادو الجزیۃ والا فقد جئتکم بقوم یحبون الماوت کام تحبون شرب الخمر .

ترجمہ: امابعد! تمام ستائش اللہ کے لیے ہے جس نے تمہارا زور توڑ دیا تمہارے گروہوں کو منتشر کر دیا تمہاری عزت خراب کی اور تمہاری شان وشوکت خاک میں ملا دی پس اسلام لے آؤ سلامت رہو گے یا ہمارے ذمہ میں آ جاؤ اور جزیہ ادا کرو ورنہ میں ایسی قوم تمہارے خلاف لے لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی دوست رکھتے ہیں جیسا کہ تم لوگ شراب کے پینے کو دوست رکھتے ہو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خطوط کے اثرات:......اردشیر کی موت سے سلطنت ایران میں نا اتفاق اور اختلاف کا طوفان برپا تھا ہر شخص سلطنت وحکومت کا دعویدار تھا شیریں نے بہرام گور کے خاندان کو نیست ونابود کر دیا تھا بچہ بچہ چن چن کر قتل کر ڈالا تھا کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کی حکومت اور بادشاہت پر اہل فارس متفق ہو جاتے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خط نے ان لوگوں کو چونکا دیا اور وہ ملک بچانے کی فکر میں پڑ گئے آپس کی عداوت نا اتفاقی اور خود غرضی کو چھوڑ کر بہمن جاذویہ کو فوج کا قائد اعظم بنایا اور شاہی خاندان کی بیگمات نے متفق ہو کر بادشاہت کے لیے منتخب کرنے کی خدمت فرخزاد بن بنداون کو سپرد کر دی تا کہ طوائف الملوکی کا خاتمہ ہو جائے آل کسریٰ اس کے فرنبردار ہو جائیں۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آمد:......حضرت جریر بن عبداللہ، خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ شام میں تھے شام سے حضرت خالد بن سعید کی اجازت سے مدینہ منورہ چلے آئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اپنی قوم کی نا اتفاقی اور ان کے اختلافات دور کرنے کی درخواست کی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ معاملہ پیش کرنے پر جریر سے ناراض ہو گئے فرمایا کہ تم مجھ سے فضول باتیں نہ کرو اس وقت فارس اور روم کی مہم سامنے ہیں تم سیدھے حضرت خالد کے پاس جاؤ۔ جریر اس حکم کے مطابق خالد کی طرف روانہ ہو گئے اور یہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ حیرہ فتح کر چکے تھے اس لیے اس سے پہلے خالد نے جو عراق میں کاروانیاں کیے اس میں یہ شریک نہیں ہو سکے تھے اور انہوں نے مرتدین کے خلاف جنگ میں خالد کا ہاتھ خوب بٹایا تھا۔

انباء اور عین التمر کی فتح:......حیرہ پر قبضہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ لشکر کو منظم کر کے انباء کے ارادے سے روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس کو مقرر کیا شیرزاد نے جو ساباط کا گورنر تھا نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا فصیلوں اور خندقوں کو درست کر کے مسلمانوں کی نقل وحرکت معلوم کرنے کے غرض سے جاسوس کو مقرر کیا خالد نے انباء پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر مٹی باندھ کر تیراندازی شروع کر دی جس سے حریف کے ایک ہزار آدمیوں کی آنکھیں پھوٹ ❶ گئیں۔ کمزور اور ناتواں اونٹوں کو ذبح کر کے خندق کو پاٹ دیا اور اسلامی لشکر کے ساتھ خندق عبور کر کے انباء کی فصیل تک پہنچ گئے مسلمانوں اور کفار سے سخت لڑائی ہوئی اہل انباء نے اسلامی لشکر کو پسپا کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے ہی بڑھے مجبور ہو کر شیرزاد نے خالد کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ شرط پیش کی کہ شیرزاد چند مخصوص لوگون کے ساتھ صرف تین روز کا کھانا لے کر شہر چھوڑ دے چنانچہ شیرزاد اس شرط کے مطابق انباء چھوڑ کر بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کامیاب وکامران انباء میں داخل ہوئے۔

عین التمر پر حملہ:......اس کامیابی کے بعد خالد نے زبرقان بن بدر کو انباء کا حاکم مقرر کر کے عین التمر پر حملہ کیا عین التمر مہران بن بہرام عجمیوں کا

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اس واقعہ کا نام غزوہ ذات العیون رکھا گیا ہے واللہ اعلم۔

ایک بڑا لشکر اور عقبہ بن ابی عقبہ عرب کے بے شمار آدمیوں کو لیے ہوئے موجود تھا اس کے علاوہ اس کے گرد و نواح میں ایک بہت بڑا لشکر نمر تغلب اور ایاد کے قبیلوں کا مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا۔ عقبہ نے ابن بہرام سے کہا کہ ہم کو خالد سے لڑنے دو ہم اور وہ عرب ہیں اور عرب کی لڑائی کو عرب خوب سمجھتے ہیں ابن بہرام نے کہا تم صحیح کہتے ہو بے شک لوہے کو لوہے سے گرم کرنا چاہیے۔

دشمن کا فرار: ......غرض یہ کہ عقبہ نے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا حضرت خالد نے عقبہ کو حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عقبہ کا لشکر بغیر جنگ کے میدان سے بھاگ گیا مسلمانوں نے ان میں سے بہت آدمیوں کو قید کر لیا۔

ابن بہرام پر اس واقعہ سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ میدان جنگ تو کیا قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا عقبہ کے شکست خوردہ ساتھیوں نے قلعہ میں پہنچ کر دروازہ بند کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ کر کے لشکر کو قیام کا حکم دے دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا صلح سے انکار اور فتح: ......محصورین نے چار روز کے بعد فریب دینے کے لیے فتح نصیب سپہ سالار حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے امن کی درخواست کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھانپ گئے اور امن دینے سے انکار کر دیا اور تلوار کے زور پر قلعہ کو فتح کر لیا جتنا مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا اور چالیس نوعمر لڑکوں کو جو اس قلعہ کی کلیا میں انجیل سیکھتے اور سیکھاتے تھے گرفتار کر کے آپس میں تقسیم کر لیا جن میں سیر ❶ بن ابو محمد، نصیر ابو موسیٰ اور حمران مولیٰ عثمان وغیرہ تھے اس واقعہ میں مسلمانوں میں سے عمیر بن رباب سہمی مہاجرین حبشہ میں سے بشیر بن سعد انصار اور ابو نعمان شہید ہوئے اس کامیابی کے بعد خمس اور خوش خبری کا خط لے کر ایک قاصد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ ہو گیا۔

دومۃ الجندل کا واقعہ: ......عین التمر کی فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا خط آیا جو عرب کے عیسائیوں مشرک قبائل یعنی بہرا کلب، غسان تنوخ ضجاعم وغیرہ سے دومۃ الجندل میں لڑ رہے تھے۔ عیاض نے ان لوگوں کو مقابلہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مدد کرنے کی درخواست کی تھی دومۃ الجندل میں دو بڑے سردار تھے ایک اکیدر بن عبدالملک دوسرا جودی بن ربیعہ اکیدر نے خالد کی آمد کی خبر سن کر اپنے ساتھیوں سے صلح کرنے کو کہا ان لوگوں نے انکار کر دیا اکیدر نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کو اکیدر کے تعاقب پر بھیج دیا جنہوں نے اکیدر کا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دومۃ الجندل آمد اور فتح: ......اس کے بعد خالد دومۃ الجندل پہنچے عیاض ایک طرف سے دومۃ الجندل پر حملہ کر رہے تھے کہ حضرت خالد نے دوسری طرف سے گھیر لیا جودی نے اپنے لشکر کے ایک گروپ کو حضرت عیاض کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور خود دوسرے گروپ کو لے کر خالد کے مقابلہ پر آیا۔ حضرت خالد نے لشکر سے نکل کر جودی کو للکارا جودی جس وقت میدان میں آیا خالد رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے ادھر عیاض نے اپنے مقابل لشکر کو پسپا کر دیا شکست کھانے والوں نے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا خالد نے اہل قلعہ کے سامنے جودی کو مار ڈالا اور قلعہ پر دھاوا بول کر اسے فتح کر لیا لڑنے والوں کو قتل کیا ❷ بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنا لیا۔

حصید و خنافس کی جنگ: ......اہل فارس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کی طرف چلے جانے کے بعد واپس لینے کی ایک کوشش کی حیرہ کو خالد سے خالی پا کر اس پر قبضہ کر لینا ایک آسان بات سمجھ کر اپنے لشکر کو منظم کرنا شروع کیا حیرہ کے عربوں نے بھی عقبہ بن عقبہ کے قتل سے برہم ہو کر مسلمانوں کے خلاف ان کو ابھارا چنانچہ دو نامی گرامی سپہ سالار زرمہر اور روزبہ، انباء کی طرف پیش قدمی کر کے حصید و خنافس تک پہنچ گئے قعقاع بن عمرو نے جن کو خالد نے اپنا نائب بنا کر حیرہ میں مقرر کیا تھا دو فوجی لشکر حیرہ سے اہل فارس کے مقابلہ پر روانہ کیے جنہوں نے حصید و خنافس کے درمیان ریف میں ان کا راستہ روک لیا قعقاع بن عمرو اور ابو لیلیٰ حصید میں اہل فارس سے بھڑک گئے ایک بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد فارس کے سپہ

❶ ......تاریخ طبری فتوح البلدان البدایہ والنہایہ اور تاریخ خلیفہ میں یہی نام تحریر ہے جب کہ معجم البلدان میں یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ قیدیوں میں سے محمد بن سیرین کی والدہ (یعنی خود سیرین تھی۔ ❷ ......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان قیدیوں میں قبیلہ کلب کے بھی بہت سے آدمی تھے جن کو بنی تمیم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر کہ ہم نے ان کو امن دے دیا ہے قتل سے بچا لیا اور یہ لوگ ان کے حلیف تھے۔

سالاروں کو قتل کر کے فتح حاصل کر لی اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل سے واپس آ گئے۔

مضیح میں جنگ:......اس واقعہ میں عجمیوں کے لشکر کے دو حصے تباہ ہو گئے باقی جو رہے وہ خنافس کی طرف بھاگے جہاں پر ان لوگوں کا ایک مشہور و نامور شہسوار بہوذان ایک بڑا لشکر لے کر ٹھہرا ہوتا تھا ابولیلیٰ نے ان کا تعاقب کیا بہوذان پہلے شکست خوردہ لشکر کے ساتھ خنافس سے نکل کر مضیح کی طرف بھاگ گیا مضیح میں ہذیل بن عمران اور ربیعہ بن بجیر جزیرہ عرب کا ایک بڑا لشکر لے کر اہل حصید کی امداد کے لیے مقیم تھا حضرت خالد بن ولید نے اس کی اطلاع سے مطلع پر قعقاع اور ابولیلیٰ کو ہدایت دے کر روانہ کیا فلاں دن اور فلاں وقت مضیح کے قریب پہنچ کر جانا پس جس وقت یہ لوگ مضیح کے قریب پہنچے حضرت خالد بن ولید نے بھی ہذیل اور ان لوگوں پر جو ان کے ساتھ تھے تین اطراف سے حملہ کر دیا کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ ہذیل چند آدمیوں کو لے کر بھاگ گیا مضیح میں ہذیل کے ساتھ عبدالعزیز بن ابی رہم (جو اوس مناۃ سے تھا) اور لبید بن جریر تھے اور یہ اس معرکہ میں مارے گئے چونکہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت صدیق اکبر نے ان کے اسلام کی تصدیق کی تھی اس وجہ سے ان کا خون بہا ادا کیا گیا تھا اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت خالد سے ناراضگی:......عبدالعزیز، لبید اور مالک بن نویرہ کے قتل کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ناراض رہا کرتے تھے مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اہل شرک کے ساتھ رہے گا اس کا یہی انجام ہوگا۔

ربیعہ بن بجیر کی شکست:......ہذیل نے شکست کھا کر عتاب بن اسید کے پاس بشیر میں جا کر دم لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قعقاع اور ابولیلیٰ کو دو مختلف راستوں سے ربیعہ بن بجیر تغلبی پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور آپ ایک تیسرے راستہ سے روانہ ہوئے، طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک ہی وقت ثنی ❶ پر لشکر اسلام پہنچ گیا ربیعہ بن بجیر تغلبی ثنی میں (جو رصافہ کے شرقی جانب ہے) اہل فارس کی کمک کے لیے ٹھہرا ہوا تھا اس کے ساتھ بھی عرب کا ایک لشکر تھا حضرت خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں کو ربیعہ پر تین اطراف سے حملہ کرنے کا حکم دیا اس واقعہ میں دشمنان اسلام خود کو سنبھال نہ سکے سب کے سب مارے گئے سوائے عورتوں اور بچوں کے کوئی نہ بچا جن کو مسلمانوں نے لونڈی اور غلام بنا لیا۔

ہذیل کا قتل اور رصافہ پر حملہ:......خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مہم ثنی سے فارغ ہو کر نہایت تیزی و عجلت سے بیسر میں عتاب بن اسید کے سر پر جا پہنچے جہاں ہذیل نے جا کر پناہ لی تھی اور چاروں طرف سے انکو گھیر کر ایک ایک کو قتل کر ڈالا اس کے بعد خالد رصافہ کی طرف بڑھے لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے ہلال بن عقبہ اور اس کے ساتھی منتشر ہو کر بھاگ گئے تھے لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

فراض میں فیصلہ کن جنگ:......پھر رصافہ سے رجاب و فراض کی طرف روانہ ہوئے یہ دونوں مقامات شام عراق اور جزیرہ کی سرحد پر واقع ہیں رومی لشکر جن میں قبائل تغلب، نمر اور ایاد کی بہت بڑی جماعت موجود تھی ان مقامات کے بچانے کو آیا ہوا تھا حضرت خالد نے فراض میں پہنچ کر روزہ افطار کرایا۔

رومیوں کا آگے بڑھنے کا استفسار:......رومی لشکر نے فرات کے قریب پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم فرات کو عبور کر کے آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے حضرت خالد نے جواب دیا کہ تم خود فرات کو عبور کر کے آؤ رومی سپہ سالار نے پیغام بھیجا تم راستہ سے ذرا ہٹ جاؤ خالد نے انکاری جواب دیا رومی سپہ سالار فرات کو نشیبی جانب سے عبور کر کے خالد کے مقابلہ پر آیا۔

گھمسان کی جنگ اور فتح:......لڑائی شروع ہوگئی رومی اور اس کے ساتھی ایک آخری فیصلہ کرنے والی لڑائی لڑ رہے تھے اسلامی لشکر روزانہ کی جنگ سے تھک گیا تھا لیکن اللہ اکبر کی آواز پر ان کی رگوں میں خون جوش کیساتھ دور بار گردش کرتا تھا جیسا کہ لڑائی کرنے سے پہلے کرتا تھا۔ وہ لوگ طیش سے جھپٹ جھپٹ کر ایسے وار کرتے تھے کہ ان کے سامنے بڑے بڑے دل والے جنگجو جانے کی ہمت نہ کرتے تھے مسلسل لڑائیوں کے بعد میدان جنگ سے رومی لشکر بھاگ نکلا ان کو دیکھ کر ان کے رضا کار بھی بھاگ نکلے معرکہ جنگ اور تعاقب میں ایک لاکھ آدمی رومیوں کے مارے گئے۔

---

❶......اس ثنی کو لفظ ''ثناۃ'' کی طرح پڑھا جائے گا۔

حضرت خالد کی حج کی روانگی اور واپسی:......ذیقعدہ کے آخر تک حضرت خالد رضی اللہ عنہ فراض میں ٹھہرے رہے جب ماہ ذیقعدہ کے ختم ہونے کی پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کو حیرہ کی طرف واپس ہونے کا حکم دیا اور ساقہ کے ساتھ شجرہ بن الاغر کو روانہ کر کے خود فراض سے چند آدمیوں کو لے کر خفیہ طور پر حج کو چلے گئے اور پھر حج کر کے اتنی جلادی واپس آئے کہ حیرہ بھی اسلامی لشکر کے ساتھ داخل ہوئے سوائے ان لوگوں کے جن کو پہلے معلوم تھا کہ کسی اور کو ان کے جانے اور آنے کا حال معلوم نہ ہوا جب صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر ناراضگی ظاہر کی اور عراق سے شام کی طرف بھیج دیا۔

حضرت خالد کے شب خون:......حج سے واپسی کے بعد حضرت خالد نے سوق بغداد، قطربل عقرقوف ❶ مسکن اور بارذو پر شب خون مارا اسی سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی حج کو گئے تھے اور بجائے اپنے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تھا۔

شام کی فتوحات:......۱۳ھ (بمطابق ۶۳۴ء) کے شروع میں حج سے واپس آ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید بن العاص کو افواج اسلام کا سپہ سالار بنا کر شام کی طرف روانہ کیا۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن سعید کو اسی زمانہ میں شام کی طرف روانگی کا حکم دیا تھا جن دنوں خالد بن ولید کو عراق کی طرف بھیجا تھا لیکن اس سے پہلے کہ خالد بن سعید شام کی طرف رخ کرتے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر لیا وجہ یہ بتلائی جاتی تھی کہ خالد بن سعید نے یمن سے واپس ہو کر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چند روز ❷ تک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن عفان اور بنی عبد مناف اور دیگر سرداروں کے پاس گئے اور بیعت کرنے پر ان کو ملامت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو اس سے روکا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے خالد بن سعید نے بیعت کر لی۔

تیماء میں دعوت حجاج:......الغرض صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تا حکم ثانی تیماء ❸ میں ٹھہرے ہوئے عرب مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ و تیار کرتے رہیں۔ چنانچہ خالد بن سعید کی تحریر سے عرب کا ایک بڑا گروہ وہ جمع ہو گیا۔ قیصر روم نے یہ سن کر شام میں عرب الضاحیہ بہرا قبیلہ سلیح، قبیلہ کلب قبیلہ غسان، قبیلہ لخم اور قبیلہ جذان کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر لڑائی پر تیار کر لیا۔

عرب الضاحیہ اور ماہان کی شکست:......حضرت خالد بن سعید نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کر دی اور ان کے حکم کے مطابق عرب الضاحیہ کی طرف بڑھے جس وقت خالد بن سعید ان کے حکم کے مطابق آگے بڑھے بطریق روم ماہان ثانی لشکر لے کر مقابلہ پر آیا خالد بن سعید نے بطریق ماہان کو شکست دے کر اس کے لشکر کے زیادہ تر حصے کو قتل کر ڈالا فتح کی خوشخبری مدینہ منورہ روانہ کی اور خلافت مآب سے امداد کی درخواست کی۔

خالد بن سعید کی کمک جیش البدل:......اتفاق سے جس دن یہ خط پہنچا اس دن ❹ ذوالکلاع حمیر کے ساتھ یمن سے اور عکرمہ بن ابی جہل اپنے ساتھی مجاہدین کے ساتھ تمامہ عمان اور بحرین سے مدینہ کا ارادہ فرمایا اسی اعتبار سے اس لشکر کا نام جیش البدل رکھا گیا۔ عمرو بن العاص کو شام کی مہم پیش آ جانے کی وجہ سے سعد ہذیم اور بنی عذرہ کے صدقات سے تبدیل کر کے جہاد روم میں حضرت خالد بن سعید کے ساتھ شریک ہونے کو لکھا ❺ اور

---

❶......عقرقوف یہ دو لفظوں عقر اور قوف سے مل کر بنا ہے قوف کا مطلب یہ ہے کہ کل یعنی تمام یہ دجیل کی نواح میں ایک علاقہ ہے اس کے اور بغداد کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے (معجم البلدان) ❷......ازدی نے فتوح الشام صفحے میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن سعید بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گورنر میں سے تھے انہوں نے امیر بنائے جانے کو پسند نہ کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا استعفیٰ داخل کر دیا جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ ❸......شام کے آس پاس کے علاقے ہیں ان میں اور وادی القریٰ میں اتنا فاصلہ ہے جتنا دمشق کے حاجیوں کو طے کرنا پڑتا ہے (معجم البلدان) ❹......ذوالکلاع اصل نام ایفع بن یزید بن نعمان اس کو ذوالکلاع اس لیے کہتے ہیں کیونکہ انہی کے ہاتھ پر قبیلہ بنو حمیر والے متحد ہوتے تھے۔ ❺......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ج وخط عمرو بن العاص کو لکھا تھا کہ اس کے آخری فقرے یہ تھے

ان کنت قدر ددك علی العمل الذی دلاك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مرة ووعدك به اخری انجاز المواعید رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وفد ولید وقد احیت ان فرغك لما هو خیر لك فی الدنيا والاخرة الا ان یكون الذی انت فیه اانب الیك .

ترجمہ: میں نے آپ کو تیرے مقبوضہ صوبہ کی طرف واپس کیا ہے جس کا والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک مرتبہ ایک مرتبہ بنایا تھا اور　　(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

فلسطین کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو عمان کی طرف روانہ کیا تھا اور ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ عمان واپسی کے بعد وہ اپنے مقبوضہ علاقہ کی جانب بھیج دیئے جائیں گے۔

لہٰذا جب یہ وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد عمان سے واپس آئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے وعدے کو پورا کرنے کے خیال سے صدقات سعد ہذیم و بنی عزرہ کی طرف بھیجا اور ولید بن عقبہ کو جو کہ صدقات قضاعہ کے متولی تھے اردن کی جانب بڑھنے کو لکھا لشکر کے ایک حصے پر یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کیا جس میں سہیل بن عمرو وغیرہ تھے دوسری جماعت کا ابوعبیدہ بن الجراح کو افسر مقرر کر کے حمص پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور ہر ایک کو ضروری ہدایتیں دیں۔ ❶

خالد بن سعید اور رومیوں کا ٹکراؤ:...... جب خالد بن سعید کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی امداد کیلیے مدینہ سے اسلامی لشکر روانہ کیا گیا ہے تو انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام لیا اور لشکر اسلام کے آنے سے پہلے رومیوں پر حملہ کر دیا بطریق ماہان ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا اور ایک لڑائی ❷ لڑ کر دمشق کی طرف چلا گیا خالد شام کی طرف لوٹتے ہوئے مرج الصفر میں پہنچے خالد بن سعید کے ساتھ اس واقعہ میں ذوالکلاع عکرمہ اور ولید بن عقبہ بھی تھے جس وقت یہ لوگ دمشق کے قریب مرج الصفر میں داخل ہو گئے۔

سعید بن خالد کی شہادت:...... ماہان نے چاروں طرف سے راستہ بند کر کے حملہ کر دیا اتفاقاً سعید بن خالد سامنے آ گئے اور انہیں سے اس کا مقابلہ ہو گیا ماہان نے ان کو شہید کر ڈالا ان کے والد خالد نے یہ خبر سن کر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شام سے بھاگ کر ذی المروط جو مدینہ کے قریب ہے میں آ کر دم لیا ان کے چلے جانے کے بعد عکرمہ بقیہ اسلامی لشکر لیے ہوئے شام کے قریب رومیوں کے مقابلے پر آ گئے۔

---

❶ ...... **حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت:** (مترجم) جو ہدایات صدیق اکبر نے امراء اسلام کو روانگی کے وقت کی تھیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے تمہیں مسلمانوں کا افسر مقرر کیا اس غرض سے کہ میں تمہارا امتحان لوں اور تم کو آزماؤں کہ تم مسلمانوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو اگر اچھا برتاؤ کرو گے تو تم سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو گا دنیا میں میں تمہارے مضافات بڑھا دوں گا اور آخرت میں تم کو اس کا اجر ملے گا اور اگر تم نے کوئی برائی کی تو تم کو معزول کر دوں گا۔

(۱) ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تمہارے باطن کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح تمہارے ظاہر کو اللہ کے نزدیک محبوب اور بہتر وہی شخص ہے جو عمل صالح کے اعتبار سے اس سے قریب ہو۔ (۲) زمانہ جاہلیت کی عادات واطوار بالکل ترک کر دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے اور اس کے کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ (۳) لشکر کے ساتھ سفر کرنے میں ہمیشہ ان کی حسن محبت کا خیال رکھنا۔ (۴) جب ان کو سمجھانا تو مختصر کلام میں سمجھانا کیونکہ زیادہ بولنا نقصان پہنچاتا ہے۔ (۵) نمازوں کو اوقات مقررہ پر پڑھنا رکوع و سجدہ اطمینان سے کرنا۔ (۶) جب تمہارے دشمنوں کے قاصد آئیں تو ان کی عزت کرنا اپنے لشکر کی پوری حفاظت کرنا۔ (۷) رات کو پہرہ مقرر کرنا ایسا نہ ہو کہ حالت غفلت میں دشمن تم پر حملہ کر دیں۔ (۸) اپنا ظاہر و باطن ایک سا رکھنا جو کام کرنا مشورہ سے کرنا۔ (۹) جب نگہبانی میں کسی سے غفلت دیکھنا تو اس کو سزا دینا لیکن زیادتی کے ساتھ نہیں (۱۰) مستحق کی عقوبت سے نہ ڈرنا۔ (۱۱) لشکریوں کے افعال وحرکات کی نگرانی کرتے رہنا۔ (۱۲) بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا جو ہتھیار رکھ دے یا اسلام قبول کر لے اس کو بھی نہ مارنا۔ (۱۳) سچائی اور ایفائے عہد کے ہمیشہ پابند رہنا یہ نیک نصیحتیں ہیں ان پر عمل کرنا جاؤ اللہ کے نام کی راہ میں لڑو۔ ❷...... ابن اثیر کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ابوعبیدہ بن الجراح بلقاء کے دروازے پر رومیوں سے لڑتے تھے جس میں اہل بلقاء نے زیر ہو کر صلح کر لی تھی جو شام میں ہوئی وہ رومی، عرب سرزمین فلسطین میں جمع ہوئے جن کے سر کرنے کے لیے یزید بن ابی سفیان نے ابومعاویہ باہلی کو روانہ کیا عربہ میں رومیوں اور یزید بن ابی سفیان سے لڑائی ہوئی رومیوں نے بھاگ کر داثن میں جا کر دم لیا ابوامامہ نے ان کو وہاں سے بھی لڑ کر بھگا دیا۔ اس لڑائی کے بعد مرج صفر کا واقعہ پیش آیا جس میں سعید بن خالد بھی شہید ہو گئے۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) دیکھیں تاریخ طبری ج ۳ ص ۳۹۱۔

(گزشتہ سے پیوستہ) دوبارہ ولی مقرر کرنے کا آپ سے وعدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ کا وعدہ پورا کرنے کے غرض سے بے شک میں نے آپ کو اس کا والی مقرر کر دیا ہے لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں تمہیں اس طرف متوجہ کروں جو تمہارے لیے دنیا و آخرت میں بہتر نہ ہو مگر وہ تمہارے نزدیک بھی محبوب ہو جس حالت میں تم ہو۔

عمرو بن العاص نے اس کا جواب لکھا:

انی سهم من سهام الاسلام انت بعدالله الرمی بها و الجامع لها فانظر اشد هاو اخشاها و افضلها فارم به

ترجمہ: میں ایک تیر ہوں اسلام کے تیروں میں سے اور آپ اللہ کے بعد اس کے پھینکنے والے اور اس کے جمع کرنے والے ہیں اور آپ جس کو ضروری خوفناک اور فضل دیکھیں اس کی طرف پھینک دیں۔

شرحبیل بن حسنہ کی اردن تشکیل: ......اس دوران شرحبیل بن حسنہ عراق سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس خالد بن ولید کا خط لے آئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چند رومیوں کو جمع کر کے ان کے ساتھ کر دیا اور ان کو ولید بن عقبہ کی جگہ کی طرف روانہ کیا شرحبیل بن حسنہ، خالد بن سعید سے راستے میں ملتے ہوئے اور ان سے کچھ لوگوں کو لیتے ہوئے اردن کی طرف روانہ ہو گئے پھر اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا سا لشکر مرتب کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان ❶ کی سربراہی میں یزید بن ابی سفیان کی مدد کے لیے روانہ کیا خالد بن سعید ذی المروۃ میں تنہا رہ گئے تو ان کو مدینہ آنے کی اجازت دے دی گئی۔

ہرقل کی فوج کی تشکیل: ......جب یہ لوگ اپنا اپنا لشکر لیے ہوئے شام میں پہنچ گئے اور ہرقل کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے سب سے پہلے اپنے لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے عرب سے لڑنے سے منع کیا اور یہ رائے دی کہ عرب جو چاہتے ہوں وہ دے کر ان سے صلح کر لی جائے لیکن اراکین حکومت نے انکار کر دیا عرب کے ساتھ لڑنے پر آمادگی ظاہر کی ہرقل نے مجبور ہو کر اپنے کمانڈر کو اور اسلامی سپہ سالاروں کے مقابلے پر اس طرح تقسیم کیا کہ ثقیقیہ تدارق (اپنے حقیقی بھائی) کو نوے ہزار فوج کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر فلسطین کی طرف جرجہ بن نوذر کو چالیس ہزار کی فوج کے ساتھ یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر بلقاء کی طرف دراقس کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ کے مقابلے پر اردن کی طرف اور فیقلان بن نسطورس کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر جابیہ کی طرف مقرر کیا۔

اسلامی فوج کی حکمت علمی: ......اسلامی کمانڈر اس سے مطلع ہوئے تو سب نے باتفاق رائے یہ طے کیا کہ اتنی بڑی فوج سے علیحدہ علیحدہ مقابلہ کرنا مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنا ہے لہٰذا تمام اسلامی لشکر ایک جگہ جمع کر کے لڑنا چاہیے اسی دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط اسی مضمون کا آ گیا سب کے سب یرموک میں جمع ہوئے مسلمانوں کی تعداد اس وقت اکیس ہزار تھی۔

رومیوں کا لشکر: ......ہرقل نے بھی اپنے منتشر لشکر یرموک میں جمع ہونے کا حکم دیا رومیوں کے لشکر کا سپہ سالار شقیقہ تدارق تھا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر جرجہ، میمنہ پر ماہان، میسرہ پر دراقص قیقلان بن نسطور تھا مسلمان آگے بڑھ سکتے تھے مسلمانوں نے لمبے قیام سے گھبرا کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور امداد طلب کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو لشکر شام کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ فرمایا ❶ اور عراق کی حکومت پر ان کی جگہ مثنیٰ بن حارثہ کو متعین فرمایا۔

---

❶ ......دیکھیں (تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۹۱)

❷ ......**حضرت خالد بن ولید شام میں:** ......(مترجم) خالد بن ولید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق عراق میں آدھا لشکر مثنیٰ بن حارثہ کی ماتحتی میں چھوڑ کر باقی آدھا اپنے ساتھ لے کر شام کے لیے روانہ ہوئے جس وقت حدوداء میں پہنچے اہل حدوداء نے راستہ نہ دیا۔ بلکہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے خالد بن ولید ان سے لڑنے اور ان کو شکست دیتے ہوئے مضیح میں جا پہنچے مضیح میں بنی تغلب کا ایک گروہ اسلامی لشکر کو روکنے کے لیے جمع ہو رہا تھا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی مقابلہ کیا دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی ظہر کے قریب بنی تغلب میدان جنگ سے بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ان کے مال و اسباب اور خیموں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ انہی قیدیوں میں صہباء بنت حبیب بن بجیر جو عمر بن علی بن ابی طالب کی والدہ تھیں اس کے بعد خالد نے دوسرے روز یہاں سے سفر کر کے قراقر (چشمہ کلب) میں پہنچ کر قیام کیا اور وہاں کے رہنے والوں پر شب خون مار کر نہایت تیزی سے سوئی (بہراء) کی طرف روانگی کی۔

خطرناک راستہ اور خالد بن ولید کا عزم: ......رافع بن عمیر طائی کو رہبری کے لیے بلایا اور اس سے راستے کا معلوم کیا رافع نے کہا کہ تم اس راستہ کو اس لشکر اور سامان کے ساتھ طے نہیں کر سکو گے واللہ ایک اکیلا سوار اس راستہ کو طے کرتے ہوئے اپنی جان کا خوف کرتا ہے آج سے پانچ دن تک آپ کو راستہ میں کسی جگہ پانی نہیں ملے گا خالد نے یہ سن کر جواب دیا کہ مجھ کو یہ راستہ طے کرنا ضروری ہے مجھے اس سے زیادہ کیا کام ہوگا کہ میں مسلمانوں کی مدد کیلیے رومیوں کے مقابلے پر جا رہا ہوں اگر تیرا مقصود اس کہنے سے یہ ہے کہ میں انکی مدد کو نہ جاؤں تو سن کہ میں نے اپنی جان اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ رافع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے کمانڈر کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم لوگ اپنی اپنی جماعت سے کہہ دو کہ ہر شخص اپنے لیے پانچ پانچ دن کا پانی لے لے اور اونٹوں کو دوبارہ پانی پلا دے لشکریوں نے اس حکم کے مطابق اونٹوں کو کجاووں سے چھاگلوں اور مشکیزوں کو کھول کر پانی بھر لیا اور اونٹوں کو کچھ وقفہ دے کر پانی پلا دیا اور ان کے پاؤں پر کپڑے لپیٹ دیئے تاکہ روزانہ سفر کرنے سے پھٹنے سے محفوظ رہیں الغرض حضرت خالد بن ولید رافع کو ساتھ لے کر آگے بڑھے چار دن اور چار رات کی مسافت طے کر کے پانچویں دن علمین کے قریب پہنچے رافع نے ان لوگوں سے کہا کہ تم لوگ غور سے دیکھو کہ کہیں آس پاس عوسج کا درخت دکھائی دیتا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو عوسج نظر نہیں آتا رافع نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہا "افسوس تم بھی ہلاک ہوئے اور مجھ کو بھی تم نے ہلاک کیا (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

جنگ یرموک: ......اتفاق سے جس روز خالد بن ولید یرموک پہنچے اسی روز ماہان بطریق بھی شماسہ قسیسوں اور رہبانوں کیساتھ رومی لشکر میں شامل ہوا خالد بن ولید شام ہی سے اپنی فوج کی تربیت میں مصروف ہو گئے صبح ہوتے ہوتے لشکر کو قریب کر کے ہر ایک کمانڈر کو ایک ایک گروپ کا ذمہ دار بنا کر حملہ کروایا۔

حضرت خالد اپنے مقابل پر اور دوسرے لشکر اپنے اپنے مقابل پر حملہ آور ہوئے اور فریقین جی توڑ کر لڑنے لگیا ور اپنی قسمت کا آخری فیصلہ دیکھنے کے لیے بڑھ بڑھ کر وار کرتے جاتے تھے اگر رومی لشکر کا اپنے مذہبی پیشواؤں کی تحریک و وعظ سے ایک قدم بڑھتا تھا تو اسلامی لشکر خالد بن ولید کے نعرہ اللہ اکبر سے رومیوں کو دس قدم پیچھے ہٹا دیتا۔ خالد بن ولید نے ماہان کو شکست دے کر میدان جنگ سے بھگا دیا رومی افسروں کے پاؤں یکے بعد دیگرے اکھڑنا شروع ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد میدان جنگ رومیوں سے خالی ہو گیا بیشمار رومی مارے گئے کچھ لوگ واقوصہ اور ہوی میں ڈوب کر مر گئے اور ایک گروپ خندق میں گر کر مر گیا نامی گرامی سپاہ سالار اور مشہور ارکین سلطنت قتل ہو گئے تدارق ہرقل کا بھائی بھی انہی مقتولوں میں تھا۔

ہرقل کی بدحواسی: ......رومی لشکر کا ایک چھوٹا سا گروپ شکست کھا کر مرتا کھپتا ہرقل تک پہنچا ہرقل ان دنوں جنگ کا نتیجہ سننے اور اپنے لشکر کو مدد پہنچانے کی غرض سے حمص میں ٹھہرا ہوا تھا رومی لشکر کی یہ غیر متوقع شکست کا سن کر اور ان کی بدحواسی دیکھ کر حمص میں ٹھہرنے کی ہمت نہ کر سکا اور دمشق کی قلعہ بندی کا حکم دے کر دوسرے شہر کا راستہ لیا۔

جنگ یرموک میں مجاہدین کی تعداد: ......اس واقعہ میں اسلامی لشکر کی تعداد چھیالیس ہزار بیانی کی جاتی ہے ان میں سے ستائیس ہزار تو ان کمانڈروں کے ساتھ تھے جن کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شام پر حملہ کرنے کو مدینہ سے روانہ کیا تھا دس ہزار خالد بن ولید کے ساتھ عراق سے آئے ہزار وہ تھے جو خالد بن سعید کے چلے جانے کے بعد باقی رہ گے تھے اور چھ ہزار عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ رہ گئے تھے یہ لڑائی ماہ جمادی الاول میں ہوئی اس سے پہلے ایسی تیاری نہ تو کبھی مسلمانوں نے کی تھی اور نہ رومی ایسی تیاری سے آئے تھے خالد بن سعید نے اپنے لشکر کے ایک ہزار آدمیوں کی جماعت علیحدہ کر کے اس پر ایک سردار مقرر کیا تھا اور اس کا نام ❶ کردوس رکھا تھا کیونکہ رومیوں نے بھی اپنے لشکر کو اس طرح تقسیم کیا تھا۔ ابی سفیان نے اس لڑائی میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا بڑے بڑے خطرناک معرکوں میں پڑے اور کامیاب ہوئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات اور جرجہ کا قبول اسلام: ......علماء سیر نے لکھا ہے کہ جنگ کے دوران میں مدینہ کے ایک قاصد حضرت

---

❶ ......کردوس گھڑ سواروں کے لشکر کو کہتے ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے لشکر کا ایک کردوس ہزار سواروں پر مشتمل ہو کیونکہ روم کی لڑائی میں جو مسلمان لشکریوں کی تعداد ہے اس حساب اس کا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن معرکہ روم پر لکھنے والے اصل مؤرخین نے بہر حال اسکا تذکرہ کیا ہے کہ اس طرف کے لشکر کردوں کے نام سے بنائے گئے تھے دیکھیے طبری ج ۳ ص ۳۹۶، ابن اثیر ج ۲ س ۲۰۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ یہ راستہ دشوار گزار ہے تھوڑی دور چل کر پھر اس نے عوسج کے بارے میں معلوم کیا لوگوں نے عوسج کو دیکھ کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی جڑ کے پاس زمین کھودو لوگوں نے اس کہنے کے مطابق گز بھر کا گڑھا کھود کر چشمہ کا منہ کھول دیا لشکریوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو پلا کر چھاگلوں اور مشکیزوں کو بھر لیا۔

بہراء اور قریتین سے جنگ: ......تھوڑی دور چلنے کے بعد سوئی میں پہنچے بہراء کے رہنے کا یہی مقام تھا بہراء حالت غفلت میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے مغنی (گویا) گا رہا تھا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا گویا اور انکے سرداروں حرقوس بن نعمان بہرانی کو قتل کر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر اہل ارک اور اہل تدمر سے صلح کرتے ہوئے قریتین پہنچے قریتین والوں نے اسلامی لشکر سے مزاحمت کی آپس میں لڑائی ہوئی تو مسلمانوں نے شکست دے کر ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

حوارین اور بنی مشجعہ کی صلح: ......اس کے بعد اسلامی لشکر حورین پہنچا یہاں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا پھر یہاں سے عصر کے وقت روانہ ہو کر دوسرے روز ظہر کے قریب قصم پہنچا قضاعہ کی ایک شاخ بنی مشجعہ نامی قبیلہ یہاں آباد تھا ان لوگوں نے حضرت خالد سے صلح کر لی اس کے بعد اسلامی لشکر رافع کے ساتھ مرج رہط پہنچا اور اسی روز غسان پر حملہ کر دیا لڑائی ہوئی لڑکے اور عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔

بصریٰ کی فتح: ......دوسرے روز مرج رہط سے چل کر بصری میں پہنچے اور اہل بصری سے لڑ کر کامیابی حاصل کی شام کا یہ پہلا شہر تھا مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کر کے خمس (پانچواں حصہ) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ روانہ کر دیا خود یہاں سے چل کر ماہ ربیع الثانی ۱۳ ہجری کے آخری شنبہ کو غازیان شام کے پاس یرموک پہنچ گئے۔ (یہاں تک مترجم کی تحریر ہے)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتقال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے امیر لشکر بننے کی خبر لے کر آیا تھا حضرت خالد نے اس سے چھپا لیا۔

لشکر روم سے ایک سردار جرجہ میدان میں آیا اور اس نے خالد کو بلا کر اسلام کی حقیقت معلوم کی حضرت خالد نے اسکو سمجھایا کہ جس مذہب پر وہ ہے وہ باطل ہے اور اسلام ایک سچا پاک صاف مذہب ہے نجات ابدی اس کے قبول کرنے سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ نے جرجہ کی چشم بصیرت کھول دی اور وہ نہایت سچائی سے مسلمان ہوکر اسلامی لشکر میں آملا رومیوں کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا دوسرے دن خالد بن ولید نے ایک جماعت اسلامی لشکر لے کر حملہ کیا جن میں جرجہ بھی تھے رومیوں کی لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اور وہ لڑائی سے منہ پھیرتے نظر نہ آتے تھے دو پہر تک یہی کیفیت رہی مسلمانوں نے اشارہ سے ظہر کی نماز ادا کی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہہ کر حملہ کیا رومی لشکر یہی اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا جرجہ عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے لڑکے عمرو سلمہ بن ہشام بن عمرو اور سعید کے بیٹے ہشام بن العاص، ہبار بن سفیان اور طفیل بن عمرو وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے اسلامی لشکر کی نامی گرامی کمانڈر شہید ہو گئے ابوسفیان کی ایک آنکھ تیر لگنے سے ختم ہوگئی۔

حضرت خالد بن سعید کے بارے میں علم نہ ہوسکا اس واقعہ کے بعد ان کا انتقال کہاں ہوا تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلے واقعہ کے بعد فرح العفر میں شہید ہوئے تھے کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد جب حضرت خالد عراق سے مسلمانوں کے لیے کمک لے کر آئے تو گائیڈوں سے کہا کہ کسی ایسے رستے سے لے کر چلیں کہ ہم اور وق کے لشکر کے پیچھے سے پہنچیں اس لیے رافع بن عمرو طائی انہیں کلب کے علاقوں سے لے کر گئے حتی کہ وہ شام کی طرف نکل گئے اور وہاں جا کر پڑاؤ ڈالا اور مضیح کو کمزور دیکھ کر ان پر حملہ کیا اور بہت سوں کو گرفتار اور قتل کیا۔

بصریٰ کی فتح:......بعضوں نے لکھا ہے کہ خالد بن ولید کی عراق سے روانہ ہوکر شام آتے ہوئے لشکر اسلام سے مقام بصریٰ ملاقات ہوئی اس وقت وہ بصریٰ کو اپنے محاصرے میں لیے ہوئے تھا حضرت خالد نے ان کے ساتھ ملکر بصریٰ جزیہ (خراج) پر فتح کیا تھا اس کے بعد اسلامی لشکر فلسطین کی طرف حضرت عمرو بن العاص کی امداد کے لیے روانہ ہوا عمر وان دنوں غور میں تھے اور رومی لشکر ❶ ہرقل کے بھائی تدارق کی ماتحتی میں جلق میں تھا پھر

---

❶ **لشکر کا حال**:......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ چھیالیس ہزار کے اس لشکر میں جو اس واقعہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ایک ہزار مہاجر وانصار تھے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی تھی اور ان میں سے ایک سو بدری صحابی تھے۔ ان کے مقابلہ پر رومیوں کا دو لاکھ چالیس ہزار سپاہیوں کا لشکر آیا ہوا تھا ہرقل کا بھائی پوری فوج کا افسر اعلیٰ تھا اور اس کی ماتحتی میں نامی گرامی تجربہ کا سپہ سالار کام کر رہے تھے۔ لشکر کے قلب میں بطریق اعظم اطلسی غلاف میں انجیل کو لپیٹے ہوئے صلیبی نشان کے نیچے کھڑا ہوکر لشکر کو لڑائی پر ابھار رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دعا:......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پہلے اپنے لشکر کو منظم اور ہر کمانڈر کو پوزیشن پر کھڑا کیا اس کے بعد لشکر کے قاریوں کو سورت انفال پڑھنے کا حکم دیا اور پھر قلب میں کھڑے ہوکر مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو دوسروں سے علیحدہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی ''اے پروردگار عالم یہ تیرے خاص بندے ہیں جنھوں نے تیرے رسول کا ساتھ دیا اور اس کے مددگار معاون رہے تھے۔ تیری مرضی کے لئے انہوں نے اپنے گھر بار اور عیال اور بچوں کو چھوڑا تو ہماری عزت نہ رکھ، بلکہ اپنے سچے دین اور سچے رسول کی عزت رکھ ہماری مدد نہ کر، بلکہ اپنے دین کی مدد کر، اے بے کسوں کے کام آنے والے تو اس کے ذریعے سے ہماری مدد کر ہم کو کفار کے ہاتھ سے ذلیل وخوار نہ کر''۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خطاب:......حضرت خالد بن ولید اس دعا سے فارغ ہوکر مجاہدین کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد ونعت کے بعد نہایت فصاحت وبلاغت سے خطاب کیا جس کا ترجمہ یہ ہے:

> ''اے مسلمانوں یہ دن تمہاری آزمائش اور امتحان کا دن ہے آج تم کو فخر نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ریاکاری کو دخل دینا چاہئے۔ تم لوگ آج جو کام کرو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرو۔ اپنے نیک اعمال سے اس کو راضی کرو۔ یہ وہ دن ہے اگر تم شہید ہو گئے تو بے شک جنت میں جاؤ گے اور اگر دشمنان اسلام پر فتح حاصل کرو گے تو غازی کہلاؤ گے کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ اگر تم کو جنت حاصل کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو لڑو! شاید اس کے بعد پھر ایسا موقع تم کو نہیں ملے گا اور تمہیں موت آجائے گی۔ بستر پر ذلت کے ساتھ مرنے سے بہتر ہے کہ جہاد کے میدان میں اللہ کے راستے میں مارے جاؤ اور انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیئے جاؤ تاکہ قیامت میں تمہاری فی سبیل اللہ لڑنے اور لڑتے لڑتے جان دے دینے کی گواہی دیں۔ میرے بھائیو! یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ کیا تم لوگ جنت میں جانا پسند کرو گے؟ دیکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہونا چاہتی ہے تم کو اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے کامیاب کرے گا نیک نیتی سے اس کی رہ میں کوشش کرو اور اس بات کو سمجھ لو کہ تم سے دنیا چھوٹتی ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

رومی لشکر جلق سے نکل کر ایلہ کے قریب اجنادین کی طرف آیا مسلمانوں نے غور سے ان پر حملہ کر کے نہایت بہادری سے پسپا کر دیا یہ واقعہ نصف جمادی الاولیٰ کا ہے "تدارق اسی لڑائی میں مارا گیا اور ہرقل یہاں سے لوٹ کر مسلمانوں سے قاقوصہ میں یرموک کے نزدیک مڈ بھیڑ ہوا اس حساب سے واقعہ

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اللہ اللہ ہر شخص اپنے لئے سفر کا توشہ تیار کر لے، اگر لڑ کر شہید ہو جاگئے یا کامیاب ہو گئے تو اس سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی نہ ہوگا اور اگر تم نے لڑنے میں کچھ بھی پس وپیش کیا تو دنیا تو چھوٹ ہی جائے گی اور نہایت ذلت کے ساتھ کفار کے ہاتھ مارے جاؤ گے اور قیامت کے دن تم سے اللہ تعالیٰ کی رحمت دور رہے گی۔ پھر تم اللہ کو اس کے رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ چلو چلو اپنی مرادیں حاصل کر و دیکھو دشمنان اسلام تمہاری طرف بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر ٹوٹ پڑو تم نے ان کو پیچھے خندق کی طرف پیچھے دھکیل دیا تو پھر ان کو شکست ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ نہ کرے انہوں نے تم کو شکست دی تو اللہ کی قسم ایک قدم بھی پیچھے ہٹنا خود کو جہنم میں ڈالنے جیسا ہے۔ چلو آگے بڑھو ایک ایک قدم پر تمہارے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آؤ جو کچھ لینا آج ہی لے لو، کل پر مت چھوڑو"۔

اسلامی لشکر کا جوش وخروش:......اسلامی لشکر کا دل اس تقریر سے بھر آیا اور سب نے تکبیر کا نعرہ لگا کر تلواریں کھینچ لیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل اور قعقاع بن عمرو کو آگے بڑھ کر لڑنے کا حکم دیا۔ رومی لشکر اسلامی لشکر کو آگے بڑھتا دیکھ کر تیر پھینکنے لگا لیکن جب اسلامی لشکر کی پیش قدمی کو تیر نہ روک سکے تو تلوار اور نیزے لے کر جھپٹ پڑے پھر لڑائی نہایت تیزی سے ہونے لگی۔ ہر فریق دوسرے کو دھکیل دینے کی کوشش کر رہا تھا اس دوران مدینہ سے محمیہ بن زنیم آئے اور انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بلا کر چپکے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی امارت کی خبر دی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اس کو مشہور نہ کیا اور لڑائی جس طرح شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری رکھی۔

جر بہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی گفتگو:......تھوڑی دیر کے بعد رومی لشکر کی صفوں سے جر بہ نکل کر میدان میں آیا اور حضرت خالد بن ولید کو رضی اللہ عنہ بلوایا دونوں ایک دوسرے کو امن دے کر گفتگو کرنے لگے۔

جرجہ نے کہا: "خالد مجھ کو امید ہے کہ جو حقیقت ہے وہ تم مجھے بتاؤ گے"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہمارے مذہب میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔

جر بہ نے پوچھا: "یہ بتاؤ تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتری تھی جس کو تمہارے نبی نے تمہیں دیا ہے اور جس کے ذریعے تم جس قوم پر جاتے ہو فتح حاصل کر لیتے ہو؟"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: "نہیں"

جر بہ نے کہا "پھر تم کو سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے اور کیوں کر کامیاب ہوا کرتے ہو؟"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے عرب میں ایک نبی بھیجا میں نے اس کو جھٹلایا اور اس سے لڑتا رہا مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں مسلمان ہو کر اس کا مطیع بن گیا تب اس نے میرے کامیاب رہنے کی دعا کی اور یہ فرمایا کہ تو سیف اللہ ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لئے بھیجا ہے تو ہمیشہ کامیاب وکامران ہوگا"۔

جر بہ نے پوچھا: "ہم لوگوں سے لڑنے کیوں آئے ہو؟"

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا ہے اس کے نبی کو نہیں مانتے تم لوگ اسلام قبول کر لو یا ہمارے مطیع بن جاؤ اور جزیہ دو اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

جرجہ نے کہا: "جو شخص تمہاری دعوت قبول کر لیتا ہے اسے کیسا سمجھا جاتا ہے؟"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم سب لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں، مسلمان کی حیثیت سے امیر وغریب سب برابر ہیں۔

جر بہ نے پوچھا: "کیا تمہاری طرح اس کو بھی اجر ملے گا؟"۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو شخص نیک نیتی سے ہم میں شامل ہوگا وہ ہمارے جیسا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو دین دنیا میں عزت عطا فرمائیں گے"۔

جر بہ کا دل خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے جواب سے بھر آیا اور اس نے نہایت سچائی سے اسلام قبول کر لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنے ساتھ لے کر لڑائی کے لئے نکلے۔ پہلے حملہ میں رومیوں نے مسلمانوں کو ان کے اس مورچے سے ہٹا دیا۔

صحابہ کی موت پر بیعت:......جس طرح عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے چچا حارث بن ہشام تھے عکرمہ نے یہ کہہ کر کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک زمانہ تک لڑتے رہے اور آج دشمنان اسلام کے مقابلے میں قدم پیچھے پڑ رہے ہیں اونچی آواز سے کہا: من يبائع الموت (کون شخص موت پر بیعت پر کرتا ہے یعنی کون شخص اس بات پر بیعت کرتا ہے کہ مرنے تک میدان سے نہیں ہٹے گا یا پھر فاتح بن کر ہٹے گا حراث بن ہشام اور ضرار بن الازور نے یہ سن کر چار سو نامی گرامی جنگجو جوان (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یرموک رجب میں بعد اجنادین کے ہوا اور مسلمانوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر اس وقت ملی تھی جب کہ آٹھ دن جمادی الثانی کے باقی تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال:.....جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق مرض الموت میں مبتلا تھے تو انہوں نے حضرت طلحہ، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب وغیرہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر مشورہ کیا ❶ ان لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کی ان لوگوں نے بھی حضرت صدیق اکبر کی رائے سے اتفاق کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اس سے میں نے تمہاری بہتری کا ارادہ کیا ہے لہٰذا جو وہ کہیں اس کو سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ یہ فرما کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے یہ عہد نامہ لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا ما عھد به ابو بكر رضی اللہ عنہ خليفة محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عند اخر عهده بالدنيا واول عهده بالاخرة في الحال اللتي يومن فيها الكافر و يوقن الفاجر اني استعملت عليكم عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب ولم ال لكم خير افان صبر وعدل فذلك علمي به ورايي فيه وان جار و بدل فلا علم لي بالغيب والخير اردت ولكل امرء مااكتسب و سيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون . ❷

(ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اس وقت اس کا آخری وقت دنیا کا اور پہلی منزل آخرت کی تھی۔ یہ وقت ایسا ہے کہ کافر ایمان لاتا ہے اور فاجر یقین کرتا ہے میں نے تم

❶.....ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن ابن عوف کو بلا کر عمر رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اس کی رائے تمہاری رائے سے بہتر ہے مگر ان میں سختی ہے۔ ابوبکر نے کہا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ مجھے کسی معاملہ میں نرمی کرتے دیکھتے ہیں تو سختی کرتے ہیں اگر چہ خلافت ان کے سپرد کر دی جائے گی تو سختی چھوڑ دیں گے۔ کیوں کہ جب مجھے کسی پر غصہ کرتے دیکھتے ہیں تو وہ نرمی کرتے ہیں'' بعد اس کے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر عمر رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ''عمر رضی اللہ عنہ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم میں کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہے'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں آدمیوں سے اخفاء راز کو کہا اس اثناء میں طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ آ گئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ''میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا ہے'' طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''عنقریب تم اللہ سے ملاقات کرنے والے ہو تم سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے رعیت کے ساتھ کیا معاملہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو اٹھا کر بٹھاؤ جب لوگوں نے ان کو اٹھا کر بٹھایا تو جواب دیا'' میں جب اپنے رب کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے دریافت کرے گا تو میں کہہ دوں گا کہ تیری مخلوق پر میں نے تیری بہترین مخلوق کو مقرر کیا ہے'' طلحہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش رہے بعد ازاں عثمان رضی اللہ عنہ کو نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ شدت علالت سے رک رک کر بولتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ لکھتے جاتے تھے۔ جب عہد نامہ لکھا گیا تو اس کو لوگوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور خود باہر آ کر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''کیا تم لوگ راضی ہوتے ہو اس شخص پر جس کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا ہے؟ میں نے اپنے کسی عزیز وقریب کو خلیفہ نہیں بنایا میں نے تم پر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ہے پس اس کا کہنا سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ میں نے یہ محض رائے سے نہیں کیا بلکہ مشورہ سے کیا ہے حاضرین بولے ''سمعنا واطعنا'' (ترجمہ) ہم نے جو کچھ آپ نے کہا سن لیا ہم کو کوئی اختلاف نہیں اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد ابوبکر نے رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کو وصیتیں کیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

❷.....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے لئے جو دستاویز تحریر کروائی تھی اس کی تفصیل کے لئے دیکھیں (تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین سیوطی صفحہ نمبر ۷۵-۷۶)۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) سمیت بیعت کی اور رومیوں کے لشکر میں اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس گئے۔

رومی لشکر کا فرار اور قتل:.....اسلامی لشکر نے ظہر وعصر کی نمازیں اشارے سے پڑھیں مغرب کے قریب مجاہدین اسلام نے رومی سواروں کو بھاگنے کے موڈ میں دیکھ کر راستہ دے دیا جس کے سوار وکا بڑا حصہ جان بچا کر بھاگ گیا اور پیدل فوج مسلمانوں کی تلواروں کا شکار ہوگئی۔ بارہ ہزار رومی صرف بھاگتے ہوئے مارے گئے معرکہ میں قتل ہونے والوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔ اور ایک گروپ ان کے سرداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر دوسرے دن ان کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:.....کامیابی کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ تدارق کے خیمے میں داخل ہوئے۔ عکرمہ بن ابی جہل اور ان کے صاحب زادے میدان جنگ سے زخمی حالت میں اٹھا کر لائے گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عکرمہ کا سر اٹھا کر اپنے زانوں پر رکھا چند قطرے پانی کے ان کے حلق میں ڈالے پھر عکرمہ رضی اللہ عنہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس معرکہ میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ (یہاں تک مترجم کی تحریر ہے)۔

لوگوں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب کو مقرر کیا ہے میں نے تمھاری بھلائی میں کوتاہی نہیں کی پس اگر عمر رضی اللہ عنہ نے استقلال سے کام لیا اور عدل کیا تو میں اس کے بارے میں یہی جانتا ہوں اور یہی میری رائے تھی اور اگر برائی کی اور اپنی حالت تبدیل کر دی تو مجھ کو علم غیب نہیں ہے اور میں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور عنقریب وہ لوگ جان جائیں گے جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس پہلو الٹے پلٹے جائیں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ خصائل و عادات:......(مترجم) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات شب منگل کو ہوئی اس وقت آٹھ راتیں جمادی الثانی ۱۳ھ کی باقی رہ گئی تھیں صحیح یہ ہے کہ تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے چاول یا حریرے میں زہر دیا تھا۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ ایک دن سردی میں آپ نہائے تھے جس سے بخار آ گیا پندرہ روز تک بخار میں مبتلا رہے باہر نہیں آ سکتے تھے اس لئے آپ کے حکم سے عمر رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے۔ دو سال تین مہینہ دس دن خلیفہ رہے۔ بعض مؤرخین ان کے زمانہ خلافت کو دو برس تین مہینہ چھبیس دن تک محدود کرتے ہیں۔ عام الفیل کے تین برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ اسماء بنت عمیس (آپ کی بیوی) اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما (آپ کے لڑکے) نے غسل دیا۔ تین کپڑوں میں کفنایا جن میں سے دو پرانے تھے اور ان کے استعمال میں تھے اور ایک نیا خرید اگیا تھا۔ آپ کا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھایا گیا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا اور ان کے سر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے برابر رکھا ان کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا ان کی قبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح ہی اونچانہ بنایا گیا۔ سب سے آخری کلمے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے تھے 'توفنی مسلماً والحقنی بالصلحین' (ترجمہ) اے رب میرا خاتمہ اسلام پر کرنا اور مجھے صالحین سے ملا دینا)۔

حلیہ ونسب:......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رنگ سفید، رخسار ہلکے چہرہ پر رگیں نمایاں تھیں، کمزور جسم تھا آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں بالوں کو مہندی اور کتم سے رنگتے تھے نام عبداللہ کنیت ابوبکر تھی، ابوقحافہ عثمان بن عامر قریشی کے صاحب زادے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتویں پشت میں مرہ بن کعب میں مل جاتے ہیں ان کی والدہ ام الخیر سلمی بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔ یہ بھی قدیم اسلام تھیں۔ اپنے بیٹے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائیں۔

آپ کی شادی:......صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو نکاح زمانہ جاہلیت میں کئے ایک قتیلہ بنت عبدالعزی بن عامر بن لوی کے ساتھ فرمایا جس سے حضرت اسماء اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے دوسرا نکاح ام رومان وعد بنت عامر بن عمیر کنانیہ کے ساتھ فرمایا جس سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئیں۔ دو نکاح دور اسلام میں کئے ایک اسماء بنت عمیس سے جو ان سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ دوسرا حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری سے فرمایا ان سے آپ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

عُمال:......علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کاتب تھے ان کے علاوہ وقت ضروریات جو سامنے جاتا تھا اس سے بھی کتابت کا سارا کام لے لیتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بیت المال کے حقدار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب دارالقضاء کے متولی تھے، عمال آس پاس کے علاقوں کی طرف سے حکمرانی کرتے تھے۔ وہ اس تفصیل سے تھے۔ مکہ میں عتاب بن اسید تھے، ان کا انتقال اتفاق سے اسی دن ہوا جس دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

طائف میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے۔ صنعاء میں مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرموت میں زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ خولان میں یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ زبید و زرمع میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ جند میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ بحرین میں علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔ نجران میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جرش میں عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ تھے۔ دومۃ الجندل میں عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ تھے۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، شرحبیل، یزید اور عمرو علیحدہ علیحدہ لشکروں کے افسر تھے ان سب کے افسر اعلیٰ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ تھے اور شام میں رومیوں سے لڑ رہے تھے۔ یہی گویا آپ کے وزیر جنگ یا نام افواج اسلامیہ کے سپہ سالار تھے۔

آپ کے والد ابوقحافہ:.....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر نعم القادر اللہ کندہ تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد ابوقحافہ چھ برس اور چند ایام زندہ رہے یہ ستانوے برس کی عمر میں انتقال پا گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مخصوص فضائل:.....حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سابقین اولین سے ہیں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے سوائے ابوبکر کے میں نے جس کو اسلام کی دعوت دی اس کو ابتداً کچھ نہ کچھ تذبذب پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے ہجرت کی اور شرف صحبت کا فخر انہی کو حاصل ہوا۔ غزوہ بدر، اُحد، احزاب اور بڑے بڑے مشاہد خیر میں ہم سفر رہے سات آدمیوں کو خرید کر کے آزاد کیا جن کو کفار اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تکلیف دیتے تھے ان میں سے بلال رضی اللہ عنہ، عامر بن فہیرہ زنیرہ اور نہدیہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے آزاد کردہ ہیں۔ چالیس ہزار دینار اس کے منافع سمیت اللہ کی راہ میں خرچ کئے۔

دین کے لئے مٹنے کا شوق:.....جب خلیفہ بنے تو بہت سے عرب مرتد ہو چکے تھے سوار ہو کر تلوار کھینچے ہوئے ذی القصہ کی طرف نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر لگام پکڑ لی اور کہنے لگے اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں جا رہے ہو؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم احد کو میں نے کہا تھا کہ اللہ کے لئے اپنی تلوار کو نیام میں کر لو۔ آپ اکیلے لڑنے نہ جاؤ خدانخواستہ کہیں کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اگر ایسا ہوا تو نظام اسلام باقی نہ رہے گا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا کہنا صحیح ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کل قیامت میں کیا جواب دوں گا میرا جانا ضروری ہے چنانچہ لشکر کے ساتھ جا کر مرتدوں کو منتشر کیا۔ مال غنیمت سابقین اولین، مہاجرین، انصار، ہر آزاد غلام مرد اور عورت سب کو برابر دیتے تھے کسی نے اس پر اعتراض کیا تھا آپ نے جواب دیا کہ سابقین اولین جو پہلے سے ایمان لائے ہیں ان کا اجر اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا۔ اور یہ تو دنیا ہے اس میں سب مسلمان برابر ہیں سردی میں کمبل اور کپڑے خرید کر بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو دیتے تھے۔ خلافت سے پہلے ان کا مال واسباب سنح میں تھا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سنح چلے جاتے تھے۔ اور صبح کو اکثر پیدل اور کبھی سواری پر مسجد نبوی آ جاتے تھے لیکن خلافت کے چھ مہینے بعد اپنا سارا مال واسباب مدینہ میں اٹھا لائے تھے۔

خدمت خلق اور انکساری:.....ہر روز بازار جا کر بے کس عورتوں اور مردوں کی اشیاء ضرورت خرید لاتے تھے اپنی بکریوں کو اکثر خود اور کبھی اور لوگ چرانے کو جاتے تھے اور دودھ دوہ کر غرباء کو تقسیم کر دیتے تھے ایک روز خلافت کے بعد ایک عورت نے کہا "اب تو آپ خلیفہ بن گئے ہیں اب ہمارے گھر میں دودھ کیوں آئے گا اور آپ دودھ کیوں دوہو گے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا" واللہ میں خود تم لوگوں کے لئے دودھ دوہوں گا میں خلافت کی وجہ سے اپنی عادات نہ بدلوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تک زندہ رہے بکریوں کا دودھ خود دوہ کر خود غرباء کو دے آتے تھے۔

خلافت میں لئے گئے وظیفے کی واپسی:.....خلافت کے بعد تجارت چھوڑ دی تھی رات دن مسلمانوں کی اصلاح میں مصروف رہتے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ وصیت فرمائی تھی کہ جو کچھ بیت المال سے ان کی ذات خاص پر صرف ہوا ہے اس کے عوض میں ان کی مملوکہ زمین فروخت کر کے اتنا ہی مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔ مسلمانوں میں یہ پہلے امیر ہیں جن کے خرچ کے لئے بیت المال سے نفقہ مقرر کیا گیا اور یہ پہلے خلیفہ تھے ان کے والد زندہ تھے اور یہ والی بنے۔ یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو مصحف کا نام دیا اور یہی سب سے پہلے خلیفہ کہلائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت:.....عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کو خلیفہ بناتے وقت نہایت عمدہ اور کارآمد نصیحتیں فرمائیں ان میں سے کچھ یہ تھی "اے عمر میں نے تمہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرنا، اے عمر رضی اللہ عنہ بے شک اللہ کا ایک حق رات میں ہے جس کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا اور اس کا ایک حق دن میں ہے جس کو وہ رات میں نہیں قبول کرتا اور بے شک اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں کرے گا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں جانتے کہ جس کے اعمال قیامت میں بھاری ہوں گے وہ خسارے میں رہیں گے اور یہ باتیں قرآن پر عمل اور حق کے اتباع سے حاصل ہوں گی۔ اے عمر کیا تم نہیں دیکھتے کہ نرم آیات کے ساتھ سختی کی آیات اور سختی کی آیات کے ساتھ نرمی کی آیات نازل ہوئی ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس سے اپنی مغفرت مانگنا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ جب اہل جہنم کا ذکر آئے تو یہ کہنا کہ اللہ سے

مجھے امید ہے کہ مجھے ان میں شامل نہ کرے گا اور جب اہل جنت کا تذکرہ آئے اور ان کے عمل صالح کا بیان ہو تو اللہ سے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں شامل کر دے۔ اور جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی چند اور نصیحتیں فرمائیں اور شام کے وقت انتقال فرما گئے اور رات کو دفن ہوئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حالات

فتح دمشق: ......تیئیس ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ منگل کے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ عمر ابن الخطاب تخت خلافت پر تشریف فرما ہوئے سب سے پہلا کام جو خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے کیا وہ یہ تھا کہ حضرت خالد بن الولید کو لشکر اسلام (جو کہ شام میں رومیوں سے جہاد کر رہا تھا) کی سرداری سے ہٹا کر ان کی جگہ ابوعبیدہ بن الجراح کو لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا یہ فرمان مسلمانوں کو یرموک میں اس وقت پہنچا جس وقت وہ اپنے مخالف لشکر سے جدال وقتال میں مصروف تھے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے مصلحتاً اس خبر کو جنگ کے خاتمے تک چھپا کے رکھا اور جب یرموک فتح ہو گیا، رومیوں کو شکست ہو گئی اس وقت یہ خبر ظاہر کی اور اس وقت سے اسلامی لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدۃ بن گئے

لشکر کی روانگی: ......حضرت ابوعبیدہ بن الجراح یرموک میں بشیر بن کعب حمیری کو اپنا نائب مقرر کر کے فحل ❶۔ (سرزمین اردن) کی طرف بڑھے راستے میں یہ معلوم ہوا کہ ہارا ہوا رومی لشکر فحل میں جمع ہو رہا ہے اور یرموک کی لڑائی سے پہلے رومیوں کا جو لشکر دمشق میں ٹھہرایا ہوا ہے وہ ان کی کمک کے لئے آنے والا ہے ہرقل روم کا بادشاہ خود حمص میں مقیم ہے۔ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اسلامی سواروں کے ایک دستہ کو فحل محاصرہ کے لئے بھیج دیا باقی فوج کے چند گروپ بنائے۔ ان میں سے ایک گروپ کو حمص اور دمشق کے درمیان میں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ دوسرے گروپ کو دمشق و فلسطین کے درمیان مورچہ بندی کا حکم دے کر خود حضرت خالد بن الولید کے ساتھ دمشق کی طرف بڑھے۔

رومیوں کا محاصرہ: ......دمشق پہنچتے ہی مغرب سے خالد بن الولید نے اور مشرق کی طرف سے خود حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح نے شمال کی طرف سے یزید بن ابی سفیان نے اور جنوب کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص نے محاصرہ ❷۔ کر لیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا نامی گرامی سپہ سالار

---

❶......فحل۔ اردن میں طبریہ کے قریب ایک وادی ہے۔ ❷......فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ سولہویں ۱۶ محرم ۱۴ھ کو اسلامی لشکر مرج صفر کی مہم سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف بڑھا اور دمشق پہنچنے سے پہلے "غوطہ" اور اس کے گرجا کو تلوار کے زور سے چھین لیا اہل دمشق نے یہ سن کر شہر پناہ کے دروازوں کو بند کر لیا حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر لے کر دمشق آ پہنچے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے مشرقی دروازے کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے باب توما کی طرف سے حضرت شرجیل نے باب فراوس کی طرف سے اور حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے باب اکابیہ کی طرف محاصرہ کیا اور یزید بن ابی سفیان باب صغیر سے باب کیسان تک کا علاقہ گھیرے ہوئے تھے جس کلیسہ پر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ آ کر ٹھہرے تھے وہ خالد کے نام سے مشہور ہوا۔ جو پادری (مذہبی پیشوا) اس کلیسہ کا حاکم تھا اس نے ایک روز شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر حضرت خالد کو بلایا اور تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہنے لگا کہ اگر تم مجھ سے مصالحت کر لو اور ایک معاہدہ لکھ دو کہ ہمارا گرجا اور جان و مال محفوظ ہوں گے تو میں یہ شہر تمہارے حوالے کر دوں گا اور ایسی تدبیر بتلاؤں گا جس سے تم با آسانی شہر فتح کر لو گے۔ حضرت خالد نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم .هذا ما اعطى خالد بن الوليد اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم اماناً علىٰ انفسهم واموالهم وكنائهم وسور مدينتهم لا يسكين ولا يهدم شئی من دور هم لهم بذالك عهد الله و ذمة رسوله صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء والمومنين لا يعرض لهم الالبخير اذا اعطو الجزية . (ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ دونوں حقوق ہیں جو خالد بن الولید نے دمشق کی فتح کے وقت اہل دمشق کو عطا کئے ہیں، اہل دمشق کو ان کی جان و مال کی امان عطا کی جائے گی۔ ان کی کلیسا اور ان کا شہر پناہ محفوظ رکھا جائے گا ان کے مکانات نہ گرائے جائیں گے۔ اور نہ اس میں لشکر اسلام میں سے کوئی شخص سکونت اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاہدہ کے ذمہ دار ہیں۔ جانشینان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور سب مسلمان اہل دمشق سے اچھے سلوک سے پیش آئیں گے بشرطیکہ کہ وہ جزیہ ادا کریں پادری یہ عہد نامہ لے کر اپنے کلیسا میں چلا گیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر میں چلے آئے ایک رات پادری کے ایک نمائندے نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے آ کر یہ بیان کیا کہ آج اہل دمشق عید منا رہے ہیں سب کے سب شراب نوشی میں مصروف ہیں اور اپنے کاموں سے غافل ہیں باب شرقی پتھراؤ سے کمزور ہو گیا ہے میں سیڑھیاں منگوائے دیتا ہوں تم مسلمانوں کو لے کر قلعہ پر چڑھ جاؤ اور قبضہ کر لو۔ تھوڑی دیر کے بعد کلیسا کے کسی شخص نے دو سیڑھیاں لا کر دیوار سے لگا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نسطاس بن نسطورس اوران کا مذہبی پیشوا ماہان پادری بطور ایک ذمہ دار حاکم کے موجود تھا۔ اسلامی لشکر انتہائی ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعض ایک قول کے مطابق چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا کبھی منجنیقوں سے اس پر پتھر برساتا تھا اور کبھی کامیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیر برساتا ہوا حملہ کر دیتا تھا۔ محاصرہ کے دوران ہرقل نے اہل دمشق کی مدد کے لئے حمص سے فوج کی بڑی تعداد روانہ کی جس کو ذوالکلاع نے (جو دمشق وحمص کے درمیان میں غالباً اسی خطرے کی روک تھام کے لئے ٹھہرا ہوا تھا) دمشق میں داخل ہونے نہ دیا۔ اہل دمشق ہرقل کی مدد سے ناامید ہو گئے اور اسلامی سپہ سالار اور اس کا بہادر لشکر دمشق کے محافظوں کو اس کی حفاظت سے عاجز دیکھ کر تلوار کے زور سے عجلت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے کو تیار ہو گیا۔

شہر کی فتح:......ایک روز شام کے وقت حضرت خالد بن الولید جس سے دمشق کے محافظوں کو غافل پا کر کمند کے ذریعے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور دو رسیاں لٹکا دیں۔ حضرت قعقاع بن عمرو اور حضرت مذعور بن عدی بھی انہی رسیوں کے ذریعہ شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اتنے میں شہر پناہ کے محافظ ہوشیار ہو گئے۔ تینوں سردار محافظوں سے لڑتے لڑتے نیچے اتر گئے شہر میں شور مچ گیا چاروں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی۔ جو کوئی حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہوتا تھا اور یہ تینوں بزرگ ان لوگوں کو مارتے کاٹتے اور خود کو ان کے وار سے بچاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے آہستہ آہستہ دروازے کے قریب پہنچ گئے حضرت خالد نے آگے بڑھ کر ایک ہی وار سے دو محافظوں کو مار ڈالا حضرت قعقاع نے سیدھے ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر الٹے ہاتھ سے دروازہ کھول دیا دروازہ کھلتے ہی حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے ایک پر جوش آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا جس کی صدا سے سارا میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت لشکریوں نے کامیابی کے جوش اور خوشی میں تلوار نکال کر حملہ کر دیا۔

اہل دمشق کی صلح:......اہل دمشق کے سرداروں نے اس فوری تبدیلی سے گھبرا کر اپنی اپنی طرف کے سپہ سالاروں سے صلح کی درخواست کی ان لوگوں نے صلح کر لی چنانچہ صلح کے بعد اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے صرف حضرت خالد بن الولید تلوار کے زور سے اپنی جانب سے داخل ہوئے تھے لیکن چونکہ دوسرے امراء اسلام صلح کے بعد داخل ہوئے تھے اس وجہ سے حضرت خالد بھی صلح میں شریک سمجھے گئے۔

واقعہ فحل وبیسان:......سیف نے لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی اطلاع بھیجی گئی تو انہوں نے عراق کے لشکر کو عراق کی طرف واپس جانے کا حکم بھیجا چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے عراق کے لشکر پر ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کیا اور دمشق میں یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر کے فحل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے دحیہ کلبی کو تدمر کی طرف اور ابوالازہر قشری کو حواران اور مثینہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے صلح وامان کے ساتھ ان مقامات پر قبضہ کر لیا اس کے حاکم مقرر کئے گئے۔ فحل کی مہم میں حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد کو مقدمۃ ❶ الجیش پر لشکر کے قلب پر حضرت شرجیل بن حسنہ کو میمنہ پر حضرت عمرو بن العاص کو سوارو پر حضرت ضرار بن الازور کو اور حضرت عیاض بن غنم کو مقرر فرمایا۔ خود میسرہ میں رہے رومیوں نے آدھی رات کے وقت اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ نے مقابلہ کیا۔ لڑائی کا شور وغل سن کر دوسرے سردار بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر میدان میں آ گئے۔ کئی دن تک متواتر رات سے دن تک اور دن سے رات تک لڑائی ہوتی رہی رومیوں کا نامی گرامی سردار سقلا بن مخراق اور کئی نامی گرامی سپہ سالار اور اسی ہزار رومی مارے گئے بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

---

❶......مقدمہ الجیش لشکر کے اس حصے کو کہتے ہیں جو اصل لشکر سے کافی آگے ہوتا ہے اور پیش قدمی میں پہل کرتا ہے۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کر کھڑی کر دیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور پہرے داروں کو مار کر قلعہ کے دروازوں کو طلوع آفتاب کے وقت کھول دیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ باب الجابیہ پر جنگ کر رہے تھے چند مسلمان ان کی طرف سے بھی کمند کے ذریعہ شہر کی دیوار پر چڑھ گئے۔ اور قبضہ کر لیا رومی لشکر لڑائیوں سے ڈر کر بھاگا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ باب الجابیہ سے دمشق میں داخل ہو گئے۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مقلاط میں ملاقات ہوئی بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ جس وقت پادری نے اس بات کا یقین کر لیا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق پر تلوار کے زور سے قبضہ کریں گے اس وقت اس نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے مشرقی دروازہ کھول دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ لئے ہوئے باہر نکل آیا بعض سرداروں نے کہا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ امیر نہیں ہیں ان کا لکھا ہوا صلح نامہ ناجائز ہے ہم اس کے پابند نہ ہوں گے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں جب عام مسلمان اس کے مجاز ہیں تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بدرجہ اولیٰ مجاز ہیں۔ میں اس کو جائز رکھتا ہوں یہ کہہ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دمشق میں داخل ہوئے اور اس اعتبار سے گویا سارا دمشق صلح صفائی سے فتح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اردن کی فتح:......اس کے بعد اسلامی لشکر بیسان گیا اور اس کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ جب بیسان کی حفاظت کرنے والے اپنی اپنی جانیں بیسان پر قربان کر کے کامیابی کی امید میں ناکام ہو گئے اور بیسان والوں نے مجبور ہو کر صلح کر لی تو اہل طبریہ سے بھی جن کا محاصرہ حضرت ابو الاعور سلمی نے کیا ہوا تھے۔ صلح ہو گئی لہٰذا اردن کی فتح صلح سے ہوئی اور مسلمانوں نے اپنا لشکر اس کے شہروں اور قصبوں میں انتظام کے لئے ٹھہرا دیا۔ اور اس فتح سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی حضرت عمر فاروق کو مطلع کیا۔

جنگ یرموک کی تاریخ میں اختلاف:......واقدی کا یہ خیال ہے کہ جنگ یرموک ۱۵ھ میں ہوئی۔ ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر یرموک پہنچا تھا پھر وہاں سے قسطنطنیہ گیا۔ یرموک کی آخری لڑائی ہے اور ہم نے سیف کی روایت سے لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳ھ میں ہوا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر اسلامی لشکر میں اس دن پہنچی جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی۔ واقعہ یرموک کے بعد اسلامی لشکر دمشق کی طرف بڑھا اور اس کو فتح کیا۔ اس کے بعد واقعہ فحل پھر اور لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم۔

عراق کی فتوحات:......حج سے واپسی کے بعد حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خط ملا کہ تم امیر لشکر ہو آدھی فوج لے کر شام کی طرف چلے جاؤ اور آدھی فوج عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کے پاس چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اس حکم کے مطابق شام کی طرف روانہ ہوئے اور مثنیٰ بن حارثہ حیرہ میں قیام کر کے لشکر مرتب کرنے لگے اس کے بعد اہل فارس نے اپنی کمزور حالت کو درست کیا۔ شہر یزان ❶۔ ابن اردشیر بن شہریار بن سابور کو ۱۳ھ میں حکومت سپرد کی اس نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے ساتھ حیرہ کی طرف ہرمز کو مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ مثنیٰ بن حارثہ نے حیرہ سے نکل کر بابل میں مورچہ قائم کیا یہیں دونوں گروہوں سے لڑائی ہوئی۔ لڑائی کی ابتداء نہایت سخت وخطرناک تھی فارس والوں کے لشکر میں ایک بڑی تعداد ہاتھیوں کی، سب سے آگے رکھی جاتی تھی گویا یہ دہس یا دمدمہ تھا جس کی آڑ سے مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو للکارا اور خود تلوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کے رخ سے ذرا مڑ کر فارس کے لشکر کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح فارس کے لشکر پر حملہ کیا کہ ان کو سنبھلنے اور بچنے تک کی مہلت نہ دی۔ اہل فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اسلامی لشکر ان کو قتل اور گرفتار کرتا ہوا ان کے تعاقب میں مدائن کے آس پاس تک چلا گیا۔

ارزمیدخت کی تخت نشینی:......اس لڑائی سے سارا عراق دجلہ کے علاوہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اس کے بعد شہر یزان مر گیا فارس میں بادشاہ بنانے کے بارے میں پھر اختلاف ہو گیا کچھ عرصے بعد انہوں نے ارزمیدخت بنت کسریٰ کی بادشاہت پر اتفاق کیا لیکن اسے رسم تخت نشینی کے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔ سابور بن شہر یزان تخت نشیں ہوا فرخزاد بن بن بندوان کو وزیر بنایا اور ارزمیدخت سے شادی کر لی۔ ارزمیدخت کو یہ حرکت بری لگی فوراً سیاہ وخش کو لکھا کہ جو اہل فارس کے نامی گرامی سپہ سالاروں سے تھا سیاوخش ایک فوج لے کر عین سہاگ رات کے وقت آ پہنچا اور فرخ زاد کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا اس کے بعد سابور کا محاصرہ کر کے اسے بھی گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اور ارزمیدخت کو دوبارہ تخت پر بٹھا دیا۔

آل کسریٰ طوائف الملوکی میں مصروف اور ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلافت کا زمانہ ختم ہو گیا اور جب مثنیٰ کو صدیق اکبر کی کوئی خبر معلوم نہ ہوئی تو انہوں نے مسلمانوں پر حضرت بشیر بن الخصاصیہ کو بطور نائب کے مقرر کر کے خود مدینہ کا ارادہ کیا تا کہ حضرت ابو بکر کو اہل فارس کے حال سے مطلع کر کے فارس پر حملہ کرنے کی اجازت اور مدد حاصل کریں۔ مدینہ میں مثنیٰ پہنچنے سے پہلے ہی صدیق

---

❶......شہر یزان نے ہرمز کی روانگی سے مثنیٰ کو اس مضمون کا خط لکھا میں نے تمہاری طرف وحشیوں کا ایک بڑا لشکر بھیجا ہے جو دراصل مرغیوں اور سور کے چرواہے ہیں اور میں تمہارے مقابلے پر سوائے ان لوگوں کے اور کسی کو نہیں روانہ کر سکتا۔ حضرت مثنیٰ نے جواب میں لکھا کہ تو اپنے اس دعوہ میں اگر سچا اور حد سے آگے بڑھنے والا ہے تو یہ تیرے لئے نقصان دہ ہے اور ہمارے لئے بہتر ہے اور اگر جھوٹا ہے تو جھوٹوں کی برائی سے زیادہ کیا ہو گی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے نزدیک رسوا ہوں گے ہم تیری دھمکی سے ذرا نہیں ڈرتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے مکر وفریب مرغیوں اور سور کے چرواہوں تک محدود کر دیا شہر یزان اور اس کے اراکین حکومت اس مضمون کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ جھلا کر ہرمز کو دس ہزار لشکر ایک سو ہاتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت عمر کو سپرد کر دی تھی لیکن جب ان کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو انھوں نے حضرت عمر فاروق کو یہ وصیت ❶ فرمائی کہ تم سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مجاہدوں کو حضرت مثنیٰ کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کر دینا اور حضرت خالد کے لشکر کا شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ فرما کر اسی رات کو انتقال فرما گئے اور حضرت عمر فاروق نے وصیت کے مطابق ان کے احکام نافذ کر دیئے۔ حضرت عمر فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی امارت کی پردہ پوشی کی کیوں کہ وہ مجھ کو حضرت خالد کے ساتھیوں کو عراق واپس بھیجنے کا حکم دے گئے اور ان کا کچھ ذکر نہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت:...... حضرت عمر خلافت کی بیعت لینے کے بعد لوگوں کو جہاد عراق پر حضرت مثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ جانے کی تحریک کرنے لگے اور مہاجرین وانصار کو جمع کر کے فرماتے رہے، کہاں ہیں مہاجرین جنہوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ چلیں اس سرزمین کی طرف جس کا وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ فرمایا ہے اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اس کو سب دینوں پر غالب فرمائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کرے گا اور اس کی مدد کرنے والوں کی عزت وفتح عطا کرے گا اور مختلف ملکوں کا ان کو وارث و مالک بنائے گا کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے؟ کہاں ہیں انصار! جنھوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی اور ان کے دین کی مدد کی اور ان کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ کافروں سے لڑتے رہے۔ آؤ اس ملک کی طرف چلیں جس کی فتح کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی اور وہ کام کریں جس سے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان الفاظ سے رضامندی ظاہر کرتا ہے۔ (ان اللہ یحب الذی یقاتلون فی سبیله صفاً کانهم بنیان مرصوص) (بے شک اللہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اس کی راہ میں صف بنا کر لڑتے ہیں اس طرح گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں)۔ اور پھر اس کے ساتھ واخری تحبونها نصر من اللہ وفتح قریب بھی فرمایا ہے۔ چلو چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!! تین دن تک مہاجرین وانصار کے مجمع میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح سے عراق کے جہاد کی تحریک فرماتے رہے لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ چوتھے دن ابوعبیدۃ بن مسعود ثقفی نے جہاد عراق کا بیڑا اٹھایا ان کے بعد سعد بن عبید انصاری پھر سلیط ❷ ابن قیس نے پھر اور بہت سے مجاہدین عراق کے جہاد پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے صلہ میں کہ ابوعبیدۃ بن مسعود نے جہاد عراق پر آمادگی سب سے پہلے ظاہر کی تھی ان کو عراق کے مجاہدین کا امیر فرمایا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں ان کا شکر گزار رہنا من مانی نہ کرنا کیوں کہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صلاحیت اس شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے، مزاج میں جلد بازی نہ ہو، وقت وموقع کو پہچانتا ہو، مجھ کو سلیط کی سرداری سے کسی چیز نے نہیں روکا علاوہ اس کے کہ اس کے مزاج میں عجلت وتیزی ہے اور لڑائی میں جلد بازی کرنا نقصان کا باعث ہے واللہ اگر اس کے مزاج میں جلد بازی نہ ہوتی تو میں اس کو لشکر کا امیر مقرر کرتا یہ پہلا لشکر تھا جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن مسعود کی سرداری میں جہاد کے لئے روانہ فرمایا۔

---

❶ ...... ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس وصیت کو ان لفظوں سے ذکر کیا ہے۔ انی لا یرجوان اموت یومی هذا فاذامت فلاتمسین حتی تندب الناس مع المثنیٰ ولا نشغلنکم مصیبة عن امر دینکم و وصیة ربکم فقد رایتنی متوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما صنعت وما اصیب الخلق بمثله واذا فتح اللہ علیٰ اهل الشام فاردوا اهل العراق الی العراق فافهم اهله وولاة امره واهل الجراة علیهم. (ترجمہ) مجھے امید ہے کہ میں آج ہی مر جاؤں گا لہذا جب میں مر جاؤں تو تم کل کا دن گزرنے نہ دینا یہاں تک کہ مثنیٰ کے ساتھ لوگوں کو لڑائی پر نہ بھیج لو۔ دیکھو کوئی مصیبت تمھیں تمھارے کوئی دینی کام اور تمھارے رب کے حکم سے غافل نہ کر دے بے شک تم نے وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اس وقت میں نے کیا کیا ہے اور کسی شخص کو دنیا میں ایسی مصیبت نہیں پہنچی اور جب اہل شام پر فتح نصیب ہو تو اہل عراق کو عراق کی طرف بھیج دینا کیوں کہ اہل عراق اس کی سرداری کے اہل اور وہاں کے کاموں کے ذمہ دار ہیں اور ان کو جرات حاصل ہے اور وصیت میں معمولی غور کرنے سے بشرط انصاف ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت دنیا کے غرض سے نہ تھی ورنہ وہ مرتے وقت اپنی بیوی بچوں کے حق میں وصیت کر جاتے یا اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنا دیتے۔ ❷...... سلیط بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے کسی نے ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ کی سرداری پر اعتراض کیا تھا کہ اس لشکر پر ان لوگوں میں سے کسی ایسے کو سردار بناؤ جو سابقین اولین میں سے ہو خواہ وہ مہاجرین ہو یا انصار سے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ میں ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے درجات بلند فرماتے ہیں اور یہ ان کے لئے کافی ہے۔ اگر میں ایسا کروں گا تو اوروں کو شاق گزرے گا میں اس کو سردار مقرر کروں گا جس نے سب سے پہلے جہاد عراق کی تحریک پر لبیک کہا۔ بظاہر اس روایت میں اور جو روایت علامہ ابن خلدون نے نقل کی ہے اس میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت یہ روایت روایت سابقہ کا تتمہ بنا دی جائے گی تو اختلاف باقی رہ جائے گا۔ کمالا یخفیٰ

نجران والوں کی جلا وطنی کا حکم:......ان کے بعد یعلی بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اوران کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق اہل نجران کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا اوران سے یہ فرمادیا کہ اہل نجران سے کہہ دینا کہ ہم تم کو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کے حکم سے جلا وطن کرتے ہیں اور وہ حکم یہ ہے کہ زمین عرب میں دو دین نہیں رکھے جائیں گے اور ہم تمہیں تمھارے رہنے کے لئے تمھارے ملک کی طرح دوسرا ملک دیتے ہیں کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بشرطیکہ تم صحیح ذمی بن کر رہو۔ ❶

جنگ نمارق اوراس سے پہلے فارس کے حالات:......الغرض حضرت ابوعبید ثقفی عراق کی طرف روانہ ہوئے مثنیٰ بن حارثہ، سعد بن عبید اور سلیط بن قیس ان کے ساتھ تھے فارس میں فرخ زاد کے قتل کے بعد آرزمیدخت نے دوبارہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی حکمرانی کر رہی تھی بوران نے والی خراسان رستم کو آرزمیدخت پر حملہ کرنے کے بارے میں لکھا اوراس کے خلاف اس کو ابھارا رستم ایک بڑی فوج لے کر مدائن آ پہنچا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ سیاوخش کو قتل کر کے آرزمیدخت کی آنکھیں نکلوادیں اوراس کی جگہ بوران کو تخت پر بٹھا دیا فارس کے جلا داس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے فخر وعزت کا ذریعہ سمجھا۔ حضرت ابوعبید کے پہنچنے سے پہلے بوران کو ایک مستقل اور قابل اطمینان حکومت فارس میں حاصل ہوگئی تھی ان واقعات کے بعد حضرت مثنیٰ اور ایک ماہ کے بعد حضرت ابوعبید اپنا اپنا بہادر لشکر لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

اسلامی اور فارسی فوجوں کا ٹکراؤ:......رستم نے سواد کے کسانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کی ترغیب دی اور ہر طرف ایک ایک تجربہ کار سپہ سالار روانہ کیا چنانچہ فرات کی طرف جابان کو کسکر کی جانب نرسی کو اور کثیر التعداد فوج کو حضرت مثنیٰ کے مقابلہ پر بھیجا اور سب کو ایک دن اور ایک رات مقررہ وقت پر فرات کے نشیب میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ حضرت مثنیٰ نے حیرہ سے نکل کر خفان میں قیام کیا حضرت ابوعبید نے حضرت مثنیٰ کو سوار فوج پر مقرر کر کے جابان پر حملہ کیا جو ایک بڑی فوج لئے ہوئے نمارق میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اہل فارس کچھ عرصہ تک تو قدم جمائے لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی گرامی سردار حضرت ابوعبید نے اللہ اکبر کہہ کر قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا ایک بہادر لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا فارس کے لشکر کی طرف بڑھا اس وقت اہل فارس کا لشکر بدحواس ہو کر بھاگ نکلا ان کی فوج منتشر ہوگئی ایک دوسرے پر گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جابان کو مطر بن فضہ تیمی نے اور مردان شاہ کو (جو لشکر فارس کے میمنہ کا افسر تھا) اکتل بن شماخ عکلی نے گرفتار کر لیا۔

جابان کی رہائی:......اکتل نے تو مردان شاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا۔ اور جابان نے مطر کو دھوکا دیا۔ ❷ امن حاصل کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مسلمانوں میں سے اس کو پھر کسی شخص نے گرفتار کر لیا اور ابوعبید کے پاس لایا۔ ابوعبید نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر نے اس کو امن دیا ہے تو یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ لہٰذا جب ان میں سے کسی نے ایک بات کو اختیار کر لیا تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا۔ جابان رہا ہونے کے بعد اپنے گروہ میں جا ملا۔ اور ابوعبید نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا یہاں تک کہ اس ہارے ہوئے لشکر نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نرسی ٹھہرا ہوا تھا۔

جنگ کسکر:......نرسی کسرائے فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی۔ میمنہ ومیسرہ پر نفدویہ اور شیرویہ جو بسطام کے بیٹے اور کسریٰ فارس کے ماموں زاد بھائی تھے جس وقت بوران اور رستم کو جابان کی شکست کی خبر پہنچی اور یہ معلوم ہوا کہ ہارا ہوا گروہ کسکر میں نرسی کے پاس آ گیا ہے اس وقت انہوں نے ایک اور بہت بڑی فوج نرسی کی مدد کے لئے جالنیوس کے ماتحت روانہ کی لیکن اسلامی لشکر اوراس کے سردار نے جو نمارق سے تعاقب کرتے آ رہے تھے اس لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی نشیبی کسکر مقام سقاطیہ میں لڑائی شروع کر دی تھی۔ حضرت ابوعبید لشکر کے قلب میں تھے، حضرت سعد وحضرت سلیط میمنہ وہ میسرہ اور مقدمۃ الجیش میں حضرت مثنیٰ تھے۔ نرسی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور نفدویہ اور شیرویہ نے قلب ومیمنہ پر حملہ کیا۔ حضرت مثنیٰ نے لڑائی کو طویل ہوتے دیکھ کر چار کوس کا لمبا چکر کاٹ کر نرسی پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ نرسی نے اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنی فوج کے ایک حصہ کو حضرت مثنیٰ کے مقابلہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔ حضرت سعد فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیزی سے اپنے ساتھیوں

---

❶......(دیکھیں تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۴۶) ❷......جابان نے گرفتار ہونے کے بعد کہا کہ تم مجھ کو گرفتار کر کے کیا کرو گے تم مجھے چھوڑ دو، میں تم کو دو غلام نہایت حسین وقیمتی دوں گا مطر نے نادانستگی میں اس کو چھوڑ دیا مگر اس کمبخت نے وعدہ پورا نہ کیا۔

کے ساتھ نرسی کے سر پر جا پہنچے اور دوبدو لڑائی ہونے لگی تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔

اہل فارس کا فرار: ...... حضرت ابوعبید نے بھی باآواز بلند تکبیر کہی تکبیر کا نعرہ سن کر سارا اسلامی لشکر ایک پرجوش آواز سے اللہ اکبر کہہ کر اٹھا جس سے میدان جنگ گونج اٹھا۔ فریق مخالف کے پاؤں اکھڑ گئے اس وجہ سے کہ ان کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ جب مسلمانوں کو فتح ہوتی ہے اس وقت یہ لوگ اللہ اکبر کہتے ہیں، نرسی کے بھاگنے کے بعد اسلامی لشکر کے ایک گروپ نے مثنیٰ و عاصم کے ماتحت تعاقب کیا۔ دوسرے حصہ نے ان کے لشکریوں کو قتل و قید کرنا شروع کیا ان کے خیموں اور گوداموں سے مال غنیمت حاصل کرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد کسکر اور سقاطیہ اہل فارس سے خالی ہوگیا امیر لشکر اسلامی نے ان قصبات اور شہروں کو جن کے رہنے والوں نے اسلام لانے یا جزیہ دینے سے انکار کیا۔ تہہ تیغ کر ڈالا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ اور اہل سواد پر جزیہ لاگو کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ نے مال غنیمت ❶۔ میں سے خمس اور فتح کی خوشخبری حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مدینہ روانہ کی اور جالنیوس سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ ❷

جنگ جالنیوس: ...... یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جالنیوس کو رستم اور بوران نے نرسی کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے حضرت ابو عبیدہ نے لڑائی چھیڑ دی تھی جس کے نتیجہ اہل فارس کے خلاف نکلا اور اسلامی لشکر کامیابی کے ساتھ ان کے شہروں خیموں اور مال و اسباب پر قابض ہوگیا اس کے بعد جالنیوس پہنچا اور اس نے مقام باقیشا (سرزمین باروسما) میں قیام کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سقاطیہ سے نکل کر باقیشا میں جالنیوس کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ جالنیوس کی شکست کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سواد کے تقریباً تمام اطراف پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ مقرر کر کے حیرہ واپس آ گئے حالانکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت ان کو سمجھایا تھا کہ اے ابو عبید! تم مکر و فریب خیانت اور بد باطنی کی سرزمین کی طرف جا رہے ہو تم ایسی قوم کی طرف بھیجے جا رہے ہو جو برائی کرنے پر بہادر ہوگئی ہے اور نیکی کو بھلا چکی ہے لہٰذا تم ان کو نیکی کی تعلیم دینا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا اور اپنے راز کو چھپانا کیوں کہ اہل راز جب تک اس کو چھپائے رکھے گا ایسی باتوں سے محفوظ رہے گا جن کو وہ برا سمجھتا ہے اور جب اس نے راز کھول دیا تو نقصان اٹھائے گا۔

جنگ قس ناطف: ...... جالنیوس شکست کھا کر اپنے ہارے ہوئے لشکر سمیت مدائن میں رستم کے پاس پہنچا۔ رستم غصہ سے کانپ اٹھا حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا اہل عجم میں سے کون عرب سے لڑ سکتا ہے لوگوں نے جواب دیا، بہمن جادویہ ❸۔ ذوالحاجب، رستم نے بہمن جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھوں کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالنیوس کو مقرر کیا۔ اور بہمن کو حکم دیا کہ اگر اس مرتبہ جالنیوس میدان جنگ سے بھاگے تو ضرور اس کی گردن اڑا دینا۔ اس لشکر میں درفش کاویانی (کسریٰ کا جھنڈا) بھی تھا۔ جس کی لمبائی بارہ گز اور چوڑائی آٹھ گز تھی۔ چیتے نما ❹ کھال کا بنا ہوا تھا۔ بہمن جادویہ بہمن مدائن سے حیرہ کی طرف آتے ہوئے جتنے قصبے اور شہر راستہ میں آئے وہاں سے بھی جوانوں کو اپنے ساتھ لیتا ہوا قس ❺ ناطف میں آ ٹھہرا۔ حضرت ابوعبید یہ سن کر کسکر سے مروحہ میں آ گئے۔

جنگ کے لئے پل کی تعمیر: ...... لیکن دونوں گروہ دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے کچھ عرصہ تک لڑائی سے رکے رہے۔

---

❶ ...... دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ اہل فارس اس قدر بدحواس ہو کر بھاگے تھے کہ دسترخوان پر نفیس نفیس کھانے چنے کے چنے رہ گئے اور چولھوں پر ہانڈیاں چڑھی رہ گئیں۔ مسلمانوں نے سب پر قبضہ کر لیا ان میوہ جات کے علاوہ نرسی بھی تھا جو ایک اعلیٰ درجہ کی کھجور ہوتی ہے مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھائی۔ حضرت ابوعبید نے خمس کے ساتھ نرسی کو بھی روانہ کیا اور یہ لکھا کہ ہم کو اللہ جل شانہ نے عمدہ اور نفیس کھانے کھلوائے جن کو اکاسرہ اپنی حفاظت میں رکھے تھے ہم کو یہ پسند آیا کہ ہم اس کو آپ کے پاس بھی بھیج دیں تا کہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے انعام و افضال کا شکریہ ادا کرو۔ ❷ ...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضرت ابوعبید نے حضرت مثنیٰ کو باروسمان کی طرف اور حضرت عاصم کو نہر جور کی طرف اور سلیط کو زوابی اور اہل اندرود وغیرہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جو وہاں جمع تھے ان کو بھگا دیا وہاں کے رہنے والوں نے مجبور ہو کر جزیہ دیکر صلح کر لی اور فرخ و فراوند حضرت ابوعبید کے پاس آئے نذرانہ میں قیمتی قیمتی مال و اسباب اور نفیس نفیس میوے پیش کئے۔ مختصر یہ کہ اس طرح سے تمام اطراف سواد فتح ہوگیا اس کے بعد جنگ جالنیوس ہوئی۔

❸ ...... یہاں جادویہ ہے جب کہ بیروت کے نسخہ میں جاذویہ ہے (ثناء اللہ) ❹ ...... نمر بفتح نون و کسرہ میم یا اسکان میم، ایک درندہ ہے جو صورتاً شیر کی مشابہ ہوتا ہے مگر اس سے قد میں چھوٹا اور کیاشت و جرات میں بڑا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید و سیاہ نقطہ ہوتے ہیں۔ فارس کے بادشاہوں کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کے قتل کا ارادہ کرتے تو اس کو اس کی کھال پہنا دیتے گویا یہ ان کے غضب کے اظہار کا طریقہ تھا۔ ❺ ...... قس ناطف، یہ اصل قیمتی الناطف ہے (ثناء اللہ)

یہاں تک کہ فریقین کی رائے سے فرات پر ایک پل تیار کیا گیا یہ پل ابن صلوبا نے بنایا تھا۔ پل بننے کے بعد بہمن جادو یہ نے حضرت ابوعبید کو کہلوایا کہ تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آ ؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے حضرت ابوعبید کی یہ رائے تھی کہ مسلمانوں کی فوج دریا عبور کر کے مخالف گروہ سے جنگ کرے لشکر کے سردار جس میں حضرت سلیط بھی تھے اس رائے کے خلاف تھے۔ حضرت ابوعبید نے ان لوگوں کی کچھ نہ سنی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔

جنگ کی ابتداء اور ہاتھی:......تھوڑے عرصے میں قس ناطف کی زمین سوار دونوں طرف کی فوجوں سے بھر گئی تل رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی دونوں گروہوں نے صفوں کی ترتیب کے بعد لڑائی شروع کی، اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا فارس کے تیر اندازوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ اسلامی فوج سوار نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے گھوڑے کالی کالی پہاڑیوں کی نقل وحرکت کرتے دیکھ کر بدک کر بھاگے کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ہاتھی کی شکل وصورت بھی نہ دیکھی تھی اس کے علاوہ ایرانی لشکر کے ساتھ دف، بانسری اور جھانجھ وغیرہ بھی تھی جس کو وہ جنگ کے وقت بجاتے رہتے تھے۔ حضرت ابوعبید نے یہ رنگ دیکھ کر پیدل ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود بھی گھوڑے سے اتر کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے اہل فارس کے تیر اندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام وشوق شہادت نے نہایت تیزی کے ساتھ ان کی صفوں تک پہنچا دیا اور وہ فارس کے لشکر سے دو بدو لڑنے لگے۔

ہاتھیوں کا حملہ اور بربادی:......تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا کچھ دیر بعد جب بہمن نے اپنی فوج کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں۔ مجاہدین پریشان ہو کر ادھر اُدھر ہٹنے لگے۔ حضرت ابوعبید نے چلاّ کر کہا ”اے اللہ کے بندو! تم ہاتھیوں پر کیوں حملہ نہیں کرتے؟ چلو بڑھ کے ان کے خرطوم (سونڈ) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو کیا تمھاری تلواروں میں زنگ آ گیا ہے؟ کیا تم اسلام کے دشمنوں کو ان ناپاک جانوروں کی وجہ سے چھوڑ دو گے۔؟ نہیں! نہیں!! کیا وہ لوگ انسان نہیں ہیں جنھوں نے ہاتھیوں کو اپنے قابو میں رکھا ہوا ہے؟ کیا وہ تمھاری طرح انسان نہیں ہیں جن کے حکم سے یہ چلتا اور حرکت کرتا ہے بڑھو اور بڑھ کر اس کی سونڈ کو تلوار کے ایک وار سے کاٹ ڈالو۔ حضرت ابوعبید یہ کہہ کر آگے بڑھے۔ لپک کر ایک ہاتھی پر تلوار چلائی پہلے ہی وار میں اس کی سونڈ کاٹ ڈالی ہاتھی سوار نے نیزہ کا وار کیا حضرت ابوعبید نے وار خالی دے کر دوسرے وار میں ہاتھی کے اگلے دونوں ہاتھ پاؤں اڑا دیئے، ہاتھی زمین پر گر پڑا اور اس کا سوار حضرت ابوعبید کی تلوار کے سایہ میں موت کی نیند سو گیا حضرت ابوعبید کی یہ تیزی اور بہادری دیکھ کر باقی اسلامی لشکر نے بھی تیزی ومردانگی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈ اور پاؤں کاٹ کاٹ کر ان کے سواروں کو خاک وخون کے بستر پر سلا دیا۔

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ کی شہادت:......اتفاق سے حضرت ابوعبید ایک ہاتھی کے سامنے آ گئے اس نے ان کو پکڑنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے خود کو بچا کر اس کی سونڈ پر وار کیا سونڈ تو کٹ کر زمین پر گر گئی لیکن یہ بھی نہ بچ سکے ہاتھی نے ان پر اپنا ایک پاؤں رکھ دیا جس سے یہ دب کر شہید ہو گئے۔

اسلامی لشکر کی پسپائی:......ان کی شہادت کے بعد مسلسل آدمیوں نے اسلام کا جھنڈا سنبھالا اور لڑ کر شہید ہوئے آٹھویں شخص حضرت مثنیٰ تھے جنہوں نے اسلام کے جھنڈے کو لے کر دوبارہ ایک پر جوش حملے کا ارادہ کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو گئی تھیں اور لوگوں نے مسلسل سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ ایک پر جوش بہادر نے اسلامی لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پل کو توڑ ڈالا اور کہا ”اے لوگو! تم بھی شہید ہو جاؤ جس حالت میں تمھارا سردار اور تمھارے بھائی شہید ہو چکے ہیں اور فتح مند ہو جاؤ ذلت سے بھاگ کر جان بچانا گوارہ نہ کرو“، بہمن جادو یہ نے سختی کے ساتھ حملہ کرنا شروع کر دیا بعض لوگ جو میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکے وہ فرات میں ڈوب گئے اور جو لوگ مستقل مزاجی سے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور لڑتے رہے وہ کمال شوق سے جام شہادت پی کر آرام کے ساتھ سو گئے۔ حضرت مثنیٰ چند آدمیوں عروہ بن زید الخیل اور ابومحجن ثقفی وغیرہم کے ساتھ میدان جنگ میں سے بلکل نہ ہٹے۔

حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کا ایمان اور افروز وخطاب:......مسلمانوں میں سے جو لوگ فرات کو عبور کر کے چلے گئے تھے ان سے حضرت مثنیٰ نے بلند

آواز سے فرمایا میں تمھارا محافظ ہوں تم لوگ پل کو درست کرو پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو جان بچانے کے خیال سے فرات میں کود رہے تھے تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تو تمھارے سامنے کھڑا ہوا لڑ رہا ہوں تم لوگ کیوں اپنی جانیں ہلاکت میں ڈال رہے ہو بلکل مت ڈرو اور ڈوب کر اپنی جان مت دو" جب ان لوگوں نے بھی اس پر بھی توجہ نہ کی تو حضرت مثنیٰ لڑائی میں مصروف ہو گئے حضرت عروہ اور ابو محجن نہایت مردانگی سے لڑتے رہے بالآخر حضرت مثنیٰ زخمی ہو گئے اور ابو زید طائی عیسائی مارا گیا جو حیرہ میں کسی ضرورت سے حضرت مثنیٰ کے پاس آیا تھا اور قومی جوش و انتقام سے مثنیٰ کے ساتھ مل کر اہل فارس سے لڑ رہا تھا اس عرصہ میں پل دوبارہ درست کر دیا گیا اور حضرت مثنیٰ دوسرے آدمیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے دریائے فرات عبور کر آئے آخر میں پل کے پاس سلیط بن قیس شہید ہو گئے۔ جب اس بات کا علم حضرت فاروق اعظم ؓ کو ہوا تو آپ ؓ کو یہ بات بہت ناگوار گزری لیکن بہر حال آپ ؓ نے سب کو معاف کر دیا۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کا اس لحاظ سے بہت زیادہ نقصان ہوا کہ اس سے پہلے ایسا نقصان نہیں ہوا تھا۔ چار ہزار آدمی شہید ہوئے ❶ یا ڈوب گئے دو ہزار بھاگ گئے اور تین ہزار باقی رہ گئے اور فارس کے چھ ہزار فوجی کام آئے۔

فارس والوں کی تقسیم: ..... لڑائی ختم ہونے اور مثنیٰ کے دریا عبور کرنے کے بعد بہمن نے مسلمانوں کا تعاقب کرنے کے لئے دریا پار کرنے کا ارادہ کیا اور دوبارہ جنگ چھیڑ کر مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا لیکن یہ سن کر مدائن کی طرف لوٹ گیا کہ فارس والوں کے دو گروہ ہو گئے ہیں اور ان میں سے ایک نے فرزان کے ساتھ ہو کر رستم کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۱۳ھ کا ہے۔

جابان اور مردان شاہ کی گرفتاری اور قتل: ..... بہمن کے واپس جانے کے بعد جابان و مردان شاہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے حضرت مثنیٰ نے یہ خبر سن کر اپنی جگہ حضرت عاصم بن عمرو کو مقرر کیا اور چند سواروں کو لے کر جابان اور مردان شاہ کے سر پر پہنچ گئے ان دونوں نے سمجھا کہ یہ ہمارے لشکر کے لوگ ہیں تو وہ ان کے پاس آ گئے۔ انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اہل فارس کو جب معلوم ہوا تو جوش و خروش کے ساتھ اپنے سرداروں کو چھڑانے کے لئے نکلے لیکن مثنیٰ کو مستعد پا کر ٹھنڈے ہو گئے اور حضرت مثنیٰ نے صلح کر لی لیکن انہوں نے صلح سے پہلے ان قیدیوں کو قتل کر ڈالا تھا۔

جنگ بویب اور جریرہ بن عبداللہ کی سرداری: ..... حضرت فاروق اعظم ؓ حضرت ابو عبید ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی شکست سے مطلع ہو کر مسلمانوں کو حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی مدد پر ابھارنے لگے سب سے پہلے بجیلہ نے عراق کی طرف جانے پر رضامندی ظاہر کی۔ حضرت فاروق اعظم ؓ نے مجاہدین بجیلہ پر جریر ❷ بن عبداللہ کو مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد اور جمع کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو سردار بنانے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی نوبت پیش نہ آئی اور نہ آپ ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر ؓ کو کیوں کہ ان کا سارا زمانہ خلافت مرتدوں کے خاتمے میں صرف ہو گیا تھا یہاں تک کہ فاروق اعظم ؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس وعدہ کو پورا کیا اور حضرت مثنیٰ کی مدد کے لئے عراق کی طرف روانہ کیا اس کے علاوہ عصمت بن عبداللہ الضبی کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ مثنیٰ کی کمک کے لئے بھیجا ارتداد سے توبہ کر کے آنے والے بھی مثنیٰ کی مدد کرنے کی ہدایت کی رفتہ رفتہ حضرت مثنیٰ کے پاس ایک بہت بڑی فوج جمع ہو گئے جس میں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے۔ جو کہتے تھے کہ ہم اپنی قوم سے جنگ کریں گے۔ ❸

فارسی افواج کی نقل و حرکت: ..... انس بن بلال اس کے امیر تھے رستم اور فرزان نے یہ خبر سن کر میران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا حضرت مثنیٰ

---

❶ ..... ان مقتولوں میں عقبہ و عبداللہ پسران قبطی بن قیس ؓ تھے جو شریک احد ہوئے تھے اور انہیں کے ساتھ ان کے بھائی عباد ؓ بھی شہید ہوئے جو شریک احد نہیں ہوئے تھے قیس بن السکن بن قیس ابو زید انصاری بدری اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے اعقاب باقی نہ رہے، یزید بن قیس بن الحطیم انصاری بھی شہید ہوئے یہ شریک احد ہوئے تھے علاوہ ان کے ابو امیہ فرامنی صحابی اور حکم بن سعود برادر ابو عبید اور ان کے لڑکے جبر بن الحکم بن مسعود بھی شہید ہوئے۔ ❷ ..... ابن ثیر نے لکھا ہے کہ جریر نے حضرت عمر فاروق ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے اس وعدہ کو پورا کرنے کا تقاضا کیا جس کا ذکر اس کتاب کے مؤرخ نے کیا ہے اور حضرت عمر فاروق ؓ نے اس کے جواب میں اپنے گورنر کو لکھا تھا کہ جتنے لوگ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب ہوتے تھے ان سب کو جریر کے پاس جمع کر دو۔ لہٰذا جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمر فاروق ؓ نے ان کو عراق جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے شام کے سوا اور کسی طرف جانے سے انکار کر دیا۔ تب حضرت عمر فاروق ؓ بنفس نفیس خود عراق جانے کے لئے تیار ہوئے آخر کار طے یہ پایا کہ جریر اور ان کی قوم کو مال غنیمت کے خمس کا چوتھائی حصہ دیا جائے۔ چنانچہ جریر اس امر پر راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق ؓ سے رخصت ہو کر عراق روانہ ہوئے۔ ❸ ..... استدراک (ثناء اللہ)

ان دنوں قادسیہ وخفان کے درمیان ٹھہرے تھے انہوں نے مہران کی آمد کا سن کر جریر عصمت اور ان سب لوگوں کی جو ان کی مدد کے لئے آئے تھے بویب میں جمع ہونے کے بارے میں لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے کنارے کوفہ کے قریب بویب میں ٹھہرے ان کے بعد ہی بقیہ لشکر اسلام بھی آ گیا۔ مہران ہمدانی ان کی نقل وحرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارے پر ان کے مقابلہ میں آ ٹھہرا۔ مہران نے حضرت مثنیٰ کو کہلا بھیجا کہ تم دریائے فرات عبور کر کے ہماری طرف آ ؤ یا ہمیں عبور کرنے کی اجازت دو۔ مثنیٰ نے کہا تم خود عبور کر کے ہماری طرف آ ؤ۔ چنانچہ مہران اپنی فوج کے ساتھ دریائے فرات عبور کر کے مثنیٰ کے مقابلہ پر آ یا۔

لشکروں کی ترتیب:......اس کے میمنہ ومیسرہ پر مردان شاہ ابن ازادبہ اور حیرہ کا مرزبان تھا اس لئے اپنے پورے لشکر کے تین گروپ بنائے تھے ۔ ہر گروپ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک غول تھا سب سے آگے پیدل فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا غول تھا جن پر بڑے بڑے ہوشیار تیرانداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کے دستے تھے۔ حضرت مثنیٰ نے بھی فریق مخالف کی تیاری دیکھ کر اپنے لشکر کو ترتیب دیا میمنہ پر بشیر بن الخاصیہ کو میسرہ پر بشیر بن ابی رہم کو مقدمہ پر اپنے بھائی معنی کو پیدل فوجوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساقہ پر مذعور کو مقرر کیا۔

حضرت مثنیٰ کا ایمان افروز خطاب:......صفوں کی ترتیب کے بعد اسلام کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لشکر اور اس کے سردار سے مخاطب ہو کر کہا مجھے امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن آئے گا مجھے اس کی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اتنا بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی اسلام کے دشمنوں کے سامنے سے نہ ہٹتا افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر عجمیوں سے ڈرتے ہو تمھارے انتظار میں رضوان [1] نے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ بڑھو اور بڑھ کر اپنی مرادیں حاصل کرو۔ دیکھو آج کا دن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے راستہ میں صف بنا کر جم کر لڑتے ہیں۔

جنگ کی ہدایات:......حضرت مثنیٰ اتنی تقریر کرنے کے بعد کچھ دیر خاموش ہوئے لشکر اسلام کے جوش مردانگی کو ذہانت وفراست کی نظر سے دیکھتے رہے اس کے بعد پھر لوگوں کو مخاطب کر کے کہا'' تین تین بار تکبیر تھوڑے تھوڑے وقفے سے کہوں گا اس دوران تم لوگ نہایت تیزی سے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جانا جب میں چوتھی بار تکبیر کہوں تو فوراً تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔

فارسی فوج کا حملہ:......مثنیٰ کی زبان سے پہلی بار لفظ ''اللہ اکبر'' پوری طرح سے نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ فارس کے لشکر نے گھبرا کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ دونوں گروہوں کے سوار پیدل دستے اور دوسرے سے مل گئے لڑائی سختی کے ساتھ جاری ہوگئی مثنیٰ نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا۔ مہران مقابلہ نہ کر سکا ناکامی کے ساتھ پیچھے ہٹا اس کی مدد کے لئے مثنیٰ آگے بڑھا لشکر اسلام کے میسرہ نے حملہ کر کے قلب کی مدد کرنے سے ان کو روکا۔ اور ان کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہو گئے۔ لشکر اسلامیہ کا میمنہ فارس والوں کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملہ میں مجاہدین اسلام کے اللہ اکبر کے نعروں سے میدان جنگ گونج اٹھتا تھا اور فارس والے گھبرا گھبرا کر حملہ کر تھے تھے۔ یہاں تک کی قوت وتوانائی بھی ان کی مدد نہ کر سکی۔ اور وہ لوگ بے حواس ہو کر مایوسانہ کوشش کرنے لگے۔

حضرت مثنیٰ کی فتح بھری آواز:......مثنیٰ نے لشکر اسلام کو للکارا'' تم پر اللہ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو شرمندہ کرو گے۔ جی جان سے لڑو دیکھو تمھارے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اے قبیلہ بکر والو! اپنے جھنڈوں کو بلند کرو اور اپنی تیز تلواروں کے سایہ میں دشمنوں کو پکڑلو(ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر فرمایا) اے عجل والو! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں جلدی کرو۔ کیا شرم نہیں آتی کہ تمھارے بھائی خاک وخوں پر سو رہے ہیں۔ لشکر اسلام کا دل اس آواز سے بھر آیا سب نے پوری قوت سے اللہ اکبر کہہ کر نہایت زوردار حملہ کر دیا جس سے لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا ان کے سرداروں نے ان کو واپس لانے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا مثنیٰ نے لشکر فارس کو ہارتے دیکھ کر آگے بڑھ کر پل کا راستہ روک لیا مسلمانوں کے سواروں نے ان کو بھگا بھگا کر قتل کرنا شروع کر دیا۔

---

[1]......جنت کے داروغہ کا نام ہے۔ (ثناءاللہ)

مسلمانوں کی فتح:......لڑائی ختم ہونے کے بعد گننے سے معلوم ہوا کہ سوآدمی ❶ لشکر اسلامیہ کے شہید ہوئے ہیں اور تقریباً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے مارے گئے باقی جو کسی طرح بچ بچا کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کے لئے مثنیٰ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جوان کے تعاقب میں ''ساباط'' تک گیا اور اس نے اس کو لوٹ لیا اس کے آس پاس کے قصبوں اور دیہاتوں کو تباہ و برباد کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا دو دن رات تک یہ لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا سارا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور فارس والوں نے مجبور ہو کر دجلہ پار کا علاقہ ان کے قبضے میں ہی رہنے دیا۔

جنگ ثانی انبار و لیس:......اس واقعہ کے بعد حضرت مثنیٰ حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو چھوڑ کر سواد کی طرف بڑھے لیس نے (انبار کے ایک گاؤں میں) پڑاؤ ڈالا اسی اعتبار سے اس جنگ کو غزوہ انبار ثانی وغزوہ لیس ثانی کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس مقام پر حضرت مثنیٰ کو جاسوسوں ❷ نے خنافس وسوق بغداد پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اور یہ بتایا کہ خنافس زیادہ قریب ہے وہاں مدائن اور سواد کے تاجر آتے جاتے رہتے ہیں۔ ربیعہ ❸ وقضاعہ ان کی حفاظت کرتے ہیں مثنیٰ یہ سن کر اس دن تو خاموش رہے لیکن موقع پا کر عین بازار لگنے کے دن خنافس پر اچانک حملہ کر دیا۔ اور وہاں کے سارے مال و اسباب کو غنیمت بنا کر انبار واپس آئے اور یہاں سے سامان سفر و جنگ درست کر کے ایک گائیڈ کو ساتھ لیا اور بغداد کی طرف رات ہی کو روانہ ہو گئے صبح ہوتے ہی اس کے بازار میں پہنچ کر حملہ کر دیا۔ سونا چاندی اور قیمتی قیمتی سامان جتنا قبضہ میں کر سکے لے کر انبار کی طرف لوٹ آئے۔

تغلب اور صفین پر حملہ:......پھر مضارب عجلی کو رکان (یا کباث) کی طرف روانہ کیا جہاں پر ایک جماعت تغلب کی رہتی تھی۔ لیکن مضارب کے پہنچنے سے پہلے تغلب والے رکان چھوڑ کر بھاگے جا رہے تھے اتنے میں مضارب ان کے پچھلے حصے پر حملہ آور ہو گئے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا جب یہ لوگ انبار کی طرف لوٹے تو فرات بن حبان التغلبی اور عتبہ بن نہاس قبائل تغلب پر شب وخون مارنے کے لئے صفین کی طرف بڑھے پھر خود حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بعد روانہ ہوئے لیکن صفین نے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی تغلب بھاگ گئے تھے۔ اس وجہ سے حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ فرات عبور کر کے جزیرہ کی طرف چلے گئے

اہل خفان پر حملہ:......جزیرہ میں پہنچ کر حضرت مثنیٰ اور ان کے ساتھیوں کو رسد نہ پہنچنے اور زاد راہ کے ختم ہونے سے سخت تکلیف ہوئی بھوک کی یہ نوبت ہو گئی کہ ان لوگوں نے سواریوں کے جانوروں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اہل خفان کا ایک قافلہ آ گیا جس پر ان لوگوں نے حملہ کر کے لوٹ لیا اس کے محافظوں میں سے ایک نے قبیلہ تغلب کی جگہ کا پتہ بتا دیا۔ حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسی دن ان پر حملہ آور ہوئے جنگ کو جنگجو کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے مال و اسباب جو کچھ تھا اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ تغلب کا یہ قبیلہ وادی روحلہ میں تھا بنو ربیعہ نے جو لشکر اسلام میں تھے اپنے حصے کے عوض اپنے قیدیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

بھاگنے والوں کا تعاقب:......اس کے بعد حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ یہ معلوم کر کے جن کے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے ان کے رہنے والے دجلہ

---

❶......منجملہ ان سو آدمیوں کے جو اس معرکہ میں شہید ہوئے حضرت مسعود برادر مثنیٰ اور خالد بن ہلال وغیرہ تھے۔ مثنیٰ نے جنگ ختم ہونے کے بعد شہداء کو جمع کرا کے ان پر نماز پڑھی اور ان کو دفن کرایا مسلمانوں نے عجمیوں کے بہت سے بھیڑ بکریاں اور کھانے پینے کی اشیاء پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس میں سے کچھ ان لوگوں کے اہل وعیال کے بھی کھانے کو روانہ کیا جو مدینہ سے لڑنے کے لئے آئے تھے اور وعدہ کے مطابق چوتھائی خمس جریر کو دیا۔ اہل فارس کا نام گرامی سراہ مہران سپہ سالار افواج فارس بنی تغلب میں سے ایک کم عمر عیسائی لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لڑکا مہران کو قتل کر کے اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے سامان پر اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن مثنیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ مہران کا سامان اس کے سردار کو دلایا اور گھوڑا اور جنگی اسلحہ اس لڑکے کو دیا۔ فتوح البلدان میں لکھا کہ مہران کو جریر بن عبداللہ اور منذر بن احسان بن ضرار نے مارا تھا۔ مہران کے قتل کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوا۔ جریر کہتے تھے کہ میں نے مہران کو مارا ہے اس کا سارا سامان مجھے ملنا چاہیے اور منذر کا دعوہ تھا کہ میں نے اس کو مارا ہے۔ اس کے مال واسباب کو مالک ہوں جب جھگڑا زیادہ بڑھا ہو یہ فیصلہ ہوا کہ منذر کو اس کا گھوڑا اور سامان دیا گیا اور جریر کو اس کے اسلحہ جنگ ملے۔ ❷......ان جاسوسوں میں سے ایک انباری تھا جس نے بازار خنافس کی طرف رہنمائی کی تھی اور دوسرا حیری تھا اس نے بغداد کی طرف رہنمائی کی تھی۔ حضرت مثنیٰؓ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا ''یہ دونوں مقامات کتنے فاصلے پر ہیں''۔ جاسوسوں نے جواب دیا ایک دن کی مسافت پر دونوں واقع ہیں حضرت مثنیٰؓ نے کہا ان دونوں میں سے کون جلدی اور آسانی سے ہاتھ آ جائیگا انہوں نے کہا خنافس۔ ❸......کنافس ربیعہ وقضاعہ کے ٹھیکے میں تھا ان کے سواروں کے دو دستے یہاں حفاظت کے لئے رہتے تھے۔ ربیعہ کے رستہ پر سلبل بن قیس تھا اور قضاعہ کے سواروں پر اومانس بن دیرہ حاکم تھا لشکر اسلام نے ان پر بھی حملہ کیا۔ اور ان کے مال محفوظ کو ان سے چھین لیا

کی طرف جارہے ہیں تعاقب میں روانہ ہوئے۔ میمنہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو، میسرہ پر مطر شیبانی کو اور مقدمۃ الجیش پر حزیفہ بن محصن خلفانی کو مقرر کیا تکریت میں جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام نے ان کو اور تکریت والوں کو لوٹ لیا کامیاب ہو کر انبار واپس آیا۔ عتبہ اور فرات جو صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے نمر و تغلب پر صفین نے رات کے وقت حملہ کیا ان کے آدمیوں کی ایک بڑی تعداد نے پانی میں ڈوب کر جان دے دی۔ جو باقی رہے ان کو عتبہ وفرات نے قتل کر ڈالا یا گرفتار کر لیا۔ ان واقعات سے مسلمانوں کا رعب فارس والوں کے دل پر چھا گیا اور ان کی حکومت کا دربار فرات اور دجلہ کے درمیان موجیں مارنے لگا۔ اور ان کے ہتھیاروں کے عکس فرات و دجلہ کی لہروں میں دکھائی دینے لگا۔

جنگ قادسیہ ❶:.....جس وقت لشکر اسلام سواد میں فارس والوں کو مسلسل شکست دے رہا تھا اور رستم او فیرزان میں آپس میں اختلاف پڑا ہوا تھا اس وقت فارس کے سردار جمع ہو کر ان دونوں کے پاس گئے اور یہ کہا تم دونوں کے اختلاف سے ہم لوگ ہلاک ہو رہے ہیں تمہاری وجہ سے ہم لوگ ذلت وخواری میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ تم دونوں آدمی اگر متفق ہو جاتے ہو تو بہتر ہوتا ورنہ ہم پہلے تم سے لڑیں گے بعد میں اپنے دشمنوں سے لڑ کر اپنی جان دیں گے۔ عرب کے وحشی قومیں کہاں تک بڑھ آئی ہیں۔ بغداد کو لوٹا تکریت پر حملہ کیا ان دونوں کے بعد باقی کیا رہ گیا؟ صرف مدئن! وہ بھی ایک نہ ایک دن ان کی نذر ہو جائے گا۔

یزدگرد کی تخت نشینی:.......رستم اور فیرزان اس تقریر کو سن کو قائل ہو گئے دونون فارس کے سرداروں کے ساتھ توران کے پاس گئے۔ اور اس سے خاندان کسریٰ میں سے کسی مرد کو بادشاہ بنانے کی درخواست کی چنانچہ خاندان کسریٰ کی سب عورتیں جمع کی گئیں اور ان سے دھمکی دے کر معلوم کیا جانے لگا کہ کسریٰ کی اولادوں میں سے کوئی زندہ ہے تو بتاؤ۔ تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ خاندان کسریٰ میں ایک نوعمر لڑکے یزدجرد یزدگرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا۔ یہ لڑکا شہریار بن کسریٰ کی اولاد میں سے ہے۔ اس کی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اس کو چھپایا ہوا ہے یہ اس زمانہ سے اس کی حفاظت میں ہے جس وقت کہ شیرویہ نے اپنے باپ کی اولاد کو قتل کرنا شروع کیا تھا۔ رستم اور فرزان نے یہ سن کر اس کی ماں سے پوچھا اور یزدجرد کو اس کے ماموں کے پاس لائے اس وقت اس کی عمر اکیس سال تھی۔ اور اس کو تخت فارس پر بٹھایا❷ یزدجرد نے تخت نشین ہونے کے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو بلا کر ملک ورعایا کی حفاظت کی سخت تاکید کی۔ نامی گرامی تجربہ کار سپہ سالاروں کو حدود حیرہ ابلیہ اور انبار کی حفاظت کے غرض سے بری بڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ نے دارالخلافہ میں ان واقعات کی اطلاع دی دارالخلافہ سے آپ تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اہل سواد نے وعدہ شکنی کی مثنیٰ بن حارثہ نے ان کی سرکوبی کے ارادے سے خروج کر کے ذی قار میں قیام کیا اور پورا لشکر اسلام طف میں ٹھہرا رہا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:.....حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس جس وقت مثنیٰ کی لکھی ہوئی جنگی صورت حال پہنچی اسی وقت سے انہوں نے مثنیٰ کی مدد کا انتظام شروع فرمایا۔ مثنیٰ کو لکھا کہ تمہارے پاس جتنے عراق وعرب کے مسلمان ہیں ان کو لے کر تم لشکر فارس پر حملہ کرو اور ربیعہ ومضر والوں کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ بلا لو۔ مثنیٰ رضی اللہ عنہ یہ فرمان ملنے کے بعد تمام قبیلہ عرب کو جو ان کے آس پاس تھے جمع کر کے جل❸ میں آ کر ٹھہرے۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے کمک کے انتظار میں عصی (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے سب گورنروں❹ کو ایک گشتی پیغام بھیجا اور ان سے سواروں، پیادوں، سواروں، اسلحہ سپہ سالاروں اور جنگجو جوانوں جو فارس کے جہاد کے لئے طلب کیا لہذا جو مدینہ وعراق کے آدھے راستہ پر تھے وہ مدینہ میں آ گئے اور جو عراق کے قریب تھے وہ مثنیٰ سے جا ملے یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ ۱۳ھ کا ہے اسی سن کے ماہ ذوالحجہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حج کو گئے۔

---

❶.....جنگ قادسیہ تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ ❷.....دیکھیں (تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۷۷) اور (تاریخ الکامل، ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۵)۔

❸.....سلمان نامی اس جگہ کے قریب ایک جگہ ہے اس کے اور واقعہ کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)۔ ❹.....اس سنہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی تفصیل یہ تھی مکہ میں (۱) عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ طایف (۲) عثمان بنابی العاص رضی اللہ عنہ یمن میں (۳) یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ، عمان دیمان میں (۴) حذیفہ بن محصن رضی اللہ عنہ، بحرین میں (۵) علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ شام میں (۶) ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو کوفہ اور جو بلاد اس طرف کے مفتوح ہوئے تھے (۷) مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سب ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حج سے واپسی اور صحابۂ اکرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ: ...... حج سے واپس آنے کے بعد جس وقت غازیان اسلام آس پاس سے مدینہ آ کر جمع ہو گئے اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو امیر مقرر کر کے چشمہ ضرار پر آ ٹھہرے مقدمۃ الجیش پر حضرت طلحہ میمنہ ومیسرہ پر حضرت عبدالرحمٰن وزبیر تھے تو ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کس مقصد ارادے سے خروج کیا تھا اور نہ میں کسی کو پوچھنے کی ہمت وجرات پڑتی تھی ۔ خاموشی کا علم سب پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ کہاں کا ارادہ ہے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی طرف جانے کے بارے میں مشورہ مانگا سب نے بالاتفاق جانے کی رائے دی اس مشورے کے بعد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ارباب حل وعقد حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مشورہ کے لئے بلائے گئے ان بزرگوں نے کہا ’’مناسب یہ ہے کہ آپ مدینہ میں قیام کریں اور لشکر اسلام پر کسی کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کر کے عراق کی طرف روانہ کریں اگر اس کو کامیابی حاصل ہوگئی تو نور علیٰ نور ورنہ اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کو لشکر لے کر روانہ کیجئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے اور دشمنان دین کو ہلاک کرے اس طرح دشمنوں پر زیادہ اثر پڑے گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو قبول کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ سعد بن ابی وقاص ان دنوں ہوازن صدقات کی وصولی پر متعین تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے طلبی کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سپہ سالار اعظم رضی اللہ عنہ بنا کر روانگی کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت ارشاد فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت: ...... آپ نے فرمایا اے سعد بن ابی وقاص تم کو اللہ تعالیٰ سے یہ خیال بے پروہ نہ کر دے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ❶ اور ان کے صحابی ہو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں دور کرتا بلکہ برائی کو نیکی سے دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں متفق ہونے کے سوا نسب کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں ہے اس کے نزدیک ساری مخلوق برابر ہیں اور مذہب ودین کے اعتبار سے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ سب کا پالنے والا ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں ہاں نیک اعمال سے ایک دوسرے پر فضیلت دی جاتی ہے اور اطاعت کے ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا انہیں باتوں کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے اور انہیں امور کو ضروری سمجھنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے تم کو صبر وتحمل ❷ اختیار کرنا چاہیے۔

عراق کی طرف روانگی: ...... اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار مجاہدین اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ ’’بارق‘‘ پر عمرو بن معدیکرب وابوسبرہ بن ابی رہم ’’مزحج‘‘ پر یزید بن الحرث صدائی ’’عذرہ‘‘ پر حبیب، مسلمہ اور بشر بن عبداللہ، ہلالی قیس ’’عیلان پر، اور حصین بن نمیر ومعاویہ بن خدیج سکون اور کندہ پر افسر بنائے گئے۔ پھر حضرت سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یمانی، دو ہزار نجدی سپاہیوں کو روانہ فرمایا جس وقت سعد بنابی وقاص ’’بزرود‘‘ پہنچے اس وقت مثنیٰ بن حارثہ کی وفات کی خبر ان کو ملی اور یہ بتایا گیا کہ مثنیٰ نے بوقت انتقال بشیر بن الخاصیہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ساتھ آٹھ ہزار فوج تھی پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار سپاہوں سے بنی اسد خزن وبسیطہ کے درمیان حضرت سعد سے آ ملے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لکھنے کے مطابق سعد کے انتظار میں اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر جب حضرت سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہنچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلہ کے دو ہزار غازیوں کو لے کر حاضر ہوئے یہاں حضرت مثنیٰ کے بھائی معنی بن حارثہ شیبانی ان سے آ کر ملے اور مثنیٰ کی ضروری ہدایتیں جو انہوں نے انتقال کے وقت کہیں تھیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بتائیں کہ یہ سیراف ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لشکر کا جائزہ لینے اور لشکر کو مرتب کرنے کا حکم بھیجا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو غازیان اسلام کی تعداد تیس ہزار پہنچ گئی تھی انہوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک تجربہ کار شخص کو مقرر کیا سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق اسلام صحابی تھے ہراول، ساقہ، میمنہ، میسرہ پیادوں سواروں پر الگ الگ سردار مقرر کئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل کے ذریعے آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

---

❶ ...... حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا ’’وہب‘‘ کے بھائی تھے۔ اس رشتے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے تھے۔ ثناء اللہ۔

❷ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۸۳) اور (معجم البلدان اور ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۷)

حصہ	نام	مختصر کیفیت
مقدمہ یعنی ہراول	حضرت نہرہ بن عبداللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ	ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ تھے اور اپنی (ہراول دستہ) قوم کی طرف وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے اور اسلام لائے تھے۔
میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ	حضرت عبدال بن العتم رضی اللہ عنہ	صحابی تھے۔
میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ)	حضرت شرجیل بن السمط کندی رضی اللہ عنہ	ایک نوجوان دلیر شخص تھے مرتدوں کی لڑائی میں انہیں خوب شہرت ملی۔
ساقہ (لشکر کا پچھلا حصہ)	حضرت عاصم بن عمرو التمیمی رضی اللہ عنہ	یہ قعقاع بن عمرو کے بھائی ہیں جو صحابی ہیں
طلائع (پٹرول) موبائل دستہ	حضرت سواد بن مالک تمیمی رضی اللہ عنہ	اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلائع پر مقرر ہوئے
مجرد (بے مقاعدہ فوج)	حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ	یہ شام کی فتوحات میں بھی شریک ہوئے ہیں ۳۰ھ سے پہلے انتقال ہو گیا۔
پیدل	حضرت جمال بن مالک الاسدی رضی اللہ عنہ	
اونٹ سوار	حضرت عبداللہ بن ذی السہمین رضی اللہ عنہ	
قاضی وخزانچی	حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی رضی اللہ عنہ	مال غنیمت کا جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی ان کے سپرد تھا
رائد یعنی رسد وغیرہ کا بندو بست کرنے والا	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے۔
مترجم	حضرت ہلال ہجری رضی اللہ عنہ	
کاتب سکریٹری	زیاد بن ابی سفیان	یہ تمام امور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم اور مشورے سے طے پائے تھے۔

حضرت سعد کو اہم ہدایت:......حضرت سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مثنیٰ کے لئے دعائے مغفرت کی ان کے بھائی مغنی کو ان کی سرداری پر بحال رکھا اور ان کی بیوی سلمی سے نکاح کر لیا۔ ابھی سیراف سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا فرمان آ پہنچا جس میں انہوں نے قادسیہ کی طرف بڑھنے کو لکھا تھا اور یہ لکھا تھا کہ تم قادسیہ میں اپنے مورچے ایسے مقام پر بناؤ کہ آگے تمارے فارس کی زمین ہو اور پیچھے تمھارے عرب کے پہاڑ ہوں اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جتنا چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور اگر اس کے برعکس ہو تو پہاڑوں پر چلے آنا اور پھر ان کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حملہ کر دینا۔ حضرت سعد نے اس ہدایت کے مطابق سیراف سے کوچ کیا اور آہستہ آہستہ قادسیہ کے اردگرد نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھے زہرہ بن عبداللہ نے جو ہراول کے سردار تھے۔ ایک سریہ ❶ بکر بن عبداللہ لیثی کے ماتحتی ہیں۔ حیرہ کی طرف روانہ کیا۔

شاہی بارات پر حملہ اور شیر زاد کی موت:......جس وقت بکر بن عبداللہ لیثی سلحسین سے آگے بڑھے۔ کچھ شور وغل اور راگ باجے کی آواز سنائی دی سن کر ٹھہر گئے یہاں تک کہ وہ لوگ قریب آ گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد بن آزاد بہ مرزبان حیرہ ک بہن حنین کے یہاں شادی کے بعد رخصت کر کے بھیجی جاری ہے کہ بکر بن عبداللہ نے موقع پا کر شیر زاد نے اسی میدان میں تڑپ کر جان دے دی۔ بکر بن عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے دلہن کو آزاد عورتوں اور ایک سولونڈیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ مال واسباب کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی۔ نہ اس کی قیمت سادہ دل عرب جان

❶......اس سریہ میں تیس مشہور جنگجو آدمی تھے دوسرے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ یہ سریہ عذیب سے روانہ کا گیا تھا اور سعد نے سیراف سے کوچ کر کے عذیب میں ڈیرے ڈالے تھے اور یہاں اہل فارس کا میگزین رہتا تھا اور وہ بلا جدال وقتال ان کے ہاتھ مفت آ گیا۔

سکتے تھے صبح کے وقت بکر بن عبداللہ دولھن دوسری عورتوں اور مال واسباب سمیت عذیب ❶ پہنچے حضرت سعد نے مال غنیمت مسلمانوں کو تقسیم کر دیا اور یہاں سے کوچ کر کے قادسیہ پہنچے اور اپنے مورچے "قنطرہ کے پہاڑوں" عتیق وخندق کے درمیان قایم بنائے قدلیس اس مقام سے نشیب میں ایک میل کے فاصلے پر تھا۔

یزدگرد کا سپہ سالاروں سے مشورہ:......سعد بن ابی وقاص تقریباً ❷ دومہینہ تک فارسی لشکر کے انتظار میں ٹھہرے رہے لیکن کوئی فوج مقابلہ پر نہ آئی۔ دوران قیام جب رسد وغلہ کی ضرورت ہوتی تو مسلمان سپاہی کسکر اور انبار کے درمیان مواضعات پر حملہ کر کے اپنی ضرورت کی چیزیں چھین لاتے تھے گویا قدرتی طور پر یہ مقامات لشکر اسلام کے لئے رسد غلہ اور بھیڑ بکریوں کی فراہمی کے لئے کمسریٹ کیمپ مقرر کئے گئے۔ آہستہ آہستہ اس کی شکایت یزدجرد تک پہنچائی گئی اور اسے یہ بتلایا گیا کہ حیرہ وفرات کے درمیان لشکر اسلام نے حملہ کیا ہے۔ اس کے آباد مضافات کو ویران کر دیا ہے ان مقامات کو انہوں نے قتل وغارت کا میدان بنا رکھا ہے اگر شہنشاہ اس کی روک تھا کی طرف توجہ کرتا تو خیر ورنہ ہم لوگ عرب کی اطاعت قبول کر لیں گے یزدجرد نے رستم اور اراکین حکومت کو طلب کر کے مشورہ کیا رستم نے کہا: مناسب یہ ہے کہ اہل عرب کی سرکوبی کے لئے بہت سے سرداروں کی ماتحتی میں کئی لشکر روانہ کئے جائیں جلد بازی کر کے ایک ہی بار ایک لشکر عظیم بھیج دینا خلاف مصلحت ہے ایک لشکر کا شکست کے بعد دوسرے لشکر کا مقابلہ کرنا زیادہ آسان ہے بجائے اس کے کہ ایک بار ہی شکست اٹھائی جائے۔ یزدجرد نے جواب دیا نہیں معرکہ جنگ میں تیرا جانا بہت ضروری ہے تو جہاں دیدہ اور تجربہ کار ہے عرب کے ساتھ لڑنے بھڑنے کے تجھے بہت مواقع ملے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی فوج بھیج کر لڑانا اور ان کو شکست کے بعد اور فوجوں کو بھیجنا حکومت کی توہین ہے جب تک قادسیہ کا میدان سواروں اور پیدل فوج سے نہ بھر دیا جائے اور ان پر اچانک دندان شکن حملہ نہ کیا جائے اس وقت تک عرب لالچی جنگلی قومیں اپنے افعال وحرکات سے باز نہ آئیں گی۔

فارسی لشکر کی روانگی:......رستم نہ چاہتے ہوئے بھی روانہ ہوا اور ساباط میں اپنے لشکر کو مرتب کرنے لگا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان واقعات کی اطلاع دربار خلافت میں کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھ بھیجا۔ اہل فارس کی جنگ کی تیاری سے تم پریشان نہ ہو اور ان کی کثرت سے نہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو اور اسی پر بھروسہ کرو اور جنگ سے پہلے چند آدمیوں کو جو عقل مند وذہین اور بحث مباحثہ کرنا جانتے ہوں شاہ فارس کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیج دو اللہ تعالیٰ اس کا بھی وبال انہی پر ڈالے گا۔

تبلیغی وفد اور اس کا دبدبہ:......چنانچہ حضرت سعد نے چند آدمیوں کو یزدجرد کے پاس روانہ کیا ان میں (۱) نعمان بن مقرن (۲) قیس بن زرارہ (۳) اشعث بن قیس (۴) فرات بن حبان (۵) عاصم بن عمرو (۶) عمرو بن معد یکرب (۷) مغیرہ بن شعبہ (۸) مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے یہ لوگ عربی گھوڑوں پر سوار کوڑے اور نیزے ہاتھوں میں لئے تلوار گلے میں لٹکائے کندھوں پر چادریں ڈالے اپنے لشکر گاہ سے نکل کر رستم کو چھوڑتے ہوئے سیدھے یزدجرد کے دربار شاہی کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جس طرف سے گزرتے تھے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی۔ رعب ودداب کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص انگلی سے بھی اشارہ نہ کر سکتا تھا گھوڑے اگرچہ زین کے بغیر تھے لیکن رانوں سے نکلے جاتے تھے۔

وفد کی کارروائی:......یزدجرد نے ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر اپنے دربار کو آراستہ کیا امراء وزراء اراکین حکومت اور رستم کو جمع کر کے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا تم لوگ کس وجہ سے ہمارے شہروں پر حملہ کر رہے ہو اور کس چیز نے تم کو لڑائی پر ابھارا ہے؟ اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم تمہاری سرکوبی سے ان دنوں غافل ہو گئے تھے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا "اگر تم لوگ جواب دے سکتے ہو تو بسم اللہ جواب دو، ورنہ مجھے اجازت دو کہ میں ان کو جواب دوں" ساتھیوں نے کہا بہتر ہے تم یہ جواب دو۔

حضرت نعمان بن مقرن کا خطاب:......نعمان نے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے اور ہماری ہدایت

---

❶......قادسیہ اور مغیثہ کے درمیان ایک جگہ ہے وہاں ایک چشمہ ہے جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام عذیب پڑ گیا اس کے اور قادسیہ کے درمیان ۴ چار میل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)

❷......عربی نسخہ میں ایک مہینہ کا ذکر ہے۔

کے لئے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھیجا کہ جس کی یہ صفتیں ہیں انہوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا۔ لہٰذا بعض لوگوں نے اس کو قبول کیا اور بعض نے قبول نہیں کیا۔ اس نے ہم کو اسلام کے مخالفوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا دو طرح سے یا تو جزیہ دے کر یا اسلام قبول کر کے ہمارے ساتھ ہو گئے رفتہ رفتہ ہماری تعداد بڑھ گئی اور ہم اس کی بھلائی اور فضیلت جان گئے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے لائے تھے اس کے بعد اس نے ہم کو ان لوگوں پر جہاد کرنے اور دین حق وانصاف کی طرف بلانے کا حکم دیا جن کے ملک ہمارے ملک عرب سے ملے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اگر تمہارے دین کو قبول کرنے سے انکار کرو گے تو تمہاری ذلت کا یہ سامان ہو گا کہ تم کو جزیہ دینا پڑے گا اور اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے بری طرح پیش آئیں گے۔'' یزدجرد کو اس تقریر سے بہت الجھن ہوئی لیکن ضبط کر کے پھر ترجمان کے ذریعہ سے کہا ''میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی گروہ تم سے زیادہ جنگلی، بے تربیت، وحشی، چھوٹا سا اور بدتمیز اور بداخلاق نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ جب تم لوگ شرارت وسرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو تم پر ہم تمہارے آس پاس کے قصبوں و دیہات کے زمینداروں کو حکم کر دیتے تھے اور وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے تم لوگ فارس کا لالچ نہ کرو اگر تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو ہم تم کو کھانے کو دیں گے پہننے کو کپڑے دیں گے اور تمہارا ایسے شخص کو حکمران بنائیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی واحسان سے پیش آئے گا۔

حضرت قیس بن زرارۃ کا خطاب:...... نعمان اس تقریر کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اٹھے۔ اور یہ رؤسا اور شرفاء عرب ہیں۔ شرفاء عرب ایسی فضول باتوں کا جواب دینے سے شرم کرتے ہیں میں اس کا جواب دیتا ہوں یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے'' تو نے جو عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے وہ تو اس سے بھی کئی گناہ بری حالت میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل واحسان کیا کہ ان کی ہدایت کے لئے نبی کو بھیجا جس نے ان کو سیدھے راستے کی ہدایت کی دین مبین کے مخالفین کو زیر کیا اور پوری روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا تو ذلت وخواری قبول کر کے جزیہ دینا منظور کر، ورنہ یہ تلوار ہے جو ہمارے اور تیرے درمیان میں قطعی فیصلہ کرنے والی ہے۔ یا تو خود کو اسلام قبول کر کے بچالے'' یزدجرد کا غصہ اس تقریر سے بھڑک اٹھا آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا تھوڑی دیر تک غصہ میں خاموشی کی حالت میں بیٹھا رہا پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا ایزدی قسم ہے اگر مجھ سے پہلے کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو اس وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا۔

یزدگرد کا فارس کی مٹی مسلمانوں کو دینا:...... پھر یزدجرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر کہا۔ اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھ کر مدائن کے باہر نکال دو۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا اس کو تم اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ یہ ہمارے ملک سے یہ ملا ہے میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کے لئے بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کرے گا اس کے بعد وہ تمہارے ملک کو سابور سے زیادہ پامال کرے ۔عاصم یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اٹھا کر بولے میں اس گروہ کا سردار ہوں پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا : چلو خود کسرائے فارس نے اپنی زمین ہم کو دے دی۔ عاصم اور ان کے ساتھی دربار سے نکل کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سعد کے پاس پہنچے۔ سارا قصہ بیان کر کے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے فلک کی مٹی ہم کو مرحمت فرمائی۔

سفیران اسلام سے کسریٰ کی حیرانی:...... یزدجرد کے امراء اور حاضرین دربار کو سفیران عرب کی گفتگو اور ان کی مٹی اٹھا کر خوشی خوشی روانہ ہونا نہایت شاق گزرا اور اس سے وہ لوگ فکرمند اور غم زدہ ہو گئے رستم ان کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہو گیا۔ یزدجرد نے تھوڑی دیر کے بعد مہر سکوت توڑ کر کہا ''میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا ہے انہوں نے یہ اچھا خیال قائم کر لیا ہے کہ ان کو ساری روئے زمین پر قبضہ مل جائے گا اور اس وجہ سے ان کو سردار نے مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ لی۔ رستم نے جواب دیا، اے خداوند یہ لوگ بڑے عالم خیال وذی عقل ہیں ان لوگوں نے مٹی سے اپنے نیک فالی اور آپ کی بدفالی مراد لی ہے۔ یزدجرد کو اس نے کچھ جواب نہ دیا اور رستم کو ان لوگوں کے بعد ہی حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کر دیا۔

لشکر اسلام کی غنیمت:...... سفیروں کی روانگی کے بعد کھانے پینے کی چیزوں کی کمی محسوس ہوئی۔ سواد بن مالک تمیمی فراض پر رات کے وقت چھاپہ مار کر تین سو جانوروں کو گرفتار کر لائے جس میں خچر بھی تھے۔ گدھے بھی تھے، بکریاں بھی تھیں اور گائے اور بیل تھے۔ صبح کے وقت سواد بن مالک ان

مویشیوں کو لئے ہوئے اسلامی لشکر گاہ میں آئے۔ سعد نے ان کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا پھر اس کے بعد متعدد سرایا ❶ اور متعدد آدمیوں کو مویشیوں کو پکڑ لانے کے لئے روانہ کیا اس وجہ سے کہ لشکر میں گوشت کی کمی تھی اور غلہ کی جنس ان کے پاس بہت تھی۔

رستم کی روانگی:......رستم نہ چاہتے ہوئے بھی مدائن سے جنگی آلات جمع کر کے ساٹھ ہزار فوج لیکر ساباط کی طرف روانہ ہو گیا اس فوج کے مقدمہ پر جالینوس تھا جس کی پاس چالیس ہزار لشکر تھا۔ ساقہ میں بیس ہزار فوج تھی میمنہ پر ہرمزان، میسرہ پر مہران بن بہرام رازی تیس تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ تین سو ہاتھی تھے ایک سو قلب میں، پچھتر پچھتر میمنہ اور میسرہ میں بیس مقدمہ میں اور تیس ساقہ میں تھے۔ ساباط سے روانہ ہو کر کوثا میں پڑاؤ ڈالا۔

ایک عربی سے رستم کی گفتگو:......اتفاق سے ایک عرب کو رستم کے پاس پکڑ کر لایا گیا رستم نے اس سے حیران ہو کر پوچھا تم یہاں کس ضرورت سے آئے ہو اور کیا ڈھونتے ہو۔ عربی نے کہا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو تمھارے ملک اور تمھاری اولا دمیں ڈھونتے ہیں اگر تم ایمان نہ لائے۔ رستم بولا۔ اگر تم اس کی تلاش میں قتل ہو گئے تو؟ عربی نے کہا۔ جو شخص اس تلاش میں مارا جائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو بچ جائے گا اس سے اللہ تعالیٰ اپنا پورا وعدہ فرمائے گا۔ رستم بولا۔ پھر تم کو اس سے کیا حاصل ہوگا؟ عربی نے کہا۔ ہم کیا بگاڑیں گے۔ جو کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ کرے گا تمھاری بداعمالیات تمھیں تباہ و برباد کر دیں گیں اور تم کو ہمارے سپرد کر دیں گی۔ رستم بولا۔ تو ہمارے غضب سے نہیں ڈرتا ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف اشارہ کر کے) اتنے جنگجو موجود ہیں۔ عربی نے کہا۔ تو ان پر کیا ناز کرتا ہے یہ سب تقدیر کے فیصلے ہیں جو تجھے گھیر کے لائے ہیں اور یہ تجھے بچ کر جانے نہ دیں گے۔

لشکر کی بدمستی پر رستم کا اقرار:......رستم اس تقریر سے بہت غصہ ہو گیا جلاد کو بلا کر اس غریب عرب کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد کوثا سے حیرہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں اس کو لشکریوں نے رعایا کو لوٹنا اور ان کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی کر بدمستی کرنا شروع کیا۔ جب اس کی اطلاع رستم کو ہوئی تو اس نے لشکریوں کو سخت تنبیہ کی اور بعض کو سزائے موت بھی دی اور اپنے قریبی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا قسم ہے ایزد اور دادار کی! اس عربی نے جو کہا تھا سچ کہا تھا۔ اور بے شک جو کچھ وبال ہم پر آئے گا بداعمالیوں سے آئے گا۔ رستم نے حیرہ پہنچ کر اہل حیرہ کو جمع کیا سمجھایا بجھایا مسلمانوں کے خلاف ابھارا ابن بقیلہ نے کہا کیا خوب تم خود مسلمانوں سے حفاظت نہیں کرتے اور ہم کو دفع نہ کرنے پر ملامت کرتے ہو رستم یہ سخت جواب سن کر خاموش ہو گیا۔

اہل فارس سے ایک چھوٹی سی جھڑپ:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سواد کی طرف ایک گشتی پارٹی روانہ کی رستم نے تفصیلات معلوم کر کے ان سے ٹکراؤ کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا۔ جاسوسوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہچائی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عاصم بن عمرو کو چند سواروں کے ساتھ اہل سریہ کی کمک پر بھیج دیا۔ اتفاق سے عاصم عین ان کے حملے کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہنچ گئے۔ فارس کے سپاہی عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اہل سریہ اور حضرت عاصم مال غنیمت لے کر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے

حضرت طلیحہ اور معد یکرب کی بہادری:......اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے عمرو بن معد یکرب سے طلیحہ اسدی ❷ کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ اور حالات دیکھنے کے لئے بھیجا تقریباً تین میل اپنے لشکر سے باہر نکل گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دستہ دکھائی دیا۔ عمرو بن معد یکرب تو اس مقام سے واپس آ گئے وہ طلیحہ بھیس بدل کر فارس کے لشکر میں داخل ہوئے جب رات کے زیادہ حصہ گزر گیا اور سب پہرے داروں کو غافل پر خیمہ کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسرے کو ہانکتے ہوئے فارس کے لشکر سے نکلے۔ خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑ سے شور وغل اٹھا اور لوگ جاگ اٹھے ان ساروں نے ان کا تعاقب کیا جب قریب پہنچے تو طلیحہ نے پلٹ کر ایک تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اسی جگہ ٹھنڈا ہو گیا۔ جب دوسرا آ گے

---

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فراض پر رات کے وقت حملہ کرنے کے بعد سعدؓ نے دوسرا سریہ روانہ کیا جس نے بنی تغلب و نمیر کے اونٹ ان کے آدمیوں سمیت گرفتار کر لئے تھا۔ سعدؓ نے ان کو بھی دوسرے دن ذبح کر کے تقسیم کر دیا پھر عمرو بن الحرث نے نہرین پر شب وخون مارا اور بہت سے مویشی پکڑ لائے ان ایام کو ایام اباقر کو کہتے ہیں۔ اور پہلے واقعہ کو جس میں سواد نے فراض پر چھاپہ مارا تھا یوم الحستیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ❷......یہ وہی طلیحہ ہیں جنھوں نے نبوت کا دعوی کیا تھا بعد میں توبہ تائب ہو کر اسلام کے عظیم سپاہی بنے۔ (ثناء اللہ)

بڑھا تو طلیحہ نے اس کو بھی ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔ تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلیحہ پر نیزہ چلایا خود کو وار سے بچایا وہ نیزہ کے جھونک میں جیسے زمین کی طرف جھکا طلیحہ نے فوراً تلوار کا وار اس صفائی سے کیا کہ سر سے تن جدا ہو کر جا پڑا۔ چوتھا سوار قریب پہنچ کر طلیحہ کے قمر پر ہاتھ ڈال کر کھینچنا چاہتا تھا کہ طلیحہ نے اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لٹکا ہوا طلیحہ کے ساتھ چلا گیا۔ فارس کے سوار یہ واقعہ دیکھ کر نا کام و نامراد واپس بھاگ گئے۔ طلیحہ گھوڑے کو لے کر اور اپنے دشمن کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہو کر سیدھے حضرت سعد کے پاس گئے۔ سب واقعات جو ان پر گزرے تھے بیان کئے پھر ترجمان کو بلایا گیا اور اس کے ذریعے سے اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور معرکہ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتائے۔ اس سے حضرت سعد کو بہت بڑی مدد ملی۔ طلیحہ کی مردانگی سے یہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے طلیحہ کا ساتھ پھر کبھی نہیں چھوڑا۔

رستم کا خواب: .....اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا جہاں پر بعد میں اہل فارس اور مسلمانوں سے ایک قیامت خیز لڑائی ہوئی اس کو مدائن سے روانہ ہوئے۔ چھ مہینے گزر گئے تھے اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف بری طرح سوار ہو گیا تھا۔ لڑنے پر کسی طرح بھی رضا مند نہیں ہوتا تھا۔ لیکن یزدجرد کے حکم سے مجبور تھا دوبارہ وہ بار بار اس کو تاکیداً مسلمانوں سے جنگ کرنے کے میں لکھتا تھا مؤرخوں نے اس کے ڈرنے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ اس نے مدائن سے روانہ ہونے کے بعد ایک رات خواب ❶ میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا ہے اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں فرشتے نے اہل فارس کا اسلحہ وغیرہ چھین لیا اور اس پر مہر لگا کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حوالے کر دیا۔ اہل فارس نے یہ دیکھ کر غمگین ہو کر سر نیچا کر لیا۔

حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ اور رستم کی ملاقات: .....رستم نے قادسیہ میں نکل کر مسلمانوں کے لشکر کے سامنے عتیق میں اپنا خیمہ نصب کرایا دوسرے دن صبح ہوتے عتیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف گیا پل پر جا کر ایک اونچی جگہ سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا تھوڑی دیر کے بعد زہرہ کو کہلا بھیجا کہ تم ذرا دیر کو میرے سامنے آ کر کھڑے ہو جاؤ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ زہرہ تنہا خیمہ سے نکل کر رستم کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ رستم نے کہا۔ تم ہمارے پڑوسی ہو ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے اور تمہارا دفاع کیا کرتے تھے۔ زہرہ نے پوچھا۔ ان باتوں سے تمہارا مطلب کیا ہے؟ رستم نے کہا۔ تم کو یاد ہوگا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے وظائف مقرر تھے تم جب ہمارے یہاں آتے تھے تم کو ہم انعام و کرام دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو خاطر خواہ انعام دیں گے۔ زہرہ۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں ہے ہم تو اپنی آخرت سنوار نے آئے ہیں اور درحقیقت در حقیقت تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ جل شانہ نے ہمارے پاس اپنا نبی بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا، ہم نے اس کو قبول کیا اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اس دین کو قبول نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ ہم کو مسلط کرے گا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس نافرمانی اور بے دینی کا بدلہ لے گا اور غلبہ و فتح اللہ تعالیٰ ہم کو عطا کرے گا۔ رستم بولا۔ تم لوگ اب بھی تعداد میں کم ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ میں کیا کر سکو گے؟ زہرہ نے کہا۔ یہ غلط خیال ہے کہ ہم اپنے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے۔ اور جب تک ہمارہ ایک شخص بھی باقی رہے گا تمہارے مقابلہ سے منہ نہیں موڑے گا۔ رستم نے کہا۔ وہ کون سا دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟ زہرہ، شہادتیں (یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ) کو زبان سے کہنا دل سے اس پر یقین کرنا یہی دین ہے

رستم نے پوچھا۔ یہ تو عقائد ہیں اور عملاً کیا کرنا ہوتا ہے؟ زہرہ نے کہا، شرک اور بت پرستی کو دنیا سے دور کرنا لوگوں کو مخلوق کی عبادت سے نکال کر

---

❶ .....اس خواب کی اصلیت جہاں تک ہو ہم اس کی نسبت کچھ نہیں لکھ سکتے۔ ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا ہو لیکن کلام اس میں ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا ہے اور پھر یہ روایت کسکے ذریعہ سے مؤرخین تک پہنچی۔ اس کے علاوہ ابن اثیر نے جو ایک اور واقعہ بیان کیا ہے جس پر یقین کرنا مقتضائے عقل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ رستم نے ساباط سے کوچ کرنے کے بعد اپنے بھائی بندوں کے مسلمانوں کے حملہ کرنے اور یزدجرد کے مقابلے پر بھیجنے کے مفصل واقعات لکی تھی۔ بندوان نے نجوم کے ذریعے سے دریافت کر کے لکھ کہ پانی کو مچھلی نے گندہ کر دیا ہے اور شتر مرغ نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے زہر کی نحوست ہوگئی ہے اور میزان اعتدال پر ہے میرے نزدیک قوم عرب تم پر اور تم سے جو ملے ہوئے ممالک ہیں ان پر غالب آ جائے گی۔ لڑنا مصلحت کے خلاف ہے جہاں تک ممکن ہو جان چھڑانا بہتر ہے، یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر رائے قائم ہو سکتی ہے کہ رستم کا خیال بندوان کی اس تحریر سے بدل گیا اور وہ اس ہدایت کی وجہ سے جنگ کرنے سے جی چرا تا رہا ہو۔

اللہ کی عبادت کی طرف بلانا مخلوق ہونے میں ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی لیکن اس وقت کہ جب ہمارا اور تمھارا دین ایک ہو، ورنہ بجائے بھائی ہونے کے ہم تمھارے جانی دشمن ہیں۔ رستم بولا اگر ہم تمھاری دعوت قبول کرلیں اور تمھارے دین میں داخل ہوجائیں تو کیا تم بغیر جنگ کئے لوٹ جاؤ گے؟ زہرہ نے (خوشی کے لہجہ میں کہا) واللہ ہم بغیر جنگ کئے واپس چلے جائیں گے۔

رستم کا سرداروں سے مشورہ:......رستم یہ سن کر خیمہ میں آیا اور سرداروں کو بلا کر زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا۔ سردار رستم کی تقریر سن کر اور اس کا رجحان مسلمانوں کی طرف دیکھ کر غصہ میں آگئے۔ منہ بناتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے۔ مجلس درہم برہم ہوگئی۔ اس کے بعد رستم نے حضرت سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس کسی سفیر کو بھیج دو۔ جس سے ہم صلح کی گفتگو کریں۔ چنانچہ حضرت سعد نے رستم کے پاس حضرت ربعی بن عامر کو روانہ کیا۔ اہل فارس نے ان کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربعی کے آنے کی اطلاع دی۔

حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کا استقبال:......رستم بڑے تکلف سے ایک سونے کا تخت اپنے لئے بچھوایا اس کے چاروں طرف دور دور تک ریشمی قالین بچھوایا اور اس پر رومی قالینوں کو بچھوا کر تکیوں کو رکھوایا جن کی جھالریں موتیوں کی تھی۔ اور غلاف زریفت کے تھے خوب صورت اور وجیہ امراء کو اپنے اردگرد مقام ومرتبہ کے مطابق بٹھا کر حضرت ربعی کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ حضرت ربعی اپنے گھوڑے پر سوار تلوار پرانے پھٹے ہوئے کپڑے نیام میں کئے گلے سے لٹکائے ایک ہاتھ میں نیزہ لے کر فرش کو گھوڑے سے روندتے ہوئے قالین کے فرش تک پہنچے۔ گھوڑے سے اتر کر ایک قالین میں نیزہ سے سوراخ کر کے لگام کو اس میں پھنسا دیا اور نیزہ کی نوک کو فرش کی طرف کر کے ٹیکتے ہوئے چلے اہل فارس ان کی حرکات کو حقارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے قریب پہنچے لوگوں نے حضرت ربعی سے اسلحہ وغیرہ رکھ دینے کو کہا ربعی نے ترش رو ہو کر کہا اگر میں بغیر بلائے تمھارے پاس آتا ہوں تو میں ایسا ہی کرتا لیکن تم نے مجھے بلوایا ہے اگر مسلح آنے دے تو میں آؤں ورنہ واپس چلا جاتا ہوں رستم نے حضرت ربعی کو مسلح آنے کی اجازت دی اور حضرت ربعی اپنا نوک دار نیزا ٹیکتے اور فرش کو خراب کرتے پھاڑتے رستم کے تخت تک پہنچے اور رستم کے برابر تخت پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے روکا ربعی نے کہا میں تمھارے بلائے سے آیا ہوں جہاں میں بیٹھنا چاہتا ہوں بیٹھنے دو تو بیٹھوں گا ورنہ چلا جاؤں گا مجھ کو تمھارے پاس آنے کی کوئی خواہش نہ تھی۔ ہمارے مذہب میں سختی منع کیا گیا ہے کہ ایک شخص معبود بن کر بیٹھے اور باقی آدمی بندے بن کر دائیں ہاتھ کھڑے یا بیٹھے رہیں،، رستم نے لوگوں کو منع کر دیا کہ کوئی شخص ان کو ان کی حرکتوں سے نہ روکے لیکن خود ربعی کچھ سوچ کر تخت سے اتر آئے اور ایک قالین نیزہ سے پھاڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہم تمھارے اس پر تکلف مصنوعی تخت پر نہیں بیٹھتے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا یہ فرش ہمارے لئے کافی ہے۔ رستم نے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا ''تم کس وجہ سے یہاں آئے ہو''۔

ربعی نے کہا: اللہ جل شانہ نے ہمیں اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کی دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت اور سہولت کی طرف نکالیں اور باطل دینوں کے ظلم سے بچا کر عدل وانصاف والے اسلام کی طرف لائیں ہم ان کے دین کو مخلوق کے سامنے پیش کرنے کے لئے لائے ہیں لہٰذا جو شخص اس کو قبول کر لے گا ہم اس سے اور اس کے مالک سے جنگ نہ کریں گے جو شخص اس سے انکار کرے گا ہم اس سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہم جنت میں پہنچ جائیں یا جنگ جیت جائیں۔ رستم بولا: کیا تم ہمیں مہلت دے سکتے ہو؟ اور اس کام کو چند دنوں ملتوی کر سکتے ہو؟ تا کہ ہم تمھارے خیالات پر غور کریں۔ ربعی نے کہا: ہاں ایک دن یا دو دن۔ رستم نے کہا: نہیں تم ہمیں اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے ملک کی سرداری اور ارا کین حکومت سے اس معاملہ میں خط وکتابت کر سکیں۔ ربعی نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں تو اس دوران غور کر کے یا اسلام قبول کر لو تاکہ ہم تمھیں اور تمھارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں گے یا جزیہ دینا قبول کرلو لہٰذا ہم اس کو قبول کرلیں گے۔ تم اوروں سے جنگ نہ کرو گے۔ اور جب کبھی تمھیں ہماری ضرورت ہوگی تو ہم تمھاری مدد کریں گے اور تمھارے جان ومال کی حفاظت کریں گے۔ اور اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے لڑیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تمھیں شکست دیں گے اور یہی ہمارا اور ہمارے سب ساتھیوں کا قول وقرار ہے۔ رستم نے پوچھا: کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟ ربعی نے کہا: نہیں لیکن سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ہم میں سے ہر انسان بات میں خود مختار اور مجاز ہے ہم میں اعلیٰ اونیٰ کا کوئی امتیاز نہیں ہے اونیٰ شخص اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا

ہے رستم اوراس کے افسر ربعی کی اس تقریر سے دنگ ہو گئے اور ایک سکتہ کی حالت میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد رستم نے حضرت ربعی کی تلوار دیکھ کر کہا نیام اس کا بہت پرانا ہے غالباً تلوار بھی ایسی ہی ہوگی۔ ربعی تلوار نیام سے نکال کر بولے ''نیام اس کا بوسیدہ ضرور ہے لیکن میں نے اس پر سان ابھی رکھائی ہے۔ پھر رستم نے ربعی کا نیزہ اٹھالیا اور اس کا پھل دیکھ کر براہ طنز بولا ''اس کا پھل بہت چھوٹا ہے لڑائی میں کیا کام آتا ہوگا۔ ربعی رضی اللہ عنہ نے بے پرواہی سے جواب دیا پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینہ میں اتر جاتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی ایک چھوٹی سی چنگاری ایک شہر کو جلا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی واپسی:..... تھوری دیر تک اس قسم کی نوک جھونک کی باتیں حضرت ربعی اور رستم میں ہوتی رہیں پھر حضرت ربعی اس بے تکلفی سے اٹھ کر نیزہ کو ٹیکتے ہوئے اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو کر اپنے لشکر گاہ میں پہنچ گئے۔ رستم نے حضرت ربعی کے واپس جانے کے بعد ایک خاص مجلس میں اراکین سلطنت اور اپنے افسروں کو جمع کر کے کہا، وہ تو نہایت درجہ کا بے تہذیب وحشی غیر تربیت یافتہ تھا۔ کپڑوں کا ملاحظہ فرمایئے کہ اونٹ کا جھول پہنے ہوئے تھا تمام قالینوں کو خراب کر ڈالا دوسرے نے جواب دیا۔ ارے صاحب اس نے درمیان سے پھاڑ کر گھوڑے کی لگام اس میں باندھ دی تھی۔ تیسرہ بول اٹھا ''یہ کیا لڑیں گے تلوار کا نیام تک تو درست نہیں ہے نیزہ میں صرف دو انگل کا پھل کا ہے اس سرے سے اس سرے تک صرف ایک بانس کی بدشکل لکڑی ہے۔ رستم کو ان لوگوں کو یہ باتیں پسند نہ آئیں تنگ آ کر بولا تم لوگ صورت وشکل کی طرف دیکھتے ہو۔ تف ہو تمہاری عقل پر اس کی رائے اور گفتگو کو دیکھو اس کے خیالات پر غور کرو کس قدر پیچیدگی اور بے باکی سے باتیں کرتا تھا''۔

حذیفہ بن محصن اور رستم:..... دوسرے دن رستم نے پھر ربعی کو بلایا حضرت سعد نے ان کے بجائے حضرت حزیفہ بن محصن کو روانہ فرمایا چنانچہ حذیفہ بن محصن بھی اسی طور سے رستم کے پاس گئے تھے جس طرح حضرت ربعی گئے تھے۔ لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہیں اترتے بلکہ فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہنچے اور اسی انداز سے گفتگو و کلام فرمایا جیسا کہ حضرت ربعی نے فرمایا تھا۔ رستم نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ آج تم بھیجے گئے کل والے صاحب نہیں آئے۔ حضرت حذیفہ نے جواب دیا ''ہمارا امیر گرم ونرم آدمیوں کو بھیج کر عدل کرتا ہے کل ان کی باری تھی''۔ پھر رستم نے پوچھا ہمیں مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟ حضرت حزیفہ نے کہا آج سے تین دن تک کی ''رستم یہ سن کر خاموش ہو گیا اور حضرت حزیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور اسلامی لشکر گاہ میں دوبارہ تشریف لے آئے۔

رستم کا غور وفکر:..... رستم کو حضرت حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر تک اس غور وفکر میں رہا کہ عرب سے لڑنے کے لئے کیا کرنا چاہیے یزدجرد کا حکم جنگ کا ہے۔ اور یہ لوگ بھی بغیر لڑے یا جزیہ لئے واپس نہ جائیں گے۔ جب اس کے دماغ ودل کوئی فیصلہ نہ کیا تو اپنے لشکر کے اراکین سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''یہ لڑائی بڑی خطرناک ہے۔ اس میں ہر شخص جان دینے پر تیار ہے، بہتر ہوگا کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا قبول کر لیا جائے حاضرین بولے: توبہ توبہ! ان احمقوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم لوگ قبول کریں؟ اب ان کی یہ شان ہوگئی ہے کہ ہم ان کو خراج دیں جن کو ہم سب کمترین مخلوق سمجھتے تھے؟ آپ بلکل پریشان نہ ہوں پہلی ہی جنگ میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا اصول ہے کہ جب چیونٹی کی موت کے دن آتے ہیں تو اس کے پر نکل آتے ہیں۔ رستم ان کی یہ بے وقوفانہ باتیں سن کر خاموش ہو گیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور رستم:..... اگلے دن پھر حضرت سعد کے لشکر سے ایک آدمی کو صلح کی گفتگو کرنے کے لئے بلوایا۔ اس مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ گئے اور انتہائی دلیری سے رستم کے تخت پر چڑھ کر ان کے برابر بیٹھ گئے لوگوں نے ان کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہ نے کہا واللہ ہم نے تم سے زیادہ بے وقوف قوم دنیا میں نہیں دیکھی۔ ہم لوگ عرب ہیں ایک دوسرے کی عبادت نہیں کرتے ہیں تم لوگ عجیب ہو کہ ایک کو تم کو معبود بنا کر تخت پر بٹھا دیا ہے تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگوں میں سے بعض معبود اور بعض بندے ہیں، تم نے مجھے بلایا میں تمھارے بلانے پر آیا تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ تم نے مجھے تخت سے اتار دیا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ ضرور مغلوب ہو گے۔ واللہ کوئی بادشاہ اس غرور وتکبر کے ساتھ بادشاہت نہیں کر سکتا اور نہ ایسی قوم کبھی ترقی کر سکتی ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا بنا لے۔ حضرت مغیرہ کی اس تقریر کو سن کر چھوٹی حیثیت اور کم رتبہ والے آدمیوں نے دل ہی دل میں ان کو تصدیق کی اور امراء رؤساء نے حقارت کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا ''اللہ اس کی موت دے یہ ہماری تحقیر کرتا ہے۔

رستم کی تقریر:......اس کے بعد رستم نے ایک لمبی تقریر میں فارس اور اہل فارس کی عظمت یزدجرد کی شان وشوکت وحکومت اور اہل عرب کی تنگی ،غربت ،ناداری اور نیم وحشی کر کے ہونا بیان کر کے کہا ہے" تم لوگ نہایت تنگی میں تھے" تم لوگ ہمارے یہاں قحط کے دنوں میں آئے تھے۔ ہم تمھیں کھجوریں اور جو ❶ دیتے تھے تمھارے امیروں کو کپڑے خچر زر ومال عطا فرماتے تھے۔ تم میں سے جو جتنا چاہتا اٹھا کر لے جا سکتا تھا ہم اس کو اس کی اسی کھجوریں اور اناج دیتے تھے۔ اس وجہ سے ہماری غیرت وحمیت تمھارے قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ خیر جو کچھ اس تک تم نے کیا ہے اس سے ہم نے درگزر کیا بہتر یہ ہے کہ واپس چلے جاؤ ہم تمھیں اور تمھارے امیر کو غلہ کپڑے، روپیہ اور بہت سے مویشی دیں گے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا خطاب:......مغیرہ یہ سن کر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی پھر رستم وحاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا" تم نے جو کچھ عرب کی تنگی معیشت، فاقہ وغربت کا حال بیان کیا ہے وہ سب صحیح اور درست ہے۔ ہم کو یہ سب معلوم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے دنیا کا دستور یہی ہے کہ آج تنگی ہے تو کل فراخی ہوگی، آج اگر عشرت ہے تو کل عسرت تنگی ہوگی۔ اگر تم لوگ اس کا شکر ادا کرتے جو کہ تم کو دیا گیا تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوتا اور تمھارا یہ شکر ادا کرنا اس سے کم ہوتا جو تم کو دیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا تو کفران نعمت اور ناشکری کا وبال تم پر نازل ہوگا بے شک اللہ جل شانہ نے ہم اپنے ایک نبی کو بھیجا جس نے ہم کو سیدھے راستے کی ہدایت کی اور کفار مشرکین اور بت پرستوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمھیں اختیار ہے چاہیے اسلام قبول کر لو ہم تم کو اپنا بھائی بنا لیں گے اور تمھارے ملک کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے۔ یا جزیہ دینا اختیار کر و اور اگر دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو مقابلہ کر لو۔ پھر کچھ سوچ کر کہا بات یہ ہے ہمارے نوجوانوں نے تمھارے یہاں کھانوں کا مزہ چکھ لیا ہے اب ان کو تمھارا ملک حاصل کئے بغیر صبر نہیں آئے گا۔

رستم کی تلخ کلامی:......رستم سے یہ تقریر سن کر صبر نہ ہو سکا بے تاب ہو کر بولا" اگر تم اس جستجو خیال میں مارے گئے! حضرت مغیرہ نے یہ جواب دیا کہ جو شخص ہم میں سے مارا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو لوگ ہم میں باقی رہ جائیں گے وہ تم سے جنگ جیت لیں گے۔ رستم اس جواب سے تیش میں آ گیا۔ اور قسم کھا کر کہنے لگا" اب میں ہرگز صلح نہ کروں گا جب تک تم سب کو قتل نہ کروں" حضرت مغیرہ اٹھ کر اپنے لشکر میں چلے آئے اور رستم نے اہل فارس کو جمع کر کے صلح کے بارے میں مشورہ کیا اور جنگ کے انجام سے ڈرایا لیکن اہل فارس نے اتفاق رائے سے لڑائی کو پسند کیا اور اسی رائے میں ڈٹ گئے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ایک اور کوشش:......اس کے دوسرے دن اتمام حجت کے لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو تبلیغ اسلام کے لئے رستم کے پاس بھیجا رستم نے عادت کے مطابق پہلے اپنے احسانات عرب پر بتائے پھر ان کا مال وزر کے دینے کا اقرار و وعدہ کیا آخر کار قاصد واپس چلا آیا۔

اعلان جنگ اور پل پر قبضہ:......اس کے بعد دونوں طرف سے اعلان جنگ ہو گیا۔ رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم عبور کر کے ہمارے پاس آ ؤ گے یا کہ ہم خود عبور کر کے تم پر حملہ آور ہوں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم خود عبور کر کے آ ؤ۔ شام کے وقت یہ جواب رستم کو ملا اس نے پل کی طرف رخ کیا چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس خطرے کو بھانپ کر پہلے ہی سے چند آدمیوں کو پل حفاظت پر مقرر فرما دیا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس سے آگاہ کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے رستم کے پاس پیغام بھیجا تم پل کی طرف رخ نہ کرو جس پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اس کو واپس ہم نہ کریں گے۔

رستم کی طرف سے نئے پل کی تعمیر:......رستم یہ سن کر عتیق میں ٹھہر گیا صبح ہوتے ہوتے بانس، مٹی وغیرہ کافی مقدار سے جمع کر کے پل بنانا شروع کر دیا دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ پل بن کر تیار ہو گیا رستم فارس کے لشکر کے ساتھ عبور کر کے سونے کے تخت پر بیٹھا اور لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ جنگی ہاتھیوں میں سے آدھوں کو سفید ہاتھی سمیت قلب میں اور باقی آدھوں میں سے آدھے میمنہ میں باقی آدھے میسرہ میں رکھے۔ جالنیوس اور رستم میمنہ کے درمیان میں اور فرزان میسرہ اور اس کے درمیان میں تھا یزدجرد نے مدائن سے قادسیہ تک تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر آدمیوں کو

❶......یہ عرب کا دستور تھا کہ وہ تجارت کرتے تھے چنانچہ اس لئے وہ کھجوریں بیچنے فارس جایا کرتے تھے اور فارس کے کاھن اور نجومی ان لوگوں کے ہاتھوں کسریٰ کی حکومت کی بربادی اپنے علوم کی روشنی میں دیکھ چکے تھے۔

خبریں پہنچانے کے لئے بطور ڈاک بٹھادیا تھا۔ جو واقعہ قادسیہ میں رستم کے خلاف گزرتا یا جو کچھ وہ کرتا تھا اس کی اطلاع فوراً نہایت آسانی سے یزدجرد کو ہو جاتی تھی گویا اس زمانے میں بررسانی کا آسان طریقہ نکالا گیا تھا۔

اسلامی فوجوں کی تیاری:......رستم کو ترتیب لشکر میں مصروف دیکھ کر اسلامی فوجوں نے بھی تیاری شروع کر دی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص دونوں پھوڑوں کے مرض میں مبتلا تھے عرق النساء کی شکایت بھی تھی اس وجہ سے گھوڑے پر چڑھنا تو درکنار بیٹھ بھی نہ سکتے تھے۔ بدرجہ مجبوری قصر پر چڑھ گئے جو قادسیہ میں ان کے پہنچنے سے پہلے بنا ہوا تھا اور ایک بوری پر سینے کے بل بیٹھ گئے بعض لوگوں ❶ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس خانہ نشینی پر اعتراض شروع کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر باہر آئے پھوڑے اور زخم ان کو دکھلائے لوگون کی زبان تان بند ہوگئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خالد بن ارفع کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے باوجود صحیح اور معقول وجہ کی اپنی زبان بند نہ کی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا۔ ان میں سے ابومحجن ثقفی بھی تھا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ اس کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا گیا تھا اس کے بعد نہایت فصاحت وبلاغت سے خطبہ دیا لوگوں کو جہاد پر ابھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کو یاد دلایا اور سب کو اس سے مطلع فرمایا کہ خالد بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

مبلغین جہاد کی لشکر میں روانگی:......پھر چند عقل مند سمجھ دار اور جنگ کے تجربہ کار اشخاص کو لشکر کی صفوں میں پھر کر جہاد و جنگ پر ابھارنے کے لئے بھیجا ان میں سے (۱) حضرت مغیرہ (۲) حذیفہ (۳) عاصم (۴) طلیحہ (۵) قیس (۶) غالب (۷) عمرو اور شعراء میں سے (۱) شماخ (۲) حطیہ عبدی (۳) عبدۃ بن الطیب رضی اللہ عنہ تھے یہ لوگ لشکر میں گشت کر کے اسلامی لشکر کو جہاد پر ابھرنے لگے اور قاریوں نے حضرت سعد کے حکم سے سورہ انفال پڑھنا شروع کر دی تو پورے لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا سب کی آنکھیں طیش سے سرخ ہوگئیں دل میں سکون اور اس کے ساتھ انعام و جنگ کا جوش پیدا ہو گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہدایات:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر سے مخاطب ہو کر کہا اے غازیان اسلام اپنے اپنے مورچے اور مقامات پر پہاڑ بن کر ٹھہرنا اور جب حرکت ہو تو دریا کے جوش وسیلاب کی طرح جنبش کرنا۔ نماز ظہر کے بعد پہلی تکبیر کہوں گا تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور لشکر کی صفیں درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہنا اور مسلح ہو کر نوک دار نیزوں کو دشمنوں کے سینے میں چھونے کے لئے سامنے کر لینا اور تلوارین ہاتھ میں لینا۔ پھر جب تیسری تکبیر کی آواز تمھارے کانوں تک پہنچے تو اپنے لشکر کو موقع موقع سے لڑائی پر تل جانا۔ چوتھی تکبیر کو سنتے ہی اچانک تکبیر کہتے ہوئے دین کے دشمنوں کی صفوں میں گھس جانا اور لا حول ولا قوۃ کہہ کر دو بدو لڑنا۔ لہٰذا جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیسری تکبیر کہی تو اسلامی لشکر سے لڑنے والے ❷ نکلے اور ان کے مقابلہ پر لشکر فارس سے تجربہ کار سوار آئے پہلے نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلوار کے ہاتھ چلنے لگے شعراء عرب رجز کے اشعار پڑھتے جاتے اور لڑنے والے وار پر وار کئے جاتے تھے۔

جنگ کی ابتداء:......پہلا جو شخص اس لڑائی میں گرفتار کیا گیا وہ فارس کے شہزادوں میں سے ہرمز نامی ایک شہزادہ تھا اس کو حضرت غالب بن عبداللہ

---

❶......کسی نے انہیں طعنہ زنوں میں سے یہ دو شعر کہے تھے۔ نقاتل حتی انزل اللہ نصرہ ، وسعد بباب القادسیۃ معصم فابنا وقد امت النساء کثیرۃ ، ونسوۃ سعد لیس فیھن ایم ۔(ترجمہ) ہم دین کے دشمنوں سے لڑتے رہیں۔ گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی مدد بھیجے اور حضرت سعد دروازہ قادسیہ پر چھپے ہوئے ہیں۔ پس ہم ایسی حالت میں واپس ہوئے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئیں اور حضرت سعد کی عورتوں میں کوئی بیوہ نہیں ہوئی، انہیں اشعار کو سن کر سعد قصرے سے باہر آئے تھے اور لوگوں کو جمع کر کے اپنے گھوڑوں اور زخموں کو دکھلاتے تھے۔ ❷......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ تیسری تکبیر سنتے ہی اسلامی لشکر کے سب سے پہلے غالب بن عبداللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ لشکر فارس سے ہرمز آیا یہ زرین تاج پہنے ہوئے تھا فارس کا مشہور سردار تھا اسے حضرت غالب نے آتے ہی گرفتار کر لیا اور حضرت سعد کے پاس پہنچا کر واپس گئے۔ پھر حضرت عاصم رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آ کر لڑنے والے کو طلب کیا اہل فارس سے ایک سوار نکل آیا۔ حضرت عاصم نے اس پر نیزہ کا وار کیا اس نے ان کے نیزہ کو ڈھال پر روک لیا حضرت عاصم نے دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر حملہ کیا دشمن جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا حضرت عاصم نے تعاقب کیا اور فارس کے لشکر کی صف سے گرفتار کر لائے۔ یہ لشکر فارس کے باورچی خانے کا ناظم تھا اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں تھیں جن کو صرف مورچہ والوں نے جو سامنے تھے کھایا۔ حضرت عاصم کی یہ دلیری دیکھ کر فارس سے ایک شخص چاندی کا گرز لئے، جڑاؤ تاج پہنے گھوڑے کو کوداتے اچھالتے ہوئے نکلا۔ اسلامی لشکر سے حضرت عمرو بن معدیکرب مقابلہ پر آئے اس نے ان پر گرز چلایا انہوں نے اس کے وار کو خالی دے کر ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر پکڑ لائے اس کے بعد رستم نے ہاتھیوں کے بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی۔

اسدی میدان جنگ سے قید کر کے حضرت سعد کے پاس لائے اور پھر لوٹ کر لڑنے چلے گئے تھے اس دوران ایک دوسرا شہسوار فارس کے لشکر سے نکل کر میدان میں آیا۔ حضرت عمرو بن معد یکرب نے لشکر سے نکل کر اسے گھوڑے سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا۔ خود۔ زرہ۔ آلات عرب جو کچھ تھا لے لیا۔ رستم نے لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر جنگ مغلوبہ شروع کر دی۔ ایک دم ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف بڑھایا بجیلہ نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا حضرت سعد نے بنی اسد کو بجیلہ کی کمک کا حکم دیا طلیحہ بن ولید اور حمال بن مالک نے ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا پھر طلیحہ کی طرف ایک نامی گرامی سپہ سالار فارس پر حملہ کرتا ہوا بڑھا طلیحہ نے پہنچنے کے بعد ایک ہی وار سے صاف کر دیا۔

اشعث بن قیس کی للکار: ...... اشعث بن قیس نے بنو اسد کو لڑتے ہوئے دیکھ کر کندہ سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ کندہ کیا ناموری اور مردانگی کا سہرہ بنی اسد کے سر پر باندھا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے کیا مردانگی دکھا رہے ہو! دیکھو اس وقت عرب کی ہر قوم اپنے مورچہ سے حرکت کر چکی ہے لیکن افسوس ہے کہ تم اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی۔ اشعث یہ کہہ کر آگے بڑھے ان کے بڑھتے ہی کندہ نے بھی حرکت کی اور فارس کے بڑے گروہ کو جو بجیلہ و بنی اسد کو گھیرے ہوئے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا دیا۔

لشکروں کے عمومی حملے کا پہلا دن: ...... رستم نے اشارہ سے پورے لشکر کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا جس میں ذوالحاجب و جالینوس بھی تھا اس کے بعد حضرت سعد نے چوتھی تکبیر کہی۔ آواز سنتے ہی مسلمانوں کی ساری فوج نے بھی تکبیر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے بنی اسد قدم جمائے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ و جدال کی چکی چل رہی تھی۔ فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں خلط ملط ہوئی گئی تھیں۔ جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کے میمنہ و میسرہ پر حملہ کیا۔ اسلامی سواروں کے گھوڑے ان کالے کالے پہاڑوں کو دیکھ کر بدک کر بھاگے۔ حضرت عاصم بن عمرو نے حضرت سعد کے حکم سے تیر اندازوں کو ہاتھیوں اور ان کے سواروں پر تیر اندازی کا حکم دیا۔ تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ ان کے سواروں کو جواب دینے کی مہلت نہ دی۔ اکثر ان میں منہ کے بل اوندھے ہو کر گر پڑے جو باقی رہے ان کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا شام تک یہ لڑائی اسی طرح جاری رہی بلآخر رات نے اپنے اندھیرے نے دن کی روشنی کو چھپا لیا دونوں گروہوں نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو نیام میں رکھا اور میدان جنگ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹے آئے اس لڑائی کا نام یوم الرماۃ ❶ ہے اور پیر دوشنبہ کے دن محرم ۱۴ھ میں یہ لڑائی ہوئی تھی۔

جنگ کا دوسرا دن: ...... صبح ہوتے ہی نماز فجر کے بعد حضرت سعد نے شہداء ❷ کو دفن کرایا، زخمیوں کو عورتوں کے حوالے کر دیا وہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہو گئیں پھر حضرت سعد نے لشکر کی ترتیب کی طرف توجہ کی اسی دوران دور سے گرد نمایاں ہوئی اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان گونجنے لگا تھوڑی دیر بعد جب گرد چھٹی تو عراق کا لشکر دکھائی دیا جو شام میں لڑ رہا تھا اور دمشق فتح کرنے کے بعد جس کی واپسی کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تھا اس لشکر پر حضرت ابو عبیدہ نے ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر فرما کر روانہ کیا تھا مقدمہ الجیش پر قعقاع بن عمرو مقرر تھے ان کے ساتھ ایک ہزار فوج تھی۔ انہوں نے بیس بیس آدمیوں کی ایک ایک ٹکڑی بنائی تھی اور سب الگ الگ افسر مقرر کر کے ایک کو دوسرے کو اتنے فاصلے پر رکھا تھا کہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

حضرت قعقاع میدان جنگ میں: ...... دوسرے دن کی لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت قعقاع کی فوجیں آنی شروع ❸ ہو گئیں حضرت قعقاع نے حاضر ہو کر سعد کو سلام کیا۔ شام سے عراق کے لشکر کے واپس آنے کی خوشخبری سنائی اور اجازت لے کر میدان جنگ میں لڑنے کے لئے نکل گئے۔ فارس کے لشکر سے ذوالحاجب مقابلہ پر آیا حضرت قعقاع نے پہچان لیا اور بسر کے شہیدوں کو یاد کر کے انتہائی مردانگی سے حملہ کیا تھوڑی دیر تک لڑتے رہے آخر میں حضرت قعقاع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار نکال لی اور اس تیزی سے وار کرنا شروع کیا کہ ذوالحاجب کو جواب دینے کی مہلت نہ ملتی تھی آخر کار حضرت قعقاع نے اس کو قتل کر ڈالا اس کے قتل پر لشکر اسلام میں جتنی خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے لیکن اس سے کہیں زیادہ فارس کے لشکر میں صف ماتم برپا ہو گیا پھر حضرت قعقاع نے جوش مسرت سے ایک چکر لگا کر لڑنے والے کو طلب کیا فارس کے لشکر سے فیرزان اور بندوان نکل آئے۔ حضرت قعقاع نے فیرزان کی طرف قدم بڑھایا بندوان نے ان پر پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا اتفاقاً حرث بن طبیان ابن الحرث بنی تمیم

❶ ...... ایک نسخہ میں یوم الرماۃ کے بجائے کے بجائے یوم ارماث ہے جو صحیح نہیں۔ (دیکھیں تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۴۰) ❷ ...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لشکر کے اسلام کے مقتولوں کی تعداد پانچ سو تھی۔ ان کے حضرت سعد نے قادسیہ کے مشرق عذیب اور عین الشمس کے درمیان ایک وادی میں دفن کرایا تھا۔ ❸ ...... اس دن کو یوم اغواث کہتے ہیں۔

الملات کی نظر پڑ گئی۔لشکر سے نکل کر بندوان کے سر پر پہنچ گئے۔حضرت قعقاع نے فیرزان کو اور بندوان کو حضرت حرث نے اس جگہ پر ڈھیر کر دیا۔

نقلی ہاتھی بمقابلہ فارس:......حضرت قعقاع نے اس لڑائی میں بڑی چالاکی یہ کی تھی کہ دس دس اونٹوں کو ایک ایک قطار میں کر کے ان پر جھولیں ڈال دیں اور ان پر بڑے بڑے تیر اندازوں کو بٹھا کر فارس کے لشکر کے سواروں پر حملہ کرنے کو کہا تھا اور ان کے آس پاس سواروں کو رکھا تھا چنانچہ حضرت قعقاع کی یہ تدبیر کار ہوگئی فارس سپاہیوں کے گھوڑے ان مصنوعی ہاتھیوں کو دیکھ کر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے فارس کے سپاہیوں نے ان کو لانے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا اہل فارس کو ان نقلی ہاتھیوں سے اس سے زیادہ نقصان پہنچا جتنا مسلمانوں کو اصلی ہاتھیوں سے برداشت کرنا پڑا تھا۔

آج کا دن قعقاع کا دن:......حضرت قعقاع نے اس معرکہ میں تیس حملہ کئے اور ہر حملہ میں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا سب سے آخر میں جوان کے ہاتھ سے مارا گیا ''بزرجمہر'' ہمدانی تھا۔سیستان کا شہزادہ براز اعور بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔دوپہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا فارس کے لشکر کا کوئی شہسوار باقی نہ رہا جو کہ میدان جنگ میں آیا ہو اور حضرت قعقاع نے اس کو قتل نہ کیا ہو دوپہر کے بعد اہل فارس حضرت قعقاع کے مقابلہ پر جانے سے ڈرنے لگے تو رستم نے مجموعی قوت سے پھر حملہ کرنے کا حکم دیا ایک طرف سے اہل فارس نے حملہ کر کے لشکر اسلام کو محاصرہ میں کر لینے کا ارادہ کیا دوسری طرف سے فوج اسلامیہ نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کے جوہر دکھانا شروع کر دیئے۔

خطرناک جنگ:......آدھی رات تک لڑائی نہایت زور وشور سے جاری رہی جس میں فارس کے نامی گرامی سردار مارے گئے۔پھر تیسرے دن کی جنگ شروع ہوئی جسے یوم عماس کہتے ہیں یاقوت حموی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کسی جگہ کا نام ہے یا معنی بدل کر مسلمانوں کی طرف سے ایک ہزار آدمی شہید وزخمی ہوئے اور فارس کے دس ہزار مشرکین مارے گئے۔حضرت سعد نے شہداء کو جمع کرا کے دفن کرایا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر خیموں میں لائے جو اس کام کے لئے لگایا گیا تھا اور عورتوں کے حوالے کر دیا لڑکوں کے ذمہ قبریں کھودنے کا کام لگایا گیا۔دشمن کے مقتولوں کی لعشیں میدان جنگ میں یوں ہی پڑی رہیں نہ ان پر کوئی روتا اور نہ ان کے کفن دفن کی کسی کو پروہ تھی۔جنگ کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ مردار کھانے والے بھی ان ناپاک لعشوں کو کھانے نہیں آتے تھے۔

یوم اغواث اور فارسی لشکر کا حال:......فارس کے لشکر کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں بے ہوش پڑے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پہلے تھا۔اور نہ ان کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقام کا کچھ خیال تھا۔لیکن دوسری طرف اسلامی لشکر کے جوش کا وہی حال تھا ہر انسان کے چہرے پر خوشی اور فرحت کے آثار واضح تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو صحیح وتندرست تھے وہ شوق جنگ میں بے تاب تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواث [1] کہتے ہیں۔

---

[1] ......جس وقت یہ لڑائی زور وشور سے جاری تھی اس وقت ابو محجن ثقفی مشہور بہادر اور شاعر جو شراب پینے کے جرم میں قید تھا۔قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب ضبط نہ ہو سکا بے تاب ہو کر سلمیٰ (سعد کی بیوی) سے کہا خدا کے لئے تم مجھے چھوڑ دو اگر میں زندہ بچ گیا تو پھر واپس آ کر اپنے ہاتھ سے بیڑیاں پہن لوں گا اور اگر مارا گیا تو مجھے دفن کرا دینا سلمیٰ نے کوئی توجہ نہ دی ابو محجن افسوس کے لہجہ میں اشعار پڑھنے لگا جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں۔ان تردی الخیل بالقنا . واز ك مشدو واعلیٰ و ثاقیا۔اس سے بڑھ کر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔اذ قمت عنالی الحدید واغلقت . مصاریع من دونی تصم المنا دیا۔جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی۔اور اس طرح دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کہ جس کو آواز دو وہ سنتا ہی نہیں۔سلمیٰ کے دل پر ان اشعار کا ایسا اثر پڑا کہ اس نے خود آ کر بیڑیاں کاٹ دیں اور خاص حضرت سعد کا گھوڑا ''بلقاء'' نامی دیا،ابو محجن سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور نیزہ بازی کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر میمنہ پر حملہ کیا اور پھر اس طرف سے تکبیر کہہ کر میسرہ پر ٹوٹ پڑا اور اس زور وشور سے حملہ کیا کہ جس طرف جاتا تھا صف کی صف الٹ دیتا تھا پورا لشکر اس مردانہ حملہ سے متحیر تھا کہ یہ کون بہادر ہے۔خود حضرت سعد بھی حیران تھے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ حملہ کا انداز تو ابو محجن کا ہے لیکن وہ تو قید ہے اگر وہ قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ ابو محجن اس پر حیرت کی بات یہ ہے کہ تو میرا گھوڑا ابلقاء ہے جب رات ہوئی تو ابو محجن نے میدان جنگ سے واپس آ کر خود بیڑیاں پہن لیں سلمیٰ نے ان سے قید کرنے کی وجہ دریافت کی ابو محجن نے جواب دیا کہ مجھے اور کسی وجہ سے امیر نے قید نہیں کیا میں جاہلیت میں ہر وقت شراب پیتا رہتا تھا اور وہی کمبخت عادت اب بھی نہیں چھوٹی اگر پینے کو نہیں ملتی تو زبان ہی سے شعر کہہ کر مزہ لیتا ہوں۔جب صبح ہوئی اور اس کو تذکرہ حضرت سعد کے سامنے ہونے لگا تو یہ تمام حالات بیان کیئے۔حضرت سعد نے اس وقت ان کو رہا کر دیا اور کہا واللہ! مسلمانوں پر جو شخص ایسی جان نثاری کرے میں اس کو قید نہیں کر سکتا۔ابو محجن نے کہا اللہ کی قسم میں بھی آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔چنانچہ ابو محجن نے اس کے بعد کبھی شراب نہیں پی۔

یوم عماس اور مسلمانوں کی حکمت عملی: ..... تیسرے دن کی جنگ کا نام یوم عماس ہے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسلامی فوجوں سے رات کو کہہ دیا تھا کہ چند دستے مورچہ سے باہر شام کی طرف اسی وقت چلے جائیں۔اور صبح ہوتے ہی سو سو سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں آئیں اس طرح مسلسل سواروں کی فوج آنی چاہیے چنانچہ صبح ہوتے ہی پہلا دستہ میدان جنگ میں آیا مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور شور مچ گیا۔شام سے امدادی فوج آ گئی۔ان کے پہنچتے ہی حملہ ہوا حسن اتفاق سے دوسرا دستہ ابھی پہنچا ہی تھا کہ ہاشم بن عتبہ سات سو سواروں کو لئے ہوئے آ پہنچے جن کو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے شام سے مدد کے لئے بھیجا تھا انہوں نے اپنے سواروں کو ستر ستر آدمیوں کے حصہ پر تقسیم کر کے باری باری میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا تھا صبح سے شام تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد مسلمان سواروں کے دستے باری باری آتے رہے اور ہر ایک کے آنے پر اللہ اکبر کے شور سے سارا میدان گونج اٹھتا تھا اور فارس والوں کی روح فنا ہوتی جاتی تھی۔

ہاتھیوں کا حملہ ناکام: ..... پھر اسلامی لشکر نے ان کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو پھاڑتے ہوئے عتیق تک نکل گئے اور وہاں سے واپس آ کر ان کے میمنہ پر حملہ کیا رستم نے لڑائی کا رنگ بدلہ دیکھ کر ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور ان کے ارد گرد سواروں کا دستہ مقرر کیا اگرچہ اس حملہ میں مسلمان فوجیوں کے گھوڑے بدک کر بے قابو ہوئے لیکن ان چلتی پھرتی سیاہ پہاڑیوں نے لشکر اسلام کو بے ترتیب کر دیا تھا جس طرف یہ نکل جاتے تھے گروہ کا گروہ پھٹ جاتا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ و عاصم رضی اللہ عنہ نے تو سفید ہاتھی کو لپک کر ایک ہی وار سے مار ڈالا باقی رہا کھجلی والا ہاتھی جس کے مارنے پر حضرت حمال و شرجیل ❶ مقرر ہوئے تھے۔انہوں نے اس ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی تھی اور آنکھ پھوڑ دی تھی ❷ وہ زخمی ہو کر بھاگا اس کے بھاگتے یہ دوسرے ہاتھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے۔تھوڑی ہی دیر میں وہ سیاہ بادل بالکل صاف ہو گئے فارس کے لشکر کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور ان کو حوصلہ آزمائی کا بھرپور موقع مل گیا ❸ عمرو بن معدیکرب، قیس بن مکشوح نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے دشمن کی صفوں میں بے خوف مارتے ہوئے گھس جاتے تھے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے اسی طرح کاٹ چھانٹ کرتے واپس آتے ،سارا جسم گرد و غبار سے بھر جاتا تھا یہ سارا دن خوف و خطر کے اعتبار سے دونوں گروہوں کے لئے برابر رہا اسلامی لشکر نے میدان جنگ میں اشارہ سے نماز ادا کی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی آفتاب مغرب میں چھپ گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے فوجیں ایک دوسرے سے برابر کی حالت میں علیحدہ ہو کر صفوں کو ترتیب دینے میں مصروف ہو گئیں۔

لیلۃ الحریرۃ: ..... دونوں فوجیں صفوں کو ترتیب دے کر میدان جنگ میں پہنچے اور مغرب کے بعد ساری رات لڑتے رہے اس جنگ کا نام لیلۃ الحریرہ ہے۔ ❹ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ ہونے سے پہلے حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کو مخاضہ (نشیبی سکر) کی حفاظت پر مقرر کیا تھا کہ اس سمت سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن حضرت طلیحہ اور حضرت عمرو بن معدیکرب نے اپنے سپہ سالار کے حکم پر عمل کیا مخاضہ پہنچ کر مشورہ کیا ۔حضرت طلیحہ نے فارس کے لشکر پر پیچھے سے تکبیر کہہ کر حملہ کیا اور گشت و خون کا بازار گرم کر دیا اور حضرت عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نشیبی سکر پر یلغار کر کے وہ طلیحہ سے آ ملے اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی۔سب سے پہلے جس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر لڑائی چھیڑی وہ حضرت

---

❶ ..... شرجیل، بیروت کے عربی نسخے میں الذمیل تحریر ہے اور اسی نسخہ کے حاشیہ میں (تاریخ طبری جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۵۵۵) کے حوالے سے الرنبیل اور (ابن اثیر جلد نمبر ۷ ۱۱) کے حوالے سے الزبیل ہے۔ ❷ ..... تصحیح و استدراک، ثناء اللہ۔ ❸ ..... عمرو بن معدیکرب برچھیوں کے زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے برابر وار کرتے جا رہے تھے۔اسی دوران ایک ایرانی سوار ان کے پاس سے نکلا اور اس نے ان پر وار کیا انہوں نے مڑ کر اس کے گھوڑے کی دم پکڑ لی، ایرانی نے گھوڑا بھگانے کی کوشش کی لیکن گھوڑے نے جگہ سے حرکت نہ کی آخر کار سوار اتر کر بھاگا اور یہ گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے لئے سانس لینے باہر آئے پھر جوش مردانگی سے دشمن کی صفوں میں گھس گئے ایرانیوں نے ان کے حملہ سے تنگ آ کر ہاتھی کو آگے کو آگے بڑھایا اور اس کے دائیں بائیں پیدل فوجیں رکھیں حضرت عمرو بن معدیکرب نے گھوڑا چھوڑ دیا نیچے اتر کر قدم بڑھایا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں ساتھ والے ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے پیچھے رہنا ورنہ عمرو بن معدیکرب مارا گیا تو پھر عمرو بن معدیکرب نہ پیدا ہو گا یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی اور ہاتھی پر حملہ کیا فارس کی پیدل فوجیں جو اس کے دائیں بائیں تھیں وہ ان پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر گرد و غبار اٹھا کہ یہ نظر سے غائب ہو گئے ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر سختی سے حملہ کیا دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ❹ ..... اس رات کو لیلۃ الحریر اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ اس رات میں دونوں گروہوں نے کوئی بات چیت نہ کی جس طرح عام طور پر وہ کرتے تھے۔(ابن الاثیر جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۷ ۱۱)۔

قعقاع رضی اللہ عنہ اوران کی قوم تھی ان کے بعد بنی اسد پھر نخع پھر بجیلہ پھر کندہ نے حملے کئے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہر قبیلہ کے حملے کے وقت **اللّٰھم اغفر لھم وانصر ھم** (اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر) کہتے جاتے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ تیسری تکبیر پر حملہ کیا جائے لیکن فارس کے لشکر کی طرف سے پہلی ہی تکبیر پر تیراندازی شروع ہوگئی اس وجہ سے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھا دیکھی دوسرے قبائل بھی لڑنے لگے ساری رات قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا سوائے شور وغل کہ کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی تو میدان جنگ سے حضرت رستم تک کوئی خبر جاتی اور نہ ان کے پاس کوئی حکم لڑنے والوں تک آسکتا تھا رات بھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نہ سوئے دعا کرتے رہے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ کی ہدایت:......آدھی رات گزر چکی تھی کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے دیکھو سب کے سب سمٹ کر قلب پر حملہ کرو اور رستم کو پکڑو دشمن پر میدان جنگ تنگ ہونیوالا ہے سب لوگ لڑتے لڑتے اگر چہ تھک گئے تھے ہاتھ پاؤں کام نہیں کر رہے تھے لیکن حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی اس آواز نے ان میں ایک تازہ روح پھونک دی۔حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے قبائل کے سرداروں نے اپنی اپنی قوموں کو للکارا ''بہادرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تم سے آگے بڑھنے نہ پاویں'' میدان جنگ میں نئے سرے سے جنگ شروع ہوگئی سواروں نے گھوڑے چھوڑ دیئے پیدل سواروں نے تلواریں گھسیٹ لیں اور بے جگری کے ساتھ لڑنے لگے۔

رستم کا قتل:......حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اوران کے دستے کی فوج دشمن کی صفوں کو پھاڑتی ہوئی رستم کے تخت تک جا پہنچی۔رستم اس وقت تک عتیق میں بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا تخت سے اتر کر لڑنے لگا۔جب زخموں سے چور ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا قریب پہنچ کر اس زور سے برچھا مارا کہ رستم کی کمر ٹوٹ گئی، رستم گھبرا کر ایک گڑھے میں گر پڑ۔حضرت اہلال رضی اللہ عنہ بھی کود پڑے ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لائے اور تلوار کھینچ کر اس کا کام تمام کر دیا۔پھر تخت پر چڑھ کر پکار اٹھے: قتلت رستم ورب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم ہے میں نے رستم کو مار ڈالا) اسکی آواز کو سنتے ہی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا لشکر فارس کے لشکر کے ہوش وحواس جاتے رہے، میمنہ، میسرہ قلب بھاگ نکلا۔بعض مؤرخوں نے کہا ہے کہ جب رستم کا ہلال رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا تو اتفاق سے سامنے ایک نہر آ گئی رستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے ساتھ ہی ہلال رضی اللہ عنہ بھی کود ے ٹانگیں پکڑ کر باہر گھسیٹ لائے تلوار سے کام تمام کر کے لاش کو خچر کے پیروں میں باندھ دیا اور اس کے تخت پر چڑھ کر جوش ومسرت سے بول اٹھے، میں نے رستم کا کام تمام کر دیا۔

رستم کے قتل کے بعد:......رستم کے قتل ہوتے ہی فارس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا جالینوس نے ان کے روکنے اور لڑائی جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔باقی رہا فارس کا وہ دستہ جو سر سے پیر لوہے میں غرق تھا۔وہ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔قبیلہ حمیضہ نے ان پر حملہ کیا لیکن تلواریں زرہوں پر اچٹ اچٹ کر رہ گئیں مجبور ہو کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا سردار نے للکارا: سپاہیوں نے جواب دیا کہ تلواریں نہیں کام کر رہی ہیں۔سردار نے غصہ میں آ کر ایک سوار پر اس زور سے برچھے کا وار کیا کہ اسکی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اوندھا ہو کر منہ کے بل گر پڑا یہ دیکھ کر اوروں کو بھی جرأت ہوئی اور کمال مردانگی سے لڑ کر سب کو خاک وخون پر موت کی نیند سلا دیا بڑی مشکل سے تیس ہزار میں سے تیس سواروں نے اپنی جان بچائی۔

ورفش کا دیان پر قبضہ:...... ضرار بن الخطاب نے ایرانیوں کا نشان ورفش کادیان اپنے قبضے میں لے لیا جس کے بدلے میں انہوں نے تیس ہزار دینار اور وہ درحقیقت دولاکھ دس ہزار دینار کی مالیت کا تھا۔پچھلی جنگوں کے علاوہ اس معرکہ میں فارس کے لشکر کے دس ہزار سپاہی مارے گئے اور اسلامی لشکر کے چھ ہزار سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا۔اس سے پہلی جنگ میں ڈھائی ہزار مسلمان شہید ہو چکے تھے شہداء کے دفن کرنے کے بعد مال غنیمت اور جنگی آلات اتنے جمع کئے گئے کہ نہ اس سے پہلے اور نہ پھر اس کے بعد اتنے جمع ہوئے۔حضرت سعد نے رستم کا سامان ہلال بن علقمہ کو دیا اور حضرت قعقاع اور شرجیل کو تعاقب کے لئے روانہ کیا ان سے پہلے زہرہ بن حیوۃ فوج کا ایک دستہ لے کر ہارے ہوئے لشکر کے پیچھے نکل چکے تھے۔

جالینوس کا قتل:......ادھر جالینوس مقام حرازہ میں ہارے ہوئے لشکر کو جمع کر رہا تھا اس دوران زہرہ نے پہنچ کر حملہ کر دیا سب کو جالینوس سمیت قتل کر ڈالا اور جالینوس کا سامان قبضے میں لے لیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے زہرہ کو سامان کے زیادہ اور قیمتی ہونے کی وجہ سے جالینوس کا سامان دینے سے توقف کیا اور دربار خلافت سے دریافت فرمایا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمان بھیجا کہا ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا زہرہ نے بہت اچھا کام کیا ہے ان کی دل

شکنی نہ کی جائے اور جالنیوس کے سامان کے علاوہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانچ پانچ سو دینار اور بھی عطا فرمائے جائیں۔

مشہور اسلامی بہادر:......شکست کے بعد حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی اور حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ فارس کے ایک دستے پر حملہ آور ہوئے جنہوں نے قسم کھائی تھی کہ جنگ ختم ہونے پر پسپا ہوکر نہ بھاگیں گے اور میدان جنگ میں مرجائیں گے چنانچہ حضرت عبدالرحمن نے وہیں ان سب کو ڈھیر کر دیا۔ ایرانیوں کے لشکر کیفرار ہونے پر ان کے تیس سردار اپنی جان نثار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتے رہے جن کے مقابلے میں اسلامی لشکر سے تیس سوار نکلے اور تھوڑی ہی دیر میں ان سب کو بھی قتل کر کے میدان کو مخالفوں سے صاف کر دیا۔ ایرانی سرداروں میں سے ہرمزان ہودوزاد بن بھیس، قارن بھاگنے والوں میں سے تھے اور استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہر کر لڑنے والوں میں شہریار بن کبار، قرداں اہوازی، خسرو شنوم ہمدانی ابن الہربر وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شوق سماعت:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری بھیجی اور اسلامی فوج کے شہیدوں کے نام لکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جس دن سے جنگ قادسیہ شروع ہوئی تھی روزانہ صبح ہوتے مدینہ سے باہر نکل جاتے اور دوپہر ڈھلتے تک قاصد کا انتظار کرتے معمول کے مطابق ایک دن مدینہ کے باہر کھڑے ہوئے قاصد کا انتظار فرما رہے تھے کہ دور سے ایک اونٹ سوار نظر آیا دوڑ کر اس سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو، سوار نے کہا، قادسیہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فتح کی خوشخبری دے کر مجھے بھیجا ہے۔ ❶ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شوق سے بے تاب ہوکر تفصیلی حال دریافت فرمانے لگے قاصد نے کہنا شروع کیا: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اتنے مشرکین جنگ میں مارے گئے اور اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا جنگ کے ختم ہونے کے بعد لشکر اسلام دربار خلافت سے لئے احکام کے انتظار میں قادسیہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان پہنچا۔ جنگ قادسیہ ۱۴ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں اور بعضوں کا خیال ہے کہ ۱۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

فتح بہرہ شیر، مدائن جلولاء، حلوان:......فارس والوں نے قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم جگہ تھی یہاں پر ان کے نامور سرداروں میں سے تخیر خاں، مہران اہوازی، ہرمزان وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ جنگ کا سامان تیار کر کے فیرزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کامیابی کے بعد دو مہینہ تک قادسیہ میں انتظام کے لئے ٹھہرے رہے پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اہل وعیال کو ایک بڑے لشکر کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش میں حضرت زہر بن حیوۃ، حضرت شرجیل بن السمط اور حضرت عبداللہ بن المعتمر کو مقرر کر کے آگے روانہ کیا۔ مقام رستن (برس) میں بصری سے مڈبھیڑ ہوگئی بصری جنگ میں زخم اٹھا کر بابل کی طرف بھاگا برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہوکر حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ضرورت کے مطابق جگہ جگہ پل تیار کروائے جس سے اسلامی لشکر باآسانی سے بابل تک پہنچ گیا۔ فیرزان نے بابل سے نکل کر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان لوگوں سمیت جو بابل میں تھے بھاگ نکلا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بابل پر قبضہ کر لیا۔ فارس کی فوجیں بابل سے بھاگنے کے بعد چند گروہوں میں تقسیم ہوگئیں کچھ تو ہرمزان کے ساتھ اہواز میں جا پہنچیں۔ فوج کا ایک حصہ فیرزان کے ساتھ نہاوند کے طرف چلا گیا جہاں پر کسریٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ کو تخیر خان و مہران لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ راستے میں جتنے پل تھے سب کو توڑ ڈالا اور مدائن کے چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔

شہریار سے مقابلہ:......پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش پر حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم فرمایا

---

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اونٹ سوار کا رکاب پکڑے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے رہے تھے اور بار بار حال پوچھتے جا رہے تھے جب مدینہ میں پہنچے تو اونٹ سوار نے دیکھا کہ جو لوگ ملتے ہیں وہ ان کو امیر المومنین کہہ کر پکارتے ہیں خوف سے کانپ اٹھا اور کہا۔ حضرت آپ نے مجھے نام کیوں نہ بتایا مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھائی کوئی حرج نہیں ہے تم سلسلہ کلام ختم نہ کرو چنانچہ اس طرح اس کی رکاب کے ساتھ ساتھ مکان تک آئے ایک مجمع عام میں فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک نہایت پراثر تقریر فرمائی جس کا آخر فقرہ یہ تھا' بھائیو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمہیں اپنا غلام بناؤں میں خود اللہ کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بوجھ میرے سر پر ہے اگر میں اسی طرح تمہارا کام کروں کہ تم لوگ آرام سے اپنے مکانوں میں سوؤ تو میری خوش نصیبی ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضر رہو تو میری بدبختی میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے۔

حضرت زہرہ ؓ، بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سبعی راستہ صاف کرتے ہوئے کوثی ❶ پہنچے جہاں ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ شہریار موجود تھا۔ شہریار ❷ نے کوثی سے نکل کر زہرہ کا مقابلہ کیا جنگ کے دوران شہریار مارا گیا اس کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اس عرصہ میں حضرت سعد ؓ سپہ سالار لشکر اسلام بھی آ گئے اور انہوں نے شہریار کے قاتل کو اس کا سارا سامان عطا فرمایا اس کے بعد حضرت زہرہ ساباط کے طرف بڑھے اہل ساباط نے حضرت زہرہ سے سے جزیہ دے کر صلح کر لی اور حضرت زہرہ نے کسریٰ کے دستہ کو ہرایا پھر ساری اسلامی فوجیں مدائن کے پاس بہرہ ❸ شیر میں جمع ہوئیں۔ جب مسلمانوں نے ایوان شاہی کو دیکھا تو خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کیا خوش ہو ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ھذا ابیض کسریٰ ھذا ما وعد اللہ (یہ کسریٰ کا سفید محل ہے یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے)۔

کسریٰ کے محل کی فتح:...... ۱۵ھ کو لشکر اسلام نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈالا تھا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کیا محاصرہ کے دوران اسلامی سواروں نے اردگرد سے ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور حضرت فاروق اعظم ؓ نے لکھا تھا کہ جو شخص جزیہ دینا قبول کرے یا ہتھیار ڈال دے یا لڑتے ہوئے بیٹھ جائے تو اس کو امان دے دینا اور جو شخص بھاگے اور اس کو گرفتار کر لاؤ تو اس کے بارے میں تم کو اختیار ہے۔ مغربی دجلہ کے سب دہقان اور اہل سواد مسلمانوں کی امان میں آ گئے اور ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا باقی رہ گیا بہرہ شیر اس کا محاصرہ کئے رکھا وقفے وقفے سے منجنیقیں لگا کر کے پتھراؤ کرتے تھے مختلف جگہوں کو ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔

حضرت زہرہ ؓ کی شان:...... ایک دن ان میں سے ایک مرزبان جس کا جسم دیو کی طرح کا تھا نکل کر میدان میں آیا اور شیر کی طرح دھاڑ کر کہنے لگا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو میرے مقابلہ پر آئے۔ حضرت زہرہ ؓ یہ سنتے ہی لشکر کی صف سے نکل کر میدان میں آئے، پہلے دو آدمیوں میں نیزہ بازی ہوتی رہی پھر ایرانی مرزبان نے نیزہ پھینک کر تلوار کھینچ لی حضرت زہرہ ؓ نے بھی اس پر تلوار چلائی تھوڑی دیر تک تلوار چلتی رہی جب

---

❶...... کوثی ایک مشہور تاریخی جگہ ہے۔ نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہیں قید کیا تھا۔ قید خانہ کی جگہ اس وقت تک محفوظ تھی حضرت سعد ؓ اس جگہ کو دیکھنے گئے اور درود پڑھ کر یہ آیت پڑھی تلک الایام نداولھا بین الناس۔ ❷...... جس وقت حضرت زہرہ ؓ کوثی کے قریب پہنچے اور شہریار کو حضرت زہرہ ؓ کے آنے کا علم ہوا تو انہوں نے کوثی سے نکل کر میدان جنگ میں آ کر پکارا، جو بہادر پورے لشکر سے منتخب ہو میرے مقابلہ پر آئے۔ حضرت زہرہ ؓ نے جواب دیا میں کود کر تیرے مقابلہ پر آنے والا تھا لیکن تیرا یہ دعوہ ہے کہ تو تیرے مقابلے اور تجھے مارنے کے لئے کوئی ادنیٰ شخص جائے گا۔ یہ کہہ کر ابونباتہ نایل بن جشعم اعراج کو اشارہ کیا وہ گھوڑا بڑھا کر میدان میں پہنچے، شہریار نے ان کو کمزور سمجھ کر نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا گردن میں ہاتھ ڈال کر زور سے کھینچا اور زمین پر گرا کر سینہ پر چڑھ بیٹھا اتفاق سے نایل کے منہ میں شہریار کا انگوٹھا آ گیا نایل نے اس زور سے کاٹا کہ شہریار تلملا گیا حضرت نایل پلٹ کر ان کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور اسی کی کمر سے خنجر نکال کر پیٹ میں گھونپ دیا شہریار کے مارے جانے کے بعد ایرانی فوجیں جو اس کے دستے میں تھیں بھاگ نکلیں۔ نایل نے شہریار کی زرہ اور لباس اتار لیا، اسلحہ لے لیا حضرت سعد ؓ نے ان کو دیکھ کر حضرت نایل کو حکم دیا کہ اسی لباس اور اسلحہ سے سج کر آئیں چنانچہ حضرت نایل شہریار کے زرق برق لباس اور اسلحہ سے آراستہ ہو کر مجمع عام میں آئیں۔ عرب کی سادہ لوح فوجیں ان کو دیکھ کر سوائے اللہ اکبر کے اور کچھ نہ کہتی تھیں۔ ❸...... بہرہ شیر مدائن کے پائے تخت کے قریب ایک تھا جہاں پر ایک شاہی دستہ رہتا یہ ہر روز صبح کے وقت قسم کھاتا تھا کہ سلطنت فارس پر ہماری زندگی میں زوال نہ آنے پائے گا، یہاں ایک شیر پلا ہوا تھا جو کسریٰ سے بہت مانوس تھا اور ہو سکتا ہے کہ اسی مناسبت کی وجہ سے مقام کو بہرہ شیر کہتے ہوں جب اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچی تو وہ تڑپ کر نکلا حضرت ہاشم ابن عتبہ نے جو ہراول کے افسر تھے اس صفائی سے تلوار کا وار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا حضرت سعد ؓ نے اس بہادری پر ان کی پیشانی چوم لی اور حضرت ہاشم نے جوش مسرت سے حضرت سعد ؓ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا پھر حضرت سعد ؓ تین مہینے تک اور دوسری روایت کے مطابق دو مہینے تک بہرہ شیر کا محاصرہ کئے رہے اہل فارس کبھی کبھی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے اور اسلامی لشکر ان پر منجنیقوں سے پتھر برساتا تھا مسلمانوں اس کی فصیلوں کے گرانے کے لئے بیس منجنیقیں نصب کیں تھیں آس پاس کے تقریباً سب رئیسوں نے حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا لیکن شہر پر کسی طرح قبضہ نہیں ہو رہا تھا ایک دن ایرانیوں نے حصار کی مدت کے طویل ہونے سے گھبرا کر مرنے پر قسمیں کھائیں اور قلعہ سے تیر برساتے ہوئے نکلے مسلمانوں نے بھی جواب دینا شروع کیا حضرت زہرہ جو ایک مشہور سوار اور نامی گرامی افسر تھے اور اکثر جنگوں میں سب سے آگے رہتے تھے ان کی زرہ بوسیدہ تھی کہیں کہیں سے اس کی کڑیاں ٹوٹ گئیں تھی، لوگوں نے کہا، حضرت زرہ کو تبدیل کر کے دوسری پہن لیجئے، حضرت زہرہ نے فرمایا میری یہ قسمت کہاں ہے؟ کہ دشمن کا تیر سب کو چھوڑ کے مجھے آ لگے اتفاق ایسا ہوا کہ سب سے پہلے مسلمانوں میں سے تیر اسی کو آ کر لگا لوگوں نے دوڑ کر نکالنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا جب تک یہ میرے بدن میں ہے اسی وقت تک میں بھی زندہ ہوں مجھے اسی حالت میں رہنے دو شاید ایک دو دشمن دین کو مار کر شہادت ملے۔ چنانچہ اسی حالت میں حملہ کرتے ہوئے بڑھے اور شہریار اصطخر کے رئیس کو ایک ہی وار میں مار ڈالا اور خود زمین پر گر کر انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد ایرانیوں نے تھوڑی دیر تک لڑنا بھاگنا شروع کیا اور شہر والوں نے صلح کا سفید جھنڈا لہرا دیا۔

اس تلوار بازی سے بھی وہ مرزبان کامیابی حاصل نہ کر سکا تو کندھے سے کمان اتار کر برسانے لگا اور زہرہ نے بڑھ بڑھ کر وار کرنے شروع کر دیئے اتفاق یہ ہوا کہ لڑتے لڑتے حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور وہ مرزبان بھی اسی جگہ پر انہیں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کو شبیب خارجی نے حجاج بن یوسف کے زمانے میں شہید کیا ہے، واللہ اعلم۔

بہرہ شیر کی فتح:..... مختصر یہ کہ جب اہل بہرہ شیر کو محاصرہ کی سختی وطوالت سے اناج اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور ان میں لڑائی ومقابلہ کی قوت باقی نہ رہی تو انہوں نے شہر چھوڑ دیا۔ اسلامی لشکر جب حملہ کرتا ہوا شہر کے قریب پہنچا تو ان میں سے ایک شخص سوار ہو کر شہر پناہ کے دروازہ پر گیا دور سے ایک شخص دکھائی دیا جو اشارہ سے کہہ رہا تھا کہ شہر میں اب کوئی شخص باقی نہیں ہے سب کے سب اس شہر کی طرف چلے گئے ہیں جہاں پر شاہی دربار ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوج سمیت بہرہ شیر میں داخل ہوئے بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دریائے دجلہ حائل تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہرہ شیر سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا لیکن دجلہ کو حائل دیکھ کر رک گئے۔ ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل باندھے تھے توڑ کر بے کار کر دیئے تھے دجلہ کے کنارے پر دور تک نظر دوڑانے سے بھی ایک بھی کشتی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ کچھ دیر تک حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریا پار کرنے کے بارے میں سوچتے ہوئے دریا کے کنارے پر ہی پڑاؤ ڈالے ٹھہرے رہے ایک عرصہ میں ایک جاسوس نے آ کر بتایا آپ دجلہ کے کنارے ہی پڑے رہیں گے؟ اور دن کے اندر اندر یزدجرد مدائن کا سارا مال واسباب اور خزانہ لے کر کسی اور طرف چلا جائے گا۔

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے:..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حمد ونعت کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر دجلہ کو پار کرنے کی ترغیب دی ❶ اور پکار کر کہا ''کون ایسا بہادر ہے جو پار کرتے وقت لشکر کی حفاظت کرے'' حضرت عاصم بن عمرو نے جواب دیا میں ہوں! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے پیدا کیا ہے' یہ کہہ کر چھ سو تیر اندازوں کو لے کر اونچی جگہ پر دجلہ کے کنارہ جا بیٹھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی مردانگی سے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ دریا اگرچہ بہت بڑا اور زبردست تھا لیکن ان کی ہمت واستقلال کا یہ حال تھا کہ فوجیں گھوڑوں سے آ کر ٹکراتی تھیں اور مسلمان سوار رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ذرہ بھر بھی طبیعتوں میں پریشانی اور اضطراب پیدا نہ ہوا۔ یمن ویسار کی ترتیب میں مطلقاً فرق نہ آیا۔ اور ایک پیالے کے علاوہ کوئی چیز بھی ادھر ادھر نہ ہوئی اور اس پیالے کے گم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جن کا پیالہ تھا وہ پانی کے ایک بڑے ریلے کی زد میں آ گئے تھے پھر ہوا نے انہیں کنارے پر ڈال دیا تھا ❷۔

مسلمانوں پر حملے کی کوشش:..... ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھ کر حیران تھے جب اسلامی لشکر آدھے دریا سے زیادہ پار کر آیا تو ان کے سپہ سالار نے خرزاد نے تیر اندازوں کو تیر برسانے کا حکم دیا جس کا جواب اس طرف سے حضرت عاصم نے دینا شروع کیا تھوڑی دیر کے بعد جب ایرانی تیر انداز مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے اور مسلسل تیروں کے نشانہ بننے لگے تو دجلہ کے کنارے سے بھاگ کھڑے ہوئے اس دوران حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دجلہ کے کنارے پہنچ گئے اور ان ایرانی تیر اندازوں پر حملہ کر دیا جن کو اسلامی تیر اندازوں کے تیر نے اپنا نشانہ بنایا تھا ایرانی بالکل بے سروسامانی سے مدائن چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگے۔ یزدجرد نے اپنی اور گھر والوں اور شاہی خاندان کو اس سے پہلے ہی جتنا مال و اسباب اٹھا سکتا تھا اٹھا کر روانہ کر دیا تھا جب اس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مدائن چھوڑ کر نکل گیا لیکن اس کے باوجود مدائن میں کپڑے مال واسباب قیمتی برتن اور سامان آرائش اتنا تھا کہ جس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ خزانہ شاہی میں تین ہزار گائے کی کھالیں سرخ دیناروں سے بھری ہوئی ملیں ❸

---

❶..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت تقریر کی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے ''اے بہادرو! تمھارے دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اب دریا کے دامن میں پناہ لی ہے تم جب تک اس کو نہ عبور کرو گے اس وقت تک تم اس پر کامیابی حاصل نہ کر سکو گے اگر یہ مہم بھی سر کر لو تو پھر راستہ صاف ہے۔ کشتیوں کا انتظار کرو گے تو ایک لمبا زمانہ گزر جائے گا کیا تمھارے جوش نے تمھارے اندر اتنی مستقل مزاجی نہیں پیدا کی کہ تم اللہ کا نام لے کر دریا کو پار کر جاؤ ہمارا یہ مشورہ ہے کہ تم اس سے پہلے کہ دنیا تمھیں اس اپنے گرداب میں لے اپنے دشمنوں سے نپٹ لو میں نے اللہ کے بھروسہ پر اس دریا کو پار کرنے کا ارادہ کیا ہے لوگوں نے یہ تقریر سن کر ایک زبان ہو کر کہا، چلیں اللہ کے نام پر اللہ آپ کو آپ کے ارادوں میں کامیاب کرے گا۔ ❷..... تصحیح واستدراک ثناء اللہ۔ ❸..... ابن خلدون میں قنطار لکھا ہے۔ قنطار گائے کی اس کھال کو کہتے ہیں جو دیناروں سے بھری ہوئی ہو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک قنطار ایک ہزار دوسو اوقیہ کا ہوتا ہے۔ اور ایک اوقیہ پونے چار تولے کا ہوتا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک سو بیس رطل کا ایک قنطار ہوتا ہے۔ اور ایک رطل ساڑھے سینتیس تولے کا ہوتا ہے

جس کو رستم قادسیہ جاتے وقت چھوڑ گیا تھا اور اتنا ہی خرچ فوج کے لئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

عراق میں پہلا جمعہ:......اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوئیں اہل شہر نے قصر ❶ ابیض میں داخل ہو کر دروازے بند کر لئے اور اس کے بعد جزیہ دے کر خود کو بچا لیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر ابیض میں داخل ہوئے چاروں طرف سناٹا تھا دل پر ایک عبرت سی چھا گئی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں "کم ترکو امن جنات وعیون وزروع و مقام کریم ونعمة کانو افیها فاکهین کذالك واور ثنها قو ما اخرين "۔ پھر وہیں ایک اسلام سے آٹھ رکعتیں صلواۃ الفتح پڑھیں۔ تخت کی جگہ ممبر نصب کرایا نماز جمعہ اس ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) شاہی دربار میں جتنی تصویریں تھیں ان کو اپنی حالت میں رکھا ایک کو بھی ان میں سے نہیں ہٹایا چونکہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ❷ نمازوں میں قصر نہیں کیا۔

مال غنیمت:......حضرت زہرہ بن حیوۃ رضی اللہ عنہ کو ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان کی طرف روانہ کیا مال غنیمت کے جمع کرنے پر حضرت عمر بن عمرو بن مقرن اور تقسیم پر حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے چنانچہ قصر ابیض اور شاہی دربار میں جو کچھ تھا اس کو اور جس کو اہل مدائن اس بھاگ دوڑ میں ❸ لوٹ کر لئے جا رہے تھے ان سب کو ایک جگہ جمع کیا کسریٰ کا شاہی لباس اس کا سونے کا تاج اور اس کی زرہ جس کو وہ خاص خاص موقعوں پر پہنتا تھا بھگوڑوں سے چھینا گیا۔ شاہی دربار کے خزانے اور اس کے عجائب خانہ میں خاقان چین، قیصر روم، داہر پاشاہ ہند، بہرام گور سیاوخش، نعمان بن منذر کے خود اور ان کی زرہیں اور ان کی تلواریں تھیں کسریٰ، ہرمز، قباد، فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے ان سب نوادرات اور فارسی بادشاہوں کی یادگاروں کو حضرت قعقاع نے ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر جمع کیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جو تلوار چاہیں لے چلیں ۔حضرت قعقاع نے قیصر روم ہرقل کی تلواریں اٹھالی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے بہرام گور کی زرہ ان کو مرحمت فرمائی۔

مال غنیمت کی نمائش اور تقسیم:......مال غنیمت سے حسب دستور نکال کر دربار خلافت بھیجا گیا۔ کسریٰ اور نعمان کی تلواریں نوشیرواں کا تاج پہن کے زرد نگار کپڑے قالین اور پرانی یادگاریں لوگوں کو دیکھانے کے لئے اسی حالت میں روانہ کر دیں اس کے بعد مال غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں پر تقسیم کیا گیا ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے یہ سب فوجیں سواروں کی تھیں پیدل ان میں سے کوئی نہ تھا ایوان شاہی کے لوگوں میں تقسیم کر کے اہل وعیال کو عتیق سے بلوا کر اسی میں ٹھہرایا اور جب تک جلولا، حلوان تکریت اور موصل فتح نہ ہو گیا ان کو یہیں ٹھہرائے رکھا۔

دربار خلافت بھیجی گئی اشیاء:......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خمس کے علاوہ جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجیں تھیں اس میں ہزاروں اقسام کے نوادرات اور عجیب وغریب مال واسباب تھا کسریٰ کا قالین جس کا نام نو بہار تھا اور نوے گز لمبا ۶۰ گز چوڑا تھا۔ اسی حالت میں بھیج دیا گیا پھول پتیاں درخت نہریں، تصویریں، غنچے سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ گرمیوں میں فارس کے بادشاہ بہار کا موسم گزارنے کے بعد اس پر بیٹھ کر شراب نوشی کرتے تھے۔ جب یہ چیزیں مدینہ پہنچیں اور دیکھنے کے لئے پیش کی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں حیران ہو گئیں مال واسباب کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ فرش نو بہار کی نسبت ان کی رائے یہ تھی کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی دریافت کرنے پر رائے ظاہر کی لیکن حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی اس کو تقسیم کیا جائے چنانچہ اس کو بھی کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اس کو انہوں نے تیس ہزار ❹ ہزر میں فروخت کیا حالانکہ وہ نفیس ٹکڑں میں سے نہ تھا۔

---

❶......قصر ابیض سفید محل اس زمانے کا وائٹ ہاؤس تھا۔ ❷......یہ مسئلہ ہے کہ ۴۸ میل سے زیادہ فاصلہ پر اگر ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نمازوں میں قصر نہیں کیا جاتا یعنی مسافر والی نماز کے بجائے مقیم پوری نماز ادا کرے گا۔ ❸......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مدائن میں داخل ہوا ایک ہلڑ سا مچ گیا قصر ابیض اور اس کے عجائب خانے سے جس کے ہاتھ جو چیز لگی اس کو وہ لئے بھاگتا جاتا رہا اتفاق سے حضرت عصمۃ بن خالد ایک غیر معمولی راستہ سے ہو کر گزرتے دیکھا تو دو آدمی گدھوں پر مال لادے ہوئے تیزی سے قدم اٹھائے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت عصمۃ بن خالد ان گدھوں کو حضرت عمرو بن عمرو مقرن کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر معمور تھے مال واسباب اتارا گیا تو اس میں قیمتی قیمتی اور عجوبہ چیزیں نکلیں سونے کا ایک گھوڑا تھا جس پر چاندی کی زین کسی ہوئی تھیں۔ یاقوت وزمرد اس کے سینہ اور پیشانی پر جڑتے تھے سوار چاندی کا تھا لیکن جواہرات سے لدا ہوا تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی بیش قیمت یاقوت وہیرہ سے اس کی مہار جڑی ہوئی تھی۔ اس کا سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے سجا ہوا تھا۔ ❹......عربی نسخہ میں بیس ہزار لکھا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقرریر: ......اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نماز اور جنگ سمیت سب مفتوحہ علاقوں کا متولی مقرر کیا۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ساحل فرات کے خراج پر اور حضرت عثمان بن حنیفہ کنارہ دجلہ کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مقرر کئے گئے۔

ایرانیوں کی تیاری: ......ایرانی مدائن سے بھاگ کر جلولا ❶ میں پناہ گزیں ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے اور آذربائیجان، باب اور جبال سے فوجیں بلوا کر ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے مہران رازی کو اپنا سردار بنایا شہر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں راستوں، گزرگاہوں پر لوہے کے گھوگرو ❷ بچھوائے، یزدجرد ان دنوں حلوان میں تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس سے آگاہ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمان بھیجا کہ تیس ہزار فوج کیساتھ ہاشم بن عتبہ کو ایرانیوں کے مقابلے پر روانہ کرو مقدمۃ الجیش پر حضرت قعقاع بن عمرو افسر مقرر کئے جائیں اور کامیابی کے بعد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کو سواد اور جبال کے درمیان شہروں کی حکومت دو۔ ہاشم اپنے لشکر جرار کو مدائن سے لے کر روانہ ہوئے تھے چوتھے دن جلولاء پہنچ کر محاصرہ کیا اسّی ۸۰ دن تک گھیرے رہے۔

ایرانیوں سے آخری جنگ: ......دوران محاصرہ وقتاً فوقتاً ایرانی نکل کر مقابلہ کرتے رہے آخری جنگ سب جنگوں سے زیادہ خطرناک اور لیلۃ الہریرہ سے کہیں زیادہ بڑی جنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس زور وشور کی آندھی چلی کہ اندھیرا ہو گیا فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن گردوغبار کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا ہزاروں سوار خندق میں گر کر مر گئے۔ اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنالیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنے قلعہ کو غیر مستحکم وخراب کر ڈالا۔ مسلمانوں کو یہ خبر ہوئی تو انہوں نے پھر کمریں باندھ لیں دونوں گروہ میدان جنگ میں جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے۔ ایرانی لشکر مسلمانوں کو روک رہا تھا لیکن حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے بے مثال مردانگی سے گھسے جاتے تھے چنانچہ حضرت قعقاع اسی اپٹے ہوئے راستہ سے گزر کر قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئے لوگوں میں یہ شور مچ گیا کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے خندق پر قبضہ کرلیا ہے اسلامی لشکر نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر دفعۃً حملہ کر دیا ایرانی لشکر پسپا ہو کر بھاگا پریشانی کی حالت میں یاد نہ رہا اور فارسی لشکر اسی طرف بھاگا جس طرف اہل فارس نے مسلمانوں کے حملہ کی تیاری کا سن کر لوہے کے گھوگرو بچھوا دیئے تھے۔ گھوڑے زخمی ہو گئے چلنے کے قابل نہ رہے۔ پیدل ہونا پڑا۔ اسلامی لشکر نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا۔ ایرانیوں میں سے جو لوگ اس جگہ میں جان بچا سکے ان کی تعداد نہایت کم تھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ ایرانی اس واقعہ میں مارے گئے تھے۔

حلوان پر قبضہ: ......حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ان کے تعاقب میں خانقیں تک آگے بڑھ گئے یزدجرد یہ خبر سن کر حلوان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا اور حلوان بھی حفاظت کے لئے خسروشنوم کو چند دستوں کے ساتھ چھوڑتا گیا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ جب حلوان کے قریب پہنچے تو خسروشنوم نے حلوان سے نکل کر مقابلہ کی تیاری کی خسروشنوم کے مقدمۃ الجیش پر زینبی دہقان حلوان مقرر تھا یہ پہلے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آیا حضرت قعقاع نے اس کو قتل کر کے مقدمہ پر حملہ کر دیا خسروشنوم یہ واقعہ دیکھ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے حلوان پر قبضہ کرلیا۔

مال غنیمت کی تقسیم کی قسم: ......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کامیابیوں کے بعد فتح کی خوشخبری کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمان بھیجا کہ چونکہ سواد اور جبل کا درمیانی حصہ ایک قدرتی قلعے سے گھرا ہوا ہے اس لئے اہل فارس ہم تک نہیں آسکتے ہیں۔ لہٰذا کچھ دن مسلمانوں کو آرام کرنے کا موقع دو اس واقعہ میں تین کروڑ مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو حضرت سلیمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے تقسیم کیا ہر سوار کو نو نو ہزار اور نو نو گھوڑے ملے۔ حضرت زیاد جس وقت فتح کی خوشخبری اور خمس لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے شام ہو گئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں اس کو تقسیم نہ کرلوں گا اس وقت تک یہ مال غنیمت کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائے گا اس وجہ سے مسجد کے صحن میں رکھ دیا گیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم رات بھر حفاظت کرتے رہے جب صبح ہوئی لوگوں کی

---

❶ ......سواد کے دیہاتوں میں سے ہے اس کے اور خانقیں کے درمیان سات فرسخ کا فاصلہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جلولاء کو جلولاء اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ علاقہ اہل فارس کی لاشوں کی کثرت کی وجہ سے روشن ہو گیا تھا۔ (معجم البلدان) ❷ ......گھوگرو لوہے کی گیندیں جن پر لوہے کے کانٹے بنے ہوتے تھے۔

آنکھیں جواہرات کے ڈھیر دیکھ کر خیرہ ہوگئیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مال غنیمت اور جواہرات کو دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا ''امیر المومنین یہ تو مقام شکر تھا آپ کیوں رو پڑے''؟ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جس قوم کو اللہ تعالیٰ دولت دیتا ہے اس پر رشک وحسد آ جاتا ہے اور جب حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے قوم میں نفاق اور ناانصافی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

حلوان وقادسیہ:...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سرزمین سواد میں حلوان وقادسیہ کے درمیان تقسیم کی ممانعت کر دی تھی۔ جریر نے فرات کے کنارے کچھ زمین خرید لی تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے واپس کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ہاشم جلولاء سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ دین ابن ہرمزان نے ایک لشکر نئے سرے سے تیار کر لیا اور مقابلہ کے ارادے سے سہل کی طرف آ رہا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی ماتحتی میں روانہ کیا ماسبذان میں صف آرائی ہوئی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ادین کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان تک چلے گئے۔ ماسبذان کے مفتوحہ مقامات اہل ماسبذان کو واپس کر دیئے اور وہیں ٹھہرے رہے اور بعض تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ ماسبذان کا واقعہ نہاوند کے واقعے کے بعد ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو حیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اس زمانہ میں حضرت قطبہ بن قتادہ السدوسی کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا، حضرت قطبہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی دارالخلافت سے حضرت شریح بن عامر بن سعد بن بکر کو بصرہ جانے کا حکم ملا چنانچہ شریح بن عامر، قطبہ بن عامر کو بصرہ میں چھوڑ کر اہواز کی طرف بڑھ گئے راستے میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا بے مثال بہادری سے لڑ کر میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان اطراف پر عتبہ بن غزوان کو حاکم مقرر کر کے روانہ فرمایا اور عرب اور عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم فرمایا حضرت علاء بن الحضرمی کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عتبہ بن غزوان کی مدد کے لئے بھیجو۔ چنانچہ جس وقت عتبہ، جبال جسر پہنچے والی فرات خبر سن کر چار ہزار فوجیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا اگرچہ عتبہ کے دستے میں صرف پانچ سو سپاہی تھے لیکن عتبہ اور ان کے سپاہیوں نے چھکے چھڑا دیئے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا آخر میں والی فرات کو قید کر لیا اور ۱۴ھ میں مقام خریبہ پر پہنچے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ واقعہ جلولاء تکریت اور حصین ❶ کے بعد بصرہ آباد کیا گیا تھا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے بصرہ کی طرف روانہ کیا گیا تھا اور یہ ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔

اس کے بعد ❷ ایلہ والوں نے مسلمانوں کی مخالفت شروع کر دی ایلہ والوں کے ساتھ کشتیوں پر چین کا مال اسباب تھا عتبہ نے پانچ سو سواروں کے ساتھ مقابلہ کیا اور جنگ ختم ہونے پر اپنی لشکرگاہ میں واپس آئے اللہ تعالیٰ نے ایلہ والوں کو ایسا رعب کر دیا کہ انتہائی بے سروسامانی سے جتنا معمولی معمولی مال واسباب پایا آپس میں تقسیم کر لیا اس کے بعد بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی۔ مسجد کی چھت نئے اور کھجور کے پتوں سے بنی۔

فتح البلدان میں لکھا ہے کہ عتبہ نے خریبہ آ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی کہ عرب وعراق کے درمیان کوئی ایسا پڑاؤ مناسب مقام پر بنایا جائے جہاں پر فوجیں سردیوں کے دنوں میں رہیں اور غزوات سے واپسی کے بعد آ کر ٹھہرا کریں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کی درخواست پر ایسی چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت دی اور یہ لکھا کہ یہ زمین جس کو تم چھاؤنی بنانا چاہتے ہو عرب کے مزاج کے مطابق ہو یعنی وہاں پر پانی اور چراگاہ کثرت سے ہو عتبہ نے یہ فرمان پڑھ کر بصرہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا اور منظوری کے لئے بصرہ کی کیفیت دریافت دربار خلافت کو لکھ بھیجی اور منظوری کے بعد بنیاد کی داغ بیل ڈالی اور اس کو بھی گھانس وپھونس اور بانس کے مکانات علیحدہ علیحدہ احاطہ کھینچ کر بنوائے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اس کو بھی گھانس وپھونس اور بانس سے تیار کیا مسجد کے قریب دارالامارۃ اور قید خانہ بنوایا جب جنگ پر جاتے تھے تو اس کو اجاڑ ڈالتے تھے پھر جنگ سے واپس آ کر گھانس وپھونس جمع کر کے چھپر چھاؤنی دارالامارۃ اور قید خانہ بنا لیتے تھے یہی حال ۱۷ھ تک رہا یہاں تک کہ اسی سن میں آگ لگی اور بہت سے مکانات جل گئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ گورنر کوفہ کی درخواست پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پختہ عمارات بنانے کا حکم فرمایا لیکن اس کے ساتھ یہ تاکید کی کہ کوئی شخص ایک مکان میں تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے چونکہ بصرہ سے دریائے

---

❶ ...... تصحیح واستدراک ثناء اللہ۔ ❷ ...... عربی نسخے میں ایلہ کے بجائے ابلہ تحریر ہے۔

دجلہ دس میل کے فاصلے پر تھا اس وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے دجلہ ایک نہر کاٹ کر دجلہ لائی گئی۔ بصرہ کی وجہ تسمیہ میں ایک مجوسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ بسے راہ تھا۔ جس کے معنی ''بہت سے راستوں'' کے ہیں۔ چونکہ یہاں سے بہت سے راستے ہر طرف جاتے تھے۔ اس وجہ سے اس کو عجمی اس نام سے یاد کرتے تھے۔

ایرانی ایلہ سے شکست کھا کر ''دست میاں'' میں پہنچے جہاں پر مرزبان نے ان لوگوں کی مدد کے لئے ایک بڑا گروہ جمع کر رکھا تھا عتبہ کو یہ خبر ملی فوراً پہنچ کر پیچھے ہٹا دیا مرزبان گرفتار کر لیا گیا قتادہ نے اس کا اناج چھین کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جڑاہوا تاج دیکھ کر وہاں کی حالت دریافت کی لوگوں نے بیان کیا کہ دنیا وہاں پھٹی پڑی ہے سیم وزر ابلا پڑا ہے۔ لوگوں کو اس سے بصرہ کی طرف رغبت ہوئی اکثر آدمی مدینہ سے بصرہ آ گئے۔ پھر حضرت عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو لشکر پر اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور امامت پر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مجاشع کو واپسی تک مقرر کر کے خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے۔

عتبہ کی روانگی کے بعد فارس سرداروں میں سے الف بیکان نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے مقام مرغاب میں اس کو آ روکا جنگ کے دوران جب کہ لڑائی نہایت زور وشور سے جاری تھی اور دونوں گروہ جی توڑ کر لڑ رہے تھے اسلامی لشکر کی عورتوں نے دوپٹوں کے جھنڈے بنائے اور اپنے لشکریوں میں آ ملے ایرانیوں نے نشانوں کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے اور یہ سمجھ کر کہ لشکر اسلام کی مدد آ پہنچی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کامیابی کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے خوش خبری لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس بھیجا اتفاق یہ ہوا کہ یہ راستے میں ہی انتقال کر گئے۔

بعض کہتے ہیں کہ ۱۵ھ میں عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی بعض کہتے ہیں ۱۶ھ میں عتبہ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے اور انہوں نے کچھ عرصہ امارت کی۔ ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا دو برس تک یہ امیر رہے۔ پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات لگائے تو ہٹا دیئے گئے اور ان کی جگہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابوسبرہ اور ان کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ مقرر کئے گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

فتح حمص وحماۃ وغیرہ:......محل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حمص [1] کے ارادے سے روانہ ہو کر ذوالکلاع میں پڑاؤ ڈالا ہرقل شہنشاہ روم نے توذر بطریق کو ان کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہنچ کر قیام کیا توذر بطریق نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر شمس [2] بطریق نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر مورچہ قائم کیا دونوں رات بھر ایک دوسرے کی طرف سے محتاط رہنے کی وجہ سے نہ سوئے کسی کو جنگ کا شوق بے چین کئے ہوئے تھا اور کوئی جان کے خوف سے کانپ رہا تھا صبح ہوتے ہی توذر نے دمشق کا رخ کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر ملی تو انہوں نے دمشق سے نکل کر توذر کو آ روکا لڑائی شروع ہو گئی اس دوران حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پہنچ کر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا دونوں طرف کی لڑائی نے رومیوں پر میدان جنگ کو تنگ کر دیا کثیر التعداد رومی فوج جو توذر کے ساتھ تھی اس میں سے صرف چند لوگ بچے مال واسباب جو کچھ ان کے پاس تھا اس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا یزید تو دمشق واپس چلے گئے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ مرج کی طرف لوٹے۔

حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد شمس بطریق سے لڑائی شروع کر دی تھی۔ اور ابھی تک کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوج لے کر آ پہنچے اسلامی لشکر جوش ومسرت سے اللہ اکبر پکار اٹھا جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھا۔ رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اسی پکڑ دھکڑ میں شمس بطریق ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہ لی ہرقل اس شکست کا حال سن کر بطریق حمص کو شہر کے حوالے کر کے الرہا چلا گیا۔ حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے حمص پہنچ کر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل حمص نے ان سے امان طلب

---

[1]......حمص ایک بڑا ضلع اور پرانا ہے شہر خصوصاً ان چھ بڑے ضلعوں کے شام میں مشہور ہیں ان کو انگریزی میں ایسا کہتے ہیں یہاں پر ہیکل شمس جس کی زیارت کے لئے دور دراز ملکوں سے لوگ آتے تھے پرانے زمانے میں اس کی شہرت اس وجہ سے ہوئی تھی مواقع جنگ سمجھنے کے لئے ہم بتانا چاہتے ہیں کہ شام چھ ضلعوں پر مشتمل ہے جن میں سے (۱) دمشق (۲) حمص (۳) اردن اور فلسطین زیادہ مشہور ہیں۔ [2]......عربی نسخہ میں شمس کے بجائے شسں لکھا ہے۔ دیکھیں (ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۲۵)

کی، ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی۔

محاصرہ کے زمانے میں ہرقل نے اہل حمص کی مدد کے لئے اہل جزیرہ کو روانہ کیا تھا لیکن چونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عراق کے اسلامی لشکر سے ایک گروہ کو ہیت وقرقیسا بھیج دیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ حمص کے چھڑانے کے لئے نہ پہنچ سکے مجبور ہو کر اپنے شہروں کی طرف واپس آ گئے اور اہل حمص نے مدد سے ناامید ہو کر انہیں شرائط پر صلح کر لی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

حمص کی فتح کے بعد حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے سمط حضرت بن الاسود کو بنو معاویہ قبیلہ کندہ پر اشعث بن میناس کو سکون، مقداد کو بلی پر اور ان سب پر حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کر کے ❶ حماۃ پر فوج کشی کی، اہل حماۃ نے جزیہ اور خراج دے کر صلح کر لی اس کے بعد اسلامی فوجیں شیرز کی طرف بڑھیں اور شیرز کو صلح کے ذریعے فتح کر کے معرہ کا ارادہ کیا۔ معرہ کو معرۃ النعمان بھی کہتے ہیں اور حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماۃ کی طرح صلح کر لی۔ مسلمان سپاہی لاذقیہ ❷ پہنچے اور اس کو تلوار کے زور سے حاصل کر کے سلیمہ ❸ کو بھی اسی طرح فتح کیا اس کے بعد حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو قنسرین ❹ کی طرف روانہ کیا میناس نے جس کا رتبہ ہرقل کے بعد سب سے زیادہ تھا مقابلہ کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو پسپا کر کے قنسرین کا محاصرہ کر لیا کچھ عرصہ بعد فتح ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے ویران کر دیا اور اس طرف سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دوسری طرف سے حضرت عیاض بن غنم نے کوفہ سے حضرت عمرو بن مالک نے اور قرقیسا کی جانب سے حضرت عبداللہ بن المعتمر رضی اللہ عنہ نے موصل کا ارادہ کیا ہرقل یہ خبر سن کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل حصون کو اسکندریہ، طرسوس اور آس پاس کی تمام وادیوں سے گرفتار کر لیا تاکہ مسلمان ان کے فن تعمیر سے فائدہ اٹھائیں۔ ❺ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بیساختہ بول اٹھے "امر خالد نفسہ یرحم اللہ ابوبکر ھو کان اعلم منی بالرجال (میں حضرت خالد کو اس کی نفس کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو جانتے ہیں)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی اور وجہ سے نہیں ہٹایا تھا بلکہ صرف خیال یہ پیدا ہوا کہ فتوحات کی کثرت سے کہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو غرور نہ آ جائے چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ثابت قدم رہنے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ کو پھر لشکر کا افسر بنایا اور ایسا ہی قنسرین کے واقعے کے بعد خالد کو دوبارہ عہدہ امارت پر مقرر کیا۔

فتح حلب وانطاکیہ:...... فہم قنسرین سے فارغ ہو کر حضرت ابوعبیدۃ نے حلب کی طرف کوچ کیا راستے میں یا حلب کے قریب یہ خبر آئی کہ اہل قنسرین نے وعدہ شکنی کی اور شور مچا دیا۔ کندی فوج کے چند دستوں کے سردار مقرر ہو کر اہل قنسرین کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے اور پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا دوبارہ طاقت کے ذریعے پھر فتح کیا اور بہت سا مال واسباب اپنے قبضے میں لے لیا اس دوران حضرت ابوعبیدہ طب کے قریب مقام خناضر (یا حاضر) ھین جا پہنچے یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنہوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

اہل حلب:...... حضرت ابوعبیدہ کی آمد کی خبر سن کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے حضرت عیاض بن غنم نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے شہر کا محاصرہ کر لیا

---

❶...... یہ ایک پرانا شہر ہے جو حمص وقنسرین کے درمیان واقع ہے۔ ❷...... لاذقیہ بھی ایک پرانا شہر ہے اس کی مضبوطی اور استواری اتنی زیادہ تھی کہ باوجود سخت حصار کے اسلامی لشکر فتح یاب نہ ہوتے تھے حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے اس کی فتح کی ایک یہ نئی تدبیر نکالی کہ میدان میں بہت سے غار کھدوائے جن کے بارے میں رومیوں کو اطلاع تک نہ ہوئی۔ ایک دن فوج کو کوچ کا حکم دیا اور بظاہر حمص کی طرف روانہ ہوئے تھے لیکن جوں ہی رات گہری ہوئی حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ اپنی فوج واپس لے آئے اور انہیں غاروں میں چھپ گئے صبح ہوتے ہی قلعہ والوں نے مسلمانوں کے نچلے جانے کو تائید غیبی سمجھ کر کے دروازہ کھول دیا اور اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے اسلامی لشکروں نے اچانک حملہ کر کے ایک دن میں فتح کر لیا تو عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن فتح وتسلط کے بعد امان طلب کر کے شہر میں چلے آئے اور جزیہ دے کر آباد ہوئے۔ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے ایک جامع مسجد بنوائی اور ان کے کلیسے ان کو دے دیئے گئے۔ ❸...... اس سلیمہ کی وجہ تسمیہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلیمہ شہر موتفکہ کے قریب تھا جو کسی زمانہ میں عذاب الٰہی سے الٹ دیا گیا تھا جس میں صرف سو آدمی بچے تھے پھر ان سو آدمیوں نے اپنے لئے سو مکان بنوائے اس کا نام سلم ماتہ رکھا یعنی "سو آدمی بچے" کثرت استعمال سے مسلم ماتہ سلمیہ ہو گیا لیکن یہ تاویل اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ اہل سلمیہ عرب ہوں اور ان کی زبان بھی عربی رہی ہو اور اگر وہ عجمی تھے جیسا کہ موجودہ نسل کی زبان شہادت دے رہی ہے تو اس تاویل کی گنجائش نہیں۔ ❹...... ہے۔ یہ شہر ۳۵۱ھ تک آباد رہا (معجم البلدان)۔ ❺...... تصحیح واستدراک ثناء اللہ۔

کچھ عرصے کے بعد امان دے کر اور مقبوضہ شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ دیا کریں اور مسلمان ان کی جان و مال اور گرجاؤں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس صلح و امان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھ دیا بعض کہتے ہیں کہ گرجاؤں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ عیسائی حلب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے۔ یہاں تک کہ انطاکیہ فتح ہوا اس وقت عیسائی صلح کر کے حلب واپس آئے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حلب فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے انطاکیہ میں یصر کے شاہی محلات تھے اکثر اوقات آب و ہوا تبدیل کرنے کے غرض سے یہاں قیام کرتا تھا یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آتے تھے اور اس کو اپنا مامن و ملجا ❶ سمجھ کر مقیم تھے مسلمانوں کی آمد کی خبر سن کر انطاکیہ کے باہر صف آرا ہوئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے ٹھنڈے کر دیئے عیسائی فوجیں شکست اٹھا کر شہر میں پہنچی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا چند دن کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلاوطنی یا جزیہ دینے پر صلح کر لی جو عیسائی جزیہ نہ دے سکا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا اس کے بعد عیسائیوں نے پھر وعدہ شکنی کی۔ حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اور حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے پھر لڑ کر ان کو زیر کیا اور ان کی درخواست پر پہلی صلح کی شرائط کے مطابق پھر صلح کر لی گئی۔ چونکہ عیسائیوں کا بار بار نقض وعدہ توڑنا اور ان کی سرکوبی کا نئے سرے سے انتظام کرنا ایک قابل ذکر واقعہ تھا۔ اس وجہ سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لکھنے پر شہر کی حفاظت کے لئے فوجیں مقرر کر کے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ جو مقررہ اوقات پر ان کو دی جاتی تھیں۔

اس کے بعد رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب ''معرہ مصرین'' میں مسلمانوں کے خلاف مجمع ہوا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور میدان میں لڑ کر ان کے مجمع کو منتشر کیا۔ عوام الناس کا کوئی شکار نہیں ہے۔ بہت سے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا میدان جنگ میں مارے گئے اہل ''معرہ مصرین'' نے حلب والوں کی طرح صلح کی درخواست کی حضرت ابوعبیدہ نے صلح کر لی اور معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

ان واقعات سے اسلامی فوجوں کی بہادری، دلاوری، مستقل مزاجی اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا جس طرف کوئی افسر تھوڑی بھی فوج لے کر نکل جاتا تھا عیسائی سردار دوڑ آ کر صلح کر لیتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلا دیں رفتہ رفتہ اسلامی لشکر نے قنسرین اور انطاکیہ کے سب شہروں پر قبضہ کر لیا۔ پھر حلب کو دوبارہ فتح کر کے قورس کا ارادہ کیا، مقدمہ الجیش پر حضرت عیاض بن غنم تھے۔ کسی جدال و قتال کے بغیر اہل انطاکیہ کی صلح کی شرائط پر اہل قورس نے صلح کر لی۔ تل غراز اور اس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے فتح ہو گئے کہیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ نبج کو حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی نے صلح سے فتح کیا۔ عیاض نے اہل دلوک، عنیشاب سے اہل نبج کے شرائط پر مصالحت کر لی، مگر یہ ایک شرط اضافہ کر دی، وقت ضرورت فوجی خدمت بھی دینا ہوگا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق جن جن شہروں کو فتح کرتے تھے ان پر اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کر کے اس کی حفاظت کے لئے ایک لشکر چھوڑ جاتے اور اس کی سرحدی مقامات پر حفاظت کے غرض سے فوج گارڈ مقرر کرتے تھے۔ ہوتے ہوتے شام میں فرات تک جتنے شہر تھے ان پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فلسطین کی طرف واپس تشریف لائے اور ایک لشکر حضرت میسرہ بن مسروق عیسی کے ماتحتی میں بغراس ❷ روانہ کیا۔ یہ لشکر درب تفلیس کے راستے روم کی طرف بڑھا چونکہ راستہ میں رومیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ❸ یہاں عرب کے بہت سے قبائل غسان، تنوخ اور آیاد پہلے سے آباد تھے۔ لیکن مسلمانوں کی آمد کا سن کر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے حضرت میسرہ بن مسروق نے پہنچ کر ان پر حملہ کیا ہزاروں جانیں اس جنگ میں ضائع ہوئیں جنگ کے دوران حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مالک بن اشتر نخعی کو انطاکیہ سے میسرہ کی مدد کے لئے بھیج دیا دشمن گھبرا کر پسپا ہو کر میدان جنگ سے بھاگا اسلامی لشکر شہر پر قبضہ حاصل کر کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور لڑ کر اس شرط پر اس کو فتح کیا کہ عیسائی شہر چھوڑ کر نکل جائیں۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اس شرط پر اسی طرح فتح کیا۔

فتح قیساریہ:..... ان ہی واقعات کے دوران یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم

❶ ..... امن کی جگہ، محفوظ جگہ، ملجا، ٹھکانہ۔ ❷ ..... بغراس انطاکیہ کے مضافات میں ایک جگہ تھی جس کی سرحد ایشیائے کوچک سے ملتی تھی۔ ❸ ..... تصحیح و استدراک ثناء اللہ۔

سے قیساریہ کی طرف فوج دے کر روانہ کیا اس وقت علقمہ بن مجزز، غزہ میں قیصار ❶ بطریق روم سے لڑ رہے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ کو اپنے محاصرہ میں لے کر جنگ شروع کر دی۔ چند دن تو اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جب ان کے (۸۰) اسی ہزار آدمی جنگ میں مارے جا چکے تھے تو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ اجنادین:...... مہم مرج روم سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ و حضرت خالد رضی اللہ عنہ فارغ ہو کر جس وقت حمص میں آئے عمرو شرجیل نے بیسان کے علاقوں پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ اہل اردن نے ڈر کر صلح کر لی رومیوں کو اس سے سخت ناگواری پیدا ہوئی انہوں نے غزوہ بیسان کے آس پاس سے ایک بڑی فوج جمع کر کے ''اجنادین'' میں قیام کیا روم کے بطریقوں میں سے ارطبون نامی گرامی مشہور بطریق لشکر کا سردار تھا۔ عمرو شرجیل نے یہ خبر سن کر اردن میں ابو الاعور السلمی کو چھوڑا اور نہایت استقلال و ثابت قدمی سے رومیوں کی طرف بڑھے ارطبون بطریق نے اپنی فوج سے دو حصے علیحدہ کر کے ایک حصہ کو رملہ میں اور ایک کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لئے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا عمرو نے علقمہ بن حکیم فراسی اور مسرور بن العکی کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوایوب المالکی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا اور خود ارطبون کے مقابلہ کے لئے اجنادین کی طرف بڑھے۔ اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی دونوں گروہ جنگ یرموک کی طرف جی توڑ کر لڑے آخر میں ارطبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا اسلامی لشکر نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دے دیا۔ چنانچہ ارطبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا اترے۔

اس سے پہلے ہم اس واقعہ کو ان لوگوں کی روایت کے مطابق جنگ یرموک سے پہلے لکھ آئے ہیں جنہوں نے واقعہ اجنادین کو یرموک سے پہلے بیان کیا ہے اور یہاں پر ان لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو یرموک کے بعد بیان کرتے ہیں۔

فتح بیت المقدس:...... بیت المقدس میں ارطبون کے پہنچنے کے بعد عمرو نے غزوہ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ غزوہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا۔ بہر کیف اسکے بعد عمرو نے سبط ❷ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی قبر ہے) پھر نابیس، لد، عمواس بیت جبرین، یافا، رفح، اور کل بلاد اردن نہایت آسانی سے باری باری فتح ہو گئے صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جس کے اردگرد کے سب شہروں پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قبضہ کر کے خود اس کے محاصرہ کے لئے بڑھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ اس وقت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے آخری قلعہ قنسرین کو فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تھا عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی گفتگو کی۔ صلح کی شرطوں میں مزید اطمینان کے لئے ایک اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خود آ کر معاہدہ لکھیں۔ مسلمانوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ میں علی بن ابو طالب کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور اسلامی لشکروں کو روانگی کی اطلاع دی کوچ و قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے۔

(مترجم) مؤرخوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا تھا کہ بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر مکمل ہوگی جلد تشریف لائیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ خط پا کر معزز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشورہ کے لئے جمع کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ''عیسائی ہمت ہار چکے ہیں آپ ان کی درخواست منظور نہ کیجئے گا تو ان کی اور بھی ذلت ہوگی اور وہ اب جدال و قتال اور بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دیں گے۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اس رائے سے اختلاف کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یا بروایت یعقوبی کی روایت کے مطابق عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے رجب ۱۶ھ کو مدینہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا بلکہ اس کا مقصد دشمنوں کے دلوں پر اسلامی رعب و جدال کا بٹھانا تھا لیکن پھر بھی روانہ ہوئے تو کس حال میں کہ نہ تو ان کے ساتھ نقارہ تھا نہ توبت تھی اور نہ کوئی غلام باندیاں لاؤ نہ لشکر تھا ڈیرہ خیمہ کا کیا ذکر ہے معمولی خیمہ بھی نہ تھا سواری میں ایک گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ساتھی تھے پھر بھی جہاں پر یہ خبر پہنچی تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے بیت المقدس کا ارادہ کیا ہے زمین کانپ اٹھتی تھی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص نہیں گیا تھا آپ تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا گھوڑا نہ تھا بلکہ اونٹ پر سوار تھے کچھ ستو آپ کے پاس تھا اور ایک لکڑی کا پیالہ۔ طبری نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح یہیں لکھا گیا اور بلا

❶ ...... ایک نسخہ میں قیغار تحریر ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۰)۔ ❷ ...... صحیح لفظ سبسطیہ ہے۔

ذری واز دی کا بیان ہے کہ صلح نامہ بیت المقدس میں تحریر کیا گیا۔ بہر کیف جو معاہدہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بیت المقدس میں لکھا گیا وہ پورا پورا درج ذیل ہے۔

هذا ما اعطى عبدالله عمر امير المومنين اهل ايليامن الامان اعطا هم امانا لا نفسهم و اموالهم و كنائسهم وصلبانهم وسقيمها وبريها بر سلتها انه لا يسكن كنائسهم ولا ينتقض منها ولا من خيرها ولا من صلبهم ولا من شئى من اموالهم ولا يكرهون علىٰ دينهم ولا يضاراحد منهم ولا يسكن بايليا معهم احد من اليهود و على اهل ايليان يعطو الجزية كما يعطى اهل المدينه وعليهم ان اخرجوا منها الروم واللصوث من خرج منهم فهوا من على نفسه و ماله حتىٰ يبلغو امأ منهم ومن اقام منهم فهوامن وعليه مثل اهل ايليا من الجزية ومن احب من اهل ايليا ان يسر بنفسه وماله مع الروم ويخلى بعيهم وصلبهم فانهم امنون على انفسهم وعلى بيعهم وصلبهم حتىٰ يبلغوامأمنهم وعلى ما فى هذا الكتاب عهد الله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة المومنين اذا اعطو الذى عليهم من الجزية شهد علىٰ ذالك خالد بن الوليد و عمر و بن العاص و عبدالرحمن بن عوف و معاوية بن ابى سفيان و كتب حضر ۱۵ھ.

یہ وہ رعایتیں ہیں جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایلیا والوں کو دیں۔ ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست اور ان کے سب مذہب والوں کو امان دی جاتی ہے۔ کسی کو ان کے گرجاؤں میں اقامت اختیار کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور نہ وہ گرائے جائیں گے۔ نہ ان کو اور نہ ان کے احاطے کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور نہ ان کے موقوفات میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر کچھ زبردستی نہ کی جائے گی۔ اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا۔ اور ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے۔ اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں والوں کی طرح جزیہ دیں۔ یونانیوں اور مفسدوں کو نکال دیں۔ پس یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا اس کے جان و مال کو امن ہے جب تک محفوظ مقام تک پہنچ نہ جائیں اور جو شخص ان میں ایلیا میں رہنا چاہے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو اہل ایلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا۔ اور اہل ایلیا سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر ان کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے محفوظ مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اس پر اللہ تعالیٰ، خلیفۂ وقت کا رسول اور ان کے جانشین مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیتے جائیں۔ اس وثیقہ پر حضرت خالد بن الولید، عمرو بن العاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے دستخط بطور گواہ کے کئے۔ مرقومہ ۱۵ھ۔

اس معاہدہ سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا (۲) یہ کہ ان کے عہد حکومت میں اور مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی۔ (۳) یہ کہ زبردستی غیر قوموں سے جزیہ نہیں لیا گیا ان کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں ان کو امن دیا گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سواری میں جو گھوڑا تھا اس کے سم روزانہ سفر سے گھس گئے تھے اس وجہ سے وہ رک رک کر قدم رکھتا تھا اور لباس اور سرو سامان بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جس کو دیکھ کر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بات کو محسوس کر کے گھوڑے سے اتر آئے لوگوں نے ترکی نسل کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور نہایت عمدہ و نفیس پوشاک پیش کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لباس کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جو عزت دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہے اس کو واپس لے جاؤ مجھے اس کے پہننے کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی رہا گھوڑا اس پر لوگوں کے کہنے سننے سے سوار ہوئے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مار کر فرمایا کمبخت تو نے یہ غرور کی چال کہاں سے سیکھی ہے؟۔ یہ کہہ کر پیدل چلے آئے اور پیدل بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کے پاس حضرت داؤد کے سجدہ کی ایک آیت پڑھ کر سجدہ ادا کیا۔ پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے اور اس کو دیکھتے رہے۔ انتہیٰ۔

یزید رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سواروں کا دستہ لئے ہوئے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ استقبال کے لئے آئے یہ سب ریشمی جبے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تکلف کا لباس دیکھ کر غصے ہو گئے۔ گھوڑے سے کود کے کنکریاں اٹھا اٹھا کر ان لوگوں کو مارنے لگے اور انتہائی غصے سے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ میرے استقبال کے لئے اس زیب و زینت سے آئے ہو؟ دو ہی سال میں اپنی حالت تبدیل کر کے عجمیوں کی عادت اختیار کر لی۔ ان لوگوں نے عرض کیا ان قباؤں کے نیچے جنگی اسلحہ ہے یعنی ہم نے فن سپہ گری نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر آپ جابیہ میں داخل ہوئے اراکین بیت المقدس ملنے آئے۔ ارطبون مصر کی طرف بھاگ گیا۔ اہل بیت المقدس نے جزیہ دے کر صلح کر کے دروازے کھول دیئے۔ اور اہل رملہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک پر حضرت علقمہ بن حکیم گورنر مقرر کئے گئے۔ اور ان کو رملہ میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا۔ دوسرے پر حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بن محرز مقرر ہوئے۔ اور بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ جابیہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کچھ عرصہ قیام کیا۔ یہیں پر بڑے بڑے افسروں اور شہر کے سرداروں نے آ کر ملاقات کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سوار ہو کر بیت المقدس گئے۔ صخر کو صاف کرا کے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ یہ واقعات ۱۵ھ کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ کے ہیں۔ رومیوں میں سے جو شخص اس صلح کا مخالف تھا وہ ارطبون کے ساتھ مصر چلا گیا۔ ارطبون نے فتح مصر کے زمانے میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ ارطبون مصر نہیں گیا۔ بلکہ روم چلا گیا تھا اور وہیں کسی گرجے میں مر کر دفن ہوا۔

فوجی نظام اور ترتیب دیوان:......اسی سال ۱۵ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوجی نظام درست کیا اور سارے عرب کے الگ الگ وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور جب وہ دفتر یا رجسٹر مکمل و مرتب ہو گیا تو اس کا دیوان نام رکھا۔ حضرت صفوان بن امیہ، حرث بن ہشام اور حضرت سہیل بن عمرو کی تنخواہیں جب دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے کہا واللہ ہم کسی کو افضل نہیں دیکھتے، ہماری تنخواہیں اور لوگوں سے کم کیوں مقرر کی گئیں؟۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "میں نے پہلے مسلمان ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی ہیں نہ کہ افضل اور بہتر کے لحاظ سے، صفوان نے کہا "ہاں یہ بات البتہ قابل قبول ہے" اور مقررہ وظیفہ قبول کر کے یہ سب کے سب شام کی طرف چلے گئے اور مسلسل جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہیں کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔

(مترجم) (رجسٹر) دیوان کی ترتیب محرم ۲۰ھ میں ہوئی۔ دیوان مرتب کرنے سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقصد سارے ملک کو فوجی بنانا تھا اور اس مسئلہ کو کہ ہر مسلمان اسلامی فوج کا ایک سپاہی ہے عملاً جاری کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اسلام کے شروع زمانہ میں اتنے بڑے پیمانے پر اس کام کو کرنا کسی حد تک ناممکن تھا اس لئے سب سے پہلے قریش اور انصار سے شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں اس وقت حضرت مخرمہ بن نوفل، حضرت ہبیرہ بن مطعم، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب جو بہت بڑے نساب ❶ اور حساب و کتاب میں ماہر تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو طلب کر کے یہ خدمت سپرد کی کہ سارے قریش و انصار کا ایک رجسٹر تیار کریں جس میں ہر شخص کا نام و نسب تفصیل سے درج ہو ان لوگوں نے نقشہ بنا کر پیش کیا تو اس میں یہ نقص تھا کہ اس میں خلافت و حکومت کے لحاظ سے ترتیب قائم کی گئی تھی۔ یعنی پہلے بنو ہاشم، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ لکھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو ناپسند فرمایا، اور ارشاد فرمایا، یوں نہیں! پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو کیوں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں ان کے بعد درجہ بدرجہ قربت دوری کے لحاظ سے ہر قبیلہ کو لکھتے جاؤ اور جب میرے قبیلہ کی باری آئے تو میرا نام بھی لکھو، اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی تنخواہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے زیادہ مقرر کی تو انہوں نے کہا واللہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ مجھ سے کسی موقع پر بڑھنے نہیں پائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربت زیادہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ تجویز نہایت قابل قدر و لحاظ ہے کیوں کہ اگر ترتیب وہی پہلے والی رہی تو خلافت خود غرضی کا ذریعہ بن جاتی۔ الغرض ہدایت کے مطابق رجسٹر تیار ہوا اور نقشہ ذیل کے مطابق

❶......نسب ناموں (سلسلہ نسب) مہارت رکھنے والے کو نساب کہتے ہیں۔

تنخواہیں مقرر ہوئیں جن بزرگوں کے نام رجسٹر میں درج ہوئے ان کی بیوی اور بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور ان کے غلاموں کی وہی تنخواہیں مقرر ہوئیں جو ان کے آقاؤں کی تھیں۔ عام مہاجرین وانصار کی بیویوں کی تنخواہیں دو سو درہم تک اور جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کی مذکر اولاد کی تنخواہ دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔

درجہ بندی کے لحاظ سے تقسیم	تنخواہ کی مقدار
حضرت عباس بن عبدالمطلب	۵۰۰۰ درہم سالانہ
حضرت علی ابن ابی طالب	۵۰۰۰
ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	۱۰۰۰۰
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۲۰۰۰
اصحاب اہل بدر (یعنی جو لوگ بدر میں شریک تھے	۵۰۰۰
اصحاب بدر کے بیٹوں کو	۲۰۰۰
شرکاء بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کہ صحابہ	۴۰۰۰
انصار صحابہ	۴۰۰۰
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	۴۰۰۰
فتح مکہ سے پہلے کے مہاجرین اور شرکاء فتح وغزوات سے قادسیہ کے واقعہ تک	۳۰۰۰
جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لائے یا جنگ قادسیہ و یرموک میں شریک ہوئے	۱۰۰۰
جنگ یمامہ میں شرکت کرنے والے صحابہ	۲۰۰۰
یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے	۴۰۰۰ سے دو ہزار تک علی قدر مراتب
قادسیہ یرموک کے مجاہدین	۱۰۰ درہم سالانہ
حضرت مثنیٰ کی فوج ردیف	۵۰۰
حضرت لیث اور ان کے بعد فوج	۳۰۰ درہم سالانہ
حضرت ربیع کی فوج ردیف	۲۵۰
اہل بدر کی بیویوں کو	۵۰۰
ازواج اہل بدر کے بعد صلح حدیبیہ کے شرکاء تک کی بیویوں کو	۴۰۰
صلح حدیبیہ کے شرکاء کی بیویوں کے بعد سے اس عہد تک کی بیویوں کو	۳۰۰

حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) کو اپنے اہل کے علاوہ اہل بدر میں شریک کر کے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں دیں تھیں۔ انتہی۔

دیوان (رجسٹر) کی ترتیب کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف نے کہا تم اپنی ذات سے شروع کرو، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کے لحاظ سے دور ہوتا جائے اس

کوترتیب سے لکھتے جاؤ، یہاں تک کہ جب میری باری آئے تو میرا نام بھی لکھ دو، یہ واضح رہے کہ خلفاء راشدین میں سے آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے سب سے آخر میں جا کر ملتا ہے۔

اس ہدایت کے مطابق جب رجسٹر تیار ہو گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کسی کی پانچ ہزار اور کسی کی چار ہزار کسی کی تین ہزار کسی کی ڈھائی ہزار کسی کی دو ہزار، پانچ سو، تین سو، ڈھائی سو، دوسو، مرتبوں کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تنخواہیں دس دس ہزار مقرر کی گئیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو علاوہ مقررہ تنخواہ کے دو ہزار زائد دیئے گئے اور عورتوں میں بھی مراتب کے لحاظ سے وظائف مقرر ہوئے اہل بدر کے لئے پانچ ہزار درہم پھر چار ہزار درہم پھر پھر تین ہزار پھر دوسو اور لڑکوں کو سوسو اور مساکین کو دو دو جریب ماہوار تنخواہیں تجویز ہو کر دی گئیں اور بیت المال میں کچھ بھی نہ رکھا گیا۔ بعض لوگوں نے بیت المال میں کسی قدر باقی رکھنے کی درخواست کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میرے بعد یہی فساد کی وجہ ہو گا۔ پھر صحابہ ❶ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے اپنا نفقہ مقرر کرنے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ضرورت کے مطابق بیت المال سے روپیہ لینے کی اجازت دی کچھ عرصہ بعد جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ضروریات بڑھ گئیں اور وہ روپیہ ان کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہونے لگا تو صحابہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹی) کے ذریعے سے تنخواہ میں اضافہ کی درخواست کی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت غصہ ہوئے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی معاشرت، لباس، بستر کے بارے میں پوچھا کیسا تھا؟ اور آپ کی گزر اوقات کیسے ہوتی تھی؟ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتلا دیا تو فرمایا ''واللہ میں فضول خرچی کو پسند نہ کروں گا اور نہ دنیاوی امید کو آخرت پر ترجیح دوں گا۔ میری اور میرے پہلے دونوں دوستوں کی بالکل یہ مثال ہے کہ تین آدمیوں نے سفر شروع کیا پہلا تو اپنا زاد سفر لے کر گزر گیا اور منزل تک پہنچ گیا پھر اس کے بعد دوسرے نے اس کی پیروی کی اور وہ اس سے جاملا اب دونوں ساتھیوں کے بعد تیسرے کی باری آئی لہٰذا اگر اس نے ان ہی دونوں کا راستہ اختیار کیا اور اسی قسم کا سامان لیا جیسا کہ ان دونوں صاحبوں نے لیا تھا تو یہ بھی منزل مقصود پر ان سے جا ملے گا اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو ان کو ہرگز نہیں مل سکتا اور نہ منزل مقصود تک پہنچ سکتا تھا۔

فتح تکریت:......اسی سن کے جمادی الاول کے آخر یا شروع جمادی الثانی میں تکریت ❷ فتح ہوا تکریت کے مرزبان نے فتح مدائن سے خبر دار ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اور سرزمین جزیرہ کو لشکر اسلام کی یلغار سے بچانے کے لئے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ رومیوں کو بھی اپنے درد کا شریک بنالیا، عرب کے چند قبائل ایاد، تغلب، نمر اور مشہار جہ بھی جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کو اس معاملے کی خبر ملی دربار خلافت میں اطلاع بھیجی حکم صادر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن المعتم کو سردار لشکر، ربعی بن الافکل کو مقدمۃ الجیش پر، عرفجہ بن ہرثمہ کو سواروں پر حارث بن حسان کو میمنہ پر، فرات بن حیان کو میسرہ پر اور ہانی بن قیس کو ساقہ ❸ پر مامور کر کے پانچ ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر اسلام تکریت کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن المعتم تکریت کا چالیس دن تک محاصرہ کئے رہے۔ چوبیس حملے کئے۔ محاصرہ کے دوران حضرت عبداللہ بن المعتم نے عرب قبائل کو ساتھ ملا لیا جس سے روزانہ تکریت کے مرزبان کے حالات معلوم ہوتے رہے۔ آخر میں رومیوں نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر کشتیوں پر مال واسباب لاد کر دجلہ کے راستے بھاگنے کا ارادہ کیا تکریت میں جو قبائل عرب تھے انہوں نے حضرت عبداللہ بن المعتم کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا اور یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم ہمیں امان دو تو ہم عین جنگ کے وقت ان سے علیحدہ ہو کر تم سے آملیں گے۔ حضرت عبداللہ بن المعتم نے پیغام دیا کہ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو مسلمان ہو جاؤ ان سب نے ان کے پیغام کے پہنچتے ہی اسلام قبول کر لیا اور آپس میں یہ طے ہو گیا کہ جب لشکر اسلام کی تکبیر سنی جائے تو تم بھی تکبیر کہہ کر دریا کا ناکہ روک لینا، حضرت عبداللہ بن المعتم نے بندوبست کر کے مقررہ وقت اور تاریخ پر حملہ کیا۔ عربوں نے اسلامی لشکر کی تکبیر سن کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور دریا کا راستہ روک لیا۔ رومی اور عجمی دریا کی طرف سے تکبیر کی آواز سن کر یہ سمجھے کہ اسلامی لشکر نے دریا کی طرف سے بھی محاصرہ کر لیا اس خیال سے اسی سمت بھاگے جس طرف مسلمانوں کی فوجیں تھیں مسلمانوں نے جی توڑ کر حملہ کیا۔ اہل تکریت پیچھے ہٹے تو عربوں نے مارنا شروع کر دیا سب کے سب مارے گئے قبائل ربیعہ میں سے بنو تغلب، نمر اور ایاد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور لوٹ مار سے محفوظ رہے مال

---

❶......وہ صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے (ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۳۵) ❷......بغداد اور موصل کے درمیان بغداد سے نسبتاً زیادہ قریب دجلہ کے مغربی کنارے پر یہ شہر واقعہ ہے (معجم البلدان) ❸......ساقہ لشکر کا پچھلا حصہ

غنیمت تقسیم کیا گیا سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن المعتمر نے عہد خلافت فاروقی میں حضرت ربعی بن الافکل کی ماتحتی میں قبائل تغلب، ایاد، نمر، موصل اور نینویٰ کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ حضرت ربعی نے ان مقامات کو صلح وامان کے ساتھ فتح کیا یہ دونوں قلعے دجلہ کے کنارے (ایک مشرقی جانب دوسرا مغربی سمت پر) نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو دجلہ کی مشرقی جانب ہے) بزور تلوار قبضہ حاصل کیا تھا اور اہل موصل نے (جو دجلہ کے مغرب میں ہے) جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔ اس زمانہ میں جبل اکراد اور پورا موصل فتح ہوا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عتبہ میں فرقد نے جزیرہ کی فتح کے بعد عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ واللہ اعلم

فتح جزیرہ وآرمینیہ:...... مذکورہ واقعات میں پہلے جزیرہ والوں نے ہرقل کو لکھا تھا کہ آپ شام کی طرف توجہ فرمائیں اور حمص پر دوبارہ حملہ کیجئے۔ ہم مدد دینے کے لئے تیار ہیں چنانچہ ہرقل کی مستعدی کے لئے جزیرہ والوں نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ہیت روانہ کی جس کی سرحد عراق سے ملتی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سن کر حضرت عمر بن مالک بن حبیر بن معطم کو لشکر کا سردار مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا ان کے مقدمۃ الجیش پر حضرت حرث بن زید رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ حضرت عمر بن مالک نے ہیت پہنچ کر محاصرہ کیا۔ لیکن اہل ہیت نے شہر کی فصیلوں کو پہلے سے مضبوط کر لیا تھا اس کے اردگرد خندقیں کھود لی تھیں جس سے مسلمانوں کے حملے کا اثر ان تک نہ پہنچتا تھا۔ حضرت عمر بن مالک نے مجبور ہو کر آدھے لشکر کو حضرت حرث بن زید رضی اللہ عنہ عامری کے پاس ہیت کے محاصرے پر چھوڑا اور آدھا لے کر قرقیسا پہنچے اور اس کو فتح کرنے میں مصروف ہوئے۔ اہل قرقیسا نے مجبور ہو کر جزیہ دے کر صلح کر لی اس کے بعد حضرت عمر بن مالک نے حرث بن زید رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر اہل ہیت اسلام یا جزیہ دینا قبول کریں تو محاصرہ اٹھا لو ورنہ تم بھی ان کے خندق کے مقابلہ پر خندق تیار کر کے لڑائی جاری رکھو جب تک اسلام نہ لائیں یا جزیہ نہ دیں۔ حضرت حرث بن زید رضی اللہ عنہ نے رومیوں کو بالکل یہی پیغام بھیجا، رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔ حرث ان سے صلح کر کے حضرت عمر بن مالک سے آملے۔

اہل جزیرہ کے کہنے پر ہرقل نے بڑی فوج کے ساتھ حمص پر حملہ کا ارادہ کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنی فوج جمع کر کے حمص کے باہر صف آرا کی۔ اس دوران حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ قنسرین سے آپہنچے دونوں نے متفق ہو کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سب حالات لکھ بھیجے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً چاروں طرف قاصد دوڑائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آج ہی حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمر کو (جو کوفہ میں ہیں) چار ہزار سوار دے کر حمص بھیجو۔ ہرقل نے پھر جنگ پر کمر باندھی ہے کیوں کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کے باہر صفیں جما رکھی ہیں۔ حضرت سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ رقہ کی طرف بڑھ کر جزیرہ والوں کو حمص کی طرف بڑھنے سے روکو۔ حضرت عبداللہ بن عتبان کو نصیبین ہوتے ہوئے حران اور الرہا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حضرت ولید بن عقبہ کو عرب کے قبائل ربیعہ وتنوخ کو روک تھام پر جو جزیرہ میں آباد تھے مقرر کیا اور جنگ ہونے کی صورت میں ان سب سرداروں پر حضرت عیاض بن غنم کو سردار مقرر فرمایا پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس انتظام پر بھی اکتفا نہ کیا خود مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر حمص کے ارادے سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے جابیہ میں آٹھہرے۔ جب جزیرہ والوں نے یہ سنا کہ خود ان کے شہروں میں اسلامی لشکر اتر آیا ہے تو ہرقل سے علیحدہ ہو کر جزیرہ چلے گئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے رومیوں ❶ پر حملہ کر کے ان کو پسپا کیا معرکہ کے تیسرے دن عراق سے قعقاع پہنچے۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خبر کے

❶ ...... اس حملہ کی تفصیلی کیفیت دوسری کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ جب حمص کے محاصرہ میں اکیلے رومی قبائل اور عرب جو ان کی مدد کے لئے آئے تھے باقی رہ گئے تو ایک دن ان لوگوں نے حضرت خالد کو خفیہ طریقے سے پیغام بھیجا، اگر آپ کہیں تو ہم اسی وقت یا عین معرکہ میں عیسائیوں سے علیحدہ ہو جائیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ مجھے تمہارے ٹھہرنے اور چلے جانے کا بالکل خیال نہیں ہے میرے نزدیک تمہارا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں افسوس اس کا ہے کہ میں خود مختار نہیں ہوں بلکہ دوسرے شخص حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوں اور وہ حملہ کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالد سے حملہ کرنے کے بارے میں پوچھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے جو ہے تم کو معلوم ہے اب عیسائیوں سے کس بات کا اندیشہ ہے وہ کثرت فوج کے بل پر لڑتے ہیں اور اب تو کثرت بھی نہیں ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد سارے لشکر کو جمع کر کے ایک پرزور اور موثر تقریر کی جس سے سارے لشکریوں نے جوش میں آکر ہتھیار سنبھال لئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قلب فوج اور حضرت خالد وحضرت عباس نے میمنہ ومیسرہ کو لے کر حملہ کیا۔ قبائل عرب جیسا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اقرار ہو چکا تھا ابتری کے ساتھ پیچھے ہٹے۔ ان کے ہٹنے سے رومیوں کا بازو ٹوٹ گیا۔ بدحواسی سے تھوڑی دیر لڑ کر بھاگ نکلے یہ آخری جنگ تھی جس کے محرک خود عیسائی ہوئے تھے پھر اس کے بعد ان کی پیش قدمی کی ہمت نہیں ہوئی۔

ساتھ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے آنے کی بھی اطلاع کر دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شامل کرو۔

حضرت عیاض بن غنم نے جزیرہ پہنچ کر حضرت سہیل بن عدی کو رقہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل رقہ نے محاصرہ ہوتے ہی جزیہ دے کر صلح کر لی پھر حضرت عیاض نے حران کا رخ کیا۔ جزیہ میں جتنے عرب قبیلے تھے سب نے مسلمانوں کا ساتھ دیا البتہ ایاد بن نزار رومیوں کے ساتھ روم چلے گئے۔ حران والوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا اس کے بعد حضرت سہیل اور عبداللہ کو الرہا کی طرف بھیجا محاصرہ کی بھی نوبت نہ آئی تھی کہ اہل الرہا نے صلح کی درخواست کی جزیہ دینا منظور کر لیا غرض نہایت کم مدت میں آہستہ آہستہ پورا جزیرہ اس سرے سے اس سرے تک ❶ چھوٹی چھوٹی جنگیں لڑ کر فتح ہو گیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جابیہ سے واپس آئے ہوئے فتح جزیرہ کے حالات لکھے اور یہ درخواست کی کہ اگر خالد رضی اللہ عنہ کو آپ اپنے ہمراہ مدینہ لے جائیں تو ان کے بجائے میرے پاس حضرت عیاض بن غنم کو چھوڑتے جائیے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے درخواست منظور کر لی اور حضرت حبیب بن مسلمہ کو عراق عجم اور اس کی جنگ پر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو وہاں کے عرب پر مقرر کیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ ایاد بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہرقل کو خط لکھ بھیجا کہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ عرب میں سے ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا کر آباد ہوا ہے۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم سب عیسائیوں کو جو ہمارے پاس ہیں بھیج دیں گے۔ ہرقل نے قبیلہ ایاد کو اپنے ملک سے نکال دیا۔ چنانچہ قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی شام اور جزیرہ میں آ کر آباد ہوئے حضرت ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ نے انہیں اسلام لانے پر مجبور کیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ان لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیہ دینا منظور کریں تو قبول کر لو، یہ بات کہ اسلام کے علاوہ ان کی کوئی درخواست منظور نہ کی جائے گی۔ جزیرۃ العرب (مکہ مدینہ اور یمن) کے لئے مخصوص ہے ہاں اس شرط ❷ کا ان کو ضرور پابند کرو کہ وہ اپنے لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں۔ چند دنوں کے بعد بنوایاد نے ایک وفد دارالخلافت روانہ کیا اور اس کے ذریعے سے یہ درخواست کی کہ جزیہ کے نام سے ان سے کوئی رقم وصول نہ کی جائے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے درخواست منظور کر لی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے دوگنی کر کے وصول کرنے کا حکم بھیج دیا چونکہ بنوایاد کو ولید رضی اللہ عنہ بن عقبہ سے کسی وجہ سے ناگواری پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے ان کو ہٹا کر فرات بن حیان اور ہند بن عمرا لجملی کو مقرر کیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عیاض بن غنم کو امیر لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسی لشکر میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لڑکے عمرو بھی تھے چنانچہ اسی سن میں جزیرہ فتح ہوا اس کے بعد عمرو نے عیاض کے ساتھ الرہا کو فتح کیا اہل حران نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نصیبین فتح کیا۔ اسی زمانہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص کو ارمینیہ ❸ بھیجا تھا ارمینیہ والوں نے بھی جزیہ دے کر صلح کر لی اس کے بعد صوبہ فلسطین میں سے قیساریہ فتح ہوا۔

اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ اہل عراق کی فتوحات میں سے ہے لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ اہل شام کی فتوحات میں شامل کیا جاتا ہے۔ اور یہ بیان کی جاتا ہے کہ حضرت ابوعبیدۃ نے عیاض بن غنم کو جزیرہ کی طرف بھیجا تھا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے وفات پاتے وقت عیاض

---

❶...... جزیرہ کے جن جن مقامات پر لڑائیاں ہوئیں تھیں ان کے نام یہ ہیں (۱) رقہ (۲) حران (۳) نصیبین (۴) سیافارقین (۵) سمیساط (۶) سروج (۷) قرقیسا (۸) زوزان (۹) عین الوردۃ۔ ❷...... علامہ طبری نے جہاں بنوتغلب (ایاد) کا واقعہ ذکر کیا ہے وہاں پر شرائط صلح میں یہ الفاظ لکھیں ہیں۔ علی ان لا ینصر ولیدًا ممن اسلم اباء ھم ۔ یعنی ان کو اس پر پابند کرو کہ وہ ان لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں جن کے باپ مسلمان ہو چکے ہیں اور دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں۔ ان لاینصر ا و لا دھم اذا اسلم اباء ھم ۔ یعنی جن لوگوں کے باپ مسلمان ہو گئے ہیں ان کی اولاد کو عیسائی نہ بنادیں متاخرین علماء تاریخ ابن الاثیر وغیرہ نے روایت کرتے ہوئے ان خصوصیات کو شاید معمولی سمجھ کو نظر انداز کر دیا جس سے یہ نتیجہ اور اعتراض پیدا ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عام طور سے اس مذہبی رسم سے روکنے کا کیا حق تھا اور انہوں نے اس رسم کو کیوں روکا؟ لیکن جس نے متقدمین کی تصانیف کی سیر کی ہے وہ انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ حکم دینا۔ نومسلمانوں عیسایوں کی اولاد کو اصطباغ نہ دیں۔ تعصب مذہبی نہ تھا اور عامہ خلائق کے امن قائم رکھنے کے لئے یہ حکم دینا اس تصریح کے ساتھ نہایت ضروری تھا علامہ طبری رحمہ اللہ نے عام طور سے یہ لکھا ہے کہ معاہدہ میں ان لوگوں کی یہ شرط بڑھائی ہوئی ہے جو بنی تغلب میں سے اسلام لا چکے تھے۔ ❸...... یہ اصل میں آرمینیۃ اربعہ ہے۔ جو شمشاط، قالیقلا، خلاط، ارجش اور باجنیس نامی شہروں پر مشتمل ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ صرف شمشاط ہی کا علاقہ مراد ہے۔ (معجم البلدان) ارمینیۃ کے آگے لفظ اربعہ کا اضافہ (ابن الاثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۵۳) سے کیا گیا ہے۔

بن غنم کو اپنا جانشین بنایا تھا چنانچہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی عیاض کو حمص قنسرین اور جزیرہ کی طرف مقرر کیا۔

اس کے بعد شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار سپاہیوں کے لشکر سے حضرت عیاض غنم جزیرہ کو فتح کرنے پر تیار ہوئے۔ حضرت ہبیرہ بن مسروق نے (جو ان کے ہراول کے افسر تھے) رقہ پہنچ کر چھ دن کے محاصرہ کے بعد جزیہ لے کر صلح کر لی۔ رقہ کے آس پاس کے گاؤں والوں پر خراج مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اتنے میں حضرت عیاض بھی آ پہنچے اور ایک فوج صفوان رضی اللہ عنہ بن معطل اور حبیب بن اوس کی ماتحتی میں اس کے محاصرہ پر چھوڑ کر الرہا کی طرف چلے گئے اہل الرہا نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑ کر بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ آخر کار اہل الرہا نے امان طلب کی۔ حضرت عیاض جزیہ لے کر صلح کر کے پھر حران کی طرف واپس آئے اس وقت صفوان رضی اللہ عنہ اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی۔ اور حران کے اردگرد کے سارے قلعات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس کے بعد سمیساط، سروج، راس، کیفا، منبج، آمد، میافاقین، کفرتوثا، نصیبین، ماردین، موصل کا ایک قلعہ، اردن، روم، تدلیس ❶ غلاط اور ارمینیہ کی انتہا تک صلح و امان سے فتح ہوا۔ حضرت عیاض بن غنم فتح کا جھنڈا لئے رقہ واپس ہوئے۔ حمص میں پہنچ کر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی جگہ عمر بن سعد انصاری کو مقرر کیا انہوں نے راس عین کو فتح کیا بعض مؤرخوں کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے ان کو راس عین فتح کرنے بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو حضرت عیاض کی وفات کے بعد عمر نے راس عین کی فتح پر مقرر کیا تھا۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جزیرہ کی فتح میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت عیاض کے ساتھ تھے اور آمد کے حمام میں نہانے گئے تھے۔ کسی تیل سے مالش کرائی تھی جس میں شراب بھی تھی۔ بعض مؤرخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔

غرض عیاض نے سمیساط کے فتح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حبیب نے ملطیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھاؤنی ❷ قائم کر کے ایک شخص کو وہاں کا افسر بنایا۔

جس وقت حضرت عیاض بن غنم نے جابیہ سے کفار کے ملک میں دلیرانہ قدم بڑھایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ۱۷ھ میں مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل گورنر تھے۔

حمص میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ماتحتی میں قنسرین میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ، دمشق میں حضرت یزید بن ابی سفیان، اردن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، فلسطین میں حضرت علقمہ محرز اور سواحل پر حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی:...... جزیرہ کی فتح کے بعد یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت خالد بن الولید حضرت عیاض بن غنم کے ساتھ جزیرہ کی مہم سے بہت سا مال لائے ہیں۔ اور اپنی تعریف کے صلہ میں اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دیئے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پرچہ نویسوں ❸ نے اس واقعہ کی اور نیز آمد کے حمام میں شراب سے بدن ملوانے کی اطلاع دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجلس عام میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور اس کے عمامہ سے اس کی مشکیں باندھی جائیں اور یہ دریافت کیا جائے کہ اشعث کو تم نے انعام اپنی ذاتی جیب سے دیا ہے تو فضول خرچی کی ہے اور اگر بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے بہر حال دونوں صورتوں میں معزولی ❹ کے قابل ہوا اور اس کے مقبوضہ شہروں کو اپنی حکومت میں ملا لو چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مجمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا یہ انعام تم نے کہاں سے دیا۔ حضرت خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور پھر دوبارہ دریافت کیا،

❶ ...... عربی نسخہ میں تدلیس کے بجائے بدلیس تحریر ہے۔ (دیکھیں ابن خلدون جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۴۶)۔ ❷ ...... ابن اثیر لکھتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ نے ملطیہ میں پہلی مرتبہ چھاؤنی نہیں قائم کی تھی بلکہ دوسری بار جب اہل ملطیہ نے بغاوت اور وعدہ شکنی کی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت آیا تو انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو دوبارہ ملطیہ پر فوج لے کر روانہ کیا جس کو انہوں نے دوبارہ فتح کیا اور چھاؤنی قائم کر کے ایک شخص کو اس کا حاکم بنایا۔ ❸ ...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جہاں اور انتظامات مدبرانہ کئے تھے وہاں ایک یہ انتظام نہایت دانائی سے کیا تھا کہ ہر فوج کے ساتھ جاسوس مقرر کئے گئے تھے جو فوج کو ایک ایک بات کی اطلاع دیتے رہتے تھے طبری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جاسوس ہر لشکر کے ساتھ رہتے تھے جو ہر واقعہ کو فوراً لکھ بھیجتے تھے۔ دوسرے مقامات پر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔ ❹ ...... معزولی کا واقعہ عام مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکومت ہاتھ میں لیتے ہی معزول کیا تھا چنانچہ ابن اثیر وغیرہ ایسا ہی لکھتے ہیں اور اس فاضل نے بھی ۱۳ ہجری میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے معزول ہونے کے واقعات (باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت خالد ؓ نے جواب دیا، میں نے اپنی جیب سے اشعث کو جائزہ دیا ہے۔ قاصد نے یہ سنتے ہی گرہیں کھول دیں ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا۔ اس کے بعد حضرت فاروق اعظم ؓ نے خالد ؓ کو جواب دینے کے لئے مدینہ طلب فرمایا حضرت فاروق اعظم ؓ نے فرمایا تمھارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر جائزہ تم نے کہاں سے دیا؟ حضرت خالد ؓ نے جواب دیا مال غنیمت سے اور اپنے ڈبل حصہ سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو تمھارا ہے حساب کرنے سے پچیس ہزار زیادہ نکلے جو بیت المال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صلح صفائی ہوگئی۔

توسیع مسجد حرام: ...... ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروق ؓ حج کو تشریف لے گئے مسجد کے صحن کو وسیع کیا بیس راتیں مکہ میں مقیم رہے خرم کے گرد و پیش کے مکانات خرید کر گرا دیئے اور ان کے صحن حرم میں شامل کر دیئے۔ جس شخص نے خریداری کے بعد اپنا قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان زبردستی گرا دیا۔ یہ تعمیر رجب ۱۷ھ میں شروع ہوئی پہلے سے معلوم ہونے کی وجہ سے مخرمہ بن نوفل ازہر بن عبد عوف حویطب بن عبد العزے اور سعید بن یربوع اس خدمت میں مقرر کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مکہ و مدینہ کے درمیان جگہ جگہ مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا۔

فارس پر چڑھائی: ...... حضرت صدیق اکبر ؓ کی خلافت میں حضرت علاء بن الحضرمی بحرین کے گورنر تھے۔ فاروق اعظم ؓ نے ان کو معزول کر کے قدامہ بن مظعون کو مقرر کیا۔ کچھ عرصے کے بعد ۱۷ھ میں پھر حضرت علاء بن الحضرمی کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ حضرت علاء بن الحضرمی بڑے ہمت اور حوصلہ کے آدمی تھے۔ ہمیشہ ہر میدان میں حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل روت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور حضرت سعد ؓ قادسیہ کی جنگ میں کامیاب ہوئے تو حضرت علاء بن الحضرمی کو ان پر رشک آنے لگا۔ لہٰذا فارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن المنذر کو لشکر کا سردار مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر حضرت جارود بن المعلی اور سوار بن ہمام کو مقرر کر کے بلا اجازت حضرت فاروق اعظم ؓ براہ دریا فارس پر حملہ کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم ؓ اور ان سے پہلے صدیق اکبر بھی دریا کے سفر سے بہت پرہیز کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم ؓ مدائن کو فتح کر کے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور فارس کے درمیان میں آتشیں پہاڑ حائل ہو جاتے تو نہ وہ ہم تک آ سکتے تھے اور نہ ہم ان تک پہنچ سکتے۔ لیکن بہادر و جری تھے۔ ابوسبرۃ بن ابی رہم (قبیلہ عامر بنی لوی کی ماتحتی میں) کو فارس کی طرف روانہ کیا ادھر سے ابوسبرۃ اپنی فوج لئے ہوئے خلید تک پہنچ گئے ادھر ایرانیوں نے ہر طرف سے فوجیں جمع کر لی تھیں جن کا سردار شہرک تھا دونوں گروہوں نے استقلال و ثابت قدمی کے ساتھ جنگ شروع کی اور جی توڑ کر لڑے۔ بالآخر ابوسبرۃ فتح یاب ہوئے ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلے بے انتہا ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے دل کھول کر مال غنیمت حاصل کیا۔ لیکن چونکہ آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا اس لئے بصرہ واپس آئے۔

معزولی مغیرہ و ولایت ابوموسیٰ: ...... اس واقعہ کے بعد عتبہ نے اجازت طلب کی حج سے فارغ ہو کر استعفاء پیش کیا حضرت فاروق اعظم ؓ نے نہ نامنظور کر کے ان کو پھر ان کی گورنری پر بھیج دیا۔ راستے میں مقام بطن نخلہ میں پہنچ کر عتبہ کا انتقال ہو گیا ان کی جگہ سال ہونے تک ابوسبرۃ بن ابی رہم گورنری کرتے رہے۔ عتبہ نے ان کو اپنا قائم مقام مقرر کیا حضرت فاروق اعظم ؓ نے یہ تقرری تھوڑا عرصہ قائم رکھی اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ ؓ کو مقرر کیا۔ حضرت مغیرہ ؓ اور حضرت ابوبکرہ میں رنجش پہلے سے تھی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیاد بن ابی ابوبکرہ کا اخیافی بھائی تھا ایک روز

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) بھی لکھے ہیں پھر انہی واقعات کو ۱۷ھ میں ایک الگ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے، ترجمہ کی پابندی کی وجہ سے ہم اوپر فتح دمشق کے عنوان میں لکھ آئے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم ؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا کام کیا تھا وہ حضرت خالد ؓ کو اسلامی لشکر کی سرداری سے ہٹا کر ان کی جگہ ابوعبیدہ ؓ کو مقرر کیا اور پھر اس جگہ پر فتح جزیرہ کے بعد اس واقعہ کو دوبارہ لکھتے ہیں میرے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت خالد بن ولید ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے زمانہ خلافت سے بعض اس قسم کی بے اعتدالیاں کرتے تھے کہ فوجی اخراجات کا حساب و کتاب نہ بھیجتے تھے۔ شاعروں کو مدحیہ قصائد کے بدلے میں بڑی بڑی رقمیں دے دیا کرتے تھے حضرت فاروق اعظم ؓ کو یہ بات ناگوار گزری تھی پس جب خلیفہ ہوئے تو حضرت خالد بن ولید ؓ کی یہ خود مختاری گراں گزری۔ لکھ بھیجا کہ تم اس شرط پر سالار رہ سکتے ہو کہ آ کر لشکر اسلام کے اخراجات کا حساب بھیجتے رہو حضرت خالد ؓ نے جواب میں لکھا کہ میں زمانہ خلافت ابوبکر ؓ سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ حضرت فاروق اعظم ؓ اس وجہ سے ان کو درگزر کرتے ہوئے سپہ سالاری سے معزول کر کے حضرت ابوعبیدہ ؓ کے ماتحت کر دیا سپہ سالار اعظم نہ رہے اس کے بعد ۱۷ھ میں یہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے۔

دونوں (1) نے مغیرہ کو حالت غیر میں دیکھ لیا ابوبکرہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو امامت سے روک دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسی وقت ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے ۲۹ صحابیوں کے ساتھ جن میں حضرت انس بن مالک حضرت عمران بن حصین اور حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم تھے ایک فرمان کے ساتھ مغیرہ رضی اللہ عنہ پاس روانہ کیا اور مدعی علیہ کو گواہوں اور ثبوت سمیت طلب فرمایا خط کا مضمون یہ تھا۔ اما بعد فقد بلغنی عنك بناء عظيم و بعثت ابا موسىٰ امير افسلم اليه ما في يدك والعجل ۔ امابعد مجھے تمھارے بارے میں ایک بہت بڑی خبر ملی ہے اور میں ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے بھیجتا ہو جو تمھارے قبضہ میں ہو اس کو ان کے سپرد کر کے فوراً چلے جاؤ۔ جب مغیرہ اور ابوبکر گواہوں کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ لوگوں کی شہادت لینے لگے۔ گواہوں نے شہادت میں کہا کہ۔ زیاد پوری شہادت نہ دے سکا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو (2) تمیں کوڑے مارے مغیرہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا چپ رہو واللہ اگر شہادت کا تکملہ ہو جاتا تو میں تجھ کو بھی سزا دیتا۔

کوفہ و بصریٰ: ...... ۱۷ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کا احساس ہوا کہ دوسروں کے ملکوں کی آب وہوا عربوں کے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔ اس وجہ سے ان کے چہروں میں تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔ ہوا یہ کہ کسی مقام سے کچھ وفود آئے آپ نے ان کے چہروں کے رنگ تبدیل ہونے کی وجہ دریافت کی وفود نے عرض کیا کہ ہمارے چہروں کے رنگ کو دوسرے ملک کی آب وہوا نے تبدیل کر دیا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جو کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عرب کو دوسری سرزمین کی آب وہوا موافق نہیں آتی ان کی صحت اچھی نہیں رہتی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بیان کی تائید کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔ حضرت سلمان وحذیفہ کو اس کام پر مقرر کرو وہ دونوں آدمی عربوں کے مزاج کے مطابق کوئی جگہ تجویز کریں۔ چنانچہ دونوں نے کوفہ کو پسند کیا اور وہیں پر چھاؤنی قائم کرنے کی تجویز پیش کی اس کے بعد حضرت سعد کے پاس آئے اور اس کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا، حضرت سعد نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی حضرت قعقاع اور حضرت عبداللہ بن المعتم کو لکھ بھیجا کہ اپنے اپنے لشکروں پر کسی کو نائب مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔ لہذا جب یہ دونوں بزرگ حضرت سعد کے پاس آئے تو حضرت سعد مدائن سے روانہ ہو کر محرم ۱۷ھ میں جنگ قادسیہ کے دو سال دو مہینہ بعد جب کہ تین برس آٹھ مہینہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت پر گزر چکے تھے۔ کوفہ پہنچے کوفہ کی سرزمین کو خوب دیکھ بھال کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا دوبارہ خط لکھا۔ میں نے چھاؤنی قائم کرنے کے لئے کوفہ (3) کو پسند کیا ہے۔ یہ مقام حیرہ اور فرات کے درمیان میں واقع ہے اس میں بری و بحری دونوں حیثیتیں موجود ہیں اور اہل عرب کے مزاج کے مطابق میں نے لشکر اسلام کو لا کر یہیں ٹھہرایا ہے ان کے ٹھہرنے کے لئے یہ مقام نہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مدائن میں رہنا پسند کیا ہے میں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اس کو چھاؤنی بناؤں جنگ کے زمانہ میں لشکر باہر چلا جایا کرے گا اور جنگ ختم ہونے کے بعد واپس آیا کرے گا۔ کوفہ (4) میں قیام کرنے کے بعد عام لوگوں پر اس کی خصوصیات ظاہر ہوگئیں جو قوت وتوانائی کی حالت ان کی پہلے تھی وہ پھر لوٹ آئی۔ اس زمانے میں اہل بصرہ (5) بھی تیسری بار اپنے اپنے

---

(1) ...... ان دونوں کے ساتھ شبل بن معبہ البجلی اور نافع بن کلاۃ بھی تھے۔ دیکھیں (ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۵۹)۔ (2) ...... ہمارے پاس موجود عربی نسخہ میں تمیں کے بجائے تین کوڑے تحریر ہیں۔ اور پیراگراف ختم ہونے کے بعد اس عبارت کا اضافہ ہے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصریٰ کی گورنری سے ہٹا کر حضرت عمر بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بصرہ کا گورنر مقرر کر دیا اور حضرت عمر بن سراقہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیج دیا۔ دیکھیں (تاریخ ابن خلدون جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۴۸)۔ مکتبہ داراحیاء التراث العربی۔ (3) ...... اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اس وجہ سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ حضرت نعمان بن منذر اسلام سے پہلے عراق کے حکمران تھے ان کا دارالحکومت اسی مقام پر تھا اس کا منظر نہایت خوشنما دلچسپ اور دریائے فرات صرف ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا۔ (4) ...... اس کی وضع وساخت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریری حکم بھیجا تھا چنانچہ اسی کے مطابق عرب کے جدا جدا قبیلے علیحدہ علیحدہ محلوں میں آباد کئے گئے سڑکیں اور شارع عام چالیس چالیس اور اس سے گھٹ کر تیس تیس اور بیس بیس ہاتھ چوڑی رکھی گئی۔ اور گلیاں سات سات ہاتھ چوڑی بنائی گئیں۔ جامعہ مسجد کی عمارت دوسری عمارتوں سے ممتاز اور قدر وسیع تیار کی گئی تھی کہ اس میں چالیس ہزار آدمی آسکتے تھے۔ اور اس کے آگے ایک وسیع سائبان دوسو گز لمبا سنگ مرمر کے ستونوں پر قائم کر کے بنایا گیا جو کسریٰ فارس کی عمارتوں سے نکال کر لائے گئے تھے۔ اور اس کی قیمت ایران کی رعایا کو دی گئی تھی۔ مسجد سے دوسو گز کے فاصلے پر ایوان حکومت بنایا گیا جس میں بیت المال کی بھی عمارت تھی اور اسی کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کیا گیا تھا جو مسافر باہر سے آتے تھے چند دنوں کے بعد جب بیت المال میں چوری ہوئی تو حکومت کی عمارت مسجد سے ملا دی گئی۔ جامعہ مسجد کے علاوہ ہر قبیلے کے لئے الگ الگ مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں۔ (5) ...... اس کی وجہ تسمیہ اور آباد کئے جانے کی کیفیت اس جلد کے صفحہ نمبر ۶۹ کے نوٹ میں ہم بحوالہ فتح البلدان لکھ آئے ہیں اس شہر کی وضع ساخت بالکل کوفہ جیسی تھی۔

مکانوں میں پہنچے ان دونوں جگہوں کے مکانات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت سے گھاس پھونس بانس سے بنائے گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ اور بصرہ میں آتش زدگی ہوئی۔ سب مکانات جل گئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اینٹ اور گارے کی عمارتیں بنانے کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔ لیکن یہ شرط لگائی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے اور مکانات زیادہ بلند اور لمبے چوڑے نہ ہوں۔ الزموا السنة تلزمكم الدولة۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی)۔ کوفہ کو بسانے اور بنانے پر ابوہیاج بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابوالجر اب عاصم ابن الدلف مقرر تھے۔

کوفہ کا حدود دار بعہ:...... کوفہ کے ایک طرف حلوان تھا جس کی حکومت حضرت قعقاع کے قبضے میں تھی۔ دوسری طرف ماسبذان تھا جس پر حضرت ضرار بن الخطاب عامل تھے۔ تیسری طرف قرقیسا تھا حضرت عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے۔ چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن المعتم مقرر تھے۔

فتح اہواز وسوس:...... فارس کا نامی گرامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا۔ (جو اہواز کا دارالحکومت تھا) اس کے اردگرد شہروں پر قابض ہو کر میسان، دشت میسان، حدود بصرہ، منادر اور نہر تیری حدود اہواز تک اپنے قبضہ کو بڑھا لیا تھا چونکہ اس کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی لہٰذا اس کو فتح کئے بغیر بصرہ میں پوری طور سے امن قائم نہیں رہ سکتا تھا اس وجہ سے عتبہ بن غزوان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ چنانچہ حضرت نعیم بن مقرن اور حضرت نعیم بن مسعود عتبہ کی کمک پر بصرہ اور اہواز کی حدود کی طرف بھیج دیئے۔ عتبہ نے (بنو عدویہ بن حنظلہ سے) سلمٰی ❶ بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بصریٰ کی دوسری سرحد میسان کی طرف بھیج دیا سلمٰی اور حرملہ بنو عمر بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے ملکی اور قومی جوش و غیرت دلا کر بلایا غالب وائلی اور کلیب بن وائل کلبی سرداران بنو عم بن مالک اس تحریر سے متاثر ہو کر ملنے آئے اور یہ وعدہ کر گئے کہ جس وقت تم لوگ منادر اور نہر تیری ❷ پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ آور ہو جائیں گے جس دن اور جس وقت حملہ کرنے کا معاہدہ ہوا تھا ٹھیک اسی دن اور اسی وقت ایک طرف سے سلمٰی اور حرملہ نے کیا اور دوسری طرف سے نعیم بڑھے۔ سلمٰی بصرہ کے لشکر امیر پر تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے دونوں سپہ سالاروں نے دونوں طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی شہر کے اندر سے غالب اور کلیب وعدہ کے مطابق حملہ آور ہوئے منادر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اچانک واقعہ سے گھبرا گیا اس کی فوج کی ترتیب بگڑ گئی مجبور ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا۔ اسلامی لشکروں نے تعاقب کیا ہزاروں ایرانی اس بھاگ دوڑ میں مارے گئے دریائے دجیل پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہر گیا اور ہرمزان سوق اہواز کی طرف پل پار کر کے نکل گیا۔ لیکن اس نے خود کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پا کر دوسرے ہی دن صلح کا پیغام بھیجا۔ مسلمانوں نے علاوہ منادر، نہر تیری اور اہواز کے ان مقامات کے جن پر دوران جنگ ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی اہواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

افواج اسلام کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور منادر پر ٹھہرا دیا گیا۔ غالب اور کلیب کو اس کی سرداری دی گئی۔ کچھ عرصہ بعد غالب، کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا۔ سلمٰی اور حرملہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا۔ ہرمزان بگڑ گیا وعدہ توڑتے ہوئے مخالفت و جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ عتبہ بن غزوان نے حرقوص بن زہیر سعدی کو اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ مقام سوق اہواز میں معرکہ ہوا۔ ہرمزان کو شکست ہوئی بھاگ کر رام ہرمز چلا گیا۔ ہرقوص نے سوق اہواز پر قبضہ کر کے جزیہ مقرر کیا اور اپنے دائرہ حکومت کو تشتر تک بڑھا لیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوش خبری کے بارے میں لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں حضرت جز بن ❸ معاویہ کو روانہ کیا جو قریہ شغر اور دورق تک بڑھتے چلے گئے۔ ہرمزان نے مجبور ہو کر بقیہ شہروں کی صلح کی درخواست کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اجازت کے مطابق اس شرط پر صلح ہوئی کہ جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا ہے ان پر وہ قابض رہیں گے اور باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ کہ وہ مقرر جزیہ ادا کرتا رہے۔ اس صلح کے بعد ہرقو

---

❶ ...... سلمٰی ابن الاثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۹۰) میں سین پر زبر بجائے پیش ہے سُلمٰی۔ ❷ ...... نہر تیری اھواز کے قبضوں میں سے ہے (معجم البلدان)۔ ❸ ...... پورا نام جزء بن معاویۃ بن حصن بن عبادۃ التمیمی ہے۔ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں کہا جاتا ہے کہ صحابی تھے یہ قول صحیح نہیں ہے ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ اھواز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر مقرر کئے گئے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں ابن اثیر کی الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی ابن عبدالبر کی الاستیعاب۔

ص نے جبل اہواز پر ڈیرے ڈال دیئے اور ویران شدہ شہروں کو آباد کرنے میں مصروف ہوگئے۔

ان واقعات کے دوران یزدجرد اہل فارس کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا تھا اور اہواز کی رعایا سے ان کے خلاف عہد واقرار لے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک بڑی فوج جمع ہوگئی مسلمانوں نے تمام حالات دربار خلافت میں لکھ دیئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلے پر روانہ کرو تا کہ ہرمزان بڑھنے نہ پاوے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عدی جو سہیل کے بھائی ہیں کے ساتھ ایک فوج اہواز کی طرف بھیج دو جس کے میمنہ ومیسرہ اور مقدمہ پر براء رضی اللہ عنہ بن مالک، مجزاۃ بن ثور اور عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ افسر ہوں اور ان دونوں لشکروں کا سپہ سالار ابوسبرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں، ہرمزان کو اس تیاری کی خبر ملی۔ فوج کو مرتب کر کے نعمان کے سامنے آ گیا رام ہرمز کے قریب دونوں لشکر صف آرا ہوئے لیکن پہلے ہی حملہ میں ہرمزان شکست کھا کر بھاگ نکلا نعمان نے رام ہرمز پہنچ کر قبضہ کرلیا اتنے میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آ پہنچیں اور یہ معلوم کر کے رام ہرمز پر نعمان کا قبضہ ہوگیا ہے اور ہرمزان تقشتر پہنچ کر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے تشتر کی طرف سیلاب کی طرح بڑھیں۔ تشتر میں اس وقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا اجبال واہواز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ بھاگ کر یہیں آ کر جمع ہو رہی تھیں ہرمزان نے قلعے کی مرمت کرالی تھی چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کرلیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بصریٰ سے مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ان کو بصری کی اسلامی فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا قصہ مختصر مسلمانوں نے تشتر پہنچ کر محاصرہ کرلیا مہینوں گھیرا ڈالے پڑے رہے۔ ایرانیوں نے متعدد حملے ایک سے ایک بڑھ کر کئے بہت سی جنگیں ہوئیں ہیں ❶ ایرانیوں کو شکست ہوئی میدان مسلمانوں کے ساتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

غیبی مدد ❷:......ایک شخص نے اندرون شہر سے تیر میں ایک خط باندھ کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پھینکا۔ جس کا مضمون یہ تھا مجھے اور میرے خاندان والوں کو آپ امان دیں تو میں ایک راستہ بتادوں گا جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے گا حضرت ابوموسیٰ نے نہایت خوشی سے اس شرط کو منظور کرلیا وہ شخص حضرت ابوموسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ساتھ لیا نہر وجیل کو پار کر کے سرنگ کے راستے شہر میں داخل ہوا۔ مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھاٹک کے قریب پہنچ کر پہرہ والوں سے لڑائی شروع کر دی اور چیرتے پھاڑتے پھاٹک تک پہنچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر کھول دیا۔ اسلامی فوجیں پہلے ہی سے مسلح وتیار کھڑیں تھیں تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس گئیں تمام شہر میں ہلچل پڑ گئی۔

ہرمزان کی شرائط:......ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرطیں پیش کی۔ میرا معاملہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا جائے وہ جو کچھ فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھے کچھ نہ کہو بلکہ مجھے مدینہ پہنچا دو۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ شرطیں منظور کرلیں ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ مال غنیمت لشکریوں میں تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ہزار ملے۔ اسی آخری جنگ میں براء بن

---

❶......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس آخری معرکہ میں نہایت دانائی سے صف آرائی کی تھی میمنہ پر براء بن مالک تھے میسرہ براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سواروں کا دستہ تھا دونوں فوجوں ایک آخری فیصلہ کرنے والی جنگ لڑی اور براء بن مالک جو میمنہ کے سردار تھے مارتے اور دشمن ک صفوں کو چیرتے ہوئے خندق کو پار کر کے شہر پناہ کے دروزاہ تک پہنچ گئے۔ ہرمزان نے عین دروازہ پر حضرت براء رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا جب حضرت براء رضی اللہ عنہ لڑ کر شہید ہوگئے تو مجزاۃ بن ثور نے بڑھ کر ہرمزان پر وار کیا لیکن ہرمزان کے ہاتھ سے یہ بھی شہید ہوگئے اس کے بعد مسلمانوں نے مجموعی قوت سے نعرہ اللہ اکبر لگا کر حملہ کیا۔ ہرمزان نے پیچھے ہٹ کر پھاٹک بند کرلیا۔ اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔ ❷......دوسرے مؤرخوں نے لکھا ہے کہ دوران محاصرہ شہر کا ایک باشندہ چھپ کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے اپنے جان ومال واولاد کی امان دی جائے گی تو میں ایسا پوشیدہ راستہ بتادوں گا جس کے ذریعے سے آپ کا شہر پر باآسانی قبضہ ہو جائے گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط منظور کرلی اور ایک عرب اشرس کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اشرس کو اپنے ساتھ لئے ہوئے نہر وجیل سے جو دجلہ کی ایک شاخ تشتر کے نیچے جاری تھی پار کر کے ایک سرنگ کے راستے شہر میں داخل ہوا اور اشرس سے کہہ دیا کہ تم اپنا منہ کپڑے سے چھپا کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ چنانچہ دونوں گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے ہرمزان کے محل کی طرف آئے، جہاں ہرمزان رؤسا شہر اور اراکین کے پاس آ گئے اشرس نے عرض کیا کہ اے امیر مجھے دوسو جانباز سپاہی دیئے جائیں تو میں فوراً شہر پر قبضہ کرلوں گا۔ حضرت ابوموسیٰ نے اسلامی لشکر کی طرف دیکھا دوسو سپاہیوں نے بڑھ کر کہا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری جانیں حاضر ہیں۔ اشرس سپاہیوں سمیت اسی سرنگ کے راستہ سے شہر پہنچے۔ شہر پناہ کے پہرہ داروں کو مار کر دروازے کھول دیئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پہلے ہی فوج کو آراستہ کئے انتظار میں کھڑے تھے دروازہ کھلتے ہی فوراً اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر گھس پڑے۔

مالک رضی اللہ عنہ اور مجزاۃ بن ثور ہرمزان کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ جنگ جیتنے کے بعد حضرت ابوسبرہ، حضرت نعمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ایک فوج لے کر ایرانیوں کے تعاقب میں نکلے "سوس" پہنچ کر قیام کیا اور زر بن عبداللہ فقیمی نے جندسابور کو جا کو گھیر لیا۔ اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واپس چلے آئیں اور ان جگہ اسود بن ربیعہ بن مالک صحابی جنہیں ❶ مُقترب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا مقرر کئے جائیں۔

ہرمزان کی دربار خلافت میں آمد:......ابوسبرہ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں حضرت انس بن مالک اور حضرت احنف بن قیس بھی) تھے مدینہ منورہ روانہ کیا مدینہ کے قریب پہنچ کر ہرمزان نے مرصع تاج (جس مین یاقوت اور ہیرے لگے ہوئے تھے سر پر رکھا) دیبا کی قباذ پہنچی عجمی بادشاہوں کے دستور کے مطابق قیمتی قیمتی جڑاؤ زیورات پہنے اور کمر سے مرصع تلوار لگائی غرض سر سے پیر تک شان وشوکت کی تصویر بن کر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ سارا مدینہ اس کی زرق برق پوشاک کا تماشہ دیکھ رہا تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد نبوی امین تشریف فرماتھے۔ ہرمزان اس ٹھاٹھ سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعے سے ایسے لوگوں کو زیر کیا ❷۔

ہرمزان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات چیت:......اس کے بعد ہرمزان نے مخاطب ہوکر کہا۔ تم نے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری فیصلہ دیکھا، ہرمزان نے جواب دیا' امیر المومنین! جب زمانہ جاہلیت میں ہم اور تم تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آجاتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ تمھارا ساتھ دے رہا ہے لہٰذا تم ہم پر غالب آگئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تم نے کئی بار بدعہدی کی ہے اس کی سزا سے بچنے کے لئے صفائی پیش کرنی ہے یا کوئی بہانہ باقی ہے؟ ہرمزان نے جواب دیا، مجھے ڈر ہے کہ شاید آپ مجھے بتانے سے پہلے قتل کرڈالیں گے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! تم مت ڈرو۔

ہرمزان کی چالاکی:......پھر ہرمزان نے پانی مانگا۔ جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پانی کا پیالہ لے کر بولا، میرے دل میں یہ خوف گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل کر ڈالو گے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تم بالکل نہ ڈرو جب تک پانی نہ پی لو گے کسی قسم کے خطرے میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر کہا اب میں پانی نہیں پیوں گا۔ اور اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل نہیں کر سکتے مجھے امان دی جائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس مغالطہ پر حیران ہوکر بولے، تو جھوٹ کہتا ہے ہرمزان بولنے نہیں پایا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بول اٹھے فرمایا اے امیرالمومنین، یہ سچ ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک پوری تفصیل نہ بتادو گے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لو گے کسی خطرہ میں نہ ڈالے جاؤ گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کو سن کر حاضرین مجلس نے بھی ان کے قول کی تائید کی۔

ہرمزان کا قبول اسلام:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہرمزان سے کہا تم نے مجھے دھوکا دیا ہے لیکن میں تجھے فریب نہیں دوں گا مناسب یہ ہے کہ مسلمان ہوجاؤ ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا میں تو پہلے ہی ایمان لا چکا تھا۔ یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور اسے مدینہ میں قیام کی اجازت دے دی۔ مکان عطا فرمایا اور ساتھ ہی دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔ فارس کی مہم میں اکثر اس سے مشورہ لیتے تھے۔

فارس میں پیش قدمی:......اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سفارت کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ عہد شکنی کیا کرتے ہیں۔ اہل سفارت نے عرض کی کہ ہم لوگ ہمیشہ اپنے معاہدہ کا خیال رکھتے ہیں اور وعدہ پورا کرتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کو کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ حضرت احنف بن قیس نے عرض کی، امیر المومنین آپ نے ہم کو فارس میں آگے بڑھنے سے روک دیا ہے لیکن جب تک ان کا بادشاہ یزدجرد زندہ رہے گا اس وقت تک اہل فارس برابر لڑتے رہیں گے یہ قومی جوش ہے جب تک وہ زندہ ہے ختم نہیں ہوسکتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت احنف کی تقریر سے قائل ہوگئے اور فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دے دی۔

---

❶......مقترب۔ انہیں مقترب اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ جب یہ اسلام قبول کرنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ میں آپ کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے آیا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مقترب (قریب ہونے والا) کا لقب عطا فرمایا۔ ❷......ہمارے پاس موجود بیروت کے نسخہ میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہرمزان کو اس حال میں دیکھا تو حکم فرمایا کہ اس نے جو کچھ یہ مرقع تاج اور پٹکا اور ہیرے جواہرات پہنے ہوئے ہیں اتار دیئے جائیں۔ (وامر بنزع ماعلیہ) جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۵۰) داراحیا التراث العربی۔ بیروت۔

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابو سبرہ مقترب رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کے ساتھ بصری کے اسلامی لشکروں کو لئے ہوئے ایرانیوں کے تعاقب میں سوس تک پہنچ گئے تھے اور سوس کے قریب کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالا تھا سوس میں اس وقت شہر یار یعنی ہرمزان کا بھائی موجود تھا ابو سبرہ نے محاصرہ کر کے رسد وغلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح ❶ کر لی۔

آزاد غلام کے حقوق برابر ہونے کی زندہ مثال:...... ان واقعات کے دوران حضرت نعمان بن مقرن کوفہ کی اسلامی فوجوں کو لے کر نہاوند کی طرف بڑھے حضرت مقترب رضی اللہ عنہ ، ذر بن عبداللہ کے پاس پہنچے جو جندسابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ایک روز جندسابور والوں نے خود شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور مکمل اطمینان سے اپنے کام کاج میں مصروف رہے مسلمانوں کو سخت حیرت ہوئی جب جندسابور سے دریافت کیا کہ معاملہ کیا ہے؟ تو جواب ملا کہ تم نے جزیہ پر صلح کر لی اب ہمارے تمھارے درمیان مناقشہ کیا رہا؟ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک غلام جو سوس کا رہنے والا تھا اس نے امان نامہ جزیہ دینے کی شرط پر لکھ کر تیر میں باندھ کر پھینکا تھا مسلمانوں نے خوب بحث کی کہ ایک غلام کے امان دینے سے ہم امان نہیں دے سکتے مکہ اہل شہر نے کہا ہم آزاد اور غلام نہیں جانتے دونوں گروہوں میں جب بحث ومباحثہ سے کچھ طے نہ ہوا تو دربار خلافت میں معاملہ پیش کیا گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے امان دینے کو جائز رکھا ❷۔

اہل سوس کی صلح کا واقعہ:...... بعض مؤرخوں نے سوس کی فتح کا واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ واقعہ جلولاء کے بعد یزدجرد نے اصطخر میں جا کر قیام کیا شاہی خاندان کے سب ارا کین اور سیاہ ستر ہزار سواروں کو اپنے دستہ میں لئے اس کے ساتھ تھا۔ یزدجرد نے سیاہ کو سوس کی طرف اور ہرمزان کو تشتر کی جانب روانہ کیا سیاہ نے اصطخر سے نکل کر کلبانیہ میں قیام کیا۔ اہل سوس کو جب واقعہ جلولاء کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یزدجرد بھاگ کر اصطخر میں آ گیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ سے جو کہ اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جزیہ دے کر صلح کر لی اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ سے صلح کرنے اور اس سے شرط پر اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ وہ لوگ ایرانیوں سے لشکر اسلام کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ اور اگر عربوں نے مقابلہ کیا تو اس کو روکیں گے پھر حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اعزاز کے ساتھ ان لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ ان شرائط کے مطابق سب کے سب مسلمان ہو گئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کے بڑے بڑے وظیفے مقرر کر دیئے اس کے بعد وہ لوگ بھی تشتر کی فتح اور جنگ میں شریک ہوئے۔ سیاہ ایرانیوں کے ایک قلعہ میں عجمیوں کے لباس میں گھس گیا اور قلعہ کو فتح کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ تشتر اور اس کے بعد کے مفتوحہ شہر ۱۶ھ میں اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۱۷ھ میں فتح ہوئے۔ واللہ اعلم۔

عام لشکر کشی:...... حضرت احنف رضی اللہ عنہ بن قیس اور ہرمزان حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رائے ظاہر کی کہ جب تک ان کا بادشاہ یزدجرد فارس میں موجود رہے گا اس وقت تک ایرانی برابر لڑتے رہیں گے اور آئے دن کی یہ بغاوت لڑائی ختم نہ ہوگی اگر آپ ہمیں ایران پر عام لشکر کشی کی اجازت عنایت فرمائیں تو ہم ان کے بادشاہ کو ایران سے نکال دیں گے اس وقت یقیناً ان کی امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور یہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے گا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو غور سے سنا اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ بصرہ سے نکل کر تھوڑے فاصلے پر قیام فرمائیں۔ حکم تک وہیں قیام پذیر رہیں اس کے بعد بہت سے جھنڈے بنائے اور مشہور مشہور افسروں کو نامزد کر کے الگ الگ ملکوں پر ان کو مقرر کیا اور ان جھنڈوں کو حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن عدی کے ذریعے اب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ خراسان کا علم حضرت احنف رضی اللہ عنہ بن قیس کو اردشیر اور سابور کا حضرت مجاشع بن مسعود سلمی کو، اصطخر کا، حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ ثقفی کو فسا اور دار ابجر کا، حضرت ساریہ بن زنیم کنانی کو کرمان کا، حضرت سہیل بن عدی کو سجستان کا، عاصم بن عمرو کو اور مکران کا حاکم حضرت عمر بن تغلبی کو عنایت فرمایا۔ لیکن ۱۸ھ بعض کہتے ہیں کہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ تک ان لوگوں کو نہیں روانہ فرمایا اس

❶...... سوس کے رئیس نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اس کے خاندان کے سو آدمیوں کو جان کی امان دی جائے ابو سبرہ نے اس کو منظور کر لیا تھا چنانچہ اس بناء پر شہر پناہ کا دروازہ کھولا گیا۔ رئیس ایک ایک آدمی کو نامزد کرتا جاتا تھا ابو سبرہ اس کو امن دیتے جاتے تھے۔ اتفاق یہ کہ خود رئیس شہر نے اپنا نام لے لیا اور سو آدمیوں کی تعداد پوری ہوگئی۔ ابو سبرہ نے فوراً اس کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا کیوں کہ سو کے شمار سے باہر تھا جن کے امن کا اقرار ہو چکا تھا۔

❷...... اور یہ لکھا کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے اس نے جس کو امان دے دی تمام مسلمانوں نے امان دے دی۔

کے بعد لشکر اسلام کے افسر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے جن کو فتح کرنے کی خدمت ان کے سپرد کی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی کے ساتھ ان کو فتح کیا جیسا کہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کریں گے۔

قحط اور طاعون عمواس❶:.....۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا۔ وحشی جانوروں تک بھوک پیاس سے پریشان ہو کر انسانوں کے پاس بے دھڑک چلے آتے تھے غلہ کی مہنگائی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی عمواس میں طاعون شروع ہو گیا۔ قحط کے زمانے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عجیب و غریب سرگرمی ظاہر کی قحط کے زمانے دودھ گھی نہ کھانے کی قسم کھالی۔ مملکت اسلامیہ کے تمام صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے اہل مدینہ کے لئے غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے چار ہزار اونٹ غلہ کے بھیجے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دریائے قلزم کے راستے مصر سے بہت سارا غلہ ❷ روانہ کیا خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کو لے کر نماز استسقاء پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پراثر خطبہ پڑھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر ان کے وسیلہ سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دعا مانگی، دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت ختم ہو گئی۔

طاعون عمواس میں بڑے صحابہ کی وفات:.....اسی زمانہ میں جب کہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا بڑے بڑے عالی مرتبہ اور جلیل القدر صحابی انتقال کر گئے۔ (۱) حضرت ابوعبیدہ (۲) حضرت معاذ بن جبل (۳) یزید بن ابی سفیان (۴) حضرت حرث بن ہشام (۵) حضرت سہیل بن عمر (۶) حضرت عتبہ بن سہیل (۷) حضرت عامر بن غیلان رضی اللہ عنہم اس مرض میں مبتلا ہو کر راہی عالم آخرت ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اسلامی لشکر کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر لے جاؤ۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جس کی آب و ہوا عمدہ ہو تلاش کرو۔ اور خود شام کی طرف روانہ ہوئے مقام سرغ میں پہنچے فوج کے افسروں نے آ کر ملاقات کی اور شدت وباء کی اطلاع دی۔

وباء کے علاقے میں نہ جانے کی حدیث:.....اکثر لوگوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عمواس کی طرف جانے سے روکا ان روکنے والوں میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ وباء کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وبا ہو وہاں پر نہ جاؤ اور اگر اتفاق سے اس مقام پر وباء پھیل جائے جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو ❸ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس آ گئے اور یزید بن ابی سفیان کی جگہ دمشق میں ان کے بھائی حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو اور دوسروں پر شرجیل بن حسنہ کو مقرر کیا۔ اس طاعون میں بہت سے لوگوں کا انتقال ہو گیا اور سرزمین شام میں بڑے بڑے عالی حوصلہ اور بلند خیال بزرگ آغوش لحد میں سو گئے اور جب ایک لحاظ سے اس بدکا زور کم ہو گیا تو اس وقت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امراء لشکر کے وفات پانے والوں کے متروکہ مال جمع کرنے کا حکم دیا اور ارباب حل و عقد کے مشورے سے پھر شام کی طرف روانہ ہوئے مرحومین کے ترکہ کو شرعی حصوں کے مطابق ورثاء پر تقسیم کیا اور ممالک اسلامیہ کی سرحدوں پر فوجیں متعین کیں اور مختلف شہروں میں دورہ کرتے رہے ۱۸ھ میں حضرت شریح بن حرث کندی کو کوفہ میں عہدہ قضا پر اور کعب بن سوار ازدی کو فہ بصریٰ پر مامور تھا فرمایا اسی سن میں حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ جلولاء اور مدائن اسی سن میں فتح ہوئے ہیں جس کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی طرح اسی سن

---

❶.....عمواس، علامہ زمخشری نے اس کو عین کی زیر اور میم ساکن کے ساتھ روایت کیا ہے یعنی عمواس اور کہا ہے کہ یہ فلسطین کا ایک گاؤں ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے جب کہ معجم البلدان میں یاقوت حموی نے اس کو عین کی زیر اور میم کے زبر کے ساتھ روایت کیا ہے یعنی عمَواس، اور کہا ہے کہ یہ قدس اور رملہ کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ (معجم البلدان)۔

❷.....مؤرخوں نے لکھا ہے کہ بیس جہاز غلہ سے بھرے ہوئے بحر قلزم کے راستے سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے روانہ کئے۔ ہر ایک میں تین تین ہزار اروب غلہ تھا۔ اروب تقریباً دو من یا اس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے جب ان جہازوں کے آنے کی خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو وہ خود ان کے معائنے کے لئے بندرگاہ تک تشریف لائے جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور بندرگاہ میں دو بڑے بڑے مکان بنوائے اور قحط زدگان کی تفصیلی معلومات بقیہ نام و سکونت و مقدار و غلہ جمع کرنے پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جب معلومات جمع ہو گئی تو ہر شخص کو چک دی گئی جس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مہر ثبت تھی اس چک کے مطابق ہر شخص کو غلہ ملتا تھا اس کے علاوہ وہ ہر روز بیس اونٹ ذبح کرتے تھے اور اپنی نگرانی میں کھانا پکوا کر قحط زدگان کو کھلاتے تھے۔ ❸.....مسلم نے اس حدیث کو کتاب اسلام ۲۳ باب، حدیث نمبر ۹۸ اور بخاری نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نمبر ۲۲۵۹ میں روایت کی ہے۔

میں قیساریہ کا حضرت معاویہ کے ہاتھ سے فتح ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ قیساریہ ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ واللہ اعلم۔

مصر کی فتح:......جس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں حضرت عمرؓ بن العاص رضی اللہ عنہ نے آپ سے مصر پر فوج کشی کی اجازت لی تھی۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ واپس آ کر زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی کمک پر روانہ فرمایا (چار ہزار) اسلامی فوجیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ یا ۲۳ھ یا ۲۵ھ میں مصر ❶ کی طرف روانہ ہوئیں باب الیون پر قبضہ کر کے ریف کے راستے مصر کی طرف بڑھیں۔ ابومریم جاثلیق اور اسقف جس کو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا لشکر اسلام میں آیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق تین شرطیں، (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) لڑائی، پیش کیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ اور غور فکر کے لئے اسے تین دن کی مہلت دی ابومریم اور اسقف مقوقس کے پاس واپس آ گیا۔

اہلِ روم کی شکست:......امیرِ روم ارطبون نے پہلی دو شرطوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر لے آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر واپس بھاگ گیا۔ ہزاروں رومی اس معرکہ میں مارے گئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین الشمس کا محاصرہ کر لیا اور سبس سے ابرہ بن صباح کو فرما کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرے کے لئے حضرت عوف بن مالک کو روانہ کیا ❷ فرما اور اسکندریہ والے عین شمس کے آخری نتیجہ کو دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام نے اہل عین شمس سے جزیہ لے کر صلح کر لی۔ اور اس سے پہلے دورانِ جنگ جن کو گرفتار کر لیا تھا ان کو مالِ غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہلِ مصر نے شرائطِ صلح میں ایک اور اضافہ کرنا چاہا کہ سب قیدی ان کو واپس کر دیئے جائیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شرط کے خلاف تھے، لیکن حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اہلِ مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کی واپسی کا حکم دیدیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جو صلح نامہ لکھا تھا اس کی عبارت یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هذا ماأعطى عمروبن العاص اهل مصر من الأمان على انفسهم ودمهم واموالهم وكافتهم وصاعمهم ومدهم وعدهم لايزيد شيء فى ذلك ولاينقصهم ولايساكنهم النوب وعلى اهل مصر ان يعطواالجزية اذا اجتمعوا على هذا الصلح وانتهت زيادة نهرهم خمسين الف الف وعليه ممن جيء نصرتهم فان ابىٰ احدمنهم ان يجيب رفع عنهم من الجزية بقدر ذلك ❸ (ذمتنامنمن ابى برية ،وانقص نهرهم من غاية اذا انتهى رفع عنهم بقدر ذالك) وممن دخل فى صلحهم من الروم والنوب فله مالهم وعليه ماعليهم ومن ابى واختار الذهاب فهوممن حتى يبلغ مأمنه ويخرج من سلطانناوعليهم ماعليهم اثلاثاً فى كل ثلث جباية ثلث ماعليهم على مافى ذلك الكتاب عهدالله وذمته وذمة رسوله وذمة خليفة امير المؤمنين وذمة المؤمنين وعلى النوب الذين استجابوا ان يعينوا ❹ هكذا وكذارأساوكذاوكذافراساًعلى ان لايغزواوايمنعوانم تجارة صادرة ولا واردة شهدالزبير وعبدالله وابناه وكتبه وردان وحضر .هذا نص الكتاب منقولاً من الطبرى ❺

❶......جس طرح مصر پر فوج کشی کے بارے میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے فتح ہونے کی ہدایات بھی مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر اور اسکندریہ ۲۵ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں فتح کیا لیکن میرے نزدیک جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر کو عام الرمادۃ یعنی زمانہ قحط سے پہلے مفتوح ہو جانا چاہیے کیوں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے بحر قلزم کے راستے غلہ کے جہاز روانہ کئے اور قحط ۱۸ھ میں پڑا تھا۔ اس بناء پر ۱۶ھ کی روایت صحیح و قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔
❷......فرما ایک شہر ہے جو بحر روم کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ کسی زمانہ میں آباد تھا جالینوس کی رصدگاہ ہونے کی وجہ سے ممتاز شہروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ سرکاری افواج یہیں رہتی تھیں۔ ❸......بقدر ذالك ہمارے پاس موجودہ جدید نسخہ میں بقدر ذالك کی بجائے بعددهم تحریر ہے۔ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۲ ❹......هكذا ہمارے پاس يعينوا كذا كى بجائے بكذا تحریر ہے۔ تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۳۔ ❺......دیکھیں تاریخ طبری سن بیس ہجری کے واقعات

اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف فسطاط ❶ میں ابومریم جاثلیق حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جنھوں نے اجل کے دنوں میں ہونے والی جنگوں میں حصہ لیا تھا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی درخواست ٹھکرا دی اور فرمایا کہ ان لوگوں نے قتل وغارت میں بھرپور حصہ لیا ہے لہٰذا اب انکا انجام یہ ہے کہ انہیں غلام بنا کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے اس بات کا علم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ جنہوں نے اجل کی جنگوں میں حصہ لیا ہے انہیں امان دی جاتی ہے۔ پھر اس کو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف بڑھے فسطاط اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انھوں نے روکنا چاہا تو دونوں گروہوں کا مقام کریوں میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر مسلمانوں نے رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا مقوقس یعنی بادشاہ مصر یہیں موجود تھا اس نے کچھ وقت کیلئے عارضی صلح کیلئے درخواست کی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے نامنظور کر کے محاصرہ جاری رکھا۔ تین ماہ کے شدید محاصرہ کے بعد تلوار کے زور سے فتح ہوا۔ غازیانِ اسلام نے مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور اہلِ اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دیئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مقوقس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط کے ساتھ صلح کی تھی کہ جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہرا رہے۔

نوبہ کی طرف پیش قدمی: ......فتح اسکندریہ کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے سب سپاہیوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر واسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انہوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ رخ کیا لیکن اس فوج کشی میں انکو کامیابی نہیں ہوئی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں جب مصر کے گورنر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ تھے

ان نوبہ والوں سے ہر حال چند اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ مسلمان انہیں کھانا اور کپڑا فراہم کریں گے چنانچہ اسی طرح ہوتا رہا۔

واقعہ نہاوند ❷ اور عراق ❸ اور عجم کی فتوحات: ......اہواز کے فتح ہونے کے بعد یزدجرد ❹ مرو میں جا کر مقیم ہو گیا مرو کے آس پاس کے سرداروں نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کا حال لکھ کر یزد سے مدد طلب کی یزدجرد نے باب، حلوان، طبرستان، جرجان، سندھ، خراسان، اصفہان اور ہمدان کے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی ان سب بادشاہوں میں قومی جوش پھیل گیا اور ڈیڑھ لاکھ کا ٹڈی دل لشکر فیرزان کی ماتحتی میں نہاوند میں جمع ہو گیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت اور رفع: ......اس واقعہ سے کچھ دن پہلے لشکرِ اسلام کے چند سپاہی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر مدینہ چلے آئے تھے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کی شکایت کی تھی۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کے حوالہ

---

❶ ......فسطاط میں ان دنوں کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چارہ گاہ کے میدان تھے لیکن چوں کہ یہ زمین کا یہ ٹکڑا دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھا اس وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جس میں رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہو کر آئے تھے رہا کرتے تھے عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے رطبہ کے لحاظ سے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا سردار بنایا ایک روز زبیر رضی اللہ عنہ نے چند صحابہ کیساتھ سیڑھی لگا کر قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے پھر وہاں کے پہرے داروں کو قتل کر کے نعرہ تکبیر بلند کیا اسلامی فوج نے بھی مسرت کے ساتھ نعرے بلند کئے محصورین نے یہ سمجھ کر کہ قلعہ میں مسلمان آ گئے وہاں سے بھاگ گئے زبیر رضی اللہ عنہ نے موقعہ پا کر فصیل سے اتر کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر گھس آئے۔ قلعہ کے گورنر نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی۔ جو فوراً منظور کر لی گئی۔ اور سب کو امان دیدی گئی۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مقوقس اس لڑائی میں شریک اور قلعہ فسطاط میں محصور تھا۔ اور اسی کی صلح کی درخواست پر معاہدۂ صلح لکھا گیا تھا۔ لیکن ہرقل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ اگر قبطی عربوں کے مقابلہ میں سستی کر رہے تھے ان سے لڑائی نہیں لڑ سکتے تھے، تو رومیوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی اور اسی وقت ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ وہاں پہنچ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے۔ اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے۔ ❷ ......نہاوند ایک بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں اور قبۂ ہمذان میں تین دن کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)۔ ❸ ......عراق کے مغربی حصہ کو ''عراقِ عرب'' اور مشرقی حصہ کو ''عراقِ عجم'' کہتے ہیں۔ عراقِ عجم کے شمال میں طبرستان، جنوب میں شیراز، مشرق میں خوزستان اور مغرب میں شہر مراغہ ہے۔ اس زمانہ میں اس کے بڑے شہر اصفہان، ہمدان اور رے شمار کئے جاتے ہیں۔ ان دنوں رے ویران ہو گیا ہے۔ اور اس کے قریب ''تہران'' جو شاہانِ قاچار کا دارالسلطنت ہے آباد کیا گیا ہے۔ ❹ ......یزدجرد فتح جلولاء کے بعد رے بھاگ گیا تھا۔ لیکن یہاں کے رئیس کی بیوفائی سے اصفہان وکرمان ہوتا ہوا خراسان پہنچ کر مقام مرو میں قیام کیا اور ایک آتشکدہ بنوا کر اطمینان کے ساتھ رہنے لگا وہ یہ سمجھتا تھا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہنچ کر رک جائے گا۔ لیکن جب اس کو یہ خبر ملی کہ عرق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے گیا۔ اور ہرمزان جو سلطنت کا ایک رکن تھا زندہ گرفتار ہو گیا تو طیش میں آ کر لشکر جمع کرنے لگا۔

کی۔اور در پردہ خود بھی مختلف بھیس میں اکثر لوگوں سے سعد رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کرتے رہتے۔دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف قبیلہ بنو عبس کے لوگ شکایت کررہے ہیں اور کسی کو شکایت نہیں ہے۔اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ دارالخلافہ مدینہ آئے۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو؟ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: دونوں پہلی نمازوں میں طول مفصل ❶ اور دونوں آخری ❷ نمازوں میں قصار۔حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال تمہارے بارے میں ایسا ہی تھا۔پھر دریافت فرمایا: کوفہ میں تمہارے کون نائب ہیں؟ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان۔فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے صرف اتنا معلوم کرنے کے بعد ان کو ان کے عہدے پر بحال رکھا۔اور اس کے اور عجمیوں کے حالات دریافت کرنے لگے۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فارس کے غیر مفتوحہ علاقوں پر اہلِ فارس کو ڈرانے کی غرض سے حملہ کرنے کی درخواست کی۔

اہل فارس کیلئے لشکر لے جانے کا ارادہ:......حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو جمع کر کے خود اپنی روانگی کے بارے میں رائے طلب کی۔بعض نے جانے کی اور بعض نے لشکر بھیجنے کی رائے دی۔آخر کار بحث ومباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ آپ مدینہ سے خود تشریف نہ لے جائیں بلکہ شام، یمن، بصرہ میں جہاں جہاں اسلامی فوجیں ہوں، جنگ کیلئے بھیج دیں۔یہ رائے علی رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کی تھی۔حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کر کے حضرت نعمان بن مقرن کو سرداری کیلئے چنا۔جو محاصرۂ سوس سے واپسی کے بعد کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے تھے، اور ان کو یہ حکم دیا کہ کوفہ سے نکل کر کسی چشمہ پر اسلامی فوجوں کے انتظار میں قیام کریں۔حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ساتھ روانہ کرو۔چنانچہ عبداللہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت نعیم بن مقرن کے ساتھ ایک فوج تیار کر کے روانہ کی۔

حرملہ کے قریب لوگوں کو اور اہواز والوں کو اور جنہوں نے سوس اور جندی سابور کو فتح کیا تھا یہ لکھ بھیجا کہ اصفہان اور فارس کی ناکہ بندی کرلو تا کہ ایرانی نہاوند کی طرف بڑھنے نہ پائیں۔ان کو مدد نہ پہنچا سکیں۔

طلیحہ اسدی کی جاسوسی اور لشکر کی ترتیب:......الغرض جب نعمان کے پاس افواج اکٹھی ہوگئیں تو انہوں نے طلیحہ اسدی اور عمرو بن معدی کرب کو جاسوسی پر متعین کیا عمرو بن معدی کرب راستہ سے لوٹ آئے لیکن طلیحہ راستہ کو دیکھتے بھالتے نہاوند تک چلے آئے۔پھر وہاں سے واپس آ کر نعمان کو اطلاع دی کہ نہاوند تک راستہ صاف ہے۔حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لشکر کو آراستہ اور مرتب کیا اور لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شامل تھے۔حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عمر، جریر بجلی، مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن معدی کرب اور طلیحہ رضی اللہ عنہم زیادہ قابل ذکر ہیں نعمان نے مقدمۃ الجیش پر حضرت نعیم بن مقرن کو مامور کیا میمنہ پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان کو میسرہ پر حضرت سوید بن مقرن کو سردار بنایا پیدل فوج کی افسری حضرت قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجاشع بن مسعود کو مقرر کر کے تیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہوئے کوچ وقیام کرتے ہوئے نہاوند پہنچے نہاوند سے نو میل کے فاصلے پر مقام اصفہان پر پڑاؤ ڈالا۔

ایرانی لشکر کا حال:......فیرزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ شاہی رسالہ اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح کامیابی کی نیک فال سمجھتے تھے اس کے لشکر کے میمنہ پر زرقد اور میسرہ پر زوالی جب کی جگہ جادویہ تھا اس معرکہ میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر ادھر ادھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

مسلمانوں کا مشورہ اور جنگ ابتداء:......مسلمانوں نے انکی یہ تیاریاں اور ساز وسامان دیکھ کر تکبیر کے نعرے لگائے لشکر اسلام کے سردار حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عمرو، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ البجلی، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کاتب، حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن الخصاصیہ، حضرت اشعث رضی اللہ عنہ بن قیس، حضرت وائل رضی اللہ عنہ بن حجر، حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن قیس ہمدانی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خیمہ میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئے۔

---

❶......یعنی فجر اور ظہر۔ ❷......یعنی مغرب اور عشاء۔

یہ طے پایا کہ بدھ کی صبح سے جنگ چھیڑ دی جائے۔ لہٰذا بدھ کی صبح جنگ چھڑ گئی۔ جمعرات تک جنگ جاری رہی۔ لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا۔ جمعہ سے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کئے رہے۔ ایرانیوں نے جنگ سے قبل خندقوں کے گرد لوہے کے کانٹے بچھا دیئے تھے۔ جس سے لشکر اسلام آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔

لشکر کی نئی ترتیب:......نعمان رضی اللہ عنہ نے لشکر کے سرداروں کو خیمہ میں مشورہ کی غرض سے جمع کیا۔ طلیحہ کی رائے کے مطابق فوجیں شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر بھیج دی گئیں۔ قعقاع کو تھوڑی فوج کے ساتھ چھروالوں پر حملہ کیلئے بھیجا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے ساتھ مقابلہ کرنے کیلئے نکلے اور اس بات کا اہتمام کرنے کے لئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے اور نہ میدانِ جنگ سے پیچھے بھاگ سکے۔

اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا جتنے آگے بڑھتے تھے گوکھرو بچھا آتے تھے قعقاع نے تھوڑی دیر لڑ کر اپنے بستہ کی فوج کو لڑاتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا یعنی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے یہاں تک کہ اپنی خندقوں سے نکل آئے نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو نشانے پر حملہ کرنا چاہا مگر نعمان نے خود روک دیا عساکر اسلامی انتہائی صبر و تحمل سے ایرانیوں کے تیر کے نشانے بنتے جارہے تھے مسلمان سپاہی برابر شہید ہورہے تھے لیکن افسر کی یہ اطاعت کسی کے ہاتھ کو حملہ کی نیت سے ذرا بھی حرکت نہ ہوتی تھی اس دوران سورج سمت الراس سے گزر گیا اور دو پہر ڈھلی۔ حضرت نعمان نے کھڑے ہو کر اسلامی لشکر میں ایک پر اثر تقریر کی غازیان اسلام کو مشرکوں کی لڑائی پر ابھارا اپنے لئے شہادت کی دعا کی اور لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا میری پہلی تکبیر پر تم لوگ مثلہ اور جنگ کے لئے تیار ہو جانا دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکال کر حملہ پر تل جانا اور جب میں تیسری مرتبہ نعرہ لگاؤں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے لگا کر حملہ کر دینا۔

مسلمانوں کا زبردست حملہ:......چنانچہ اس ہدایت کے مطابق سورج ڈھلنے کے بعد دو پہر ڈھلے نعمان کی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے لگا کر کے دفعتاً حملے کر دیئے اور اس بے جگری سے لڑے کہ عجمی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ سوائے آہ وزاری یا مسلمان بھادروں کی تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی یا کسی کسی وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا آجاتی تھی جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھتا تھا۔

میدان جنگ میں اتنا خون بہا کہ چلنے والوں کہ پاؤں پھسل جاتے تھے نعمان رضی اللہ عنہ ❶ کا گھوڑا بھی پھسل کے گرا ساتھ ہی خود بھی گرے تو زخموں سے چور چور تھے بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ تیر کھا کر گرے تھے بہر حال نعمان رضی اللہ عنہ کے گرتے ہی ان کے بھائی نعیم نے جھپٹ کر جھنڈا لیا اور ان کے کپڑے پہن کر لڑنے لگے اس تدبیر سے کسی کو جو ایرانی بہادری سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ بھی رات ہوتے ہی انتہائی بے اطمینانی سے بھاگ کر راستہ بھول گئے۔ لوہے کی کیلوں سے زخمی ہو کر سینکڑوں ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں مارے گئے تیس ہزار عین جنگ میں مارے گئے فیرزان، ہمدان، کی طرف بھاگا نعیم بن مقرن نے تعاقب کیا قریب درہ پر پہنچ کر فیرزان گھوڑے سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرن سے پہلے حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ایرانی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور وہ حسیم کے پہلے درہ کو پہنچ گئے تھے۔ ایک چھوٹا سا معرکہ ایرانیوں سے اس مقام پر بھی ہوا مسلمانوں کی قتل و غارت سے جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جان بچا کر داخل ہو گئے جہاں خسرو شنوم تھا اسلامی لشکر نے حضرت نعیم اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

---

❶ ......نعمان بہت بڑے صبر وضبط والے مستقل مزاج شخص تھے۔ جس وقت یہ زخمی ہو کر گرے، پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگر میں اسی حالت میں شہید بھی ہو جاؤں تو بھی کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر اٹھانے کے لئے مجھے نہ آئے اتفاق سے ایک سپاہی ان کی طرف سے نکلا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ کر، خاک و خون پر تڑپتا ہوا دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا پاس بیٹھا چاہتا تھا کہ ان کا حکم یاد آ گیا فوراً ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا لڑائی ختم ہونے اور فتح یاب ہونے کے بعد ایک دوسرا سپاہی ان کے پاس سے ہو کر گزرا دیکھا کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں سرہانے آ کر بیٹھ گیا ان کے سر کو زانوں پر رکھ لیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں اور نہایت دھیمی آواز سے پوچھا ''نتیجہ کیا ہوا'' ''نتیجہ کیا ہوا'' اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کیا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کہا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فوراً اطلاع دو اللہ اکبر کس قدر ضبط استقلال اور صبر اس مبارک زمانہ کے لوگوں میں بھرا ہوا تھا (مترجم)

فتح نہاوند کی خوشخبری:......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان جو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے بعد لشکر کے سردار مقرر ہوئے تھے نہاوند پہنچ کر مقیم ہو گئے مال غنیمت چاروں طرف سے حضرت ساعدہ بن القراع کے پاس جمع کیا جانے لگا یہاں ایک عظیم مشہور اور عظیم الشان آتش کدہ تھا ہر بز جو آتش کدہ کا دکھ وارہ تھا اس نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اگر مجھے امن دیا جائے تو میں ایک انتہائی قیمتی چیز حاضر کر سکتا ہوں (دو تھیلے جواہرات) جو کسریٰ پرویز کے رکھے ہوئے تھے لا کر پیش کیئے مسلمانوں نے ان کو خمس کے ساتھ سائب کے ذریعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کئی ہفتوں سے جنگ کی کچھ خبر نہ ملی تھی حضرت سائب نے فتح کی خوشخبری سنائی خمس اور جواہرات کے تھیلے پیش کیئے خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہداء نہاوند پر روئے فتح پر خوش ہوئے جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور حضرت سائب کو لشکر میں واپس چلے جانے کو فرمایا۔

جواہرات کی مجاہدین کے لئے واپسی:......حضرت سائب کہتے ہیں کہ مجھ کو کوفہ سے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا قاصد آ کر واپس لے گیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا میں گزشتہ رات میں سویا تو یہ معلوم ہوا کہ فرشتے مجھے ان جواہرات کے رکھ لینے پر شرمندہ کرتے ہیں اور آگ کو روشن کر کے داغ دینے کی دھمکی دیتے ہیں لہذا میں اس کو بیت المال میں نہ رکھوں گا یہ مجاہدین کا حق ہے اس کو لے جاؤ اور فروخت کر کے اسلامی لشکر میں تقسیم کر دو سائب اس کو کوفہ لائے اور عمرو بن حریث مخزومی کے ہاتھ دو لاکھ درہم پر فروخت کر کے قیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا حضرت عمرو بن حریث نے فارس جا کر اس کو دگنی قیمت پر فروخت کیا۔

مال غنیمت کے حصے:......واقعہ نہاوند میں سواروں کو چھ چھ ہزار اور پیدلوں کو دو دو ہزار ملے تھے اس لڑائی کے بعد پھر ایرانیوں کو پیش قدمی کی جرأت نہیں ہوئی انتقام کی آگ ایسی بجھی کہ دوبارہ روشن نہ ہو سکی ابولؤلؤ یعنی حضرت فاروق کا قاتل نہاوند ہی کا تھا اسی جنگ میں گرفتار کیا تھا مدینہ میں جب نہاوند کے کسی قیدی کو دیکھا تھا تو روک کر کہتا ''اکل عمر کبدی'' ❶

دینوار اور شیروان کا محاصرہ:......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ واقعہ نہاوند میں شریک تھے اور اہل بصرہ کے سردار تھے نہاوند سے واپس ہوتے ہوئے دینور ❷ کا محاصرہ کیا پانچ دن کے محاصرہ کے بعد جزیہ لے کر صلح کر لی پھر شیروان کی اہل شیروان نے بھی دینور کی طرح صلح کر لی۔

صیمرہ ہمدان اور ماہین کا محاصرہ:......حضرت سائب بن الاقرع، صیمرہ ❸ فتح کرنے کے لئے بھیجے گئے چنانچہ حضرت سائب نے اسے صلح کے ساتھ فتح کیا ہمدان کا محاصرہ نعیم اور قعقاع رضی اللہ عنہ کیئے ہوئے تھے اہل ہمدان محاصرے کی سختی سے گھبرا گئے خسر وشنوم نے صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ دے کر صلح کر لی اور پھر اہل ماہین نے بھی اہل ہمدان کی تقلید کی جو عمرہ اور یزدجرد کے بادشاہوں اور اہل ہمدان کی مدد کے لئے آئے تھے یہ مجبور ہو کر لشکر اسلام کے امیر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اطاعت نامہ بھیج کر صلح کر لی۔

ایران کی عام فتح کا حکم:......اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایران کی عام فتح کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو کوفہ سے تبدیل کر کے دوسری طرف بھیج دیا ان کی جگہ ابن حنظلہ حلیف بنی عبد قصی کو مقرر کیا لیکن انھوں نے استعفاء دیدیا تب عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر مقرر کیئے گئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حمص سے طلب کر کے تعلیم دینے کے لئے کوفہ روانہ کیا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد کے لئے اور اہل بصرہ کی مدد کیلئے ان کی جگہ عبداللہ بن عبداللہ کو مقرر کیا چند دنوں بعد ان کو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جگہ اصفہان بھیج دیا اور بصرہ کی حکومت پر عمر بن سراقہ کو متعین کیا۔

ہمدان کی بغاوت:......اسی دوران اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر ملی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت نعیم بن مقرن کو بغاوت ختم کرنے پر مقرر کیا حضرت نعیم نے (بارہ ہزار کے لشکر سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔

جب فتح ہونے میں دیر لگی تو تمام ضلعوں میں اسلامی فوجیں پھیلا دیں گئیں جنھوں نے نہایت کم مدت میں ہمدان کے علاوہ [illegible] سب مقامات فتح کر لئے یہ حالت دیکھ کر محصورین نے ہمت ہار دی اور طوعاً صلح کر لی۔

---

❶......حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا کلیجہ کھا گئے۔ ❷......دینور (دال کی زبر کے ساتھ) جبل فرمیسین کے علاقوں میں سے ہے اس کے اور ہمدان کے درمیان بیس بائیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان) ❸......صیمرہ، یہ لفظ عربی نہیں بلکہ عجمی ہے دیار جبل اور دیار خوزستان کے درمیان میں واقعہ ہے معجم البلدان)۔

آذربائیجان کی طرف پیشقدمی:......حضرت نعیم بن مقرن ہمدان کی فتح کے بعد خراسان کی طرف گئے حضرت عتبہ بن فرقد اور بکر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی حلوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو۔

اصفہان کی فتح:......جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عتبان اصفہان کی سرحد پر پہنچے (یہ بنی حبلی کے حلیف اور نامی گرامی انصاری صحابی تھے) حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کی مدد پر متعین کیا ان کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر عبداللہ بن ورقاع ریاحی اور عصمۃ بن عبداللہ تھے (چنانچہ یہ لوگ نہاوند کی طرف بڑھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھی اور وہ لوگ تھے جو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے) ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپیدان اور اس کے مقدمۃ الجیش پر شہر یار بن جادویہ اصفہان کے نامی گرامی جنگ کے تجربہ کار سواروں کو لئے ہوئے تھا۔

اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان سے باہر ''مقام رستاق'' میں مقابلہ ہوا۔

جنگ کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا لیکن دوپہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دیئے عبداللہ بن ورقاع نے گھوڑا بڑھا کر شہر یار پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔ ایرانی لشکر اس واقعہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

''اسپیدان'' نے رستاق دیکر صلح کر لی۔

اسلامی لشکر نے خاص اصفہان ❶ کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فادوسفان نے صلح ❷ کا پیام بھیجا بالآخر اس بات پر صلح ہو گئی کہ باشندوں میں سے جس کا جی چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہوں گے۔

عبداللہ کی کمک کے لئے روانگی:......اس صلح اور معاہدہ سے پہلے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اہواز کی طرف سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کے پاس آ گئے تھے اور ان کے ساتھ اصفہان میں کامیاب ہو کر داخل ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اصفہان کی فتح کی خوشخبری لکھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے سہیل رضی اللہ عنہ بن عدی کی کمک پر کرمان روانہ ہو جاؤ، چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ نے اصفہان میں حضرت سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچ و قیام کرتے ہوئے سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔

نعمان بن مقرن کی شہادت میں اختلاف:......بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مقرن اصفہان کی فتح میں شریک ہوئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا تھا چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہو گئے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت نعمان جنگ نہاوند میں شہید ہوئے تھے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے قم و قاشان فتح کیا تھا اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۲۱ھ میں مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے ہٹا دیا اور حضرت عمار کو مقرر کیا۔

بغاوت ہمدان اور اس کی فتح ❸:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ہمدان میں خسروشنوم نے حضرت قعقاع اور حضرت نعیم سے صلح کر لی تھی اور اطاعت و فرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ بدعہدی شروع کر دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت نعیم کو ہمدان کی بغاوت ختم کرنے کا حکم لکھ بھیجا، حضرت نعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمدان کا رخ کیا اور جب اس کے محاصرہ میں دیر لگی تو تمام صوبے میں فوجیں پھیلیں پورا صوبہ فتح ہو گیا مجبور ہو کر اہل ہمدان نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ فتوحات ۲۴ھ میں ہوئی ہیں۔

---

❶......بہت بڑا اور مشہور زمانہ شہر ہے آج کل ایران میں شامل ہے۔ ❷......دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ فادوسفان نے صلح کے پیغام سے پہلے یہ پیام بھیجا تھا کہ دوسرے کی جان کیوں ناحق ضائع کی جائے آؤ ہم اور تم لڑ کر خود فیصلہ کر لیں حضرت عبداللہ نے اس کو منظور کر لیا۔ دونوں حریف میدان میں آئے فادوسفان نے تلوار چلائی حضرت عبداللہ نے اس بہادری سے اس کے حملے کو روکا کہ فادوسفان حیران ہو کر رہ گیا اور بے اختیار بول اٹھا ''میں تم سے اب نہ لڑوں گا'' اس واقعہ کے بعد فادوسفان نے صلح کا پیام دیا تھا۔

❸......''ہمدان'' ماہین کے پیچھے واقع جبال کا سب سے بڑا شہر ہے (معجم البلدان)

اہل ''رے'' کی بغاوت:......اس دوران نعیم ہمدان اوراس کے اردگرد کے انتظام میں مصروف تھے یہ خبر ملی کہ اہل رے، دیلم اور اسفند یار یعنی رستم کے بھائی نے اہل آذر بائیجان کو مدد فراہم کر کے بغاوت کا جھنڈا ابلند کیا ہے حضرت نعیم نے ہمدان میں حضرت یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کر کے اسفندیار کے مقابلہ کے لئے بڑھے وادی رود میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا جنگ اس تیزی اور شدت سے ہوئی کہ واقعہ نہاوند کو لوگ بھول گئے بالآخر ایرانی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگا حضرت نعیم نے فتح کی خوشخبری دربار خلافت میں بھیجی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ رے کو فتح کر کے وہیں قیام اختیار کرو۔

اہل قزوین سے لڑائی:......بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے کوفہ سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کو ہمدان فتح کرنے بھیجا تھا چنانچہ انھوں نے بغیر جنگ کیے فتح کیا اوراس کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ خود یہ مہم سر کرنے گئے تھے۔ حضرت جریران کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر تھے قصہ مختصر خود جریر نے جب ہمدان کو فتح کیا تو حضرت براء رضی اللہ عنہ بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا اہل قزوین نے دیلم سے سازش کر لی دیلم نے ان کی مدد کا وعدہ کیا لیکن جنگ کے وقت صرف اہل قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا دیلم پہاڑ پر سے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھتے رہے مجبوراً اہل قزوین نے ان کی مدد سے ناامید ہو کر حضرت براء رضی اللہ عنہ سے صلح کی درخواست کی اور معاہدہ صلح لکھا گیا، فریقین میں صلح ہوگئی اس کے بعد حضرت براء نے دیلم اور جیلان پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا۔

رے کی فتح:......ہمدان کی مہم سے حضرت نعیم فارغ ہو کر خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق رے کی طرف بڑھے ابوالفرخان نے اہل رے کی طرف سے صلح کی درخواست پیش کی لیکن سیاوخش بن مہران بن بہرام چوبین بادشاہ رے نے اس کی مخالفت کی دنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں سے مدد طلب کی ایک عظیم فوج جمع ہوگئی تو وہ خم ٹھونک کر حضرت نعیم کے مقابلہ پر آیا اس سے ابوالفرخان اور سیاوخش میں ناراضگی ہوگئی ابوالفرخان نے مسلمانوں سے ساز باز کر لی ایک روز منذر بن عمرو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے رات کے وقت شہر میں غفلت کی حالت میں داخل ہوا صبح کے وقت لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا حملہ ہوتے ہی شہر فتح ہوگیا بے حد اور بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مدائن میں مسلمانوں کو عنایت کیا تھا کامیابی کے بعد حضرت نعیم نے ابوالفرخان سے کر رے کے علاقے دیکر صلح کر لی اوراس کی حکومت اس کو دیدی (چنانچہ رے کی ریاست ابوالفرخان کے خاندان میں قائم رہی) اور پرانے شہر کو برباد کر کے نیا شہر آباد کرنے کا حکم دیا پھر فتح اور کامیابی کی خبر دربارِ خلافت میں بھیج دی۔

جرجان وطبرستان کی فتح:......رے کی فتح کے بعد اہل دباوند نے جزیہ دے کر صلح کر لی حضرت نعیم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی حضرت سوید کو قومس پر بھیجا ان کے ساتھ ہند بن عمر الجملی بھی تھے۔ قومس پر بغیر کسی جنگ کے سوید نے قبضہ کرلیا یہ ایک وسیع صوبہ تھا یہاں سے جرجان وطبرستان بہت قریب ہے۔ سوید اور اہل طبرستان سے بات چیت ہونے کے بعد جزیہ پر صلح ہوگئی اس کے بعد سوید نے جرجان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے وہاں کے حاکم نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ ان واقعات کی تحریر کے وقت ہم نے غلطی سے طبرستان کی فتح کو جرجان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن اصل واقعہ یہ ہے کہ سوید نے پہلے جرجان کے حاکم سے بات چیت کی اوراس سے صلح کی اس کے بعد یہ خبر سن کے طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہدار کہلاتا تھا پانچ لاکھ درہم جزیہ پر صلح کر لی اور خود حضرت سوید سے ملنے آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات اوران کے استحکام کو دکھلایا۔ بعض کہتے ہیں کہ طبرستان ۳۰ھ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا تھا صلح کے معاہدہ میں جو حاکم جرجان کے مقابلہ میں لکھا تھا وضاحت سے یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ مسلمان جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ بیرونی حملے کو روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے۔

آذربائیجان کی فتح:......جس وقت حضرت نعیم رے کو فتح کر چکے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا کہ سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد کے لئے آذربائیجان روانہ کرو۔ آذربائیجان کا جھنڈا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عتبہ بن فرقد اور بکیر کو عطا ہوا تھا اوراس کے بڑھنے کی سمتیں بھی متعین کر دی تھیں۔ حضرت بکیر آذربائیجان کی طرف بڑھے تو جرمیدان میں جبال کے قریب اسفندیار بن فرخزاد سے مڈ بھیڑ ہوگئی اسفندیار کو ہمدان کے ''تاج رود'' حضرت نعیم سے شکست ہوئی تھی اور وہ انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگا ہوا آرہا تھا۔ حضرت بکیر نے شکست دے کر

گرفتار کرلیا۔ اسفندیار نے جان کے ڈر سے بکیر سے کہا تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو میں آسانی سے پورے ملک پر تمہارا قبضہ کرادوں گا حضرت بکیر نے اس کی رائے کو منظور کرلیا۔ دوسری طرف اسفندیار کے بھائی بہرام نے عتبہ کا راستہ روکا تو عتبہ نے اس کو ہرا کر سارے شہر پر قلعہ کے علاوہ قبضہ کرلیا اسی دوران حضرت سماک آ پہنچے انہوں نے آذربائیجان کے آس پاس گھوم کر جو شہر وقصبات باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کرلیا۔

اسفندیار کی صلح:......اسفندیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور آذربائیجان کے فتح ہونے کی خبر سن کر کہا اب جنگ کی مشتعل آگ بجھ گئی ہے اور میں جزیہ پر تم سے صلح کرتا ہوں چونکہ آذربائیجان انہیں دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا حضرت بکیر اور حضرت عتبہ نے معاہدہ لکھ کر اس شرط پر اسفندیار کو رہا کردیا کہ وہ آذربائیجان پر جزیہ ادا کرتے رہنے کی شرط پر حکومت کرتا رہے آذربائیجان کے فتح ہونے کے بعد حضرت بکیر نے خمس اور فتح کی خوش خبری دربار خلافت میں بھیجی اور حضرت فاروق اعظم ﷛ کی اجازت سے عتبہ کو آذربائیجان کے مقبوضہ علاقوں میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لے کر باب کی طرف بڑھے اور عتبہ بن فرقد کو اس علاقہ میں نائب مقرر کیا اور پورے آذربائیجان کا گورنر بنادیا اور جو علاقے بکیر نے فتح کئے تھے ان پر عتبہ نے سماک بن خرشتہ کو نائب مقرر کیا بہرام بن فرخ زاد راستے میں عتبہ سے لڑنے کا انتظار کررہا تھا جب حضرت عتبہ اپنے لشکر کے ساتھ اس جگہ پہنچے تو دونوں میں جنگ ہوئی بہرام کو شکست ہوئی اس کی اطلاع اسفندیار کو ملی جو بکیر کے پاس گرفتار تھا چنانچہ بہرام نے صلح کرلی اور تمام آذربائیجان والوں نے اس کا اتباع کیا۔ سراقہ آذربائیجان سے چلے اور باب کی طرف حملہ آور لشکر کے مقدمۃ الجیش میں عبدالرحمن بن ربیعہ سے آملے۔ حضرت بکیر کی روانگی کے بعد عتبہ نیفوج لے کر شہرزور اور صامغان پر چڑھائی کی اور اس کو لڑ کر جزیہ وخراج پر فتح کیا۔ اکراد کا ❶ بڑا گروہ اس مقام کی لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد حضرت فاروق اعظم ﷛ کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا انہوں نے ان کے آذربائیجا کا گورنر مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت دی۔

باب کی فتح:......بکیر بن عبداللہ آذربائیجا کی طرف فتح کے بعد ابھی باب کے قریب پہنچنے نہ پائے تھے کہ حضرت فاروق اعظم ﷛ نے ایک نئی فوج تیار کرکے حضرت سراقہ کے ساتھ ان کی مدد کے لئے بصرہ سے بھیجی اور فوج کے ہر دستہ پر الگ الگ افسر مقرر فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمن بن ربیعہ کو مقرر کیا میمنہ کا بن اسید ❷ فاری کو دیا میسرہ پر سراقہ بن عمرو رہنے کا حکم دیا مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو سراقہ کی جگہ بصرہ کا حاکم بنایا۔ سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ سے ان کی کمک پر بھیجا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کو مقرر کیا۔

باب کے حاکم شہریار کا تعارف:......سراقہ آذربائیجان سے ملے اور باب کی طرف حملہ آور لشکر کے قدامۃ الجیش میں عبدالرحمن ربیعہ سے آملے۔ ❹ باب کا حاکم ان دنوں شہریار (شہر براء ❺ ۔ کی اولاد سے) تھا جس نے بنی اسرائیل کو برباد کیا تھا اور شام کو ان کے قبضہ سے نکال لیا تھا سلطنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کے آمد کی خبر سن کر صلح کا پیغام بھیجا تھا حضرت عبدالرحمن نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے لکھا تم کو امان دی جاتی ہے مگر جو کہنا ہے خود حاضر ہوکر کہو۔ چنانچہ شہریار نے حاضر ہوکر درخواست کی کہ مجھ سے جزیہ کے بدلہ فوج خدمت لی جائے ہر وقت مسلمانوں کا فرمانبردار رہوں گا۔ حضرت عبدالرحمن نے اس کو حضرت سراقہ کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ جزیہ درحقیقت حفاظت کا معاوضہ ہے اس لئے یہ شرط منظور کرلی گئی اور ایک اطلاع گزارش حضرت فاروق اعظم ﷛ کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی آپ نے بھی منظور فرمالیا۔

آرمینیہ کی طرف پیش قدمی:......باب کی مہم سے فارغ ہوکر حضرت سراقہ نے لشکر کے سرداروں کو آرمینیہ کے پہاڑی شہروں پر حملہ کرنے کا حکم دیا حضرت بکیر عبداللہ کو موقان ❻ ۔ کی طرف حبیب بن مسلمہ کو تفلیس کی طرف حذیفہ بن الیمان کو جبال المللان کی سمت اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور ایک اطلاعی گزارش دربار خلافت میں بھیج دی۔ یہ مہم ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت سراقہ کی وفات کا وقت آ گیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کرکے انتقال کر گئے حضرت فاروق اعظم ﷛ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو باب کی حکومت پر

---

❶ ......اکراد، یہ غالباً کرد کی جمع ہے جن کا ٹھکانہ آج کل عراق میں ہے۔ ❷ ......ابن اسید الغفاری ان کا اصل نام حذیفہ ہے۔ دیکھیں (تاریخ طبری ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۹۵)۔ ❸ ......تصحیح واستدراک، ثناء اللہ محمود ❹ ......ایضاً۔ ❺ ......ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۲۳ میں لکھا ہے کہ وہ آرمینیہ کا بادشاہ تھا یا اس بادشاہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا جس نے پرانے زمانے میں بنی اسرائیل کو قتل کیا تھا اور شام سے جنگ کی تھی۔ ❻ ......آذربائیجان میں ایک بہت بڑا علاقہ ہے جس میں بہت سے گاؤں دیہات ہیں جہاں ترکمانوں نے قبضہ کرلیا تھا۔ معجم البلدان

بحال رکھا اور ترک پر حملہ کرنے کا فرمان بھیجا۔ ان سرداروں میں سے حضرت بکیر بن عبداللہ نے موقان کو جہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ فتح کر کے حکومت اسلام کے دائرے میں لے لیا ہر ایک بالغ پر ایک دینار جزیہ مقرر کیا۔ باقی سرداروں کے لشکر نے فتح یابی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

بلنجر کی جنگ ❶:...... حضرت عبدالرحمن بن ربیعہ کو ترکوں پر حملے کا حکم پہنچا تو انہوں نے باب سے نکل کر بلنجر کا رخ کیا بلنجر ترکوں کا پایہ تخت ہے۔ شہر یاران کے ساتھ تھا اس نے تعجب سے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ ہم لوگ تو یہی غنیمت سمجھتے تھے کہ وہ ترک ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ حضرت عبدالرحمن نے جواب دیا کہ جب تک میرا نیزہ ترکوں کے سینہ میں نہ گھس جائے گا مجھے صبر نہیں آئے گا۔ الغرض بلنجر کے قریب پہنچ کر ترکوں سے جنگ کی نوبت آئی۔ ترک شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسلامی لشکر کامیاب ہو کر مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے تک مسلمان ان پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے اعصاب جواب دے گئے۔ ترکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا کیوں کہ ان کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں اتفاق سے انہی جنگوں میں ایک مسلمان کو گرفتار کیا گیا جس کو ان لوگوں نے لے جا کر شہید کر ڈالا۔ پھر کیا تھا ترکوں کی جرأت اور دلیری بڑھ گئی۔ انہی جنگوں میں حضرت عبدالرحمن لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو ان کے بھائی حضرت سلمان نے جھنڈے کو سنبھالا ان کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوستی بھی تھے ان دونوں بزرگوں نے نہایت بہادری سے ترکوں کا مقابلہ کیا اور جیلان کے راستے جرجان واپس ہوئے۔

یزدجرد کی شرارتیں:...... یزدجرد جلولاء کی فتح کے بعد رے چلا گیا وہاں کے مرزبان آبان جادویہ نے بے وفائی کی تو غم زدہ ہو کر رے سے اصفہان گیا جب وہاں بھی اسلامی فتوحات نے اس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو اصفہان سے نکل کر کرمان کی طرف آیا اور پھر وہاں سے واپس آ کر "مرو" سرزمین خراسان میں آ کر قیام پذیر ہوا اور یہ سمجھ کر کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب سرحدی مقام تک پہنچ کر ختم ہو جائے گا آتشکدہ بنوا کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کی طبیعت بے چین تھی اس لئے چین سے نہ بیٹھا گیا۔ اسلامی حکومت درہم برہم کرنے کے غرض سے ہرمزان اہل اھواز، فیرزان اور اہل جبال کو مسلمانوں کے خلافت بغاوت کرنے کی ترغیب دینے لگا چنانچہ سب نے عہد شکنی کی اور اس کا ذائقہ اللہ جل شانہ نے ان کو چکھایا۔

خراسان پر حملہ اور اس کی فتح:...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ملک فارس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اپنے ہاتھ سے کئی جھنڈے تیار کر کے نامی گرامی افسروں کو عطا فرمائے، حضرت احنف بن قیس کو خراسان کا جھنڈا عنایت فرمایا تھا۔ حضرت احنف نے ۱۸ھ یا ۲۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ "طبسین" ❷ سے گزر کر ہرات پہنچے اور اس کو لڑ کر فتح کر لیا۔ صحار بن فلان عبدی کو نائب بنا کر مرو شاہ جان کی طرف بڑھے۔ نیشا پور پر حضرت مطرف بن عبداللہ کو اور سرخ کی جانب حرث بن حسان کو روانہ کیا۔ یزدجرد شہنشاہ فارس مرو شاہ جان میں مقیم تھا مسلمانوں کے آنے کی خبر سن کر مرورود ❸ چلا گیا احنف رضی اللہ عنہ نے مرورود شاہ جان پر قبضہ کر لیا کوفہ کی مددگار فوجیں آ گئیں۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے مرو شاہ جان میں حضرت حارثہ بن نعمان باہلی کو چھوڑ کر مرورود کا رخ کیا اور کوفہ کی فوج کو مقدمۃ الجیش میں رکھا یزدجرد مقابلہ سے ڈر کر یہاں سے بھی بھاگا اور سیدھا بلخ پہنچا۔ حضرت احنف نے مرورود پر قبضہ کر لے بلخ پر حملہ کیا۔ یزدجرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا احنف رضی اللہ عنہ نے میدان خالی دیکھ کر ہر طرف اپنی فوجیں بھیج دیں۔ خراسان کو نیشا پور سے طخارستان تک فتح کر کے مرورود کو صدر مقام قرار دیا اور طخارستان کی حکومت حضرت ربعی بن عامر کو دی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتح کی خوش خبری کا خط بھیجا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ جہاں تک تم پہنچ چکے ہو اب اس پر اکتفا کرو دریا سے آگے نہ بڑھو۔

یزدجرد کے لئے خاقان چین کی امداد:...... یزدجرد خاقان چین کے پاس گیا تو اس نے بڑی عزت و توقیر کی بڑی فوج لے کر مدد کے لئے اس کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ ان دنوں بلخ میں مقیم تھے خاقان کی آمد کی خبر سن کر اسلامی لشکر لے کر مرورود میں پہنچ کر قیام کیا خاقان بلخ ہوتا ہوا مرورود پہنچا اور یزدجرد اس سے علیحدہ ہو کر مرو شاہ جان کی طرف بڑھا۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے کھلے میدان میں جنگ کرنا مناسب

---

❶ ...... باب الابواب کے پیچھے خزر کا ایک علاقہ ہے۔ معجم البلدان ❷ ...... طبسین یہ تثنیہ ہے اُس کا واحد طبس ہے اور اس کا مطلب ہے بھیڑیا نیشا پور اور اصبہان کے درمیان ایک طرف دو شہر ہیں (ا) طبس العناب اور طبس التمر جنہیں مجموعی طور پر طبسین کہہ دیتے ہیں ❸ ...... مروالروز مرالشاہ جان کے پاس ایک شہر ہے جو دریا کے کنارے واقع ہے ان دونوں شہروں میں پانچ دن کا فاصلہ ہے۔ معجم البلدان۔

سمجھ کر نہر عبور کر کے ایک میدان میں جس کے پیچھے پہاڑ تھا صف آرائی کی کوفہ اور بصریٰ کی بیس ہزار فوجیں اس کے ساتھ تھیں مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندقیں بنالیں اور مورچے قائم کر لئے۔ ایک مدت تک دونوں فوجیں آمنے سامنے صفیں جمائے پڑی رہیں۔

خاقان چین کا فرار:...... ایک روز صبح کو حضرت احنف رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں گئے ادھر سے دستور ❶ کے مطابق ایک ترک طبل علم نکلا حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد احنف رضی اللہ عنہ نے اس پر نیزہ کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر کر مر گیا۔ اس کے بعد قاعدہ کے مطابق دو بہادر اور میدان میں آئے حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ پس خود خاقان میدان میں آیا تو وہ اپنے بہادروں کو مرا ہوا دیکھ کر اتنا خوف زدہ اور پریشان ہوا کہ اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دے دیا۔

یزدجرد کی خاقان کے پاس فرار:...... یزدجرد کو یہ خبر مروشاہ جان میں ملی جس وقت وہ حضرت حارث بن نعمان کا مروشاہ جان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے فتح سے ناامید ہو کر محاصرہ سے ہاتھ اٹھالیا۔ خزانہ جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانے کا ارادہ کیا مگر دربار کے سرداروں نے اس کی مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر اصرار کیا کیوں کہ مسلمان وعدہ پورا کرنے اور معاہدہ کی پابندی میں ترکوں سے بہت اچھے تھے۔ یزدجرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو ان لوگوں نے ہنگامہ کر دیا اور سارا مال واسباب چھین لیا یزدجرد بے سروسامانی کے ساتھ نہر عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخر تک ترکوں کے دارالسلطنت فرغانہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے زمانے میں اہل خراسان نے بغاوت کی۔ اور یہ اس وقت وہاں سے واپس آیا۔

یزدگرد کے ساتھیوں کی صلح:...... یزدجرد کے چلے جانے کے بعد اس کے اراکین حکومت حضرت احنف رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سب جواہرات اور مال واسباب دے کر صلح کر لی حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کا مال واسباب لے کر صلح کر لی۔ حضرت احنف رضی اللہ عنہ نے ان کو مال غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس واقعہ میں سواروں کو اتنا ہی حصہ ملا جتنا قادسیہ میں ملا تھا۔ اس کے بعد احنف رضی اللہ عنہ بلخ میں آئے اور لشکریوں کو اس کی حدود میں ٹھہرا کر خود مرورود میں قیام کیا۔ دریا پار کرتے ہوئے یزدجرد سے اس کا نمائندہ آملا جسے اس نے چین کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا۔ نمائندہ نے واپس آکر یزدجرد کو پیغام بھیجا کہ چین کا بادشاہ آپ سے مسلمانوں کے حالات کے بارے میں پوچھ رہا ہے جنہوں نے کم ہونے کے باوجود آپ کی یہ حالت کی ہے اور یہ پوچھ رہا ہے کہ ان کی وفاداری کیسی ہے؟ ان کی دعوات، امیر کی اطاعت، سرحدوں کے پاس کا ٹھہرنا، کھانا، پینا، لباس، سواریاں وغیرہ کیسی ہیں یزدگرد نے تمام باتیں لکھ کر چین کے بادشاہ کے پاس بھجوادیں۔ جواب میں چین کے بادشاہ نے یزدگرد کو یہ مشورہ دیا کہ ان سے صلح کر لے کیوں کہ چین کا بادشاہ اس کی اتنی مدد بھی نہیں کر سکتا جتنی نزدیل نے کی تھی چنانچہ خاقان چین کی حکومت کے دور تک یزدگرد فرغانہ ہی میں ٹھہرا رہا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوش خبری کا نامہ لکھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا پراثر وعظ:...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فتح کا حال سنایا اور ایک پراثر تقریر کی جس سے سننے والوں کے دل ہل گئے آخر میں آپ نے فرمایا۔

الاوان ملك المجوسية قدذهب فليسو يملكون من بلاد هم شيرا يضر يمسلم الاوان الله قد اورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وابنائهم لينطر كيف تعملون فلا تبدلوا فيستبدل الله بكم غيركم فانى لااخاف علىٰ هذا الامة ان توتى الامن قبلكم.

آگاہ ہو جاؤ بے شک آج مجوسیوں کی حکومت ختم ہوگئی لہٰذا وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے بھی مالک نہیں رہے جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکیں۔ سنو! کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی زمین ان کے مال ان کے اموال اور ان کے نوجوانوں کا وارث و مالک تمہارے اعمال دیکھنے کے غرض سے بنایا لہٰذا تم لوگ اپنی حالت نہ تبدیل کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے حکومت چھین کر دوسروں کو دے

❶...... پہلے ترکوں کا عام دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر باری باری طبل وعلم لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اس کے بعد سارا لشکر حرکت میں آتا تھا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوتی تھی۔

دے گا مجھے خوف اس امت پر صرف اس بات کا ہے کہ کہیں ان پر وہی حالت نہ طاری ہو جائے جو ان سے پہلے لوگوں کی تھی۔

توج کی فتح ❶:......جس وقت اسلامی کمانڈوز نے جہاد کے ارادے سے عام حملے کا علم نہیں ہوئے بصرہ سے فارس کا رخ کیا اور ہر کمانڈر اپنی بٹالیں ساتھ لئے ہوئے اپنے مقررہ و متعینہ راستے کی طرف بڑھا اہل فارس میں کھلبلی مچ گئی۔ ایرانیوں کا جتھا بکھر گیا اپنے اپنے شہر کو بچانے کے لئے متفرق ہو گئے یہیں سے ان کی شکست کی بنیاد پڑتی ہے اور اس وجہ سے یہ لوگ بکھرے۔ حضرت مجاشع بن مسعود اردشیر اور سابور کی طرف روانہ ہوئے ایرانیوں نے ان کو توج میں روکا دونوں گروہوں نے لڑائی شروع کر دی آخر کا مجاشع نے انتہائی مردانگی سے توج کو فتح کر لیا وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی حضرت مجاشع نے فتح کی خوشخبری اور خمس دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ ❷ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کے اوطاس کے واقعہ کے بعد یہ توج کا دوسرا واقعہ ہے۔ چنانچہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ان سے جزیہ طلب فرمایا انہوں نے اپنی گزشتہ حرکتوں سے معذرت کی اور جزیہ ادا کر دیا۔

اصطخر کی فتح:......اصطخر کی فتح پر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ مقرر تھے انہوں نے جب اس کا رخ کیا تو ایرانیوں نے بہت زیادہ ساز و سامان کے ساتھ لشکر اسلام کو ''جور'' میں ❸ روکا لیکن مسلمانوں کی فتح کا سیلاب ان کے روکنے سے نہ رک سکا وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے اصطخر کے حاکم ہربذ نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست دی جس کو لشکر اسلام کے سپہ سالار نے منظور کر لیا اس معاہدہ میں اصطخر میں شامل تھا۔ جو لوگ دوران جنگ مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ بھی صلح کے بعد واپس آ گئے حضرت عثمان نے خمس اور فتح کی خوش خبری کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

شیراز گارزدن اور جنابہ کی فتح:......اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ''گارزون اور نوبند جان'' فتح کر کے اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اس دوران حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پہنچ گئے اور ان کے ساتھ مل کر شیراز اور ارجان بھی جزیہ و خراج پر فتح کیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنابہ کا رخ کیا ایرانیوں نے جہرم ❹ کے آس پاس مقابلہ کیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو شکست دے کر اس کو بھی فتح کر لیا۔

شہرک کی بغاوت:......اس کے بعد شہرک نے خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ابتداء میں بغاوت کی تو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور بھائی حکم کو بڑے لشکر کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا بصرہ سے ان کی کمک پر عبیداللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوجیں لے کر آئے فارس میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا لڑائی ہوتی رہی اور بالآخر ایرانیوں کو شکست ہوئی حکم بن العاص کے ہاتھ سے شہرک لڑائی کے دوران مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سوار بن ہمام عبدی پر شہرک نے حملہ کیا تھا انہوں نے وار خالی دے کر اس کو قتل کر دیا تھا۔ اس مہم کے بارے میں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ۲۸ھ میں اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں مکمل ہوئی۔

شہرک کی بغاوت کے بارے میں دوسرا قول:......بعض مؤرخ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں جب ۲۳ھ خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری زمانہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بحرین کے عامل مقرر ہوئے تو شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کر دی تمام مفتوحات اسلامیہ قبضہ سے نکل گئے اس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کا لشکر دے کر فارس روانہ کیا۔ میمنہ اور میسرہ پر جارود اور ابوصفرہ جو مہلب کے والد تھے کو مقرر کیا ادھر سے کسریٰ نے شہرک کی مدد کے لئے بہت بڑی فوج بھیجی تھی دونوں فوجوں کا توج میں مقابلہ ہوا۔ حکم نے نہایت بہادری سے شکست دے کر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر سابور میں دم لیا حکم نے تعاقب کر کے شہرک کو مار ڈالا جو باقی رہے ان کو سابور میں گھیر لیا حتیٰ کہ اہل سابور نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔

سابور کی فتح:......حکم نے سابور کی مہم سے فراغت پا کر اصطخر کا رخ کیا۔ اہل اصطخر سابور سے مدد طلب کرنے لگے اس کے دوران حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان خلیفہ سوم نے عبیداللہ بن معمر کو عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ روانہ کیا انہوں نے بھی اصطخر کا

---

❶......توج۔ فارس کا ایک شہر ہے جو کارزدن کے قریب ہے یہ شہر انتہائی پستی میں واقع ہے لہذا اس وجہ سے یہاں شدید گرمی پڑتی ہے۔ یہاں کے کھجوروں کے بہت سے درخت ہیں (معجم البلدان) ❷......تصحیح واستدراک ثناءاللہ ❸......جور فارس کا ایک شہر ہے اس کے اور شیراز کے درمیان بیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان) ❹......جہرم، فارس میں ایک شہر ہے اس کے اور شیراز کے درمیان تیس فرسخ کا فاصلہ ہے۔)

محاصرہ بدستور قائم رکھا۔ سابور کے حاکم نے بغاوت اور بدعہدی کا ارادہ کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا محاصرہ کے دوران عبید اللہ پر منجنیق سے ایک پتھر گرا جس کے باعث وہ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد شہر سابور فتح ہو گیا ایک بڑا لشکر ایرانیوں کا اس واقعہ میں کام آیا یعنی بہت بڑی فوج قتل ہوئی۔

''پسا'' ❶ اور دارا بجرد کی فتح اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت: ..... ساریہ بن زنیم کنانی نے عمومی لشکر کشی میں پسا اور دارا بجرد پر فوج کشی کی پسا اور دارا بجرد والوں نے ایرانی کردوں کو جمع کر کے ایک لشکر منظم کیا شہر سے نکل کر صف آرا ہوئے میدان میں جس وقت دونوں فوجیں دو بدو لڑ رہی تھیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ میں منبر پر کھڑے خطبہ پڑھتے ہوئے بے ساختہ بول اٹھے۔ یا ساریہ الجبل الجبل (اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ! پہاڑ پر چڑھ جاؤ) اس وقت ساریہ کا لشکر کمزور پڑ رہا تھا اور قریب تھا کہ ایرانی لشکر غالب آ جاتا۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ آواز سن لی اور پہاڑ پر چڑھ گئے پھر لوٹ کر حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہو گئی۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں ہیرے جواہرات کا ایک تھیلا تھا حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سپاہیوں کی اجازت سے خمس کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔ ایک ایک واقعہ معلوم فرمایا اور جواہرات کا تھیلا واپس فرما دیا اور فرمایا اس کو بھی سپاہیوں پر تقسیم کر دو چنانچہ حضرت سایہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فروخت کر کے تقسیم کر دیا۔

کرمان کی فتح: ..... کرمان کی فوج کا جھنڈا سہیل بن عدی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تھا چنانچہ وہ ۲۳ھ میں ایک فوج لے کر جس کا ہراول دستہ بشیر بن عمر العجلی کی افسری پر تھا کرمان پر حملہ آور ہوئے پیچھے سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی کمک لے کر پہنچ گئے کرمان۔ والوں نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کر کے مقابلہ کیا مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی چھیڑ دی اس دوران کرمان کا مرزبان حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مارا گیا۔ فریق مخالف کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت بشیر رضی اللہ عنہ جیرفت و سیر زاد تک فوجیں لے کر بڑھتے چلے گئے۔ بے شمار اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ملیں۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی نے کرمان کو فتح کیا تھا اور فتح کے بعد کرمان سے طبسین ہوتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئے تھے۔

سجستان کی فتح: ..... اس کو سیستان ❷ بھی کہتے ہیں یہ ملک عاصم بن عمرو کے ہاتھ سے فتح ہوا لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ آ گئے یہاں کے رہنے والے لوگ سیستان سے باہر نکل کر چھوٹی سی لڑائی لڑ کر بھاگے مگر عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہ سجستان کا دوسرا مقام ہے چند دنوں کے محاصرہ کے بعد محصورین نے صلح کی درخواست کی چنانچہ ان کی درخواست کے مطابق صلح کر لی گئی۔ یہ ملک خراسان سے بڑا تھا اس کے حدود دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس ملک پر قبضہ کرنے سے قندھار، ممالک ترک اور دوسری قوموں کے ملک کی فتح کی کنجی ہاتھ آ گئی تھی وقتاً فوقتاً ان پر حملہ ہوتا رہا۔

ترکی کے شہزادے کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح: ..... حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں شاہ اپنے بھائی زنبیل یعنی ترک کے بادشاہ سے ناراض ہو کر سجستان کے ایک شہر ''آمل'' نامی میں آیا۔ سلم بن زیاد بن ابی سفیان نے جو سجستان کے گورنر تھے اس سے معاہدہ کر کے امیر معاویہ کو اس سے مطلع کیا امیر معاویہ نے اس کو منظور کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ یہ لوگ بڑے غدار و فریبی ہیں ان کے معاہدہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے ان کو جب موقع ملے گا آمل کے علاقوں پر قابض ہونے کی کوشش کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا امیر معاویہ کے انتقال کے بعد شاہ نے غداری کی اور کل بلاد آمل پر قبضہ کر لیا۔ زنبیل نے آمل کا یہ رنگ دیکھ کر زرنج کا محاصرہ کر لیا اس دوران بصرہ سے کمک آ گئی اور ترکوں کو بھاگنا پڑا۔

مکران کی فتح ❸: ..... عمومی لشکر کے ایک امیر حکم بن ❹ عمر تغلبی نے ۲۳ھ میں مکران کا ارادہ کیا ان کے بعد شہاب بن مخارق، سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی روانہ ہوئے ان سب نے دویں پہنچ کر اسلامی فوج کو مرتب کیا ادھر مکران کے گورنر (راسل) نے نہر مکران کے کنارے

---

❶ ..... پسا، یہ شہر بھی فارس میں ہے اس کے اور شیراز کے درمیان چار مرحلوں کا فاصلہ ہے (معجم البلدان) ❷ ..... سجستان دور دراز کے شہروں میں سے ہے اور بہت بڑا شہر ہے یہاں تک کہ اس کی حدود بلخ سے سندھ تک وسیع تھیں۔ یہ بالکل ہموار زمین تھی اور کوئی پہاڑ وغیرہ بھی نہ تھا۔ ❸ ..... مکران، میم کی پیش اور کاف کے جزم کے ساتھ بہت بڑا علاقہ ہے جو تعدد شہروں اور دیہاتوں پر مشتمل ہے کرمان سجستان اور ہند کے درمیان واقع ہے اس کا بڑا حصہ جنگلات او بیابانوں پر مشتمل ہے یہاں قحط بہت عام ہے۔ (معجم البلدان) ❹ ..... معجم البلدان میں حکم بن عمر التغلبی کے بجائے حکیم بن جبلۃ العبدی لکھا ہوا ہے۔

نہایت اہتمام سے صف آرائی کی اور سندھ کی امدادی فوج لے کر مقابلہ کے لئے آیا۔ اسلامی بہادروں نے ایک بہت بڑی جنگ کے بعد راسل کو شکست دے کر مکران پر قبضہ کرلیا۔ حکم بن عمرو نے صحار عبدی کی معرفت فتح کی خوش خبری اور دارالخلافہ روانہ کر دیئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مکران کا حال معلوم کیا صحار عبدی نے عرض کی:

ارض سهلها جبل وما ء ها وشل وثمر هادقل وعدد ها بطل و خيرها قليل و شرها طويل والكثير بها قليل

(ترجمہ) یہ ایسی سرزمین ہے جس کا آسان ترین حصہ پہاڑ میں اور اس کا پانی کم ہے اس کے پھل ردی ہیں اس کے لوگ جنگجو ہیں اس کی بھلائی کم اور شر طویل ہے اور وہاں ہر زیادہ تعداد بھی کم ہی ہو گی۔ ❶

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سہیل اور عاصم کو لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں تک پہنچ چکی ہیں وہیں رک جائیں اور جو علاقے اس وقت تک مفتوح ہو چکے ہیں صرف انہی پر اکتفا کیا جائے۔

بیرود کی فتح ❷:...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس وقت امراء اسلام کو لشکر کشی کا ایک ایک جھنڈا عطا فرما کر مقررہ سمتوں کی طرف روانگی کا حکم دیا اور یہ لوگ حکم پاتے ہی ایرانی علاقوں کی طرف بڑھے اسی زمانہ میں حفاظت کی غرض سے یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک بڑے فوج کا امیر بنا کر بصرہ کی حدود پر قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ نہر تیری، اور منادر کے مابین مقام بیروذ میں اہل اہواز کی مشہور قوم۔ اکراد اسلامی فتوحات کے سیلاب کے روک تھام کے لئے جمع ہوئی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی تو انہوں نے بیروذ پر حملہ کر دیا دونوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ مہاجرین زیادہ اسی دفعہ میں شہید ہوئے اور ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ مشرکوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر پر اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو مقرر کر کے فوج کے چند دستوں کے ساتھ اصفہان کے محاصرہ کے لئے چلے گئے۔ جب وہ فتح ہو گیا بصرہ واپس آئے اس عرصہ میں ربیع بن زیاد نے بیروذ فتح کر لیا تھا۔ اور جو کچھ اس میں تھا اس پر قبضہ کر لیا تھا پھر فتح کی خوشخبری اور خمس دربار خلافت روانہ کر دیئے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایات اور ان کا ازالہ:...... ضبہ بن محصن عنزی نے وفد لے کر جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوموسیٰ نے اجازت نہ دی اس پر ضبہ ناراض ہو کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ انہوں نے دہقانوں کے ساٹھ لڑکوں کو اپنی غلامی کے لئے منتخب کیا ہے۔ اور زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے گورنر مقرر کیا ہے۔ حطیہ کو ایک ہزار انعام دیا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے جواب طلب کر لیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے معقول جواب کو قبول کیا۔

سلمہ بن قیس کا لشکر:...... انہیں ایام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کا ایک لشکر جہاد کے لئے جمع ہو گیا جس کا انہوں نے حضرت سلمہ بن قیس اشجعی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار سے جہاد کرنے کے لئے روانہ فرمایا اور پرانے دستور کے مطابق نصیحتیں فرمائیں اتفاق سے ان لوگوں کا کردوں سے سامنا ہو گیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ جزیہ ادا کرنے کو کہا تو اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے تو تلواریں نیام سے نکال کر ان پر حملہ کر دیا۔ ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی مسلمانوں نے اشارہ سے نماز پڑھی، اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ کردوں کے پاؤں جنگ سے اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگے مجاہدین نے ان کو قتل وقید کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اس کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یاقوت کا ایک ٹکڑا نکل آیا تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو با اجازت اور مسلمانوں کے خمس کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قاصد سے لوگوں کی حالت ان کے اصولوں کی تفصیل و کیفیت معلوم کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہ دوسرے لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو فوراً واپس لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو فروخت کر کے مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

---

❶...... استدراک، ثناء اللہ۔ ❷...... بیروذ: اہواز کا ایک علاقہ ہے، بہت اچھا اور خوبصورت ہے یہاں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں (معجم البلدان)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ:...... مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام رہتا تھا اس کا نام فیروز اور کنیت ابولولوء تھی اس نے بازار میں ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے شکایت کہ میرے آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ رقم لیتا ہے آپ کم کروا دیجئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تعداد دریافت فرمائی اس نے بتلایا دو درہم روزانہ۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی لوہار نقاشی اور بڑھئی کا، فرمایا ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ پھر مخاطب ہو کر کہا میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بنانا چاہتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آٹا کی تکلیف رہتی ہے تو مجھے اس قسم کی ایک چکی بنا دیں اس نے کہا کہ بہت خوب میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز اہل مشرق و مغرب سنیں گے۔ ابولولوء اتنی باتیں کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا اور فاورق اعظم رضی اللہ عنہ اس کے تیور پہچان گئے اور فرمایا یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دے رہا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حملہ:...... دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے مسجد میں آئے ابولولوء بھی خنجر لے کر داخل ہوا خنجر کے دو سر تھے درمیان میں ایک نوک نکلی ہوئی تھی جوں ہی صفیں درست ہوئیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی ابولولوء نے صف کے درمیان سے نکل کر چھ ❶۔ وار کئے ایک ان میں سے ناف کے نیچے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کھینچ کر اپنی جگہ پر کر دیا اور خود تکلیف سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

قتل کی خودکشی:...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کے فرش پر تڑپ رہے تھے اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ ابولولوء نے مسجد سے نکل کر کئی آدمیوں کو زخمی اور کلیب ابن ابی بکر لیثی کو شہید کیا بالآخر گرفتار کر لیا تو اس نے خودکشی کر لی۔ نماز ختم ہونے کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو لوگ گھر پر اٹھا لائے۔

آپ کی وصیت:...... آپ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا میں تم سے کچھ عہد لیتا ہوں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں واللہ میں ایسا نہیں کروں گا! میں ان لوگوں کی نسبت عہد پیمان کروں گا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی و خوش تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علی، عثمان۔ زبیر، سعد، اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہو میں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت خیال رکھے کیوں کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی۔ اپنے گھر میں ٹھہرایا یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک و احسان کرے اور ان کی لغزش و خطا سے درگزر کرے مہاجرین کا بھی خوف خیال کرے کیوں کہ یہی لوگ اسلام کا سرمایا ہیں۔ ان سے وصول کئے ہوئے صدقات ان کے فقراء میں تقسیم کئے جائیں۔ اور ذمیوں کا پورا خیال کیا جائے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھے یعنی ان سے جو معاہدہ کیا جائے وہ پورا کیا جائے اس کے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا، **اللّٰھم قد بلغت لقد ترکت الخلیفة من بعدی علی انفی من الراحة** ❷ پھر حضرت ابوطلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے حکم دیا کہ جب یہ لوگ خلیفہ کے تقرر کے مشورہ کے لئے جمع ہوں تو تم دروازہ پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس جانے نہ دینا جب تک وہ آپس میں مشورہ نہ کر لیں۔

قاتل کے کافر ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا:...... اس کے بعد اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا دیکھو میں میرا قاتل کون ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عمر نے عرض کی کہ ابولولوء غلام مغیرہ۔ فرمایا الحمد للہ مجھے ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہو۔ پھر عبداللہ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عبداللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر لوگ خلیفہ کے انتخاب کرنے میں اختلاف کریں تو کثرت رائے کی موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم اس گروپ کی رائے سے اتفاق کرنا جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہوں۔

وفات فاروقی:...... مدینہ منورہ میں جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے زیارت کرنے کی اجازت چاہی

❶...... طبقات ابن سعد کے مطابق تین وار کئے تھے۔ طبقات ابن سعد جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۴۵)۔ ❷...... استدراک ثناء اللہ

مہاجرین وانصار آپ کو دیکھنے آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔لوگوں کا یہ خیال تھا زخم کاری نہیں لگا شفا ہو جائے گی۔ جب طبیب آیا تو اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو کھجور ❶ نبیذ پلائی وہ زخم کے راستے سے نکل گئی پھر دودھ پلایا وہ بھی یوں ہی نکل گیا اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔طبیب نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اپنا کسی کو ولی عہد منتخب کر جائیں تو آپ نے جواب دیا میں کر چکا ہوں۔زخمی ہونے کے بعد آپ اللہ کا ذکر مسلسل کرتے رہے حتیٰ کہ بدھ کی رات ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے کے بعد جاں بحق ہوئے (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) حضرت صہیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔حضرت عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد اور عبداللہ بن عمر نے قبر میں اتارا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور کی فتوحات:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن تھا۔اس مدت میں جو جو ملک علاقے فتح ہوئے ان کی تفصیل آپ اوپر بڑھ آئے ہیں فتوحات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وسعت اور اس کی حدود اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل جنوب کی جانب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تھا جس میں شام، مصر، عراق، عرب جزیرہ، خوزستان، عراق عجم ارمینیہ، آذربائیجان فارس کرمان خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان کا بھی شامل تھا یہ علاقے فتح ہوئے۔ان تمام لڑائیوں میں جو دس برس سے کچھ زائد وقت میں ہوئیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے مگر فوجیں ہر جگہ کام کر رہی تھیں اور فوج کی امداد ہر موقع پر ان کو لڑا رہے تھے لیکن ان کی بھاگ دوڑ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ میں تھی ان سب لڑائیوں میں دو موقعہ نہایت خطرناک تھے (۱) حمص کا واقعہ اس پر قیصر روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی مدد سے چڑھائی کر دی تھی (۲) نہاوند کا معرکہ جب کسریٰ فارس نے تمام ملک ایران میں نقیب دوڑ کر ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا ان دونوں موقعوں پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کا کام تھا کہ انہوں نے مخالفین کے اٹھتے ہوئے سیلاب کو نہ صرف روکا بلکہ ان کو تباہ و برباد کر کے ہوا میں اڑا دیا۔

ملک کی صوبوں میں تقسیم اور عمال کی تفصیل:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے نظام حکومت کو قائم رکھنے کے غرض سے اپنے مقبوضہ علاقوں کو مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا۔اسلام میں جس نے سب سے پہلے اس کی ابتداء کی اور مصلحت کے تقاضے کے مطابق ان کی حدود قائم کیں وہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی تھے انہوں نے اسلامی مقبوضات کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا۔مکہ مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین، یہ صوبہ جات یا ضلع حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی کے قائم کردہ ہیں۔اور فلسطین کے علاوہ جو مقامات فتح ہونے سے پہلے صوبہ یا ضلع تھے ان کو اسی طرح رہنے دیا فلسطین کا معاہدہ امن لکھے جانے کے بعد دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، ایک قاصد مقام ایلیا اور دوسرے کا رملہ قرار دیا تھا اور شاید اسی وجہ سے مؤرخوں نے ان صوبوں اور اضلاع کی تفریح نہیں کی۔

مصر کی اضلاع بندی اور صوبے:......مصر کو بھی آپ نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بالائی حصہ جس کو صعید کہتے ہیں اس میں ۲۸ ضلع تھے اور دوسرا مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلع تھے فارس، خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم جیسا کہ کیانیہ کے بادشاہوں کے دور میں تھے انہیں ویسے ہی برقرار رکھا فارس میں اصطخر شیراز، نوبندجان، جور، گازرون، فسا (پسا) دارالجبرد، اردشیر، سابور، اہواز، جندسابور، سوس، نہرتیری، مناذر، تشتر اور رام مہرمز، خراسان میں نیشاپور ہرات، مرو، مرورذ، فاریاب طالقان، بلخ بخارا بادغیس، باورد غرشتان، طوس سرخس اور جرجان کے اضلاع اور آذربائیجان میں طبرستان، رے قزدین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہاوند، دینور، حلوان، ماسبذان مہرجان شہرزور اور صامغان وغیرہ کے اضلاع شامل تھے۔

صوبوں کے مرکزی عہدے:......اکثر صوبوں میں چھ بڑے بڑے عہدے دار مقرر کئے جو ملک وانتظام کے ذمہ دار تھے۔والی گورنر جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا کاتب (حاکم صوبہ میرمنشی) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میرمنشی صاحب الخراج (افسر صیغہ مال یا بورڈ آف ریونیو) صاحب احداث (پولیس کا افسر اعلیٰ) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) قاضی (جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا) جس کو صدر الصدر یا منصف یا جج سے تعبیر کر

❶......دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رحمت اپنے بعد والے خلیفہ کے لئے (فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۶۱) اور طبقات ابن سعد جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۳۹ اور (البیان والتبیین جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۸)۔

لیجئے۔صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی ضرورت کے مطابق نائب گورنر افسر خزانہ اور قاضی موجود ہوتے تھے لیکن یہ سب کے سب صوبہ کے گورنر کے ماتحت تھے اور اس کی زیر نگرانی کام کرتے تھے۔

تنخواداری کا قیام:......جو لوگ صوبہ کی انتظامی خدمات پر مامور ہوئے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہ بھی دی جاتی تھی۔۔اور یہ سلسلہ بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔عرب میں اس سے پہلے یہ دستور تھا کہ لوگ ملکی خدمت کے معاوضہ میں تنخواہ لینا پسند نہیں کرتے تھے۔لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو تہذیب اور انتظام کے اصول سمجھ کر بڑی مشکل سے ختم کیا اور ان کی دیانت داری اور امانت قائم رکھنے کے غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر فرمائیں چنانچہ اس زمانہ کے معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

عمال وحکام کے حلف نامہ:......عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد ضرور لیا جاتا تھا (۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) باریک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازہ پر دربان نہ رکھنا (۵) ضرورت مندوں کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا رکھنا۔یہ شرطیں اور اس کے علاوہ اس کے دوسرے فرائض اکثر تقرری کے فرمان درج ہوتے تھے اور اس بات کا سختی سے انتظام کیا جاتا تھا عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔

فرائض کے بارے میں ایک خطبہ:......اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطبوں میں بیان فرمادیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے عاملوں کو مخاطب ہوکر کے خطبہ فرمایا تھا۔

> الاوانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین و لکن بعثتکم ایمة الهدی یهتدی بکم فادر واعلی المسلمین حقوقهم ولا تضربو هم فتذ لوهم ولا تحمد وهم فتفتنوهم ولا تغلقوالا بواب دونهم فیاکل قویهم صعیفهم ولا تستا ثرو اعلیهم فتظلموهم.

ترجمہ۔آگاہ ہو جاؤ میں نے تم کو امیر اور سخت گیر جابر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں (تقلید کریں) اور تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ غلطی میں پڑ جائیں اور نہ ان کے لئے اپنے دروازوں کو بند رکھو کہ طاقتور کمزوروں کو ستائیں اور نہ ان سے کسی بات میں کو دکو ترجیح دو کہ یہ ان پر ظلم ہوگا۔

عمال کی حج میں حاضری اور کھلی کچہری:......مفتوحہ ممالک میں جتنے عمال تھے سب حج کے دنوں میں حاضر ہونے کا حکم تھا کیوں کہ زمانہ حج میں تمام اطراف کے لوگ موجود تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ علی اعلان کھڑے ہوکر فرماتے تھے کہ جس عامل سے جس شخص کی کوئی شکایت ہو وہ پیش کرے میں نے ان کو تم پر اس لئے حاکم بنا کے نہیں بھیجا کہ وہ تم کو ستائیں یا تمھارا مال واسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سکھائیں لہذا اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو وہ مجھ کو بتاؤ میں اس کا انتقام لینے کے لئے موجود ہوں۔

عمال کی تقرری کے طریقے:......عمال کی تقرری کے دو طریقے تھے ایک یہ تھا کہ جن کو ملکی وانتظامی خدمت سپرد کی جاتی تھی ان کے انتخاب کے لئے مہاجرین اور انصار کا ایک اجلاس ہوتا تھا۔اس عام عراق میں اراکین مجلس شوریٰ جس کا انتخاب کرتے تھے وہی اس خدمت پر مامور ہوتا تھا دوسرا یہ دستور تھا کہ صوبے یا ضلعے کے باشندوں کو انتخاب کرنے کا حکم بھیج دیتے تھے۔جس کو وہ لوگ منتخب کرتے تھے اس کو انتظامی اور ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی چنانچہ حضرت عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدہ کے مطابق ہوئی اور حضرت عثمان بن فرقد اور معن بن یزید کے دوسرے طریقے پر ہوئی۔

عمال کی فہرست:......عمال جو عہد خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں ممالک اسلامیہ کے نظم ونسق پر مامور اور ایک ذمہ داری کے عہدہ پر تھے ان کی اجمالی فہرست یہ ہے اس سے قارئین کو معلوم ہوجائے گا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کس ترتیب وانتظام سے ملک کا انتظام چلایا تھا۔اور ان کی حکومت کی کل کن پرزوں سے بنائی گئی تھی۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام اور تعارف
شام	گورنر	حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔
شام	گورنر	یزید بن ابی سفیان بنو امیہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص مدبر نہ تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیاست و تدبیر میں ان کا خاص ملکہ حاصل تھا۔
مصر	۔	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ انہوں نے مصر کو فتح کیا تھا ملک سبحان کا ملکہ ان میں اچھا تھا ان کے ماتحتی میں حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو صعید کہتے ہیں اور نشیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا حاکم تھا لیکن وہ بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ماتحت تھا
کوفہ	گورنر	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں
بصرہ	۔	حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نامی گرامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔
مکہ معظمہ	۔	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نامی گرامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں
		حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ
۔	۔	حضرت خالد بن العاص رضی اللہ عنہ۔ یہ ابو جہل کے بھتیجے اور ایک معزز شخص تھے۔
طائف	۔	حضرت عثمان بن العاص۔ یہ ابوبکر صدیق کے زمانہ خلافت سے یہاں کے گورنر تھے
یمن	۔	حضرت یعلی بن امیہ۔ یہ عہد خلافت صدیقی میں خولان کے گورنر تھے
		علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ، یہ عہد خلافت صدیقی میں بحرین کے گورنر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن پر مامور فرمایا تھا۔
مدائن	صاحب الخراج	حضرت نعمان
۔	والی	حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ
جزیرہ	۔	عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ۔ یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔
حمص	گورنر	عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ
اصفہان	صاحب بیت المال	حضرت خالد بن الحرث
سوق الاہواز	۔	حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ
میسان	۔	حضرت نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ، صحابہ میں سب سے پہلے انہیں کو وراثت کا مال ملا تھا
ایلیا	گورنر	حضرت علقمہ بن حکیم
رملہ	۔	حضرت علقمہ بن مجزر
بحرین	صاحب الخراج	حضرت قدامہ بن مظعون، یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ تھے)

عمال کی تحقیقات:.......اسد الغابہ فی احوال الصابہ میں محمد بن مسلمہ کے تذکرے میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ عمال کی تحقیقات پر مامور تھے جب کبھی عمال کی شکایتیں پیش ہوتی تھیں تو ان کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے یہ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں تما

غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ایک مرتبہ ۲۱ھ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایات آئی جنہوں نے قادسیہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے دوبارہ بڑی تیاری سے پیش قدمی کی تھی اور نہاوند کے قریب پہنچ گئے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے باوجود کے وقت اور زمانہ نہایت تنگ ہورہا تھا محمد بن مسلمہ کو کوفہ روانہ فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جا کر عوام الناس سے ان کے خیالات سنے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ آئے پھر یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خود بھی ان کا بیان لیا اور کبھی محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور نہ فرماتے تھے بلکہ صوبے کے گورنر کو براہ راست مدینہ میں طلب فرمالیتے تھے اور خود اس کا بیان قلم بند کرتے اور وہاں کے باشندوں سے خفیہ طور پر اس کے حالات معلوم کرتے تھے یہ اکثر اس وقت ہوتا تھا جب کہ صوبہ کا حاکم کوئی معزز ہوتا تھا چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہی طریقہ عمل میں لایا گیا تھا جو شام کے گورنر تھے اور جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جس وقت شکایت آئی تھی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فریادی کا بیان خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ طلب کر کے اس کی تحقیقات کی تھی۔ گاہے بہ گاہے عمال کی تحقیقات پر چند آدمیوں کو بطور کمیشن مامور فرماتے تھے جو کتب تواریخ دیکھنے والوں پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

خراج:......سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کے وصولی وغیرہ کا کوئی قاعدہ نہ تھا اور نہ اسلام میں عہد خلافت فاروقی سے پہلے کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو یہاں کے یہودیوں سے بٹائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انہیں کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار میں سے کچھ بطور خراج لے لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت میں بھی کوئی قاعدہ خراج کا نہیں بنایا گیا تھا جہاں کے سارے باشندے مسلمان ہو گئے تھے ان سے عشر دسواں حصہ پیداوار کی زکوٰۃ ہے لیا جاتا تھا اور غیر مذاہب کے لوگوں سے بغیر حساب برائے نام سرسری طور پر کچھ رقم لے لی جاتی تھی۔

خراج وصولی کے لئے انتظامی تیاری:......لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ۱۶ھ میں جنگی مہمات سے کچھ فراغت حاصل ہوئی عراق عرب پر مکمل قبضہ ہو گیا اور جنگ یرموک کے بعد رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے تو انہوں نے خراج قائم کرنے کے غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے خوب جانچ پڑتال اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور حضرت حزیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ جو اکابر صحابہ میں سے تھے پیمائش کے لئے مقرر ہوئے تھے۔

خراج کا تقرر:......چنانچہ حضرت عثمان اور حذیفہ نے کافی عرصہ کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی۔ کاشتکاری کی زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب طے پائی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان تمام زمینوں کو سابق مالکان کے قبضہ میں دے دیا اور ان کو مندرجہ ذیل لگان مقرر فرمایا:

جو	فی جریب	ایک یا دو درہم سالانہ (ایک درہم تقریباً کا ہوتا ہے
نیشکر	ـ	۶ درہم سالانہ
روئی	ـ	۵ درہم سالانہ
انگور	ـ	۱۰ درہم سالانہ
نخلستان	ـ	ـ
تل	ـ	۸ درہم سالانہ
ترکاری	ـ	۳ درہم سالانہ
گیہوں	ـ	۴ درہم سالانہ
بنجر زمین	ـ	ـ
قابل زراعت	فی دو جریب	ا درہم سالانہ

کم لگان ٹیکس کے فوائد:...... بندوبست کے سال عراق کا کل خراج ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم سالانہ بنتا تھا اور اس کے دوسرے سال لگان شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت سی بنجر زمینیں قابل کاشت بنالی گئیں۔ جس سے خراج کی رقم آٹھ کروڑ سے دس کروڑ بیس ہزار درہم تک پہنچ گئی۔

چند اقدامات:......عراق کے سوا مصر وغیرہ کا جو بندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ کار تھا اس کو بدستور جاری رکھا البتہ جہاں جو کچھ ظلم و جبر کا اثر تھا۔ اس کو زائل کر دیا چنانچہ رومیوں کے زمانہ میں مصر سے خراج کے علاوہ بڑی مقدار میں غلہ قسطنطنیہ جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے یہیں سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں قاعدوں کو موقوف کر دیا اور وہاں کا ریکارڈ جن جن زبانوں میں تھا اسی طرح اسلام میں رہنے دیا عراق و ایران کا ریکارڈ فارسی میں شام کا رومی میں، مصر کا قبطی میں جس طرح پہلے تھا ویسا ہ فتح کے بعد بھی رہا اور جو لوگ اس محکمہ میں پہلے سے کام کرتے تھے وہی بدستور ملازم رہے۔

عہد فاروقی میں تین ممالک کے خراج کی تفصیل:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں عراق، شام اور مصر تین بہت بڑے بڑے ملک تھے ان ملکوں کا خراج جتنا عہد خلافت فاروقی میں وصول ہوتا تھا وہ اس تفصیل سے تھا۔ شام سے ایک کروڑ ۴۰ لاکھ دینار وصول کئے جاتے تھے۔

عشر:......اس کے علاوہ جو دوسری زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے عشر لیا جاتا تھا یعنی پیداوار کا دسواں حصہ یہ خراج نہ تھا بلکہ زکواۃ کی ایک قسم تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرع مقرر فرمائی تھی اور وہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی قائم رہی لیکن ایران وغیرہ کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور وہ ذمیوں کی پرانی نہروں اور کنوؤں سے ان کی آب پاشی کرتے تھے تو ان پر رعایۃً عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

زکوۃ:......اس آمدنی کے علاوہ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اور جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی گویا ایجاد کیا یا ان کے عہد خلافت میں اس کا اضافہ ہوا تجارتی گھوڑوں پر زکوۃ نہ تھی۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑوں کی تجارت کا وجود نہ تھا۔ اس لئے قرینہ حال سے معلوم ہوتا تھا کہ زکوۃ سے سواری کے گھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستثنیٰ فرمائے تھے جس کے مفہوم کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے برقرار رکھ کر اس کے دوسرے افراد پر زکوۃ عائد فرمادی اور انہی کے زمانہ سے زکوۃ کی مد میں اس نئی آمدنی کا اضافہ ہوا۔

عشور:......عشور، یہ بھی ایک نئی آمدنی تھی جس کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایجاد کیا مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے تعلقات غیر ملکوں سے بڑھے اور وہ لوگ تجارت کے غرض سے قریب اور دور کے ممالک میں آنے جانے لگے تو وہاں کے دستور کے مطابق تجارتی سامان پر دس فیصد محصول در آمد لیا جانے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ملی آپ نے حکم دیا کہ غیر ملکوں کے جو تاجر ممالک اسلامیہ میں آئیں ان سے بھی محصول اتنا ہی لیا جائے چند دنوں کے بعد جب اس دستور کی ترقی ہوتی نظر آئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں یہ قائدہ جاری کر دیا دس فیصد حربیوں سے ❶ پانچ فیصد ذمیوں سے اور ڈھائی فیصد مسلمانوں سے لیا جاتا اور جس مال غنیمت کی قیمت دوسو درہم سے کم ہوتی تو اس کا محصول معاف ہوتا تھا محصول صرف تجارتی سامان اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے سامان کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔

بیت المال:......اسلام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے نہ تو اتنی زیادہ رقم آئی کہ جس کے رکھنے کے لئے بیت المال یا خزانہ بنایا جاتا اور نہ اس کی ایجاد ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو رقوم آتی تھیں وہ سب ایک ہی مجلس میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا بلکہ جو سامان آتا ان کو اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ۱۵ھ یا اس کے لگ بھگ زمانے میں بیت المال کی ایجاد اس طرح ہوئی کہ بحرین سے پورے سال کا خراج پانچ لاکھ آیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اتنی کثیر رقم کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو رقم آئے وہ سال کے اندر تقسیم کر دی جائے خزانہ میں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے اس کی مخالفت کی حضرت ولید رضی اللہ عنہ بن ہشام نے بیان کیا کہ میں نے شام کے حکمرانوں کے ہاں خزانہ اور دفتر ریکارڈ کا الگ الگ محکمہ دیکھا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر بیت المال کی بنیاد ڈالی اور سب سے پہلے مدینہ منورہ میں بیت المال قائم فرمایا

---

❶......حربی، اس غیر ملک باشندے کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت کے ماتحت نہ ہو۔ ثناء اللہ

اوراس کی نگرانی وحساب کتاب کے لئے حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کومنتخب فرمایا جوایک معزز صحابی تھےاور حساب کتاب میں ماہر تھےاس کے علاوہ اور صوبوں اوران کے دارالحکومتوں میں بیت المال قائم کئے اوراس کے افسر الگ حکام زیرنگرانی مقرر فرمائے۔

صوبوں کی بحث اور باقی حساب:......مدینہ کے علاوہ دوسرے صوبوں اور اضلاع کے حکام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہاں کے ضروری خرچوں کے لئے رقم نکال کر جتنی باقی بچے سال پورا ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے بیت المال مین بھیج دیا کریں۔چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر کوایک فرمان لکھاجس کے یہ الفاظ تھے۔

فاذاحصل اليك وجمعة اخرجت منه عطاء المسلمين وما يحتاج اليه ممالا بد منه ثم انظر فما فضل بعد ذالك فاحمله الى .

ترجمہ۔پس جب آپ کوساراما ل وصول ہوجائے اورآپ ان کوجمع کرلیں اوراس میں مسلمانوں کے وظائف اورضروری خرچے نکال لیں اس کے بعد جو کچھ باقی بچے اس کومیرے پاس بھیج دیا کریں۔

بیت المال کا حساب کتاب:......بیت المال میں جتنی آمدنی آتی تھی اس کا حساب وکتاب نہایت صحیح طریقے سے مرتب کیا جاتا تھا اکثر اوقات خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ زکوۃ اورصدقہ کے جانوروں کوشمار کرتے اوران کارنگ حلیہ عمر دیکھ کرلکھاتے تھے۔نافع عبسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقہ کے اونٹ آئے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے ساتھ ان کودیکھنے کے لئے گئے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھے لکھ رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سر پر کھڑے تھےاور جو کچھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتاتے جاتے اورلکھاتے جاتے اورخود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت دھوپ مین کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے ہوئے اوردوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کوشمار کرتے اوررنگ،عمر،حلیہ بتاتے جاتے تھے۔

سنہ ہجری کی ابتداء:......عرب کے معاشرے اورپھر اسلام میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا عام واقعات کے یادرکھنے کے لئے دورجاہلیت کے بعض مشہور واقعات سے سنہ کا حساب شمار کرلیتے تھے۔بہت عرصے تک کعب بن لوی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا۔پھر عام الفیل سے جاری ہوااس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جب کہ ابرہۃ الاشرم کعبہ گرانے کے لئے ہاتھی لے کرآیا تھا اسی مناسبت سے اس کوعام الفیل سے تعبیر کیا جاتا تھا پھر عام الفجارہ کارواج ہوا پھر اس کے بعد اورمختلف قسم کے کلینڈر چلے لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جوسن چلایا وہ آج تک جاری ہے اور قیامت تک اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہے گا۔

نقطہ آغاز اور مجلس شوریٰ:......۱۶ھ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے دوفرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا ایک میں ممانعت کا اور دوسرے میں اجازت کا تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے میں نے اس حکم کی رو سے ممانعت کی تھی۔عامل نے عرض کیا نہیں !آپ نے اس فرمان سے اجازت دی تھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کرخاموش ہوگئے اوراسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کرکے ایک مجلس منعقد کی۔بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش ہوا کسی نے رائے دی کہ سنہ کا شمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے کیا جائے؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیوں کہ ان کا سنہ بھی میلادی ہے کسی نے کہا سال کا حساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ہو۔کوئی بولا کہ اس میں فارسیوں کی تقلید کی جائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں رایوں سے اختلاف کرکے اشارہ فرمایا بہتر یہ ہوگا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے کیوں کہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ گزرا ہے اوراس کے بعد ہی اسلام کی بھرپور اشاعت ہوئی لوگوں نے اس رائے کوپسند کیا اوراسی پر سب کا اتفاق ہوگیا۔پھر بحث یہ پیدا ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہو یا کہ عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم کے مہینہ سے ہو؟ لیکن چونکہ عرب کے رواج میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دومہینہ اور چنددن ہٹ کر محرم الحرام کوسال کا پہلا مہینہ مقرر فرمایا۔

امیر المؤمنین کا لقب:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ابوبکر صدیق،خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے پھر جب حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کو لوگوں نے ''خلیفۂ خلیفہ رسول اللہ'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے خلیفہ کہنا شروع کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس طرح تو رفتہ رفتہ لقب طویل ہوتا چلا جائے گا کیوں کہ جب تیسرہ خلیفہ ہوگا تو تم اس کو خلیفہ، خلیفہ، خلیفہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو گے اس لئے مناسب یہ ہے کہ چونکہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر کہا کرو چنانچہ اسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انہوں نے ہی استعمال فرمایا۔ بعض مؤرخین نے اس کی ابتداء یوں بیان ہے کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ آئے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا اطلاع کرنے کے وقت یہ کہا کہ امیر المومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع دو۔ حضرت عمر بن العاص نے انہیں الفاظ سے اطلاع کر دی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت عمر فاروق نے بھی اس بات کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے اس کی شہرت عام ہوگئی۔

رفاہ عامہ پر خدمات: ..... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کے ان کو رفاہ عامہ کا بڑا خیال رہتا تھا اور اس بات کا حتی الامکان بہت سخت اہتمام کرتے تھے کو کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہنے پائے۔ غرباء اور مساکین کے لئے بلا لحاظ مذہب بیت المال سے وظائف مقرر کر دیتے تھے ملک میں جس قدر اپاہج ضعیف بے سہارا اور لنگڑے ہوتے تھے سب کی تنخواہوں کا بیت المال ذمہ دار ہوتا تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرا دیئے گئے تھے جو مسافر آتا تھا اس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا۔ مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

لاوارث بچوں کی نگہداشت: ..... لاوارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال رکھتے تھے ۱۸ھ سے یہ انتظام فرمایا کہ جب کبھی کوئی لاوارث بچہ مل جاتا اس کو خاص اہتمام سے دودھ پلانے والی کے سپرد کرتے اور اس کی تربیت و پرورش کا خرچہ بیت المال سے دیا جاتا تھا یتیموں کی پرورش اور ان کی جائداد کا انتظام نہایت سرگرمی سے کرتے تھے ایک دانہ بھی اس میں سے ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ دس ہزار کی رقم حکم بن ابی العاص کو دی اور کہا کہ یہ یتیموں کا مال ہے زکوۃ نکالنے میں روز بروز کم ہو جاتا ہے۔ تم اس کو تجارت میں لگا دو اور پھر جو نفع ہو اس کو واپس دے دینا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے لاکھ تک پہنچ گئی۔

مہمان قافلوں کی رکھوالی: ..... بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فارغ ہو کر آنے کی وجہ دریافت کی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ سے باہر ایک قافلہ آیا ہے آؤ ہم اور تم اس کی چل کر نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ گرد و نواح کے چور آ کر چرا لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو لئے اور قافلہ کے قریب پہنچ کر رات بھر گشت کرتے رہے۔

بچوں کا وظیفہ اور پیدائش: ..... ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اترا اس مرتبہ آپ اکیلے اس کی خبر گیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے رونے کی آواز آئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو ایک شیر خوار بچہ ایک عورت کی گود میں رو رہا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز آئی آپ نے پھر اس کو دل بھلانے کی تاکید کی تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز سن کر پھر اس کے پاس آ گئے اور غصہ سے فرمایا ''تو بہت بڑی بے رحم ماں ہے تو اس کو کیوں چپ نہیں کراتی''۔ عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں تنگ کرتے ہو اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ بھوکا ہے اور میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں کیوں کہ جب تک بچہ دودھ نہیں چھوڑے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا وظیفہ مقرر نہیں کرتے'' حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور صبح ہوتے ہی یہ حکم دیا کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اسلم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے غلام کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ سے حرا کی طرف گشت کرنے نکلے ضرار نامی جگہ پہنچے تو دیکھا کہ آگ روشن ہے مجھ سے فرمایا جس طرف آگ روشن ہے اس طرف چلیں جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر ہانڈی چڑھائے بیٹھی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: السلام علیك یا اصحاب الضوء [1] عورت نے جواب دیا: وعلیک السلام پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قریب جانے

[1] ..... روشنی والو۔

کی اجازت طلب کی اس نے اجازت دے دی آپ رضی اللہ عنہ قریب جا کر تشریف فرما ہوئے حال معلوم کیا عورت نے کہا اندھیری رات ہے سردی زور کی پڑ رہی ہے اور یہ بچے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسلی کے لئے خالی ہانڈی آگ پر چڑھا دی ہے روتے روتے یہ سو جائیں گے تو کچھ انتظام کروں گی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کیا عمر تمہاری دیکھ بھال نہیں کرتا؟ عورت نے کہا وہ ہمارا امیر تو ہو گیا ہے لیکن ہم سے غافل ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھے اور مدینہ پہنچ کر بیت المال کھول کر آٹا، گوشت، کھجوریں، گھی نکالا اور اسلم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دے، اسلم نے کئی بار کہا کہ لائیے میں پہنچا آؤں! فرمایا ہاں قیامت میں تو میرا بار اٹھا سکے گا۔ غرض سب چیزیں آپ لاد کر لائے اور عورت کے سامنے رکھ دیا عورت نے آٹا گوندھنا شروع کیا اور آپ چولہا پھونکنے لگے یہاں تک کہ کھانا تیار ہوا لڑکوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور اچھلنے کودنے لگے عورت نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المومنین ہونے کے حقدار ہو نہ کہ عمر رضی اللہ عنہ۔

فرائض منصبی:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس طرح رفاہ عام اور ممالک اسلام کے انتظام و انصرام میں مسلسل سرگرم رہتے تھے اسی طرح اپنے فرایض منصبی امامت وخلافت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے۔ احکام مذہبی عقائد کی پابندی اتنی تھی کہ ذرہ ذرہ سی باتوں پر ٹوک دیتے تھے جہاں کہیں لوگوں کو غلطی کرتے دیکھتے تھے فوراً تنبیہ کرتے تھے ایک دفعہ حج کرنے تشریف لائے طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دے کر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ نقصان لیکن چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے تجھے سلام (چومتے) کرتے ہوئے دیکھا ہے اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں۔ محدثین نے اس خیال سے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دامن عزت پر اس قول سے یہ بدنما داغ لگ جائے گا انہوں نے شعایر اللہ کی اہانت کی۔ جہاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اتنا اور اضافہ کر دیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان کو اس کہنے سے روکا تھا اور ثابت کر دیا کہ تھا کہ حجر اسود نفع ونقصان پہنچا سکتا ہے کیوں کہ قیامت میں شہادت دے گا لیکن ناقدین فن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

فتح مکہ سے پہلے جس درخت کے نیچے بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ اس کو متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کو آنے لگے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کو کٹوا دیا اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پوجا نہ ہونے لگے اور آہستہ آہستہ اس کے ذریعے سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام ان ہی غلطیوں کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھانے کے لئے آیا ہے۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو بیچارے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اللہ جانے کیا فتویٰ لگایا جاتا۔

برائیوں کی اصلاح:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرب کے برے اخلاق کی اصلاح بھی پوری کی زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انساب ❶ پر فخر وغرور عام لوگوں کی حقارت برائی اور بدگوئی کرتے تھے۔ برابری کا اتنا خیال رکھا کہ آقا اور خادم کی تمیز ختم کر دی ❷ ہجو کو جرم قرار دے دیا۔ شعروشاعری کو روک دیا کیوں کہ عشق وہواپرستی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا شعراء کو تشبیب (عورتوں کی نسبت عشقیہ اشعار) لکھنے سے منع کر دیا روک تھام کے غرض سے شراب خواری کی سزا بڑھا دی پہلے شراب خور کو ۴۰ درے مارے جاتے تھے انہوں نے اسی ۸۰ درے (کوڑے) مارے جانے کا حکم دیا۔ الغرض حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام کا کام اسی حیثیت سے چلایا جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ ثروت دولت اور وسعت کے باوجود اس زمانہ میں لوگوں نے عیش وعشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

اولیات:......اکثر مؤرخوں نے اس کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو ایک جگہ جمع کر کے لکھا ہے اور ان کو اولیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم اس میں سے بعض کو مختصر طور پر درج ذیل ذکر کرتے ہیں۔

(۱) بیت المال قائم فرمایا۔ (۲) عدالتیں قائم فرمائیں۔ قاضی مقرر فرمائے۔ (۳) تاریخ وسنہ ایجاد فرمائے۔ (۴) امیر المؤمنین کا لقب اختیار فرمایا۔ (۵) زمین کی پیمائش کرائی۔ (۶) نہر کھدوائی۔ (۷) شہر آباد کئے۔ (۸) ممالک فتوح کو صوبوں پر تقسیم فرمایا۔ (۹) عشر ❸ مقرر کیا یعنی مال تجارت پر محصول درآمد مقرر فرمایا۔ (۱۰) جنگی تاجروں کو ممالک اسلامی میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

---

❶......نسب کی جمع ہے۔ ❷......نظر یا نثر میں کسی کی برائی کرنا۔ ❸......عشر، دسواں حصہ۔

(۱۱) راتوں کو گھوم پھر کر رعایا کے حالات دریافت کئے۔ (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے۔ (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے۔ (۱۴) نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (۱۵) شراب کی حد (۸۰) اسّی دُرّے مقرر ہوئے۔ (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر فرمائی۔ (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا۔ (۱۸) مساجد میں واعظ کا طریقہ قائم فرمایا۔ (۱۹) اماموں، مؤذنوں اور ملکی خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ (۲۰) ہجو کہنے پر تعزیر ❶ مقرر فرمائی۔ (۲۱) اشعار تشبیب لکھنے سے منع فرمایا۔ (۲۲) امہات ❷ ولد کی بیع سے منع کیا۔

ان کے علاوہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اور بہت سی خصوصیات ہیں جو لمبی ہونے کے ڈر سے نظر انداز کی جاتی ہیں۔

نسب و نام وولادت:...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نسباً قریشی عدوی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حضرت عمر ابن خطاب نفیل بن عبدالعزیٰ بن رجاح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

نام ان کا عمر تھا کنیت ❸ ابوحفص تھی۔ اور رسول اللہ نے فاروق ❹ لقب عطا فرمایا تھا ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ۴۰ سال اور یوم الفجار سے ۴ سال پہلے پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام حنتمہ تھا جو ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی ابوجہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملیں گے جتنے حالات معلوم کرنے سے قومی شعار سمجھا جاتا تھا جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے مطابق نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی، کی تعلیم پائی، بازار عکاز میں جہاں سالانہ اہل فن کا جمع ومیلہ ہوتا تھا یہ اکثر کشتی لڑتے تھے شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے اور ایسا جم کر بیٹھتے تھے کہ بدن کو حرکت نہ ہوتی تھی۔ اس زمانے میں ضرورت کے مطابق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے۔ فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی گئی تھی تو اس وقت قریش میں صرف ۱۷ آدمی پڑھے لکھے تھے ان میں ایک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

ازواج:...... ان کے قبول اسلام کرنے ہجرت اور ان کو فتوحات کی تفصیل ہم اوپر لکھ چکے ہیں جس کو آپ پڑھ چکے ہیں ان کا پہلا نکاح زمانہ جاہلیت میں زینب بنت المظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح سے ہوا جس کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن اکبر رضی اللہ عنہ، اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا۔

یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بہن تھیں جو پہلے اسلام لانے والوں میں سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح زمانہ جاہلیت میں ہی ملیکہ بنت بزدخزاعی سے کیا جس سے حضرت عبیداللہ پیدا ہوئے چونکہ یہ اسلام لائیں اس وجہ سے ۶ ہجری میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھی جس سے جاہلیت میں نکاح کیا اور چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لانے کی وجہ سے طلاق دے دی۔ پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں ان کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ طلاق دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی تھی۔ مدینہ میں آنے کے بعد اسلام میں ۷ ہجری میں جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی افلح اوسی انصاری سے نکاح کیا جن سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق دی۔ ان کا نام پہلے عاصیہ تھا لیکن جب ایمان لائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جمیلہ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد آخری عمر میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا بن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ وزید پیدا ہوئے۔

---

❶...... تعزیر: شرعی سزا۔ ❷...... امہات ولد۔ یہ جمع ہے ام ولد کی، اس باندی کو کہتے ہیں جو اپنے آقا کے بچے کی ماں بن جائے یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ اسلام میں غلاموں تک کے حقوق کا اتنا خیال رکھا گیا ہے کہ کسی اور مذہب میں اتنا خیال نہیں رکھا گیا، اب یہی مثال لیجئے چونکہ ام ولد کو بیچنے سے اس باندی اور اس بچے میں جدائی ہو جائے گی جو ایک ماں (خواہ آزاد ہو یا غلام) کے لئے انتہائی تکلیف دہ بات ہے اس لئے ایسی خرید وفروخت کو بھی ناجائز قرار دے دیا ہے۔ ❸...... اپنی پہلی اولاد کے نام کی نسبت سے مشہور ہونے کو کنیت کہتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابوحفص اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حفصہ تھا جو ام المومنین بھی تھیں (رضی اللہ عنہا)۔ ❹...... فاروق، حق اور باطل میں فرق کرنے والا۔

حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح:......حضرت ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب کے ساتھ نکاح کے واقعہ کو بڑے بڑے معتمد و معتبر مؤرخین طبری، ابن حبان، ابن قتیبہ اور ابن اثیر نے اپنی کتابوں میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب الثقات میں ابن حبان ۱۷ھ کے واقعات میں لکھتا ہے۔

ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب وھی من فاطمه ودخل بها فی شهر ذی القعد

ترجمہ: عمر نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں نکاح کیا اور ماہ ذیقعدہ میں عروس کیا۔

ابن اثیر کامل تحریر کرتا ہے:

ثم تزوج ام کلثوم بنت ابن ابی طالب وامها فاطمة بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم واصدقها اربعین الفا.

عمر نے کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے نکاح کیا ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں چالیس ہزار مہر ادا کیا۔

ابن قتیبہ نے معارف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ذکر میں لکھا ہے:

وفاطمة وزید وانهاام کلثوم بنت علی بن ابی طالب من فاطمة بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:......اور فاطمہ وزید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی بن ابی طالب کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔

اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں اثیر نے تفصیل کے ساتھ نکاح کا واقعہ لکھا ہے اور طبری نے جگہ جگہ اس کی تصریح کی ہے بخاری شریف باب الجہاد میں ضمناً اس کا بیان آ گیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں ایک بچ گئی اس کے بارے میں سوچنے لگے کہ کس کو دی جائے حاضرین میں سے ایک نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

امیر المؤمنین اعط هذابنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللتی عندك یریدون ام کلثوم

ترجمہ:......اے امیر المؤمنین اس چادر کو بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں۔

ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم کو کہا اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے ہاں حضرت فاروق اعظم کی ایک اور بیوی ام کلثوم نامی تھیں جن کی تصریح مؤرخوں نے کر دی ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان امِ کلثوم بنت فاطمہ کے ساتھ عقد کرنے سے پہلے انکار کر دیا تھا تب انہوں نے ام کلثوم بنت فاطمہ و علی سے نکاح کی درخواست کی اور جناب امیر علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

فلتیہہ یینتیہ اور عاتکہ بنت زید بن عمر بن نفیل بھی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بیویوں میں تھیں۔ فلتیہہ یینتیہ کے بارے میں بعضے کہتے ہیں کہ یہ ام ولد تھیں۔ لیکن یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل چچا زاد بہن تھیں۔ ان کا نکاح پہلے حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا، جب یہ غزوۂ طائف میں شہید ہو گئے تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ میں ان سے نکاح کیا۔

اولاد:......حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد بہت زیادہ تھی۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ انہیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواجِ مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے یہ نسبت اوروں کے یہ ممتاز و مشہور ہیں یہ پہلے خنیس رضی اللہ عنہ بن حذافہ کے نکاح میں تھیں جو مہاجرین صحابہ سے تھے جب غزوۂ اُحد میں خنیس رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ۳ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ مذکورہ اولاد میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ زیادہ نامور ہیں کیونکہ پہلے ایمان لانے والوں میں سے اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ تقریباً سب غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ علاوہ ان کے عبیداللہ عاصم، ابوشحمہ، عبدالرحمٰن، زید، مجیر بھی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں ۔ معارف ابن قتیبہ، اسد الغابہ، ابن خلکان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ہم اختصار کی وجہ سے چھوڑتے ہیں۔

غذا اور لباس:......ان کے دستر خوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتوں کے علاوہ دوسری چیزیں کم ہوتی تھیں۔ آٹا کبھی گیہوں کا ہوتا اور کبھی جو کا، لیکن چھنا ہوا نہ ہوتا اس کے علاوہ کبھی کبھی سبزی، سرکہ، دودھ، گوشت بھی ہوتا۔ لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا، ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے تھے اور اکثر پیوند لگا

ہوتا تھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک دن خطبہ جمعہ پڑھ رہے تھے ان کے ازار (تہ بند) میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک چمڑے کا تھا۔ حضرت ابوعثمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جمرہ میں رمہ کرتے دیکھا تو ان کے ازار (تہ بند) میں ایک پیوند جراب لگا ہوا تھا۔

بیت المقدس کی فتح کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیض میں ستر ۰۷ پیوند تھے جس میں ایک چمڑے کا پیوند تھا۔ مزاج میں سادگی اور بے تکلفی بہت تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اندر و باہر رہتے تھے ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنے جا رہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک دفعہ اتفاق سے گھر میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے معلوم ہوا پہننے کو کپڑے نہ تھے انہیں کپڑوں کو دھو کر سکھا رہے تھے۔

معاش:...... جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور وہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور خلافت کے امور سے فرصت کم ملنے لگی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزینہ مقرر کئے جانے کی درخواست کی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ آپ لے لیا کریں جو معمولی خوراک ولباس کے لئے کافی ہو۔ پھر جب ۱۵ ہجری میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے۔

حلیہ و عمر:...... رنگ سفید تھا لیکن سرخی اس پر غالب تھی قد نہایت لمبا اور پیدل چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جا رہے ہیں۔ گال پر کم گوشت ڈاڑھی گھنی، مونچھیں بڑی، سر کے بال اڑ گئے تھے۔ عمر پچپن یا ترپن برس کی پائی اور بعض ساٹھ بتلاتے ہیں۔، ابن اثیر نے لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ تریسٹھ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی واللہ اعلم انتہی کلام المترجم (مترجم کا کالم ختم ہوا)۔

خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ علی، عثمان، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو ایک مکان میں جمع کرنا کسی کو ان کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین دن کے اندر باتفاق رائے سے میں کسی کو خلیفہ بنالیں اور اگر اختلاف آراء ہو تو کثرت رائے پر عمل کیا جائے، صورت مساوات حضرت عبداللہ بن عمر حکم بنائے جائیں اور عبداللہ بن عمر اس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہوں اس زمانہ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ امامت کریں، نماز پڑھائیں اور اگر ان تین دن کے اندر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آجائیں تو وہ بھی مشورہ میں شریک کر لئے جائیں، ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ نے حضرت مسوعد بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے قول کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ❶ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور یہ کہہ کر ان کو اٹھا دیا کہ تم لوگ دروازہ پر اس ارادہ سے آکر بیٹھے ہو کہ کل کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ میں سے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ چلے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:...... ارباب شوریٰ میں خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں بحث و مباحثہ ہونے لگا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اپنے آپ کو ان لوگوں میں علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں؟ تا کہ وہ تم میں جو اصل اور لائق ہو اس کو خلیفہ بنائے، کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا میں خود کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں اور میں اس خدمت کا انجام دوں گا۔ ارباب حل و عقد اس پر راضی ہو گئے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے نعم ولا ❷ کا کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا، ماتقول یا اباالحسن (اے ابوالحسن تم کیا کہتے ہو) حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بولے میں بھی راضی

---

❶...... اس موضوع پر سب سے صحیح اور جید روایت جو ثابت ہوتی ہے وہ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ ک: ۶۲ باب: ۷ ج: ۴ ص ۲۰۴۔ ۲۰۷ میں ہے۔ اس کے راوی عمرو بن میمون ہیں جو حضرت معاذ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور امام شعبی اور سعید بن جبیر اور سی طبقے کے دیگر پایہ کے اس تذہ میں سے ہیں۔ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت مجلس شوریٰ میں ان چھ صحابہ کرام کا مقرر کیا جانا جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت راضی تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کا خیال ہے۔ ❷...... ہاں اور نہیں۔

ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق سے کام کرو گے۔ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کرو گے، نہ کسی کی رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرو گے، حق کہنے میں کسی کی ملامت اور نصیحت کا خیال نہ رکھو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا: اچھا آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں گے جو ہماری رائے سے اختلاف کرے گا آپ بھی مخالفت کریں گے۔ اور جس کو ہم خلافت کے لئے منتخب کریں گے اسے آپ بھی پسند کریں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو: ......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور حاضرین مجلس کے آپس میں عہد و پیمان ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو علیحدہ لے جا کر کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہو سابق الاسلام ہو، تم نے دینی خدمت بے حد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تم ہی ہو انہوں نے جواب دیا اور حضرت عثمان بن عفان؟ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو اکیلے میں لے جا کر ان سے بھی ایسی ہی باتیں کیں، انہوں نے کہا اور علی؟ اتنی سی گفتگو ہونے کے بعد جلسہ ختم ہو گیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بڑے بڑے صحابہ کرام اور ان لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے ملتے اور چوتھے دن کی صبح تک خلافت کے بارے میں دریافت کرتے رہے اس کے بعد مسور بن مخرمہ کے گھر پر آئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد کو بلا کر کہا کہ صحابہ کا اتفاق علی رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ہوتا رہا ہے۔ آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ دونوں بزرگوں نے کہا ہم بھی اس سے متفق ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا بہتر ہوتا کہ آپ ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہمیں ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے، جواب دیا یہ نہیں ہو سکتا! میں نے خود کو ان سے علیحدہ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں صرف اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کروں اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن، علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر باتیں کرتے رہے اتنے میں صبح کا وقت ہو گیا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اب مجلس شوریٰ کے اراکین میں کیا طے ہوا ہے؟

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی: ......نماز فجر کے بعد مہاجرین، انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے تھوڑی دیر میں ساری مسجد بھر گئی تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کرنے والوں ہو اس کی طرف اشارہ کرو، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا ابن ابی سرح نے کہا اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کرتا! عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے اتفاق کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ابن ابی سرح میں گفتگو بڑھ گئی اور سخت کلامی کی نوبت آ گئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا اے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس سے پہلے کہ لوگوں میں فتنہ پھیلے آپ جس کو چاہیں خلیفہ منتخب کر لیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب: ......حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے اپنے ذہن میں خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور رائے قائم کر لی ہے۔ اے لوگو! ذرا کچھ دیر خاموش ہو جاؤ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے اور وہ ہمارے درمیان میں ہے آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اور دونوں خلفاء (ابو بکر و عمر) کی تعلیم دینا۔ اس شرط پر خلافت کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کی جاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے علم و طاقت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہوں گا۔ یہ جواب سن کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر یہی کلمات کہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ہاں میں ایسا کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت: ......حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی مسجد کی چھت کی طرف سر اٹھایا اور اپنا ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دے کر پڑھنے لگے۔ اللّٰھم اشھد انی قد جعلت ما فی عنقی من ذلك فی عنق عثمان۔ (اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا بار جو میری گردن پر تھا اس کو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا۔ اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے اور بیعت عام ہو گئی عام بیعت کے دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اختیار رہے اگر آپ میری بیعت سے انکار کر دیں تو میں خلافت چھوڑ دوں گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بولے کیا سب نے بیعت کر لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سے اختلاف نہیں کرنا چاہتا جس پر سب نے اتفاق کر لیا ہے میں تمہاری خلافت سے راضی ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہلا مقدمہ: ......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے عبیداللہ

بن عمر سے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ سے پہلے ہرمزان اور ابولولو، اور جفینہ عیسائی کو جو جریرہ کا باشندہ ہے ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خنجر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے ہرمزان کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھ کر یہ لوگ خاموش ہو گئے تھے اور خنجر ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبید اللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی نفرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ عبید اللہ نے ہرمزان کے ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ چنانچہ عبید اللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دوڑ کر عبید اللہ کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ کے قتل کی رائے دی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی اور کہا یہ مناسب نہیں ہے کل ان کے والد شہید کر دیئے گئے اور آج بیٹے کو قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبید اللہ کا ولی ہوں اپنے پاس سے ہرمزان کا خون بہا ادا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے مال سے خون بہا ادا کر دیا اور منبر پر چڑھ کر ایک پراثر خطبہ دیا سب حاضرین نے بیعت کی۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی معزولی:...... اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے مغیرہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق معزول کیا گیا معزولی کی وجہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بیان کی، میں نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ فارق اعظم رضی اللہ عنہ کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی عمل میں آئی۔

اسکندریہ کی بغاوت:...... بعض مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو چھوڑ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا تو مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ بات ناگوار گزری اور در پردہ وہ خود ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط و کتابت کرتے رہے۔ ہرقل نے اسکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر منویل خصی ۲۵ ہجری میں اسکندریہ روانہ کیا اسکندریہ کے ساحل پر ہرقل کا جنگی جہاز لنگر انداز ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندے ہرقل کی فوج سے مل گئے مگر مقوقس کی ما تحتی میں اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔ منویل خصی کو اسکندریہ میں داخل ہونے نہ دیا اس وجہ سے ہرقل کے لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی اسلامی لشکر لے کر مقابلہ پر آئے اور نہایت بری طرح شکست دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے اسکندریہ پہنچ کر بہت بڑا معرکہ ہوا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بے شمار سپاہی معرکہ میں کام آئے ان کا سپہ سالار منویل خصی مارا گیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد اسکندریہ والوں نے درخواست پیش کی منویل خصی نے مصر سے روانہ ہوتے وقت ہم لوگوں کے مال و اسباب چھین لئے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس جس نے اپنے مال و اسباب کو پہچانا اور شہادت سے ان کو ثابت کر دیا حضرت عمرو بن العاص نے اس کو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ کی فصیل گرا کر مصر واپس آئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کی معزولی:...... ۳۵ ھ میں حضرت عثمان ذوالنورین نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا اور اس کو وجہ یہ تھی کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقاضا کیا سعد اس کو ادا نہ کر سکے۔ حیلہ سے ٹالنے لگے بحث بڑھی، ایک نے دوسرے کو سخت وست کہا آپس میں کچھ ناراضگی ہو گئی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی۔ سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر کیا اس کے بعد عتبہ بن فرقد کو آذربائیجان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمۃ الجیش پر حضرت عبد اللہ بن سہیل تھے۔

آذربائیجان اور آرمینیہ کی صلح:...... اسلامی لشکر نے اہل موقان پرنز ندا اور طیلسان پر حملہ کیا اور لڑ کر اس کو فتح کر کے لڑنے والوں کو قید کر لیا۔ آذربائیجان والوں نے یہ حال دیکھ کر صلح کی درخواست کر دی۔ چنانچہ حذیفہ نے آٹھ سو درہم سالانہ خراج پر صلح کر کے اسی وقت یہ رقم وصول کر لی۔ اس کے بعد بہت سے سرایا آس پاس کی طرف روانہ کئے سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر آرمینیہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے کامیاب و کامران ولید کی طرف آئے اور ولید کوفہ کیطرف چلے گئے۔

قالیقلا کی فتح:...... راستے میں جس وقت موصل پہنچے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا فرمان ملا لکھا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے شام پر ایک بہت بڑی فوج کی مدد سے شام کے مسلمانوں پر حملہ کیا ہے لہذا جس مقام پر یہ فرمان تم کو ملے اسی جگہ دس ہزار فوج

مسلمانوں کی مدد پر بھیج دینا۔ ولید نے اس خط کو امراء لشکر کے سامنے پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ شام کے مسلمانوں کی کمک پر روانہ کیا یہ قتل وغارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں داخل ہوئے۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے امداد طلب کی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ حبیب بن مسلمہ آرمینیہ پہنچ گئے اور قالیقلا کو محاصرے کے بعد فتح کر لیا اکثر رومی جزیہ دے کر وہیں ٹھہرے گئے۔ بعض جلاوطن ہو کر چلے گئے۔ حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے ہیں۔ بطریق آرمیناقس، ملطیہ، سیواس اور قونی اسّی ہزار فوج جمع کر کے خلیج قسطنطنیہ کے راستے حبیب پر حملہ کرنے آیا ہے۔

حضرت حبیب بن مسلمہ کی فتوحات: چنانچہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو حبیب کی مدد کا حکم دیا ہے اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار فوج دے کر حبیب کی امداد پر روانہ کیا، حبیب اور سلمان نے رومیوں کا خوب مقابلہ کیا اور رومیوں کو شکست ہوگئی۔ کامیابی کے بعد حضرت حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے راستے میں بطریق خلاط، عیاض بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا اور اس نے حسب اقرار خراج ادا کیا حبیب خلاط سے نکل کر سیرجان پہنچے اس کے گورنر نے اور پھر اردستان کے گورنر نے صلح کر لی۔ اس کے بعد دبیل کا محاصرہ کیا۔ ایک ہفتہ کے محاصرہ کے بعد پہلے دبیل والوں نے پھر سیرجان کے سب رہنے والوں نے صلح کر لی۔ اہل شمشاط مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے اس کو شکست دے کر ان کے قلعے چھین لئے اس کے بعد بطریق حزران نے صلح کی درخواست کی۔ جزیہ مقرر کر کے اس سے بھی صلح کر لی تفلیس پر حملہ کا ارادہ کیا تفلیس اور اس کے آس پاس بہت سے قلعے اور شہر صلح و امان فتح ہو گئے۔

سلمان بن ربیعہ کو فتوحات:...... سلمان بن ربیعہ باہلی نے اران پر چڑھائی کی اہل بلیقا بروعہ اور اس کے مضافات نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ بو شنجان کے مقابلے پر آئے۔ اسلامی لشکروں نے ان پر بھی فتح حاصل کی بعض نے جزیہ دے کر وہی رہائش اختیار کی اور بعض جلاوطن ہو کر نکل گئے پھر شہر شمکور (جس کا نام بعد میں متوکلیا ہوا) کو فتح کر کے قلعہ کی طرف گئے اور اس پر قبضہ کر کے کسکر کا رخ کیا کسکر کے گورنر نے خود کو مقابلے میں کمزور سمجھ کر جزیہ پر صلح کر لی۔ غرض مسلمان شیروان اور پورے جبال سے باب تک نہایت آسانی سے قبضہ کر کے واپس آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:...... ان کے واقعات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے روم پر حملہ کیا اور عموریہ تک بڑھتے چلے گئے رومی لشکر خوف زدہ ہو کر انطاکیہ اور طرسوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو انہیں قلعوں میں قیام کرنے کا حکم دیا اور ان میں سے بعض کو حملے سے تباہ برباد کر دیا۔

افریقہ پر حملہ کرنے کا حکم:...... ۲۶ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کے محکمہ مال کی خدمت سے ہٹا کر حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا چند دنوں بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو بلایا اور عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مال و جنگ کے محکموں کی حکومت دے کر افریقہ پر حملے کا حکم دیا۔

طرابلس کی فتح:...... اس سے پہلے ۲۱ھ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تھا اور وہاں رہنے والوں نے تیرہ ہزار دینا جزیہ دے کر صلح کر لی تھی پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے طرابلس پر حملہ کیا تھا کئی مہینے تک محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کے شہر کی فصیل تین طرف سے پختہ بنی ہوئی تھی دریا کی جانب شہر پناہ کی دیوار نہ تھی جنگ کے دوران مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے ایک دن حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے رومیوں کو علاوہ کشتیوں کے کہیں پناہ نہ ملی جتنے رومی شہر میں تھے ان میں سے گنتی کے چند جان بچا سکے۔ عساکر اسلامیہ نے دل کھول کر مال غنیمت حاصل کیا۔ رومی کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ چلے گئے مسلمانوں نے صبح ہوتے ہی صبرہ پر حملہ کر دیا اس کو بھی لڑ کر فتح کر کے طرابلس کی فتح مکمل کی۔

زناۃ اور مغلیہ قبائل کی اطاعت:...... برقہ میں زناۃ یعنی بربر رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بربر اپنے بادشاہ جالوت کے قتل کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور لوبیہ و مراقیہ پہنچ کر ادھر ادھر پھیل گئے تھے۔ لہٰذا زناۃ مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب جبال میں اور لواتہ برقہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات پرانے زناۃ مغلیہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب جبال میں اور لواتہ برقہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ یہ مقامات پرانے

زمانے میں الطابلس کے نام سے مشہور تھے پھر بربر قیام مغرب کے بعد اردگرد کے علاقوں میں پھیل کر سوس تک پہنچ گئے اور ہوازہ شہر لبدہ میں اور ففوسہ صبرہ نامی شہر میں جا کر مقیم ہوئے رومی وہاں سے جلاوطن ہو کر نکل گئے۔ ایک زمانہ تک یہ خود مختار رہے پھر رومیوں کے ماتحت ہو کر خراج ادا کرتے رہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا چنانچہ اہل مغرب نے تیرہ ہزار جزیہ دے کر صلح کر لی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ:...... ۲۵ھ میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ افریقہ کی فتح پر اس شرط پر مقرر کیا اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتح عنایت فرمائے گا تو مال غنیمت کے خمس کا خمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) اچھی خدمت کے صلے میں دیا جائے گا لشکر کے ایک حصہ کا عتبہ نافع بن عبدالقیس کو دوسرے حصہ کا حضرت عبداللہ نافع بن حرث کو سردار مقرر کر دیا دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اسلامی لشکر کے سرداروں نے افریقہ کا رخ کیا افریقہ کی سرحد پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا سرحد کے لوگوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے افریقہ کے اندرونی حصہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اہل عقل و دانش اور بڑے بڑے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کر کے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عمرو بن العاص ابن جعفر، حضرت حسن و حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) تھے۔

جرجیر کو اسلام کی دعوت:...... ۲۶ھ میں یہ حضرات حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ افریقہ پہنچے برقہ میں عقبہ بن نافع مع عساکر اسلامی لشکر آ ملے اور بالاتفاق طرابلس کی طرف بڑھے رومیوں نے طرابلس سے نکل کر مقابلہ کیا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے اسلامی لشکر نے قبضہ کر کے افریقہ کا رخ کیا اور بہت سی فوجیں افریقہ کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیں افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا یہ ہرقل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا۔ لہذا جب اس کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر کے شہر سبیطلہ (افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے ایک رات دن کے فاصلے پر پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جرجیر کو اسلامی دعوت دی جرجیر نے انکار کر دیا جزیہ دینے کو کہا اس بات کو بھی منظور نہ کیا مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے جنگ شروع کر دی۔

فریقین کی جانب سے انعامات کا اعلان:...... اس دوران مدت زیادہ گزر چکی تھی اور لشکر کے بارے میں کوئی اطلاع بھی نہ ملی تھی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر حضرت عبدالرحمن بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا اسلامی لشکر نے ان کے پہنچتے ہی خوشی سے تکبیر کے نعرہ بلند کئے۔ جرجیر نے تکبیر کی آواز سن کے وجہ معلوم کی۔ معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کے لئے مدینہ منورہ سے آئی ہے۔ جرجیر اس کی وجہ سے فکر مند ہو گیا۔ اگلے دن حضرت عبدالرحمن بن زبیر میدان جنگ میں گئے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو نہ پایا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جرجیر نے اعلان کروا دیا ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ لائے گا اس کو اس صلہ میں ایک لاکھ دینار میں دوں گا۔ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں گا اس وجہ سے ابن سرح جنگ میں نہیں آئے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عبداللہ بن ابی سرح سے کہا تم بھی اپنے لشکر میں اعلان کرا دو جو شخص جرجیر کا سر کاٹ لائے گا میں اس کو مال غنیمت میں سے ایک لاکھ دینار دوں گا اور جرجیر کی لڑکی سے اس کا نکاح کر دوں گا اس کے ملک کا حاکم بنا دوں گا جرجیر یہ خبر سن کر بے حد گھبرایا لیکن کر کچھ نہیں سکتا تھا۔

سبیطلہ ❶ کی فتح:...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو یہ رائے دی کہ کار آزمودہ مسلمانوں میں سے ایک بریگیڈ کو خیمے میں رہنے دو اور باقی فوج کو لے کر مقابلہ پر جاؤ رومیوں سے دل کھول کر لڑو یہاں تک کہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کی طرف واپس روانہ ہوں اور اسلامی فوجیں بھی اپنی قیام گاہ کی جانب واپس آئیں اس وقت وہ کار آزمودہ فوجیں جو خیموں میں ہیں تلواریں لے کر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید اللہ جل شانہ رومیوں پر فتح عنایت فرمائیں ورنہ اس صورت سے جیسا کہ تم لڑ رہے ہو جنگ ختم ہوتی نظر نہیں آتی۔ اکابر صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا کہ صبح سے زوال تک ایک گروہ لڑتا رہا۔ دونوں فوجیں تھک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جرجیر کا قتل:...... حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو اسی وقت و موقع کے منتظر تھے اس دستہ فوج کو لے کر جو

❶ سبیطلہ، قیروان سے سات میل کے فاصلے پر ہے علامہ ذھبی نے تاریخ اسلام جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۷ پر لکھا ہے کہ قیروان سے دو دن کے فاصلے پر ہے۔ ثناء اللہ محمود

پہلے سے خیموں میں ٹھہرا دیا گیا تھا حملہ کر دیا۔ رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی۔ لیکن خیموں نے بھی ان کو پناہ نہ دی۔ مسلمانوں نے قتل و قید کرنا شروع کر دیا حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر جرجیر کو تلوار کا ایک ایسا۔ چاتلا مارا کہ وہ ڈھیر ہو گیا جنگ ختم ہونے پر جرجیر کی لڑکی گرفتار ہو گئی۔ حضرت ابن زبیر کے اعلان نے مطابق اس کو لے لیا۔ کامیابی کے بعد حضرت عبداللہ بن سرح رضی اللہ عنہ نے شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا تھوڑے دنوں کے بعد شہر بھی فتح ہو گیا۔ بے حد و بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔

مال غنیمت کی روانگی:...... اسلامی لشکر نے فتح کرتے ہوئے قفصہ کی سرحد تک پہنچ کر قلعہ اجم کا محاصرہ کیا جس کو اہل افریقہ نے فوج و آلات جنگ سے مستحکم رکھا تھا اور اس کو بغیر لڑے فتح کیا اس کے بعد اہل افریقہ نے دس لاکھ پانچ سو دینار جزیہ دے کر صلح کر لی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فتح کی خوش خبری اور خمس لے کر مدینہ آئے جس کو مروان بن الحکم نے پانچ لاکھ میں خرید لیا۔ بعض کہتے ہیں کہ افریقہ کا خمس اس کو دیا گیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا خمس الخمس ❶ دیا گیا تھا۔

افریقہ کی فتح:...... ایک سال تین مہینے کے بعد حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ افریقہ سے مصر واپس آئے ہرقل نے یہ سن کر اہل افریقہ نے وہ خراج جو وہ اس کو دیتے تھے مسلمانوں کو دے کر صلح کر لی ہے تو ایک بطریق مقررہ خرج وصول کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا اس بطریق نے قرطاجنہ پہنچ کر اہل افریقہ سے وعدے کے مطابق خراج طلب کیا اہل افریقہ نے دینے سے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ تم نے ہماری اس وقت کچھ مدد نہیں کی تھی جس وقت ہم پر اسلامی لشکر نے حملہ کیا تھا لہٰذا ہم خراج نہ دیں گے بطریق نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا آپس میں لڑائی ہوئی آخر کار بطریق نے اس کو شکست دی جسے اہل افریقہ نے جرجیر کے بعد اپنا بادشاہ بنایا تھا وہ بھاگ کر شام چلا گیا تھا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو شام کے امیر تھے کی بیعت کر لی تھی لہٰذا انہوں نے ایک لشکر معاویہ بن خدیج کوفی کی سرداری میں افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندریہ پہنچا ہی تھا کہ رومی بادشاہ کا انتقال ہو گیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قمونیہ میں پڑاؤ ڈالا بطریق نے تیس ہزار فوج کو دن کے مقابلہ کے لئے بھیجا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شکست دیکر قلعہ جلولاء کا محاصرہ کر لیا چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کر کے پتھراؤ کرنے لگے یہاں تک کہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور تلواریں ہاتھ میں لے کر گھس گئے سارے مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور آس پاس کے قلعوں کر سرایا بھیج کر لیا جب سارے افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو مصر واپس آ گئے۔

قسطنطین کی شکست اور اس کا قتل:...... جس وقت ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے جو کچھ افریقہ سے حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر واپس آئے تو قسطنطین بن ہرقل نے چھ سو کشتیاں لیکر اسکندریہ پر حملہ کیا چنانچہ ایک طرف سے اسلامی فوجیں دریا کے راستے ابن ابی سرح رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور دوسری طرف سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان شامی لشکر کو لے کر مقابلہ پر آئے۔ رات تو دونوں گروہوں نے امید و بیم میں گزار دی۔ صبح ہوتے ہی اسلامی لشکر نے صف آرائی کی قسطنطین نے فوجوں کو کشتیوں سے خشکی پر اتار کر حملے کی غرض سے آگے بڑھایا صبح سے ظہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسطنطین زخمی ہو کر گنتی کے چند رومیوں کو لے کر شکست کھا کر صقلیہ ❷ چلا گیا اور ان لوگوں کو اپنی شکست کے بارے میں بتایا صقلیہ والوں نے اس کے شکست سے ناراض ہو کر اس کو حمام میں قتل کر ڈالا۔ یہ لڑائی ۳۱ھ میں ہوئی۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ۳۴ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

مختلف امراء کی وفات اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقرری:...... حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مختصر حالت میں اپنے مقبوضہ صوبوں پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا یہ ان کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی بھی تھے بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ بہر حال حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد عیاض بن غنم نے سعد بن خدیج جمحی کو اپنا جانشین بنایا اور جب یہ انتقال کر گئے تو حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن سعید انصاری کو اور حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد دمشق پر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو مقرر فرمایا لہٰذا معاویہ دمشق اور اردن کے حاکم رہے یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور یہ انتظام اسی طرح چلتا رہا اور حضرت حمص وقنسرین کے گورنر رہے پھر خود حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے استعفاء داخل کیا تو حمص اور قنسرین بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

❶...... خمس الخمس، پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ۔ ❷...... صقلیہ، موجود سعلی۔

دائرہ حکومت میں شامل کر دیا گیا۔اور عبدالرحمٰن بن علقمہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان ذولنورین رضی اللہ عنہ نے فلسطین کو بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔لہٰذا آہستہ آہستہ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دوسرے سال تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے تمام علاقوں کے حاکم ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دریائی سفر اور حملہ کی درخواست:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فاروقی عہد خلافت میں حمص سے قنسرین پر حملے کی اجازت طلب کی تھی۔لکھا تھا کہ حمص سے قنسرین اتنا قریب ہے کہ اہل حمص ،قبرین ،کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولنا سنتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے قبرص کے حالات اور دریائی سفر کی حالت اور دریائی سفر کی حالت دریافت فرمائی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ ان رایت خلقاً کبیر ایر کب خلقا صغیر الیس السماء والماے ان رکد و قلق القلوب وان تحرك ازاغ العقول یزادفیه الیقین قلته والشك کیثرة راکبه دود علی عود ان مال غرق ان نجا برق ۔ترجمہ۔میں نے دیکھا ہے کہ گنتی کے چند آدمی بہت سے لوگوں کو سوار کر کے لے جاتے ہیں سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی اگر دریا روانگی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موجزن ہو گیا تو اوسان خطا ہو جاتے ہیں اس لئے کامیابی کی امید کم اور خطرے کا اندیشہ زیادہ ہے۔یہ سفر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کیڑا لکڑی پر بیٹھا ہو لکڑی ذرا جھکی تو کیڑا ڈوب جائے اور اگر صحیح وسلامت بچ گئی تو چمک جائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب:......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ خبر سن کر حضرت معاویہ کو لکھا:

والذی بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لااحمل فیة مسلماً ابداًوقدبلغنی ان بحر الشام یشرف علیٰ اطول شئی من الارض فیستا ذن اللہ کل یوم و لیلة فی ان یغرق الارض فکیف احمل الجنود علی هذاالکافر و باللہ لمسلم واحد احب الی مما حوت الروم فایاك ان تعرض لی فی ذالك فقد علمت ما لقی العلاء منی

ترجمہ،اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میں لشکر اسلامی کو ہرگز دریا کے سفر کی اجازت نہ دوں گا میں نے سنا ہے کہ شام کا دریا زمین کے بہت سے حصہ پر پھیلا ہوا ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سفر کی اجازت کیسے دوں واللہ ایک مسلمان شخص سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ خبردار ایسی جرات نہ کرنا تمھیں معلوم ہے کہ علاء کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ چنانچہ اسی وجہ سے قبرص ❶ کا جہاد ملتوی ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت:......جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنادیئے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دریا کے راستے جہاد کرنے اجازت چاہی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ بنادیئے گئے تو حضرت مع رضی اللہ عنہ نے دوبارہ دریا کے راستے جہاد کرنے کی اجازت چاہی حضرت عثمان ذوالنورین نے اجازت دے دی ❷۔لیکن اس شرط سے کہ جس کا جی چاہے وہ اس جہاد میں شریک ہو کسی شخص کو مجبور نہ کیا جائے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے ایک گروپ جانے پر راضی ہو گیا ان میں سے حضرت ابوذر،ابوالدراد،حضرت شداد بن حضرت عبادۃ بن الصامت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضرت عبداللہ بن قیس (خلیفہ بنوفزارہ) ان مجاہدوں کے امیر مقرر کئے گئے چنانچہ لشکر اسلام شام سے اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف روانہ ہوا۔مصر سے حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں سے آملے۔

قبرص والوں کی صلح:......قبرص والوں نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر صلح کر لی لیکن اس کی اجازت لے لی کہ اہل قبرص اتنا ہی خراج رومی بادشاہ کو بھی دیا کریں گے۔مسلمان اس کی حاصل کرنے کوشش نہ کریں اور مسلمان ان کے علاوہ جو چاہیں گے اہل قبرص رکاوٹ نہ بنیں گے اور اس کے علاوہ اہل قبرص دشمنان اسلام (رومیوں) کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دے دیں گے یہ حملے ۲۸ھ میں ہوا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں اور بعض کے مطابق ۳۳ھ میں ہوا تھا حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی واقعہ میں ہوا جس وقت در

❶......قبرص یا قبرس موجودہ سائپرس۔ثناءاللہ۔ ❷......فتوح البلدان جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۸۱ میں اس پر اس عبارت کا اضافہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ اپنی اھلیہ محترمہ کے ساتھ اس جہاد پر نکلیں تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔

سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا تو وہ گر پڑیں اور ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت پیشن گئی کی تھی ❶۔

فتح قبرص کے بعد حضرت عبداللہ بن قیس نے دریا کے راستے پچاس جنگیں لڑیں جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا ایک روز ساحل مرقا (سرزمین روم) پر پہنچے تو ان پر کفار ٹوٹ پڑے اور شہید کر ڈالا۔ ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا۔ پھر سفیان بن عوف ازدی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر البحر مقرر کیا تھا اہل مرقا پر حملہ کیا، جنگ ہوئی ہزاروں کی تعداد میں اہل مرقا مارے گئے اور ایک گروہ مسلمانوں کا بھی اس لڑائی میں شہید ہوا اسی لڑائی میں وہ خود بھی شہید ہو گئے۔

اکراد کی بغاوت اور ابوموسیٰ کی معزولی:......خلیفہ بنے ہوئے حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو تین سال ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور کردوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور حضرت موسیٰ یہ خبر سن کر بصریٰ سے اس بغاوت کو ختم کرنے کی غرض سے نکلے اپنے مال واسباب چالیس خچروں پر لوڈ کر کے قصر سے نکالا حالانکہ لوگوں کو پیدل جہاد کرنے پر آمادہ کیا تھا اور اسلامی لشکر نے اس کو خوش دلی سے منظور کیا تھا۔ لشکریوں نے خچروں کو دیکھ کر اعتراض کیا حضرت ابوموسیٰ نے تلخ لہجے سے جواب دیا اعتراض کرنے والے حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت ابوموسیٰ کو ہٹا کر حضرت عبداللہ بن عامر بن، کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو بصریٰ کی حکومت پر مقرر کیا۔

گورنروں کے تبادلے:......حضرت عبداللہ بن عامر، امیر المومنین حضرت عثمان کے ماموں زاد بھائی تھے اس وقت ان کی عمر تقریباً پچیس سال کی رہی ہوگی ان کو ابوموسیٰ کے لشکر کا اور حاجرت عثمان بن العاص ثقفی (عمان کے گورنر) کو بحرین کے لشکر کا سردار بنا دیا گیا تھا اور انتظامی لحاظ سے عبیداللہ بن معمر کو خراسان کے بجائے فارس کا گورنر بنایا گیا اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا چنانچہ عمیر نے نہایت تیزی اور سختی سے فرغانہ تک قبضہ کیا لیکن کسی شہر یا گاؤں کو بغیر اصلاح کئے باقی نہ چھوڑا اس کے بعد ۴ ہجری خلافت کے شروع میں امیر ابن احمر یشکری خراسان کی گورنری پر عبدالرحمٰن بن عبس کرمان کی حکومت پر مقرر ہوئے۔ آخر ۴ ۱ھ خلافت میں بجستان کی گورنری عمران بن الفضیل برجمی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

اہل فارس کی بغاوت:......اہل فارس ان تبدیلوں کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھ کر آپس میں سازش کر کے بغاوت پر تیار ہو گئے لشکر کو تیار و آراستہ کر کے مقابلہ پر آئے۔ عبیداللہ بن معمر نے اصطخر کے دروازہ پر صف آرائی کی اتفاق سے عبیداللہ بن معمر شہید ہو گئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر سن کر بصریٰ کے لشکر لے کر اہل فارس کو سیدھا کرنے کے لئے روانہ ہوئے ان کے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاص میمنہ اور میسرہ پر ابو برزۃ الاسلمی اور معقل بن یسار سواروں کے عمران بن حصین امیر تھے۔ چنانچہ اصطخر میں مقابلہ ہوا اور ایک بہت بڑی خوفناک جنگ کے بعد اہل فارس شکست کھا کر بھاگے۔ ہزاروں ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کر کے دار بجرد کا رخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہو کر شہر جور (یعنی ردشیر) کیطرف بڑھے جس کا ہرم بن حیان سے پہلے سے ہی محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عامر کے آتے ہی جور ❶ فتح ہو گیا لیکن اہل اصطخر میں پھر بغاوت پھوٹ نکلی حضرت عبداللہ بن عامر مجبور ہو کر اصطخر کی طرف واپس آئے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد لڑ کر اس کو فتح کر لیا ایران

---

❶......ان کا مکمل قصہ ہمارے مترجم کتاب، جنت کی خوش خبری پانے والی خواتین میں ملاحظہ فرمائیں یہ کتاب دار الاشاعت کراچی سے شائع ہو چکی ہے ثناء اللہ۔ اس کے علاوہ جس میں پیشن گوئی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ صحیح بخاری میں کتاب الجہاد باب ۳ میں عن حرام کی سند، مسلم میں بالامارۃ میں (۴۹) میں بھی کیث، عن انس عن ام حارم کی سند سے اور یحییٰ بن حمزہ کی سند سے بخاری (الجہاد ۱۳۰ باب حدیث ۲۹۲۴ میں ذکر کی گئی ہے)۔ (بحوالہ فتح الباری جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۰۲۔ ❷......جور کا محاصرہ کئے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی لیکن فتح نہ ہوتا تھا اکثر ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کچھ لوگ محاصرہ پر رہ گئے اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف میں بغاوت دور کرنے کا چلا جاتا تھا اور بغاوت ختم ہونے کے بعد واپس آتا تھا امیر لشکر حرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنوں سے لڑتے رہتے تھے اور شام کو افطار کر کے نماز میں مصروف ہو جاتے تھے ایک ہفتہ تک روزہ نہ روزہ رکھ کر لڑتے رہے ہفتہ کے بعد کمزوری زیادہ ہو گئی تو خادم سے کہا تجھے کیا ہو گیا کہ بس پانی سے افطار کر کے روزہ پر روزہ رکھتا ہوں اور تو کھانا نہیں دیتا۔ خادم نے کہا میرے امیر برابر آپ کے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں کبھی میں نے ناغہ نہیں کیا حرم کو یہ سن کر سخت تعجب ہوا اگلے روز خادم کھانا رکھ کر چھپ کر جا بیٹھا، دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کیطرف سے آیا اور کھانا اٹھا کر چلا گیا خادم پیچھے چل پڑا آہستہ آہستہ کتا ایک سوراخ سے شہر میں گھس گیا۔ خادم نے واپس آکر ہرم کو اس راستہ کے بارے میں بتایا اسلامی لشکر اس کو غیبی مدد سمجھ کر عین جنگ کے وقت اس سوراخ سے شہر میں داخل ہو گیا اور لڑ کر فتح کر لیا۔

کے خاندانی امرائے اور نامی گرامی شہسواران فارس کو قتل کر ڈالا کیوں کہ ان لوگوں نے اس کو اپنا ٹھکانا بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کو اتنا ذلیل کیا کہ اس کے بعد ان کو ذلت کے سوا کچھ عزت نہ حاصل ہوئی۔

گورنر کا تقرر: ...... حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری دی گئی دار الخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا کہ فارس کے علاقوں پر ہرم بن حیان یشکری، ہرم بن حیان عبسی، حریث بن راشد اور ان کے بھائی منجاب بن راشد (از بنی سامہ) اور بریجمان ہجیمی کو مقرر کر دیا جائے اور خراسان کے ضلعوں میں احنف بن قیس، مرو حبیب بن قرہ یربوعی، بلخ پر خالد بن عبداللہ بن زبیر، ہرات پر امیر بن احمر یشکری، طوس پر قیس بن ہبیرہ سلمہ نیشاپور مقرر کئے جائیں پھر کچھ عرصے بعد خراسان کا قیس بن ہبیرہ کو، سجستان کا امیر بن احمر یشکری کو گورنر مقرر کیا اور قیس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کو، یہ ابن عامر بن کریز کے عزیز تھے، مقرر کیا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک یہ اسی عہدہ پر رہے کرمان کی گورنری پر عمران، فارس کی گورنری پر عمیر بن عثمان بن مسعود اور مکران کی حکومت پر ان کریز قشیری مقرر ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قیس بن ہبیرہ اور ان کے چچا عبداللہ بن خازم سے جنگ چھڑ گئی جیسا کہ آگے ہم بیان کریں گے۔

خراسان کی شورش پر پیش قدمی: ...... مہم فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا اس وجہ سے کہ ان اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعض مؤرخ کہتے ہیں وہ بصریٰ واپس آ گئے تھے۔ روانگی کے وقت فارس پر شریک بن الاعور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ لہذا انہوں نے اس کی مسجد بنوائی۔ الغرض بصریٰ پہنچے تو احنف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر حملے کا مشورہ دیا ابن عامر نے زیاد بن ابی عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج لے کر کرمان کی طرف روانہ ہوئے۔ کرمان والوں نے بھی بغاوت کر دی تھی۔ لہذا ان کی سرکوبی کے لئے مجاشع بن مسعود سلمی کو اور سجستان والوں کو زیر کرنے کے لئے ربعیہ بن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا ان کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس تھے۔ انہوں نے طبسین کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازے تھے بصلح وامان فتح کر لیا۔ کوہستان پہنچ کر محاصرہ کر کے پتھراؤ شروع کر دیا اسی دوران میں ابن عامر بھی آ گئے اور چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہوگئی مؤرخ کہتے ہیں کوہستان کے مہم کے سردار امیر بن احمر یشکری تھے۔

نیشاپور میں فتوحات: ...... اس کامیابی کا بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور کی طرف کئی فوجیں بھیجیں چنانچہ رستاق رام ہرمز اور جیرفت وغیرہ کو لڑ کر فتح کر لیا۔ اسود بن کلثوم قبیلہ عدی رباب سے تھے نے بیہق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اسود اسی راستے سے ایک گروہ لے کے شہر میں داخل ہو گئے مگر دشمنان اسلام سوراخ پر آ کر کھڑے ہو گئے پھر خوب گھمسان لڑائی ہوئی جس میں حضرت اسود شہید ہوئے اسلامی لشکر کا علم ان کے بھائی ادہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر بیہق کو فتح کر لیا۔

نیشاپور کا محاصرہ: ...... دوران جنگ ابن عامر نے صبح نیشاپور سے بشت اسقران، خواف اور رغیان کو فتح کر کے نیشاپور کا رخ کیا ایک مہینہ مکمل محاصرہ کئے رہے۔ نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے ان چار میں سے ایک نے رات کو دروازہ کھول دینے کا اس شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امان دی جائے۔ ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اور اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں۔ مرزبان اکبر گھبرا کر چند سپاہیوں کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اسلامی لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تو مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ دے کر صلح کی۔

نسا ابیورد اور سرخس کی فتح: ...... کامیابی کے ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن شہیم سلمی کو مقرر کر دیا ایک لشکر نسا اور ابیورد اور دوسرا سرخس کی طرف بھیجا اہل نسا و ابیورد نے لشکر اسلام کے پہنچتے ہی جزیہ دے کر صلح کر لی باقی اور سرخس کے مرزبان نے دو چار جنگوں کے بعد سو آدمیوں کو امان دینے پر شہر حوالے کرنے کا اقرار کیا اتفاق سے گنتے وقت وہ خود کو گننا بھول گیا۔ لہذا سردار اسلام لشکر نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم جزیہ دے کر صلح کر لی۔

ہرات، تخار اور مروروز کی فتح: ...... ہرات کی طرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حازم گئے تھے ہرات کے مرزبان نے بھی دس لاکھ درہم سالانہ مرد

کے زبان نے دو کروڑ دس لاکھ درہم پر صلح کر لی پھر ابن عامر نے عاصم بن نعمان باہلی کے بعد احنف بن قیس کو طخرستان ❶ کی طرف روانہ کیا راستے میں حاکم دار لجبر نے تین کروڑ درہم پر صلح کی درخواست پیش کی احنف نے یہ شرط لگائی کہ جب تک ہم یہاں ہیں اس وقت دار لجبر میں کوئی مسلمان جا کر آذان دیتا رہے۔اور نماز ادا کرتے رہیں، دار لجبر کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا اس کے بعد احنف مروالروز پہنچے تو اہل مروالروز مقابلہ کے لئے آئے جب جنگ ہوئی تو احنف نے ان کو شکست دے کر مروالروز کا محاصرہ کر لیا مرزبان مروالروز یمن کے گورنر بازان کا عزیز تھا اس نے احنف سے باذان کے ذریعے صلح کی درخواست کی۔ چھ لاکھ سالانہ پر صلح کر لی گئی۔

جرجان فاریاب اور طالقان کی فتح:......اس کے بعد اہل جرجان طالقان اور فاریاب نے جمع ہو کر احنف کا مقابلہ کیا۔ایک سخت خونریز جنگ کے بعد پسپا ہو کر بھاگے احنف نے مروروز پہنچ کر حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا جو میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان میں جا چھپے تھے حضرت اقرع رضی اللہ عنہ نے جرجان کو لڑ کر اور احنف نے طالقان اور فاریاب کو بصلح فتح کیا بعضے کہتے ہیں کہ فاریاب کو امیر ابن احمر نے فتح کیا ہے۔

بلخ کی فتح:......اس کے بعد احنف نے بلخ پر حملہ کیا یہ طخرستان کا ایک مشہور شہر ہے اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعضے کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر صلح کر لی احنف نے بلخ پر اسید بن المنشر کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیحون کا پل توڑ دیا تھا اور کشتیاں ہٹا دیں تھیں۔اس وجہ سے حضرت احنف مجبور ہو کر بلخ واپس آ گئے اسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جس کی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی۔

ہمید ہ سیرجان اور قفص کی فتح:......مجاشع بن مسعود اہل کرمان کی بغاوت ختم کرنے پر مقرر ہوئے تھے انہوں نے راستے میں ہمید کو لڑ کر فتح کر لیا اور ایک محل بنوایا جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پھر سیرجان پہنچے اور اس کو بھی نہایت بہادری سے لڑ کر فتح کر لیا اور وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا اور جنہوں نے جزیہ دینا منظور کیا ان کو امان دے کر رہنے دیا اس کے بعد لڑ کر جیرفت پر قبضہ کر کے کرمان کے اردگرد کو نقصان پہنچاتے ہوئے قفص پہنچے، یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو اردگرد کے شہروں سے جلاوطن کر دیئے گئے تھے اسلامی لشکر نے انتہائی دلیری سے حملہ کیا ایرانیوں نے جہاں تک ان کو قوت نے ساتھ دیا حملے کو روکا بالآخر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگے اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور سجستان چلے گئے ہزاروں پکڑ دھکڑ کے دوران مارے گئے مسلمانوں نے ان کے مکافات اور زمینوں پر قبضہ کر لیا۔

زرنج کی فتح اور حیرت انگیز صلح:......ربیع بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے سجستان کی لڑائی پر مقرر کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں لہذا انہوں نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے قلعہ زالق پہنچ کر حملہ کیا اور اس کے دھقان کو گرفتار کر لیا اس نے فدیہ دے کر خود کو چھڑا لیا اور اہل فارس کی طرح صلح کر لی۔پھر ربیع یہ فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے۔ایرانیوں نے مقابلہ کیا ربیع نے پہلی ہی جنگ میں ان کو شکست دے کر ناشروذ ہشر واذ کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا زرنج بڑے لمبے چوڑے انتظام سے مقابلہ کیا۔بالآخر مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹایا۔زرنج کے مرزبان نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا۔ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھ کر دوسرے مقتول کے ساتھ سہارا لیا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی کیا مرزبان یہ رنگ دیکھ کر رعب میں آ گیا۔ایک ہزار سونے کے گلاس جن کو ایک ہزار لونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے صلح کر لی اور لشکر میں داخل ہوا۔

رستم کے اصطبل کے گاؤں کی فتح:......اگلے دن وادی سنارود کی طرف روانہ ہوا راستے میں وہ گاؤں ملا جہاں رستم پہلوان اپنا گھوڑا باندھتا تھا اہل قریہ نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔پھر حضرت ربیعہ لوٹ کر زرنج آئے اور ایک سال کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جن کو اہل زرنج نے نکال دیا تھا اور مقررہ خراج نہیں دیا تھا۔

ربیع ڈیڑھ سال تک گورنر رہے اس دوران چالیس ہزار مشرکوں کو قیدی بنایا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان کے کاتب تھے۔

❶......موجودہ تخار جو افغانستان کے شمال میں ہے۔طالقان کا صوبہ ہے۔ثناء اللہ

جبل زور کی فتح اور بت مسماری:......اس کے بعد ابن عامر نے بجستان پر عبدالرحمٰن بن سمرۃ کو مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل زرنج نے طویل محاصرہ کے بعد مجبور ہو کر دو لاکھ درہم اور دو لاکھ لونڈیاں دے کر صلح کر لی عبدالرحمٰن نے آہستہ آہستہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اور کش سے وادین (اطراف رخج) تک پر کہیں لڑ کر اور کہیں بصلح وامان قبضہ کر لیا خاص شہر وادین پہنچ کر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا کفار نے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمٰن نے صلح کر لی "زور" کے بت خانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت کا نام تھا جس کا جسم سونے کا اور آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے مجھے اس سونے چاندی جواہرات سے کوئی غرض نہیں یہ تو تو لے لے میں نے فعل محض اس لئے کیا ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

فتح کابل وزابلستان:......اس مہم سے فارغ ہو کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے غزنی کے علاقوں پر چڑھائی کی، کابل ❶ اور زابلستان وامان فتح ہو گیا جوزانج واپس آ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت نے ڈگمگانا شروع کیا انہی دنوں دنوں حضرت عبدالرحمٰن کے واپس آتے ہی زرنج نے عہد شکنی کر دی۔ اور عمیر بن احمر کو شہر سے نکال دیا۔

ابن عامر کا عمرہ شکرانہ:......چونکہ ابن عامر کے ہاتھوں فارس خراسان کرمان اور بجستان وغیرہ کی فتح مکمل ہوئی تھی اس وجہ سے لوگوں نے نہیں کہا جتنی فتوحات تمہارے زور وبازو سے ہوئیں اتنی اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ابن عامر نے جواب دیا واللہ بیشک! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز بندے کے ہاتھ سے اتنے شہروں کو فتح کیا ہے میں اس کے شکریہ میں اس مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہوتا ہوں چنانچہ خراسان کا گورنر قیس بن الہیثم کو مقرر کر کے نیشاپور سے احرام باندہ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حج کیا۔

تخار کی مکمل فتح:......قیس بن الہیثم ابن عامر کی روانگی کے بعد طخارستان کی طرف گئے اور اس کے شہروں پر بلا کسی روک ٹوک کے قبضہ کر لیا البتہ تخار والوں نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی قیس نے اس کو بھی فتح کر لیا۔

ولید بن عقبہ کی کوفہ میں پریشانیاں:......امیر لمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی حکومت سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی۔ اور اس زمانہ میں ابوزبید عیسائی مذہب پر تھا اور انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہی سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی۔ اور اس زمانہ میں ابوزبید عیسائی مذہب پر تھا اور انہی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ انہی کے ساتھ رہا لیکن باوجود مسلمان ہونے کے اس کی شراب پینے کی عادت نہ گئی بعض عوام الناس اس کی صحبت کی وجہ سے ولید پر شراب پینے کا الزام لگاتے تھے اس دوران قبیلہ ازد کے چند نوجوانوں نے خزاعہ کے ایک شخص کو رات کے وقت اس کے گھر میں نفرت کی وجہ سے قتل کر ڈالا ابوشریح خزاعی نے موقع کی گواہی دی۔ ولید نے مقتولوں کے ورثاء کے کہنے پر قاتلوں کو دارالامارت کے دروازہ پر قتل کی سزا دی۔

اس موقع سے قاتلوں کے ورثاء ولید سے نفرت و دشمنی کرنے لگے اور یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے جو ولید پر شراب پینے کے الزام لگاتے تھے۔ ایک دن ولید کے مخالفین جمع ہو کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے اس واقعہ کو بیان کیا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ولید کے اس

---

❶...... جنگ کابل میں اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ تھے۔ مقدمۃ الجیش حضرت عباد بن الحصین کی ماتحتی میں تھا۔ مدتوں محاصرے کئے ہوئے منجنیقوں سے پتھراؤ کرتے رہے لیکن کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ کثرت پتھراؤ سے ایک بہت بڑا راستہ بن گیا۔ عباد الحصین رات بھر لڑتے رہے دشمنان اسلام اس راستہ کو بند کر کے صبح کے وقت اہل شہر ہاتھیوں کا جھنڈا لئے ہوئے مقابلہ کرنے نکلے۔ عبداللہ بن حازم سلمی نے مردانہ وار آگے بڑھ کر ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی نے ان کو اپنی سونڈ میں جوں ہی لیا عبداللہ بن حازم نے ایسی تلوار چلائی کہ سونڈ ہاتھی کے جسم سے علیحدہ ہو کر جا گری ہاتھی سواروں نے نیزہ چلایا عبداللہ بن حازم وار سے بچے تو سوار نیچے آ گرے عبداللہ بن حازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جس کو عساکر اسلامی نے سن کر دھرایا۔ فریق مخالف میں ہل چل مچ گئی بدحواسی کے عالم میں ایسے بھاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے لشکر اسلامی قتل وغارت کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا گیا ابومخنف کہتے ہیں کہ ہاتھی کو ابومہلب نے مارا تھا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ ایک شخص ہزار آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں نے دیکھا کہ عباد بن الحصین ایسے شخص ہیں۔ الغرض عبدالرحمٰن کابل فتح کر کے خشک کی طرف بڑھے اہل خشک نے ڈر کر صلح کا پیام دیا عبدالرحمٰن نے صلح کر کے رخج کا رخ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح کر کے زابلستان کی طرف بڑھے اور اس کو لڑ کر فتح کیا دوران جنگ اہل کابل نے بدعہدی کی عبدالرحمٰن نے پہنچ کر ان کو پھر زیر کیا۔

بے جا غصہ سے برہم ہو گئے چند دنوں کے بعد انہیں لوگوں میں سے ایک شخص نے ایک جادوگر کو مار ڈالا جس کو ولید لے آئے تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قاتلوں کے قتل کا فتویٰ دیا ولید نے قاتل کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ چند دنوں کے بعد رہا کر دیا۔

ولید کی شکایات اور حد کا اجراء:......اس واقعہ سے ولید کے مخالفوں کو موقع مل گیا۔ مدینہ منورہ میں امیر المومنین حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید کی شکایت کی اور شراب پینے کا الزام لگایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دہی کے غرض سے دربار خلافت میں طلب کیا۔ شکایت کنندگان سے پوچھا: کیا تم نے ان کو شراب نوشی کرتے ہوئے دیکھا؟ جواب دیا نہیں۔ لیکن ہم نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقدمہ میں ثبوت کافی پا کر حضرت سعید بن العاص کو درہ لگانے کا حکم دیا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے فرمایا چادر اتار کر درہ لگاؤ۔ بعضے کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے اپنے لڑکے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دُرّہ ❶ لگانے کا حکم دیا۔ لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے درہ لگائے جب چالیس درہ پر پہنچے تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا بس اب درہ نہ لگاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے مارنے کا حکم دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اسی ۸۰ درے شرابی کو مارے تھے اور یہ ۸۰ درے سنت ہیں لیکن وہ یعنی ۴۰ مجھے زیادہ پسند نہیں۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بحیثیت کوفہ کے گورنر:......اس واقعہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاص بن سعید رضی اللہ عنہ بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا پہلا سعید کافر تھا اور حالت کفر ہی میں مرا۔ ابواحیحہ اس کی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید ثانی کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صنعاء کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ جنگ مرج الصفر میں شہید ہوئے۔ سعید ثانی نے امیر المومنین حضرت عثمان کی گود میں پرورش پائی جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے حضرت معاویہ کے ساتھ رہے پھر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلا کر نکاح کرا دیا۔ یہ ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہے۔ قریش کے نامی گرامی افراد سے تھے ۳۰ھ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کی گورنری پر مقرر فرمایا تھا۔

کوفہ کا ناقابل اطمینان حال:......سعید کوفہ آنے لگے تو اشتر، ابوخشنہ الغفاری، جندب بن عبداللہ اور صعب بن جثامہ بھی واپس آ گئے یہ لوگ ولید کے حق میں گواہی دینے کے لئے تھے لیکن بعد میں ان کے مخالف ہو گئے الغرض سعید نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو جمع کیا خطبہ دیا ہر ایک کے حال کو غور سے دیکھ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاعی رپورٹ بھیجی۔ اہل کوفہ کا انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے۔ ان کا کارخانہ درہم و برہم ہے۔ اہل شرف و سابقین اسلام کو ہر طرح فضیلت دی جائے ان کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں ان کا رتبہ قائم کیا جائے۔ اور ان کا حق دیا جائے۔ سعید نے اس خط کو ایک مجمع عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اس بارے میں تم لوگوں کی جو رائے ہو ظاہر کرو اہل کوفہ اس بات پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی نامکمل برخاست ہو گئی۔

کوفہ پر عدم اطمینان سے صحابہ کی املاک کی فروخت:......سعید نے اس واقعہ سے امیر المومنین حضرت عثمان کو مطلع کیا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ نے مشورہ کیا اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ رکھو جس کی قابلیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا کرو گے فساد برپا ہو جائے گا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ اہل مدینہ! میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تمہارے طرف چلا آ رہا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تمہارا حق پورا پورا دوں اور تمہارے حقوق کو عراق سے تمہاری طرف منتقل کر دوں۔ صحابہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امیر المومنین حضرت عثمان نے کہا تم لوگ اپنی ان املاک کو جو عراق میں ہیں حجاز اور یمن کی جائداد کے بدلہ چاہو تو فروخت کر دو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس رائے کے مطابق عراق کی جائدادیں فروخت کر کے خیبر مکہ اور طائف کی جائدادیں خرید لیں، طلحہ، مروان، اشعث بن قیس، اور ہر قبیلہ کے بہت سے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرستان کی طرف پیش قدمی:......اسی ۳۰ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر حملہ کیا اس سے پہلے مسلمانوں میں سے کسی نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اصبہذ نے سوید بن مقرن سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کچھ مال دے کر صلح کر لی تھی۔ لیکن اس بیان

❶......کوڑے مارنا۔

کے مطابق سب سے پہلے حضرت سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت تھی جن میں حسن، حسین، ابن عمر، ابن زبیر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

۱۹ھ میں طوس کے مرزبان نے حضرت سعید بن العاص اور عبداللہ کو (جس زمانہ میں یہ بصری میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت وغلبہ رکھتا ہو وہ خراسان پر آ کر قبضہ کر لے۔ چنانچہ ابن عامر بصری سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے لیکن ابن عامر سعید سے پہلے نیشاپور پہنچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر حملہ کیا قومس پہنچے اہل قومس سے حضرت حذیفہ نے نہاوند کی فتح کے بعد صلح کر لی تھی تو حضرت سعید نے جرجان کا رخ کر لیا جرجان کے مرزبان نے دو لاکھ پر صلح کر لی۔

طمیسہ کی فتح:......اس کے بعد حضرت سعید نے طمیسہ کی طرف فوج کو بڑھایا۔ طمیسہ دریا کے کنارے طبرستان کا ایک شہر ہے جو جرجان کی سرحد پر آباد تھا اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا جنگ ہوئی تو حضرت سعید نے طمیسہ کے گورنر پر ایسا وار کیا کہ زرہ کاٹ کر بغل کے نیچے نکل گئی۔ مخالف لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ حضرت سعید نے محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کر کے پتھراؤ کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ طویل محاصرہ کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط پر امان طلب کی کہ ان میں سے ایک شخص بھی قتل نہ کیا جائے گا۔ حضرت سعید نے اس کو منظور کر لیا۔ اہل طمیسہ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور حضرت سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور سوائے ایک شخص کے باقی سب کو قتل کر دیا۔

طمیسہ سے فارغ ہو کر حضرت سعید نے نامنہ کو فتح کیا۔ نامنہ شہر نہ تھا بلکہ صحرا تھا۔ اور یہیں ان کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرد) کا انتقال ہوا تھا۔

جرجان کی سرکوبی:......اہل جرجان کبھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ خراج دیتے تھے اور اکثر اوقات خراج دینا بند بھی کر دیتے تھے اور کچھ عرصہ بعد خراج بالکل دینا بند کر کے خودسر وباغی ہو گئے اس وجہ سے خراسان کا راستہ قومس تک خطرناک ہو گیا۔ قافلے فارس سے کرمان اور کرمان سے خراسان کی طرف جانے لگے جیسا کہ قومس کی فتح سے پہلے تھا یہاں تک قتیبہ بن مسلم خراسان کے گورنر ہوئے اور انہوں نے یزید بن المہلب کو قومس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ قومس کے مرزبان اور اہل جرجان نے حضرت سعید بن العاص کی صلح کی شرائط کے مطابق پھر صلح کر لی۔ اور انہوں نے بحیرہ اور دہستان کو فتح کر لیا۔

جمع واشاعت قرآن مجید

اسی ۳۰ھ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، جنگ رے سے باب کی جنگ کی طرف عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی کمک کے لئے گئے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ آذربائیجان میں حذیفہ کے آنے کے انتظار میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وفات کی بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

قرآن یکجا کرنے کی وجہ:......حذیفہ رضی اللہ عنہ نے باب سے واپس آ کر حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے اس سفر میں یہ ایک عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرتے ہیں۔ حمص والے کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح وتجوید سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت مقدار سے حاصل کی ہے۔ دمشق والوں کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے بصریٰ والے کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے پائی ہے۔ ہماری قرأت صحیح ومعتبر ہے۔ کوفہ والوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم حضرت ابن مسعود سے پائی۔ ہماری قرأت زیادہ صحیح ہے، میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرأت وصورت پر جمع کر دیا جائے اور اگر یہی حالت برقرار رہی تو سخت اختلاف واقع ہو جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے اتفاق کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اختلاف اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:......لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے اختلاف کیا۔

نزع بڑھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سختی سے پیش آئے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے درشتی سے جواب دیا ساری مجلس درہم برہم ہوگئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس مجلس سے نکل کر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ بیان کیا۔امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی،امیر المومنین حضرت عثمان نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ قرآن منگوایا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔

خلافت صدیقی میں قرآن مرتب ہونے کی وجہ:......حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب یمامہ کی جنگ ہو رہی تھی ایک دن میں کئی حفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے تھے اس وقت تک قرآن پاک صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سینہ میں تھا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ قرآن پاک کو کتابی صورت میں جمع کرا لینا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ حفاظ کے فنا ہونے سے قرآن مجید بھی فنا ہو جائے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ فرمایا کہ جس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں کیسے اس کام کو کروں۔لیکن جب اس بات پر غور کیا تو اس رائے سے رجوع فرما کے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہوگئے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے پرزوں درخت کے پتوں، چھالوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید کو جمع کر کے موجودہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

مجموعہ قرآن:......اس زمانہ سے یہ مصحف کریم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہا جب یہ شہید ہوگئے تو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے لے لیا۔جب حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مذکورہ واقعہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منگوا کر حضرت زید بن ثابت،حضرت عبداللہ بن الزبیر،حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو اس کی نقل بنانے پر مقرر کیا۔اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کسی لفظ میں اختلاف واقع ہو تو قریش کے محاورہ کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن انہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے لہٰذا ان لوگوں نے قرآن مجید کے بہت سے نسخے لکھے۔امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی قرآن کے نسخے تمام اسلامیہ شہروں میں بھیج دیئے اور یہ حکم دیا کہ اس پر اعتماد اور بھروسہ کرو اس کے سوا اور جو نسخے تھے وہ جلا دیئے گئے کوفہ میں جب قرآن پہنچا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے۔لیکن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے شاگردوں کو اپنی ہی قرأت ❶ پر رکھا۔

یزدجرد کا تعاقب اور فرار:......ابن عامر نے بصریٰ سے نکل کر فارس کا ارادہ کیا اور اس کو فتح کر لیا۔یزدجرد ۳۰ھ میں جورے بھاگ کر اردشیر خرہ پہنچا ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعض کہتے ہیں کہ ہرم بن حیان یشکری یا عبسی کو لشکر دے کر روانہ کیا۔کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے یزدجرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا راستے میں سیرجان سے چھ سات کوس کے فاصلے پر برف باری ہوئی مجاشع کے سارے ساتھی وفات پا گئے صرف مجاشع لشکر اسلام میں واپس آئے۔

یزدجرد نے اسلامی فتوحات کے سیلاب کو جب رکتے ہوئے نہ دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ساتھ خرزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا لیکن ماہویہ مرزبان مرو کے مشورہ سے خرزاد عراق کی طرف واپس چلا گیا۔

یزدجرد کا قتل:......اس کے بعد یزدجرد نے ترکستان کا ارادہ کیا۔ماہویہ نے کہا مال و اسباب یہیں چھوڑ جائے مگر یزدجرد نے اس کی بات پر توجہ نہ کی تو ماہویہ نے مسلمان سپاہیوں کے ڈر سے ترکوں سے سازش کر لی اور ان کو خفیہ طریقے سے مرو میں بلا لیا۔رات کو جب سب سو گئے تو ترکوں نے اٹھ کر یزدجرد کے ساتھیوں کو صاف کر دیا یزدجرد پیدل دریائے مرغاب کی

طرف بھاگا۔شام کے وقت ایک گاؤں میں پہنچ کر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ گیا۔دن بھر کا تھکا ماندہ تھا لیٹتے ہی سو گیا۔چکی چلانے

❶......ایک مدت کے بعد جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور کوفہ تشریف لائے اور لوگوں میں مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رائج کیا تو ایک شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قرآن شریف کے بارے میں حرف گیری کی۔امیر علیہ السلام بہت برہم ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا: چپ رہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کام اچھا کیا ہے اگر میں اس وقت امیر ہوتا تو میں بھی حضرت عثمان کا راستہ ہی اختیار کرتا۔

والے نے اس کی زرق و برق پوشاک دیکھ کر قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ساتھیوں اور اہل مرو سے ان بن ہوگئی اور آپس میں لڑائی شروع ہوگئی تو یزدجرد بھاگ کر ایک چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ گزیں ہوا اور اس کو مار کر دریا میں ڈال دیا تھا۔ اہل مرو کو اس بارے میں جب معلوم ہوا تو تلاش کرتے ہوئے چکی چلانے والے کے مکان کی طرف آئے اور اس کو گرفتار کر کے تشدد کرنے لگے۔ چکی چلانے والے نے یزدجرد کے قتل کا واقعہ بتادیا تو ان لوگوں نے اس کو اس کے اہل وعیال کو قتل کرڈالا اور یزدجرد کی لاش کو دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر اصطخر لائے اور فارس) (دخمہ) میں جو وہاں پر تھا دفن کردیا۔

یزدجرد کے قتل کی دوسری روایت:...... بعض مؤرخ نے یزدجرد کے قتل کے واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ نہاوند کے واقعہ کے بعد یزدجرد بھاگ کر اصفہان پہنچا۔ اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، یزدجرد کے دربان نے اس کو جھڑک دیا، رئیس نے اس کو پکڑ کر خوب مارا۔ دربان روتا ہوا یزدجرد کے پاس آیا۔ یزدجرد کو یہ بات بری لگی اصفہان سے رے چلا آیا طبرستان کے گورنر نے حاضر ہو کر گزارش کی، میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے حکمرانی اور حفاظت کیجئے، یزدجرد نے منظور نہ کیا دل برداشتہ ہو کر سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایک ہزار سواروں کے ساتھ مرو پہنچا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ چار سال تک فارس میں ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے نکل کر کرمان آیا دوسال تک یہاں ٹھہرا رہا۔ کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب اس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ سال تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد خراسان سے اس ارادے سے کہ لشکر جمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے ''مرو'' کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخزاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدجرد کے دستہ میں تھے۔ یزدجرد نے چین کے بادشاہوں فرغانہ، خررا اور کابل سے مدد طلب کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہنچا مرو کے مرزبان کے بیٹے نے یزدجرد کو مرو میں داخل ہونے سے روک دیا۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے بھتیجے کو دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اتفاق سے ماہویہ جو مرو کا مرزبان تھا اس کا پتہ چل گیا۔ نیزک ❶ طرخان کو ایک ہزار درہم یومیہ پر یزدجرد کے قتل اور عرب کے امیر سے صلح کرنے پر متعین کیا نیزک طرخان نے یزدجرد کو لکھا مجھ کو تم سے عرب کے بارے میں کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تن تنہا، لشکر اور فرخزاد سے علیحدہ ہو کر ملنے آؤ یزدجرد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا فرخزاد نے تن تنہا ملنے سے روکا، یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی اور اکیلا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک بظاہر بہت عزت اور استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا دوران گفتگو یزدجرد نے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میری شادی کردو تو میں تمہاری مدد کروں گا یزدجرد یہ سن کر طیش میں آ گیا اور گالی دے بیٹھا۔ نیزک نے یزدجرد کے سر پر ایک گرز مارا یزدجرد وار خالی دے کر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا کر چھپا۔ تین دن تک بغیر کھائے پیئے پڑا رہا چوتھے دن چکی چلانے والے نے کھانا پیش کیا۔ یزدجرد نے کہا میں بغیر باجے کے کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ چکی چلانے والا ایک باجا بجانے والا پکڑ لایا جب اس نے باجا بجایا تو اس نے کھانا کھایا کسی مخبر نے جا کر یہ خبر دی تو نیزک نے چکی چلانے والے سے دریافت کیا۔ چکی چلانے والے نے یزدجرد کا پتہ نہ بتلایا لوگ ڈھونڈھ کر واپس جارہے تھے کہ مشک کی خوشبو سے یزدجرد کو پہچان لیا گیا چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا۔ مرو کے اسقف نے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر دفن کردیا۔

قتل کی ایک اور روایت:...... بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد عرب کے پہنچنے سے پہلے کرمان سے مرو کی طرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین وکوہستان کی طرف بڑھا تھا۔ مرو کے پہنچنے سے پہلے دو سپہ سالار فارس کے ملے جو آپس میں ایک دوسرے کے مخالف تھے ایک نے یزدجرد سے دوسرے کی شکایت کی یزدجرد اس کے بہکاوے میں آ گیا اور اس کے قتل کرنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اتفاق سے یہ خبر اس کو مل گئی چنانچہ یزدجرد کا دشمن ہوگیا۔ یزدجرد کو جب یہ معلوم ہوا تو جان کے خوف سے بھاگ کر مرو سے دو فرسخ کے فاصلے پر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اس سے چار درہم طلب کئے یزدجرد نے کہا میرے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے لیکن میری یہ پیٹی لے لے۔ چکی چلانے والے نے اس کے ظاہری لباس سے جھوٹا سمجھ کر مار ڈالا اور اسی کے پاجامہ میں باندھ کر دریا میں ڈال دیا مرو کے عیسائیوں نے یہ سن کر ایک مجلس منعقد

❶...... فتوح ابن الاعثم جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۵۷ میں طظاح ترک کا بادشاہ تحریر ہے۔

کی اور اس کے سابقہ حقوق کے لحاظ سے دریا سے نکال کر تابوت میں رکھ کر تاوس (دخمہ) میں دفن کر دیا۔

یزدجرد کی حکومت بیس برس تک رہی ان میں سے سولہ برس عرب کی جنگوں میں صرف ہوئے ساسانی بادشاہوں کی حکومت کا سلسلہ اسکے مرنے سے منقطع ہو گیا۔

یزدجرد کی اولاد کا حال:...... بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے صغد کی فتح کے وقت دو عورتیں گرفتار کی تھیں جو مخدج میں یزدجرد کی اولاد میں سے تھیں۔ مخدج کی ماں سے یزدجرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق پیدا کر لیا تھا لہذا اس کے بطن سے یزدجرد کی موت کے بعد ذاھب الشق پیدا ہوا چونکہ یزدجرد کے قتل کے بعد پیدا ہوا تھا اس وجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئیں۔ قتیبہ نے ان دونوں عورتوں کو جو اس کی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں یا ان میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیج دیا جس کے بطن سے یزید ناقص بن الولید پیدا ہوا۔

ترکوں کی یورش:...... ترک اور خزر کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ عقیدہ اس وجہ سے بنا ہوا تھا کہ جن لڑائیوں میں مسلمانوں سے ان کا مقابلہ ہوا تھا ان میں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکہ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس بارے میں مشورہ ہوا اور تجربہ کرنے کیلئے مورچہ میں چھپ کر بیٹھے۔ اتفاق سے ان کی یہ تدبیر کامیاب ہوئی دو ایک مسلمانوں کے مقابلہ و مقاتلہ پر تیار ہو گئے۔ ان دنوں عبدالرحمٰن بن ربیعہ آرمینہ کی حدود باب تک حکمرانی کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے دارالخلافہ کی منظوری سے سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا خزر کے علاقوں پر یہ اکثر حملہ کرتا تھا چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی حسب دستور سابق ۲۳ ہجری میں بلنجر پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اس حملے سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے واپس نہ ہوئے ترکوں میں گزشتہ واقعہ سے دلیری پیدا ہو ہی گئی تھی۔ لہذا نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوگئی حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

مسلمانوں کی فوج کی دو حصوں میں روانگی:...... حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی شہادت کے بعد اسلامی لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک گروہ باب کی طرف گیا۔ راستے میں حضرت سلمان بن ربیعہ سے ملاقات ہوگئی جس کی وجہ سے یہ بچ گئے۔ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ سے مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا دوسرے حصے نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اور اس گروہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

لشکر اسلام میں اختلاف کا پہلا بیج:...... اس کے بعد حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان بن ربیعہ کی بجائے ان کے بھائی کو باب کا گورنر مقرر کیا اور ان کے ساتھ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا جسکے سردار حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ تھے ان کی کمک پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا لشکر حبیب بن مسلمہ کی سرداری میں فرمایا۔ حضرت سلمان بن ربیعہ سارے اسلامی لشکر کے سردار مقرر کئے گئے۔ جس وقت یہ دونوں لشکر ایک جگہ جمع ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن سلمان کی امارت سے انکار کیا۔ یہ پہلی مخالفت تھی جو کوفہ و شام کے لشکر میں واقع ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے متواتر تین جنگیں لڑیں آخری جنگ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں ہوئی۔

قارن کی بغاوت:...... ۲۳ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پھر حملہ کیا اہل بادغیس ہرات اور قوہستان والوں نے ان کا ساتھ دیا چالیس ہزار کا لشکر لے کر ترکوں کا بادشاہ قارن خراسان کی طرف بڑھا خراسان میں ان دنوں حضرت قیس بن الہیثم قیس سلمی گورنر تھے ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جب وہ حج کے لئے جا رہے تھے ان کے ساتھ قیس کے چچازاد بھائی عبداللہ بن حازم بھی تھے انہوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ مجھے یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں گا۔ ابن عامر نے اس کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھ دیا۔ لہذا جب ترکی فوجیں خراسان کے اردگرد آ گئیں تو قیس نے عبداللہ بن حازم سے پوچھا تمھاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا، میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیے کیوں کہ میں اس کا امیر ہوں ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے۔ عبداللہ بن حازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہوگا کہ تم خود مدد لینے ابن عامر کے پاس چلے جاؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبداللہ بن حازم نے اپنی سند د

کھلائی جس میں لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس، عبداللہ بن حازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

قارن کا قتل اور ترکوں کی شکست:......عبداللہ بن حازم نے چار ہزار فوج لیکر ترکوں کا مقابلہ کیا جب دونوں لشکروں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن حازم چھ سو منتخب آدمیوں کا ایک دستہ ترتیب دے کر ترکوں پر رات کے وقت حملے کرنے کا کہا اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا لپیٹ کر تیل سے تر کر کے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں مشعلیں روشن دیکھ کر ہمت ہار دی۔ ابن حازم نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی ترکوں کا بادشاہ قارن مارا گیا ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں اسلامی لشکر نے تعاقب کیا سینکڑوں بلکہ ہزاروں کو قتل وقید کیا۔ فتح کے بعد ابن حازم نے ابن عامر کے پاس مژدہ فتح بھیجا۔ ابن عامر خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ان کو بحال رکھا یہاں تک کہ واقعہ جمل پیش آیا اس زمانہ میں ابن حازم بصریٰ میں چلے آئے اور اہل بصری ابن حازم کی جنگ کے بعد خراسان میں اپنے مخالفوں سے برابر جنگ وجدال کرتے رہے اور بغاوت ختم کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے رہے۔

عربوں کا حال:......جس وقت اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو مکمل فتح عنایت فرمائی اور ملت اسلامیہ کے قبضہ میں اکثر ممالک آ گئے اس وقت عرب نے ان لوگوں میں جو بصری، کوفہ، شام، اور مصر میں رہتے تھے رہائش اختیار کر لی رسول اللہ ﷺ کی شرف صحبت سے ممتاز اور ان کے پورے پورے ماننے والے اور مسلمانوں کے ہادی مہاجرین وانصار قریش اور اہل حجاز تھے۔ یہی لوگ اس بڑی دولت سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل، عبدالقیس، ربیعہ، ازد، کندہ، تمیم اور قضاعہ وغیرہ اس عزت وشرف سے ممتاز نہ تھے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی مقدس صحبت نصیب ہی نہیں ہوئی تھی اور اگر کسی کو ان میں سے کچھ صحبت نصیب بھی ہوئی تو نہایت کم۔ مگر فتوحات میں انہیں کا زیادہ حصہ تھا اسی وجہ سے وہ خود کو سابقین صحابہ کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائز سمجھتے تھے۔

مصائب اور فتنوں کی ابتداء:......عام کو لشکر کشی کے زمانے میں اس کا بالکل احساس نہ ہوا تھا لیکن فتوحات وکامیابی حاصل ہونے کے بعد جب مصلحتاً فتوحات کو روکنا پڑا تو وہ اس بات کو محسوس کر کے ان پر مہاجرین انصار، قریش اور ان کے علاوہ دوسرے قبائل کے لوگ حکومت کر رہے ہیں دل ہی دل میں تنگ ہونے لگے اتنے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری زمانہ خلافت آ گیا لہذا ان لوگوں نے اسلامی صوبوں کے گورنروں کو طعنے دینا شروع کر دیئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے احکام ماننے میں سستی اور ان کے انتظامات پر زبان درازی کرنے لگے۔ بھی کسی گورنر کی تبدیلی کی درخواست کرتے اور کبھی کسی گورنر کی معزولی کی التجا کرتے۔ غرض ہر طرح سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی مخالفت پر تل گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنر کی تحقیقات:......ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں کی طرف سے بددلی پیدا ہوگئی گورنروں پر ظلم، بے وجہ کارروائیوں کے الزامات قائم ہونے لگے۔ زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا مدینہ میں صحابہ کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک ومشتبہ ہو گئے اور اکثر درپردہ اور کسی وقت اعلانیہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی معزولیت کی گفتگو کرنے لگے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بات پر ان کو مجبور کیا کہ مختلف ممالک میں مختلف گورنروں کے پاس آدمیوں کو بھیج کر ان کی صحیح صحیح کیفیت معلوم کروائیں۔ چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ، کوفہ کی طرف حضرت اسامہ بن زید بصریٰ کی طرف، حضرت عبداللہ بن عمر، شام کی طرف روانہ کئے گئے ان کے علاوہ اور لوگ بھی حالات معلوم کرنے کے لئے مختلف شہروں میں بھیجے گئے سب نے واپس آ کر بیان کیا کہ ہم نے کوئی کارروائی خلاف شرع نہ تو گورنروں کی دیکھی ہے اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا۔

عبداللہ بن سبا کا فتنہ:......لیکن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بعض مفسدہ پرداز گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور، اپنا ہم خیال بنا لیا ان میں سے عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء تھا جو اس سے پہلے یہودی مذہب رکھتا تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینہ میں آ کر مال وزر کی لالچ میں ایمان لایا مگر سچا و پکا دیندار نہ بنا لوگوں کو درپردہ اہل بیت کی محبت کے چکر میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور شیخین رضی اللہ عنہما کی من گھڑت خامیوں کے بارے میں بتاتا رہتا تھا اہل بصریٰ کو اس کی خباثت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کو نکال دیا تو وہ کوفہ پہنچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا تو شام آیا اور

شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہنچا۔

ابن سبا کی خرافات: ......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اکثر طعن و تشنیع اور خفیہ طریقے سے اہل بیت کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس آئیں گے جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم واپس آئیں گے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان سے پہلے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زبردستی وغصباً بغیر کسی حق کے خلافت کی ہے۔ غرض لوگوں کو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے عمال کے خلاف ابھارتا اور ان کو برے القاب سے یاد کرتا۔ یہاں تک کہ بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور آپس میں اس بارے میں خط و کتابت ہونے لگی اس گروہ کے ساتھ خالد بن ملجم سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر بھی تھے لہٰذا ان لوگوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو مدینہ جانے سے روک لیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مدینہ بدری: ......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ❶ کا شام اور مدینہ سے ربذہ کیطرف شہر بدر کرنا تھا۔ ان باتوں سے لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں ورع وتقوی اعتدال سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی معاملات میں سختی سے پیش آتے تھے ان کا قول تھا کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کا کھانا نہیں ہونا چاہیے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن قرآن مجید کے مطابق:

الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا جی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم .

عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ ❷

ابن سبا کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھڑکانا: ......اس دوران ابن سبا ❸ شام میں آ گیا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ رنگ دیکھ کر ان پر یہ روغن قاز ملا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مال واسباب سے اپنا گھر بھر رہے ہیں اور جو مال مسلمانوں کا بیت المال میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا مال بتلاتے ہیں اس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کا نام وحق اس مال پر باقی نہ رہے تا کہ بے فکری کے ساتھ اس کو اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یہ باتیں سن کر باوجود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ابن سبا کے بھکاوے میں آ کر برا بھلا کہتے رہے۔ پھر ابن سبا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر اسے اپنے پاس سے نکال دیا۔ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ اس کو پکڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور کہا واللہ اسی شخص نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو آپ سے مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور ان کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کی دربار خلافت میں حاضری اور کعب احبار سے جھڑپ: ......آہستہ آہستہ جب لوگوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کو طلب کر کے اہل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے واقعات بتلائے، فرمایا، اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ بالکل ناممکن ہے کہ عوام الناس کو نیکی و پرہیزگاری کا سختی کے ساتھ پابند کروں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت غرا ❹ کے خلاف وہ کوئی کام نہ کرنے پائیں اور میں ان کو جہاں تک ممکن ہو سکا صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کروں گا۔ حضرت ابوذر نے کہا واللہ میں گورنروں اور دولتمندوں سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک وہ اپنے فرائض ادا نہ کریں اس نے گویا اللہ کے سب حقوق ادا کر دیئے۔ یہ سن کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے لپک کر حضرت کعب کو مارا اور سخت وسست کلمات سے مخاطب کر کے کہا اے یہودی بچے! تو اس مسئلہ سے گفتگو کرتا ہے؟ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بات زیادہ سخت ناگوار گزری لیکن حلم وحیلہ سے کچھ نہ بولے حضرت کعب بن

---

❶ ......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روانگی شام و مدینہ سے ربذہ کی طرف ۳۰ھ میں ہوئی تھی۔ لوگوں کا یہ سمجھنا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے اور مدینہ سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بلا وجہ نکال دیا ہے محض بے اصل و بے بنیاد ہے۔ اول کتب تواریخ مستند اقوال اس کی گواہی نہیں دیتی دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر یہ واقعہ صحیح بھی مان لیا جائے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر و امام تھے ان کو یہ حق حاصل تھا کہ مسلمانوں کو ادب سکھاتے ایسے واقعات کو امام کے حق میں طعن و تشنیع کا سبب ٹھہرالینا نہایت نازیبا ہے۔ ❷ ......جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ ❸ ......دیکھیں تاریخ طبری جلد نمبر ۵ صفحہ ۶۶ اور اسی طرح دوسرے تاریخی مصادر۔ ❹ ......غرا، روشن چمک دار۔

احبار ؓ نے امیر المومنین حضرت عثمان ؓ کو خجل دیکھ کر ابوذر ؓ کی حرکات سے درگزر کیا۔

حضرت ابوذر ؓ کی ربذہ روانگی:......اس کے بعد ابوذر ؓ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے مدینہ چلے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جس وقت مکانات کی تعمیر ❶ سلع تک پہنچ جائے امیر المومنین حضرت عثمان ؓ نے اجازت دے دی۔ اور اس کے ایک ساتھ ہی ایک اونٹ دو خدمت گار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوذر ؓ نے ربذہ ❷ پہنچ کر ایک مسجد بنوائی اور وہیں رہنے لگے۔

مروان کے بارے میں اعتراض:......امیر المومنین حضرت عثمان ؓ کے مخالفوں نے ایک الزام بھی قائم کیا تھا کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دے دیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اس کو پانچ لاکھ قیمت دے کر خریدا تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان ؓ نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کر دی تھی۔

تیسری اذان اور منیٰ کی مکمل نماز کا اعتراض:......جن باتوں سے مخالفوں کو عہد شکنی اور مخالفت کا موقع ملا یہ بات بھی تھی کہ امیر المومنین حضرت عثمان ؓ نے تیسری اذان ❸ جمعہ میں زیادہ کر دی تھی اور منیٰ و عرفہ میں پوری نماز پڑھی ❹ تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور شیخین ؓ کے دور خلافت میں نماز قصر ادا کی جاتی تھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے اعتراض کیا رسول اللہ ﷺ اور شیخین کے عمل کو بطور دلیل پیش کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان ؓ نے جواب دیا یمن کے بعض حاجیوں کے میرے دو رکعت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مقیم کی نماز ہی یہاں پر دو ہی رکعتیں ہیں۔ اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں اس کے علاوہ مکہ میں میرے اہل و عیال ہیں اور طائف میں میرا مال ہے۔ میں مقیم کے حکم میں ہوں حضرت عبدالرحمٰن ؓ نے کہا یہ عذر قابل قبول نہیں ہے۔ تمہاری بیوی مکہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے مقیم نہیں ہوئی اور اگر سفر کرو گے تو سفر کرے گی اور جو تمہارا مال طائف میں ہے تو یہاں سے طائف تین راتوں کے فاصلے پر ہے اور جتنے فاصلے سے قصر کا حکم لازم آتا ہے اس سے زیادہ ہے۔ باقی رہی حجاج یمن کی حجت تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کے شیخین رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں یہاں پر نماز میں قصر کیا اور اسلام کی تکمیل اس زمانہ میں ہو چکی ہے امیر المومنین حضرت عثمان ؓ نے کہا میری یہی رائے ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض بزرگوں نے امیر المومنین حضرت عثمان ؓ کی رائے کی پیروی کی اور بعض نے مخالفت کی ❺۔

جن باتوں سے لوگوں کے دل مخالفت پر مائل ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کی انگشتری (انگوٹھی) ❻ کا امیر المومنین حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ

---

❶......سلع پہاڑی کا نام۔ ❷......مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے مکے کے راستے سب سے بہترین پڑاؤ ہے۔ ❸......یہ واقعہ ۳۰ ہجری کا ہے رسول اللہ ﷺ اور شیخین کی خلافت کے زمانے میں دو اذانیں ہوتی تھیں ایک خطبہ کے وقت اور دوسری نماز کے وقت حضرت عثمان ؓ نے اپنے عہد خلافت میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے قبل خطبہ کے مقام زوراء میں اذان دینے کا حکم دیا۔ ❹......یہ واقعہ ۲۹ ہجری کا ہے اس سن میں امیر المومنین حضرت عثمان ؓ حج کے لئے گئے اور مقام منیٰ میں خیمہ نصب کرایا یہ پہلا خیمہ تھا جو اسلام میں مقام منیٰ میں نصب کیا گیا۔ اس واقعہ سے لوگوں نے کھلم کھلا امیر المومنین حضرت عثمان ؓ پر زبان دراز کرنی شروع کی۔ ❺......عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے یہ جواب سن کر کہا میری یہی رائے ہے اور میں یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ پھر وہ امیر المومنین حضرت کے پاس سے باہر آئے اتفاق سے حضرت ابن مسعود ؓ آ گئے دریافت کیا تو عبدالرحمٰن ؓ نے کہا جو تم جانتے ہو جو دیکھا ہے اس پر عمل کرو۔ یعنی دو رکعتیں پڑھو۔ حضرت ابن مسعود نے کہا امیر کی رائے کے خلاف کرنا شر ہے میں نے تو چار رکعت پڑھی ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن یہ سن کر بولے میں نے دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں اب چار پڑھوں گا۔ ❻......جس وقت رسول اللہ ﷺ عجم کے بادشاہوں کی دعوت اسلام کا خط لکھنے لگے لوگوں نے گزارش کی کہ عجم کے بادشاہ کسی خط کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے کہ جب تک اس پر مہر نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی بنوا کر انگلی میں پہن لی حضرت جبرائیل امین آئے اور لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع کیا تب آپ ﷺ نے تانبے کی انگوٹھی بنوائی اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا یعنی منع کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس کا نقش تین سطروں میں تھا پہلی سطر میں محمد لکھا ہوا تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں اللہ کا لفظ تھا رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے زمانے تک ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان ؓ کے ہاتھ یہ انگوٹھی آئی اور چھ سال تک ان کے ہاتھ میں رہی اور یہ اس سے مہر لگاتے رہے ۳۰ ہجری میں جب کھودا جا رہا تھا اس کے کنارے پر کھڑے ہوئے حضرت عثمان بن عفان انگوٹھی انگلی سے نکال کر پھر پہن رہے تھے اتفاق سے چھوٹ کر گر پڑی۔ دیکھیں صحیح بخاری میں ابواب تفسیر کتاب نمبر ۱۸ جلد نمبر ۳۶ زہری حضرت عراق بن الزبیر اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ نماز سے پہلے دو رکعت ہی فرض کی گئی تھی جو سفر کی حالت میں برقرار ہیں جب کہ عام حالت میں ظہر عصر اور عشاء دو سے چار رکعت کر دی گئی ہیں امام زہری نے عروۃ سے پوچھا۔

سے گر جاتا تھا جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ انہوں نے بہت تلاش کرائی لیکن نہ ملی۔ ❶

کوفہ کے مقابلے:.....وہ واقعات، جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقعہ ہوئے ان میں سے ایک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جسے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان کو شراب پینے کے جرم میں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

سعید بن العاص کا واقعہ:.....دوسرا واقعہ پیش آیا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر شہر کے دواز وں اور قادسیہ والوں سے تعلقات بہت بڑھائے مالک بن کعب ار.جی، اسود بن زید علقمہ بن قیس نخعی، ثابن بن قیس ہمدانی، جندب بن زہیر غامدی، جندب بن کعب ازدی، عروہ بن الجعد، عمرو بن الحمق خزاعی، صعصعہ وزید صوحان بن الکواء، کمیل بن زیاد عمرو بن ضابجی اور طلیحہ بن خویلد وغیرہم کا حضرت سعید کے ہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔ رات کو صحبت گرم ہوا کرتی ہنسی، مذاق اور لطیفہ گوئی ہوتی۔ کبھی عرب کے انساب اور اسلام کی ترقی وعروج کے تذکرے ہوتے کبھی کبھی مذاق مذاق میں نوبت طعن، تشنیع اور سخت کلامی تک پہنچ جاتی تھی ایک روز حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا، ہذالسواد بستان قریش، اشتر نے جواب دیا جس سواد کو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنی قوم کا باغ سمجھتے ہو۔ اشتر کے اس جواب سے حاضرین آپے سے باہر ہو گئے شور وغل بڑھا عبدالرحمٰن بن اسدی سعید بن العاص کا افسر اعلیٰ پولیس نے لوگوں کا شور وغل مچانے اور لاحاصل تقریر کرنے سے منع کیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دربان مقرر کر دیا اور راتوں کو قصہ وحکایت کی صحبت برخاست کر دی۔

اعتراض کرنے والوں کی کوفہ بدری:.....لوگوں کے دربان مقرر کرنے اور صحبت مذاق برخاست کرنے سے ناراضگی پیدا ہو گئی جہاں کہیں دو چار آدمی ایک ساتھ ہوتے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے۔ بازاریوں اور سادہ لوح عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جایا کرتا۔ حضرت سعید اور اکثر اہل کوفہ نے اس گروہ کے اخراج (شہر بدر) کرنے کے بارے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ حکم آیا کہ ان لوگوں کو حضرت معاویہ کے پاس شام بھیج دو۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا چند لوگ جو فتنہ فساد کے عادی ہیں تمہارے پاس بھیجے جا رہے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو لہٰذا اگر وہ اصلاح قبول کر لیں اور سدھر جائیں تو بہتر ہے ان کو اپنے پاس رکھو اور اگر آپ کو عاجز کر دیں تو ان کو میرے پاس بھیج دینا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور شرارتی لوگوں کی گفتگو:.....حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو عزت واحترام کے ساتھ ٹھہرایا جو وظائف اور تنخواہیں ان کو عراق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلانے لگے ایک روز باتوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ شرفاء عرب ہو اور سمجھدار ہوش والے ہو۔ اسلام کی وجہ سے تمہیں شرافت حاصل ہوئی، بڑے بڑے اکڑی ہوئی گردن والوں پر تم غالب آئے ان کے ملکوں پر قابض ہوئے۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش پر الزام لگاتے ہو۔ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل وخوار ہوتے کیوں کہ وہ تمہاری ڈھال ہیں۔ پس اپنی ڈھال کو توڑنے کی فکر نہ کرو اور بے شک تمہارے آئمہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم ان سے منحرف ہو جاؤ تو تم کو اللہ تعالیٰ کسی بلا میں مبتلا کر دے گا۔ جس کو تم برداشت نہ کر سکو گے تم زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ان کے شریک اور ہمراز ہو۔ صعصعہ نے جواب دیا اے امیر تو نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانہ میں بلحاظ مردم شماری میں ہم سے زیادہ نہ تھے۔ اور نہ جاہلیت میں ان کا کوئی لحاظ اور رعب وداب تھا جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو جو تم نے یہ کہا ہے کہ تمہاری ڈھال ہیں تو جب ڈھال ٹوٹ جائے گی تو ہم خود سینہ سپر ہو جائیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی انہیں سمجھانے کی کوشش:.....حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اب میں نے تم کو پہچانا اور سمجھ لیا ہے کہ تم اپنی کم عقلی کی وجہ سے مغرور ہوئے حضرت معاویہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے لیکن صعصعہ کے تیور چڑھے ہوئے دیکھ کر پھر بولے تو ان کا خطیب وپیشوا ہے مجھے تجھ میں عقل کا مادہ نہیں ملتا اور نہ تجھ میں اسلام کی محبت نظر آتی ہے۔ تو مجھے بتا کہ تیری قوم کی شان کو کس نے بڑھایا، یہ تجھ کو معلوم نہ ہوگا؟ تجھے میں بتلاتا ہوں کہ اسلام وجاہلیت دونوں زمانوں میں قریش کو اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی تھی اور یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہ نے ان کو

❶.....دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۵۱)

عزت وحرمت عنایت فرمائی ان کو بامروت صحیح النسب اور ذی شعور پیدا فرمایا اور ان کو اپنے گھر کا مجاور اور اپنے حرم کا محافظ بنالیا لہذا کیا تمہارے ملک و قوم میں کوئی عربی، عجمی، سیاہ، سرخ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت مرحمت فرمائی ہو جب تمام دنیا میں کفر والحاد پھیل گیا تو اللہ تعالیٰ نے قریش میں ایک نبی مبعوث فرمایا جس نے کفر وبت پرستی کی سیاہی دور کر کے توحید وحق پرستی کے نور سے دنیا کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک ومقدس نبی کے لئے جو صحابہ منتخب فرمائے وہ بھی قریش ہی سے ہیں جن سے اسلام کی بنیاد مضبوط ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کے منصب خلافت سے وہ سرفراز ہوئے اور بے شک وہ اسی کے مستحق اور لائق تھے تم لوگ بالکل بے عقل و بے شعور ہو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا کہ کر خاموش ہو گئے صعصعہ اور اس کے ساتھی چلے گئے اور آنا جانا بند کر دیا۔

شرارتی گروپ کی رپورٹ: ..... چند دنوں کے بعد حضرت معاویہ نے ان لوگوں کو بلوایا اور سمجھایا جب یہ سیدھے راستے پر آتے نظر نہ آئے تو تنگ آ کر تمھارے جہاں جی چاہے چلے جاؤ تمہاری ذات سے اللہ تعالیٰ نہ کسی کو نفع پہنچائے گا نہ نقصان اور اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو جماعت کو نہ چھوڑ واور کفران نعمت نہ کرو میں تمھارے بارے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھوں گا۔ وہ لوگ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ رپورٹ لکھی کے میرے پاس چند ایسے لوگ آئے ہیں جن کو نہ عقل ہے اور نہ ان کو دین کا پاس ولحاظ ہے۔ انصاف وحق سے ان کا کوئی سروکار نہیں ہے البتہ فتنہ پھیلانے اور حسد وبغض نے ان کو رنج میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ ان کو کسی بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ سوائے فتنہ وفساد کے ان کا کوئی کام نہیں ہے ان سے نیکی کی امید کم اور برائی کا خطرہ زیادہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد کی شرارتی گروپ کو ڈانٹ: ..... یہ لوگ دمشق سے نکل کر جزیرہ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں حمص پڑتا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید وہاں کے گورنر تھے انہوں نے ان کو اپنی مجلس میں بلایا اور ڈانٹ کر بولے اے شیطان کے چیلو! تمھیں آرام وچین کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہو، شیطان تو تباہ وبرباد ہو گیا ہے لیکن تم لوگ تو اس وقت تک اپنے اسی خواب وخیال میں ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن کا برا ہوا گر اس نے تمھیں سیدھا نہ کیا، میں نہیں جانتا کہ تم عرب ہو یا عجمی؟ ان لوگوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا عبدالرحمٰن نے ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ایسا سختی کا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ ڈر کر کہنے لگے کہ ہم اپنی حرکتوں سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اشتر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تائب ہو کر حاضر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہاں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس۔ حکم ہوا اچھا جاؤ چنانچہ اشتر اس گروہ کے پاس پھر واپس آیا، بعضے کہتے ہیں کہ وہ گروہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گیا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس گروہ کا بحث ومباحثہ ہوا تھا۔ سخت کلامی بھی ہوئی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی شکایت لکھ بھیجی۔ دارالخلافت سے حکم آیا کہ ان لوگوں کو سعید کے پاس بھیج دو سعید بھی جب ان کے طعن وتشنیع سے تنگ آ گئے اور ان کے ڈرانے دھمکانے سے مجبور ہوئے تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی آپ نے لکھ بھیجا کہ ان کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیج دو لہذا عبدالرحمٰن نے ان کو زیر کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

بصری کے واقعات: ..... اسی زمانہ میں بصری ❶ میں بھی اس قسم کی طعن وتشنیع کا بازار گرم ہوا عبدالرحمٰن بن سبا معروف بہ ابن السوداء (جس کا مختصر تذکرہ پہلے ہو چکا ہے اور جس نے مال ومتاع کے لالچ میں یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصری پہنچ کر حکیم بن جبلہ عبدی کے گھر ٹھہرا اور اہل بیت کی محبت کی آڑ میں امیر لمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کی تعلیم شروع کی۔ جب حکیم بن جبلہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن سبا کو اپنے گھر سے نکال دیا۔

عبداللہ بن سبا کی ساتھیوں سے خط وکتابت: ..... عبداللہ بن سبا بصری سے نکل کر کوفہ آیا اہل کوفہ نے بھی نکال دیا۔ مصر کا راستہ لیا مصر پہنچ کر اپنے ان ساتھیوں سے جو بصری وکوفہ میں تھے خط کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس طرح سے چھپ چھپ کر سرداروں، گورنروں اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طعن وتشنیع کی تعلیم دینے لگا۔

حمران بن ابان بھی امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان طعن وتشنیع کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حکمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا

---

❶..... بصری میں شیعت کی ابتداء عبدالرحمٰن بن سبا کے آنے سے ہوئی۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا، عبداللہ بن عامر کے امیر بنائے جانے کے تیسرے سال بصری آیا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو درے لگوا دیئے اور بصری کی طرف جلا وطن کر دیا حمران بصریٰ پہنچ کر ابن عامر کے ساتھ رہنے لگا۔

عامر بن عبد قیس کا واقعہ:......ان دنوں بصریٰ میں عامر بن عبد قیس نامی ایک زاہد تارک الدنیا شخص رہتا تھا حمران نے ابن عامر سے عامر کی شکایت کی لیکن کوئی کامیابی نہیں ہوئی کچھ عرصہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمران کو مدینہ آنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ایک گروہ کو اپنے ساتھ لئے مدینہ پہنچا اور بلا وجہ دربار خلافت میں عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا تھا، گوشت نہیں کھاتا تھا، جمعہ میں نہیں آتا تھا، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عامر کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام بھیج دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ ان کو عامر کے پختہ خیالات اور عقائد معلوم ہو گئے اور دینداری ظاہر ہو گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عامر کو بصریٰ واپس جانے کی اجازت دی انہوں نے جانے سے انکار کر کے کہا، لا ارجع الی بلد استحل اهله منی ماا ستحلو ❶ اس کے بعد عامر نے سواحل شام میں قیام کیا اور وہیں زمانہ وفات تک عبادت و ذکر الٰہی میں مصروف ہوئے۔

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدینہ روانگی:......جب چاروں طرف سے لوگوں نے امراء و عمال اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع شروع کر دی تو ۳۴ھ میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اپنے مقبوضہ صوبہ کا انتظار کر کے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر ہونے کے ارادے سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو آذر بائیجان کا، سعد بن قیس کو رے کا، نسیر عجلی کو ہمدان کا، سائب بن اقراع کو اصفہان کا، ملک بن حبیب کو ماہ کوکا، حکیم بن سلامہ کو "موصل" کا، جریر بن عبداللہ کو قرقیسا کا، سلمان بن ربیعہ کو "باب" کا، عتبہ بن نہاش کو حلوان کا گورنر مقرر کیا۔ جنگ کے معاملات اختیارات حضرت قعقاع بن عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمائے۔ اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت عمرو بن حرث رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ کا راستہ لیا۔

یزید بن قیس کی بغاوت اور گرفتاری:......لہذا جس وقت کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا، طعنہ زنوں اور زبان درازوں کی زبان طعن اور دراز ہو گئی، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنر کو علانیہ سخت وسست کلمات کہنے لگے تو یزید بن قیس امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لشکر لے کر روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو ابن سبا کے پیروکار تھے اور خفیہ اس سے خط وکتابت کرتے تھے۔ قعقاع نے پہنچ کر اس اُٹھتے ہوئے طوفان کو ختم کر دیا اور یزید کو گرفتار کر لیا۔ یزید نے معذرت کی اور کہا میں نے کسی اور ارادے سے خروج نہیں کیا نہ میرا اور کچھ مقصود ہے مجھے اور میرے ساتھیوں کو سعید سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ قعقاع نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔

یزید کی خفیہ حرکتیں:......اس کے بعد یزید نے اس گروہ کو خط وکتابت کر کے بلایا جو حمص بن حمص بن عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس تھا۔ چنانچہ اشتر ان لوگوں کے ساتھ حمص سے کوفہ روانہ ہوا۔ کوفہ کے قریب پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے بظاہر علیحدہ ہو گیا ان کے آنے سے پہلے کوفہ پہنچ کر جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا "جئتکم من عند امیر المومنین یزعم ان فئیکم بستان قریش۔ حاضرین مسجد اشتر کی اس حرکت سے غصہ میں آ گئے اور بے عزتی سے پیش آئے مسجد میں جو ذی ہوش اور عقل مند تھے انہوں نے اشتر کو تقریر کرنے کے لئے یزید سے اتفاق کرے۔ اس آواز کو سنتے ہی عوام الناس کا ایک گروہ یزید کے ساتھ ہو گئی کوفہ اور عقل مند سرداروں نے سمجھایا۔ وعظ و پند کیا لیکن ان میں سے ایک نے بھی نہ سنا، سب کے سب یزید کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و بن حریث ممبر پر چڑھ گئے حمد و نعت کے بعد لوگوں کو واپسی آنے اور امیر کی اطاعت کی ہدایت کی قعقاع نے کہا تم لوگوں کے سیلاب کو حالت جوش میں روکنا چاہتا ہوں۔ صبر کرو یہ لوگ فساد کئے بغیر نہ رکے گیں۔ عمر رضی اللہ عنہ و بن حریث یہ سن کر ممبر سے اتر آئے بس اتنے عرصہ میں جامع مسجد ان لوگوں سے خالی ہو گئی، شرفاء اور کوفہ کے سرداروں کے علاوہ اور کوئی شخص عمر رضی اللہ عنہ و بن حریث پاس نہ رکا۔

یزید بن قیس کی روانگی اور سعید کے غلام کا قتل:......یزید بن قیس اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوفہ سے روانہ ہو کر قادسیہ کے قریب ❷ جرعہ میں سعید کو روکنے کی غرض سے آ ٹھہرا۔ سعید بھی آ پہنچے، یزید کو ساتھیوں نے کہا کہ واپس چلے جاؤ ہمیں تمھاری ضرورت نہیں ہے۔ سعید نے جواب دیا، اس

---

❶......یعنی اب میں ایسے علاقہ میں واپس نہیں جاؤں گا جہاں لوگوں نے میرے بارے وہ بات حلال سمجھی جو حلال تھی۔ ❷......جرعۃ، کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے جس میں ریت وغیرہ ہوتی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ جرعہ نجف کے درمیان ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قادسیہ کی کوئی مقدس جگہ ہے۔ (معجم البلدان)

سخت کلامی کی کوئی ضرورت نہ تھی اتنا کافی تھا کہ تم لوگ ایک آدمی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اور میرے پاس بھیج دیتے۔ سعید کا غلام بول اٹھا یہ ممکن نہیں ہے کہ سعید لوٹ جائیں اشتر نے پاؤں پکڑ کر اونٹ کے اوپر سے اسے کھینچ لیا اور ایک وار سے اس کا کام تمام کر کے کہا جاؤ عثمان رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کو بھیج دے۔ سعید الٹے پاؤں مدینہ منورہ بھاگ گئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جرعہ کے واقعہ کی اطلاع دی، امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ اشعری کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ تم لوگ جسے چاہتے تھے میں نے اسی کو تمھارا امیر مقرر کیا ہے۔ تم لوگ سعید سے ناراض تھے اور اس کی امارت پسند نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں بجائے اس کی جگہ ابوموسی رضی اللہ عنہ اشعری کو روانہ کیا۔ واللہ میں اپنے فرائض کو خوبی سے ادا کروں گا تمھاری زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوا تمھاری اصلاح کی بھی پوری کوشش کروں گا۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کا بحیثیت گورنر خطبہ:......حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر جمعہ کے دن ممبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔ جس میں انہیں مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ نہ ہونے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی تاکید کی لوگوں نے خوش دلی سے قبول کیا۔ کوفہ کے آس پاس کے سردار بلا لئے گئے اور حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ اشعری امارت کوفہ پر قائم ہو گئے۔

عامر بن عبداللہ تمیمی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:......بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ کوفہ والوں نے بالاتفاق یہ رائے قائم کی تھی کہ کسی شخص نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا، اے عثمان رضی اللہ عنہ! لوگوں نے آپ کے افعال پر اعتراض شروع کر دیئے ہیں آپ نے بڑے بڑے ناجائز کام کئے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور توبہ کریں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا تم لوگ اس کی غیر مہذب باتیں سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور دین دار سمجھتے ہیں اور یہ مجھ سے نامناسب باتیں کہہ رہا ہے۔ واللہ یہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا؟ عامر بولا میں اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ دشمنوں پر قابو پانے والا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشورے:......اس واقعہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ، عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص رضی اللہ عنہ کے غرض سے دار الخلافت میں طلب کیا۔ اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ میرے وزیر میرے ناصح اور میرے لئے قابل اعتماد ہو۔ تم پر مجھے اطمینان ہے تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے تم لوگ اور لوگوں کا سلوک دیکھ رہے ہو مجھ پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہیں۔ اور میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس بات کو وہ خود پسند کرتے ہیں مجھے اس کا پابند اور مجھے مجبور کر رہے ہیں۔ غور کر کے بتاؤ کیا کیا جائے جس سے یہ فتنہ ختم ہو جائے۔

حضرت ابن عامر وغیرہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ:......ابن عامر نے کہا میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے۔ اگر یہ فارغ بیٹھیں گے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اٹھاتے رہیں گے۔ حضرت سعید بولے، مناسب یہ ہے کہ ان کے سرداروں کی بات پر معقول گرفت کی جائے۔ جب ان کے سردار الگ الگ ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن عمل درآمد مشکل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے امیر المومنین اس کام کو ہم لوگوں کے حوالے کیجیے۔ میں شام کو ان لوگوں سے صاف کروں گا۔ آپ مدینہ کو سنبھالئے اور باقی سردار اپنے اپنے ماتحت صوبوں کو صاف کریں عبداللہ نے کہا کہ یہ لوگ لالچی ہیں ان کو مال و زر دے کر اپنا بنا لیجئے۔ اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی طرح سے ممکن نہیں ہے۔ ❶

فتنہ پروروں کو جہاد پر بھیجنے کا فیصلہ:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد ان لوگوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی "لوگوں کو جہاد پر روانہ کر دو تا کہ جہاد کی مصروفیت ان کو دوسرے خیالات سے دے" غرض حضرت سعید کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ کوفہ والے ان کی آمد کا سن کر روکنے کے غرض سے مقام جرعہ میں آٹھہرے۔ جب سعید اس مقام پر پہنچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ پس امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اور حضرت حذیفہ کو باب پر

❶......یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حملہ کرنے کا حکم دیا۔

فتنہ سبائیت کا عروج:.....اس دوران عبداللہ بن سبا کے پیروکار سب اسلامی ملکوں میں پھیل گئے۔ چاروں طرف سے اعلانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوگیا۔ روزانہ ان کی خبریں مدینہ پہنچنے لگیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہوگئیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے گورنروں پر اعتراضات ہونے لگے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت زید بن ثابت حضرت ابواسید ساعدی، حضرت کعب بن مالک، اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ طعن و تشنیع سے روکتے تھے۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے تقریر:.....واقعہ جرعہ کے بعد ۳۴ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب فسادیوں کے کہنے سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یہ تقریر کی۔

الناس ورائی وقد کلمونی فیك واللہ ما ادری ما اقول لك ولا اعرف شئیا تجھله ولا ادلك علی رضی اللہ عنہ امر لاتعرفه انك لتعلم مااعلم ما سبقناك الی شئی فنخبرك عنة ولا خلونا بشئی فنبلغکه وماخصصنا بامر دونك وقد رایت وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت منه ونلت صھره ومااین قحا فه باولی بالعمل منك بالحق ولا ابن الطاب رضی اللہ عنہ باولی بشئی من الخیر منك وانت اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالم ینالا ہ وما سبقاك الی شئی فا للہ فی نفسك فا نك واللہ اتبصرمن عمی ولا تعلم من جھالة وان الطریق لو اضح بین وان اعلام الدین لقائمة اعلم یا عثمان رضی اللہ عنہ ان افضل عباداللہ اما عادل ھدی وھدی فا قام سنته معلومة وامات بدعة متروکة فو اللہ ان کلالبین وان السنن لقائمة لھا اعلام وان البدع لقائمة لھا اعلام وان شر الناس عند اللہ امام جائز ضل واضل فا مات سنة معلومة واحیا بدعة متروکة وان احذرك اللہ وسطواته ونقماته فان علیھا عزابه شدید الیم واحذرك ان یکون امام ھذاالا مة الذی یقتل فیفتح القتل الی یوم القیامة ویلیس امور ھا ویترکھا شیعا لا یبصرون الحق لعلو الباطل یموحون فیھا موجاجاو یمرجون فیھا موجاً...

(ترجمہ) لوگ میرے پاس آئے ہیں اور آپ کے بارے میں انہوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ سے کیا کہوں۔ میں کسی ایسی بات کو نہیں جانتا جو کو آپ نہ جانتے ہوں، اور نہ میں کسی ایسی بات کی آپ کو ہدایت کرسکتا ہوں جس کو آپ نہ سمجھتے ہوں بیشک آپ وہی جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ مجھے کسی چیز میں آپ سے سبقت حاصل نہں ہوئی جس سے میں آپ کو آگاہ کروں اور نہ کوئی اسی چیز ہے جو تنہا مجھے معلوم ہوئی ہے جو میں آپ کو بتلاؤں۔ اور نہ کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو آپ کو نہ بتلائی گئی ہو۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آپ کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ اور آپ نے ان سے احادیث بھی سنیں ہیں۔ اور آپ کو ان کی دامادی کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ ابن قحافہ آپ سے عملاً اولیٰ نہ تھے۔ اور آپ رشتہ داری کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں۔ اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو رشتہ داری نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ دونوں آپ سے کسی چیز میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ کے واسطے آپ اس معاملہ میں غور کریں واللہ آپ بے بصیرت نہیں ہیں اور نہ ہی ناسمجھ و نادان ہیں اور بیشک راستہ واضح اور ظاہر ہے، اور بیشک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ سمجھو! بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں افضل شخص امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پائی اور دوسروں کو ہدایت دی لہٰذا اس نے سنت معلومہ کو قائم اور بدعت متروکہ کو ختم کیا۔ واللہ یہ دونوں کھلی ہوئی باتیں ہیں اور بیشک سنتیں قائم ہیں، ان کے لئے نشانیاں ہیں اور بیشک بدعت بھی قائم ہے اور اس کی بھی نشانیاں ہیں۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں میں وہ امام ہے جو خود گمراہ ہو اور دوسروں کو گمراہ کرے۔ لہٰذا اس نے سنت معلومہ کو ختم

کر دیا۔ اور قائم اور بدعت متروکہ ختم کر دیا۔ واللہ یہ دونوں کھلی ہوئی باتیں ہیں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں میں سے بیشک امام وہ ہے جو خود گمراہ ہوا اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ اس نے سنت معلومہ کو ختم کر دیا۔ زندہ کیا بدعت متروکہ کو، اور میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید دردناک ہے۔ اور میں آپ کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول بن جاؤ کہ آپ کے قتل سے اس پر قتل و غارت کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے۔ اور اس پر اس کے واقعات ناقابل سمجھ ہو جائیں گے۔ اور گروہ چھوڑ دیئے جائیں گے برحق کو باطل کے رعب داب بلندی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور اس مباحث میں خلط وملط بہت زیادہ ہوگا اضطراب واختلاف اس میں پیدا ہوں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:...... امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ بیشک وہ لوگ یہی کہتے ہوں گے جو تم کہتے ہو۔ واللہ اگر تم میری جگہ پر ہوتے تو میں تمہیں رشتہ داروں کا پاس ولحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا میں تمہیں تفصیل سے بتلاتا ہوں۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم جانتے ہو کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ جواب دیا! امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے، پھر تم مجھے ابن عامر کے مقرر کرنے پر کیوں ملامت کرتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا، بیشک آپ حق بجانب ہیں لیکن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کے ساتھ بہت سختی کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر سخت گوشمالی دیتے تھے اور آپ نے اتنی نرمی کی کہ آپ کے کام وقت پر مکمل نہیں ہوتے تم اپنے اعزہ اقارب کے ساتھ نرمی فرمارہے ہو۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، وہ لوگ میرے ہی عزیز وقریب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ رضی اللہ عنہ کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے گورنر بنایا تھا، اگر میں نے اس کو بحال رکھا تو کیا جرم کیا؟ ابن ابی طالب نے جواب دیا کہ اللہ آپ کو سمجھائے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اتنا ڈرتے تھے کہ غلام یرفا بھی اتنا نہ ڈرتا ہوگا، اور آپ کے ساتھ جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا برتاؤ ہے وہ آپ پر خود روشن ہے۔ امیر المومنین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت کے بغیر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور اس کو کسی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور آپ سن کر خاموش رہ جاتے اتنی سی گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اٹھ کر چلے آئے اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے ممبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا۔

مذکورہ مکالمے اور تقریر کی نسبت مترجم تاریخ ابن خلدون کی رائے:...... میرے نزدیک اوپر کی طویل تقریر کے الفاظ جو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان کے نہیں۔ ایسے ہی بعض جملے اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے غالباً یہ نہیں فرمایا ہوگا (۱) ابن قحافہ کو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے (۲) ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی بھی عزت وتوقیر سب لوگ کرتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد نہ ہونے کی وجہ سے کم درجہ کا کہنا اور یہ کہنا کہ وہ دونوں تم سے کسی بات میں نہیں بڑھے تھے ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کو عقل سلیم علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف ہرگز نہیں منسوب کر سکتی۔ کوئی مسلمان حضرت علی رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کی عزت یا افضلیت اس کی وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے بلکہ پہلے اسلام لانے اور اعمال خیر کرنے اور ہر اچھے کام میں بڑھ چڑھ کر حاضر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت کی خوش خبری دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور منقصت شان کرنا ہے۔ واللہ اعلم ❶۔ انتہیٰ کلام المرتبہ (مترجم کی وضاحت یہاں پر ختم ہوئی)۔

بلوائیوں کی شکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت:...... بلوائیوں کا ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس گیا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایتیں کیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ان لوگوں کے کہنے سے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کے خیالات، شکایات اور مخالفت کی وجوہات بیان کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے طرز عمل، سیاست اور اعمال کے ساتھ سخت گیری وغیرہ

---

❶ ...... یہ تمام تفصیلات ہمارے پاس موجود جدید عربی نسخہ میں موجود نہیں ہیں۔

کے برتاؤ کو بتلایا اور انجام کار اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گورنر بنایا تھا۔ ہم نے بھی اس کو گورنر بنایا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ ہم نے بھی ان کو بحال رکھا باقی رہا ابن عامر اس کا حال عزیز داری وقرابت کو تم جانتے ہو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا بیشک فاروق اعظم نے ان لوگوں کو مقرر کیا تھا لیکن فاروق اعظم جس کو مقرر کرتے تھے اس کی نگرانی پر ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ذرہ ذرہ سی لغزش پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے، اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گورنر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان کے غلام یرفا سے ڈرتے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی اجازت کے بغیر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان کاموں کو تمھاری طرف منسوب کرتے ہیں اور آپ کا کچھ خیال نہیں کرتے تھوڑی دیر تک اس قسم کی باتیں کر کے علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں مخالفین کے طعن وتشنیع کے جوابات دیئے اور یہ بیان فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور مہربانی کی وجہ سے جری ہو گئے ہو، ایسی جرات تم کو ابن خطاب کے زمانہ خلافت میں نہیں ہوئی تھی۔ تمھارے لئے مناسب یہ ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات تبدیل کرلو اپنی رائے سے رجوع کرلو اپنے کاموں کو اپنے سردار پر چھوڑ دو جن کو میں نے مقرر کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ:......جس وقت اردگرد کے ممالک میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے گورنروں پر طعن وتشنیع کے اعتراضات کی بھر مار ہوئی اور مخالفین آپس میں خط وکتابت کرنے لگے۔ اور ان واقعات کی خبریں مسلسل دارالخلافت میں پہنچنے لگیں تو اس وقت اہل مدینہ جمع ہو کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان واقعات کے بارے میں ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ مسلمانوں کے سردار اور اہل مشورہ ہو تمھاری کیا رائے ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا چند معتمد ومقمد آدمیوں کو اسلامی ملکوں کی طرف خبر لانے کے لئے روانہ کریں، چنانچہ محمد بن مسلمہ، کوفہ کی طرف اسامہ بن رضی اللہ عنہ، بصری کی طرف، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو شام کی طرف اور انکے علاوہ دوسرے حضرات بھی مختلف صوبوں کی طرف روانہ کئے گئے۔ ان لوگوں نے واپس آکر بیان کیا کہ ہم نے گورنروں میں کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام وخواص کو انکی شکایت کرتے ہوئے پایا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو مصر کی طرف روانہ کئے گئے تھے، دیر سے واپس آئے ان کو ابن سبا اور ان کے ساتھیوں خالد بن ملجم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشر نے بہکا کر اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہم خیال بنالیا تھا جیسا کہ تم پہلے پڑھ آئے ہو۔

امیر المومنین کا مسلمانوں کے نام خط:......اس کے بعد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے دو گشتی فرمان تمام صوبوں اور شہروں کی طرف روانہ فرمائے۔ ایک عام رعایا کے نام، اس کا مضمون یہ تھا مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے گورنروں سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہنچا ہے، اس وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ سب گورنر موسم حج میں آئیں۔ لہٰذا جس شخص کو میرے گورنروں سے کوئی نقصان پہنچا ہو یا کسی کا کوئی حق کسی گورنر پر ہو اس کو چاہیے کہ حج میں آکر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے گورنروں سے لے لے۔ اور اس کی تصدیق کرائے اور ثبوت دے۔ ''فان اللہ یجزی المتصدقین'' یہ خط پڑھ کر لوگ رو پڑے اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرنے لگے۔

گورنروں کے نام خط اور ان کی حاضری:......دوسرا فرمان گورنروں کے نام تھا۔ ان لوگوں کو موسم حج میں طلب فرمایا تھا۔ چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر، عبداللہ بن ابی سرح، معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حج میں شریک ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تم لوگوں کی شکایتیں اور ایذا رسانی کی خبر مجھ تک پہنچیں ہیں۔ واللہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے نہ ہوں۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ کیا آپ نے ان لوگوں کی اس بات کے دریافت کرنے کے لئے نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ کو کچھ نہیں بتایا؟ کیا آپ کے خبر رسانوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے ہماری کوئی برائی نہیں دیکھی۔ ہم لوگوں کو ان کی شکایت کی اطلاع تک نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی حقیقت ہے اور آپ کو اس کا کچھ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ حاضرین اس شر وفساد کے ختم کرنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ فتنہ ضرور ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھلنے والا ہے اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ مجھ پر کوئی الزام اس فتنہ کے بارے میں باقی رہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ حاضرین یہ سن کر

خاموش رہے۔ کسی نے ذرہ بھر بھی کسی کی شکایت پیش نہ کی۔

حج کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:.....حج سے فارغ ہو کر مدینہ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد ونعت کے بعد کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور انتہائی سمجھدار لوگ ہو اور اس امت کے سرپرست اور بڑے ہو تم نے اپنے دوست یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا رعایت اس کام کے لئے مقرر کیا اور اب ان کی عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں تم لوگوں نے اس کا کچھ فیصلہ کیا ہے تو ظاہر کرو۔ میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں۔ باقی رہا یہ کہ اگر کوئی شخص خلافت و امارت کی لالچ کرتا ہے تو واللہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اور کچھ نہ دیکھو گے۔ اس فقرہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جھڑک دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر:.....امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ بولے مجھ سے پہلے جو دو بزرگ (یعنی حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم) تھے ان لوگوں نے احتساب سے ڈرنے کی وجہ سے اپنے عزیز رشتہ داروں کو نہ پوچھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کا لحاظ فرماتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔ میرے عزیز رشتہ دار غریب اور کم مایہ ہیں، میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا۔ لہٰذا اگر اس میں تم لوگ میری غلطی سمجھتے ہو تو میں اس سے باز آجاؤں۔ کسی نے کہا، آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار دے دیئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ان دونوں آدمیوں سے یہ رقم واپس لینے والا ہوں۔ لوگ یہ سن کر راضی ہو گئے اور دل کی خوشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محافظین کے لئے پیش کش:.....ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس سے پہلے آپ پر حملہ ہو جسے آپ برداشت نہ کر سکیں مناسب ہو گا کہ آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں کیوں کہ سب اہل شام میرے فرمانبردار ہیں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ کسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربت میں نہیں چھوڑ سکتا پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ اچھا میں ایک لشکر جرار آپ کی حفاظت کے لئے بھیجے دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرے رہے۔ جواب دیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کروں گا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے واللہ آپ دھوکا کھائیں گے یا خلافت آپ سے چھین لی جائے گی۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حسبی اللہ ونعم الوکیل، فرما کر خاموش ہو گئے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت سے اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بوقت ضرورت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی اعانت مدد کرنے کا ان لوگوں سے کہا اور رخصت ہو کر شام چلے گئے۔

بلوائیوں کا حملے کا فیصلہ اور نافرمانی:.....فسادیوں اور بلوائیوں نے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سردار اور گورنر رخصت ہو کر روانہ ہوں گے اس وقت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر اچانک حملہ کیا جائے، لیکن اتفاق سے جب سرداروں اور عمال کی روانگی کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ نہ کر سکے تو دوبارہ بیعت امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کے لئے ریشہ دوانی کرنے لگے اور مراسلات خط وکتابت کے ذریعہ طے کیا کہ فلاں روز آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ میں آجانا چاہیے۔

بلوائیوں کی مدینے آمد:.....چنانچہ سب سے پہلے مصر کے فسادیوں جس کا سردار عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی تھا مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ مصر کے فسادیوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ کنانہ بن بشر لیثی، سودان بن حمران سکونی اور میسرہ یا قتیسرہ بن فلاں سکونی عافقی بن حرب علی کے سردار اس جماعت میں شریک تھے۔ کوفہ کے فسادی بھی ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ زید بن صفوان عبدی، اشتر نخعی بن النصر حارثی، اور عبداللہ بن الاصم عامری کے ساتھ آئے تھے۔ بصریٰ کے فسادیوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی حکیم بن جبلہ عبدی، ذریح بن عباد، بشیر بن شریح قیسی،، ابن المحرش نے حرقوس بن زہیر سعدی پر خروج کیا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے حج کے بہانے شوال میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

بلوائیوں کے تین قسم کے گروہ:..... جب تین منزل کی دوری پر مدینہ باقی رہ گیا تو چند لوگ اہل بصریٰ کے آگے بڑھ کر ذوخشب میں آ کر مقیم ہو گئے۔ ان لوگوں کی طبیعتیں حضرت طلحہ کی طرف مائل تھیں اور کوفی فسادیوں کے کچھ لوگ اپنے گروہ سے نکل کر اعواض میں آکر مقیم ہو گئے۔ ان لوگوں کا رجحان حضرت زبیر بن العوام کی جانب تھا۔ اسی گروہ کے ساتھ کچھ لوگ اہل بصریٰ کے بھی تھے اور عام فسادی ذوالمروہ میں ٹھہرے رہے۔ مصریوں کی

طبیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی جانب تھی۔ زیاد بن النضر اور عبداللہ الاصم نے فسادیوں سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ جلدی نہ کرو جب تک ہم مدینہ داخل نہ ہو جائیں ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر جمع کیا ہے۔ بخدائے لایزال اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے، بلوائی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور یہ دونوں مدینہ چل دیئے۔

بلوائیوں کے لوگوں کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات:......زیاد اور عبداللہ مدینہ پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہ سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ حج کے ارادے سے رُکے ہیں۔ یہ دونوں واپس اپنے گروہ میں آ گئے اور کوفہ اور بصریٰ اور مصر کے بلوائیوں کو جمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر گروپ الگ الگ طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس جائے اور ان کو جس طرح ممکن ہو اپنا ہم خیال بنائے۔ چنانچہ چند مصر بلوائی حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت لشکر میں احجاز الزیت پر موجود تھے۔ اور اپنے صاحب زادے حسن کو بلوائیوں کے منتشر کرنے کی نیت سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔

مصری بلوائیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات:......مصریوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے کہا ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی امارات سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت کر لیجئے۔ ہم لوگ ابھی واپس چلے جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب غصہ سے کانپ اٹھے چلا کر فرمایا بے شک لشکر ذومروہ ذوخشب اعواض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق لعنتی ہے اور اس حدیث کا صلحائے مومنین جانتے ہیں۔ تم لوگ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اس قسم کی گفتگو میرے سامنے نہ کرنا۔

بصریٰ اور کوفہ کے بلوائیوں کی حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم سے ملاقات:......بصریوں کی کوفیوں کے گروپ جو طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے ان لوگوں نے بھی حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی کہا حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی سختی سے جواب دیا۔ جب اس تدبیر میں بھی ان کو کامیابی نہ ہو سکی تو ان جگہوں سے نکل کر اپنی اپنی لشکر گاہ میں چلے آئے۔ اہل مدینہ بھی ان کے واپس جانے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے رات کے وقت کسی بات کا علم نہ ہوا لیکن تکبیر کی آوازیں مدینہ کے گرد گونج رہی تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر محاصرہ:......صبح ہوئی تو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر محاصرہ میں تھا۔ بلوائیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور منادی کرا دی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے اس کو امن دیا جائے گا۔ چند دنوں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے مدینہ والے اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے۔ بلوائیوں نے بھی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

بلوائیوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو:......محاصرہ کی صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے بلوائیوں کو بلوایا تمہیں کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بلایا؟ بلوائیوں نے کہا، ہمیں ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے ملا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا، اسی طرح بصریوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے اور کوفیوں نے حضرت زبیر سے کہا بلوائیوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے آئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ❶ کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیوں کہ تم ان سے کئی منزلوں کے فاصلے پر تھے تم لوگ ایک ہی مقررہ وقت پر کیسے واپس آ گئے۔ واللہ یہ امر روز روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمھاری طبعتیں صاف نہیں۔ بلوائیوں نے جواب دیا تم جو چاہو سمجھ لو ہم کو اس شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کے معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں پر ملنے کی پابندی:......اس وقت تک مصر کوفہ اور بصری کے فسادی امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انوں نے لوگوں کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلامی صوبوں اور شہروں کے گورنروں کے نام فرامین ❷ بھیجے۔ ان کو ان واقعات سے

❶ ......تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۰۵) ❷ ......اللہ کی قسم ہے اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے یہ لوگ حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون ہیں لہذا ان لوگوں کو چاہیے کہ نیکی سے لغزشوں کو فنا کر دیں۔

مطلع کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج کو روانہ کیا۔ کوفہ سے حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے۔

اہلیان مدینہ کی مدد کے لئے صحابہ (رضی اللہ عنہم) وتابعین رح کی کوشش:..... کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن ابی اوفی، حنظلہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی، اور تابعین میں سے مسروق، اسود، شریح، عبداللہ بن حکیم، بصریٰ میں صحابہ میں سے عمران رضی اللہ عنہ بن مخصن، انس بن مالک، ہشام بن عامر اور تابعین میں سے کعب بن سور، ہرم بن حیان شان اور مصر میں بھی اسی طرح صحابہ اور تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر ابھارنے لگے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:..... فسادیوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ ھو لا ے امر اللّٰہ فو اللّٰہ ان اھل مدینۃ لیعلمون انکم ملعونون علی رضی اللہ عنہ لسان محمد فامحوا الخطایا باالصواب محمد بن مسلمہ نے اٹھ کر کہا، انا اشھد بذالک (میں اس کی گواہی دیتا ہوں) حکیم بن جبلہ نے ان کو بٹھالیا پھر حضرت زید بن ثابت اٹھے ان کو محمد بن ابی قیترہ نے بٹھالیا۔

مسجد میں ہنگامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زخمی:..... اس کے بعد بلوائیوں نے حملہ کر کے منبر کا قصد کیا۔ لوگوں نے مار کر مسجد سے نکال دیا بلوائی مسجد کے باہر اسے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پتھر مارنے لگے آپ چوٹ سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلوائیوں سے لڑنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو ان کو لڑائی سے روک کر واپس بلایا۔

مروان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزامات:..... حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم عیادت کے لئے آئے۔ اس وقت بنی امیہ کے چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان بن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا، تم نے ہمیں ہلاک کر ڈالا تمہاری ہی یہ ساری کاروائیاں ہیں واللہ اگر تم اپنے مقصد تک پہنچ گئے تو تم دنیا کو مطیع کر لو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ غصہ ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر بھی اپنے اپنے گھر واپس ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امامت سے روک دیا گیا:..... محاصرہ کے دوران تیس دن تک امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے بلوائیوں نے روک دیا۔ عافقی بن حرب عکی جو بلوائیوں کا سردار نماز پڑھانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات اور باغات میں مسلح پناہ گزیں ہو گئے۔ یہ محاصرہ چالیس دن تک قائم رہا۔

نماز پڑھانے کے بارے میں مخالفت اقوال:..... بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ محاصرہ کے دوران امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ چند روز تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب پڑھاتے رہے۔ بعض کا بیان ہے کہ محاصرہ کے دوران علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے سہیل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا تھا۔ چنانچہ عشرہ ذوالحجہ تک امامت کرتے رہے۔ پھر عید کی نماز پڑھائی اور چند نمازوں میں امامت کی حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر بلوائیوں کے ساتھ:..... بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے وقت محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برخلاف ابھار رہے تھے۔ اس لئے جب ماہ رجب میں مصر کے بلوائیوں۔ نے حج کے بہانے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے یا ان کے ہٹانے کے لئے عبدالرحمٰن بن عدیس کی ماتحتی میں خروج کیا تو محمد بن ابی بکر بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان کی روانگی کے بعد خبر لے کر روانہ کیا۔

محمد بن ابی حذیفہ مصر پر قابض:..... محمد بن حذیفہ وہ مصر میں ٹھہرے رہے۔ لہذا جب عبداللہ بن سعد مدینہ کے ارادے سے رملہ پہنچے تو یہ خبر سنی کہ مصریوں نے واپس آ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور محمد بن حذیفہ پر مسلط ہو گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی عبداللہ بن سعد

ابی سرح مصر کی طرف لوٹے فلسطین پہنچ کر قیام کیا اتنے میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدد کی اپیل:......یہ واقعات درمیان میں آ گئے جس سے آپ کا ذہن منتشر ہو گیا ہو گا۔ اب دوبارہ اصل واقعہ کی طرف واپس آتے ہیں آپ کو یاد ہو گا کہ مصر کے بلوائیوں نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ذوخشب میں قیام کیا تھا۔ طے یہ کیا تھا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو فوراً عہدے سے ہٹا دیں اور اگر ان دونوں باتوں میں سے ایک کو بھی منظور نہ کریں گے تو شہید کر دیئے جائیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ اپنی قرابت اور حقوق کو ظاہر کر کے کہا کہ تم بلوائیوں کے پاس جاؤ ان کو جس طرح ممکن ہو سمجھا بجھا کر واپس بھیج دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے جواب دیا میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن اب تم نے میرا کہنا نہ مانا اپنے دوستوں (مروان، معاویہ رضی اللہ عنہ، ابن عامر، ابن ابی سرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے۔ اب میں کس طرح اور کس بناء پر ان کو واپس بھیجوں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے اب تم جیسا کہو گے ویسا ہی کروں گا آئندہ سے ان لوگوں کے کہنے پر عمل کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بلوائیوں کے پاس روانگی:......چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور تیس مہاجرین و انصار شامل ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے۔ اور اس وفد میں (۱) سعید بن زید (۲) ابوجہم عدوی (۳) جبیر بن مطعم (۴) حکیم بن حرام (۵) مروان بن الحکم (۶) سعید بن العاص رضی اللہ عنہ (۷) عبدالرحمٰن بن عتاب (۸) ابواسید عابدی (۹) ابوحمید (۱۰) زید بن ثابت (۱۱) حسان بن ثابت (۱۲) کعب بن مالک (۱۳) نیاز بن مکرز رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے سمجھانے سے مصری بلوائی واپس:......حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے مصری بلوائیوں کو اونچ نیچ سمجھائی بلوایان مصر کی طرف واپس چلے گئے۔ ابن عدیس بلوائی نے محمد بن مسلمہ سے کہا میں تم سے کچھ کہنے کے لئے واپس ہونا چاہتا ہوں۔ جواب دیا اللہ سے ڈرو! کیا تو اپنے اقرار سے منحرف ہونا چاہتا ہے؟ تو نے ابھی واپس نہ آنے کا وعدہ کیا ہے ابن عدیس یہ سن کر اپنے گروپ میں چلا گیا اور اہل مدینہ واپس آ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

خطبہ دینے کا مشورہ:......اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی، امیر المومنین! اس سے پہلے کے ارد گرد کے شہروں سے مسلمان آئیں اور ایسے واقعات آپ کو درپیش آئی جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں۔ آپ مسلمانوں کو جمع کر کے خطبہ دیں۔ اس سے یہ بات بیان فرمائی کہ اہل مصر مصر چلے گئے اور ان کو جو خبریں پہنچیں تھیں سب غلط تھیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ جوں ہی چند الفاظ زبان سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آواز آنے لگی، اتق اللہ یا عثمان رضی اللہ عنہ وتب الی اللہ (اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رجوع کر) سب سے پہلے اس فقرہ کو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے کہا تھا۔ پس امیر المومنین نے ہاتھ اٹھا کر اللھم انی تبت (اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں) اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص فلسطین چلے گئے اور اپنی جگہ مقیم رہے۔ اس کے چند دن بعد امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

خطبہ کے بارے میں دوسری روایت:......بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مصریوں کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے واپس آ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا تم باہر نکل کر لوگوں کو اپنے خیالات سے مطلع کر دو تا کہ تمھارے حالات ان کو معلوم ہو جائیں اور فتنہ انگیز شرکاء کا گروہ دوسرے شہروں میں نہ آنے پائے۔ اس بناء پر امیر المومنین حضرت عثمان باہر آئے اور خطبہ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا:

انا اول من اتعظ استغفر اللّٰہ مما فعلت و اتواب فلیأت اشرافك یرونی رائهم واللّٰہ ان ردنی الحق عبد الا لیه واللّٰہ لا عطینکم الرضی ولا احتجب عنکم۔

(ترجمہ) میں پہلا شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی۔ میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں ہر اس کام سے جو میں نے کیا اور اس کی طرف

رجوع کرتا ہوں پس مناسب ہے کہ تمھارے شرفاء آئیں اور مجھ کو مشورہ دیں واللہ اگر مجھے کوئی غلام بھی حق کی رہنمائی کرے گا تو میں اس کا راستہ اختیار کروں گا اور غلاموں کی طرح اس کی اطاعت کروں گا اور اللہ کے سوا اور کوئی حامی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم ہے میں تم کو راضی رکھوں گا یہ کہہ کر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود بھی روئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

بنوامیہ کی خطبہ پر ناراضگی:.....خطبہ دے کر گھر پر آئے تو بنوامیہ کے چند لوگ اس وقت حاضر نہ تھے۔ حاضر ہوئے اور اس خطبہ کے دینے پر نصیحت کرنے لگے۔ آپ کی بیوی نائلہ بنت القراضہ نے ان لوگوں کو جھڑکا لیکن انہوں نے نائلہ کے جھڑکنے پر خیال نہ کیا۔ مسلسل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو تو بہ کرنے اور خطبہ دینے پر ملامت کرتے رہے اتنے میں دروازہ پر کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان سے فرمایا تو جا ان لوگوں سے بات کر اور گفتگو کرنے میں سختی سے کام لے۔ چنانچہ مروان نے جا کر کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تمھاری کیا حالت ہے؟ تم لوگ ہمارے قبضہ سے ہمارا ملک چھیننے آئے ہو۔ واللہ اگر تم نے کسی قسم کا ارادہ کیا ہے تو ہم تم پر ایسا بوجھ ڈال دیں گے جس کو تم اٹھا نہ سکو گے۔ جاؤ اپنے اپنے گھروں کو لٹ جاؤ واللہ جو کچھ ہمارے قبضہ میں ہے اس میں ہم تم سے مغلوب ہیں۔ مروان کی اس گفتگو سے مجمع منتشر ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مروان کی باتوں پر ناراضگی:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو یہ خبر ملی تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن اسود یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم نے کل عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے۔ میں جب گھر میں بیٹھا تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا تم نے میری قرابت و حق کا پاس نہ کیا اور جب میں نے دخل دیا اور لوگوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا تو مروان کے کہنے سے بچوں کے کھیل کی طرح اس کو الٹ پلٹ دیا۔ افسوس ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بزرگ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہونے کے باوجود مروان کے قبضہ میں ہے جس طرف چاہتا ہے اس طرف پھیر دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خوف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خفگی کا اظہار:.....حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب طیش میں آ کر یہ کہہ اٹھے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ مروان کے کہنے پر عمل درآمد کرنے پر نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ آج سے اب میں پھر تمھارے پاس نہیں آؤں گا۔ مروان تمھاری رائے پر مسلط ہو گیا ہے وہ تمھاری بزرگی زائل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے چلے جانے کے بعد نائلہ آئیں اور وہ یہ گفتگو سن رہی تھیں۔ انہوں نے بھی مروان کے کہنے پر انہیں سمجھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے صلح و مشورہ لینے کی رائے دی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر جانا:.....امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو بلوا بھیجا وہ نہ آئے تو رات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر پر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے کہا، بڑے افسوس کا مقام ہے کل تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کر چڑھ کر کیا کہا تھا پھر اس کے بعد مروان نے تمھارے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سخت وست کہا اور تکلیف پہنچائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گفتگو:.....امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معذرت کا قرار کیا کہ آئندہ میں تمھاری رائے پر عمل کروں گا۔ واقعی میں اس وجہ سے شرمندہ ہوا اور لوگوں کو مجھ پر جرائت ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابی ابن طالب بولے واللہ میں لوگوں کو نہایت آسانی سے دور کر دوں لیکن میں جب تم کو سمجھا دیتا ہوں تو تم اس پر عمل کرتے ہوتے ہو لیکن جب مروان آ جاتا ہے اور مخالفت کرتا ہے تو اس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے بھول جاتے ہو۔ ان واقعات کے بعد بلوائیوں نے پانی بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بہت برہم ہوئے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پہنچایا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو:.....بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب محاصرہ کے وقت خیبر میں تھے۔ مدینہ منورہ میں آئے تو لوگوں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع دیکھا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے گھر پر گئے اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ میرے حقوق تم پر بہت ہیں، بھائی ہونے کا حق ہے، قرابت داری کا حق ہے، ہم زلف ہونے کا حق ہے۔

بفرض تقدیر اگر جاہلیت ہی کا زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ بات بے عزتی کا باعث ہوئی کہ بنو تیم ان کے قبضہ سے حکومت چھینیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یہ خبر سن کر طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے دریافت کیا۔ ماھذا (یہ کیا معاملہ ہے) جواب دیا: ابعد مامس ❶ الحزام الطبین یا ابا الحسنؓ ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب لوٹ کر بیت المال آئے۔ لوگوں کو جو کچھ مناسب تھا دیا لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے صرف طلحہ رضی اللہ عنہ رہ گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اظہار ناراضگی:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے خوشی ہوئی اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت عثمان کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا میں تائب نہیں ہوا بلکہ مغلوب ہوا ہوں، اے طلحہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تم جو سمجھے۔

مصر کے بلوائیوں کی واپسی:......بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس وقت مصر کے بلوائی دوبارہ مدینہ منورہ واپس لوٹے تو محمد بن مسلمہ واپسی کی وجہ دریافت کرنے آئے بلوائیوں نے خط دکھا کر، یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کے قبضہ سے مقام بویب میں برآمد ہوا ہے جو صدقہ اونٹ پر سوار جا رہا تھا۔ اس میں عبدالرحمٰن بن عدیس، عمر رضی اللہ عنہ بن الحمق، عروہ بن البیاع کو کوڑے لگانے اور قید کرنے اور سروڈاڑھیاں منڈنے اور بعض کو سولی دینے کے بارے میں لکھا ہے۔ خط کس کے پاس تھا؟

بعض کہتے ہیں کہ یہ خط ابوالاعور سلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ غرض یہ کہ اس خط کے ملتے ہی مصر کے بلوائی واپس آگئے اور ان کے ساتھ ہی کوفہ اور بصریٰ کے بلوائی بھی واپس آگئے۔

محمد بن مسلمہ کی بلوائیوں سے بات چیت:......محمد بن مسلمہ نے ان لوگوں سے واپسی کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن ابن زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے۔ ان لوگوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو بہت اچھے طریقے سے سلجھا دیں گے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ اتنی گفتگو کرنے کے بعد مصر کے بلوائیوں میں سے چند لوگ اٹھے اور علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب و محمد بن مسلمہ کو ساتھ لئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر گئے۔ ان دونوں بزرگوں نے بلوائیوں کی شکائتیں پیش کیں۔

خط کی ذمہ داری سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا مجھے اس خط کے بارے میں علم نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے محمد بن مسلمہ بولے بیشک یہ صحیح ہے یہ کام مروان کا ہے۔ اس عرصہ میں مصر کے بلوائیوں کا ایک گروہ آ گیا ابن عدیس نے ابن ابی سرح کی شکایت دور کردیں۔ مصر میں جو نئی باتیں ایجاد کی تھیں وہ بتائیں اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

بلوائیوں کا اپنی نیت قتل کا اعتراف:......ہم لوگ درحقیقت آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بجھا کر واپس کر دیا تھا اور ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ان کی شکایتوں کو ہم دور کرادیں گے۔ اتفاق سے آپ کا خط ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے جس میں آپ نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ ہم لوگوں کو کوڑے لگائے ہمارے تشہیر کرائے ایک لمبے عرصے تک قید میں رکھے۔ یہ خط تمھارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمھاری مہر ہے۔

امیر المؤمنین اور بلوائیوں کے بحث و دلائل:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا، نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھے اس کا کائی علم ہے۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی، بلوائی بولے تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط آپ کی مہر سے لکھے جائیں اور آپ کا غلام لے کر جائے اور آپ کو اس کی اطلاع نہ ہو۔ پس آپ جھوٹے ہو یا سچے، بہر صورت آپ کو معزول کرنا مناسب ہے کیوں کہ

---

❶...... عرب کا محاورہ ہے جب کوئی کام حد سے بڑھ جاتا ہے یا اس کی نزاکت بڑھ جاتی ہے تو اس وقت اہل عرب استعارتاً یہ فقرہ بولتے ہیں حزام تنگ کہتے ہیں اور طبین اُنثی یا گھوڑی کے حلمۃ الثدی (چھاتیوں کی بیٹوں) جو کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب تنگ چھاتیوں تک پہنچ جائے گا تو زین یا چار جامہ اُنثی یا گھوڑی کے پشت پر نہیں ٹھہر سکتا اور نہ سوار اس وقت تک ٹھہر سکتا ہے اردو میں اس جگہ کہتے ہیں جب نو نیزہ پانی چڑھ گیا تو کیا ہو سکتا ہے۔

چھوٹے کو مسلمانوں کا سردار بنانا جائز نہیں ہے اگر سچے ہیں تو آپ اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہیں آپ کی اجازت واطلاع کے بغیر جس کو چاہتا ہے کرتا ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ خود خلافت چھوڑ دیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس لباس کو نہیں اتارنا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا۔ ہاں یہ ہوگا کہ اگر مجھ سے غلطی ہوگی تو میں توبہ کروں گا اور اپنی غلط رائے سے رجوع کروں گا۔ ابن عدلیس بولا ہم بار بار دیکھ چکے ہیں کہ آپ توبہ کرتے ہیں اور پھر وہی کام کرتے ہیں۔ اب ہم پر فرض ہے کہ ہم آپ سے خلافت چھین لیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں اور اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں گے۔ جب تک ہم زندہ ہیں لڑتے جائیں گے چاہے کامیاب ہوں یا مر جائیں۔

امیر المومنین کا بلوائیوں سے مزاحمت نہ کرنے کا اعلان:...... امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تم مطمئن رہو کوئی شخص تم سے مزاحم نہ ہوگا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو بلوا کر ایک لشکر مرتب کر لیتا۔ ان کا فقرہ پورا ہوتے ہی چاروں طرف سے شور وغل کی آوازیں آنے لگیں۔ جس کے جو جی میں آتا تھا کہہ رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکال کر اپنے گھر چلے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے واپس جاتے ہی مصریوں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

زید بن اسد کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے روانگی:...... دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عامر کو مدد کے لئے لکھا۔ زید بن اسد قشری اہل شام کا ایک لشکر لے کر روانہ ہوئے مگر جب وادی القریٰ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ یہ سنتے ہی زید بن اسد شام سے چلے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ اور بصریٰ سے مجاشع بن مسعود روانہ ہوئے تھے۔ اور مقام ربذہ میں پہنچ کر شہادت کا حال سن کر واپس آ گئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلوائیوں کی سمجھانے کی کوشش:...... دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیروں نے رائے دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو بلوائیوں کے روک تھام کے لئے بھیجو کہ وہ ان کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیں اور ان سے وعدہ کریں کہ ان کی مرضی کے مطابق گورنروں کی بحالی اور معزولی کی جائے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب بلوائیوں کے پاس گئے، اونچا نیچا سمجھایا ان کی درخواستوں کے مطابق عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا۔ بلوائیوں نے کہا، آپ ایک وقت مقرر کیجئے۔ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب لوٹ کر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے تین دن کی مدت مقرر فرما دی۔

تین دن میں مطالبات پورا کرنے کا وعدہ:...... علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اقرار نامہ لکھ کر بلوائیوں کو دیا جس میں تین دن کے اندر ان کی مرضی کے مطابق عمال کی تقرر و معزولی اور ان کی شکایات دور کرنے کا لکھا تھا۔ بلوائی اس اقرار نامہ کے مطابق تین دن تک جنگ وجدال سے رکے رہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی۔ مقررہ مدت ختم ہونے کے بعد مصر کے بلوائی ذی خشب سے مدینہ میں وعدہ پورا کرنے کی نیت سے آئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایفائے وعدہ سے انکار کر دیا تو بلوائیوں نے برہم ہو کر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔

محاصرہ کے بعد امیر المومنین کا سب سے خطاب:...... محاصرہ کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ جب یہ لوگ اور ان کے ساتھ اہل مدینہ بھی آ گئے تو اس وقت دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ عثمان نے گھر سے نکل کر فرمایا بیٹھ جاؤ، بلوائی اور غیر بلوائی بیٹھ گئے۔ آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اہل مدینہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تمہارا کسی اچھے شخص کو خلیفہ بنائے۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر سر اٹھا کر بولے۔

آپ کا خطاب:......

انشد کم باللّٰہ تعالیٰ ھل تعلمون انکم دعوتم اللّٰہ عند مصاب عمر رضی اللہ عنہ ابن یختار لکم ویجعلکم علی رضی اللہ عنہ

خیر کم اتقولون ان اللّٰہ لم یبال بمن علیٰ ھذا الدین ام تقولون ان الامۃ ولو امکابرۃ وعن غیر مشورۃ فو کلھم الی امرھم اولم یعلم عاقبۃ امری ثم انشد کم باللّٰہ ھل تعلمون لی من السوابق ما یجب حقہ فمھلاً فلا یحل الا قتل ثلاثۃ زانٍ بعد احصان و کافر بعد ایمان و قاتل بغیر حق اذا قتلتمونی وضعتم السیف علی رقابکم ثم لا یرفع اللّٰہ عنکم الا ختلاف ۔

(ترجمہ) میں تمھیں اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تمہیں یاد نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے وقت تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمھاری امارت کے لئے کسی کو منتخب کردے اور کسی بہترین ہستی کو تمہارا امیر بنائے۔ کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا نہیں قبول کی، یا کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا اس کو آزمائش میں نہیں ڈالا، یا کہو گے کہ امت نے بے ڈھنگ پن سے یا بغیر مشورہ کے سردار مقرر کیا اور اس نے اپنے کام کو بغیر انجام دیکھے اس کے حوالے کیا ہے۔ پھر میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تم لوگ میرے سابق الاسلام ہونے کو جانتے ہو اور اس کے حق کو بھی تم جانتے ہو۔ جانے دو درگزر کرو کیوں کہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے ایک زانی محصن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا پھر جب تم مجھے قتل کردو گے تو تلوار تم اپنی گردنوں پر رکھ لو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کبھی دور نہیں کرے گا۔

بلوائیوں کا جواب:......بلوائیوں نے جواب دیا کہ جو تم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد استخارہ کے بارے میں کہا ہے تو اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں کیا اچھا کیا۔ لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے۔ جس میں اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے۔ پہلے مسلمان ہونے کے حقوق ہیں اور آپ واقعی مستحق تھے۔ لیکن آپ نے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جس میں آپ کو ہم حق قائم کرنے کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ اور فتنہ وفساد برپا نہ ہو۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین ہی آدمیوں کا قتل کرنا چاہیے اس کے بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی کتاب میں سوائے ان تینوں کے اور لوگوں کو قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں۔ ان میں سے ان آدمیوں کو قتل کرنا جائز ہے جو دنیا میں باعث فساد ہوں یا باغی ہو یا حق اور سیدھے راستے کے مخالف ہوں آپ نے بیشک بغاوت کی اور ناحق کام کئے اور جو لوگ فساد کے باعث ہیں ان کے حمایتی بنے اور بلاشبہ آپ نے امرت کا زور اور دباؤ ڈالا اور بیشک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے آتے ہیں وہ تمہاری امارت کی وجہ سے لڑتے ہیں۔ لہٰذا اگر تم خلافت چھوڑ دو تو وہ لوگ مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔

امیر المومنین کی اہل حق کو جانے کی قسم:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے۔ اہل مدینہ اور بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کو واپس جانے کی اجازت دے کر واپس کیا، سوائے حسن بن علی رضی اللہ عنہ، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

پانی بند کر دیا گیا:......مصر کوفہ اور بصریٰ کے بلوائی چالیس دن تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں دن یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں ممالک اسلامیہ سے آرہی ہیں بلوائیوں نے محاصری میں سختی کردی۔ لوگوں کو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے سے روک دیا اور کھانا بند کر دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس کہلوا بھیجا کہ بلوائیوں نے میرا پانی بند کردیا ہے اگر تم مجھے پانی پہنچا سکتے ہو تو مجھے بھیج دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پانی کی اپیل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی:......حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اس دردناک خبر کو سنتے ہی صبح ہی صبح سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تمھارا یہ فعل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم لوگ اس شخص (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا کھانا اور پانی بند نہ کرو بلکہ شبہ رومی ایرانی بھی اپنے اپنے قیدیوں کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ بلوائیوں نے جواب دیا نہیں! واللہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب یہ سن کر واپس ہو گئے۔

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا پر بلوائیوں کا حملہ:.......اسکے بعد ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کچھ کھانے کی چیزیں لے کر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں۔ بلوائیوں نے روکا آپ نے فرمایا میں اس شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس اس نیت سے جارہی ہوں کہ بنی امیہ کی امانتیں اس کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال ضائع ہو جائے۔ بلوائی بولے کہ ہم آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہیں جانے دیں گے۔ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بات نہ سنی، خچر بڑھایا تو بلوائیوں نے خچر کے منہ پر مارا اور لگام کاٹ لی، خچر بھاگا اور ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا گرتے گرتے بچیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر لے آئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر اور اشتر کا فساد:.......❶ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی چھت پر آکر کھڑے ہوئے اپنے حقوق اور سابق اسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعضوں نے کہا جانے دو، اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درگزر کرو۔ اسی دوران اشتر آ گیا لوگوں کو پھر جمع کر کے سمجھایا اور دوبارہ مخالفت پر ابھارا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ:.......اس کے بعد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جانے کی غرض سے بلایا محمد بلوائیوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ اس لئے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کا تب وحی نے کہا کہ تم کو ام المومنین اپنے ساتھ لے جانے کے لئے بلاتی ہیں۔ تم ان کے ساتھ تو نہیں جارہے ہو بلکہ ذلیل اوباشوں کی اتباع کر رہے ہو جو تمھارے شایان شان نہیں ہے۔ بفرض محال اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغلوب ہو گئے تو تم بنو عبد مناف متولی و مسلط ہو جائیں گے۔ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا تو حضرت حنظلہ کوفہ چلے گئے۔

بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے دروازے بند اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ امیر المومنین کے دروازے پر:.......حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور تقریباً سب سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلوائیوں کی زیادتیوں کی داستانیں سن سن کر اپنے اپنے دروازے بند کر لئے نہ کسی سے ملتے تھے نہ باہر آتے تھے۔ ’’آل حرام‘‘ تھوڑے دنوں تک خفیہ طور سے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پانی پہنچاتے رہے۔ حضرت ابن عباس امیر المومنین کے دروازہ پر بلوائیوں سے مزاحمت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو امیر حج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ ابن عباس بولے مجھے بلوائیوں سے جہاد کرنا حج سے زیادہ پسند ہے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو قسم دے کر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ابن عباس امیر حج بن کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

بلوائیوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا عزم:.......بلوائیوں نے جب یہ دیکھا کہ حجاج، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مقرر کئے ہوئے امیر کے ساتھ حج کو جاتے ہیں۔ آس پاس سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی انہیں کا دم بھرتے آتے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر تل گئے اور ان کی شہادت کو اپنی خلاصی کا ذریعہ سمجھ کر سب نے یورش کر کے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔

---

❶ .....تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ایک روز امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کو جمع کیا اور چھت پر چڑھ کر اسلام علیکم کہا، بلوائیوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں سچ سچ کہو کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں صرف ایک کنواں رومہ تھا جس کو میں نے خرید کر وقف کیا تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف نہ ہو میں نے اس کو اپنی ملکیت قرار نہیں دیا تھا۔ دوسرے مسلمانوں کی طرح میں بھی اس کا پانی پیتا رہا۔ بلوائیوں نے جواب دیا ہاں یہ سچ ہے! امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر کیوں تم لوگ مجھے پانی نہیں دیتے۔ مجبوری کی وجہ سے میں تالاب کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں، بلوائیوں نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مسجد تنگ اور چھوٹی تھی۔ لوگوں کی گنجائش نہیں ہوتی تھی میں نے زمین خرید کر مسجد کا صحن بڑھایا ہے۔ بلوائی بولے ہاں یہ سچ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم بتا سکتے ہو مجھ سے پہلے بھی کسی شخص کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا؟ بلوائیوں نے جواب دیا نہیں! آپ نے ارشاد فرمایا پھر تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے (سے کیوں روکتے ہو؟) بلوائی خاموش رہے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے کہا تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ سچ کہنا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا۔ بلوائیوں کے دل پر اس کلام سے ایک اثر پیدا ہوا جس سے وہ لوگ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف دینے کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ مگر اس دوران اشتر آ گیا اور اس نے لوگوں کو دوبارہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکا دیا۔

بلوائیوں کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے لڑائی:......مگر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، مروان، حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور جو لوگ بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لڑکے ان کے ساتھ تھے بلوائیوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ لڑے اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹایا۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو لوگوں کو لڑنے سے منع فرما دیا اور قسم دے کر جدال وقتال سے روک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا۔

بلوائیوں کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر حملہ:......بلوائیوں نے دروازے میں آگ لگا دی دروازہ جل گیا اور اندر گھسے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ شروع کی تھی۔ چونکہ حاضرین مکان شریک نماز تھے کسی نے بھی بلوائیوں کو کسی فعل سے نہ روکا نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ چلے گئے اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن پڑھنے لگے جس وقت آیت، الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعو الکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل، پر پہنچے تو حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک اقرار لیا ہے، اور میں اس پر قائم ہوں یہ فرما کر ان لوگوں کو لڑنے سے روکا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی بلوائیوں سے جنگ اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:......حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اس پر بھی حسن بن علی رضی اللہ عنہ بلوائیوں سے لڑے مغیرہ رضی اللہ عنہ بن الاخنس ابن شریق بھی چند لوگوں کو لے کر بلوائیوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آئے، **یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار** (اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو) اور لڑنے لگے۔

بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں:......امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی لڑائی سے روکا اس کے بعد بلوائی مکان کے پیچھے سے جہاں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن الحرام کا مکان تھا سیڑھی لگا کر گھس آئے۔ ان لوگوں کو اسکی اطلاع تک نہیں ہوئی جو کہ حفاظت کے غرض سے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ایک بلوائی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور خلافت چھوڑ دینے کے بارے میں بحث کرنے لگا۔ آپ نے انکار کیا۔ یہ شخص واپس آیا دوسرا پھر تیسرا گیا اور ہر ایک خلافت چھوڑ دینے کے بارے میں گفتگو کرتا اور واپس آتا تھا۔

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:......اس دوران عبداللہ ابن سلام آئے انہوں نے بلوائیوں کو سمجھانا شروع کیا بلوائی لڑنے اور مارنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ ❶ جس کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر شرما کر چلے آئے ان کے بعد ان کمینوں کا ایک گروپ پہنچا ان میں سے ایک ❷ نے آپ پر تلوار چلائی۔ حضرت نائلہ بنت الفراضہ آپ کی بیوی نے اپنے ہاتھ سے روکا۔ ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ دوسرے نے وار کیا تو آپ کا خون ❸ قرآنِ کریم پر گرا اور پھر آپ شہید ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کی شہادت اور بلوائیوں کی لوٹ مار:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے غلاموں

---

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ واپس آتے ہوئے بلوائیوں میں سے سب کے بعد محمد بن ابی بکر امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوئے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس ہے تم اللہ تعالیٰ پر غصہ ظاہر کرتے ہو! کیا میں نے تمہارا کوئی حق لے لیا ہے؟ جو تم مجھ سے اس کے لینے کے لئے آئے ہو؟ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا لپک کر ان کی داڑھی پکڑ کر کہا اے عثل تجھے اللہ رسوا کرے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے میں عثل نہیں ہوں بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ ہوں اور امیر المومنین ہوں۔ محمد نے کہا کہوں! تم کو معاویہ رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں شخص نے نہ بچایا؟ اس بڑھاپے کی قدر کرتے اور وہ اس ڈاڑھی کو نہ پکڑتے، محمد نے کہا "بیشک اگر میرا باپ تم کو ایسے کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کاموں کو پسند نہ کرتا اور مجھ سے زیادہ سختی سے تمہاری ڈاڑھی پکڑتا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابلہ پر مدد چاہتا ہوں اور اسی سے اعانت کا طلب گار ہوں اس پر محمد بن ابی بکر شرما گئے ڈاڑھی چھوڑ کر چلے آئے۔ ❷......اس آدمی کا نام کنانہ بن بشر بن عتاب التجیبی تھا۔ یہ مصر کے چار فسادی گروہوں میں سے ایک کا سردار تھا۔ سب سے پہلے یہی تیل سے جلتی ہوئے مشعل لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھسا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی انگلیاں کاٹی تھیں۔ یہ شخص مصر میں ۳۸ھ میں ذلیل ورسوا ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن العاص کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچا۔ دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰-۴۱۴)۔ ❸......خون کا قطرہ مصحف کریم کی آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرا تھا یہ قرآن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کتب خانے میں تھا، اس کو مصحف امام سے تعبیر کیا جاتا ہے سنتے ہیں کہ زمانہ جنگ عظیم یورپ میں لندن کے میوزیم میں پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نے بلوائیوں سے مقابلہ کیا۔ غلاموں میں سے چند شہید ہو گئے۔ بلوائیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا عورتوں کے کپڑے زیوار تک چھین لئے اور پھر بیت المال کی طرف چلے گئے اور اس کو تباہ و برباد کر دیا بلوائیوں میں سے ایک نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر اتارنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے شور مچایا۔ ابن عدلیس نے کہا جانے دو، ان کے سر سے ہمیں سروکار نہیں ہے۔

حملہ آوروں کے نام:...... بیان کیا جاتا ❹ کہ جس شخص نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھا تھا وہ کنانہ بن بشیر تجیبی تھا اور اسی نے تلوار چلائی تھی۔ عمرو بن حمق نے نیزہ کے چند زخم پہنچائے تھے۔ عمیر بن ضابی نے ٹھوکریں ماریں تھیں جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئیں تھیں، وہ ٹھوکریں لگاتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ کیوں تم نے ہی میرے باپ کو قید کیا تھا۔ جو بیچارہ قید ہی میں مر گیا تھا۔

تاریخ شہادت اور تدفین:...... امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اٹھارویں ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ کو ہوئی۔ تین دن تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ حکیم ابن حرام اور جبیر بن معطم حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس گئے۔ آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی۔ رات کے وقت مغرب وعشاء کے درمیان جنازہ لے کر نکلے۔ جنازہ کے ساتھ حضرت زبیر، حضرت حسن، ابوجہم بن حزیفہ مروان وغیرہ تھے۔ جنت البقیع کے باہر حش کوکب میں دفن کیا۔ حضرت جبیر بن مطعم نے نماز پڑھائی۔ لیکن بعض مؤرخین کا قول ہے کہ مروان نے اور بعض کہتے ہیں حکیم ابن حرام نے پڑھائی تھی۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں میں سے چند لوگوں نے دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی مزاحمت کی تھی۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے روکا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت اور کعب بن مالک بھی جنازہ میں شریک تھے۔ اور بغیر غسل کے انہیں کپڑوں کے ساتھ دفن کیا گیا جو پہنے ہوئے تھے۔

گورنروں کی تفصیل:...... شہادت کے وقت ممالک اسلامیہ میں گورنر اس ترتیب سے تھے۔ کہ یمن میں عبداللہ بن الحضرمی (۲) طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی (۳) صنعاء میں یعلی رضی اللہ عنہ بن منیہ (۴) جند میں عبداللہ بن ربعیہ (۵) بصریٰ میں عبداللہ ابن عامر (۶) شام میں معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان (۷) حمص میں عبدالرحمٰن بن خالد (۸) قنسرین میں حبیب بن مسلمہ (۹) اردن میں ابوالاعور سلمی (۱۰) بحرین میں عبداللہ بن قیس فرازی حامل تھے۔ فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب علقمہ بن حکیم کندی مامور تھا۔ عہدہ قضاء پر عبدالدرداء تھے۔ کوفہ میں امامت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری کرتے تھے۔ میدان جنگ کے افسری قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں تھی۔ سواد کے محکمہ مال پر جابر معزنی اور سماک انصاری مقرر تھے (۱۱) قرقیساء پر جریر بن عبداللہ (۱۲) آزربائیجان میں اشعث بن قیس (۱۳) حلوان میں عتبہ بن نہاش (۱۴) اصفہان میں سایب بن اقرع (۱۵) سبدان میں خنیس گورنر تھے۔ مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قضاء پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔

فتوحات عثمانی پر ایک سرسری نظر:...... امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا دورہ خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ آٹھ دن کم بارہ سال رہا ہے۔ اس زمانہ میں جتنی فتوحات نازل ہوئیں وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ حضرت ذی النورین نے اس کے فرو کرنے اور دوبارہ ان کو فتوحات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی۔ جیسا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر کے دور خلافت میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی۔

ہمدان، رے، اسکندریہ اور آذربائیجان کی بغاوت:...... ہمدان نے بدعہدی کی جس کو دوبارہ مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے فتح کیا اہل رے بغاوت کرنے

❹...... (مترجم) محمد بن ابی بکر کے واپس آنے کے بعد تقیرہ، سودان بن حمران اور غافقی اور امیر المومنین کے پاس گئے۔ گافقی نے لوہے سے مارا قرآن شریف کو ایک لات ماری آپ کے گود سے گر گیا پھر سودان نے تلوار چلائی نائلہ نے ہاتھ سے روکا انگلیاں کٹ گئیں اس کے بعد کنانہ نے وار کیا جس سے آپ شہید ہوئے۔ اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چند غلام آئے ان میں سے ایک نے سودان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ قتیر نے اس غلام کو مار ڈالا جب گھر کی طرف واپس ہوئے تو دوسرے غلام نے قتیر کو مار ڈالا پھر بلوائیوں کا ہجوم ہو گیا مال واسباب لوٹنے لگے۔ کلثون تجیبی نے نائلہ زوجہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چادر چھین لی ایک غلام نے پہنچ کر کلثوم کو ایک وار سے صاف کر دیا۔ مال واسباب لوٹ لینے کے بعد عمرو بن الحمق نے آپ کے سینہ پر نو نیزے مار کر کہا ان میں سے تین نیزہ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ میرے دل میں اس کی طرف سے غبار تھا پھر بلوائیوں میں سے کسی نے سر کاٹنے کا قصہ کیا حضرت نائلہ ام المومنین چلا کر لاش پر گر پڑیں ابن عدلیس نے کہا جانے دو، سر نہ کاٹو اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں۔

لگے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اشعری اور براء بن عازب نے اس کو ختم کیا اسکندریہ والوں نے مخالفت کی جس کی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص رضی اللہ عنہ کی کوششوں نے ختم کیا۔ آذربائیجان کو ولید بن عقبہ نے دوبارہ زیر اور صلح کرنے پر مجبور کیا۔ انہیں واقعات کے دوران آذربائیجان کے اردگرد کے اور مقامات بھی فتح ہوئے۔

آرمینیہ کا زرون در سفند کی فتح:......ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ نے آرمینیا پر فوج کشی کی، بے مثال مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو شہر کا زرون پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے لڑے بغیر فتح کیا اور اس مقام سے انہوں نے حرم بن حیان کو در سفند کی طرف بھیجا جو بہت جلد باآسانی تمام فتح ہو گیا۔

افریقہ کی فتح:......دوسری وہ فتوحات ملکی ہیں جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے خلافت میں حاصل ہوئیں اور اس سے پہلے وہ ممالک اسلامی حکومت کے دائرہ میں نہ تھے۔ ان میں سے افریقہ ہے جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور مال غنیمت کا خمس الخمس مرحمت فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم قیصر روم کی جانب سے جرجیر نامی ایک شخص تھا جس کی حکومت طرابلس سے حدود طنجہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ چالیس جنگوں کے بعد عبداللہ نے اس کو فتح کیا۔ افریقہ کی فتح کے بعد عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع عبدقیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا۔ کفار سے لڑائی ہوئی بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اندلس کی حکومت پر عبداللہ بن نافع بن الحصین کو مرحمت فرمائی۔ اس وقت سے سرزمین مغرب میں اسلام کا جھنڈا گاڑ اگیا۔

قبرس اور ذودوس کی فتح:......جزیرہ قبرس اور جزیرہ ذودوس انہی کے عہد خلافت میں پچاس جنگوں کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن سفیان کی بہترین کوششوں سے فتح ہوا۔

فارس، خراسان کابل ہرات طالقان فاریاب وغیرہ:......فارس وخراسان کا زور انہی کے زمانہ میں ٹوٹا۔ یزدجرد کی زندگی کا خاتمہ انہیں کے دور خلافت میں ہوا۔ کابل، زابلستان، ہرات، طالقان، فاریاب، طبرستان کے میناروں پر انہی کے زمانہ خلافت میں اسلامی جھنڈا لہرایا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خطرناک واقعات میں ثابت قدمی:......ان کے دور خلافت کی ابتداء میں بعض ایسے خطرناک واقعات بھی پیش آئے تھے کہ جس سے ان کی ثابت قدمی اور انتظام کا کافی ثبوت ملتا ہے اور اس کو ان کی حکمت عملی وتدبیر نے کامیابی کے ساتھ رفع دفع کیا۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ۳ھ خلافت میں فارس کے سرداروں کی تبدیلی سے ایرانیوں نے سازش کر کے مقام اصطخر میں بڑی فوج جمع کی اور عبداللہ بن عامر گورنر کو قتل کر ڈالا تھا۔ لشکر اسلام شکست کھا کر میدان سے بھاگے۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو لشکر بصریٰ کے ساتھ اور عمان روانہ کیا جنہوں نے انتہائی مردانگی سے ایرانیوں کو ایسا تباہ وبرباد کیا کہ پھر ان کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا۔

قسطنطین کے عظیم لشکر سے جنگ اور فتح:......دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا قسطنطین قیصر روم کی غیرت و حمیت جوش میں آ گئی عظیم لشکر ترتیب دے کر دریا کے راستے لشکر اسلام نے مقابلہ کے لئے کوچ کیا۔ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام سے اور عبداللہ بن سعد کو مصر سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ خطرناک اور سخت وخونریز لڑائی کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی۔ رومی لشکر کا زیادہ حصہ لڑائی میں مارا گیا اس کے بعد رومیوں میں نزاع پیدا ہو گیا اور قسطنطین کو مار دیا گیا اور وعدہ ''ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ'' ظہور پذیر ہوا۔

نسب، کنیت، حلیہ:......امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین، قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے ماں اور باپ دونوں قریشی تھے۔ ان کا باپ کا نام عفان تھا، عفان کا لڑکا تھا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا تھا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ امیہ اکبر کا، امیہ اکبر عبدشمس کا عبدمنا بن قصی کا، عبدمناف بن قصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کا دادا تھا ان کی ماں کا نام اروی بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف تھا یہ بیضاء ام حکیم بنت عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں اور برادر زادہ (بھتیجے) ہوتے ہیں ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور ہمشیرہ بھانجے ہوتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابوعمر رضی اللہ عنہ تھی جب اللہ جل شانہ نے ان کو مشرف با اسلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحب زادی حضرت

رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر دیا تو ان کے بطن سے عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تب انہوں نے اپنی کنیت ابوعبداللہ کر دی۔ اسلام لانے کے بعد اکثر لوگ ان کو ابوعبداللہ کہا کرتے تھے اور ایسے لوگ کم تھے جو ان کو ابوعمرو رضی اللہ عنہ کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں۔ قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ بہت چھوٹا درمیانہ قامت، خوشرو، چہرہ پر کسی چیچک کے دانوں کے آثار بازو چوڑے، پنڈلیاں گوشت سے بھری۔ داڑھی بڑی، سر میں بال زیادہ، رنگ گندمی تھا، بالوں کو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

ولادت، اسلام، ہجرت:...... یوں تو ان کے زمانہ پیدائش میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ عام الفیل ❶ کے چھٹے سال پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچ کر اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق پڑھنا لکھنا سیکھا۔ کچھ دنوں اونٹ چرانے کی بھی خدمت سرانجام دیں جو عرب کا قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکر صدیق کی۔

ترغیب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لائے، بہت پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک دن پہلے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب وصدیق اکبر وام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد مسلمان ہوئے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قدیم الاسلام وار ارقم میں رسول اللہ کے جانے سے پہلے اسلام لائے خود حضرت ذوالنورین اکثر فرمایا کرتے تھے میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔ میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا چوتھا عدد پورا فرمایا۔

صاحب الہجرتین:...... دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام اسلام کے بعد یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی ریاض میں بروایت انس لکھا ہے۔

قال اول من هاجر الى الارض الحبشة عثمان رضی اللہ عنہ خرج معه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فابطاء على رضی اللہ عنہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خيرها فجعل يتوكف فقدمت امراة من قريش من ارض الحبشة فسالها فقالت رايتها فقال على اى حال رايتها قالت رايتها وقد حملها على رضی اللہ عنہ حمار من هذه السواب وهو يسوقها فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم صحبها الله الكان عثمان رضی اللہ عنہ لاول من هاجر الى الله عزوجل بعد لوط.

ترجمہ:...... حضرت انس نے فرمایا پہلے جس نے ارضہ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بھی تھیں ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر کچھ عرصہ تک معلوم نہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار فرما رہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی۔ آپ نے اس سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا عورت نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ فرمایا کس حالت میں ان کو تو نے دیکھا ہے، جواب دیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی ایک جانور پر سوار تھیں اور عثمان رضی اللہ عنہ اس کو ہانکتے جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عزوجل کے لئے ہجرت کی۔

حاکم کی روایت:...... حاکم نے بروایت حضرت عبدالرحمٰن بن اسحاق عن ابیہ عن سعد نے اس قصہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ **يا بكر انها الاول من هاجر بعد لوط و ابراهيم** (اے ابوبکر سب سے پہلے انہیں دونے بعد لوط علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے ہجرت کی ہے) اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف کی جس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اس کے بعد ہی ذوالنورین بھی مدینہ ہجرت کر کے آئے

ذوالنورین کا لقب:...... ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ وکلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگر آپ کے نکاح میں آئی تھیں۔

اخرج الحاكم عن هريره ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لقى عثمان رضی اللہ عنہ وهو مغموم فقال ما حالك يا عثمان رضی اللہ عنہ فقال

❶...... وہ سال جب ابرہہ ہاتھیوں کی فوج لے کر نعوذ باللہ خانہ کعبہ کو ڈھانے آیا تھا۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔

بابی انت وامی وھل دخل علی رضی اللہ عنہ توفیت بنت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وانقطع الصھر فی مابینی وبینك والیلا بد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقول ذالك یا عثمان رضی اللہ عنہ وھذا جبرائیل یا صرفی من امر اللّٰہ عز جل ان ازوجك اختھا کلثوم علی رضی اللہ عنہ شل صدقھا علی مثل عدتھا فزوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ:......حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غم ردہ تھے ۔آپ نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ کیا حال ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کہ کسی پر اور بھی صدمہ ایسا گزرا ہے جو مجھ پر گزرا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی انتقال کر گئی اور سسرالی رشتہ ہمیشہ کے لئے میرے اور آپ کے درمیان منقطع ہو گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ تم یہ کیا کہتے ہو اور جبرائیل مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہنچاتے ہیں کہ میں اس کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمھارے ساتھ کردوں۔لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک اور اعزاز:......پھر جو حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر میری اور لڑکی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔حضرت ریاض بن علی ابن ابی طال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتی تو میں یکے بعد دیگر عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کرتا جاتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔یہ ایک ایسی شرافت وعظمت ہے جو سوائے ان کے اور کسی کو نصیب نہ ہوئی ازالۃ الخفاء میں بحوالہ ریاض لکھا ہے۔ قیل فی اجہ التسمیہ بذی النورین کان لہ سخاء قبل اسلام و سخاء بعدہ ۔ترجمہ ۔بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین کی دو سخاوتیں تھیں۔ایک سخاوت قبل اسلام ایک سخاوت بعد از اں اسلام اس کو صاحب ازالہ نے قیل کر کے بیان کیا ہے جو قول کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے صحیح وہی ہے جو ہم او پر لکھ آئے ہیں۔

خصائص اوصاف قبل از اسلام:......حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقعہ ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے اسلام سے پہلے بھی یہ اکثر جاہلیت کی رسم ورواج سے پرہیز کرتے رہے۔ان میں سے یہ ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اپنے او پر شراب حرام کر لی تھی ،زنا کبھی نہیں کیا،الا ستعیاب فی ترحمۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ کان قدحر م الخمر فی الجاھلیۃ ھو عثمان ۔استعاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ بیشک زمانہ جاہلیت میں میں نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شراب حرام کر لی تھی۔ وفی الریاض عنہ انہ قال مازینت فی الجاھلیۃ والا سلام ولا سرقت اور ریاض میں ان سے روایت کی گئی ہے کہ بیشک انہوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت میں اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ چوری کی ہے۔ یہ بات صحیح روایت سے بھی ثابت ہو گئی ہے کیوں کہ زمانہ محاصرہ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا۔ وما زینت فی الجاھلیۃ والاسلام قط۔اور نہ میں نے جاہلیت میں اور نہ کبھی اسلام میں زنا کیا۔اور بلوائیوں میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

فیاضی سیر چشمی اور اولوالعزمی:......زمانہ جاہلیت میں اور اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالداری قیش میں ایسی نہ تھی جس سے بلا امتیاز ہر چھوٹا بڑا غنی وفقیر مستفید نہ ہوا ہو۔زمانہ جاہلیت کی ان کی فیاضیاں یا صدقات وخیرات کا لکھنا فضول ہے اور تجسس سے بمشکل اس کا پتہ چلے گا لیکن اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جو فیاضی اور مہربانی کی وہ ان کی سخاوت وثروت ودریا دلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

حج میں فیاضی:......طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اپنے زمانہ جاہلیت میں ہر سال حج کرنے جاتے تھے۔اور مقام منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھا لیتے تھے واپس اپنے خیمہ میں نہ آتے تھے۔ بیت المال سے اس کھانے کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ اپنی جیب خاص سے خرچ فرماتے تھے۔

جیش العسرۃ میں کارکردگی:......جیس العسرۃ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑی اولوالعزمی اور دریا دلی سے کام لیا تھا تقریباً پورے لشکر کے لئے ساز وسامان مہیا کیا تھا اس کو خود ذی النورین نے بزمانہ محاصرہ اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جس کو حاضرین نے تسلیم کیا تھا۔

ان رسول اللہ ﷺ نظر فی وجوہ القوم فقال من یجھز ھو لاء غفرلہ یعنی جیش العسرۃ فجز تھم حتی لم یفقد واعقالا ولا حطا ما قالو انعم۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون شخص مجاہدوں کو ساز وسامان مہیا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا۔ (یعنی جیش العسرۃ کا) پس میں نے سارا سامان مہیا کر دیا، ایک رسی اور مہار کی بھی ضرورت نہ ہوئی بلوائیوں نے کہا ہاں۔

عبدالرحمٰن بن خباب کی زبانی واقعہ کی تفصیل:.....حضرت عبدالرحمٰن بن خباب نے اس قصہ میں اتنا مزید بیان کیا ہے کہ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر سے اترتے ہوئے دیکھا وہ فرمارہے تھے، ماعلی عثمان رضی اللہ عنہ مافعل بعد ہذہ ماعلی عثمان رضی اللہ عنہ مافعل بعد ہذہ۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو کریں گے وہ سب معاف ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے بعد جو کریں گے وہ سب معاف ہے۔

ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور عبداللہ بن سمرہ نے اس قصہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **ما ضر عثمان** رضی اللہ عنہ **ما عمل بعد الیوم مرتین** (آج کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہنچائے گا) دومرتبہ فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں کارکردگی:.....غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ اور بڑے صحابہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ذوالنورین نے اپنی عالی ہمتی اور بے مثل فیاضی سے اس کو دور کیا۔ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تھے۔ جو تنگی اور پانی وکھانے کی تکلیف اس میں ہوئی کہ اس سے پہلے اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ذوالنورین کو جب یہ معلوم ہوا تو و اتنا غلہ روٹیاں اور کھانے پینے کی چیزیں خرید کر اونٹوں پر لاد کر لائے جو مجاہدین غزوہ تبوک کے لئے کافی ہو گیا۔ رسول اللہ نے دور سے دیکھ کر فرمایا۔ ہذا قد جاءکم بخیر۔ ذی النورین نے کھانا لاکر سامنے رکھا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے پیٹ بھر کر تناول فرمایا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ارشاد کیا **اللّٰھم انی قد رضیت عن عثمان** رضی اللہ عنہ **فارض عنہ ثلث مرات**۔ اے اللہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خوش ہو گیا ہوں اور تو بھی اس سے راضی ہو جا، تین مرتبہ فرمایا۔ پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا **یا ایھاالناس ادعو العثمان** رضی اللہ عنہ **فد عالہ الناس جمیعا مجتمد ین و نبینھم**۔

اہل بیت نبی کی دیکھ بھال:.....ذی النورین کی بے شمار خوبیوں میں سے یہ بھی تھا کہ جب کبھی نبی کریم ﷺ کے گھر والوں کو کسی قسم کی ضرورت پیش آتی اور اس کی اطلاع ذی النورین کو ہو جاتی تو اس کو دور کرنے میں نہایت انتہائی کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چار دن تک اہل بیت ﷺ کو کھانا نہ ملا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تم کو کچھ کھانے کو ملا ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سن کر خاموش ہو گئے پھر وضو کر کے مسجد میں نفل پڑھنے لگے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے۔ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آ گئے اور اجازت طلب کی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آنے کی اجازت نہ دوں پھر یہ خیال کر کے کہ یہ دولت مند صحابہ ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ہم کو نیکی پہنچانے کا ارادہ کیا ہو۔ میں نے اجازت دے دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا کہ اے صاحب زادے چار دن سے اہل بیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نے رو کر کہا تف ہے دنیا پر، پھر کہا اے ام المومنین آپ کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ آپ پر ایسے حادثات گزریں اور آپ نہ تو مجھ سے ذکر کریں اور نہ عبدالرحمٰن بن عوف اور ثابت بن قیس جیسے لوگوں سے؟ ذی النورین یہ کہہ کر واپس گئے اور کئی اونٹ آٹا، گیہوں کھجوریں اور ایک مسلم بکرا اور سودرہم لاکر پیش کیا۔ پھر کہا دیر سے تیار ہو گا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں۔ چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی رکھ دو۔ پھر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسم دی کے آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور اطلاع کیجئے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے دریافت فرمایا، عائشہ رضی اللہ عنہا اہل اصبتم بعدی شیا (اے عائشہ! میرے بعد تم کو کچھ ملا) میں نے عرض کی اے رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو گئے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو کبھی رد نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے استفسار کیا کیا ملا؟ میں عرض کی آٹا، گیہوں اتنی کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئیں۔ اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور یک مسلم بکرا اور روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت، آپ نے

دریافت کیا کس نے دیا؟ گزارش کی کہ حضرت عثمان بن عفان نے وہ مجھے قسم دلا گئے ہیں کہ آئندہ جب ایسا موقع آئے تو مجھے اطلاع دینا۔

رسول اکرم ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کا اعلان:......رسول اللہ ﷺ یہ سن کر بیٹھے نہیں، مسجد چلے گئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اللھم انی قدر ضیت عن عثمان فارضی عنه اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارضی عنه (اے اللہ تعالیٰ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوگیا تو بھی راضی ہوجا) علاوہ ان اوقات کے دوسرے وقتوں میں بھی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بکثرت دعائیں کئیں ہیں ریاض میں بروایت ابوسعید خدری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع سے تا طلوع فجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے حق میں دعا فرمارہے تھے۔ اللھم انی رضت عن عثمان رضی اللہ عنہ فارض عنه:

آنحضرت ﷺ کا خطبہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:......جابر بن عطیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا۔

غفر اللّٰہ لك یا عثمان رضی اللہ عنہ ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفیت وما ابدریت وما هو کا ین الی یوم القیامة اخرجه البغوی فی معجمه

ترجمہ:......اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کرے گا۔ اور جو تو نے چھپا کر کیا ہے اور جو تو نے ظاہر کیا ہے اور جو تو نے چھپایا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے۔ بغوی نے اپنے معجم میں اس کی روایت کی ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع وتعمیر:......مسجد نبوی کو بڑھانے اور اس کی چھت ڈلوانے والے بھی ذی النورین ہیں۔ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی سے مسجد بنائی گئی تھی جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے نام کافی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ایک روز خطبہ دیا بیان فرمایا کہ جو شخص فلاں فلاں لوگوں کے مکانات خرید کر ہماری مسجد میں شامل کردے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کردے گا۔ ذی النورین نے اجازت حاصل کر کے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار رپیوں میں خرید کر مسجد میں شامل کردای۔

مسجد کا صحن پختہ کرانا:......رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور صحن کچا تھا بارش کے دنوں میں جب مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش بند ہوجانے کے بعد بھی مسجد نبوی میں ایک دو دن تک بارش ہوتی رہتی تھی۔ نمازیو کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ عہد خلافت فاروقی میں حضرت ذی النورین نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مسجد کی چھت وصحن پختہ کرنے کی گفتگو کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بیت المال، مجاہدوں اور غازیان اسلام کے خرچ کے لئے ہے نہ کہ مسجد کی چھت والی کرنے اور صحن کو پختہ بنانے کے لئے ہے۔ جس حالت میں مسجد نبوی رسول اللہ ﷺ اور ان کے بعد حضرت ابوبکر کے زمانہ میں تھی اسی حالت میں اس کو رکھوں گا اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا زیادہ خیال ہے تو اپنے صرف سے بنادو۔ ذی النورین ادب کے خیال سے خاموش رہے جب ان کا دور خلافت آیا تو خالف اپنے خرچ سے مسجد نبوی کی چھت اور صحن اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

رومۃ نامی کنواں:......رسول اللہ ﷺ کے عہد فیض مہد میں مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین کے شمال کی طرف میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیر رومۃ کہتے تھے۔ ایک یہودی اس کا مالک تھا۔ مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو پانی حاصل کر سکتے تھے وہ میٹھا پانی استعمال کرتے تھے اور جو غریب صحابہ تھے ان کا گزر کھارے پانی پر ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا ذی النورین نے پینتیس ہزار میں خرید کر وقف کردیا۔

قال عثمان رضی اللہ عنہ فی خطبة الیوم الدار ذکر کم باالله تعالیٰ هل تعلمون رومة لم یکن یشرب منها احد الا بمثن فا بتعتها فجعلتها للغنی و الفقیر و ابن اسبیل قالو اللھم نعم وروی ذلك عنه الا حنف قیس و ابو سلمة و ابو عبدالرحمن وغیرهم.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم الدار محاصرہ کے دن اپنے خطبہ میں کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص

بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا۔ میں نے اس کو خرید کر کے غنی، فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا ان لوگوں نے کہا ہاں۔ اور روایت کی ہے کہ اس کی ان سے حضرت احنف بن قیس اور ابو سلمہ وابون حضرت عبدالرحمٰن قیس وغیرہ نے۔

صدقہ:..... ان فیاضیوں اور فراخ دلی کے علاوہ جن کو ہم نمونے کے طور سے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی النورین کا ہاتھ کھلا ہوا تھا تاریخ اور سیرت کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ذی النورین کو جو مرتبہ عالیہ صدقہ میں حاصل ہوا تھا کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔

عن ابن عباس قال قحط الناس فی زمان ابی بکر فقال ابو بکر لا تمسون حتی یفرج اللہ عنکم فلما کان من الغد جاء البشیر الیہ قال قدمت لعثمان رضی اللہ عنہ الف راحلۃ براو طعنا ما قال فقد التجار علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ فقرعوا الیہ الباب فخرج الیھم و علیہ خاف بین طرفیھا علیٰ عا نقیہ فقالھم ما تریدون قالو اقد بلغنا انہ قدم لك الف راحلتہ براو طعاما بعنا حتی نوسع بہ علی فقراء المدینۃ فقال لھم عثمان رضی اللہ عنہ ادخلو افد خلو فاذا الف وقر قدصب جی دار عثمان رضی اللہ عنہ فقال لھم کم تربحونی علی شرالی من الشام فقالو العشرۃ اثنی عشر قال زادونی قالو االعشرۃ اربعۃ عشر قال زادونی قالو من زادك ونحن تجار المدینۃ قال زادونی بکل درھم عشرۃ عند کم زیادۃ قالو لا قال فا شھد کم معشر النجار اجھا صدقہ علی فقراء المدینۃ.

ابن عباس سے روایت انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط آیا۔ ابو بکر نے کہا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کرے گا، جب کل ہوئی تو ایک قاصد آپ کے پاس آیا، اس نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آیا ہے۔ صبح کو تجار عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دستک دی۔ عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کناری مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ تجار سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے۔ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار گیہوں اور کھانا تمہارا آیا ہے۔ تم اس کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تا کہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو حضرت عثمان نے ان لوگوں کو اندر بلایا۔ جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا ایک ہزار ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم مجھے شام کی خریداری پر کتنا نفع دو گے ان لوگوں نے کہا، دس کے بارہ، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو۔ ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تجار مدینہ میں ہیں اس سے زیادہ تم کو کوئی نہ دے گا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم مجھے ایک درہم پر دس نفع کے دو گے ان لوگوں نے کہا نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دہ، تجار تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو سارا غلہ دے دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خواب:..... عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار نورانی لباس پہنے ہوئے جلدی کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے بڑھ کر گزارش کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے آپ کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جانے کی جلدی ہے کیوں کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دلہن کے ساتھ ان کا نکاح کیا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں جا رہا ہوں۔ اللہ اکبر کیا شان تھی اللہ تعالیٰ نے جیسا ذی النورین کو مال دار بنایا تھا ویسا ہی ان کو فیاض فراخ دل اور دریا دل بھی کیا تھا۔ خط اور اس قدر فیاضی کے مدینہ کے تاجر دس کے بدلے پندرہ دیں اور ذی النورین اس نفع کو قبول نہ کریں اور فقراء مدینہ کو دے دیں۔

غلاموں کی آزادی:..... ذی النورین کے عتاق کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے اسلام لائے تھے ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتے تھے اگر ایک جمعہ غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آتی تھی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

فی الریاض عن عثمان رضی اللہ عنہ قال ما اتت جمعۃ الا ولنا عتیق رقبہ اسلمت الا ان لا اجد تلك الجمعۃ فا

جمعها فی الجمعة الثانية

ریاض میں براوایت عثمان رضی اللہ عنہ آیا ہے، انہوں نے کہا کہ جب سے میں مسلمان ہوا کوئی ایسا جمعہ نہیں آیا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہوا۔ اگر اس جمعہ میں اتفاق غلام آزاد کرنے کا نہ ہوتو میں دوسرے جمعے میں دوغلام آزاد کرتا تھا۔

زمانہ محاصرہ میں بھی ذی النورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو سفر شام سے آئے ہوئے تھے۔

سادگی وتواضع:......ذی النورین کے مزاج میں باوجود ثروت دولت کے سادگی تھی شرجیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین اپنے مہمانوں کونفیس کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور جوشہد اور زیتون کا تیل اکثر کھلایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی محض بھنے ہوئے گوشت اور سرکا پر گزارا کرلیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن شداد کہتے ہیں میں نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن خود ان کے زمانہ خلافت میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان کو کپڑا چار درہم یا زیادہ سے زیادہ پانچ درہم کی قیمت کا تھا۔ درہم تقریباً ایک سوتین کا ہوتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چادر اور جوتی:......ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چادر کیسی تھی۔ جواب دیا فتری تھی۔ استفسار کیا۔ اسکی قیمت کیا تھی۔ بولے آٹھ درہم، پھر دریافت کیا قمیص کیسا تھا۔ فرمایا سہلانی، پھر کہا قیمت کیا تھی۔ ارشاد آٹھ درہم پھر کہا ان کی جوتیاں کیسی تھیں فرمایا بیچ میں کٹی ہوئی باریک تسمہ دار تھی۔

مسجد میں فرش پر سونا:......ریاض میں بروایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، مسجد نبوی میں سر کے نیچے ایک چادر رکھے ہوئے سور ہے تھے لوگ باری باری آتے تھے اور وہ اٹھکر بیٹھ جاتے تھے جب وہ چلے جاتے تھے تو پھر لیٹ جاتے تھے جب پھر کوئی آجاتا تھا تو اٹھکر بیٹھ جاتے تھے اور اس کو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے۔

کمر پر کنکریوں کے نشانات:......ریاض ہی میں یہ روایت بھی آئی ہے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زمانے خلافت میں اکثر دوپہر کو مسجد نبوی میں قیلولہ کیا کرتے تھے جب اٹھتے تھے تو کندھے پر سنگریزے کے نشانات نمایاں رہتے تھے۔ ابی الفرات کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا اس سے آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے۔ غلام نے ذی النورین کے کہنے کے مطابق کان پکڑ لئے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، اشدد یا حبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الاخرۃ (زور سے کان پکڑ، دینا کا قصاص اچھا ہے نہ کہ قصاص آخرت کا)۔

احیاء علوم وجمع قرآن:......ذی النورین کے علوم کو زندہ کرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا جمع کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شامل ہوگئے۔ شائع کیا اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مصحف قرآن شریف کے جمع کرنے کی نسبت لوگوں کے خیالات مختلف ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ دور خلافت اولیٰ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے سے جمع کیا گیا۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جمع کرا کے بعض ممالک اسلامیہ میں بھجوایا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ مبارک میں جمع اور حفظ کر لیا تھا۔

فی الريض من حديث ابی سور الفهمی عن عثمان رضی اللہ عنہ ولقد جمعت قرآن علی رضی اللہ عنہ عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

ریاض میں ابوسور فہمی کی حدیث میں روایت عثمان رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ بیشک میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع کرلیا تھا۔

وہی قرآن دور خلافت اولیٰ وثانیہ میں نقل ہو کر اردگرد ممالک اسلامیہ میں بھیجا۔ لیکن اس اہتمام وکثرت سے نہیں نقل کرایا گیا کہ دوسرے مصاحف کا وجود نہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے پاس غیر مرتب قرآن بھی زمانہ خلافت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں باقی رہ گیا تھا جس کو اپنی سمجھ کے مطابق لوگوں نے تفسیر وفوائد کے اضافوں کے ساتھ مرتب کر رکھا تھا۔ پھر جب ذی النورین کا دور خلافت آیا تو انہوں نے انتہائی کوشش واہتمام سے قرآن کو نقل کرا کے ترتیب دیا۔ اور اس کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے قرآن مجید سے مقابلہ کرا کے تمام اسلامی ملکوں میں بھجوایا۔ تا کہ اسی جمع و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عمل درآمد ہوا اور اس طریقے سے امت مرحوم کا تفرقہ جو آئندہ ہونے والا تھا زائل کر دیا۔ اگر ذی النورین قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام نہ کرتے تو دوسرے امتوں کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا۔ قیامت تک زائل نہ ہوسکتا۔ اسلام

اور مسلمانوں پر ذی النورین کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا ہے۔

اخرج البخاری عن انس بن مالك ان حذيفة بن اليمان قدم علیٰ عثمان رضی اللہ عنہ بغاز یا هل الشام فی فتح ارمینیة واذر بیئجان مع اهل العراق فزاع حدیفه اختلافهم فی الصراة فقال حذیفه لعثمان رضی اللہ عنہ یا امیر المومنین ادرك هذه ال مة قبل ان تختلفوا فی الكتاب اختلاف الیهود و النصاریٰ فارسل عثمان رضی الله عنه حذیفه الیٰ حذیفه ارسلیٰ الینا با لمصحف ننسخها فی للصاحف ثم نردها الیك فارسلت بها حذیفه الیٰ عثمان رضی اللہ عنہ فاهر زید بن ثابت وسعید بن العاص رضی اللہ عنہ و عبد الرحمن بن بن الحارث بن هشام فنسخو ها فی المصاحف وقال عثمان رضی اللہ عنہ لرهط لقریش الثلثلة اذا اختلفهم انتم وزید بن ثابت فی شئی من القرآن فاكتبوه بلسان قریش فانما نزل بلسانهم فضعلوا حتی نسخو المصحف الی حفصه وارسل الی كل افق مما نسخو اوامر بسواه من القرآن فی كل صحیفه اور مصحف ان یحرق.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہ اہل شام کے ساتھ آرمینیہ اور آذر بائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد کر رہے تھے۔ حضرت حذیفہ نے اختلاف قرات سے پریشان ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اس امت کی خبر لیجئے۔ اس سے پہلے کہ مسلمان کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کریں لہٰذا عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ تم مصحف ہمارے پاس بھیج دو ہم اس کی نقل کرا کے پھر اس کے پاس واپس بھیج دیں گے۔ چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کو نقل کرنے پر متعین کیا ان لوگوں نے اس نقل کی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں فریقوں سے کہا تھا جب تم اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف ہو تو اس کو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن ان ہی کے محاورہ میں اترا ہے۔ پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ متعدد نسخے لکھے اور نقل کئے گئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مصحف کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس کر دیا اور مصحف کو تمام ممالک اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس قرآن کے اور صحفیہ اور مصحف کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

قرآن کی تعلیم:...... اس کے علاوہ خود ذی النورین لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ قراء تابعین کا ایک گروہ آپ سے فیضیاب ہوا۔ جن کا سلسلہ قرات اس وقت تک باقی ہے، نماز میں بڑی بڑی سورتیں اس وجہ سے پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو قرآن کی قرات کا صحیح اندازہ معلوم ہو جائے۔ حضرت مالک روایت کرتے ہیں کہ قرافضہ بن عمیر الحنفی کہتے ہیں کہ سورۃ یوسف کی قرأت میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین ان لوگوں میں جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مقرر تھے اس کے بعد جو شخص ہوا اس نے ان پر اعتماد کیا۔ سورتوں اور قرآن کی آیتوں کے نزول اور اس کی تفسیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

سیاست:...... سیرت کی کتابیں دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو سیاسی امور میں بھی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانہ ابتداء میں مخالفوں کی نکتہ گیری اور اعتراضات شائع ہو گئی تھی۔ ہر شخص لحاظ مراتب کو دیکھئے بغیر اعتراض کرنے پر تیار تھا اس وجہ سے ان کے انتظامات اور مصلحتیں وغیرہ مخفی رہ گئے۔ انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں وظیفہ کپڑے، گھی و شہد کی تقسیم کرنے کی دن مقرر کر رکھے تھے۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے منادی کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے وظائف لینے کے لئے آنا۔ لہٰذا صبح کو لوگ جوق جوق جاتے اور وظائف لاتے تھے۔ پھر شام کو ان کا منادی با آواز بلند کہتا تھا۔ پھر شام کو گروہ کے گروہ جاتے اور پورے طور سے روزینہ لاتے تھے۔ پھر بیشک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ صبح کو کپڑے لینے کے لئے آنا چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ کپڑے لاتے تھے اس طرح شہد اور گھی بھی دوسری صبح کو جا کر لاتے تھے۔

پہلا حادثہ دور خلافت کا:...... پہلا حادثہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور جسفینہ وغیرہ کو اس شبہ میں قتل

کر ڈالا۔ یہ لوگ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت میں شریک تھے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہوگئی تو آپ نے ایک بڑی رقم اپنی جیب خاص حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ورثاء کو بطور خون بہا ہرمزان کی جانب سے دی اور اس جھگڑے و فتنہ کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

بہترین حکمت عملی کی واضح مثال:...... جب ذی النورین نے افریقہ کی فتح کا ارادہ کیا تو سیاسی حکمت عملی کے پیش نظر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا، مال غنیمت کا خمس الخمس دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عزل ❶ ونصب کو محل بحث قرار دے کر اعتراض کیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس فتح ہوگیا تو اس کے صحیح ہونے میں شبہہ کرنا یا ذی النورین کی سیاست پر اعتراض کرنا اپنی حماقت کا ظاہر کرنا ہے۔

حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سیاسی کاموں میں سے یہ بھی تھا کہ جمعہ کے دن تکبیر کے ساتھ تیسری اذان مقرر کی بیہقی نے سائب بن یزید سے یہ روایت کی ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جس وقت امام منبر پر جاتا تھا۔ اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے زوراء مقام پر ایک اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ اس وقت سے یہ اذان دی جاتی ہے۔

حرم کی علامت نئے سرے سے انہوں نے ہی لگوائیں تھیں۔ جدہ کو ساحل سمندر مقرر کیا امت محمدیہ کو قرآن پاک کے ایک مصحف پر متفق کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ بنوایا، غرض ذی النورین نے سیاست میں ملکی وملتی ایسے ایسے نمایاں کام کئے کہ جس کی نظیر جس سے بھی بمشکل ملے گی۔ ان کے احکام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے ان کا بالتفصیل ذکر موجود ہے بلکہ مختصر لکھا بھی بات لمبی ہو جانے کے ڈر سے مشکل معلوم ہوتا ہے جب ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

ازواج واولاد:...... ذی النورین نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ شادیاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک رقیہ دوسری ام کلثوم، تیسری بیوی کا نام فاختہ بنت غزوان تھا (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن بچپن ہی میں انتقال کر گئے) چوتھی بی بی ام عمر رضی اللہ عنہا و بنت جندب بن عمر رضی اللہ عنہ بن حمتہ الدوسیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالد، ابان، عمر رضی اللہ عنہ و، مریم پیدا ہوئیں) پانچویں فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ رضی اللہ عنہ مخزومیہ پانچویں بی بی کا نام تھا۔ (جس سے ولید، ام سعید اور سعید پیدا ہوئے) چھٹی بیوی ام النبین بنت بن حصن فرازیہ تھیں۔ (ان سے عبدالملک پیدا ہوئے۔ اور ان کا لڑکپن ہی میں ان کا انتقال ہوگیا) ساتواں نکاح رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں عائشہ رضی اللہ عنہا، ام ابان، ام عمر رضی اللہ عنہا و پیدا ہوئیں) ساتویں نائلہ بنت الفراضہ کالبیہ آٹھویں بیوی تھیں۔

بعضوں کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان رضی اللہ عنہا انہی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ محاصرہ کے وقت ان میں سے چار بیویاں ملہ، نائلہ، ام النبین، فاختہ موجود تھیں۔ لیکن بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ ام النبین کو محاصرہ کے وقت طلاق دے دی تھی۔ (انتہی کلام مترجم)۔

خلافت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب:...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا ایک گروپ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس بیعت کرنے کے لئے گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، اکون وزیر الکم خیر من ان اکون امیرا ومن اختر تم رضیة (ترجمہ) (امیر بننے سے میں وزیر بننے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اس کو منتخب کروں گا)۔ ان لوگوں نے منت وسماجت سے کہا ہم آپ سے زیادہ کسی کو امارت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ آپ کے سوا کسی کو منتخب کر سکتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب ان لوگوں کے اصرار سے مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ آپ پسند کرو تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اگر مجھ پر راضی ہو تو آپ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ انہوں نے کہا نہیں! ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے یہ کہہ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ بیعت کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ ہم جان کے خوف اور اس

❶...... عہدے سے ہٹانا اور مقرر کرنا۔

خیال سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے ان سے بیعت کی ہے اور اس کے چار مہینے کے بعد مکہ چلے گئے تھے۔

بیعت میں بعض اصحاب کا رویہ:......حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے بعد حاضرین مجلس نے بیعت کی اس کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور بیعت کرنے کے لئے کہا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ لوگوں کو بیعت کرنے دو میں پھر بیعت کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''رہنے دو'' پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا لوگوں نے کہا اپنی بات پر کوئی ضمانتی لاؤ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ بولے میں ضمانتی نہیں دے سکتا تو اشتر نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں اس کو قتل کر ڈالوں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا اس کو چھوڑ دو میں اس کا ضامن ہوں اس کے بعد انصار نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے تامل کیا انصار میں سے حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابوسعید خذری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالۃ بن عبید، کعب بن عجزہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہم نے اور مہاجرین میں سے عبداللہ بن سلام، صہیب بن سفان، اسامہ بن زید، قدامۃ بن مظمون اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے بیعت نہیں کی۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت نائلہ (زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ) کی انگلیاں اور ان کی خون آلودہ قمیض لے کر شام چلے گئے۔

خلافت کے بارے میں دوسرا قول:......بعض مورخین نے کہا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین کی شہادت کے بعد پانچ یوم تک غافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا بعد ازاں مصر کے بلوائی جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس آئے۔ کوفہ والے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ والے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور منصب خلافت اختیار کرنے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا تو بلوائیوں نے متفق ہو کر حضرت سعد اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کو منصب خلافت پر مسکن کرنا چاہا انہوں نے بھی انکار کیا تو بلوائیوں کو سخت تر دو دامن گیر ہو گیا۔ کوئی شخص امارت و خلافت قبول نہ کرتا تھا پھر ان میں جو ذرا عقل و ہوش رکھتے تھے انہوں نے یہ خیال کر کے ان عوام کالانعام کا امام مقرر کئے بغیر واپس جانا فتنہ و فساد برپا کرنا ہے۔ اہل مدینہ کو جمع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اہل شورائے ہو تمہارا حکم تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتا ہے تم امام مقرر کر لو ہم تمہارے مطیع ہیں اور اس کام کو انجام دے دو۔ ہم دو دن کی مہلت دیتے ہیں اگر اس مدت میں تم نے امام مقرر نہ کیا تو ہم فلاں ❶ فلاں اشخاص کو مار ڈالیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست بیعت:......اہل مدینہ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے پاس گئے مگر انہوں نے خلافت سے انکار کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کریں گے تو فتنہ کا دروازہ کھل جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر اگلے دن کا وعدہ کر لیا۔ صبح ہوتے ہی وہ لوگ پھر آ پہنچے۔ حکیم بن جبلہ مصریوں کے ساتھ، اشتر کوفیوں کے ساتھ حاضر ہوا، حکیم بن جبلہ نے حضرت زبیر کو، اشتر نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو زبردستی لا کر پیش کیا۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت ❷ کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطاب:......حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا۔ اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ مجھ کو تم نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے۔ کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہو کر آئے تھے اور میں خلافت و امارت سے گریز کر رہا تھا لیکن تم لوگوں نے اصرار کیا کہ میں تمہارا امیر بن جاؤں اور تمہاری قسمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہے۔ حاضرین نے کہا کہ ہاں ہم لوگ اپنے اسی کل والے خیال پر قائم ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا، اللّٰھم اشھد، (اے اللہ تو گواہ رہنا) اس کے بعد وہ لوگ لائے گئے جنہوں نے بیعت سے تخلص کیا تھا۔ انہوں نے بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقامۃ الحدود پر بیعت کر لی۔ پھر عوام کے بیعت کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے خطبہ دیا۔ یہ واقعہ جمعہ کا ہے جب کہ پانچ راتیں ذی الحجہ ۳۵ھ کی باقی رہ گئی تھیں۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب خطبہ دے کر اپنے مکان پر واپس آئے تو ان کے پاس طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اس شرط سے کی ہے کہ حدود و قصاص جاری و قائم کرو گے۔ لہذا تم اس شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لو، حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے جواب دیا کہ جب تک لوگ راہ راست پر نہ آ جائیں اور تمام امور منتظم نہ ہو جائیں اس وقت تک میں تمہاری

---

❶......ابن اثیر نے بجائے فلاں فلاں کے علی رضی اللہ عنہ، زبیر رضوان اللہ علیہم کے اسماء گرامی لکھے ہیں۔ ❷......سب پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اس شرط پر کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم دیں گے اور حدود شرعی کو قائم کریں گے یعنی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لیں گے پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس شرط سے بیعت کی۔

رائے پر عمل نہیں کر سکتا مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے اور مجھ کو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے۔

قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ یہ سن کر چلے آئے۔ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کی بابت سرگوشیاں ہونے لگیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابن ابی طالب کو اس کی خبر ہوئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گئے اور خطبہ دیا جس میں عہدہ خلافت کے ذمہ داریوں اور موجودہ ضروریات اور قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنی برات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مروان اور بنی امیہ کے چندلوگ شام روانہ ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو روک نہ سکے تیسرے دن عربوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم سے انکار کر دیا سا تھ ہی اس کے فرقہ سبائیہ نے فتنہ وفساد پر آمادگی ظاہر کی اس اثناء میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر آ گئے اور لوگوں سے تبادلہ خیال کی غرض سے کوفہ اور بصری جانے کی اجازت طلب کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت سے انہیں اجازت نہ دی۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی دورائے:......اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ آئے رائے دی کہ جب تک حکومت وخلافت کا استقلال حاصل نہ ہو اس وقت تک عمال عثمان رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھئے اور استقلال واستقرار حکومت حاصل ہونے کے بعد جس کو چاہنا معزول وتبدیل کر دینا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا۔ پھر دوسرے دن حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا جہاں تک جلد ممکن ہو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال کو معزول وتبدیل کر دو۔

حضرت ابن عباس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ سن کر بولے، مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کل تم کو نصیحت کی تھی اور آج تم کو دھوکہ دیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے پوچھا پھر کیا رائے ہے۔

ابن عباس نے عرض کیا کہ مناسب تو یہ تھا کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت آپ مکہ چلے جاتے لیکن اب بہتر یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحال رکھو۔ حتی کہ حکومت وخلافت کو استقلال حاصل ہو جائے۔ ورنہ بنی امیہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیں گے ہم قاتلیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص طلب کرتے ہیں اس لئے ہم کو معزول کیا ہے۔ جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس طرح سے آپ کی خلافت کو درہم برہم کر دیں گے اور آپ ان کو نہ روک سکو گے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا، واللّٰہ لا اعطیہ الا السیف (واللہ ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کو سوائے تلوار کے اور کچھ نہ دیں گے۔

تو حضرت ابن عباس نے کہا، آپ شجاع و بہادر ضرور ہو لیکن لڑائی میں صاحب الرائے نہیں ہو کیا آپ نے یہ نہیں سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ الحرب خدعة❶! علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا، ہاں سچ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، واللہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو تم کو ایسے راستہ پر چلاؤں گا کہ وہ انجام کار پر ہی غور کرتے رہ جائیں گے اور انہیں آئندہ کی کوئی بات سمجھ نہیں آئے گے۔ اس میں تمھارا کچھ نقصان اور نہ کچھ گناہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھ میں نہ تمھاری خصلتیں ہیں اور نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، اچھا اپنا مال واسباب لے کے مینبوع چلے جائیں اور اپنا دروازہ بند کر لیں اس سے عرب خوب خوار اور پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن تمھارے سوا کسی کو لائق امارت نہ پائیں گے اور اگر تم ان لوگوں کے لئے اٹھو گے تو کل آپ پر ہی خون عثمان رضی اللہ عنہ کا الزام لگایا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! بلکہ جو کہوں تم اس پر عمل کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، بیشک یہی مناسب ہے اور میرے حق میں یہی بہتر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہیں شام کا والی مقرر کرتا ہوں تم سامان سفر درست کر کے شام روانہ ہو جاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ، یہ رائے مناسب نہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک جدی❷ بھائی اور ان کے گورنر ہیں اور مجھ کو آپ کے ساتھ رشتہ کا تعلق ہے وہ مجھ کو پہنچنے کے ساتھ ہی قصاص میں قتل کر ڈالیں گے یا قید کر دیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کر کے اس سے کسی طرح بیعت کر لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے انکار میں جواب دیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور عمال کو معزولی اور بحالی کے بارے میں کچھ عرض کرنے آئے تھے جس کو امیر المومنین نے

❶......دیکھیں صحیح بخاری باب الجاد، باب المناقب صحیح مسلم باب الجہاد حدیث ۱۸۔۱۹ اباالزکاۃ۔ ابوداؤد باب الجہاد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی باب الجہاد میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند جلد اصفحہ ۱۸ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۲۔ جلد ۶ صفحہ ۲۲۴۔ جلد صفحہ ۳۸۷۔۳۵۹۔ پر اس حدیث کی روایت کی ہے۔ ❷......ایک جدی، جن کا دادایا پردادا ایک ہو۔

قبول نہ فرمایا تھا اس بناء پر وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔

گورنروں کا تقرر اور ان کی روانگی: ......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے پہلے سال اور ہجرت کے ۳۶ھ میں بصریٰ کا حضرت عثمان بن حنیف کو، کوفہ کا عمارہ بن شہاد کو یمن کا عبید اللہ بن عباس کو مصر کا قیس بن سعد کو شام کا اور حضرت سہیل بن حنیف کو گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف، بصریٰ پہنچے بعض لوگوں نے ان کی امارات تسلیم کر کے اور اطاعت قبول کی۔ اور بعض لوگوں نے کہا کا بالفعل ہم سکوت کرتے ہیں آئندہ جو اہل مدینہ کریں گے ہم اس کی اتباع کریں گے۔

عمارہ بن شہاب گورنر کوفہ: ......کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کئے گئے تھے۔ مقام زبالہ میں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن خویلد سے ملاقات ہوگئی۔ سلام دعا ہونے کے معلوم ہوا کہ امیر کوفہ بن کر جارہے ہیں تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، بہتر یہ ہے کہ واپس چلے جاؤ کیوں کہ اہل کوفہ اپنے امیر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں تمھاری گردن بھی اڑادوں گا یہ سن کر حضرت عمارہ آگے نہ بڑھے واپس آئے۔

عبید اللہ بن عباس گورنر یمن: ......عبید اللہ ❶ بن عباس کے یمن میں داخل ہونے سے پہلے یعلی رضی اللہ عنہ بن منبہ مال واسباب فراہم کر کے روانہ ہوگئے۔ تھے اس وجہ سے عبید اللہ بن عباس مکمل اطمینان کے ساتھ یمن میں داخل ہوگئے۔

قیس بن سعد گورنر مصر: ......قیس بن سعد مصر جارہے تھے ایلہ میں ان کے سواروں کے ایک دستہ سے ملاقات ہوگی جو مصر سے آرہا تھا سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ قیس بن سعد ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی خواہ ہوں میں اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہوں جو فتنہ وفساد کے زمانہ میں امن کے ساتھ پناہ گزیں ہو۔ میں اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ قیس یہ کہہ کر آگے بڑھ گئے اور آہستہ آہستہ مصر پہنچ گئے اور وہاں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان دکھلایا مصریوں کے چند گروپ بن گئے بعض نے اس کا ساتھ دیا اور اطاعت قبول کر لی اور چند لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کے حصول سکوت اختیار کیا اور بعضوں نے یہ کہا کہ جب تک ہمارے بھائی مدینہ سے واپس نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم کچھ نہیں کریں گے۔ اور نہ کسی کی اطاعت قبول کریں گے اور نہ ہی کسی کی امارت سے منکر ہوں گے۔

سہیل بن حنیف گورنر شام: ......حضرت سہیل بن حنیف جو امیر شام بن کر جارہے تھے تبوک پہنچے تو ان کی چند سواروں سے ملاقات ہوئی۔ ان سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو، کسی نے جواب دیا میں امیر شام ہوں، سواروں نے کہا تم کو اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی نے امیر مقرر کر کے روانہ کیا ہے تو لوٹ جاؤ۔ سہیل یہ سن کر مدینہ کی جانب لوٹ گئے ان کے پہنچنے کے ساتھ ہی اور عمال کی بھی اس قسم کی خبریں آئیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا، افسوس! میں جس بات کو تم سے ڈراتا تھا وہی بات ہوگئی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے یہ سن کر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کر لی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت: ......پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھ کر معبد اسلمی کی معرفت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی ہے اکثر نے برضا ورغبت اور بعضوں نے باکراہ، اسی زمانہ میں، دوسرا خط سبرہ جہنی کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین مہینہ بعد تک کوئی جواب نہ دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط وکتابت: ......بعد میں قبیصہ عبسی کو ایک سربہ مہر خط دیا۔ جس کا عنوان یہ تھا کہ من معاویۃ الی علی رضی اللہ عنہ، علاوہ اس کے کچھ زبانی پیغام کے ذریعے مدینہ روانہ کیا۔ سبرہ اور قبیصہ ربیع الاول ۳۶ھ میں داخل ہوئے اور جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اسی طرح قبیصہ نے پیغام ادا کر کے خط دیا۔ مہر توڑی گئی لفافہ کھولا گیا تو اس میں عنوان ''قط'' ❷ کے اور کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ

---

❶ ......بعض جگہ عبد اللہ اور عبد اللہ دو مختلف ناموں کہ وجہ سے استعمال ہو رہا ہے بعض جگہ یمن کا گورنر عبید اللہ بن عباس کو لکھا ہے اور بعض جگہ عبد اللہ بن عباس کو جب کہ صحیح یہ ہے کہ یمن کے گورنر عبید اللہ بن عباس تھے۔ ❷ ......قط کے معنی ہیں کبھی نہیں، ثناء اللہ

سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ قبیصہ نے عرض کی کہ میں قاصد ہوں مجھے امن ہے آپ نے فرمایا ہاں

شام کے احوال قبیصہ کی زبانی:......قبیصہ نے گزارش کی کہ میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں جو کسی طرح آپ سے راضی نہ ہوں میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلود قمیض پر روتے ہیں اور یہ قمیض لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جامع مسجد دمشق کے منبر پر رکھی ہے۔ امیر المومنین نے کہا کیا وہ لوگ مجھ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کرتے ہیں؟ اے اللہ میں خون حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بری ہوں قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اللہ سمجھے، یہ کہہ کر قبیصہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف واپس کیا۔

فرقہ سبائیہ کی قبیصہ کو مارنے کی سازش:......فرقہ سبائیہ نے چلا کر کہا اس کتے کو مارو جو کتوں کی طرف سے آیا ہے، قبیصہ نے بلند آواز سے کہا اے آل مضر! اے آل قیس! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میرا بال بھی بیکا ہوا تو میں چار ہزار آدمیوں کو میدان میں لاؤں گا اس وقت دیکھیں گے کہ کتنے پیادہ اور کتنے سوار ہیں۔ دوڑو اور مدد کرو! چنانچہ آل مضر نے قاصد کو فرقہ سبائیہ کی تکلیف وایذا رسانی سے بچالیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کا سوال:......اس کے بعد اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لئے آپ کے خیالات معلوم کرنے بھیجا۔ یہ ایک مدت سے آپ کے پاس نہیں گیا تھا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تھوڑی دیر تک بٹھائے رکھا پھر مخاطب ہو کر کہا بتلاؤ، زیاد نے معلوم کیا کہ کس کام کے لئے؟ ارشاد فرمایا شام کی لڑائی کے لئے اس نے عرض کی نرمی کا سامنہ کرنا مناسب ہے کیا آپ نے امیر المؤمنین سے یہ نہیں سنا؟

ومن لم يصانع في امور كثيره، يضرس بائياب و يو طابمنسم، ترجمہ۔ جو اپنے اکثر معاملات میں ہوش اور نرمی نہیں رکھتا اسے دانتوں سے چبایا اور پاؤں سے روندا جاتا تھا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا۔ متى بجمع القلب الذكى و صارما . وانفا حميا تجتنبك والمظالم۔ ترجمہ۔ اور اگر تمھارے پاس عقل مند دل، تیز دھار کاٹنے والی تلوار ہے اور تم غیرت مند رہو تو مظالم سے بچ جاؤ گے۔ زیاد سمجھ گیا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ طرح دینے والے نہیں ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ضرور جنگ کریں، اٹھ کر اہل مدینہ کے پاس آیا جناب موصوف کی رائے سے مطلع کیا۔

شام سے جنگ کے لئے تیاری اور مکہ کی مخالفت:......اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر، عمرہ کی اجازت لے کر مدینہ روانہ ہوگئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر فوج کشی کا پکا ارادہ کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب ❶ دی سامان سفر و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا۔ محمد بن حنفیہ کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن عباس کو، میسرہ پر عمرو رضی اللہ عنہ بن ابی سلمہ کو۔ بعضے کہتے ہیں کہ عمرو رضی اللہ عنہ بن سفیان بن عبدالاسد کو اور ابولیلی بن عمرو رضی اللہ عنہ الجراح یعنی امین الامتہ ابوعبدیہ کے بھائی کو مقدمہ الجیش پر متعین کیا اس لشکر کے کسی حصہ پر ان لوگوں کے سردار مقرر نہیں فرمایا جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان پر خروج کیا تھا۔ مدینہ کو قثم بن عباس کے سپرد فرمایا۔ قیس بن سعد کو مصر میں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو بصریٰ میں اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں لشکر فراہم کرنے اور کمک بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ ابھی شام پر فوج کشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر ملی تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ حضرت وحضرت زبیر کے بارے میں خطاب:......جس وقت اہل مکہ کی خبر امیر المومنین کو پہنچی تو لوگوں کو جمع کیا کہ بیشک حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بظاہر لوگوں کو اصلاح کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ لیکن در پردہ وہ میری خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمھاری جماعت پر مجھے کسی بات کا اندیشہ نہ ہوگا۔ اگر وہ لوگ رکے رہے تو میں بھی رکا رہوں گا۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر مکہ کا ارادہ کیا اور اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طلبی اور ان کے بارے میں افواہیں:......پھر آپ نے کمیل نخعی کے ذریعے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔

---

❶......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس قوم کی طرف توجہ کرو جو تمھاری جماعت میں گروہ بندی پیدا کرنا چاہتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے اس فساد کو جو ارد گرد کے لوگوں نے پیدا کیا اور تمھارا فیصلہ ان پر نافذ کر دے۔

ہمراہ چلنے کو کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم اہل مدینہ ہیں جو وہ کریں گے وہی ہم کریں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا تم مجھے زمانت دو کہ تم مدینہ سے میرے خلاف بغاوت نہیں کرو گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ فرما کر کہ واللہ ایسا نہ ہوگا اپنے گھر واپس آ گئے۔ اس کے بعد ام کلثوم بنت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت فاروق اعظم نے حاضر ہو کر اہل مدینہ کی جو خبریں ملی تھیں وہ ان کو بتائیں۔ اس کے بعد دوسرے دن یہ غلط خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شام روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے ناکہ بندی کر لی اور شام کے راستوں پر آدمیوں کو پھیلا دیا حضرت ام کلثوم یہ سن کر حاضر ہوئیں اس وقت جناب موصوف بازار مدینہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے روانہ کر رہے تھے۔ حضرت ام کلثوم نے کہا اے بزرگ بات سن! ابن عمر رضی اللہ عنہ تو عمرہ کی غرض سے مکہ جا رہے ہیں نہ کہ آپ کی مخالفت کے لئے وہ تمہارے تابع دار ہیں۔

مکہ کی طرف روانگی:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو یقین ہو گیا اور خیالات تبدیل ہوئے۔ پھر اہل مدینہ کو مخاطب فرما کہ اہل مکہ کی طرف روانگی کے لئے آمادہ کیا۔ اہل مدینہ تیار و آمادہ ہو گئے سب سے پہلے جس نے آمادگی ظاہر کی وہ ابوالہیثم بن الیہان بدری اور خزیمہ بن ثابت تھے۔ زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھ کر کہ اہل مدینہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے ساتھ مجبوراً روانہ ہو رہے ہیں خود آمادگی ظاہر کی اور سب کے سامنے با آواز بلند حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص تمہارے ساتھ چلنے سے گریز کرے گا میں اس سے سمجھ لوں گا اور تمہارے مخالفوں سے لڑوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر:...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کے وقت حج مکہ کے ارادے سے مکہ گئی ہوئیں تھیں۔ اور حج کے بعد مدینہ واپس آ رہی تھیں راستہ میں مقام سرف میں بنی لیث کے ایک شخص عبید اللہ بن ابی سلمہ نامی سے ملاقات ہوگئی تو معلوم کیا کہ مدینہ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت کر لی ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہو گئے ہیں میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی۔ کسی نے کہا آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں اور اس سے پہلے آپ کیا کہتی تھیں۔ جواب دیا بیشک ان لوگوں نے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے توبہ کرائی پھر ان کو شہید کیا۔

مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات:...... غرض ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس مقام پر لوٹ کر واپس گئیں اور لوگوں کا ایک مجمعہ ہو گیا آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں اور جنگلوں اور مدینہ کے غلاموں نے جمع ہو کر بلوہ کیا۔ اور اس شخص مقتول (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے مخالفت کی اس وجہ سے کہ اس نے نوعمر لوگوں کو عامل مقرر کیا تھا۔ لہٰذا جب ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ قائم کی تو اس کی دشمنی پر کمربستہ ہو گئے۔ اور بدعہدی کی جس خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا۔ جس شہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت گاہ بنایا تھا وہاں پر خونریزی کی۔ جس مہینہ میں خونریزی ممنوع تھی اس میں کشت و خون کیا۔ جس مال کا لینا جائز نہ تھا اس کو لوٹ لیا۔ واللہ عثمان رضی اللہ عنہ پاک و صاف ہو گیا تھا۔ جیسا کہ سونا کوٹ سے اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔

قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اعلان:...... عبداللہ بن حضرمی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے عامل تھے) بولے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے والا ہوں اس بات کے پورے ہوتے ہی بنی امیہ نے جو شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد مکہ چلے آئے تھے۔ سمعاً و طاعتہ آمادگی ظاہر کر دی۔ ان میں سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ولید بن عقبہ وغیرہ بھی تھے۔ اس دوران عبداللہ بن عامر بصریٰ سے اور یعلی رضی اللہ عنہ بن سنیہ یمن سے چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لے کر مکہ آئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر بھی مدینہ سے مکہ آ گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے معلوم کیا تم لوگ کیسے آئے؟ جواب دیا، بلوائیوں کے خون سے! وہ لوگ اخیار اور شرفا اور مدینہ پر قابض ہو گئے حق کو باطل سے الگ نہیں کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مشورے:...... ام المومنین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، انھضوا بنا الیھم (ہمارے ساتھ ان طرف خروج کرو) انھوں نے شام جانے کی رائے دی ابن عامر بولے شام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ بلوائیوں کی روک تھام کے لئے کافی ہیں۔ تم بصریٰ کی طرف چلو میری بات وہاں بنی ہوئی ہے اور لوگوں کو رجحان حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانب ہے۔ حاضرین بولے یہی مناسب ہے کیوں کہ جتنے لوگ ہمارے ساتھ ہیں وہ مدینہ میں موجود لوگوں کا حملہ نہ برداشت کر سکیں گے۔ اور جب بصریٰ پر قبضہ کر لیں گے تو اہل بصریٰ کو بھی قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر آمادہ تیار کر لیں جیسا کہ اہل مکہ کو امادہ تیار کر لیا ہے۔ اس وقت آسانی کے ساتھ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہم لڑ سکیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا رکنا:.....سب سے پہلے اس رائے سے اتفاق کر کے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور حضرت قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر خروج کرنے کے لئے کہا مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ ہم مدینہ والوں کے ساتھ ہیں جو وہ کریں گے وہی ہم کریں گے امہات المؤمنین جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جانے والی تھیں۔ بصریٰ کا ارادہ سن کر ٹھہر گئیں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ جانے کا ارادہ کیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے سے رک گئیں۔

بصریٰ جانے کا اعلان:.....ابن عامر اور یعلی رضی اللہ عنہ بن منیہ نے اپنے مال واسباب سے قافلہ کی روانگی کا سامان وغیرہ درست کیا اور یہ منادی کرادی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصریٰ جارہے ہیں۔ جس شخص کو اسلام سے ہمدری کرنا اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینا منظور ہو اور اگر اس کے پاس سواری نہ ہو تب بھی وہ آئے اس کو سواری دی جائے گی۔ چنانچہ چھ سو آدمی چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ ومدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ بصریٰ روانہ ہو گئے آگے چل کر مختلف اطراف وجوانب کے اور آدمی آملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔

لشکر کا امامت پر اختلاف:.....ام فضل بن الحرث امادر عبداللہ بن عباس نے قبیلہ جہنیہ کے ظفر نامی ایک شخص جو اجرت دے کر ایک خط امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مکہ سے نکلے تو نماز کا وقت آیا۔ مروان نے اذان دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کے پاس جا کر کہا تم دونوں میں سے کون شخص امامت کرے گا۔ ابن زبیر نے کہا میرے والد، ابن طلحہ رضی اللہ عنہ بولے ''میرے والد'' ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تک یہ آواز پہنچ گئی تو مروان کے پاس کہلوا بھیجا کیا تم ہمارے کام کو درہم برہم کرنا چاہتے ہو امامت میرا بھانجا ہے عبداللہ بن زبیر کرے گا۔

مروان سعید اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:.....دوسری امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ذات عراق آئیں اور اس مقام سے ہو کر رخصت ہو گئیں اس کے بعد سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مروان بن الحکم اور اس کے ساتھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر کے پاس گئے اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کو کہا۔ ان لوگوں نے جواب دیا ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے ہم قصاص لیں۔ پھر طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ لمن تجعلان الام ان ظفر تما (اگر تم کامیاب ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے) جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو لوگ منتخب کریں گے سعید نے کہا نہیں! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لڑکے کو حکومت دینا کیوں کہ تم لوگ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے نکلے ہو۔ جواب دیا یہ کہاں ممکن ہے کہ اکابر وشیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر نوعمر لڑکوں کو حاکم بنائیں۔ سعید بولے میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں کچھ کوشش نہ کر سکوں گا۔ جب کہ تم بنی عبد مناف کو حکومت سے نکالنے کی کوشش کرو گے۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی واپسی:.....حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر نے کچھ جواب نہ دیا تو سعید واپس ہو گئے۔ ان کے لوٹتے ہی حضرت عبداللہ بن خالد بن اسید مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور جو لوگ ان کے ساتھ قبیلہ ثقیف کے تھے واپس ہو گئے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر باقی لوگوں کے ساتھ آگے بڑھے ان کے ساتھ ابان اور ولید یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے بھی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ:.....یعلی رضی اللہ عنہ بن مینہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا۔ اور جس کو انہوں نے سو دینار اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی دینار سے خریدا تھا۔ بعض مؤرخین نے کا یہ خیال ہے کہ وہ انٹ قبیلہ غرینہ کے ایک شخص کا تھا چار سو درہم اور ایک اونٹ دے کر اس سے خریدا تھا۔ اور اس شخص کو رہبری پر مقرر کیا تھا۔ رفتہ رفتہ چشمہ حواب ❶ پر پہنچے اور کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ حواب ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنتے ہی ارشاد کیا مجھ کو لوٹاؤ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں کاش مجھے معلوم ہوجاتا کہ تم میں سے کس کو دیکھ کر حواب ❷ کے کتے بھونکیں گے۔

---

❶..... چشمہ حواب، بصریٰ کے راستے میں ایک چشمہ ہے، یہ بات یاقوت حموی نے معجم البلدان میں ابوالفتح نصر بن عبدالرحمٰن اسکندری کے حوالے سے نقل کی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکہ سے بصریٰ جاتے ہوئے قریب ایک چشمہ ہے اور اس کا نام حواب، حواب بنت کلبین وبرۃ القضاعیۃ کی وجہ سے پڑا ہے۔ (معجم البلدان)

❶..... العواصم من القواصم، کے محقق نے صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ سنت معتبرہ کے دواوین دیوان کی جمع میں کوئی جگہ نہیں ہے اس خبر کو طبری نے جلد ۵ صفحہ ۱۷۰ پر ذکر کیا ہے اس کے رواۃ میں اسماعیل بن عباس بن اندزرق سے روایت کیا ہے کہ اس کی طرف سے تشیع میں غلو سے انکار کیا گیا ہے امام شافعی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کا شور:...... یہ کہہ کر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ مار کر بٹھا دیا۔ اونٹ سے اتر پڑیں ایک شبانہ روز معہ اہل قافلہ کے قیام پذیر رہیں۔ اتنے میں یہ شور اٹھا، النجاء النجاء قد ادر ککم علی رضی اللہ عنہ، (جلدی کرو جلدی کرو بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنچ گئے) بس قافلہ نے نہایت تیزی سے بصریٰ کا رخ کیا۔ جس وقت بصریٰ کے نواح میں پہنچا حضرت عمیر بن عبداللہ تمیمی نے کہا اے ام المومنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسی قوم میں نہ جایئے جس سے آپ نے کوئی خط و کتابت نہ کی ہو۔ حالات معلوم کرنے کے غرض سے حضرت عبداللہ بن عامر کو بصریٰ بھیجئے ان کے وہاں پرانے تعلقات ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصریٰ والوں سے رابطہ:...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس رائے کو پسند کیا اور عبداللہ بن عامر کو روانہ کیا۔ ساتھ ہی اس کے روسائے رضی اللہ عنہ بصریٰ اور نیز احنف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہ جیسے عمائدین شہر کے پاس خطوط روانہ کئے خود جواب کے انتظار میں ''میں ٹھہرے رہیں۔ بصریٰ'' سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے عمران رضی اللہ عنہ بن حصین کو جو ایک عام شخص تھے اور بولا ابوالاسود دولی کو جو معزز ممتاز شخص تھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنے کا سبب معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، بلوائیوں اور فتنہ پرداز قبائل نے ایسا ایسا کیا ہے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کو لے کر اس غرض سے نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی واقعات مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصود مسلمانوں کے حال کی اصلاح کرنا ہے یہ کہہ کر آپ نے لاخیر فی کثیر من نجواھم ،تا اخیر، آیت کریمہ تلاوت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور بصریٰ والوں کا مکالمہ:...... پھر وہ دونوں آدمی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ پھر ان دونوں نے کہا کیا تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟ تو جواب دیا ہاں لیکن اس شرط پر اور اس حالت میں کہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لیں گے۔ اور تلوار ہمارے سر پر تھی (یعنی بجبوری واکراہ ہم نے بیعت کی)، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچھ فیصلہ نہیں کیا پھر ابوالاسود اور عمران رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف گورنر بصریٰ کا فیصلہ:...... وہ دونوں لوٹ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے پاس آئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر رب کعبہ کی قسم اسلام کی چکی جل گئی دیکھئے، اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تمھاری کیا رائے ہے؟ عمران بولے خاموشی اختیار کرو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آنے تک روکوں گا عمران یہ سن کر اٹھے اور اپنے مکان پر چلے آئے۔ اتنے میں ہشام بن عامر آ گئے اور یہ رائے دی کہ نرمی و ملاطفت سے اس وقت تک چشم پوشی کیجئے جب تک امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی حکم نہ آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو مسلح ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔

گورنر کے نمائندے کی تقریر:...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا۔ تقریر کرنے کھڑا کیا اس شخص نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا، اے لوگو! اگر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات عقل کے خلاف ہے کیوں کہ ایسا مقام ہے کہ جہاں چڑیوں تک کو امن ہے کوئی ذرہ بھر بھی کسی کو نہیں ستا سکتا اور اگر خون عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں ہیں۔ بس تم لوگ میری بات سنو میرے کہنے پر عمل کرو اور ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو۔

بصریٰ والوں کا نمائندے کی پٹائی کرنا:...... اسود بن سریع سعدی نے جواب دیا تمھارا یہ خیال ہے کہ وہ لوگ ہم کو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ کر آئے ہیں؟ نہیں آپ کا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے علاوہ اور لوگوں سے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر امداد لینے آئے ہیں۔ لوگوں نے قیس پر پتھراؤ کر دیا جلسہ درہم برہم ہو گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو اس خیال سے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور یہ ابوالخطاب الہجری سے روایت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ مجہول ہے۔ اور یہ ہجری جو مجہول ہے صفھوان بن قبیصۃ الاحمسی سے روایت کرتا ہے۔ حافظ ذہبی نے بھی اس کو میزان الاعتدال میں ضعیف کہا ہے۔ اس کی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند جلد ۶ صفحہ ۵۲۔۹۷ پر ذکر کیا ہے (البدایۃ والنہایۃ) میں ابن کثیر نے جلد ۶ صفحہ ۲۱۱ میں اس سے روایت لی ہے اور کہا ہے کہ یہ سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے لیکن اس کی تصریح نہیں کی۔

معاون اور ہمدرد بصریٰ میں ہیں بے حد صدمہ ہوا۔

لشکروں کا اجتماع اور بیانات: ......اس کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا معہ ہمراہیوں کے مزید پہنچیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بصریٰ سے نکل کر صف آرائی کی اہل بصریٰ جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دینا چاہتے وہ بھی شہر سے نکل کر اس مقام پر آ کر جمع ہو گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ میمنہ پر تھے درمیان صف آرائی سے نکل کر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے فضائل ومناقب بیان کیے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر ختم ہونے پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے نکل کر ایسا ہی بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے میمنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اس پر میسرہ والے بولے، بایعتم علیاً ثم جئتم تقولون کذا کذا (تم لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پھر یہ کہنے آئے ہو)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطاب: ......ان کی تقریروں کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد بیان فرمایا، عوام الناس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کو برا کہتے تھے۔ ان کے مقرر کیے ہوئے عمال پر حسرت گیری کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس مدینہ میں آتے تھے۔ ہم ان کو جھوٹا مکار، دغاباز پاتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک پرہیزگار عادل پاتے تھے وہ لوگ جو ان کے دل میں تھا اس کے خلاف ظاہر کرتے تھے مگر اس پر بھی ان کو صبر نہ آیا۔ اور ان کے مکان کا محاصرہ کیا ان کو نہایت تکلیف سے بھوکا پیاسا شہید کیا۔ محرمات کو بلا کسی خیال کے حلال کیا جو تمہیں اور تمہارے علاوہ بھی کسی اور کے لئے جائز نہیں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ نہ لے اور کتاب اللہ پر عمل نہ کرے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس قدر کہہ کر الم تر الی الذین اتو انصیباً من الکتاب یدعون الیٰ کتاب اللہ لیحکم بینھم، آخر آیت تک پڑھی۔

گورنر کے لشکر میں پھوٹ: ......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے ہمراہیوں میں اس تقریر سے پھوٹ پڑ گئی اگر لوگ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مائل ہو گئے پھر آپس میں ایک دوسرے کو ڈھیلے اور پتھر مارنے لگے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ میں واپس آ گئیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر بھی مزید سے مقام ''دباغین'' چلے آئے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف مقابلہ پر تلا کھڑا رہا۔

جاریہ بن قدامہ کا مکالمہ: ......اتنے میں جاریہ بن قدامہ آیا اور عرض کرنے لگا اے ام المؤمنین! واللہ عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا اس بات سے آپ اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے مکان سے نکلیں۔ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے پردہ وحرمت کو مباح کر لیا اور بیشک جو شخص آپ سے لڑنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اگر آپ اپنی رضامندی سے آئی ہیں تو بہتر ہے کہ مدینہ منورہ واپس چلی جائیں اور اگر بجر واکراہ آئی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں اور لوگوں کو واپس چلنے کو کہیں۔

حکیم بن جبلہ کی سرکشی اور حملہ: ......ابھی یہ تقریر تمام نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلہ سواروں کا دستہ لئے آ پہنچا اور پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی پہلے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں نے مدافعت کے غرض سے تیر بازی شروع کی پھر یہ خیال کر کے کہ شاید تیر بازی بند کر دینے سے حکیم بن جبلہ بھی حملہ سے رک جائے گا تھوڑی دیر تک رکے رہے لیکن جب حکیم بن جبلہ نے اپنے لشکر کے سواروں کے حملہ کرنے سے نہ روکا تو مجبور ہو کر ام المؤمنین کے ساتھی بھی حملہ کا جواب دینے لگے۔ رات کی تاریکی نے فریقین کو لڑائی سے باز رکھا اور عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف لوٹ کر قصر امارت میں آ گیا۔ ام المؤمنین اپنے ساتھیوں کے ساتھ دار الرزق کی طرف واپس ہوئیں پوری رات امید وبیم میں گزری۔ فریقین میں جو جس کو پاتا تھا گرفتار کر لے جاتا تھا۔

حکیم بن جبلہ کا ظلم اور جنگ کی ابتداء: ......اللہ اللہ کر کے صبح ہوئی فجر ہوتے ہی دار الرزق کے میدان میں حکیم بن جبلہ صف آرائی کرتا نظر آیا بنی عبد القیس میں سے ایک شخص نے تعرض ❶ کیا تو حکیم نے اس کو مار ڈالا پھر ایک اور عورت کو اسی الزام میں قتل کر دیا اس کے بعد لڑائی شروع

❶ ......حکیم بن جبلہ صف آرائی کے وقت ایک نیزہ لئے ہوئے درمیان صف میں پھیر رہا تھا اور ام المومنین کو گالیاں دیتا جاتا تھا عبد القیس میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کس کو گالیاں دیتا ہے، جواب دیا، عائشہ رضی اللہ عنہا کو! پھر اس نے کہا اے ابن خبیثہ کیا ام المومنین کو یہ کہہ رہا ہے، حکیم نے یہ سنتے ہی ایک نیزہ مارا جس سے وہ بے چارہ مر گیا یہی واقعہ بعینہ اس عورت کے ساتھ پیش آیا جن کو اس شخص کے بعد اس نے قتل کیا ہے۔

ہوگئی دن ڈھلے تک بڑے زور وشور سے لڑائی جاری رہی۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے ساتھیوں میں سے بہت آدمی آئے فریقین کے بہت سے لوگ زخمی ہوگئے۔

صلح کی شرط اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی گواہی: ......جب لڑائی نے دونوں حریفوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے۔ یہ طے پایا کہ ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو، مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کر کے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجبوری میں بیعت کی ہے یا نہیں؟ اگر بکراہت بیعت کی ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف بصریٰ کو خالی کردے گا ورنہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر بصریٰ سے لوٹ جائیں گے۔ اقرار نامہ لکھا جانے بعد قاضی کعب بصریٰ سے مدینہ روانہ ہوئے۔ جمعہ کے دن پہنچے اور لوگوں کو جمع کر کے معلوم کیا کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ مگر اسامہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا کہ بیشک حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجبوری میں بیعت کی ہے ان کا فقرہ پورا ہوتے ہی لوگ اسامہ پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو مارنے لگے قریب تھا کہ جان سے مار ڈالتے مگر حبیب ابوایوب اور محمد بن مسلمہ نے ان کی جان بچائی اپنے گھر اٹھا لائے۔

حضرت امیر المومنین کا گورنر کو خط: ......کعب بصریٰ واپس ہوگئے اور اس واقعہ کی خبر حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچ گئی تو آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو ملامت بھرا خط لکھا کہ واللہ وہ دونوں (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) اگر ہم کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہوں تو ان کے لئے کوئی حیلہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات کے متمنی ہوں تو ان سے وہ ہم سے نپٹ لیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کا انکار اور لڑائی: ......کعب کی واپسی پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصری خالی کردینے کا پیغام دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نے امیر المومنین کا فرمان پاکر ان کے پاس بڑھے۔ عبدالرحمٰن بن عتاب نے بڑھ کر حملہ کیا۔ تلواروں کی جھنکار سے مسجد گونج اٹھی تقریباً چالیس آدمی اس وقت مسجد میں موجود تھے۔ لڑائی تو وہ سب مارے گئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کی گرفتاری اور رہائی: ......عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو گھر میں گھس کر گرفتار کر کے طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کے سامنے پیش کیا گیا۔ چہرے کے سارے بال نوچ ڈالے گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے امیر المومنین کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا بہر کیف جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو شہر بدر کرنے اور مارنے پر مامور ہوا تھا اس کا نام مجاشع بن مسعود تھا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نہیں ہوا تھا بلکہ لڑائی سے تھک کر دونوں فریقوں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو لکھا تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف نماز پڑھا رہے تھے فریق مخالف نے حالت نماز میں حملہ کیا اور پکڑ لیا پھر ان کو انصاری ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کردیا واللہ اعلم۔

بصریٰ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کا خطبہ: ......بصریٰ میں داخل ہو کر طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ نے اہل بصریٰ کو جمع کر کے خطبہ دیا!

اے اہل بصریٰ! توبہ گناہ گار کی ڈھال ہے ہم چاہتے ہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے پر راضی کرلیں اور اس دوران کمینے بلوائیوں نے فساد کر کے ان کو شہید کر ڈالا۔

حاضرین نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھتے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام اور ایک شخص کی تقریر: ......حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس فقرہ کو ختم کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے تو قبیلہ عبدالقیس سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا، اے گروہ مہاجرین! تم لوگ وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کی۔ اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی اس کے بعد اور لوگ تمہاری طرح اسلام قبول کرتے گئے۔ حتیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تم نے یکے بعد دیگرے دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو خلیفہ بنایا۔ ہم اس پر راضی ہوگئے اور ان کو ہم نے اپنا امیر مان لیا۔ اس کے بعد تم نے اپنے مشورے ہمارے مشورہ کے بغیر تیسرے شخص کو اپنا امیر بنایا اور اس طرح اس کو بغیر مشورہ کے مار ڈالا۔ پھر تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تم نے اس مین بھی ہم سے مشورہ نہ کیا۔ اور اب ان کی مخالفت پر ہم کو

ابھارنے آئے ہو صاف صاف بتاؤ تم کو کس چیز نے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم تمہارا ساتھ دے کر اس سے لڑیں ابھی کل کا ذکر ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف پر تم لوگوں نے حملہ کیا اور قریب قریب ستر آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔

حکیم بن جبلہ کی ابن زبیر سے لڑائی:...... جب عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کے ماجرا کی اطلاع حکیم بن جبلہ کو ہوئی تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کی مدد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ قبیلہ عبدالقیس اور قبیلہ ربیعہ کو جمع کر کے دارالرزق کی طرف بڑھا۔ اتفاقاً عبداللہ بن زبیر سے ملاقات ہوگئی اور دریافت کیا کس مقصد سے آئے ہو حکیم نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کو چھوڑ دو اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری تک اس عہد پر قائم رہو جو ہم اور تم میں قرار پایا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو خون کا بدلہ لے رہے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ قصہ مختصر میں بات بڑھ گئی اور لڑائی شروع ہوگئی (یہ ربیع الثانی سن ۳۶ھ کا واقعہ ہے) ❶ حکیم بن جبلہ نے چار سپہ سالاروں کو جنگ کا ذمہ دار بنایا اور خود طلحہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر رہا۔ زرتج کو زبیر کے مقابلہ پر ابن المحرش کو عبدالرحمٰن بن عتاب کے مقابلہ پر حرقوص بن زبیر کو عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کے مقابلہ پر متعین کیا۔

حکیم بن جبلہ کا قتل اور حرقوص کی جان بخشی:...... لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوئی اور اس سختی سے برابر جاری رہی کہ اہل بصریٰ کے بہت سے آدمی مارے گئے حکیم اور ذرتج میدان جنگ میں کام آئے حرقوص چند آدمیوں کو لے کر اپنی قوم قبیلہ سعد میں چلا گیا عبدالرحمٰن بن حرث نے تعاقب کیا لیکن بنی سعد کی سفارش سے حرقوص کی جان بچ گئی۔ قبیلہ عبدالقیس اور بکر بن وائل کو اس فتح سے بہت صدمہ ہوا جنگ کے خاتمہ پر طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے اپنے ساتھیوں کو بیت المال سے کچھ پیسے دلوائے قبیلہ عبدالقیس اور بکر بن وائل نے بیت المال کا قصد کیا۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے لڑ کر ان کو بے نیل مرام واپس کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اہل مدینہ یمامہ وغیرہ کو خطوط:...... اس کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل کوفہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کو بلایا۔ اور اس مضمون کے خطوط اہل یمامہ و اہل مدینہ کے پاس روانہ کئے (یہ واقعہ پچیسویں ربیع الثانی کا ہے)۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر کو لانے کے لیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی روانگی:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات سے آگاہی ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بصریٰ جا رہے ہیں تو اس وقت آپ نے اہل مدینہ سے امداد طلب کی اور خطبہ دیا۔ ابتداء میں لوگوں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف خروج کرنا شاق گزرا لیکن جب زیاد بن خطبہ دیا۔ ابتداء میں لوگوں کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف خروج کرنا شاق گزرا لیکن جب زیاد بن حنظلہ ابوالہیثم ❷ خذیمہ بن ثابت اور ابوقتادہ نے شروع ہی میں آمادگی ظاہر کردی تو باقی اہل مدینہ بھی تیار و مستعد ہو گئے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچازاد بھائی کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ لیکن یہ لشکر کی روانگی سے پہلے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کو واپس لانے کی غرض سے بصریٰ روانہ ہو گئے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکنے کی کوشش:...... ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ کے آخر میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اور ایک قول کے مطابق سہیل بن حنیف کو مکہ پر قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کر کے بصریٰ روانہ ہو گئے۔ کوفہ اور مصر کے نوسو آدمیوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا راستہ میں حضرت عبداللہ بن سلام مل گئے وہ گھوڑے کی لگام پکڑ کر بولے اے امیر المؤمنین! آپ مدینہ سے تشریف لے جائیے۔ واللہ اگر آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پھر لوٹ کر نہ آئے گا۔ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی طرف گالیاں دیتے ہوئے دوڑ پڑے آپ نے فرمایا ان کو درگزر کرو! یہ صحابی ہیں اور اچھے آدمی ہیں اور آگے بڑھ کر ربذہ پہنچے۔ اس مقام پر یہ خبر ملی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، بصریٰ پر قابض ہو گئے ہیں آپ نے اسی مقام پر قیام کیا، متعدد اور مختلف احکام صادر فرمائے۔

---

❶ ...... تصحیح واستدراک ثناء اللہ۔ ❷ ...... ابوالہیثم بدری صحابی ہیں اور یہ خزیمہ ذوالشہادتین نہیں ہیں۔ شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ میں چھ بدریوں کے سوا ساتواں کوئی بدری نہیں شریک ہوا (واللہ اعلم)۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین کا مکالمہ:......اس دوران آپ کے صاحب زادے حسن آ گئے۔ مدینہ سے بصری جانے اور مشورہ نہ ماننے کے بارے میں عرض ومعروض کرنے لگے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم نے کس بارے میں مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا حسن بولے میں آپ کو محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ رائے دی تھی کہ آپ مدینہ سے چلے جایئے۔ ان کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہیے اور بعد قتل میں نے گزارش کی کہ جب تک عرب کے وفود آ جائیں اور اسلامی علاقوں کے حکمران آپ کی خلافت کی بیعت نہ کرلیں اس وقت تک اہل مدینہ سے بیعت نہ کیجئے پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہیے یہاں تک کہ فتنہ وفساد کم ہو جائے آپ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ کیا۔

امیر المؤمنین کے جوابات:......امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میرے بیٹے تم نے مدینہ خروج کے بارے میں جو کہا تو سوائے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہ تھا۔ اور بیشک ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا تھا۔ اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کیا کہ اگر بیعت نہیں لوں گا تو اس سے خلافت اسلام کو سخت نقصان پہنچے گا۔ اور ارباب حل ❶ وعقد اہل مدینہ ہیں نہ کہ سارے عرب اور مسلمان علاقوں والے۔

خلفائے ثلاثہ کی بیعت کا اقرار:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ارباب حل وعقد نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔ اس لئے میں نے بھی ان سے بیعت کر لی۔ پھر جب ابوبکر نے اللہ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں بھی ان کی اتباع کی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رحمت الٰہی سے جا ملے ہیں۔ میں بھی ارباب شوریٰ میں سے تھا۔ لوگوں کے مشورہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی میں نے بھی بیعت کی اس کے بعد عوام نے بلوہ کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور بخوشی ورغبت میری بیعت کی پس میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کرے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ صادر فرمادے۔ وھو خیر الحاکمین۔ تمہارا یہ کہنا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت میں سکوت اختیار کرے بیٹھا رہوں۔ خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض نہ ادا کروں گا تو کون شخص ادا کرے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

کوفہ سے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے روانگی:......امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کے لئے کوفہ روانہ کیا۔ خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد مدینہ سے اپنا گھوڑا اور ہتھیار منگوایا آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا ان لوگوں کے بارے میں ہم آپ کا ارادہ سمجھ گئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا میں ان کی اصلاح کروں گا۔ اگر وہ قبول کریں گے ورنہ ان کے بارے میں غور کروں گا اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو میں ان کو روکوں گا۔

ربذہ سے روانگی:......ربذہ سے ابھی روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ طے کی ایک جماعت ساتھ دینے کے نیت سے آئی ان کی تعریف کی اور انہیں ساتھ لے لیا۔ ربذہ سے روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر عمرو رضی اللہ عنہ بن الجراح تھے۔ ''فید'' پہنچے تو قبیلہ ''اسد اور طے'' نے حاضر ہو کر لشکر میں چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اپنے اقرار پر ثابت وقائم رہو مہاجرین ہی کافی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رائے:......اس مقام پر ایک شیبانی شخص کوفہ سے آیا آپ نے اس سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت فرمایا، جواب دیا ان اردت الصلح فھو صا حبك و ان اردت القتال فلیس بصاحبك۔ (اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے اگر قصد جنگ ہے تمہارا وہ شریک نہیں ہے)۔ آپ نے فرمایا واللہ صلح کے سوا ہمارا کوئی قصد نہیں ہے بشرطیکہ ہم پر کوئی حملہ نہ ہو۔ فید سے روانہ ہو کر ثعلبیہ واساد میں قیام کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف اور حکیم بن جبلہ پر جو واقعات گزرے تھے معلوم ہوئے۔

عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف کی آمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شک:......پھر یہاں سے کوچ کر کے ''ذیقا'' پہنچے تو عثمان رضی اللہ عنہ بن حنیف آ کر ملے اپنا چہرہ دکھا کر عرض کی ''اے میر المؤمنین! آپ نے مجھے داڑھی کے ساتھ بھیجا تھا مگر اب میں بغیر داڑھی کے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو اس کا اجر ملے گا۔

---

❶......ارباب حل وعقد، فیصلہ کرنے والے دانشور اور اہل رائے لوگ (ثناء اللہ)

مجھ سے پہلے دو صاحبوں کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ ان صاحبوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا، پھر تیسرے کو حاکم بنایا اس کی نسبت لوگوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہا اور اس کے ساتھ جس طرح پیش آئے وہ تم کو معلوم ہے پھر سب لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہیں بیعت کرنے والوں میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہوں نے بدعہدی کی اور مجھ پر خروج کیا۔ تعجب ہے کہ لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی میری مخالفت کرتے ہیں۔ واللہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سے الگ نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر کے حق میں دعا کرنے لگے۔

بکر بن وائل کی آمد:......اسی مقام پر ابھی قیام تھا کہ قبیلہ بکر بن وائل نے حاضر ہو کر گزارش کی ہم لوگ جان نثاری کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو قبائل طے اور اسد کو دیا تھا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قبیلہ عبدالقیس نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا ہے نے ان کی تعریف وثناء کی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کرنے کی کوشش:......محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جو کوفہ گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں پہنچ کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کا خط دیا۔ اہل کوفہ کو ان کے حکم کے مطابق جنگ کی ترغیب دینے لگے۔ جب کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خروج کرنے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کا راستہ ہے اور بیٹھے رہنا آخرت کا راستہ ہے۔ لوگ یہ سن کر بیٹھے رہے۔ ان دونوں کو غصہ آ گیا اور پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے سختی سے پیش آئے تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری گردن میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں بھی ہے۔ اگر لڑائی ضروری ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے وہ جہاں کہیں بھی ہو لڑنا چاہیے، دونوں یہ خبر لے کر ذی قار میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔

اشتر اور ابن عباس کی کوشش:......امیر المومنین نے اشتر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے معاملے میں میرے قائم مقام ہو حضرت ابن عباس کو لے جاؤ اور بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کرو۔ چنانچہ اشتر اور ابن عباس حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے فوجی مدد پر اصرار کیا۔ لیکن وہ اخیر تک یہی جواب دیتے رہے کہ میں سکوت اختیار کروں گا حتیٰ کے فتنہ ختم ہو جائے اور اختلاف لوگوں سے اٹھ جائے اشتر اور ابن عباس مجبور ہو کر لوٹ آئے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور عمار کی کوشش:......ان کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بھیجا حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر مسجد میں آئے۔ حسن ابن علی رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا اور عمار بن یاسر سے مخاطب ہو کر کہا، اے لوگو! ابو الیقظان تم نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی اور مخالفوں کے ساتھ ہو گئے اور فاجروں کا ساتھ دینے کو جائز رکھا۔ عمار نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے کہا لوگوں نے ہم سے اس بارے میں مشورہ نہیں کیا اور اصلاح کے سوا ہمارا کوئی اور مقصود نہیں ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اصلاح امت کے بارے میں کسی سے ڈرتے نہیں۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کو دلیل کے ساتھ جواب:......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے عنقریب فتنہ ہونے والا ہے۔ اس وقت بیٹھا ہوا شخص، کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا۔ کھڑا ہوا شخص پیادہ چلنے والے سے بہتر ہوگا، پیادہ چلنے والا، سوار سے بہتر ہوگا اور سارے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں کا خون و مال ❶ ایک دوسرے پر حرام ہے۔ عمار اس تقریر سے ایسے ناراض ہوئے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ بیٹھے ابوموسی رضی اللہ عنہ تو سن کر خاموش ہو گئے مگر حاضرین میں سے کسی شخص نے جواب ترکی بہ ترکی دے دیا۔ بات بڑھی لوگ حضرت عمار پر ٹوٹ پڑے لیکن حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔

ام المومنین کے خط سے کوفے میں ہنگامہ:......اس کے بعد زید بن صوحان مسجد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک خط ❷ اپنے نام کا

---

❶......اس حدیث کو مسلم نے کتاب الفتن ۵۲۰ باب ۳ حدیث ۱۳ پر ذکر کیا ہے صفحہ ۲۲۱۲۔ ❷......ہر دو خطوط کا مضمون یہ تھا کہ اس زمانہ میں تم لوگ کسی کی مدد نہ کرو اپنے اپنے مکان میں بیٹھے رہو یا ہماری نصرت پر آمادہ ہو ہم خون عثمان رضی اللہ عنہ کا معاوضہ لینے کو آئے ہیں۔

اور ایک بنام اہل کوفہ کے لئے اور انکار کے طور پر طنز یہ پڑھنا شروع کیا۔ شعیث بن ربعی گالی دے بیٹھے تو حاضرین دلی جذبات سنبھال نہ سکے اور اعلانیہ ام المؤمنین کی طرف داری کا اظہار کرنے لگے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی نصیحت: .....حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روکتے جاتے تھے میری اطاعت کرو، عرب کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ بن جاؤ تا کہ مظلوم تمہارے سائے میں آکر پناہ گزیں ہوں، مخائف تم میں آکر امن پائیں۔ جب فتنہ وفساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو حق و باطل مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ بیشک یہ فساد بیماری کی طرح اٹھ کھڑا ہوا ہے تم لوگ اپنی تلواروں کو نیام میں کرلو، اپنے نیزوں کو نوکوں کے نیچے کرلو۔ اپنی سواریوں کے تنگ کو کاٹ دو۔ اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اگر قریش دارالہجرۃ (مدینہ) کو چھوڑ کر نکلنے اور اہل علم سے جدائی پر آمادہ ہو جائیں تو ان کا ساتھ نہ دو یہاں تک کہ آتش فتنہ ختم ہو جائے اور اصل واقعہ کھل جائے۔

امیر المؤمنین کی حمایت کا اعلان: .....زید بن صوحان نے اٹھ کر کہا اے عبداللہ بن قیس! فرات کو لوٹا دو جس طرح سے بڑھ کر آیا ہے اور امیر المؤمنین سید المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے چلو۔ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کی اور کہا امیر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جو کچھ بیان کیا ہے وہ سب درست وصحیح ہے لیکن میں تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہہ رہا کہ امیر المومنین کی مدد کرو حق تک پہنچ جاؤ گے۔ عبد خیر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور عبد خیر کا مکالمہ: .....حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مخاطب ہو کر کہا تم جانتے ہو کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی؟ جواب دیا ہاں۔ پھر پوچھا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی وجہ سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس معاملہ کو نہیں جانتا، عبد خیر نے سخت وتند لہجہ میں کہا اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ۔ پھر اس سے کہا اے لوگو! تم کو امیر المومنین نے بلایا ہے تا کہ جو معاملات ان میں ہیں اور ان کے دونوں ساتھیوں (طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر) میں پیش آگئے ہیں ان کو دیکھو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فقیہ وحکیم امت ہیں جو شخص ان کی مدد کے لئے جائے گا میں اس کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر اور کوفہ سے لشکر کی روانگی: .....حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تم لوگوں کو دیکھنے کے لئے بلایا ہے۔ چلو اور ان کے ساتھ مل کر لڑو، حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے کہا تم لوگ ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو اور بیشک امیر المومنین کہتے ہیں کہ ہم اگر مظلوم ہیں تم ہماری قوم کو جنگ پر ابھارنا۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کوفہ سے نو ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے چھ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی دریا کے راستے سے آگئے۔

اشتر کی کوفہ آمد اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو الٹی میٹم: .....حسن اور عمار کی روانگی کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو بھی کوفہ روانہ کیا تھا یہ اس وقت کوفہ میں داخل ہوا جس وقت حسن اور عمار ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں ایک مجمع عام کے سامنے امیر المومنین کا ساتھ دینے پر بحث ومباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ کے پاس سے گزرتا تھا اور ان کو قصر کی طرف بلاتا جاتا تھا۔ ایک گروہ کثیر لئے ہوئے قصر امارت تک پہنچا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ لوگوں کو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے۔ مگر حضرت حسن کہتے جاتے تھے تم ہمارے مقرر کردہ عامل ہو اس لئے ہو ہمارے ممبر کو چھوڑ دو۔ اشتر نے قصر میں داخل ہو کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا اتنے میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آگئے۔ اشتر نے چلا کر کہا تیری ماں مر جائے، خدا تجھ کو یہاں سے نکالے اور شام تک نکل جانے کی ڈیڈ لائن مقرر کی لوگ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنے کے لئے ٹوٹ پڑے اشتر نے کچھ سوچ کر ان سب کو منع کر دیا۔

جنگ کے امراء کی تشکیل: .....حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کوفیوں کو بطور فوج مرتب کیا اور قبیلہ کنانہ اسید، تمیم، رباب، اور مزنیہ پر معقل بن یسار ریاحی کو، قبائل قیس پر سعد بن مسعود ثقفی مختار کے چچا کو، بکر تغلب اور علتہ پر مخدوج ذہلی کو، مذحج اور اشعرین پر حجر بن عدی کو، بجیلہ، انمار، خثعم اور ازد پر

مخف بن سلیم کو سرداری عنایت کی اور خاص کوفہ والوں پر قعقاع بن عمر رضی اللہ عنہ و، سعید بن مالک، ہند بن عمر رضی اللہ عنہ و، ہیثم بن شہاب کو مقرر کیا۔ جنگ کی ترغیب دینے والے زید بن صوحان، اشتر عدی بن حاتم، مسیّب بن نجبہ اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے۔

کوفہ کی فوج کی آمد اور امیر المومنین کا استقبال:.....الغرض اہل کوفہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مقام ذی قار میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے استقبال کیا مرحبا کہا، اور یہ ارشاد فرمایا اے اہل کوفہ ہم نے تم کو اس نیت سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ اپنے بھائیوں (اہل بصری) سے مقابلہ کرو اگر وہ لوگ اپنی رائے سے رجوع کر لیں تو ہم یہی چاہتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے خیال پر اصرار کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے۔ تا کہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی بھی کام کو جس میں ذرہ برابر بھی فساد ہو گا بغیر اصلاح کئے نہ چھوڑیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اہل کوفہ نے امیر المومنین کے پاس ذی قارین میں قیام کیا۔ قبیلہ عبد القیس جن کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی بصری اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیانی میدان میں ٹھہرے۔

قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی افہام و تفہیم کے لئے روانگی:.....اس کے دوسرے دن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سمجھانے کے لئے بصریٰ روانہ کیا۔ قعقاع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحابیت نصیب تھا۔ روانگی کے وقت آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسی بات پیش کریں گے جس کے بارے میں تم کو کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر وہ باتیں اس قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم ان کو وہی جواب دیں گے اور اگر ان کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ ہم دیکھتے سنتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک تم اس کے لائق ہو۔

قعقاع ام المؤمنین کی خدمت میں:.....غرض حضرت قعقاع بصریٰ پہنچ کر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے ام المومنین آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے۔ فرمایا لوگوں اختلاف اور ان کی اصلاح! قعقاع نے کہا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر کو بلوائیے میں آپ کے سامنے ان سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بلا لیا وہ آئے تو باتیں ہونے لگیں۔

قعقاع اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر:.....قعقاع نے کہا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تھا آپ کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا اختلاف امت کا خاتمہ اور ان کی اصلاح ❶ آپ لوگ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو، انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ تو قعقاع نے کہا، اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تو کو اس کا کیا حق حاصل ہے؟ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر نے کہا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لینا۔ اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائیں گے تو عمل بالقرآن ترک ہو جائے گا۔

یہ سن کر حضرت قعقاع نے کہا، تم نے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے شبہہ میں اہل بصریٰ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے جس سے چھ ہزار آدمی متاثر ہوئے۔ اور تم نے حرقوس بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن ان چھ ہزار نے اس کو بچالیا۔ پس اگر تم ان لوگوں سے لڑو گے بہت بڑا فساد برپا ہوگا۔ مضر اور ربیعہ بھی تم سے لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہ گئی؟ یہ سن کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے قعقاع سے مخاطب ہو کر فرمایا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟۔

حضرت قعقاع کی رائے اور صلح پر اتفاق:.....حضرت قعقاع نے کہا اس کا علاج بالفعل فتنہ کو ختم کرنا ہے اور مصالحت سے کام لینا ہے۔ اس کے بعد قصاص لینا ہے تا کہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو آپ لوگ خیر و برکت کی ضمانت ہیں۔ تم کو بلا میں نہ ڈالوں گا اور آپ بھی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ اس سے ہم کو اور آپ کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اس تقریر سے ام المومنین اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا اور ان لوگوں نے متفق ہو کر کہا، بیشک تمہاری رائے درست ہے تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اگر وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہو جائے گی۔ حضرت

❶.....اسی طرف حافظ ابن حجر بھی گئے ہیں چنانچہ کتاب، اخبار البصری سے عمر رضی اللہ عنہ بن شبہ کے حوالے سے مہلب کا قول نقل کرتے ہیں کہ کسی نے بھی روایت نقل نہیں کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے لشکر میں کوئی خلافت کے لئے علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنا چاہتا ہو اور نہ ہی انہوں نے کسی کو اس بات کی دعوت دی کہ اسے خلیفہ بنا دیا جائے گا۔ فتح الباری جلد ۱۴ صفحہ ۴۱۔۴۲۔

قعقاع لوٹ کر امیر المؤمنین کے پاس آئے اور تمام حالات عرض کیے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے بہت تعجب اور خوشی ہوئی۔

صلح پر اتفاق اور لشکر کی روانگی: ...... اس واقعہ سے پہلے اہل بصریٰ کے وفود امیر المؤمنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے دیکھنے کو آئے تھے۔ ان سب نے بھی صلح پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا لیکن انہیں لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کی مصالحت ناگوار گزر رہی تھی۔ قصہ مختصر کہ امیر المومنین نے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اور اگلے دن کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ان لوگوں کے بارے میں جو محاصرہ عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر سے نکل جائیں اور ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

فسادی اشتر اور اہل مصر میں کھلبلی: ...... اہل مصر کو یہ مصالحت ناگوار گذری ابن السودا، خالد بن ملجم، اشتر ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے۔ علباء بن الہثیم، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہ جو کہ فسادیوں کے سردار تھے بھی شریک جلسہ تھے۔ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس وقت تک تو حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المومنین کی بھی رائے قصاص لینے کی ہوگئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں۔ امیر المومنین نے جو فرمایا ہے وہ تم سن چکے ہوا س لئے اگر مصالحت کرلیں گے اور باہم متفق ہو جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہیں کریں گے۔

اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی سازش: ...... اشتر نے کہا واللہ ان سب کی رائے ہمارے بارے میں ایک ہی ہے اگر مصالحت کریں گے تو ہمارا خون بہانے پر مصالحت کریں گے پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچادیں بعد اس کے پھر خود بخود سکون ہو جائے گا۔ ابن سوداء نے جواب دیا کہ تم نے ذی قاء میں ہزاروں کی جمعیت دیکھی ہے۔ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں۔ تم صرف ڈھائی ہزار لشکر کے ساتھ ہو تم اپنا خیال ہرگز پورا نہیں کر سکتے۔ علباء بولا۔ بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو تا کہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بن جائے۔ ابن السوداء نے کہا یہ رائے درست نہیں ہے اگر ان دونوں فریق سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو ایک ایک کر کے پکڑ لیں گے۔

عدی بن خاتم کی رائے: ...... عدی نے جواب دیا ہم نہ اس صلح سے راضی ہیں اور نہ اس سے ناراض۔ اگر اتفاقاً جو واقعہ ہونے والا ہے وہ واقع ہو گیا ہے اور لوگ اس مقام پر اتر پڑے (یعنی لڑائی ہوگئی) تو ہمارے پاس سوار بھی ہیں۔ آلات حرب بھی ہیں، اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے۔ اگر وہ ہم پر حملہ کریں گے تم ہم بھی حملہ کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکروں کو لڑانے کی رائے: ...... سالم اور شریح نے رائے دی کہ فوراً کہیں چلے جانا چاہیے۔ ابن السوداء نے کہا اے بھائیو! تمہاری عزت اسی میں ہے کے لوگوں میں مل جل کر انہیں آپس میں لڑا دو اور میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ کل جب فریقین جمع ہوں تو جس طرح سے ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جس کو ناپسند کرتے ہو اس سے محفوظ رہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن لسوداء کو پسند کیا اور اسی پر اتفاق سے علیحدہ ہو گئے۔

لشکروں کا سامنا: ...... صبح ہوتے ہی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا۔ قبیلہ عبدالقیس کے پڑاؤ پر پہنچے وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زاویہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ پھر زاویہ سے بصریٰ روانہ ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۳۶ھ کو مقام قصر عبیداللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبدالقیس خط و کتابت کر کے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آگئے۔ تین روز تک بغیر جدال وقتال کے ٹھہرے رہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صلح کا انتظار: ...... زبیر کے بعض ساتھیوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی لیکن انہوں نے معذرت کی کہ حضرت قعقاع کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے ہماری طرف سے غداری نہ ہوگی۔ ایسا ہی امیر المومنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انہوں

نے بھی یہی جواب دیا۔ ❶ پھر آپ سے دریافت کیا گیا اگر کل لڑائی ہوگئی تو فریقین کے مقتولوں کا کیا حال ہوگا فرمایا، میں امید کرتا ہوں ہمارا اور ان کا کوئی شخص قتل نہ کیا گیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے دلوں کا صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی مقتول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا پیغام:......اسکے بعد آپنے لشکریوں کو لڑائی سے منع کر دیا اور حکم بن سلام، مالک بن حبیب کو طلحہ رضی اللہ عنہ زبیر کے پاس پیام لے کر بھیجا کہ اگر تم لوگ اس اقرار پر قائم ہو جس کی حضرت قعقاع نے خبر دی ہے تو لڑائی سے رکے رہو حتیٰ کہ کوئی بات طے پا جائے۔

احنف بن قیس:......اس کے بعد احنف بن قیس امیر المؤمنین کے پاس آئے۔ یہ اس فسادی گروہ سے علیحدہ و کنارہ کش ہو گئے تھے شہادت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حج سے واپس ہو کر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ احنف کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں تھے میں حج کے لئے جا رہا تھا میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ضرور شہید کر دیئے جائیں گے۔ ان کے بعد کس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی تو ان لوگوں نے کہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر۔ لہٰذا جب میں حج کر کے واپس ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان شہید ہو چکے تھے تو میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے اہل وعیال میں چلا آیا۔

احنف کا مؤقف:......اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، ام المومنین رضی اللہ عنہا بصریٰ پہنچے اور مجھے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی غرض سے طلب کیا تو مجھے سخت تشویش ہوئی ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر ان لوگوں سے کہا کیا تم لوگوں نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

جواب دیا ہاں! لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرط بیعت پوری نہ کی۔ میں نے کہا واللہ نہ تو میں بیعت توڑوں گا اور نہ ام المومنین سے لڑوں گا بلکہ سب سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جاؤں گا۔ اس گفتگو کے بعد احنف چھ ہزار آدمیوں کو لے کر بصریٰ سے تین کوس کے فاصلہ پر مقام جلجاء میں مقیم ہو گئے۔ پھر جب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے احنف آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اور چاہو تو سکوت اختیار کرو۔ احنف نے سکوت کو پسند کیا۔ چنانچہ قبیلہ تمیم اور بنوسعد کو لے کر دونوں طریقوں سے علیحدہ ہو گئے پھر جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کامیاب ہو گئے تو احنف حاضر خدمت ہوئے اور ان کو پوری پوری اتباع کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:......جس وقت دونوں حریف مقابل ہوئے تو طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر لشکر سے نکلے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے لشکر سے باہر آئے دونوں فریق اس قدر قریب ہو گئے کہ ان لوگوں کو سواریوں کی گردنیں پھر گئیں (یعنی بالکل ایک دوسرے سے مل گئے) امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، تم لوگوں نے آلات حرب، سواروں پیادوں کو جمع کر کے میرے ساتھ دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دشمنی کی وجہ ہے؟ کیا میں تمھارے لئے جائز ہوں؟ طلحہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں سازش نہیں کی؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے اللہ اپنے دین کو پورا کرے گا اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجے گا۔ اے طلحہ رضی اللہ عنہ کیا تم نے میری بیعت نہیں کی؟ جواب دیا، ہاں میری گردن پر تلوار تھی (یعنی مجبوری)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ اور زبیر کا واپسی کا ارادہ:......اس کے بعد امیر المومنین نے زبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا تم کو وہ وقت یاد ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ بیشک تم ایسے شخص سے لڑو گے جس پر تم ہی ظلم کرنے والے ہو؟ جواب دیا، ہاں۔ اگر تم میری روانگی سے

---

❶ ......ابوسلامہ دولانی نے یہ سوال کیا تھا پورا واقعہ یہ ہے کہ جب فتنہ پردازوں نے دونوں لشکروں کو ابھارنا شروع کیا تو امیر المومنین نے ایک روز خطبہ کے دوران اعور بن بنان منقری نے کھڑے ہو کر بصریٰ آنے کی وجہ دریافت کی کہ آپ نے فرمایا بغرض اصلاح اور آتش فتنہ کو سرد کرنے آیا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے امت محمد یہ کو متفق کر دے اور ان سے لڑائی کو اٹھا دے۔ پھر اعور نے عرض کی، اگر وہ لوگ آپ کے کہنے پر عمل نہ کریں ارشاد ہوا ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے اعور نے کہا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں جواب دیا ہم مدافعت کریں گے۔ اتنے میں ابوسلامہ دولانی بول اٹھا کیا آپ کے نزدیک انکے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ فعل کر رہے ہیں، آپ نے جواب دیا ہاں! پھر ابوسلامہ نے کہا کیا آپ کے پاس بھی کوئی دلیل خون کا بدلہ لینے میں تاخیر کرنے کی ہے؟ ارشاد ہوا ہاں بیشک جب کوئی بات مشتبہ ہو جاتی اور اس کا معلوم کرنا دشوار ہو تو اس میں نہایت احتیاط سے فیصلہ کرنا چاہیے۔ جلدی سے نقصان ہوتا ہے اس پر ابوسلامہ نے کہا اگر کل اتفاقاً مٹھ بھیڑ ہو گئی تو ہمارا اور ان کا کیا حال ہوگا آپ نے فرمایا ہمارے اور ان کے مقتول جنت میں ہوں گے۔

پہلے اس واقعہ کو مجھے یاد دلاتے تو میں ہرگز روانہ نہ ہوتا اور اب واللہ میں تم سے ہرگز نہیں لڑوں گا۔ اتنی گفتگو کے بعد ایک لشکر دوسرے سے الگ ہو گیا۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر میں واپس آ کر ساتھیوں سے فرمایا کہ زبیر تو اب ہم سے نہیں لڑیں گے۔

زبیر ام المومنین کی خدمت میں:...... زبیر ام المومنین کی خدمت حاضر ہوئے۔ عرض کی اس سے بیشتر جب سے میں نے ہوش سنبھالا سوائے اس موقع کے جس موقع پر آج گیا ہوں اپنا انجام جانتا تھا۔ ام المؤمنین نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے اور تم کیا چاہتے ہو جواب دیا میرا یہ ارادہ ہے کہ میں ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔ ام المؤمنین جواب نہ دینے پائی تھیں کہ زبیر کے لڑکے عبداللہ بول اٹھے۔ ہاں جب دونوں کو مجتمع کر لیا اور ایک کو دوسرے کی دشمنی پر ابھار دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ابن ابی طالب کے جھنڈوں سے ڈر گئے۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس کے اٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہیں اور اس کے نیچے چمکتی ہوئی تلواریں ہیں۔ اس سے آپ میں بزدلی آ گئی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم کھا لی ہے۔ جواب دیا اپنی قسم کا کفارہ دے دو اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دو۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ زبیر نے اسی وقت واپسی کا ارادہ کر لیا تھا جب عمار بن یاسر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے ساتھ دیکھا تو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

اہل بصریٰ کے تین گروپ:...... اہل بصریٰ تین گروپ بن گئے تھے کچھ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور کچھ لوگ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دینے پر تلے ہوئے تھے۔ اور تیسرہ گروپ وہ تھا جو سکوت میں تھا نہ ان کے ساتھ تھا۔ اور نہ ان کا ساتھ دیتا تھا احنف بن قیس اور عمر رضی اللہ عنہ و بن حصین وغیرہ اسی گروہ میں تھے۔

ام المومنین اور امیر المؤمنین کے لشکر:...... ام المومنین نے ازد میں قیام فرمایا ان دنوں ازد کا سردار صبرۃ بن شیمان تھا۔ کعب بن سور نے سکوت کرنے کے لئے کہا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھ قبائل مضر اور رباب منجانب بن راشد کی قیادت میں بنو عمر رضی اللہ عنہ و بن تمیم ابو الحرباء کی قیادت میں اور بنو حنظلہ ہلال بن وکیع کی، سلیم مجاشع بن مسعود کی، عامر اور غطفان زفر بن الحرث کی اور ازد وصبرۃ بن شیمان کی، بکر بن مالک بن مجاشع کی اور بنو ناجیہ حریث بن راشد کی قیادت میں تھے۔ ان سب کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیس ہزار آدمی تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے۔ مضر مضر کے مقابلہ پر ربیعہ، ربیعہ والوں کے سامنے تھے۔ دونوں فریق کے آدمیوں میں میل جول تھا صلح کے سوا کوئی اور گفتگو نہ کرتے تھے۔

صلح کی شرائط طے ہو گئیں:...... حکیم و مالک جو طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے یہ خبر لے کر واپس آئے کہ ہم لوگ اسی عہد و قرار پر ہیں جس پر حضرت قعقاع ہم سے رخصت ہو کر گئے تھے۔ پھر شام کے وقت حضرت ابن عباس، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر کے پاس اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صلح کی گفتگو کرنے آئے۔ شرائط طے ہو گئیں صبح کے وقت صلح نامہ اور معاہدہ لکھے جانے کی رائے طے پا گئی۔

قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا لڑائی چھیڑنا:...... لیکن اس سے ان لوگوں کی پریشانی بڑھ گئی جنہوں نے امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوہ کیا تھا اور ان پر خروج کیا تھا، تمام رات مشورہ کرتے رہے۔ صبح ہوتے جس طرح ممکن ہو لڑائی چھیڑ دی۔ جہاں تک ممکن ہو صلح نہ ہونے پائے۔ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ الصباح فریقین کی لاعلمی میں فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ جما دیا مضر کے فسادیوں نے مضر پر فتنہ پرداز ان ربیعہ نے ربیعہ پر، باغیان یمن نے یمن پر، اہل بصرہ کے فسادی بصریٰ پر غرض ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلہ پر حملہ آور ہوا۔ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر نے لڑائی کا شور و غل سن کر عبدالرحمن بن حرث کو میمنہ پر، عبدالرحمن بن عتاب کو میسرہ پر متعین کیا۔ خود قلب لشکر میں رہے۔ لوگوں نے لڑائی چھیڑنے اور شور و غل کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیر بازی شروع کر دی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس:...... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا افسوس! حضرت علی رضی اللہ عنہ خونریزی کئے بغیر نہ مانیں گے۔ یہ کہہ کر حملہ آور گروہ سے مزاحمت کرنے لگے ادھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ شور و غل سن کر خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ دریافت فرمایا تو فرقہ سبائیہ

کے ایک شخص نے کہا جس کو فتنہ پردازوں نے پہلے ہی سکھا رکھا تھا ہم کو سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم کو سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم رات کو بے خوف ہو کر سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ اہل بصریٰ نے حملہ کر دیا۔ ٹڈی دل گروہ ہم پر تیر بازی کرتا ہوا الڈ آیا۔ لہٰذا ہمارے ساتھی بھی سوار ہو گئے اور لوگوں نے لڑائی چھیڑ دی۔

امیر المؤمنین کا اظہار افسوس: ..... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر سوار ہوئے۔ افسران لشکر کو میمنہ وغیرہ پر مامور کر کے افسوس کرتے ہوئے فرمایا بیشک حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ بغیر خونریزی کئے نہیں مانیں گے۔ قصہ مختصر دونوں فریقوں کو غلط فہمی ہوئی ایک نے دوسرے کو مجرم سمجھا اور اصل حال کسی پر نہیں کھلا۔

دونوں لشکروں میں خاص اعلان: ..... امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے لشکروں میں اعلان کرا دیا تھا کہ کوئی شخص اس معرکہ سے بھاگنے والے کا تعاقب نہ کریں اس سے نہ لڑیں نہ کسی زخمی پر حملہ کرے اور نہ کسی کا مال و اسباب چھینیں۔ لڑائی شروع ہونے پر کعب بن سور ام المؤمنین کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے ام المؤمنین لوگوں نے لڑائی شروع کر دی ہے اور آپ موقع جنگ پر تشریف لے چلیں شاید اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے مصالحت کرا دیں۔

ام المؤمنین جنگ کے میدان میں: ..... ام المؤمنین چلنے پر آمادہ ہوئیں۔ لوگوں نے آپ کو اونٹ پر سوار کرا دیا اور ہودج (عماری) کو زرہیں پہنائیں اور ایسی جگہ پر لا کر اونٹ کو کھڑا کیا جہاں سے لڑائی کا منظر بخوبی دکھلائی دیتا تھا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہنے کے بعد اصحاب جمل کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ❶: ..... طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ایک تیر لگا جس کے صدمہ زخم سے مجبور ہو کر بصریٰ چلے گے۔ خون کسی طرح نہ رکا اور شہید ہو گئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ❷: ..... زبیر رضی اللہ عنہ وادی السباع کی جانب چلے گئے کیونکہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تھی راستہ میں احنف کا لشکر مل گیا عمر رضی اللہ عنہ بن اجرموز نے لشکر سے نکل کر تعاقب کیا اور قریب پہنچ کر مسئلہ پوچھنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ بن جرموز نے ان کو شہید کر ڈالا۔ گھوڑا ہتھیار، انگوٹھی لے کر احنف کے پاس آیا احنف نے کہا واللہ میں نہیں جانتا کے تو نے یہ کام اچھا کیا یا خراب؟

زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو جہنم کی بشارت: ..... ابن جرموز نے یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف آیا دربان سے کہا، امیر المؤمنین سے کہہ دو کہ زبیر کا قاتل حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اجازت دو اور جہنم میں جانے کی بشارت دو۔

قرآن کے ذریعے لڑائی روکنے کی ناکام کوشش: ..... اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی منہزم گروہ، بصریٰ کے قریب پہنچ گیا تھا چونکہ لشکر امیر المؤمنین نے ام المؤمنین کے اونٹ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اس سے اصحاب جمل ام المومنین کے بچانے کو جوش میں آ کر پھر لوٹے اور اسی زور شور سے پھر لڑائی شروع کر دی جیسا کہ اس سے پہلے تیزی کے ساتھ جاری تھی۔ ام المومنین نے لڑائی روکنے کے غرض سے کعب بن سور سے فرمایا تم ناقہ کو چھوڑ دو اور قرآن لے کر صف لشکر سے نکل کر میدان میں جاؤ اور اس کے فیصلے کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ چنانچہ کعب قرآن شریف لے کر صف لشکر سے نکلے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا لشکر آگے بڑھنے لگا۔ فرقہ سبائیہ نے جو سب سے آگے تھا۔ کعب پر تیر بازی کی کعب شہید ہو گئے تھے۔

---

❶ ..... طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں تیر لگنے پر حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہا ابو محمد تم اپنے مقصد کے حاصل کرنے سے معزول ہو موقع جنگ سے بصریٰ جا کر کسی مکان میں قیام کر و طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ بصریٰ چلے گئے خون اس کثرت سے جاری تھا کہ موزہ خون سے بھر گیا بصریٰ پہنچ کر دار خربہ میں راتوں بیہوش تھے پھر تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ ❷ ..... زبیر لڑائی ہوتے ہی موقع جنگ سے نکل کھڑے ہوئے تھے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان پر عمار بن یاسر نیزہ سے وار کرتے جاتے تھے اور زبیر صرف حملہ کو روک رہے تھے اس وجہ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد دلائی گئی تھی ورنہ زبیر عمار کے لئے کافی تھے غرض زبیر لڑائی سے کسی طرح اپنی جان بچا کر نکلے ابن جرموز نے تعاقب کیا اور وادی السباع میں پہنچ کر بحالت نماز شہید کر دیا۔ آپ کے غلام عطیہ نے وہیں دفن کیا۔

ام المومنین کی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بد دعا: ..... پھر انہوں نے ام المومنین کی عماری پر تیر باری شروع کر دی ام المومنین نے بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو امداد کیلئے بلایا۔ پھر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بد دعا کرنے لگیں۔ اہل لشکر بھی آپ کے ہمراہ بد دعا کر رہے تھے۔ ایک طرف لڑائی کا شور برپا تھا نیزہ اور تلواروں کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹ جاتے تھے دوسری طرف سے بد دعا کی آواز آتی جس سے میدان جنگ گونج رہا تھا۔

امیر المومنین کی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں بد دعا: ..... امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس شور کو سن کر دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو دعائے بد دے رہی ہیں آپ نے فرمایا۔ اللّٰھم العن قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ (اے خدا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیج)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تقریر اور سبائیوں کے خلاف حملہ: ..... جب اس تدبیر سے لڑائی نہ رکی تو ام المومنین نے میمنہ و میسرہ کے کمانڈروں عبدالرحمٰن بن عتاب اور عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام کے پاس کہلا بھیجا۔ تم لوگ نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہو میں تمھاری مدد کے لئے آدمی بھیجتی ہوں۔ پھر اپنے لشکر کو ایک پر جوش تقریر سے لڑائی پر ابھارا اور وہ لوگ بھی یہ دیکھ کر کہ فریق مخالف چاروں طرف سے سمٹ کر ناقہ ہی پر حملہ کر رہے تھے۔ ایک تازہ جوش سے حملہ کرنے لگے۔ کوفہ و بصریٰ کے قبیلہ مضر نے ہلہ کر کے ناقہ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے خالی کر کے تیر برسانا شروع کر دیئے۔ فریقین ایک دوسرے کے حملے کا جواب تیروں سے دے رہے تھے۔

زید بن صوحان کی شہادت: ..... زید بن صوحان اور ان کی بھائی سیحان مارے گئے۔ لڑائی کا عنوان تھوڑی دیر کے لئے پھر خطرناک ہو گیا پھر دونوں حریف جوش مردانگی میں آ کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے۔ کوفہ یمن اور ربیعہ کا گروہ لڑائی میں شروع میں پیچھے تھا لیکن پھر مستعد ہو کر لڑنے لگا۔ ان کے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پھر اس کو یزید بن قیس نے سنبھالا اور ربیعہ کے علم کے نیچے زید، عبداللہ بن رقیہ اور ابو عبیدہ بن راشد بن سلمی کام آئے۔

لڑائی کی شدت اور کثرت سے شہادتیں: ..... لڑائی لحہ بہ لحہ تیز ہو رہی تھی صف کی ترتیب ختم ہو گئی تھی کوفیوں کا گروہ جو میمنہ میں تھا اب قلب سے اور اہل بصریٰ کا میسرہ اپنے قلب سے مل جل گیا تھا۔ اس فریق کے میمنہ سے اس فریق کے میسرہ کا اور اس کے میسرہ نے اس کے میمنہ کا راستہ روکا۔ مضر کے بہادر جانبین سے اجزائے اشعار پڑھ پڑھ کر حملہ کرنے لگے۔ زیادہ تر فریقین کے جنگ آزما اپنے مد مقابل کے ہاتھ پاؤں پر حملہ کر کے کاٹ ڈالتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عتاب کا ہاتھ شہید ہونے سے پہلے کٹ گیا تھا ام المومنین کے پاس قبیلہ ازد پھر بنوضبہ پھر بنوعبد مناۃ نے اپنے حریف کا مقابلہ کیا اور اس سے مزاحم ہوئے۔ کثرت سے لوگ مارے گئے ہزاروں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا امتیاز باقی نہ رہا قلب کے لشکر سے آ کر مل گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر حملے، قربانیاں اور قتل: ..... گروہ کے گروہ حملہ کے لئے ناقہ پر آتے تھے اور وہیں لڑ کر مارتے اور مر جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کوفہ کے مہار پر چالیس یا ستر آدمی کام آئے اور یہ سب قبیلہ قریش کے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر زخمی ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن عتاب جندی زبیر عامری اور عبداللہ بن حکیم بن حزام شہید ہو گئے۔ ان کے ساتھ قریش کا علم تھا۔ ان کو اشتر نے مارا۔ اور مارنے میں عدی بن حاتم نے مدد دی۔ اسود بن ابی البختری بھی شہید ہو گئے۔ یہ ناقہ کا مہار پکڑے ہوئے تھے۔ بعد ان کے عمرو رضی اللہ عنہ بن الاشرف ازدی اور ان کے تیرہ آدمی کام آئے مروان بن الحکم اور عبداللہ بن زبیر کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے اس پر بھی ام المومنین کے ساتھیوں کا جوش ختم نہ ہوتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کا قتل: ..... تب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے پکار کر کہا اونٹ پر حملہ کرو۔ یہ لوگ خود ہی متفرق و منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک شخص نے بڑھ کر اونٹ کو مارا اونٹ چلا کر گر پڑا۔ کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے شہید ہو جانے پر ان کے بھائی صقعب نے لیا۔ جب یہ بھی شہید ہو گئے تب ان کے بھائی عبداللہ نے سنبھالا۔ ان کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا تو علی رضی اللہ عنہ بن عروہ نے لیا۔ علم انہیں کے ہاتھ میں تھا فتح حاصل ہو گئی۔ کوفیان عبدالقیس کا علم قاسم بن سلمہ لئے ہوئے تھے جب یہ زید بن صوحان اور سیحان بن صوحان کے ساتھ شہید ہو گئے تو اور چند لوگوں نے علم کو سنبھالا۔ لہٰذا ان لوگوں میں سے عبداللہ بن رقیہ پھر منقذ بن نعمان نے علم لیا جب یہ بھی کام آ گئے تو تو ان کے

لڑکے مرہ نے دوڑ کر علم سنبھالا۔ علم انہی کے ہاتھ میں تھا کہ فتح کا ڈنکا بج گیا۔ بکر بن وائل کا علم بنی ذہل میں حرث بن حسان کے ہاتھ میں تھا۔ پانچ آدمیوں کے ساتھ جوان کے خاندان کے تھے اور تیس آدمی بنو مخدوج اور بنی ذہل کے کام آئے تھے کہ کامیابی کا شور مچ گیا۔

اونٹ کے قتل کی دوسری روایت:......بعض مؤرخین نے ناقہ کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قعقاع نے اشتر سے واپسی کی وجہ دریافت کی جس وقت یہ اونٹ کے پاس سے لڑ کر آ رہا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت قعقاع نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اس وقت اونٹ کی مہار زفر بن الحرث کے ہاتھ میں تھی۔ لہذا چند شیوخ بنو بنی عامر کے مارے گئے۔ قعقاع نے بجیر بن ولجہ (بنی ضبہ) سے کہا یہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا کہ تم اپنی قوم میں سازش کر کے ناقہ کو مار اکر گرادو۔ اس سے پہلے کہ امیر المومنین یا ام المومنین کو کوئی تکلیف پہنچے۔ چنانچہ بجیر اپنی قوم سے مدد طلب کر کے اونٹ کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پر ایک تلوار ماری اور دوسرے پاؤں پر خود گر پڑا۔ قعقاع نے جو شخص ان کے نزدیک کھڑا تھا اسے امن دے کر زفر کے ساتھ عماری کی رسیاں کاٹ دیں۔ اور عماری اتار لی اصحاب جمل ناقہ کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے آتش جنگ سرد ہوگئی امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ کوئی شخص کسی مفرور کا تعاقب نہ کرے اور نہ کسی زخمی کا سامان چھینا جائے، کسی کے گھر میں کوئی نہ گھسے۔ پھر محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ مقتولوں کے درمیان سے عماری علیحدہ کرو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنا دیا۔ بعد اس کے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خیریت دریافت کرائی۔

اونٹ گرنے کے بعد کی دوسری روایت:......بعض نے کہا جس وقت اونٹ گرا تھا محمد بن ابی بکر معہ عمار بن یاسر اونٹ کے پاس گئے اور عماری کو اٹھا کر ایسے مقام پر لے جا کر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ عماری کے قریب تشریف لے گئے اور دریافت کیا کیف انت یا امی (اماں جان آپ کیسی ہیں) جواب دیا الحمد اللہ خیریت سے ہوں، پھر امیر المؤمنین نے کہا، یغفر اللہ لك (اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے)۔ انہوں نے ارشاد کیا و لك أیضاً (اور تم سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے)۔

ام المؤمنین اور امیر المؤمنین کا ایک جیسے الفاظ پر اظہار افسوس:......اس کے بعد لشکر کے کمانڈ اور رؤسائے شہر ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں حضرت قعقاع بھی تھے۔ قعقاع نے سلام کیا۔ ام المؤمنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ مجھے یہ منظور و محبوب تھا کہ آج کے واقعہ سے بیس سال پہلے میں مر جاتی۔ حضرت قعقاع نے واپس ہو کر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے اس قول کو بیان کیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

کالے دن کے بعد کالی رات کی آمد:......پس جب رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رخ روشن کو چھپا لیا تو ام المؤمنین کے بھائی محمد بن ابی بکر نے ام المؤمنین کے بصریٰ لے جا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحرث بن طلحہ رضی اللہ عنہ (عبدالداری) یعنی طلحۃ الطلحات بن عبداللہ کی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لائے گئے۔ مقتولوں کے معائنہ کے لئے خود امیر المؤمنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے۔ کعب بن سور، عبدالرحمن بن عتاب اور طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبیداللہ کی لاشوں کو دیکھ کر فرمایا "افسوس! لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فقط عوام الناس نے خروج کیا تھا حالانکہ ان میں یہ لوگ بھی موجود ہیں۔

مقتولین کی تدفین:......پھر آپ نے دونوں فریقوں کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی، دفن کرایا، کٹے ہوئے ہاتھوں کو جمع کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے مسجد میں لائے اور یہ اعلان کرا دیا کہ جو شخص اپنے مال و اسباب کی شناخت کر لے آ کر لے جائے۔ البتہ وہ آلات حرب بیت المال میں رکھ لئے جائیں گے۔ جس پر حکومت کا نشان بنا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں دونوں فریقوں کے دس ہزار آدمی کام آئے ان میں سے ایک ہزار صرف بنو ضبہ کے تھے۔

احنف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:......جنگ کے اختتام کے بعد احنف بن قیس، بنی سعد کو لے کر حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم انتظار کر چکے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اسی میں بھلائی دیکھی تھی تمہارے ہی حکم سے ہوا ہے جو کچھ ہوا۔ اب نرمی اختیار کرو کیوں

کہ تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے دور اور طویل ہے۔ اور تم کل کی نسبت آج ہمارے زیادہ محتاج ہو تم مجھ جیسے شخص سے ایسی باتیں نہ کرو کیوں کہ میں تمھارا ہمدرد ہمیشہ خیر خواہ رہوں گا۔

امیر المؤمنین کی بصریٰ آمد:...... دوشنبہ کے دن امیر المؤمنین شہر بصریٰ میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے ان کو جھنڈوں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمی اور امن لینے والے بھی بیعت میں شریک ہوئے۔ جس وقت بیعت کے لئے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ پیش کئے گئے اور انہوں نے بیعت کر لی تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا انتظار پورا ہوا یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا واللہ وہ بیمار ہے ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔

زیاد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات:...... امیر المؤمنین یہ سنتے ہی عبدالرحمٰن کو لے کر زیاد کے پاس گئے۔ تو انہوں بیمار پایا تو ان کی معذرت قبول فرمالی اور ان سے بصریٰ کی حکومت سنبھالنے کے لئے کہا تو زیاد نے انکار کر کے کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرما دیں۔ میں وقتاً فوقتاً نیک مشورے دیتا ہوں گا۔ چنانچہ امیر المؤمنین نے حضرت ابن عباس کو بصریٰ کا مشورہ لینے اور اسی کے اتفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

امیر المؤمنین ام المؤمنین کی خدمت میں:...... پھر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین کے پاس ابن خلف کے مکان پر گئے چونکہ واقعہ میں عبداللہ بن خلف کام آ گئے تھے۔ ان کی والدہ اور نیز بعض دوسری عورتوں نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو سخت وسست کہا مگر آپ نے کچھ توجہ نہ فرمائی بعض ساتھیوں نے آپ کو ابھارنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ عورتیں ناقص العقل اور ضعیف ہوتی ہیں اس لئے قابل التفات ہیں۔ ہم تو مشرکہ عورتوں کے منہ لگنے کو منع کرتے ہیں چہ جائیکہ مسلمان عورتوں کے منہ لگیں۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے گستاخوں کو سزا:...... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین کی خدمت سے واپس آئے تو یہ معلوم ہوا کہ بعض عوام اور بلوائی حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو سخت و نامناسب الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کرا کے کوڑے لگوائے۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی مدینہ روانگی:...... رجب ۳۶ھ کو امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے سامان سفر درست کر کے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بصریٰ کے رئیسوں کی چالیس خواتین اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصریٰ سے روانہ کیا۔ ان کے احترام میں چند میل تک خود بھی آئے۔ اور ان کے بڑے صاحبزادے حسن ابن علی رضی اللہ عنہ ایک دن کی مسافت تک پہنچانے کے لئے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پہلے مکہ تشریف لے گئیں وہاں حج ادا کیا پھر وہاں سے مدینہ منورہ چلی گئیں۔

بنوامیہ کے باقی ماندہ لوگ:...... بنوامیہ کا وہ گروہ جو معرکہ جنگ میں بچ گیا تھا شام چلا گیا۔ عتبہ بن ابی سفیان مروان کے بھائی عبدالرحمٰن اور یحییٰ نے عصمۃ بن زبیر تمیمی کے پاس پناہ لی۔ جب زخم اچھا ہو گیا تو عصمۃ بن زبیر تمیمی نے انہیں شام بھیج دیا۔ عبداللہ بن عامر بنی حرقوص کی پناہ میں اور مروان بن الحکم مالک بن مسمع کی پناہ میں شام روانہ ہوئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ ابن عامر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلے میں تھا۔ لہذا جب آپ مکہ روانہ ہوئیں تو ابن عامر ان سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا ابن زبیر ایک ازدی شخص کے گھر میں جا کر روپوش ہوئے۔ وہاں سے ام المؤمنین کو اطلاع دی تو آپ نے اپنے بھائی محمد کو وہاں بھیجا اور وہ انہیں لے آئے۔

لشکریوں کو انعامات کی تقسیم:...... ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیت المال کو کھولا تو چھ ہزار سے زائد نقد مال موجود تھا جو آپ نے حاضرین جنگ پر تقسیم کر دیا۔ ہر شخص کو پانچ سو ملے۔ تقسیم کے وقت آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر تم لوگ ملک شام پر قابض ہو گئے تو وظائف مقررہ کے علاوہ اتنا ہی اور دیا جائے گا۔

سبائیوں کے شرانگیزی:...... فرقہ سبائیہ نے آپ پر بھی خفیہ طور پر طعن و تشنیع کی زبان کھولی اس سے پہلے جب آپ نے مال واسباب لوٹنے سے منع فرمایا تھا اس وقت بھی ان لوگوں نے طعن و تشنیع کی تھی۔ پھر فرقہ سبائیہ نے بہت جلدی میں بصریٰ سے کوچ کیا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی

ان کے بعد فوراً ہی روانہ ہو گئے۔ نیت یہ تھی کہ اگر وہ لوگ کسی غلط بات کا ارادہ رکھتے ہوں تو اس کو روک تھام کی جائے۔

جنگ جمل کے بارے میں دوسری روایت:......بعض مؤرخوں نے واقعہ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اس نیت سے روانہ کیا تھا کہ کوفہ سے فوج جمع کر کے لائیں اور محمد بن ابی بکر کو اس فعل سے روکا گیا تو ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے ربذہ میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ سے انہیں مطلع کیا۔ آپ نے انہی کی معرفت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا کہ میں نے تم کو گورنری اس غرض سے دی ہے کہ تم میرے حق ومعاملات میں مدد کرو۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی توجہ نہ کی تب ہاشم نے محل بن خلیفہ طائی کو ایک خط دے کر امیر المؤمنین کے پاس روانہ کیا۔ امیر المؤمنین کے پاس روانہ کیا۔ امیر المؤمنین نے اپنے صاحب زادے حضرت حسن اور عمار بن یاسر کو فوجیں فراہم کرنے کے لئے کوفہ روانہ کیا جیسا کہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔

قرظہ بن کعب بحیثیت گورنر کوفہ:......قرظہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر مقرر کر کے بھیجا اور یہ لکھا کہ میں نے حسن اور عمار بن یاسر کو مسلمانوں کو جنگ پر تیار کرنے کے لئے روانہ کیا ہے۔ اور قرظہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر بنایا ہے۔ لہٰذا تم کوفہ کو خواری وذلت کے ساتھ چھوڑ دو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں نے قریظہ بن کعب کو حکم دیا ہے وہ تم سے نپٹ لے گا اور اگر تم زیر ہو گئے تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ ادھر یہ خط کوفہ روانہ کیا گیا اور ادھر فریقین لڑائی پر تل گئے۔

جنگ سے پہلے قرآن کریم پر فیصلے کی دعوت:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن مجید جنگ میں لے جاؤ انہیں اس کے فیصلہ کی طرف بلاؤ اگر وہ اس سے انکار کریں گے تو پھر صف آرائی کی جائے گی۔ چنانچہ یہ شخص قرآن مجید لے کر گیا ہی تھا کہ میمنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ لڑائی تیزی سے چھڑ گئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ناقہ کو بچانے کو ان کے لشکر دوڑ پڑے جو زیادہ تر قبیلہ ضبہ اور قبیلہ ازد کے تھے۔ تقریباً عصر کے وقت اصحاب جمل یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ازدمیں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کر رہے تھے زبیر رضی اللہ عنہ بچاؤ کرتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ہاتھ روک لیا۔ عبداللہ بن زبیر زخمی ہو کر گرے۔ ناقہ کا پاؤں الٹ گیا ام المؤمنین کی عماری گر پڑی۔ محمد بن ابی بکر نے دوڑ کر اسے سنبھالا اور اس پر ایک چادر تان دی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے حال دریافت کیا ام المؤمنین نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی معاف کیجئے امیر المؤمنین نے جواب دیا ہاں آپ کی قوم نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا جیسا میرے ساتھ میری قوم نے کیا ہے اس کے بعد چند عورتوں اور مردوں کے ساتھ سامان سفر مہیا کر کے ام المؤمنین کو مدینہ کی جانب روانہ کر دیا۔

یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جس کو ہم نے ابوجعفر طبری کی کتاب سے [1] خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے معتبر ہونے پر اعتماد ہے اور یہ کتاب ان افتراؤں سے مُبرّا اور محفوظ ہے جو دوسری کتب تواریخ مثلاً ابن قتیبہ وغیرہ جیسے مؤرخین کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں میں سے مشہور لوگ یہ تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بھائی عبدالرحمٰن، محرز بن حارثہ ان کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے امیر مکہ مقرر کیا تھا۔ مجاشع اور مجالد جو کہ مسعود کے بیٹے تھے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشہور ساتھیوں میں سے عبداللہ بن حکیم بن حزام، ہند بن ابی ہالہ یہ ام المؤمنین خدیجہ کے صاحب زادے تھے۔ کام آئے۔ جنگ جمل ختم ہوئی۔

اس واقعہ سے فارغ ہوئے ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ جطلہ بن عتاب حبطی اور عمر رضی اللہ عنہ ان بن الفضل البرجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ جمع کر کے سجستان کا رخ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن جرو الطائی کو ان کی روک تھام کے لئے سے روانہ کیا گیا مگر باغیوں نے ان کو شہید کر دیا۔ تب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس کو لکھ بھیجا کہ کسی کو سجستان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کرو۔ چنانچہ جبلہ عین لڑائی میں ان کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے ساتھی بھاگ گئے اور ربعی نے سجستان پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ابی حذیفہ:......جنگ یمامہ میں حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا بیٹا محمد امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سایہ عاطفت

---

[1]......تاریخ طبری ۳۶ھ کے واقعات۔

میں پرورش پانے لگا حتیٰ کہ سن شعور کو پہنچا۔ اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی تو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوڑے لگوائے۔ اس نے توبہ کرلی اور عین تقویٰ وعبادت کی طرف مائل ہوگیا۔ پھر اس نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی شہر کی حکومت طلب کی۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نااہل سمجھ کر کوئی امارت نہ دی۔ اس وقت اس نے دریا کے راستہ جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان سفر درست کر کے روانہ فرمایا عوام الناس اس کی عبادت وتقویٰ دیکھ کر تعظیم سے پیش آنے لگے۔ پھر اس نے ابن ابی سرح کی زیر قیادت غزوہ صواری میں جہاد میں حصہ لیا بیان کیا جا چکا ہے۔

ابن ابی حذیفہ کی شکایات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ردعمل:.....ان وجوہات کی بناء پر محمد ابن ابی حذیفہ، ابن ابی سرح اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملہ میں اس کا ساتھ دیتے تھے۔ ابن ابی سرح نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی شکایات لکھی۔ امیر المؤمنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے۔ تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دل جوڑنے کے غرض سے تمیں ہزار درہم اور ایک قیمتی لباس اس کے پاس روانہ کیا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی شرارت:.....محمد بن ابی حذیفہ نے اس عطیہ کو مسجد میں رکھ کر کہا اے مسلمانو! تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مجھے حیلہ وفریب سے پھنسانا چاہتے ہیں۔ میں کیسے رشوت لوں؟ اس کے بعد مصریوں کا اس سے محبت اور تعلق اور بڑھ گیا انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس کے ساتھ مل کر طعن وتشنیع کرنے لگے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا محمد کو خط اور اس کا مصر پر قبضہ:.....امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو خط لکھا جس میں اپنے حقوق واحسانات تحریر کئے گئے۔ مگر محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ لوگوں کو امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف مسلسل ابھارتا رہا یہاں تک کہ مصر والوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کردیا اور مصرہ کی نیت سے نکل کھڑے ہوئے۔ (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں رکا رہا۔ جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابی سرح بھی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کرلیا حتیٰ کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرلی۔

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل:.....حضرت عمر رضی اللہ عنہ وبن العاص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے امارت کی بیعت لینے کے لئے قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچے۔ محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی مگر ابن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو حکمت عملی سے مصر سے عریش بلا لیا محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمی لے کر عریش آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے گھیر لیا اور اس کو ایک حکمت عملی سے گرفتار کر کے قتل کرڈالا۔ میرے نزدیک یہ روایت ذرہ برابر بھی صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر پر واقعہ صفین کے بعد قبضہ حاصل کرلیا تھا۔ اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس کو بیعت خلافت لیتے ہی مصر کا گورنر مقرر کر کے واقعہ صفین سے پہلے مصر بھیجا تھا۔

ابن ابی حذیفہ کے مصر پر قبضہ کی دوسری روایت:.....بعض مؤرخوں نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے بے دخل کر کے باآسانی قبضہ کرلیا تھا۔ اور ابن ابی سرح فلسطین جا کر مقیم ہوگئے۔ حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت اور قیس بن سعد کے مصر کا گورنر بننے کی خبر آئی۔ لہٰذا ابن ابی سرح نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر قیام کیا۔

ایک اور روایت:.....بعض مؤرخین نے روایت کی ہے کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ وبن العاص نے واقعہ صفین کے بعد مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ مقابلہ پر لشکر لے کر نکلا۔ مگر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں۔ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعض وجوہ کی بناء پر ناراض ہوں۔ تم بغیر لشکر تن وتنہا عریش میں فلاں دن آجاؤ۔ محمد ابن ابی حذیفہ اس فریب میں آگیا اور اس کو منظور کر

لیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وقت مقررہ پر عریش میں آ گئے اور اپنا لشکر چھپا دیا۔ ابن ابی حذیفہ کو عریش پہنچنے کے بعد اس کی اطلاع ہوئی مجبور ہو کر قصر عریش میں قلعہ بند ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے کہنے سے قصر سے نکلا پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے گرفتار کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قید کر دیا۔ کچھ دن بعد یہ قید خانہ سے بھاگ نکلا اور راستہ میں مارا گیا۔ بعض مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص نے محمد ابن ابی حذیفہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کے وقت گرفتار کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تھا حالانکہ اس سے پہلے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس کو امن دے دیا تھا۔ اور جب وہ امن حاصل کر کے آ گیا تو اس کو گرفتار کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے فلسطین میں قید کر دیا۔

قیس بن سعد مصر کے گورنر:...... ماہ صفر ۳۶ھ میں بیعت خلافت کے لیتے ہی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کو مصر کا امیر مقرر کر کے روانہ فرمایا تھا اور لشکریوں کے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی تھی کہ تم اپنے ساتھی کے لئے جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو منتخب کر لو اور مدینہ سے لشکر مرتب کر کے لے جاؤ۔ قیس نے گزارش کی کہ اگر اس لشکر کے بغیر جس کو میں مدینہ سے مرتب کر کے لے جاؤں گا میرا داخلہ ناممکن ہے۔ تو دیا در کھئے کہ مصر میں میرا داخلہ اس کے ساتھ بھی محال ہو گا میں اس لشکر کو آپ ہی کے لئے چھوڑ جاتا ہوں اور صرف سات آدمیوں کو لے کر مصر جاتا ہوں۔ چنانچہ قیس سات آدمیوں کے ساتھ ایک جماعت اپنے ساتھ لئے مصر میں داخل ہوئے۔ اور مصریوں کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان و اپڑھ کر سنایا❶ ان کی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں حمد کے بعد بیان کیا گیا، کہ اے لوگو! ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کی بیعت کی ہے۔ جس کو ہم افضل جانتے تھے لہٰذا اے لوگو!! تم بھی اس کی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر بیعت کرو۔

حاضرین نے اس فقرہ کے پورا ہوتے ہی بیعت کر لی اور اس طرح پورے مصر پر ان کا قبضہ ہو گیا۔

قیس کے حکومتی اقدامات:...... قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام مضافات میں اپنے عمال روانہ کر دیئے صرف ان جگہوں کو چھوڑ دیا جہاں وہ گروہ تھا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کر رہا تھا مثلاً یزید بن الحرث مسلمہ بن مخلد وغیرہ ان لوگوں سے ایک محدود مصالحت کر لی گئی۔ پھر کسی نے کسی سے کوئی تعرض نہیں کیا حتیٰ کہ جنگ ختم ہو گئی اور قیس مصر ہی میں تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیس کو خط:...... قیس کو گورنر اور واقعہ جمل میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کامیابی سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ اور خیال دامنگیر ہو گیا کہ کہیں ایک طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل عراق کو لے کر اور دوسری طرف قیس اہل مصر کے ساتھ شام میں حملہ نہ کر دیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا۔ لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حفظ ماتقدم کے طور پر قیس کو ایک خط لکھا جس میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اہمیت اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شرکت کا اظہار کر کے انہیں اپنا ساتھ دینے کی ترغیب دی تھی۔ اور یہ لالچ دیا کہ فتح یابی کی صورت میں تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمھارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اسے حجاز کی حکومت دے دی جائے گی اس کے علاوہ جو چاہو گے وہ بھی دیا جائے گا۔

قیس کا جواب:...... قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت اور مخالفت کے بارے میں مشورہ کر کے لکھا حمد ونعت کے بعد واضح ہو کہ آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے معلومات ہوئیں لیکن یہ ایسا واقعہ ہے جس سے میرا تعلق نہ تھا۔ اور مجھ کو اپنے دوست حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شرکت اس میں محسوس ہوتی ہے آپ کا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے بارے میں غور کر رہا ہوں یہ کام جلدی کا نہیں ہے۔ حالانکہ میں تمھارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر سوچے ایسی کوئی بات نہ ہو گی جو آپ کو ناگوار اور شاق گزرے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب الجواب:...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ مین نے تمھارا خط پڑھا اس میں کوئی بات صاف اور واضح نہیں ہے میں تم کو صلح و مصالحت کی دعوت دیتا ہوں تم اس سے دور نہ بھاگو میں لڑائی سے تمھیں بچا رہا ہوں۔ مجھ جیسا شخص مکر وفریب میں نہیں

❶...... تفصیل کے لئے دیکھیں تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۲۷۔

آ سکتا اور نہ کسی حیلہ میں گرفتار ہو سکتا ہے۔اس وقت میرے پاس پیدل فوج اور سواروں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے والسلام۔

قیس کا صاف صاف اور کھرا جواب:......قیس نے اس سے سمجھ لیا کہ اب اس حیلہ سے کام نہیں چلے گا۔اور نہ ایسی مدافعت کچھ کام دے گی۔ اس لئے جو کچھ ان کے دل میں تھا۔اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا۔اور انتہائی سختی، طعن و تشنیع سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب لکھا۔جس میں بالتصریح امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت بیان کی اور لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب ❶ خلاصہ نفس ترجمہ تم پڑھ آئے ہو لیکن دلچسپی کے لئے اس جگہ ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

اما بعد فالعجب من اغترارك بی و طمعك بی و ستسقاطك ایای التبو منی الخروج عن طاعة الی الناس بالا مارة و اقو لهم بالحق و اهداهم سبيلا و اقربهم من رسول الله ﷺ وسيلة و تامرنی بالدخول فی طاعة بعد الناس من هذا الامرو اقو لهم بالزور اضلهم سبيلا و ابعد هم من رسول الله ﷺ وسيلة ولد ضالين مضلين طاغوت من طواغيت ابليس وما قولك اماملی عليكم مصر خلاً و رجالاً فو الله لم اشغلك بنفسك حتیٰ تكون اهم اليك انك لذو جد والسلام عليكم۔

(ترجمہ) اما بعد مجھے تعجب ہے کہ تو مجھے فریب دیتا ہے اور مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تیرے دام تزویر میں آ جاؤں گا اور تو مجھے اپنی کوششوں سے شکست دے دے گا۔کیا تو مجھ سے امید رکھتا ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت سے نکل جاؤں گا جو امارت کے لئے بہترین آدمیوں میں سے ہے۔اور زیادہ سچ کہنے والا ہے اور راہ حق کا بہت بڑا ہادی ہے۔اور تعلق کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب ہے اور تو مجھ کو اپنی اطاعت میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے، کس کی طاعت؟ جو اس بات میں لوگوں سے سے بعید تر ہے اور بہت بڑا اسکار اور بہت بڑا گمراہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے قرابت تعلق کے اعتبار سے بہت دور ہے۔گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا بیٹا ایک طاغوت طواغیت ابلیس سے ہے۔اور تیرا یہ کہنا ہے کہ تیرے خلاف مصر کو پیادوں سواروں سے بھرنے والا ہوں تو سن واللہ اگر میں نے تجھے ایسا مصروف نہ کر دیا کہ تجھے جان کے لالے پڑ جائیں تو یہ سمجھنا کہ تو بڑا خوش نصیب ہے والسلام۔مترجم کا اضافہ ختم ہوا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قیس سے ناامیدی:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خط سے ناامیدی ہوگئی تو انہوں نے قیس کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہمدرد و متبع سمجھ لیا مگر اس موقع پر اس بات کا اظہار نہ مناسب خیال کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قیس ہمارے ساتھی ہیں۔ان کے خطوط اور قاصد ہمارے پاس آتے ہیں۔وقتاً فوقتاً اہم امور میں اپنی رائے لکھ بھیجتے ہیں تم لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ تمہارے ان بھائیوں کے ساتھ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے طالب ہیں کیا برتاؤ کرتے ہیں ان کو وظائف اور ان کو تنخواہیں برابر دے رہے ہیں اور عزت سے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس کے بارے میں مشورہ:......محمد بن ابی بکر محمد بن جاز اور ان لوگوں نے جو مخبری کی نیت سے شام میں تھے واپس جا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر کو ان حالات سے مطلع کیا۔تو عبداللہ بن جعفر نے کہا اے امیر المؤمنین جو بات آپ کو پریشانی میں ڈالتی ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور جن میں آپ کو اطمینان ہو اس پر عمل کیجئے۔مصلحت یہ ہے کہ قیس بن سعد کو حکومت مصر سے معزول کر دیجئے۔امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھ کو قیس کی صداقت پر شبہ ہے۔، عبداللہ بن جعفر بولے آپ اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو وہ خوشی برداشت کرے گا۔

قیس کا خط اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:......ابھی مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ قیس کا خط آ گیا جس میں غیر جانب دار و آزاد اور رہنے والوں کے حالات لکھے تھے اور ان سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ابن جعفر نے کہا آپ اس کو ان سے لڑنے کا حکم دیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ لوگ خطرناک نہ ہو جائیں۔چنانچہ امیر المؤمنین نے قیس کو غیر جانب دار اور آزاد رہنے والوں سے جنگ کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔مگر قیس بن سعد نے اس کی

❶......یہاں سے اگلے صفحے کے پہلے پیراگراف تک خط اس کا ترجمہ کا اضافہ مترجم کی طرف سے ہے۔

مخالفت کی۔ جواب میں لکھا کہ فی الحال وہ لوگ غیر جانب دار ہیں۔ لیکن اگر ہم ان سے اعلان جنگ کر دیں تو وہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر مقابلہ کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں۔

قیس کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی گورنری:......ابن جعفر نے خط پڑھ کر کہا ابن قیس کو معزول کرنے میں تاخیر نہ کیجئے اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ فرمایا۔ بعض اخیافی ❶ بھائی کہتے ہیں کہ ان کی روانگی سے پہلے اشترنخعی کو مصر کا امیر بنا کے بھیجا تھا۔ لیکن جب راستہ میں اشترنخعی مر گیا تو محمد بن ابی بکر کو روانہ فرمایا۔

قیس کی مدینہ اور پھر کوفہ واپسی:......محمد نے مصر میں پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان قیس بن سعد افسردہ ہو کر مصر سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا۔ اس نے قیس کو ڈرایا دھمکایا تو قیس اور سہل بن حنیف مدینہ سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفہ چلے آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو ناراضگی بھرا خط لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا۔ لوامددت علیاً بمائۃ الف مقاتل کان ایسر علی رضی اللہ عنہ من قیس بن سعد (ترجمہ) اگر تو علی رضی اللہ عنہ کی مدد ایک لاکھ جنگجو جوانوں سے کرتا تو مجھے یہ گوارہ تھا، اس بات سے کہ قیس بن سعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پاس چلا جائے۔ الغرض قیس نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر سارے واقعات بیان کئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر اور دلائل غور سے سنے اور آئندہ ہر کام میں ان سے مشورہ کرنے اور اسی کے مطابق کرنے لگے۔

بلوائیوں کو محمد بن ابی بکر کا پیغام:......احمد بن ابی بکر نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط مصر والوں کو پڑھ کر سنایا۔ رؤساشہر کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اس کے بعد اس گروہ سے کہلا بھیجا (جو بیعت کے بارے میں سکوت اختیار کئے ہوئے تھا۔ اور جن کو قیس نے مہلت دے رکھی تھی) کہ تم لوگ ہماری اطاعت قبول کر کے اور امیر المؤمنین کی بیعت میں داخل ہو جاؤ یا ہمارا ملک چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی نہ کرو فی الحال ہم کو چند دنوں کی مہلت دے دو۔ ہم انجام کار پر غور کر لیں گے تو تمھاری اطاعت قبول کر لیں گے۔

بلوائیوں سے جنگ اور محمد بن ابی بکر کی شکست:......محمد بن ابی بکر نے ان کو مہلت نہ دی تو ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا خوب انتظام کر لیا۔ پس جب واقعہ صفین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کئے گئے تو ان لوگوں نے علم مخالفت بلند کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر کی طرف بڑھے محمد بن ابی بکر نے ایک لشکر حرث بن جمہان کی قیادت میں ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ نیز یزید بن الحرث کنانی نے جو فریق ثانی کا سردار تھا حرث کو شکست دے دی، اور حرث مارا گیا۔ محمد بن ابی بکر دوسرا لشکر ابن مضاہم کلبی کی قیادت میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور مصر کے میدان لشکر جنگ سے بھاگ نکلا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا حال:......چونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کے فسادیوں کی کامیابی اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور محمد کے ساتھ مدینہ سے چلے گئے۔ جب امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ پریشان ہو کر عورتوں کی طرح روتے ہوئے دمشق پہنچے۔ وہاں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حال سنا تو اور زیادہ رنجیدہ ہو گئے۔ تھوڑے دنوں تک اس انتظار میں رہے کہ عوام الناس کیا کرتے ہیں۔ پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کی روانگی سے اس سے ذرا طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوئی۔ مگر اس کے بعد ہی واقعہ جمل کی خبر سن لی۔ اس سے ان کے حالات میں تذبذب واقع ہو گیا۔ اتنے میں یہ سنا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر شام امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شہید ہونا شاق گزر رہا ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ سن کر اچھل پڑے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیٹوں سے مشورہ:......اپنے بیٹوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے پاس جانے کا مشورہ کیا تو عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کے بعد شیخین نے دنیا سے کوچ کیا اور یہ سب آپ سے راضی وخوش ہو گئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

❶...... اخیافی بھائی: ماں شریک بھائی۔

آپ اپنا ہاتھ کھینچے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھے رہیں حتیٰ کہ مسلمانوں کا کسی شخص پر اتفاق ہو جائے۔ محمد نے کہا آپ عرب کے ممتاز عمائدین میں سے خلافت کا معاملہ کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک کہ آپ اس میں دخل نہیں دو گے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ:...... عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سن کر کہا کہ بیٹے عبداللہ! تم نے مجھے ایسی بات کی ہدایت کی ہے جس میں میرے دین کی بھلائی اور بیٹے محمد تم نے رائے دی ہے جس میں دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے۔ یہ کہہ کر معہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ اہل شام اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر تلے ہوئے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دل میں خوش ہوئے اور انہیں مخاطب کر کے بولے تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً چند دنوں تک حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہا مگر بعد میں غور و فکر کر کے مل جل گئے اور انہیں اپنی حکومت ایک کارکن بنالیا تھا۔

جنگ صفین ❶ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت کرنے کا حکم:...... امیر المؤمنین جنگ جمل ❷ سے فارغ ہو کر شام کے ارادے سے کوفہ واپس آئے۔ اور ہمدان کے گورنر جریر بن عبداللہ البجلی اور آذر بائیجان کے گورنر اشعث بن قیس کو یہ دونوں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کئے ہوئے تھے لکھا تھا مسلمانوں سے ہماری امارت کی بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ لہٰذا جب جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے حضرت جریر کو ایک خط دے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کی عہد شکنی کا حال لکھا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ جریر یہ خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دینے میں تاخیر کی۔ ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر اپنی آنکھوں سے اہل شام کی مستعدی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کا جوش دیکھیں۔ اور اپنے کانوں سے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا اتہام حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اہل شام کی زبانوں سے سنیں۔

اہل شام کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا عزم:...... اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت کہ حضرت نعمان بن بشیر، امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون آلودہ قمیض اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابھارنے کی غرض سے قمیض کو منبر پر رکھا اور اسکے اوپر نائلہ کی انگلیاں رکھیں۔ شام کے مسلمان یہ دیکھ کر رو پڑے انہوں نے متفق ہو کر قسمیں کھائیں کہ جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہ لیں گے اس وقت تک ٹھنڈا پانی نہ پئیں گے۔ سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ نرم بچھونے پر نہیں سوئیں گے اور جو شخص ان کو قصاص لینے میں رکاوٹ بنے گا اس کو مار ڈالیں گے۔

اشتر کے جریر پر بے جا الزامات:...... جریر ماجرا دیکھ کر واپس ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سارے حالات بیان کئے اشتر ❸ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جریر کے بھیجنے پر نصیحت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اس لئے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کر لیں۔ حضرت جریر اس تقریر سے دل برداشتہ ہو کر قرقیساء اور وہاں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طلبی پر شام چلے گئے۔

جریر کو شام بلانے کی وجہ:...... بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ شرجیل بن السمط القندی کے کہنے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جریر کو طلب کیا تھا۔ عہد

---

❶ ...... جنگ صفین، رقہ کے قریب فرات کے کنارے جہاں عراق والے خیمے لگاتے ہیں اور شام کی سرزمین شروع ہوتی ہے۔ معجم البلدان ❷ ...... شیخ محمد خضری اپنی کتاب الدولۃ موية صفحہ ۲۶۵ پر لکھتے ہیں جمل اپنی تمام تر ہولناکیوں اور پریشانیوں کے باوجود اتنی ہولناک اور پریشان کن نہ تھی جتنی اس کے بعد آنے والے جنگ صفین تھی جو ہر لحاظ سے اس سے بڑھ کر تھی۔ ❸ ...... اشتر نے جریر کی روانگی کے وقت کہا تھا مجھے بھیجئے جریر آپ کا بہی خواہ نہیں ہے لیکن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ خیال نہ کیا لہٰذا جب جریر شام سے واپس آئے تو اشتر نے کہنا شروع کیا اگر آپ مجھے بھیجتے تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو راضی کر کے بیعت لے لیتا۔ میں نے پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو نہ بھیجئے یہ اس سے ملے گا اس کے بعد سے ایسا ور داذہ کھل گیا ہے جس کے کھلنے کی امید نہ تھی جریر نے جواب دیا اگر تم جاتے تو تمہیں معاویہ قتل کر ڈالتے کیوں کہ تمہیں وہ قاتلین عثمان میں شمار ہیں اشتر بولا اگر مجھے امیر المومنین اجازت دیتے تو میں تم جیسے آدمیوں کو قید کر دیتا حتی کہ یہ معاملہ طے ہو جاتا جریر اس جھڑپ سے رنجیدہ ہو کر قرقیسا چلے گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو سارے حالات لکھ بھیجے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔ عہد خلافت فاروقی میں شرجیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے تھے۔ حضرت سعد نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور اپنا ہم نشین ومقرب بنالیا۔ اشعث بن قیس کو شرجیل کا رسوخ ناگوار گزرا تو کشیدگی پیدا ہوگئی۔ جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے شرجیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انہوں نے بوجہ مراسم اتحاد شرجیل کی شکایت نہیں کی۔ لہٰذا جب جریر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے تو شرجیل کی رائے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر تیار ہو گئے۔ کچھ دن بعد جب پھر مدینہ سے جریر کے قرقیساء آنے کی خبر معلوم ہوئی تو شرجیل کے کہنے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جریر کو اپنے پاس بلالیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تیاری: ...... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں ابو مسعود انصاری کو اپنا نائب مقرر کر کے نخیلہ تشریف لے گئے اور ترتیب لشکر میں مصروف ہو گئے۔ عبداللہ بن عباس اہل بصریٰ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ملی وہ بھی لشکر بنانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تیاری: ...... حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ان کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے۔ چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصریٰ کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر تل گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک چھوٹا سا گردہ لے کر نکلے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک جھنڈا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لئے اور ایک ایک ان کے بیٹوں عبداللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلام وردان کے لئے روانہ کیا۔ اور سامان جنگ مہیا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی: ...... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ زیاد بن نصر حارثی کو بطور مقدمہ الجیش حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد چار ہزار کا لشکر دے کر شریح بن ہانی کو بھیجا اور خود نخیلہ ❶ سے کوچ کر کے مدائن آئے۔ یہاں معد بن مسعود ثقفی (عم مختار) کو اپنا نائب مقرر کیا معقل بن قیس کو تین ہزار لشکر کے ساتھ بڑھنے کا حکم ہے۔ یہ ہدایت کی کہ موصل سے ہوتے ہوئے رقہ میں مجھ سے مل جانا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ مدائن سے روانہ ہو کر رقہ پہنچے اہل رقہ نے پل بنا دیا آپ لشکر کے ساتھ عبور فرما گئے۔

زیاد اور شریح سے ملاقات: ...... فرات پر پہنچے تو زیاد اور شریح ملے ان کے پیچھے رہ جانے کا یہ سبب ہوا کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کی خبر سن کر اس خیال سے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان دریا حائل ہو جائے "ہیت" کی طرف لوٹ گئے۔ اور وہاں سے دریائے فرات عبور کر کے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ کر ملے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جب یہ لوگ حدود روم میں پہنچے تو ابوالاعور سلمی ملا جو کہ امیر لشکر شام تھا اور زیادہ اور شریح نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔

اشتر بحیثیت امیر لشکر: ...... آپ نے اشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شریح کے پاس پہنچ جانا تو زیاد وشریح کو میمنہ ومیسرہ پر مامور کرنا اور تم خود پورے لشکر کی افسری کرنا لیکن خبردار جنگ کرنے میں تم پہل نہ کرنا جب تک فریق حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا۔ اشتر کے پہنچنے پر زیاد وشریح اشتر کے حکم میمنہ ومیسرہ کے سردار بن گئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے۔ دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی۔

لشکر شام کی طرف سے پہل: ...... شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ المرقال اور لشکر شام میں سے ابوالاعور میدان میں آئے۔ پھر تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ پھر اشتر نے حملہ کر دیا۔ ابوالاعور نے بھی مراجعت کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی کو ابوالاعور نے پیغام دے کر بھیجا اگر تم کو مردانگی کا دعویٰ ہے تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلہ پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب نہ دیا جس صورت سے جنگ جاری ہوئی تھی اسی

---

❶ ...... نخیلہ، کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے۔

کیفیت سے جاری رہی۔ رات ہوگئی تو دونوں حریف کشت وخون سے رک گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پانی پر قبضہ:.....اگلے دن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اشتر کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر حضرت معاویہ پہنچ گئے تھے اور قبضہ کر لیا تھا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکروں نے پانی کی شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان کے ذریعے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہلا بھیجا کہ ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تمھارے عذر نہ سن لیتے مگر تمھارے لشکروں نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ پھر بھی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو راہ حق کی دعوت دیں اور جب تک دلائل سے بات یہ کر لیں ہر گز لڑائی شروع نہ کریں۔ تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے۔ لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے تم اپنے ساتھیوں کو حکم دے دو کہ جب تک امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں۔ اور اگر تمھارا یہ مطلب ہو کہ جس مقصد سے ہم آئے ہیں اس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو پانی اپنے صرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانی دینے یا نہ دینے پر مشورہ:.....معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفیقوں سے رائے طلب کی عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص نے پانی سے قبضہ اٹھا لینے کی رائے دی۔ ابن ابی سرح اور ولید بن عقبہ بولے کہ پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو اسی طرح پانی نہ دیا جائے جس طرح اس کے لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی نہیں دیا تھا اور پیاس کی حالت میں شہید کیا ہے ویسا ہی ان لوگوں کو پیاسا مارنا چاہیے۔ صعصعہ کی ولید اور ابن ابی سرح سے سختی سے گفتگو ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ گالی گفتار تک نوبت آگئی بالآخر ادھر سے صعصعہ نے واپس ہو کر اشتر کو سارا ماجرا بیان کیا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا۔

پانی کے حصول کی جنگ:.....ادھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور سلمی کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج پانی نہ لینے پائے۔ اشعث بن قیس چند سواروں کو لے کر پانی لینے گئے لڑائی ہونے لگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور کی مدد کے لئے زید بن اسد کسری (خالد بن عبداللہ) کو اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص کو روانہ کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشعث کی کمک پر شبث بن ربیع کو اور اس کے بعد اشتر کو بھیجا فریقین میں لڑائی ہونے لگی۔ تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیر بازی ہوتی جب نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے اور تلواریں چلنے لگیں۔

پانی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبضہ:.....امیر المؤمنین کے ساتھیوں نے اس تیزی سے حملے شروع کئے شام والوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور دریائے فرات سے ان کا قبضہ ختم ہو گیا۔ اشتر اور اس کے ساتھی پانی پر قابض ہو گئے ان لوگوں کا بھی ارادہ بنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو پانی نہ دیں لیکن امیر المؤمنین نے اس فعل سے بعض رکھا۔

بشیر بن عمر رضی اللہ عنہ و کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانگی:.....دو دن تک بغیر جنگ کئے دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے پڑے رہے تیسرے روز (پہلی ذی الحجہ ۳۶ھ کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو عمر رضی اللہ عنہ، بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ بن محصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث ربعی تمیمی کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیعت واطاعت کا پیغام دے کر بھیجا۔ بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حمد وثناء کے بعد نصیحتیں کیں اور خدا کی قسم دلا کر کہا کہ جماعت میں تفرقہ نہ کرو خون ریزی سے باز آؤ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور بشیر بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:.....مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ھلا وصیت بذلک صاحبک (کیا تم نے اپنے دوست (امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ) کو بھی اس کی ہدایت کی ہے) بشیر نے کہا کہ وہ تمھاری طرح نہیں ہے وہ سابق الاسلام ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کی وجہ سے امارت کا حق دار ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر تمھاری کیا رائے ہے؟ بشیر نے کہا کہ جس راہ حق کی طرف تم کو وہ بلاتے ہیں اس کو قبول کر لو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور کہا عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ نہ کریں؟ واللہ ایسا ہر گز نہ ہو گا۔ اس پر شبث نے کہا اے معاویہ! تم خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کو چند کمینوں اوباش طبیعتوں کے لوگوں کے ذریعہ طلب کرتے ہو۔ ہم تمھارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں ہم

کو معلوم ہے کہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد میں ایسی خلافت حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو اور جس خیال کا تمھارا دل پابند ہے اس کو چھوڑ دو اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کرو۔

شبث اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تلخ کلامی:..... معاویہ رضی اللہ عنہ ہم کو تمھاری شرافت کا حال معلوم ہے اے عرب کمینے شخص ہمارے پاس سے ابھی چلا جا ہمارے اور تیرے درمیان تلوار ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ شبث اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو سارے حالات سے آگاہ کر دیا۔

فریقین کی مہینہ بھر تک لڑائی:..... چنانچہ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی ذی الحجہ کا پورا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا ایک ایک دستہ فوج کا دونوں لشکروں سے نکل کر لڑتا تھا فیصلہ کن جنگ کسی طرف سے شروع نہیں ہوئی۔ خیال یہ تھا کہ اگر سارے اہل عراق اہل شام کے پورے لشکر سے لڑیں گے تو نتیجہ ہوگا کہ دونوں فوجوں کا تقریباً سارا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ ماہ محرم ۳۷ھ کے آجانے سے صلح کی امید پر لڑائی بند ہو گئی مگر یہ زمانہ بھی گزر ہو گیا مگر صلح نہ ہو سکی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صلح کی کوشش:..... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ حضرت عدی بن حاتم، زید بن قیس الارحبی، شبث بن ربعی، زیاد ابن حفصہ رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ عدی نے حمد وثنا کے بعد کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لو شاید اللہ تعالیٰ تمھارے بیعت کرنے سے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور تمھارے سوا کسی اور شخص نے بیعت سے انکار نہیں کیا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا نہ ہو کہ تمھارے سامنے وہی واقعہ پیش آجائے جو اصحاب جمل کو پیش آیا تھا اس بات کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے غصہ کے لہجے میں کہا "اے عدی تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ گویا لڑانے کے لئے آئے ہو نہ کہ صلح کو۔ اے عدی تم نہیں جانتے میں حرب کا بیٹا اور صخر کا پوتا ہوں واللہ مجھے لڑائی سے بالکل خوف نہیں اور میں جانتا ہوں کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ہو۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تمھیں بھی قتل کرائے گا"

یزید بن قیس کی گفتگو:..... یزید بن قیس ہم لوگ سفیر بن کر آئے ہیں اس کے سوا ہم کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیام ہم لے کر آئے ہیں تم سے کہہ دیں۔ اور جو تم جواب دو اس کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیں۔ ہم تم سے بحث ومباحثہ نہیں کرنے آئے لیکن اس بات کی ضرور کوشش کریں گے کہ فریق جماعت ٹوٹنے نہ پائے بلکہ آپس میں ربط واتحاد بڑھے۔ اتنا کہہ کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت وتقویٰ اور زہد کی وجہ سے ان کی خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب:..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمد وثناء کے بعد کہا جماعت کے بارے میں تم کیا کہہ رہے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیا بلا رہے ہو جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے۔ باقی رہا تمھارا یہ کہنا کہ ہم تمھارے دوست کی اطاعت قبول کر لیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم انہیں اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیوں کہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی اس کے باوجود تم ہمیں اس کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلا رہے۔ ہو صلح تو اس وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔

شبث بن ربعی نے کہا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے کیا تم عمار کو قتل کرو گے؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، مجھ کو کون سی چیز اس کے قتل سے منع کرے گی۔ واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کے غلاموں کے بدلے اس کو مار ڈالوں گا۔ اس کے جواب میں شبث نے کہا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اس بات پر اس وقت تک قادر نہ رہو گے جب تک زمین تم پر تنگ نہ ہوگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس پر ضرور مبتلا کرے گا۔ شبث اور اس کے ساتھی اس خشونت آمیز تقریر سے غصہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد بن حفصہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو:..... اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن حفصہ رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں لے جا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی اور ان کے قبیلہ سے مدد مانگی اور یہ کہا کہ بصریٰ اور کوفہ دونوں شہروں میں جس کو پسند کرو گے میں اس کا تم کو

گورنر مقرر کردوں گا مگر زیاد نے کہا میں مؤید من اللہ ہوں۔ میں گنہگاروں کا مددگار نہیں ہوسکتا اور نہ مجھے حکومت کی پرواہ ہے۔ یہ کہا اور اٹھ کر چلے آئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں جس سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے جیسے کہ ان سب کا دل ایک ہی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصدین کی آمد اور گفتگو:......پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ، شرجیل بن السمط معن بن یزید بن الاخنس کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد وثناء کے بعد بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اس کے مطابق حق دیتے تھے۔ ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور ان کی موت کو تم نے جلدی بلالیا اور تم نے اس کو قتل کر ڈالا تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو۔ اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہو کر امیر بنالیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سخت جواب:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برہم ہو کر جواب دیا تو کون ہے؟ اور تجھ کو امارت کے بارے میں ایسی بات کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہو جا تو ایسی تقریر کرنے کا مستحق نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ واللہ مجھے تم عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گزرے گی۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا اللہ اللہ تیرا یہ دماغ؟ اللہ تجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے جا! جو تیری طاقت میں ہو کر گزر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھ کر حمد وثناء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور ان کی پسندیدہ صفات کو بیان کر کے فرمایا چونکہ ہم نے ان دونوں (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ) کو خلافت کے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ اگرچہ ہم ان کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر تھے۔ اس لئے ہم نے ان کی امارت میں کچھ دخل نہ دیا پھر لوگوں نے ان دونوں کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا عوام الناس کو ان سے ناراضگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں عوام نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے تفرقہ سے بچنے کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کرلیا بیعت کے بعد دو شخصوں (طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ) نے عہد شکنی کی اور تمھارے رفیق (معاویہ) نے میری مخالفت کی۔ حالانکہ اس کو میری طرح اسلام میں پہل کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی۔ مجھے تعجب ہے کہ مجھے تم لوگ چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع بن گئے۔ یہ بات تمھارے لائق نہ تھی میں تم کو کتاب وسنت اور ارکان دین اور باطل کو ختم کرنے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سفیروں نے کہا کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم نہیں مارے گئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم۔ اس پر وہ لوگ یہ کہہ کر جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں اٹھے اور اپنی لشکر گاہ میں واپس آگئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے واپس ہونے پر آیت کریمہ، انك لاتسمع الموتى فهم مسلمون ❶ تک پڑھ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ لوگ گمراہی میں اتنی ہی کوشش کرتے رہیں گے جتنی تم لوگ طلب حق اور رب کی فرمانبرداری میں محنت کرو گے۔

عدی اور عامر کا جھگڑا:......عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس ہرمزی ❷ بنو ہرمزی کے ساتھ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صفین میں تھے۔ عدی اور عامر کا سرداری کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ بنو ہرمز نسبتاً قبیلہ طے سے زیادہ تھے۔ اس پر عبداللہ بن خلیفہ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں کوئی شخص نہ عدی سے افضل اور نہ اس کے باپ حاتم سے۔ عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد لے کر گئے اور نخیلہ قادسیہ، مدائن، جلولاء، نہاوند وتشتر میں قبیلہ طے کے سردار تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے عبداللہ کے قول کی

---

❶......آیت کا ترجمہ ہے تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ ہی بہروں کو پکار سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر جائیں اور تو اندھوں کو راستہ دکھانے والا نہیں ان کی گمراہی سے ہٹا کر تو سوائے ان لوگوں کو نہیں سنا سکتا جو ہماری آیت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ فرماں بردار ہیں۔ ❷......ہرمزی ہمارے پاس موجود نسخہ میں ہرمزی کے بجائے ہزمری لکھا ہے جب کہ (تاریخ الکامل ابن الاثیر جلد۲ صفحہ ۳۲۹ میں زا کے بجائے ذال لکھا ہے یعنی ہذمری لکھا ہے۔

تصدیق کی لہذا جناب موصوف نے طے اور ہرمز کی سرداری حضرت عدی بن حاتم کو مرحمت فرمادی۔

حضرت عدی کا اعلانِ جنگ:...... ماہ محرم ۳۷ھ کے ختم ہونے پر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان جنگ کر دیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ عام طور سے ہدایت کی کہ جب تک حریف تم سے نہ ڈریں اور تم لوگ ہرگز حملہ نہ کرنا، جب ان کو شکست ہو تو بھاگنے والوں کا تعاقب اور ان کا قتل نہ کرنا زخمیوں کا مال واسباب نہ چھیننا، کسی کا ستر نہ کھولنا اور نہ کرنا اور نہ کسی کے مال واسباب کو لوٹنا اور نہ کسی عورت پر درازی کرنا اگر چہ وہ تم کو گالیاں دے کیوں کہ وہ ضعیف النفس اور کمزور اعصاب والی ہیں۔ اس کے بعد لشکروں کو جنگ کی ترغیب دی ان کے حق میں کامیابی کی دعا کی۔ اشتر کو سواران کوفہ پر، سہیل بن حنیف کو سواران بصریٰ پر، قیس بن سعید کو بصریٰ کی پیادہ فوج پر، عمار بن یاسر کو کوفہ کی پیادہ فوج پر متعین فرمایا۔ ہاشم بن عتبہ کو پورے لشکر کا علم دیا اور مسعر بن فدکی کو قاریوں کا امیر بنایا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب لشکر:...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا، میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو، مقدمہ پر ابوالاعور کو، دمشق کے سواران پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو، پیدل فوج پر مسلم بن عقبۃ المری کو مامور کیا اور پورے لشکر کی افسری ضحاک بن قیس کو دی۔ شام کے سپاہیوں نے مرجانے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور خود کو عماموں سے باندھ کر جنگ کرنے نکلے ان کی پانچ صفیں تھیں۔

جنگ صفین کی شروعات:...... پہلی صفر ۳۷ھ سے لڑائی شروع ہوئی اس لڑائی میں لشکر کوفہ کی سرداری کا علم اشتر کے ہاتھ میں تھا اور اہل شام حبیب بن مسلمہ کے عمل کے نیچے تھے۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیدل فوج کو لے کر نکلا۔ اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی نے لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا پورے دن کشت وخون کا بازار گرم رہا عصر کے قریب دونوں فریق میدان سے واپس ہو گئے۔

تیسرا دن اور عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:...... تیسرے دن اور عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہوا یہ لڑائی پہلی جنگوں کی بہ نسبت نہایت سخت وخونریز تھی آخر میں عمار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے آمنے سامنے:...... چوتھے دن لڑائی میں محمد بن الحنفیہ اور عبیداللہ بن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سامنا ہوا۔ دونوں حریف کے جنگجو جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے۔ شام ہوتے ہوتے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لشکر سے نکل کر محمد بن الحنفیہ کو للکارا، مردانگی کا دعویٰ ہے تو مقابلہ میں آؤ محمد بن الحنفیہ جوش میں آ کر نکلے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گھوڑا دوڑا کر واپس بلا لیا ان کے واپس ہوتے ہی عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی لشکر شام لے کر لوٹ گئے۔

پانچواں دن ابن عباس اور ولید بن عقبہ:...... پانچویں روز عبیداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ کی لڑائی ہوئی تمام دن سختی سے لڑائی جاری رہی آفتاب غروب ہونے کے قریب فریقین اپنی اپنی لشکر گاہ کو واپس چلے گئے۔ چھٹے روز اشتر اور حبیب اپنے اپنے لشکر کی فوج لے کر میدان جنگ میں آئے اور شام تک لڑتے رہے آخر کار رات نے دونوں کو جنگ سے روک کر ہر ایک کو ان کی لشکر گاہ واپس کر دیا

فیصلہ کن جنگ لڑنے کی تیاری:...... اسی شب میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ صبح ہوتے ہی مجموعی قوت سے حملہ کرنے اور تمام رات اللہ جل شانہ کی عبادت اور دعا کرنے اور قرآن شریف پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ ساری رات لشکر میں تلاوت وعبادت و دعا ہوتی رہی۔ نماز فجر پڑھ کر لشکر نے اسلحہ وغیرہ سنبھالا۔ زرہ، خود جس کے پاس جو سامان تھا بدن پر پہنا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوزیشنوں کی ترتیب کے بعد ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے لشکر کے اسی دستہ پر حملہ کرے جس میں اس کے قبیلہ والے ہوں۔ اور اگر اتفاق سے اسکے قبیلہ والے لشکر شام میں نہ ہوں تو وہ عراقیوں پر (جو اس کے مقابل ہوں) حملہ آور ہو مثلاً ''نخیلہ'' کو ''لخم'' پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

عمومی حملہ شروع:...... بدھ کی صبح ہوتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لشکر لے کر حملہ کر دیا۔ پورے دن لڑائی ہوتی رہی شام ہونے کے بعد فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس آ گئے۔ جمعرات کو اول وقت نماز فجر پڑھ کر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے لشکر مرتب کر کے لشکر شام پر حملہ کیا میمنہ پر عبداللہ بن

بدیل ابن ورقاء خزاعی میسرہ پر عبداللہ بن عباس مامور تھے۔ قاریوں کا گروپ عمار، قیس بن سعد اور عبداللہ بن یزید کے ساتھ تھا۔ ہر قبیلہ کا لشکر اپنے اپنے جھنڈوں اور مورچوں پر مستعدی کے ساتھ موجود تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں کوفہ، بصریٰ اور مدینہ کے سرداروں کے ساتھ رونق افروز تھے مدنی فوج میں اکثر انصار اور کچھ لوگ خزاعہ کنانہ کے بھی تھے۔

شامی میسرہ پر حملہ:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک پرتکلف خیمہ لگوایا تھا اور اس میں بیٹھ کر لوگوں سے موت تک لڑنے پر بیعت لے رہے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف عبداللہ بن بدیل نے اپنے دستہ کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میسرہ کے افسر تھے حملہ کیا۔ دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے ظہر کے بعد عبداللہ بن بدیل نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ حبیب بن مسلمہ کے پاؤں اکھڑ گئے مجبور ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف پسپا ہو کر لوٹے۔

شامی میسرہ کی کمک کا حملہ:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک کے لئے روانہ کیا جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ پس اس گروپ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس زور سے حملہ کیا کہ اہل عراق کے میمنہ عبداللہ بن بدیل کے دستہ کی ترتیب ختم ہوگئی اور عبداللہ بن بدیل کے دستہ میں صرف تین یا دسوں سپاہی باقی رہ گئے۔ باقی شکست کھا کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا پہنچے آپ نے سہل بن حنیف کو اہل مدینہ کا امیر مقرر فرما کے عبداللہ بن بدیل کی مدد کے لئے بھیجا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میسرہ کی شکست:......اہل شام کے لشکر سے ایک جم غفیر نے لشکر سے نکل کر سہل بن حنیف کو روک لیا اور ان کو عبداللہ تک نہ پہنچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان فریقین کیلئے خطرناک نظر آرہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مضر والوں کو جو امیر المؤمنین کے لشکر کے میسرہ میں تھے شکست ہوگئی۔ ربیعہ انتہائی دل جمعی و ثابت قدمی سے لڑتے رہے حسن و حسین اور محمد یعنی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے والد کے ساتھ تھے۔

ابوسفیان کے خادم کا امیر المؤمنین پر حملہ:......آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابوسفیان) آپ کو تنہا بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹا لیکن کیسان (امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم) نے بڑھ کر اس پر وار کیا دونوں میں تلواریں چلنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا۔ تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہوگیا۔

لشکر شام سے ربیعہ کی مزاحمت:......لشکر شام نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ میں مصروف دیکھ کر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھ کر روک لیا۔ اس جھڑپ میں میدان جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی علم کو پہچانا نہیں جا تا تھا۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون سا قبیلہ لڑ رہا ہے اور کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ ربیعہ کا علم ہے! آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کا آج اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے۔ پھر آپ نے لشکر کو مخاطب کر کے استقلال اور جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی۔ قبیلہ ربیعہ کے سردار نے للکار کر کہا دیکھو دشمنوں کا زور زیادہ ہے اگر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی صدمہ پہنچ گیا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے عزت نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!! آگے بڑھو قدم پیچھے نہ پڑیں۔

اشتر کا جوش:......اتنے میں اشتر اہل میمنہ کی شکست سے دل برداشتہ ہو کر آہستہ آہستہ چلتا دکھائی دیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلا کر کہا جاؤ شکست کھانے والے گروپ کو میرا پیغام دو کہ تم لوگ اس موت سے کہاں بھاگے جا رہے ہو جس کو تم زندگی کے ذریعہ سے مجبور عاجز کر سکو گے اور یہ زندگی تمہاری ہمیشہ باقی نہیں رہے گی۔ اشتر نے یہ پیغام با آواز بلند ادا کیا اور جوش میں آ کر چلا اٹھا، انا الاشتر فا قبلوا الی (میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آجاؤ) چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس آ گئے۔

ہمدان اور قبیلہ مذحج میدان میں:......پھر اشتر نے قبیلہ مذحج کو جنگ کیلئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروپ پر حملہ کیا۔ ہمدان کے نوسو جوان جو میمنہ میں تھے اور اس کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ نامی گرامی سردار معرکہ میں کام آ گئے۔ میمنہ کی شکست سے دلبرداشتہ ہو کر میدان جنگ سے یہ کہتے ہوئے واپس جارہے تھے کہ کاش عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور مر کر یا غازی بن کر میدان

جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا تو اشتر نے انہیں جواب دیا تم لوگ دل برداشتہ نہ ہو ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح حاصل نہ کر لیں گے میدان جنگ سے نہیں لوٹیں گے۔ ہمدان والے اشتر کے ہمراہ ہو لئے اشتر نے اہل شام کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اشتر کے حملہ کرتے ہی دوسرے لوگوں نے بھی حملے شروع کر دیئے۔ لڑائی کا بازار جو چند لمحوں کے لئے ٹھنڈا ہو گیا تھا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ عصر و مغرب کے درمیان لشکر بے ترتیب ہو کر میدان سے بھاگ نکلا اشتر نے شکست خوردہ لوگوں کو مار دھاڑ کرتے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا اور ابن بدیل کے پاس لڑتے بھڑتے جا پہنچے جو دو تین سو سپاہیوں کے ساتھ اہل شام کے محاصرہ میں تھے۔ تو جس وقت لشکر شام سامنے سے ہٹ گیا اور ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا تو خوشی کے مارے تکبیر کا نعرہ لگایا

عبداللہ بن بدیل کا جوش اور شہادت: ...... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا حال معلوم کیا تو جواب دیا کہ وہ اس وقت میسرہ میں ہیں اور جنگ کر رہے ہیں۔ ابن بدیل نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو اشتر نے مخالفت کی لیکن ابن بدیل اشتر کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے ساتھیوں کو لے کر لڑنے بھڑنے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے۔ لشکر شام انہیں روکنے کے لئے بڑھا ابن بدیل ان کو مارتے اور ان کی صفوں کو پھاڑتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے۔ شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ابن بدیل اور ان کے ساتھیوں میں سے اکثر کو شہید کر ڈالا۔ باقی زخمی ہو کر لوٹے تو اہل شام نے ان کا تعاقب کیا اشتر نے ان کو بچانے اور حفاظت کے ساتھ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لانے کیلئے حرث بن جمہان جعفی کو بھیجا۔ چنانچہ باقی سپاہی حفاظت کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پہنچ گئے۔

اشتر اور ازدی کے تابڑ توڑ حملے: ...... اس کے بعد اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبائل سے منتخب سپاہیوں کو لے کر اہل شام پر زور کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ ان کی اس جماعت تک پہنچ گئے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی اور عماموں سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد خود کو باندھ رکھا تھا۔ اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے ان میں سے چار صفیں کاٹ ڈالیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوایا سوار ہوئے۔ عبداللہ بن ابی الحصین ازدی جو (عمار بن یاسر کے ساتھیوں میں سے تھے) لشکر سے نکل کر بڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آیا۔ ادہم بن محرز باہلی نے تلوار چلائی شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دے کر ادہم پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ اس جانبر نہ ہو سکا۔

بجیلہ کی علم برداری: ...... قیس بن کمشوح کے ہاتھ میں بجیلہ کا علم تھا جب لڑتے یہ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن قلع احمسی نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے یہ بھی مارے گئے تب غصیف بن ایاس نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور جنگ کے خاتمہ تک ان کے ہاتھ میں رہا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ میمنہ کے پاس، میدان میں پھر لڑائی: ...... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر میمنہ لڑتے بھڑتے پھر اپنے مورچہ پر آ گئے ہیں اور اپنے مقابل دشمنوں کو پسپا کر دیا ہے تو ان کی طرف تشریف لائے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا پہلے بھاگنے پر ملامت و نصیحت فرمائی اور پھر لوٹ کر زبردست مردانگی سے مقابلہ کرنے پر تعریف و توصیف فرمائی اور دوبارہ ہمت باندھ کر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی کا بازار تھوڑی دیر کے لئے سرد ہو گیا تھا اور میدان کارزار میں چاروں طرف خاموشی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدان جنگ دوبارہ گونجنے لگا۔ فریقین کے بہادر جنگجو جنگ کے شوق میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔

طے اور نخع کا ربیعہ پر حملہ: ...... قبیلہ طے اور نخع امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل کر شامیوں کی طرف بڑھے۔ اہل شام میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار ذوکلاع تھا اور جس میں عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب بھی تھے۔ قبیلہ ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق کے میسرہ ابن عباس کی قیادت میں تھے حملہ کر دیا۔ ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی للکار: ...... عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے للکارا، اے اہل شام انہی لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے۔ ذرا اللہ کا خیال کرو کیا اسی مردانگی کو لے کر امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے آئے تھے۔ لشکر شام کا دل ان پر جوش فقروں سے بھر آیا۔ اور انہوں نے پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ خالد بن معمر رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے ساتھ بھاگ نکلا۔

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ذوالکلاع کے شہادت:......اس موقع پر ربیعہ علم بردار اور حفاظ نہایت استقلال سے لڑتے رہے پھر شکست کھانے والوں کو ربیعہ کے کسی شیر نے للکارا اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس کر دیا اس عرصہ میں قبیلہ عبدالقیس نے پہنچ کر قبیلہ ربیعہ کی گرتی ہوئی قوت کو سنبھالا۔ عنوان جنگ جو اس سے پہلے ان کے حق میں نقصان دہ محسوس ہو رہا تھا ان کے موافق ہو گیا۔ قبیلہ حمیر کو جان کے لالے پڑ گئے۔ ذوالکلاع اور عبیداللہ عمر رضی اللہ عنہ عین معرکہ میں محرز ابن الصحصح کے ہاتھ شہید ہو گئے محرز نے ذوالکلاع کی تلوار ذوالوشاح لے لی تھی جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دی ہوئی تھی۔ پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عراق کی حکومت بھی حاصل ہو گئی تو انہوں نے تلوار کو محرز سے لے لیا۔

حضرت عمار کی اللہ تعالیٰ سے دعا:......اس جنگ کے بعد عمار بن یاسر لشکر سے کہتے ہوئے نکلے اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو تا کہ تیری مرضی اس میں ہے کہ میں خود کو دریا میں پھینک دوں تو میں بے شک ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ تلوار کی دھار اپنے پیٹ پر رکھ لوں اور اس کو اس زور سے دباؤں کہ پیٹھ سے نکل آئے تو میں بلاشبہ ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! آج میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ تو ان فاسقوں کی جنگ سے زیادہ اس سے راضی ہو گا۔

عمار کی للکار:......پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے کہا کوئی شخص ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرے اس کو چاہیے کہ وہ مال و اولاد کی طرف واپس جانے کے امید نہ رکھے۔ حضرت عمار کی زبان سے یہ فقرے پورے ہوتے ہی ایک گروپ نے سینہ سپر ہو کر کہا۔ اقصد و ابنا هولاء الذين يطلبون بدم عثمان رضی اللہ عنہ يخا دعون بذلك عا نی نفو سم من الباطل (ہمارے ساتھ مل کر ان لوگوں پر حملہ کرو جو عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے طالب ہیں اور اس ذریعہ سے اپنی باطل دلی خواہشات کے مکر کو پھیلاتے ہیں)۔

حضرت عمار کی شامیوں کی طرف پیش قدمی:......چنانچہ عمار اس گروپ کو لے کر شام کی طرف چلے۔ وہ صفین کی وادیوں میں سے گزرتے تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مل جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہاشم بن عتبہ جن کے ہاتھ میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا علم تھا ان کو بھی جنگ کی ترغیب دی۔ تو وہ مستعد ہو گئے اور عمار کے ساتھ مل کر لشکر شام پر حملہ کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا مکالمہ اور شہادت:......حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا اے عمرو! تف ہو تجھ پر تو نے اپنے دین کو مصر کے بدلے فروخت کر ڈالا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں بلکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرتا ہوں۔ عمار رضی اللہ عنہ بولے میں اپنے علم و یقین سے گواہی دیتا ہوں کہ تو اپنے ان افعال سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے۔ مرنے کے بعد تجھ کو اس کا حال معلوم ہو گا تو نے آج ہی اس لشکر کے علمبردار سے پختہ آزمائی نہیں کی بلکہ تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس علمبردار سے لڑ چکا ہے۔ اور آج یہ چوتھی مرتبہ ہے کیا تجھے یہ یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمار کو باغی گروہ مارے گا [1] عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمار رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھرپور حملہ:......اس کے بعد امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ قبائل ربیعہ، مضر اور ہمدان نے مل کر حملہ کیا جس سے لشکر شام کی صفیں الٹ گئیں، کشتیوں کے پشتے لگ گئے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر شام کو قتل کرنے اور ان کی جماعت کو منتشر کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے اور جوش میں آ کر للکار اٹھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چیلنج:......اے معاویہ! ناحق لوگوں کو خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم تم سے نپٹ لیں جو اپنے مقابل کو قتل کرے گا وہی صاحب الامر یعنی امیر ہو گا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم کیوں اس فیصلہ کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر جو جاتا ہے اس کو زندہ نہیں رہنے دیتے۔

---

[1] ......اس حدیث کو بیہقی نے اپنی کتاب (الدلائل جلد ۳ صفحہ ۵۵۲) اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب نمبر ۵۶ باب ۱۷ جلد ۳ صفحہ ۲۰۷ پر روایت کیا ہے۔ العواصم من القواصم، نامی کتاب کے محقق صفحہ ۱۷۰ پر فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جتنے مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں جاں بحق ہوئے ان سب کا گنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر ہے کیوں کہ ان ہی کی وجہ سے یہ فتنہ پھیلا۔

دوران جنگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پکار:...... امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک دستہ کی طرف گزرے۔ دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی وثابت قدمی سے لڑ رہا ہے آپ نے بلند آواز سے ارشاد کیا۔ کہاں ہیں مردان خدا جو آخرت کی خواہش میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اپنے بیٹے محمد بن الحنفیہ کو ان کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ محمد ابن الحنفیہ نے لڑ کر اس دستے کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچہ پر قابض ہو گئے۔

عبداللہ بن کعب کی وصیت:...... اس واقعہ میں بہت سے آدمی فریقین کے کام آ گئے ان ہی میں سے عبداللہ بن کعب مرادی تھا اتفاق سے اسود بن قیس ان کی طرف سے ہو کر گزرا۔ دیکھا کہ عبداللہ بن کعب خاک وخون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کر پاس آیا عبداللہ نے آنکھیں کھولیں سلام دعا ہوئی تو اس نے معلوم کیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اسود نے جواب دیا لڑ رہے ہیں۔ عبداللہ نے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر المؤمنین کے ساتھ مل کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بولے، امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرا اسلام پہنچانا اور میری طرف سے کہہ دینا۔ قاتل علی المعركة حتى تجعلها خلف ظهرك فانه من اصبح غدا اولمعركة خلف ظهره فانه العالي (ترجمہ) میدان جنگ میں اتنا لڑو کہ میدان جنگ پیچھے ہو جائے بیشک جس شخص کو صبح اس حال میں ہوئی ہو کہ میدان جنگ اس کے پیچھے رہا تو وہی فتح مند ہوگا۔ عبداللہ یہ کہہ کر انتقال کر گئے اسود نے یہ پیام امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک پہنچایا آپ نے اس کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد وصیت کر گیا۔

لیلۃ الھریر:...... غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی، یہ رات جمعہ کی تھی۔ اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں ساری رات امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر میں چکر لگاتے اور سواروں اور پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور لڑائی جس طرح سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر چاروں طرف سے سمٹ کر پوری قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔

شامی فوج کے علمبردار کا قتل:...... دوپہر ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کے حوالے کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ایک بزرگ جان لینے اور جان دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لے کر اپنے مورچہ پر آیا نعرہ تکبیر مار کر ایک طاقتور حملہ کیا جس سے لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشتر اپنے لشکر سمیت شامی فوج سے لڑتا ہوا انکی لشکر گاہ پہنچ گیا اور ان کے علمبردار کو مار ڈالا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھ کر مدد بھیجنا شروع کی۔

قرآن نیزوں پر اٹھانے کا مشورہ:...... عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اشتر کے حملہ سے اضطراب پیدا ہوا اور وہ اپنے ساتھیوں کی کشت وخون سے ڈر کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بولے کیا دیکھ رہے ہو تمھارے ہاتھ میدان نہیں آئے گا لوگوں کو حکم دو کہ قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں ھذا کتاب اللہ بیننا وبینکم (ہمارے تمھارے درمیان یہ قرآن شریف ہے) اگر اس کو وہ لوگ منظور کر لیں تو فوراً ہی لڑائی بند ہو جائے گی۔ اور کشت وخون سے نجات مل جائے گی۔ اور اگر اس سے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی ہم کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اٹھا لئے گئے۔

لشکر میں اختلاف کی ابتداء:...... امیر المؤمنین کے ساتھی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلے کو منظور کرتے ہیں امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے للکارا۔ اے اللہ کے بندو! اپنے حق کو حاصل کرنے کے لئے بڑھو اور دشمن سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ابن ابی معیط حبیب، ابن ابی سرح اور ضحاک، نہ دیندار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان، ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں اور یہ لڑکپن سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں میں سے تھے اور سن شعور پر پہنچ کر بھی بے حد شریر آدمی بنے۔ افسوس ہے تم کو یہ سمجھ نہیں آ رہی یہ لوگ قرآن شریف کو مکر وفریب کے لئے درمیان میں لا رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا حشر کرنے کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی:...... لوگوں نے کہا، یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑ رہے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیوں کہ انہوں

نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی ان لوگوں کے ساتھ جو بعد میں فرقہ خارجی میں شامل ہو گیا تھا بولا اے علی رضی اللہ عنہ! کتاب اللہ کو منظور قبول کرو ورنہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمھارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ ہم نے کیا تھا۔

اشتر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف جنگ بندی سے انکار:...... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم میرے فرمانبردار ہو تو برابر لڑتے رہو اور اگر باغی ہونا چاہتے ہو تو جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا آپ اشتر کو بلائیے اور کو لڑائی سے روک دیجئے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن ہانی کو اشتر کے بلانے کو بھیجا۔ اشتر نے کہلا بھیجا کہ یہ وقت مجھے بلانے کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں جنگ کے میدان سے ہٹایا جاؤں مجھے پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اشتر کو جنگ بندی کا حکم:...... یزید نے جیسے ہی یہ پیغام پہنچایا مسعر کے ساتھیوں نے شور و غل مچانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اس کو جلد واپس بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے یزید کو جھڑک کر کہا جا اشتر سے کہہ دے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو میرے پاس آ جاؤ کیوں کہ فساد کا دروازہ کھلنا چاہتا ہے۔ اشتر نے دریافت کیا، کیا قرآن شریف کو اٹھا نے سے؟ یزید نے جواب دیا ہاں، اشتر بولا مجھے اس خیال پہلے ہی آیا تھا کہ لوگوں میں اختلاف بڑھ جائے گا اور اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں کس طرح جنگ کو چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہونے ہی والی ہے۔ یزید نے کہا تمھیں یہ اچھا لگتا ہے کہ تم تو کامیاب ہو اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ دشمنوں میں پھنس جائیں یا شہید کر دیئے جائیں۔

آپس کی جنگ کا خطرہ اور اشتر کی مجبوراً واپسی:...... اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کے پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا! اے اہل عراق بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کی اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم لوگ مجھے دو چار گھنٹوں کی مہلت دو مجھے اپنی کامیابی کا پورا یقین ہے۔ مگر ان لوگوں نے مہلت نہ دی اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی ان پر لوگوں نے جھلا کر کہا، اے اشتر کیا تو ہم کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔ اشتر نے جواب دیا افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دے دیا اور تم ان کے فریب میں آ گئے۔ اس فقرہ سے لوگوں میں ایک سورش پیدا ہو گئی ہر ایک دوسرے کو سخت و سست کلمات کہنے لگا رفتہ رفتہ گالی گفتار کی نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ آپس میں جنگ چھڑ جاتی لیکن۔ امیر المؤمنین کے ڈانٹنے سے شور و غل ختم ہو گیا۔

اشعث کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانگی:...... اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف خاموشی کا عالم چھایا ہوا تھا سوائے آہ و زاری کے نہ تو ہتھیار کے چلنے کی آواز آ رہی تھی اور نہ للکارنے یا رجز کی آواز کانوں تک پہنچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کیا امیر المؤمنین! لوگ اس بات پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا ہے) اگر آپ اجازت دیں تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں اور ان سے ان کی منشاء معلوم کروں۔ آپ نے اجازت دے دی۔

اشعث اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات چیت:...... اشعث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور معلوم کیا تم نے کس وجہ سے قرآن مجید کو اٹھایا؟ جواب دیا تا کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کر و اور ہم اپنی طرف سے۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے مطابق وہ فیصلہ کریں گے اس کے بعد جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم دونوں راضی ہو جائیں۔ اشعث معاویہ کے پاس سے اُٹھے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ حاضرین نے کہا کہ ہم بھی اس پر راضی ہیں اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہیں۔ اشعث یزید بن الحصین مسعر بن فدک نے ایک ساتھ جواب دیا کہ ہم تو انہی کو انتخاب کریں گے دوسرے کو اپنی طرف سے ہم (ثالث) نہیں بنائیں گے۔

''دو ثالث'' مقرر کرنے کا فیصلہ:...... اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو منتخب کیا اشعث اور ان لوگوں نے جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انتخاب کیا میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کی نمائندگی پر ناراضگی:......امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں اس کو اپنے حق میں معتبر نہیں سمجھتا کیوں کہ اس نے میری رفاقت ترک کی اور لوگوں کو میرے ساتھ واقعہ جمل میں جانے سے روکا او مجھ سے متنفر ہو کر بھاگا پھر بھی میں ایک ماہ کے بعد اسے امن دے دیا تھا اب میں اس کو حاکم ہرگز نہیں بناؤں گا۔ البتہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں اس پر اشعث اور اس کے ساتھی کہنے لگے کہ ابن عباس آپ کے عزیز ہیں ہم ان کو حاکم نہیں بنائیں گے۔ ہم ایسے شخص کو حاکم مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق آپ کے او رحضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یکساں ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اشتر کی نمائندگی پر رضامندی:......امیر المؤمنین بولے اچھا! اشتر ❶ تو میرا عزیز نہیں ہے۔ اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا۔ پھر کہا ابوموسی رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو حاکم نہیں بناؤ گے؟ اشعث اور اس کے ساتھی کہنے لگے نہیں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی اور اشتر اس سے محروم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بحث سے تنگ ہو گئے تو مجبور ہو کر ارشاد فرمایا اچھا جو چاہو اور جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کی آمد:......الغرض حاضرین نے ابوموسی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ابوموسی رضی اللہ عنہ نے اس وقت لڑائی روک دی تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ فریقین میں مصالحت ہوگئی ہے تو ابوموسیٰ بولے الحمد اللہ پھر کہا گیا کہ تم کو ثالث مقرر کیا گیا ہے۔ تو اس پر ابوموسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور لشکر کی طرف آ گئے۔ احنف بن قیس نے امیر المؤمنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ حاکم بنا دیں لیکن لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش کیا ہی تھا کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کے لئے حاضر ہو گئے۔

لفظ امیر المؤمنین لکھنے پر اختلاف:......چنانچہ کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا، ھذا ما تقاضیٰ علیہ امیر المؤمنین، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فوراً قلم پکڑ لی اور کہنے لگے یہ ہمارے امیر نہیں ہیں تمھارے امیر ہوں تو ہوں۔ احنف نے کہا، اس لفظ کو نہ مٹاؤ مجھے اس کے مٹانے سے بدفالی کا خیال آتا ہے۔ اشعث نے کہا۔ امیر المؤمنین کا لفظ ضرور مٹاؤ۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی جھڑپ:......امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ اکبر صلح حدیبیہ میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ "رسول اللہ" نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں کہ عمرو بن العاص اس واقعہ میں تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو؟ اس کے جواب میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سبحان اللہ کفار سے ہمیں تشبیہ دے رہے ہیں حالانکہ ہم لوگ تو مومن ہیں۔ اس پر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابن النابغہ تو کب فاسقون کا دوست اور مومنین کا دشمن تھا؟ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کرے آج کے بعد پھر تمھاری صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ امیر المؤمنین نے کہا، میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مجلس تجھ سے اور تجھ جیسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

معاہدے کی تحریر:......کاتب نے لکھنا شروع کیا:

ھذا ماتقاضیٰ علی رضی اللہ عنہ ان ابی طالب ع معاویۃ بن ابی سفیان قاضی علی رضی اللہ عنہ علی اھل الکوفۃ ومن معھم و معاویۃ علی رضی اللہ عنہ اھل شام ومن معحم اننا ننزل عند حکم اللہ و کتابہ و ان لا یجمع بیننا غیرہ و ان کتاب

❶......اشتر نخعی، اس کا تعلق نخع سے تھا جو یمن کے مذحج قبیلے تعلق رکھتا ہے۔ اھل عرب میں بہت زبردست جری اور بہادر آدمی تھا اس نے جنگ یرموک میں بھی شرکت کی تھی جس میں اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی تلوار ان فتنوں کے دوران مسلمانوں ہی کے خلاف چلے۔ چنانچہ یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شرکت کی کیوں کہ یہ دین میں بہت غلو رکھتا تھا سرداری اور شہرت کو پسند کرتا تھا جنگ جمل اور صفین دونوں میں شرکت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ جو اس کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہونے سے واقف نہیں تھے۔ اسے مصر کا گورنر بنا دیا چنانچہ مصر جاتے ہوئے بحر قلزم کے پاس شہد کا شربت پیتے ہوئے مرا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ شربت زہریلا تھا۔ دیکھیں تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۶۴، اور الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۴۸۲۔

اللہ بیننا من فاتحۃ الی خاتمہ نحیی ما احیاو نمت ما امات جما وجد االحکمان فی کتاب اللہ و ھما ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس و عمر رضی اللہ عنہ وبن العاص عملا بہ ومالم یجداہ فی کتاب اللہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المفرقۃ۔

یہ وہ تحریر ہے جس کو علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان نے آپس میں بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ اور لوگوں کی طرف سے جوان کے ساتھ تھے ایک حکم مقرر کیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام اور ان لوگوں کی طرف سے جو ان کے ساتھ ہیں ایک حکم مقرر کیا ہے۔ بیشک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو اپنا مرجع قرار کرتے ہیں کہ اس کے سوا کسی دوسرے کو کوئی دخل نہیں ہوگا اور قرآن مجید شروع سے آخر تک ہمارے درمیان میں ہے۔ ہم زندہ کریں گے اسے جس کو اس نے زندہ کیا اور اسے ماریں گے جس کو اس نے مارا ہے۔ لہٰذا جو کچھ احکام کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور وہ حکم (ثالث) ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملے متفقہ سنت عادلہ جامعہ پر عمل کریں۔

فیصلے کا اختیار:...... دونوں ثالثوں نے اقرار نامہ تحریر کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان اور ان کے لشکریوں سے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کی جانوں اور اہل وعیال کی امان دی جائے اور امت مرحوم پر یہ فرض ہے کہ یہ جو فیصلہ کریں اس کے نفاذ پر اعانت و مدد کرے۔ اور حکمین ثالثوں پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناضر سمجھ کر کتاب اللہ کے مطابق حق کا فیصلہ کریں اور امت مرحوم کو لڑائی و فساد اور تفرقہ میں ڈالیں۔ اگر چہ فیصلہ کی موت رمضان تک ہے لیکن حکمین کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جب چاہیں فیصلہ کر دیں اور فیصلہ کا اہتمام ایسا ہو جو کہ اہل کوفہ و اہل شام کے درمیان واقع ہو۔ ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے چیدہ چیدہ لوگوں نے دستخط کئے۔

اشتر کا دستخط سے انکار:...... لیکن اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا تو اشعث نے اصرار کیا اور اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا تو دونوں میں سخت وسست گفتگو ہونے لگی۔

معاہدے کے بعد:...... معاہدے تیرہ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہ رائے طے پائی کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام دومۃ الجندل یا ازرح میں حکمین کے پاس فیصلہ کے وقت ماہ رمضان میں موجود ہیں گے۔ اس معاہدے لکھے جانے کے بعد چند لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی۔ تو آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا جائز نہیں ہے۔ وہ لوگ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے دونوں فریق صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔

صفین سے کوفہ واپسی اور خوارج کی شروعات:...... امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ صفین سے اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے۔ حرویہ [1] نے واپسی سے اختلاف کیا اور حکمین کے تقرر پر بیزاری کا اظہار کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے کو اختیار کیا اور راستے میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت خباب بن الارت کی قبر پر نظر پڑی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کسی کی قبر ہے؟ کسی نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے جن کا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہو گیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر ٹھہر گئے اور ان کے حق میں دعا کی اس کے بعد روانہ ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی۔ پوچھنے پر معلوم ہو کہ مقتولین کے ورثاء رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے میں گواہی دیتا ہوں کہ جو لوگ میرے ساتھ صفین میں کام آئے اور شہید ہوئے ہیں غرض یہ کہ لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے قصر خلافت میں داخل ہوئے۔

خوارج اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے اعلانات:...... خوارج آپ سے علیحدہ ہو کر حرورا کی طرف آ گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اور وہیں بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ قیام کیا ان کا امیر جنگ شبث بن عمر التمیمی اور عبداللہ بن الکواء یشکری امام نماز مقرر کیا گیا۔ پھر اعلان کرا دیا گیا کہ بیعت اللہ

---

[1] ...... حروریہ، کوفہ کے باہر باہر موجود علاقے کی طرف نسبتاً کرتے ہوئے حروریہ کہتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جہاں خوارج آ کر ٹھہرے تھے۔ چنانچہ اسی کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ معجم البلدان۔

عزوجل کی ہی نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ فتح کے بعد شوریٰ سے سارے کام کا انجام دیئے جائیں گے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہماری گردنوں میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔ جس کے وہ دوست ہوں گے ہم بھی اس کے دوست ہیں؟ جس کے وہ مخالف ہوں گے ہم بھی اس کی مخالفت کریں گے۔

خوارج اوشعیان علی رضی اللہ عنہ کے بحث:......خوارج بولے کیا خوب! بولے تم لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جس سے کیا تم پر یہ فرض ہو گیا کہ جس کے وہ دوست ہوں گے تم بھی اس کے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہوں تم بھی اس کی دشمنی کرو۔ اور اہل شام نے جس کو دوست رکھا اس کی بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کو ناپسند کیا۔ پس ہمارے نزدیک دونوں گروپ حق سے منزلوں دور ہیں زیاد بن النصر نے جواب دیا واللہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق کی ہے۔ لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جس کے وہ دوست ہیں ہم بھی اس کے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اسکے مخالف ہیں اور درحقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہ صحیح ہے۔ اور جو اس کا مخالف ہے وہ خود گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے۔

عبداللہ بن عباس کی خوارج کے پاس روانگی:......اس کے بعد امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں جلدی نہ کرنا لیکن عبداللہ بن عباس اس وقت خوارج کے پاس پہنچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کئے، تو عبداللہ بن عباس سے صبر نہ ہو سکا۔

عبداللہ بن عباس اور خوارج کا مناظرہ:......وہ کہنے لگے کہ تم لوگ ثالث مقرر کرنے پر کیوں اعتراض کر رہے ہو اللہ جل شانہ نے تو تقرر حکم کا حکم میاں بیوی کے درمیان اختلاف کے وقت بھی دیا ہے۔ تو امت مرحوم کے اختلافات میں تو حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا بس جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے۔ اس میں وہ مختار ہیں اور جس کا حکم اس نے خود صادر فرمایا ہے اس میں بندوں کو چوں چراں کا بالکل اختیار نہیں اور نہ اس میں قیاس اور رائے کا کچھ دخل ہے۔ اس مسئلہ میں بھی رائے وقیاس کا کوئی دخل نہیں ہے کیوں کہ اللہ جل شانہ نے دے دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کر دی ہیں اس میں کس کو کمی بیشی کا اختیار نہیں۔ ابن عباس نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **حکم به ذو اعدل منکم** ،تم میں جو صاحب عدل ہو وہ حاکم بنائے جائیں۔ خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو شکار کے مسئلے اور میاں بیوی کے اختلاف کا ہے۔ مسلمانوں کا خون اس میں داخل نہیں ہے۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ و بن العاص سے ہم لوگ لڑ رہے تھے تو اگر وہ عادل تھا تو اس سے لڑائی کیوں کی گئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اس کو حکم مقرر کیوں کیا اور اس کا فیصلہ کیسے حق پر مبنی ہو سکتا ہے۔

تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں ان کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں حکم صادر فرمایا ہے کہ اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع کر لے۔ تم نے اس سے عہد و پیمان کر لیا اور لطف یہ ہے لکھت پڑھت بھی ہو گئی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں او اہل حرب سے سورہ توبہ کے نزول کے بعد اس سلسلہ کو منقطع کر دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد:......یہ باتیں ابھی پوری نہ ہوئی تھیں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ معلوم کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے۔ اس کے خیمہ میں تشریف لے گئے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد یزین بن قیس کو اصفہان کے درے کی حکومت حوالے کر کے اس جلسہ کی طرف تشریف لائے، جہاں پر خوارج اور حضرت ابن عباس سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خارجیوں سے بات چیت:......آپ نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تمہارا مشیر اور سردار کون ہے؟ خوارج نے جواب دیا ابن الکواء! آپ نے فرمایا بیعت کرنے کے بعد اس سے نکلنے کا کیا سبب ہے؟ خوارج نے کہا کہ جنگ میں تمہارے بے جا تحکم کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی اسکے باوجود میں نے دونوں ثالثوں سے یہ عہد لے لیا کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ پس اگر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم ان کے پابند نہیں ہوں گے اور ہم ان کے فیصلہ سے بری اور بیزار ہیں۔

خوارج کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بحث اور دلیل کا مان لینا:..... خوارج نے کہا کیوں مسلمانوں کی خونریزی میں حاکم مقرر کرنے کا کیا مطلب ہے اور اس میں حاکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا تم نے انسانوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے۔ بولنے والے انسان ہی ہیں۔ اس پر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کر دیا۔ امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا کہ اس وجہ سے شاید اللہ تعالیٰ صلح کے زمانے میں امت مرحوم کا اختلاف دور کر دے۔ خوارج کے دل کو اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہوگئی اور انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے اس وقت پسند کر لی۔ آپ نے پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو۔ چھ مہینہ تک ٹھہرے رہنا۔ جب مال واسباب جمع اور بچھڑا موٹا ہو جائے گا تو پھر اپنے دشمنوں کو طرف خروج کریں گے۔ چنانچہ سب کے سب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

فیصلے کے حکمین کی آمد:..... جس وقت فیصلہ کے لئے دیا گیا وقت ختم ہونے اور ثالثوں کو جمع ہونے کا وقت آیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی چار سو آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ شریح بن ہانی الحارثی کو ان کا امیر اور عبداللہ بن عباس کو امامت پر مقرر فرمایا۔ روانگی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد فرمایا کہ عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے میری طرف سے کہہ دینا کہ سچائی اختیار کرو کیوں کہ ایک دن تم کو مرنا ہے اور احکم الحاکمین کے سامنے جانا ہے۔ لہٰذا جب شریح نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین کا پیغام پہنچایا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ غصہ سے سرخ ہو کر بولے، تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے۔ شریح نے جواب دیا تجھ کو کیا چیز سید المسلمین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہی ہے عمرو العاص رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب درشتی سے دیا اور ان کی نصیحتوں پر مطلق توجہ نہ کی اور اپنی رائے پر عمل کیا۔

دونوں گروپوں کے شرکاء میں فرق:..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی چار سو شامیوں کے ساتھ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا تھا۔ حکمین نے اپنے ساتھیوں کے مقام اذرح ❶ (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام کیا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جب کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی خط آتا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے اس کے مضامین کو دریافت نہیں کرتے تھے۔ لیکن اہل عراق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطوط کے مضامین پوچھتے اور اس کے باوجود ان کو مضامین چھپانے کا الزام لگاتے تھے۔

فیصلے میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام:..... حکیم کے ساتھ مجلس حکم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن عبد یغوث زہری رضی اللہ عنہ، ابوجہم بن حذیفہ عدوی رضی اللہ عنہ، مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ اور ❷ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

گفتگو کی شروعات حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا لالچ دینا:..... عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوموسیٰ تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً شہید کئے گئے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے نسبتی رشتہ دار اور والی وارث ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو کون سی چیز تم کو ان کی خلافت سے روکتی ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش میں سے ہیں جیسا کہ جانتے ہو اگر وہ سابق الاسلام نہیں ہیں لیکن ان میں سیاست وملک چلانے کی اہلیت بہت زیادہ ہے اور وہ امیر المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اس سے زیادہ قریب رشتہ داری اور کیا ہوسکتی ہے وہ مدتوں رسول اللہ کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد کہا اگر تم میری رائے کی موافقت کرو گے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو امارت کی کرسی حوالے کرو گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے فوراً دی جائے گی۔

حضرت ابوموسیٰ کا جواب:..... حضرت ابوموسیٰ نے کہا اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ امارت خلافت سیاست وملک داری کی وجہ

---

❶ ..... اذرح۔ ❷ ..... مؤرخین نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حاضری میں اختلاف کیا بعضے کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجلس حکم میں آئے تھے اور یہیں سے احرام باندھ کر چلے گئے تھے۔ (مصنف رحمۃ اللہ) طبری جلد ۶ صفحہ ۳۸ کی روایت یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شریک نہیں ہوئے تھے بلکہ جب ان کے صاحب زادے نے حاضر ہونے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں حاضر نہ ہوں گا کیوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ فتنہ ہوگا، سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو اس سے چھپے اور بچے (او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی قسم ہے میں اس معاملے کے کسی بھی حصہ میں شامل نہ ہوں گا۔ البدایۃ والنہایۃ جلد ۷ صفحہ ۲۸۳ میں علامہ ابن اثیر نے اس بات کا صحیح ہونے کا اظہار کیا ہے۔ البتہ مسعودی نے اپنی کتاب (مروج الذہب جلد ۲ صفحہ ۴۴۳) میں یہ لکھا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فیصلے کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

سے نہیں دی جاتی اگر ایسا ہوتا تو آل ابرہنہ بن الصباح اس کے زیادہ مستحق تھے۔ بلکہ دینداری، تقویٰ، ایمان داری کے لحاظ سے امیر اور خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر قریش کی عزت کا لحاظ رکھا جائے تو بھی علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ باقی رہا تمھارا یہ کہنا کہ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے طالب ہیں اس وجہ سے ان کو امارت دی جائے تو میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ مہاجرین سابقین اسلام کو چھوڑ کر امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی جائے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر بناؤ گے تو تم کو حکومت دی جائے گی۔ تو میں اس کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنی کل حکومت وسلطنت بھی دینا چاہیں تو بھی ہرگز ان کو امیر وخلیفہ نہ بناؤں گا۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بناؤ۔

عمرو رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی مزید گفتگو:.....عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو میرے لڑکے کو گورنر مقرر کرنے میں کیا عذر ہے؟ تم اس کی حالت و صلاحیت وفضیلت سے بخوبی واقف ہو۔ ابوموسیٰ نے کہا، تمھارا لڑکا ضرور نیک اور سچا تھا لیکن تم نے اس کو بھی تو اس فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ کام تو ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیے کہ جس کے دانت ہوں جس سے وہ کھاتا ہو۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اعزاز:.....حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش سکوت کے عالم میں آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اس گفتگو کا مقصد سمجھ گئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا چوکا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ چلا اٹھے واللہ میں اس معاملہ میں رشوت ہرگز نہ لوں گا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن العاص! عرب نے بڑی خونریزی کے بعد اپنی قسمت کا فیصلہ تمھارے ہاتھ میں دیا ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اس کو پھر فتنہ میں نہ ڈالو۔

دونوں کو معزول کرنے کا فیصلہ:.....عمرو بن العاص نے کہا کہ تم پہلے رائے ظاہر کرو کہ تمھارا کیا مقصد ہے؟ اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ان دونوں کو ہم لوگ معزول کر دیں۔ اور اس کام کو عام مسلمانوں کے سپرد کر دیں پھر وہ جس کو چاہیں مشورہ کر کے اس پر مقرر کریں۔ عمرو بن العاص سن کر اچھل پڑے بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کر لیا۔ پھر یہ دونوں حضرات ایک ساتھ آئے جہاں ایک جم غفیر فیصلہ سننے کے لئے موجود تھا۔ عمرو بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی اور مجھ سے آپ عمر رضی اللہ عنہ میں بہت بڑے ہیں مناسب یہ ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس بات کو بیان فرما دیجئے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلے کا اعلان:.....حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بے چارے دنیا کے چھکے پنجے سے واقف نہ تھے۔ سادگی کے ساتھ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہ ہم لوگ ایسی بات پر متفق ہوئے ہیں عجب نہیں کہ اللہ جل شانہ کے ذریعے سے امت مرحومہ میں صلح کرا دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ:.....ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس قدر کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قطع کلام کر کے کہا اللہ مجھے شبہ ہو رہا ہے کہ تمھیں دھوکہ دیا جائے گا۔ اگر فی الواقع تم لوگوں نے کسی بات پر اتفاق کر لیا ہے تو اسی کو یعنی عمرو بن العاص کو پہلے تقریر کرنے دو مگر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کچھ توجہ نہ کی چنانچہ ابن عباس خاموش ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا اعلان:.....اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت کچھ غور وخوض کیا ہے لیکن سوائے اس کے کہ جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ میں اور عمرو بن العاص دونوں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ چاہیں متفق ہو کر خلیفہ بنالیں۔ چنانچہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ پس تم جس کو لائق سمجھو اس کو خلیفہ بنا دو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہ کرنے کا اعلان:.....اس کے تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا حاضرین جلسہ تم لوگ گواہ رہنا ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علی رضی اللہ عنہ) کو معزول کر دیا ہے اور بیشک میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المؤمنین تسلیم کرتا

ہوں کیوں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان مظلوم کا والی ہے اور وہ اس کا قائم مقام ہونے کا مستحق ہے۔

فیصلے کے خلاف اعلان پر جھگڑا:......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اسعد ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنے لگے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی اور فرمایا کہ میں کیا کروں مجھے عمرو بن العاص نے دھوکہ دیا وہ اقرار کر کے مکر گئے۔ پھر عمر بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تجھے ❶ ہدایت دے تو نے مجھ سے اقرار کر کے بدعہدی کی۔ تیری مثال بعینہ اس کتے کی ہے ایک بار کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے پھر دوبارہ اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو عمرو بن العاص نے جواب دیا، تو اس گدھے کی طرح ہے جو بار برداری کرتا ہے۔ شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص پر تلوار چلائی عمرو بن العاص نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا مگر لوگ درمیان میں پڑ گئے اس لئے قصہ طول کھینچنے نہ پایا اور رفع دفع ہو گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن جھوٹی روایت:......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمر بن العاص اہل شام کے ساتھ شام کی طرف واپس ہو گئے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سارا ماجرا بیان کر کے خلافت سپرد کر دی۔ حضرت ابن عباس اور شریح امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں دعائے قنوت پڑھتے اور بددعا ❷ کرنے لگے۔ اللھم العن معاویۃ وعمرو واحبیا وعبدالرحمٰن بن مخلد والضحاک بن قیس والولید واباالاعور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ملی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن عباس حضرت حسن وحسین اور اشتر پر لعنت کرنے لگے۔

خارجیوں کی خدمت علی رضی اللہ عنہ میں آمد:......امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ جس وقت حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا کر روانہ کرنے لگے تو زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی، خوارج کی طرف سے آپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے علی رضی اللہ عنہ! تم اپنے گناہ سے توبہ کرو اور اپنے اس قول واقرار سے جو تم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے پھر جاؤ اور ہمارے ساتھ دشمنوں سے لڑنے کے لئے چلو۔ جب تک ہماری جان باقی ہے ہم ان سے جنگ کریں گے۔

خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھمکی:......امیر المؤمنین میرا یہی ارزدہ تھا لیکن تم نے اس کی مخالفت کی اور اب تو ہم اقرار نامہ لکھ چکے ہیں اس لئے اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔ اس پر حرقوص نے کہا یہی تو گناہ ہے جس کے بارے میں ہم توبہ کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ تو اس پر حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گناہ نہیں ہے بلکہ یہ رائے کی لغزش ہے۔ تو خارجیوں میں سے زرعہ نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ اگر تم آدمیوں کے حاکم کو چھوڑ کر توبہ نہ کرو گے تو ہم تم سے محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لڑیں گے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا جواب:......امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تف ہے تجھ پر کیا تو نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے۔ مجھ پر تو جتنی چاہے گا مٹی ڈالے اپنے قول سے نہیں پھر سکتا اگرچہ یہ قول یہی ہو۔ یہ سن کر حرقوص اور زرعہ اٹھے اور لاحکم الا لاحکم الا اللہ ❸ چلاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر چلے آئے۔

خارجیوں کی شرارت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:......اس واقعہ کے بعد ایک روز امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے کہ خوارج ❹ نے مسجد کے ایک کونے سے چلا کر کہا، لاحکم الا اللہ۔ تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر کلمہ لوگ حق ہے سے اظہار باطل کرتے ہیں۔ پھر دوبارہ خطبہ دینے لگے تو خوارج نے پھر دوبارہ ایسا ہی کی آپ نے فرمایا یہ تیسرہ موقع ہے تم ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے ہو۔ جب کہ ہم تم کو نا مساجد میں آ...

---

❶......ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کی تردید کی ہے اور صاف صاف لکھا ہے ان ھذا مل یصبح اور علامہ نصر نے لکھا ہے کہا اگر یہ دعا ایک حد تک صحیح مان لی جائے تو غالباً بغیر لعن کے تھی حقیقت میں یہ بات خلاف شان جناب امیر علیہ السلام معلوم ہوتی ہے کہ عورتوں کی طرح بیٹھے ہوئے کو سنے دیا کریں کہیں ارفع ہے میرے خیال میں جہاں تک مجھے کا تلاش سے معلوم ہوا ہے یہ ہے نہ تو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا اور نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا اور نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جناب موصوف پر اس لئے یہ لوگوں کی گڑھی ہوئی بات ہے واللہ اعلم۔ ❷......اس موقع صحیح تبصرہ کے لئے علامہ ابن العربی کی (العوام من القواصم صفحہ ۱۷۴-۱۷۶-دیکھیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا گیا ہے۔ ❸......یعنی حکم صرف اللہ کا۔ ❹......خوارج، خارجہ کی جمع ہے یہ ان لوگوں کا کہا جاتا ہے جنہوں نے امیر المومنین کی اطاعت کرنا اس۔ چھوڑ دی تھی کیوں کہ یہ مسلمانوں کے امیر کو گمراہ سمجھتے تھے اور حق کے معاملے میں امیر المومنین کی مدد کرنے پر تیار نہ تھے اسی بناء پر انہوں نے ایک نیا مذہب گھڑ لیا تھا اور عجیب وغریب خیالات تھے جن کا انہوں نے خود کو پابند کر لیا تھا۔ تفصیل کے لئے اشعری کی مقالات السلامیین جلد اصفحہ ۱۵۶، دیکھیں جس کے محقق محمد محی الدین عبدالحمید ہیں۔

سے روکتے ہی کہ وہاں آ کر اللہ کا ذکر نہ کرو اور نہ ہم نے تم کو اس وقت مال غنیمت سے روکا تھا۔ جب تک تم ہمارے ساتھ تھے ہم برابر دیتے رہے۔ اور نہ اب تم سے اس وقت تک لڑیں گے جب تک تم ہماری مخالفت نہ کرو گے اور تمہارے معاملہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خوارج کا پہاڑوں میں جانے کا فیصلہ:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ بن وہب اسی کے خیمہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا بھایا اور پہاڑوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس لئے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زبیر نے ان کی بات سے اتفاق کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی نے کہا کہ تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت موزوں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ تم کسی کو اپنا امیر بنالو اور اس کے ہاتھ میں اپنا علم دے دو۔ خوارج نے زید بن حصین الطائی کو پھر حرقوص، زبیر اور شریح بن اوفی عنسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نامزد کیا۔

عبداللہ بن وہب امیر خوارج:......لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا تو اس نے قبول کر لیا۔ چنانچہ دسویں شوال ۳۸ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد شریح کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔

کسی دوسری جگہ جانے کا مشورہ:......وہاں عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ کسی ایسے شہر میں چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کر سکیں کیوں کہ ہم لوگ اہل حق ہیں۔ شریح بولا، مدائن چلو ہم اس پر با آسانی قبضہ کر لیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو تھوڑی دیر میں نکال دیں گے او روہاں اپنے ان بھائیوں سے خط و کتابت کر کے وہاں بلالیں گے جو بصریٰ میں ہیں۔ مگر زید بن حصین نے رائے دی کہ اگر تم لوگ ایک ساتھ نکلو گے تو عجب نہیں ہے کہ تمہارا تعقب کیا جائے مناسب یہ ہے کہ الگ الگ طور پر نکلو اور مدائن نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعہ بلالو عبداللہ بن وہب نے بھی اسی رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عمل درآمد ہوا۔

خوارج کی نہروان روانگی:......اس کاروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کر لیا۔ سب جمعہ کے پورے دن عبادت میں مصروف رہے۔ ہفتہ کے روز ایک ایک دو دو پانچ پانچ دس دس بیس بیس روانہ ہوئے۔

حضرت عدی بن حاتم کے قتل کی کوشش:......انہی لوگوں کے ساتھ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی روانہ ہوا۔ اس کے بوڑھے والد عدی بن حاتم مدائن تک پیچھا کرتے ہوئے گئے لیکن اسے واپس نہ لا سکے۔ واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط نامی جگہ بیس سواروں کے ساتھ ملا اور ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر قبیلہ طے کے بعض لوگوں نے جو اس کے ساتھ تھے اس فعل سے باز رکھا۔

خوارج کی ناکہ بندی اور چھیڑ چھاڑ:......خوارج کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسعود مدائن کے گورنر کو اس کی روک تھام کیلئے لکھا۔ چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے بھتیجے کا پنا نائب مقرر کر کے پانچ سو سواروں کے ساتھ خوارج کی ناکہ بندی کر دی۔ مگر خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کر لیا۔ سعد بن مسعود یہ سن کران کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو پکڑ لیا۔ اتنے میں عبداللہ بن وہب بیس سواروں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ اور سعد بن مسعود کہ ساتھیوں نے کہا کہ جب تک امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی حکم جنگ کے بارے میں نہ آئے نہ کرنا۔ مگر سعد نے اس پر توجہ نہ کی اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ رات ہوگئی فریقین نے مجبور ہو کر لڑائی بند کر دی اور عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے ساتھیوں سے جاملا اور ان کے ساتھ نہروان کی طرف روانہ ہو گیا۔

بصریٰ سے خارجیوں کی روانگی اور ان کی ناکہ بندی:......بصریٰ کے خوارج نے پانچ سو کے لشکر کے ساتھ مسعر بن فدکی تمیمی کی قیادت میں بصریٰ سے خروج کیا۔ حضرت ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود الدولی نے کا تعاقب کیا۔ دجلہ کے بڑے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے لے کر عشاء کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ مگر جب رات کی تاریکیوں نے حملہ آوروں کی نظر سے ایک دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہوگئی اور مسعر بن فدکی

اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب کے پاس پہنچ گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شام سے جنگ کا ارادہ:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لشکر سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی پھر حکمین کے فیصلے کا خیال آ گیا تو بڑا شاق و نا گوار گزر رہا تھا۔ آپ نے خطبہ دیا جس میں حمد و درود اور نصائح کے بعد بیان فرمایا اے لوگو! آگاہ رہو کہ حکیمن نے قرآن کے حکم چھوڑ کر اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کیا اور وہ دونوں راہ راست سے الگ رہے۔ لہٰذا اس حکم و فیصلہ سے اللہ اور اس کا رسول اور امت کے نیک لوگ بیزار ہیں لہٰذا تم شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو۔

خارجیوں کے ساتھ دینے کی دعوت اور ان کا جواب:......خطبہ دینے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں ایک خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی اور صاف الفاظ میں یہ لکھ دیا تھا۔ نحن علی رضی اللہ عنہ الامر الاول الذی کنا علیہ (ہم اس پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پہلے تھے یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے)۔ خوارج نے جواب لکھا تم نے تقرر حکمین کے وقت اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع کی وجہ سے لڑنے کو کہتے ہو۔ پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرو اور توبہ کر لو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابن عباس کی تیاری:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خط پڑھنے سے نا امیدی ہوگئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کر کے شام پر ہی حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے۔ حضرت ابن عباس کو نخیلہ لشکر گاہ سے فوج مرتب و مہیا کرنے کا حکم لکھا۔ انہوں نے ڈیڑھ ہزار جنگجو احنف بن قیس کی قیادت میں جمع کئے۔ پھر دوبارہ ابن عباس نے لوگوں کو جمع کر کے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار کی تعداد میں ہو جس میں صرف ڈیڑھ ہزار نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی اس تھوڑی سی تعداد کو میں کیا بھیجوں۔ یہ جملہ پورا ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمی نے سینہ سپر ہو کر کہا ہم بھی جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔

نخیلہ سے لشکر کی روانگی:......لہٰذا ابن عباس نے ان کو حارثہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ احنف و حارثہ تین ہزار ایک سو افراد کے لشکر کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصریٰ کی امداد کا حال بیان کیا۔ اس کے بعد نہایت نرم الفاظ میں نصیحت کر کے ارشاد فرمایا تم لوگ میرے معاون و مددگار رہو، مناسب یہ ہوگا کہ ہر سردار اپنے گروہ اور قبیلہ کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ ان میں کتنے لوگ جنگجو سپاہی ہیں۔

مجاہدین کی کی فہرست کی تیاری:......چنانچہ سعد بن قیس ہمدانی، معقل بن قیس، عد بن حاتم، زیادہ بن حفصہ، حجر بن عدی اور بڑے بڑے سرداروں اور تمام رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی شخص کو جو جنگ کے قابل تھا باقی نہ چھوڑا۔ فہرست تیار ہونے پر معلوم ہوا کہ چالیس تجربہ کار جنگجو ستر ہزار اور نو اور آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جا سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصریٰ کے تھے۔

شام سے جنگ پر لوگوں کی آمادگی:......اس کے بعد امیر المؤمنین یہ سن کر کہ لوگ خوارج سے جنگ کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیوں کہ انہوں نے تم سے مقابلہ کیا اور برابر لڑتے رہے۔ اور ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ بزور و جبر بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیں۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا جہاں اور جس طرف مناسب سمجھیں رخ کیجئے۔

خوارج کے ہاتھوں عبداللہ بن خباب اور اہل خانہ کی شہادت:......ابھی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اہل شام کی طرف روانہ ہوئے تھے کہ یہ خبر ملی کہ خوارج بصریٰ کے صحابی عبداللہ بن خباب سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ سلام دعا کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں۔ خوارج نے حضرت ابوبکر کی نسبت سوال کیا، کیسے تھے؟ عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے۔ پھر خلافت عثمان بن عفان کے زمانے کے بارے پوچھا۔ جواب دیا وہ اول سے آخر تک اور حق پسند تھے انہوں حضرت کو حاکم مقرر کرنے سے پہلے اور بعد کے زمانے کے بارے میں پوچھا تو خباب نے جواب دیا کہ وہ

تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے ہیں اور دین حق پر چلنے والے ہیں۔اس پر خوارج جھلا کر بولے تم شخصیت کو پرستش کرتے ہو اور ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو۔یہ کہہ کر ان شہید کر ڈالا ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے تھیں پیٹ پھاڑ ڈالا اور وہ بھی جاں بحق ہو گئیں۔

خوارج کی طرف پیش قدمی:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس اطلاع سے سخت صدمہ ہوا آپ نے اسی وقت تحقیق کے لئے حررث بن مرۃ العبدی کو روانہ کیا۔مگر خوارج نے ان کو بھی شہید کر ڈالا تب لشکریوں نے متفق ہو کر گزارش کی کہ ہم کیسے ان قاتل خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور ان کے مکر وفریب سے اپنے مال واسباب اور اہل وعیال سے کیسے بےخوف و بےفکر ہو جائیں۔ان کی لڑائی کو ہم اہل شام کی لڑائی سے مقدم کر چاہتے ہیں۔اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی لہذا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔

خوارج کی نصیحت اور سمجھانے کی کوشش:......اس کے بعد قیس بن سعد بن عبادۃ اور ابوایوب انصاری نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔پھر خود امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سخت الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کے بارے میں فرمایا۔چونکہ انہوں نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے، ہم نے ان کے فیصلہ کو منظور نہیں کی اور ہم اپنے اسی خیال پر ہیں جو اس سے پہلے تھا۔اس کے علاوہ حکم مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو کچھ ہوا سو اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو۔

خوارج کا جواب:......خوارج نے کہا بیشک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اور اللہ ورسول کے حکم کے خلاف کیا۔کافر ہوئے لیکن ہم تو یہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے لہذا اگر تم بھی توبہ کر لو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اسی سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے۔امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا میں کیسے خود کو کافر کہوں حالاں کہ میں مومن ہوں میں نے ہجرت کی، اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس ہو گئے۔

امیر المؤمنین کی واپسی کے بارے میں ایک قول:......بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو خشونت آمیز لہجہ میں سمجھایا اور ان کو ان غریبوں کے قتل پر ملامت کیا تو خوارج نے چلا کر کہا اس سے باتیں نہ کرو بلکہ اللہ سے ملنے کو دوڑو (یعنی جنگ کرو) امیر المؤمنین یہ سن کر واپس آ گئے۔

جنگ نہروان او جنگ کی تیاری:......پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا ارارہ کیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور میمنہ کے امیر حجر بن عدی میسرہ پر شبث بن ربعی، سواروں پر معقل بن قیس، پیادوں پر حضرت ابوایوب، اہل مدینہ پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مامور تھے۔جنگی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی۔قیس بن سعد بن عبادۃ بھی اس جماعت میں تھے۔خوارج کے لشکر کے اس تفصیل سے سردار مقرر تھے میمنہ کا سردار زید بن حصین الطائی، میسرہ پر شریح بن اوفی العنسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی، پیادوں پر ہرقوص بن زہیر مامور تھے۔

امن دینے کا اعلان اور اکثریت کی واپسی:......امیر المؤمنین نے امان کا علم حضرت ابوایوب کو مرحمت فرمایا۔حضرت ابوایوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص بغیر جنگ کئے آئے گا اس کو امان دی جائے گی۔اور جو شخص جنگ میں شریک نہ ہو گا اس کو بھی امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی امن میں ہو گا۔فروۃ بن نوفل اشجعی سنتے ہی پانچ سواروں کو لے کر خوارج علیحدہ ہو کر "دسکرۃ" میں جا کر قیام کیا۔اور کچھ لوگ کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آ گئے ان سبھوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی۔

خارجیوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حملہ:......ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خوارج کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا۔اور ان کی جماعت منتشر ہو گئی، میمنہ اور میسرہ کی ترتیب ختم ہو گئی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔تیر اندازوں نے تیر برسانہ شروع کر دیئے سواروں نے دونوں بازوؤں (میمنہ ومیسرہ) سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا۔پیدل فوج نے تلواریں نیا سے کھینچ لیں اور تھوڑی دیر میں سب کو ڈھیر کر دیا اس طرح سے کہ گویا ان سے کہہ دیا کہ تم لوگ مر جاؤ۔

خارجیوں اور مجاہدین کے نقصان کی تفصیل:..... خارجیوں میں سے عبداللہ بن وہب، زید بن حصین، حرقوص بن زہیر عبداللہ بن شجرہ، شریح بن اوفی جیسے نامی گرامی سردار مارے گئے۔ مال واسباب سامان جنگ اور مویشیوں پر مجاہدین کا قبضہ ہو گیا اور یہ چیزیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیں گئیں البتہ خوارج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ حضرت عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا ارادہ کیا مگر امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے آپ کے ساتھیوں میں صرف سات آدمی شہید ہوئے۔

نخیلہ میں قیام اور فوجیوں کی نافرمانی:..... جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سام کی جنگ کی تیاری شروع کی۔ اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گزارش کی کہ فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے کوفہ واپس چلنے کی درخواست کر رہی ہے تاکہ تھوڑے دن آرام کر کے تیاری اور تازہ دم ہو کر دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس دوران ہماری تعداد بھی بڑھ جائے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ درخواست منظور نہیں کی لیکن شام کی طرف بھی روانہ نہیں ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف لوٹے اور مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک اپنے گھر نہیں جائے جب تک دشمنوں سے مقابلہ کر کے کامیابی حاصل نہ کرلیں۔ اس حکم کی تعمیل پورے طریقے سے نہ کی گئی تو بہت سے لوگ لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔

کوفیوں کی وعدہ خلافی اور نافرمانی:..... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے اور دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی تو چند آدمیوں نے آمادگی ظاہر کی۔ پھر چند روز ٹھہر کر کوفہ کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے معلوم کی اور تاخیر کرنے کے وجہ پوچھی تو ان لوگوں میں سے نہایت کم لوگوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر کی۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ اس سے سرخ ہو گیا۔ تنگ دل ہو کر اٹھے خطبہ دیا پرزور تقریر کی ان کے فرائض سے ان کو آگاہ کیا اور بہت نصیحت فضیحت کی لیکن ان کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور بت کی طرح خاموش بیٹھے رہے۔

مصر میں شورش:..... اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ مصر کے اطراف میں امیر المؤمنین عثمان بن عفان کے حامی معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر نے جو مصر کے گورنر تھے قسطاط سے ایک لشکر ابن مضاہم کی قیادت میں منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے انہیں شکست دے دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ اس چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی لوگ چاروں طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ ❶ نے واقعہ صفین کے بعد اشتر کو لکھ بھیجا کہ جزیرہ میں کسی کا نائب مقرر کر کے فوراً مصر چلے جاؤ تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی اصلاح کی قابلیت نہیں رکھتا۔

اشتر مصر روانگی اور انتقال:..... معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خبر سے مصر پر قبضہ سے ناامیدی ہو گئی کیوں کہ اشتر کی سیاسی چالوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واقفیت تھی۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ اشتر کوچ اور قیام کرتا جوں ہی قلزم کے افسر مال کے پاس آ پہنچا اشتر کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے خراج کے حاکم قلزم نے اشتر کو زہر دیا تھا۔ طمع یہ دلائی تھی کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن خلاف واقعہ اور خلاف قیاس روایت ہے ❷۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محمد بن ابی بکر کو خط:..... محمد بن ابی بکر کو بھی اشتر کا گورنر بن کر آنا شاق گزرا تھا۔ اور اس وجہ سے ذرا ناراض ہو گئے تھے۔ جب اشتر کے انتقال کی خبر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھ کر اس حق میں دعا مغفرت کی۔ اور محمد بن ابی بکر کو معذرت خط لکھا کہ میں اشتر کو مصر کا گورنر اس وجہ سے مقرر نہیں کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے کچھ بدگمانی تھی بلکہ اس کے سیاست دان اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی۔ لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا ہم اس سے بے حد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور اس کو دوگنا ثواب عطا کرلے۔ تم پر لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر وتحمل سے کام لو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت اور نیک نصحت سے بلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اللہ سے ہی مدد کے خواہاں رہو وہ تمہارے اہم امور میں مددگار اور جس کا ہم نے تم کو والی بنایا ہے اس کا معین ہو گا۔

محمد بن ابی بکر کا جواب:..... محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کا فرمانبردار اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہو گا میں

---

❶..... دیکھیں تفصیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھیجنے کی (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۵۴)۔ ❷..... مصنف نے اس واقعہ کو ناممکن قرار دیا ہے جب کہ یہ واقعہ ابن اثیر نے جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ پر روایت کیا ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۵۴) اور (مروج الذھب جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)۔

اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

مصر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی:..... قصہ مختصر جب حکمین نے فیصلہ کر دیا اہل عراق امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت کر لی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے زیر قبضہ ممالک میں داخل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مشورہ کے غرض سے ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، بشر بن ارطاۃ ضحاک بن قیس، عبدالرحمن بن خالد، ولید اور شرجیل بن السمط کو بلایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کسی تجربہ کار شخص کو مصر پر فوج کشی کا حکم دے دو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر جانے کا حکم:..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جوب دیا کہ مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم ہوا خواہان عثمان بن عفان کے ساتھیوں سے خط و کتابت کر کے انہیں اپنا ہم آہنگ بنائیں اور دشمنوں سے صلح کی بات چیت کریں اور لڑائی سے ڈرائیں۔ اس کے بعد میدان کارزار میں برسر جنگ آئیں" پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا، اے ابن العاص تمہاری عجلت میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے بہتر ہو گا کہ تم مصر کا رخ کرو۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تمھارے نزدیک جو مناسب ہو کرو لیکن میرا خیال یہ ہے کہ مصر پر جنگ کے بغیر قبضہ حاصل نہیں ہو گا۔

مخالفین علی رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت:..... مجلس برخواست ہونے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج اور مسلمہ بن مخلد کو خط لکھا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے پر شکر گزاری ظاہر کی۔ ان کو امیر المؤمنین کی مخالفت پر ابھارا اور امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان کا قصاص طالب کرنے پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور مسلمہ ان کا خط پا کر بہت خوش ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارباب شوریٰ کو جمع کیا تو لوگوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو چھ ہزار کا لشکر دے کر مصر روانہ کیا اور روانگی کے وقت جلد بازی نہ کرنے اور آسانی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کا مصر پر حملہ:..... عمرو بن العاص شام کا لشکر لے کر مصر کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں مقیم ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی آ کر جمع ہو گئے۔ عمرو بن العاص نے اپنے خط کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کے ساتھ محمد بن ابی بکر کے پاس بھیجا۔ اپنے آنے اور سخت جنگ کی دھمکی دی تو محمد بن ابی بکر نے اپنے خط کے ساتھ دونوں خط کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کو امداد بھیجنے کا وعدہ کیا اور نہایت استقلال وصبر سے لڑائی شروع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ محمد ابن ابی بکر نے دو ہزار کے لشکر کے ساتھ کنانہ بن بشیر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ خدیج نے عمر رضی اللہ عنہ و بن خوتیج کا شامی سواروں کا امیر بنا کر کنانہ کے روک تھام کے لئے بھیجا۔ شامی سواروں نے کنانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ کنانہ گھبرا کر پیدل ہو کر لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر کا اندوہناک قتل:..... یہ خبر محمد بن ابی بکر تک پہنچی تو ان کے ساتھی لشکر شام کے خوف سے ان سے علیحدہ ہو گئے اور احمد بن ابی بکر میدان جنگ سے بھاگ کر ایک ویران کھنڈر میں جا چھپے، ابن خدیج نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ اور اور زنجیر سے باندھ کر فسطاط لائے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی سفارش لیکن عمرو بن العاص نے ان کی ایک نہ سنی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا۔ مگر ابن خدیج نے اس بدلہ میں کہ امیر المؤمنین عثمان کو محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھیوں نے پانی نہیں دیا تھا۔ ان کو بھی پانی نہیں دیا اور ایک مردار گدھے کی کھال میں ڈالکر انہیں جلا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا محمد بن ابی بکر کے قاتلوں کے خلاف نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھا کرتی تھیں۔

محمد بن ابی بکر کی موت کی دوسری روایت:..... بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس وقت محمد بن ابی بکر کو شکست ہوئی تو وہ جبلہ بن مسروق کے مقام پر جا کر چھپے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج نے اپنے ساتھیوں سمیت انکا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر بہادری کے جوش میں گھر سے نکل کر میدان میں آئے اور لڑ کر راہ آخرت اختیار کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والوں کا رویہ:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو جنگ کرنے کا

لکھا تھا۔ اور امداد بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جناب موصوف نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ لوگوں کو اہل شام سے جنگ پر ابھارا اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم کل صبح جرعہ کی طرف روانہ ہوں گے تم لوگ بھی وہیں آ جانا۔ چنانچہ آپ کوفہ سے صبح کو جرعہ روانہ ہوئے اور دوپہر کے وقت پہنچے۔ قیام کی شام تک انتظار کرتے رہے مگر ایک شخص بھی نہ آیا۔

مالک بن کعب کی مصر روانگی:......غروب آفتاب کے بعد واپس آئے اور شرفاء کوفہ کو جمع کر کے نصیحت وفضیحت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لڑائی پر دوبارہ ابھارا۔ مالک بن کعب الارجعی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا جاؤ لیکن مجھے یہ امید نہیں ہے کہ تم محمد بن ابی بکر کی مدد پر نا پہنچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا۔ کہ حجاج بن ارفعہ انصاری سے ملاقات ہوگئی یہ مصر سے آ رہے تھے۔ انہوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ بتلایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصر کی اطلاع اور اس کا صدمہ:......اس کے بعد عبدالرحمٰن بن شبث فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شام میں مخبری کی خدمت پر مقرر تھے۔ انہوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاص کے مصر پر قبضہ کرنے کے تفصیلی واقعات بتلائے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور آپ نے اسی وقت مالک بن کعب جو اس لشکر سمیت مصر جا رہا تھا واپس بلا لیا۔ اس کے بعد لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ مصر کی سرگزشت بیان کی اور ان کو سستی وغفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہاری غفلت وکاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہمارے ہاتھ سے چلا گیا (یہ واقعہ ۳۷ھ کا ہے)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابن حضرمی کی بصریٰ آمد:......مصر کی فتح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن الحضرمی کو بصریٰ روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ازدوالوں کا دل بندھانا اور قبیلہ ربیعہ سے علیحدہ رہنا اس لئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کے طرف دار اور بہی خواہ ہیں۔ اہل بصریٰ واقعہ جمل کی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے اور وہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف عثمان ابن عفان کا قصاص طلب کر رہے تھے۔ ابن حضرت عباس بصریٰ کے گورنر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کے کسی ضرورت سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ ابن حضرمی کے آنے کی خبر سن کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے حامی ان کے پاس جمع ہو گئے۔

ابن حضرمی کا خطاب اور ہنگامہ:......ابن حضرمی حمد ونعت کے بعد لوگوں کو حضرت عثمان کا قصاص طلب کرنے پر ابھارنے لگے۔ ضحاک بن قیس ہلائی نے قطع کلامی کر کے کہا، اللہ تجھ سے سمجھے؟ تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تم ہم کو اتحاد کے بعد انتشار اور موت کی طرف بلاتا ہے تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں۔ عبداللہ حازم السلمی نے غصہ ہو کر ضحاک سے کہا چپ ہو جا! تو یہ بات کہنے کے لائق نہیں ہے۔ پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا ہم تمہارے معین ومددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول عمل ہے تم بے خوف ہو کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط پڑھو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط اور لوگوں کا ردعمل:......اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے فضائل اور ان کے انتظامات کی خوبیاں لکھی تھیں اور اہل بصریٰ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنے پر ابھارہ تھا اور ان کے وظائف بڑھانے کا لالچ دیا تھا۔ ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا، میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ بن مرحوم چلا اٹھے، اے لوگو جماعت سے علیحدہ مت ہونا اور امیر المؤمنین کی بیعت نہ توڑنا۔ عباس بن حجر بولے، میں ابن الحضرمی کا معین ومددگار ہوں مثنیٰ بن مخزمہ نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا تم ابن حجر کی پشت پناہی کرنے سے خوش مت ہو بلکہ بہتر ہے کہ جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔ ابن الحضرمی نے صبرہ بن ازدی سے مخاطب ہو کر کہا کیا تم میری مدد نہیں کرو گے؟ جواب دیا کہ اگر میرے ہاں آ جاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

زیاد کا ان حالات میں اقدام:......زیاد جو ابن عباس کی جگہ امیر بصریٰ مقرر تھا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈرا اور حصین بن المنذر مالک بن مسمع اور دوسرے سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی آئے اور جلسہ عام کا ماجرا بیان کیا اور ابن الحضرمی کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم آنے تک اس فعل سے باز رکھنے کو کہا۔ حصین نے تو اس بات کو منظور کر لیا لیکن مالک بن مسمع نے ٹال مٹول کر کے ٹالنا چاہا اس لئے کہ اس کا طبعی جھکاؤ

بنی امیہ کی طرف تھا۔ زیاد نے گھبرا کر صبرہ بن شیمان کے پاس کہلوایا کہ مجھ کو اور بیت المال کو اپنے امن میں لے لو۔ صبرہ نے کہا بہتر! بشرطیکہ تم اس کو میرے گھر اٹھالاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی آمد اور ابن الحضرمی کا قتل:.....زیاد نے بیت المال اور منبر صبرہ کے گھر لے جا کر رکھا اور اسی کی قوم کی مسجد میں جمعہ پڑھنے لگے اور ان کی ہمت بندھا کر انہی لوگوں کا ایک لشکر مرتب کر لیا اور اس کی اطلاع امیر المؤمنین ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دی۔ آپ نے اعین بن صبیعہ کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تمیم اور ابن الحضرمی کے درمیان پھوٹ ڈالو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اس سے بلا تامل لڑو۔ تو عین بن صبیعہ نے بصریٰ پہنچ کر تمیم کو ابن الحضرمی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو ابن الحضرمی کے ساتھی اس کے مخالف ہو گئے۔ ایک دن یا دو دن لڑائی ہوتی رہی ابن الحضرمی کو شکست ہوگئی۔ بعض لوگوں نے مکر وفریب سے بلا کر مار ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الحضرمی کو خوارج نے قتل کیا تھا۔

زیاد بحیثیت گورنر فارس:.....جس وقت ابن الحضرمی بصریٰ میں مارے گئے اور امیر المؤمنین کے بارے میں لوگوں میں اختلاف بدستور قائم رہا تو اہل عجم نے ۲۹ھ میں اپنے گورنر سہیل بن حنیف کو نکال دیا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو جاریہ بن قدامۃ نے گزارش کی کہ زیاد کو فارس کا عامل بنا کر بھیجے۔ آپ نے اس بات سے اتفاق کر کے حضرت ابن عباس کو حکم دیا کہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ زیاد کو فارس کی طرف روانہ کرو۔ چنانچہ زیاد ایک لشکر جرار لے کر فارس کی طرف بڑھا۔ ایرانیوں میں سے بعض نے مقابلہ کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی رہے انہوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد زیاد نے کرمان کا رخ کیا اور اس کو بھی تلوار کے زور سے مطیع کر لیا اور ایرانیوں کے جوش کو جو دودھ جو ابال کی طرف اٹھالیتا ہے اپنی تلوار سے بٹھا کر اصطخر میں قلعہ زیار میں قیام پزیر ہوا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر جھوٹا الزام:.....۴۰ھ میں عبداللہ بن عباس امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور علیحدہ ہو کر چلے گئے یہ ناگوار واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز عبداللہ بن عباس ابوالاسود کے پاس ہو کر گزرے اور کسی بات پر ناراض ہو کر اسے جھڑک دیا۔ ابوالاسود نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو شکایت لکھی کہ عبداللہ بن عباس نے ان کے قبضہ میں جو مال تھا وہ دربار خلافت کی اجازت کے بغیر خرچ کر ڈالا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کو شکریہ کا خط لکھا اور حضرت ابن عباس کو لکھا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم نے بیت المال کا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے۔ میں نے شکایت کنندہ کا نام بخوف فتنہ ابھی ظاہر نہیں کیا تم یہ لکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے۔

حضرت ابن عباس کی جواب طلبی سے ناراضگی اور علیحدگی:.....ابن عباس نے جواب میں لکھا کہ جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ میں نے جس مال کو صرف کیا ہے اس کا میں مالک ومحافظ ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لکھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ تمہیں یہ مال کہاں سے ملا، کیسے ملا، اور تم نے اسے کہاں رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس نے جواب دیا میں آپ کے مطلب کو سمجھ گیا ہوں۔ میں ایسی گورنری نہیں کرنا چاہتا اس لئے جسے آپ مناسب سمجھیں بھیج دیں اور یہ مال جو میں نے خرچ کیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے۔ ابن عباس یہ جواب لکھ کر مال واسباب سمیت مکہ روانہ ہو گئے۔

اہل بصریٰ کا تعاقب اور واپسی:.....اہل بصریٰ نے مال چھیننے کی غرض سے تعاقب کیا تو قبیلہ قیس نے للکار کر کہا کہ جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی دیکھنے والی باقی ہے حضرت ابن عباس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ صبرہ بن شیمان نے اپنی قوم سے کہا کہ قیس ہمارے بھائی ہیں اور ان کا لحاظ مال لینے سے بہتر ہے آؤ ہم لوگ بصریٰ لوٹ چلیں۔ صبرہ بن شیمان کے واپس ہوتے ہی قبیلہ بکر اور قبیلہ عبدالقیس بھی واپس ہو گئے۔ بنو تمیم کے چند لوگوں نے مزاحمت کی اور دو دو چار چار ہاتھ چلے لیکن احنف نے درمیان میں پڑ کر لڑائی بند کروادی اور ان کو اپنے ساتھ بصریٰ واپس لے گئے۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ:.....۴۰ھ میں سترھویں یا گیارھویں رمضان المبارک یا ربیع الثانی کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

❶.....اس اطلاع کی تفصیل دیکھنے کے لئے دیکھیں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۶۴۔

شہید کر دیئے گئے۔ پہلی روایت دوسری روایتوں کے مقابلہ میں زیادہ صحیح ہے ❶۔

قاتلین کا مشورہ:...... امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کئے جانے کا یہ سبب ہوا کہ جب جنگ نہروان کے باقی جنگجو خوارج، عبداللہ بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ بن تمیمی جس کو حجاج بھی کہتے تھے۔ اور عمرو بن بکر تمیمی سعدی حجاز میں ایک مقام پر اکھٹے ہوئے اور اسلام کے امیروں اور بڑے لوگوں کے عیوب بیان کرنے لگے اور نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا۔ بہت دیر تک خاموش اور مغموم بیٹھے۔ پھر ان میں سے ایک نے مہر سکوت توڑ کر کہا کہ کاش ہم لوگ بھی اپنی جانوں پر کھیل کر ان گمراہوں کے سرداروں کو مار ڈالتے ہیں تو بہت اچھا ہوتا اس طرح مسلمان ان کے ظلم سے نجات پا جاتے۔

ہدف کا تعین اور قتل کی تاریخ:...... ابن ملجم (یہ مصر کا رہنے والا تھا) بولا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کافی ہوں۔ برک نے کہا میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کام تمام کردوں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص کو قتل کا بیڑا اٹھایا۔ اس کے بعد ان سب نے عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص مطلوبہ شخص کو نہ مارلے واپس نہ آئے ورنہ وہیں مرجائے۔ اور یہ کام سترھویں تاریخ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔

شبیب اور ابن ملجم کی گفتگو:...... چنانچہ اس اقرار اور عہد کے مطابق ابن ملجم کوفہ آیا اور اپنے دوستوں سے ملا لیکن اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا۔ پھر شبیب بن شجرہ اشجعی کے پاس گیا اور اپنے ارادے سے اس کو باخبر کر کے مدد کی درخواست کی۔ شبیب نے کہا تیری ماں مرجائے! تو کیسے ان کو شہید کرے گا؟ ابن ملجم نے جواب دیا کہ فجر کے قبل مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا پھر جس وقت وہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آئیں گے میں فوراً حملہ کردوں گا۔ پس اگر میں نے ان کو شہید کر دیا اور بچ کر نکل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ شہادت نصیب ہوگئی۔ پہلی صورت میں لوگ ان کے ظلم سے نجات پا جائیں گے۔

شبیب اور ابن ملجم کا گٹھ جوڑ:...... شبیب نے کہا' تف ہو تجھ پر! تو ایسے شخص کو مارنے آیا ہے جو اسلام میں پہل کرنے والے اور سب لوگوں سے افضل ہیں۔ ابن ملجم نے جواب دیا کیا خوب! کیا انہوں نے جنگ نہروان میں اللہ کے نیک بندوں کو قتل نہیں کیا؟ شبیب نے کہا ہاں کیا! پھر ابن ملجم نے کہا تو ان کو انہی مقتولوں کے عوض قتل کرنا چاہتے ہیں۔ شبیب اس کی باتوں میں آ گیا اور اس کا ساتھی بن گیا۔

ابن ملجم اور اس کی محبوبہ کا گٹھ جوڑ:...... اس واقعہ کے بعد ان ملجم کی نظر ایک حسین عورت ❷ پر پڑی جو قبیلہ تمیم رباب کی تھی۔ اس کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا اور نکاح کا پیغام دیا۔ عورت نے اس شرط پر منظور کیا کہ غلام اور ایک لونڈی مہر میں دے گا اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرے گا۔ ابن ملجم نے کہا علی رضی اللہ عنہ کا قتل کرنا تو کچھ مشکل نہیں ہے میں اسی مقصد سے آیا ہوں البتہ پہلی دو شرطوں پر مجھے اعتراض ہے اور وہ شے مجھ سے ادا نہ ہوسکیں گی۔ تو اس عورت نے کہا بہتر ہے تم اس آخر شرط کو پورا کردو۔ اگر تم اس میں کامیاب ہوگئے تو کافی ہے۔

ابن ملجم اور اس کے ساتھی کمین گاہ میں:...... اس عورت نے مزید کہا کہ میں تمھارے ساتھ ایسے شخص کو مقرر کر دیتی ہوں جو تمھاری مدد کرے گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے قبیلہ سے وردان کو ابن ملجم کے ساتھ متعین کیا۔ جب وہ رات آئی جس میں ابن ملجم نے اپنے ساتھویں سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کا حلف کیا تھا۔ یہ رات جمعہ کی رات تھی تو ابن ملجم شبیب اور وردان کے ساتھ مسجد میں آیا اور اس دروازہ کے قریب چھپ کر بیٹھ گیا۔ جس سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ:...... تھوڑی دیر کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آواز بلند سے فرمایا۔

---

❶...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یوم شہادت کے بارے میں مؤرخین کا جو اختلاف ہے اس کی تفصیلات کے لئے دیکھیں تاریخ طبری اور خلیفہ بن خیاط صفحہ ۱۹۸۔ مروج الذھب جلد ۲ صفحہ ۴۵۸ اور طبقات ابن سعد جو جلد ۳ صفحہ ۳۷۔ صحیح ترین تاریخ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ کی) شہادت ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہے۔ ❷...... تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۸۳ میں اس عورت کا نام قطام بنت الشجنہ لکھا ہے۔

يها الناس الصلوة. اے لوگو! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یہ سنتے ہی شبیب نے لپک کر تلوار چلائی مگر آپ آگے بڑھ گئے تھے اور اس کا وار دروازہ پر لگا ابن ملجم نے بڑھ کر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا، الحکم للہ للك يا علی رضی اللہ عنہ والا لا صحابك ۔ (حکم صرف اللہ کے لئے ہے اے علی رضی اللہ عنہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے نہیں ہے) اور دان بھاگ کر اپنے گھر آ گیا اور اپنے بعد ساتھیوں سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ شبیب اندھیرے میں بھاگا ہو چلا تا جار ہا تھا لوگوں نے دوڑو، پکڑو، چلانا شروع کیا۔ ایک حضرمی شخص نے پہنچ کر شبیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر اور لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ لوگ مجھ ہی کو قاتل نہ سمجھیں اسے چھوڑ دیا اور موقع غنیمت پا کر بھاگ اور لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ زخمی ہونے کے بعد:......امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنے ہمشیرہ ام ہانی کے بیٹے) کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا۔ جعدہ نے نماز پڑھائی لوگ آپ کو گھر اٹھالائے اور اس وقت سورج نکل آیا تھا۔ ملجم کو پیش کیا گیا آپ نے ارشاد فرمایا، اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کر دیا؟ ابن ملجم نے عرض کی میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو مخلوق کا بدترین شخص ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بھی اس تلوار سے مارا جائے گا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر میں اس زخم سے مرجاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:......اے بنی عبدالمطلب! مسلمانوں کی خونریزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور بہانہ مت اٹھانا کہ امیر المؤمنین شہید ہو گئے ہیں بلکہ سوائے میرے قاتل کے اور کسی کو مت مارنا۔ اے حسن! اگر میں اس زخم سے مرجاؤں تو بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک وار مارنا اور مثلہ ہرگز نہ کرنا کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ ایاکم و المثلة (مثلہ کرنے سے بچو)۔

ام کلثوم اور ابن ملجم کی گفتگو:......ام کلثوم بنت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم سے خطاب کر کے کہا، اے اللہ کے دشمن! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے جواب دیا پھر کیوں رو رہی ہو۔ واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خریدی تھی اور چالیس روز تک برابر زہر میں بجھا تا رہا ہوں۔ اگر تمام اہل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں ایک بھی باقی نہ رہتا۔

صاحب زادوں کو وصیت:......اس دوران جندب بن عبداللہ آ گئے اور انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا اگر آپ خدانخواستہ ہم سے جدا ہو جائیں تو ہم کیا حسن کی بیعت کریں گے؟ ارشاد کیا نہ میں اس سے منع کرتا ہوں تم خود سمجھ دار ہو پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے فرمایا۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ❶ اور یہ کہ تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا اگر چہ وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کے حاصل ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیموں پر رحم کرنا، بے کسوں کی مدد کرنا، ظالم کے دشمن رہنا، مظلوم کے معین و مددگار رہنا، کتاب اللہ پر عمل کرنا، اللہ تعالیٰ کے احکام پر ملامت کرنے والوں کی ملامت سے ڈرنا۔ پھر محمد بن الحنفیہ سے مخاطب ہوئے میں تم کو بھی انہی باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہوں ان کا حق تم سے زیادہ ہے کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف نہیں کرنا۔ اس کے بعد حسن و حسین کی ابن الحنفیہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی پھر حسن کو تھوڑی دیر تک کچھ سمجھاتے رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت:......جب وفات کا وقت قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر کی اور سوائے لَا اِلٰـهَ الا الـلّٰه کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکلا یہاں تک کہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۔

قاتل ابن ملجم کی جہنم رسیدگی:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابن ملجم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے عرض کی کہ آپ اگر مجھے تھوڑے دنوں تک زندہ رکھیں گے تو آپ کو کوئی نقصان تو نہیں ہو گا؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مار ڈالوں گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کام میں نے تمام کر دیا اب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گیا ہے۔ تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں

---

❶......مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۸۵۔

اپنا وعدہ پورا کرلوں پس اگر میں نے اس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ حضرت حسن نے کہا نہیں! واللہ اب تو دوزخ ہی کی سیر کرے گا یہ کہہ کر آپ نے اس کو آگے بڑھایا اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ:......ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے اسی رات فجر کے وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ کولہوں پر معمولی سا زخم آیا انہوں نے پلٹ کر برک کو گرفتار کر لیا۔ برک نے خوف زدہ ہو کر کہا میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں اگر تم نے اس کے عوض مجھ کو کوئی فائدہ پہنچا سکو تو (مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو) اور یہ ہے کہ آج شب کو ہی میرے ایک بھائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر کہا شاید وہ اس فعل پر قادر نہ ہو سکے گا۔ برک نے جواب دیا یہ ناممکن ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا اس کی یہ بات پوری ہوتے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے برک کو قتل کر دیا گیا۔ بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیاد کے زمانہ تک زندہ رہا تھا اور زیاد ❶ نے اس کو بصریٰ میں قتل کیا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا علاج:......غرض معالجہ کے لئے طبیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا اس کا علاج اسی دو ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا آپ دوا پینا اختیار کیجئے۔ مگر آئندہ اس دوا کی وجہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ بند ہو جائے گا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری آنکھ یزید اور عبداللہ کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ لیکن آگ کا داغ نہ برداشت ہوگا۔ تم مجھے دوا دے دو۔

دربان اور محافظ کی تقرری:......اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دربان رکھے، باڈی گارڈ مقرر کئے پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں بھی رہنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ایمانی شخص نے اسی وجہ سے مروان بن الحکم کو نیزہ مارا تھا۔ اس وجہ سے سب سے پہلے مروان بن الحکم نے ۴۴ھ میں دربان اور باڈی گارڈ مقرر کیا تھا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جگہ خارجہ کا قتل:......تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو رضی اللہ عنہ بن بکر تھا اسی رات میں وہ بھی حضرت عمرو بن العاص کو قتل کرنے کے لئے چھپ کر بیٹھا تھا۔ اتفاق یہ ہوا کہ اس رات کو بیماری کی وجہ سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے مسجد میں نہ آسکے اور اپنے ایک فوجی افسر خارجہ بن ابی حبیبہ بن عامر بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ بن بکر نے اس غریب پر حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کے شبہ میں تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ لوگ اس کو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص پاس کے گرفتار کر کے لائے۔ انہوں نے پوچھا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا خارجہ، اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا کہ افسوس میں نے تمہارے شبہ میں اس کو مار دیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے کہا تو نے عمرو رضی اللہ عنہ کے مارنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کا۔ یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال:......امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کی عمال کی تفصیل یہ ہے۔ بصریٰ میں عبداللہ بن عباس (ان کی علیحدگی کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یہاں کے عہدِ قضاء پر ابوالاسود الدولی، فارس میں زیاد سمیہ، یمن عبداللہ بن عاص جب تک بسر بن ارطہ کا واقعہ نہیں پیش آیا تھا مکہ اور طائف میں قثم بن عباس مدینہ میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ یا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ و نسب ❷:......گندمی رنگ، قد چھوٹا، آنکھیں بڑی، ہنس مکھ اور خوبصورت تھے۔ حسین گھنے بال تھے گھنی ڈاڑھی تھی بازو اور پنڈلیوں پر گوشت تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے علی المرتضیٰ نسبتاً نہایت قریب تھے ان سے زیادہ خلفاء راشدین میں سے کوئی اور اتنے قریب نہیں تھے دوسری ہی پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابوطالب کے، جن کا نام عبدالمناف تھا اور عبدالمناف اور عبدالمطلب بن ہاشم کے بیٹے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے دادا تھے۔ جیسا کہ مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسا ہی ماں کی طرف سے بھی ہاشمی تھے ماں کا نام فاطمہ تھا جو اسد بن

---

❶......ابن اثیر (تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۴۳۷) میں ہے کہ زیاد نے اسے یہ کہہ کر قتل کیا کہ کیسے ممکن ہے کہ تیری تو اولاد ہو اور امیر المومنین کی اولاد نہ ہو۔ ❷......تاریخ کامل اسیر صفحہ ۲۰۱ جلد سوئم مطبوعہ مصر۔

ہاشم کی بیٹی تھی یہ پہلے خلیفہ ہیں کہ جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔

اسلام:......آپ سابقین اسلام میں سے تھے جیسا کہ بوڑھوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ویسے ہی نوعمروں میں سے آپ رضی اللہ عنہ سب سے ایمان لائے تھے ہجرت کی رات آپ رضی اللہ عنہ ہی بستر نبوی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے سوئے تھے۔ مشرکین مکہ کو سورۃ براۃ سنانے میں آپ رضی اللہ عنہ ہی کو مقرر کیا تھا زیور علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے پیراستہ سخاوت و شجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا اگر اندرونی نزاعات پیش نہ آتے تو آپ رضی اللہ عنہ ایک عالم کو منہاج النبوت پر چلاتے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اور مدت خلافت:......مؤرخین کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تین مہینے کم پانچ سال رہا اور یہ سارا زمانہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات اور فسادات کو دور کرنے میں خرچ ہو گیا تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کی عمر ۵۹ سال تھی۔ کوئی کہتا ہے ۵۸ برس کی عمر میں آپ شہید کئے گئے اس کے علاوہ لوگوں نے مختلف روایتیں کیں ہیں۔ لیکن پہلی روایت صحیح ہے شہید ہونے کے بعد حسن حسین اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) نے نہلایا تین کپڑوں میں کفن دیا اور آپ کے خلف اکبر امام حسین نے نماز پڑھائی اور مسجد کے قریب دفن کئے گئے اور بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ قصر میں مدفون کئے گئے۔

ازواج واولاد:......سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں دولڑکے حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور دولڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے بعد ام البنین بنت حرام کلابیہ سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے عباس، جعفر عبداللہ، اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمہ تھیں۔ دو بیٹے عبداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ چوتھی شادی آپ نے آسمہ بن عمیس خثعمیہ سے کی جس سے محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ انہی کے بطن سے آپ کے بیٹے عون بھی پیدا ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ پانچواں نکاح امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبداللہ بن الغریٰ عبد شمس سے کیا ان کی ماں زینب بنت رسول اللہ تھیں ان سے محمد الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر بن علی رضی اللہ عنہ جن کو ابن الحنفیہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر تھا جو قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبار بنت ربیعہ تغلبیہ سے آپ کے بیٹے عمر اور بیٹی رقیہ پیدا ہوئے آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود سقفیہ ہے جن سے ام الحسن، رملۃ الکبریٰ، ام کلثوم صغریٰ پیدا ہوئیں۔ نواں نکاح آپ کا مخبہ بنت عمر القیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں ہی انتقال ہو گیا ان لڑکیوں کے علاوہ اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔ غرض آپ کے کل چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں پیدا ہوئیں لیکن نسلی سلسلہ میں حسن وحسین محمد بن الحنفیہ عباس بن کلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے چلا۔ باقی کی اولاد باقی نہ رہی یعنی ان سے سلسلہ نسل نہیں چلا۔

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت:......امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی جماعتوں نے بلا اتفاق حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت ❶ کر لی۔ سب سے پہلے قیس بن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا: **بسط یدك علی کتاب اللّٰه وسنت رسوله وقتال الملحدين** ❷۔ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: **علی کتاب اللّٰه وسنة رسول وباتیان علی کل شرط** ❸۔ اس کے بعد اور لوگ بھی بیعت کرنے لگے آپ فرما رہے تھے تم لوگو! میرے احکامات کر سنتے رہنا میری اطاعت کرنا جس سے میں صلح کروں اس تم بھی صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرنا۔ ان باتوں سے لوگوں کو شک وشبہ پیدا ہو گیا سرگوشیاں کرنے لگے اور کہنے لگے یہ تمہارا امیر نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیعت لینا:......امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی خلافت کی

---

❶......امام حسن رضی اللہ عنہ بر سر خلافت پر ۴۰ ہجری میں تمکن ہوئے تھے، از ابن اثیر۔ ❷......اپنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ آپ کے ہاتھ پر اللہ کی کتاب اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور ملحدوں کو قتل کرنے کے بارے میں بیعت کریں۔ ❸......اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور تمام شرائط کو پورا کرنے پر بیعت کرو۔

بیعت اہل شام سے لی اور اسی دن امیر المؤمنین کا خطاب اختیار کیا لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکمین کے فیصلے کے بعد اپنی خلافت کی بیعت لی تھی شہادت کے چالیسویں دن اشعث بن قیس کندی بھی جو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے انتقال کر گئے اور ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ساتھ شرجیل بن السمط لا کندی بھی انتقال کر گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مقابلے کے لئے روانگی: ...... شہادت سے چند دن پہلے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ اور موت کی بیعت لی تھی لیکن اتفاق سے ابھی لشکر کشی کی نوبت بھی نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے۔ چنانچہ جب لوگوں نے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لے کر کوفہ کی طرف بڑھے۔ ❶ امام حسن بھی وہیں پہنچنے کے ارادے سے کوفہ سے نکلے۔ ان کے ساتھ مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہی تھے ان میں سے قیس بن سعد اور بعض مؤرخین کے قول کے مطابق عبداللہ بن عباس تھے۔ ساقہ پر قیس تھے۔

قیس کی شہادت کی افواہ اور عراقیوں کا حسن پر حملہ: ...... مدائن پہنچنے اور قیام کرتے ہی یہ مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اس خبر کو مشہور ہونا تھا کہ لشکر میں ہیجان کی کیفیت طاری ہو گئی اور لشکر ایک دوسرے سے الجھ گیا چند لوگ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خیمے کی طرف جھپٹے جو کچھ پایا لوٹ لیا اندر گھسے تو اس بساط بستر اور چادر کو بھی چھین لیا تھا جس پر آپ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ بعضوں نے ناعاقبت اندیشی سے آپ رضی اللہ عنہ کی ران میں نیزہ بھی مار دیا۔ ربیعہ اور ہمدان آپ کی حمایت کے لئے اٹھے تو اباشوں کا گروہ منتشر ہو گیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک تخت پر اٹھا کر مدائن لایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ نے قصر ابیض میں قیام کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اقتدار حوالے کرنے کا خط: ...... شور و غل ختم ہونے کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی خود رائی منافقت کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں خلافت و حکومت سے دستبردار ہونا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ وہ سب کچھ مجھے دے دیں جو کوفہ کے بیت المال میں ہے۔ (اس وقت بیت المال میں پانچ لاکھ دینار موجود تھے) اور دار البحر د فارس کے حضرات کا خراج مجھے معاف کر دیں اور میرے والد بزرگ کو میرے سامنے سخت و ناپسندیدہ کلمات سے یاد نہ کریں۔ خط روانہ کرنے کے بعد اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر سے اس کا تذکرہ کیا لوگوں نے سمجھایا بجھایا لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خط: ...... اس خط کے پہنچنے سے چند دن پہلے ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک سادہ کاغذ پر دستخط کر کے اور مہر لگا کر عبداللہ بن عامر کے ذریعے امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج چکے تھے اور علیحدہ یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو جو شرط منظور ہو اس سادہ کاغذ پر لکھ دیجئے ہم اسے منظور کر لیں گے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس سادہ کاغذ پر جس کے نیچے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط اور مہر تھے پہلی شرطوں سے دوگنی شرائط لکھیں۔ چنانچہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امارت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنے کے بعد میں بڑھائی ہوئی شرط منانی چاہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط کی شرائط پر عمل کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جو آپ طلب کرتے ہیں۔

اہل عراق کا امام حسن رضی اللہ عنہ کو خراج دینے سے انکار: ...... امارت حوالے کرنے کے بعد بصریٰ نے دار البحر د کا خراج دینے سے انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو ہمارا مال غنیمت ہے ہم وہ مال آپ کو نہیں دے سکتے۔ آپ نے اہل عراق کو جمع کر کے خطبہ دیا اور حمد و درود کے بعد بیان فرمایا:

اہل ❷ العراق سخی نفسی عنکم چلاث قتل ابی وطعنی والتھاب بیتی. پھر فرمایا، ال ❸ وقد اصبحتم بین قتیلین قتیل بصفین تبکون له وقتیل بالھر وان تطلبون بثاره واما الھاقی فخاذل واماالباکی قثائرون معاویة

❶ ...... یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے ابن اثیر۔ ❷ ...... اے اہل عرق میں نے تین بار تم سے درگذر کیا تم نے میرے باپ کو مارا مجھے نیزہ مارا میرا گھر لوٹا۔ ❸ ...... جان لو کہ تم نے دو قسم کے مقتولوں کے درمیان صلح کی۔ (۱) مقتولین صفین جس کے لئے رو رہے ہو اور (۲) مقتولین نہروان کے جس کا تم معاوضہ طلب کر رہے ہو، اور جا باقی ہیں خاذل ہیں اور نہ رونے والے بدلہ لینے والے ہیں اور حضرت معاویہ نے ایک معاملہ پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف۔ چنانچہ اگر تم موت پر راضی ہو ہم اس بات کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی چاہتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری رضامندی حاصل کریں۔

دعانا الی ام لیس فیه عز ولا نصفة فان اردتم الموت رددنا علیه وحاکمناه الی الله یظبی اسبوف السیوف وان اردتم الحیوة قبلنا واخذنالکم الرضی.

لوگوں کی صلح پر رضامندی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت:......لوگوں نے ہر طرف چلا کر کہا صلح قائم کیجئے۔ چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چھٹے مہینہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور لوگ بھی بیعت میں شریک ہوگئے۔

قیس بن سعد کو بیعت کرنے کا حکم:......امام حسین رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کو (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان کے بیعت کرنے کے بارے میں لکھ بھیجا۔ قیس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور مشورہ کرنے کے لئے ان کو مخاطب کر کے کہا ہم لوگوں کے لئے بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا۔ جواب دیا امام گمراہ کی اطاعت کرنا، جواب دیا ''امام گمراہ کی اطاعت''، قیس بن سعد یہ سن کر واپس آ گئے۔ بیعت لینے کے بعد عمرو ابن العاص کے کہنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا کیا تا کہ لوگوں پر وہ اپنی معذوری کا اظہار کریں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و درود کے بعد کہا:

ایها الناس ان الله هداکم باولنا وحقن دماء کم باخبر ناوان لهذا الامرة والد نیادول والله عزوجل یقول لنبیه وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الی حین. ❶

جب اس جملے پر پہنچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھالیا کیونکہ انہوں نے اس کے خلاف خیال ظاہر کیا تھا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات اور زہر دینے کی جھوٹی روایت:......اس واقعہ کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے اہل بیت اور جملہ متعلقین کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہوئے اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوئے پہنچانے آئے اس کے بعد جناب موصوف تا حیات مدینہ میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۴۹ھ میں ابوالفرج اصفہانی کی روایت کے مطابق ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سازش کر کے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تھا تو یہ شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جھوٹی تہمتوں سے بالکل پاک ہیں❷۔

قیس بن سعد کی مشترکہ بیعت:......قیس بن سعد چند دنوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے رکے رہے اور عبداللہ بن عباس بھی اس رائے میں متفق تھے لیکن جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو لشکر جرار عبیداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا تو عبیداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی۔ رات کے وقت تن تنہا اپنے لشکر سے نکل کر عبداللہ بن عامر خیمہ میں آئے اور ان کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔

قیس بن سعد کا لشکر کو تیار رہنے کا حکم:......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد قیس بن سعد لشکر کے امیر بنے قیس بن سعد نے سارے لشکر کو جمع کر کے کہا جب تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ و قوم کے جان و مال کے محفوظ ہونے کی یقین دہانی نہ کرا دیں اور گذشتہ دنوں میں جو کچھ ان سے ہوا ہے اسے معاف نہ کر دیں اس وقت تک تم لوگ میرے ساتھ مل کر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر صف آراء رہنا۔ لشکروں نے دلی سے شرط قبول کر لیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے پر بیعت کی۔

---

❶......اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہمارے بزرگوں کے ذریعے ہدایت دی اور ہمارے بعد کے لوگوں نے تمہارا خون بہایا اور اس کام کی مدت مقرر کی ہے اور دنیا تو ایک ملک ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے۔ ❷......قاضی ابوبکر ابن ابی العواصم اوالقواصم صفحہ ۲۱۴ میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دیا تھا تو یہ دو وجوہ کی بناء پر محال ہے۔ (۱) یہ کہ خلافت آپ کے حوالے کر چکے تھے اور آپ کو اب کسی سے کوئی خطرہ بھی نہ تھا تو زہر دینے کے کیا معنیٰ (۲) یہ ایسا معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا پھر بلا دلیل ایسے شخص پر الزام کیوں لگایا جائے جو ہم سے بہت پہلے ایسے زمانے میں گذرا ہے جس کے بارے میں ہم کسی نفس پرست قاتل کی بات کا یقین نہیں کر سکتے اور پھر یہ حالات بھی فتنہ کے تھے کہ جس میں جھوٹ سچ خبریں پھیلتی ہی ہیں۔ بہر حال مؤلف اس زہر دینے والی روایت کو تسلیم نہیں کرتے چنانچہ علامہ ابن خلدون کا بھی یہی خیال ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور قیس کی صلح: .....رفتہ رفتہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جنگ کی رائے دی۔ امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں جنگ کرنے میں انہی لوگوں کی تعداد کے برابر اہل شام بھی مارے جائیں گے۔ پھر ایک قاسد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط آپ کو منظور ہو لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے تمام ساتھیوں کے لئے امان طلب کی مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو امان دی۔ چنانچہ قیس نے ان تمام ساتھیوں کے ساتھ بیعت کر لی اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین اور عام الجماعۃ: .....مختصر یہ کہ اسی طرح سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کامل و مستقل ہوگئی اور سب مسلمانوں نے ان کی خلافت بیعت کی یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے اسی وجہ سے اس سال کو عام الجماعۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی۔ تباہ برباد کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلے میں بیان کریں گے کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

مصنف کی وضاحت: .....خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ فتوحات اور جنگیں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق اور اجتماع ہوا تھا اس کا یہ آخری کلام ہے میں نے تفصیلی مختصر حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ محمد بن جریر طبری تاریخ کبیر کا خلاصہ ہے کیوں کہ فن تاریخ میں جتنی کتابیں میں نے لکھی ہیں ان میں سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور امت کے بزرگوں اور نیک لوگوں عدول صحابہ اور تابعین کو برا بھلا کہنے سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مؤرخین کے کلام میں ایسے واقعات مل جاتے ہیں جس سے خواہش پرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شک وشبہ اور بدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایت نقل کی جائے۔ میں نے بعض جزوی حالات طبری کے علاوہ لوگوں کی کتابوں سے بھی حتیٰ الامکان صحیح کر کے اخذ کئے ہیں اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو خلفاء راشدین سے علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ: .....مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت عدالت اور صحابیت میں یہ ان کے تابع تھے اور خلافت کی حدیث میں بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کا صحیح ہونا ثابت ❶ ہے نہیں اور حق یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مؤرخین نے اپنی تالیفات میں ان کے دور کو دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے اول یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خلافت بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے زمانے میں پیدا ہوگئی تھی اور اس سے پہلے انتخاب واجتماع اور اتفاق سے خلافت قائم کی جاتی تھی لہٰذا مؤرخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت راشدہ ہے ملوکیت نہیں: .....حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزور غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو مخالفین ملوک (یعنی بادشاہ) تعبیر کرتے اور بعض کو بعض سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بعد کے خلفاء سے تشبیہہ نہیں دی جاسکتی۔ یہ خلفاء راشدین میں سے ہیں ان کو ان خلفاء مروانیہ سے تشبیہہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں حد درجہ کم ہے نہایت غلطی ہے، اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس سے بھی جو ان کے بعد ہوئے ہیں تشبیہہ دینا مناسب نہیں ہے۔

بادشاہت (ملوکیت) کی اصل تعبیر: .....اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بادشاہت کا رتبہ خلافت سے کم ہے لہٰذا بادشاہ خلیفہ کیسے بن سکتا ہے سمجھ لیجئے کہ جو بادشاہت کے مخالف بلکہ خلافت کے منافی ہیں وہ جبروئیت ہے جو کسرویہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

---

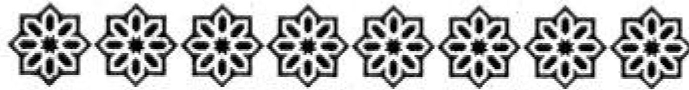
❶ .....اس لئے کہ اس حدیث کا راوی سعید بن جمہان ہے جو سفینۃ سے روایت کر رہا ہے اور اس سعید بن جمہان کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لاباس یعنی کوئی حرج نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے امام ابوحاتم فرماتے ہیں شیخ الایحتج یعنی ہیں تو صحیح لیکن اس قابل نہیں کہ ان کی حدیث کی جاسکے اس کی سند میں حشرج بن نباتۃ الواسطی بھی ہے بعض محدثین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (یعنی کمزور ہے) اور عبداللہ بن احمد بن حنبل اس حدیث کو سوید الطحان سے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں کہا ہے "لین الحدیث" یعنی اس کی حدیث کمزور ہوتی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظاہری حال دیکھ کر ناپسندیدگی ظاہر کی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ، عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے وہ خلافت اور نبوت کے منافی نہیں ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور داؤد علیہ السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور دنیا کے کاموں میں خوب چست اور اطاعت الٰہی کے پابند تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے دنیا و دولت کی کثرت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس بات پر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا جب کہ مسلمانوں نے تمام سلطنتوں پر غلبہ حاصل کر لیا تھا اور یہ ان کے خلیفہ تھے لہٰذا انہوں نے ان لوگوں کی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً قومیت کی وجہ سے اپنی جانب مائل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوتے ہی کہ جس وقت استقلال حکومت اور نفاذ احکام کی ضرورت محسوس ہوئی تھی اس وقت انہوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے مسلسل حکومت قائم کر لی۔

خلافت اور بادشاہت کو الگ الگ پہچاننے کا طریقہ:...... قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کے افعال کو صحیح طریقہ سے دیکھو، واہیات خلافت کے پیچھے پڑو۔ پس جن کے افعال کتاب وسنت کے مطابق ہوں تو وہ حکمران نبی کے خلیفہ ہیں اور جن کے افعال کتاب وسنت کے مطابق نہ ہوں وہ ملوک دنیا ہے اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خلفاء راشدین سے الگ ذکر کرنے کی دوسری وجہ:...... دوسرا سبب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ ذکر کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے اور ان میں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عظیم الشان تھے لہٰذا یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور پہلے خلفاء مختلف خاندانوں کے تھے ان کو ایک ساتھ بیان کیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ باوجود یکہ وہ بنو امیہ میں سے تھے ان کے ساتھ اس وجہ سے ملحق کر دیئے گئے اور فضیلت اور دین میں ان کے قریب تھے۔ واللّٰہ یحشرنا فی زمرتھم ویرحمنا باقتدائھم۔

الحمد للہ جلد سوم کا حصہ اول مکمل ہوا



تاریخ ابن خلدون

جلد سوم

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت

بنوامیہ اور بنو ہاشم:...... قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف ایک ایسا قبیلہ تھا کہ جس کا افرادی قوت اور عزت وشرافت میں قریش کا کوئی قبیلہ مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ قبلیہ عبد مناف کے دو بڑے خاندان بنوامیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا ہے اور یہ اسی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ سارا قریش بنوامیہ اور بنو ہاشم کی امارت اور حکومت کو تسلیم کرتا تھا مگر بنوامیہ افرادی قوت کے اعتبار سے بنو ہاشم سے زیادہ تھے۔ عزت کثرت ہی سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

''انما العزة للتكاثر'' چنانچہ بنوامیہ کو اسلام سے پہلے ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو حرب بن امیہ تک جا پہنچا اور ان کا یہ حرب الفجار ❶ میں سردار تھا۔

حرب بن امیہ کی سرداری:...... مورخین نے لکھا ہے کہ ایک روز قریش آپس میں لڑ پڑے۔ اس وقت حرب کعبہ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا چند نو عمر لڑکے چلاتے ہوئے آئے یا عم ادرك قومك يا عم ادرك قومك ❷ حرب یہ سن کر اٹھا اور اپنا دامن سمیٹتا ہوا ان لوگوں کے پاس پہنچا اور اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر رومال کے اشارے سے ان کو بلایا فریقین اس کے پاس آئے اس وقت تک خوب گھمسان کی لڑائی ہو چکی تھی۔ اور وہ لڑائی سے رک گئے۔

اسلام کا دور اور بنوامیہ:...... پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور اچانک نبوت وحی، نزول ملائکہ اور معجزات اور کرامات کے ظہور کی وجہ سے لوگوں کی کایا پلٹ گئی تو مسلمان اور کافر سب نے ہی نفسانیت اور بے جا ضد کا خیال بھلا دیا مسلمانوں نے تو اس کی وجہ سے کہ اسلام نے امور جاہلیت سے ان کو منع کر دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

"ان الله اذهب عنكم غبية الجاهلية وفخرها لاو انتم ادم بنو ادم و آدم من تراب "

مشرکین کو اس عظیم واقعہ نے نفسانیت اور بے جا حمیت قومی سے غافل کر دیا اور ایک زمانہ تک وہ اس کو بھولے رہے اور اسی وجہ سے جب بنوامیہ اور بنو ہاشم میں اسلام کی وجہ سے افتراق پیدا ہوا اور یہ افتراق بنو ہاشم کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا تھا تو کوئی فتنہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خود غرضی کو بالکل بھلا دیا تھا یہاں تک کہ ہجرت ہوئی اور جہاد شروع ہو گیا۔

فطری جوش اور حمیت:...... ان لوگوں میں اس وقت سوائے فطری جوش وحمیت کے جو کہ کبھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتا اور کچھ باقی نہ رہا۔ اور یہ ایک فطری بات ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے پڑوسی کے ناجائز قتل اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو کوئی بھی چیز کسی طرح سے ختم نہیں کر سکتی اور یہ خطرناک بھی نہیں ہے بلکہ اصل میں تو یہ ہی مطلوب ہے کیونکہ جہاد میں اس سے فائدہ پہنچتا ہے اور دین کی طرف بلانے میں معین ومددگار ہوتا ہے۔

صفوان بن امیہ:...... آپ نے صفوان بن امیہ کا قول ضرور پڑھا ہوگا۔ جب جنگ حنین میں ابتداء مسلمانوں کو شکست ہوئی تو (صفوان اس وقت تک مشرک تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام لانے کی مہلت دی تھی) اس وقت اس کے بھائی نے کہا تھا:......

---

❶...... حرب الفجار عرب کی ایک مشہور لڑائی ہے جو بازار عکاظ میں واقع ہوئی تھی۔ اس میں انہوں نے بہت سے ممنوع امور کو جائز کر لیا تھا۔ ❷...... چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے، اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے۔

❶"الا بطل السحر اليوم"

اس نے جواب دیا:......

"اسکت فض اللّٰہ فاك لان يربنی رجل من قريش احب الی عن یر بنی رجل من هوازن "❷

بنوامیہ کی سرداری کا دور:...... بنی عبد مناف کا شرف واعزاز ہمیشہ بنوعبدشمس اور بنو ہاشم میں محدود رہا۔لیکن ابوطالب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے اور ایسا ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور اکثر بنوعبدالمطلب اور تقریباً سارے بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ آ گئے اس وقت بنوامیہ مکہ میں اکیلے ہی ریاست واعزاز کی کرسی پر قابض ہو گئے ۔قریش کے سرداروں نے قریش کے تمام قبائل سے بنوامیہ کو ہی بدر میں اعزاز وافتخار کا تمغہ دیا۔اور پھر اس واقعہ میں عتبہ، ربیعہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ یعنی بنی عبدشمس کے سرداروں کے مارے جانے سے ابوسفیان کو بنی امیہ کی سرداری مستقل طور پر مل گئی اور قریش میں ان کو سب سے بڑا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا چنانچہ جنگ احد میں بنوامیہ ہی قریش کے سردار تھے اور پھر غزوۂ احزاب اور اس کے بعد کی لڑائیوں مین بھی یہ سپہ سالار رہے۔ فتح مکہ میں ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے ابوسفیان میں اور عباس رضی اللہ عنہ میں دوستی تھی)❸ یارسول اللـه ان ابا سفيان رجل يحب الفخر فاجعل له ذكر اً۔آپ نے ارشاد فرمایا۔❹من دخل دار ابی سفيان فهو ا من ،(پھر فتح کے بعد آپ قریش سے فرمایا کہ تم لوگ آزاد ہو۔جاؤ مسلمان ہو کر چلے جاؤ۔❺

بنوامیہ کی افتخار پسندی:......اس کے بعد خلافت صدیقی میں رؤساء قریش نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کی شکایت کی کہ ان کو ابتدائی مہاجرین کے برابر نہیں سمجھا جاتا اور حضرت عمر خطاب کے ذریعے سے بھی یہ ہی معلوم ہوا ہے کہ رؤساء قریش کو شوریٰ میں شریک نے کئے جانے پر بھی شکایت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر خواہی کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کی طرح جہاد کرو اور اسلام کو مخالفین کی تکلیفوں سے بے پرواہ کر دو مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور مسلمانوں کو قوت ملے۔مرتدین ومتمردین (سرکش اور بے دین)اعراب کا خاتمہ ہوتا کہ تمہاری بھی ویسی ہی عزت کی جائے چنانچہ آپ نے مرتدین کے خلاف ان کا لشکر مرتب کر کے روانہ فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بنوامیہ:......پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے ان کو روم سے جنگ پر روانہ فرمایا اور قریش کو شام پر فوج کشی کی ترغیب دی اور یزید بن ابی سفیان کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد ان کو بحال رکھا اس وجہ سے بنوامیہ کی قریش کی ریاست اور سرداری زمانہ اسلام میں اس ریاست وسرداری سے مل گئی جو فتح مکہ سے تھوڑے دن پہلے ان کو حاصل تھی جس کا رنگ زمانہ نے بدلا نہ تھا اور جس کے عہد کو لوگوں نے اس وقت بھلایا نہ تھا، جب بنو ہاشم نبوت کے معاملے میں مصروف تھے اور دنیا کو اپنے ہاتھوں سے چھوڑ کر اس کے بدلے قرب الٰہی کا شرف حاصل کر رہے تھے اس زمانہ میں لوگ برابر بنوامیہ کی سرداری کے معترف رہے۔حنظلہ بن زیاد کاتب نے محمد بن ابی بکر سے کہا تھا کہ اگر یہ کام (خلافت وامارت)اس شور وغل سے انجام کو پہنچ گیا تو تم پر بنوعبد مناف غالب آ جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور:......حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ ابن طالب کی امارت میں مخالفت کی تو لشکر کا زیادہ حصہ فضیلت صحابیت اور سابق الاسلام ہونے کے سبب سے انہیں کے ساتھ رہا مگر اکثر لوگ قبائل ربیعہ ویمن وغیرہ کے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر جو درحقیقت شام کا لشکر تھا اس میں قبائل قریش ومصر بھرے ہوئے تھے جو فتح مکہ کے وقت سے حدود شام ٹھہرے ہوئے تھے۔لہٰذا ان کا قومی جوش اور ان کی حمیت وشوکت بڑھی ہوئی تھی پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن طالب کے حامیوں میں سے ایک گروہ ان سے علیحدہ

---

❶......آیا آج سحر باطل ہو گیا (مسلمانوں کی شکست سے رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔❷......چپ رہ تیرے منہ میں خاک، مجھے یہ بات پسند ہے کہ کوئی قریشی شخص میرا سردار بنے اس بات سے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا مربی بنے۔❸......اے رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو عزیز رکھتا ہے پس آپ اس کے لئے کوئی امتیاز مقرر فرمائیے۔❹......جو شخص ابوسفیان کے گھر چلا جائے گا اس کو امن ہے۔❺......تفصیل کے لئے دیکھیں (سیرۃ ابن ہشام جلد۲ صفحہ۴۱۲)اور (الکامل، ابن اثیر جلد صفحہ۶۱۳)

ہو گیا جو خوارج کے نام سے مشہور ہوا اور آپ کو انہوں نے جنگ میں مصروف کر لیا اس دوران حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکثر شہروں کو اپنے ماتحت کر لیا اور حضرت علی بن طالب شہید ہو گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور:......حضرت حسن رضی اللہ عنہ ابن علی نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی خلافت سے ہاتھ اٹھا لیا مسلمانوں کی جماعت نے ۴۱ ہجری کے نصف میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کر لی یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ شان نبوت اور خوارق عادات کو بھلا کر قومی حمیت اور غلبہ پر آرہے تھے اور غلبہ سارے عرب اور مضر قبائل پر بنوامیہ کو حاصل تھا اور ان میں سب سے زیادہ عظیم الشان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے خود خلافت کو تقسیم کیا اور نہ کوئی دوسرا شخص ان کا حصہ دار بنا جس سے ان کے قدم میدان حکومت میں جم گئے ان کی شام بڑھ گئی ان کی ریاست سرزمین مصر و شام میں مستحکم ہو گئی۔ بیس برس تک حکومت کرتے رہے اور اس دریا دلی سے لوگوں کو اپنے انعامات سے نوازا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ان کی قوم کا ان سے زیادہ سخی اور فیاض نہ تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بردباری:......رؤساء عرب اور مصر کے سرداروں کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کرتے تھے ان کی سخت و نامناسب باتوں کو برداشت کرتے ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ان کے تحمل و بردباری کی حد نہ تھی۔ یہی سبب تھا کہ ان کی حکومت و ریاست کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا اور روز بروز استقلال ہوتا چلا گیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عدی بن حاتم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے از راہ مذاق کہا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے پر انہیں چھیڑا تو عدی نے ناراض ہو کر کہا واللہ وہ دل جن سے ہم نے آپ سے دشمنی کی تھی اب تک ہمارے سینوں میں ہیں اور بے شک وہ تلواریں جن سے ہم آپ سے لڑ رہے تھے ہمارے قبضہ میں ہیں اگر تم ایک بالشت بھی بدعہدی کرو گے تو ہم برائی سے تمہاری طرف پانچ ہاتھ بڑھائیں گے اور حضرت علی کے خلاف نامناسب باتیں سننے سے حالت نزع ہمارے لئے بہت آسان ہے اے معاویہ تلوار کی بو سے تلوار اٹھائی جاتی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا یہ باتیں نہایت صحیح ہیں ان کو لکھ لو پھر حضرت عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرتے رہے اس کے علاوہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بردباری و تواضع کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔

گورنروں کی تقرری اور روانگی:......جس وقت عام الجماعت ❶ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مستقل طور پر خلیفہ مان لئے گئے تو انہوں نے مختلف علاقوں میں اپنے گورنر روانہ کئے۔ کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کو دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے پہل کوفہ کا گورنر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو بنایا تھا مغیرہ یہ سن کر حاضر خدمت ہوئے اور سمجھایا کہ مصر میں عمرو بن العاص گورنر ہیں اور کوفہ میں ان کے بیٹے کو مقرر کیا گیا ہے گویا آپ شیر کے دو دانتوں کے درمیان ہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو معزول کر کے بجائے ان کے مغیرہ کو مامور کر دیا اس کی خبر حضرت عمرو بن العاص کو پہنچی تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ نے ایسے شخص کو کوفہ کا حاکم بنایا ہے جو مال کو ہڑپ کر جائے گا اور آپ اس سے کچھ نہ وصول کر سکیں گے مناسب یہ ہے کہ کسی شخص کو ان کے ساتھ مقرر کر دیں جس سے یہ خائف رہیں چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ کو نماز پڑھانے پر متعین کر دیا اور صیغہ مال کسی اور کے سپرد فرمایا اور قضاء (عدالت) پر شریح مامور ہوئے اسی زمانے میں کثیر بن شہاب کو "رے" کی حکومت دی اس کے بعد زیاد نے اس کو بحال رکھا اور دیلم پر فوج کشی کی۔

بصریٰ پر بسر بن ارطاۃ کا تقرر:......اسی ۴۱ ہجری (یعنی عام الجماعۃ) میں بصریٰ پر بسر بن ارطاۃ کو متعین کیا اور اس سے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ و امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صلح کے وقت حمران بن ابان ❷ نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب بسر بن ارطاۃ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خطبہ میں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی شان میں نامناسب کلمات بک کر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم

---

❶......عام الجماعت، اتحاد کا سال، یہ وہ سال کہلاتا ہے جس سال حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ❷......ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ پر حمران بن ابان ہی ہے لیکن ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان) کے جدید ترین نسخے میں حمران بن زید تحریر ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

لوگ جو کچھ جانتے ہو بتاؤ اگر میں سچا ہوں تو میری تصدیق کرو ورنہ تکذیب کرو۔ حضرت ابوبکرہ نے اٹھ کر کہا اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم تجھے سوائے جھوٹا ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے بسر بن ارطاۃ نے طیش میں آ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے اٹھ کر ابوبکرہ کا گلا دبانا شروع کر دیا۔ ابولولوۃ الضبی یہ ماجرا دیکھ کر درمیان میں کودا خوب جھگڑے کے بعد ابوبکرہ کو اس کے پنجے سے چھڑایا۔ فارس جو کہ مضافات ومتعلقات بصریٰ سے تھا، زیاد بن ابی سفیان امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مامور تھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو وہ بھیج دو زیاد نے جواب میں لکھا میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے کچھ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا اور کچھ حصہ اس کا آئندہ ضرورتوں کے لئے رکھ دیا اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا میں نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔

زیاد کے بچوں کا بسر کے ہاتھوں حبس:...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب فرمایا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کر دیا بسر بن ارطاۃ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا ان میں سے عبدالرحمٰن، عبداللہ، عباد بڑے بڑے تھے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس فوراً حاضری نہ دو گے تو ہم تمہارے بیٹوں کو مار ڈالیں گے زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تب بسر بن ارطاۃ اس کے بیٹوں کے قتل پر تل گیا تو ابوبکرہ نے کہا (یہ زیاد کے مادر زاد بھائی تھے) تو نے ان کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کر لیا ہے حالانکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سمیت وہ جس حیثیت سے بھی تھے صلح کر لی ہے تجھے ان کو اور ان کے باپ کو گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا زیاد کے بچوں کا چھڑانا:...... بسر نے جواب دیا اچھا میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط آنے تک کی مہلت دیتا ہوں ابوبکرہ یہ سنتے ہی سوار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ ان دنوں کوفہ میں تھے اور کہا لوگوں نے تمہارے ہاتھ پر بیٹوں کے قتل کرانے کی بیعت نہیں کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا معاملہ کیا ہے عرض کیا کہ بسر نے زیاد کے بیٹوں کو بغیر کسی جرم کے قتل کرنا چاہتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوراً ایک فرمان زیاد کے بچوں کو رہا کرنے کا لکھ کر حضرت ابوبکرہ کو دیا جس کو یہ لے کر اس وقت بسر کے پاس پہنچے جب مقررہ وقت کے ختم ہونے میں صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور لوگ ابوبکرہ کے آنے کے منتظر تھے اور زیاد کے بچے اپنے قتل ہونے کے۔ ابوبکرہ نے پہنچ کر فرمان دکھایا تو بسر بن ارطاۃ نے ان کو آزاد کر دیا۔

بسر کی معزولی اور ابن عامر کی گورنری:...... کچھ دن کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ارطاۃ کو بصریٰ سے معزول کر کے عتبہ بن ابی سفیان کو مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ابن عامر نے درخواست پیش کر دی کہ مجھے بصریٰ کی حکومت مرحمت فرمایئے وہاں پر میرا بہت سا مال ہے اور بے شمار امانتیں ہیں اگر آپ مجھے وہاں مقرر نہیں فرمائیں گے تو وہ سب ضائع ہو جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے درخواست منظور کر لی اور ساتھ ہی خراسان وبجستان بھی بصریٰ کے ساتھ ان کی ذمہ داری دے کر ۴۱ ہجری میں ابن عامر کو بصریٰ کی طرف روانہ کیا ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان کا والی بنایا انہی دنوں میں اہل بلخ ❶ بادغیس، ہرات اور بوشلخ نے عہد شکنی کی قیس نے فوج کشی کر کے بلخ کا محاصرہ کر لیا اہل بلخ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی اور اطاعت قبول کر لی چنانچہ مصالحت ہو گئی۔

بلخ سے مصالحت پر قیس کی گرفتاری:...... بعضوں کا بیان ہے کہ ربیع ابن زیاد نے ۵۱ ہجری میں ان لوگوں سے مصالحت کی تھی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا الغرض قیس اہل بلخ سے صلح کر کے ابن عامر کے پاس چلے آئے ابن عامر نے قیس کو کوڑے لگوائے اور قید کر دیا اور ان کے بدلے عبداللہ بن خازم کو والی ❷ مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اہل ہرات، بادغیس اور بوشلخ ❸ نے لڑائی سے تنگ آ کر صلح کی

---

❶ ...... بلخ وغیرہ عہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں فتح ہوئے تھے جیسا کہ جلد چہارم ترجمہ تاریخ میں لکھا گیا ہے۔ پھر خلافت اسلامیہ میں ردوبدل واقع ہونے سے اہل بلخ نے موقع پا کر بغاوت کی جس کے فرو کے لئے قیس کو متعین کیا گیا چنانچہ فرو کرنے کے بعد اس مرتبہ پارسیوں نے آتش کدہ نو بہار عطا بن مصائب کے ہاتھوں خراب مسمار کر دیا گیا جس کا بلحاظ شہرت وعظمت دنیا کے آتشکدوں میں چوتھا نمبر تھا (تاریخ مسعودی حالات بیوت النیر ان وکامل ابن اثیر ذکر ولایت قیس بن الہیثم) ❷ ...... تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ نمبر ۸۔

❸ ...... ہمارے پاس نسخے میں بوشلخ کے بجائے بوشج تحریر ہے (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۸) جدید عربی ایڈیشن۔

درخواست کی۔ اور امان طلب کی عبداللہ بن خازم نے فوراً منظور کر لیا اور مصالحت کے بعد بہت سارا مال و اسباب انٹوں پر لاد کر ابن عامر کے پاس بھیج دیا۔

مروان کی گورنری معزولی اور پھر تقرری:......اس کے بعد ۴۲ ہجری میں امیر معاویہ ؓ نے مدینہ کا گورنر مروان بن الحکم کو، مکہ کا خالد بن العاص بن ہشام کو مقرر فرمایا مروان نے عہد قضاء عبداللہ بن الحرث بن نوفل کے سپرد کیا پھر (ماہ ربیع الاول) ۴۹ ہجری میں حکومت کے آٹھویں سال مروان کو گورنری سے معزول کیا گیا اور اس کے بدلے (ربیع الثانی ۴۹ میں) سعید بن العاص مقرر کئے گئے انہوں نے اپنے عہد ولایت میں عبداللہ بن الحرث کے بجائے (ابوسلمہ ❶ ابن عبدالرحمٰن کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا پھر ۵۴ ہجری میں سعید گورنری سے معزول کئے گئے اور مروان مدینہ کی گورنری پر بحال کیا گیا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ زیاد امیر المومنین علی ؓ کی شہادت کے بعد فارس میں مقیم ہو گیا تھا اور امیر معاویہ ؓ کی طلبی پر نہیں تھا اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کے پاس کچھ مال امانتاً رکھا ہوا تھا اور عبدالرحمٰن ابوبکرہ نے اس کو بصرئ کے قریب رکھا تھا رفتہ رفتہ اس کی خبر امیر معاویہ ؓ کو ملی۔ تو کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو چنانچہ عبدالرحمٰن کو طلب کیا گیا مغیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا اگرچہ تمہارے والد نے میرے ساتھ برائی کی تھی لیکن تمہارے چچا نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا ہے جاؤ میں تم سے کچھ نہیں کہتا۔

حضرت مغیرہ اور حضرت معاویہ ؓ کی زیاد کے بارے میں گفتگو......یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو واپس کر دیا اور امیر معاویہ ؓ کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ بھیجا اور اس کے بعد خود حاضر ہو کر سمجھانے اور معذرت کرنے لگے امیر معاویہ ؓ نے فرمایا کہ جب سے فارس میں زیاد نے قیام کیا ہے اور میرے بلانے پر نہیں آیا ہے اس وقت سے اگر رات کو جب یہ خیال آ جاتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی حضرت مغیرہ نے پوچھا کہ زیاد کا مسئلہ کیا ہے؟

امیر معاویہ ؓ کا زیاد کے بارے میں اندیشہ:......امیر معاویہ ؓ نے فرمایا یہ نہ کہو کہ وہ عرب کا ایک بڑا شخص ہے۔ اس کے پاس فارس کا مال ہے حیلہ بازی اور چال سازی میں اس کو بڑا ملکہ حاصل ہے ایسا نہ ہو کہ وہ اہل بیت میں سے کسی کی بیعت لے اور پھر لڑائی دوبارہ چھڑ جائے۔ حضرت مغیرہ ؓ نے زیاد کو حاضر کرنے کی اجازت چاہی حضرت امیر معاویہ ؓ نے دل کی خوشی سے اس کو قبول کر لیا۔

حضرت ؓ مغیرہ اور زیاد کی گفتگو:......حضرت مغیرہ نے زیاد کے پاس پہنچ کر قیام کر لیا اور یہ کہا کہ حضرت امیر معاویہ ؓ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ حسن ؓ بن علی ؓ نے ان کی بیعت کر لی ہے حالانکہ یہی ایک ایسے شخص تھے کہ جو حضرت امیر معاویہ ؓ کی مخالفت کر سکتے تھے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اپنی فکر کر لو اس سے پہلے کہ حضرت امیر معاویہ ؓ کو تمہاری فکر باقی رہے۔ زیاد بولا تم مجھے کچھ رائے دو کیونکہ المستشار مؤتمن ایک مشہور قول ہے حضرت مغیرہ ؓ نے جواب دیا کہ میرا یہ خیال ہے کہ تم امیر معاویہ ؓ کے پاس چلے جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ تم خود کو ان کی ذات سے وابستہ کر کے واپس آ جاؤ زیاد نے اس کو قبول کر لیا۔

حضرت معاویہ ؓ کے امان سے زیاد کی حاضری:......حضرت مغیرہ ؓ لوٹ کر حضرت معاویہ ؓ کے پاس آئے اور سارے حالات سے انہیں آگاہ کیا چنانچہ حضرت امیر معاویہ ؓ نے امان نامہ لکھ کر بھیج دیا اور زیاد فارس سے امیر معاویہ ؓ کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا اس کے ساتھ منجاب بن راشد الضبی ❷ اور حارثہ بن بدر الغدانی بھی تھے۔ راستے میں عبداللہ بن خازم ایک گروپ کے ساتھ ملے جس کو ابن عامر نے زیاد کی گرفتاری پر مقرر کیا تھا لیکن امیر معاویہ ؓ کا امان نامہ دیکھ کر خاموش ہو گئے بہرحال زیاد امیر معاویہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

زیاد کا احتساب:......حضرت معاویہ ؓ نے مال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ اتنا خرچ ہو گیا اور اتنا امیر المومنین حضرت علی ؓ کے پاس بھیجا گیا باقی جتنا رہا وہ بیت المال میں مسلمانوں کی آئندہ ضروریات کیلئے رکھا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے زیاد کی بات تسلیم

---

❶......اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ کامل ابن اثیر میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا ہوا تھا اس وجہ سے ہم نے بھی مابین خطوط ہلالی ابوسلمی لکھ دیا کامل ابن اثیر ذکر عزل مروان وولایت سعید)

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں منجاب بن راشد الضبی کے بجائے منجاب بن رابد الضبی تحریر ہے۔ (تاریخ ابن خلدون عربی جلد ۳ صفحہ ۸)

کر کے موجودہ مال کو اپنی تحویل میں لے لیا بعض مورخین کا بیان ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا بیان سن کر کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو مجھے فریب دے رہا ہے لہٰذا تم مجھ سے صلح کر لو چنانچہ زیاد نے ایک لاکھ درہم پر صلح کر لی اور اجازت حاصل کر کے کوفہ میں مقیم ہو گیا کیونکہ مغیرہ بن شعبہ زیاد کی بہت زیادہ عزت واحترام کرتے تھے۔

بعض لوگوں کو نماز باجماعت گورنر کے ساتھ پڑھنے کا حکم:......پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے (بنظر دوراندیشی) مغیرہ کو حکم دیا کہ زیاد حجر بن عدی، سلیمان بن صرد، سیف بن ربعی ابن الکواء اور ابن الحمق کو پابندی سے نماز باجماعت میں ❶ شریک کرو لہٰذا یہ لوگ حضرت مغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت میں شریک ہونے لگے۔

کابل کی فتح:......ابن عامر نے (۴۳ ہجری) میں اپنی طرف سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور پولیس کی ذمہ داری عباد بن الحصین کو دی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر جیسے معزز ین کو ان کے ساتھ کر دیا اس کے اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی لہٰذا عبدالرحمٰن وعباد ان علاقوں کو فتح کرتے ہوئے سجستان میں داخل ہوئے اور اکثر شہروں کو فتح کر لیا رفتہ رفتہ کابل تک پہنچے اور مہینوں تک محاصرہ کئے رہے منجنیقیں نصب کر کے سنگباری کرتے رہے بہت سی لڑائیاں ہوئیں ایک دن شہر پناہ کی فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا مشرکین اس کو نہ بنا سکے تمام رات عباد بن الحصین اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ پہرہ دیتے رہے صبح ہوتے ہی مشرکین نے نکل کر مقابلہ کیا مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں انہیں پسپا کر کے شہر پر تلوار کے زور سے قبضہ حاصل کر لیا۔

نسف اور زابل کی فتح:......اس کے بعد نسف کی طرف بڑھے اور اس پر بھی لڑ کر قبضہ کرتے ہوئے ''خشک'' پر جا پہنچے اہل خشک نے صلح کر لی پھر مسلمانوں نے ''رخج'' پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ الڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر ''زابلستان'' کا رخ کیا (جس کو غزنی کہتے ہیں) چنانچہ اس کو اور اس کے مضافات کو بھی فتح کر کے کابل کی طرف واپس آئے کابل میں اس وقت بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ عبدالرحمٰن نے اس پر جوش بغاوت کو ختم کر کے دوبارہ فتح کر لیا۔

قیقان پر حملہ اور عبدالرحمٰن عبدی کی شہادت:......ہند کی سرحد پر ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سوار عبدی کو مقرر کیا بیان کیا جاتا ہے کہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو متعین فرمایا تھا بہر کیف انہوں نے تیغان (قیقان) پر فوج کشی کی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور خود ہی وفد لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے قیقانی گھوڑے ان کی خدمت میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف چلے گئے مگر اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت دوبارہ سنبھال لی تھی چنانچہ بہت سخت لڑائی ہوئی اور عبدالرحمٰن اس لڑائی میں شہید ہو گئے یہ نہایت کریم اور بے حد سخی تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ ❷ روشن نہیں کرتا تھا ایک روز رات کے وقت آگ روشن دیکھ کر پوچھا تو بتایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص ❸ بنایا جا رہا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دے دیا کہ تین روز تک برابر پورے لشکر کو ''خبیص'' پکا کر کھلایا جائے۔

قیس بن ھیثم کی معزولی:......(اسی ۴۳ ہجری میں) ابن عامر نے قیس بن الہیثم کو فرائض منصبی پورا نہ کرنے اور سالانہ خراج کے نہ بھیجنے کے الزام میں خراسان کی گورنری سے معزول کر کے عبداللہ بن حاتم کو مقرر کیا لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آ گئے ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چلے آنے سے سخت غصہ آیا چنانچہ اسی وقت ایک شخص کو جو یشکر قبیلہ کا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا اس کے بعد عبداللہ بن خازم کو گورنری دی۔

قیس کی معزولی کا ایک دلچسپ واقعہ:......بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ ابن خازم نے عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے مجھے خوف ہے اس بات کا کہ کہیں خراسان میں بغاوت نے پھوٹ نکلے اور قیس پسپا ہو کر بھاگ آئے مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھ کو عنایت کر

---

❶......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو شریک جماعت کرنے کا اس وجہ سے لکھا تھا کہ یہ لوگ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے (ذکر قدوم زیاد علی معاویہ رضی اللہ عنہ) ❷......عرب کا دستور تھا کہ جن میں فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ بغرض اظہار اپنے دروازے پر آگ روشن رکھتے تھے۔ ❸......خبیص ایک قسم کا حلوہ ہوتا ہے۔ جیسے کھجور، بالائی اور میدے سے تیار کیا جاتا ہے۔

دیجئے اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مزاحمت ومقابلہ سے مجبور ہوگا تو میں اس کا قائم مقام ہو جاؤں گا ابن عامر نے سند حکومت لکھ دی چنانچہ ابن خازم خراسان پہنچے اتفاق سے چندلوگ طغارستان کے باغی ہوکر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے قیس نے ابن خازم سے مشورہ کیا تو ابن خازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو ٹالتے رہیے جب تک ہمارالشکر مرتب ومجتمع نہ ہو جائے اور ذرا ادھر ادھر سے جا کر مسلمانوں کو جمع کر لیجئے قیس یہ سن کر نکلے اور تھوڑے ہی فاصلے پر گئے ہوں گے کہ ابن خازم نے ابن عامر کا فرمان نکال کر لشکریوں کو دکھایا اور افسر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلے پر صف آرائی کر کے ان کو مار بھگا دیا اس کی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی تو قیس کے ساتھی بہت برہم ہوئے اور ابن خازم پر فریب کا الزام لگا دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوایا ابن خازم حاضر ہوئے اور معذرت کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا اور یہ فرمایا کہ کل لوگوں کے سامنے اس معذرت کو پیش کرنا چنانچہ ابن خازم نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمر بن العاص کی وفات:......۴۳ ہجری میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہوگیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر بن العاص کو مصر کا گورنر بنا دیا۔

ابن عامر کی معزولی کا واقعہ:......۴۴ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان میں بردباری کا مادہ زیادہ تھا اور طبعیت بہت نرم تھی اس وجہ سے بصریٰ میں فتنہ وفساد شروع ہوگیا تھا زیاد نے رائے دی کہ ''نیام سے تلوار کھینچ لو'' ابن عامر نے کہا ''میں اپنے نفس کو خراب کر کے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا'' یہ کہہ کر چندلوگوں کو بصریٰ سے بطور وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے انہیں کے ساتھ کوفہ کا وفد بھی حاضر ہوگیا جس میں ابن الکواء (یعنی عبداللہ بن ابی اوفی یشکری) بھی تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے عراق اور علی الخصوص بصرہ کا حال دریافت کیا ابن الکواء نے کہا امیر المومنین بصرہ کو کمینوں نے کھالیا اور ان کے دبانے سے ان کا گورنر معذور ہے اس میں تو یہ طاقت ہی نہیں کہ لوگوں کی اصلاح کر سکے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بولے کہ تعجب ہے کہ تم یہ باتیں اہل بصرہ کے سامنے کہہ رہے ہو۔ ابن الکواء نے عرض کیا بے شک میرا بیان نہایت صحیح اور درست ہے جب اہل بصریٰ کا وفد بصریٰ میں لوٹ کر آیا تو انہوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا ابن عامر نے ناراض ہوکر ابن الکواء کے مخالف عبداللہ بن ابی شیخ یشکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا گورنر بنا دیا جب یہ خبر الکواء کو ملی تو اس نے کہا کہ یہ دشمنی بڑی اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے وہ یشکر والے ہی کو والی بنایا کرے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابن عامر سے تین چیزوں کا مطالبہ:......اس واقعہ کے بعد ابن عامر کو بلا بھیجا چنانچہ وہ حاضر ہوئے اور ایک مدت تک قیام پذیر رہے رخصت ہوتے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں تم یہ کہہ دو میں نے وہ تم کو دے دیں ابن عامر نے کہا کہ اچھا میں نے تم کو دے دیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (۱) تم گورنری سے دست بردار ہو جاؤ شرط یہ ہے کہ ناراض نہ ہونا (۲) تم اپنا مال جو ''عرفہ'' میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے ہبہ کر دو (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرنا۔

ابن عامر جواباً تین چیزوں کا مطالبہ:......ابن عامر نے کہا یہ سب میں نے منظور کر لیا لیکن امیر المومنین آپ بھی تین چیزیں جو میں آپ سے مانگوں مجھے عطا فرمایئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دل کی خوشی سے منظور کرتا ہوں چنانچہ ابن عامر نے عرض کیا (۱) میرا مال جو آپ نے ضبط کیا ہے وہ مجھے واپس کیجئے (۲) میرے کسی عامل سے حساب کتاب نہ لیجئے اور نہ میری برائی ڈھونڈنے کی کوشش کیجئے (۳) آپ اپنی صاحبزادی ہند سے میرا نکاح کر دیجئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ سب کر دیا۔

بعض مورخین کا ایک قول:......بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عامر سے کہا تھا کہ ان باتوں میں سے جو چاہو اختیار کر لو ایک یہ کہ تم اپنے زیر حکومت علاقے میں جاؤ اور میں تم سے اس کا حساب کتاب لوں دوسرا یہ کہ تم اپنے عہدے سے دستبردار ہو جاؤ اور میں اس کی جگہ کوئی اور انتظام کر دوں۔ ابن عامر نے آخری بات اختیار کر لی چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بجائے حرث بن عبداللہ ازدی ❶ کو بصریٰ کا والی

❶......ابن اثیر کی الکامل جلد۲ صفحہ ۴۶۸ عبداللہ الازدی ہی ہے اور یہ ہی صحیح ہے جب کہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۱۰ پر عبداللہ الاسدی ہے۔

مقرر فرما دیا۔

زیاد کا نسب:...... سمیہ ❶ زیاد کی ماں حرث بن کندہ ❷ طبیب کی لونڈی تھی جس زمانہ میں سمیہ حارث کے پاس تھی انہی دنوں اس کے بطن سے ابوبکرہ پیدا ہوئے تھے اس کے بعد حرث نے سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام سے کر دیا جس کے گھر میں زیاد پیدا ہوا ابوسفیان زمانۂ جاہلیت میں طائف گئے ہوئے تھے واپسی کے وقت کسی طرح رسم جاہلیت کے طریقوں کی بناء پر سمیہ کے ساتھ ہم بستر ہو گئے اور حمل رہ گیا اور اس سے یہ زیاد وجود میں آیا اس وجہ سے نسباً یہ ابوسفیان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

زیاد کا باپ ہونے کا اقرار کرنے کا واقعہ:...... چنانچہ ابوسفیان نے ایک موقع پر چھپے الفاظ میں اس کا اقرار کر لیا تھا جب زیاد جوان ہو گیا اور اس کے ہونہار ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصریٰ کی گورنری کے دور میں اس کو میر منشی کا عہدہ دے دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ایک خدمت سپرد کر دی جس کو زیاد نے نہایت کفایت شعاری اور امانت سے انجام دیا اور حاضر ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے جو کچھ عرض و معرض کرنا تھا اس کو بیان کیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے زیاد کی برجستہ گوئی دیکھ کر بولے'' واللہ اس لڑکے کا باپ اگر قریشی ہوتا تو یہ سارے عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا'' اس پر ابوسفیان بولے (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن طالب قریب بیٹھے ہوئے تھے) واللہ میں اس کے باپ کو جانتا ہوں جس نے اس کو اس کی ماں کے رحم میں رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو روک دینا:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ بن طالب نے کہا چپ رہو اگر عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سن لیں گے تو آٹے، دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔ پھر جب ابن ابی طالب کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے فارس کی حکومت اس کے سپرد کی زیاد نے نہایت مستعدی سے نظام سنبھالا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس کے نسب سے انکار اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:...... پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تہدید کا خط لکھا اور اس کے ابوسفیان کا بیٹا ہونے سے انکار کر دیا زیاد نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دھمکی سے تعجب معلوم کرتے ہوئے کہا تھا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے ڈرانا چاہتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں گواہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین وانصار سمیت ہیں، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو لکھ بھیجا کہ میں نے تم کو گورنر مقرر کر دیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے حق دار ہو اور ابوسفیان میں خباثت نفس اور ایک جہالت تھی جس کی میراث تم کو نہیں ملنا چاہیے اور نہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا مناسب ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ انسان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آتا ہے پس اس سے بچو'' پھر بچو۔ والسلام

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد کے نسب کے بارے میں استلحاق:...... امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کی کہ زیاد کو نسباً ابوسفیان کی طرف منسوب کر لو چنانچہ امیر

---

❶ ...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سمیہ مادر زیاد، دہقان زندورد کسکر کی لونڈی تھی ایک مرتبہ ایک دہقان بیمار ہوا تو علاج کے لئے حرث بن کلدہ ثقفی طبیب عرب کو بلایا گیا۔ ٹھیک ہونے کے بعد دہقان نے حرث بن کندہ کی خدمت میں بطور نذر سمیہ کو پیش کر دیا طبیب کے ہاں اس سے ابوبکرہ پیدا ہوا اس کے بعد حرث طبیب نے رنگ دیکھ کر اس کی ابنیت سے انکار کر دیا کیونکہ لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ تیری لونڈی آوارہ ہو گئی ہے بہرکیف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپ نے منادی میں یہ اعلان کیا کہ جو شخص چلا آئے گا وہ آزاد ہے اس کا آقا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے تو ابوبکرہ طائف سے نکل کر حاضر خدمت اسلام ہوئے حرث نے یہ دیکھ کر نافع سے کہا تو تو میرا بیٹا ہے ابوبکرہ کی طرح مت کرنا اس لئے نافع کو حرث کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے۔ حرث بن کندہ نے نافع کی ولادت کے بعد سمیہ کا عقد اپنے ایک رومی غلام عبید نامی سے کر دیا اتفاق سے ابوسفیان اسی زمانہ میں طائف گئے تھے یہ زمانہ ان کی جاہلیت کا تھا واپسی کے وقت ایک خمار کے پاس گئے، جس کا نام ابومریم السلولی تھا اور اس سے کہا کہ مجھے ایک عورت کی خواہش ہے اس نے دریافت کیا کیا تو سمیہ کو پسند کرتا ہے ابوسفیان نے کہا کہ ہاں اسی کو لے آؤ اگرچہ اس کی ڈھلی ہوئی چھاتیاں نکلا ہوا پیٹ ہے ابومریم نے اسے بھیج دیا اور ابوسفیان اس سے ہمبستر ہوئے تو حمل ٹھہر گیا۔ انقضاء مدت حمل کے بعد اہجری میں زیاد عبید کے گھر پیدا ہوا (ابن اثیر ذکر استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ زیاد و عقد الفرید اخبار زیاد) ❷ ...... یہاں حرث بن کندہ تحریر ہے جو غلط ہے صحیح حارث بن کلدہ ہے جو عرب کا مشہور طبیب تھا ابن اثیر نے بھی جلد ۲ صفحہ ۴۶۸ پر حارث بن کلدہ ہی تحریر کیا ہے۔ حکیم صاحب نے مذکورہ حاشیہ نمبر ا میں بھی حرث بن کندہ تحریر کیا ہے جو صحیح نہیں ہے بلکہ حارث بن کلدہ ہی ہے نوٹ فرمالیں۔ (ثناء اللہ محمود)

معاویہ رضی اللہ عنہ تالیف قلب کے خیال سے ابوسفیان اور سمیہ کے تعلقات اور زیاد کی پیدائش سے واقف بلائے گئے اور ان سے شہادت لی گئی ❶ لیکن شیعان علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب اس کے نسب کا انکار کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کے بھائی ابوبکرہ بھی اس کے منکر تھے۔

زیاد کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رویہ:......اس کے بعد زیاد نے کسی وقت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا ''من زیاد بن ابی سفیان ❷ مقصود اس تحریر کا یہ تھا کہ اسے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ابوسفیان کا بیٹا کہیں تا کہ ثبوت نسب میں کافی گواہی حاصل ہو جائے مگر جواب میں ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ عنوان اختیار کیا ''من عائشہ ام المومنین الی ابنھا زیاد ❸۔

ابن عامر اور زیاد کی مخالفت:......عبداللہ ابن عامر اور زیاد میں کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہوگئی ایک روز عبداللہ بن عامر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا عبدالقیس بن سمیہ کون ہیں جو میرے در پے ہیں اور میرے عمال سے معترض ہوتا ہے میں نے اس کی کوشش کی ہے کہ قریش اس کا اقرار کر لیں کہ ابوسفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں لوگوں نے اس کی خبر زیاد کو پہنچا دی اور زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو بلوالیا یزید انہیں اپنے ساتھ لے آیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ کر دربار سے اٹھے اور گھر میں لے گئے بہت دیر تک باتیں کرتے رہے دوران گفتگو کہا کہ میں زیاد سے کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں ملتا اور نہ اس کی عزت میں اپنی ذلت کی وجہ سے کرتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے جو حق سمجھا وہ پورا کر دیا ابن عامر یہ سن کر باہر آ گئے پھر زیاد کو راضی کیا اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ان سے راضی ہو گئے۔

زیاد کا بصریٰ کا عامل بننا:......زیاد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اور استلحاق نسب کے بعد کوفہ میں قیام کر لیا اور اس کی گورنری کا خواہش مند تھا لیکن حضرت مغیرہ کو یہ شاق گزر رہا تھا انہوں نے گھبرا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں استعفیٰ پیش کر دیا جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نامنظور کر دیا اس کے حرث بن عبداللہ ازدی کو بصریٰ سے معزول کر کے ۴۵ ہجری میں زیاد کو گورنر مقرر کر دیا اس کے ساتھ ہی خراسان وسجستان کے صوبے بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیئے گئے۔

زیاد کا خطبہ (خطبہ بترا):......زیاد نے بصرہ پہنچ کر خطبہ دیا جو خطبہ بترا کے نام سے مشہور ہے (بترا کے نام سے یہ خطبہ اس وجہ سے مشہور ہوا کے زیاد نے اس میں حمد وثنا چھوڑ دی تھی) اس نے حاضرین کو فسق وفجور اور خواہش پرستی اور گمراہی اور انہماک اور حرام چیزوں سے انتہائی شدومد کے ساتھ منع کیا اور بہت زور شور سے گناہوں کو چھوڑنے اعمال صالحہ کرنے اور آئمہ کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے بجا لاؤں گا ایک یہ کہ میں کسی ضرورت مند سے نہیں چھپوں گا چاہے وہ میرے پاس رات کو آئے، دوسرا یہ کہ الزام سے کسی کا وظیفہ اور تنخواہ موقوف نہ کروں گا تیسرے یہ کہ میں تم لوگوں میں جنگ کی آگ نہ بھڑکاؤں گا۔ زیاد خطبہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن لاہم نے کہا اشھد انك اوتیت الحکمة وفصل الخطاب ❹ زیاد نے استہزاء سمجھ کر جواب دیا کذبت ذاك نبی اللّٰہ داؤد ❺

زیاد کے سخت ترین احکامات:......زیاد نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین ❻ کو دی اور یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو رات کو عشاء کے بعد نکلنے کی ممانعت کر دی جائے اور اس کے بارے میں خطبہ میں بھی کہا تھا کے جو شخص رات کو اپنے گھر سے نکلے گا اور وہ میرے سامنے پیش کیا جائے گا تو میں اس کو قتل کر ڈالوں گا چنانچہ اس پابندی کی غرض سے نماز عشاء کے بعد سورۂ بقرہ پڑھوا تا تھا اور اتنا انتظار کرتا تھا کہ لوگ گھروں تک پہنچ جائیں اس کے بعد اس کے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جس کو باہر پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا سب سے پہلے جس شخص نے احکام شاہی کا اتنا تشدد سے برتاؤ اور

---

❶......زیاد بن ابی سفیان کی طرف سے۔ ❷......یہ خط ام المومنین کا اپنے بیٹے زیاد کے نام ہے۔ (ثناءاللہ) ❸......گواہی دینے والے اہل بصریٰ تھے علامہ بلادری اپنی کتاب انساب میں کہتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالبیھاء الہندی سے زیاد کے بارے میں پوچھا تو اس نے گواہی دیتے ہوئے کہا میرے پاس اس وقت سمیہ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو ابوسفیان نے کہا چلو جیسی بھی ہے لے آؤ میں لے آیا تو ان دونوں نے تنہائی اختیار کی اور میں ان دونوں کو نہایت قابل اعتراض حالت میں چھوڑ کر چلا آیا یہ سن کر زیاد کہنے لگا کہ گواہی دو گزری باتیں نہ کرو تمہیں یہاں گواہی دینے کے لئے بلایا گیا ہے گالیاں دینے کے لئے نہیں۔ ❹......میں گواہی دیتا ہوں کہ تجھے حکمت اور فصیح خطابت عطا کی گئی ہے۔ ❺......تو نے جھوٹ کہا اس سے مراد داؤد علیہ السلام ہیں اصل میں وہ الفاظ ایک آیت کے ہیں جو سورۂ ص میں حضرت داؤد کی شان میں نازل ہوئے تھیں اس لئے زیاد نے اسے طنز سمجھ کر جواب دیا۔ (اس خطبے کی تفصیل کے لئے دیکھئے ابن اثیر کی الکامل جلد ۲ صفحہ ۲۷۴) ❻......ابن اثیر کی الکامل جلد ۲ صفحہ ۲۷۴ میں عبداللہ بن حصن تحریر ہے۔

عملدرآمد کیا ہے وہ زیادہ ہی تھا۔

سخت ترین اقدامات کا نتیجہ: ...... اس نے محض بدگمانی پر لوگوں کو پکڑ شک وشبہ پر سزائیں دی اور اتنی زیادہ سختی کا اہتمام کیا کہ کمینہ اور راہزن اور اٹھائی گیرے ڈر کر بیٹھ گئے۔ لوگ بے فکری سے اور بے پرواہی سے کھلے دروازے کر کے سونے لگے امن وامان اس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی تو اس کو کوئی اٹھاتا نہ تھا وہیں پڑی رہتی تھی حتیٰ کہ اس کا مالک آتا اور اٹھا کر لے جاتا۔

انتظام اور شوریٰ کے اصحاب: ...... لوگوں کو نوازنے میں اس فراخ دلی سے کام لیا پولیس کی تعداد اتنی بڑھائی کہ ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ لوگوں نے مسافروں اور عام سڑکوں کی اصلاح کے بارے میں کہا تو اس نے کہا کہ جب تک میں اس شہر کی اصلاح اور اس کا انتظام نہ کرلوں گا کسی اور طرف متوجہ نہ ہوں گا۔ چنانچہ شہر کے انتظامات درست کرنے کے بعد اطراف وجوانب اور راستوں کی اصلاح بھی شروع کی (یہ صحابہ کرام سے بھی مدد لیا کرتا تھا ان میں سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہیں بصریٰ کا گورنر بنایا تھا لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا چنانچہ ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن فضالہ رضی اللہ عنہ کو بصریٰ کا گورنر مقرر کیا ان کے بعد ان کے بھائی عاصم کو اور پھر حضرت زرارۃ بن اوفی جو زیاد کے برادر نسبتی (سالے) بھی ہیں ❶ اور انتظامی امور اور صلاح اور شوریٰ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتا تھا۔

گارڈ ساتھ لے کر چلنے کی ایجاد: ...... بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے زیاد ہی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس کے آگے آگے لوگ آلات حرب لے کر چلتے تھے اسی نے جانثاروں کا ایک دستہ مقرر کیا پانچ سو آدمی کسی بھی وقت مسجد کے دروازے سے نہ ہٹتے تھے۔

علاقوں میں مزید اضلاع اور انتظامی ٹکڑوں میں تقسیم: ...... صوبہ خراسان کو چار حصوں میں تقسیم کیا ''مرو'' پر امین بن یشکری کو ''نیشاپور'' پر خلید بن عبداللہ حنفی کو ''مرورود'' فاریاب، طالقان پر قیس بن الہیثم کو، ہرات اور بادغیس، یوشنج پر نافع بن خالد الطاحی کو مقرر کیا پھر نافع اس وجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان بادزہر جس کو انہوں نے کہیں سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا اس کے پائے جواہرات کے تھے زیاد کے پاس روانہ کیا لیکن اس کا ایک پایہ نکال کر اس کی جگہ سونے کا لگا دیا زیاد کو معلوم ہو گیا تو اس نے الزام سے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ جرمانہ لگایا بعضوں کا بیان ہے کہ آٹھ لاکھ ضمان کے لئے اس کے بعد قبیلہ ازد کے کسی شخص کی سفارش سے نافع قید سے رہا کر دیئے گئے اس کے بدلے حکم بن ❷ عمر الغفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی گئی اور صیغہ مال اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا حکم نے طخارستان پر فوج کشی کی جس سے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر ۴۷ ہجری میں بغاوت کی وجہ سے ''جبال غور'' پر فوج کشی کی جس سے بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا۔ سینکڑوں لوگوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا اس کے بعد حکم نے اپنے مقبوضہ ملک میں ایک نہر کھدوائی اور جنگ ''جبال غور'' سے واپسی کے وقت مقام ''مرو'' میں انس بن ابی اناس ابن بین کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے زیاد نے انس کی قائم مقامی منظور نہ کی معزول کر کے پہلے خلید اللہ بن عبداللہ الحنفی کو اس کا انتظام سنبھالنے کو لکھا پھر ربیع بن زیاد محاربی کو پچاس ہزار کا لشکر دے کر بصریٰ کو فہ روانہ کیا۔

روم پر مسلمانوں کے حملے: ...... مسلمانوں نے ۴۲ عہد خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے شروع میں ❸ روم پر فوج کشی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی اور بطریقوں کا ایک بڑا لشکر مارا گیا اس کے بعد ۴۳ ہجری میں بسر بن ارطاۃ نے روم پر جہاد کیا اور موسم سرما وہیں گزارا واقدی کا بیان ہے کہ بسر بن ارطاۃ لڑتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن خالد (یہ حمص کے والی تھے) جہاد کرتے ہوئے روم کے علاقوں میں داخل ہو گئے اور موسم سرما وہیں گزارا اور بسر نے اسی سال ❹ دریا کے راستے رومیوں پر حملہ کیا پھر ۴۶ ہجری میں عبدالرحمٰن بن الولید دوبارہ روم پر حملہ آور ہوئے

---

❶ ...... حکم بن عمرو الغفاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی ان کا شمار صحابہ میں ہے زیاد کا حاجب ان کو غلطی سے بلا کر لے گیا اس نے حکم بن ابی العاص کو بلانے کے لئے بھیجا تھا زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا میں نے تمہیں مقرر کرنے کا قصد نہیں کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقرری منظور کی اب تم ہی خراسان کی طرف جاؤ۔ (کامل ابن اثیر ذکر عمال زیاد) ❷ ...... تصحیح واستدراک (ثناء اللہ محمود) ❸ ...... افسوس ہے کہ مؤرخین نے ان لڑائیوں کی تفصیلی کیفیت نہیں تحریر نہیں کی صرف حملہ کے سن کے لکھنے پر اکتفاء کیا ہے۔ ❹ ...... ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۴ ہجری کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔)

اور سردیوں کا پورا موسم رہے اور ابوعبدالرحمٰن انطا کیہ میں رہے۔

روم پر عبدالرحمٰن عبداللہ اور عقبہ کے حملے: ......پھر ۴۶ ہجری میں اسلامی فوجیں روم میں داخل ہوئیں عبدالرحمٰن بن خالد نے انطا کیہ پر عبداللہ بن قیس فزاری صائفہ پر مالک بن ہبیرہ یشکری اور عقبہ بن عامر الجہنی نے اہل مصر واہل مدینے کے ساتھ دریا کے راستے رومیوں پر حملہ کیا اور اس کے بعد ۴۹ ہجری میں مالک بن ہبیرہ نے روم کے علاقوں پر جہاد کیا موسم سرما وہیں پورا کیا اور عبداللہ بن کریز البجلی صائفہ کی طرف بڑھے اور یزید بن شمرہ الرہاوی نے اسی سن میں اہل شام کو لے کر دریا کے راستے رومیوں پر حملہ کیا اور اہل مصر کو ساتھ لے کر عقبہ بن نافع نے بھی ایسا ہی کیا۔

یزید اور روم کا جہاد: ......پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہجری میں ایک بہت بڑا لشکر سفیان بن عوف کی زیر قیادت روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا اور معذرت کر لی اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی روانگی ملتوی کر دی اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں بہت سے مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی اور بیماریوں کی کثرت سے، بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے یزید کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بے ساختہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

ما کان ابالی بما لاقت جموعهم ☆ بالفر قدونة من حمی ومن شوم

اذا تکات علی الا نماط مرتفعا ☆ بدیر مروان ان عندی ام کلثوم ❶

(ترجمہ) مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو فرقدونہ میں سختی اور بدبختی کا سامنا ہوا جب کہ میں نے بلند ہو کر رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا دیر مروان میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو ضرور بھیجنے کی قسم: ......امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک ان اشعار کی آواز پہنچ گئی تو انہوں نے یزید کو بھیجنے کی قسم کھالی۔ چنانچہ یزید کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں ابن عباس، رضی اللہ عنہ ابن عامر، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے روانہ فرمایا ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی اور لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک جا پہنچے رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے ان سے جنگ لڑی۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی شہادت: ......انہی جنگوں میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے یزید اور شامی فوجیں شام واپس آ گئیں تو فضالہ بن عبید نے ۵۱ ہجری سردی کے روم میں پر حملہ کیا اور بسر بن ارطاۃ نے صائفہ پر حملہ کیا۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور زیاد کی گورنری: ......جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا طاعون میں مبتلا ہو کر ۵۰ ہجری میں یا ۴۹ ہجری میں یا ۵۱ ہجری میں انتقال ہو گیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس صوبہ کو بھی زیاد کے حوالے کر دیا زیاد نے بصریٰ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

زیاد پر کوفہ میں پتھراؤ: ......خطبہ کے دوران حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں تو زیاد نے منبر سے اتر کر کرسی منگوائی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر بیٹھ گیا اس کے ساتھیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا اس کے بعد لوگ پیش کئے گئے جو شخص کنکریاں نہ پھینکنے کی قسم کھاتا چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر دیا جاتا تقریباً اسی آدمی قید کئے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اس کے کان تک پہنچی تو اس نے گرفتاری کا حکم دے دیا اوفی بن حصین ❷ بھاگ کھڑے ہوئے بعد میں گرفتار ہو کر پیش کئے گئے تو زیاد نے ان کو قتل کر ڈالا۔

سمرہ کا ظلم اور زیاد کی چشم پوشی: ......ایک روز عمارہ بن عتبہ بن ابی معیط نے عمرو بن الحمق کی چغلی کی کہ اس کے پاس شیعان علی رضی اللہ عنہ کا مجمع ہوتا ہے تو زیاد نے عمر بن الحمق کو اس مجمع لگانے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا میں کسی کے خون کو حلال نہ کروں گا جب تک وہ میری نافرمانی اور مخالفت نہ کرے گا سمرہ بن جندب نے جس کو بصریٰ میں زیاد نے اپنا ناظم بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خوب خون ریزی کی اور بے شمار عورتوں کو بیوہ اور بے شمار بچوں کو یتیم کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اس کے ظلم کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترے زیاد کو سمرہ کا یہ ظلم بہت ناگوار گزرا مگر کوئی

❶......ام کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی تھی۔ ❷......ابن اثیر کی الکامل جلد صفحہ ۴۷۶ میں اوفی بن حصن تحریر ہے۔)

سزا نہ دی۔

عقبہ بن عامر والی افریقہ: ...... مصر کے گورنر عمر بن العاص نے اپنی وفات سے پہلے عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا والی مقرر کیا تھا ان کے خالہ زاد بھائی تھے چنانچہ عقبہ لواتہ و مرتہ تک فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے چنانچہ اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی مگر کچھ عرصہ بعد انہوں نے عہد شکنی کی اس پر عقبہ نے دوبارہ حملہ کر دیا اور سینکڑوں کو قتل اور ہزاروں کو قید کر لیا۔

ودان، اور سوڈان کی فتح: ...... اس کے بعد ۴۳ ہجری میں غدامس اور اس سے اگلے سال ودان اور سوڈان کے ایک دو مقامات کو تلوار کے زور سے فتح کر لیا تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ لوگ پھر باغی ہو گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۰ ہجری میں دس ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے بربری مسلمانوں کو بھی اُن کے ساتھ کر دیا جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی افریقہ پہنچ کر عقبہ نے مارشل لاء جاری کر دیا اور چاروں طرف کشت خون کا بازار گرم کر دیا اس لئے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا تھا کہ جب اسلامی لشکر ان کی سرکوبی کے لئے آجاتا تو فوراً مطیع ہو جاتے اور جب وہاں سے چلا جاتا تو باغی و خود مختار ہو جاتے تھے۔

افریقہ میں اسلامی فوج کے اڈے کا قیام: ...... اس کامیابی کے بعد یہ طے پایا کہ اسلامی لشکر کے لئے کوئی کیمپ بنایا جائے تا کہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور اسلامی فوجیں افریقہ کے شر و فساد سے محفوظ و ممنون رہیں۔

قیروان نامی شہر اور اڈے کی بنیاد: ...... چنانچہ قیروان نامی جگہ کو منتخب کر کے خس و خاشاک کو صاف کیا اونچی نیچی زمین کو برابر کیا، جامع مسجد بنوائی لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات تیار کروائے ہر ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجدیں بنوائی گئیں جامع مسجد کا طول تین ہزار ذرع ❶ اور عرض چھ سو ذراع کا تھا پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی تعمیر کے دوران برابر جہاد کرتے رہے اور متواتر سرایا بھیجتے رہے انہی دنوں میں بے شمار بربر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور دین کو قوت حاصل ہوئی اسلامی لشکر کے باز و مضبوط ہوتے گئے۔

مسلمہ بن مخلد کی گورنری: ...... ان واقعات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر و افریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد انصاری کے قبضہ میں دے دی انہوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر کو مقرر کیا اس نے افریقہ پہنچ کر بہت بری طرح سے عقبہ کی معزولی کو ظاہر کیا جس سے عقبہ کی بے حد بے عزتی ہوئی عقبہ بے چارے نے افریقہ کو خیر باد کہہ کر شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے اور ابوالمہاجر کی شکایت کی۔

عقبہ کی بحالی: ...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا لیکن اس کی نوبت نہ آسکی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت پورا ہو گیا پھر یزید نے ۶۲ ہجری میں اپنے زمانہ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کا گورنر بنا دیا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ ۴۶ ہجری میں افریقہ کے گورنر بنے اور اسی زمانہ میں قیروان کو آباد کیا پھر یزید نے ۲۶ ہجری میں ابوالمہاجر کو بھیج کر عقبہ کو افریقہ کی گورنری سے معزول کر دیا ابوالمہاجر نے عقبہ کے ساتھ اس قدر سختی کا برتاؤ کیا کہ بغیر کسی جرم کے ان کو گرفتار کر کے قید کر دیا یزید کو جب معلوم ہوا تو اس نے ابوالمہاجر کو عقبہ کو رہا کر دینے اور شام بھیج دینے کا حکم بھیجا جب عقبہ افریقہ سے شام واپس آئے تو یزید نے دوبارہ ان کو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کر دیا انہوں نے بھی ابوالمہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا یہاں تک کہ اہل بربر سے کسلہ شاہ برانس نے فوج کشی کی ان سب کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

حضرت مغیرہ اور حجر بن عدی کی جھڑپ: ...... مغیرہ بن شعبہ نے یہ رویہ اپنا لیا تھا کہ اپنے زمانۂ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کرنے لگے تھے اور امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تھے۔ حجر بن عدی کو یہ بات شاق گزرتی تھی وہ بسا اوقات کھڑے ہو کر یہ کہہ اٹھتے "اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے تمہاری ہی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا میں گواہی دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ فضیلت کا مستحق ہے اور جس کی تم بڑائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ جواب دیتے تھے کہ "اے حجر بادشاہ کے غضب سے ڈر کیونکہ تجھ جیسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے" حجر و مغیرہ میں اس قسم کی باتیں نوک جھونک کی اکثر ہوتی جاتیں تھیں۔

❶ ...... ذراع اس مقدار کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

حجر بن عدی کی مغیرہ کو ڈانٹ: ...... ایک دن مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں اپنی عادت کے مطابق منبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے حجر نے اس طرح ڈانٹ کر کہا سب مسجد والوں نے سن لیا۔ اے شخص! ہمارے وظائف دے دے تو نے اس کو کیوں روک رکھا ہے اس سے تجھ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے امیر المومنین کی شدت سے مذمت کرتے ہوئے صبح کی دوسرے لوگوں نے بھی چاروں طرف سے چلا کر کہا کہ یہ سچ کہتا ہے ہمارے وظائف دے دو تم جس خیال میں ہو اس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا درباریوں کو جواب: ...... مغیرہ یہ رنگ دیکھ کر مسجد سے نکل کر گورنر ہاؤس آئے تو ان کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے حجر سے سخت کلامی کی 'بے باقی اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے حلم و برداشت پر اعتراض کرنے لگے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرا زمانہ وفات قریب آ گیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئے گا وہ اس سے نمٹ لے گا۔ بہرحال مغیرہ کچھ دنوں بعد انتقال کر گئے۔

زیاد کی کوفہ آمد اور خطبہ: ...... ان کے بعد زیاد گورنر بن کر کوفہ آیا۔ اثناء خطبہ میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین پر لعنت کی حجر اپنی عادت کے مطابق جو کہتے تھے کہنے لگے تو زیاد خاموش ہو گیا اور اپنی جگہ عمرو بن حریث کو مقرر کر کے بصریٰ واپس آیا۔ کچھ دنوں بعد یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعان علی رضی اللہ عنہ کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ بھی کھلم کھلا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں نے عمر بن حرث پر پتھراؤ کیا ہے زیاد یہ سنتے ہی کوفہ روانہ ہوا اور مسجد میں پہنچ کر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔

زیاد کی حجر کو گرفتار کرنے کی کوشش: ...... زیاد نے بہت سختی سے اس کو مخاطب کر کے کہا **لست بشئی ان لم امنع الكوفة من حجر و ادعه نكالاً لمن بعده،** ❶ اس کے بعد حجر کو بلایا مگر حجر نے انکار کر دیا زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی کو جو پولیس کا افسر تھا اشارہ کیا کہ حجر کو پکڑ لاؤ اس پر حجر کے ساتھیوں نے گالیاں دیں زیاد اس وقت تو خاموش ہو گیا مگر اگلے دن اہل کوفہ کو جمع کر کے ڈرایا دھمکایا تو لوگوں نے حجر سے علیحدگی اور لاتعلقی کا اظہار کیا۔ زیاد نے کہا یوں نہیں بلکہ! تم لوگوں کے جو عزیز و اقارب حجر کے پاس ہوں ان کو تم لوگ بلالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حجر کے پاس سوائے اس کی قوم کے کوئی باقی نہ رہا پھر زیاد نے شداد بن الہیثم کو حکم دیا کہ حجر کے پاس جاؤ اور اس کو جس طرح ممکن ہو سکے حاضر کرو۔ شداد گیا، مگر حجر نے گرفتار ہونے سے انکار کیا، بحث بڑھ گئی تو حجر نے تلوار چلائی تو ابوالعمر طہ کندی نے حجر سے کہا " تمہاری حمایت کے لئے میری تلوار کے علاوہ اور کوئی تلوار نہیں ہے اور میری تلوار تم کو ان لوگوں سے نہیں بچا سکے گی بہتر یہ ہے کہ تم کندہ میں جا کر پناہ حاصل کر لو لیکن شداد کے ساتھیوں نے حجر کو کندہ کی طرف جانے نہ دیا زیاد حجر کا انتظار کرتا رہا اور حجر سے زیاد کے ساتھی اسے گھیرے لئے ہوئے لڑ رہے تھے۔

عمر بن الحمق کا فرار: ...... ایک شخص نے ان میں سے عمر بن الحمق پر وار کیا عمرو بن الحمق چوٹ کھا کر گرا اور پھر سنبھل کر از دمیں جا کر چھپ گیا اور حجر ابواب کندہ سے نکل کر سوار ہوا اس کے ساتھ ابوالعمر طہ بھی تھا بڑی مشکل سے جان بچا کر اپنی قوم کے محلے میں پہنچا اکثر لوگ آ کر جمع ہو گئے لیکن قبیلہ کندہ کے جو لوگ اس مجمع میں شریک ہوئے وہ بہت کم تھے اس کے بعد زیاد نے مذحج و ہمدان کو حجر اور اس کے ساتھیوں کے گرفتار کر کے لانے کے لئے روانہ کیا حجر کو یہ معلوم ہوا تو اپنے مکان سے نکل کر "نخع" جا پہنچا اور اشتر کے بھائی کے مکان میں پناہ گزیں ہو گیا اسے یہ خبر ملی کہ پولیس "نخع" میں اسے ڈھونڈ رہی ہے تو "نخع" سے نکل کر از د پہنچا اور ربیعہ بن ناجد کے مکان میں چھپ گیا لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔

حجر کی اور عمر بن الحمق کی گرفتاری: ...... حجر نے گھبرا کر محمد بن اشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ زیاد سے میرے لئے امن لے لو کہ مجھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا جائے چنانچہ محمد بن اشعث، جریر بن عبداللہ و حجر بن زید و عبداللہ بن الحرث کے ساتھ یعنی اشتر کے بھائی کے ساتھ حاضر ہوئے اور حجر کے لئے امن کی درخواست کی زیاد نے منظور کر لیا اس کے بعد ان لوگوں نے حجر کو لا کر پیش کر دیا زیاد نے امن دینے کے بجائے اس کو قید کر کے اس کے ساتھیوں کی تلاش شروع کر دی عمر بن الحمق زواعہ بن شداد کے ساتھ موصل کی طرف بھاگ گیا اور ایک پہاڑ میں جا کر چھپ رہا۔ ان دونوں کا مقدمہ عامل موصل (عبدالرحمن بن عثمان بن ثقفی کے پاس جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھانجا تھا اور ابن الحکم کہلاتا تھا) بھیج دیا گیا

---

❶ ...... ترجمہ: ...... اگر میں کوفہ کو حجر سے نہ روک دوں اور اسے بعد کے لئے عبرت کا نشان نہ بنا دوں تو میں کچھ بھی نہیں ہوں (ثناء اللہ محمود)

عبدالرحمن ان کی تلاش میں نکلا زواعہ تو ہاتھ نہ آیا لیکن اس نے عمرو بن الحمق کو گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔

عمر بن الحمق کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل:...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ چونکہ اس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سات نیزے مارے تھے پس اتنے ہی نیزے اس کو مارے جائیں۔ غرض پہلے یا دوسرے نیزے میں عمرو بن الحمق مر گیا۔

حجر کے ساتھیوں کی تلاش:...... پھر زیاد نے حجر کے ساتھیوں کی تلاش نہایت سرگرمی سے شروع کر دی چنانچہ قبیصہ بن ضبعہ عبسی امن حاصل کر کے حاضر ہوا مگر زیاد نے اس کو بھی قید کر لیا اور قیس بن عباد الشبلی اپنی قوم کے ایک شخص کے ساتھ آیا زیاد نے اس سے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو قیس نے ان کی تعریف کی زیاد نے اس کو پٹوا کر قید کر دیا (قیس بن عباد اس وقت تک زندہ رہا ہے کہ ابن الاشعث کے ساتھ مل کر لڑا ہے۔ پھر کوفہ میں آیا لوگوں نے اس کی خبر حجاج کو پہنچا دی چنانچہ حجاج نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن خلیفہ بن طائی:...... اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن خلیفہ الطائی کو بھیجا (یہ بھی حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا) عبداللہ چھپ گیا زیاد نے اس کی گرفتاری کے لئے پولیس کو متعین کیا عبداللہ کی بہن پولیس کو آتے ہوئے دیکھ کر الفرار الفرار چلا اٹھی عبداللہ روپوش ہو گیا زیاد نے حجر بن عدی بن حاتم کو مسجد میں تھے گرفتار کر لیا اور یہ دباؤ ڈالا کہ عبداللہ بن خلیفہ کو حاضر کر و یا اس کا پتہ بتاؤ تو عدی نے جواب دیا کیا میں اپنے چچا کے بیٹے کو حاضر کروں کہ تو اس کو قتل کر ڈالے واللہ اگر وہ میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا۔

حضرت عدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی:...... زیاد نے یہ جواب سن کر جھلا کر ان کو قید کر دیا لوگوں کو اس سے بڑی ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ آپس میں صلح و مشورہ کر کے زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ یہ حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور سردار طے کے ساتھ کر رہا ہے؟ زیاد نے عوام کے مشتعل ہونے کے خوف سے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اچھا میں عدی کو چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے چچازاد بھائی کو کوفہ سے نکال دیں چنانچہ عدی آزاد کر دیئے گئے اور انہوں نے اپنے بھائی کو جبال طے کی طرف چلے جانے کا مشورہ دیا لہٰذا عبداللہ وفات تک وہیں مقیم رہے پھر حجر کے ساتھیوں میں سے عفیف خثعمی پیش کئے گئے۔

حجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف گواہی:...... قصہ مختصر جب زیاد نے رفتہ رفتہ حجر کے ساتھیوں میں سے بارہ آدمیوں کو قید کر لیا تو اراباع عمر وابن حریث (جو ربع مدینے کے سردار تھے) خالد بن عرفط (جو ربع تمیم و ہمدان کے سردار تھے) قیس بن الولید (جو ربع ربیعہ وکندہ کے سردار تھے) ابو بردہ بن ابی موسیٰ (یہ ربع مذحج کے سردار تھے) کو بلایا اور ابن عدی اور ان کے ساتھیوں کا مقدمہ پیش کیا ان لوگوں نے گواہی دی کہ حجر نے لشکر جمع کیا اور امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اور لوگوں کو ان کے برخلاف جنگ کرنے پر ابھارا اور یہ گمان کیا کہ خلافت آل ابی طالب میں ہونی چاہیے اور شہر میں بلوہ بھی کیا اور امیر المومنین کے گورنر کو نکال دیا اور علی بن ابی طالب کی حمایت اور محبت ظاہر کرتے ہوئے ان کے مخالفین سے بیزاری ظاہر کی اور یہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس کے لشکر کے سردار اور اس کے مشیر ہیں زیاد نے ان گواہیوں کے لینے کے بعد گواہیاں طلب کیں چنانچہ طلحہ بن عبیداللہ کے بیٹے اسحاق اور موسیٰ نے منذر بن الزبیر، عمار بن ابی معیط، عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے گواہیاں دیں ان گواہوں میں شریح بن الحرث اور شریح بن ہانی کے نام بھی تھے۔

قیدیوں کی شام روانگی:...... زیاد نے ایک الگ کاغذ پر ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی اور کثیر بن شہاب کو بلا کر حجر اور اس کے ساتھیوں کو خط کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے جانے کے لئے سپرد کیا۔

حجر بن عدی کے ساتھیوں کے نام:...... حجر بن عدی کے ساتھیوں کے نام یہ تھے! (۱) ارقم بن عبداللہ کندی (۲) شریک بن شداد حضرمی (۳) صیفی بن شبیانی (۴) قبیصہ بن ضبعیہ عبسی (کریم بن عفیف خثعمی (۶) عاصم بن عوف الحلبی (۷) کرام بن حبان الغزی (۸) عبدالرحمن بن حسان الغزی (۱۰) محرز بن شہاب تمیمی (۱۱) عبداللہ بن حویۃ السعدی۔

مزید قیدی اور شریح بن ہانی کا خط:...... پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد عدی بن بکر سے عتبہ بن الاخنس اور سعد بن غوات ہمدانی کو

گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ شریح بن ہانی آپہنچے اور ایک بند لفافہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط وائل بن حجر کو دے کر واپس آئے جس وقت یہ لوگ مرج غدرا پہنچے وائل اور کثیر نے قافلے کے آگے نکل کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور واقعات بتلائے اور شریح کا خط دیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط کھولا لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری گواہی حجر کے مقدمہ میں لکھ دی ہے۔

شریح کی حجر کے حق میں گواہی اور سفارش:......میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، عمرہ اور حج ہمیشہ کرتے ہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں اور خون حرام اور مال حرام سے احتراز کرتے ہیں اس لئے اگر آپ چاہیں تو انہیں قتل کر ڈالیں اور اگر مناسب سمجھیں تو رہا کر دیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھ کر وائل سے مخاطب ہو کر فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس نے (یعنی شریح بن ہانی نے) خود کو شہادت گواہی سے علیحدہ کر لیا ہے وائل نے اس کو کچھ جواب نہ دیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مرج عذراء میں قید کر دیا۔

بعض قیدیوں کی رہائی:......اس عرصہ میں عتبہ بن الاخنس وسعد بن غوات پابہ زنجیر آپہنچے۔ عامر بن الاسود نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا اسد بن الجبلی نے عاصم اور وقار (اپنے چچازاد بھائیوں) کی سفارش کی اور اس سے پہلے جریر بن عبداللہ الجبلی نے ان دونوں آدمیوں کی جرأت اور بے گناہی کا لکھ بھیجا تھا چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عاصم وورقاء کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس کو حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن حوبہ کو سفارش کر کے آزاد کرالیا۔

حجر کو رہا کرنے سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انکار:......ان کی دیکھا دیکھی مالک بن ہبیرہ سکونی نے اٹھ کر عرض کیا میرے چچازاد بھائی کو بھی میری سفارش سے رہا کر دیجئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ ان کا سردار ہے اگر میں اسے چھوڑ دوں گا تو آئندہ فساد کا خوف ہے، مالک بن ہبیرہ یہ صاف جواب سن کر جھلا کر اٹھ آیا اور اپنے گھر بیٹھ گیا۔

حجر کے قتل کا فیصلہ:......اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہدبہ بن فیاض قضاعی، حسین بن عبداللہ الکلابی، ابوشریف البدری کو حجر اور اس کے ساتھیوں کے قتل پر مامور کیا چنانچہ یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا کہ اگر تم لوگ علی سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کو طعن و تشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے حجر اور اسکے ساتھیوں نے اس کا انکار کر دیا ساری رات نمازیں پڑھتے رہے اور مغفرت کی دعا مانگتے رہے صبح ہوتے ہی فیاض وغیرہ قتل کے لئے آگے بڑھے۔

حجر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت سے انکار:......حجر نے وضو کیا نماز پڑھی پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا واللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے زیادہ چھوٹی نہیں پڑھی اگر مجھے شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈرتا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا۔ **اللھم انا نستعدیل علی امتنافان اهل الکوفة یشهد و اعلینا و ان اهل الشام یقتلوننا** ''حجر کی زبان سے اس قدر کلمات نکلنے نہ پائے تھے کہ فیاض نے تلوار کھینچ کر حجر کی طرف چلا تو حجر سہم گئے۔

حجر کی جرأت مندانہ شہادت:......فیاض کے ہمراہیوں نے کہا کیوں؟ تم تو کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے بہتر ہے کہ اپنے دوست (علی رضی اللہ عنہ) سے بیزاری ظاہر کرو ہم چھوڑ دیں گے حجر بولے کہ میں موت سے نہیں ڈرتا اگر چہ میں قبر وکفن اور تلوار کے درمیان ہوں اور بالفرض اگر میں موت سے ڈروں بھی تو وہ بات کبھی اپنی زبان سے نہیں کہوں گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو فیاض نے لپک کر حجر پر تلوار چلائی اور اسکے ساتھیوں نے دوسرے قیدیوں پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔

حجر کے مقتول ساتھیوں کے نام:......حجر کے ساتھ اس واقعہ میں جو جاں بحق ہوئے ان کے نام یہ تھے۔

(۱) شریک بن شداد (۲) صیفی بن فصیل۔ (۳) قبیصہ بن ضبیعہ ❶ (۴) محرز بن شہاب (۵) کرام بن حبان۔ قتل کرنے کے بعد فیاض نے ان لوگوں کو دفن کرا دیا اور عبدالرحمٰن بن حسان غذی اور کریم بن عفیف خثعمی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اس لئے کہ ان

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں قبیصہ بن حنفیہ تحریر ہے۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۱۶)

دونوں آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے چلو جو وہ کہیں گے ہم بھی وہی کہیں گے۔

کریم بن عفیف کی معافی:...... پہلے کریم کو پیش کیا گیا کہ تم امیر المؤمنین سے استبراء (علیحدگی) ظاہر کرو، کریم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا مگر سمرہ بن عبداللہ خثعمی نے کھڑے ہو کر ان کی سفارش کی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ آئندہ یہ کوفہ نہ جائیں گے بہرحال کریم رہا ہو کر موصل میں جا کر مقیم ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر عبدالرحمٰن کا قتل:...... عبدالرحمٰن بن حسان سے دریافت کیا کہ تم علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جواب دیا کہ میں ان کو بہت اچھا اور نہایت افضل سمجھتا ہوں پھر استفسار کیا کہ عثمان کیسے تھے؟ جواب دیا کہ سب سے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا یہ وہی تھے (عیاذ باللہ) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو زیاد کے پاس واپس کر دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ نہایت اذیت سے قتل کرنا پس زیاد نے اس کو زندہ دفن کر دیا اور یہ ساتواں شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

مالک بن ہبیرہ کی حجر کو چھڑانے کی کوشش:...... مالک بن ہبیرہ سکونی سے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی مکان پر پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کیا اور حجر کو چھڑانے کے لئے چلا راستے میں قاتلین یعنی فیاض وغیرہ سے ملاقات ہوگئی اس نے حجر کا حال دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ سب کے سب فرش خاک پر موت کی گہری نیند میں ہیں مالک کو اس پر یقین نہ آیا عذرا میں پہنچا تو اس کو یقین ہو گیا فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن یہ ان کی گرد کو بھی نہ پا سکے مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مالک سے عذر خواہی:...... فیاض نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا امیر معاویہ نے کہا یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں بھرا ہوا تھا مجھے امید ہے کہ اب وہ ختم ہو گیا ہو گا رات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری سفارش اس وقت اس لیے منظور نہیں کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو جنگ کی آگ نہ بھڑک جائے اور یہ بات مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھی مالک یہ سن کر خاموش ہو گیا اور دراہم لے کر گھر میں رکھ لیے۔

ام المومنین کی حجر کے لیے سفارش:...... ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا کہ حجر چند لوگوں کے ساتھ گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے تو موصوفہ نے عبدالرحمٰن بن الحرث کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سفارش کے لیے روانہ کیا لیکن یہ لوگ اس وقت دمشق پہنچے جب کہ حجر اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہو چکے تھے' عبدالرحمٰن نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیوں معاویہ رضی اللہ عنہ حجر کے قتل کے وقت ابوسفیان کا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جہاں تم جیسے حلم کے لوگ غائب ہو گئے تھے اور مجھ کو تو اس بات پر ابن سمیہ (زیاد) نے آمادہ کیا تھا اس لیے میں حجر کے قتل پر تیار ہوا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حجر کے قتل کا مدتوں افسوس رہا۔

حجر کے قتل کی ایک اور وجہ:...... لوگوں نے حجر کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے اس طرح بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کے دن بہت بڑا خطبہ پڑھا جس سے نماز کا اول وقت گزر گیا حجر کو یہ حرکت ناگوار گزری تو چلا کر بولے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ زیاد متوجہ نہ ہوا انہوں نے نماز کا وقت نکل جانے کے ڈر سے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کی طرف پھینکیں اور نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی حاضرین بھی اٹھے زیاد نے یہ دیکھ کر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حجر کی بہت شد و مد کی شکایت لکھ بھیجی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم بھیجا کہ حجر کو گرفتار کر کے بھیج دو پس زیاد نے سپاہیوں کو حجر کے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے ان کو تم اوپر پڑھ آئے ہو بالآخر حجر کو ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے حجر کی ہمدردی اور مدد کی گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ حجر نے دو رکعت نماز پڑھی اور حاضرین کو یہ وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں نہ اتارنا اور نہ میرے خون کو دھونا میں کل قیامت میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح ملوں گا۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بوقت ملاقات ارشاد فرمایا تھا "این حلمك عن حجر" امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "لم یحضرنی رشید (انتہی)۔

ربیع بن زیاد گورنر خراسان:......۵۱ھ ہجری میں حسن بن عمرو الغفاری کی وفات کے بعد ولایت خراسان پر زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو مقرر کیا اور کوفہ و بصریٰ کے لشکر میں سے پچاس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا جس میں صحابہ میں سے بریدہ بن الحصیب اور ابو برزۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بھی تھے ربیع نے خراسان پہنچ کر بلخ کا رخ کیا (کیونکہ اہل بلخ نے احنف سے مصالحت کے بعد پھر عہد شکنی کی تھی) اور اس کو فتح کر کے قہستان (کوہستان) تک جا پہنچا اور اس کو بھی طاقت سے انتہائی مردانگی کے ساتھ فتح کیا اس کے گردونواح میں جتنے بھی ترک تھے ان کو قتل کر ڈالا ان میں سے سوائے قزل طرخان کے کوئی نہ بچ سکا اور یہ بھی قتیبہ بن مسلم کے زمانہ حکومت میں انہی کے ہاتھ مارا گیا۔

حجر کے قتل کی خبر سے ربیع کو سکتہ:......ربیع ❶ کو جس وقت خراسان میں حجر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو اس پر سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے اب عرب کے لوگ ہمیشہ حجر کے بعد یونہی قتل کئے جائیں گے اگر وہ لوگ حجر کے قتل سے رک جاتے تو خود کو اس قتل عام سے بچا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے۔

ربیع کی اپنے لئے موت کی دعا:......پھر اس کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ میں کچھ دعا کروں گا تم لوگ آمین کہنا لہذا نماز جمعہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی اللّٰھم ان کان لی عندك خیر فاقبضنی الیك عاجلاً (اے اللہ اگر میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلا لے) لوگوں نے ہدایت کے مطابق آمین کہا۔ دعا کر کے مسجد سے نکلے گھر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ گر گئے لوگ اٹھا کر مکان پر لائے حوش آیا تو اپنے بیٹے عبداللہ کو نائب بنایا اور اسی دن انتقال کر گئے پھر اس کے دو مہینے بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن الحنفی کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ اور زیاد نے اس کی تقرری کو منظور کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زیاد کے لئے بددعا:......ماہ رمضان المبارک ۵۳ ہجری میں زیاد کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا تھا جس کی تکلیف سے وہ مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کی بددعا سے یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ زیاد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا'' کہ میں نے عراق کو دائیں بائیں سے معقول طریقے سے زیر کر لیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے حجاز پر متعین کر دیجئے چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کی گورنری کا فرمان بنام زیاد لکھ بھیجا اہل حجاز اس کے ظلم و ستم سے ڈر کر حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں آئے اور صورت حال بتا کر دعا کی درخواست کی چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور دعا کرنے لگے۔ حاضرین بھی دعا کر رہے تھے ان کی دعاؤں کی ایک فقرہ یہ بھی تھا اللّٰھم اکفنا شر زیاد (اے اللہ زیاد کے شر سے ہم کو بچا)۔

زیاد کو ہاتھ کاٹنے کا مشورہ:......اس کے بعد ہی اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اس کا زہر پھیلنے لگا شدت تکلیف کی وجہ سے لوگوں نے ہاتھ کاٹنے کی رائے دی۔ زیاد نے شریح قاضی کو بلا کر کاٹنے کے بارے میں مشورہ کیا ❷ تو شریح نے کہا'' تیرا رزق متعین ہے اور موت کا مقرر ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کیونکہ شاید تیری زندگی کا حصہ ابھی باقی ہو اور کٹے ہوئے ہاتھ سے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانہ موت قریب آ گیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا کہہ دینا کہ تیرے سامنے آنے سے بیزار اور تیری قضا سے بھاگ کر۔

زیاد کا ہاتھ کٹوانے کا فیصلہ اور خوف سے ترک:......زیاد نے شریح کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھ کاٹنے کا مصمم ارادہ کر لیا مگر جس وقت آگ اور ہاتھ کاٹنے کے آلے پر نظر پڑی تو ڈر کے مارے ہاتھ کاٹنے سے رک گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کے شریح کے کہنے سے رک گیا شریح باہر آئے تو لوگ ملامت کرنے لگے شریح نے کہا مجھ سے اس نے مشورہ طلب کیا تھا میں کیسے اس کے ہاتھ کاٹنے کی رائے دیتا کیونکہ المستشار مؤتمن ایک مشہور قول ہے۔

زیاد کی وفات:......جس وقت زیاد کی موت کا وقت قریب آیا اس کے بیٹے نے کہا میں نے آپ کے لئے ساٹھ جوڑے کپڑے نفیس بنوائے ہیں ، زیاد نے جواب دیا کے میرے بیٹے تیرے باپ کے لئے ان کپڑوں سے زیادہ عمدہ کپڑے پہننے کا وقت قریب آ گیا ہے یہ کہہ کر کوفہ میں عبداللہ بن خالد

---

❶......یہ واقعہ ۵۳ ہجری کا ہے (ابن کثیر ذکر وفات ربیع)۔ ❷......اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ چھٹی ہے، بریکٹ میں درج مضمون مروج الذہب سے لیا گیا ہے۔

بن اسید کو عبداللہ بن عمر غیلان کو بصریٰ میں اپنا نائب مقرر کیا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ کوفہ کے قریب ''مقام توسہ ❶ میں دفن کر دیا گیا زیاد ہمیشہ قمیص پہنتا تھا اور اکثر پیوند والی قمیص ہوتی تھی، اس کے بعد عبداللہ بن خالد کو معزول کر دیا گیا اور کوفہ کی گورنری ضحاک بن قیس کو دی گئی۔

عبیداللہ بن زیاد کی گورنری: ......زیاد کے مرنے پر اس کا لڑکا عبیداللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اس کی عمر پچیس سال تھی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تیرے باپ نے دونوں شہروں (یعنی کوفہ وبصرہ) پر کس کو مقرر کیا؟ عبیداللہ نے جو معلوم تھا عرض کر دیا تو فرمایا اگر تجھے تیرا باپ مقرر کر جاتا تو میں بھی تجھے بحال رکھتا'' عرض کیا'' میں آپ کو عہدہ دلانے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہیں آپ کے بعد کوئی یہ نہ کہے اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا والی بنا دیا۔

عبیداللہ بن زیاد کو نصیحت: ......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روانگی کے وقت چند وصیتیں کیں۔ چند ان میں سے یہ تھیں ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا' کیونکہ اس سے ڈرنے میں بہت فائدے ہیں اور اپنی عزت بچائے رکھنا کہیں اس کو خراب مت کر دینا ❷ اگر کسی سے کوئی معاہدہ کرو تو اسے پورا کرنا تھوڑی چیز یعنی دنیا کی عوض بڑی چیز (یعنی آخرت) کو فروخت نہ کرنا جب تک کسی بات کا مصمم ارادہ نہ کر لو زبان سے اس کو نہ نکالنا، کیونکہ جب تم کسی بات کو زبان سے نکال چکے تو واپس نہ لے سکو گے، اور جب دشمنوں سے صف آرائی کی نوبت آئے تو جو لوگ تم سے بڑے ہوں ان کو ذمہ دار بنانا اور کتاب اللہ پر بیعت لینا غیر مستحق اور اہل کو کسی بات کی امید نہ دلانا اور نہ حق دار کو اس کے حق سے نا امید کرنا۔

عبیداللہ بن زیاد کی فتوحات: ......عبیداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر ۵۴ ہجری میں خراسان کی طرف روانہ ہوا اور نہر عبور کر کے بخارا کے پہاڑوں کی جانب لشکر لیے ہوئے بڑھا، راہ میں نسف، بیکند، کو طاقت سے فتح کیا ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ اس کی ملکہ ''خاتون'' بھی تھی وہ ایک ہی پاؤں میں جوتی پہننے پائی تھی کہ مسلمانوں نے گرفتار کر لیا اور دو لاکھ درہم میں فروخت کر ڈالا عبیداللہ اس لڑائی میں خود لڑ رہا تھا ایک ہاتھ میں نیزا تھا اور دوسرے میں جھنڈا تھا لڑتے لڑتے اچانک لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا پھر یکایک اپنے جھنڈے کو بلند کرتا جس سے خون ٹپکتا تھا یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔

بصرہ کی حکومت پر عبیداللہ کے آنے کا سبب: ...... عبیداللہ بن زیاد کامیابی کے دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا اس کے بعد ۵۵ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکومت بصرہ بھی ان کے حوالے کر دی اس لیے کہ ایک روز عبداللہ بن غیلان امیر بصرہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بنوضبہ میں سے کسی نے کنکریاں ماریں تو عبداللہ بن غیلان نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بنوضبہ جمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہمارے بھائی سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی اور تم نے اس کی سزا بھی دیدی ایسا نہ ہو کہ اس کی اطلاع امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہو جائے اور وہ ناراض ہو کر کوئی عام سزا تجویز کر دیں لہٰذا تم ایک خط لکھ دو کہ میں نے محض شبہ اور گمان پر ہاتھ کٹوایا ہے، ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لے کر امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جائے گا تاکہ آئندہ کی شاہی عقوبت سے ہم لوگ محفوظ ہو جائیں عبداللہ اس وقت ان کے جھانسے میں آ گئے اور ان لوگوں کو ایک خط اس مضمون کا لکھ کر دے دیا۔

بنوضبہ کی عبداللہ کے خلاف شرارت: ...... جب یہ سال ختم ہو گیا تو نیا سال شروع ہوتے ہی عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بنوضبہ بھی ان کے ساتھ جا پہنچے اور عبداللہ بن عمر بن غیلان پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے ظلم سے ہمارے بھائی کے ہاتھ کاٹ ڈالے ہیں گواہی میں خود اس کا لکھا ہوا خط پیش کر دیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر کہا یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے عمال سے اس کا بدلا لیا جائے لیکن تمہارے بھائی کی دیت بیت المال سے دیدی جائے گی، اس واقعہ کے بعد حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمر بن غیلان کو معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے عبیداللہ بن زیاد مقرر ہوا اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود بصرہ چلا گیا عبیداللہ کے بعد اسلم نے کوئی جہاد نہ کیا اور نہ کسی ملک کو فتح کیا۔

---

❶ ......ابن اثیر کا الکامل جلد ۲ صفحہ ۵۰۲ توسہ کے بجائے تویہ یا ثویہ تحریر ہے۔ ❷ ......ابن اثیر کی الکامل جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ میں ہے وو فر عرضک یعنی اپنی عزت میں اضافہ کرنا۔ (ثناء اللہ محمود)

یزید کی ولی عہدی کا پس منظر:......طبری نے سند لکھا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور کمزوری کی شکایت کی اور معذوری کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا، جو کہ منظور ہو گیا۔ حضرت مغیرہ کی علیحدگی کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت مغیرہ کے ملنے جلنے والے کہنے لگے ''تم کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکال دیا ہے'' مغیرہ بولے اس کا تذکرہ چھوڑ دو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے جواب دینے کو تو جواب دیدیا لیکن دل پر چوٹ لگ گئی اور اسی وقت سے بحالی کی فکر ہو گئی اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے کہ تم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کے لیے کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ بڑے صحابہ اور سردار قریش کے بزرگ انتقال کر چکے ہیں اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے اور سیاست میں افضل ہو میرے نزدیک امیر المومنین کو تمھاری ولی عہدی کی بیعت لینے سے کوئی امر مانع نہ ہوگا یزید نے اس بات کا اپنے والد سے جا کر اظہار کر دیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور اس بات پر رائے طلب کی۔ حضرت مغیرہ نے عرض کیا ''امیر المومنین آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کتنی خون ریزی اور اختلافات ہوئے اور یزید تو آپ کا بیٹا ہے آپ اس کی ولی عہدی کی بیعت لوگوں سے لے لیجیے آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماویٰ وملجا ہوگا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ ہی کوئی فساد ہوگا میں اس کی ولی کی بیعت لینے کے لیے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد بصرہ میں' اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی شہر ایسا نہیں جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ کو بحالی کی سند دیدی اور وہ دوبارہ کوفہ کی طرف واپس آ گیا اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کی کاروائی کرنے کا حکم دیا۔

حضرت مغیرہ کی کوفہ میں کوششیں:......حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر خواہان حکومت بنی امیہ سے اس کا ذکر کیا ان لوگوں نے خوشی سے منظور کر لیا مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروپ کو بطور وفد اپنے بیٹے موسیٰ کے ساتھ دار الخلافت دمشق روانہ کیا اہل وفد نے حاضر ہو کر یزید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟ انھوں نے کہا ہم سب اور سوا جتنے آدمی ہیں سب اس پر راضی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے دیکھیے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ جلدی کے بجائے سوچ سمجھ کر کام کرنا بہتر ہے۔ اس کے بعد یزید کو یہ سارے حالات لکھ بھیجے اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ ❶

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زیاد سے اور اس کا دوسروں سے مشورہ:......زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک با اعتماد ساتھی ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار دو خصلتیں رکھی گئیں ہیں ایک راز کا افشاء کر دینا دوسرے غیر اہل نصیحت کرنا اور ہمراز ہونے کے دو ہی شخص اہل بن سکتے ایک وہ شخص جس کے مد نظر آخرت ہو دوسرا جس کے پاس فی نفسہ دنیاوی شرف، ظاہری وجاہت، عقل سلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ میں نے ایک راز کی بات پر مشورہ لینے کے لیے بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے خط لکھا ہے اور یزید کی ولی عہدی کے بارے میں مشورہ طلب کیا ہے اس لیے کے لوگوں کے ناپسند کرنے سے وہ خائف ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس بات میں ان کی اطاعت کریں لیکن مسلمانوں کا اس بات پر راضی ہونا ایک اہم بات ہے۔

زیاد کے بارے میں رائے:......میرے نزدیک یزید میں آوارگی، بیہودگی، بددیانتی اور نہ اہلی ہے۔ تم امیر المومنین سے جا کر ملو اور یزید کے افعال سے مطلع کرو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اس کو انجام ہی دینا چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ عجلت میں وہ ضائع ہو جائے۔

عبید بن کعب کا زیاد کو جواب:......عبید بن کعب بولا کیا اس کے سوا تم اور کوئی رائے نہیں دے سکتے؟ زیاد نے کہا اور کیا کہوں عبید نے جواب دیا مناسب ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے سے مخالفت نہ کرو اور ان کے بیٹے کا ان کو خواہ نہ بناؤ میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اس کو آگاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیاد کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت سے ڈر رہا ہے کیونکہ عوام تمھارے ساتھ افعال و کردار کی وجہ سے ناراض ہیں اگر مناسب سمجھو تو تم ان حرکات کو چھوڑ دو تاکہ لوگوں کو قائل کرنے کا زیاد کو موقع مل جائے۔ زیاد نے یہ رائے پسند کی۔

---

❶ ......اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے مارجین کی عبارت میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۲۵۲ ترجمہ کر کے لکھی ہے۔

عبید بن کعب اور یزید: ...... ادھر عبید رخصت ہوکر یزید کے پاس پہنچا اور اس سے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہہ دیا، ادھر زیاد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اتنی جلدی نہ کیجیے ورنہ لوگ بھڑک اٹھیں گے اور یہ کام ضائع ہو جائے گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے تھوڑے دنوں کے بعد زیاد کا انتقال ہو گیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب: ...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا مصمم ارادہ کر کے کاروائی شروع کر دی پہلے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا اس کے بعد یزید کی ولی کی عہدی لی عہدی کی بیعت کا تذکرہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت نہیں کر سکتا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کے بدلے میرا دین خریدنے کا ارادہ کیا ہے؟ یہ کہہ کر دراہم واپس کر دیئے اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کر دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مروان کو خط: ...... پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم کو لکھا میری عمر زیادہ ہوگئی ہے میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑ جائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنالوں لیکن تمہارے اور ان لوگوں کے مشورے کے بغیر جو تمہارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا تم میری طرف سے اس بات کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو، اور جو خیال اپنا وہ ظاہر کریں اس سے مجھے مطلع کرو۔

مروان کا اہل مدینہ سے مشورہ: ...... مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط سے آگاہ کیا لوگوں نے متفق ہوکر کہا "بہتر ہے امیر المومنین کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں۔ مروان نے اس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا میں یزید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں"

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا احتجاج: ...... مروان نے اہل مدینہ کو جمع کر کے کھڑے ہوکر مضمون خط سنا دیا اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا کہ واللہ خدا کی قسم اے مروان تو جھوٹا ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی جھوٹ بولتا ہے تم دونوں نے امت محمدیہ کیلئے کیا بہتری ڈھونڈی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو ہرقل کی حکومت بنانا چاہتے ہو کہ ایک ہرقل جب مرجائے تو اس کی جگہ دوسرا ہرقل کھڑا ہو جائے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی رائے: ...... حسین رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابن زبیر نے اس کلام کی تائید کی۔ جلسہ درہم برہم ہوگیا مروان نے کل واقعات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ بھیجے اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال وگورنروں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی تعریف وتوصیف لوگوں کے سامنے بیان کرو اور اسلامی علاقوں سے یزید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کرنے کیلئے میرے پاس وفود بھیجو چنانچہ ان وفود میں سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصریٰ کا وفد لے کر گئے۔

وفود کے سامنے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر: ...... وفود کے جمع ہو جانے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا میں تمہیداً کچھ بیان کروں گا جس وقت میں تقریر کر کے خاموش ہو جاؤں اس وقت تم اٹھ کر یزید کی بیعت کیلئے تقریر کرنا اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چنانچہ پہلے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر اسلام کے فضائل، خلافت کے فرائض وحقوق مسلمانوں کے اتفاق واطاعت خلیفہ کو اجمالاً بیان کیا اور بیٹھ گئے۔

ضحاک بن فہری کی یزید کی حمایت میں تقریر: ...... ضحاک اٹھا حمد وثنا کے بعد کہنے لگا اے امیر المومنین! آپ کے بعد ضرور لوگوں کو ایک امیر کی ضرورت ہوگی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو اپنا ولی عہد نہیں بنائیں گے تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ خون ریزی ہوگی امن کے راستے بند ہو جائیں گے، ہمارے نزدیک امیر المومنین رضی اللہ عنہ نہایت راست گو، راست باز، خوش خو اور ملک داری کے آئین سے واقف ہے جیسا کہ لوگ اور آپ بھی جانتے ہیں وہ ہم سے علم وحلم اور رائے میں افضل ہے۔ لہٰذا آپ اسی کو اپنا ولی عہد بنائیے اور اپنے بعد اس کو ہمارا پیشوا مقرر کر دیجئے جس کے سایہ امن میں ہم پناہ گزیں ہوں۔

مختلف لوگوں کی تائید: ...... عمرو بن سعید الاشدق نے اس کی تائید کی اور یزین بن المقنع عذری نے کھڑے ہوکر کہا (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف

اشارہ کر کے) یہ امیر المومنین ہیں جو شخص ان سے اختلاف کرے گا تو (تلوار کی طرف اشارہ کر کے) اس کیلئے یہ ہے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن المقنع سے کہا بیٹھ جاؤ تم خطیبوں کے سردار ہو۔

احنف بن قیس کی حق گوئی:......اس کے بعد وفود عرض ومعروض کرنے لگے احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا کہ مجھے خوف ہے کہ جو میں کہوں گا اس کی تم تصدیق کرو گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ وہ تکذیب کرے گا۔اے امیر المومنین تم یزید کے موجودہ حالات سے بخوبی واقف ہو اس کے ظاہر و باطن کی آمد و رفت سے خوب اچھی طرح آگاہ ہو اگر تم جانتے ہو کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ نہ کرو اور اگر تم اس کے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زیادہ فکر نہ کرو سفر آخرت قریب ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کہیں اس کو بسر وچشم منظور کرلیں۔

احنف بن قیس سے شامیوں کا اختلاف:......قیس کی اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ''معدیہ عراقیہ'' کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنین کے احکام کی بسر وچشم تعمیل کرینگے اور یہ تلوار ہمارے پاس ہے جو ان کے حکم کے خلاف کرے گا اس سے ہم نپٹ لیں گے۔اس شخص کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ برخواست ہو گیا۔لوگ منتشر ومتفرق ہو گئے۔احنف کی تقریر کا جگہ جگہ اثر ہونے لگا اور بظاہر یہ معلوم ہونے لگا کہ اب یہ کام نہ ہو گا لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے ہر شخص سے مدارت حسن وسلوک کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد عراق وشام کے اکثر لوگوں نے یزید کی ولی عہدی پر بیعت کر لی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ آمد:......اہل عراق وشام سے یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس خیال سے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے کہنے پر عمل نہیں کرینگے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہے۔ یہ سب لوگوں سے عقل میں، فضل میں، سیاست میں افضل ہے میرا خیال ہے کہ کوئی شخص ان باتوں سے اس کو نہیں پہنچ سکتا۔کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ''ام المؤمنین'' کی خدمت میں:......پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے اور اس سے پہلے ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ حسین بن علی اور ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ بیعت لئے جانے کے خوف سے مکہ چلے گئے ہیں۔ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے؟ جواب دیا کہ اے ام المومنین وہ لوگ مجھے یزید سے زیادہ عزیز ہیں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس بیعت کو ناقص کردوں جو یزید کی ولی عہدی کے لئے میں نے لی ہے اور پوری ہو گئی ہے۔اس پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مکہ آمد:......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھوڑے ہی دن مدینے میں رہ کر مکہ روانہ ہوئے۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خبر آمد سن کر اہل مکہ ملنے کیلئے آئے تو حضرت حسین بن علی اور ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہ بھی یہ خیال کر کے شاید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے فعل سے نادم ہو کر آئے ہیں ملنے کیلئے چلے گئے۔''بطن مر'' میں ملاقات ہوئی۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا اور سب کو سواریاں عطا کیں اور ان کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔روزانہ بغیر کوئی بات کئے تالیف قلوب کیلئے انعام وصلہ دینے لگے ایک دن آپس میں ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو ہم لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا کہ صلہ رحمی کی وجہ سے کر رہے ہیں بلکہ اس خیال سے یہ سلوک کر رہے ہیں کہ ہم ان کے مقصود ومطلوب ہیں۔رخنہ اندازی نہ کریں۔مناسب یہ ہو گا کہ کچھ جواب سوچ کر رکھو لہٰذا سب نے اس رائے کو پسند کیا اور بالاتفاق ابن زبیر کو جواب دینے کیلئے تیار کر لیا۔

اس کے بعد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سب بزرگوں کو جمع کر کے فرمایا تم لوگ میری عادت سے واقف ہو اور میرا برتاؤ جو تمہارے ساتھ ہے اس کو بھی تم بخوبی جانتے ہو میں تمہارے ساتھ عزیزانہ سلوک رکھتا ہوں اور یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم

اس کو میرے بعد خلافت کیلئے نامزد کر دو چہ جائیکہ تم ہی لوگ اس کو معزول کر رہے ہو۔ جو چاہتے ہو فیصلہ کرتے ہو، مال، دولت کو عزیز رکھتے ہو اور اس کو خود تقسیم کر لیتے ہو اور یزید غریب تم سے کچھ نہیں کہتا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیشکش:......اس فقرہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ ارشاد فرمایا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہوئے۔ **هات لعمری انك خطيبهم** (آؤ میری عمر کی قسم تم ان کے خطیب ہو) ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کہا "ہم آپ کو ان تین باتوں میں سے ایک اختیار کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئے اور ان کو اپنا امیر بنالیا" امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بولے تم میں کوئی شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسا نہیں ہے اور مجھے امت کے اختلاف کا اندیشہ ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی دوسری اور تیسری پیشکش:......ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اچھا دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ویسا تم کرو کہ انہوں نے ایک شخص کو جو قریش سے جوان سے نسباً دور تھا اور ان کے خاندان کا نہیں تھا اس کو اپنے بعد خلیفہ بنایا۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ عمر بن الخطاب کی پیروی کرو کیونکہ انہوں نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو اہل شوریٰ قرار دے کر انہی کو انتخاب کا اختیار دے دیا، اور ان چھ میں نہ کوئی ان کا لڑکا تھا اور نہ کوئی ان کے خاندان کا تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کھرا جواب:......امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کے سوا اور کچھ کہو گے؟ جواب دیا کچھ نہیں، پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ کچھ بھی کہتے جاؤ لیکن میں یزید کو ولی عہد ضرور بناؤں گا اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہوگی یہ کہہ کر اپنے صاحب ❶ شرطہ کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن فوراً اڑا دینا۔ ابن علی رضی اللہ عنہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ اٹھ کر چلے گئے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت لینے کیلئے ندا:......امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ممبر پر چڑھ گئے۔ حمد وثنا کے بعد کہا کہ "صاحبو! ابن علی، ابن عمر، ابن ابوبکر اور ابن زبیر وغیرہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور بہترین امتی ہیں، کوئی کام ان کے بغیر مشورہ کے انجام کو نہیں پہنچ سکتا یہ لوگ یزید کی ولی عہدی پر راضی ہو گئے اور بیعت کر لی، آؤ تم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیعت کر لو، اہل مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی بیعت پر آمادہ ہو گئے۔

اہل مکہ سے بیعت لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان بزرگوں (حسین بن علی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ہی مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ ان لوگوں سے ملنے کیلئے آئے اور باتوں باتوں میں کہا کہ تم لوگ تو بیعت کے خوف سے ہی مکہ بھاگ گئے تھے یہ کیا معاملہ پیش آیا کہ تم یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے ان لوگوں نے کہا کہ "واللہ ہم نے بیعت نہیں کی" پھر اہل مدینہ نے کہا کہ "تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سے کیوں نہ روکا" سب نے جواب دیا کہ مسلمانوں کی خون ریزی کے خیال سے۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے بھی بحکمت عملی بیعت لے کر شام کو روانہ ہو گئے۔

بیعت یزید کی تاریخ:......یہ واقعہ ۵۶ ہجری کا ہے اور ۵۰ ہجری سے اس کی بنیاد پڑی تھی۔ تاریخ الخلفاء ❷ میں لکھا ہے کہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت ۵۱ ہجری میں لی گئی' لیکن یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت زیاد کے انتقال کے بعد لی گئی ہے اور زیاد کا ۵۳ ہجری میں انتقال ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

مروان کا مدینہ کا گورنر بننا:......۵۴ھ میں سعید بن العاص مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے اور ان کے بدلے مروان کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا اس لیے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو مروان کا مکان گرا دینے' اس کا مال ضبط کر لینے اور فدک چھین لینے کے لیے لکھا تھا لیکن سعید بن العاص نے مروان کو سفارش کر دی اور اس حکم کی بجاآوری سے انکار کر دیا پھر دوبارہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم صادر کیا لیکن سعید حکم کی تعمیل پر تیار نہ

❶......یعنی باڈی گارڈ یا فوج جاں نثاران کا افسر یا افسر پولیس۔ ❷......تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔

ہوئے اور دونوں خطوط کو اپنے پاس ہی رکھ لیا۔

مروان اور سعید:......اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کر دیا اور سعید کے مکان گرا دینے اور اس کا مال و اسباب ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا' مروان بیلداروں کو لے کر سعید کے گھر پہنچا سعید نے کہا' کیوں ابو عبدالملک کیا تم میرا مکان گرا دو گے؟ جواب دیا ہاں! اگر امیر المومنین میرا مکان منہدم کرنے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا۔ سعید بولے میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہ کہہ کر اپنے غلام سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دونوں خط منگوا کر مروان کو دکھائے تو مروان کو سکتہ سا ہو گیا۔ پھر سعید نے کہا امیر المومنین کا مقصود ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں خانہ جنگیاں کر کے تباہ و برباد ہو جائیں۔ (انتہی ملخصاً من ابن اثیر)۔

سعید کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:...... غرض مروان بھی سعید کے مکان کھدوانے سے رک گیا' اس کے بعد سعید نے ایک طویل خط میں اپنے اعزاء و اقارب میں نفاق و مخالفت پیدا کرنے پر نصیحت لکھیں' اور یہ بھی لکھا کہ اگر آپ اور ہم ایک دادا کی اولاد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ مظلوم کے انتقام لینے کے لیے جمع نہ کرتا' امیر المومنین کو لازم ہے کہ آئندہ ان باتوں کا لحاظ رکھیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور عذر خواہی کی۔ کچھ عرصے بعد سعید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا حال دریافت کیا تو سعید نے اس کی تعریف کی پھر جب ۵۷ ہجری یا بروایت بعض ۵۸ ہجری کا دور آیا تو مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کر دیا۔

ضحاک کی معزولی اور ابن ام الحکم کی گورنری:......۵۸ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبد الرحمٰن بن عبداللہ ابن عثمان ثقفی کو مامور کر دیا اسی کو ابن الحکم بھی کہتے ہیں۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھانجا تھا کوفہ کی گورنری کا ردو بدل ہونا اور مغیرہ کا مرنا تھا کہ خوارج جیل سے نکل پڑے انھیں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مستورد بن علقمہ کی بیعت کے الزام میں قید کر لیا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ حیان بن صبیان السلمی، معاذ بن جریر الطائی کے پاس جا کر جمع ہو گئے۔ ❶ اور عبدالرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا جیسا کہ آئندہ خوارج کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

کوفہ سے عبدالرحمٰن کی معزولی:...... اس کے بعد اہل کوفہ نے عبدالرحمٰن کی بدمزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شکایت کر دی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو معزول کر کے نعمان بن بشیر کو گورنری کی سند عطا کی اور عبدالرحمٰن سے یہ فرما کر کہ میں تمھیں کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا گورنر بنا رہا ہوں، مصر کی گورنری پر متعین کر کے روانہ کیا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر معاویہ رضی اللہ عنہ بن خدیج تھا جب دو منزل باقی رہ گیا تو معاویہ بن خدیج نے آ کر عبدالرحمٰن سے ملاقات کی اور ڈانٹ کر کہا اپنے ماموں کے پاس واپس چلے جاؤ ہم تمہارے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہیں، ہمارے پاس تمہاری وہ چالیں نہ چلیں گی جو کوفی سپاہیوں میں چلتی تھیں۔ عبدالرحمٰن سے کچھ بن نہ پڑا تو لوٹ آیا اور معایہ بن خدیج بدستور اپنی گورنری پر مامور رہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد کی گورنری:......۵۹ھ ❷ میں عبدالرحمٰن بن زیاد وفد لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا آپ پر کوئی حق نہیں؟ جواب دیا ہاں ہے۔ لیکن تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ گورنری مرحمت فرمایئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوفہ میں نعمان بن بشیر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، بصرہ خراسان میں تمہارا بھائی عبیداللہ ہے اور سجستان میں تمہارا بھائی عباد، مجھے مناسب یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو خراسان کی گورنری میں عبیداللہ کے ساتھ شریک کر دوں کیونکہ خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں پر دو گورنروں کا رہنا بہت مناسب ہے، یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو سند گورنری دے کر رخصت کر دیا۔

عبدالرحمٰن کے بعد قیس:......عبدالرحمٰن نہایت کمزور طبیعت کا آدمی تھا اس نے ایک جہاد بھی نہیں کیا تھا یزید کے پاس شہادت حسین بن علی رضی

❶ ......حیان و معاذ نے خطبے دیئے اور ان لوگوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر حیان کے ہاتھ پر بیعت کی بانقیا کی طرف خروج کیا۔ تب عبدالرحمٰن نے کوفہ سے لشکر روانہ کیا۔ (ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۴۲۶) ❷ ......اسی سن میں قیس بن الہیثم اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر لیا اور تین لاکھ درہم اس سے وصول کئے۔ ابن اثیر سوم صفحہ ۴۳۰ و ابن خلدون جلد سوم صفحہ نمبر ۱۷)

اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں آیا تھا اس کے بعد قیس بن الہیثم کو خراسان کی گورنری دے دی گئی تھی، عبدالرحمٰن سے یزید نے دریافت کیا کہ تیرے پاس خراسان کا کتنا مال ہے؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا ''بیس کروڑ درہم'' یزید نے کہا اگر تو گورنری پر جانا منظور کرتا ہے تو میں تجھ سے حساب کتاب لوں گا اس کے بعد تجھے گورنر بنا کر خراسان واپس بھیج دوں گا اور اگر تو معزولی پسند کرتا ہے تو تجھے میں خراسان کا مال جو تو اپنے ساتھ لایا ہے دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں سے عبدالرحمٰن بن جعفر کو پانچ لاکھ درہم دینا پڑیں گے۔ عبدالرحمٰن نے آخری صورت اختیار کر لی اور پانچ لاکھ درہم عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیے اور یہ کہلا بھیجا کہ اس میں سے آدھا یزید کی طرف سے ہے اور آدھا میری طرف سے ہے۔

بصرہ سے عبیداللہ کے وفد کی آمد:...... اسی ۵۹ ہجری میں اہل بصرہ کا وفد عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عزت واحترام سے ہر شخص کو بٹھایا آخر میں حضرت احنف داخل ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا، پھر وفود سے مخاطب ہوئے وفود عبیداللہ بن زیاد تعریفیں کرنے لگے مگر احنف خاموش بیٹھے رہے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو بحر تم کیوں خاموش ہو تم بھی کچھ بولو، احنف بولے مجھے خوف اس بات کا ہے کہ کہیں یہ لوگ میرے بیان کی تکذیب نہ کر دیں۔

عبیداللہ کی معزولی:......اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان وفود کو اشارہ فرمایا کہ جاؤ میں نے بصرہ سے عبیداللہ کو معزول کر دیا تم لوگ اپنی خواہش کے مطابق ایک دوسرا گورنر منتخب کر لو اہل وفد اٹھ کر علیحدہ جا بیٹھے اور انتخاب کرنے لگے اور احنف خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے کبھی کوئی شخص کسی کو بنی امیہ سے اور کبھی کوئی شرفاء شام میں سے ایک کو منتخب کر رہا تھا۔

اہل وفد سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو:......اتنے میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو بلوا لیا اور دریافت کیا کہ تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا؟ ہر فریق نے ایک ایک شخص کو نامزد کیا مگر احنف کچھ نہ بولے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''تم بھی کچھ کہو'' احنف بولے اگر میں اس شخص کو تمھارے خاندان (یعنی بنوامیہ) سے منتخب کرتا ہوں تو کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اور عبیداللہ کے مقابلہ میں انصاف بھی نہ ہوگا اور اگر کسی شخص غیر کا میں نے انتخاب کیا تو اس کے بارے میں تمھاری رائے مقدم ہوگی۔

عبیداللہ کی بحالی:......امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس تذبذب سے مجبور ہو کر اچھا میں پھر عبیداللہ کو بصرہ کی گورنری پر بحال کرتا ہوں اور احنف سے رائے لینے اور اس کے حسن سلوک کرنے کی عبیداللہ کو ہدایت کی مگر اس بارے میں ان سے غلطی ہو گئی لہٰذا جب فتنہ کی آگ بھڑکی تو کسی شخص نے سوائے احنف کے اس کو معزول نہ کیا پھر اس کے بعد اہل وفد سے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی اور ان کو رخصت کر دیا۔

شام کے جہاد کے واقعات:...... ۵۲ ہجری میں بسر بن ارطاۃ سرزمین روم میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے اور سردی کے دن وہیں گزارے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ واپس آ گئے تھے ان ہی دنوں وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی آئے ہوئے تھے، اور انھوں نے بھی ایام سرما اسی سرزمین میں پورے کیے اور یہیں ان کا انتقال ہوا لشکر ❶ صائفہ کو لے کر محمد بن عبداللہ ثقفی نے بلاد روم پر فوج کشی کی اس کے بعد ۵۳ ہجری میں عبدالرحمٰن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔

جزیرہ روس اور مسلمان:......اسی سن میں جنادۃ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ روس کو طاقت سے فتح کر کے وہیں ڈیرے ڈال دیئے رومیوں کو اس کا سخت افسوس ہوا آئے دن یہ ان کی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انکو اس پر انعام واکرام دیتے تھے رفتہ رفتہ رومی مسلمانوں سے ڈرنے لگے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یزید نے ان لوگوں کو جزیرہ روس بلا لیا۔

محمد بن مالک کا اور ۵۵ھ کا قائد لشکر:......پھر ۵۴ ہجری میں محمد بن مالک مملکت روم میں داخل ہوئے اور صائفہ کے امیر (معن ❷) ابن یزید سلمی مقرر ہوئے اسلامی لشکر نے جنادۃ بن ابی ازدی کی زیر قیادت جزیرہ ازدی (یا ارداد) متصل قسطنطنیہ فتح کیا سات برس تک اس پر قابض رہے،

❶......صائفہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو موسم گرما میں لڑنے کے لیے جائے۔ ❷......اس مقام پر اصل نسخہ میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی تھی میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے (کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۴۱۳)۔ مترجم احمد حسین)

اس کے بعد یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان لوگوں کو واپس بلالیا۔

۵۵ ہجری کے دور میں سفیان بن عوف از دی اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عمر بن محرز، کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ بن قیس اور ۵۶ ہجری میں جنادۃ بن ابی امیہ اور بعض مؤرخین کے مطابق عبدالرحمن بن مسعود اور مؤرخین کا خیال ہے کہ دریا کے راستے یزید بن ابی سمرہ اور خشکی میں عیاض بن الحرث نے جہاد کیا اور ۵۷ ہجری میں عبداللہ بن قیس، ارض روم پر مالک بن عبداللہ خثعمی نے خشکی پر، عمر بن یزید الجہنی نے دریا کے راستے معرکہ آرائی کی۔

۵۸ھ کی فتوحات:...... پھر ۵۸ ہجری میں عمر بن الجہنی سرزمین روم کی طرف بڑھے اور جنادۃ بن ابی امیہ نے براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا اسی سنہ میں اسلامی فوجوں نے بسر گروہی عمیر بن الحباب السلمی قلعہ کُفخ (بلاد روم) پر حملہ کیا۔ عمر بن الحباب تن تنہا اس کی فصیل پر چڑھ گئے، پہرہ داروں سے لڑ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا، اسلامی افواج نے پہنچ کر فوراً قبضہ کرلیا۔ ۶۰ ہجری میں مالک بن عبداللہ نے مسویہ پر چڑھائی کی اور جنادۃ بن ابی امیہ نے جزیرہ روس قبضہ کر کے اس شہر کو ویران کر دیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات:...... ۶۰ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا انھوں نے اپنی وفات سے چند دن پہلے خطبہ دیا جس کے چند فقرات یہ تھے۔

انی کزر ع مستحصد وقد طا لت اما ر تی علیکم حتی مللتکم وملتمو نی وتمنیت فرا قکم وتمنیتم فر ا قی ولن یا تیکم بعد ی الامن انا خیر منه کما ان من کا ن قبلی خیر منی وقد قیل من احب لقا ء الله احب الله لقا ئه اللهم انی قد ا حببت لقا ء ك فا حبب لقا ئی و با رك لی .

(ترجمہ) میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی سی ہے اور تم پر میری امارات حکومت اس قدر طویل ہوئی کہ میں نے تم کو تکلیف پہنچائی اور تم نے مجھ کو اور میں نے تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی اور جو میرے بعد تمہارا حکمران بنے گا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ پہلے والے مجھ سے بہتر تھے' کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اے اللہ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے اپنی حضوری میں طلب کرلے اور یہ مجھے مبارک کر۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو نصیحتیں:...... یہ خطبہ دینے کے بعد تھوڑے ہی دن بعد بیمار ہو گئے اور مرض میں روز بہ روز اضافہ ہونے لگا۔ اپنے بیٹے یزید کو بلا کر فرمایا! برخوردار! میں ❶ نے تمام اختلافی امور کو طے کر کے تمہارے لیے کافی سرمایہ مہیا کر دیا ہے تمہارے دشمنوں کو نیچا کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دی ہیں' اور میں نے تمہارے غالب رہنے کے لیے اتنے انتظامات کر دئے ہیں کہ کسی نے آج تک ایسے انتظامات نہیں کیے۔

یزید کی مخالفت کرنے والے متوقع افراد:...... مجھے اندیشہ ہے کہ اس بات پر اگر نزاع ومخالفت کریں گے تو قریش کے یہی چار افراد ہوں گے (۱) حسین بن علی (۲) عبداللہ بن عمر (۳) عبداللہ بن زبیر (۴) عبدالرحمن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک ایسے شخص ہیں جن کو سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں۔ جب کوئی شخص ان کے سوا بیعت کرنے کے لیے باقی نہ رہے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کرلیں گے۔ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں مگر اہل عراق ان کو خروج پر ضرور تیار کرلیں گے لہذا اگر یہ تم پر خروج کریں اور تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو تو درگذر کرنا کیونکہ ان کا بہت بڑا حق ہے' اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اور ابن ابی بکر کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو ان کے احباب اور ساتھی کریں گے وہی وہ بھی کریں گے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں پر منحصر ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نصیحت:...... ہاں جو شخص تم پر شیر کی طرح حملہ کرے گا اور لومڑی کی طرح حیلہ اور مکر کے ساتھ پیش آئے گا اور جب کبھی اس کو موقع ملے گا ضرور حملہ آور ہو گا وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہے پس اگر وہ ایسا کریں اور تم کو ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ان کو بے دست و پا کر دینا۔ طبری نے بروایت ہاشم ایسا ہی بیان کیا اور طبری نے ہاشم ہی سے اس طرح سے بھی روایت کی ہے کہ جب ۲۰ ہجری میں حضرت

❶...... ابن اثیر کی اکامل جلد ۲ صفحہ ۵۲۳ میں یہاں لفظ الشد واتر حال تحریر ہے جب کہ فتوح ابن الاعثم جلد ۴ صفحہ ۲۵۶ میں الجد ادالتر حال تحریر ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آ گیا اس وقت یزید موجود نہ تھا ❶ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس فہری (اپنے پولیس افسر) اور مسلم بن عتبہ المزنی کو بلا کر کہا میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا''۔

اہل عراق وحجاز کے بارے میں وصیت:...... اہل حجاز کے ساتھ شفقت اور لطافت سے پیش آنا کیونکہ وہ تمہاری پناہ گاہ اور ٹھکانہ ہیں لہٰذا جو ان میں سے تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے وعدہ پورا کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ ہر روز گورنر کی معزولی چاہیں تو روزانہ گورنر کو معزول کرتے رہنا کیونکہ یہ اس صورت کے مقابلے میں زیادہ آسان ہے کہ تمہارے خلاف ایک لاکھ تلواریں نیام سے باہر نکل آئیں' اور اہل شام کو ہمیشہ اپنا معین و مددگار سمجھ کر حسن سلوک سے پیش آنا' اگر تمہیں دشمنوں کی جانب سے کوئی خطرات پیدہ ہو تو ان سے مدد لینا اور جب دشمن کے خلاف کامیاب ہو جاؤ تو اہل شام کو ان کے شہروں کی طرف واپس کر دینا' دوسرے شہروں میں قیام کرنے سے ان کے اخلاق خراب ہو جائیں گے اور عادتیں بگڑ جائیں گی مجھے قریش سے کوخطرہ سوائے ان تین افراد کے نہیں ہے (اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر ❷ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا ان کو عبادت نے اتنا زیادہ گھلا دیا ہے کہ وہ کسی اور کام کے نہیں رہے اور نہ تجھ سے کس بات کا مطالبہ کریں گے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت:...... حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے بارے میں کہا اگر ان سے کسی کے ابھارنے کی وجہ سے غلطی ہو تو درگذر کرنا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں کی وجہ سے کافی ہوگا جنہوں نے ان کے والد کو شہید کیا ہے اور ان کے بھائی کو نقصان پہنچایا ہے۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت:...... ابن زبیر کے حق میں ارشاد فرمایا کہ اگر یہ کچھ اپنے ہاتھ یا پاؤں کو حرکت دیں تو جہاں تک امکان ہو جنگ کرنے سے باز نہ آنا اور اتنی مستعدی سے لڑنا کہ مجبور ہو کر یہ خود صلح کرنے کی درخواست دیں اور جب صلح کی درخواست پیش کریں تو فوراً منظور کر لینا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات:...... اس قسم کی چند وصیتیں کر کے نصف رجب ۶۰ ہجری میں انتقال کر گئے۔ اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے انیس برس اور چند مہینے بعد وفات پائی۔

دیوان ''خاتم'' مہر لگانے والا محکمہ:...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محافظ خانہ کے ذمہ دار عبداللہ بن محصن تھے اور انہی کی نگرانی میں ان کی مہر تھی سب سے پہلے انہوں نے ہی اس محکمے کو قائم کیا اس کے قیام کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمر بن الزبیر کو ایک لاکھ ❸ درہم دینے کا فرمان ''بنام زیاد'' عراق میں لکھا عمر بن الزبیر نے خط کھول کر لاکھ کو دو لاکھ بنا کر زیاد سے وصول کر لیا جب عراق سے سالانہ حساب آیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمر بن الزبیر کو گرفتار کر کے قید کر دیا، عمر بن الزبیر کے بھائی عبداللہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے لاکھ درہم دے کر عمر کو رہا کروایا اس کے بعد ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ محکمہ قائم کیا اور اس کا نام دیوان خاتم رکھا خطوط اور احکامات لفافے میں بند کرنے اور مہر لگانے لگے اور اس سے پہلے نہ تو لفافے میں خط بند کئے جاتے اور نہ ہی ان پر مہر ہوتی تھی۔

ان کی پولیس کا پہلا افسر:...... ان کا افسر پولیس قیس بن حمزہ ہمدانی تھا اس کے بعد اس کو معزول کر کے زمل بن عمر والعدوی کو مقرر کیا فوج کے محافظ دستے پر ان کا آزاد کردہ غلام مختار اور بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ابوالمخاری مالک (حمیرہ کا آزاد کردہ) غلام تھا۔ پہلے پہل جس نے جاں نثاروں کا دستہ مقرر کیا وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی تھے اور حجاب ❹ کی افسری ان کے آزاد کردہ غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میر منشی وسیکرٹری ''سرجون بن

---

❶ ...... اور یہی صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ۵۳ ہجری میں انتقال کر چکے تھے (ابن اثیر جلد سوم صفحہ نمبر ۲۱۴ وجلد چہارم صفحہ ۳)۔ ❷ ...... یزیدان دنوں حوارین میں تھا دو مرحلوں کے فاصلہ پر ''تدمر'' کا علاقہ ہے حمص کے ایک طرف دوشہروں کے قریب واقع ہے (معجم البلدان) نہیں ہے)۔

❸ ...... عربی زبان میں لاکھ کو ماتہ الف (سو ہزار) کہتے ہیں عمر بن الزبیر نے اس میں یہ کارروائی کی کہ مائتہ الف کو مائتین الف بنا دیا جس سے لاکھ کے دو لاکھ ہو گئے۔ ❹ ...... حجاب حاجب کی جمع ہے ترکی میں یہ عہدہ رئیس التشریفات کے نام سے موسوم ہے اور انگریزی میں لارڈ چیمبرلین کہلاتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ جو شخص دربار شاہی میں حاضر ہوتا ہے اسکی مہمان نوازی کرتا ہے۔

منصوری'' تھا۔عہد قضا پر فضالہ بن عبداللہ انصاری اوران کے انتقال کے بعد ابوادریس ❶۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسب، کنیت، ازواج اور اولاد:......امیر معاویہ بن ❷ ابوسفیان (ان کا نام صخر تھا)، بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر ابن مالک بن نفر بن کنانہ کے صاحبزادے تھے۔اور والدہ کا نام ہند عتبہ بن ربعیہ تھا۔کنیت ان کی ابوعبدالرحمن تھی چار بیویاں تھیں (۱) میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ مادر یزید (۲) فاختہ بنت عبد عمر بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبدالرحمن وعبداللہ دو بیٹے پیدا ہوئے (۳) نائلہ بنت عمارہ کلابیہ اس کو نکاح کے تھوڑے دن بعد طلاق دے دی تھی (۴) کتوہ بن قرظہ۔

اولاد اوران کی اولاد:......عبدالرحمن بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا نسبی سلسلہ نہیں چلا اور عبداللہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی اولاد ذکور باقی نہ رہی ایک لڑکی عاتکہ تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے عقد کیا۔

قبول اسلام اوراس کے بعد:......امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے چند دن پہلے اسلام لائے جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کی خدمت سپرد کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس وقت شام کے خلاف اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے، یزید کے انتقال کے بعد دمشق کی حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی تھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صرف دمشق کے گورنر رہے اور عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں پورا شام انہی کے حوالے کردیا تھا۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیس برس تک گورنر رہے ۴۰ ہجری باسٹھ برس کی عمر تھی کہ خلیفہ بن گئے ۔تقریباً بیس برس تک خلافت پر فائز رہ کر دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے اور باب الجابیہ باب الصغیر کے درمیان مدفون ہوئے۔

خلیفہ عبدالملک کا خراج تحسین:......صفوان بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ عبدالملک کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس سے گزر ہوا تو وہیں کھڑے ہوگئے دعائے مغفرت کرتے رہے، کسی نے معلوم کیا یہ کس کی قبر ہے؟ جواب دیا یہ اس شخص کی قبر ہے جس کو جیسا کہ میں جانتا ہوں اپنے علم سے بولتا، اور بردباری کی وجہ سے سکوت کرجاتا، جب کسی کو کچھ دیتا تو اسکو مالدار کردیتا اور جب کسی سے لڑتا تو اس کو فنا کردیتا۔افسوس ہے کہ موت کے فرشتے نے اس کو جلد پیام مرگ سنادیا کاش ان کے سوا کسی دوسرے کو موت آجاتی یہ قبر عبدالرحمن معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔اور معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے اسلام میں اپنے بیٹے کے لئے بیعت لی۔اور سب سے پہلے اسی نے ڈاک کے ملازم مقرر کئے غالیہ کو جو خوشبو کی چیز ہے انہوں نے غالیہ کے نام سے موسوم کیا تھا، مسجد میں سب سے پہلے انہوں نے ہی حجرہ بنوایا اور بروایت بعض اولاً معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

اسلام کے وہ مشاہیر جو دور معاویہ رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے:......

نمبر شمار	اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
۱	حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے
۲	حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ	ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے
۳	حضرت لبید بن ربیعہ	۴۱ھ	یہ مشہور شعراء عرب سے تھے ان کا بھی قصیدہ خانہ کعبہ پر لٹکا ہوا تھا'' ستر برس کی عمر پائی اور فتح مکہ کے بعد اسلام لائے مسلمان ہوتے ہی شاعری چھوڑ دی تھی دن رات قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے۔
۴	حضرت حبیب بن مسلمہ فہری	۴۲ھ	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آرمینیہ کے گورنر تھے اور وہیں وفات پائی۔
۵	حضرت عثمان بن طلحہ	--	

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۲ پر ابوادریس عائذ بن عبداللہ خولانی کے بجائے ابودویس عائذ بن عبداللہ خولانی تحریر ہے (ثناءاللہ محمود) عائذ بن عبداللہ خولانی تھے۔ ❷......معارف ابن قتیبہ ۱۱۹ وتاریخ الخلفاء علامہ سیوطی ۱۳۱،۱۳۲ وتاریخ کامل ابن اثیر سوم جلد چہارم سے ملخصاً ترجمہ کیا گیا ہے۔

۶	حضرت صفوان بن امیہ بن خلف	--	
۷	حضرت ہانی بن نیار بن عمرو رضی اللہ عنہ	--	یہ انصاری ہیں اور حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے اور بدر وعقبہ میں شریک ہوئے تھے۔
۸	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	۴۳ھ	مشہور صحابی اور آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم تبحر تھے
۹	حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۴ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ابوسفیان بن حرب کی بیٹی امیر معاویہ کی بہن تھی۔
۱۰	حضرت زید بن ثابت انصاری	۴۵ھ	
۱۱	حضرت عاصم بن عدی بدری انصاری	--	بدری صحابی ہیں۔
۱۲	حضرت سلمہ بن سلامہ انصاری	--	اصحاب بدر وعقبہ میں سے ہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔
۱۳	حضرت ثابت بن ضحاک بن خلیفہ الکلابی	--	اصحاب الشجرہ میں سے ہیں۔
۱۴	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۴۹ھ	کہا جاتا ہے کہ ان کو ان کی بیوی جعت الاشعث کندی نے زہر دے دیا تھا آپ نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو جائے تو مقابر مسلمین میں دفن کرنا لہٰذا انتقال کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنے کا ارادہ کر لیا، سعید بن العاص نے امیر مدینہ تھا کچھ تعرض نہیں کیا لیکن مروان بن الحکم اپنے اعزہ واقارب کو جمع کر کے مخالف بن بیٹھا تو حضرت حسین بن علی نے زبردستی دفن کرنے کا ارادہ کر لیا تو لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائی کی یہ وصیت تھی کہ اگر کوئی اندیشہ فساد ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن نہ کرنا مقابر مسلمین میں دفن کر دینا لہٰذا مناسب یہ ہے مروان بن الحکم فساد پر تیار ہے اس لیے ہے مقابر مسلمین میں دفن کیجئے چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ مقابر مسلمین میں مدفون ہوئے سعید بن العاص نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات مسنون نہ ہوتی، تو میں تم کو نماز پڑھانے نہ دیتا۔
۱۵	ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی	۵۰ھ	
۱۶	حضرت عثمان بن العاص ثقفی	--	
۱۷	حضرت عبدالرحمن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس	--	
۱۸	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۵۰ھ	صحابی ہیں
۱۹	حضرت زید بن ابوالجہنی	--	
۲۰	حضرت مدلاج بن عمرو السلمی رضی اللہ عنہ	--	یہ کل شہادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے ہیں۔
۲۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	--	عشرہ مبشرہ میں سے ہیں عقیق میں انتقال فرمایا مدینہ مین لا کر دفن کئے گئے چوہتر یا تر اسی برس کی عمر میں پائی۔
۲۲	حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۵۱ھ	عشرہ مبشرہ سے ہیں مدینہ میں مدفون ہوئے۔

۲۳	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ	--	جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔
۲۴	حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحرث طبیب عرب	--	یہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے زمانہ حصار طائف میں لائے۔
۲۵	ام المومنین حضرت میمونہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا	--	مقام سرف میں وفات پائی۔
۲۶	حضرت عمران بن حصین خزاعی	۵۲ھ	بصرہ میں انتقال کیا۔
۲۷	حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	--	ان کا نام خالد بن زید تھا بیعت عقبہ میں موجود تھے اصحاب بدر میں سے ہیں صاحب کامل نے ان کے انتقال کو حوادث ۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے پیشتر کہا گیا ہے کہ زمانہ حصار قسطنطنیہ ۴۹ھ میں انتقال کیا تھا اور اس کے شہر پناہ کی دیوار میں مدفون ہوئے تھے۔ واللہ اعلم
۲۸	حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ	۵۳ھ	مشہور صحابی ہیں اثناء راہ مکہ میں سوئے تو سوتے ہی رہ گئے۔
۲۹	حضرت فیروز الدیمی رضی اللہ عنہ	--	ان کا بھی شمار صحابہ میں ہوتا ہے امیر معاویہ نے ان کو صنعاء کا گورنر مقرر کیا تھا۔
۳۰	حضرت عمر بن حزم انصاری	--	
۳۱	حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ	--	ان کا دمشق میں انتقال ہوا امیر حضرت معاویہ کی طرف سے عہدہ قضاء پر مقرر تھے، احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے تھے۔
۳۲	حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ	۵۴ھ	اصحاب بدر میں سے ہیں بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا تھا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور سات تکبیریں کہیں تھیں۔ تمام لڑائیوں میں ان کے ہمراہ تھے۔
۳۴	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ	--	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔
۳۵	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	--	یہ مشہور شخص ہیں
۳۶	حضرت سعید بن یربوع بن عنکشہ	--	
۳۷	حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ	--	فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے ایک سو پندرہ برس کی عمر پائی۔
۳۸	حضرت عبداللہ بن انیس الجہنی	--	
۳۹	حضرت زید بن شجرۃ الرہاوی	--	
۴۰	حضرت ارقم بن ارقم مخزومی	۵۵ھ	یہ وہی صحابی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے مکہ میں روپوش ہوئے تھے۔
۴۱	حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو انصاری	--	اصحاب بدر میں سے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔
۴۲	حضرت عبداللہ بن عامر	--	
۴۳	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قدامہ سعدی	--	صحابہ میں سے ہیں۔
۴۴	حضرت عثمان بن شیبہ بن ابی طلحہ	--	یہ بنی شیبہ کے اجداد میں سے ہیں جن کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی چابی رہتی تھی فتح مکہ میں ایمان لائے۔

۴۵	حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ بن نوفل قرشی	--	مشہور صحابی ہیں۔
۴۶	حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا	--	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور زوجہ ہیں، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہی تھی لیکن یہ غلط ہے۔
۴۷	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ الجہنی	۵۸ھ	صحابی ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین میں شریک تھے۔
۴۸	حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	--	
۴۹	حضرت مالک بن عبادہ غافقی	--	
۵۰	حضرت عمیر بن یثربی	--	بصرہ کے قاضی تھے۔
۵۱	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	--	آپ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے شہید کر دیا تھا اس لیے کہ اس کی مخالفت کرتی تھیں اس نے دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا کھود کر نیزے، تلواریں اور چھریاں وغیرہ رکھ دیں اوپر سے ایک فرش بچھا دیا ام المومنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھلایا بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں چونکہ معمر اور کمزور تھیں اس لیے ایسی چوٹ آئی کہ پھر اس سے جانبر نہ ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے انھیں حمیرا فرمایا کرتے تھے۔
۵۲	حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاری	۵۹ھ	
۵۳	حضرت سعید بن العاص	--	۱ھ میں پیدا ہوئے ان کا باپ جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا تھا
۵۴	حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ بہری سلمی	--	صحابی ہیں۔
۵۵	ابو محذورۃ الجمحی رضی اللہ عنہ	--	مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے اور وہیں وفات تک اذان دیتے رہے۔
۵۶	حضرت عبداللہ بن عامر کریز	--	مکہ میں انتقال ہوا اور عرفات میں مدفون ہوئے
۵۷	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	--	مشہور صحابی ہیں۔

ان بزرگوں کے علاوہ جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے قثم اور عبداللہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے وامہات المومنین حفصہ، میمونہ، سودہ، جویریہ رضی اللہ عنہن کا بھی زمانہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں انتقال ہوا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کی فتوحات کو مؤرخین نے اجمالاً بیان کیا ہے ایسے مؤرخ بہت کم ہیں جنھوں نے تفصیلی واقعات لکھے ہوں۔ لہٰذا ہم بھی اختصار کے ساتھ اسی ذکر اجمالی پر اکتفاء کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے ہیں۔ (انتہی)

یزید کا بیعت کے لیے فرمان:...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد بیعت خلافت یزید کے ہاتھ پر کی گئی، اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، مکہ میں عمرا بن سعید بن العاص، بصرہ میں عبیداللہ بن زیاد کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا اس کی پوری توجہ اس کی طرف تھی کہ ان لوگوں سے بیعت لینی چاہیے جنھوں نے اس کی ولی عہدی کی بیعت سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انکار کر دیا تھا چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت لے لو۔

مروان اور ولید کا مشورہ:...... مروان بن الحکم نے خط کھولا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وفات کی خبر دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کا مشورہ کیا مروان نے رائے دی کہ اسی وقت لوگوں کو بلا لیا جائے اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پہلے کہ ان کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا معلوم ہو انھیں قتل کر لیا جائے، کیونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا علم ہو جانے پر ہر شخص خلافت کا مدعی بن جائے گا اور

اگر ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جو لڑائی جھگڑے سے دور بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے، مگر یہ کہ سارے مسلمان ان کو متفق ہو کر خلیفہ بنالیں تو اور بات ہے۔

حضرت حسینؓ، ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کی طلبی: ...... چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان نامی ایک (نو عمر لڑکے کو) ان لوگوں کو بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ حضرت حسین و ابن زبیر کے پاس مسجد میں اس وقت پہنچا جس وقت ولید مسجد سے اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا تھا اور ان لوگوں بزرگوں سے کہا "چلیے آپ کو امیر مدینہ طلب کر رہے ہیں" حضرت حسین و عبداللہ بن الزبیر نے کہا تم جاؤ ہم آ رہے ہیں۔

حضرت حسینؓ کی ولید اور مروان سے ملاقات: ...... عبداللہ بن عمرو کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ آپس میں باتیں کرنے لگے لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا بالآخر حضرت حسینؓ نے اپنے خادموں اور خاندان کے سارے افراد کو جمع کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے جا کر ولید کے دراز ے پر بٹھا دیا، اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں یا بلند آواز سے گفتگو کروں تو تم سب کے سب اندر چلے آنا اس کے بعد اندر تشریف لے گئے۔ مروان بھی بیٹھا ہوا تھا علیک سلیک ہوئی آپ نے ولید و مروان کا قطع مراسم کے بعد دوبارہ راہ و رسم اور اتحاد پیدا کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ صلح فساد سے بہر حال بہتر ہے۔

حضرت حسینؓ کا جواب: ...... ولید نے یزید کا خط دیا آپ نے پڑھا امیر معاویہؓ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر فرمایا "خدا مغفرت کرے،، رہا بیعت کا مسئلہ تو اس بارے میں میرے نزدیک یہ مناسب نہیں کہ مجھ جیسا شخص خفیہ طور سے بیعت کرلے اور کچھ موزوں اور کافی بھی نہ ہوگا، بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں کے پاس جاؤں اور تم سب ان لوگوں کو بیعت کے لیے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی یہ جواب دینا والا ہوں گا۔ ولید کے مزاج میں نیکی تھی اس نے اس بات کو پسند کر کے کہا بہتر ہے تشریف لے جائیے۔

مروان اور حضرت حسینؓ: ...... مروان بولا ان کو بغیر بیعت کیے نہ جانے دو ورنہ ان سے بیعت نہیں لے سکو گے جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ بہے گا۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا اس فقرے کے پورے ہوتے ہی حضرت حسین بن علیؓ نے ڈانٹ کر فرمایا تو مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا ہے مروان یہ سن کر دب گیا اور آپ لوٹ کر اپنے مکان تشریف لے آئے۔ مروان ولید کو ملامت کرنے لگا تو ولید نے کہا "اے مروان واللہ مجھے یہ گوارہ نہ تھا کہ میں حسینؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا اگر چہ مجھے پوری دنیا کا مال مل جاتا یا میں اس کا مالک بن بیٹھتا۔

عبداللہ بن زبیرؓ کی روپوشی: ...... عبداللہ بن زبیرؓ اپنے اعزاء اقارب کو جمع کر کے اپنے مکان میں چھپ گئے ولید آدمی پر آدمی بلانے کے لیے بھیجنے لگا آخر کار اپنے غلاموں کو ابن الزبیرؓ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ غلاموں نے سخت کلمات کہے اور چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا عبد اللہ بن الزبیرؓ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعے سے ولید کو کہلا بھیجا کہ تمھارے غلاموں نے میری بے عزتی کا دقیقہ نہیں فرو گزاشت کیا، تم ذرا صبر کرو کل میں آؤں گا تم اپنے غلاموں اور آدمیوں کو بلا لو ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بلا لیا اور ابن الزبیرؓ صرف اپنے بھائی کو لے کر رات کے وقت فرع کے راستے مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے ولید کو صبح اس کی اطلاع ملی تو فوراً چند آدمیوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن وہ نہ مل سکے تو مجبور ہو کر واپس آ گئے۔

حضرت حسینؓ کی روپوشی: ...... سارے دن یہ لوگ حضرت حسینؓ بن علیؓ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو بلوا رہا تھا مگر آپ نہیں گئے پھر آپ نے آخر میں یہ پیغام بھیجا کہ "رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو صبح ہونے دو پھر دیکھا جائے گا" اس پر ولید خاموش ہو گیا جیسے ہی رات ہوئی آپ اپنے بچوں، بھائیوں، بھتیجوں کو لے کر ابن الزبیرؓ کی روانگی کی دوسری ہی رات میں مدینہ سے مکہ کی جانب نکل پڑے مدینہ میں صرف محمد بن الحنفیہ باقی رہ گئے۔

محمد بن حنفیہ کا اپنے بھائی کو مشورہ: ...... مکہ معظمہ جانے کی محمد بن حنفیہ ہی نے رائے دی تھی، اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر

کے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے (ایلچیوں) کو اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں میں روانہ کرو اگر وہ لوگ تمھاری بیعت منظور کر لیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمھارے علاوہ انھوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنا لیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اور نہ تمہارے دین کو کوئی نقصان پہنچے گا اور تمھاری عقل کو نہ اس میں تمھاری کوئی بے عزتی ہوگی۔ مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس میں کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں۔ اور اس طرح برائی کی ابتداء تم ہی سے ہو جائے۔

مکہ اور اس کے بعد دوسرے شہر جانے کی رائے:...... حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اچھا ہم کہاں جائیں؟ جواب دیا کہ مکہ جاؤ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا یہاں تک کہ کوئی بات لوگوں کے اجتماع و اتفاق سے طے ہو جائے حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ پہنچ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت:...... اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ولید نے ان کو بیعت کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا جلدی کیا ہے جس کے ہاتھ پر سب بیعت کر لیں گے گو وہ حبشی کیوں نہ ہو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت مکہ میں تھے اور وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آ رہے تھے کہ راستے میں امام حسین رضی اللہ عنہ و ابن زبیر سے ملاقات ہوگئی ان دونوں بزرگوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی اور یزید کا حال بتایا تو حضرت ابن عمر نے فرمایا لاتفرقا جماعة المسلمین (مسلمانوں کی جماعت کو متفرق مت کرنا) امام حسین رضی اللہ عنہ و ابن الزبیر مکہ روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس مدینہ آ گئے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کر لی۔ غرض ابن الزبیر یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزیں ہوتا ہوں مکہ میں داخل ہوئے، ان دنوں مکہ کا گورنر عمر بن سعید تھا اس کے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے اور نہ اس کے ساتھ طواف کرتے تھے بلکہ یہ اور ان کے ساتھی علیحدہ کھڑے ہوتے تھے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی:...... ان واقعات کی اطلاع یزید کو ملی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمرو بن سعید الاشرق ❶ کو مقرر کیا چنانچہ عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ ہجری میں مدینہ منورہ آیا اس نے پولیس کا افسر عمر بن الزبیر کو بنایا اس لئے کہ ان میں اور ان کے بھائی عمر بن عبداللہ بن الزبیر میں کسی وجہ سے ناچاقی وکشیدگی تھی ❷۔

عمر بن سعید کی کارروائیاں:...... چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن الزبیر کے حامی تھے گرفتار کروا کے چالیس سے پچاس اور ساٹھ کوڑے لگوائے ان میں منذر بن الزبیر اور ان کا بیٹا محمد بن عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث، عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام، محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ بھی تھے۔

عمر بن زبیر کی مکہ پر حملہ کے لئے روانگی:...... اس کے بعد عمر بن سعید نے سات سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ کرنے کے لئے مسلح و مرتب کیا عمر بن الزبیر کو سات سو جنگجوؤں کے ساتھ جس میں اس بن عمیر الاسلمی بھی تھا مکہ کی طرف روانہ کیا۔

مروان کی لعنت وملامت:...... مگر اتنے میں مروان بن الحکم آ گیا مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے پر ملامت کر کے کہنے لگا اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیت اللہ کی حرمت کو پامال مت کرو، اور عبداللہ بن زبیر سے درگزر کرو ساٹھ برس کی عمر اس کی ہو گئی ہے، وہ کیا اس کی مخالفت کرے گا عمر بن الزبیر بولا واللہ میں اس سے خانہ کعبہ میں بھی لڑوں گا۔

ابوشریح کا سنت رسول سے دلیل دینا:...... یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابوشریح خزاعی آ گئے اور عمر بن سعید کو مخاطب کر کے کہا ”میں رسول اللہ

❶...... ہمارے پاس تاریخ ابن خلدون جلد۳ صفحہ ۲۳ بیروت کے جدید ایڈیشن میں عمرو بن سعید الاشرق کے بجائے الاشدق ہے (ثناء اللہ محمود) ❷...... یہاں ناچاقی کا ایک سبب رشتہ داری بھی تھی یعنی عبداللہ بن زبیر کی والدہ خالد بن سعید بن العاص کی بیٹی تھیں اس لحاظ سے حضرت عبداللہ بن زبیر عمر بن الاشدق یا الاشرق کے بھانجے تھے۔

ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں مجھے ایک صرف ایک ساعت کے لئے مکہ معظمہ میں جنگ کرنے کی اجازت ملی تھی اس کے بعد اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی جیسے پہلے تھی ❶۔

عمر بن الزبیر کی ہٹ دھرمی: ...... عمر بن زبیر نے منہ بنا کر کہا ''اے بڈھے ہم تجھ سے زیادہ مکہ کی حرمت کو جانتے ہیں'' بعضوں کا بیان ہے کہ یزید نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عمر بن الزبیر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اس کے بھائی کے خلاف روانہ کرو۔ لہٰذا اس نے دو ہزار جنگجوؤں کے ساتھ روانہ کیا۔ مقدمتہ الجیش پر انیس تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر انیس نے ذی طویٰ میں اور عمرو بن الزبیر نے ''ابطح'' میں ڈیرے ڈالے اور اپنے بھائی کو کہلوایا کہ یزید نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری بیعت اس وقت تک قبول نہیں کی جائے گی جب تک تم حاضر نہیں ہو گے۔ آؤ میں تمہارے گلے میں ایک سنہری زنجیر طوق ڈال دوں جو کسی کو دکھائی نہیں دے گا تم ایک مقدس شہر میں ہو اس لئے خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

عبداللہ بن زبیر کا لشکر: ...... عبداللہ بن زبیر نے اس کے جواب میں عبداللہ بن صفوان کو ان لوگوں کے ساتھ جو اہل مکہ میں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے مقابلہ کے لیے روانہ کر دیا، جب لڑائی ہوئی تو میدان جنگ عبداللہ بن صفوان کے ساتھ رہا انیس شکست کھا کر بھاگا اس بھگدڑ میں انیس قتل ہو گیا۔

محمد بن زبیر سے جنگ اور اس کا فرار: ...... اس کے بعد عمر بن الزبیر سے مڈبھیڑ ہوئی اس کے ساتھیوں کے قدم میدان جنگ میں اکھڑ گئے، نہایت ابتری کے ساتھ میدان جنگ چھوڑ چھوڑ کر بھاگے عمر بن الزبیر نے پناہ دے دی۔ لیکن عبداللہ بن زبیر نے اس کو منظور نہ کیا بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن زبیر سے کہا تھا ''تم اپنے بھائی کے حملے سے مجھ کو بچانا میں انیس بن زبیر سے نپٹ لوں گا پس اس نے انیس سے مڈبھیڑ کی اور اس کو شکست دے کر قتل کر دیا۔

عمر بن زبیر کی مدت: ...... مصعب بن عبدالرحمن ایک گروہ کے ساتھ عمر بن الزبیر سے مقابلہ کے لیے گئے ہوئے تھے، عمر بن الزبیر کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تب اس کو اس کے بھائی عبیدہ ❷ بن الزبیر نے پناہ دی لیکن عبداللہ بن الزبیر نے اس امان کو جائز نہ رکھ کر عمر بن الزبیر کو گرفتار کرا کے ''قید خانہ عارم'' میں قید کر دیا، اس کے بعد ان لوگوں کے قصاص میں جن لوگوں کے قصاص میں جن کو مدینہ منورہ میں پٹوایا تھا کوڑے لگوائے جس سے وہ مر گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مطیع کو نصیحت: ...... جس وقت حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ آ رہے تھے تو راستے میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہو گئی، عرض کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس وقت تو میں مکہ جا رہا ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی جہاں مرضی ہو۔ عبداللہ بن مطیع نے نصیحت کی کہ آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا ارادہ مت کیجئے گا کیونکہ ان ہی لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے اور آپ کے بھائی کی بے عزتی کی تھی یہ لوگ بڑے بدعہد و معاہدہ شکن ہیں، آپ مکہ ہی میں قیام کیجئے۔ بیت اللہ سے باہر بھول کر بھی مت قدم نکالیے گا آپ عرب کے سردار ہیں جن کو آپ کی حمایت منظور ہو گی وہ یہیں آئیں گے۔ جب تک حجاز کے لوگ آپ سے درخواست نہ کریں اس وقت تک بیت اللہ کو مت چھوڑیئے گا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں: ...... حسین بن علی رضی اللہ عنہ اس کو دل کے کانوں سے سن کر مکہ میں داخل ہوئے، لوگوں کی آمد و رفت آپ کے پاس شروع ہو گئی کوئی کچھ کہتا تھا، کسی کی رائے کچھ اور ہوتی تھی عبداللہ بن الزبیر خانہ کعبہ کے ایک کونے میں شب و روز نماز پڑھتے تھے اور طواف کرتے تھے۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اکثر لوگوں کے حالات ظاہر کر کے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے ان کو یہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کریں گے۔

کوفہ میں شیعان علی رضی اللہ عنہ کا اجتماع: ...... جب کوفیوں کو خلافت یزید کی بیعت اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کا معلوم ہوا تو شیعان امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ، سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے، اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں حضرت سلیمان و مسیب بن محمد رفاعہ بن شداد اور حبیب

❶ ...... اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح کتاب باب العلم ۳۷ میں روایت کیا ہے۔ ❷ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۷ میں عبیدہ کی جگہ عبدہ تحریر ہے۔

بن مظاہر وغیرہ شامل تھے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا

کوفیوں کا خط بنام حسین رضی اللہ عنہ:..... اس خط کا مضمون ❶ یہ تھا کہ آپ یہاں تشریف لائیے ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی نہ تو جمعہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور نہ عید میں، اگر آپ آ جائیں گے تو ہم اس کو نکال دیں گے یہ خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا ❷ پھر دو راتوں کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا خط لکھا گیا پھر تیسری بار اس خط کا مضمون روانہ کیا گیا جس کو شبث بن ربعی، حجاز بن الجبر، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمر بن الحجاج زبیدی، محمد بن عمیر التیمی وغیرہ نے بڑے شد و مد کے ساتھ لکھا تھا ❸ متواتر خطوط آنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیالات کچھ کے کچھ ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوفیوں کو جواب:..... جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے سمجھ گیا فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور معتمد ترین اہل بیت مسلم بن عقیل کو بھیج رہا ہوں یہ تمہارے رنگ ڈھنگ دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے اگر تمہارے روساء ملت نے جیسا کہ اس سے پہلے لکھا ہے اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عنقریب آ جاؤں گا میری عمر کی قسم امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم رہتا ہے اور دین حق پر چلتا ہے۔ والسلام۔

مسلم بن عقیل کی روانگی اور بدفالی:..... مسلم بن عقیل خط لے کر روانہ ہوئے مدینہ پہنچے مسجد نبوی میں نماز پڑھی، اہل مدینہ سے رخصت ہوئے قیس سے دو راہبروں کو اجرت پر لیا راستے میں پیاس کی شدت سے پانی کا راستہ بتا کر دونوں رہبر اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے اور مسلم بن عقیل نے تکلیف و مصائب اٹھا کر پانی کے چشمہ پر پہنچ کر پانی پیا۔ مسلم بن عقیل نے اس سے فال بد نکالی اور اسی مقام سے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کو خط ❹ لکھا مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے، آپ نے جواب تحریر کیا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بزدلی سے یہ لکھا ہے تمہیں کوفہ جانا ہوگا۔ والسلام۔

مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد:..... مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشاد پہلی ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ شیعوں کے دلوں میں کھلبلی پڑ گئی اور پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ جب ان میں سے چند لوگ جمع ہو جاتے تو مسلم بن عقیل کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سناتے تو وہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے اور امداد کا وعدہ کرتے۔

نعمان بن بشیر کا خطبہ:..... رفتہ رفتہ اس کی خبر نعمان بن بشیر گورنر کوفہ کو ہوئی۔ چونکہ طبیعت میں حلم و صلح پسندی تھی لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فتنہ و فساد برپا ہونے سے ڈرایا اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ جب تک مجھ سے کوئی نہیں لڑے میں اس سے نہیں لڑوں گا۔ ہاں اگر تم نے ابتداء کی بیعت توڑ

---

❶ ..... عبارت اور پھر اس کا ترجمہ لکھنا طول و طائل ہے لہذا محض ترجمہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، خدا کی رحمت تم پر ہو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بعدہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہارے دشمن جبار کو خواب مرگ میں سلا دیا جس نے اس امت پر جبراً حکومت قائم کی اور اس پر بلا استحقاق حاکم بن گیا تھا اس کے مال کو غصب کر لیا تھا امت کی رضا مندی کے بغیر اس پر حکومت کرتا تھا اس کے ساتھ ساتھ اس میں جو اچھے تھے ان کو اس نے مار ڈالا اور برے لوگوں کو باقی رکھا اب ہم پر کوئی امام نہیں ہے آپ آیئے شائد آپ کے ذریعے سے ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر جمع کر دے اگرچہ نعمان بن بشیر (گورنر کوفہ) قصر امارت میں ہے لیکن ہم نہ تو اس کے ساتھ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں اور نہ عید میں۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اس کو ایسا نکال دیں گے کہ وہ شام ہی میں جا کر دم لے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ (کامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۱۵ جلد چہارم)۔ ❷ ..... طبری جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ میں ان خطوط کی بعض باتیں اور لکھنے والوں کے اسماء بھی درج ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ایک تیار شدہ لشکر کی سرپرستی کے لئے تشریف لایئے، کس قدر تفصیل کا اندازہ آپ کو مذکورہ دو حاشیہ دیکھ کر ہو جائے گا (ثناء اللہ محمود)۔ ❸ ..... اسی زمانہ میں شیعان بصریٰ نے بھی ایک عورت ماریہ بنت سعد (قبیلہ عبدالقیس) کے مکان پر جمع ہوئے تھے لیکن خط لکھنے کی نوبت نہ آئی البتہ ان میں یزید بن نبیط نے حسین ابن علی کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے اٹھ کر کہا تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چلے گا اس کے دس بیٹے تھے ان میں سے عبداللہ و عبیداللہ کھڑے ہوئے پس یہ تینوں شخص مکہ پہنچے پھر وہاں سے حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا گئے انہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۶)۔ ❹ ..... پورے خط کا مضمون یہ تھا کہ "بھائی صاحب! میں آپ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لے کر کوفہ روانہ ہوا راستے میں پیاس کی شدت سے وہ دونوں مر گئے اور ہم لوگ بڑی جد و جہد سے پانی تک پہنچ گئے بہزار خرابہ ہماری جان بچی۔ اس پانی کا ایک چشمہ ایک مقام تنگ بطن خبیث میں واقع ہے میں نے اس سے بدفالی لی ہے پس آپ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں تو بہت مناسب ہوگا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶ جلد چہارم)

دی، حاکم وقت کی مخالفت کی تو واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا برابر تم کو مارتا رہوں گا گو میرا کوئی معین و مددگار نہ ہو۔ تقریر ختم ہونے پر بعض خلفاء بنی امیہ نے کہا ''تم کو اس مضمون کا خطبہ نہ دینا تھا۔ جو تمہاری رائے ہے وہ کمزوروں کی رائے ہے۔ دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا چاہیے اس میں دشمنوں کو جرأت ہوگی۔ نعمان نے جواب دیا کہ مجھے کمزور ہو کر اللہ کی اطاعت میں رہنا زیادہ محبوب ہے، اس لئے کہ میں اس سے اللہ تعالیٰ کا گناہ گار ہو کر عزت والا بنوں۔ یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آئے۔

یزید کے چمچوں کا یزید کو خط:......عبداللہ بن مسلم، عمارہ بن الولید بن عقبہ، عمر بن سعد بن ابی وقاص نے مسلم بن عقیل کے آنے لوگوں کے بیعت کرنے اور نعمان بن بشیر کا خطبہ دینے کا حال یزید کو لکھ بھیجا، اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر تم کو کوفہ کی ضرورت ہے تو کسی زوردار شخص کو مامور کرو جو تمہارے احکام کو استقلال وقوت کے ساتھ جاری کرے اور تمہارے ملک کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں کو زیر کرے۔ یزید نے سرجون رومی سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔

سرجون کا یزید کو مشورہ:......سرجون ❶ نے کہا میں آپ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے ظاہر کروں کیا آپ اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں؟ یزید نے کہا ہاں! تب سرجون نے کہا ''عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی سند گورنری مرحمت فرمائیے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہی رائے تھی اگرچہ یزید، عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا۔ لیکن سرجون کے کہنے سے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی گورنری دے دی اور سند گورنری مسلم بن عمرو الباہلی کی معرفت روانہ کی۔ اور یہ بھی لکھا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر دینا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا بصریٰ والوں کو خط:......اسی زمانے میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے سرداروں مالک بن مسمع بکری، احنف بن قیس، منذر بن جارو، مسعود بن عمرو، قیس بن الہیثم، عمرو بن عبیداللہ بن معمر، وغیرہ کے پاس ایک خط روانہ کیا تھا جس میں ان لوگوں کو کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی تھی۔ ان سب نے اس خط کو چھپا لیا لیکن منذر بن جارو نے یہ سمجھ کر کہ شاید ابن زیاد کی مکاری نہ ہو نامہ بر اور خط کو ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔

قاصد کا قتل اور ابن زیاد کا خطاب:...... ابن زیاد نے خط لانے والے کو قتل کر دیا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اس نے کہا اے اہل بصرہ! مجھ کو تو نہ کسی بات کا اندیشہ ہے اور نہ ہی کسی سے خائف ہوں، جو شخص مجھ سے لڑے گا میں بھی اس سے لڑوں گا اور جو شخص صلح رکھے گا میں بھی اس سے مصالحت سے پیش آؤں گا۔ اے بصرہ والو! مجھ کو امیر المومنین (یزید) نے کوفہ کی بھی حکومت عطا فرمائی ہے میں غالباً کل روانہ ہو جاؤں گا اپنی غیر حاضری میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا نائب مقرر کیے جا رہا ہوں تم لوگ اختلاف سرکشی سے احتراز کرنا اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی شخص نے ذرہ بھی اختلاف کیا ہے تو میں اس کو قتل نہ کروں گا بلکہ اس کے دوست ساتھیوں اور عزیز و اقارب کو بھی ختم کر دوں گا اور اس جرم میں قریب و بعید کے سب لوگ پکڑے جائیں گے، تاکہ تم لوگ راستی اور استقامت اختیار کرو اور تم میں مخالفت کا مادہ باقی نہ رہے۔ یہ یاد رکھو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں مجرم ہونے کی حالت میں اپنے ماموں اور چچازاد بھائی کا بھی لحاظ نہیں کروں گا۔

ابن زیاد کا کوفہ میں حسین رضی اللہ عنہ کے شبہے میں استقبال:......خطبہ سے فارغ ہو کر مسلم بن معرالباہلی اور شریک بن الاعور حارثی اور اپنے خاندان والوں کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا، راستے میں شریک علیحدہ ہو گیا عبیداللہ بن زیاد اکیلا کوفہ میں داخل ہوا۔ جن لوگوں کے پاس سے گزرتا تھا وہ لوگ امام حسین سمجھ کر اٹھ کھڑے ہو جاتے تھے اور جوش و مسرت سے مرحبا بک یا ابن رسول اللہ کہتے تھے لیکن ابن زیاد کوئی جواب نہیں دے رہا تھا

❶......اس مقام سے مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم اور تاریخ الخلفاء و معارف ابن قتیبہ و عقد الفرید وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے اصل کتاب میں تین ورق سادہ ہیں۔ (مترجم) اور ہمارے پاس موجود جدید ایڈیشن میں سرجون کے بجائے سرحون یعنی 'حا' کے ساتھ تحریر ہے۔ اور یہاں سے صفحہ ۱۵۶ تک واقعات مترجم نے مذکورہ کتب سے تحریر کئے ہیں ہمارے پاس موجود ایڈیشن سے بھی اور جو نسخہ مترجم کے پاس تھا ان سب میں یہاں جگہ خالی چھوڑی دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ مصنف نے یہ جگہ تحقیق کی غرض سے خالی چھوڑی ہے مگر بعد میں بعد میں یاد نہ رہا یا فرصت نہ مل سکی اس لئے مطبوعہ ایڈیشنوں میں یہ جگہ خالی چلی آ رہی ہے۔ اور پھر اس پر یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ کسی سازش کے تحت اس مضمون سے غائب کر دیا گیا ہے کیونکہ کسی مشہور زمانہ کتاب میں تحریف کرنا اتنا آسان کام نہیں جتنا کہ ہمارے دور کے بعض عالی مصنفین کا زعم ہے (ثناء اللہ محمود)

چپ چاپ چلا جارہا تھا چلتے چلتے نعمان بن بشیر تک پہنچا اس کے پیچھے پیچھے ایک مجمع خوشی کے نعرے بلند کرتا جارہا تھا۔

نعمان بن بشیر اور ابن زیاد:...... نعمان نے اس کو امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سمجھ کر دروازہ بند کرلیا اور اندر سے چلا کر کہا تم کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں تم میری طرف مائل مت ہو میں اپنی امانت اپنا مال تمھاری کسی جنگی ضرورت کے لیے نہیں دوں گا عبیداللہ بن زیاد نے دروازے کے قریب جا کہا دروازہ کھول دو ایک شخص نے جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا اس کی آواز پہچان کر بولا یہ تو ابن مرجانہ ہے لوگ یہ سنتے ہی وہاں سے منتشر ہو گئے۔ عبیداللہ بن زیاد دارالامارت میں داخل ہو گیا۔

ابن زیاد کا کوفہ میں خطبہ:...... صبح ہوئی منبر پر گیا اور خطبہ دیا، کہا اے کوفہ والو! امیر المومنین نے تمھارے شہر، احکام شرعی، مال غنیمت اور بیت المال کا مجھے والی مقرر کیا ہے۔ اور مجھے تمھارے مظلوموں کی دادرسی، تمھارے مجرموں سزا دے، تمہارے فرمانبرداروں کے ساتھ احسان کرنے، تمھارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے، میں بیشک تم پر ان احکام کو جاری کروں گا میں تم پر تمھارے باپ سے زیادہ مہربان رہوں گا لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے گا اس کی گردن اور پیٹھ پر میری تلوار اور میرا درہ ہوگا۔

ابن زیاد کی سرداروں سے گفتگو:...... اتنا کہ کر منبر سے اترا اور جاننے والوں اور شہر کے رئیسوں کو مخاطب کر کے کہا مجھے غرباء امیر المومنین کے حامیوں حروریوں اور ان لوگوں کی تعداد صحیح صحیح ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف اور بغاوت کا مادہ بھرا ہوا ہے۔ پس جو شخص صاف صاف لکھ دے گا تو وہ اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا اگر اتفاق سے اسکے دوستوں یا جاننے والوں میں سے کسی نے ہماری ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے برئی الذمہ ہیں اس کا خون اور مال ہمارے لیے مباح ہوگا اور جس کے علم میں کوئی شخص امیر المؤمنین کا باغی اور مخالف ہوا اور اس نے ظاہر نہ کیا تو اس کو پھانسی دے دیں گے اور اس کا وظیفہ ضبط کرلیں گے۔

مسلم بن عقیل کی ہانی بن عروہ کے ہاں پناہ:...... مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبیداللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکل کر ہانی بن عروہ مرادی کے دروازے پر گئے اور بلایا۔ ہانی نکلا اور دیکھ کر ناک بھویں چڑھانے لگا مسلم بن عقیل نے کہا ''میں تمھارے پاس پناہ گزیں اور تمھارا مہمان بن کر آیا ہوں'' ہانی نے جواب دیا کہ تم نے مجھے سخت پریشانی میں ڈال دیا ہے، اگر میرے مکان میں میں نہ آتے تو میں یہ پسند کرتا کہ اس سے پہلے میں کسی جرم میں پکڑ لیا جاتا تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ خیر آؤ حتی الامکان میں تمھیں پناہ دوں گا مسلم بن عقیل اسی کو غنیمت جان کر اس کے مکان میں مقیم ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کے خلاف جاسوسی:...... ابن زیاد نے اپنے غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ مسلم بن عقیل کے حامیوں سے ملنا جلنا اور ان سے یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا خواہاں ہوں۔ لہذا ابن زیاد کا غلام مسجد میں ابن عوسجہ اسدی کے پاس گیا یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کررہے تھے کہ یہ ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت لے رہے ہیں۔

جاسوس کی آمد:...... نماز سے فارغ ہوئے تو غلام نے سلام کر کے کہا میں شام کا رہنے والا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اہل بیعت کی محبت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ کوئی بزرگ ان میں سے کوفہ میں آئے ہیں اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لے رہے ہیں۔ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ کو ان کے قیام اور تشریف آوری کا حال معلوم ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لے لو اور مجھ سے ان کی زیارت سے پہلے مجھ سے کوئی وعدہ لے لو۔

جاسوس کی کامیابی:...... مسلم بن عوسجہ بولے مجھے تمھاری ملاقات سے خوشی ہوئی شاید تمھارے ذریعے اللہ تعالیٰ اہل بیعت کی امداد کرے لیکن اس سے رنج پہنچا کہ لوگ یہ کام پورا ہونے سے پہلے میرے راز سے واقف ہو گئے۔ یہ کہہ کر مسلم بن عوسجہ نے غلام سے راز چھپانے کا عہد لے لیا اور غلام مسلم بن عقیل کا پتہ پتا لگانے کے لیے ان کے پاس آنے جانے لگا۔

عبیداللہ بن زیاد کے قتل سے بچنے کے دو واقعے:...... اتفاق سے ہانی بن عروہ بیمار ہو گئے تو عبیداللہ بن زیاد ان کی عیادت کے لیے آیا۔ عمارہ

بن عبد السلولی نے اسے مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن ہانی نے اس کی مخالفت کی اور کہا میں اپنے مکان پر ایسے واقعے کا ہونا پسند نہیں کرتا۔

دوسرا واقعہ:......اس کے چند دنوں بعد شریک بن اعوار بیمار ہو کر ہانی کے مکان پر رہنے لگا ابن زیاد اور امراء کوفہ اس کی عزت کرتے تھے اور یہ عمارہ بن یاسر کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوا تھا، ابن زیاد نے کہلوایا کہ میں شام کے وقت تمھاری عیادت کے لیے آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا یہ (ابن زیاد) فاجر شام کو میری عیادت کے لیے آئے گا وہ جیسے ہی بیٹھے فوراً اس کا سر اڑا دینا۔ اس کے بعد کوئی شخص قصر امارت پر قابض ہونے پر ہم سے مزاحمت نہیں کرے گا اگر مجھے آفاقہ ہو گیا تو میں چل کر بصریٰ پر قبضہ کرادوں گا لیکن ہانی نے پھر منع کر دیا شام ہوئی تو عبیداللہ بن زیاد آیا اور بیماری کا حال معلوم کرتا رہا دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر وہ چلا گیا۔

قتل نہ کرنے کی وجہ:......عبیداللہ بن زیاد کے چلے جانے کے بعد شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ دو وجہ سے میں نے قتل نہیں کیا ایک تو یہ کہ ہانی کو پسند نہ تھا کہ اس کے مکان پر کسی کو قتل نہ کیا جائے دوسرا یہ کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے ”ان الایمان قید الفتک فلا یفتک مومن بمومن“ (ایمان خون ریزی سے روکتا ہے اسی لیے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا) اس کے تین روز کے بعد شریک کا انتقال ہو گیا۔

ہانی بن عروہ کی پیشی:...... پھر ابن زیاد کا غلام مسلم بن عوسجہ کے ذریعے سے مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو جو باتیں ہوتی تھیں روزانہ ابن زیاد کو بتاتا تھا۔ ایک عرصے سے ہانی بیماری کے بہانے سے ابن زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا ابن زیاد ن محمد بن اشعث، اسماء بن خارجہ اور عمرو بن الحجاج کو بلا کر ہانی کے نہ آنے کی وجہ معلوم کی ان لوگوں نے کہا وہ بیمار ہے تو ابن زیاد بولا کیا خوب! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور روزانہ گھر سے نکل کر دروازہ پر بیٹھا کرتا ہے جاؤ اس کو میرے پاس بلا لاؤ غرض یہ لوگ ہانی کو ابن زیاد کے پاس لے گئے۔

ابن زیاد اور ہانی کی گفتگو:...... ابن زیاد نے کہا کیوں ہانی تمھارے مکان پر مجمع امیر المومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلا کر اپنے مکان میں ٹھہرایا ہوا ہے اسلحہ اور لوگوں کو جمع کر رہے ہو تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟

ہانی نے کہا یہ بالکل غلط ہے۔

ابن زیاد نے کہا غلط نہیں ہے یاد کر کے کہو میں نے یہ باتیں اس سے سنی ہیں جو تمھاری مجلس میں شریک ہوتا ہے۔

ہانی نہ کہا جس نے تم سے یہ بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

ابن زیاد نے اس غلام کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اس کا مخبر تھا، اس کو پہچانتے ہو؟ ہانی نے دبی آواز سے کہا ہاں جانتا ہوں ساتھ ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور سکتہ سا ہو گیا۔

ہانی کا مہمان کو حوالے کرنے سے انکار:......ہانی تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر سر اٹھا کر بولا ”مجھ سے سنو واللہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا خدا کی قسم! میں نے مسلم کو نہیں بلایا اور نہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس کام سے آیا ہے میرے دروازے پر آ کر قیام کی اجازت مانگی مجھے انکار کرنے سے شرم آئی، چنانچہ میں نے اسے ٹھہرالیا اور مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا ہے اس کے بعد جو حالات وواقعات ہوئے ان کو تم جانتے ہو اگر تم کہو تو میں ضمانت دے کر جاؤں اور اس کو اپنے گھر سے نکال کر پھر آ جاؤں ابن زیاد نے کہا میں تمھیں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تم اس کو میرے سامنے لا کر پیش نہ کر دو گے۔ ہانی نے جواب دیا کہ میں اپنے مہمان کو تمھارے حوالے نہیں کروں گا کہ تم اس کو قتل کر دو۔

مسلم بن عمرو اور ہانی کی گفتگو:......ابن زیاد اس پر اصرار کر رہا تھا اور ہانی انکار کرتا رہا جب بحث وتکرار بڑھتی ہوئی نظر آئی تو مسلم بن عمرو الباہلی نے ابن زیاد سے کہا ”مجھے ہانی سے اکیلے بات کرنے دیجیے“ ابن زیاد خاموش ہو گیا مسلم اور ہانی کونے میں اٹھ کر چلے گئے ابن زیاد ان کو دیکھ رہا تھا۔ مسلم نے کہا اے ہانی! تم یہ کیا کہہ رہے ہو ناحق خود کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں پھنسا رہے ہو، تم مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالے کر دو یہ ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا، اس کے علاوہ تم تو سلطان وقت کے حوالے کر رہے ہو اس میں تمھاری بے عزتی نہیں ہے۔

مہمان کی حفاظت کے لیے جاں نثاری کا عزم:......اس پر ہانی نے جواب دیا واللہ! اس میں میری بے عزتی ہے۔ میں اپنے مہمان کو کسی طرح بھی زیاد کے حوالے نہیں کر سکتا جب تک کہ میرے بازو صحیح سالم ہیں میرا پروردگار اور حمایتی زندہ ہیں بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوں تو میں اپنے مہمان کو اس کے حوالے نہ کرتا جب تک میں زندہ رہتا۔

ابن زیاد کا ہانی کو قید کرنا:......ابن زیاد یہ گفتگو سن کر بولا ''اس کو میرے پاس لاؤ'' ہانی قریب لایا گیا تو اس سے مخاطب ہو کر کہا ''اے ہانی! تم مسلم کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمھاری گردن اڑا دی جائے گی ہانی نے سختی کے لہجہ میں جواب دیا اگر ایسا ہے تو تیرے مکان کے ارد گرد ہزاروں لوگوں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھ لے گا کہ میرے عزہ اقارب تجھ کو اس فعل سے باز رکھیں گے'' ابن زیاد نے اس سخت جواب سے جھلا کر ہانی کو قید کر دیا۔

ہانی پر ظلم وتشدد:......بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ہانی کو اس جواب دینے پر اس قدر ڈنڈیاں ماریں کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی چہرے کا گوشت کٹ کر ڈاڑھی پر لٹک آیا، جب مارتے مارتے ڈنڈی ٹوٹ گئی تو اس کو ایک تنگ وتاریک مکان میں قید کر دیا اسماء بن خارجہ نے اٹھ کر کہا اے بدعہد! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو بلوایا جب ہم اس کو لے آئے تو تو نے اس کو اتنا مارا کہ اس کا خون جاری ہو گیا، اور کہا تیرا خیال ہے کہ تو اس کو قتل کر ڈالے گا۔

احتجاج کرنے والوں پر تشدد:......ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انھوں نے ان کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی تو وہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ گئے۔

ابن زیاد کا محاصرہ:......رفتہ رفتہ عمرو الحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی کو قتل کر دیا گیا جوش میں آ کر قبیلہ مذحج کو لے کر دار الامارت کا محاصرہ کر لیا اور بلند آواز سے کہا ہم عمرو بن الحجاج ہیں۔ اور یہ مذحج کے سوار اور ان کے سردار ہیں، ہم نے نہ تو امیر المومنین کی اطاعت سے انحراف کیا ہے اور نہ ہی جماعت کی تفریق کی ہے۔ ابن زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی سے کہا ''آپ ذرا ان کے ساتھ (ہانی) کے پاس تشریف لے جائیے اور اس کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ وہ زندہ ہے چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سن کر کہ ہانی زندہ ہے لوٹ گئے۔

مسلم بن عقیل کا کوفی لشکر:......مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سن کر اپنے ساتھیوں میں ''یا منصور امتہ'' کی نداء کرادی اس وقت تک ان کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے جس میں سے چار ہزار موجود تھے تھوڑی دیر میں ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا۔ آپ نے اب عزیز ابن عزیز کندی کو کندہ پر مقرر فرما کر آگے بڑھنے حکم دیا اور مسلم بن عوسجہ اسدی کو قبیلہ مذحج واسد پر ابی ثمامہ کن تمیم وہمدان پر، عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصر امارت کا رخ کیا۔

ابن زیاد کا محاصرہ:......ابن زیاد نے دروازے بند کروالئے قصر امارت کا سارا صحن اور مسجد بازاری آدمیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ تل رکھنے کی جگہ کا بھی نہ تھی ایک ہنگامہ برپا تھا ابن زیاد اور اس کے باپ کو کھلم کھلا گالیاں دے رہے تھے ابن زیاد کے ساتھ قصر امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور موجود تھے جن میں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اس کے خود خادم اور خاندان والے تھے۔ شام تک یہ ہی کیفیت رہی چاروں طرف ایک ہلڑ سا مچا ہوا تھا کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا۔

ابن زیاد کا کوفیوں کو لالچ اور دھمکی:......ابن زیاد نے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کی طرف محمد بن الاشعث کو کندہ اور حضر موت کو جانب قعقاع بن شور الدہلی وشیث بن ربعی تمیمی وحجاز ابجر عجلی وشمر بن ذی الجوشن ضابی وغیرہ کو حکم دیا کہ قصر امارت کی کھڑکیوں اور بالا خانوں سے کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھا بجھا کر مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہونے کو کہو اور اعلان کر دو کہ جو شخص اس وقت علیحدگی اختیار کر لے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص اس کے حکم کی سرتابی کرے گا وہ عقوبت شاہی میں گرفتار کر لیا جائے گا اور اس کو نہایت بری سزا دی جائے گی۔

کوفیوں کا لالچ میں فرار:......اہل کوفہ کے کان میں جیسے ہی یہ آواز پڑی اور انہوں نے اپنے رئیسوں اور سرداروں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا تو ایک ایک، دو دو کر کے علیحدہ ہو گئے۔

مسلم بن عقیل تنہا، کوفی فرار:......آخر یہاں تک نوبت پہنچی کے مرد وعورت سب کے سب گھروں سے نکل پڑے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بلا کر لے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے اس وقت آپ مسجد سے نکل کر ابواب کندہ کی طرف روانہ

ہوئے کندہ کے دروازہ تک پہنچتے پہنچتے یہ تیس نفر بھی علیحدہ ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کی بے کسی اور پیاس:...... مسلم بن عقیل تن تنہا بھولے بھٹکتے بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا) اس کا بیٹا لوگوں کے ساتھ سپاہی بن کر گیا تھا مسلم بن عقیل نے اس کو سلام کیا پانی مانگا تو طوعہ نے پانی پلایا پھر آپ اسی کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ طوعہ نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم نے پانی نہیں پیا۔ جواب دیا پی لیا۔ پھر طوعہ نے کہا اپنے گھر جاؤ۔ تین بار اس جملہ کو دہرایا آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ طوعہ بولی سبحان اللہ میں تم کو گھر جانے کا کہہ رہی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو اٹھو اپنے گھر جاؤ مجھے تمہارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے، آپ نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچ کر ارشاد فرمایا اس شہر میں نہ کوئی میرا مکان ہے اور نہ کوئی عزیز ہے کیا تم مجھ کو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو؟ اور میرے ساتھ کچھ بھلائی کر سکتی ہو شاید اس کے بعد کبھی میں تم کو اس کا معاوضہ دے سکوں۔

طوعہ نامی عورت کا پناہ دینا:...... طوعہ بولی کہ آپ ہیں کون؟ فرمایا مسلم بن عقیل ہوں مجھے کوفہ والوں نے دھوکہ دیا ہے طوعہ نے کہا اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لائیے۔ غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے احاطہ میں ٹھہرایا۔ کھانا لائی لیکن آپ نے تناول نہ فرمایا اس دوران اس کا بیٹا آ گیا اور طوعہ کو بار بار احاطہ میں آتے جاتے دیکھ کر وجہ پوچھی۔ طوعہ نے بڑے اصرار سے عہد و پیمان لے کر مسلم بن عقیل اور ان کو ٹھہرانے کا ماجرا سنایا۔ بلال سن کر خاموش ہو گیا۔

مسلم بن عقیل کے ورانٹ گرفتاری:...... ابن زیاد مجمع منتشر ہونے کے بعد اپنے احباب کے ساتھ مسجد میں آیا اور محلّہ محلّہ یہ ندا دی ''سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا ہے کسی پر کوئی الزام باقی نہیں ہے اس لئے عشاء کی نماز مسجد میں آ کر پڑھو'' تھوڑی دیر بعد آدمیوں سے مسجد بھر گئی ابن زیاد نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کے گھر میں ہم اس کو پائیں گے وہ بری الذمہ ہے اور جو شخص اس کو گرفتار کر کے لائے گا ہم اس کو انعام دیں گے۔

ناکہ بندی کا حکم اور مسلم کی مخبری:...... اس کے بعد حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ اسی وقت کوفہ کی ناکہ بندی کر دو صبح ہونے تک تمام مکانوں کی تلاشی لے لینا۔ صبح ہوئی تو ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کیا (بلال طوعہ کے بیٹے نے) حاضر ہو کر عبدالرحمن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے آنے اور مکان میں چھپانے کا واقعہ بیان کیا عبدالرحمن نے اپنے باپ محمد کو جس وقت وہ ابن زیاد کے دربار میں بیٹھا تھا اور محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو بتا دیا ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد بن عمر بن عبیداللہ بن السلمی اور قیس کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔

مسلم بن عقیل کا تن تنہا مقابلہ:...... مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آوازیں سن کر تلوار کھینچ کر باہر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے ان کو گھر سے باہر نکال دیا۔ بار بار وہ لوگ حملہ آور ہوتے تھے اور مسلم بن عقیل دم بھر میں ان کو باہر نکال دیتے تھے۔ بکیر بن حمرا احمری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کے اوپر کا ہونٹ کٹ گیا دو دانت ٹوٹ گئے آپ نے بھی بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا دوسری تلوار کندھے پر پڑی اور بکیر منہ کے بل گرا اس کے ساتھی چھت پر چڑھ گئے پتھر سے آگ پھینکنے لگے۔ آپ بھی تلوار لے کر چھلانگ لگا کر چھت پر پہنچے اور قتل وخون کا بازار گرم کر دیا۔

امان کے نام پر مسلم کا تاریخی کردار:...... محمد بن اشعث نے چلا کر کہا تم مت لڑو تم کو امان دی جاتی ہے آپ یہ اشعار پڑھتے اور لڑتے ہوئے اس کے پاس آئے۔

اقسمت لا قتل الاحرا ☆ وان رایت الموت شیاً نکرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ میں آزاد آدمی کو قتل کروں گا اگرچہ میں موت کو ناپسند چیز سمجھتا ہوں۔

او یخلط البارد سخنامرا ☆ رد شعاع الشمس فاستقرا

یا ٹھنڈی چیز میں گرم کڑوی چیز ملا دیجئے آفتاب کی شعاع لوٹا دی جائے اور وہ ٹھہر جائے۔

کل امری یوماً یلاق شراً　　　　اخاف ان اکذاب او اغرا

ہر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا مجھے خوف یہ ہے مجھے جھٹلایا یا دھوکہ دیا جائے گا۔

جھکے ماندے مسلم کو ''امان'' کا دھوکا:......محمد بن اشعث نے کہا تم کو نہ جھٹلایا جائے گا اور نہ تم کو لوگ دھوکہ دیں گے چونکہ پتھروں کی تکلیف سے جا بجا زخم پڑ گئے تھے اور اس وقت ان میں لڑنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی تو مسلم بن عقیل دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے محمد بن اشعث اور دوسرے لوگوں نے سوائے عمرو بن عبیداللہ السلمی کے انہیں امان دے دی۔ اور تلوار لے لی ایک خچر پر سوار کرا کر ابن زیاد کے پاس لے چلے مسلم کو اپنی بے کسی کا خیال آیا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ارشاد فرمایا یہ پہلی بدعہدی ہے۔

مسلم اور ابن اشعث کی گفتگو:......محمد بن اشعث نے کہا تم بالکل خوف نہ کرو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ مسلم بن عقیل نے کہا ''اندیشہ کی کیا کوئی اور صورت ہوتی ہے؟ تمہاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لے لی اب میں بے دست و پا ہوں''۔ اتنی بات زبان سے نہ نکلنے پائی تھی کہ فرط الم سے رو پڑے۔ عمرو بن عبیداللہ بولا کیوں رو رہے ہو؟ کیا تمہاری طرح کسی اور نے بھی ایسی خواہش کی ہے کہ اس پر بھی یہ بلائیں نازل ہوتیں۔''

مسلم بن عقیل نے کہا میں اپنے لئے نہیں رو رہا بلکہ مجھے اپنے اہل و عیال اور حسین رضی اللہ عنہ اور آل پر رونا آ رہا ہے جو تمہارے پاس آنے والے ہیں محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم امان دینے سے مجبور ہو۔

مسلم کا ابن اشعث سے پیمان لینا:......خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا کیا تم میں اتنی قدرت ہے، کہ کسی شخص کے ذریعے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس میری خبر پہنچا دو اور میری طرف سے یہ لکھ دو کہ اپنے اہل بیت سمیت واپس چلے جاؤ۔ یہ اہل کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علی رضی اللہ عنہ کے دوست اور حامی تھے اور اس کی جدائی کو موت اور قتل سے چاہتے تھے۔ محمد بن اشعث نے اس کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ مسلم کی شہادت کے بعد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو اس نے خط لکھا قاصد سے ''مقام زبالہ'' میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی مگر آپ نے فرمایا جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ہے۔ مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب بنا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا آپ ضرور تشریف لائیے اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں۔

ابن زیاد اور مسلم بن عقیل:......محمد بن اشعث مسلم بن عقیل کو ساتھ لے کر قصر امارت پہنچا دروازہ پر بٹھا کر اندر گیا ابن زیاد کو سارے واقعات بتائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دے دی ہے۔ ابن زیاد نے غصہ ہو کر کہا ''تو اور امان؟ میں نے تجھے اس کو گرفتار کر کے لانے کے لئے بھیجا تھا نہ کہ امان دینے کے لئے؟ محمد بن اشعث دم بخود رہ گیا اور مسلم بن عقیل پیش کر دیئے گئے تو انہوں نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا۔ حرسی (ازدی) نے کہا ''تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے'' فرمایا اگر یہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو میرا اسلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا ہے تو بہت سے سلام ہو جائیں گے۔ ابن زیاد بولا میں تم کو ضرور بالضرور قتل کروں گا مسلم نے کہا میرا ابھی یہی خیال ہے۔ اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کر دوں ابن زیاد نے اجازت دے دی۔

مسلم بن عقیل کی عمر بن سعد کو وصیت:......آپ نے عمر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا میری اور تمہاری رشتہ داری ہے اس لئے میں تم سے اکیلے میں کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف دیکھا ابن زیاد نے کہا جاؤ اکیلے میں سن لو میں تم کو تمہارے چچا زاد کی بات سننے سے نہیں روکتا، عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھ کر ایک کونے میں گئے تو مسلم نے کہا میں نے کوفہ میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لے کر اپنی ضرورتوں میں خرچ کئے تھے تم اس کو میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے قتل ہونے کے بعد میری نعش کو اجازت لے کر دفن کر دینا اور حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج دینا کہ وہ کوفہ نہ آئیں''۔

عمر بن سعد کی خیانت:......عمر بن سعد نے یہ سب باتیں ابن زیاد کو بتا دیں' ابن زیاد نے کہا تم امین ہو لہٰذا اس میں خیانت نہ کرو مال کے بارے میں تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو میں بھی ان کا قصد نہیں کروں گا، باقی رہا ان کا لاشہ میں اس کے بارے میں تمہاری سفارش نہیں سنوں گا۔

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد کی گفتگو:......اس کے بعد مسلم بن عقیل کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کیوں مسلم بن عقیل! تم نے کوفہ میں آ کر گروہ بندی کیوں کی؟ لوگوں کو ہماری مخالفت پر جمع کیوں کیا اور ان میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی۔

مسلم بن عقیل نے کہا! ہرگز نہیں ہوا لیکن یہاں کے باشندوں نے یہ خیال کیا تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے اچھے لوگوں کو مار ڈالا ہے، خون ریزی کی ہے اور ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کی طرح برتاؤ کیا ہے۔ ہم ان کے بلانے سے ان کے پاس آئے تھے کہ ان میں عدل و انصاف کریں اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں۔

ابن زیاد نے کہا تم اور یہ کام؟ کیا ان کے ساتھ عدل و انصاف نہیں کیا گیا۔ تم مدینہ میں شراب پیتے تھے اور اب انصاف کرنے آئے ہو۔

مسلم بن عقیل نے کہا کیا میں شراب پیتا تھا؟ واللہ اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تو کہتا ہے میرے بجائے شراب پینے کا وہ زیادہ مستحق ہے جو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو غضب و عداوت سے قتل کر رہا ہے اور اس نے یہ سب کھیل سمجھ رکھا ہے۔

مسلم بن عیقل اور ابن زیاد کے قتل کی قسم:......ابن زیاد نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ مارے اگر میں تجھے قتل نہ کروں کہ جس طرح آج تک اسلام میں کوئی قتل نہ کیا گیا ہو۔

مسلم بن عقیل نے کہا بے شک یہ صلاحیت تجھ ہی میں ہے کہ اسلام میں بدعات اور بدخلقی و خباثت کی ایجاد کرے ابن زیاد یہ سن کر جھلا اٹھا اور مسلم و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے لیے سخت نازیبا کلمات کہنے لگا مسلم بن عقیل نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ خاموش رہے۔

اس کے بعد زیاد نے حکم دیا کہ ''بالائے قصر'' لے جا کر مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جائے اور سر کے ساتھ لاش کو بے گور و کفن پھینک دیا جائے۔

مسلم بن عقیل کی شہادت:...... مسلم بن عقیل نے محمد بن اشعث سے کہا واللہ اگر تو نے امان نہ دی ہوتی تو میں ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ تلوار اٹھا تو برئ الذمہ ہو گیا ہے۔ محمد بن اشعث نے کوئی جواب نہیں دیا لوگ ان کو ''بالائے قصر'' لے گئے آپ استغفار پڑھتے اور تسبیح کرتے ہوئے گئے، مقام حدائین کے مقابل شہید کیے گئے۔ شہید کرنے والا بکیر بن حمران تھا جس نے آپ پر تلوار چلائی تھی۔ آپ کے سر کے ساتھ لاشہ پھینک دیا گیا۔

ہانی بن عروہ کی شہادت ...... مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی سفارش کی مگر ابن زیاد نے نامنظور کر کے حکم دیا کہ بازار میں لے جا کر ہانی کی گردن اڑا دی جائے۔ چنانچہ ایک ترکی غلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔

مختار اور عبداللہ بن حرث کی گرفتاری:......ابن عقیل کی کوفہ کی جانب روانگی آٹھویں ذی الحجہ اور بعض کہتے ہیں نویں شب کو ۶۰ ہجری میں ہوئی تھی اور بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مسلم کے ساتھ مختار بن ابی عبیدہ و عبداللہ بن حرث بن نوفل بھی گئے تھے، جن کو ابن زیاد نے گرفتار کر کے قید کر لیا تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا کوفہ جانے کا ارادہ:...... حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو مسلم بن عقیل نے خط میں لکھا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور روز بیعت کرتے جاتے ہیں، آپ بہت جلد کوفہ آ جائیں چنانچہ آپ نے مکہ سے کوفہ کو قصد کیا۔ عمرو بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام آئے اور انھیں کوفہ جانے سے روکا آپ نے انکار میں جواب دے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس اور امام حسین رضی اللہ عنہما:...... پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تمہیں کوفہ جانے سے روک رہا ہوں تم وہاں اس وقت تک نہ جاؤ جب تک اہل کوفہ اپنے امیر کو قتل نہ کر ڈالیں اور اس کے مال و اسباب کو نہ لوٹ لیں۔ اور اگر محض ان کے بلانے پر جا رہے ہو اور ان کا امیر ان میں موجود ہے تو سمجھ لو کہ تم کو لڑائی کے لئے بلا رہے ہیں، مجھے خطرہ ہے کہ تم کو وہ لوگ دھوکہ دیں گے جھٹلائیں گے، تمہاری مخالفت کریں گے اور سب سے زیادہ تمہارے وہی دشمن ہوں گے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں آج رات استخارہ کروں گا دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھے اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اور امام حسین رضی اللہ عنہما:......ان کے بعد عبداللہ بن زبیر آئے انہوں نے پہلے جانے کی رائے دی پھر کچھ سوچ کر کہا بہتر

ہوتا کہ آپ حجاز ہی میں قیام کرتے اور اس کام کو یہیں سے انجام دیتے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے جد امجد نے ارشاد فرمایا کہ ایک مینڈھے کی وجہ سے کعبے کی بے حرمتی ہوگی، مجھے منظور نہیں ہے کہ وہ مینڈھا میں ہی بن جاؤں۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور امام حسین رضی اللہ عنہما:...... عبداللہ بن زبیر کے چلے جانے پر عبداللہ بن عمر تشریف لائے اور نصیحت کے طور پر کہنے لگے کہ تم بیعت لینے اور امارت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر مت جاؤ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لینے کا اختیار دیا تھا مگر آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی، چونکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جز ہو، لہذا دنیا کی طلب مت کرو، اور اس کے گرد وغبار میں اپنے دامن مبارک کو آلودہ مت کرو۔ عبداللہ بن عمر یہ کہہ کر رو پڑے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ لیکن اس بات پر عملدرآمد نہ کیا۔ مجبوراً عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رخصت ہو کر چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس کی ایک اور کوشش:...... پھر دوبارہ اگلے دن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور سمجھانے لگے، برادر من مجھے نصیحت کئے بغیر صبر نہیں آتا۔ مجھے اس کا ڈر ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے تمہارا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اہل عراق بڑے بے وفا، عہد شکن اور مکار ہیں، تم ان کے قریب مت جاؤ بلکہ اسی شہر میں قیام کرو تم ان کے سردار ہو اور اگر اہل عراق اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو لکھ بھیجو کہ تم اپنے گورنر کو نکال دو۔ اس کے بعد تم ان کے شہر جاؤ اور اگر تمہارا دل مکہ سے نکلے بغیر نہیں مانتا تو یمن کی طرف چلے جاؤ وہ، بہتر وسیع زمین ہے۔ پہاڑیاں اور گھاٹیاں بہت زیادہ ہیں وہ قدرتی محفوظ قلعے ہیں وہاں سے تم اپنے قاصدین کو اطراف و جوانب بھیجو اور لوگوں سے بیعت لے لو، آپ نے جواب دیا میں تو مصمم ارادہ کر چکا ہوں، اب کسی طرح رک نہیں سکتا۔ عبداللہ بن عباس بولے خیر اگر جا ہی رہے ہو تو اپنے بچوں اور عورتوں کو مت لے کر جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح تم بھی شہید نہ کر دیئے جاؤ، اور تمہارے بچے اور عورتیں پریشان و سرگرداں ہو جائیں آپ نے اس پر کوئی جواب نہیں دیا تو ابن عباس اٹھ کر چلے آئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی اور گورنر کی رکاوٹ:...... حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ دسویں ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو اپنے اہل بیت جس میں بچے، عورتیں، مرد بھی تھے مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔

یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر سعید بن العاص تھا اس کے آدمیوں نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو کوفہ جانے سے روکا، بحث و تکرار ہوئی آپس میں تھوڑی مار پیٹ بھی ہوئی لیکن آپ اور آپ کے ساتھی نہ رکے۔

یزید کے مال و اسباب کے قافلہ پر قبضہ:...... چلتے چلتے تنعیم میں پہنچے یہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو یمن سے آ رہا تھا۔ اسے بحرین ایسان والی یمن نے یزید کی طرف قیمتی قیمتی سامان اور کپڑے اور زیورات دے کر روانہ کیا تھا، آپ نے اس کو روک کر اہل قافلہ سے ارشاد فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ عراق چلنا چاہتا ہو ہم اس کو انتہائی خوشی سے اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس سامان سے اس کو حصہ دیں گے، اور جو شخص ہم سے علیحدہ ہونا پسند کرتا ہے وہ اس میں سے اپنا حصہ لے کر علیحدہ ہو جائے چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسند کی ان کو مرتبے کے لحاظ سے حصہ دے کر رخصت کر دیا اور جنہوں نے ساتھ چلنا چاہا ان کو حصہ دے کر ساتھ لے کر آگے بڑھے۔

فرزدق شاعر اور امام حسین رضی اللہ عنہ:...... صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے معلوم کیا کہ اہل کوفہ کا کیا حال ہے۔ عرض کیا واللہ آپ نے ایک جاننے والے شخص سے ہی استفسار فرمایا ہے۔ اچھا میں عرض کرتا ہوں سنیئے! وہاں لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں، قضا آسمان سے اتر رہی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر حکم الٰہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے، حالانکہ وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے اور اگر قضاء خداوندی خلاف توقع نازل ہوئی تو ہم صبر کریں گے۔

عبداللہ بن جعفر کا خط:...... اسی مقام پر یا اس سے آگے بڑھ کر عبداللہ بن جعفر کا خط ملا جس کو ان کے دونوں بیٹے عونؓ محمد لے کر آئے تھے۔ لکھا ہوا تھا ''برادر من خدا کے واسطے خط دیکھتے ہی واپس آ جاؤ میں تم کو اس لیے نصیحت کر رہا ہوں کہ وہاں تمہارا خون بہے گا اور تمہارے اہل بیت نیست و نابود ہو جائیں گے، اور اگر خدانخواستہ تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی ختم ہو جائے گی، تم مسلمانوں کی امید گاہ اور ہادیوں کے پیشوا ہو، جلدی مت کرو م

اس خط کے بعد میں بھی پہنچ رہا ہوں والسلام'' آپ نے اس خط کا بالکل خیال نہیں کیا بلکہ عون ومحمد کو بھی ساتھ لے لیا اور آگے بڑھ گئے۔

ابن زیاد کی تیاری:...... ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے انھیں روکنے کے خیال سے حسین بن نمیر تمیمی (پولیس کے اعلیٰ افسر) کو روانہ کیا، اس نے مقام قادسیہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیے، اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک ایک جانب اور دوسرے جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعلع تک پھیلا دیا۔ اس عرصہ میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ مقام حاجر میں پہنچ گئے۔

کوفہ والوں کو امام کا خط:...... ایک خط اہل کوفہ کو (جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا اور ان لوگوں کو مستعد رہنے کا لکھا تھا) قیس بن مسہر صیداوی کی معرفت روانہ کیا قیس جیسے ہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا تم قیصر امارات پر چڑھ کر (العیاذ باللہ) کذاب بن کذاب حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دو تمھاری جان بخشی کر دی جائے گی۔

قاصد ''قیس'' کا اعلان حق اور شہادت:...... لہٰذا قیس قصر پر گئے اور حمد وثناء کے بعد کہا اے لوگو! حسین بن علی رضی اللہ عنہ بہترین خلائق، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں، اور میں ان کا قاصد ہوں، وہ اب حاجر سے شاید آگے بڑھ آئے ہوں گے۔ تم ان کی اطاعت کرو یہ کہہ کر ابن زیاد پر لعن کیا اور زیاد کو سخت وسست کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا مغفرت کی۔ ابن زیاد نے جھلا کر حکم دیا اس کو قیصر سے نیچے گرادو گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے دماغ پھٹ گیا اور انتقال کر گئے۔

عبداللہ بن مطیع کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو روکنا:...... پھر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ حاجر سے روانہ ہو کر کوفہ کی طرف تھوڑی دور چل کر عرب کے ایک چشمہ پر پہنچے وہاں عبداللہ بن مطیع انھیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا ''میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟'' حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے کوفیوں کے خط لکھنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتایا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا'' خدا کے لیے اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کوفہ کا قصد نہ فرمایئے یہ لوگ بڑے پیمان شکن اور بدعہد لوگ ہیں۔ ان میں اسلام کی ہتک، قریش کی آبروریزی اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہ رہا، واللہ اگر آپ اس چیز کی خواہش کریں گے جو بنوامیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت وخلافت) تو بیشک وہ لوگ آپ کو شہید کر دیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے بھی نہیں ڈریں گے''۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اس کا کہنا نہ مانا اور آگے بڑھ گئے۔

ظہیر بن قین اور امام حسین رضی اللہ عنہ:...... ظہیر بن قین بجلی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حامی تھا، حج کر کے آپ کے ساتھ واپس آرہا تھا لیکن ان کے ساتھ کسی منزل یا کسی مقام پر قیام نہ کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے اسے بلوایا تو وہ مجبوراً آ گیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن جب وہ واپس اپنے قافلے میں گیا تو اپنے ساتھیوں سے خطاب کر کے کہا جس کو میرے ساتھ چلنا ہو چلے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہو رہا ہوں یہ کہہ کر بیوی کو طلاق دے دی اور کہا کہ تم اپنے میکے (یعنی ماں باپ کے گھر) چلی جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم قید یا گرفتار کی جاؤ۔ اپنے ساتھیوں سے رخصت ہو کر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور ان ہی کے ساتھ رہا یہاں تک کہ کربلا میں شہید ہو گیا۔

مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر:...... جب حسین بن علی رضی اللہ عنہ مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے تو مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی، تو بعض ساتھیوں کی رائے یہ ہوئی کہ آپ یہاں ہی سے واپس چلئے، کوفہ میں آپ کا کوئی یار ومددگار نہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں۔ بنوعقیل بولے'' واللہ ہم اس سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لے لیں گے۔ جس طرح مسلم نے موت کا ذائقہ چکھا ہے، ہم بھی نہ چکھ لیں'' تو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا مزا آئے گا۔

بعض ساتھیوں کی کوفیوں سے خوش فہمی:...... ساتھیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے'' واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں ہیں جیسے ہی کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے'' غرض حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ بنوعقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا پہنچے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی کی شہادت:...... یہاں پر عبداللہ بن بقطر (آپ کے رضاعی بھائی) کے شہید ہونے کی خبر آئی، ان کو آپ

نے راستے سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جس کو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادسیہ سے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا۔ ابن زیاد نے ان سے بھی کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (العیاذ باللہ) کذاب بن کذاب پر لعن کر کے اتر آؤ تو میں تم کو ابھی چھوڑ دوں گا لیکن انھوں نے بھی قیس کی طرح کاروائی کی اور ابن زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے جان نثاروں کی چھانٹی:..... حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو جو یہ دوخبریں شہادت کی پہنچیں تو آنے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے ان لوگوں کے شہید ہونے کا حال بتایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص واپس جانا چاہتا ہو لوٹ جائے، ہم اس سے کچھ مواخذہ نہیں کریں گے۔ اس فقرہ کے سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ساتھ آئے تھے۔ ان ساتھیوں کے علیحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ جنگ کے ارادے سے نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے، بہرحال آپ اس مقام سے روانہ ہو کر بطن پہنچے تو ایک عرب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی صراحتاً کوفہ جانے سے منع کیا، لیکن آپ نے انکی بھی نہیں سنی اور ''مقامِ شراف'' تک پہنچ گئے۔

ابن زیاد کی فوج کی آمد:..... دوپہر کا وقت تھا دور سے گرد وغبار دیکھ کر'' ساتھیوں میں سے ایک'' تکبیر کہہ کر اٹھا کسی نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ گنجان درختوں کا باغ دکھائی دیتا تھا۔ بنی اسد کے آدمیوں نے کہا اس میدان میں کہیں درخت نہیں ہے حسین بن علی رضی اللہ عنہ بولے'' یہ تو سواروں کی گرد ہے'' پھر ان دونوں سے متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اس مقام پر کوئی ایسی پناہ گاہ ہے جس میں ہم پناہ گزیں ہو سکیں؟ اور ان لوگوں سے ایک رخ ہو کر ملیں؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ سامنے تمھارے پہلو پر ذوچشم ہے۔ اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے جاؤ اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف چلے جائیں گے تو تمھارا مقصود حاصل ہو جائے گا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی سرعت کے ساتھ ذوچشم کی طرف جھکے لیکن ذوچشم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آپہنچی اور آپ ٹھر گئے۔ ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جن کو حصین بن نمیر نے قادسیہ سے حر بن یزید تمیمی یربوعی کی ماتحتی میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ اور ان کو روکنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

امام حسین کا کوفیوں سے خطاب:..... ظہر کا وقت آیا تو موذن نے اذان دی آپ خیمہ سے نکل کر سواروں کی طرف آئے حمد وثناء کے بعد فرمایا'' اے لوگو! میں تمھارے پاس خود نہیں آیا جب تک کہ تمھارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے لیے میرے پاس نہیں گئے۔ اب تم اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمھارے ساتھ شہر چلوں اور اگر تمھارے شہر میں میرے داخل ہونے سے تم کو نفرت ہو تو اجازت کہ میں جس شہر سے آیا ہوں واپس چلا جاؤں۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔

حر بن یزید کی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز با جماعت:..... موذن نے تکبیر کہی تو حر نے اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے ساتھ نماز پڑھی آپ اپنے قافلے میں واپس آئے اور حر اپنے لشکر میں چلے گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا حر اور اسکے ساتھیوں سے خطاب:..... عصر کا وقت آیا تو آپ نے حر اور اس کے ساتھیوں کو خطاب کر کے فرمایا اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہوگا، ان ظالموں ناحق شناسوں سے جو مدعی امارات ہیں ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تمھیں یہ ناگوار ہو اور تم ہمارے حقوق کو نسیاً منسیاً کر دو اور تمھاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔

حر کا جواب:..... حر بولے'' واللہ ہم کو ان خطوط اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جن کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو''۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر دو تھیلیاں خطوط سے بھری ہوئی نکالیں اور کھول کر خطوط کو پھیلا دیا۔ حر نے کہا ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں ہم کو تو حکم ملا ہے کہ تم سے ملاقات ہو جائے تو تم کو اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک کہ تم کو کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس نہ لے چلیں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا واپسی کا حکم:..... حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا'' اس سے تو موت اچھی ہے'' اور اپنے ساتھیوں کو واپس چلنے کا حکم دے کر سوار ہوئے حر نے روکا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ یزید کو لکھیے میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی بات پیدا کر

دے جس سے آپ آزمائش میں مبتلا نہ ہوں۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے پھر واپسی کا ارادہ کیا حر نے دائیں بائیں سے روکنا شروع کیا آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے حمد وثناء اور پھر اس کے بعد یہ تقریر فرمائی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطاب: ...... ''اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حلال کر رہا ہے اس کے عہد کو توڑ رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کر رہا۔ خلق اللہ میں ظلم وگناہ کے کام کر رہا ہے اور اس نے کسی قسم کی دست اندازی قولی یا عملی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کے ساتھ کر لے گا آگاہ ہو جاؤ کہ ان لوگوں (یعنی یزید وامراء یزید) نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کر دی ہے اور فتنہ وفساد پیدا کر دیا ہے۔ حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے، حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ میں ان لوگوں سے زیادہ ''صاحب الامر'' ہونے کا مستحق ہوں۔ تمھارے خطوط وقاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجھ کو بیعت کرنے کے لیے بلا لیا اب تم مجھے رسوا نہ کرو۔ اگر تم اپنے بیعت وقرار پر قائم رہو گے تو تم راہ حق پا جاؤ گے۔ میں حسین علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ میری جان تمھاری جان کے ساتھ اور اہل وعیال کے ساتھ ہیں۔ تمھیں میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہیے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی تعجب والی بات نہیں ہوگی۔ تم نے میرے باپ حقیقی بھائی حسن رضی اللہ عنہ وچچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بدعہدی کی ہے افسوس ہے کہ تم لوگ مجھے دھوکہ دے کر اپنا حق اور دینداری کا حصہ ضائع کر رہے ہو۔ پس جو شخص بدعہدی کرے گا وہ اپنے لیے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو تم سے بے پردہ کر دے گا والسلام۔

حر بن یزید کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو انتباہ: ...... حر نے جواب دیا اللہ اللہ کیا کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے لڑائی شروع کی تو بلاشبہ مارے جاؤ گے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے جھلا کر کہا کیا تو ہمیں موت سے ڈراتا ہے؟

سامضی وما الموت عار علی الفتی ☆ اذا ما نوی خیراً وجاهد مسلما

وواسی رجالاً صالحین بنفسه ☆ وخالف مشبوراً وفارق مجرما

فان عشت لم اندام وان لم الم ☆ کفی بك ذلا ان تعیش و ترغما

(ترجمہ) میں تو اپنا قصد پورا ہی کروں گا اور مرنے میں جوان مرد کو عار نہیں ہے، جب اس نے نیکی کی نیت کر لی اور مسلمان ہو کر مجاہدہ کیا اور اچھے لوگوں سے خود محبت پیدا کی اور گردن زنی کے لائق لوگوں کی مخالفت کی اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔

پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے کچھ ندامت نہ ہوگی اور اگر مر گیا تو مجھے کوئی صدمہ نہ ہوگا تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ذلیل ورسوا ہو کر عمر بسر کرے گا۔

کوفہ سے امام کے چار حامیوں کی آمد: ...... یہ سن کر حر خاموش ہو گئے لیکن پیچھا نہ چھوڑا ادھر ادھر سے بحکمت عملی روکتے جاتے تھے رفتہ رفتہ عذیب تک پہنچ گئے۔ جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں کوفہ سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیے جو تیز اونٹوں پر سوار نافع بن بلال کے گھوڑے کے پیچھے تیزی سے آ رہے تھے، اور ان کے ساتھ ان کا رہبر طرماح بن عدی بھی تھا وہ لوگ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ حر نے بڑھ کر کہا: ...... میں تم کو گرفتار کر لوں گا یا کوفہ کی طرف لوٹا دوں گا آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا یہ میرے معین ومددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے ان سے کچھ بھی مزاحمت کی تو ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی لمحہ باقی نہ رہے گا۔ یہ سن کر حر خاموش ہو گیا۔

حامیوں کی زبانی اہل کوفہ کا حال: ...... حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے دریافت کیا تم ان لوگوں کا (اہل کوفہ) کچھ حال بتلاؤ جن کو تم چھوڑ آئے ہو ان سے مجمع بن عبداللہ العائذی نے عرض کیا ''شرفاء کوفہ کی رشوت خوری بڑھ گئی ہے وہ دنیا کی لالچ میں پڑے ہوئے ہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ایک زبان ہو رہے ہیں اور عوام الناس ان کے دل آپ کی طرف مائل ہیں لیکن تلواریں کل آپ کے خلاف نیام سے باہر آ جائیں گی پھر اپنے قیس بن میسر کا حال معلوم فرمایا انھوں نے عرض کیا ''مار ڈالے گئے'' یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس کو آپ روک نہ سکے۔

طرماح بن عدی کا مشورہ: ...... اس کے بعد طرماح بن عدی نے کہا ''آپ کے ساتھ آدمی بہت کم ہیں اور ٹڈی دل ہیں صبح نہ ہونے پائے گی کہ

کل کوفہ کا دریا امنڈ آئے گا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی محفوظ شہر میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو وہ لے جا کر ٹھہرائیں گے جو ہم کو غسان وحمیر کے بادشاہوں اور نعمان بن منذر اور تمام سرخ وسفید لوگوں کے حملے سے بچاتا ہے واللہ وہاں پر کسی قسم کی رسوائی اور تکلیف نہ آنے پائے گی پھر وہاں سے ان لوگوں کے پاس قاصد روانہ کرنا جو آجا وسلمٰی نامی پہاڑ میں طے والے مقیم ہیں خدا کی قسم دس روز بھی نہ گزرنے پائیں گے کہ طے کے بے شمار سوار اور پیادہ آ کر جمع ہو جائیں گے اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے مقابلہ پر آئے گا تو صرف قبیلہ طے کی بیس ہزار تلواریں نیام سے نکل پڑیں گی جو آپ کے سامنے دشمنوں سے لڑیں گی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا طرماح کو جواب:......آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم کو بہتر جزاء دے گا ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ ایسے حائل ہو گئے ہیں کہ جسکی وجہ سے ہم واپسی پر قادر نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ آئندہ ہمارے اور ان کے درمیان کیا واقعہ پیش آئے گا بہر حال ❶ آپ سے رخصت ہو کر اپنے قبیلہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حسین رضی اللہ عنہ پھراتے پھراتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے شام ہو گئی تھی لہذا وہیں قیام فرما لیا۔

حرا کو ابن زیاد کا خط:......نماز فجر پڑھ کر جھٹ پٹ سوار ہو کر چلنے کا ارادہ کیا حر نے پہنچ کر روکنا شروع کر دیا اسی ردوکد میں نینوی تک پہنچ گئے وہاں آپ اتر پڑے اور ایک سانڈنی سوار نے آ کر ابن زیاد کا خط حر کو دیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میرے اس خط اور قاصد کے پہنچتے ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو روک کر کھلے میدان میں ٹھہرا دو جہاں نہ پانی ہو اور نہ ہی کوئی محفوظ جگہ میں نے قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تعمیل تک تم سے جدا نہ ہو گا۔

حر کی امام حسین رضی اللہ عنہ کو اطلاع:......حر نے خط پڑھ کر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا'' یہ خط امیر کا آیا ہے مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کو کھلے میدان میں ٹھہراؤں اور تعمیل حکم تک یہ قاصد مجھ سے علیحدہ نہ ہو گا لہذا آپ نینوی سے اٹھ کر ایسے میدان میں جا کر ٹھہریں جہاں نہ سایہ ہو اور نہ پانی آپ نے ارشاد فرمایا تم ہم کو اب زیادہ تکلیف مت دو نینوے ہی میں رہنے دو یا اجازت دو تو غاضریہ یا ثاشقیہ میں جا کر ہم قیام کر لیں۔ حر بولے'' میں ایسا نہیں کر سکتا ابن زیاد نے مجھ پر ایک شخص کو اس بات کی نگرانی کے لیے مقرر کر دیا ہے۔

زہیر کا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ:......زہیر ابن القین نے عرض کیا واللہ اس کے بعد جو آئے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہو گا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس سے لڑنا جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ جو آئندہ آنے والا ہے آپ نے فرمایا ہم جنگ کرنے میں پہل نہیں کر سکتے۔ زہیر نے رائے دی کہ آپ اس گاؤں میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلیے وہ ایک محفوظ مقام ہے اور دریائے فرات کے کنارے واقع ہے اگر وہ روکے گا تو ہم اس سے لڑ پڑیں گے اور اس سے جنگ کرنا آسان ہے اور اس سے جو اس کے بعد آئے گا شاید مشکل ہو۔

کربلا:......آپ ❷ نے اس جگہ کا نام معلوم فرمایا اس نے عرض کیا کہ کربلا نام ہے! فرمایا کہ زمین کرب وبلا کی ہے یہ جمعرات کا دن تھا اور محرم ۶۱ھ کی دوسری تاریخ تھی۔

عمر بن سعد کی آمد:......اگلے دن کوفہ میں ہزار کی فوج عمر بن سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں پہنچی ابن زیاد نے اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کے لیے دستبی کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی وہ روانہ ہونے والا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ پیش آ گیا۔

ابن سعد کے آنے کی وجہ:......ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا عمرو بن سعد نے انکار کر دیا ابن زیاد نے کہا اگر تم حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہیں جاؤ گے تو رے کی گورنری واپس کر دو عمرو بن سعد نے غور وفکر کے لیے ایک دن کی مہلت مانگی اپنے دوستوں مشیروں سے مشورہ لیا ہر سب کے سب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ جانے سے منع کیا رات بھر پڑا ہوا سوچتا رہا صبح کو اشعار پڑھتے ہوئے ابن زیاد کے پاس گیا۔ وہ اشعار یہ ہیں:

اتـرك مـلك الـرے والـرے رغبتـه ام ارجـع مـذمـو مـاً بـقـتـل حسيـن

---

❶......روانگی کے وقت اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے اہل وعیال کا انتظام کر کے آپ کی امداد پر آؤں گا چنانچہ حسب وعدہ واپس ہو کر آیا۔ عذیب میں پہنچا شہادت کا حال سن کر لوٹ گیا۔ (از ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲)۔ ❷......عقد الفرید ابن عبدربہ جلد دوم صفحہ ۳۰۷۔

وفی قتلہ النار التی لیس دونھا حجاب و ملك الری قرۃ عین

(ترجمہ) کیا میں ملک رے چھوڑ دوں اور ملک رے ہی میری خواہش ہے۔ یا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مذموم واپس آؤں لیکن ان کو قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا جس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ اور ملک رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ آپ شرفاء کوفہ میں سے فلاں فلاں اشخاص کو متعین فرمائیے۔ ابن زیاد نے جواب دیا کہ ''میں تمہارا تابع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس بات پر مجبور کرتا ہوں، اگر تم حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر نہیں جانا چاہتے تو میری سند گورنری واپس کر دو۔''

حکومت کے لالچ میں ابن سعد کا پھنسنا:......عمر بن سعد نے حکومت رے کی لالچ میں پڑ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر جانا منظور کر لیا چنانچہ اسی چار ہزار فوج کو لے کر آپ کے مقابلے پر آ گیا اور ایک قاصد بھیج کر آپ سے کوفہ کی طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ''مجھے اس شہر کے شرفاء اور رئیسوں نے بلایا تھا' پس اگر تم کو یہ ناپسند ہو تو میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں'' عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔

قافلہ کا پانی بند کرنے کا حکم:......ابن زیاد نے لکھا کہ ''حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے یزید کی بیعت لے لو اگر وہ بیعت کر لیں تو جو مناسب ہوگا کیا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کریں تو بلا تامل جنگ کرو اور ان کا اور ان کے ساتھیوں کا پانی بند کر دو'، پس عمر بن سعد نے عمر بن الحجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ نہر فرات پر متعین کر دیا چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے)۔

عباس بن علی رضی اللہ عنہ کی پانی لینے کے لئے روانگی:......جب آپ کے قافلہ میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ پیاس کی شدت سے بے چین ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علی رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کے لئے روانہ کیا ان کے ساتھ بیس آدمی مشکیزے لئے ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی غرض سے تھے۔ جب عباس ابن علی رضی اللہ عنہ مشکیزے بھر کر لوٹے تو دشمنوں نے حملہ کر دیا۔

عمر بن سعد اور امام حسین رضی اللہ عنہ:......اسکے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن قرظہ بن کعب انصاری کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج رات کو دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے ملنا۔ عمر بن سعد وعدہ کے مطابق آیا، دیر تک باتیں ہوتیں رہیں پھر دونوں لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آ گئے۔

عمر بن سعد کو امام کی پیشکش:......دو چار ملاقاتوں کے بعد عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا کہ ''بعد حمد ثناء کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فتنہ کی آگ بجھا دی اور اختلاف دفع کر کے سب میں اتفاق پیدا کر دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ تین درخواستیں پیش کی ہیں۔

(۱) وہ جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس کر دیئے جائیں۔

(۲) جس سرحد کی طرف ہم چاہیں انہیں بھیج دیں۔

(۳) ہم ان کو امیر المومنین یزید کے پاس لے جائیں تاکہ یہ ان کی بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضامندی ہے۔

ابن زیاد کی رضامندی اور شمر کی بدمعاشی:......ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا میں اس کو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر اور رعایا کا خیر خواہ ہے۔ شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا کیا تم اس درخواست کو قبول کر لو گے۔ وہ (حسین رضی اللہ عنہ) تمہارے ملک آ گیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے واللہ اگر وہ یہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت وشوکت والا بن جائے گا اور تم اسکے مقابلے میں کمزور ناتواں رہو گے۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم اس کو اپنا حکم ماننے پر مجبور کرو اگر حکم نہ ماننے پر تم ان کو سزا دو گے تو تم کو اس کا حق حاصل ہے اور اگر درگزر کرو گے تو اس کا تم پر الزام آئے گا۔ واللہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ وعمر بن سعد تمام رات دونوں لشکروں کے درمیان باتیں کرتے رہتے ہیں۔

ابن زیاد شمر کے جھانسے میں:......ابن زیاد ایک دم اس کے جھانسے میں آ گیا۔ فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمر کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلوایا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اسکے ساتھیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو اگر وہ بیعت کر لیں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورت انکار جنگ کرو، پھر شمر سے

مخاطب ہو کر بولا عمر بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل پر تیار ہو ٹھیک ہے تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول اور تم اس لشکر کے امیر ہو گے ساتھ ہی اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔

ابن زیاد کا ابن سعد کو خط:...... خط جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا تھا یہ خط' اما بعد، میں نے تم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس مقصد سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت ولعل میں اوقات گزارو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلح نامہ لکھ کر ان کو میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ انکار کریں تو حملہ کر دو یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مثلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اسکے مستحق ہیں اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اس کے جسم اور سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرانا کیونکہ وہ بڑا ظالم، جفا کار، خود سر اور نافرمان ہے لہذا اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں اور فرماں برداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا ارادہ ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بھائیوں کے لئے امان نامہ:...... یہ خط لکھتے وقت اتفاق سے عبداللہ بن ابی المحل بن حزام بیٹھے ہوئے تھے ان کی پھوپھی ام البنین بنت حزام، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں جن سے عباس وعبداللہ وجعفر وعثمان پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے ابن زیاد سے کہا کہ ہمارے بھانجوں کے لئے امان نامہ لکھ دو چنانچہ ابن زیاد نے لکھا دیا جس کو عبداللہ بن ابی المحل نے اپنے ایک غلام کے ذریعے بھیج دیا۔

امام کے بھائیوں کا امان لینے سے انکار:...... عباس وعبداللہ وغیرہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں نے کہا ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے ابن سمیہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے۔

ابن سعد کا ابن زیاد پر افسوس:...... تھوڑی دیر کے بعد شمر پہنچا۔ ابن زیاد کا خط دیکھ کر ابن سعد نے کہا' افسوس! میں تو یہ سمجھا تھا کہ میری درخواست قبول کر لی گئی اور تو صلح کرنے کی اجازت لے کر آیا ہے' شمر بولا یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے اب بتاؤ اور کیا کرو گے؟ جواب دیا مجبوراً تعمیل کروں گا۔ نویں محرم یوم جمعرات کے دن شمر اپنے لشکر سے نکل کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف آیا عباس اور ان کے بھائیوں کو بلا کر کہا' اے میرے بھانجو! میں تم کو امان دیتا ہوں' ان لوگوں نے جواب دیا' اللہ کی مار تجھ پر اور تیری ہو تو ہم کو امان دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ کو امان نہیں دیتا' شمر یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

ابن سعد امام کی خدمت میں:...... پھر عصر کے وقت سعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ سوار ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلا آپ اس وقت اپنے خیمے کے سامنے تلوار کا ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا' بھائی! اٹھو مخالفین آ پہنچے' آپ نے فرمایا چلو ہم بھی سوار ہو کر چلتے ہیں۔ عباس بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں صرف میں جاؤں گا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا بہتر ہے تم ہی چلے جاؤ اور پوچھو کہ کیوں آئے ہو؟ مقصد کیا ہے؟ چنانچہ عباس بیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ آنے کی وجہ معلوم کی تو عمر بن سعد نے لفظ بہ لفظ ابن زیاد کا خط بتا دیا عباس نے کہا ٹھہرو جلدی نہ کرو۔ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ کو اس خبر کی اطلاع دیتا ہوں یہ کہہ کر عباس رضی اللہ عنہ واپس امام حسین کی خدمت میں آئے اور ان کے ساتھی عمر بن سعد کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہے۔

رات بھر کی مہلت طلب:...... امام حسین رضی اللہ عنہ نے عباس سے فرمایا' ابن سعد سے جا کر کہہ دو ہم کو رات بھر کی مہلت دے تا کہ ہم استغفار و دعا کر لیں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کر لیں۔

صبح کو وہ ہوگا جو ہونے والا ہے۔ عباس نے واپس ہو کر ابن سعد سے کہا' اس وقت تم واپس چلے جاؤ' ہمیں مہلت دو انشاء اللہ کل جو مناسب ہوگا کیا جائے گا اطاعت کریں گے یا لڑیں گے''۔

عمر بن سعد کا شمر سے مشورہ:...... عمر بن سعد نے شمر سے مشورہ کیا تو شمر بولا تم امیر ہو جو چاہو کرو عمر بن الحجاج زبیدی نے قطع کلام کر کے کہا سبحان اللہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اہل دیلم سے ہوتے اور یہ درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا۔ قیس بن اشعث بن قیس بولا منظور کر لو لیکن میری عمر

کی قسم وہ صبح تم سے ضرور لڑیں گے۔عمر بن سعد نے جھلا کر کہا اگر ہمیں یقین ہو جاتا تو بھی ہم یہ وقت ٹال جاتے۔اس کے ساتھی یہ سن کر خاموش ہو گئے اور عمر بن سعد واپس ہو کر اپنی لشکر گاہ میں چلا گیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے خطاب:......اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا تھا جس کا مضمون یہ تھا ''میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہوں اور اس کی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں۔اے اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے نانا کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم کو کان، آنکھ اور دل عنایت فرمائے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی پس ہم تیرا شکر یہ ادا کرتے ہیں۔اما بعد میں اپنے ساتھیوں سے زیادہ نہ کسی کو باوفاء سمجھتا ہوں اور نہ ان سے بہتر کسی کو سمجھتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی زیادہ نیک اور نہ ان سے کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے پس تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

ساتھیوں کو واپس جانے کی اجازت:......امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ دشمن مجھ سے ضرور لڑیں گے۔میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جس طرف جی چاہے چلا جائے میرا کوئی حق اس پر نہیں ہے لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ساتھ لے لے تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا۔اور اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کی طرف متفرق اور منتشر ہو کر چلے جاؤ شائد اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچا لے کیونکہ شامی میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پالیں گے تو کسی دوسرے کی تلاش نہ کریں گے۔

ساتھیوں کا امام حسین رضی اللہ عنہ پر قربان ہونے کا فیصلہ:...... اس جملہ کا پورا ہونا تھا کہ سب کے سب چلا اٹھے۔آپ کے بھائیوں بیٹیوں اور بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے بیٹوں نے رو کر کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہ جائیں اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں یہ دن نہ دکھائے امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے بنی عقیل؛ بس مسلم کی شہادت کافی ہے تم لوگ چلے جاؤ۔میں نے تم کو خوشی سے اجازت دیدی ہے''۔بنو عقیل بولے آپ سے علیحدہ ہو کر ''لوگوں سے ہم کیا کہیں گے کیا یہ کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ اپنے سردار اپنے بہترین چچا کے بہترین بیٹے کو دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینک سکے اور نہ ان کے ساتھ کوئی نیزہ پھینکا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی واللہ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے۔اللہ کی قسم ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم خود کو اور اپنے مال کو اور اپنے گھر والوں کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے اور جہاں آپ کہیں گے ہم وہیں جائیں گے اللہ تعالیٰ وہ زندگی ہمیں نہ دکھائے جو تمھارے بعد ہم کو ملے۔

مسلم بن عوسجہ کی پر جوش تقریر:...... مسلم بن عوسجہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں؟ حالانکہ ہم نے آپ کے حقوق ادا نہیں کیے اللہ کی قسم ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینے میں فوراً اپنے تیز نیزوں کی نوک نہ چبھو لیں۔اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے قبضے میں ہیں ان کی گردنوں کو ان کے ناپاک جسم سے جدا نہ کر لیں۔ اللہ کی قسم؛ اگر میرے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہاں تک کہ میں خود کو آپ پر فدا کر دیتا۔

حضرت زینب کی دہائی:...... مسلم بن عوسجہ کی اس پر جوش تقریر سے سب کے دل بھر آئے اور بالا اتفاق یہ ہی کہنے لگے۔آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دے کر رخصت کر دیا اور خیمہ میں تشریف لے گئے شام کا وقت تھا طبیعت بھری ہوئی تھی دردناک اشعار پڑھنے لگے۔آپ کی بہن زینب کے کان تک آپ کی آواز پہنچی تو ان سے صبر نہ ہو سکا گھبرا کر یہ کہتی ہوئی دوڑ پڑیں ''ہائے افسوس؛ کاش آج کی زندگی کو میری موت فناء کر دیتی میری ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا مر گئیں میرے باپ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے جدا ہو گئے میرا بھائی حسن چلا گیا اے خلیفہ ماضی؛ اے باقی رہ جانے والے سرپرست۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی صبر کی تلقین:......آپ نے فرمایا بہن کیا کہہ رہی ہو؛ تمھارے صبر وتحمل کو کیا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم پر صابر و شاکر رہو اور یہ سمجھ لو کہ زمین کے سب رہنے والے مر جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی آسمان والے باقی نہ رہ جائیں گے اور بیشک سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر شے فناء ہونے والی ہے۔میرا باپ مجھ سے بہتر تھا میری ماں مجھ سے افضل تھیں۔میرے بھائی مجھ سے زیادہ نیکو کار تھا مجھ کو اور سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے وہ بھی اس دنیا سے اٹھ گئے تو ہم کس شمار وحساب میں ہیں۔

ماتم نہ کرنے کی نصیحت:...... اے میری بہن؛ میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو کپڑے مت پھاڑنا، رونا پیٹنا نہیں، بین نہ کرنا نوحے نہ پڑھنا میری بہن یہ ہی دن سب کو پیش آنے والا ہے صبر کرنا۔ صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا'' زینب یہ سن کر خاموش ہوگئیں۔

خندق کھودنے کا حکم:...... چنانچہ آپ باہر تشریف لائے ساتھیوں کو بلا کر فرمایا خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کردو اور رسیاں ایک کی دوسری سے ملا دو اور ان کے دائیں بائیں خندق کھود کر آگ روشن کرو اور کل جب یہ لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے سامنے ہو کر لڑنا ساتھیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اسی دوران رات ہوگئی ساری رات آپ اور آپ کے ساتھی نماز و استغفار پڑھتے اور الحاح وزاری کرتے رہے صبح ہوئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز فجر ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز پڑھ کر سوار ہوا تھا یہ دن ہفتہ یا جمعہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی دسویں تاریخ تھی۔

دس محرم کو جنگ کی تیاری:...... آپ کے ساتھ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے ظہیر بن القین کو میمنہ پر، حبیب بن مطہر کو میسرہ پر مامور فرمایا اور علم اپنے بھائی عباس کو دے دیا خیموں کو اپنے پیچھے رکھا اور انکے اردگرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی گویا یہ آپ کے لشکر کا ساقہ تھا۔

شامی اور کوفی لشکر کی تیاری:...... عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر ہر حصہ اور قبیلہ پر الگ الگ افسر مقرر کیے اور پھر ان پر ایک بڑا سردار بطور ذمہ دار مقرر کیا چنانچہ اہل مدینہ پر عبداللہ بن ظہیر ازدی کو، ربعیہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو مذحج و اسد پر عبدالرحمن بن سبرہ جعفی کو، تمیم و ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کیا ریاحی جنگ کے وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف مائل ہوگئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے ان کے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی ماتحتی میں تھا اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن، سواروں پر عروہ بن قیس احمسی، پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی تمیمی اور جھنڈا اس کے غلام دریدار کے ہاتھ میں تھا۔

شامیوں سے تمام حجت کرنے کا فیصلہ:...... امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعد اور اس کے ساتھیوں کو جنگ کے لیے تیار دیکھ کر قطع حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی منگوائی۔ سوار ہو کر دو چار آدمیوں کو اپنے ساتھیوں میں لے کر دشمن کے لشکر کی طرف تشریف لے گئے اور اتنی بلند آواز سے ان کو مخاطب کیا جس کو سب سن رہے تھے آپ نے فرمایا۔

میدان جنگ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا خطبہ:......

ایھا الناس اسمو اقولی ولا تجعلونی حتی اعظھم بما یب لکم علی احتی اعتذر کم من مقدمی علیکم فان قبلتکم عذری و صدقتم قو لی و انصفتمونی کنتم بذلك اسعد و لکم یکن لکم علی سبیل وانکم تقبلو امنی العذر فا جمعو اامر کم وشر کاءِ کم ثم اقضو اإلی ولا تنظرون ان ولی الله الذی انزل الکتاب وھو یتولی الصالحین.

اے لوگو تم میری بات سنو جلدی نہ کرو حتیٰ کہ جہاں تک مجھ پر واجب ہے میں تم کو سمجھا نہ لوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم کو نہ بیان کر دوں چنانچہ اگر تم میرے عذر کو قبول کر لو گے اور میری بات کی تصدیق کرو گے اور حق پسندی کرو گے تو تمھاری اس میں سعادتمندی ہے اور تمھارا اس میں کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر قبول نہیں کرنا چاہتے ہو تو تم لوگ جمع ہو جاؤ اور اپنے شرکاء کو یکجا کرو تا کہ تم پر کوئی بات مشتبہ نہ رہے اس کے بعد میرے سامنے آؤ اور بغیر رعایت کیے دیکھو بیشک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری ہے اور وہ صالحین کا ولی ہے۔

حضرت زینب کا رونا:...... آپ کی بہن یہ آواز سن کر رو پڑیں آپ نے اپنے بھائی عباس اور بیٹے علی کو ان کے چپ کرانے کے لئے بھیجا جب وہ خاموش ہوگئیں تو آپ نے حمد وثناء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اس کے بعد ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

امام کی حق شناسی کی دعوت:.......

اما بعد! فانسبو نی فانظرو ا من انا ثمر ا جمعو ا انفسکم فعاتبو ها و انظر و اهل یصلح ویحل لکم قتلی و انتهاك حرمتی الست ابن بنت نبیکم وابن وصیه وابن عمه واولی المو منین بالله والمصدق لرسوله اولیس حمزة سید الشهداء عم ابی اولیس جعفر الشهید الطیار فی الجنة وقرة عمی اولم یبلغکم قول مستفیض ان رسول الله ﷺ قال لی واخی انتما سید اشباب الجنة و قر ة عین اهل السنة فان صدقتمونی بما اقول وهو الحق والله ما تعمدت کذباً مذعملت ان الله تعمدت کذبا مذعملت ان الله یمقت علیه وان کذبتمونی یمقت علیه وان کذبتمونی فان فیکم من ان سالتموه عن ذلك اخبر کم سلوا جابر بن عبدالله او ابا سعید او سهل بن سعد او زید بن ارقم او انسا یخبر و کم انهم سمعو ه من رسول الله ﷺ اما فی هذا حاجزیحبز کم عن سفك دمی فان کنتم فی شك مما اقولا و تشکون فی انی ابن بنت نبیکم فو الله ما بین المشرق والمغرب ابن بنت نبی غیری منکم ولا من غیر منکم ولا غیر کم اخبر ونی اتطلبونی بقتیل منکم قتله او بمال لکم استهلکته او بقصاص من جراحة.

امابعد۔تم لوگ میرے نسب پرنظر کرواور دیکھو کہ میں کون ہوں پھر اپنی طبیعتوں کی طرف رجوع کرو اور اسکو جھڑ کو اور غور کرو کیا میرا قتل کرنا اور میری آبرو ریزی کرنا تمہارے لئے درست اور جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں اور اس کے وصی کا بیٹا اس کے چچازاد بھائی اور افضل ترین مومنین باللہ وتصدق کنندہ رسول کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے کیا جعفر شہید جو جنت میں اڑ رہے ہیں میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کہ تم دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہو اور اہل سنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو یہی سچ ہے۔بخدا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ناراض ہوتا ہے اور اگر تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے یہ پوچھو گے تو وہ تم کو اس کے بارے میں بتائیں گے۔جابر بن عبداللہ،ابوسعید،سہل بن سعد زید بن ارقم اور انس سے دریافت کرو وہ تم کو بتائیں گے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو تم کو میرا خون بہانے سے روکے اگر تم لوگ میرے کہنے پر شک کرتے ہو یا میرا نواسۂ رسول ہونے پر شک کرتے ہو تو واللہ مشرق و مغرب میں میرے سوا تمہارے نبی کا تم میں اور نہ کسی غیر میں کوئی نواسہ نہیں ہے اگر ہے تو بتاؤ کیا میں نے تم میں سے کسی کا قتل کیا ہے جس کا بدلہ تم مجھ سے مانگ رہے ہو یا کسی کا مال میں نے دبالیا ہے جس کا معاوضہ مانگتے ہو یا کسی قسم کا قصاص مانگتے ہو۔

خطبہ کے جواب میں کوفیوں کی خاموشی:....... یزید کے لشکریوں میں سے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے شبث بن ربعی،حجاز بن ابحر،قیس بن الاشعث،زید بن الحرث کو نام لے لے کر فرمایا الم تکتبو ا لیفی القدوم علیکم،(کیا تم لوگوں نے مجھے بلانے کے لیے خط نہیں لکھا) ان لوگوں نے لکھنے اور بلانے سے انکار کیا آپ نے ارشاد فرمایا ''بلی فعلتم، ایها الناس، اذ اکر هتمونی فد عو نی انصرف الی ما منی من الارض (بے شک تم نے یہ کیا ہے۔اے لوگو،تم کو مجھ سے نفرت ہے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤں)۔

قیس بن اشعث کو امام کا جواب:....... قیس بن الاشعث بولا تم اپنے چچا کے بیٹے (یعنی ابن زیاد) کے حکم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے وہ تمہاری برائی نہیں چاہے گا آپ نے جواب دیا کہ کیا تیرا مقصد یہ ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے علاوہ اوروں کا بھی خون بہا طلب کریں،اللہ کی قسم میں ذلیل وخوار ہو کر تمہارا مطیع نہیں بنوں گا اور نہ میں غلاموں کی طرح مجبور ہو کر اس کی امارت کا اقرار کروں گا،اے اللہ کے بندو؛ میں اپنے اور تمہارے رب سے امن مانگتا ہوں اور ہر متکبر اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اتنا فرما کر آپ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر گئے۔

زہیر بن قین کا خطاب: ...... زہیر بن القین صف کے درمیان کھڑے ہوئے تھے گھوڑے کو تیار کیا اور باہر آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا'' اے اہل کوفہ! مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اس وقت تک ہم اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہم میں اور تم میں جنگ نہ ہو لہٰذا جب ہمارے اور تمہارے درمیان لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی۔

اتحاد امت اور یکجہتی کی یاد دہانی: ...... ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں ہم کو اور تم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی ذریت میں امتحان و آزمائش کی غرض سے مبتلا کر دیا ہے ہم تم کو ان (حسین رضی اللہ عنہ) کی مدد اور گمراہ عبیداللہ بن زیاد کو ذلیل کرنے کے لیے بلاتے ہیں بے شک تم اس سے سوائے برائی کے اور کچھ نہیں دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹے گا تمہارا مثلہ کرے گا تمہارے معزز اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور اس کے ساتھی اور ہانی بن عروہ جیسے کو قتل کر ڈالے گا۔

کوفیوں کا زہیر کو جواب: ...... کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثناء صفت بیان کر کے کہا واللہ جب تک ہم تجھ سے اور تیرے دوست (یعنی حسین رضی اللہ عنہ) اور اس کے ساتھیوں سے نہ لڑیں گے یا اس کو گرفتار کر کے اپنے امیر عبیداللہ بن زیاد کے پاس نہیں لے جائیں گے اس وقت تک یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔'' زہیر نے کہا اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کے مقابلہ میں فاطمہ کا بیٹا امداد اور محبت کا زیادہ مستحق ہے لہٰذا اگر تم اس کی مدد نہیں کر سکتے تو اس کو اس کے ابن عم یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اللہ کی قسم قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بغیر بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی ہو جائے گا۔

حضرت زہیر اور شمر کی تلخ کلامی: ...... شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا'' اللہ تیرا منہ بند کرے تو نے بک بک کر کے ہمارا دماغ پریشان کر دیا''۔ زہیر نے کہا کہ اے کمینے بدخصال! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کر رہا اللہ کی قسم تیرا کتاب اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الٰہی کی بشارت دیتا ہوں۔

موت سے نہ ڈرنے والے زہیر: ...... شمر نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب موت کا شربت پلائے گا؛ زہیر نے کہا: کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ کی قسم تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے تو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مر جانا ہی بہتر ہے۔ یہ کہہ کر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بلند آواز سے کہا'' اے اللہ کے بندو تم اس کمینے، بے دین کے دھوکہ میں نہ آ جانا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اس گروہ کو رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی جو آپ کے اہل بیت کا خون بہائے گا اور اس کے حمایتی اور انصار کو قتل کرے گا زہیر اور بھی کہنا چاہتے تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے واپس بلا لیا۔

حر اور سعد کی گفتگو: ...... جس وقت عمر بن سعد نے امام حسین رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو حر بن یزید اس کے پاس آئے اس نے پوچھا اللہ تیرا بھلا کرے تو حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے جاتا ہے؟ عمر بن سعد نے جواب دیا'' اے واللہ! اس سے لڑائی کرنے سے یہ آسان ہے کہ لوگوں کے سر کٹ کٹ گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں؛ تم یہ بتاؤ کہ اس نے جو درخواستیں کیں تھیں ان میں سے تم نے کس کو منظور کیا اور ان کے منظور کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟ عمر بن سعد نے کہا'' اللہ کی قسم اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتو میں اس کو منظور کر لیتا لیکن تمہارا امیر امان حسین رضی اللہ عنہ کی ہر درخواست منظور کرنے سے انکار کر رہا ہے۔

حر بن یزید کی امام حسین رضی اللہ عنہ سے وفاداری: ...... حر یہ سن کر آہستہ آہستہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چلے ایک شخص نے ان ہی کے قبیلہ میں سے جن کا نام مہاجر بن اوس تھا چلا کر کہا واللہ مجھے تمہارا کام مشتبہ معلوم ہو رہا ہے تم کو میں نے کسی لڑائی میں اس طرح لرزاں چلتے ہوئے نہیں دیکھا اگر کوئی شخص اہل کوفہ میں سے یہ فقرے تمہارے بارے میں کہتا تو میں اس سے لڑ مرتا''۔ حر نے جواب دیا میں خود کو جنت اور دوزخ کے لئے تول رہا ہوں اور یہ کہ میں جنت کے مقابلہ میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ چاہے کوئی مجھے مار ڈالے یا جلا ڈالے یہ کہہ کر گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور ایک دم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔

حر کا اظہار ندامت: ...... حر نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ میں وہ ہوں جس نے آپ کو واپس جانے سے روکا تھا۔

اور جو آپ کو اِدھر پھر کر اس راستے پر لایا تھا اور جس نے شامت اعمال سے تم کو اس مقام پر لا کر ٹھہرا دیا تھا۔ اللہ کی قسم مجھے یہ امید نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کرینگے اور آپ کی ایک بات بھی نہیں سنیں گے۔ میں نے یہ رنگ دیکھ کر اپنے دل میں کہا کیونکہ بعض باتوں میں ان کی مدد کر چکا ہوں اس لئے وہ مجھے آپ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنا مخالف نہیں سمجھیں گے پس اگر اب بعض باتوں میں ان کے خلاف عمل کروں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حر کی توبہ:.....واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ سے وہ نہیں لڑیں گے تو میں ہرگز آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا۔ جو لغزش مجھ سے ہو چکی ہے اس سے تائب ہو کر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تا کہ آپ کی مدد کروں حتیٰ کہ آپ کے سامنے اپنی جان اللہ کے حوالے کر دوں۔ کیا آپ کے نزدیک میری یہ توبہ مقبول ہوگی؟ آپ نے فرمایا ''ہاں! اللہ تعالیٰ یہ توبہ قبول فرمائے گا اور تمہاری لغزشوں سے درگزر کریگا۔''

حر کا کوفیوں سے خطاب:.....حر نے یہ سن کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''اے لوگو! تم لوگ حسین رضی اللہ عنہ کی ان درخواستوں کو جن کو وہ پیش کرتے ہیں کیوں قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تم کو دونوں جہانوں میں فلاح عنایت کریگا اور تم کو ان کی لڑائی اور قتل سے نجات دیگا۔'' عمر بن سعد بولا'' میں خود اس بات کو چاہتا تھا لیکن کیا کروں مجبور ہوں''۔ اس کے بعد حر نے لشکریوں کو مخاطب کیا اور کہا ''اے اہل کوفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خود ان کو بلایا جب وہ آ گئے اس غرض سے کہ تم ان کو اعانت کرو اور ان کے ساتھ مل کر لڑو تو تم ان کے قتل پر کمربستہ ہو گئے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ تم نے اس غریب کو اس طرح روک رکھا ہے کہ کہیں وہ جا نہیں سکتے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے ان کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لیا ہے کسی پناہ گاہ کی طرف جانے نہیں دے رہے۔ نہ وہ کوئی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان کو دور کرنے پر قادر ہیں۔

پانی نہ دینے پر شرم دلانے کی کوشش:.....تم نے ان کو فرات کے پانی سے بھی روک دیا ہے جس سے یہودی اور نصرانی مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں۔ کتے، سور اور سارے چرند و پرند اس کو پیتے ہیں۔ کیا وہ (حسین رضی اللہ عنہ) اس قابل بھی نہیں ہیں؟ وہ اور ان کے ساتھی شدت پیاس سے بے ہوش ہو رہے ہیں۔ تم لوگوں نے کیا اچھا برتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت کے ساتھ کیا ہے۔ اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرو گے اور محافظین کو دریا فرات سے نہیں ہٹاؤ گے تو اس دن جب شدت پیاس سے لوگ بے چین ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو سیراب نہیں کریگا۔

کوفیوں کو جواب اور حر کا پہلا تیر:.....لشکریوں نے بجائے جواب دینے کے حر پر تیر برسا دیئے وہ مجبور ہو کر لوٹے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اس کے بعد عمر بن سعد بڑھا۔ کمان سے تیر جوڑ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف مار کر بولا ''لوگو! گواہ رہنا سب سے پہلے میں نے ہی تیر چلایا ہے۔ یہ سن کر لشکریوں نے بھی ایک باڑھ تیر کی چلائی۔

لشکر شام کے پہلے سورما:.....پھر لشکر شام سے یسار (زیاد کا غلام) اور سالم (عبیداللہ کا غلام) نکل کر میدان میں آئے۔ مقابلہ کیلئے للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عبداللہ بن عمیر کلبی میدان جنگ میں آئے (یہ کوفہ سے اپنی بیوی سمیت آپ کی خدمت میں آئے تھے) یسار اور سالم نے نام و نسب دریافت کیا عبداللہ نے بتلایا یسار و سالم بولے ''ہم تم کو نہیں جانتے ہمارے مقابلہ پر زہیر بن القین یا حبیب بن مطہر اور بریر بن خضیر جیسے لوگوں کو آنا چاہئے'' عبداللہ نے تلخ لہجے میں یسار سے کہا ''اے حرامی بچے! تیرے مقابلے پر وہ لوگ آئیں گے؟ تو اس قابل نہیں ہے کہ تو ان کے تیز تیغ سے ہلاک کیا جائے تیری روح اور جسم کا فیصلہ کرنے کیلئے میری تلوار کافی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمیر کی یلغار:.....یسار یہ سن کر نیت سے آگے بڑھا مگر عبداللہ نے وار خالی دے کر تلوار چلائی۔ تھوڑی دیر تک فریقین نے ایک دوسرے پر وار چلائے۔ سالم اپنے ساتھی کو کمزور دیکھ کر عبداللہ کی طرف جھپٹا عبداللہ نہایت تیزی سے یسار کا کام تمام کر کے سالم کی طرف مڑے تو سالم نے وار پر وار کرنے شروع کر دیئے عبداللہ روکتے اور حملہ کا جواب بھی دیتے جاتے تھے بالآخر عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور پھر انہوں نے لپک کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔

ام وہب زوجہ ابن عمیر کا کردار:.....ان کی بیوی ام وہب ایک لکڑی لے کر کہتی ہوئی دوڑیں ''میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کیلئے لڑتے لڑتے اپنے کو تصدق کر دو'' عبداللہ نے میدان جنگ مین آنے سے روکا ام وہب نے واپس جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا''

میں تمہارا ساتھ جب تک زندہ ہوں نہیں چھوڑوں گی'' امام حسین رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا'' تم لوگوں نے اہل بیت کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے گا۔ اے ام وہب تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے واپس آ جاؤ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہے۔ ام وہب یہ سن کر واپس آ گئیں عمرو بن انجح نے عمر بن سعد کے میمنہ کو للکار کر جنگ پر ابھارا اہل میمنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو آرے کر کے میدان کی طرف نکلے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے جس سے عمرو بن الحجاج اور اس کے ساتھی آگے نہ بڑھ سکے اکثر ان میں سے لقمہ اجل بن گئے اور بہت سے زخمی ہو کر بھاگ گئے۔

''ابن حوزہ'' کی شامت:..... ایک شخص ابن حوزہ نامی اس گروہ سے نکل کر افیکم الحسین افیکم الحسین (کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ کیا تم میں حسین رضی اللہ عنہ موجود ہیں) کہتا ہوا آیا کسی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ تیسری بار لوگوں نے کہا کہ ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں! تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ ابن حوزہ بولا اے حسین رضی اللہ عنہ میں تم کو دوزخ کی آگ کی بشارت دیتا ہوں۔ (عیاذ اًباللہ) آپ نے فرمایا تو جھوٹا ہے۔ میں اپنے رب کریم ورحیم کے پاس جا رہا ہوں، تو کون ہے؟ جواب دیا میرا نام ابن حوزہ ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا کا فوری اثر:..... آپ نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا'' اللھم خزہ الی النار'' ابن حوزہ نے یہ سن کر طیش میں آ کر گھوڑے کو بڑھایا اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا تو ابن حوزہ سنبھل نہ سکا ایک پاؤں اس رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ جیسے جیسے گھوڑا بھاگتا جا رہا تھا اس کے سر کے پرخچے اڑتے جاتے تھے۔ ایک ساعت میں لاش کا پتہ نہ چل سکا۔ مسروق بن وائل حضرمی جو اس کے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ دیکھ کر کہتا ہوا لوٹا'' میں اس خاندان سے نہیں لڑوں گا ان کی بددعا میں بہت بڑا اثر ہے''۔

یزید بن معقل اور حضرت بریر:..... یزید بن معقل حلیف عبدالقیس جوش مردانگی سے آ کر للکارتا ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خضیر کو بلا کر کہا! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ بریر نے جواب دیا واللہ اس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے۔ اور تیرے ساتھ برائی۔ یزید بولا تو جھوٹ کہہ رہا ہے، اس سے پہلے تو جھوٹ نہیں بولتا تھا۔ اللہ کی قسم تو گمراہی میں پڑ گیا ہے۔ ابن خضیر نے کہا کہ اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو میں اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار بھیجے۔ یزید سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تو تلوار کھینچ کر دوڑ افریقین میں تیزی سے تلواریں چل گئیں۔

یزید کا قتل اور بریر ابن خضیر کی شہادت:..... یزید بن معقل نے تلوار چھوڑ کر نیزہ کا وار کیا بریر نے خالی دے کر تلوار چلائی جو خود کو پھاڑ کر اس کے سر میں تیر گئی۔ بریر تلوار نکالنے میں مصروف تھے کہ رضی بن منقذ عبدی نے لپک کر وار کیا ابن خضیر اس سے لپٹ گئے تھوڑی دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی بالآخر بن خضیر نے رضی کو گرا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر کمر سے خنجر نکالنے لگے اس دوران کعب بن جابر ازدی نے پہنچ کر ابن خضیر کی پشت میں نیزہ مارا ابن خضیر زخم کی تکلیف کی وجہ سے بیتاب ہو کر اٹھ آئے کعب نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کیا جس سے ابن خضیر شہید ہو گئے اور رضی اپنا قبہ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا'' تف ہو تجھ پر! تو ابن فاطمہ کے خلاف لڑنے کیلئے آیا پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ بریر جیسے سید القراء کو تو نے شہید کر دیا جا تیرا منہ کالا ہو! میں تجھ سے ہرگز نہیں ملوں گی۔

عمرو بن قرظہ انصاری کی شہادت:..... ابن خضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدان جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے ان کا بھائی عمرو بن سعد کے ساتھ تھا اس نے اونچی آواز سے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ کذاب ابن کذاب (عیاذ باللہ) تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور تو نے اسے اتنا گرویدہ کر لیا تھا کہ وہ مارا گیا۔ آپ نے جواب دیا'' اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ راہ راست کی رہنمائی کی۔ ہاں تو البتہ گمراہ ہو گیا ہے۔

عمرو بن قرظہ کا بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف:..... عمرو بن قرظہ کا بھائی یہ سن کر طیش میں آیا اور کہتا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مارے جو میں تجھ کو نہ ماروں یا تیرے پاس نہ مر جاؤں آگے بڑھا۔ نافع بن ہلال مرادی نے لپک کر نیزہ چلایا جس سے وہ زخمی ہو کر گرا نافع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچی لیکن

اس کے ساتھی حملہ کر کے اٹھا کر لے گئے اور وہ علاج ومعالجہ کر کے اچھا ہو گیا۔

حر بن یزید میدان جنگ میں:......حر بن یزید نے یہ حالت دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی میدان جنگ میں شیر کی طرح دھاڑتے ہوئے پہنچے ان کے مقابلے پر یزید بن سفیان آیا حر نے پہلے وار میں اس کا ورنیارا کر دیا پھر نافع کے مقابلے پر مزاحم بن حریث آیا دو دو ہاتھ بھی نہ چلنے پائے تھے کہ نافع نے مزاحم کو بھی ڈھیر کر دیا۔

شامی فوجوں کی بزدلی:......شامی فوجیں اپنے جوان مردوں کے اس طرح مارے جانے سے سہم گئیں۔ ہر شخص ان دونوں دلیروں کے مقابلے پر جانے سے جی چرار ہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا ''اے لوگو! تمہارے مقابلے پر آدمی ہی ہیں یہ کوئی شیر نہیں ہیں کہ تم کو میدان جنگ میں جاتے ہی پھاڑ ڈالیں گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس کثرت کے باوجود ہمت ہار رہے ہو تمہارے مخالفین کی تعداد اتنی کم ہے کہ اگر تم لوگ ان پر ایک کنکری بھی پھینکو تو ان کے مرجانے کیلئے کافی ہو جائے۔ اے اہل کوفہ! اپنے امیر کی اطاعت کرو جماعت سے علیحدہ نہ ہو جو شخص دین سے باہر اور امام کے مخالف ہو گیا ہے۔ اس کو قتل کرنے میں کوئی شک وشبہ نہ کرو دیکھو ایک ایک کر کے میدان میں لڑنے کیلئے مت جاؤ بلکہ سب کے سب جھرمٹ باندھ کر مجموعی طاقت سے حملہ کرو عمرو بن سعد نے اس رائے کو پسند کیا اور اکیلے اکیلے نکل کر لڑنے سے منع کر دیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمرو بن حجاج کو ڈانٹ:......اے عمرو بن الحجاج کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے؟ ہم دین سے باہر ہو گئے ہیں یا تو؟ اللہ کی قسم اگر تمہاری روحیں قبض کر لی جائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مرتے جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا۔ عمرو بن الحجاج نے بجائے جواب دینے کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔ مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہوتی رہی آخر کار یہ زخمی ہو کر گر گئے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں لوٹ آیا۔

کربلا کے پہلے شہید مسلم بن عوسجہ:......امام حسین رضی اللہ عنہ مسلم کے پاس تشریف لائے۔ جس وقت وہ دم توڑ رہے تھے فرمایا ''اے مسلم اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے جس کا وقت آ گیا ہے وہ تو جارہا ہے اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا ہے تم اندیشہ نہ کرو ہم بھی عنقریب تم سے آ کر ملنے ہی والے ہیں۔ حبیب بن مطہر قریب آ گئے ارشاد کیا کہ میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں مسلم نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں۔ حبیب بن مطہر بولے ''امام حسین رضی اللہ عنہ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دے رہے ہیں''، مسلم نے مسکرا کر جواب دیا ''میں تم کو نیکی کی بشارت دیتا ہوں''۔

مسلم بن عوسجہ کی حبیب بن مطہر کو وصیت:......حبیب نے مسلم کا سر اٹھا کر اپنے زانوں پر رکھ کر کہا اے بھائی مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کی خواہش کرتا لیکن میں یقیناً جانتا ہوں کہ دو چار گھڑی کے بعد میں بھی تم سے آ کر ملنے والا ہوں۔ مسلم نے کہا کہ مگر میں تم کو ایک ایسی وصیت کرتا ہوں جس کے تم حق دار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ مت چھوڑنا اور جب تک زندہ رہو ان بدبختوں اور بے دینوں سے لڑتے رہنا مسلم اتنی وصیت کر کے جاں بحق ہو گئے۔

شمر ذی الجوشن کا حملہ:......شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لے کر حملہ کر دیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے جی توڑ کر جواب دینے لگے آپ کے ساتھیوں میں اگرچہ صرف بتیس سوار تھے لیکن جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ جاتی تھی لوگ تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے کوفہ کے سوار مقابلہ پر جانے سے جی چرا رہے تھے عزرہ بن قیس نے (جو سواران کوفہ کا سردار تھا) لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد کے پاس کہلوایا کہ ان چند گنتی کے لوگوں نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے ہیں اگر جنگ کا یہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے مناسب یہ ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجیے۔

امام اور ساتھیوں کے گھوڑے زخمی:......عمر بن سعد نے شبث بن ربعی کو امام حسین رضی اللہ عنہ پر تیر بازی کا حکم دیا لیکن شبث نے اس سے انکار کر دیا تب نمیر بن حصین کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ لشکر امام پر تیر برسانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ نمیر بن حصین قریب پہنچ کر تیر برسانے لگا تھوڑی دیر

میں آپ سواروں کے سارے گھوڑے زخمی ہو کر بے کار ہو گئے اس کے بعد سب ساتھی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے حر کا گھوڑا ابھی مر گیا یہ بھی پیدل ہو کر لڑ رہے تھے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی اور لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری تھی۔

شامی لشکر کی بزدلی کی چال: ......شام کا لشکر باوجود کثرت کے ان لوگوں کے حملوں کا جواب نہیں دے پار ہا تھا اور نہ ان کے قریب پہنچ کر حملہ آور ہو سکتا تھا عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف حملہ کرنے کے لئے بھیجا آپ کے ساتھیوں میں سے صرف چار آدمی مخالفین کو روکنے پر مامور ہوئے یزیدی فوج کا دستہ سواروں یا پیادوں کا خیمہ کی طرف بڑھتا دکھائی دیتا خیمہ تک تو پہنچنے کا کیا ذکر ہے راستے میں ہی ڈھیر ہو جاتا۔

خیموں کو آگ لگانے کی کوشش: ......تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ مجھ سے لڑو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے وہ غریب نکل کر بھاگ نہیں سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتشزدگی کے باعث تم سے لڑ سکیں گے عمر بن سعد یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ تک پہنچ کر کہنے لگا اگر میں اس خیمہ کو نہ جلا دوں تو مجھے دوزخ میں جلنا نصیب ہو عورتیں چلا کر باہر نکل آئیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر کہا اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمہ کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں شمر نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔

شمر پر حضرت زہیر کا حملہ: ......حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بدبختی سے نہیں مان رہا تھا برابر خیمہ کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھتا جا رہا تھا زہیر ابن القین نے دس آدمیوں کو امام کے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے شمر اور اس کے دستے کی فوج پر حملہ کر دیا ابوعزہ ضبابی (جو اس کے ساتھیوں میں تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا چونکہ لشکر شام کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے کثرت کی وجہ سے دو، چار، پانچ، دس بیس آدمیوں کا مارا جانا محسوس نہیں ہوتا تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بوجہ قلت جماعت ایک دو آدمیوں کے بھی کم ہو جانے کا احساس ہو جاتا تھا۔

نماز کے وقت کوفیوں کی سخت دلی: ......لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا۔ ابوثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں، میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے زیادہ قریب ہو گئے ہیں اللہ کی قسم آپ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے گی جب تک کہ میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤں میں یہ چاہتا ہوں کے اپنے رب سے ہم اس وقت ملیں جب ہم نماز پڑھ چکے ہوں" آپ نے دعا دے کر ارشاد فرمایا ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان سے کہو کہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ ملتوی کر دیں تا کہ ہم نماز پڑھ لیں۔

نماز کے بجائے جنگ: ......ابوثمامہ یا کسی اور ساتھی نے درخواست پیش کی حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہیں ہو گی مطہر نے جواب دیا کیوں دنیا کے کتے تیرا کیا خیال ہے۔ کے تیری نماز قبول ہو گی اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول نہیں ہو گی حصین بن نمیر نے طیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا حبیب نے لپک کر تلوار چلائی حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی گھوڑا الٹ گیا۔ حصین منہ کے بل زمین پر گرا اس کے ساتھیوں نے دوڑ کر اٹھا لیا حبیب نہایت مردانگی اور دلیری سے لڑنے لگے۔

حبیب بن مطہر کی شہادت: ......حبیب نے بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن صریم نامی جنگجو کو قتل کیا پھر ایک دوسرے شخص کے پیچھے سے نیزہ چلایا حبیب جونہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب تیورا کر گر پڑے تمیمی نے اتر کر ان کا سر کاٹ لیا حبیب کے شہید ہونے سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

حر اور زہیر کی جانثاری اور حر کی شہادت: ......حر اور زہیر نے بڑھ کر کہا "ہم آپ کے سینہ پر فدا ہونے کے لئے موجود ہیں ہمارے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں مت جایئے" امام حسین رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے اور حر اور زہیر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے مخالف فریق میں چھپ جاتا تو دوسرا اس سختی اور تیزی سے حملہ کر دیتا کہ مخالفین کے نرغہ سے نکال لاتا تھوڑی دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح رہا بہت سے آدمیوں کا دم زدن میں کام تمام ہو گیا عمر بن سعد نے للکارا تو پیادوں نے چاروں طرف گھیر کر حر بن یزید کو شہید کر دیا اور ابوثمامہ نے اپنے چچا

زاد بھائی کو جو شامی لشکر میں تھا قتل کر ڈالا۔

صلوۃ الخوف اور زہیر کی شہادت: ......اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھ کر لڑنے لگے۔ مخالفین چاروں طرف سے تیر بازی کر رہے تھے اور آپ کے ساتھی اپنی اپنی جانبازی دکھا رہے تھے زہیر بن القین لڑتے بھڑتے ارد گرد کا خیال کئے بغیر لشکر شام میں گھستے چلے گئے کثیر بن عبیداللہ شعبی اور مہاجرین اس کی نظریں بچا کر اچانک اس پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر دیا۔

نافع بن ہلال کی شہادت: ......نافع بن ہلال تیر کے سروں کو زہر سے بجھا کر لائے تھے۔ اور ہر ایک تیر پر ان کا نام لکھا ہوا تھا انہوں نے زخمیوں کے علاوہ بارہ آدمیوں کو مارا بالآخر لڑتے لڑتے ایک زخم سے انکا بازو کٹ گیا تو گرفتار کر لئے گئے شمر ذی الجوشن انہیں پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا ان کے چہرے سے خون کے فوارے جاری تھے عمر بن سعد انہیں دیکھ کر مسکرایا۔ نافع بولے "میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ کو ہرگز گرفتار نہ کر پاتے، شمر نے قتل کی غرض سے تلوار کھینچی تو نافع نے کہا اللہ کی قسم اگر تو مسلمان ہوتا تو تجھ کو یہ بات ناپسند ہوتی کہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارے خون کے ساتھ جائے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری موت بدترین خلائق کے ہاتھ لکھی ہے یہ سن کر وہ جھلا اٹھا اور ایک ہی وار سے نافع کو شہید کر دیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ پر جان لٹانے کا عزم: ......اس کے بعد سیف بن شمر نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ کثرت کی وجہ سے نہ تو ان کے شر سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو، آپس میں مشورہ کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے لڑ کر مر جانا چاہیے چنانچہ عبداللہ وعبدالرحمٰن یعنی عزوہ غفاری کے لئے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے۔ خوب لڑے اور دادِ مردانگی پا کر شہید ہو گئے۔

سیف اللہ اور مالک کی شہادت: ...... اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ صلوۃ الخوف پڑھ کر لڑنے لگے۔ مخالفین چاروں طرف سے تیر بازی کر رہے تھے اور آپ کے ساتھی اپنی اپنی جانبازی دکھا رہے تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے ارد گرد کا خیال کیے بغیر لشکر شام میں گھستے چلے گئے کثیر بن عبیداللہ شعبی اور مہاجرین اس کی نظریں بچا کر اچانک اس پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر دیا۔

سیف اللہ اور مالک کی شہادت: ......ان کے بعد سیف بن الحرث بن سریع (یہ دونوں چچازاد اور اخیافی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ عنقریب تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی (یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف اور مالک نے عرض کیا کہ ہم اپنے لیے نہیں رو رہے بلکہ ہم کو اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو بچا نہیں سکتے آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں بھائی رخصت ہو کر شیر غراں کی طرح میدان میں دھاڑتے ہوئے جا پہنچے انھیں لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر دیا۔

حنظلہ بن اسعد کا خطاب: ......اس کے بعد حنظلہ بن اسعد شیبانی صف سے نکل کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور لشکر شام کو مخاطب کر کے بولے:

یا قوم انی اخاف علیکم یوم الا حزاب مثل داب قوم نوح عاد و ثمود و الذین من بعد هم وما اللّٰه یرید ظلماً للعباد یقوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین مالکم من اللّٰه من عاصم ومن یضلل اللّٰه فما له من هاد قوم لا تقتلو الحسین فیسحتکم اللّٰه بعذاب وقد خاب من افتری۔

اے لوگو مجھے خوف ہے کہ تم پر یوم احزاب کی طرح نہ آ جائے جیسے قوم نوح وعاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں پر آیا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے لوگو! مجھے قیامت کا خوف ہے۔ جس دن تم اللہ کا مقابلہ نہ کر سکو گے تم کو اللہ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہوگا اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اے لوگو تم حسین رضی اللہ عنہ کو قتل مت کرو اللہ تعالیٰ عذاب سے تمہاری بیخ کنی

کردے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے گا وہ ناکام ہوگا۔

حنظلہ کی بہادری اور شہادت: ..... مگر لشکر شام میں کسی نے جواب نہیں دیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے یہ لوگ تو اسی وقت عذاب کے مستحق ہو چکے تھے جب میں نے ان کو حق کی طرف بلایا اور یہ لوگ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور اب کیوں یہ کلمہ حق پر عمل کریں گے جب کہ تمھارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکا ہیں۔ حنظلہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر درود پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر بازی شروع کر دی بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

عابس اور شوذب کی قابل رشک شہادت: ..... ان کے بعد عابس بن شبیب شاکری اپنے خادم شوذب کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سلام کیا اور اجازت حاصل کر کے میدان جنگ میں اترے شوذب تو جاتے ہی شہید ہو گئے اور عابس نے للکار کر کہا کہ ''جسے مردانگی کا دعویٰ ہو میرے مقابلے میں آئے''لشکر شام میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ تو عمرو بن سعد نے کہا اے بزدلو! اگر تم اس کے مقابلے پر نہیں جا سکتے تو اس کو چاروں طرف سے تیر اور پتھر سے مارو، عابس نے جنگ کا یہ نرالا رنگ دیکھ کر تلوار کھینچ لی اور تیزی کے ساتھ بجلی کی طرح آن واحد میں مخالفین میں گھس گئے اور ان کو مار کر پسپا کر دیا پھر مخالفین نے چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر لیا اور تیروں اور نیزوں سے شہید کر دیا۔

سب سے پہلے شہید کون ہوا؟: ..... سب سے پہلے آپ کے ساتھیوں میں سے جو میدان جنگ میں لڑے اور شہید کیے گئے وہ ابوالشعثا کندی [1] یعنی یزید بن ابن زیاد ہیں یہ عمر بن سعد کے ساتھیوں میں سے تھے جب ان لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی صلح کی درخواست نامنظور کر دی تو یہ ان سے علیحدہ ہو کر آپ سے آ ملے تھے اور اجازت حاصل کر کے جانثاری دکھائی انھوں نے دشمنوں کو ایک سو تیر مارے جن میں سے پانچ نے بھی خطا نہیں کی ہر بار امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے جاتے تھے اے اللہ! اس کے بازوں میں قوت عطا فرما اور اس کے ثواب میں جنت عنایت کر۔

سب سے آخری شہید ساتھی: ..... اور سب سے آخر میں جو آپ کے ساتھیوں میں سے باقی رہے وہ سوید بن ابی المطاع خثعمی تھے۔ غرض جب تمام حمایتی اور مددگار شہید ہو گئے۔

لخت جگر حسین رضی اللہ عنہ علی الاکبر شہید: ..... پھر حضرت علی الاکبر بن حسین رضی اللہ عنہ اپنے بزرگ باپ سے اجازت لیکر میدان جنگ کی طرف آئے اور سب سے پہلے آل نبی ابی طالب میں سے اس معرکہ میں ہی شہید کیے گئے ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت علی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھا۔ انھوں نے بھی شیروں کی طرح کمال مردانگی سے دو چار حملے مسلسل کیے اور مخالفین کو اپنے پرزور حملوں سے بار بار منتشر کر دیا لیکن اکیلے شخص کا ٹڈی دل سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ بالآخر مروہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے نیزہ مارا وہ چکر کھا کر گرے لوگوں نے دوڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

جعفر، عقیل اور مسلم بن عقیل کے صاحبزادوں کی شہادت: ..... امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئے اور علی الاکبر کی نعش کو اٹھا کر اس خیمہ کے پاس رکھا جس کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی ان کے بعد عمرو بن صبیح صیدانی نے حضرت عبداللہ پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ عمرو نے دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لوگوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طالی نے حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر کو عثمان بن خالد بن اسیر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب کو اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے حضرت ابن عقیل کو شہید کر دیا۔

قاسم بن حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت: ..... اس کے بعد حضرت قاسم بن الحسن بن علی تلوار کھینچ کر نکل پڑے عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے

---

[1] ..... یہاں تو ابوالشعثاء کندی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ میدان کربلا میں پہلے شہید ہیں لیکن عام طور پر یہ شہرت مسلم بن عوسجہ کے بارے میں ہے کہ سب سے پہلے ''شہید کربلا'' وہ ہیں۔ (ثناء اللہ محمود)

تلوار تول کر ایسا وار قائم کیا کہ قاسم یا عمارہ (اے چچا) کہہ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اس نے ہاتھ پر روکا تو کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا سواران کوفہ اس کو بچانے کے لیے دوڑ پڑے گرد و غبار میں کچھ سجائی نہ دیا اس لیے خود انھی کے گھوڑوں نے اس کو روند ڈالا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا اظہار غم:...... امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت قاسم کے سرہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے ''کیا بری وہ قوم ہے جس نے تم کو قتل کیا ہے کل قیامت کے دن تمھارا معاملہ احکم الحاکمین کے سامنے پیش کیا جائے گا'' پھر فرمایا ''کیا برا وقت تمھارے چچا پر آیا ہے کہ تم اس کو مدد کے لیے بلاتے ہو تو وہ کوئی مدد نہیں پہنچا سکتا اور اگر مدد پہنچا سکتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی قسم یہ دن ایسا آیا ہے کہ تمھارے چچا کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین و مددگار کم'' اس دوران قاسم نے جاں بحق تسلیم کیا آپ ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور علی اور دوسرے ان لوگوں کی میتوں کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت میں سے شہید ہو چکے تھے۔

ننھے عبداللہ کی شہادت:...... اس واقعہ کے تھوڑی دیر سب کے سب سکوت کے عالم میں کھڑے رہے امام حسین رضی اللہ عنہ بھی خاموشی کے ساتھ ٹہلتے رہے کوئی آپ کی طرف بڑھنے کی جرات نہیں کر رہا تھا حتیٰ کہ بنی کندہ کے ایک مالک شخص مالک بن نسیر نے پہنچ کر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر ہلکا سا زخم پڑ گیا خود میں خون بھر گیا تو آپ نے اتار کر پھینک دیا اور مالک نے لپک کر اٹھا لیا پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھایا اور پیار کرنے لگے بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں پیوست ہو گیا آپ نے آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا ''اے رب اگر تو نے ہماری مدد کو روک لیا ہے تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالمین سے انتقام لے''۔

ابوبکر بن حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:...... یہ کلمات زبان سے تمام نہ ہونے پائے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی عبداللہ بن عقبہ غنوی نے حضرت ابوبکر بن حسین رضی اللہ عنہ بن علی پر تیر چلایا وہ شہید ہو گئے۔

عباس اور دوسرے برادران حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:...... عباس ابن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائیوں عبداللہ و جعفر و عثمان کو للکارا کہ میدان میں آؤ اللہ اور رسول کے مخالفین ہمارے قتل پر تل گئے ہیں چنانچہ ان بزرگوں نے لبیک کہہ کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ داد شجاعت دی۔ جی کھول کر لڑنے لگے ہانی بن ثبیت حضرمی نے حضرت عبداللہ بن علی پر اور ان کے بعد جعفر بن علی پر حملہ کر کے شہید کر دیا اور خولی بن یزید اصبحی نے حضرت عثمان بن علی پر وار کیا آپ وار خالی دے کر اس پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ بنی ابان بن دارام سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عثمان بن علی زمین پر گر پڑے اس نے سینہ پر چڑھ کر سر کاٹ لیا۔ پھر اسی قبیلہ کے ایک دوسرے شخص نے محمد بن علی بن ابی طالب پر حملہ کر کے شہید کر دیا اور سر کاٹ لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے قریب:...... اس دوران امام حسین رضی اللہ عنہ پیاس کی شدت سے بے قرار ہو کر لڑتے بھڑتے فرات کی طرف بڑھے قریب تھا کہ پہنچ کر آپ فرات سے اپنے خشک حلق کو سیراب کرتے ناگاہ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا آپ نے تیر نکال کر پھینک دیا ہاتھ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے ''اے اللہ میں تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسہ کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اے اللہ تو ان کی زیادتیوں کو دیکھ لے''۔

شمر کی بدمعاشی:...... پھر شمر ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لے کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ کی طرف بڑھا۔ آپ نے فرات کی طرف مڑ کر ان کو روکا اور یہ فرمایا تف ہو تجھ پر اگر تجھ میں دینداری نہیں ہے اور نہ آخرت کا ڈر تو شرافت کیوں چھوڑ رہا ہے اپنے لشکریوں کو روک اور ہمارے اہل و عیال کو ان کی بے ہودگیوں سے بچا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا غدار کوفیوں پر حملہ:...... جب کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ ادھر سے تلوار کھینچ جھپٹے دوسری طرف شمر نے اپنے پیدل سپاہیوں کو جس میں عبدالرحمٰن جعفی، قشم بن نذیر جعفی، صالح بن وہب یزنی، سنان بن انس نخعی، خولی بن یزید اصبحی وغیرہ تھے پکارا۔ سب نے چاروں

طرف سے گھیر لیا لیکن آپ جس طرف رخ کرتے لوگ ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوتے اور پھر جھرمٹ باندھ کر ہر طرف سے گھیر اد ائیں، بائیں اور آگے پیچھے سے مجموعی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے۔

حضرت زنیب کی دہائی اور عمر بن سعد:......اس دوران جنگ کا زور شور سن کر خیمہ سے زنیب بنت علی نکل آئیں چلا کر بولیں'' کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا'' اتفاق سے عمر بن سعد کا سامنا ہو گیا کیوں ابن سعد؟ ابو عبداللہ حسین اس بے کسی سے مارے جائیں اور تم دیکھتے رہو' عمر بن سعد کا دل اس فقرہ سے بھر آیا اور آنکھیں پر نم ہو گئیں۔ آنسو نہ رک سکے۔ داڑھی پر چند قطرے گرے مجبور ہو کر زنیب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

کربلا کا شیر حسین بن علی رضی اللہ عنہ:......امام حسین رضی اللہ عنہ انتہائی جوش سے لڑ رہے تھے شیروں کی طرح سواروں پر جھپٹتے تھے اور پیادوں کی صفوں کو اپنے پر زور حملوں سے الٹ پلٹ دیتے تھے اور بار بار یہ فرماتے جا رہے تھے'' کیا تم لوگ میرے ہی قتل کے لئے جمع ہوئے ہو اللہ کی قسم میرے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو گا مجھے پوری امید ہے کہ میرے قتل سے تم کو سرخ روئی حاصل نہیں ہو گی اور بے شک اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا ایسا بدلہ لے گا کہ تم کو اس کی خبر تک نہ ہو گی۔ واللہ اگر تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے تو تمہارے درمیان خونریزی کا دروازہ کھل جائے گا اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کرے گا تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو۔ دیکھو میں بے گناہ ہوں میرا قتل کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

بزدل کوفی اور شمر:......کوئی شخص اس کا کچھ جواب نہیں دے رہا تھا اور آپ ان کے حملوں سے خود کو بچاتے ہوئے میدان جنگ میں دادِ مردانگی دے رہے تھے اور تقریباً سارے لشکری آپ کو قتل کرنے سے جی چرا رہے تھے۔ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو شہید کرے۔ شمر لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر چلا کر بولا'' تمہاری مائیں مر جائیں! تم لوگ ایک پیدل شخص کو نہیں مار سکتے۔ تف ہے تمہاری مردانگی پر۔ اگر تم لوگ ایک ایک کنکری پھینکو تو حسین رضی اللہ عنہ دب کر مر جائیں۔ یہ آخری سانسوں کی حرکت کر رہے ہیں ان میں اب کچھ دم باقی نہیں ہے۔ بڑھو بڑھو اپنے نام اور خاندانوں کو رسوا مت کرو''۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت:......لشکریوں کے دل میں اس پر جوش تقریر سے اس ناحق کوشی کا ایک ناجائز جوش بھر گیا شمشیر بکف ہو کر پیادوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور سواروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے لپک کر آپ کے بائیں بازو اور پھر کندھے پر تلوار چلائی ابھی زخم سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے پہنچ کر نیزہ مارا آپ زمین پر گر پڑے خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے ارادے سے بڑھا تو تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ سنان بن انس، خولی کو جھڑک کر اترا اور سر مبارک کو تن شریف سے جدا کر کے خولی کے حوالے کر دیا۔

آپ کے سامان کی لوٹ مار:......آپ کی قمیص بحر بن کعب نے، پیٹی قیس بن الاشعث نے نعلین (جوتیاں) اسود اودی نے لیا اور تلوار بنی درام کے ایک شخص نے لے لی۔ یہ واقعہ دسویں محرم ۶۱ ہجری یوم جمعہ کا ہے۔

خانوادہ رسول پر لوٹ مار:......آپ کے شہید ہونے کے بعد دشمنوں کا لشکر مال و اسباب لوٹنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اونٹ، اسباب، فرش و فروش یہاں تک کہ عورتوں کی چادریں چھین لیں۔ آپ کے بدن پر علاوہ تیروں کے تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس تلوار کے لگے تھے۔

امام زین العابدین:......شمر بن ذی الجوشن نے حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ امام زین العابدین کے قتل کا ارادہ کیا تو حمید بن مسلم نے روک کر کہا ''سبحان اللہ کیا تم بچوں کو قتل کرنا چاہتے ہو'' شمر یہ سن کر رک گیا۔ زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لئے گئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسد خاکی کی توہین:......اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپ کی میت کو گھوڑوں کے سموں سے پامال

کیا اس واقعہ میں صرف دو شخص عقبہ بن سمعان اور آپ کی بیوی رباب بنت امرالقیس کلبیہ کے آزاد کردہ غلام اور مرقع بن ثمار اسدی ❶ زندہ بچے۔

کربلا کے معرکہ میں جان سے جانیوالے: ...... بہتر آدمی آپ کے ساتھیوں میں سے اور زخمیوں کے علاوہ اٹھاسی آدمی لشکر شام کے کام آئے عمر بن سعد نے اپنے مقتولوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے کوفہ چلا گیا۔ دوسرے دن بنو اسد والے حاضر ہوئے اور انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دفن کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک: ...... امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آپ کے ساتھیوں کے سروں سمیت خولی بن یزید وحمید بن مسلم ازدی کے ذریعے ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا۔ رات گئی ہوگئی تھی۔ قصر امارات کا دروازہ بند ہو گیا مجبور ہو کر خولی سر مبارک لے کر واپس آیا صبح ہوتے ہی ابن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ شمر، قیس بن الاشعث، عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس لے کر گئے تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی توہین: ...... بہر کیف ابن زیاد نے دربار منعقد کیا۔ شہدائے کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں ایک بید کی چھڑی تھی بار بار دندان امام پر مار رہا تھا۔ زید بن الارقم سے ضبط نہ ہوسکا چلا کر بولے: اے ابن زیاد اس چھڑی کو ان دانتوں پر مت مار واللہ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک ان دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ ابن زیاد نے کہا'' اللہ تجھے رلائے اگر تو بڈھا فاترالعقل نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن مارنے کا حکم دیتا''۔

زید بن ارقم کا سخت احتجاج: ...... زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے باہر آ گئے کہ اے گروہ عرب تم لوگ سخت نالائق ہو تم نے فاطمہ کے بیٹے کو شہید کر کے مرجانہ کے بیٹے کو اپنا حاکم بنالیا جوامت کے اچھے اور نیک لوگوں کو قتل کر رہا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی کی خلعت دیتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت ورسوائی پر راضی ہو گئے ہو۔ تف ہو ان پر جو اس ذلت ورسوائی پر راضی ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ زنجیروں سے بندھا ہوا: ...... اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت امام کو جس میں حضرت علی ابن حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے زنجیروں سے جکڑ کر لے آیا۔ ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علی) کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہے چوتھی بار کسی نے کہا کہ یہ زینب بنت فاطمہ ہیں، ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا'' اللہ کا شکر ہے جس نے تم کو ذلیل ورسوا کیا اور جھوٹے کو اس کے جھوٹ کی سزا دی۔

حضرت زینب اور ابن زیاد کی تلخ کلامی: ...... زینب نے جواب دیا: '' اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی شان میں آیت تطہیر نازل فرمائی۔ یہ دنیا چند دنوں کی ہے یہاں کی ذلت ورسوائی کا کوئی اعتبار نہیں ہے آخرت میں فاسق وفاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار کریگا اور ہم کو ممتاز اور سرفراز فرمائے گا۔ ابن زیاد بولا کیا خوب! تم نے کیا نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی کس کو ذلیل ورسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے خوار نہیں ہوئے؟

ابن زیاد اور امام زین العابدین: ...... زینب یہ سن کر رو پڑیں ابن زیاد نے علی ابن حسین رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے جواب '' علی ابن حسین رضی اللہ عنہ '' تو ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا کیا اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ بن حسین رضی اللہ عنہ کو نہیں مارا ہے؟ آپ یہ سن کر خاموش رہے پھر ابن زیاد نے کہا تم کیوں جواب نہیں دیتے؟ ارشاد کیا کہ میرا ایک بھائی علی نامی تھا اس کو لوگوں نے شہید کر دیا ہے۔ ابن زیاد ہنس کر بولا'' ہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا ہے'' آپ خاموش ہو گئے تو پھر ابن زیاد نے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم کچھ نہیں بولتے آپ نے فرمایا:

يتوفى الانفس حين موتها وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله۔

ترجمہ: ...... اللہ جانوں کو اٹھاتا ہے ان کی موت کے وقت اور کوئی بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مرتا (القرآن)

---

❶ ...... شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا۔ انہوں نے کہا'' میں ایک غلام ہوں'' عمر بن سعد نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔ مرقع بن ثمامہ یوں زندہ بچ گئے کہ جنگ کے دوران ان کے بدن پر کئی پھل تیر کے چبھ گئے تھے اس کے باوجود یہ لڑ رہے تھے جب ان کی قوم والوں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آ کر باجازت عمر بن سعد اٹھا کر لے گئے۔ معالجہ کیا گیا تھوڑے عرصے کے بعد تندرست ہو گئے۔

زین العابدین کے قتل کا حکم: ...... ابن زیاد نے کہا'' واللہ تو بھی انہیں میں سے ہے'' پھر آپ نے ایک مصاحب سے کہا کہ'' دیکھو شاید یہ بالغ ہوگیا ہے۔ ابن زیاد بولا اس کی بھی گردن ماردو آپ نے فرمایا میرے بعد ان عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ زینب روکر ان سے لپٹ گئیں اور ابن زیاد سے مخاطب ہوکر کہا اے ابن زیاد تیرا دل ابھی بھی ہماری خونریزی سے نہیں بھرا؟ کیا تو ہمارے کسی بھی مرد کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے اگر مومن ہے تو یہ کہتی ہوں کہ اگر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو بھی اس کے ساتھ قتل کردے۔

زین العابدین کی جان بخشی: ...... پھر حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں کی تجھ سے کوئی رشتہ داری ہو تو کسی متقی پرہیز گار مرد کو ان کے ساتھ کردینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے۔ ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے واللہ اگر میں اس کو (امام زین العابدین کی طرف اشارہ کرکے) قتل کرتا تو اس کو بھی (زینب کی طرف اشارہ کرکے) قتل کرڈالتا اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کیلئے چھوڑ دو۔

مسجد میں ابن زیاد کا خطبہ: ...... اس کے بعد منادی نے ''الصلوۃ جامعۃ'' کا اعلان کیا تو لوگ مسجد میں جمع ہوگئے۔ ابن زیاد منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا خطبہ کے دوران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا عبداللہ ❶ بن عفیف ازدی والبی سے ضبط نہ ہوسکا بول اٹھے'' اے ابن مرجانہ کذاب ابن کذاب تو اور تیرا باپ اور وہ جس نے تجھے امیر بنایا ہے۔ اللہ کی مار تجھ پر ہو نبی کے نواسوں کو قتل کرکے صدیقین اور صلحاء جیسی باتیں کرتا ہے۔

حق گوئی پر عبداللہ بن عفیف کو سزائے موت: ...... ابن زیاد نے کہا'' علی بہ'' اس کو میرے پاس گرفتار کرکے لاؤ لوگوں نے عبداللہ کو گرفتار کرلیا عبداللہ'' یامبرو یامبرو'' چلا اٹھے ازد کے چند لوگوں نے پکڑ کر چھڑا دیا۔ پھر ابن زیاد نے ان کو پولیس کے ذریعے گرفتار کراکے مسجد میں پھانسی دے دی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر کوفہ کی گلیوں میں: ...... امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کرا گلے دن ان کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ زحر بن قیس کے ذریعے شام روانہ کردیئے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ روانہ کئے گئے ان دونوں میں سے جو بھی تھا ان کے ہمراہ ایک فوج کا دستہ بھی تھا۔

گھرانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شام روانگی: ...... عورتیں اونٹوں پر بغیر محمل کے سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈال دیگئی آپ نہ تو ہتھکڑی بیڑی اور طوق پہناتے ہوئے کچھ بولے اور نہ راستے میں کچھ ان لوگوں سے ہم کلام ہوئے حتیٰ کہ شام پہنچ گئے۔

زحر بن قیس اور یزید: ...... زحر بن قیس، یزید کے پاس گیا، دریافت کیا حال کیا ہے؟ جواب دیا کہ میں امیر المومنین کی فتح ونصرت کی خوشخبری دینے آیا ہوں۔ حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ اپنے اہل بیت کے اٹھارہ اپنے معاونین وانصار کے ساٹھ افراد کے ساتھ کوفہ آئے ہم لوگ یہ سن کر انہیں روکنے کے خیال سے ان کی طرف گئے ان کے سامنے دو باتیں کیں کہ امیر المومنین کی بیعت کریں یا جنگ کیلئے تیار ہوجائیں۔ انہوں نے دوسری شق اختیار کی تو ہم لوگ بھی جنگ پر تیار ہوگئے۔

واقعہ کربلا کا بیان زحر کی زبانی: ...... چنانچہ سورج بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا جب کہ چمکتی ہوئی تلواروں اور نیزوں نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا تو وہ جان بچا بچا کر گڑھوں، ٹیلوں اور درختوں کی طرف بھاگنے لگے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا ہے۔ واللہ ان کے اس فرار نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا ہماری تیز تلواروں نے ان کو فرش زمین پر موت کی نیند سلادیا ان کی لاشیں بے گور وکفن اسی میدان میں پڑی ہوئی ہیں جن کے جسموں پر نہ تو کوئی کپڑا ہے تو ریت کا بیاباں کی تیز وتند ہوائیں ان کو الٹ پلٹ کر سکھا رہی ہیں۔ ان کی زیارت کرنے والے جنگلی درندے اور دوسرے جانوران پر رحم کرنیوالے قرب وجوار کے کتے اور گدھ ہیں۔

یزید کا اظہار افسوس اور ابن زیاد پر لعن: ...... اس خبر کے سننے سے یزید کی آنکھیں پر اشک ہوگئیں۔ بولا میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بھی راضی ہوجاتا اللہ تعالیٰ کی لعنت ابن سمیہ پر ہو۔ اللہ کی قسم اگر میں اس کی جگہ ہوتا تو میں حسین رضی اللہ عنہ سے درگزر کرجاتا اللہ تعالیٰ حسین رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمت

---

❶ ...... ان کی ایک آنکھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علی کے ساتھ جاتی رہی تھی۔ صبح سے تاوقت عشا مسجد میں رہتے تھے۔

نازل کرے۔ یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ انعام وصلہ نہ دیا۔

گھرانہ رسول ﷺ یزید کے سامنے: ...... اگلے روز یزید کے روبرو شہدا کربلا کے سر پیش کئے گئے لوگوں کا ایک عام مجمع تھا۔ سروں کے ساتھ آپ کی خواتین اور علی بن الحسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) پابہ زنجیر حاضر لائے گئے فاطمہ وسکینہ امام کی صاحبزادیوں کی نظریں جیسے ہی مظلوم باپ کے سر پر پڑیں تو چلا کر رو پڑیں تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا ❶ نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا کیوں یزید؟ یہ ہی مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟ یزید نے جواب نہیں دیا! بلکہ وہ تو آزاد و بزرگ کی خواتین ہیں اپنے چچا کی بیٹیوں کے پاس جاؤ تم دیکھو گی کہ انہوں نے بھی یہ ہی کیا ہے جو تم نے کیا ہے۔

اہل بیت رسول کا اکرام: ...... یہ سب عورتیں یزید کے محل سرا میں گئیں تو گھر میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کی آنکھیں پرنم نہ رہی ہوں اس کے بعد علی ابن الحسین جو زنجیر میں جکڑے ہوئے تھے بولے ''اگر رسول اللہ ﷺ ہم کو اس حالت میں دیکھتے تو ہم کو وہ قید کی زحمت سے آزاد کرا دیتے۔ یزید نے ان سے مخاطب ہو کر کہا ''بے شک تم سچ کہتے ہو'' پھر حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کر بولا اسی وقت ان کی بیڑیاں کاٹ دو گلے سے زنجیر اور ہاتھوں سے ہتھکڑی کھول دو لہٰذا یہ بھی قید کی زحمت سے آزاد کر دیئے گئے۔

آزاد کرنے کی ترغیب کس نے دی: ...... مصنف عقد الفرید ❷ نے لکھا ہے کہ جس وقت اہل بیت یزید کے سامنے پیش کئے گئے تو نعمان بن بشیر انصاری نے کہا تھا ''ذرا سوچو کہ رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے اگر وہ اس حالت میں ان کو دیکھتے تو کیا کرتے'' یزید نے کہا تم سچ کہتے ہو ان لوگوں کو آزاد کر کے رہنے کیلئے خیمہ لگا دو۔ چنانچہ مجھے خیمہ لگا کر دیئے گئے کھانا اور کپڑا حسب ضرورت مہیا کر دیا گیا۔

یزید کی زین العابدین سے گفتگو: ...... پھر جس وقت ''اہل بیت امام'' مدینہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو نعمان بن بشیر نے یزید کے حکم سے ایک نہایت متدین، ایماندار شخص کو چند سواروں کے ساتھ ان کے ہمراہ کر دیا جتنا سامان اور دوسری چیزیں لوٹ لی گئی تھیں اس سے دگنی دے کر رخصت کیا۔ روانگی کے وقت یزید نے علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کو رخصت کرنے کیلئے بلا کر کہا ''ابن مرجانہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ واللہ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو جو درخواست حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیش کرتے میں قبول کر لیتا اور ان کی مصیبت وتنگی کو جہاں تک مجھ سے ممکن ہوتا میں دور کرتا لیکن اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہو گیا۔ اے صاحبزادو تم کو جو آئندہ ضرورتیں پیش آئیں مجھ کو لکھنا'' پھر مخالفین کی طرف متوجہ ہو کر بولا'' دیکھو ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ غرض یزید سے امام زین العابدین رخصت ہو کر اپنے اہل بیت کے ساتھ منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مخالفین اس لئے نہیں کہ یزید کا حکم تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کا لحاظ کر کے نہایت عزت واحترام وآرام سے لے کر آئے۔ کسی قسم کی تکلیف راستے میں نہ ہونے پائی جہاں پر قیام پذیر ہوتے تھے چوکیداروں کی طرح سے محافظت ونگہبانی کرتے تھے۔

رباب زوجہ حسین رضی اللہ عنہ کی وفات: ...... رباب بنت امرأ القیس زوجہ امام حسین رضی اللہ عنہ (مادر سکینہ) مکہ معظمہ سے آپ کے ہمراہ کربلا گئیں اور وہاں سے قید کر کے شام بھیجی گئیں پھر شام سے امام زین العابدین کے ساتھ مدینہ منورہ واپس آئیں اور واقعہ کربلا کے ایک برس بعد انتقال فرما گئیں۔

سر کاٹ کر لانے کی ''کارکردگی'': ...... سلیمان ❸ کا بیان ہے کہ جس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور آپ کے سر مبارک کے ساتھ اور شہدا کربلا کے سر ابن زیاد کی طرف روانہ کئے جانے لگے تو قبیلہ کندہ نے جس کا سردار قیس بن الاشعث تھا تیرہ سر اور ہوازن نے جس کا سردار شمر بن الجوشن ضبابی تھا بیس سر اور بنو تمیم نے سترہ سر اور بنو اسد نے چھ سر اور قبیلہ مدحج نے سات سر اور باقی لشکر نے جس میں سارے قبیلے شریک تھے سات سر، اظہار مردانگی وکارکردگی کی غرض سے پیش کئے تھے۔

شہداء کربلا کے اسماء گرامی: ...... شہداء کربلا میں سے ترپن (۵۳) آدمی اعوان وانصار تھے اور سترہ (۱۷) اہل بیت جن کے نام درج ذیل ہیں حضرت علی کے صاحبزادے (۱) عباس (۲) جعفر (۳) عبداللہ (۴) عثمان (یہ سب ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) محمد (یہ ام

❶ ...... عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۹۔ ❷ ...... (صفحہ ۳۰۸ مطبوعہ مصر) ❸ ...... کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۷۔

الولد کے بیٹے تھے) ابوبکر (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود دارامیہ تھا) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علی رضی اللہ عنہ (ان کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ ثقفی تھا) عبداللہ (رباب بنت امرائالقیس کلبی انکی والدہ کا نام تھا) حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوبکر اور قاسم عبداللہ بن جعفر کے صاحبزادے عون اور محمد عقیل بن ابی طالب کے صاحبزادے محمد بن ابی سعید ابن عقیل (علیہم السلام) یہ سترہ آدمی اہل بیت کے اور باقی ترپن (۵۳) آدمی اعوان وانصار یعنی حامی اور مددگار تھے۔ ❶

مدینہ میں یزیدی گورنر کی آمد: ......۶۳ ہجری ❷ میں یزید کی طرف سے عثمان بن محمد ابی سفیان گورنر مدینہ بن کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ بن ابی حفص بن مغیرہ مخزومی، منذر الزبیر وغیرہ جیسے مدینے کے معززین تھے شام کی طرف روانہ کیا یزید نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم اور باقی کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا اظہار نفرت: ...... جب عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کے لئے حاضر ہوئے اور حال دریافت کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل کے پاس سے آرہے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے نہ کوئی مذہب، شراب پیتا ہے، راگ باجا سنتا ہے واللہ اگر کوئی مہدی من اللہ موجود ہوتا تو اس کے خلاف جہاد کرتا۔ حاضرین نے کہا ہم نے سنا ہے کہ یزید نے تمہاری بڑی عزت کی ہے خلعت اور انعام دیا ہے۔ عبداللہ بولے ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس لئے قبول کرلیا ہے کہ اس کے مقابلہ کی ہم میں طاقت آجائے۔

اہل مدینہ کا یزید سے نفرت کا عزم: ......اہل مدینہ یہ سن کر یزید سے اور زیادہ متنفر ہوگئے عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کو معزولی کی رائے پیش کی لوگوں نے انتہائی خوشی اور رغبت سے منظور کیا عثمان بن محمد نے یہ سارے واقعات یزید کو لکھ بھیجے یزید نے ایک ڈانٹ کا فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے۔

اہل مدینہ کا اپنے سرداروں کا انتخاب: ......انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب کے سب عثمان بن محمد، مروان بن الحکم اور سارے بنوامیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔

یزید کا مدینہ پر حملہ کا حکم: ...... جب یزید کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے پہلے تو عمر بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا مگر اس نے انکار کردیا پھر عبیداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی بارہ ❸ ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا یزید تھوڑی دور تک لشکر کے ساتھ آیا۔

یزید کی لشکر کو ہدایت: ...... یزید نے چند احکام کی پابندی کی ہدایات دیں اور واپس چلا گیا کے اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آجائے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا۔ اہل مدینہ کو تین روز غور وفکر کرنے کی مہلت دینا اگر اس دوران وہ اطاعت قبول کرلیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہوجائے تو تین دن تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا مال واسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہوگا علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی چھیڑ چھاڑ مت کرنا۔ کیونکہ ہم کو یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان کا اس معاملے میں کچھ دخل نہیں ہے۔

اہل مدینہ کی طرف سے بنوامیہ کا محاصرہ: ...... جب اہل مدینہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کے مراوں کے گھر میں نہایت سختی سے محاصرہ کرلیا اور بالآخر وعدہ لے کر آزاد کیا کہ آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کشی کریں گے دوسرے کے ساتھ مل کر اہل مدینہ کی مخالفت نہیں کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینے کے خلاف ہوگا ظاہر نہیں کریں گے۔

یزیدی کمانڈر سے بنوامیہ کی ملاقات: ...... مسلم بن عقبہ کی ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا انہوں نے بتلانے سے انکار کردیا لیکن ان کے دوسرے ساتھیوں نے بتلا دیا۔

مسلم بن عقبہ کی اہل مدینہ کو مہلت: ...... مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ سے ہوتا ہوا مدینے کے قریب پہنچ گیا اور اہل مدینہ

❶ ...... کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۳۔ ❷ ...... عقد الفرید ابن عبد مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۳۱۱۔ ❸ ...... کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۹۴۔

کو کہلوادیا کہ ''امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو معزز سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خونریزی پسند نہیں کرتا اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں لہٰذا اگر اس دوران تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو ٹھیک ہے میں فوراً مکہ سے واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کر دو۔ جب یہ میعاد گذر گئی تو مسلم نے کہلوایا تم جنگ کرو گے یا صلح؟ اہل مدینہ نے کہا ہم جنگ کریں گے۔

اہل مدینہ کا جنگ کا فیصلہ:...... مسلم نے سمجھایا کے جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت قبول کر لو اس میں تمہاری بہتری ہے اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے بالآخر صف آرائی کی نوبت آ گئی عبدالرحمن بن زبیر بن عوف خندق پر متعین کئے گئے جس کو اہل مدینہ کی جانب معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لئے ہوئے دوسری جانب مامور ہو گئے اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انہوں نے ایک بڑے گروپ کو لے کر کوفہ کے راستے کی ناکہ بندی کر لی۔

مدینہ پر حملہ ''واقعہ حرا'':...... مسلم بن عقبہ اپنے ساتھیوں کو مرتب کر کے حرا کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس کی مردانگی سے دست بدست لڑے کہ شامی لشکر کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا۔ فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن ربد المطلب نے عبداللہ بن حنظلہ کی اجازت سے بیس سواروں کو لے کر مسلم پر دھاوا بول دیا شامی پیادوں کے رخ پھر گئے منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبداللہ نے فضل بن عباس کی درخواست پر تمام سواران مدینہ کو ان کے ماتحتی میں بھیج دیا۔

فضل بن عباس کی بہادری:...... فضل بن عباس نے اتنی تیزی سے حملہ کرنا شروع کر دیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا سوار پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی مسلم کے اردگرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

فضل بن عباس کی شہادت:...... فضل نے مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ خود بھی ٹھنڈا ہو گیا فضل جوش مسرت سے چلا اٹھے قتلت طاغیۃ القوم ورالکعبۃ (واللہ میں نے سردار کو قتل کر ڈالا ہے) مسلم بن عقبہ بولا تم نے دھوکہ کھالیا ہے وہ ایک رومی غلام تھا فضل نے جھپٹ کر علم اٹھالیا اور مسلم نے لشکر کو پکارا چاروں طرف سے گھیر لیا بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے۔

مسلم بن عقبہ کی پیش قدمی:...... پھر مسلم نے اپنے ساتھیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا جس وقت عبداللہ بن حنظلہ اپنے رکاب کی فوج کو لشکر شام کو حملہ کرنے پر ابھار رہے تھے حصین بن نمیر بن عضاۃ الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لیے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اوران کے ساتھیوں پر تیر بازی کرتے ہوئے آگے بڑھے عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے لے لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے یکے بعد دیگرے لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے۔

مدینہ کے سرداروں کی شہادت:...... حتی کہ عبداللہ بن حنظلہ کے سارے لڑکے اور ان کے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس، عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری عبیداللہ بن عبداللہ بن موہب، وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود عبداللہ بن عبدالرحمن ابن خاطب، زبیر بن عبدالرحمن ابن عوف و عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب میدان جنگ میں جام شہادت پی کر موت کی نیند سو گئے۔

لشکر مدینہ کو شکست:...... ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ شامی لشکر نے لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل [1] بن سنان اشجعی، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن الجہم وغیرہ کو گرفتار کرا کر ظلماً قتل کرا دیا اس واقعہ میں تین سو چھ شرفاء قریش وانصار اور ان کے دوسرے قبائل اور غلام وغیرہ اس تعداد سے دوگنے کام آئے۔

اہل مدینہ سے زبردستی یزید کی بیعت:...... چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت کر کے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کو

---

[1] ......عقد الفرید عبدر بہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲۔

پیش کیے جانے کا حکم دیا شام کے لشکری چاروں طرف پھیل گئے جو جہاں ملتا تھا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔

علی بن حسین کی گرفتاری: ...... اس کے بعد علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا مسلم بن عقبہ بولا ''تم کیوں نہیں پیتے؟'' علی بن الحسین رضی اللہ عنہ یہ سن کر کانپ اٹھے گھبرا کر پیالہ اٹھا لیا مسلم بن عقبہ نے کہا ''تم خوف زدہ نہ ہوا گر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو میں بے شک تم کو قتل کر دیتا لیکن امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم نے ان کو خط لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے پس اگر تمہارا دل چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خوا مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیعت یزید سے علی بن حسین رضی اللہ عنہ کی بچت: ...... مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے برابر میں بٹھا لیا پھر کچھ دیر کے بعد کہا شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔ مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی اور آپ بغیر بیعت کیے ہوئے چلے گھر چلے آئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے اس واقعہ کے وقت دو راتیں ذی الحجہ ۶۳ ہجری کی باقی رہ گئیں تھیں۔ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں یہ واقعہ ہوا۔

مکہ کا محاصرہ اور مسلم بن عقبہ کی موت: ...... اس واقعہ ❶ کے بعد مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کے لیے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور مدینہ منورہ میں روح بن زنباع جزامی کو اپنا نائب مقرر کیا جب وہ مقام ابوء میں پہنچا تو بیمار ہو گیا اور جب اس کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو وہ حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام بنا کر انتقال کر گیا۔

حصین بن نمیر اور اہل مکہ: ...... اور اہل مکہ کو یزید بیعت کے لیے چھبیسویں محرم ۶۴ ہجری کو مکہ معظمہ کے قریب پہنچ گیا اور اہل مکہ کو یزید نے بیعت کے لیے طلب کیا ان لوگوں نے انکار کر دیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں حضرت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ اور حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تھے جو واقعہ حرہ سے بھاگ کر آئے تھے اور کچھ لوگ ان کی امداد کے لیے خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔

خلیفۃ المسلمین عبداللہ بن زبیرؓ سے یزیدیوں کی جنگ: ...... عبداللہ بن زبیر اہل شام سے جنگ کے ارادے سے مکہ معظمہ سے باہر آئے سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکل کر لشکر شام کو للکارا لشکر شام میں سے ایک شخص نکل کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو شامی مارا گیا دوسرے نے جیسے ہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک ایسا تیر مارا کہ وہ اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوری حرکت کی اور دفاعی جنگ شروع کر دی ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے۔ دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے صبح سے شام تک لڑائی کا یہی عنوان رہا۔

پہلے دن کی لڑائی کے بعد کعبہ پر سنگ باری: ...... شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے اس کے بعد حصین بن نمیر نے جبل ابوقبیس و قعیقعان پر منجنیقیں نصب کرا دیں جو دن رات خانہ کعبہ پر سنگ باری کرتی تھیں حتیٰ کہ کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا بقیہ ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت میں گزر گیا۔

یزید کی موت: ...... حتی کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی۔ شامیوں نے خانۂ کعبہ پر آگ برسائی جس سے چھت اور پردے جل کر خاک وسیاہ ہو گئے۔ ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ یزید ❷ اور اسکی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو حصین بن نمیر کو معلوم ہونے سے پہلے پہنچ گئی عبداللہ بن زبیر نے

---

❶ ...... عقد الفرید ابن عبدا ربہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲ کامل ابن کثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۲۔ ❷ ...... یزید بن معاویہ کا مقام حوران سرزمین شام میں تاریخ چودھویں ربیع الاول ۴۶ ہجری کو بعمر ۳۸ سال انتقال ہوا تین برس چھ مہینہ اس کی حکومت رہی اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھا۔

پکار کر کہا ''اے کم بختو! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں! اب کیوں لڑ رہے ہو تمھارا گمراہ سردار مارا جا چکا ہے۔''

حصین بن نمیر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ:...... حصین بن نمیر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ حصین بن نمیر نے اس بات پر یقین نہیں کیا پھر جب اس کو یزید کی موت کی تصدیق ہوگئی تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلوایا کہ آج رات کو بطحاء میں ملنا پس جب رات ہوئی تو عبداللہ بن زبیر اپنے چند ساتھیوں کو لے کر نکلے اور ادھر سے حصین بن نمیر۔ پھر دونوں اپنے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر ایک کونے کی طرف چلے گئے۔

حصین کی ابن زبیر سے بیعت کی پیشکش:...... تنہائی میں حصین بن نمیر نے کہا! اے عبداللہ بن زبیر تم سب سے زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمھاری بیعت کر لیں اس کے بعد ہم اور تم شام کی طرف چلیں گے میں اہل شام کا سردار ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں واللہ میری بیعت کر لینے کے بعد ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے اور میرے اور تمھارے مل جانے سے خون ریزی کا دروازہ بند ہو جائے گا لوگ امن وچین سے زندگی بسر کریں گے۔

حضرت ابن زبیر کا انکار:...... عبداللہ بن زبیر نے بلند آواز سے کہا میں ایسا ہرگز نہ کروں گا میں ایسے شخص پر کیسے بھروسہ کر سکتا ہوں جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو۔

حصین پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا عدم اعتماد:...... حصین بن نمیر نے کہا تم میرے کہنے پر ضرور عمل کرو تمھارا اس میں فائدہ ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا میں واللہ تمھارے قول وفعل کا ہرگز اعتبار نہیں کروں گا اور نہ تمھاری باتوں میں آؤں گا۔

حصین بن نمیر نے کہا اللہ تمھارا برا کرے میں آہستہ آہستہ راز کی بات کر رہا ہوں اور تم چلا رہے ہو میں تمھیں خلافت کی طرف بلا رہا ہوں اور تو قتل وغارت سے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا عبداللہ بن زبیر نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس لیے حصین بن نمیر مجبور ہو کر اپنے لشکر چلا گیا اور مدینہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ابن نمیر کو پیغام:...... اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حصین بن نمیر کے پاس کہلوایا کہ میں شام نہیں جاؤں گا البتہ تم لوگ یہیں آ کر میرے پاس بیعت کر لو حصین بن نمیر نے جواب دیا کہ تمھارے شام چلے بغیر یہ کام درست نہیں ہوگا کیونکہ وہاں بنوامیہ موجود ہیں اور وہ خود خلافت کے مدعی ہیں عبداللہ بن زبیر اس بات پر راضی نہ ہوئے اور مکہ ہی میں رہ گئے اور حصین بن نمیر منزل بہ منزل سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچ گیا۔

اہل مدینہ کی شامیوں سے چھیڑ چھاڑ:...... یزید کی موت سے اہل مدینہ میں جرات آ گئی تھی اکا دکا کوئی لشکر شام کا سپاہی مل جاتا اس کی سواری چھین لیتے تھے اس لیے وہ لوگ اپنے لشکر سے باہر نہیں جاتے تھے بالآخر اہل مدینہ کے برتاؤ سے تنگ ہو کر شام کی طرف کوچ کر دیا اور ان کے ساتھ ساتھ بنوامیہ بھی نکل کھڑے ہوئے جو ان دنوں مدینہ منورہ میں موجود تھے۔

معاویہ بن یزید کا دور حکومت:...... بنوامیہ اور لشکر شام کا یہ گروہ دمشق میں اس وقت پہنچا جب کہ معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اراکین سلطنت بیعت کر چکے تھے لیکن یہ صرف تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اور بعضوں کا کہنا ہے کہ چالیس دن حکومت کر کے اکیس برس اٹھارہ دن کی عمر میں انتقال کر گیا بہرکیف اس نے اپنے آخری دنوں میں لوگوں کو جمع کر کے حمد ونعت کے بعد خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

معاویہ بن یزید کا آخری خطاب اور وفات:...... اے لوگو! میں تم پر حکومت کرنے سے معذور ہوں لہٰذا میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتا ہوں جیسا کہ انھوں نے چھ آدمیوں پر مشتمل ارباب شوریٰ کو خلیفہ منتخب کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ میں بھی تم لوگوں کو اختیار دیتا ہوں جس کو مناسب سمجھو خلافت کے لیے منتخب کرلو اتنی تقریر کے بعد معاویہ بن یزید محل میں چلا گیا اور اس کے بعد زندہ باہر نہ آیا۔

عبداللہ ابن زبیر کی خلافت:...... یزید ❶ بن معاویہ کے مرتے ہی بغیر کسی جدوجہد کے اہل حجاز یمن عراق اور خراسان نے حضرت عبداللہ بن

❶ ...... تاریخ قبیلہ وکلب الخلفاء مطبع محمدی لاہور صفحہ ۱۴۴۔

زبیر کی بیعت کرلی۔صرف شام ومصر والے انکی بیعت سے علیحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے امیر معاویہ بن یزید کی بیعت کی تھی لیکن جب ❶ اس کا انتقال ہوگیا تو لوگوں میں خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔

حمص اور قنسرین کی ابن زبیر کی حمایت:......سب سے پہلے جس نے امراءلشکر سے اختلاف کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جن کی سپردگی میں حمص کا علاقہ تھا انہوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی تحریک شروع کی جب اس کی اطلاع ظفر بن الحرث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو یہ بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دینے لگا۔

ابن زبیر کی مخالفت کا آغاز:......بنوامیہ قبیلہ وکلب جو ان دنوں دمشق میں موجود تھے اس بات سے بے خبر تھے رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو یہ خبر ملی جو فلسطین کا گورنر تھا اس نے روح بن زنباع سے کہا کہ لشکر کے کمانڈر ابن زبیر کی بیعت کررہے تھے اور بنوقیس جو میری قوم کے ہیں اردن میں ہیں تم یہاں میرے قائم مقائم بن جاؤ کیونکہ یہاں پر تمہارے ہی قوم کے لوگ طاقتور ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے بے تامل ملیامیٹ کردینا میں اردن کی طرف جارہا ہوں۔

یزیدی گورنر کا فلسطین سے خراج:......چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رہ گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا اس کے جاتے ہی نائل بن قیس جذامی نے عبداللہ بن زبیر کا طرفدار بن کر روح بن زنباع کو نکال دیا وہ بڑی مشکل سے حسان بن مالک کے پاس اردن پہنچا۔حسان نے لوگوں کو جمع کرکے کہا۔

یزید کے حامی حسان کا اردن میں خطاب:......''اے اہل اردن تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیر لڑائی جھگڑا ڈال رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خلفاء کی بغاوت پر کمربستہ ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کررہے ہیں تم لوگوں کو چاہیے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لیے منتخب کرلو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔لوگوں نے ایک زبان ہوکر کہا تم بنی حرب میں سے کسی کو امارت کے لیے انتخاب کرواگر عبداللہ بن زبیر ان دونوں لڑکوں (عبداللہ وخالد یعنی یزید کے بیٹے) کی اطاعت کریں گے تو ہم بھی ان کے تابع بن جائیں گے ہم کو یہ گوارا نہیں ہے کہ لوگ کسی بوڑھے قیانوسی شخص کو امیر بنائیں۔حالانکہ ہم ایک نوجوان کو پیش کررہے ہیں۔

حسان کا ضحاک بن قیس کو خط:......حسان نے ایک خط ضحاک ❷ بن قیس کے نام خط لکھا جس میں واقعہ کی تفصیل درج کرکے بنوامیہ کے حقوق خلافت اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ اس خط کو ضحاک بن قیس کو بنوامیہ اور رؤسائے شہر کی موجودگی میں جامع مسجد میں پڑھ کرسنانا۔

دمشق میں دوگروپ:......جب یہ خط جمعہ کے دن روساء دمشق وبنوامیہ کے سامنے مسجد میں پڑھا گیا تو دوگروہ بن گئے یمانیہ تو بنوامیہ کے طرفدار بن گئے اور قیسیہ عبداللہ بن زبیر کے آپس میں بحث وتکرار بڑھ گئی سب کے سب نے فوراً زرہیں پہن لیں اور تلواریں کھینچ کرایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کرادیا۔

ضحاک اور بنوامیہ کا مشورہ کے لیے خروج:......ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا اور تین دن تک باہر نہ آیا اس دوران عبیداللہ بن زیاد آ گیا جس سے بنوامیہ کو تقویت سے حاصل ہوگئی۔ضحاک ❸ ابن قیس اور سارے بنوامیہ جامیہ کی طرف نکلے اتفاق سے ثور بن معن السلمی آ پہنچا اور ضحاک سے مخاطب ہوکر بولا کیوں ضحاک، تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی طرف بلایا ہم نے ان کی امارت کی بیعت کرلی اور اب تم اس جنگلی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے پر اس کے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعت خلافت پر تل رہے ہو۔

---

❶......عقدالفرید ابن عبدربہ جلد دوم صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر۔ ❷......ضحاک بن قیس نے اس زمانہ پرآشوب میں اہل دمشق سے اس بات کی بیعت لے لی تھی کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی امیر پر نہ ہوگا اس وقت تک میں تمہاری امامت کروں گا اور درپردہ یہ عبداللہ بن زبیر کے حامیوں میں تھے۔ ❸......کامل ابن اثیر چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۰۔

ضحاک کا عبداللہ بن زبیر کی حمایت کا اعلان: ......اس پر ضحاک بن قیس نے شرما کر کہا ''اچھا تمہاری کیا رائے ہے؟اس نے جواب دیا کہ جس کو تم چھپا رہے تھے اس کو اب علانیہ کردو عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی کھلم کھلا دعوت دو ضحاک یہ سنتے ہی اپنے ساتھیوں سمیت علیحدہ ہو کر مرج راہط میں جا اترے اس وقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھا۔

بنوامیہ کا مروان کو خلیفہ منتخب کرنا: ......بنوامیہ جابیہ میں جمع تھے کوئی بات نہیں ہوئی تھی حسان بن مالک کلبی امامت کررہا تھا اور مروان در پردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی کوشش کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک دن روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر کھلم کھلا کہہ دیا کہ فی الحال مروان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے کیونکہ وہی اس کا مستحق ہے۔ پھر جب خالد بن یزید سن شعور پہنچے گا تو امارات اس کے حوالے کر دی جائے گی۔ لوگوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ تیسری ذیعقد ۶۴ ہجری کو بنوامیہ ❶ کلب، غسان، سکاسک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔

مروانیوں کا دمشق پر قبضہ: ...... بیعت لینے کے بعد مروان نے راہط کا رخ کیا جہاں پر ایک ہزار سواروں کے ساتھ ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا۔ مروان نے پانچ ہزار کے لشکر سے ابتدأ صف آرائی کی اس کے بعد عباد بن زید حوران سے دو ہزار غلاموں کو لے کر آ گیا۔ یزید بن ابی غمس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانہ پر قبضہ کرلیا۔ ضحاک نے لشکر کے کمانڈروں کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ زفر بن الحرث قنسرین سے امدادی فوج لے کر آ گیا۔ نعمان بن بشیر نے شرجیل بن ذی الکاع کے ساتھ اہل حمص کو روانہ کیا پس یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مرج راہط میں ملے جس سے اس کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ہزار تھی جن میں اکثر پیدل تھے اور ضحاک کے ساتھیوں میں اکثر سوار تھے۔

مروان کا لشکر جنگ مرج اور جنگ ''مرج راہط'': ......مروان کے میمنہ پر عمرو بن سعد میسرہ پر عبیداللہ بن زیاد اور ضحاک بن قیس کے میمنہ پر زیاد بن ضحاک عقیلی تھا، میسرہ پر بکر بن ابی بشیر ہلالی۔ بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔ فریقین اپنی انتھک کوششوں میں مصروف تھے۔

ابن زیاد کا مروان کو دھوکہ کا مشورہ: ......عبیداللہ بن زیاد نے مروان سے کہا ''میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ابن زبیر اور اس کے ساتھی باطل پر ہیں اور تعداد میں بھی وہ زیادہ ہیں قیس کے نامی گرامی سردار بھی اس کا ساتھ دے رہے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے دلی مقصد کو نہیں پہنچ سکو گے مگر یہ کہ مکاری کرو اور لڑائی تو مکاری ہی کا نام ہے اس لیے ضحاک سے صلح کے بہانے سے لڑائی سے روک دو اور پھر رات کے وقت حالت غفلت سے حملہ کردو۔

مروان کا فریب کے لیے صلح کا پیغام اور دھوکہ: ...... چنانچہ مروان نے ضحاک کو صلح کا پیغام دیا۔ ضحاک نے صلح کی امید پر لڑائی بند کردی۔ رات ہوتے ہی جیسے ہی ضحاک کے سپاہی دن بھر تھکے ماندے اطمینان کے ساتھ سوئے ہوئے مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کردیا۔ شوروغل کی آواز سے ضحاک کے سپاہیوں کی آنکھ کھلی تو وہ قتل و غارت کے طوفان میں مبتلا تھے مگر پھر بھی انھوں نے نہایت استقلال سے لپک کر علم اٹھالیا اور لڑنے لگے۔ قیس کے نامی گرامی سردار اس واقعہ میں کام آ گئے علم بردار کے ہاتھ سے علم گر پڑا۔

فریبی مروان کے ہاتھوں ضحاک کی شہادت: ......لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ضحاک بھی اس سانحہ میں جاں بحق ہو گئے اسی آدمی قیس کے چھ سو بنوسلیم کے مارے گئے مروان نے اعلان کرادیا کہ کوئی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے لہذا جس کا سینگ سمایا بھاگ گیا یہ واقعہ محرم ۶۵ ہجری کا ہے۔

مروان دمشق میں: ...... اس کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہوا دارالمارت (یعنی معاویہ بن ابی سفیان کے مکان) میں قیام کیا اور باقی لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی والدہ سے نکاح کرلیا اس کے بعد جب مصر کی جانب روانہ ہونے لگا تو خالد بن یزید سے آلات حرب مستعار لیے۔ مصر میں ان دنوں عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے حامیوں میں سے تھا۔

مروان کا مصر پر حملہ اور شام و مصر پر قبضہ: ......مروان کی آمد کی خبر سن کر وہ مقابلہ کے ارادے سے نکلا لڑائی ہوئی، بہت سے آدمی مارے گئے۔

❶ ......کامل ابن اثیر جلد چہارم ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔

ایک گروہ کثیر کو قید کر کے مروان شام کی طرف واپس ہوا شام کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو مقابلہ پر روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی اس نے انھیں روکنے کے لیے عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مصعب اور عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو شکست ہوگئی، الغرض اس طرح دمشق ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہوگیا۔

خراسان اور ابن زیاد :......خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے مسلم بن زیاد مامور تھا جب اس کو یزید کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہل خراسان سے اس کی خوشی کے ساتھ انتخاب خلیفہ تک کے لیے بیعت لے لی لیکن ان لوگوں نے دو چار روز کے بعد بیعت توڑ دی۔ مجبور ہو کر اس نے مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام جانے کا ارادہ کیا۔

مرو روز کا گورنر سلیمان بن مرثد :......چنانچہ جو سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرثد (بنو قیس بن ثعلبہ بن ربیعہ) سے ملاقات ہوگئی۔ اس سے پوچھا کہ ''کہاں جارہے ہو؟'' اس نے جواب دیا تمہارے پاس جارہا تھا کہ تم کسی شہر کی امارت میرے سپرد کرو گے بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنا نائب ایک یمنی ازدی شخص کو بنادیا ہے۔ مسلم بن زیاد نے کہا ''تم خراسان نہ جاؤ تو میں تم کو مرو روز فاریاب طالقان اور جوزجان کا گورنر مقرر کردوں سلیمان یہ سن کر مرو روز کی طرف روانہ ہوا۔

عبداللہ بن خازم کی خراسان روانگی :......مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اوس بن ثعلبہ ابن زفر مل گیا اس کو اس نے ہرات پر مقرر کیا اور نیشاپور پہنچا وہاں عبداللہ بن خازم خراسان سے ہوتا ہوا ملا۔ اس نے معلوم کیا خراسان پر کس کو مقرر کیا؟ مسلم نے کہا سلیمان بن مرثد کو۔ عبداللہ بولا کیا تم کو کوئی اور شخص نہیں ملا تھا جو تو نے خراسان جیسے شہر کو بکر بن وائل کے قبیلہ کے حوالے کردیا۔ خیر اب تم خراسان کی گورنری کی سند عطا کرو چنانچہ مسلم بن زیاد نے سند گورنری لکھ دی اور ایک لاکھ درہم دے کر عبداللہ کو رخصت کیا۔

ابن خازم کا مرو روز طالقان وغیرہ پر قبضہ :......مہلب بن ابی صفرہ کو یہ خبر لگی تو اس نے بنو جشم ابن سعد بن زید بن تمیم سے ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ابن خازم اور اس جشمی شخص سے لڑائی ہوئی۔ جشمی کی پیشانی پر چوٹ آئی جس کی تکلیف سے دو دن بعد مر گیا اور ابن خازم کامیاب و کامران شہر میں داخل ہوگیا۔ بعد اس کے عبداللہ ابن خازم نے مرو روز پر چڑھائی کردی۔ سلیمان بن مرثد سے عرصے لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار سلیمان مارا گیا اور عبداللہ بن خازم اس کے مقبوضہ صوبوں پر قبضہ حاصل کر کے عمرو بن مرثد کی طرف بڑھا جو طالقان کا قابض تھا۔ فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمرو بن مرثد مارا گیا اور اس کے ساتھی بھاگ کر ہرات میں اوس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن خازم مرو روز واپس آگیا۔

ہرات میں اوس بن ثعلبہ کی بیعت :......مرو روز اور خراسان کے اردگرد جتنے آدمی قبیلہ بکر بن وائل کے تھے وہ سب بھی ہرات بھاگ آئے جس سے ہرات میں ایک معقول لشکر جمع ہوگیا۔ سب نے متفق ہو کر اوس بن ثعلبہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو مرثد کے بیٹوں سلیمان و عمرو کے خون کا بدلہ لینے کے لیے امیر بنایا۔ عبداللہ بن خازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو موت کے پیغام کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا ہرات کی ایک وادی میں فریقین کا مقابلہ ہوا۔

اوس بن ثعلبہ سے ابن خازم کی جنگ :......ایک برس تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک روز عبداللہ بن خازم نے لڑائی کے طول کھینچنے سے گھبرا کر پوری قوت سے حملہ کر دیا اس دن اوس بن ثعلبہ کا لشکر اپنے امیر کی خلاف مرضی شہر سے نکل کر لڑنے کے لیے آیا تھا عبداللہ بن خازم کی فوج نے مارتے مارتے اس خندق تک پہنچادیا۔ بہت سے آدمی خندق میں گر کر مر گئے اور ہزاروں بھاگ کھڑے ہوئے۔

اوس بن ثعلبہ کا فرار :...... اوس بن ثعلبہ سجستان کی طرف بھاگا اور وہیں یا اس کے قریب مر گیا عبداللہ بن خازم نے ہرات پر بھی قبضہ کر کے اپنے بیٹے محمد کو اس کی گورنری دیدی۔ اسی زمانہ میں ترک نے اسغاد پر حملہ کیا۔ ابن خازم نے یہ سن کر ظہیر بن حیان کو بسر گروہی بنو میم ان کے منتشر کرنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ ظہیر نے پہنچ کر ترکوں کو شکست دی اور پھر ہرات واپس آگیا۔

شیعان علی سلیمان بن صرد سے بیعت :......واقعہ کربلا کے بعد ہی ۶۱ ہجری میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے حامیوں میں پھر ایک

جوش پیدا ہو گیا تھا اور وہ لوگ اپنے کیے پر پشیمان ہو کر کوفہ میں سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے۔ اس مجمع میں بڑے بڑے شیعہ صردار مسیّب بن نجبہ فزاری، عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی، عبداللہ بن وال تمیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہ بھی موجود تھے بحث و تکرار کے بعد سب نے خون حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سلیمان بن صرد کے رابطے:...... سلیمان بن صرد پر وہ اسلامی امیروں سے خط و کتابت کرنے لگا۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان جو مدائن میں تھے اور مثنی ابن مخربہ عبدی جو بصرہ میں تھے اس کی رائے سے متفق ہو گئے اور خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر تل گئے۔ آہستہ آہستہ اس کا لشکر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۶۴ ہجری میں یزید بن معاویہ کا جب انتقال ہو گیا تو اس کے متبعین نے خروج کرنے کو کہا سلیمان نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا اس وقت تک کوفہ میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو تمہارے ساتھ نہیں ہیں تم ان کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرتے جاؤ''۔

کوفہ میں عبداللہ بن زبیر کی بیعت:...... لہٰذا سلیمان بن صرد کے پیر کاروں نے روساء کوفہ سے رابطہ وضبط پیدا کر کے اکثر لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصے بعد اہل کوفہ نے عمرو بن حریث کو (جو ابن زیاد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کوفہ سے نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر سے خلافت کی بیعت کر لی۔

مختار بن ابوعبید کی کوفہ آمد:...... یزید کے مرنے کے چھ مہینے بعد نصف رمضان میں مختار بن ابوعبید کوفہ میں آیا بائیسویں رمضان کو حضرت ابن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری گورنر بن کر ابراہیم محمد بن طلحہ کوفہ کے خراج پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابوعبید لوگوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر ابھارنے لگا لوگوں نے کہا ہم نے محض اسی کام کو انجام دینے کے لیے سلیمان بن صرد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے وہ بالعقل اس کو حکمت و مصلحت سمجھتا ہے۔

مختار کا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا اعلان:...... مختار نے کہا سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے مجھے مہدی محمد الحنفیہ نے اپنا وزیر امین مقرر کر کے بھیجا ہے تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کر لو اور خون حسین رضی اللہ عنہ مظلومہ کا بدلہ ان کے مقتولین سے لے لو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں کا ایک بڑا گروہ اس کی طرف مائل ہو گیا۔

ابن زبیر کے گورنر کی مختار کی مدد کی اپیل:...... عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر ملی کہ مختار بغاوت کرنے والا ہے تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کہا'' اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے ورنہ ہم ان سے کچھ مزاحمت نہیں کریں گے کیونکہ وہ لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لینے والے ہیں اگر ابن زیاد ان لوگوں کی طرف رخ کرے گا تو ہم ان لوگوں کے مددگار نہیں بنیں گے۔ یہ کمبخت امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑا اور اس نے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کیا۔ دین کی تخریب میں کوئی بھی کسر نہیں چھوڑی بہتر ہے کہ تم لوگ مختار کی مدد کرو'' عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

گورنر کی مخالفت اور حمایت:...... ابراہیم بن محمد طلحہ نے اٹھ کر کہا'' اس شخص کی تقریر کی وجہ سے تم لوگ دھوکہ میں نہ آ جانا واللہ جو شخص ہماری مخالفت پر سر اٹھائے گا ہم فوراً اس کا سر قلم کر دیں گے اس کی بات پوری نہ ہو پائی تھی کہ مسیّب بن نجبہ نے لپک کر اس کی پیٹی کاٹ دی اور چلا کر کہا تو ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے واللہ ہم تجھ کو اپنی مخالفت پر ملامت نہیں کرتے تو وہی ہے جس کے باپ دادا کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ہاں اے امیر آپ نے ایک بات یقیناً صحیح کہی ہے ابراہیم نے ڈانٹ کر کہا'' بیشک ہم اپنے مخالفین سے لڑیں گے (عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے) اور تو نے بالکل بے کار تقریر کی ہے'' عبداللہ بن وال نے کہا'' تو کیوں دخل در معقولات کر رہا ہے تو ہمارا افسر نہیں ہے تیرے حوالے جو کام کیا گیا ہے تو وہ کر (یعنی خراج وصول کر) ابراہیم کے ساتھیوں نے سخت سخت باتیں کہیں۔ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔

گورنر اور ابراہیم کی صلح:...... ابراہیم یہ کہہ کر میں اس کی شکایت حضرت عبداللہ بن زبیر کو لکھوں گا اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرے دن عبداللہ بن انصاری ابراہیم کے گھر پر آیا اور معذرت کی تو اس نے قبول کر لیا اس واقعہ کے بعد سلیمان بن صرد کے ساتھی کھلم کھلا اسلحہ خریدنے لگے۔

مختار کی گرفتاری:...... چند دنوں بعد جب سلیمان نے جزیرہ کی طرف خروج کیا جیسا کہ آئندہ بیان کریں گے تو عمر بن سعد، شبث بن ربعی اور زید بن الحارث بن رویم کے کہنے پر عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

سلیمان بن صرد کا خروج :...... ماہ ربیع الثانی ۶۵ ہجری کی چاندرات کو سلیمان بن صرد خزاعی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کوفہ سے نکل کر نخلیہ میں قیام کیا اور اپنے ساتھیوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد ان کی نظر میں قابل اطمینان نہ تھی صبح ہوتے ہی حکیم بن منقذ کندی اور ولید بن عصیر کنانی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر ابھارنا شروع کیا اگلے دن صبح نے ہونے پائی تھی کہ جتنے لوگ لشکر میں تھے اتنے ہی اور آ پہنچے، مرتب کرنے سے معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمیوں نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے پر بیعت کی ہے۔

ابن زیاد سے جنگ کے لیے روانگی :...... سلیمان بن صرد خزاعی تین دن تک نخلیہ میں ٹھہرا رہا۔ اس دوران اس کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی جو گھر بیٹھ گئے تھے آ ملے روانگی کے وقت عبداللہ بن سعد بن نفیل نے کہا ''چونکہ ہم لوگ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے نکلے ہیں اور تقریباً سارے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں موجود ہیں لہٰذا انکو چھوڑ کر کہاں خاک چھانٹے جا رہے ہو؟ ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن سلیمان نے اختلاف کر کے کہا ''یہ لوگ تو لشکریوں میں تھے اصل جو سردار تھا وہ گردن اڑائے جانے کے زیادہ لائق ہے میرے نزدیک فاسق بن فاسق عبداللہ بن زیاد سے پہلے لڑنا چاہیے وہی اس فساد کا بانی اور گمراہوں کا سردار ہے اس کے خلاف کامیابی حاصل ہو جانے کے بعد اوروں سے نمٹنا آسان ہو جائے گا''۔ اس تقریر سے لوگوں کو تشفی ہوگئی اور روانگی کی تیاری ہونے لگی۔

لشکر کی مدفن اور قرقیسیا آمد :...... عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معلوم ہوا تو وہ منع کرنے کے لیے آئے اور سمجھایا، مدد دینے کا وعدہ کیا، لیکن سلیمان نے اس کو نہ مانا اور جمعہ کی پانچویں شب ربیع الثانی ۶۵ ہجری کو نخلیہ سے کوچ کر دیا۔ جب حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے مدفن پر پہنچے تو چلا کر رو پڑے ایک دن اور رات ٹھہرے ہوئے ساتھ چھوڑ دینے اور ان کے ساتھ مل کر نہ لڑنے پر روتے اور پچھتاتے رہے۔ اگلے دن انبار کے راستے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے ''قرقیسیا'' پہنچے جہاں زفر بن الحارث کلابی تھا اس نے شہر پناہ کے دروازے بند کروا دیئے۔

قرقیسیا کے گورنر کی مدد اور مشورے :...... مسیّب بن نجبہ نے رسد اور غلہ مانگا جب زفر کو ان کے حالات سے آگاہی ہوگئی تو اس نے لاعلمی پر معذرت کر لی اور رسد اور غلہ کا پورا پورا انتظام کر دیا اور روانگی کے وقت ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا پیش کیا لیکن مسیّب نے دراہم واپس کر دیئے اور گھوڑا لے لیا زفر ساتھ دینے کی غرض سے کچھ دور تک آیا اور یہ سمجھا کر واپس آ گیا کہ تم لوگ شامی لشکر کے مقابلے پر آنے سے پہلے عین الوردہ میں پہنچ کر قبضہ کر لینا۔ کھلے میدان میں شامی لشکر سے ہرگز مقابلہ مت کرنا کیونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تم لوگ کم ہو غرض یہ کہ زفر بن حرث اسی قسم کی چند ہدایتیں کر کے دعائیں دیتا ہوا واپس چلا گیا۔

''عین الوردہ پر لشکر کا قبضہ :...... سلیمان بن صرد اپنے ساتھیوں کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا ''عین الورد'' پہنچا اور اس کے مغربی جانب ڈیرے ڈال دیئے پانچویں روز شام کے لشکر کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تقریباً ایک دن اور رات کی مسافت باقی رہی ہوگی کہ سلیمان نے اپنے سارے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

سلیمان بن صرد کا خطبہ :...... اس نے کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیّب بن نجبہ کو اور اگر یہ مارا جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو رفاعہ بن شداد کو امیر بنا لینا۔

شامی لشکر کی پہلی شکست :...... تقریر ختم ہونے کے بعد اس نے چار سو سواروں کے ساتھ مسیّب بن نجبہ کو لشکر شام کو روکنے کے لئے روانہ کیا اس کی لشکر شام کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی میدان جنگ مسیّب کے ہاتھ رہا شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ان کے بہت سے آدمی مارے گئے مال واسباب اسلحہ وغیرہ جو لشکر میں تھا اس پر مسیّب بن نجبہ نے قبضہ کر لیا اور واپس اپنی لشکر گاہ میں آ گیا۔

ابن زیاد کی فوج سے جنگ :...... اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن زیاد کو ملی تو اس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چھبسویں جمادی الاول ۶۵ ہجری کو ''عین الوردہ'' کے مقام پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان قلب میں تھا میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر ربیعہ بن مخارق غنوی، صف آرائی کے بعد حصین بن نمیر نے سلیمان کو اور سلیمان نے حصین بن نمیر کو سمجھایا کسی نے ایک دوسرے کا کہنا نہ مانا۔

شامی لشکر کا فرار اور کمک کی آمد: ......چنانچہ لڑائی شروع ہوگئی شام ہوتے ہی شامی لشکر میدام جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تاریکی نے فتح مند گروہ کو حملہ کرنے سے روک دیا صبح ہوتے ہی آٹھ ہزار آدمی اور لشکر شام سے آ ملے جن کو عبداللہ بن زیاد نے بطور کمک بھیجا تھا، فریقین نے نماز فجر کے بعد ہی لڑائی چھیڑ دی پورے دن نہایت سختی سے جنگ جاری رہی اور اوقات نماز کے علاوہ لڑنے والوں کے ہاتھ نہیں رکے یہاں تک کہ شام ہوگئی مجبور ہوکر فریقین اپنی اپنی لشکر گاہ میں واپس پلٹ آئے۔

گھمسان کی جنگ: ......دونوں کی رات امید وبیم میں گزری صبح کی سفیدی نمودار ہوتے ہی او ہم بن محرز باہلی دس ہزار آدمی لے کر ابن زیاد کی طرف سے آ پہنچا اور لڑائی شروع ہوگئی صبح سے سورج بلند ہونے تک نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی اس کے بعد اہل شام نے چاروں طرف سے گھیر لیا سلیمان نے اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا جس کو آج جنت میں رات گزارنی ہو وہ ہمارے ساتھ آئے ساتھیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور شیر کی طرح شامی لشکر پر ٹوٹ پڑے ایک بہت بڑی تعداد اس واقعہ میں کام آگئی۔

شیعان علی کے سرداروں کی شہادت: ......حصین بن نمیر نے لڑائی کا عنوان بدلتا ہوا دیکھ کر تیر اندازوں کو تیر بازی کا اور سواروں کو محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ یزید بن حصین نے سلیمان بن صرد پر تیر چلایا وہ غش کھا کر گر پڑے میب بن نجبہ نے لپک کر علم کو سنبھالا اس دوران تین سوار آئے جنہوں نے سعد بن حذیفہ اور مثنی بن مخربہ عبدی کے آنے کی خبر دی عبداللہ بن سعد اور اس کے ساتھی یہ خبر سن کر خوش ہوگئے اور ایک تازہ جوش کے ساتھ لڑنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارے گئے۔

خالد بن سعد کی گرفتاری: ......خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر نیزہ چلایا جسے ایک دوسرے شامی نے تلوار سے کاٹ دیا خالد نے لپک کر قاتل کو پکڑ لیا زور آزمائی ہونے لگی شامیوں نے پہنچ کر اپنے ساتھی کو چھڑا لیا اور خالد کو گرفتار کر لیا اس وقت علم نیچے گرا ہوا تھا لوگوں نے عبداللہ بن وال کو پکارا لیکن یہ دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے اس لئے رفاعہ بن شداد نے علم کو اٹھالیا اور لڑنے لگے ابھی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہوگیا لشکر شام اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔

شیعان علی کا فرار: ......پھر رفاعہ نے اپنے ساتھیوں کا جائزہ کیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدان جنگ میں موت کی نیند سو رہا ہے اور باقی کچھ لوگ رہ گئے ہیں اور ان میں بھی اکثر زخمی ہیں اور جنہوں نے زخم نہیں کھایا ہے وہ اتنے زیادہ تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے بھی بری حالت ہے چنانچہ وہ مجبور ہوکر رات کو ہی میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ مخالف فریق سے میدان جنگ خالی پڑا ہے۔

شیعان علی کی واپسی براستہ قرقیسیا: ......حصین بن نمیر نے اس کا تعاقب نہیں کیا اور یہ چلتے چلتے قرقیسیا پہنچے۔ زفر بن الحرث نے تین روز تک ٹھہرائے رکھا اور دعوت کی چوتھے دن زاد سفر دے کر کوفہ کی جانب رخصت کیا اس کے بعد سعد بن حذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لے کر ہیت تک آ پہنچے لیکن یہ خبر بد سن کر واپس ہوئے تو مثنی بن مخربہ عبدی سے ملاقات ہوگئی جو اہل بصرہ کو لے کر آ رہے تھے۔ علیک سلیک کے بعد لڑائی کا حال بتایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کیا۔ جب رفاعہ اپنے بقیۃ السیف ساتھیوں سمیت آ گیا تو مثنی وسعد اسکو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک رات قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ گئے۔

مروان کے بیٹے عبدالملک وعبدالعزیز: ......۶۵ ہجری میں مروان بن الحکم کے اشارہ سے اس کے بیٹوں عبدالملک وعبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی عمرو بن سعید بن العاص، مصعب بن زبیر کو شکست دے کر دمشق میں مروان کے پاس واپس آ گیا تھا۔

بیٹوں کی بیعت لینے کے لیے مروان کی مکاری: ......مروان کو یہ خبر ملی تو خود اپنے بیٹوں کی بیعت لینے کے لیے یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے مروان کے بعد خلافت کا مستحق میں ہوں اس لیے حسان بن ثابت نجدا کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیلات ظاہر کیے اور کہا میں اپنے لڑکوں عبدالملک وعبدالعزیز کی ولی عہد کی بیعت لینا چاہتا ہوں تم اس کے محرک بن جاؤ۔

ولی عہد کی بیعت: ......اگلے روز شام کے وقت امراء دمشق مروان سے واپس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا'' مجھے خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ

امیر المؤمنین کے بعد خلافت کے دعوے دار بننے والے ہیں لہٰذا تم اٹھو اور مروان کے بیٹوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہد کی بیعت کر لو'' کسی کو کوئی اور خیال تک نہ آیا سب نے بیعت کر لی۔

عبدالملک بن مروان کا دور خلافت:......تین رمضان ۶۵ ہجری کو دمشق میں مروان کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور یہ تخت نشین ہوا اس کو لوگ ابوالملوک کہتے تھے اس لیے کہ اس کے بیٹوں ولید، سلیمان، یزید اور ہشام نے حکومت اور سلطنت کی تھی اور چونکہ اس کے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہتا تھا اور اس پر مکھیاں بیٹھا کرتی تھیں اس لحاظ سے یہ ابوالزباب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی ماں کا نام عائشہ تھا۔ مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ کی بیٹی تھی۔

خوارج کی بغاوت:......اسی سن میں کوفہ سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا ان کا سردار نافع بن ارزق تھا۔ اہل بصریٰ کے اختلاف کی وجہ سے ان کی قوت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا۔ عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ انھوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدانی کو مقرر کیا۔ ابن ارزق کا میمنہ بن ہلال اور میسرہ ابن ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا۔

دولاب کی جنگ میں ابن ارزق کا قتل:......مقام دولاب (سرزمین اہواز) پر ماہ جمادی الثانی ۶۵ ہجری میں صف آرائی ہوئی اہل بصریٰ کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ارزق مارے گئے۔ اہل بصریٰ نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنا لیا اور لڑنے لگے جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو بصریٰ نے ربیعہ بن احزم تمیمی کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماحوز تمیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین خوب دل جمعی سے لڑ رہے تھے۔

شامی لشکر کا فرار:...... شام ہو رہی تھی قسمت کا آخری فیصلہ ابھی تک نہ ہوا تھا کہ خوارج کی مدد کے لیے ایک تازہ دم فوج آ گئی جس نے اس وقت تک میدان جنگ میں قدم نہ رکھا تھا۔ اس فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصریٰ پر حملہ کر دیا۔ اہل بصریٰ کا امیر ربیعہ مارا گیا۔ حارثہ بن زید علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑتا رہا جب اس کے اکثر ساتھیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک تھوڑی سی جماعت کو لے کر لڑتا بھڑتا اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور خوارج بصریٰ چلے گئے۔

مہلب کی حضرت ابن زبیر کی طرف سے تقرری:......اہل بصریٰ کو اس واقعہ کا سخت صدمہ ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو بصریٰ کے امارت سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کر دیا۔ خوارج کی بغاوت کا سیلاب جس وقت بصریٰ کے قریب پہنچا تو اہل بصریٰ نے احنف بن قیس کو جنگ کی جگہ کا امیر بنانا چاہا۔ مگر احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کی طرف اشارہ کیا جو حضرت عبداللہ بنز بیر کی طرف سے امیر خراسان بن کر جا رہا تھا مہلب نے اس شرط سے منظور کر لیا کہ بیت المال میں سے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کافی خرچ دیا جائے گا اور جس سرزمین کو بزور تیغ وہ فتح کر لے گا اس کا وہ مالک سمجھا جائے گا چنانچہ اہل بصریٰ کے بارہ ہزار جنگجوؤں کو مہلب منتخب کر کے خوارج سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔

جسر اصغر پر خوارج سے جنگ:......چنانچہ ''جسر اصغر'' پر ان سے سامنا ہو گیا اور پھر ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو پسپا کر دیا خوارج جسر اصغر سے ہٹ کر ''جسر اکبر'' کی طرف چلے گئے۔ مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا تو خوارج ''جسر اکبر سے بھی ناکامیاب نامراد ہو کر آگے بڑھے اور نہر تیری پر پہنچے اور وہاں سے مڑ کر اہواز کی طرف مڑ گئے۔

خوارج کا فرار:......مہلب کو ان کی اس نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعے سے برابر اطلاع ہو رہی تھی جب اس کو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر ملی تو ''نہر تیری'' پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کر کے اہواز کا رخ کیا وہاں خوارج کے مقدمۃ الجیش سے لڑائی ہوئی اور خوارج شکست کھا کر مناذر کی طرف بھاگے مہلب نے تعاقب کیا مگر خوارج نہایت تیزی سے ''نہر تیری'' کی طرف واپس آئے اور حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔

خوارج کا دوبارہ حملہ:......مہلب کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹے مغیرہ بن مہلب کو معارک کی تجہیز و تکفین کے لیے روانہ کیا اور خود خوارج کا

راستہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈال دیئے حتیٰ کہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگرے سولاف میں آ پہنچے اور میدان کارزار گرم ہو گیا۔ خوارج نے مہلب پر پوری قوت سے ایک نہایت قوی حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور بہت سے آدمی کام آ گئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مہلب اور اس کا بیٹا میدان جنگ میں ثابت قدم رہے۔

مہلب کی عارضی کامیابی اور واپسی:......پھر مہلب نے اپنے ساتھیوں کو للکارا جس سے چار ہزار سوار واپس آ گئے رات کی تاریکی نے کامیاب گروہ کو اس مختصر جماعت کو منتشر کرنے اور سنبھل کر دوبارہ حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوئی مہلب نے لشکر مرتب کرنے اور لڑائی کرنے کا حکم دیا مگر ساتھیوں نے اس بات سے اختلاف کیا تو مہلب نے مصلحت وقت کے خلاف سمجھ کر ''سولاف'' سے کوچ کر دیا اور وہاں سے عاقول آیا اور تین روز ٹھہرا رہا۔

خوارج سے فیصلہ کن جنگ:......جب اس کی طبیعت کو ایک گونہ قرار آیا تو اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کر لیا پھر جنگ کے ارادے سے مقام سلی و سلبری جہاں پر خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔ خوارج نے یہ سن کر اپنے لشکر کو مرتب کر لیا ان کے میمنہ پر عبید بن ہلال میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں از دو تمیم اور میسرہ میں بکر بن وایل و عبدالقیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے۔ پورے دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہو کر نہایت ابتری کے ساتھ بھاگ نکلا۔

مہلب کی پر جوش تقریر:......مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر ''الی عباداللہ الی عباداللہ'' (میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ اے اللہ کے بندو) چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اسی قوم (یعنی ازدی) تھے آ کر جمع ہو گئے۔ مہلب نے ایک پر جوش تقریر کے بعد کہا ''تم لوگ دس دس پتھر اٹھا لو اور ہمارے سنگ باری کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کی طرف چلو وہ اس وقت دن بھر تھکے ماندے اور جنگ و جدال سے بے خوف ہو کر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سوا تمہارے شکست خور سپاہیوں کے تعاقب میں گئے ہیں واللہ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ واپس نہیں آئیں گے کہ تم ان کے خلاف کامیابی حاصل کر لو گے''۔

مہلب کی خوارج کے خلاف کامیابی:......مہلب کی اس تقریر نے ان کے دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ سب کے سب اپنے دامنوں اور جیبوں میں پتھر بھر کر خوارج کے سر پر جا پہنچے۔ جب پتھر ختم ہو گئے تو نیزہ باری شروع کرنے لگے۔ نیزوں نے بھی جواب دیا تو تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ عبداللہ بن ماحوز اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے۔ مہلب اور اس کے ساتھیوں نے خوب دل کھول کر لوٹا۔ خوارج کے سوار تعاقب سے واپس آئے تو لشکر گاہ تک نہ آ سکے کیونکہ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے۔ تو مجبوراً کرمان و اصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور عبیداللہ ماحوز کی جگہ زبیر بن ماحوز کو امیر بنا دیا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد وہیں قیام کیا حتیٰ کہ مصعب بن زبیر امیر بصریٰ بن کر آئے اور حارث بن ربیعہ کو معزول کر دیا گیا۔

نجدہ بن عامر:......نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرح حنفی، نافع بن ارزق کے ساتھیوں میں سے تھا لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالوت نامی ایک شخص کو سردار بنا کر ۵۶ ہجری میں حصنارم پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا جس سے اس کا لشکر بڑھ گیا اس کے بعد اس نے قافلہ کو جو بحرین سے حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور آدمیوں کو چھوڑ دیا۔

نجدہ کی سرداری:......۶۶ ہجری میں لوگوں نے ابو طالوت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنا لیا اس وقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالمجاز میں بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر یمامہ واپس آیا ۶۷ ہجری میں بحرین کا رخ کیا۔ قطیف میں لڑائی ہوئی۔ عبدالقیس والے میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک بڑی تعداد ماری گئی اور کچھ لوگ قید کر لیے گئے۔ نجدہ نے ان کے تعاقب میں اپنے بیٹے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا مقام ثویر میں مڈ بھیڑ ہوئی اور مطرح اور اس کے ساتھی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین کو نہیں چھوڑا۔

نجدہ کا عمان پر قبضہ:......اس دوران مصعب ابن زبیر ۶۹ ہجری میں امیر بصرہ بن کر آئے اور عبداللہ بن زبیر لیثی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اس کی

سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی ۔ میدان نجدہ کے ہاتھ رہا اس نے عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد ایک لشکر عمان کی طرف عطیہ بن اسود حنفی کی قیادت میں روانہ کیا۔ عطیہ بن اسود نے ایک خونرلڑائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کرلیا۔

عطیہ کی نجدہ سے علیحدگی اور قتل: ..... کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر حملہ کیا مہلب بن ابی صفرہ نے ایک لشکر عظیم الشان عطیہ کی گوشمالی کی طرف روانہ کیا عطیہ بھاگ کر سجستان اور سجستان سے سندھ کی طرف چلا گیا مقام قندابیل میں مہلب کے سواروں سے مڈ بھیڑ ہوئی جس میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔

نجدہ میں اہل طویلع پر فتح: ..... عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنوتمیم کی طرف روانہ کیا تھا اہل طویلع نے بنوتمیم کی مدد کی جس کی وجہ سے نجدہ نے ایک دستہ فوج کا ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیج دیا بیس سپاہی طویلع کے مارے گئے اور چند لوگ گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد اہل طویلع نے اطاعت قبول کرلی پھر اس نے صنعاء کی طرف قدم بڑھایا۔

صنعاء والوں سے نجدہ کی بیعت: ..... اہل صنعاء اس امید و خیال سے کہ اس کے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا تو وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس لینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہیں کیا۔ اس کے بعد نجدہ نے ابوفدیک کو حضرموت کی طرف صدقات لینے کے لئے روانہ کیا اور ۶۸ ہجری میں آٹھ سو سپاہیوں کا لشکر حج کرنے کے لئے گیا۔

ابن زبیر اور نجدہ کی حج کے دوران صلح: ..... حضرت عبداللہ نے اس سے اس بات پر مصالحت کرلی کہ فریقین اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نمازیں پڑھائیں کوئی کسی سے مزاحمت نہ ہو غرض یہ کہ نجدہ حج سے واپس ہو کر مدینہ کی طرف لوٹ گیا عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کرلی اور نجدہ بحرین کی طرف واپس ہوگیا۔

نجدہ کے گروپ میں اختلاف اور اس کا قتل: ..... چند دنوں کے بعد اس کے امراء میں اس سے اختلاف پیدا ہوگیا آہستہ آہستہ یہ اس حد تک پہنچا کہ اس کے کھلم کھلا اس کی مخالفت کرنے لگے بالآخر سب نے متفق ہو کر ابوفدیک کو سردار بنالیا۔ نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہوگیا۔ ابوفدیک نے ایک گروہ کو نجدہ کی تلاش پر مامور کیا اس نے ہجر کے گاؤں میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حضرت ابن زبیر کے ہاتھوں کعبہ کی تعمیر: ..... آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس وقت اہل شام نے یزید کے دور حکومت میں حضرت عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی کی تھی تو اہل شام کے خانہ کعبہ پر آگ برسائی تھی جس سے یہ مقدس گھر جل گیا تھا اس کے بعد جب یزید مر گیا اور حکومت کے زینہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر کے قدم ایک طرح سے جم گئے تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کر دی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کر دیا اور اس کے دو دروازے قائم کئے ایک اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے۔

مختار کی اپنی رہائی کی کوششیں: ..... سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے باقی ساتھی کوفے آئے تو مختار کو قید پایا (اسکے قید ہونے کا واقعہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں) مختار نے قید خانہ سے ان لوگوں کی تعریفیں لکھیں اور یہ لکھا میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی المعروف بن ابن حنفیہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد، مثنی بن مخربہ عبدی، سعد بن حذیفہ بن الیمان، یزید بن انس، احمر بن شمیط احمسی، عبداللہ بن شداد بجلی، عبداللہ بن کامل وغیرہ نے اس کا خط پڑھ کر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانہ سے آکر تم کو نکال کر لے جائیں مختار نے خبر سن کر انتہائی مسرت کے ساتھ کہلا بھیجا کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں تم لوگوں کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔

عبداللہ بن عمر کو مختار کا خط: ..... اس واقعہ سے پہلے مختار نے عبداللہ بن عمر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ میں ظلماً قید کر لیا گیا ہوں آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔

مختار کی رہائی اور شیعوں سے میل جول: ..... چنانچہ عبداللہ بن عمر کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے اس شرط پر مختار کو رہا کیا

کہ آئندہ وہ بغاوت نہیں کرے گا اور نہ لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے گا تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ میں اس کو کرنی ہوگی اور سارے خدام مرد ہوں یا عورت آزاد ہو جائیں گے الغرض مختار قید خانہ سے نکل کر اپنے گھر آیا تو امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے حامی اس کے پاس آنے جانے لگے۔ اسی دوران عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم ابن محمد بن طلحہ کو کوفہ سے معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو سند گورنری عطا کر دی۔

عبداللہ بن مطیع بحیثیت گورنر کوفہ: ...... ۲۵ رمضان ۶۶ ہجری کو عبداللہ بن مطیع کوفہ آیا اور ایاس بن ابی مضارب عجلی کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو مجتمع کر کے خطبہ دیا۔ سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا ''ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطابق عمل درآمد کراؤ اور نہ ہم کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتباع کی ضرورت ہے گو یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے بلکہ تم کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے یزید بن انس بولا! سائب بہت صحیح اور درست کہتا ہے۔ عبداللہ بن مطیع یہ کہہ کر کہ تم جس برتاؤ کو پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کریں گے۔ منبر سے اتر کر گھر آ گیا۔

مختار کی گرفتاری کی کوشش: ...... ایاس بن مضارب نے حاضر ہو کر کہا ''سائب بن مالک مختار کے ساتھیوں میں سے ہے اور مختار عنقریب بغاوت کی آگ بھڑکانا چاہتا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کو کسی حیلہ سے طلب کر کے قید کر دو تا کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے''۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو بلا بھیجا مختار نے کہلا بھیجا کہ مجھے اس وقت سردی محسوس ہو رہی ہے دوسرے وقت آؤں گا۔

مختار کی بغاوت کی کوششیں: ...... عبداللہ بن مطیع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے گھر پر لوگوں کو جمع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر چند لوگ کوفہ سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال معلوم کرنے کے لئے آئے ''ہاں میں نے اس کو خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے پر مامور کیا ہے''۔ جب یہ لوگ واپس کوفہ آئے اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کا پیغام سنایا تو مختار کی طرف رجحان بڑھ گیا۔

ابراہیم کی مختار سے بیعت: ...... اس کے لوگوں نے کہہ سن کر ابرہیم بن اشتر کو مختار سے ملایا مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھایا۔ ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اس کے پاس آنے جانے لگا۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۶ ہجری شب پنجشنبہ کو بعد از مغرب ابرہیم اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر مختار کی طرف روانہ ہوا چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس کی نقل و حرکت سے آگاہ کر دیا تھا اس لئے بنظر حفظ ماتقدم کوفہ کی ناکہ بندی کر لی تھی۔

ابراہیم اور ایاس کی جھڑپ: ...... ابراہیم خود کو عام راستے سے بچاتا تنگ و تاریک گلیوں میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا ابراہیم بن اشتر اس نے پوچھا کہ یہ مجمع کیسا ہے؟ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں تم کو امیر کے پاس لے چلوں گا۔ ابراہیم نے جانے سے انکار کر دیا تکرار بڑھی تو ابراہیم نے موقع پا کر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا جس سے ایاس گر پڑا اور اس کے ساتھی بھاگ کر عبدالرحمٰن بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اس کے بیٹے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کے بدلے کناسہ کی طرف سوید بن عبدالرحمٰن کو روانہ کر دیا۔ (انتہی کلام المترجم) [1]

ابراہیم اور مختار کی بغاوت: ...... ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور راستے میں جو واقعہ پیش آیا شروع سے آخر تک اسے بتایا۔ مختار نے اسی وقت شیعوں کے پاس پیغام بھیجا اور حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کا اعلان کر دیا پھر ابراہیم لوٹ کر اپنی قوم ''نخع'' کے پاس آیا اور ان کو مسلح و مرتب کر کے رات ہی کے وقت مختار کے پاس چل دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے اپنے لشکر کے امیروں کو تھوڑی تھوڑی فوج دے کر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم کی ان لوگوں سے یکے بعد دیگرے مڈبھیڑ ہوتی گئی۔

ابراہیم و مختار کی کامیابیاں: ...... ابراہیم نے بہت سوں کو شکست دی اور لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچ گیا وہاں دیکھا کہ شبث بن ربعی

[1] ...... یہاں وہی کلام ختم ہو رہا ہے جو صفحہ ۴۰۹ سے شروع ہوا تھا اور جس کی قدرے وضاحت ہم نے حاشیے میں کر دی تھی۔ (ثناء اللہ محمود)

وحجار بن اجبر العجلی مختار کے مکان کے پاس لڑ رہے ہیں لہٰذا اس نے شبت پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ شبت شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آ گیا۔ اس وقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے اور اس کا دل مسلسل ان پیہم کامیابیوں سے خوب بڑھ رہا تھا۔

باغیوں اور حکومت کے حامیوں میں جنگیں: ..... عبداللہ بن مطیع نے شبت بن ربعی کو تین ہزار اور ربع بن ایاس کو چار ہزار افراد کے ساتھ روانہ کیا مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بارہ سو سوار اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ راشد کی طرف اور نعیم بن جبیر کو چھ سو پیدل سوار اور تین سو سواروں کے لشکر کے ساتھ شبت بن ربعی کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ ادھر نعیم جنگ کے دوران مارا گیا اور شبت بن ربعی کامیاب ہوا۔

ابراہیم بن اشتر کی کامیابیاں: ..... ادھر ابراہیم بن اشتر نے راشد کو قتل کر کے اس کے ساتھیوں کو بھگا دیا عبداللہ بن مطیع نے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اس نے اس کو بھی شکست دے کر شبت بن ربعی پر حملہ کر دیا جو مختار کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چنانچہ شبت بن ربعی کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آ گیا۔ مختار نے کوفہ دارالامارت کا رخ کیا لیکن تیراندازوں نے آگے نہ بڑھنے دیا۔

عبداللہ بن مطیع میدان جنگ میں: ..... اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع ہمت ہار گیا تھا اور اس کا دل خوف وبیم کی بلا انگیز موج میں ڈوب رہا تھا اس سے عمر بن حجاج زبیدی نے کہا ''تم موقع جنگ پر چلو اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دو حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے، ہمت نہ ہارو'' عبداللہ بن مطیع نے یہ سن کر دوبارہ ہمت باندھی اور عمر بن حجاج کو دو ہزار کے لشکر کے ساتھ شمر ذی الجوشن کو اور نوفل بن مساحق کو پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ قصر میں شبت بن ربعی کو اپنا نائب بنا کر خود سواروں کو لے کر میدان جنگ کی طرف نکلا۔

ابراہیم کی نوفل کو شکست: ..... ابراہیم بن الاشتر نے نوفل بن مساحق پر حملہ کیا ابن مساحق پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا جسے ابراہیم بن الاشتر نے لپک کر گرفتار کر لیا پھر از راہ احسان رہا کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کے ساتھی بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگنے لگے اور کبوتروں کی طرح باز کے خوف سے کوفے کے مکانوں میں چھپنے لگے۔

عبداللہ بن مطیع کا محاصرہ: ..... عبداللہ بن مطیع جان بچا کر قصر امارت میں چھپ گیا۔ ابراہیم بن الاشتر نے پہنچ کے محاصرہ کر لیا اس کے ساتھ ہی یزید بن انس اور احمد بن شمیط بھی تھا۔ جب محاصرہ کو تین روز گزر گئے تو شبت بن ربعی نے عبداللہ بن مطیع کو یہ رعایت دی کہ تم مختار سے امن حاصل کر کے حضرت ابن زبیر کے پاس چلے جاؤ۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو ناپسند کیا تو یہ مشورہ دیا کہ تم لوگوں کی غفلت کے وقت قصر امارت کی کسی کھڑکی سے نکل کر چلے جاؤ۔ ہم باقی لوگ جورہ جائیں گے مختار سے امن حاصل کر لیں گے۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ: ..... عبداللہ بن مطیع اس رائے کے مطابق قصر امارت سے نکل کر ابوموسیٰ کے گھر میں چھپ گیا اور لوگوں نے امن حاصل کر کے قصر امارت کا دروازہ کھول دیا۔ مختار نے قصر پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی تو لوگ مسجد میں جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی بیعت کی ترغیب دی کوفہ کے معززین نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کر لی اور اس نے بھی ان لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کر لیا۔

مختار کا ابن مطیع کے لیے معافی مانگنا: ..... قصر امارت پر قبضہ کرنے کے بعد مختار نے یہ سن کر کہ عبداللہ بن مطیع ابوموسیٰ کے مکان میں چھپا ہوا ہے ایک لاکھ درہم بھیج دیئے اسے یہ کہلوایا کہ یہ رقم مت لے کر اپنا راستہ لو مجھے تمھارے قیام کا معلوم ہو گیا ہے تم زادراہ نہ ہونے کے سبب سے ٹھہرے ہوئے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لے کر کوفہ سے رخصت ہوا اور مختار نے کامیابی حاصل کر کے پولیس کی افسری عبداللہ بن کامل کو دی اور کیسان ابو عمرہ کو محافظوں کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کوفہ کو اپنا ہم نشین بنا لیا۔

مختلف علاقوں پر فوج کشی: ..... اس کے بعد مختار نے دوسرے اسلامی شہروں پر فوج کشی کی غرض سے چند جھنڈے بنائے ایک جھنڈا عبداللہ بن الحرث بن اشتر کو دے کر آرمینیہ کی طرف بڑھنے کو کہا پھر دوسرا محمد بن عمیر بن عطارد کو دے کر آذربائیجان پر حملہ کرنے کو کہا اس کے بعد عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل کو جھنڈا اور اسحاق ابن مسعود کو مدائن کا جھنڈا اور حلوان کا جھنڈا سعد بن حذیفہ بن الیمان کو دے کر ''اکراد'' سے لڑنے اور امن قائم کرنے کا حکم دیا۔

شریح کی قضاء پر تقرری اور معزولی:......مختار نے شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا، کچھ دنوں بعد شیعان علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس نے حجر بن عدی کے خلاف گواہی دے دی تھی اس نے ہانی بن عروہ کا پیغام اس کی قوم تک نہیں پہنچایا تھا اس کو علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے قضائے کوفہ سے معزول کر دیا تھا اور حضرت عثمان بن عفان کے حامیوں میں سے ہے شریح کے کانوں تک یہ آواز پہنچی تو خوف جان سے بیمار بن گئے اور مختار نے بجائے ان کے عبداللہ بن مالک طائی کو کوفہ کا قاضی بنا دیا۔

مروان کے لشکر اور ابن زیاد:......جن دنوں میں مروان بن الحکم کی حکومت کو شام میں استقلال واستحکام حاصل ہو گیا تھا اسی زمانہ میں اس نے دو فوجیں ایک حجاز کی طرف حبیش بن دلجہ قینی کی قیادت میں اور دوسری عبیداللہ بن زیاد کی قیادت میں عراق کی طرف بھیجی تھی عبیداللہ بن زیاد نے تو شیعان علی رضی اللہ عنہ کی شکست کے بعد زفر بن الحارث کا قرقیسیا میں محاصرہ کر لیا جس نے اپنی قوم کے ساتھ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبیداللہ بن زیاد کو قرقیسیا سے فراغت حاصل نہ ہوئی اس دوران مروان مر گیا اور عبدالملک اس کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔

ابن زیاد کی موصل روانگی:......اس نے اس کو عہدہ پر بحال رکھ کر لڑائی جاری رہنے کی تاکید کی لیکن یہ زفر بن الحرث پر قابو پانے سے ناامید ہو کر موصل کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن سعید (مختار کا گورنر) موصل سے ''تکریت'' میں آیا اور مختار کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی مختار کے حکم کے مطابق تین ہزار کا لشکر لے کر موصل کی طرف مدائن کے راستے سے روانہ ہوا۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس مقابلہ پر ربیعہ بن غنوی کو مقرر کیا۔

مختار کے لشکر اور ابن زیاد کے لشکر کی جنگ:...... مقام بابل میں صف آرائی ہوئی۔ یزید بن انس ایک گدھے پر سوار ہو کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا آیا اور صف کے درمیان میں کھڑے ہو کر کہا کہ ''اگر میں مارا جاؤں تو'' ورقاء بن عازب اسدی اور اگر یہ مارا جائے تو عبداللہ بن ضمرہ فرازی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو سعد خثعمی تمہارا امیر ہوگا'' عرفہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی شام ہوتے ہوتے لشکر شام میدان سے بھاگ نکلا۔

شامیوں کی شکست:......ربیعہ بن غنوی مارا گیا بھاگنے والوں نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ عبداللہ بن خثمی تین ہزار لشکر کے ساتھ مل گیا جس کو عبیداللہ بن زیاد نے ربیعہ کی کمک کے لیے روانہ کیا تھا اس نے بھاگنے والوں کو واپس کیا میدان میں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی یہ دن عیدالاضحیٰ کا تھا۔ شامیوں کو پھر شکست ہوگئی۔ کوفیوں نے جی کھول کر قتل وغارت کی اور تین سو آدمی گرفتار کر کے قتل کر دیئے۔

مختار کے کامیاب لشکر کا فرار:......یزید بن انس کی اسی دن وفات ہوئی اور ورقاء بن عازب اس کے بعد امیر لشکر بنا لیکن یزید بن انس کے بعد عبیداللہ بن زیاد سے زیادہ سے ایسا ڈر گیا کہ باوجود کامیابی کے واپس لوٹ گیا۔ اہل کوفہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے مختار کو نصیحت وملامت کی۔ مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو سات ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ یزید بن انس کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

اہل کوفہ کے مختار سے اختلافات:......ابراہیم بن الاشتر کی روانگی کے بعد کوفہ کے معززین شبث بن ربعی کے پاس جمع ہوئے (جوان کا جاہلیت اور اسلام کا سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی شبث بن ربعی نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو دیکھوں گا کہ وہ ان شکایت کا کیا جواب دیتا ہے شرفاء اس بات پر راضی ہو گئے پھر شبث بن ربعی، مختار کے پاس آیا اور ان کی شکایتیں پیش کیں مختار نے کہا ''میں ان کی خواہش کے مطابق سارے کام کروں گا اور ان کو مال غنیمت میں حصہ دوں گا ان کے اہل خدمت کو چھوڑ دوں گا بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ تم شرفاء کوفہ میرے ساتھ مل کر بنوامیہ اور عبداللہ بن زبیر سے لڑیں گے'' شبث بن ربعی نے جواب دیا'' میں اہل کوفہ سے جا کر پیغام کہتا ہوں اور جواب لے کر واپس آتا ہوں''۔

کوفیوں کی مختار سے بغاوت:......اس کے بعد شبث چلا گیا لیکن پھر واپس نہ آیا اور سب کے سب مختار کی مخالفت پر تل گئے۔ شبث بن ربعی، محمد بن الاشعث، عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس، شمر بن ذی الجوشن، کعب بن ابی نخعی، عبدالرحمن بن مخنق ازدی، وغیرہ ان میں پیش پیش تھے۔

ابن مخنق کی رائے اور اس کا سکوت:......عبدالرحمٰن ابن مخنق نے کہا'' میری رائے یہ ہے کہ ایک شام وبصری کہ واپس آنے رک مختار کے خلاف بغاوت نہ کرو کیونکہ ان کے ساتھ ہمارے نامی گرامی سردار ہیں اور ان سے لڑائی بہ نسبت اوروں کے زیادہ خطرناک ہے'' لوگوں نے اس سے

اخلاف کر کے کہا'' واللہ تفریق جماعت نہ کرو اور جس رائے پر ہم لوگوں نے اکتفا کیا ہے اس سے اختلاف نہ کرو''۔ عبدالرحمن بن مخنق نے جواب دیا'' میں تمہارے ساتھ ہوں جب چاہو بغاوت کر دو''۔

مختار کی معزولی کا فیصلہ: ...... لہٰذا سب کے سب مسلح ہو کر مختار کے پاس گئے اور کہا ہم نے تجھ کو معزول کر دیا ہے کیونکہ محمد بن الحنفیہ نے تجھے مقرر نہیں کیا ہے۔ مختار نے کہا چند لوگوں کو اپنی اور ہماری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس روانہ کر دو دیکھو کیا جواب دیتے ہیں۔ اہل کوفہ اس پر راضی ہو گئے مختار نے خفیہ طور پر ابراہیم کو بلوا لیا۔

ابراہیم کی آمد اور کوفیوں کی شامت: ...... اگلے دن ہی ابراہیم پہنچ گیا دیکھا کہ ایک بڑا مجمع جمع ہو رہا ہے اور رفاعہ بن شداد بجلی امامت کر رہا تھا۔ مختار نے اپنے ساتھیوں کو مرتب کیا اور احمد بن شمیط بجلی و عبداللہ بن کامل شاذی کو آگے بڑھایا۔ پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست ہو گئی مختار سوار پیادوں کی فوجیں کمک پر مسلسل بھیجنے لگا۔ ابراہیم بن اشتر نے مضر پر حملہ کیا جس میں شبث بن ربعی تھا ایک خونریز لڑائی کے بعد ابراہیم کو کامیابی ہوئی پھر عبداللہ بن کامل نے نہایت سختی سے قبائل یمن پر حملہ کیا رفاعہ بن شداد نے بڑھ کر مختار کے ساتھیوں پر دھاوا بول دیا چاروں طرف خون ریزی کا بازار گرم ہو چکا تھا رفاعہ بن شداد اپنے ساتھیوں عبداللہ بن سعید بن قیس، فرات ابن زخر بن قیس، عمر بن مخنف وغیرہ سمیت قتل ہو گیا۔

مختار کی کامیابی اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا قتل: ...... عبدالرحمٰن بن مخنف علم لیکر لڑتے ہوئے آگے بڑھا جب یہ بھی تیغ اجل کی نظر ہو گیا تو اہل یمن نہایت ابتری کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ وادی عبین سے پانچ سو آدمی گرفتار کر کے لائے گئے۔ مختار نے ان میں سے آدھے آدمیوں کو امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت میں شریک تھے۔ قتل کر دیا اور باقی کو رہا کر دیا۔ جنگ کے بعد مختار نے اعلان کروا دیا کہ ہر شخص کیلئے جو لڑائی سے اپنے آپ کو روک لے گا۔ امن ہے سوائے اس کے جو اہل بیت کی خون ریزی میں شریک ہوا تھا۔

عمر بن حجاج زبیدی کا حشر: ...... عمر بن حجاج زبیدی یہ سن کر بھاگ نکلا پھر اس کا حال کچھ معلوم نہ ہوا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مختار کے ساتھیوں میں سے کسی نے گرفتار کر کے اس کا سر کاٹ لیا تھا۔ شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اس کو قتل کر کے کلبانیہ نامی ایک گاؤں میں چلا گیا اور یہ سمجھ کر کہ اب میں بچ گیا ہوں اور وہیں قیام کر لیا۔

شمر بن ذی الجوشن کا عبرتناک انجام: ...... اس کے سامنے ایک دوسرے گاؤں میں ابوعمرہ (مختار کا ہم نشین) ٹھہرا ہوا تھا جس کو مختار نے اہل بصریٰ کی روک تھام کی غرض سے مقرر کیا تھا۔ اتفاقاً اس کو شمر کی خبر لگ گئی۔ تو وہ فوراً سوار ہو کر آیا اور پھر خوب لڑائی ہوئی۔ سات سو اسی آدمی مارے گئے جن میں اکثر یمن کے تھے اس نے شمر کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں اور مردار خور جانوروں کے آگے ڈال دی۔ یہ واقعہ ۶۶ھ کے آخر کا ہے۔

قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کا چن چن کر قتل: ...... اس واقعہ کے بعد شرفا کوفہ خوفزدہ ہو کر بصریٰ کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ عبیداللہ بن اسد جہنی، مالک بن نسیر کندی، حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کر کے قتل کیا اس کے بعد زیاد بن مالک ضبعی، عمران بن خالد بن عشری، عبدالرحمٰن بن ابی خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنہوں نے واقعہ کربلا میں امام حسین بن علی کا سامان لوٹا تھا زنجیر سے جکڑ کر حاضر کیے گئے۔ مختار نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ، عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشیٰ کا چچازاد بھائی) پیش کیا گیا اور اسی وقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی، ابو اسما بشر بن سمیط قابسی کو (جنہوں نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیا۔

امام کا سر کاٹنے والے ''خولی'' کا انجام: ...... خولی بن یزید اصحی جس نے امام علیہ السلام کا سر کاٹا تھا جان کے خوف سے چھپ گیا۔ لیکن لوگوں نے اسے تلاش کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے۔ مختار نے اس کو جلوا دیا۔

عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کا قتل: ...... ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اگرچہ اس نے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امن حاصل کر لیا تھا لیکن ابوعمرہ مختار کے حکم کے مطابق اس کا سر کاٹ لایا۔ اتفاق یہ ہوا کہ مختار کے پاس اس

وقت عمر بن سعد کا بیٹا حفص بیٹھا ہوا تھا مختار نے پوچھا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ ''حفص نے جواب دیا'' ہاں! لیکن اس کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے''۔ مختار نے اس کے قتل کا حکم دے کر کہا اس (یعنی عمر بن سعد) کا قتل خون حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ تھا اور یہ یعنی (حفص بن عمر) حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سروں کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھا کہ ''قاتلین حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ میں سے جن لوگوں پر میرا داؤ چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر دیا اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں۔

امام حسین رضی اللہ عنہ پر تیر چلانے والے کا انجام:.....عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ پر تیر چلایا تھا اور عباس کا اسباب لوٹ لیا تھا۔ حضرت عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی لیکن اس سے پہلے عدی بن حاتم کی سفارش کے ڈر سے اس کو ابن کامل نے قتل کر ڈالا تھا۔

مرہ بن منقذ کا فرار:.....مرہ بن منقذ بن عبدالقیس یعنی علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا لوگوں نے پہنچ کر اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا معصب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا لیکن اس بھاگ دوڑ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا۔

عبداللہ بن مسلم کے قاتل کا انجام:.....پھر زید بن فادحبانی کی گرفتاری کا حکم جاری ہوا۔ چاروں طرف سے اسے سپاہیوں نے گھیر لیا چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا اس لئے ابن کامل نے کہا کہ اس پر پتھر برساؤ سب لوگوں نے اسے مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کر کے جلا دیا۔

اصل قاتل حسین رضی اللہ عنہ ''سنان'' کا فرار:.....سنان بن انس جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ بصریٰ بھاگ گیا۔ مختار نے اس کا گھر منہدم کرا دیا اس کے بعد عمر بن صبیح صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی۔ مشکیں بندھی ہوئیں حالت میں پیش کیا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ اس کو برچھی مار ڈالو اور محمد بن اشعث کو جو کہ قادسیہ کے قریب ایک گاؤں میں ہے گرفتار کر کے لے آؤ۔ محمد بن اشعث یہ سن کر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔ مختار نے اس کے مکان کو بھی گرا دیا اور باقی لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو واقعہ کربلا میں شریک اور قتل حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ملزم تھے یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کرا دیئے۔

مختار نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص کیوں لیا؟:.....بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شرجیل انصاری سے ایک مرتبہ حضرت محمد بن الحنفیہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا ''مختار کا یہ خیال ہے اور وہ اس بات کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا حامی ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ شپ لگاتے ہیں''۔ مختار کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اسی وقت قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی قسم کھالی اور ان لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔

مختار کے لشکر کی بصریٰ روانگی:.....حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے بصریٰ کے گورنر حرث بن ابی ربیعہ (یعنی قباع) مقرر تھے۔ پولیس کی افسری عباد بن حسین کے قبضہ میں تھی اور صیغہ جنگ کا افسر عالی قیس بن ہیثم تھا۔ مثنیٰ بن محرمہ عبدی، واقعہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی مختار نے اس کو بصریٰ کی طرف اہل بیعت کا قصاص لینے کی تحریک چلانے کی غرض سے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں اس نے ایک بڑا گروہ جمع کر لیا اور انکو مرتب کر کے قباع سے جنگ کے لئے خروج کر دیا۔

مختار کے کمانڈر ''مثنیٰ'' کی شکست:.....عباد بن حسین اور قیس بن ہیثم نے اس کے مقابلہ پر صف آرائی کی مثنیٰ بن مخرمہ شکست کھا کر اپنی قوم عبد القیس میں جا چھپا قباع نے اس کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج متعین کر دیا زیاد بن عمرو عتکی یہ سن کر قباع کے پاس آیا اور کہا ''تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرہ سے واپس بلالو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں''۔ قباع نے وقت کی مصلحت کے تحت احنف بن قیس کو بھیج دیا اس نے جنگ چھڑنے سے پہلے پہنچ کر اس بات پر مصالحت کر لی کہ عبدالقیس مثنیٰ کو نکال دیں۔ چنانچہ مثنیٰ بصریٰ سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

مختار کی حضرت ابن زبیر سے دھوکہ کی کوشش: ..... مختار نے کوفہ سے ابن مطیع (ابن زبیر) کے گورنر کو نکالنے کے بعد عبداللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تمہارا مطیع ہوں تم وعدہ کے مطابق مجھے سند حکومت بھیج دو۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو حیلہ وفریب سے اپنی مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیعت کی پیرایہ میں حکومت سلطنت پر قبضہ کرلے۔ عبداللہ بن زبیر اس کو تاڑ گئے۔ تصدیق کے خیال سے عبدالرحمن بن حرث بن ہشام مخزومی کو ۳۵ ہزار درہم زادراہ دیئے اور گورنری کوفہ کی سند دے کر رخصت کیا۔

مختار کے خلیفہ کی ''ابن زبیر'' کے خلاف کارروائی: ..... مختار کو یہ خبر ملی تو زائدہ قدامہ کو پانچ سو سواروں کے ساتھ ستر ہزار درہم دے کر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ یہ رقم عمر بن عبدالرحمن کو دے کر واپس کردینا اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو پانچ سو سواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سائے میں اس کو لے لینا''۔ عمر بن عبدالرحمن نے پہلے دراہم لینے سے انکار کردیا لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملتا ہوا مال لے کر بصریٰ روانہ ہوا اس وقت بصریٰ میں قباع حکومت کررہا تھا ابن مطیع بھی بصریٰ میں ہی موجود تھا۔ عمر بن عبدالرحمٰن بھی پہنچ گیا۔ یہ زمانہ مثنیٰ بن مخرمہ کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔

مختار کا خط ابن زبیر کے نام: ..... بعض مورخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ ''میں نے کوفہ میں اپنا قصر حکومت بنالیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کردیں تم میں شام کی طرف چلا جاؤں گا اور ابن مروان کو آپ کی طرف سے زک پہنچاؤں گا''۔ لیکن عبداللہ بن زبیر اس کے فریب کو تاڑ گئے تھے اس لئے مختار ہمیشہ ان پر طعن وتشنیع کیا کرتا تھا۔

مختار کی ابن زبیر کی مدد کے بہانے لشکر کی روانگی: ..... تھوڑے دن بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو ایک لشکر کے ساتھ وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔ مختار نے یہ سن کر ابن زبیر کو لکھا کہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد کے لئے ایک فوج بھیج دوں ابن زبیر نے جواب دیا کہ اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کرنا چاہتے ہو تو نور علیٰ نور۔ نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلہ پر وادی القریٰ میں بھیج دو مختار نے فوراً شرجیل بن دوس ہمدانی کو تین ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا جس میں اکثر آزاد غلام تھے اور یہ حکم دیا کہ مدینے پہنچ کر اطلاع دینا پھر جیسے میں حکم دوں اس کی تعمیل کرنا۔

ابن زبیر کا مختار کے لشکر کو روکنا: ..... جواب روانہ کرنے کے بعد ابن زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے مکہ سے عباس بن سہیل سعد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع بن کر آیا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کسی ترکیب سے واپس کردینا یا جنگ وجدال سے ہلاک کردینا۔

مختار کے کمانڈر کی ابن زبیر کے کمانڈر سے ملاقات: ..... عباس اور شرجیل سے مقام رقیم میں ملاقات ہوئی عباس نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے پر وادی القریٰ کی طرف چلو'' شرجیل نے جواب دیا'' مجھے مختار نے سیدھے مدینے جانے کا حکم دیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤں گا عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہوگیا ہے میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤں گا عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہوگیا مگر تالیف قلوب کی غرض سے گوشت گھی اور پکا ہوا کھانا بھیج دیا۔

مختار کے لشکر پر حملہ: ..... شرجیل ابن دوس اور اس کے ساتھی بھوکے پیاسے تھے ایک چشمہ پر کھانے پینے میں مصروف ہوگئے عباس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لے کر حملہ کردیا شرجیل ابن دوس اور اس کے ساتھ ستر آدمی اس کی قوم کے مارے گئے باقی جو رہے ان کو امان دی گئی اور لوگ بحالت پریشانی کوفہ واپس آگئے جس میں اکثر راستے میں مرگئے۔

مختار کی ابن حنفیہ کو ابن زبیر کی شکایت: ..... اس واقعہ سے مختار کو ابن حنفیہ وابن زبیر کو آپس میں لڑانے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا'' میں نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری اور دشمنان اہل بیت کو ذلیل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا ابن زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجئے تاکہ لوگوں معلوم

ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔

محمد بن الحنفیہ کا مختار کو جواب:..... محمد بن الحنفیہ نے جواباً لکھا کہ میں تمہارے ارادے اور حق شناسی کو جانتا ہوں میرے نزدیک محبوب ترین بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے لہذا تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خونریزی سے بچتے رہو اگر میرا ارادہ لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بہت زیادہ ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر اور شکر کر رہا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر اور ابن الحنفیہ:..... اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور ان کے اہل بیت اور حامیوں سے بیعت کرنے کو کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو بھیجا اس نے سختی کی اور درشتی سے پیش آیا لیکن آپ برابر صبر و تحمل سے کام لیتے رہے مجبور ہو کر چھوڑ دیا مگر جب حامیان علی ابن طالب رضی اللہ عنہ نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینا شروع کر دی تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے مبادا محمد بن حنفیہ کی بیعت نہ کرنے سے لوگ برہم نہ ہو جائیں زبردستی بیعت لینے کا ارادہ کر لیا۔

محمد بن الحنفیہ کی گرفتاری اور قید:..... پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے خیال سے محمد بن حنفیہ کو مقام زمزم میں قید کر دیا گیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس دوران اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے محمد بن الحنفیہ نے یہ واقعات مختار کو لکھ بھیجے۔

مختار کے ذریعے ابن الحنفیہ کی رہائی:..... مختار نے اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھا سب کے دل بھر آئے ان میں سے چند امراء کو تین سو سواروں کے ساتھ ابو عبداللہ کی قیادت میں مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور چار لاکھ درہم محمد بن حنفیہ کو بھیجے یہ لوگ منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی اس لیے کہ وہ حرم میں تلوار کو اٹھانا مکروہ سمجھتے تھے اور یالثارات الحسین یالثارات الحسین، (حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام) کہتے جاتے تھے حتی کہ زمزم پر پہنچے اور دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو قید سے نکال لیا اس وقت صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے۔

ابن زبیر کے خلاف کاروائی سے ابن الحنفیہ کا انکار:..... عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا" میں حرم میں جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتا اس کے بعد باقی لشکر آ گیا ابن زبیر اس سے خائف ہوئے اور محمد بن حنفیہ زمزم سے نکل کر شعب علی میں چلے گئے رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی مجتمع ہو گئے آپ نے مختار کی مرسلہ رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔

محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت لینے کی کوشش:..... پھر جب مختار مارا گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینہ پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت کرنے کو کہا تو انھوں نے خائف ہو کر لکھ بھیجا کہ آپ شام چلے آیئے جب تک لوگوں کا کسی پر اجتماع نہ ہو اس وقت تک نہایت عزت و احترام سے میرے پاس رہیے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا۔

عبدالملک کی ابن حنفیہ سے بیعت لینے کی کوشش:..... چنانچہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت شام کی جانب روانہ ہوئے مدین میں پہنچے تو عمرو بن سعید کے قتل کی خبر ملی آپ کو اس نقل و حرکت پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام فرمایا تھوڑے دنوں میں جب آپ کا معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کا حکم لکھ بھیجا آپ ایلہ سے مکہ کی طرف لوٹے اور شعب بن ابی طالب میں پہنچ کر مقیم ہو گئے۔

ابن حنفیہ کی وجہ سے ابن عباس کی زبیر سے ناراضی:..... پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے حضرت عبداللہ بن عباس اس بات سے نہایت سخت ناراض ہوئے اور عبداللہ بن زبیر کو نہایت سخت و سست کہا نصیحت و ملامت کی اور مکہ سے نکل کر طائف چلے آئے اور یہیں انتقال فرمایا ان کی نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

حضرت ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک سے بیعت:..... محمد بن حنفیہ اس زمانے تک زندہ رہے جب حجاج نے حضرت ابن زبیر کا

محاصرہ کیا اس وقت آپ طائف سے پھر شعب ابی طالب چلے آئے عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی عبدالملک نے حجاج کو ان کی تعظیم اور حق شناسی کی ہدایت وتاکید کی پھر آپ عبدالملک کے پاس شام چلے گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے مجھے مستثنیٰ کر دیا جائے عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا۔

حضرت ابن زبیر کی بیعت نہ کرنے کی وجہ:......بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت لینے کا کہلوایا تھا انھوں نے جواب دیا کہ جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہیں ہونگے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہیں کریں گے کیونکہ یہ سب فتنہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس بات سے ناراضگی پیدا ہوئی اور محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور جب یہ لوگ اس بات پر بھی بیعت کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کا ارادہ کیا اس دوران مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان کی جانیں بچا دیں۔ پھر جب مختار مارا گیا تو اور حضرت عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہوگئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے گئے۔

مختار کی کرسی اور اس سے استمداد:......جس وقت مختار ۶۶ ہجری کے آخر میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوگئی تو اس نے ۲۲ ذی الحجہ ۶۶ ھ میں ہی ابراہیم بن اشتر کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور اپنے نامی گرامی مصاحبوں شہسواروں اور جنگ آوروں کو اس کرسی سمیت اس کے ساتھ کر دیا جس سے وہ بوقت ضرورت وہ مدد طلب کرتا تھا اس کرسی پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا مختار نے اپنے متبعین کو یہ سمجھا رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا ویسا تم میں کرسی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تھی جس کو مختار نے جعدہ بن ہبیر سے لیا تھا جو ام ہانی بنت ابی طالب کا بیٹا تھا۔

ابراہیم بن اشتر کی موصل روانگی:......ابراہیم بن اشتر کوفہ سے عراق چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے پہلے قبضہ کر لیا تھا اور نہر خارم ❶ (خازر) پر قیام کر کے طفیل بن لقیط نخعی کو بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھایا ابن زیاد یہ خبر سن کر نہر کے قریب آ کر ٹھہر گیا قبیلہ بنو قیس کے لوگ بنو مروان کے ساتھ مرج میں پھنسے ہوئے تھے اور ان دنوں عبدالملک کا ایک لشکر جزیرہ اور ایک لشکر مدینہ منورہ میں تھا ❷

عمیر بن حباب کا ابراہیم سے مدد کا وعدہ:......عمیر بن حباب سلمی (جو ابن زیاد کے ساتھیوں میں تھا) ابن اشتر سے ملنے آیا اور یہ وعدہ کیا کہ میں جنگ کے وقت میسرہ کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ کھڑا ہوں گا۔ تم لڑائی میں تاخیر نہ کرو کیونکہ تمہارے تاخیر کرنے سے ان کی قوت بڑھ جائے گی اس قرارداد کے مطابق صبح بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ابراہیم خیمہ سے نکل کر زیاد کی برائیاں کرتے ہوئے لوگوں کو جنگ پر ابھارنے لگا جیسے ہی صبح کی سفیدی نمایاں ہوئی اس نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور صف کو مرتب کر کے ہر ایک کمانڈر کے لیے پوزیشنیں مقرر کیں۔

جنگ کی شروعات اور عمیر کی وعدہ خلافی:......ابن زیاد نے بھی اپنے لشکر میمنہ ومیسرہ سے مرتب کیا سورج نکلتے نکلتے لڑائی چھڑ گئی حصین بن نمیر نے (جو اہل شام کا میمنہ کا افسر تھا) ابراہیم نے میسرہ پر حملہ کر دیا علی بن مالک خثعمی مارا گیا تو فرد بن علی نے لپک کر علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے جب یہ بھی فرش زمین پر موت کی نیند سو گیا تو میسرہ کو شکست ہوگئی عبداللہ بن ورقاء بن جنازہ سلولی نے علم کو سنبھال کر بھاگنے والوں کو للکارا تو وہ ایک تازہ جوش سے واپس آئے اور ابراہیم کے میمنہ نے ابن زیاد کے میسرہ پر حملہ کر دیا اس پر کہ عمیر بن حباب وعدہ کے مطابق میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔

ابراہیم کے ہاتھوں ابن زیاد کی شکست:......ابراہیم نے یہ دیکھ کر لشکر کے قلب پر دھاوا کیا بازار کارزار گرم ہو گیا ہر شخص سر بکف فروشی پر تیار تھا ایک طرف آہ وزاری کے نعرے اور زخمیوں کے خون کے فوارے بلند ہو رہے تھے دوسری طرف تلواروں اور نیزوں سے کان کے پردے پھٹے جا رہے

❶......ایک نسخے میں حارم ہے جو غلط ہے تفصیل کے لیے دیکھیے (ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۵۰)۔ ❷......اصل کتاب میں یہ جگہ خالی تھی اور مذکورہ عبارت عربی ایڈیشن میں ہے (ابن اثیر کی الکامل جلد ۲ صفحہ ۶۴۵) سے لی گئی ہے تصحیح واستدراک (ثناء اللہ محمود)

تھے تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا'' انغمس براتیك فیھم ، انغمس براتیك فیھم ، ❶ فریقین کے سینکڑوں ہزاروں آدمی کام آ گئے ۔میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابن زیاد کی فوج شکست کھا گئی۔

ابن زیاد کی لاش کی دریافت:......لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا'' میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو نہر کے کنارے قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو آ رہی تھی اور میں نے اس کے اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا۔لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ ابن زیاد تھا چنانچہ سر کاٹ کر لاش جلا دی۔

ابن زیاد کا قاتل کون؟:......شریک بن ثغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابن زیاد ہے حملہ کر دیا لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے شریک کے ساتھیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا۔بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ ابن زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا اسی واقعہ میں شرجیل بن ذی الکلاح حمیری بھی مارا گیا (جو شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید از دی ورقاء بن عازب اور عبداللہ بن زہیر السلمی کا دعویٰ تھا کہ میں نے ابن زیاد کو قتل کیا ہے۔کامیاب گروہ نے کامیابی کے بعد بھاگنے والے گروہ کا تعاقب کیا۔

ابن زیاد اور ساتھیوں کے سر مختار کے سامنے:...... ابن زیاد کے ساتھی جتنے معرکے جنگ میں کام آئے تھے اس سے زیادہ جان کے خوف سے نہر میں ڈوب کر مر گئے تھے۔لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا عبداللہ بن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر فتح کی خوشخبری کے ساتھ مختار کے پاس مدائن بھیج دیئے گئے اس کے بعد ابن اشتر نے اپنے بھائی عبدالرحمن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجار، وراراور سرزمین جزیرہ کا گورنر بن گیا اس کے بعد زفر بن حرث کو قرقیس ❷ کا حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور الرہا اور شمشاط ❸ کا عمیر بن حباب سلمی کو کفر نوبی ❹ وطور عیدین کا گورنر بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

مصعب بن زبیر گورنر بصریٰ:......اوائل ۶۷ یا اواخر ۶۶ میں حضرت عبداللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصریٰ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو گورنر بنا دیا مصعب بصریٰ پہنچ کر سیدھے جامع مسجد میں پہنچ گئے منبر پر خطبہ دینے کو چڑھے اس دوران حرث بن ربیعہ آ گیا مصعب نے اس کو ایک سیڑھی نیچے بٹھا لیا۔خطبہ دینے لگے۔سورۃ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اتر آئے۔

کوفیوں کا مصعب کے پاس اجتماع:......شرفاء کوفہ جنھوں نے مختار کے خوف سے جلا وطنی اختیار کر لی تھی رفتہ رفتہ مصعب سے آ ملے۔شبت بن ربعی واغوثاہ واغوثاہ ❺ چلاتا ہوا آیا اس کے بعد محمد بن الاشعث بھی آ گیا مختار کے خلاف خروج کرنے کی تحریک چلائی مصعب بن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو جو (عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا) بلوایا چنانچہ اس نے آنے میں تاخیر کر دی۔

مہلب کو مختار کے خلاف تیاری کا حکم:......تو مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دے کر روانہ کیا مہلب نے خط پڑھ کر کہا'' کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی قاصد نہیں ملا تھا؟ محمد بن الاشعث نے جواب دیا'' ہم قاصد نہیں ہیں؛ ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات، مال و اسباب پر قابض ہو گئے ہیں اس کے بعد مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال و اسباب لے کر بصریٰ میں داخل ہوا مصعب ابن زبیر نے مہلب کو'' اجسر اکبر'' پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ عبدالرحمن بن مخنف کو کوفہ کی طرف مختار ریشہ دوانی اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی ترغیب دینے کے لیے روانہ کیا۔

مہلب کی صف آرائی:......مصعب نے مقدمۃ الجیش پر عباد بن حطی تمیمی کو میمنہ پر عبداللہ بن معمر کو، میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کیا اور خود بصریٰ واپس آ گیا مختار کو یہ خبر ملی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی کی ترغیب دی ایک چھوٹا سا لشکر ان کے سرداروں کے ساتھ روانہ کیا۔مقام مزرا میں

---

❶......اپنا جھنڈا لے کر ان میں گھس جاؤ۔(ثناءاللہ محمود)۔❷......ایک نسخے میں قرقیس یا قرقسیا کی جگہ صرف قیس تحریر ہے جو غلط ہے۔تفصیل کے لیے (ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۸)۔❸......علامہ ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۳ صفحہ ۸) شمشاط کی بجائے سیمساط کی تحریر ہے۔❹ ایک نسخے میں کفر نوثی تحریر ہے جو غلط ہے تفصیل کے لیے دیکھیں تاریخ الکامل ابن اثیر۔ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں'' کفر توثا'' تحریر ہے۔ثناءاللہ محمود۔❺......واغوثاہ ترجمہ۔پائے ہے کوئی مدد کرنے والا۔

فریقین نے صف آرائی کی۔

مہلب کی کامیابی : ...... مہلب نے اپنے لشکر کی فوج لے کر ابن کامل پر حملہ کیا ابن کامل نہایت استقلال وثابت قدمی سے مقابلہ پر اڑا رہا پھر مہلب نے ایک دوسرا ناقابل برداشت حملہ ابن کامل پر کیا جس کا وہ متحمل نہ ہوسکا اس کے رکاب کو ابتری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی دوسرے لوگوں نے ابن شمیط پر دھاوا بول دیا اس کی فوج بھی شکست کھا گئی پیادوں میں قتل کا بازار گرم ہوگیا مصعب نے عباد کو حکم دیا کہ جتنے لوگ قید کیے جائیں قتل کر ڈالیں جائیں محمد بن الاشعث نے سواران کوفہ کو لے کر بھاگنے والوں کا تعاقب کیا اور جس کو پایا قتل کر دیا۔

مصعب کی کوفہ کی طرف پیش قدمی: ...... مصعب نے کامیابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا کمزوروں، ناتوانوں اور انکے سامان کشتیوں پر لاد کر فرات کے راستے پر روانہ کیا اور خود نہر فرات کو مقام واسط سے عبور کر کے خشکی کے راستے بڑھا۔ مختار تو اس کی اطلاع ملی کہ ابن شمیط کو بری طرح شکست ہوئی ہے اس کے تقریباً سارے ساتھی معرکہ جنگ میں کام آ گئے اور مصعب دریا اور خشکی کے راستے سے بڑھا چلا آ رہا ہے مختار نہ چاہتے ہوئے بھی مقابلہ کے لیے کوفہ سے نکل کر مجمع الانہار کی طرف چلا (جہاں پر جزیرہ ❶ الحسین ❷ قادسیہ اور سفر ❸ کی نہیں ملتی ہیں) چونکہ نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آ گیا تھا اور وہ خشک ہو رہی تھی اس لیے اہل بصریٰ کی کشتیاں خشک پڑ گئیں اہل بصریٰ نے کوفیوں کا لشکر دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں لشکر کو مرتب کر کے کوفہ کا ارادہ کیا۔

مختار کا حروارہ میں قیام : ...... مختار نے جمع الانہار سے مڑ کر الامارت ومسجد کی قلعہ بندی کے بعد "حروراء" میں قیام کیا اس دوران مصعب بھی آ گیا اس کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ، میسرہ پر عمر بن عبید اللہ، سواروں پر عمر عباد بن حصین تھا۔ مختار کا میمنہ پر سلیم بن یزید کندی کے اور میسرہ سعید بن منقذ ہمدانی کی ماتحتی میں تھا اور فوج کے سواروں کی عمر بن عبید اللہ نہدی کمان کر رہا تھا۔

محمد بن اشعث کی پوزیشن: ...... محمد بن الاشعث اہل کوفہ کے اس گروہ کو لیے ہوئے جو میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے دونوں لشکر کے درمیان ٹھہرا ہوا تھا فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا ہر شخص جاں فروشی پر تیار ہوگیا عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا بول دیا اور مصعب کے ساتھیوں کو مجبوراً اتنا پیچھے ہٹنا پڑا کہ مصعب کے پاس پہنچ گئے۔

مختار کی پسپائی اور ابن اشعث کا قتل: ...... مصعب نے ایک پر جوش تقریر سے اپنے ساتھیوں کو للکار کر آگے بڑھایا۔ مختار کی فوج پسپا ہو کر اپنے مورچوں کو بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی شام ہوتے ہوتے مالک بن عبداللہ نہدی نے پیادوں کو لے کر ابن اشعث پر حملہ کیا۔ ابن اشعث اور اس کے ساتھی کام آ گئے۔

عبیداللہ بن علی کی شہادت، مختار کا فرار: ...... عبداللہ بن ابی طالب شہید ہو گئے تمام رات جنگ ہوتی رہی چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا صبح ہونے سے تھوڑا پہلے مختار کے ساتھی آنکھیں بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے۔ مختار یہ رنگ دیکھ کر قصر امارت میں جا چھپا۔ مصعب نے میدان جنگ سے سنجہ پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے قصر امارت کا محاصرہ کر کے رسد وغلہ بند کر دیا لیکن خفیہ طور سے غلہ رسد جاری رہی مصعب کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے رسد وغلہ قطعاً روک دیا۔

مختار کی آخری ساعتیں: ...... مختار اور اس کے ساتھیوں کو شدت بھوک وپیاس سے حال ابتر ہوگیا پانی میں شہد ملا کر پینے لگا لیکن اس سے بھی پیٹ نہ بھرا تو مختار نے اپنے ساتھیوں سے امن حاصل کرنے کے لیے حکم دیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا تقریباً ❹ بیس آدمیوں کو جس میں سائب بن سلک اشعری ❺ بھی تھا لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔

---

❶ ...... (تاریخ طبری میں) جزیرہ کے بجائے نہر حیرہ اور (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۲) میں نہر خریرہ تحریر ہے)۔ ❸ تاریخ ابن اثیر میں مسلحسین کے بجائے "الحسین" تحریر ہے)۔ ❸ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۲ پر سفر کے بجائے یسر تحریر ہے جب کہ تاریخ طبری میں نہر یوسف اور ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں نہر رسف تحریر ہے (ثناء اللہ محمود) ❹ ...... ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴ میں "۱۹ آدمی تحریر ہے" (ثناء اللہ محمود) ❺ ...... ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴ میں سائب بن سلک کے بجائے سائب بن مالک تحریر ہے۔ جب کہ ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں سائب بن مالک اشعری تحریر ہے، (ثناء اللہ محمود)

مختار اور سائب کا مکالمہ اور مختار کا قتل:..... سائب اسے ملامت کرنے لگا تو مختار نے کہا "تف ہو تجھ پر اے احمق؛ میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا ہے نجدہ نے یمامہ پر اور مروان نے شام پر میں بھی انہی لوگوں کی طرح کا تھا لیکن میں بھی جب کہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا تو اہلبیت کے خون کا بدلہ لینے کا طلبگار بن گیا۔ اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے زور بازو سے لڑ" سائب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار ❶ آگے بڑھا لڑائی ہونے لگی بالآخر طرفہ اور طراف جو کہ عبداللہ بن دجاجہ حنفی کے بیٹے تھے کے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ ہو گیا عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ اسی وقت جب کہ مختار نے امن حاصل کرنے کی رائے دی تھی قصر امارت سے بذریعہ کمند اتر آیا تھا اور اپنے بھائی کے مکان میں روپوش ہو گیا تھا۔

مختار کے ساتھیوں کا قتل:..... مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیغام بھیجا مصعب کے کہنے سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے مہلب نے ان کو قتل کرنے سے منع کر دیا مگر سرداران کوفہ نے اس سے اختلاف پیدا کیا پس مصعب نے باتفاق رائے ان سب لوگوں کو قتل کر دیا بعد اس کے مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر مسجد کے دروازے پر لٹکا دیئے گئے جن کو حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں اتروایا۔

ابراہیم بن اشتر کی مصعب کی اطاعت:..... کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن الاشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت قبول کرنے اور اس کو ملک شام کی حکومت دینے اور یہ کہ وہ ملک مغرب میں جتنا ملک فتح کر سکیں وہ اسے دیئے جانے کا لکھا تھا اسی زمانے میں عبدالملک نے بھی خط و کتابت کی تھی اور عراق کو حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا ابراہیم نے اپنے مشیروں سے اس بارے میں مشورہ کیا بعض لوگوں نے مصعب سے ملنے کا کہا اور بعض نے عبدالملک کی سازش کرنے کی رائے دی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد اور اہل شام کو اس سے زیر و زبر کیا ہے مصعب کی شرائط منظور کر لی اور اس کی طرف روانہ ہو گیا مصعب نے یہ خبر سن کر مہلب بن ابی صفرہ کو اس کے مقبوضہ صوبوں موصل، جزیرہ، آمینیہ، اور آذربائیجان کی طرف بھیج دیا۔

مختار کی ابن زبیر سے مخالفت کا وقت:..... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت اسی زمانہ میں ظاہر کی تھی مصعب بصریٰ میں آیا تھا اور مصعب نے حماد حطمی کو روانہ کیا تھا مختار کے ساتھ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی تھے رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی رات آدھی سے زیادہ گزر چکی ہو گی کہ مصعب کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے مورچے میں چھپ گیا ایک گروہ اس کے ساتھیوں کے کام آ گیا صبح ہوئی تو مختار یہ دیکھ کر کہ اس کے ساتھی مصعب کے لشکر سے جنگ میں مشغول ہیں اور اس کے پاس کوئی نہیں ہے کوفہ کی طرف واپس گیا اور سیدھا دارالامارت میں چلا گیا۔

مختار کے ساتھیوں کے قتل کا سبب:..... جب اس کے ساتھی میدان جنگ سے لوٹے تو ان کو مختار نہ ملا تو وہ یہ سمجھ کر کہ مختار مارا گیا میدان جنگ سے کامیابی کے باوجود بھاگ کر قصر امارات میں جا چھپے انکی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی مصعب نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا چار مہینہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی بہت سے آدمی مارے گئے آخر کار مصعب سے قصر امارات ❷ محصورین امان کے خواستگار ہوئے۔

اور اس کے حکم کے مطابق دروازہ کھول کر نکل آئے اس نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جس میں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی لوگ تھے۔

حمزہ بن عبداللہ کی گورنری اور معزولی:..... کوفہ پر مصعب کے قبضہ کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اپنے بیٹے حمزہ کو بصریٰ میں مصعب کی جگہ مقرر کیا اس کی کج خلقی و تنگ ظرفی سے بصریٰ کے معززین نے مجبور ہو کر مالک بن مسمع سے شکایت کی کہ مالک بن مسمع نے کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر

---

❶..... صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسین رضی اللہ عنہ اور شرفاء عرب کب نیست و نابوت کر چکا تو اس نے اور صلحاء امت کے استیصال کی فکر کو لوگوں کے سامنے ارادہ اور خبث نفس ظاہر ہو گیا بنوت کا بھی دعویٰ کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین وحی لے کر آتے ہیں اہل کوفہ نے مجبور ہو کر حضرت عبداللہ بن زبیر کو لکھا انھوں نے اس کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر مصعب کی قیادت میں روانہ کیا ابراہیم ابن اشتر اور اسرداران کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے مصعب کے حوالے کر دیا۔ مصعب نے اس کو قتل کر ڈالا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۳۱۹ مطبوعہ مصر) ❷..... مختار کے قتل ہونے کے بعد قصر امارت کے محصورین نے امان مانگی تھی۔ مختار کی عمر قتل کے وقت ۶۳ برس تھی چودھویں رمضان المبارک ۶۷ ہجری کو کوفہ کے بازار میں مارا گیا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ مصر۔

جسر کی طرف خروج کیا اور حمزہ سے کہلوا دیا کہ تم حکومت بصریٰ کو چھوڑ کر اپنے والد کے پاس واپس چلے جاؤ۔ پھر احنف نے عبداللہ بن زبیر کو لکھا کہ اپنے بیٹے کو معزول کر کے مصعب کو پھر بصریٰ بھیجو لوگ عام طور پر اس سے ناراض ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا۔ پھر حمزہ بہت سا مال و اسباب لے کر بصریٰ سے روانہ ہوا مالک بن مسمع نے پہنچ کر روک دیا لیکن عمر بن عبداللہ کے کہنے سے باز رہا۔

مصعب کے اقدامات اور جہاد:...... بعض مورخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک سال بعد مصعب کو بصریٰ کی گورنری پر مامور کیا تھا مصعب نے بصریٰ میں پہنچ کر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو فارس کی سند گورنری دی اور جنگ ازارقہ پر مامور کیا۔ اس وقت مہلب فارس کا گورنر اور محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا مصعب نے اس کو موصل، جزیرہ اور آرمینیہ کا گورنر مقرر کرنے کے لیے بلوایا مہلب اپنی جگہ اپنے بیٹے مغیرہ کو مقرر کر کے بصریٰ آیا مصعب نے اس کو حکومت فارس اور جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔ اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام انجام دیئے جس کو ہم خوارج کے حالات میں بیان کریں گے۔

عمر بن سعید کا دمشق پر قبضہ:...... عبدالملک بن مروان قنسرین سے واپسی کے بعد ایک عرصے تک دمشق میں ٹھہرا رہا اس کے بعد عبدالرحمن ابن ام حکم اپنے بھانجے کو اپنا نائب مقرر کر کے زفر بن حارث کلابی سے جنگ کے لیے قرقیسیا روانہ ہوا عمر بن سعید اس کے لشکر میں تھا مگر جب یہ لوگ بطنان پہنچے تو عمر بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے رات کے وقت چھپ کر وہ دمشق چلا گیا، ابن ام حکم اس کی آمد کا سن کر بھاگ گیا چنانچہ عمر بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور ابن حکم کے مکان کو گرا دیا۔

عبدالملک کا محاصرہ اور ابن سعید سے صلح:...... لوگ جمع ہوئے تو اس نے خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک کرنے اور وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا عبدالملک کو اطلاع ملی تو وہ بھی عمر بن سعید کے پیچھے پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا عرصے تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار مصالحت ہو گئی۔ صلح نامہ لکھا گیا اور عبدالملک نے اس کو پناہ دے دی عمر بن سعید دمشق سے نکل کر عبدالملک کے خیمہ میں آیا اور اس کو اپنے ساتھ دمشق لے گیا۔

عبدالملک کے گھر ابن سعید کی طلبی:...... چار دن کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کو بلوایا اتفاق سے اس وقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ اس کا داماد اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے اسے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا عمر بن سعید نے کہا ''واللہ مجھے کسی بات کا خطرہ نہیں اگر میں سو رہا ہوتا تب بھی عبدالملک مجھے جگانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا ❶ اس کے بعد اس کے قاصد سے کہا ''تم جاؤ میں شام کے وقت آؤں گا'' شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی اوپر سے قبا پہن کر تلوار کمر سے لٹکائی اور ایک سو خدام کو لیکر عبدالملک کے پاس چلا عبدالملک نے اپنے پاس تمام بنو مروان اور حسان بن نجد کلبی اور قبیصہ بن ذوئب خزاعی کو جمع کیا ہوا تھا جب عمر پہنچا تو اس کو حاضری کی اجازت دیدی گئی جیسے جیسے وہ اندر چلتا جاتا عبدالملک کے مصاحبین دروازے بند کرتے جاتے تھے حتیٰ کہ شہ نشین کے دروازے پر پہنچ گیا اس وقت اسکے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔

عبدالملک کا فریبی انکشاف:...... عبدالملک کے پاس بنو امیہ کو جمع دیکھ کر عمر بن سعید کو خطرہ محسوس ہوا تو غلام سے مخاطب ہو کر کہا ''میرے بھائی یحییٰ کے پاس جاؤ اور اس کو بلا لاؤ۔ غلام کچھ نہ سمجھا تو عمر نے اس جملے کو دہرایا غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن بالکل نہیں سمجھا عمر بن سعید نے جھلا کر کہا جاؤ دفع ہو جاؤ غلام چلا گیا عبدالملک نے حسان اور قبیصہ کو عمر بن سعید کا استقبال کا حکم دیا یہ دونوں آگے بڑھے اور عمر بن سعید کو عبدالملک کے پاس لا کر تخت پر بٹھا دیا اور باتیں ہونے لگیں۔

عبدالملک کی حیلہ بازی:...... تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک کی تلوار اس سے لینے کا حکم دیا عمر بن سعید کو ناگوار گزرا تو اس نے کہا ''اتق اللّٰہ یا امیر المومنین (ترجمہ:...... اے امیر المومنین اللہ سے ڈریں)۔ عبدالملک بولا ''کیا تم اس کی امید رکھتے ہو کہ میرے ساتھ تم تخت پر تلوار لے کر بیٹھو گے؟'' عمر بن سعید خاموش ہو گیا غلاموں نے پہنچ کر تلوار لے لی۔

---

❶...... (ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۳۳) میں اس جگہ پر یہ عبارت ہے واللہ لو کنت نائما ما انبھنی ابن الزرقاء ولا اجترا علی ''اس کا ترجمہ وہی جو اوپر بیان ہو چکا ہے (ثناء اللہ محمود)''

عمر بن سعید کو بے بس کرنے کا حیلہ:...... پھر تھوڑی دیر بعد کہا "اے ابوامیہ: جس وقت تم نے میری مخالفت کی تھی میں نے اسی وقت یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں تم کو ایسے دیکھوں گا کہ تم میرے قبضہ میں ہو تو میں تم کو ہتھکڑی پہناؤں گا بنومروان نے عرض کیا کہ کیا امیر المومنین اسے رہا کر دیں گے عبدالملک نے کہا ہاں میں کوئی برائی ابوامیہ کے ساتھ نہیں کر۔نے دوں گا" بنومروان نے عمر بن سعید سے کہا ابوامیہ امیر المومنین کی قسم پوری کر دو۔ عمر بن سعید دبی زبان سے بولا بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قسم سچائی کے ساتھ پوری کر دی عبدالملک نے فوراً فرش کے پیچھے سے ایک زنجیر نکالی اور غلام کو دے کر کہا ابوامیہ کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں ڈال دو۔ عمر بن سعید بولا" میں امیر المومنین کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے سامنے یوں ہی لے چلنا۔ عبدالملک نے کہا مجھ سے یہ نہ ہوگا کیا تم مرتے وقت دھوکہ دینا چاہتے ہو۔

عمر بن سعید کے قتل کا حکم:...... عمر بن سعید یہ سن کر خاموش ہو گیا اور عبدالملک نے اتنی زور سے زنجیر کو کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے لگ گیا اور آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے عمر بن سعید نے چلا کر کہا "امیر المومنین تمہیں اللہ کی قسم ہے مجھے چھوڑ دو، میرے دانت ٹوٹ گئے ہیں عبدالملک نے کہا واللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے زندہ رہنے سے میری بہتری ہے اور قریش کے لیے نیکی ہے تو میں بے شک تجھے زندہ رکھتا لیکن دراصل یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تمہارے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے اس پر عمر بن سعید اسے برا بھلا کہنے لگا عبدالملک نے اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے قتل کا حکم دے کر نماز پڑھنے چلا گیا۔

عبدالملک کے ہاتھوں ابن سعید کا قتل:...... عبدالعزیز نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے رشتہ داری اور صلہ رحم یاد دلائی چنانچہ عبدالعزیز اسے قتل کرنے سے رک کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد عبدالملک نماز پڑھ کر واپس آیا اور دروازے بند کرتا ہوا اپنی نشست گاہ آیا تو عمر بن سعید کو زندہ دیکھ کر عبدالعزیز پر برہم ہوا اور ایک چھرا لے کر اس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عبدالملک نے اس کے قتل کا اپنے غلام ابن زبیر ❶ کو حکم دیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا تھا۔

یحییٰ بن سعید کا قصر امارت پر حملہ:...... حاضرین مجلس میں سے کسی نے عمر بن سعید کا یہ حال اس کے بھائی یحییٰ ابن سعید سے جا کر کہہ دیا وہ ایک ہزار غلاموں اور دوستوں کو لے کر قصر خلافت پر حملہ کیا حمید بن حرث، حریث، زہیر بن الابرد وغیرہ جو اس کے ساتھ تھے عمر بن سعید کا نام لے کر آواز دینے لگے جب اس کی آواز نہ سنائی دی تو دروازہ توڑ ڈالا اور لوگوں پر دیوانہ وار حملہ کرنے لگے ولید بن عبدالملک نے نکل کر مقابلہ کیا چنانچہ ایک عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی۔

عبدالعزیز کی چالاکی، یحییٰ وغیرہ کی گرفتاری:...... اس دوران عبدالرحمن بن ام حکم ثقفی نے عمر بن سعید کا سر لے کر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان روپیہ پھینکنے لگا لوگوں نے اس کو لوٹ لیا اور منتشر ہو گئے اس کے بعد عبدالملک مسجد کی طرف آیا لوگوں سے اپنے بیٹے ولید کو معلوم کیا معلوم ہوا زخمی ہے پھر یحییٰ بن سعید اور اس کے بھائی عنبسہ کو پیش کیا گیا یہ دونوں اور عمر بن سعید کے بیٹے ❷ قید کر دیئے گئے۔

رہائی کے بعد عبدالملک سے ملاقات:...... کچھ عرصے بعد قید سے رہا کر کے انہیں مصعب بن زبیر کے پاس بھیج دیا تاکہ پھر یہ مصعب کی شہادت کے بعد عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے ان کی جان بخشی کر دی اور کہنے لگا کہ تم لوگ ایسے خاندان سے ہو جس کو تمہاری پوری قوم پر فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس سے محروم رکھا ہے میرے باپ اور تمہارے باپ کے درمیان جو باتیں پیش آئیں وہ نئی نہ تھیں بلکہ پرانی ہیں اور ہمارے بزرگوں کے درمیان زمانہ جاہلیت سے چلی آ رہی ہیں۔

عبدالملک کو احساس دلانے کی کوشش:...... یحییٰ بن سعید نے جواب دیا کہ "امیر المومنین: تم جاہلیت کی باتوں کا کیا ذکر کر رہے ہو حالانکہ اسلام نے ان ساری باتوں کو نیست و نابود کر کے جنت کا وعدہ کیا اور دوزخ کی آگ سے ڈرایا ہے باقی عمر بن سعید تو تمہارا چچازاد بھائی تھا اس کے ساتھ جو تم

❶...... تاریخ طبری اور مروج الذہب میں ابن الزبیر کے بجائے ابوالزبیر ہے قہ اور الکامل ابن اثیر میں ابن الزبیر یہ تحریر ہے (ثناء اللہ)۔ ❷ عمر بن سعید کے چار بیٹے تھے (۱) امیہ بن عمر (۲) سعد بن عمر (۳) اسماعیل بن عمر (۴) محمد بن عمر)

نے برتاؤ کیا ہے اس کو تم خوب جانتے ہو اور اگر وہی باتیں جو تم میں اور ان میں تھیں ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو تو ہمارے لیے زمین کا پیٹ اس کے ظاہر سے بہتر ہے''۔ عبدالملک کا دل یہ سن کر بھر آیا بولا تمھارے باپ اور مجھ میں یہ طے ہو گیا تھا کہ جب موقع ملے گا تو میں اس کو یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیدیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور تمھیں قتل کرنے کی مجھے خواہش نہیں ہے میں تمہارے ساتھ صلح رحمی کروں گا اور رشتہ داری کا لحاظ رکھوں گا۔

عمر بن سعید کی ناراضگی کی وجہ:..... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ جس وقت عبدالملک عراق کی طرف جنگ کے ارادے سے جارہا تھا عمر بن سعید نے کہا مجھے تم اپنا ولی عہد بنالو اور ایک عہد نامہ لکھ دو تمھارے بعد مجھے خلیفہ اور امیر بنایا جائے گا عبدالملک نے اس کو منظور نہ کیا تو عمر بن سعید بگڑ کر دمشق چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے باغی ہو گیا جیسا کہ اوپر پڑھ آئے ہو اور ۶۹ھ میں مارا گیا۔

عبدالملک اور عراق کی جنگ:..... جس وقت عراق پر عبدالملک کا تسلط قائم ہو گیا اور کوئی شخص اس کا مخالف باقی نہ رہا تو اس نے جنگ عراق کی تیاری کی اسی زمانہ میں بعض شرفاء عراق کے خطوط بھی آئے جس میں انھوں نے عبدالملک کو عراق پر قبضہ کر لینے کی درخواست کی تھی عبدالملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت اور مخالفت کی لیکن اس نے ان کی بات کا بالکل خیال نہ کیا اور عراق روانہ ہو گیا مصعب کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔ مہلب بن صفرہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا مہلب ان دنوں سرزمین۔ فارس پر خوارج سے لڑ رہا تھا عمر بن عبیداللہ بن معمر فارس کی جنگی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا اور جنگ خوارج کے خلاف اس کے بدلے مہلب کو مامور کیا گیا تھا یہ ردوبدل اس زمانہ میں ہوا تھا جبکہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

خالد بن عبیداللہ کی بصرہ آمد اور اخراج:..... خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید (عبدالملک بن مروان کی جانب سے) خفیہ طور پر بصریٰ میں آیا اور بنی بکر بن وائل اور ازد میں مالک بن مسمع کے پاس ٹھہرا عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ضبیا کو اس کی کمک پر روانہ کیا اور اس کی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کی معرکہ آرائی ہوئی آخر کار اس بات پر صلح ہو گئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکال دیں۔

خالد کے نکلنے پر مصعب کی ناراضگی:..... خالد کو نکال دینے کے بعد مصعب بصریٰ میں خالد کو گرفتار کرنے کے مقصد سے آیا لیکن وہ اس کے آنے سے پہلے ہی چلا گیا مصعب عمر بن عبیداللہ بن معمر پر سخت ناراض ہوا خالد کے ساتھیوں کو گالیاں دیں، مارا پیٹا اور ان کے مکانات گرا دیئے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں اور مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا اور مال و اسباب لوٹ لیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو مقرر کر کے کوفہ چلا گیا اس کے ساتھ احنف بھی تھا اس کا کوفہ میں انتقال ہوا۔

مہلب کی خوارج کے خلاف روانگی:..... پھر یہ وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عبدالملک کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصریٰ کے ساتھ روانہ کرنے لگا اہل بصریٰ نے اس سے انکار کر دیا مجبور ہو کر مہلب کو خوارج کے خلاف واپس بھیج دیا مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی ہے تم مجھے ان علاقوں سے علیحدہ نہ کرو لیکن مصعب نے اس پر توجہ نہ دی۔ ابراہیم بن اشتر کو جو کہ موصل اور جزیرہ پر مقرر تھا بلا کر مقدمۃ الجیش کا افسر بنا دیا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

عبدالملک کے لشکر کی ترتیب:..... عبدالملک کے مقدمۃ الجیش پر اس کا بھائی محمد بن مروان، خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید مقرر تھے قرقیسیا کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ زفر بن حرث کلابی نے حاضر ہو کر صلح کر لی اور اپنے بیٹے ہذیل کو معہ ایک لشکر اس کے ساتھ ہمراہ کر دیا پھر عبدالملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب ابن زبیر کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آملا۔

عبدالملک کی اہل عراق سے سازش:..... عبدالملک اہل عراق سے ''سازش کے لئے'' خط و کتابت کرنے لگا اور اصفہان دینے کا وعدہ کیا انہی دنوں ابن اشتر نے مصعب کے سامنے ایک سر بمہر خط پیش کیا مصعب نے کھول کر پڑھا جس میں عبدالملک نے ابن اشتر کو لکھا تھا ''تم میرے پاس آجاؤ میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا'' مصعب ابن اشتر سے کہا ''کیا تم جیسا شخص اس کے جھانسے میں آجائے گا'' ابرہیم بن اشتر نے جواب دیا ''میں

غداری اور خیانت کا متبع نہیں بنوں گا۔ واللہ عبدالملک نے تمہارے سارے ساتھیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے اگر تم میرا کہا مانو تو ان سب کو قتل کروا دو یا نہایت تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو۔

اہل عراق کی مصعب سے بے وفائی:......مصعب نے اس سے اختلاف کیا اور اہل عراق عبدالملک کی سازش سے مصعب سے بدعہدی اور بے وفائی کرنے پر تل گئے قیس ابن ہیثم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اس کی بھی نہ سنی جس وقت دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو عبدالملک کے پاس کہلوایا کہ خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوریٰ کے سپرد کر دیں مصعب نے جواب دیا ''ہمارے اور تمہارے درمیان میں اب تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے۔''

جنگ کا آغاز:......چنانچہ لڑائی چھڑ گئی عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابن اشتر کو حکم دیا۔ مصعب نے ایک تازہ دم فوج کے ذریعے ابراہیم کی مدد کی اس نے محمد کو مورچہ سے ہٹا دیا۔ عبدالملک نے عبیداللہ بن یزید کو اس کی کمک پر مقرر کیا میدان کارزار نہایت تیزی سے گرم ہو گیا۔ مصعب کے ساتھیوں میں سے مسلم بن عمر الباہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکہ میں کام آ گئے مصعب نے فوراً عتاب بن ورقا کو ابراہیم بن اشتر کی مدد کے لئے متعین کر دیا۔

ابن ورقا کی غداری:......ابرہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا نا گوار گزرا تو کہلوایا کہ میں نے تم کو سمجھا دیا تھا کہ عتاب جیسے آدمیوں کو میری مدد کے لئے نہ بھیجنا افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے کا کوئی خیال نہ کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ عتاب بن ورقا نے عبدالملک کی بیعت کر لی تھی اور اس سے یہ وعدہ لیا تھا کہ میدان جنگ سے میں بھاگ جاؤں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

ابرہیم بن اشتر کی شہادت:......لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت ثابت قدمی استقلال سے لڑتا رہا حتیٰ کہ جاں بحق تسلیم کر دی اس کی شہادت کے بعد اس کا سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے بہت بڑھ گیا چنانچہ وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے مصعب نے عراق کے سرداروں کو جنگ کرنے کا حکم دیا سب نے بہانہ کر کے ٹال دیا اب اس وقت تن تنہا مصعب اور اس کی گنتی کے چند ساتھی لڑ رہے تھے باقی سارے اہل عراق دور کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

ابن مروان کی مصعب کو صلح کی پیشکش:......محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر بلند آواز میں کہا ''میں تمہارا چچازاد بھائی محمد بن مروان ہوں تم امیر المومنین کی امان قبول کر لو'' مصعب نے انکار میں جواب دیا۔ محمد بن مروان نے اس کے بیٹے عیسیٰ بن مصعب کو آواز دے کر کہا ''تم کو اور تمہارے والد کو امان دی جاتی ہے''۔

مصعب اور ابن مصعب کی گفتگو:......عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا مصعب نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ اہل عراق تمہارے ساتھ وعدہ نبھائیں گے اگر تم کو ان کی امان لینی منظور ہو تو بسم اللہ کر کے حاصل کر لو۔ عیسیٰ بولا مجھے یہ گوارہ نہیں ہے کہ کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں خود کو بچانے کے لئے باپ سے علیحدہ ہو گیا تھا'' مصعب نے کہا اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور ان کو اہل عراق کی سازش کی اطلاع دے دینا اور مجھے اسی حالت میں چھوڑ جاؤ میں نے خود کو مقتول سمجھ لیا ہے۔

عیسیٰ کا اپنا بہادر باپ کو جواب اور شہادت:......عیسیٰ نے عرض کیا ''میں قریش کو ہرگز نہ یہ خبر پہنچاؤں گا۔ بہتر ہے کہ تم بصرہ چلو وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا مکہ میں امیر المومنین کے پاس پہنچ جاؤ'' مصعب نے ٹھنڈی آہ کھینچ کر کہا ''یہ مجھ سے نہ ہو گا کیونکہ پورے قریش میں میرے بھاگنے کا تذکرہ ہو گا میرے بیٹے تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں۔ عیسیٰ بن مصعب نے حکم پاتے ہی آدمیوں کو لے کر آگے بڑھا شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسیٰ کی چمکتی ہوئی تلوار ان کی گردنوں پر تیر رہی تھی بالآخر بہت سے آدمیوں کو مار کر تلوار کے سائے میں موت کی نیند سو گیا۔

عبدالملک کی مصعب سے صلح کی التجاء:......عبدالملک نے مصعب سے امان قبول کرنے پر بے حد اصرار کیا دیر تک گڑگڑاتا رہا لیکن مصعب کی زبان سے نہیں کے علاوہ کچھ نہیں نکلا اس کے بعد مصعب اپنے خیمہ میں گیا بالوں میں تیل ڈالا اور عطر لگایا پھر پردوں کو گرا کر باہر آیا اور لڑنے لگا اس

کے ساتھ اس وقت صرف سات آدمی باقی رہ گئے تھے۔

مصعب کی دلیرانہ شہادت: ......عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے لشکر سے نکل کر للکارا مصعب نے لپک کر تلوار چلائی خود کی کڑیاں ٹوٹ گئیں سر زخمی ہو گیا۔ شامی دور دور سے تیر برسانے لگے مصعب زخمی شیر کی طرح جھپٹ جھپٹ کر حملہ کر رہا تھا جب زخموں سے چور ہو گیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا تو عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے پہنچ کر اس کی دلیرانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سر کاٹ کر عبدالملک کے سامنے رکھ دیا۔

مصعب کے قاتل کو انعام: ......عبدالملک نے ایک ہزار دینار کے انعام کا حکم دیا مگر اس نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ میں نے اس کو اپنے بھائی کے بدلے میں قتل کیا ہے اس کا بھائی رہزنی کرتا تھا جس کو مصعب کے کوتوال نے گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مصعب کو مختار کے ساتھیوں میں سے زائدہ بن ثقفی نے قتل کیا اور عبیداللہ بن زیاد نے اس کا سر اتارا تھا لڑائی ختم ہونے کے پر عبدالملک کے حکم سے مصعب اور اس کے بیٹے کو دار جاثلیق ❶ میں نہر جیل کے قریب دفن کر دیا گیا یہ واقعہ ۷۲ھ کا ہے۔

عبدالملک کی کوفہ آمد: ......اس کے بعد عبدالملک لشکر عراق سے بیعت لے کر کوفہ کی جانب روانہ ہوا اور مقام نخلیہ میں پہنچ کر قیام کیا چالیس دن تک ٹھہرا رہا اس کے بعد کوفہ میں داخل ہوا اور ایک خطبہ دیا جس میں لوگوں سے حسن سلوک اور انعام و وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا یحییٰ بن سعید کو جعفر سے طلب کر کے امان دے دی یہ لوگ اس کے ماموں لگتے تھے اپنے بھائی بشیر بن مروان کو کوفہ کا، محمد بن نمیر کو ہمدان کا، یزید بن ورقاء بن رویم کو رے کا گورنر بنا دیا اور جیسا کہ وعدہ کے برخلاف اصفہان کی حکومت انکونہیں دی عبداللہ بن یزید اس (خالد بن قسری کا باپ) یحییٰ بن معتوق ہمدانی نے تو علی بن عبیداللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن حریث، عمر بن یزید حکمی وغیرہ نے خالد بن یزید کے پاس پناہ حاصل کر لی تھی ان کو بھی عبدالملک نے امان نامہ لکھ دیا۔

عبدالملک کی ''خورنق'' میں ضیافت: ......عمرو بن حریث نے عبدالملک کی خورنق میں بڑی پر تکلف دعوت کی عبدالملک اپنے لشکر اور خدام و چشم کے ساتھ خورنق میں داخل ہوا اور عمرو بن حریث کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا کھانا کھانے کے بعد عبدالملک محل دیکھنے کے لیے اٹھا عمرو بن حریث اس کے ساتھ نہ تھا ہر ایک کا مکان اور معاملہ کے بارے میں پوچھتا جاتا اور عمرو بن حریث بتاتا جاتا تھا۔

ابن حازم کا مصعب کی تنہائی پر افسوس: ......عبداللہ بن حزام کو مصعب کی روانگی اور جنگ کا حال معلوم ہوا تو اس نے پوچھا کہ ''اس کے ساتھ عمر بن معمر ہے؟'' جواب دیا گیا نہیں وہ فارس میں ہے پھر پوچھا ''کیا مہلب ہے''؟ حاضرین نے کہا ''وہ جنگ خوارج پر مقرر ہے'' پھر پوچھا عباد بن حصین اس کے ساتھ ہے؟ کہا گیا نہیں وہ بصرہ میں ہے عبداللہ بن حازم نے ایک آہ کھینچ کر کہا ''اور میں خراسان میں ہوں''۔

خزینی فجرینی جھارا وانشدی — بلحم امری لم یشھد الیوم ناصرہ ❷

مجھ کو پکڑ لو اور اعلان کے ساتھ سختی کرو کیونکہ میرا نہ کوئی حامی ہے اور نہ میرے قتل کی شہادت دینے والا۔

مصعب کا سر شام میں: ......عبدالملک نے کوفہ میں پہنچ کر مصعب کا سر شام روانہ کر دیا جب دمشق پہنچا تو لوگوں نے تشہیر کا ارادہ کیا لیکن عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے روکا اور اس کو غسل دے کر دفن کر دیا مہلب کو جو خوارج سے جنگ کر رہا تھا اس کی اطلاع ملی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی بیعت لوگوں سے لے لی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو یہ خبر ملی تو انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ میں کہا!

خلیفۃ المسلمین ابن زبیر کا خطبہ: ...... تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو دنیا اور ہر چیز کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل نہیں کرتا جو حق پر ہوتا ہے اگرچہ وہ اکیلا ہو اور جس کا ولی شیطان ہوتا ہے اس کو عزت نہیں دیتا اگرچہ اس کے ساتھ ایک دنیا ہو۔ سنو! ہمارے پاس عراق سے ایسی خبر آئی ہے جس

❶ ......جاثلیق! اسلامی شہروں میں عیسائیوں کا بڑا پادری۔ ❷ ......تاریخ الکامل (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۶) پر شعر کا پہلا مصرعہ اس طرح ہے خزینی فجرینی جھاراً وابشری (معنی تقریباً یہی ہیں)

سے ہم کورنج ہوا ہے اور ہم اس سے، خوش بھی ہوئے ہیں ہمارے پاس مصعب رحمہ اللہ کی شہادت کی خبر آئی ہے اور جس بات سے ہم خوش ہوئے ہیں وہ یہ ہے کہ اس کا مارا جانا شہادت ہے اور جس سے ہم کو صدمہ ہوا ہے یہ ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے جس کا احساس مصیبت کے وقت دوست ہی کو ہوتا ہے اس کے بعد صاحب رائے صبر وشکر کی طرف رجوع کرتا ہے مصعب کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار۔ سنو! کہ اہل عراق بے وفا اور منافق ہیں۔ انھوں نے اس کو نہایت کم قیمت پر جو اس سے لیتے تھے دوسروں کے حوالے کر دیا اور بیچ دیا۔ اگر وہ مارا گیا ہے ❶ تو اس کے بھائی، باپ اور چچازاد مارے گئے ہوں گے۔ جو نیک اور صالح تھے اللہ کی قسم ہم اپنے بستر وں پر نہیں مریں گے جیسا کہ ابوالعاص کی اولا د مری ہے۔ واللہ ان میں سے کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں قتل نہیں کیا گیا ہے اور ہم مرتے ہے ں تو نیزوں اور تلواروں کے سائے کے نیچے مرتے ہیں سنو کہ دنیا اس بادشاہ سے رعایت میں لی گئی ہے اس سے جس کی حکومت ہمیشہ رہے گی اور اس کا ملک ختم نہیں ہوگا لہٰذا اگر وہ ہمارے پاس آئے گی تو ہم اس کو رذیل گمراہ کی طرح نہ لیں گے اور اگر وہ ہم سے اعتراض کرے گی تو ہم اس پر کسی کمزور اور درد بھرے کی طرح نہیں روئیں گے میں اتنا ہی کہتا ہوں اور اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں''۔

اہل بصریٰ کا مصعب کی شہادت پر رد عمل:...... جب اس واقعہ کی اہل بصریٰ کو خبر ملی تو وہاں حمدان ❷ بن ابان وعبداللہ ❸ بن ابی بکرہ میں حکومت کا اخلاف پیدا ہو گیا حمدان نے عبداللہ بن الاہتم سے مدد مانگی بنوامیہ اس کی بہت عزت کرتے تھے چنانچہ جس وقت مصعب کی شہادت کے بعد عراق پر عبدالملک کا پورا پورا قبضہ ہو گیا تو اس نے بصریٰ کی سند گورنری خالد بن عبداللہ بن اسید کو دی اس نے اپنی طرف سے بصریٰ پہنچ کر حمدان کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کر دیا۔

بصریٰ کا گورنر بشر بن مروان:......اس کے بعد ۷۳ ہجری میں خالد بن عبداللہ کو حکومت بصریٰ سے معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے بشر بن مروان مقرر کیا گیا اور اسے دونوں شہروں کا گورنر بنایا گیا۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمرو بن حرث کو اپنا نائب مقرر کیا گیا اور اسے دونوں شہروں کا گورنر بنایا گیا۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمرو بن حرث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصریٰ میں قیام کیا اور ۷۳ ہجری میں عبدالملک نے جزیرہ اور آرمینیہ کو گورنر اپنے بھائی محمد بن مروان کو بنایا چنانچہ اس نے روم پر حملہ کیا اور ان کی قوت کو نقصان پہنچایا یہ واقعہ اس کے بعد ہوا ہے جب شاہ روم نے فتنہ کے زمانے میں ایک ہزار دینار بطور تاوان دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔

زفر بن حرث:......ہم اوپر ''واقعہ راہطہ'' ❹ میں بیان کر کے آئے ہیں کہ زفر بن حرث تو قرقیسیا کی طرف چلا گیا تھا قیس قبیلے کا ایک اچھا خاصا مجمع اس کے پاس مجتمع ہو گیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دے رہا تھا۔ عبدالملک نے حکومت پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو حمص کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کا حکم بھیجا۔

ابان بن عقبہ بمقابلہ زفر بن حرث:......ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیا کا رخ کیا اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن رمیت ❺ علائی کو مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا عبداللہ بن رمیت نے ابان کے پہنچنے سے پہلے ہی لڑائی چھیڑ دی اور اس کے ساتھیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے اس کے بعد ابان آیا تو لڑائی کا عنوان بدل گیا عبداللہ بن رمیت کی گئی ہوئی قوت واپس لوٹ آئی وکیع بن زفر معرکہ میں مارا گیا جس سے زفر کی قوت کم ہو گئی۔

عبدالملک کی قرقیسیا آمد:......اس دوران عبدالملک مصعب کی جنگ سے پہلے قرقیسیا پہنچا اور چاروں طرف محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کرادیں بنوکلب سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ قیس والوں کو نہ ملاؤ کیونکہ انہوں نے زفر بن حرث سے سازش کر لی ہے دوران جنگ بھاگ جائیں گے

---

❶...... یہاں بیاض (خالی جگہ) تھی جسے ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۵۸ سے پر کیا گیا ہے۔ ❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸ پر حمدان کے بجائے حمران تحریر ہے اور یہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن اثیر کی تاریخ الکامل میں بھی حمدان کے بجائے حمران ہی تحریر ہے (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۹)۔ ❸ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸ پر عبداللہ کے بجائے عبیداللہ تحریر ہے جب کہ تاریخ الکامل میں بھی عبیداللہ ہی تحریر ہے۔ ❹ مراد واقعہ مرج راہط ہے۔

❺......تاریخ ابن اثیر میں رمیت کے بجائے زمیت (یعنی زاء سے) تحریر ہے۔

عبدالملک اس کو منظور کر کے نہایت سختی سے محاصرہ کئے ہوئے حملہ کر رہا تھا اور زفر روزانہ شہر سے نکل کر مقابلہ کرتا تھا۔

ہذیل بن زفر کا عبدالملک پر حملہ:......ایک دن زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو لشکر شام پر حملہ کرنے کا حکم دیا کہ جب تک عبدالملک کے خیمہ پر پہنچ کر اس کو نہ گرالو واپس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی (محمد بن مروان) کو اپنے بھائی کے پاس بھیجا اور یہ کہلوایا کہ تم کو اور تمہارے بیٹے اوران لوگوں کو جو تمہارے ساتھ ہیں پناہ دی جاتی ہے۔اور جو تم پسند کرو لے لو محمد بن مروان نے یہ پیغام ہذیل بن زفر کو دے دیا۔

ہذیل کا اپنے والد کو صلح کا مشورہ:......ہذیل اپنے باپ کے پاس گیا کہ ''ابن زبیر سے زیادہ ہمارے حق میں عبدالملک بہتر ہے وہ امن دے رہا ہے اسے قبول کر لیجئے'' زفر نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ ایک سال تک بیعت کرنے کا اس کو اختیار دیا جائے اور کسی خاص جگہ پر رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلے پر کسی قسم کی مدد طلب نہ کی جائے۔

صلح کے دوران عبدالملک کا دوغلا پن:......ابھی فریقین میں یہ معاہدہ طے ہو رہا تھا کہ کسی نے عبدالملک کو یہ خبر پہنچائی کے شہر پناہ کے چار برج منہدم ہو گئے ہیں عبدالملک نے صلح کرنے سے انکار کر کے حملہ کا حکم دے دیا❶ لیکن میدان زفر کے ہاتھ میں رہا اور

عبدالملک کی فوج مورچوں سے پیچھے ہٹ کر خیموں میں آ گئی۔عبدالملک نے گھبرا کر کہلوایا ''جو شرائط تم پیش کرو گے مجھے منظور ہیں۔زفر نے کہا'' میں عبداللہ بن زبیر کی آمد تک تمہاری بیعت نہیں کروں گا اوراس معرکہ میں خون ریزی ہوئی ہے اس کا تم مجھ سے مؤاخذہ نہ کرنا اور مجھ کو اور میرے تمام ساتھیوں سمیت امان دے دینا۔

دوبارہ صلح اور رشتہ داری:......عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا اور امان نامہ لکھ کر دے دیا۔لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبدالملک سے نہ ملا اسے خوف تھا کے اسکے ساتھ عمر بن سعید جیسا برتاؤ نہ کیا جائے عبدالملک نے رسول اللہ ﷺ کا عصا مبارک بھیج دیا۔زفر حاضر ہوا عبدالملک نے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور اپنے بیٹے سے زفر کی لڑکی مسلمہ الرباب کی شادی کر دی۔

ہذیل کا مصعب سے جاملنا:......اس کے بعد عبدالملک مصعب سے جنگ کے لئے روانہ ہوا زفر نے اپنے بیٹے ہذیل کو بمعہ ایک لشکر دے کر اس کے ہمراہ کر دیا تھا لیکن جس وقت عبدالملک کا مقابلہ تھا ہذیل بھاگ کر مصعب کے پاس گیا اور ابن اشتر کے ساتھ مل کر لڑتا رہا حتی کہ ابن اشتر مارا گیا اور ہذیل کوفہ میں جا کر چھپ گیا عبدالملک نے اس کو کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو امان دے دی۔

عبداللہ بن حازم:......اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کے خراسان میں عبداللہ بن حازم سے بنو تمیم نے مخالفت کر لی تھی اور ان کے تین گروپ بن گئے تھے دو فریق تو جنگ سے رکے رہے اور تیسرا گروپ جس کا سردار بجیر بن ورقاء صریمی تھا اس سے نیشاپور میں ابن حازم لڑ رہا تھا۔

عبدالملک کا ابن حازم کو خط:......عبدالملک نے مصعب کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم کو اس مضمون کا ایک خط لکھا ''تم میری بیعت کر لو میں تم کو سات برس کا خراج معاف کرتا ہوں'' یہ خط ایک شخص جو ''بنو عامر بن صعصعہ'' قبیلہ کا تھا لے کر روانہ ہوا عبداللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا اگر قبیلہ سلیم اور قبیلہ عامر کے درمیان فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا لیکن اب تم یہ خط کھالو'' چنانچہ اس نے کھالیا۔

ابن حازم کے گورنر کی غداری:......عبداللہ بن حازم کی طرف سے مروہ کا گورنر بکیر بن وشاح تمیمی تھا چنانچہ اس نے اور تمام اہل مرو نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبدالملک سے بیعت کر لی۔

ابن حازم کا بجیر کے ہاتھوں قتل:......عبداللہ بن حازم کو اسکی اطلاع ملی تو وہ اس خوف سے کہ بکیر اہل مرو سمیت آنہ جائے اور اہل نیشاپور اس کے ساتھ نہ مل جائیں بجیر کو چھوڑ کر مرو کی طرف روانہ ہوا❷ بجیر نے مرو کا تعاقب کیا مرو کے قریب ایک گاؤں میں مقابلہ ہو گیا ایک سخت لڑائی کے بعد بجیر

---

❶......یہ عبدالملک کی انتہائی چال بازی تھی کہ جب دشمن طاقتور تھا تو صلح کرنے لگا اور جب اسکی شہر پناہ کمزور ہونے کی خبر ملی تو صلح سے انکار کر دیا اسی غلام پرستی اور ایفائے عہد نے ہماری تاریخ شرمندہ ہے ساری خون ریزیاں ایسے ہی عمال کی بناء پر ہوتی رہی ہیں۔(ثناءاللہ محمود)۔❷......اور اس کا بیٹا ترمذ کی طرف روانہ ہو گیا یہ عبارت ترجمہ کی اس کی جگہ موجود نہ تھی بہر حال اصل نسخے میں ترمذ کی جگہ ''تیرمد'' تحریر تھا جو غلط تھا تفصیل کے لئے دیکھیں (ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۲۶)

کے ہاتھ سے ابن حازم مارا گیا بجیر نے اسی وقت فتح کی خوشخبری عبدالملک کے پاس بھیجی۔

بکیر کے ہاتھوں بجیر کی گرفتاری:......اتفاق سے بکیر بن شاح اہل مرو کو لیے ہوئے آپہنچا اور عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا ارادہ کیا بجیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی اس کے کھینچ کے ماردی جس سے اس کا سر ٹوٹ گیا اور اسے گرفتار کر کے قید کر دیا گیا اس کے بعد اہل حازم کو مار اہت بھیج دیا اور خود حکومت خراسان پر قبضہ کر کے بیٹھ گیا۔

ابن حازم کے قتل کی دوسری روایت:......بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم مارا گیا تھا اور عبدالملک نے ان کا سر اس کے پاس بھیج کر اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا عبداللہ بن حازم نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر کے بیٹوں کے پاس مدینہ بھیج دیا اس کے بعد عبدالملک نے اس کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ جس کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

عبدالملک کے لشکر کی مدینہ روانگی:......عبدالملک نے شام اور عراق پر قبضہ کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں تاحکم ثانی داخل نہ ہونا شہر کے باہر پڑاؤ کرنا ان دنوں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حرث بن حاطب بن حرث معمر جمحی مدینہ کے گورنر تھے عروہ کے آتے ہی وہ بھاگ گئے اور ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا رہا اور اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا آتا تھا۔

عبدالملک کے لشکر کی واپسی:......جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تو عروہ عبدالملک کے حکم کے مطابق شام لوٹ گیا اور حرث بن حاطب مدینہ منورہ میں آ گئے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے سلیمان خالد ورقی کو خیبر اور فدک کا گورنر بنا کر روانہ کیا اور عبدالملک نے عبدالملک بن حرث حکم کو چار ہزار فوج کے ساتھ حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور ابن قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شب خون مارنے کی غرض سے خیبر بھیج دیا سلیمان یہ خبر سن کر خیبر سے بھاگا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ابن قمقام [1] نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر دیا اور خود خیبر میں ٹھہر گیا۔

عبدالملک کا خیبر پر حملہ:......عبدالملک کو یہ واقعہ سننے سے بہت صدمہ ہوا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا۔ افسوس؛ ابن قمقام نے ایک نیک شخص کو بے قصور قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حرث بن حاطب کو مدینہ سے معزول کر کے جابر اسود عوف زہری کو مقرر فرمایا لہذا جابر نے ابوبکر بن ابوقیس کو چھ سو آدمیوں کا لشکر دے کر خیبر روانہ کیا اور وہاں ابن قمقام سے لڑائی ہوئی میدان جنگ ابوبکر کے ہاتھ میں رہا ابن قمقام پسپا ہو کر بھاگا اس کے ساتھ کچھ تو معرکہ کارزار میں کام آ گئے اور کچھ گرفتار ہو کر قتل ہو گئے۔

لشکر کی حجاز روانگی:......عبدالملک نے یہ خبر سن کر طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو حجاز کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ وادی القریٰ اور ایلہ کے درمیان قیام نہ کرنا اور نہایت ہوشیاری سے جہاں تک ممکن ہو ابن زبیر کے عمال کو تصرف سے روکنا اور حجاز میں جو مخالفت پیدا ہو اس کا انسداد کرتے رہنا۔ طارق نے سرزمین حجاز میں پہنچ کر ایک دستہ خیبر کی طرف بھیجا جہاں ابوبکر بن قیس دو سو آدمیوں سمیت معرکہ جنگ میں کام آ گیا۔

خلیفۃ المسلمین ابن زبیر کی اہل مدینہ کو مدد:......عبداللہ بن زبیر نے قباع گورنر بصریٰ کو اہل مدینہ کی امداد پر دو ہزار سوار بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ قباع نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جابر بن اسود نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے حکم پر ان لوگوں کو طارق سے لڑنے کے لیے روانہ کیا طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ان کے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر دیا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آ گیا۔

مدینہ میں نئے گورنر کا تقرر:......عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے ۷۰ھ میں طلحہ بن عبداللہ بن عوف معروف بن طلحہ الندا کو مقرر فرمایا لہذا یہ مدینہ کی گورنری کرتا رہا یہاں تک کہ طارق نے اس کو وہاں سے نکال دیا۔

حجاج بن یوسف بمقابلہ عبداللہ بن زبیر:......مصعب ابن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار

[1] ...... تاریخ الکامل ابن اثیر میں ابن قمقام کی بجائے ابو قمقام تحریر ہے۔

لشکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ اگر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے ساتھی بیعت خلافت کرلیں تو یہ امان نامہ دے دینا۔

حجاج کی روانگی: ...... چنانچہ حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ ہجری میں کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہوا طائف میں جا اترا اور ایک مدت تک عرفہ کی طرف اپنے سواروں کو روزانہ بھیجتا تھا جہاں پر حضرت عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی ہے اور ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اس کا محاصرہ کرلیا جائے۔ مگر فوج میری امداد پر بھیج دیجیے۔ عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کرلیا طارق ذیقعدہ ۷۲ ہجری مدینہ منورہ پہنچا اور طلحۃ الندراء (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کر ایک شامی شخص کو اس کی جگہ متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچ ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

حضرت ابن زبیر اور کعبہ مقدس سے حجاز کی زیادتی: ...... اس سے پہلے حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا اور بئر مقام پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک تو ہوا لیکن نہ طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی بلکہ عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روک دیا مجبور ہو کر انھوں نے مکہ ہی میں قربانی کی حالانکہ انھوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا اس کے بعد حجاج نے کوہ ابوقبیس ❶ پر منجنیقیں نصب کرادیں اور کعبہ محترم پر پتھروں کی بارش برسانے لگا۔ اتفاق یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی حج کے لیے آئے تھے۔ انھوں نے حجاج بن یوسف سے کہلوایا کہ سنگ باری روک دو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم گھر کی زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں سنگ باری کی وجہ سے نہ طواف کر پا رہے ہیں نہ صفا و مروہ کی سعی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حجاج نے ایام حج گزرنے تک سنگ باری روک دی اور جیسے ہی ایام حج ختم ہوئے حجاج کے منادی نے چاروں طرف اعلان کر دیا کہ "تم لوگ اپنے اپنے شہروں کو چلے جاؤ ہم ابن زبیر پر پھر سنگ باری کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر حاجیوں کے قافلے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیقوں سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔

خانہ کعبہ پر پتھراؤ اور بجلی کی خطرناک گڑگڑاہٹ: ...... خانہ کعبہ پر پتھر کا لگنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی کوندی دو دن تک یہی حالت قائم رہی چند لوگ لشکر شام کے اس خوفناک آواز سے ڈر کر مر گئے حجاج نے کہا تم لوگ خوفزدہ نہ ہو میں ابن تہامہ ہوں اور یہ اس کی بجلیاں ہیں تم لوگ خوش ہو جاؤ کہ میری کامیابی کا نشان آپہنچا ہے دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ساتھیوں میں سے ایک یا دو افراد پر بجلی گر گئی اور اس صدمہ سے وہ لوگ مر گئے اس سے اہل شام کو بڑی خوشی ہوئی۔

سنگ باری میں ابن زبیر کی نمازیں: ...... حجاج بن یوسف نے جوش میں آ کر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے سامنے آ کر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے ایک لمبے عرصے تک یہ لڑائی اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ ایک طویل محاصرے سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا۔ باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا لوگ شدت بھوک سے پریشان ہونے لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا مہنگائی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم میں بھی ڈھونڈنے سے نہ ملتی تھی۔

رسد کی بندش اور حضرت ابن زبیر کی دور اندیشی: ...... حضرت عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرے ہوئے تھے۔ بنظر انجام بینی ذخیرہ سے صرف اتنا خرچ کرتے کہ جتنا لوگوں کو زندہ رہنے کے لئے کافی سمجھا جاتا حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر محاصرہ میں اور زیادہ سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا چنانچہ تقریباً دس ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو کر حجاج سے آملے۔

نوح کے گھر میں کنعان: ...... ان لوگوں میں جنھوں نے امان حاصل کر کے اپنے عظیم سردار سے علیحدگی اختیار کی تھی عبداللہ بن زبیر کے دو بیٹے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا لڑکا ان کے ساتھ مل کر برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ داد مردانگی پا کر عین لڑائی میں شہید ہو گیا۔

حجاج کا لشکریوں سے خطاب: ...... حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں کی علیحدگی کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ

---

❶ ...... ابوقبیس: مکہ میں موجود پہاڑ کا نام ہے جو قبیلہ مذحج کے ایک لوہار کے نام پر رکھا گیا ہے کیونکہ سب سے پہلے اسی نے پہاڑ پر کچھ بنایا تھا۔ (معجم البلدان)

دیا کہ ''تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ کر چکے ہو ان کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہے وہ اتنے کمزور ہیں کہ اگر تم ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں بھی پھینکو تو وہ دب کر مر جائیں گے اسکے باوجود وہ بھوکے پیاسے تم سے لڑ رہے ہیں اے شام کے بہادر و بڑھو اور حجون اور ابواء کے میدانوں میں پھیل جاؤ عبداللہ بن زبیر اب چند گھڑی کا مہمان ہے۔

امیر المومنین ابن زبیر اپنی والدہ کی خدمت میں: ......حضرت عبداللہ بن زبیر کو اس کی اطلاع آئی تو وہ اپنی ماں اسماء کے پاس آئے اور کہا ''اے ماں! مجھے لوگوں نے دھوکہ دیا یہاں تک ذلیل کیا کہ میرے بیٹوں نے بھی مجھ کو رسوا کر دیا اگر میں دنیا لینا چاہوں تو وہ مجھے مخالفین دے سکتے ہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت اسماء نے جواب دیا کہ تم اپنے معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا سمجھتے ہو لیکن اگر تم حق پر ہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو تو جو کر رہے ہو کئے جاؤ تمہارے ساتھی اسی راہ میں مارے گئے ہیں۔

حضرت اسماء کی ابن زبیر کو نصیحت: ......تم اپنی گردن ایسی رسی میں نہ پھنساؤ کہ بنی امیہ کے نوعمر ❶ لڑکے اس سے کھیلیں اگر تم نے دنیا کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو تم بہت ہی نااہل بندے ہو تم نے خود کو بھی ہلاک کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تمہارے ساتھ تھے۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا لیکن میرے ساتھیوں نے مجھے دھوکہ دیا اور اس سے میں کمزور ہو گیا تو یہ فعل نیکوں اور دینداروں کا نہیں ہے۔''

حضرت اسماء اور ابن زبیر کے تاریخی جملے: ......حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا ''مجھے خوف اس امر کا ہے کہ میرے قتل کے بعد مجھے لوگ مثلہ کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے''۔ حضرت اسماء نے جواب دیا ''میرے بیٹے! بکری جب ذبح کر ڈالی جائے تو کھال کھینچنے کی اسے پرواہ نہیں ہوتی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کرتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو''۔

عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے کر کہا ''اماں میری بھی یہی رائے تھی اس وقت تک نہ مجھے کبھی دنیا کی خواہش ہوئی ہے اور نہ حکومت کی تمنا۔

خلافت کا دعویٰ کرنے اور بیعت لینے کی وجہ: ......مجھ کو اس کام کے اختیار کرنے پر صرف اس بات نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی۔ اور ممنوعات سے لوگ پرہیز نہیں کرتے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہتا برابر حق کے لئے لڑتا رہتا لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس کی رائے لے لوں لہذا آپ نے میری بصیرت اور زیادہ کر دی ہے۔

امیر المومنین ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی اپنی ماں سے اجازت: ......اے میری ماں! میں آج ضرور مارا جاؤں گا تم زیادہ مغموم مت ہونا اور آپ مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں آپ کے بیٹے نے کسی ناجائز فعل کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کسی بری بات و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی ظالم کا معین و مددگار بنایا ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا ہے۔

اے اللہ تعالیٰ میں اس بات کو اپنے نفس کی برأت کے مقصد سے ظاہر نہیں کر رہا بلکہ اپنی ماں کی دل کی تسلی کے لئے کہہ رہا ہوں۔

صحابی بیٹے کو صحابی ماں کی اجازت: ......اسماء بولیں! ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اجر جمیل عطا فرمائے گا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ کر دو کامیاب ہو گئے تو مجھے تمہاری کامیابی سے خوشی ہوگی''، پھر سوچ کر کہا ''اچھا میں بھی تمہارے انجام کار کو دیکھنے کے لئے چلتی ہوں'' عبداللہ بن زبیر نے کہا ''آپ تکلیف مت کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا البتہ دعائے خیر سے محروم مت کیجئے گا۔ حضرت اسماء کی آنکھوں میں ان کلمات سے آنسو بھر آئے۔

شہادت کے متوالے خلیفہ کو زرہ کی ضرورت: ......رخصتی کے وقت حضرت اسماء نے اپنے بیٹے کو گلے لگا لیا اتفاق سے ہاتھ زرہ پر پڑھ گیا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تم نے اس کو کس ارادے سے پہنا ہے؟'' جواب دیا محض اطمینان اور مضبوطی کے لئے، حضرت اسماء نے یہ سن کر فرمایا اس سے کوئی

---

❶ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ نوعمر لڑکوں سے کیا جا سکے البتہ تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۵۷ میں یہاں غلمان بنی امیہ تحریر ہے جس کا ترجمہ بالکل وہی ہے جو مترجم علامہ نے کیا ہے (ثناء اللہ)

اطمینان اور مضبوطی نہیں ہوتی اور انکی زرہ اتار لی اور معمولی کپڑے پہننے کا حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن عباس زبیر نے آستینیں سمیٹ لیں اور قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہہ کر گھر سے نکل پڑے۔

صحابی خلیفہ وقت کا دنیا پرستوں پر حملہ:......پھر شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت سے آدمی کام آ گئے لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے ان نرغہ سے نکل آئے بعض ساتھیوں نے بھاگنے کی رائے دی آپ نے جواب دیا کہ کیا وہ برا شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے اور میں تو اللہ تعالی کی عنایت سے اسلام میں ہوں زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے اس خوف سے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے۔

اس وقت مسجد حرام کے سارے دروازے شامیوں سے بھرے ہوئے تھے چاروں طرف سے مکہ معظمہ کی ناکہ بندی کی گئی تھی حجاج اور طارق نے ابطح کی جانب مروہ تک گھیراؤ کر لیا تھا اور ابن زبیر کبھی اس پر اور کبھی اس پر حملے کر رہے تھے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ابوصفوان، عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کو پکار اٹھتا تھا اور یہ معترک کی طرف سے جواب دیتا تھا۔

حضرت ابن زبیر کے علمبردار پر حملہ:......حجاج نے یہ دیکھ کر لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چرا رہے ہیں اپنے لشکر پر غصہ اور طیش میں آ کر پیدل لشکر لے کر حضرت عبداللہ بن زبیر کے علمبردار کو گھیر لیا عبداللہ بن زبیر نے پہنچ کر اپنے علم بردار کو محاصرہ سے نکال لیا اور ایک پر زور حملہ سے حجاج کو پسپا کر کے لوٹے۔

علمبردار کی شہادت:......پھر انہوں نے مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل پڑھیں اس مرتبہ حجاج نے علمبردار پر باب بنوشیبہ پر لڑائی ہوئی اور ان کا علمبردار مارا گیا علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہونے کے بعد بغیر جھنڈے کے لڑنے لگے۔ ابن مطیع بھی ان کے ساتھ تھا جو لڑتے لڑتے اس واقعہ میں شہید ہو گیا تھا جس کے صدمے سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔

امیر المومنین کا اپنے ساتھیوں سے خطاب:......بعض مؤرخین کہتے ہیں کے عبداللہ بن زبیر نے بوقت شہادت اپنے ساتھیوں سے کہا تھا ''اے آل زبیر! اگر تم مجھ سے زیادہ اپنے نفس سے خاموش ہو تو یہ سمجھ لو کہ تم عرب کے ایک خاندان سے تھے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر سر فروشی کی ہے۔ لہٰذا تم تلوار کی جھنکار سے خوف زدہ مت ہو کیونکہ زخم میں دوا لگانے کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کے واقعہ ہونے سے اپنی اپنی تلواریں تولے لو اور جس طرح اپنے چہرے کو بچاتے ہو اس کو بھی خون ناحق سے بچاؤ اور اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تا کہ اس کی چمک تم کو چکا چوند نہ کر دے اور ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو اور مجھے ڈھونڈتے مت پھرنا اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صفوں میں تم کو ملوں گا۔

امیر المومنین عبداللہ بن زبیر کی شہادت:......الغرض اسی قسم کے چند کلمات سمجھا کر اہل شام پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے حجون تک بڑھ گئے لشکر شام میں سے ایک شخص نے دور سے تیر مارا❶ جس سے آپ کی پیشانی زخمی ہو گئی اور چہرہ سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود نہایت مردانگی سے لڑتے رہے شامی لشکر دور سے پتھر اور تیر برسانے لگا بالآخر (منگل کے دن) ماہ جمادی الثانی❷ ۷۳ھ کو شہید ہو گئے۔

امیر المومنین کا کٹا ہوا سر دنیا داروں کے قبضہ میں:......حجاج کے روبرو ان کا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اٹھے اس کے بعد حجاج اور طارق اٹھ کر ان کی لاش پر آیا اور اس کو مقام حجون میں صلیب پر چڑھوایا اور سر عبداللہ بن صفوان اور عمار بن عمرو بن حزم کے سروں کے ساتھ عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔

حجاج کا میت دفن کرنے سے انکار:......اسماء نے شہادت کے بعد لاش دفن کرنے کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے انکار کر دیا اور عبدالملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے عبدالملک نے اس کو اس برے فعل پر ملامت کی اور لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

عروہ بن زبیر کا حیلے سے دفن کی اجازت لینا:......عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد بھائی عروہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۲ پر پتھر مارنے کے الفاظ ہیں۔ ❷ تاریخ طبری میں ۱۷ جمادی الاول تحریر ہے اور علامہ ذہبی کی تاریخ اسلام جلد ۳ صفحہ ۷۵ پر جمادی الاول تحریر ہے۔

جا پہنچا عبدالملک نے انکو با کمال عزت سے اپنے تخت پر اپنے برابر بٹھایا باتوں باتوں میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا وہ ایک شخص تھا عبدالملک بولا اس کا کیا بنا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ''مارا گیا'' عبدالملک یہ سنتے ہی سجدہ میں چلا گیا جب سر اٹھایا تو حضرت عروہ نے کہا کہ حجاج نے ان کی لاش کو صلیب پر چڑھا دیا ہے دفن کرنے نہیں دیا اگر آپ اجازت دیں تو ان کی لاش ان کی والدہ کو دے دی جائے۔ عبدالملک نے یہ درخواست منظور کر لی اور حجاج کو لاش صلیب پر چڑھانے اور ماں کو نہ دینے پر ملامت بھرا خط لکھا۔

حضرت ابن زبیر کی تدفین اور حضرت اسماء کی وفات:...... حجاج نے لاش کو صلیب سے اتروا کر حضرت اسماء کے پاس بھیج دیا حضرت عروہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا اس کے تھوڑے دنوں بعد اسماء کا بھی انتقال ہو گیا۔

حجاج کے صحابہ اور اہل مدینہ سے مظالم:...... کامیابی کے بعد حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا مسجد حرام سے خون اور پتھر صاف کرائے۔ اور اہل مکہ سے عبدالملک کی بیعت لے کر مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں دو مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل سمجھ کر ستانے لگا ان کی ذلت اور رسوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا بہت سے صحابہ کے ہاتھوں پر سیسہ گرم کر کے مہریں لگا دیں جیسا کہ ذمیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا ان لوگوں میں سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وانس بن مالک رضی اللہ عنہ سہیل بن سعید بھی شامل تھے اس کے بعد مدینہ منورہ سے پھر مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آیا مدینہ اور اہل مدینہ کی برائیوں میں سے اس کے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کئے جاتے ہیں جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔

خانہ کعبہ کے ڈیزائن میں تبدیلی:...... بیان کیا جاتا ہے کہ ۷۴ ہجری میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا اسی سن میں حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے کعبہ کو منہدم کر کے حجر اسود کو خانہ کعبہ کے باہر کر دیا اور اس بنیاد پر اس کو تعمیر کروایا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تعمیر کیا تھا عبدالملک اکثر کہا کرتا تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اس روایت میں جس میں انہوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے لہذا جب اس روایت کی صحت کی تصدیق ہو گئی تو کہنے لگا مجھے یہ ہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کی بناء کعبہ کو ترک کر دوں۔

جنگ ازارقہ پر مہلب کی تعیناتی:...... جب عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو بصریٰ کی گورنری سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بھائی بشیر بن مروان کو مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اس کو دے دی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب جو جنگ ازارقہ پر مقرر کر دیا جائے اہل بصریٰ میں سے وہ جس جس کو چاہے وہ اپنے ساتھ لے لے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجا تا کہ خوارج کو چن چن کر ہلاک کر دیا جائے چنانچہ مہلب نے جدیع بن قبیصہ کے ذریعہ سے لوگوں کو منتخب کیا اور خوارج سے جنگ کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

کوفہ کے لشکر کی جنگ خوارج پر روانگی:...... بشیر کو یہ ناگوار گذرا اس نے عبدالرحمن بن مخنف کو بلا کر کہا تم کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمہاری کس قدر عزت کرتا ہوں میں نے تمھیں اس لئے بلایا ہے کہ لشکر کوفہ تمہاری قیادت میں جنگ ازارقہ پر روانہ کر دوں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس کام کے لئے موزوں ہو دیکھنا خبردار مہلب کے جھانسے میں نہ آنا اور نہ اس کی رائے اور مشورہ سے کوئی کام کرنا۔ عبدالرحمن بن مخنف نے اس رائے سے اتفاق کر لیا اور لشکر کوفہ کو لے کر روانہ ہوا مہرمز میں پہنچ کر لشکر گاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح ڈیرے ڈالے کہ لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور خوارج سے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی۔

بشیر کی وفات اور فوجوں کا فرار:...... رامہرمز میں عبدالرحمن بن مخنف آئے ہوئے دس راتیں گزر چکیں کہ بشیر بن مروان کے مرنے کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت وفات اس نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصریٰ کا گورنر مقرر کیا ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ و بصرہ کی فوجیں متفرق و منتشر ہو کر اپنے شہروں کی طرف واپس ہو گئیں اور اہواز میں پہنچ کر قیام کیا خالد بن عبداللہ خالد نے ان کو ہزار درہم کا یا اور عبدالملک کی عقوبت سے ڈرایا لیکن وہ لوگ مہلب کے پاس واپس نہ گئے۔ عمر بن حریث سے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہو گئے۔

بکیر بن وشاح کی مخالفت:......جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان گورنر کا بنایا تو اسی زمانے سے تمیم اس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اسی مخالفت اور عصبیت پر دو برس تک اڑے رہے یہاں تک کہ اہل خراسان نے اس خیال سے کہ کہیں ملک میں بغاوت پھر پھوٹ نہ نکلے اور مخالفین کی یورش نہ ہو جائے عبدالملک کی خدمت میں ایک خط میں تمام حالات لکھ بھیجے اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہوگا۔

امیہ بن عبداللہ گورنر خراسان:......عبدالملک نے اپنے مصاحبین سے اس کے متعلق مشورہ کیا تو امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے عرض کیا'' آپ اپنے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیج کر انتظام کیجئے'' عبدالملک نے جواب دیا اگر تو ابوفدیک سے شکست کھا کر نہ بھاگتا تو یقیناً تو اس کام کے لئے موزوں تھا۔ امیہ بن عبداللہ نے شکست اٹھانے پر معذرت کی اور قسم کھا کر کہا ''لشکریوں نے مجھے رسوا کر دیا تھا جب کوئی لڑنے والا میرے پاس باقی نہ رہا تو میں مجبوراً گنتی کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر ہلاکت کے خوف سے بھاگ نکلا تھا اگر ایسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے اس سے پہلے خالد بن عبداللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں عبدالملک نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خراسان کی سند گورنری اسے لکھ کر دے دی۔

بکیر کے اقدامات:......بکیر بن وشاح کو امیہ کی روانگی کی خبر ملی تو بحرین ورقاء کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور یہ اس وقت تک اس کی قید اور نگرانی میں تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو بحیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور قتل کے خوف سے مصالحت کر لی بکیر نے وعدہ لے کر کہ بحیر اس سے نہیں لڑے گا اسے چالیس ہزار درہم عطا کئے۔

بکیر پر امیہ کی عنایات کی کوشش:......مگر جس وقت امیہ، نیشاپور کے قریب پہنچا تو بحیر اس سے ملنے آیا اور اسے خراسان کے انتظامات اور مطیع بنانے کے طریقے بتائے اور بکیر کی بدعہدی سے ڈرایا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو تک آیا چونکہ امیہ نیک طینت تھا اس نے نہ تو بکیر سے کوئی تعرض کیا اور نہ اسکے عمال سے بلکہ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی تو بکیر نے کہا'' کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس اسلحہ لا کر جمع کرتے تھے اور آج میں مامور بن کر آلات حرب جمع کرتا پھروں'' پھر امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کا گورنر بنانے کا ارادہ کیا تو رکاوٹ بن گیا اور اس کی بدعہدی اور غداری سے ایسا ڈرایا کہ امیہ نے اسکو خراسان کے کسی صوبے کی حکومت نہ دی۔

عبداللہ بن امیہ بحستان میں:......اس کے بعد عبداللہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بحستان کا گورنر بنایا۔ بستا میں جا کر اس نے قیام کیا اور رتبیل پر فوج کشی کی جو ترک پر مقتول اول کے بعد سے حکومت کر رہا ہے اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف غالب تھا۔ اس ہدایا و تحائف بھیج کر ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیغام دے دیا مگر عبداللہ بن امیہ نے منظور نہ کیا اور اسکے ملک میں گھس کر چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ رتبیل نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست پیش کی عبداللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ کل مال واسباب و ملک چھوڑ کر جلاوطن ہو جاؤ۔ رتبیل نے اس کو تو نامنظور کیا لیکن تین لاکھ درہم دے کر اس شرط پر صلح کر لی کہ آئندہ وہ مسلمانوں پر حملہ نہیں کرے گا جب عبدالملک کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کو معزول کر دیا۔

عراق پر حجاج کی گورنری:......۷۵ ہجری میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصریٰ و کوفہ کا گورنر بنا دیا یہ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھا لہٰذا اس نے بارہ شتر سواروں کے ساتھ مدینہ سے عراق کا رخ کیا رمضان المبارک میں کوفہ پہنچا یہ وہ زمانہ تھا کہ بشر نے مہلب کو جنگ خوارج کے لئے بھیج دیا تھا حجاج مسجد میں منبر پر چڑھ کر بیٹھا اور لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کو خارجی سمجھ کر تکلیف دینے اور ایذا رسانی کی فکر کی۔ چنانچہ عمیر بن ضابی برجمی سنگریزے مٹھیوں میں لے کر بیٹھا جب حجاج بولنے لگا تو عمیر دل ہی دل میں ایسا ڈرا کہ سنگریزے اس کے ہاتھ سے گرتے جا رہے تھے۔ اور اس کو پتہ بھی نہ چلا۔ جس وقت سب لوگ مجتمع ہو گئے تو حجاج بن یوسف نے چہرے سے نقاب اٹھایا اور خطبہ دینے لگا❶ جس میں اہل کوفہ کو مہلب سے تخلف کرنے پر دھمکایا تھا مؤرخین نے اس کو تصانیف میں اور ابن اثیر نے کامل میں نقل کیا ہے۔

---

❶......اس خطبے کو امام مبرد سے ابن اثیر نے اپنی تاریخ ''الکامل'' میں نقل کیا ہے امام مبرد کا اصل محمد بن یزید ابو العباس ہے۔ عربی ادب، لغت اور علم نحو کے امام ہیں ان کی تصانیف میں چند یہ ہیں (۱) المقتضب فی النحو (۲) الاشتقاق (۳) المقصور والممدود بغداد میں ۲۷۵ ہجری میں وفات پائی۔ (سیر اعلام النبلاء علامہ ذہبی جلد ۹ صفحہ ۱۳۶)

عمیر بن ضابی بڈھے کی آمد:......حجاج خطبہ دے کر دارالامارت میں آیا تو لوگ اپنے وظائف لینے مہلب کے پاس جانے کیلئے حاضر ہوئے عمیر بن ضابی نے کھڑے ہو کر کہا ''میں بوڑھا ضعیف وناتواں ہوں اور میرا یہ بیٹا مجھ سے زیادہ مضبوط اور توانا ہے'' مقصود یہ تھا کہ جنگ ازارقہ پر میرے بیٹے کو بھیجو''۔ حجاج بن یوسف بولا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا عمیر بن ضابی۔

عمیر بن ضابی ''قاتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ'' کا قتل:......حجاج نے پوچھا وہی عمیر بن ضابی جس نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر حملہ کیا تھا؟ جواب دیا ہاں۔ اس پر حجاج نے کہا اے اللہ کے دشمن کیا حضرت عثمان کا بدلہ تجھ سے نہ لوں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے تو یہ بتا تجھے کس نے اس بات پر آمادہ کیا تھا؟ جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کیا تھا'' حجاج نے کہا میں تیرا زندہ رہنا پسند نہیں کرتا تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے۔ عمیر جواب دینے کو تھا کہ حجاج نے اس کی گردن اڑانے اور اس کے مال واسباب کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔

عمیر بن ضابی کا قتل اور دوسری روایت:......بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عنبسہ بن سعید بن ابی العاص کے برانگیختہ کرنے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج تیار ہوا تھا اور اس کے منادی نے یہ اعلان کیا تھا کہ آگاہ ہوتے جاؤ بے شک ابن ضابی نے تین اعلانوں کے بعد تخلف کیا ہے اس لئے اس کے قتل کا حکم دے دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے بجائے آج رات اپنے گھر میں قیام کرے گا لوگ یہ سنتے ہی مہلب کی طرف دوڑ پڑے جوان دنوں دار ہرمز میں تھا واقف کاروں نے لوگوں کو دیکھ بھال کر لشکر جمع ومرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

حکم بن ایوب گورنر بصریٰ:......اسکے بعد حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے بصریٰ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اس کی اطلاع ہوگئی اس نے اہل بصریٰ کو ایک ایک ہزار درہم عطا کئے اور خود بصریٰ کو خیر آباد کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

مہم پر نہ جانے کی سزائے موت:......بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے مہم پر نہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے۔ شعبی نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عثمان اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اس کا عمامہ مجمع عام میں اتار لیا جاتا اور اس کی اسی صورت میں تشہیر کی جاتی۔ جب مصعب حکمران بنا تو اس نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا کہ اسکے سر اور داڑھی کو منڈوا دیتا تھا۔ بشر بن مروان نے اتنی سزا اور زیادہ کی کہ دو قد آدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھونکوا دیتا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے یہ سب سزائیں موقوف کر دیں اور گردن اڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

سندھ میں جنگیں:......اسی زمانہ میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو مقرر کیا۔ معاویہ بن حرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل پڑے اور اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ چھوڑ کر قتل وقید کیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔

حجاج نے یہ دیکھ کر سعید کے بجائے مجاعہ بن سعید تمیمی کو مامور کیا جس نے سرحد پر بزور قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک سال کے مکران وقندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔

حجاج کی بصریٰ آمد:......حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے انتظام سے فارغ ہو کر بصریٰ کا رخ کیا وہاں پہنچ کر بھی اس نے ویسا ہی خطبہ دیا جیسا کوفہ میں دیا تھا اور مہلب کا ساتھ چھوڑنے والوں کو خوب خوب دھمکایا۔

شریک بن عمرو کا قتل اور لوگوں کا مہلب سے رجوع:......اسی دوران شریک بن عمرو سکری ❶ آیا اس کو فتق کا عارضہ تھا اس نے اپنے نہ جانے کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ سرکاری عطیہ حاضر ہے بیت المال میں جمع کر لیا جائے۔ حجاج نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اس کے قتل کا حکم دے دیا اہل بصریٰ اس سختی سے ڈر گئے اور جوق در جوق بصریٰ سے نکل کر لشکر میں جا پہنچے۔ پھر حجاج بھی بصریٰ سے مہلب کی طرف بغرض امداد روانہ ہوا۔ جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ڈیرے ڈال دیئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اے اہل

❶......صحیح الیشکری ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں (الکامل جلد۳ صفحہ۹۰)

بصریٰ وکوفہ! واللہ تمہارا مقام یہی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کر دے۔

عطیات میں کمی اور رد عمل:..... پھر کچھ سوچ کر عطیات میں سے وہ سو سو درہم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانے میں اضافہ کئے گئے اس پر عبداللہ بن جارود نے کہا ''اے امیر المومنین عبدالملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور اس کے بھائی بشیر نے اس کو ان کے حکم سے جاری و جائز رکھا ہے''۔ حجاج نے چیں بہ چیں جھڑک کر جواب دیا پھر عبداللہ بن جارود نے کہا ''میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اور میرے سوا اور لوگ یہی کہہ رہے ہیں۔

عبداللہ بن جارود کا دوبارہ احتجاج:..... حجاج یہ سن کر کئی مہینے تک خاموش رہا اور اس اضافہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا پھر کچھ عرصہ بعد اپنی پہلی بات کو دہرایا تو عبداللہ بن جارود نے اس پر اعتراض جڑ دیا تو مقصلہ بن کرب عبدی نے عبداللہ سے کہا خاموش ہو جاؤ ہم لوگوں کا یہ حق نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ کہے خواہ پسند ہو یا نہ پسند ہو بسر و چشم اس کو منظور کر لیں۔''

حجاج کو معزول کرنے پر بیعت:..... عبداللہ بن جارود نے اس کو جھڑکا گالیاں دیں اور اٹھ کر لشکر کے سرداروں کو لے کر عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشی کے پاس گیا سب نے ایک زبان ہو کر کہا ''اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی ضبط کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اس کے نکالنے کی بیعت کرتے ہیں تم عبدالملک کو لکھو ہم پر کسی دوسرے کو امیر بنا دے ورنہ ہم اسکو تخت خلافت سے اتار دیں گے اور وہ ہم لوگوں کا لحاظ پاس اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک خوراج کا وجود عراق میں باقی رہے گا۔

حجاج کی احتیاط اور اس کے خلاف بغاوت:..... عبداللہ بن حکیم اس پر راضی ہو گیا اور سارے اہل عراق نے خفیہ طور پر بیعت کر لی اور آپس میں عہد و پیمان کر لیا رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو وہ بیت المال کی حفاظت اور احتیاط کرنے لگا مگر جس وقت اہل عراق نے اس کے باوجود اپنا انتظام درست کر لیا تو ربیع الثانی ۷۶ ہجری میں انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ عبداللہ بن جارود سوار ہوا بنو عبد قیس اپنے جھنڈے لے کر آگے بڑھے۔ حجاج کے پاس اس کے خاص خاص مصاحبوں اور اس کے خاندان والوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں رہا تھا۔

حجاج کا قاصد اور ابن جارود:..... حجاج نے نرمی کے ساتھ عبداللہ بن جارود کو بلایا لیکن اس نے قاصد کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کر دوں گا۔ قاصد بولا ''شاید تمہاری شامت آگئی ہے امیر تمہاری قوم اور تمہارے خاندان کو برباد کر دے گا واللہ اگر تم امیر کے پاس نہیں چلو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہوگا''۔ عبداللہ بن جارود نے ترش رو ہو کر جواب دیا ''واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ڈھیر کر دیتا''۔ قاصد اس کے سخت جواب سے ڈر کر واپس آگیا۔

حجاج کو قتل نہ کرنے کی غلطی:..... عبداللہ بن جارود نے حملہ کا حکم دے دیا۔ لوگ نرغہ کر کے حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ کر واپس آگئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں۔ غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا ''دیکھو حجاج کو قتل کئے بغیر واپس نہ چلو ورنہ صبح کو تمہاری خیر نہیں ہے۔'' عبداللہ بن جارود نے جواب دیا ''کل اس کا علاج کر دیا جائے گا شام ہو گئی ہے اس وقت کیا ہو سکتا ہے''۔

حجاج کا ساتھیوں سے مشورہ:..... حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمر عتکی (پولیس بصری کا افسر) بھی تھا حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا تو زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے کسی تدبیر اور فریب سے امن حاصل کر کے امیر المومنین کے پاس چلے جانا مناسب ہے کیونکہ چھوٹے بڑے سب کے سب تم سے ناراض ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا ''میری یہ رائے ہے کہ نہایت سرگرمی و ثابت قدمی سے ان کی بغاوت کو ختم کرنا چاہیے چاہے اس میں کسی کی موت کیوں نہ آجائے تم ہرگز عراق امیر المو منین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیر المومنین نے کیسا رتبہ عالی عطا کیا ہے اور تم ہی کو ابن زبیر سے جنگ پر مقرر کیا تھا''۔

لڑنے کی رائے پر حجاج کی رضامندی:..... حجاج کو یہ رائے بہت پسند آئی اور وہ حجاج سے ناراض ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عامر ❶ بن مسمع کہتا ہوا آیا ''میں نے لوگوں سے تمہارے لیے امان لے لی ہے''۔ حجاج لوگوں کو سنا کر آواز بلند سے کہنے لگا ''واللہ میں ان لوگوں کو امان نہ دوں گا جب

---

❶..... تاریخ ابن اثیر میں عامر کے بجائے عامل تحریر ہے۔

تک وہ لوگ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالے نہیں کریں گے'' اور پھر چپ چاپ عبد بن کعب فہری کو بلوالیا عبید بن کعب نے کہلوایا اگر میں آؤں گا تو شاید تم مجھے واپس نہ آنے دو گے حجاج نے کہا ''ایسا نہیں ہوگا'' پھر محمد بن عطارد وعبداللہ بن حکیم کے پاس یہی پیغام بھیجا ان لوگوں نے بھی یہی جواب دیا۔

عباد بن حصین اور دوسروں کا حجاج سے جاملنا:......اس کے بعد عباد بن حصین جفطی ❶ ابن جارود، ہذیل، اور عبداللہ بن حکیم کے پاس سے گذرا یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورے کررہے تھے عباد نے مشورہ میں شریک ہونے کی اجازت مانگی۔ ابن جارود وغیرہ نے انکار کردیا۔ عباد بن حصین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور وہ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اس کے دیکھادیکھی قتیبہ بن مسلم ''بنواعصر'' کے ساتھ حجاج سے جاملا۔ سبرۃ بن علی کلابی، سعید بن اسلم کلابی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آکرمل گئے حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت تقویت حاصل ہوگئی۔

مسمع بن مالک بن مسمع اور حجاج:......پھر مسمع بن مالک نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آجاؤں۔ حجاج نے جواب دیا ''تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ سے روک دو'' پوری رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے نامی گرامی سرداروں کے پیغام آتے جاتے رہے صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔

عبداللہ بن جارود کا مشورہ:......عبداللہ بن جارود نے اہل عراق کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان سے پوچھا کہ ''کیا رائے ہے'' اس نے جواب دیا کل تم نے اسے (حجاج کو) زندہ چھوڑ دیا تھا اب آج صبر کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے'' ابن جارود نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا اس کے میمنہ پر ہذیل بن عمران بن میسرو پر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان بھاگ کر عمان چلا گیا اور وہیں مرگیا۔

ابن جارود اور ساتھیوں کے سرنیزوں پر:......حجاج نے ابن جارود اور اس کے سرمہلب کے پاس بھیج دیئے مہلب نے ان کو نیزوں پر نصب کرادیا تا کہ خوارج ان کو دیکھ کر مخالفت کرنے پر نادم ہوجائیں چونکہ عبیداللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کردیا تھا اور ابن قبعشری نے لوگوں کو مخالفت کرنے پر ابھارا تھا اس جرم میں ان کو قید کردیا گیا۔ لیکن ابن قبعشری کو کچھ دن کے بعد عبدالملک نے رہا کردیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حجاج کا برا سلوک:......وہ لوگ جو ابن جارود کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے ان میں سے عبداللہ بن ❷ انس بن مالک انصاری بھی تھے۔ حجاج نے ان کو دیکھ کر کہا ''میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا''۔ پس جب بصریٰ میں داخل ہوا تو اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مال واسباب ضبط کرلیا اور جب انس اس کے پاس گئے تو اس کو سخت برا بھلا کہا اور گالیاں دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی شکایت پر حجاج کی گوشمالی:...... حضرت انس بن ❸ مالک نے عبدالملک کو اس کی شکایت لکھی تو عبدالملک نے حجاج کو حضرت انس بن مالک کے ساتھ یہ برتاؤ کے کرنے پر بہت برا بھلا لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ حضرت انس بن مالک کو ان کی قدرومنزلت کے مرتبہ پر رکھو اور ان کے مال واسباب واپس دیدو ورنہ میں ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہارا ٹیڑھا پن درست کردے گا اور تمہاری عزت کو خاک میں ملادے گا۔

حجاج کے دماغ کی مالش:......حاضرین کا بیان ہے حجاج کا چہرہ پر ''عتاب'' خط کو پڑھتے وقت کبھی تو پیلا پڑجاتا اور کسی وقت بھر بھرا اٹھتا تھا اور پریشانی سے پسینہ کے قطرے ٹپک رہے تھے خط پڑھ چکا تو طوعاً کرھاً انس بن مالک کی خدمت میں معذرت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔

ان واقعات کے بعد ہی ''زنج'' (سوڈان کے ایک قبیلہ) نے فرات بصریٰ میں بغاوت کی گو اس سے پہلے مصعب کے زمانے میں ان کا ظہور ہوا تھا اور ان کی تعداد کثیر نہیں تھی مگر باغات اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوج کشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کردیا تھا اور بعض کو پھانسی دے دی تھی باقی جو رہے تھے وہ متفرق ومنتشر ہوکر بھاگ گئے۔ تھے جب ابن جارود کا واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریاح جس کا لقب شیر زنجی تھا کو اپنا افسر بنالیا اور اس کے ساتھ مل کر فرات بصریٰ کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے عبداللہ بن جارود کی لڑائی سے فارغ ہوکر زیاد بن عمر

❶......تاریخ ابن اثیر میں جفطی کے بجائے جبطی تحریر ہے۔ ❷......تفصیل کے لیے دیکھیں'' موقف عبداللہ بن انسبن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۳۶) البیان والتبیین (جلد ۲ صفحہ ۲۲)۔ ❸ دیکھیں (الاخبار الطوال صفحہ ۹۳-۹۲)

و (پولیس بصریٰ کے افسر اعلیٰ) کو ان کی سرکوبی کی غرض سے لشکر کو بھیجنے کو لکھا اور اپنے لڑکے حفص کو ایک فوج دے کر روانہ کیا پہلے معرکے میں تو زنجیوں نے اس کو شکشت دے دی لیکن جب دوسری فوج اس کی کمک پر آ گئی تو "ریاح میدان جنگ سے بھاگ گیا اور ہزاروں زنجی تیغ اجل کی نظر ہو گئے۔

خوارج سے مہلب کی جنگ کا حال:..... آپ کو یاد ہو گا کہ مہلب اور عبدالرحمٰن بن مخنف مقام "رامہرمز" میں خوارج سے لڑ رہے تھے جس وقت حجاج بصریٰ کوفہ سے ان کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور اب ایک بڑی تعداد فوج جمع ہو گئی تو انہوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیئے جس سے وہ پسپا ہو کر "کازرون" ❶ کی طرف بھاگ گئے۔ مہلب اور عبدالرحمٰن کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا کازرون کے قریب پہنچ کر خوارج ٹھہر گئے مہلب اور عبدالرحمٰن کے لشکر نے بھی مورچے قائم کر دیئے مہلب نے حفاظت کی غرض سے اپنی لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوا کر دھس بند ھوادیئے اور عبدالرحمٰن سے بھی خندق کھدوانے کو کہا۔ مگر عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ ہماری تلواریں خندق کا کام دیں گی۔

خوارج کا دوبارہ حملہ اور ابن مخنف کا قتل:..... رات کے وقت خواج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے مجبور ہو کر عبد الرحمٰن بن مخنف کی طرف لوٹے اور میدان صاف پا کر بڑھتے ہی چلے گئے۔ عبدالرحمٰن کے لشکر کی فوج اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلی وہ چند گنتی کے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن نے میدان سنبھالا چنانچہ لڑائی ہوئی اور یہ سب کے سب مارے گئے یہ روایت اہل بصریٰ کی ہے۔

اہل کوفہ کی روایت:..... اہل کوفہ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت مہلب اور عبدالرحمٰن نے خوارج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تو خوارج نہایت مردانگی سے جواب دینے لگے اور اس وقت اس شدت سے ان کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے کہ مہلب مجبوراً اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے جنگ کا عنوان بدلتا دیکھ کر سواروں اور پیدل فوج کو مہلب کی مدد کے لئے بھیجا خوارج نے فوراً اپنی فوج کے دو حصے کر دیئے چھوٹے حصے کو مہلب کے مقابلہ پر رکھا اور بڑے حصہ کو عبدالرحمٰن کی طرف بڑھایا عبدالرحمٰن نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر وہ اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت معرکہ میں کارزار میں کام آ گیا۔

عتاب بن ورقاء اور مہلب:..... حجاج نے اس کے لشکر کی سرداری عتاب بن ورقاء کو دے دی۔ اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنا دیا اگر چہ عتاب کو یہ ناگوار گزرا لیکن اطاعت کے سوا چارہ کار کچھ نہ تھا۔ مگر پھر بھی مہلب اور عتاب کے درمیان ان بن ہو گئی۔ مہلب نے اسے برا بھلا کہا اس پر عتاب نے حجاج کے پاس واپسی کی درخواست بھیج دی حجاج نے کسی ضرورت کے تحت اس کو منظور کر لیا لہذا یہ لشکر بھی مہلب کی سپردگی میں دے دیا گیا مہلب نے اپنی طرف اپنے بیٹے حبیب کو اس پر مامور کر دیا اور تقریباً ایک برس تک نیشاپور میں ٹھہرا ہوا خوارج سے لڑتا رہا۔

خوارج کا حجاج پر حملہ:..... پھر خوارج نے ۷۶ھ میں حجاج پر چڑھائی کی اور ۷۰ھ تک اس کو اپنی لڑائی میں مصروف رکھا۔ سب سے پہلے جس نے خوارج میں سے خروج کیا وہ صالح بن تمیمی تھا جب یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنا لیا بنوشیبان کی اکثریت اس کی مطیع بن گئی حجاج نے حرث بن عمیرہ کو ان کی سرکوبی کیلئے ایک لشکر دے کر روانہ کیا اس کے بعد سفیان خثعمی کو ایک فوج کا دستہ دے کر حرث کی امداد پر مامور کیا پھر ابن سعید اس کے مقابلہ پر آیا لیکن اس کو شکست ہوئی۔

شبیب خارجی کی کوفہ میں شکست:..... شبیب نے کوفہ کی طرف قدم بڑھائے مگر حجاج نے اس سے معرکہ آرائی کی اور کوفہ کو اس کے فتنہ سے بچا لیا۔ اس کے بعد حجاج نے بہت سی فوجیں شبیب کے مقابلہ پر روانہ کیں اور ان کے بعد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مقرر کیا ان لوگوں نے خوارج کو شکست دے دی۔

خوارج کے ہاتھوں عتاب اور زہرہ کا قتل:..... پھر عتاب بن ورقاء زہرہ بن حویہ ان کی کمک پر روانہ کئے گئے۔ اس معرکہ میں میدان خوارج کے ہاتھ میں رہا عتاب اور زہرہ مارے گئے اس کے بعد شبیب بھی مارا گیا پھر خوارج میں نفاق پیدا ہو گیا اور ایک بڑی تعداد قتل ہو گئی جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

---

❶ ..... کازرون، بحر اور شیراز کے درمیان فارس کا ایک علاقہ ہے، دیکھیں۔ (معجم البلدان)

خط پر ''نام نبی ﷺ'' لکھنے پر قیصر کی ناراضگی: ......عبداللہ نے اس خط پر جو بادشاہ روم کے پاس بھیجا تھا ''قل ھو اللہ احد اور رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک تاریخ کے ساتھ لکھا تھا'' بادشاہ کو یہ شاق گزرا تو اس نے لکھ بھیجا کہ ''عنوان خط پر ایسے مضامین نہ لکھا کرو ورنہ ہم دراہم ودیناروں پر تمہارے نبی کا ذکر اس طرح لکھیں گے کہ تم کو ناگوار ہوگا۔

اسلامی سکے کی ایجاد: ......عبدالملک کو اس بات سے تردد پیدا ہوا اس نے لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ مانگا۔ خالد بن یزید نے رومیوں کے دراہم ودینار ترک کر دینے اور اسلامی سکہ بنانے کی رائے دی۔ عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد حجاج نے دراہم اور دیناروں پر ''قل ھو اللہ احد'' منقش کروایا لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اس لئے کہ ناپاک لوگ بھی اس کو چھوتے تھے۔

خالص ''سونے'' کے سکے ڈھالنے کی کوششیں: ......پھر سونے اور چاندی کے خالص اور بغیر میل ہونے کے جس پر سکہ اسلامیہ چھپتا تھا بہت زیادہ کوششیں کی گئیں۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے یزید بن عبدالملک کی حکومت میں اور قسری نے ہشام کے عہد حکومت میں اس کے خالص ہونے کا سخت اہتمام کیا۔

یوسف بن عمر کا کارنامہ: ......اس کے بعد یوسف بن عمر نے سب سے زیادہ مبالغہ اور کھرے اور کھوٹے کا امتحان مقرر کیا اس اعتبار سے ہبیریہ، خالدیہ، یوسفیہ، خالص اور عمدہ ترین ''نقود بنی امیہ'' شمار کئے جاتے تھے۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں یہ فرمان جاری کیا کہ خراج میں سوائے ان سکوں کے دوسرے قبول نہ کئے جائیں اور پہلا سکہ مکروہیہ ❶ کے نام سے موسوم کیا گیا اس لئے کہ وہ خالص نہ تھا یا اس لئے کہ اس پر ''قل ھو اللہ احد''، منقش تھا لوگ اسکو مکروہ سمجھتے تھے۔

عجمیوں کے سکے: ......عجمیوں کے دراہم مختلف اقسام کے تھے۔ بعض چھوٹے تھے اور بعض بڑے تھے مثقال کا کوئی وزن مقرر نہ تھا بعض بیس قیراط ❷ کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے ان سب کو جمع کیا گیا تو ۴۲ قیراط بنے لہذا اس کے تہائی یعنی چودہ قیراط پر درہم کو عربی میں ڈھالا گیا۔ اس حساب سے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر بنے۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مصعب ابن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے دراہم ڈھال دیئے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبدالملک ہی نے عہد اسلام میں سب سے پہلے سکہ ایجاد کیا تھا۔

بکیر بن وشاح کی معزولی کے بعد: ......ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ۷۴ھ میں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مقرر کیا گیا تھا اور ابھی وہ خراسان ہی میں مقیم تھا کہ نئے گورنر (امیہ) نے اس کی عزت وتوقیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ خراسان کے صوبوں سے جس کو پسند کرے اس کی حکومت اسے دے دی جائے گی۔ مگر بکیر نے قبول نہیں کیا۔

بکیر کی طغارستان پر تقرری اور معزولی: ......بہت زیادہ اصرار کر کے امیہ نے بکیر کو طغارستان کا گورنر مقرر کر دیا بکیر ابھی سامان سفر درست کرنے میں مصروف تھا کہ بجیر بن ورقاء آ کر رکاوٹ بن گیا اور امیہ کو بکیر کے گورنر بنانے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بجیر کے کہنے پر واپس بلالیا۔

امیہ کی جہاد کے لئے روانگی: ......تھوڑے دنوں بعد امیہ اپنے بیٹے کو خراسان پر مقرر کر کے بخارا پر حملہ اور وہاں سے واپسی میں ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا ''تم مرو واپس چلے جاؤ میں نے تم کو اس کا گورنر مقرر کر دیا ہے۔

بکیر کی ''مرو'' میں تقرری اور ورغلایا جانا: ......اور کہا کہ دیکھو ابن حازم کی روک تھام معقول طریقے سے کرنا مجھے اس کے حملے کا سخت خطرہ ہے بکیر اپنے بااعتماد ساتھیوں کے ساتھ مرو جانے کے ارادے سے کنارے پر ٹھہر گیا اور امیہ نہر عبور کر کے بخارا کی طرف چل پڑا بکیر کی واپسی کے وقت اس کے دوست (عتاب) نے اسے رائے دی کے ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو چل کر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

---

❶ ......دیکھیں (فتوح البلدان صفحہ ۵۷۵)۔ ❷ ......ایک قیراط تین رتی کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک چار رتی کا اور مثقال بوزن ہندی ساڑھے چار ماشہ کا اور درہم ساڑھے تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوتا تھا۔

اس کے ساتھیوں سے مشورے:......احنف بن عبداللہ عنبری نے کہا میں اتفاق کرتا ہوں۔ بکیر نے کہا مجھے اپنے ساتھیوں کے بارے میں خطرہ ہے کہ ان کی جانیں مفت میں ضائع ہو جائیں گی۔ مگر اس کے سارے ساتھیوں نے کہا کہ تم جتنا کہو گے ''مرو'' میں اتنی فوجیں جمع کر دیں گے۔ اس کے جواب میں بکیر نے کہا ہزاروں مسلمانوں کا ناحق خون ہوگا اور مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔

عتاب نے کہا! اس کی تدبیر نہایت آسان ہے تم منادی سے یہ اعلان کرا دینا کہ جو شخص ہمارا ساتھ دے گا اس کا خراج ہم معاف کر دیں گے دیکھ لینا ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی تمہارے مطیع و فرمابردار ہو جائیں گے۔

بکیر کا جھانسہ میں پھنس جانا:......بکیر نے کہا تو امیہ اور اس کے ہمراہی ہلاک کر ڈالے جائیں گے۔ احنف! ''وہ ہلاک کیوں ہوگا اس کے پاس فوج بھی ہے اور ہمارے پاس بھی ہے لڑتے بھڑتے چین تک پہنچ جائیں گے'' بکیر انکے جھانسہ میں آ گیا اور کشتیاں جلوا دیں اور مرو آ کر امیہ کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر کے اس کے بیٹے کو قید کر دیا۔

امیہ کی واپسی:......امیہ کو اس کی اطلاع ملی تو اہل بخارا سے تھوڑے جزیہ پر مصالحت کر کے مرو کی جانب واپس ہوا۔ نہر پر پہنچا تو کشتیاں موجود نہ تھیں۔ بڑی مشکل کشتیاں وہاں پہنچائی گئیں اور اس نے نہر کو عبور کیا اتنے میں موسیٰ بن عبداللہ بن خازم آ پہنچا۔ مگر اس نے حکمت عملی سے اپنا پیچھا چھڑا لیا مرو کے قریب پہنچ کر شماس بن ورقاء کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ بکیر نے مرو سے نکل کر صف آرائی کی۔

امیہ کے کمانڈر کی شکست اور پھر بکیر کا فرار:......چنانچہ شماس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوگئی تو امیہ نے اس کی جگہ ثابت بن عطیہ کو مقرر کر دیا جب یہ بھی میدان جنگ میں ثابت کار نہ رہ سکا تو وہ خود مقابلہ کے لیے آگے بڑھا عرصے تک دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار بکیر پسپا ہو کر مرو میں پہنچ گیا اور امیہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

بکیر سے امیہ کی صلح:...... ایک مدت کے بعد شرائط پر صلح ہوگئی کہ بکیر کو خراسان کے جس صوبے کی وہ حکومت چاہے دی جائے گی اور امیہ اس کے قرض کو جس کی رقم چار لاکھ درہم ہے ادا کر دے گا اور بکیر کے ساتھی جو جنگ کے وقت قید کر لیئے گئے ہیں، اس کے پاس بھیج دیئے جائیں گے اور آئندہ اس کے متعلق بحیر کی شکایت کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے۔

امیہ کی مرو آمد:...... صلح نامے لکھے جانے کے بعد امیہ مرو میں داخل ہوا اور بکیر جس عزت واحترام سے پہلے تھا اس کو اسی عزت واحترام پر رکھا عتاب کو بیس ہزار دراہم دیئے گئے اور بحیر کو معطل کر کے عطاء بن ابی صائب کو پولیس کی افسری عطا کر دی۔

ایک دوسری روایت:......بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ساتھ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ امیہ اس کو مرو میں اپنا نائب بنا کر گیا تھا لہذا جب امیہ نہر پار کر گیا تو بکیر اس کی حکومت ختم کرنے کا اعلان کر کے خود حاکم بن گیا اور پھر جن افعال کا وہ مرتکب ہوا وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں

بحیر کی چغلی سے بکیر کا قتل:......کچھ عرصے بعد بحیر نے امیہ سے بکیر کی شکایت کی کہ اس نے مجھے تمھاری مخالفت پر ابھارا تھا اور اب وہ تمھارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاملے میں اس کے بھتیجے بھی شریک ہیں اس کے دوستوں کے ایک گروپ نے اس بات کی گواہی بھی دیدی چنانچہ امیہ نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد نہر عبور کر کے بلخ پر فوج کشی کی ترکوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا قریب تھا کہ وہ اور اس کا لشکر فنا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا لیا اور وہ بڑی بربادی کے بعد مرو لوٹ آیا۔

بحیر سے خون کا بدلہ لینے کی کوششیں:......جس وقت بکیر بحیر ❶ بن ورقاء کی چغلی سے قتل کیا گیا تو قبیلہ تمیم سے بنو سعد بن عوف نے جو بکیر کے اعزاء واقارب تھے بکیر کے ناحق خون کا بدلہ لینے پر آپس میں عہد و پیمان کر لیا اور ان میں سے شمردل نامی ایک شخص دیہات سے نکل کر خراسان آیا اور چند دنوں تک بحیر کے پاس قیام پزیر رہا۔ ایک روز اس کی غفلت میں شمردل نے بحیر پر برچھی کا وار کیا جس سے بحیر گر گیا اس کا زخم کاری نہ تھا اس

---

❶......تاریخ بن اثیر جلد نمبر ۱۴۱ پر بحیر کی بجائے بجیر تحریر ہے

لیے یہ تو بچ گیا مگر شمر دل کو قتل کر دیا گیا۔

صعصعہ بن حرب کی کوشش:...... اس کے بعد صعصعہ بن حرب عوفی بکیر کے خون کا بدلہ لینے کا بیڑا اٹھا کر بجستان آیا بہت دنوں تک تو وہ کامیابی کی تدبیریں سوچتا رہا آخر کار بنوحنفیہ سے مراسم پیدا کر کے ان پر یہ ظاہر کیا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارش بحیر کو لکھ دو۔ بنوحنفیہ نے صعصعہ کے کہنے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لے کر خراسان پہنچا اور بحیر کے پاس جا کر ٹھہرا اپنے نام ونسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور مہینوں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ اکثر بحیر کے ساتھ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بحیر کو اس سے انس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا۔

بحیر کا قتل:...... بحیر ایک دن بکیر مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ آ پہنچا اور بکیر کے پیچھے سے گویا ہوا کچھ خفیہ باتیں کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا بحیر اس کی طرف جھکا تو اس نے ایک ایسا بھالا مارا کہ اگلے دن وبحیر مر گیا۔ مقاعس اور تمیم کی شاخوں میں صعصعہ کی گرفتاری پر جھگڑا ہونے لگا مہلب نے اس قصہ کو رفع دفعہ کرا دیا۔ اور بحیر کے قتل کو بکیر کا بدلہ قرار دیدیا۔ ایک قول یہ ہے کہ مہلب نے صعصعہ کو بحیر کے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا تھا اور اس نے اس کو قتل کر دیا تھا واللہ اعلم (یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے)۔

خراسان وسجستان پر حجاج کی گورنری:...... ۷۸ ہجری میں عبدالملک نے خراسان وسجستان سے امیہ بن عبداللہ کو معزول کر کے ان صوبوں کو بھی حجاج کے سپرد دیا حجاج نے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان پر اور عبیداللہ بن ابی بکر کو سجستان پر اپنی طرف سے مقرر کیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مہلب جنگ ازارقہ سے فارغ ہو چکا تھا حجاج نے اسے بلا کر اپنے تخت پر بٹھایا اور اس کے ساتھیوں میں وظائف بڑھا دیئے)۔

حبیب بن مہلب:...... لہذا مہلب نے اپنے بیٹے حبیب کو خراسان کی طرف بھیج دیا اس نے نہ تو امیہ سے کچھ مزاحمت کی اور نہ اس کے عمال سے۔ حتی کے اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد مہلب بھی آ گیا اور پانچ ہزار کی جمعیت سے نہر غربی کو عبور کر کے ماوراء النہر کی جانب پیش قدمی کی اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوالادہم کے لشکر کے ساتھ تھا۔ مہلب نے ''کش'' پہنچ کر قیام کیا۔

ختن کے بادشاہ کا قتل:...... اسی زمانہ میں بادشاہ ''ختن'' کے چچازاد بھائی نے حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی اس نے اپنے بیٹے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا رات بھر بادشاہ ختن کے چچازاد بھائی نے اسلامی فوجوں کو چھپا کر رکھا صبح ہوتے ہی بادشاہ ختن کو گرفتار کر کے یزید کے حوالے کر دیا۔ یزید نے اس کو قتل کر دیا اور اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا آخر کار اہل قلعہ سے اپنی خواہش کے مطابق صلح کر کے واپس آ گیا۔

بخارا پر حبیب کا حملہ:...... انہی دنوں مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو چار ہزار فوج دے کر بخارا پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ بخارا کے گورنر نے چالیس ہزار سے اس کا مقابلہ کیا فریق مخالف کے لشکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں رکا ہوا تھا حبیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں کو جلا دیا اور مال واسباب کو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا۔

مہلب کی ''کش'' پر جزیہ پر صلح:...... دو برس تک مہلب ''کش'' کا محاصرہ کیے رہا اہل کش نے طویل محاصرے سے گھبرا کر جزیہ دینا قبول کر لیا اور مہلب نے اس سے مصالحت کر لی۔

''رتبیل'' کی وعدہ خلافی:...... عبیداللہ بن ابی بکرہ جو حجاج کی طرف سے بجستان کا گورنر بن کر گیا تھا اس سے ''رتبیل'' نے تھوڑے دنوں تک تو دوستانہ مراسم رکھے اور مقرر کردہ خراج دیتا رہا لیکن کچھ عرصے بعد خراج روک لیا۔ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اس کی گوشمالی کرنے اور اس کے شہروں کو تباہ کرنے کا حکم دیا۔ لہذا عبیداللہ بن ابی بکرہ فوج کوفہ اور بصریٰ کی فوج لے کر رتبیل کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اہل کوفہ کا افسر شریح بن حانی تھا یہ (جناب امیر علیہ السلام کا حامی تھا)۔

رتبیل سے لڑائی اور اس کی پسپائی:...... عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل کے ''ملک'' میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی رتبیل مقابلہ پر آیا لیکن مقابلہ کی ہمت

نہ کر سکا۔ یکے بعد دیگرے قلعوں اور شہروں کو چھوڑتا جاتا اور اسلامی فوجیں ان پر قابض ہوتی جاتیں اور ان میں سے اکثر کو تباہ و برباد کرتی جاتی تھیں۔

ترکوں کی رکاوٹ اور صلح:...... رفتہ رفتہ اس کا دارالحکومت صرف اٹھارہ فرسخ دور رہ گیا تھا کہ ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لیے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے لڑائی سے بچنے کے لیے سات لاکھ درہم دے کر محض راستہ دینے پر صلح کر لی لیکن شریح بن حانی نے اس سے اختلاف کر کے لوگوں کو جنگ پر ابھارا۔

شریح کی ترکوں سے لڑائی اور شکست:...... چند لوگ اس کے کہنے میں آ گئے تو شریح نے از سر نو جنگ کا اعلان کر دیا بہت سے آدمی کام آ گئے ان میں خود شریح بھی تھا جو باقی رہے وہ کسی طرح اپنی جان بچا کر ''رتبیل'' کے ملک سے بھاگ کر نکل آئے اور اپنے لوگوں سے آ ملے۔ بھوک کی شدت سے یہ حال تھا کہ جہاں ان کو کھانا دیا گیا مرتے جاتے تھے اس وجہ سے انھیں تھوڑا تھوڑا گھی دیا جانے لگا۔ جب اس سے ان میں توانائی آ گئی تو دوسری غذائیں دی جانے لگیں۔

حجاج کی رتبیل کے خلاف روانگی:...... حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو مطلع کیا اور ''رتبیل'' کے ملک پر فوج کشی کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ اجازت ملنے کے بعد بیس ہزار سوار کوفہ سے اور بیس ہزار پیدل فوج بصریٰ سے مرتب کر کے بڑے بڑے بہادر اور تجربہ کار آدمیوں کو ان کا افسر بنایا اور ان کو مقررہ وظائف کے علاوہ دس ہزار درہم عطا کیے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ ضرورت سے زیادہ دے کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو ان کا افسر اعلیٰ بنایا۔

حجاج اور عبدالرحمٰن بن محمد:...... حجاج بن یوسف کسی وجہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے عداوت رکھتا تھا ایک دن اتفاق سے جوش میں آ کر کہہ اٹھا ''ارید قتلہ'' (میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں) شعبی ❶ نے عبدالرحمٰن بن محمد کو مطلع کر دیا عبدالرحمٰن نے کہا ''تو سہی کہ میں اس کی حکومت خاک میں نہ ملا دوں'' جب اس کو حجاج سے کہا ''تم اس کو لشکر کا سردار مقرر کر کے روانہ مت کرو مجھے اس کی مخالفت کا خطرہ ہے۔ حجاج نے جواب دیا وہ مجھ سے اتنا زیادہ ڈرا ہوا ہے کہ میری مخالفت نہیں کرے گا۔

عبدالرحمٰن کا رتبیل پر حملہ اور فتح:...... بہر حال عبدالرحمٰن بن محمد اسلامی افواج کو لے کر سجستان پہنچا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں جہاد سے تخلف کرنے والوں کو برے انجام سے ڈرایا لہذا چھوٹے بڑے سب اس کے ساتھ ہو لیے رتبیل کو یہ خبر ملی تو اس نے معذرت کر لی اور خراج روانہ کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن عبدالرحمٰن نے منظور نہیں کیا اور اپنا لشکر ظفر پیکر سے لے کر اس ملک میں داخل ہو گیا جن جن شہروں کو وہ فتح کرتا تھا ان میں اپنا گورنر مقرر کرتا تھا اور ان کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرتا تھا اور تمام خطرناک جگہوں، پہاڑی دروں پر محافظین اور جاسوس کو مقرر کرتا جاتا تھا۔

پیش قدمی کا روکنا اور اطلاع:...... رفتہ رفتہ رتبیل کا اکثر حصہ عبدالرحمٰن کے قبضہ میں آ گیا عبدالرحمٰن نے کسی مصلحت کی وجہ سے آگے بڑھنے سے اپنے قدم روک لئے اور اس کی اطلاع بذریعہ خط حجاج کے پاس بھیج دی۔

عبدالرحمٰن کو بھیجنے کا ایک اور سبب:...... بعض مورخین نے عبدالرحمٰن کو مقرر کئے جانے کا قصہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن اسدی کو کرمان میں مسلح فوج کے دستے کے ساتھ ٹھہرا دیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر سندھ اور سجستان کے گورنر کو ضرورت ہو تو ان کی مدد کرے لیکن ان کی مدد کرنے کی بجائے یہ خود باغی بن گیا حجاج نے اس کی گوشمالی کرنے کے لیے سلیمان بن محمد بن اشعث کو مقرر کیا عبدالرحمٰن نے ہمیان کو شکست دیدی اور اس کی جگہ خود وہاں قیام کیا کچھ عرصے کے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ گورنر سجستان کا انتقال ہو گیا چنانچہ حجاج نے عبدالرحمٰن کو سجستان کا گورنر بنا دیا چونکہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کو خوب آراستہ و پیراستہ رکھتا تھا اس وجہ سے اس کے لشکر کو زمانے میں ''جیش الطواویس'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن کے خط پر حجاج کا جواب:...... جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمٰن کا یہ خط پہنچا جتنے رتبیل کے شہر ہم نے فتح کر لیے ہیں اسی پر اکتفاء کر رہے ہیں اور جنگ کو آئندہ سال تک ملتوی کر رہے ہیں تو حجاج نے جنگ جاری رکھنے اور ان کے قلعے منہدم کرنے اور اس کی فوج کو تہہ تیغ

---

❶...... شعبی! عامر بن شراحیل، تابعین میں سے ہیں، عبدالملک کے ساتھ رہے، اس کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے، عبدالملک نے انھیں روم کے بادشاہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا، کوفہ میں ۱۰۳ھ میں وفات پائی (تہذیب التہذیب جید ۵ صفحہ ۶۵)

کرنے اوران لوگوں کو گرفتار کرنے کا حکم لکھا۔ ابھی یہ خط پہنچنے نہ پایا تھا کہ دوسرا خط اور پھر تیسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا تیسرے خط میں مضمون اتنا زیادہ تھا کہ اگر تو نے ہمارے اس حکم کی اطاعت کی تو ٹھیک ورنہ تو معزول ہے اور امیر لشکر تیرا بھائی اسحاق ہوگا❶۔

عبدالرحمٰن کا فوج کے سامنے خط پڑھنا:......عبدالرحمٰن نے خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا حجاج کی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہنے لگا اے لوگو! ہم نے تو اتفاق رائے سے فی الحال ترکوں سے لڑائی روک دی تھی اور ترکوں کے باقی ملک پر قبضہ کرنے کو آئندہ سال تک کے لیے ملتوی کر دیا تھا اور اپنی رائے حجاج کے پاس بھیج دی تھی لیکن حجاج کا خط آیا ہے اور اس نے ہم کو ترکوں سے لڑنے کا حکم لکھا ہے اور ترکوں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ہے حالانکہ روزانہ جنگ کرنے سے تم لوگ تھک گئے ہو، قبضہ شدہ علاقوں کا انتظام بھی کرنا ہے اس کے علاوہ تم لوگ جانتے ہو کہ یہ وہی ملک ہے جہاں کل تمھارے بھائی مارے جا چکے ہیں میں تمہارے جیسا ہی ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلو گے تو میں بھی چلوں گا۔

فوج کا ردعمل:......لشکریان عراق سنتے ہی بھرا گئے اور یک زبان ہو کر بولے "لا نسمع ولا نطیع للحجاج" (حجاج کی ہم نہ اطاعت کریں گے اور نہ اس کا کہا مانیں گے)۔

عبدالرحمٰن سے حجاج کو ہٹانے پر بیعت:......ابوالطفیل عامل بن واثلہ کنانی کہنے لگا "حجاج تو اللہ کا دشمن ہے اس کو امارت سے معزول کر کے عبدالرحمٰن کی سرداری کی بیعت کرلو"۔ ہر طرف سے لوگ کہنے لگے "فعلنا فعلنا" (ہم نے یہ کیا یہ کیا) عبدالمومن بن شبت بن ربعی نے اٹھ کر کہا "چلو خدا کے دشمن حجاج کی طرف واپس چلو اور اس کو اپنے شہر سے باہر کرو"۔ یہ جملہ پورا ہوتے ہی سارے لشکر نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر حجاج کی حکومت ختم کرنے اور اس کو عراق سے نکال دینے اور نکالنے والوں کی امداد کی بیعت کرلی اس بیعت میں عبدالملک کا کوئی ذکر اور تذکرہ نہیں آیا۔

عبدالرحمٰن کا رتبیل سے معاہدہ:......عبدالرحمٰن نے رتبیل سے صلح کرلی اور یہ شرط طے پائی کہ "اگر حجاج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی تو رتبیل کا خراج معاف کر دیا جائے گا اور بصورت شکست رتبیل حجاج کی بڑی قوت کا مقابل اور رکاوٹ بنے گا"، صلح کے بعد عبدالرحمٰن "بست" پر عیاض بن ہمیان شیبانی کو "روج" ❷ پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو اور کرمان پر حرثہ بن عمر تمیمی کو مقرر کر کے عراقی فوجیں لے کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے اعشی ہمدان ❸ شاعر اس کی مداح اور حجاج کی مذمت کرتا جا رہا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمیر ❹ عیر نی مقرر تھا۔

عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر عبدالملک کی معزولی کی بیعت:......فارس پہنچا تو بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کر دیا تو گویا عبدالملک کی بھی ہم نے خلافت توڑ دی لہذا سب نے عبدالملک اور اس کے سب حکام کی معزولی، کتاب وسنت پر عمل، گمراہوں سے جہاد اور جنگ خوراج کی بیعت عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر کرلی۔

حجاج کو مہلب کا مشورہ:......حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ مہلب نے یہ خبر سن کر حجاج کو لکھا کہ تم اہل عراق سے فوری طور پر مزاحمت نہ کرو اور جب تک وہ لوگ اپنے اہل عیال میں نہ پہنچ جائیں جنگ مت کرو۔ حجاج نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ مہلب پر بھی شک کرنے لگا۔

مہلب کے مشورہ سے اختلاف اور شکست:......جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آگئیں تو حجاج بصریٰ سے کوچ کر کے "تشتر" پہنچا اور فوج کے سواروں کو بطور مقدمہ آگے بڑھایا۔ ان کا عبدالرحمٰن کے سواروں سے مقابلہ ہوگیا حجاج کے سواروں کو شکست ہوگئی بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آگئی حجاج مجبوراً بصریٰ واپس آگیا۔ یہ واقعہ یوم عیدالضحیٰ ۸۱ ہجری کا ہے۔

---

❶......علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ کی کتاب (البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۳۵) میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ "یا ابن الغادر المرتد، امض الی امر تلک بہ" (ترجمہ) "او مرتد غدار کے بچے تجھے جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر"۔ ❷......یہاں صحیح لفظ "زرنجری" ہے جو بخارا کے علاقوں میں سے ہے۔ (معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۴۷۲) ❸......اس کا قصیدہ دیکھنے کے لیے دیکھیے (تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۵)۔ ❹......تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ پر عطیہ بن عمیر عیر نی کے بجائے عطیہ بن عمرو العنبری تحریر ہے۔

اہل بصریٰ کی عبدالرحمٰن سے بیعت:...... بصریٰ پہنچ کر حجاج (زاویہ) ❶ کی طرف مڑ گیا اور یہ ٹھوکر کھانے کے بعد اس کو مہلب کی رائے و نصیحت کی قدر آ گئی۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی بصریٰ میں داخل ہوئے اہل بصریٰ اور مقامات بصریٰ کے تمام باشندوں نے عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی چونکہ حجاج لوگوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور ان دیہاتوں سے جو شہر میں آ گئے تھے جزیہ لینے کے مقصد سے پھر قصبات اور دیہاتوں کی طرف واپس کر دیا تھا اس سے ان کو اور اہل بصریٰ کو بھی سخت ناراضگی پیدا ہو گئی تھی لہذا جب عبدالرحمٰن بصریٰ آیا تو ان سب نے بالاتفاق حجاج سے جنگ اور عبدالملک کو خلافت سے ہٹانے پر بیعت کر لی (یہ واقعہ ذی الحجہ ۸۱ ہجری کے آخر کا ہے)۔

اہل عراق کی شکست:...... محرم ۸۲ ہجری سے حجاج اور عبدالرحمٰن میں پھر لڑائی چھڑ گئی فریقین نے ایک دوسرے پر سختی کے ساتھ متعدد حملے کیے کبھی عبدالرحمٰن غالب آ جاتا اور کبھی حجاج۔ لیکن آخری جنگ میں (جو ۲۹ محرم کو ہوئی) اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار عبدالرحمٰن کے ساتھ کرنہ قصد کیا دوران شکست ہزار آدمی مارے گئے تمام قصبات و دیہات میں قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔

جنگ زاویہ:...... عقبہ بن عبدالغافر ازدی قراء کے ایک گروپ سمیت اسی واقعہ میں کام آ گئے حجاج نے شکست کے بعد ان کے دس ہزار آدمیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

عبدالرحمٰن بن عباس سے بیعت:...... عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد بچے کچھے اہل بصریٰ نے جمع ہو کر عبدالرحمٰن ابن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کر لی حجاج پانچ راتوں تک برابر لڑتا رہا اور عبدالرحمٰن اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر عبدالرحمٰن بن محمد بن الشعث سے کوفہ چلا گیا عبدالرحمٰن بن محمد کے کوفہ پہنچنے سے پہلے عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضری کو (جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کر قصر امارت پر قبضہ کر لیا تھا۔

کوفہ میں عبدالرحمٰن کا استقبال:...... جب اہل کوفہ کو عبدالرحمٰن بن محمد کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لوگ اسکے استقبال کے لئے آئے کوفہ میں نہایت احترام کے ساتھ لے گئے چونکہ ہمدان والوں نے مطر سے سازش کر لی تھی، اور قصر امارت پر مکمل طور پر وہی قابض تھے مطر نے ان کے کہنے سے عبدالرحمٰن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روک دیا اور خود قصر امارت اور کوفہ پر قابض ہو گیا۔

حجاج کی کوفہ کی طرف پیش قدمی:...... جنگ کے بعد حجاج بصریٰ میں داخل ہوا حکم بن ایوب ثقفی کو بصریٰ کا گورنر مقرر کر کے کوفہ کی طرف چلا مقام "دویر منیر" ❷ میں ڈیرے ڈلوا دیئے اور عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر "دیر جماجم" ❸ میں مورچہ قائم کیا پھر فریقین کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں۔ خندقیں کھود کھود کر دھس اور دمدمے باندھ دیئے گئے۔

عبدالملک کی کمک اور حجاج کی معزولی کا پیغام:...... اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی روزانہ ہر ایک دوسرے کے خندق تک لڑتا ہوا چلا جاتا اور پھر وہاں سے ناامید ہو کر واپس چلا آتا تھا اس دوران عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے یہ کہلوا دیا کہ ہم نے حجاج کو معزول کر دیا ہے۔ اہل شام کی طرح تمہارے بھی وظائف مقرر اور جاری کر دیں گے اور عبدالرحمٰن جس صوبے کو پسند کرے گا اس کی گورنری ہم دے دیں گے۔

حجاج کا جوابی خط:...... حجاج کو اس پیغام سے بے حد صدمہ ہوا شاہی فرمان کو چھپا کے ایک خط دربار خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا "ان باتوں سے اہل عراق کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ کبھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے کیا آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے۔ عبدالملک نے اس رائے کو پسند نہیں کیا۔

اہل عراق کا پیشکش ماننے سے انکار:...... عبداللہ اور محمد بن مروان نے عبدالملک کو پیغام اہل عراق کو یا اہل عراق آپس میں مشورہ کرنے لگے

---

❶...... زاویہ ابصریٰ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حجاج اور ابن الاشعث کے درمیان مشہور واقعہ ہوا تھا (معجم البلدان، یاقوت حموی)۔ ❷...... معجم البلدان میں یہاں دیر قرۃ تحریر ہے

❸...... کوفہ کے مضافات میں سات فرسخ کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے۔ (معجم البلدان)

عبدالرحمٰن بن محمد نے رائے دی کہ اس میں تم لوگوں کی عزت و بہتری ہے لوگوں نے ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند کر دیں اور عبدالملک کی خلافت توڑنے کی بیعت کی تجدید پر تیار ہو گئے اس بات کے محرک عبداللہ بن دواب السلمی و عمیر بن تیجان تھے۔

عراقی اور شامی فوجیں پھر آمنے سامنے:...... عراقی اور شامی فوجیں پھر جنگ کرنے پر تل گئیں حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو سواروں پر سفیان بن ابرو کلبی کو اور پیادوں پر عبداللہ بن حبیب حکمی کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن کے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خثعمی میسرہ پر ابرو بن قرہ تمیمی، سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب پیادوں پر محمد بن سعد ابی وقاص، قلب لشکر پر عبدالرحمٰن رزم حرشی قراء پر جبلہ زہر بن قیس جعفی تھا انہی قراء میں سعید بن جبیر، عامر شعبی، ابوالبختری طائی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وغیرہ تھے۔

پورا سال ہی جنگ:...... لشکر مرتب ہونے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی فریقین اپنے اپنے مورچوں سے نکل کر ایک دوسرے پر صبح حملہ کرتے اور شام ہوتے ہی واپس چلے جاتے تھے پورا سال انہی لڑائیوں میں ختم ہو گیا عبدالرحمٰن کے سواروں نے نہایت مردانگی و استقلال سے جنگ کو جاری رکھا حجاج کی فوج انہیں شکست دینے کی بھرپور کوشش کرتی لیکن خود پسپا ہو کر لوٹ آتی تھی۔

حجاج کی نئی ترتیب:...... حجاج نے مجبور ہو کر اپنی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے جراح بن عبداللہ بن حکمی کی قیادت میں عبدالرحمٰن کے سواروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ جراح نے عبدالرحمٰن کے سواروں پر مسلسل تین حملے کئے جبلہ بن زحر قیس جعفی، عامر شعبی اور سعید بن جبیر آیات قرآنی احادیث اور اقوال صحابہ کرام پڑھ پڑھ کر سواروں کو جنگ کے مقابلہ پر ابھار رہے تھے عراقی سواروں نے شامیوں پر اس شدت سے حملہ کیا اور جبلہ بن زحر ایک جگہ پر اپنے ساتھیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ ولید بن نجیب کلبی نے جبلہ کو تنہا دیکھ کر چند شامیوں کے ساتھ دوسری طرف سے لوٹ کر حملہ کیا اور اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس لے آیا۔

آخری مقابلہ عبدالرحمٰن کی شکست:...... جبلہ بن زہر کے مارے جانے کے تقریباً ساڑھے تین مہینے تک لڑائی جاری رہی ہزاروں جانیں اس میں ضائع ہو گئیں نہ مقتولین پر کوئی رونے والا تھا اور نہ زخمیوں کی تیمارداری کا کسی کو کچھ خیال تھا پھر ۱۵ جمادی الثانی ۸۳ھ کو ایک بہت بڑی لڑائی ہوئی سفیان بن الابرو نے (جو حجاج کے میمنہ کا افسر تھا) عبدالرحمٰن کے میسرہ پر جو ابر بن قرہ کی ماتحتی میں تھا حملہ کیا۔ ابرو بن قرہ بلا جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا میمنہ والے اس کے بھاگ جانے سے غیر مرتب ہو کر اس کی طرف لوٹے حجاج نے انکو جمع و مرتب کر کے پھر حملہ کر دیا عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی اس کے بعد حجاج نے کوفہ کا رخ کیا محمد بن مروان موصل کی جانب اور عبداللہ بن عبدالملک شام کی طرف چلا گیا۔

کوفہ میں حجاج کی بیعت:...... حجاج نے کوفہ میں پہنچ کر بیعت لینی شروع کر دی۔ اور ہر شخص سے کفر کا اقرار کراتا جو انکار کرتا اس کو قتل کر ڈالتا تھا۔ چنانچہ کمیل بن زیاد کی نوبت آئی یہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان کی مخالفت کی تھی حجاج نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور تقریباً ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا اہل شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں قیام کرنے کی اجازت دی۔

عبدالرحمٰن بصریٰ میں:...... عبدالرحمٰن بن اشعث بصریٰ میں پہنچا شکست کھانے والے اس کے پاس پھر آ کر جمع ہو گئے انہی کے ساتھ عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بھی تھا۔ محمد بن ابی وقاص مدائن سے آ کر عبدالرحمٰن سے مل گیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنا لشکر مرتب کر کے حجاج کے خلاف پھر فوج کشی کی اس مرتبہ اس کے ساتھ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی تھا جو شکست سے پہلے اس کے پاس "رے" والوں نے اس سے بغاوت کی تھی اس نے ان کو زیر کر کے عبدالرحمٰن سے سازش کر لی تھی غرض یہ کہ عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج تھی جنہوں نے مارنے اور مر جانے پر بیعت کر لی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے چاروں طرف حفاظت کی غرض سے خندق کھدوائی تھی حجاج اور اس کے لشکر کی فوج حملہ کر کے عبدالرحمٰن تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو کر لوٹ آتی تھی۔

زیاد بن غنیم کے قتل کا دھچکا:...... ماہ شعبان کے پندرہ دن تک اسی عنوان سے جنگ جاری رہی زیاد بن غنیم قینی جب حجاج کی کمسریٹ کا افسر تھا انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ جس سے حجاج اور اس کے ساتھیوں کا دل ٹوٹ گیا مگر وہ ساری رات اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا صبح ہوتے ہی پھر

لڑائی چھڑ گئی۔ بسطام ہبیرہ نے چار ہزار سوار فوجیوں کو لے کر حجاج کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی بار اہل شام کو موقع جنگ سے پیچھے دھکیل دیا۔ تیر اندازوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر بازی شروع کر دی جس کی وجہ سے اہل شام پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے اور اگر آگے بڑھنے کا ارادہ کرتے تو سواروں کے نوک دار نیزوں کا شکار ہو جاتے تھے۔

اچانک حملہ اور عبدالرحمٰن کی شکست:...... عبدالملک بن مہلب نے یہ رنگ دیکھ کر تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن کے ساتھیوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ عبدالرحمٰن کے ساتھی اس اچانک حملے سے گھبرا کر پیچھے ہٹے اس کے بعد حجاج کے ساتھی سنبھل سنبھل کر ہر طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، فقیہ اور ابوالبختری طائی مارے گئے اور ابن اشعث سجستان کی طرف بھاگ گیا۔

عبدالرحمٰن کی شکست کا سبب:...... بعض مؤرخین نے اس شکست کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ کسی بدوی نے حجاج کے پاس آ کر عبدالرحمٰن بن اشعث کے لشکر کا ایک خفیہ راستہ بتایا اس کے ساتھ حجاج سے چار ہزار فوج روانہ کر دی صبح ہوئی تو حجاج نے لڑائی شروع کر دی اتفاق سے اس کو خود کو شکست ہو گئی اور عبدالرحمٰن اس کے لشکر کو لوٹ کر اپنے کیمپ میں واپس آ گیا شام ہوتے ہوتے وہ چار ہزار فوج آ پہنچی (جس کو حجاج نے بدوی کے ساتھ روانہ کیا تھا) چنانچہ عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھی نہایت ابتری سے مقابلہ پر آئے لیکن ان کی اس بھرپور کوشش سے ان کو کچھ فائدہ نہ ہو سکا لہٰذا سراسیمگی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے ہزاروں آدمی خندق میں گر کر مر گئے ان کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھی۔

حجاج کامیابی کے بعد:...... حجاج کامیاب و کامران عبدالرحمٰن کی لشکرگاہ میں آیا اور جس کو زندہ پایا قتل کر دیا مقتولین کی تعداد جیسا کہ مؤرخین بیان کرتے ہیں چار ہزار تھی۔ ان میں سے عبداللہ بن شداد بن ہادی بسطام بن مصقلہ، عمر بن ربیعہ رقاشی، بشر بن منذر ابن جارود وغیرہ بھی تھے۔

عبدالرحمٰن کا تعاقب اور جنگ:...... حجاج نے یہ خبر سن کر کہ ابن اشعث سجستان کی طرف بھاگا جا رہا ہے تو عمارۃ بن تمیم لخمی اور اپنے بیٹے محمد کو ایک دستہ فوج کا دے کر اس کے تعاقب کا حکم دیا چنانچہ ان لوگوں کا سوس میں پہنچ کر مقابلہ ہو گیا عبدالرحمٰن اپنے ساتھیوں سمیت تھوڑی دیر تک لڑ کر سابور کی طرف پسپا ہو کر بھاگ نکلا اور پھر اکرادجمع کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا۔

عبدالرحمٰن کی کرمان آمد:...... پھر ایک سخت و خون ریز جنگ کے بعد عمارۃ بن تمیم کو شکست ہو گئی۔ اس کے باوجود عبدالرحمٰن نے سابور کو خیرآباد کہہ کر کرمان کا رخ کر لیا کے گورنر نے نہایت خوشی و مسرت سے استقبال کیا دارالامارت میں انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا چند دنوں کے بعد عبدالرحمٰن نے زرنج کی طرف کوچ کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی ''زرنج'' اور بست روانگی:...... زرنج کے گورنر نے شہر پناہ کے دروازے بند کروا لئے عبدالرحمٰن نے جھلا کر اس کا محاصرہ کر لیا جب حصار سے کام ہوتا نظر نہ آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا گیا جہاں پر اس کی طرف سے عیاض بن ہمیان ابن ہشام سلوبی شیبانی گورنر تھا عیاض نے نہایت خوشی سے خیر مقدم کیا اور دارالامارت میں اسے ٹھہرایا اور اس کی دعوت کی لیکن جس وقت اس کے ساتھی غافل تھے عبدالرحمٰن کو قید کر لیا اور اس طرف احسان فراموشی کے ذریعہ سے حجاج سے جا ملنے کا ارادہ کر لیا۔

رتبیل کی دھمکی پر عبدالرحمٰن کی رہائی:...... رتبیل بادشاہ عبدالرحمٰن کی آمد کا سن کر بست کے قریب آ رکا ہوا تھا جب اس کو اس کی گرفتاری کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو بہت بڑی دھمکی دی جس سے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمٰن کو رہا کر دیا۔ رتبیل اس کو اپنے ساتھ لے کر اپنے ملک چلا گیا۔

عبدالرحمٰن کے ساتھیوں کا خراسان پر قبضہ کا فیصلہ:...... اس کے بعد عبدالرحمٰن کے شکست خوردہ ساتھی سجستان کے قریب آ کر جمع ہوئے اور سب کے سب بالا اتفاق خراسان پر قبضہ کے لیے تل گئے اپنے تاکہ قبائل اور اعزہ اقارب کی مدد کے ذریعے سے آئندہ کامیابی حاصل کریں۔ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب ان لوگوں کی امامت کرتے تھے ان سب نے اپنی یہ رائے عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس رائے سے اختلاف کیا کیونکہ یزید بن مہلب وہاں پہلے سے موجود تھا ساتھ ہی یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ اہل شام و خراسان ایک ساتھ مل کر مقابلہ نہ کر

بیٹھیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس کا بالکل لحاظ نہ کیا۔

عبدالرحمٰن کے کچھ ساتھیوں کا فرار:......مجبوراً عبدالرحمٰن ان کے ساتھ ہرات کی طرف روانہ ہو گیا راستہ سے عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرۃ قرشی (دو ہزار آدمیوں کو لے کر) چھپ کر بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث نے ان لوگوں سے کہا "تم لوگوں نے تو مجھ لکھا تھا کہ ہم سب لوگوں میں ہر طرح سے اتفاق ہے لیکن عبید اللہ کیوں ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں تو اب اپنے دوست رتبیل کے پاس واپس جا رہا ہوں۔ تمہارا جو جی چاہے کرو" کسی نے اس کو کچھ جواب نہیں دیا چنانچہ تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن بن اشعث واپس چلا گیا اور لشکر کی اکثریت عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ سجستان میں رہ گئی۔

ہرات میں جنگ کی ایک روایت:......بعض مورخین کا قول ہے کہ شکست کے بعد عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جب اس کے ساتھی جمع ہو گئے تو اس نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ خراسان کی جانب خروج کیا ہرات کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈالے جہاں مخالفین سے مڈبھیڑ ہو گئی میدان عبدالرحمٰن نے جواب دیا "ہم نے دم لینے اور آرام کرنے کے لیے یہاں قیام کیا ہے کچھ دن بعد دن بعد چلے جائیں گے" چنانچہ یزید بن مہلب یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

عبدالرحمٰن پر مہلب کا حملہ:......عبدالرحمٰن (جو سجستان میں تھا) خراج اور عشر وصول کرنے لگا۔ یزید بن مہلب کو اس کی اطلاع ملی تو اس سے صبر نہ ہو سکا لشکر لے کر عبدالرحمٰن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو گیا ہرات کے باہر ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اور ابھی بازار جنگ گرم بھی نہیں ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن کے ساتھی متفرق و منتشر ہو کر بھاگ نکلے مگر ایک گروپ ثابت قدمی سے لڑتا رہا پھر یہ بھی وہاں سے بھاگ گیا۔

عبدالرحمٰن کی شکست:......یزید نے تعاقب کرنے سے اپنی فوج کو منع کر دیا لشکر گاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ایک جماعت کو ان میں سے قید کر لیا اور ان قیدیوں میں محمد بن سعد بن ابی وقاص، عمر و بن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر، عباس بن اسود بن عوف، بلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ فروز بن حصین ابوالعلج (عبید اللہ بن معمر کا آزاد کردہ غلام) سوار بن مردان، عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات، عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ شامل تھے۔

عبدالرحمٰن کا سندھ فرار:......عبدالرحمٰن بھاگ کر سندھ پہنچ گیا اور ابن سمرہ مرو کی طرف بھاگا۔ یزید بن مہلب بھی مرو کی جانب لب ٹا اور قیدیوں کو سبرہ بن نجدہ کے ساتھ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کے بھائی حبیب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات کو روانہ کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ اس کے باپ طلحہ نے مہلب کا مطالبہ جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی ادا کیا تھا۔

قیدیوں کی حجاج کے پاس روانگی:......یزید بن مہلب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ اور عبداللہ بن فضالہ کو ازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ باقی قیدیوں کو زنجیروں سے باندھ کر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس مقام واسطہ میں (واسطہ کی آبادی سے پہلے) پہنچ گئے۔

حجاج کی فروز سے بات چیت:......حجاج نے فیروز کو بلا کر اس سے پوچھا کہ تجھ کو ان لوگوں کے ساتھ مخالفت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تیری تو ان سے کوئی رشتہ داری نہیں تھی اس نے جواب دیا کہ یہ ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی مبتلا ہو گیا تھا۔ حجاج بولا تو اپنے مال و اسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دیدو فیروز نے بیس لاکھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا اور حجاج کو مخاطب کر کے کہا "اب تو میری جان بخشی ہو گئی"؟ حجاج نے جواب دیا نہیں! واللہ پہلے تو مجھے یہ مال دیدے میں اس کے بعد تجھے قتل کر دوں گا۔

فیروز کی رہائی محمد بن سعد کا قتل:......فیروز نے کہا تم میرے مال اور خون کو جمع نہ کرو (یعنی مال لے کر مجھے قتل مت کرو) حجاج نے یہ سن کر فیروز کو چھوڑ دیا اس کے بعد محمد بن سعد ابی وقاص کو پیش کیا گیا اس نے اسے برا بھلا کہا اور اس کے قتل کا حکم دیدیا اس کے بعد عمر بن موسیٰ پیش ہوا اس کو بھی ملامت کر کے معذرت کرنے کے لیے عمر بن موسیٰ کا انکار کیا حجاج نے قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

بلقام بن نعیم کا قتل:......اس کے بعد بلقام بن نعیم کی پیشی ہوئی۔ برا بھلا کہنے کے بعد دریافت کیا "ابن اشعث نے تو ملک اور عزت کی طلب میں

یہ سب کچھ کیا تھا تجھے کس بات کی خواہش تھی''؟ جواب دیا کہ تیرے بجائے عراق کا حاکم بننے کی حجاج نے یہ سنتے ہی اس کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ ان کو قتل کر دیا گیا۔

عبداللہ بن عامر سے گفتگو اور قتل:......اس کے بعد عبداللہ بن عامر حاضر کیا گیا حجاج نے اس کو بھی ملامتانہ نصیحت کی۔ عبداللہ بن عامر نے کہا'' ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا'' حجاج بولا ''ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا''؟ جواب دیا ''اپنی قوم کو رہا کر دیا اور دوسروں کو قید کر کے تیرے پاس بھیج دیا'' حجاج یہ سن کر تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا، پھر سکوت توڑ کر قتل کا حکم دے دیا۔

یزید بن مہلب سے حجاج کی ناراضگی:......اسی وقت اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے میل پیدا ہو گیا حتی کہ اس نے اسے معزول کر دیا ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی سخت قید میں رکھنے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کا حکم صادر کیا۔

فیروز کا قتل:......جب فیروز کو اپنی موت کا مکمل یقین ہو گیا تو اس نے جیل کے داروغہ سے کہا کہ ''مجھے باہر نکالو تاکہ میں اپنی امانتیں لوگوں سے واپس لے لوں ورنہ میرے بعد کچھ نہ دے گا'' داروغہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا ''جس کے پاس میری کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے ہبہ کر رہا ہوں'' حجاج نے اس کے بھی قتل کا حکم دے دیا۔

عمر کندی اور اعشیٰ ہمدانی کا قتل:......اس کے بعد عمر بن فہر کندی کے قتل کا حکم دیا یہ نہایت شریف و کریم شخص تھا۔ پھر اعشیٰ ہمدانی کو بلا گیا اور اس سے وہ قصیدہ پڑھنے کو کہا جو اس نے اشلج اور قیس کے درمیان پڑھا تھا جس میں عبدالرحمن اور اس کے ساتھیوں کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اعشیٰ اور قیس کے درمیان قصیدہ نہیں پڑھا تھا جو مشہور ہے حجاج اس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اعشیٰ قافیہ تبدیل کر کے قصیدہ پڑھنے لگا۔ جس وقت بخ بخ للوالدۃ وللمولود (آفریں ماں بیٹے پر) کہا تو حجاج نے کہا واللہ! آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا لے میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں۔ ❶

شعبی کی گرفتاری:......جب حجاج ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شعبی کے بارے میں معلوم کیا یزید بن مسلم نے بتایا کہ وہ ''رے'' چلا گیا ہے حجاج نے ''رے کے گورنر'' قتیبہ بن مسلم کو گرفتار کر کے اس کے پاس بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ شعبی کو ۸۳ ہجری میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن مسلم اس کا دوست تھا اس نے شعبی کو معذرت کر لینے کی ہدایت کر لی تھی لہذا جب شعبی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اس نے اہل دربار کو اور حجاج کو سلام کیا اور معذرت کے طور پر عرض کیا۔

شعبی کی معذرت:......واللہ ہم حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی اور لڑے نہ تو ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی و نیک بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ہم پر فتح یابی دے دی اگر تم ہم کو سزا دو گے تو ہماری خطا کی وجہ سے دو گے اگر معاف کرو گے تو اپنے حلم و کرم کی وجہ سے کرو گے اور تم حق بجانب ہو۔

شعبی کی معافی:......حجاج نے کہا! واللہ یہ شخص مجھے اس شخص سے زیادہ پسند ہے جو کہتا ہے کہ میں اس معرکہ میں نہ تھا اور نہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپک رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو امن دے دیا اور وہ واپس آ گیا۔ ❷

حجاج کو ہٹانے کی ایک اور کوشش:......حجاج کی فتح اور عبدالرحمن ابن اشعث کی شکست کے بعد اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے جو اس فتنہ میں ''رے'' پر قابض ہو گیا جب سے لوگ رے میں جمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے ساتھ کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے جنگ جماجم کی غلطی معاف ہو جائے لہذا ان سب نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج کو حکومت سے ہٹانے پر ابھارا اس نے اس رائے سے انکار کر دیا تو وہ لوگ اس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا

قتیبہ سے جنگ اور شکست:......چنانچہ جب قتیبہ ''رے'' کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے آئے لیکن پھر

---

❶......دیکھیں تفصیل کے لیے (الاغانی جلد ۱۱ صفحہ ۶۱) اور مروج الذھب جلد ۳ صفحہ ۱۸۹۔۱۹۰)۔ ❷......مزید دیکھیں (تاریخ الکامل ابن اثیر ۳ صفحہ ۱۶۵) اور مروج الذھب جلد ۳ صفحہ ۱۷۶)۔

ان لوگوں کی بدعہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہوگئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچ گیا اصبہذ نے اس کو عزت وتوقیر سے ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس کے باپ نے اسے روک دیا قتیبہ نے ''رے'' میں داخل ہو کر حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دی حجاج نے اصبہذ کو لکھ بھیجا کہ ہمارے باغیوں کو تم گرفتار کر کے بھیج دو یا ان لوگوں کے سر اتار کر روانہ کر دو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

رتبیل کے پاس جانے سے عراقیوں کا انکار :...... جب عبدالرحمٰن بن اشعث ہرات سے رتبیل کے پاس جانے لگا تو علقمہ بن عمرو اودی نے کہا ''میں تمہارے ساتھ دارالحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ڈرایا ہے، دھمکی دی ہے اگر وہ آ گیا تو تم کو تمہارے ساتھیوں کو قتل کر دے گا اور ہم لوگ پانچ سو آدمی ہیں ہم لوگوں نے آپس میں مل کر عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزیں اور قلعہ بند ہو جائیں تا کہ شر وفساد سے مامون ہو جائیں یا عزت واحترام سے جان خدا کے سپرد کر دیں'' عبدالرحمٰن یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

عراقیوں کا محاصرہ اور صلح :...... چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نہ گئے اور مودو بصری کو اپنا امیر بنا لیا۔ عمارہ بن تمیم لخمی نے پہنچ کر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم ہو گیا اس کے نتیجے میں مجبور ہو کر یہ لوگ امان کے طلبگار ہوئے اور عمارہ بن تمیم نے امان دے دی تو یہ اس سے آ ملے۔

عبید بن سمیعی کا رتبیل کو ورغلانا:...... حجاج کو یہ جب معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے تو اس نے رتبیل کو خط وکتابت شروع کی عبدالرحمٰن کے سپرد نہ کرنے پر لالچ اور دھمکیاں دینے لگا۔ عبید بن سمیع تمیمی جو عبدالرحمٰن کے ساتھیوں میں سے تھا اور ابتداءً رتبیل کے پاس اس کے خط، پیغامات وغیرہ لاتا تھا۔ رتبیل کو حجاج کے ظلم اور طاقت سے ڈرایا اور عبدالرحمٰن کو گرفتار کرنے یا اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔

عبید ابن سمیعی کی غداری اور عبدالرحمٰن کا قتل :...... قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے یہ سب واقعات بیان کر کے عبید بن سمیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا۔ اتفاق یہ ہوا کہ عبید کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے رتبیل کو یہ جھانسہ دیا کہ تم عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دو میں سات برس کا جزیہ معاف کروا دوں گا رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ عبید بن سمیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمار کے پاس آیا اور سارے واقعات اس کو بتائے عمارہ نے حجاج کو اس کی اطلاع کر دی۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور سات برس کے بجائے دس برس کا جزیہ معاف کر دینے کا حکم لکھا۔ لہٰذا رتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

عبدالرحمٰن کے قتل کی دوسری روایت :...... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن کا انتقال عارضہ سل میں ہوا تھا اور وفات کے بعد رتبیل نے اس کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کو اس کے خاندان والوں سمیت جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیج دیا تھا اور عبدالرحمٰن نے خود کو قصر امارت کی چھت سے گرا دیا تھا۔ اس وجہ سے وہ مر گیا تھا اس کے بعد عمارہ نے اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دیا[1] حجاج نے اس کا سر عبدالملک کے پاس اور عبدالملک نے اس کا سر اپنے بھائی عبدالعزیز کے پاس بھجوا دیا۔ یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

مغیرہ بن مہلب کی وفات :...... ہم اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ مہلب نے ''کش'' (مضافات ماوراء النہر) نامی علاقہ کا محاصرہ کر لیا تھا چنانچہ دو برس تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس زمانہ میں خراسان میں اس کا بیٹا مغیرہ حکومت کر رہا تھا اس نے (ماہ رجب) ۸۲ھ میں وفات پائی تو مہلب نے خبر سن کر افسوس کا اظہار کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے بیٹے یزید کو ستر سواروں کے ساتھ مرو کی جانب روانہ کیا۔

یزید بن مہلب کی دلیرانہ روانگی:...... راستہ میں ''بست'' کے ایک درے میں پانچ سو ترکوں سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے یزید سے جو کچھ اس کے مال واسباب تھا مانگا۔ یزید نے انکار کر دیا لیکن اس کے ساتھی نے کچھ اسلحہ اور کسی قدر مال انہیں دے دیا۔ ترک اس کو لے کر واپس ہو گئے مگر پھر کچھ سوچ کر بدعہدی پر اتر آئے۔ چنانچہ یزید نے ان سے لڑائی کر کے ان کو زیر کر لیا اور ان کے سردار کو قتل کر دیا تب وہ منتشر ہو کر بھاگ گئے اور یزید

---

[1] ...... یہ جگہ اصل میں خالی تھی جسے تاریخ ابن اثیر (جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۰) سے پر کیا گیا۔

بن مہلب مرو پہنچ گیا۔

اہل ''کش'' سے صلح :......اس کے بعد اہل کش نے صلح کی درخواست کی مہلب نے ذرفدیہ پر مصالحت کر لیا اور اطمینان کیلئے ان کے بیٹوں کو فدیہ تک کی ادائیگی تک کیلئے نظر بند کر کے رکھا۔ حریث بن قطنہ (خزاعہ کے آزاد کے غلام) کو زرفدیہ وصول کرنے اور ان کے بیٹوں کو واپس دینے کی غرض سے وہیں چھوڑ کر کش سے بلخ کیلئے روانہ ہو گیا۔

حریث کا ''کش'' والوں سے معاملہ :...... بلخ میں پہنچ کر حریث کو اس مضمون کا خط لکھا ''تم باوجود زرفدیہ وصول کر کے لیے اہل نے کش کے بچوں کو رہا کرنا جب تک تم سرزمین بلخ میں نہ پہنچ جاؤ کیونکہ مجھے ان کی بدعہدی سے خطرہ ہے'' حریث نے کش کے گورنر کو یہ خط دکھا کر کہا ''اگر تم لوگ زرفدیہ جلدی دے دو تو میں تمہارے بچوں کو رہا کر دوں گا اور مہلب سے جا کر کہہ دوں گا کہ تمہارا خط زرفدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے بچوں کو واپس دینے کے بعد پہنچا تھا'' کش کے گورنر نے جھٹ پٹ فدیہ دے کر اپنے بچوں کو واپس لے لیا اور حریث بلخ روانہ ہو گیا۔

حریث کی ترکوں سے لڑائی، اور مہلب سے پٹائی :...... راستے میں ترکوں نے جیسا کہ یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور حریث نے انکے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ہر ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب مہلب کے پاس پہنچا تو اس نے عدول حکمی کی وجہ سے بیس کوڑے لگوائے۔

حریث کی مہلب کو قتل کرنے کی قسم :...... اس پر حریث بن قطنہ نے مہلب کب قتل کرنے کی قسم کھالی مہلب کو اس کی اطلاع مل گئی تو اس نے اس کے بھائی ثابت بن قطنہ کے ذریعہ سے حریث کو نرمی اور پیار سے بلوایا چونکہ حریث غصہ میں بھرا ہوا تھا اس نے جانے سے انکار کر دیا اور اس کے سامنے بھی مہلب کو قتل کرنے کی قسم کھالی۔

حریث اور ساتھیوں کا فرار :......اس پر ثابت نے کہا ''اگر تمہاری یہی رائے رہی تو ہم سب لوگ مار دیئے جائیں گے بہتر یہ ہے کہ ہم سب موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس بھاگ چلتے ہیں۔ حریث نے اس کو منظور کر لیا اور اپنے تین سو ساتھیوں سمیت موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس چلا گیا۔

مہلب کی اپنے بیٹوں کو وصیت :...... ان واقعات کے بعد مہلب کا انتقال ہو گیا وفات کے وقت اپنے بیٹے یزید کو اپنی جگہ حکومت پر اور دوسرے بیٹے کو نماز پڑھانے پر مقرر کیا اور باقی سب بیٹوں کو جمع کر کے اتفاق، محبت اور حسن معاشرت کی وصیت کی اور کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور صلہ رحمی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے عمر درازی اور مال کی زیادتی اور افراد کی کثرت ہوتی ہے اور اس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس لیے کہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت کی کمی نفوس جا سبب ہے۔

امیر کی اطاعت وغیرہ کی وصیت :......تم پر امیر اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے مناسب یہ ہے کہ میں تمہارے افعال تمہارے اقوال سے بہتر ہوں، جلد جواب دینے اور زبان کی لغزش سے احتراز کرنا کیونکہ آدمی پاؤں کی لغزش سے سنبھل جاتا ہے مگر زبان کی لغزش سے مارا جاتا ہے اور جن کے حقوق پر ہوں ان کی حق شناسی کرنا یہ صبح شام بیٹھ کر گپ مارنے سے بہتر ہے خوشامدیوں کی خوشامد میں نہ جانا۔ بخشش اور سخاوت کو کبھی کسی پر فضیلت نہ دینا نیکی کو زندہ ❶ رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنا، لڑائی میں ہوشیاری اور مکر کا زیادہ خیال رکھنا یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے لہذا اگر آدمی نے ہمت باندھ لی اور ہوشیاری سے کام لیا تو کامیاب ہو گیا اور اگر بدحواسی چھا گئی تو ناکام رہا لیکن سب پر حکم الٰہی غالب ہے قرآن سنت وآداب صالحین کی تعلیم اپنے اوپر فرض کر لینا۔ اپنی مجلسوں میں زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا❷۔

مہلب کی وفات :......غرض یہ کہ مہلب اسی قسم کی چند وصایا کر کے مر گیا یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔

---

❶......نیکی کو زندہ رکھنا! یہ ان الفاظ کا مجموعہ ہے جو ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۵۶ پر موجود ہیں یعنی ''واحیو العرف'' لیکن تاریخ طبری میں اس کے بجائے ''واحبو العرب'' کے الفاظ ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب سے محبت کرنا۔ ❷......مہلب کی وصیت کے لیے دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۹)۔

اتحاد واتفاق کی عملی مثال:......ایک روایت ہے کہ جس وقت مہلب نے اتفاق واجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترکش تیروں سے بھرا ہوا منگوایا اور لڑکوں سے کہا کہ کیا تم ان سب تیروں کو ایک ساتھ توڑ سکتے ہو لڑکوں نے جواب دیا نہیں پھر اس میں سے ایک تیر نکال کر کہا اب اس کو توڑ سکتے ہو لڑکے بولے ہاں مہلب نے کہا یہ ہی حالت جماعت کی ہے۔

مہلب کے بعد یزید بن مہلب:......مہلب کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یزید خراسان کا گورنر بنا، حجاج نے سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ اس نے کچھ دنوں بعد قلعہ ''بیزک'' پر جاسوس مقرر دیئے اور جس وقت اس کو اہل قلعہ کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر وہاں پہنچ گیا اور محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم تھا۔ کامیابی کے بعد حجاج کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی اس کا کاتب یعمر عدوانی تھا جو کہ ہذیل کا حلیف تھا۔

حجاج کو لکھا گیا خط:......مضمون خط یہ تھا کہ ''ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کے خلاف کامیابی دی ایک گروپ کو ہم نے قتل کر ڈالا ایک گروپ بھاگ کر پہاڑی کی چوٹیوں اور سنسان بیابان کی طرف چلا گیا۔

یزید کے کاتب کی شامت:......حجاج نے معلوم کیا کہ یزید کا کاتب کون ہے؟ جواب دیا گیا ''یحییٰ بن یعمر'' حجاج نے اس کو طلب کر لیا جب وہ آیا تو اس نے پوچھا کاتب تیری پیدائش کہاں کی ہے۔ ❶ یحییٰ بن یعمر العدوانی نے جواب دیا کہ احواز میں پیدا ہوا ہوں۔ حجاج نے پھر سوال کیا تمہارے کلام میں اتنی فصاحت کیسے آئی؟ عرض کیا ''میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی ہے اور وہ فصیح تھا'' پھر دریافت کیا ''عنبسہ بن سعید گاتا تھا'' عرض کیا ''ہاں اکثر'' پھر کہا ''فلاں شخص'' جواب دیا ''ہاں'' اسی سلسلہ میں کہا ''پھر میں'' حجاج نے کہا اچھا تم گاؤ اور ایسا گاؤ کہ (ایک حرف کو بڑھاؤ اور ایک گھٹاؤ) اور بجائے ان کے ان اور ان کے بجائے ان کہو، یہ کہہ کر اسے حکم دیا کہ تجھے تین دن کی مہلت دی جاتی ہے اگر اس کے بعد سرزمین عراق میں میں نے تجھے دیکھا تو قتل کر دوں گا۔

شہر ''واسطہ'':......حجاج نے اپنی حکومت کے زمانے میں لشکر شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں ٹھہرایا تھا ۸۳ھ ہجری میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا چنانچہ اہل کوفہ نے شہر سے باہر ایک میدان میں لشکر منظم کر لیا۔

شامی بدمست سپاہی کا قتل:......ان سپاہیوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی وہ لشکر سے ایک دن رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس آ گیا اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازے کی زنجیر کھڑ کھڑانے اور زور زور سے دروازوں کو پیٹنے لگا بہت شور وغل کے بعد دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص شراب کے نشے میں چور کھڑا ہے عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ ''یہ روزانہ آ کر یونہی پریشان کیا کرتا ہے میں نے اس کی شکایت کئی بار اس کے کمانڈر سے بھی کی ہے''۔ نوجوان نے کہا ''تم مجھے اس کے قتل کی اجازت دے سکتی ہو'' عورت بولی ہاں، میں نے اجازت دیدی نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر دیا اور صبح ہونے سے پہلے یہ کہہ کر لشکر میں آ گیا صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا تا کہ وہ لوگ اپنے ساتھی کو لے جا کر دفن کر دیں چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔

حجاج کے اقدامات:......لوگ اس عورت کو پکڑ کر حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا حجاج نے کہا ''تو سچ کہتی ہے'' پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا تم اپنے ساتھی کو دیکھو کہ اس کم بخت کو عقل نہ تھی اور نہ سمجھ اور اس کی کچھ دیت (خون بہا) واجب نہیں کیونکہ اس مقتول کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اس کے بعد اعلان کرا دیا کہ کوئی شخص کسی کے یہاں نہ ٹھہرے۔

واسطہ میں کیمپ کی بنیاد:......اس نے اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنہوں نے ''مقام واسطہ'' کو کیمپ بنانے کے لیے منتخب کیا ان لوگوں نے اس جگہ پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ اس جگہ سے نجاست کو صاف کر رہا ہے صاف کرنے کی وجہ پوچھی اس نے جواب دیا ''چونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لیے بنائی جائے گی اس لئے ہم اس کو پاک وصاف کر رہے ہیں چنانچہ حجاج نے اسی جگہ ''شہر واسطہ'' کی

❶......تصحیح استدراک۔ ثناء اللہ محمود

بنیاد ڈالی اور مسجد بھی بنوادی۔

حجاج کی راہب سے ملاقات: ...... بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج وفد لے کر عبدالملک کے پاس جا رہا تھا کہ اسے راستے میں ایک راہب ملا لوگوں نے کہا یہ آئندہ پیش آنے والی باتیں بتاتا ہے حجاج نے پوچھا کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہمارا اور خود کا حال پاتے ہو (یعنی اپنا اور ہمارا حال بتا سکتے ہو) راہب نے کہا ''ہاں''۔ حجاج بولا نام بتاؤ گے یا اس کی صفت راہب نے کہا ''صفت بتاؤں گا''۔ حجاج نے پوچھا کہ ہمارے بادشاہ کی صفت بتلاؤ راہب نے اس کے اوصاف بتائے۔

راہب کی پیش گوئیاں: ...... پھر حجاج نے دریافت کیا ''اس کے بعد خلیفہ کون ہوگا''۔ جواب دیا ''جس کے نام کے آخر میں ''ثقفی'' ہے۔ پھر حجاج نے پوچھا کہ میرے بعد کس کی جگہ پاتے ہو اس نے جواب دیا کہ اس شخص کا نام یزید ہے اس نے پوچھا کہ اسکی صفت بتا سکتے ہو جواب دیا کہ میں اس کے دوسرے اوصاف تو نہیں بتا سکتا مگر ہاں اتنا جانتا ہوں کہ وہ بدعہدی کرتا ہے۔ اس کی بات سے حجاج کا ذہن یزید بن مہلب کی طرف منتقل ہو گیا اور راہب کی باتوں کا اس نے یقین کر لیا۔

حجاج کی آل مہلب کی چغلیاں: ...... جب عبدالملک کے پاس لوٹ کر خراسان آیا۔ اور عبدالملک کو یزید اور آل مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا کہ یہ لوگ آل زبیر کے حامی ہیں عبدالملک نے جواباً لکھا کہ اہل مہلب کی وفاداری آل زبیر کے مقابلے میں ہمیں حق پر سمجھنے اور ان کی وفاداری کو ثابت کرتی ہے میں ان میں کوئی کمی نہیں پاتا۔ حجاج نے ان بدعہدیوں سے اس کو ڈرایا۔ اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ کر بھیج دیا۔

یزید کی معزولی کی اجازت: ...... تب عبدالملک نے مجبور ہو کر لکھا ''چونکہ تم نے یزید کی بہت زیادہ شکایتیں لکھیں ہیں لہذا جس کو چاہو اس کو مقرر کرو''۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو نامزد کر دیا۔ عبدالملک نے اس کے لیے گورنری کی سند لکھ کر دینے کی اجازت دے دی۔ حجاج نے یزید کی معزولی کا فرمان لکھنا نامناسب خیال کر کے اس کو بلوالیا اور یہ لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو اپنی جگہ مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

یزید کے مشورے: ...... یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اس نے حصین بن منذر رقاشی سے مشورہ کیا تو حصین بن منذر نے کہا کہ میرے خیال میں تم یہیں قیام کرو اور فی الحال بہانہ کر دو اس کے ساتھ ہی عبدالملک سے اس بارے میں خط و کتابت کرو وہ تم کو بہت اچھی طرح جانتا ہے یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا کہ ''ہم لوگ ایسے خاندان کے ہیں جن کی اطاعت سے سرفرازی ہوئی ہے اس لیے ہم اختلاف کرنا پسند نہیں کرتے۔ رقاشی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یزید سفر کا سامان درست کرنے لگا۔

مفضل بن مہلب کی تقرری اور معزولی: ...... روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل سے کہا ''تم اس پر خوش مت ہو کہ حجاج تمھیں میرے بعد اس عہدے پر برقرار رکھے گا بلکہ اس نے تمھیں فی الحال اس خوف سے خراسان کا گورنر بنا دیا ہے کہ میں اس کو خراسان میں دخل اندازی کرنے سے رکاوٹ بنوں مفضل کو اس کا یقین نہ آیا یزید ربیع الثانی ۸۵ھ کو خراسان سے رخصت ہو کر نکل پڑا۔

یزید کی معزولی کی وجہ: ...... بعض مورخین نے یزید کی معزولی کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ حجاج نے عبدالرحمن بن اشعث کی مہم سے فارغ ہو کر اہل عراق کو تباہ کیا مگر آل مہلب کو اسی عزت و توقیر سے رکھا اور بار بار یزید کو خراسان سے بلایا مگر وہ جنگ کی مصروفیت کا بہانہ کر کے نہیں آیا۔

معزولی کی ایک اور وجہ: ...... بعض مورخین کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا مگر اس نے فوائد کی کمی اور زیادہ نقصان ہونے کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد جب حجاج نے اس کو بلوایا تو اس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کرنے والا ہوں حجاج نے منع کیا لیکن اس نے اس کا کچھ لحاظ نہیں کیا اور خوارزم پر حملہ کر دیا، وہاں تھوڑے سے قیدی ہاتھ آئے اور اہل خوارزم نے صلح کر لی۔ اور چونکہ اس نے سردی کے دنوں میں حملہ کیا تھا چنانچہ لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف محسوس ہوئی انھوں نے قیدیوں کے کپڑے چھین چھین کر پہن لیے قیدی برہنہ ہو گئے اور سردی کی شدت سے مر گئے۔ (حجاج کو یہ باتیں سخت ناگوار گزریں اور عبدالملک کو اس کی معزولی کے بارے میں لکھ بھیجا عبدالملک نے وہی جواب لکھا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں)۔

مفضل بحیثیت گورنر:...... مفضل خراسان کا گورنر بنا تو اس نے بادغیس پر چڑھائی کی اور کامیاب ہوا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو اس نے لشکریوں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ ملا تقسیم کر دیا۔

عبداللہ بن حازم اور موسیٰ بن حازم:...... جن دنوں عبداللہ بن حازم بن تمیم کے خلاف لڑ رہا تھا اسی زمانہ میں لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس نے نیشاپور کا رخ کیا اور پھر اس خیال سے کہ بنو تمیم کہیں اہل مرو سے سازش نہ کر لیں اپنے بیٹے موسیٰ کو حکم دیا کہ مال واسباب لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ تاکہ کسی بادشاہ کے یہاں جا کر ہم پناہ گزیں ہو جائیں یا کسی محفوظ قلعہ میں قیام اختیار کر لیں۔

موسیٰ کی مرو سے روانگی:...... لہٰذا موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے ساتھیوں کی تعداد چار سو ہو گئی ان کے علاوہ کچھ لوگ بنوسلیم کے بھی آ ملے قم پہنچا تو اہل قم سے لڑائی ہو گئی ❶ موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کا مال واسباب لوٹ کر نہر بلخ عبور کر لی۔

بخارا پھر سمرقند اور صغد آمد:...... بخارا کے گورنر کے پاس چلا انھوں نے ڈرا کر انکار میں جواب دے دیا تو وہ سمرقند پہنچا طرخون نامی والی صغد نے ٹھہرنے کی اجازت دیدی۔ وہاں یہ ایک مدت تک مقیم رہا اسی دوران اس کو عبداللہ بن حازم (اس کے باپ) کے قتل کیے جانے کی خبر ملی مگر اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔

صغد سے موسیٰ کا اخراج:...... رسم ورواج ❷ کی تقریب میں اس سے کسی ساتھی نے ایک صغدی سے مقابلہ کیا اتفاق یہ کہ صغدی اس کے ہاتھ سے قتل ہو گیا جس کی وجہ سے گورنر طرخون نے موسیٰ کو اس کے ساتھیوں سمیت اپنے شہر سے نکال دیا۔

موسیٰ کی ''کش'' آمد اور جنگ:...... چنانچہ وہ کش کا گورنر اس سے اپنا دفاع نہ کر سکا اور طرخون سے امداد مانگی لہٰذا موسیٰ اس کے مقابلہ پر نکلا اس وقت اس کے ساتھ سات سو سوار تھے جب لڑائی ہوئی تو صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا (موسیٰ کے بہت آدمی زخمی ہو گئے) اس کے ساتھی نے طرخون سے مل کر فریب اور مکاری سے برے انجام کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نژاد ہے اس کو اگر تم نے مار دیا تو نتیجہ اس کا کیا ہوگا) کہ جو شخص خراسان آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے مانگے گا۔ طرخون نے کہا ''یہ سب ٹھیک ہے لیکن میں ''کش'' اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا اس شخص نے جواب دیا کہ ''اگر موسیٰ ''کش'' سے چلا جائے؟ طرخون نے کہا ''ہاں یہ ہو سکتا ہے'' طرخون نے لڑائی بند کر دی۔

موسیٰ کی ترمذ آمد:...... پھر موسیٰ کش سے روانہ ہو کر ترمذ آ گیا اور قلعہ سے باہر قیام کر لیا یہ قلعہ ایک نہر کے کنارے پر بنا ہوا تھا ترمذ کے گورنر نے اس کو قلعہ میں داخل ہونے نہ دیا موسیٰ نے تحائف بھیج کر اس سے راہ رسم بڑھائی اور اکثر سیر وشکار میں اس کے ساتھ رہنے لگا ایک دن گورنر نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ اپنے ایک سو ساتھیوں سمیت دعوت میں شریک ہوا کھانا کھانے کے بعد قلعہ والی نے موسیٰ کو واپس جانے کو کہا اس نے نکلنے سے انکار کر کے کہا ''اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری قبر بنے گی''۔

ترمذ میں قلعہ والوں سے جنگ:...... قلعہ کے والی نے سختی کی تو لڑائی ہوئی چنانچہ موسیٰ نے اہل قلعہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے ترمذ کے بادشاہ کو نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد بادشاہ ترک کے پاس گیا اور اس سے امداد مانگی مگر اس نے انکار کر دیا اسکے بعد اس کے باپ (عبداللہ بن حازم) کے کچھ ساتھی اس کے پاس آ گئے اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر گرد ونواح پر متصرف ہو جاتا تھا۔

---

❶...... زم! آمل اور ترمذ سے جیحون کے راستے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ (معجم البلدان)۔ ❷...... اہل صغد کا پرانا رواج تھا کہ سال میں ایک دن صغد کے کسی بہادر دسترخوان پر شراب اور عمدہ عمدہ کھانے چن کر رکھتے تھے کوئی شخص اس کے قریب نہ جانے پاتا تھا اور جو شخص اس سے کھالیتا تھا اس سے اس کی جنگ ہوتی تھی جب حریف اپنے مقابل کو قتل کر دیتا تھا وہی دسترخوان کا مالک ہوتا تھا موسیٰ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس رسم کی کیفیت دریافت کی تو لوگوں نے بتادی۔ اس نے دسترخوان سے جو کچھ تھا کھالیا دسترخوان بچھانے والے کو معلوم ہوا تو غصہ میں بھرا ہوا آیا اور اس نے عربی نژاد کو جنگ کے لئے طلب کیا مقابلہ ہوا تو صغدی مارا گیا والی صغد نے موسیٰ سے کہا ''میں نے تم کو ٹھہرایا پناہ دی اس کے بدلے تم نے میرے سوار کو مار ڈالا اگر میں نے پناہ نہ دی ہوتی تو میں تم کو مار ڈالتا اسی میں خیر ہے کہ شہر چھوڑ کر نکل جاؤ چنانچہ موسیٰ اپنے ساتھیوں سے سمیت صغد سے نکل کھڑا ہوا۔ (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۰۳)۔

امیہ کا موسیٰ کا محاصرہ:......اس کے بعد جب امیہ ❶ گورنر بن کر خراسان گیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے خلاف فوج کشی کے ارادے سے روانہ ہوا تو بکیر نے مخالفت پر کمر باندھی تو وہ بکیر کی بغاوت ختم کرنے کے لیے واپس آ گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر بکیر سے صلح کرنے کے بعد ایک خزاعی سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی گوشمالی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ جنھوں نے موسیٰ کا ترمذ میں محاصرہ کر لیا۔

ترمذ کے گورنر کی ترک سے کمک:......ترمذ کا گورنر دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس مدد کے حصول کے لیے گیا۔ وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر واپس آیا اور قلعہ کے ایک جانب مورچہ قائم کر لیا موسیٰ ایک وقت تو عربوں کے ساتھ لڑتا تھا اور دوسرے وقت ترکوں سے۔ تین مہینے تک اسی عنوان سے لڑائی جاری رہی۔

موسیٰ کی ترکوں کو زبردست ہزیمت:......ایک روز رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کیا اور بہت سے سپاہیوں کو قتل کر کے لشکر گاہ میں مال و اسباب و آلات حرب جو کچھ لوٹ لیا موسیٰ کے ساتھیوں میں سے صرف سولہ آدمی کام آئے صبح ہوئی تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو شکست خوردہ اور پامال دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا اور خود بھی موسیٰ کی ان چالوں سے ڈر گئے۔

موسیٰ اور عمر بن خالد کی تدبیر:......اگلے دن عمر بن خالد بن حصین کلابی نے جو موسیٰ کے دوستوں میں سے تھا حاضر ہو کر کہا ہم لوگ تدبیر ہی کے ذریعے کامیاب ہوتے ہیں اس لئے یہ مناسب ہے کہ تم ہمیں کوڑے مار کر چھوڑ دو موسیٰ نے اس کو پچاس کوڑے لگوائے۔ عمر بن خالد وہاں خزاعی کے پاس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ ''مجھ پر ابن حازم نے تمہاری دوستی، حمایت اور جاسوسی کا الزام لگایا ہے اور کوڑے لگوائے ہیں خزاعی نے عمر بن خالد کو امان دے دی چند دنوں تک وہ اس کے پاس ٹھہرا رہا۔

عمر کے ہاتھوں خزاعی کا قتل:......ایک دن عمر بن خالد خزاعی کے پاس گیا اتفاق سے وہ اس وقت اکیلا بیٹھا ہوا از راہ نصیحت کہنے لگا ''تم کو ایسے نازک وقت میں ہتھیار کے بغیر خالی ہاتھ رہنا نہیں چاہیے'' خزاعی نے فرش کا کنارہ اٹھایا تو اس کے نیچے ننگی تلوار رکھی ہوئی تھی عمر نے اسے اٹھا کر وار کر دیا خزاعی نے دم تک نہ لیا فوراً ٹھنڈا ہو گیا۔

عمر کے لشکر کی ابتری اور فرار:......عمر بن خالد موسیٰ کے پاس آ گیا اور خزاعی کا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا اکثر سپاہی امن حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر سے مل گئے (اس کے بعد امیہ نے پھر کبھی لشکر موسیٰ کو زیر کرنے کے لئے نہیں بھیجا حتیٰ کہ اسے معزول کر دیا گیا)

مہلب اور موسیٰ بن حازم:......اس کے بعد مہلب امیر خراسان بن آیا (اور اس نے موسیٰ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا) بلکہ اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ تم لوگ موسیٰ سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ اگر یہ مر گیا تو خراسان کی گورنری پر کوئی شخص بنو قیس کا آئے گا اس کی گورنری کے زمانے میں حریث و ثابت جو قطنہ خزاعی کے بیٹے تھے اور اس کے ساتھ موسیٰ کے پاس چلے آئے۔

یزید بن مہلب اور موسیٰ:...... مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب خراسان آیا اس نے حریث و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا ان کی لونڈیوں کو اپنے گھر میں ڈال لیا اور ان کے اخیافی بھائی حریث بن معقد کو قتل کر دیا۔ ثابت فریادی صورت کر طرخون کے پاس گیا اور یزید بن مہلب کے ظلم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طرخون نے یزید بن مہلب کی زیادتیوں پر غصہ آیا چنانچہ اس نے نیزک 'اہل صغد اور اہل بخارا اور صاغان کو ثابت کی مدد کرنے کیلئے جمع کر دیا۔ ثابت ان سب کو لے کر موسیٰ کے پاس آیا اس وقت عبدالرحمٰن بن عباس کا گروپ ہرات سے اور ابن اشعث کی جماعت عراق اور کابل سے آ کر اس کے پاس جمع ہو گئی تھی۔ ان لوگوں کے جمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی۔

ثابت و حریث اور موسیٰ کا ترمذ پر قبضہ:......ثابت اور حریث نے موسیٰ سے کہا ''آؤ ہم اور تم لشکر کو مرتب کر کے اٹھ کھڑے ہوں اور یزید کو

---

❶......اس کا پورا نام امیہ بن عبداللہ بن خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ہے

خراسان سے نکال کرتم کو اس کا امیر بنائیں گے'' موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خود خراسان پر قابض ہو کر مجھ کو مغلوب کریں گے اور نیز بعض دوستوں کے سمجھانے سے ثابت اور حریث سے کہا ''بفرض محال اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال بھی دیا تو عبدالملک کا دوسرا گورنر آ جائے گا لہٰذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے گورنروں کو ماوراء النہر سے نکال کر اس پر قبضہ کرلو چنانچہ ان لوگوں نے ان کو نکال دیا۔ طرخون اور ترک اپنے اپنے ملک واپس چلے گئے اور اہل عرب کی حکومت کو ترمذ میں ایک گونا استقلال ہو گیا اور کچھ مال واسباب بھی جمع ہو گیا۔

حریث وثابت سے موسیٰ کا اختلاف:......حریث وثابت ملکی ومالی انتظام سنبھالتے تھے اور موسیٰ برائے نام ان کا امیر تھا اس لئے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سن کر حریث اور ثابت کے قتل پر اس کو تیار کرلیا۔

ترکوں کے حملے میں حریث کا قتل:......اس دوران عجمیوں کا ایک گروپ جس میں ''ہیاطلہ'' اہل تبت اور ترک تھے ان پر حملہ آور ہوا۔ موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کا مقابلہ کیا ترک بادشاہ دس ہزار فوج کے ساتھ ایک ٹیلہ پر پرصف آراء تھا۔ حریث بن قطنہ نے اس پر حملہ کیا اور ترک بادشاہ کو اپنے زور حملہ سے پسپا کر دیا اسی دوران ایک تیر حریث کے چہرہ پر آ لگا، زخم کاری لگا تھا دو دن کے بعد حریث مر گیا۔ شام ہو گئی تھی لہٰذا لڑائی روک دی گئی رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شب خون مارا ایک بڑا گروپ ترکوں کا کام آ گیا موسیٰ کے سپاہی بہت کم مارے گئے اور وہ کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لئے ہوئے میدان جنگ سے اپنے شہر واپس آ گیا۔

حریث کا جاسوس موسیٰ کے پاس:......اس کے مشیروں سے کہا ''حریث کا کام تو تمام ہو گیا اب تم ثابت کا وارانیارا کر دو'' موسیٰ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچ گئی اس نے محمد بن عبداللہ خزاعی کو مخبری کے لئے موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اور یہ سمجھایا کہ عربی میں گفتگو نہ کرنا کوئی دریافت کرے تو کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں اور روزانہ جو باتیں ہوا کریں مجھے آ کر بتا جانا۔

موسیٰ کے ساتھیوں کا حریث کے قتل کا فیصلہ:......چنانچہ محمد بن عبداللہ عرصہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا ایک روز رات کے وقت موسیٰ کہنے لگا ''تم لوگ بے حد اصرار کر رہے ہو تو اچھا یہ بتاؤ کہ اسکو (یعنی ثابت کو) کس وجہ سے اور کیوں قتل کرنا چاہتے ہو حالانکہ اس سے کوئی بدعہدی اس وقت تک نہیں ہوئی'' کسی نے کچھ جواب نہ دیا مگر اس کا بھائی نوح بولا کہ ''جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پہلے کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ساتھ کسی نشست گاہ میں لے جائیں گے اور وہیں قتل کر دیں گے'' موسیٰ نے جواب دیا ''واللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے''۔

حریث کا فرار:......محمد بن عبداللہ سب باتیں سن رہا تھا مجلس برخاست ہوتے ہی ثابت سے ساری باتیں کہہ دیں بے چارہ ثابت اسی رات کو بیس سواروں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا صبح ہوئی تو ان لوگوں کو نہ ثابت ملا اور نہ ہی اس کا لڑکا (یعنی محمد بن عبداللہ خزاعی) اس سے ان پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ وہ (محمد بن عبداللہ) ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت اور موسیٰ کی رسہ کشی:......ثابت ترمذ سے نکل کر حشوا میں جا کر مقیم ہو گیا اور عرب وعجم کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر سن کر ثابت سے جنگ کرنے چلا مگر ثابت نے قلعہ بندی کر لی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس دوران طرخون کی کمک پر آ گیا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا اس کے بعد ثابت، طرخون، اہل بخارا، نسف اور کش نے متفق ہو کر اسی ہزار کے لشکر کے ساتھ ترمذ میں موسیٰ کا محاصرہ کرلیا۔

موسیٰ اور ثابت کی جنگ:......موسیٰ اور اس کے ساتھی بڑی بے جگری سے لڑے (لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا) یزید بن ہذیل نے قسم کھالی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈالوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ثابت کے پاس گیا اور اس سے امن کی درخواست کی ثابت کے بعض دوستوں نے اسے یزید بن ہذیل کی بدعہدی اور بے وفائی سے ڈرایا جس سے اس نے یزید کے دونوں بیٹوں قدامہ اور ضحاک کو بطور رہن رکھ لیا۔

ثابت کا یزید بن ہذیل کے ہاتھوں قتل:......مگر اس کے باوجود یزید بن ہذیل ثابت کی فکر میں لگا رہا اتفاق یہ ہے کہ قصیر خزاعی کا بیٹا مر گیا ثابت معمولی کپڑے پہن کر بغیر ہتھیار لئے اسکی تعزیت کرنے جا رہا تھا یزید بن ہذیل پہنچ کر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پڑا ثابت زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ اور ضحاک یعنی یزید کے بیٹوں کو قتل کرا دیا اور ثابت زخم کھانے کے ساتویں روز انتقال کر گیا، بجائے

اس کے ظہیر امارت پر فائز ہو گیا۔

ثابت کے کمزور ساتھیوں پر شب خون:......ثابت کے مرنے کے بعد اسکے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے چستی و چالا کی باقی نہ رہی اور پھر آپس میں نااتفاقی بھی ہوگئی موسیٰ نے تین سو آدمیوں کے ساتھ ان پر شب خون مارا۔ طرخون نے اسے کہلوایا کہ تم اپنے ساتھیوں کو قتل و غارت سے روک لو ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے چنانچہ موسیٰ اس وقت واپس آ گیا اور طرخون اور سارے عجمی وہاں سے کوچ کر گئے۔

مفضل کا موسیٰ پر حملہ:......جس وقت مفضل امیر خراسان بنا تو اس نے عثمان بن مسعود کو ایک لشکر دے کر موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اور مدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کا حکم دیا لہذا اس نے پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ نہر عبور کی دوسری طرف سے رتبیل اور طرخون بھی مفضل کے حکم کے مطابق عثمان کے لئے آ پہنچے۔

موسیٰ کا حملے کے وقت خروج:......ان سب نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کا محاصرہ کر لیا دو مہینے تک نہایت سختی سے محاصرہ کیا عثمان نے شب خون مارنے کے خوف سے اپنی لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوائی ہوئی تھی موسیٰ نے محاصرہ سے تنگ آ کر اپنے ساتھیوں سے کہا "ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ باہر نکلو اور اچانک ترکوں پر حملہ کر دو سارے ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے نکلے۔ خروج کے وقت موسیٰ اپنے بھتیجے نضر بن سلیمان کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر مارا جاؤں تو دیکھنا شہر عثمان کے حوالے مت کرنا بلکہ بدرک بن مہلب کے حوالے کرنا۔

موسیٰ کی زبردست جنگ:......موسیٰ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو تہائی آدمیوں کو عثمان کے مقابلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑے تم پیش قدمی نہ کرنا اور باقی آدمیوں کو لے کر طرخون اور اس کے لشکر کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے ایسا زوردار اور سخت حملہ کیا کہ طرخون سے سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ ترک وصغد یورش کر کے قلعہ اور موسیٰ کے درمیان حائل ہو گئے اور شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اس کے آزاد کردہ غلام نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔

موسیٰ کا ترکوں کے ہاتھوں قتل:......جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا لوگ اس پر حملہ کر رہے تھے اسی وقت عثمان نے اس کو پہچان لیا تھا اور اس پر حملہ کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا ایک بڑا گروہ اس معرکہ میں قتل ہوا۔ جس شخص نے موسیٰ کی بہادر زندگی کا خاتمہ کیا اسکا نام "واصل عنبری" تھا عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے رکنے اور لوگوں کو قید کرنے کا اعلان کیا نضر بن سلیمان نے "ترمذ" مدرک بن مہلب کے حوالے کر دیا اور مدرک نے عثمان کے حوالہ کر دیا۔ مفضل نے فتح اور قتل موسیٰ کی خوشخبری حجاج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اس سے خوش نہ ہوا کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے اس وقت "ترمذ" پر موسیٰ قابض ہوئے پندرہ سال گزر چکے تھے۔

عبدالملک کی خواہش:......عبدالملک بن مروان ایک عرصے سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن ❶ مروان کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے ولید بن عبدالملک کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا قبیصہ بن زوہیب اس رائے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہہ اٹھتا تھا "لعل الموت یاتیه و تدفع العار عن نفسك" ❷

ولید کو ولی عہد بنانے کا مشورہ:......اتفاق سے ایک روز رات کے وقت عبدالملک روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اسی "ادھیڑ بن" میں پڑا ہوا تھا روح بن زنباع نے عرض کیا "اگر ولید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہیں کرے گا" عبدالملک بولا "انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے" باتوں باتوں میں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اس روز وہیں سو گیا۔

عبدالعزیز بن مروان کی وفات:......تقریباً رات کا حصہ گزر گیا تھا کہ "قبیصہ بن زوہیب" آ گیا اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے چونکہ اس کے

❶......عبدالعزیز مصر کا گورنر تھا اس نے جمادی الاول ۸۵ھ میں انتقال کیا کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۰۹۔ ❷......"شاید اسے موت آ جائے اور تو خود کو عار سے دور کر لے" (ثناء اللہ محمود)

پاس عبدالملک کی مہر اور انگوٹھی رہتی تھی اس لئے اسے بغیر اطلاع دیئے چلے آنے کی اجازت تھی قبیصہ نے ان دونوں کو جگا کر عبدالعزیز کے (عبدالملک کے بھائی) کے مرنے کی خبر سنائی روح بن زنباع خوشی کے مارے بول اٹھا ''کفانا اللہ ما نرید'' ❶ عبدالملک نے اسی وقت مصر کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

عبدالعزیز اور عبدالملک کی خط و کتابت:...... بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حجاج نے عبدالملک کو ولید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کے بارے میں کہا تھا اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ''مناسب سمجھتا ہوں کے آئندہ حکومت تمہارے برادر زادہ کے سپرد کر دی جائے۔ عبدالعزیز نے جواباً تحریر کیا ''میں بھی ابوبکر ❷ کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو'' (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں) عبدالملک نے جھلا کر مصر کا خراج طلب کر لیا۔ عبدالعزیز نے لکھا ''اے امیر المومنین! ہم اور تم اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی شخص اس عمر کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آ جائے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میری باقی عمر میں بگاڑ مت پیدا کرو'' عبدالملک کا دل اس خط کو پڑھ کر بھر آیا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

سعید بن مسیّب پر ہشام کا ظلم:...... عبدالملک بن مروان کو جب عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے بیٹوں ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت ❸ کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک کے مقبوضہ میں ان لوگوں کی بیعت لینے کا گشتی فرمان بھیج دیا۔ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسماعیل مخزومی گورنر تھا اس نے اہل مدینہ سے ولید اور سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا تو ان سب نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیّب نے انکار کر دیا۔ ہشام نے ان کو گرفتار کرا کے کوڑوں سے پٹوایا اور تشہیر کروا کے قید کر دیا۔

عبدالملک کی ہشام کو سرزنش:...... عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ہشام کو ملامت بھرا خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا ''سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق ہے اور نہ مخالفت ہے اس سے پہلے ابن مسیّب یعنی سعید نے ابن زبیر کی بیعت سے بھی انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا ساٹھ کوڑے لگوائے تھے اور ابن زبیر نے بھی جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

بیعت کب لی گئی؟:...... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ولید اور سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت ۸۴ھ میں لی گئی تھی لیکن پہلی روایت صحیح ہے۔

عبدالملک کی عبدالعزیز کو نصیحتیں:...... بعض مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبدالملک کے پاس مصر آیا تھا روانگی کے وقت عبدالملک نے اسے نصیحت کی کہ ''کشادہ پیشانی کے ساتھ خلیق اور نرم دل رہو، چلتا ہوا کام کرو یہ تم کو مقصد تک پہنچائے گا اور حاجب دیکھ کر مقرر کرنا مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بہترین خاندان سے ہو کیونکہ وہ تمہارا چہرہ اور تمہاری زبان ہے کوئی شخص دروازے پر آئے گا تو وہ تم کو اس بارے میں بتائے گا تم اس کو اجزت دو یا واپس کر دو اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہم نشینوں کے ساتھ ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمہاری محبت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کو مشورے سے آسان کر لو کیونکہ اس سے چھپے ہوئے اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ آدھی عقل تم کو دی گئی ہے اور نصف تمہارے بھائی کو اور کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اس کو سزا دینے میں تاخیر کرنا کیونکہ سزا دینے پر توقف کے بعد بھی تمہیں قدرت حاصل ہو گی لیکن سزا دینے کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہو سکو گے۔ ❹

عبدالملک کی وفات اور وصیت:...... بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبدالملک ❺ ابن مروان کا نصف شوال ۸۶ھ میں انتقال ہو گیا وفات

---

❶...... جو ہم چاہتے تھے اللہ اس پر ہمارے لئے کافی ہو گیا۔ ❷...... ابوبکر عبدالعزیز کا لڑکا تھا۔ ❸...... یہ واقعہ اوائل شوال ۸۶ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲۔ ❹...... وصیت کے لیے دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۹)۔ ❺...... عبدالملک کی عمر وقت وفات ساٹھ برس تھی عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے تیرہ برس تین مہینے تیئیس دن تم حکومت کی رمضان ۸۶ھ میں کہتا تھا کہ مجھے اس مہینہ میں موت کا خطرہ ہے (ماہ رمضان میں پیدا ہوا رمضان میں ہی میرا دودھ چھڑا گیا رمضان ہی میں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی رمضان ہی میں میں نے قرآن جمع کیا) رمضان گزر گیا تو اس نے ایک گونہ موت سے اطمینان ہو گیا اتفاق یہ کہ نصف شوال میں اسے موت آ گئی (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۱۱) جبکہ عقد الفرید جلد ۲ صفحہ ۳۹۹ پر ۱۱ شوال تحریر ہے۔

کے وقت اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی'' میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے اور پناہ کی نہایت مضبوط جگہ ہے تمہارے بڑے چھوٹوں پر رحم والطاف سے پیش آئیں (اور تمہارے چھوٹے بڑوں کا حق پہنچائیں) مسلمانوں کی رائے سے ہمیشہ موافق رہنا کیونکہ یہ وہی دانت ہے اس سے تم توڑتے ہو اور یہ وہی جبڑے ہیں اس سے تم چباتے ہو۔

حجاج کی عزت کرنے کی وصیت: ...... حجاج کی عزت کرنا کیونکہ اسی نے تمہارے لیے منبروں اور قبرستانوں کو روندا اور شہروں کو پامال کیا ہے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل وخوار کیا ہے تم لوگ بنی ام بررہ بن جاؤ تا کہ بچھو ڈنک نہ مار سکے اور لڑائی میں آزاد بن جانا کیونکہ لڑائی موت کے قریب نہیں کرتی ۔ نیکی کے پہاڑ بن جاؤ کیونکہ نیکی کا اجر، نیکی کا خزانہ اور نیکی کا ذکر باقی رہ جاتا ہے اور اپنے احسانات کو عقلمندوں پر پھیلانا کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں جو ان کو محسن سے حاصل ہوتا ہے اور مجرموں سے جرم نہ کرنے کے عہد و پیام لینا لہٰذا اگر وہ اس پر قائم رہیں تو کچھ تعرض نہ کرنا اور اگر پھر جرم کریں تو ان سے بدلہ لینا۔

ولید بن عبدالملک کی خود سے تعزیت: ...... عبدالملک کو دفن کیے جانے کے بعد ولید نے کہا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون واللّٰہ المستعان علی مصیبتنا بموت امیر المومنین والحمدللّٰہ علی ما نعم علینا من الخلافۃ ❶ سب سے پہلے جس شخص نے خود اپنے آپ سے تعزیت و تہنیت کی وہ ولید بن عبدالملک ہے۔

عبداللہ بن ہمام سے تعزیت: ...... اس کے بعد عبداللہ بن ہمام سامولی ❷ کے مطابق صحیح الفاظ السلولی ہے)۔ نے کھڑے ہو کر کہا!

اللّٰہ اعطاك التی مافوقھا ☆ وقد ارادالملحدون عوقھا

عنك ویابی اللہ الا سوقھا ☆ الیك حتی قلدوك طوقھا

اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مرتبہ دیا ہے جس سے کوئی چیز بڑھ کر نہیں ہے۔ حالانکہ بے دین اس کی رکاوٹ بنے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تم تک پہنچا ہی دیا۔ یہاں تک کہ ان ہی لوگوں نے اس کو تمہارے گلے منڈھ دیا۔

ولید کی بیعت اور خطبہ: ...... اس کے بعد اس نے بیعت کی، اس کے بعد اور لوگوں نے بیعت لینے کا ہاتھ بڑھایا اور بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ ولید نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد وثناء کے یہ خطبہ دیا تھا:

ایھاالناس لا مقدمہ لما اخرہ اللہ ولا مو خر لما قدمہ اللہ وقد کان من قضاء اللہ وسابق علمہ وما کتب علی انبیاء وحملۃ عرشہ الموت ، وقد صارالی منازل الابرو ولی ھذہ الامۃ بالذی یحق اللہ علیہ فی الشدۃ علی المذنب والین لا ھل الحق اؤوالفضل واقامۃ مااقامہ اللہ من منازل الا سلام واعلامہ من حج البیت وغزو اثغوروشن الغارات علی اعداء اللہ فلم یکن عاجزاً ولا مفرطا ، ایھاالناس علیکم بالطاعۃ ولزوم الجمعۃ فان الشیطان مع المنفرد ایھاالناس من ابدی لنا ذات نفسہ ضر بنا الذی فیہ عیناہ ومن سکت مات بدائہ .

اے لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے کر دیا اس کا کوئی آگے کرنے والا نہیں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے آگے کر دیا اس کا کوئی پیچھا کرنے والا نہیں ہے اور بیشک موت اللہ کے حکم اور اس کے علم میں تھی اور موت کو اس نے انبیاء اور حاملین عرش کے لکھ دیا ہے۔ عبدالملک برابر مرتبہ پر پہنچ گیا اس نے اس امت کا ولی ایسے شخص کو بنایا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق یہ ہے کہ وہ مجرموں پر سختی اور اہل حق وفضل پر نرمی کرے اور جو مرتبے اسلام نے اللہ تعالیٰ سے قائم کر دیئے ہیں اس کو قائم رکھے اور حج اور خانہ کعبہ اور سرحدوں پر جہاد اور اللہ کے دشمنوں

---

❶ ...... (ترجمہ) ہم سب اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہماری اس مصیبت مددگار ہے جو ہم پر امیر المومنین کی وفات سے آئی ہے اور خلافت کی نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ (ثناء اللہ محمود)۔ ❷ ...... (الکامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۱۸۳)

پر حملہ کرتے رہنے سے ان کو ظاہر کرے پس وہ اس میں عاجز ہے اور نہ غلط کرنے والا ہے اے لوگو! تم پر خلیفہ وقت کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا واجب ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہے اے لوگو جو ہم سے سرکشی وخود رائی کرے گا اس کا ہم سر توڑ دیں گے اور جو سکوت اختیار کرے گا وہ اپنے مرض میں خود مر جائے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی فتوحات:......۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ ❶ بن مسلم گورنر بن کر خراسان گیا سپاہیوں کا جائزہ لیا اور انکو جہاد کی ترغیب دی اور فوراً ایک لشکر منظم کر کے جہاد کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا مرو میں صیغہ جنگ پر ایاس بن ربداللہ بن عمر وکو محکمہ مال پر عصمان بن سعدی کو مقرر کے طالقان پہنچا تو بلخ کے دہقان اس سے ملنے آئے، اور اس کے ساتھ چل دیئے۔

مختلف بادشاہوں کی اطاعت:......نہر عبور کی تو صغانیاں کا بادشاہ تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا چونکہ دوسرے بادشاہ جو کہ اس کے قرب و جوار میں رہتے تھے وہ صغانیاں کے بادشاہ کو تکلیفیں پہنچاتے تھے اس لئے اس نے رضا ورضبت کے ساتھ اپنا ملک قتیبہ کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے (ان بادشاہوں) بلا طغارستان کا رخ کر لیا (آخرون وسومان) کے بادشاہ نے جزیہ سے دے کر صلح کر لی چنانچہ قتیبہ اسلامی فوجوں پر اپنے بھائی صالح کو نائب بنا کر مرو کی طرف واپس آیا اور صالح بن مسلم نے قتیبہ کی واپسی کے بعد کاشان اور رشت (مضافات فرغانہ) اور اخسکیت (فرغانہ کا قدیم شہر) جیسے علاقوں کو بزور تیغ کر لیا ان لڑائیوں میں ان کے ساتھ نصر بن یسار بھی شریک تھا اور نہایت بے جگری سے لڑتا تھا۔

برمک کی عورت اور عبداللہ:......بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ قتیبہ ۸ھ میں امیر خراسان بن کر آیا تھا اور جہاد کے شوق میں بلخ تک فتح کرتا ہوا بڑھ گیا تھا۔ لڑائی میں جو عورتیں قید ہو کر آئیں تھیں ان میں برمک ❷ کی بیوی بھی تھی جو آتشکدہ نو بہار ❸ کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم یعنی قتیبہ کے بھائی کے حصہ میں آئی اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم کا حمل رہ گیا چند دن بعد اہل بلخ سے صلح ہوگئی تو قتیبہ نے لونڈیوں کو واپس کر دینے کا حکم دے دیا (عبداللہ بھی اس حکم کے مطابق اس کو واپس کرنے پر تیار ہو گیا) اس وقت عورت نے کہا مجھے تیرا حمل رہ گیا ہے۔

عبداللہ بن مسلم کا بیٹا خالد:......لیکن صلح نامہ کے مطابق یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی (مگر یہ شرط طے پائی کہ وضع حمل کے بعد جو پیدا ہوگا وہ عبداللہ بن مسلم کو دے دیا جائے۔ چنانچہ مدت حمل کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام خالد رکھا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے بیٹوں نے جس زمانہ میں مہدی ''رے'' میں آیا تھا خالد کو بلوایا اور مہدی کے دربار میں پیش کیا گیا تھا اس پر انکے بعض اعزاء واقرباء نے کہا اگر اس کو اپنے باپ کی نسل سے تسلیم کرتے ہو اور نسباً اس کو خود سے ملاتے ہو تو اس کا نکاح بھی کر دو۔ عبداللہ بن مسلم کے بیٹے یہ سن کر اپنے دعووں سے دست بردار ہو گئے۔

بادغیس کا گورنر اور قتیبہ:......شومان کے بادشاہ سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک طرخان یعنی بادغیس کے گورنر سے مسلمان قیدیوں کو رہا کر دینے کا مطالبہ کیا اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کی سخت دھمکی دی۔ بادغیس کے گورنر نے ڈر کر مسلمان قیدیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا پھر قتیبہ نے بادغیس کے گورنر کو دعوت دی، بادغیس کے گورنر نے آنے سے انکار کر دیا اس پر قتیبہ ❹ نے جھلا کر کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میرے

---

❶......اس کو شیخ عطاء بے امر ودولت امویہ کا شیر لکھا ہے۔ جیسا کہ حجا کو بنو امیہ کا فرعون تحریر کیا ہے حاشیہ ابن خلدون جلد سوئم صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر۔ ❷......برمک ایک فارسی لفظ ہے جو اصل میں برمغ کے معنی ''آتش پرست'' کے ہیں ار بر کے معنی لغۃ اور اصلاحاً بمعنی اولاد کے ہیں اور اہل فارس آتش کدہ کے متولی کو مغ کہا کرتے تھے اور مغ کے سرداروں کو موبد۔ لہٰذا جب بر کو مغ کی طرف مضاف کیا تو اس کے معنی ہوئے مغچے یا مغ کے لڑکے۔ لیکن چونکہ مغ وہ شخص بنایا جاتا تھا جو تارک الدنیا ہوتا تھا تو اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغچے یا مغ زاد کا مفہوم ہی نہ تھا تو اس کے لئے الفاظ برمغ کیسے وضع کیا گیا جواب یہ ہے کہ مغ بننے والے مغ بننے سے شادی کرتے ہیں آل اولاد ہوتی ہے لیکن جب وہ مغ بنا دیئے جاتے ہیں تو تعلقات دنیا کو ترک کر دیتے تھے لہٰذا ان کی اولاد جو مغ ہونے سے ہوتی تھی اس کو برمغ کہا کرتے تھے جس کو عرب نے اپنی زبان کے سانچے میں ڈال کر برمک کر دیا ان کی عزت وتوقیر کی جاتی تھی ان کی بڑی بڑی جاگیریں تھیں آتش کدوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے وہ سب ان کو ملتے تھے۔ ❸......علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب ومعاوالجوہر (صفحہ ۶ جلد ۵ حاشیہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر) میں تحریر کرتا ہے ''والبیت الرابع هو النو بهار الذی بناه منو شهر بمدینة بلخ من خراسان علی اسم القمر'' (چوتھا مشہور آتش کدہ نو بہار ہے، جس کو منوشہر بادشاہ فارس نے شہر بلخ کے صوبہ خراسان میں مہتاب کے نام پر تعمیر کیا تھا) علاوہ اس کے اور مؤرخین نے بھی بلحاظ عظمت وشہرت کے نو بہار کا چوتھا نمبر قرار دیا ہے اس کی عمارت نہایت مستحکم اور عالیشان بنی ہوئی تھیں ملوک وامراء فارس بڑے بڑے چڑھاوے اس پر چڑھاتے تھے برمک اسی آتشکدہ کا متولی تھا۔ ❹......کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۱۸

پاس نہ آ ؤ گے تو میں تم سے جہاد کروں گا۔اور جہاں پاؤں گا تم کو گرفتار کرلوں گا اس میں خواہ میری کامیابی ہو یا اسی جستجو میں مر جاؤں۔

گورنر باذغیس کی صلح:...... باذغیس کا گورنر یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھا سلیم سے جو یہ خط لے کر گیا تھا قتیبہ سے ملنے کے بارے میں مشورہ کیا سلیم نے جواب دیا قتیبہ بہت طاقتور شخص ہے اس سے نرمی کی جائے تو وہ نرم ہو جائے گا اور اگر سختی کی جائے تو سخت مزاج بن جائے گا تم اس عتاب آموز خط سے مت ڈرو تمہارے ساتھ وہ سختی کا برتاؤ نہیں کرے گا۔اس کے بعد باذغیس کے گورنر نے حاضر ہو کر اس شرط پر کہ ''قتیبہ باذغیس میں داخل نہیں ہوگا'' صلح کر لی۔

قتیبہ بن مسلم کا بیکند اد پر حملہ:...... باذغیس کے گورنر سے مصالحت کر کے قتیبہ نے بیکند اد (بیکند) بلاد بخارا پر نہر کے راستے سے ۸۷ھ میں حملہ کیا اہل بیکند اد نے اہل صغد اور ان کے گرد ونواح کے ترکوں سے امداد طلب کی اہل صغد ایک بڑا لشکر لے کر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے راستہ گھیر لیا دو مہینہ تک قتیبہ کی مسلمانوں سے خط وکتابت بند رہی بالآخر قتیبہ نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور قتل وغارت اور گرفتاریاں کرتا ہوا شہر پناہ کو منہدم کرنے کی غرض سے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔

اہل بیکند اد کی صلح ، غداری اور تباہی:...... محصورین نے ڈر کر صلح کی درخواست کی تو قتیبہ نے منظور کر لی اور گورنر مقرر کر کے واپس ہو گیا تھوڑا ہی راستہ (تقریباً پانچ فرسخ) طے کیا ہو گا کہ اہل شہر نے بدعہدی کر کے قتیبہ کے گورنر کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا قتیبہ یہ خبر پا کر آگ بگولہ ہو کر لوٹا شہر کو منہدم کر کے زمین دوز کر دیا جنگجوؤں کو چن چن کر قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔اسلحہ ،سونے چاندی کے برتن بے شمار ہاتھ آئے اس سے پہلے اتنا مال غنیمت بھی نہیں ملا تھا۔

نومشکت کی فتح اور ترک وغیرہ سے جنگ:...... پھر ۸۸ھ میں نومشکت (نومسکت) وراسہ (رامثنہ) پر فوج کشی کی اہل نومشکت ورامسہ نے جزیہ دے کر صلح کر لی واپسی پر ترک ،صغد اور اہل فرغانہ نے دو لاکھ کے لشکر کے ساتھ چین کے بادشاہ کے بھانجے ''ربعابور'' کی قیادت میں قتیبہ کے مقدمۃ الجیش پر جو عبدالرحمن بن مسلم کے کمان میں تھا اچانک حملہ کر دیا عبدالرحمن بن مسلم نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔

ترکوں پر فتح:...... چنانچہ فوراً لڑائی کا عنوان بدل گیا گو کہ شروع میں اسلامی افواج سخت حالت میں مبتلا ہو گئیں تھیں لیکن قتیبہ کے آتے ہی سب نے اللہ اکبر کہہ کر ایک پر جوش حملہ کیا جس سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے اور وہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے۔قتیبہ بھی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (ترمذ کے قریب نہر پار کر کے) پہنچ گیا۔

بخارا پر حملہ:...... حجاج نے ۸۹ھ میں '' واران خزاہ'' یعنی بادشاہ بخارا کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نے نہر کو مقام زم پر عبور کیا صغد اہل کشف سے '' مفادرہ'' کے قریب مڈبھیڑ ہو گئی ایک خونریز لڑائی کے بعد قتیبہ نے ان کو شکست دے کر بخارا کا رخ کیا اور (خرقانہ سفلی) کے دائیں بائیں جانب مورچہ قائم کر لیا اس کے بعد متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو مرو واپس آ گیا۔

عمر بن عبدالعزیز باحیثیت گورنر مدینہ:...... ولید ابن عبدالملک نے ہشام بن اسمعیل مخزومی کو مدینہ منورہ کی گورنر شپ سے (آٹھویں ربیع الاول) ۸۷ھ میں اس کی گورنری کے چوتھے برس معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔لہٰذا انہوں نے مدینہ منورہ میں مروان کے مقام پر قیام کیا فقہاء مدینہ منورہ سے دس فقہاء❶ کو بلا کر جس میں فقہاء سبعہ مشہور (سات فقیہہ) بھی تھے ارباب شوری مقرر کیا اور ان کے مشورے کے بغیر اپنی رائے سے کوئی فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ ضرورت مندوں کی حاجتیں ،مظلوموں کی فریادیں اور عمال کے ظلم وجور

---

❶......جن دس فقہاء رحم اللہ تعالیٰ کو عمر بن عبدالعزیز نے ارباب شوری (یا ممبر پارلیمنٹ) مقرر کیا تھا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) عروہ بن زبیر (۲) ابوبکر بن سلیمان خیثمہ (۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (۴) ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمد (۷) سالم بن عبداللہ عمر و (۸) عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) خارجہ بن زید (کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۱۸) اور (البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۴۷)۔

کیشکا یتیں عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچاتے تھے اہل مدینہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور ہر شخص ان کے حق میں دعائیں کرنے لگا۔

مسجد نبوی ﷺ کی توسیع کا حکم:......پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبدالعزیز نے لکھا کہ "امہات المومنین کے حجروں کو اور نیز ان مکانات کو جو مسجد کے قریب ہیں خرید مسجد نبوی میں شامل کر دو تا کہ دوسو گز کا مربع بن جائے۔ اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو از روئے انصاف جو اس کی قیمت تجویز کی جائے اسے دے کر مکان گرا دو تم کو اس معاملہ میں حضرت عمر وعثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی پیروی کرنی چاہیے۔

توسیع مسجد نبوی ﷺ:......عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ منورہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر بلا جبر واکراہ مناسب قیمتیں لے کر اپنے اپنے مکانات دے دیئے ولید نے اسی زمانہ میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی تعمیر کرنے کا ہے لہذا اس نے ایک لاکھ مثقال سونا ایک سونامی گرامی کاریگر اور چالیس اونٹ فیسفا ❶ روانہ کیا ولید بن عبدالملک نے یہ سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا مکانات اور امہات المؤمنین کے حجرے منہدم کروا کے تعمیر شروع کر دی۔ ان کاریگروں کے علاوہ اور بھی مشہور مشہور ماہرین تعمیرات بھی شریک تھے ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کا خالد بن ولید قسری کو گورنر بنایا۔

محمد بن قاسم کی سندھ روانگی:......حجاج نے سندھ کی سرحد پر اپنے بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو چھ ہزار جنگجوؤں کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے دن قیام کر کے فیر یوز ❷ کا رخ کیا اہل فیر یوز مقابلہ کے لئے آئے اور لڑائی ہوئی تو محمد بن قاسم نے بزور تیغ فتح کر کے "ارمائل" کے دروازے پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا ارمائل کے گورنر نے بہت کوشش کی لیکن ایک بھی کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے اس شہر پر قبضہ کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کر دی اور جمعہ کے دن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

دیبل (ٹھٹھہ) پر حملہ اور فتح:......شہر دیبل کے درمیان ایک، بہت بڑا رفیع الشان بت خانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل مینار تھا اور مینار ایک نیزہ گڑا ہوا تھا جس میں سرخ ریشم کا جھنڈا اڑ رہا تھا جو پورے شہر پر اپنا سایہ کئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر سنگ باری شروع کر دی اتفاق سے شروع میں ہی نیزہ ٹوٹ کر گر گیا جس سے اہل دیبل کو اپنی نحوست کا یقین ہو گیا انہوں نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا مگر عسا کر اسلامیہ نے ان کو شکست دے دی اہل دیبل بھاگ کر شہر میں آ گئے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا بالآخر بزور تلوار کھولا گیا محمد بن قاسم نے اسی دوران چار ہزار کا لشکر شہر میں اتار دیا ❸ (تین دن تک لڑائی ہوتی رہی دیبل کا حاکم شہر چھوڑ کر بھاگ گیا)

فیر یوز میں ابن قاسم کی دعوت:......کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے نیروز کی جانب روانہ ہو گیا چونکہ اہل فیر یوز نے پہلے سے ہی خط و کتابت کر کے حجاج سے صلح کر لی تھی اس وجہ سے وہ رسد و غلہ لے کر محمد بن قاسم سے ملنے آ رہے تھے راستے میں ملاقات ہو گئی وہ نہایت عزت واحترام سے اپنے شہر میں لے گئے اور دعوت کی۔

دریائے سندھ پر راجہ داہر سے لڑائی:......اس کے بعد محمد بن قاسم نے سندھ کے دوسرے شہروں پر حملہ کیا جو آسانی سے فتح ہوتے چلے گئے حتی کے نہر مہران (دریائے سندھ) پر پہنچے سندھ کا حاکم (داہر بن صصعہ) لوگوں کو جمع کر کے مقابلہ کے لئے آیا عسا کر اسلامیہ نے نہر پر پل باندھا اور نہایت اطمینان اور استقلال سے اسے عبور کر کے داہر کی فوج پر حملہ کر دیا۔ راجہ داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اسکے ساتھ سینکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے جن کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک ہلکی سی جنبش دی جاتی تھی اور جس طرف وہ رخ کرتے تھے صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی۔

ہاتھیوں کا فرار راجہ داہر کا خاتمہ:......اسلامی نشانہ بازوں نے تیر باری شروع کر دی ہاتھیوں کے سوار تیر جل کا نشانہ بن کر گرنے لگے اور ہاتھیوں

---

❶......فسیفاء فسفستہ! اقرب الموود میں لکھا ہے چھوٹے چھوٹے رنگین ٹکڑے پتھر وغیرہ کے جو ایک دوسرے سے وصل کر دیئے جاتے ہیں جس سے مکانات کی دیواروں کے اندرونی حصہ بنائے جاتے ہیں اور شیخ عطارد کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے رنگین پتھر ہوتے ہیں۔ (حاشیہ ابن خلدون جلد سوئم صفحہ ۶۰)۔ ❷......(ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۳ صفحہ ۱۹۲) پر فیر یوز کے بجائے قنز بور تحریر ہے۔ ❸......تاریخ الکامل جلد چہارم صفحہ ۴۲۵

کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا راجہ داہر مجبوراً پیدل ہو کر لڑتا ہوا اسلامی فوجوں کی طرف بڑھا ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ باقی کفار میدان جنگ سے گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانوں نے ان کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے سورما پہلوانوں اور جنگجوؤں کو پامال کر دیا۔

راجہ داہر کی بیوی کی خودسوزی:......داہر کی بیوی بھاگ کر شہر راء میں چھپ گئی اور پھر جب مسلمانوں نے راء کا رخ کیا تو اس نے گرفتاری کے خوف سے اپنے آپ کو اپنی کنیزوں سمیت جلا کر خاک کر لیا۔ اسلامی فوج نے پہنچ کر راء پر بھی قبضہ کر لیا۔

نہر ساسل اور ملتان کی فتح:......لشکر کفار کے شکست یافتہ گروپ نے شہر "بدہمتا باد قدیم" میں جا کر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے منصورہ میں ان دنوں ایک گنجان باغ کیلئے کا تھا عسا کر اسلامیہ نے اس کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا اور جس کو پایا قتل کر کے شہر کو ویران کر دیا اس کے بعد یکے بعد دیگرے سندھ کے باقی شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساحل کو جس سے اہل ملقا (ملتان) سیراب ہوتے تھے کاٹ کر دوسری طرف بہا دیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور عسا کر اسلامیہ نے نہایت مردانگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاوروں اور بتوں کے محافظین کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی قتل کر دیا بت خانہ میں ایک کمرہ دس گز لمبا اور آٹھ گز چوڑا تھا سونے سے بھرا ہوا ملا۔

حضرت ایوب علیہ السلام سے موسوم بت خانہ:......ملتان کا بت خانہ بھی بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے سال میں ایک مرتبہ لوگ اس کا حج کرنے آتے سر اور داڑھی منڈواتے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ایوب نبی (علیہ السلام) ہیں۔

سندھ کا مال غنیمت:......ملتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا سارا ملک محمد بن قاسم کے قبضہ وتصرف میں آ گیا مال غنیمت میں سے جو خمس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا وہ ایک کروڑ بیس لاکھ تھا اور فوج کشی میں خرچ ہوا تھا اس کا نصف تھا۔

قتیبہ کا دوبارہ بخارا پر حملہ:......اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوج کشی کی تھی اور بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ ۹۰ میں حجاج نے ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے پر اسے سرزنش کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتیبہ نیزک طرخان یعنی بادغیس کے گورنر سمیت بخارا کی طرف روانہ ہوا بخارا کا بادشاہ (دوران اخذاہ) نے اپنے گرد و نواح کے بادشاہوں سے امداد کی درخواست کی جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کو بچانے آ گئے تو یہ مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا۔

مسلمانوں کے مقدمے کا فرار اور واپسی:......جب لڑائی چھڑی تو عسا کر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر ازد تھا اتفاق سے اس کو شکست ہوئی تو وہ وہ ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکر گاہ سے بھی آگے نکل گیا لیکن پھر بھی سنبھل کر حملہ کرنے کی غرض سی واپس آیا اس حملہ میں اسلامی میمنہ ومیسرہ نے اس کا ساتھ دیا چنانچہ ترک مجبور ہو کر اپنے مورچہ کی طرف واپس آ گئے اس کے بعد بنوتمیم نے ایسی بے جگری سے حملہ کیا کہ ان میں اور ترکوں میں کوئی امتیاز باقی نہ رہا تھوڑی دیر بعد گرد چھٹی تو معلوم ہوا کہ بنوتمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔

مسلمانوں کی فتح:......عسا کر اسلامی اور ترکوں کے درمیان ایک نہر حائل تھی جس کو عبور کرنے پر سوائے بنوتمیم کے اور کسی کی جرأت نہ کی جب بنوتمیم نے ترکوں کو انکے موچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگ بھی نہر عبور کر کے آئے اور ترکوں پر نہایت تیزی سے حملہ کیا خون ریزی کا بازار گرم کر دیا خاقان اور اس کا بیٹا زخمی ہوا ترک تیغ اجل کی نظر ہو گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی اور قتیبہ نے فتح کی خوشخبری حجاج کو لکھ بھیج دی۔

نیزک کا فرار اور بغاوت:......شکست کے بعد طرخان یعنی صغد کو گورنر دوسو سواروں کے ساتھ اسلامی کیمپ کے قریب آیا اور صلح کی درخواست اس شرط پر پیش کی کہ وہ جزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا اسکے بعد نیزک کے ساتھ واپس ہوا نیزک کو چونکہ اس کی فتوحات کی کثرت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس لئے راستے ہی سے جس وقت کہ وہ آمدہ میں پہنچ چکا تھا اجازت حاصل کر کے طخارستان کی طرف روانہ ہو گیا اور نہایت تیزی سے راستہ طے کرنے لگا اس کے بعد ہی مغیرہ بن عبداللہ کو قتیبہ نے اسے گرفتار کر کے قید کر لانے کے لئے روانہ کیا اس نے بہت

کوشش کی لیکن نا کام رہا نیزک طخارستان پہنچ کر باغی ہو گیا۔

مختلف حاکموں سے امداد کی طلبی:...... مروروز کے بادشاہ بازان، بلخ کے حاکم اصبہد اور طالقان فاریاب وجور جان کو قتیبہ سے لڑنے کے لئے طلب کیا چنانچہ ان لوگوں نے قتیبہ سے جنگ کرنے کا آپس میں عہد پیمان کر لیا اور کابل کے حاکم کو بھی خط وکتابت اور مال واسباب بھیج کر اپنا ہمدرد بنا لیا اور بوقت ضرورت مدد لینے کا وعدہ لے لیا۔

نیزک کا طخارستان پر قبضہ:...... نیزک کا والی طخارستان جیفونہ کے پاس مقیم ہوا اور حکمت عملی سے اس کو گرفتار کر کے قتیبہ کے گورنر کو شہر سے نکال دیا قتیبہ کو یہ خبر موسم سرما سے پہلے پہنچی جب اسلامی فوجیں متفرق ہو کر اپنے اپنے علاقوں کو چلی گئیں تھیں مگر پھر بھی اس کے پر جوش دل کو یہ خبر سننے کے بعد چین نے آیا اس نے اسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کر دیا اور کسی سے اپنے خیال کو ظاہر کئے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا جب موسم سرما پورا ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کر دینا میں بھی تمہارے قریب موجود رہوں گا۔

طالقان کی فتح:...... چنانچہ بعد انقضاء موسم سرما قتیبہ نے اسلامی فوجیں نیشاپور وغیرہ روانہ کیں جنہوں نے طالقان پہنچ کر بہت خون ریزی کے بعد بزور تیغ فتح کر لیا اور تسلط کے بعد بلوائیوں اور رہزنوں کو گرفتار کر کے چار فرسخ تک ایک سلسلہ میں پھانسی پر چڑھا دیا اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو گورنر مقرر کر کے فاریاب کا رخ کیا۔

فاریاب اور جوز جان کی اطاعت:...... بادشاہ فاریاب یہ خبر سن کر مطیع ہو کر حاضر خدمت ہوا قتیبہ نے عزت واحترام کے ساتھ اس سے ملاقات کی اور اس کو بحال رکھ کر جوز جان کی طرف بڑھا جوز جان نے اطاعت قبول کر لی اور وہاں کا بادشاہ کی طرف بھاگ گیا قتیبہ نے عامر بن مالک حماثی ❶ کو اپنا نائب بنا کر بلخ پر حملہ کر دیا اہل بلخ نے بھی مطیع وفرمانبردار ہو کر ملاقات کر لی۔

عبدالرحمٰن بن مسلم بغلان کی پہاڑیوں میں:...... قتیبہ کا بھائی عبدالرحمٰن بن مسلم، نیزک کے تعاقب میں جارہا تھا نیزک پہاڑیوں سے اتر کر بغلان آ گیا اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی ایک تنگ وتاریک گھاٹی میں چھپا دیا جس کا راستہ اسلامی لشکر میں سے کسی کو معلوم نہ تھا اور باقی مال واسباب گھاٹی کی دوسری طرف ایک قلعہ میں رکھ دیا ایک مدت تک قتیبہ اس گھاٹی پر رکا ہوا لڑتا رہا کوئی رہبر نہیں ملتا تھا جو اس راستہ کا خضر بن جاتا حتی کہ ایک عجمی شخص نے اس نے اس قلعہ کا راستہ بتا دیا۔ جہاں سے اسلامی لشکر سرنگ کھود کر قلعہ میں گھس گیا چنانچہ اکثر قلعہ کے لوگ مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ رہے تھے اس کے بعد اسلامی فوجوں نے سمنگان پر چڑھائی کی اس کے بعد نیزک کی طرف بڑھے اس دوران عبدالرحمٰن بن مسلم بھی آ پہنچا نیزک وادی فرغانہ کی طرف بھاگ گیا اور اپنا مال واسباب کابل کے پاس بھیج دیا۔ قتیبہ نے یہ خبر سن کر نیزک کا تعاقب کیا نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے گرز میں قلعہ بندی کر لی۔ گرز کا راستہ ایک ہی تھا اور وہ بھی بے حد دشوار گزار جس کو گھوڑے وخچر بڑی مشکل سے طے کر سکتے تھے قتیبہ دو مہینے تک محاصرہ کیے رہا تا کہ آنکہ نیزک کے پاس جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اسکے سپاہی چیچک میں مبتلا ہو گئے موسم سرما بھی قریب آ گیا۔

قتیبہ کی حیلہ سازی:...... قتیبہ نے اپنے ایک ساتھی کو جس پر نیزک کو بھی اعتماد تھا بلا کر کہا ''تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو بغیر امان کے جس تدبیر سے ممکن ہو سکے اپنے ساتھ لے کر آؤ اور اگر اس میں تم کو کامیابی نہ ہو تو اسے امان دے دینا غرض جس صورت سے ہو اس کو اپنے ہمراہ لے آؤ ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا۔

نیزک کو قتیبہ سے ملنے کا مشورہ:...... یہ شخص قتیبہ سے رخصت ہو کر نیزک کے پاس چلا گیا نیزک کو قتیبہ سے ملنے کا مشورہ دیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس کا ارادہ فوری حملے کا ہے اور اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو گرز پر قبضہ کر لو نیزک نے گھبرا کر کہا مجھے قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے جس شخص نے جواب دیا تم کو اس کے پاس چلنا چاہیے اور اس کے بغیر ملے ہوئے تمہاری جان نہیں چھوٹے گی نیزک نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور وہ شخص

---

❶...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۶۵ پر حماثی کے بجائے حماسی تحریر ہے یعنی ثاء اور سین کے فرق کے ساتھ۔

برابراس کو سمجھتا رہا اور نیزک قتیبہ اور اس کے ساتھیوں سے ملنے سے گریز کرتا رہا حتی کہ اس شخص نے مجبور ہو کر کہہ دیا میں تم کو امان دیتا ہوں۔

نیزک کی گرفتاری :...... نیزک کے مشیر چونکہ اس شخص کو سچا گمان کرتے تھے لہذا اس کے کہنے پر عمل کی رائے دی چنانچہ نیزک بادشاہ طخارستان سمیت اس کو اس نے قید کر لیا تھا اس شخص کے ساتھ چل دیا جب یہ لوگ جس گھاٹی سے نکل کر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی فوجوں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا جن کو قتیبہ نے پہلے ہی چھپا رکھا تھا۔

نیزک کا قتل :...... قتیبہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی نیزک کے قتل کا حکم پہنچا قتیبہ نے اس کو اور اس کے ساتھ صول طرخان جو کہ جیفونہ کا نائب تھا اور نیزک کے بھانجے کے قتل کا حکم بھی دیدیا تھا اس کے علاوہ اسی دن اس کے سات سو ساتھیوں کو پھانسی دے دی نیزک کا سر اتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور جیفونہ کو رہا کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد قتیبہ مرو واپس آ گیا جوز جان کے بادشاہ نے امن کی درخواست دی تو بشرط حاضری منظور کر لی۔ جانبین سے چند لوگ بطور ضمانت ایک دوسرے کے حوالے کر دیئے گئے اور بادشاہ جوز جان بے خوف و خطرہ حاضر ہوا پھر رخصت ہو کر اپنے ملک واپس چلا گیا مگر راستے میں طالقان پہنچ کر ۹۱ھ میں مر گیا۔

شومان پر حملہ :...... چونکہ شومان کے گورنر نے قتیبہ کے گورنر کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور اس کے قاصد کو جو مقررہ خراج وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر دیا تھا اس لیے قتیبہ نے حاکم جوز جان سے مصلحت کرنے کے بعد فوج کشی کی اور شومان کے قریب پہنچ کر اپنے بھائی صالح اور شومان کے گورنر کی بڑی دوستی تھی صالح نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ انکار کرنے کی بجائے اقرار کا لفظ اپنی زبان پر نہیں لایا۔ قتیبہ نے صالح سے ناامید ہو کر شومان کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کروا کے سنگباری کا حکم دے دیا۔

شومان کی فتح :...... شومان کے گورنر نے یہ سمجھ کر کہ میں اس قلعہ کو حریف کے حملہ سے نہیں بچا سکوں گا قلعہ میں جو مال واسباب اور جواہرات تھے سب کو جمع کر کے ایک کنوئیں میں ڈال دیا جس کی گہرائی معلوم نہیں تھی اس کے بعد قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیبہ کی طرف چلا اسلامی فوج نے چاروں طرف سے گھیر کر فوراً ہی اس کو قتل کر دیا اور قتیبہ نے قلعہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا جس قدر جنگجو ہاتھ آئے مار ڈالے گئے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔

کشف اور نسف والوں کی صلح :...... پھر اپنے بھائی عبدالرحمن کو طرخان یعنی بادشاہ صغد کے پاس خراج لینے کے لیے روانہ اس نے مقرر خراج جس پر اس سے صلح ہوئی تھی ادا کر دیا اس کے بعد قتیبہ کش اور نسف کی طرف بڑھا اہل کش اور نسف نے صلح کر لی لوٹتے وقت قتیبہ اور اس کے بھائی کی بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس آ گئے۔

طرخون کی معزولی اور خودکشی :...... اہل صغد نے عبدالرحمن کے جانے کے بعد اپنے بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کی جگہ غورک کو تخت نشین کیا پھر اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

خوارزم کے بادشاہ کی قتیبہ سے فریاد :...... پھر قتیبہ ۹۵ھ میں بجستان کی طرف رتبیل کے ارادے سے روانہ ہوا رتبیل نے فوراً صلح کر لی قتیبہ واپس آ گیا خوارزم کے بادشاہ پر اس کا بھائی خرزاد جو اس وقت چھوٹا تھا اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ بادشاہ خوارزم شطرنج کے بادشاہ کی طرح صرف نام کا بادشاہ وہ گیا تھا خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا رعیت کے مال اور عزت پر دست درازی کرتا تھا اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا بادشاہ خوارزم چونکہ اس کا بچاؤ نہیں کر سکتا تھا اس لیے قتیبہ کو اپنے ملک کے حالات لکھ بھیجے اور یہ لکھا ''اگر تم میں قوت ہو تو میرے ملک میں آ کر میرے بھائی اور مخالفین سے لڑ کر قبضہ کر لو'' قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس راز سے اپنے کسی شخص کو مطلع نہیں کیا۔

قتیبہ کی خوارزم آمد :...... ۹۳ھ میں قتیبہ نے فوجیں منظم کیں اور جنگ صغد ظاہر کر کے (مرو سے) خروج کیا اہل خوارزم نے یہ تو جنگ کی تیاری کی اور نہ مورچے قائم کئے اور نہ دھس ودمدمے باندھے قتیبہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ''ہزار سب'' میں پڑاؤ کیا اس وقت خوارزم کے بادشاہ کے مشیروں

اور ارکان سلطنت کی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے بادشاہ خوارزم کو قتیبہ سے جنگ کرنے کو کہا بادشاہ خوارزم نے جواب دیا ہم میں اس سے لڑنے کر طاقت نہیں ہے ہاں البتہ یہ ہوسکتا ہے کچھ دے کر ہم صلح کر لیں جیسا کہ دوسرے ملکوں کے حاکموں نے کیا ہے'' اراکین نے اس سے اتفاق کر لیا۔

اہل خوارزم سے صلح:...... بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں آیا جو ایک نہر کے کنارے آباد اور اس کے مظبوط علاقوں میں سے تھا اور نہر کے دوسرے کنارے پر قتیبہ اپنا لشکر لے کر رکا ہوا تھا۔ آپس میں بذریعہ خط وکتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دس ہزار غلام اور اتنے ہی قیمتی کپڑے اور سامان پر صلح ہوگئی اور اس صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ''مہم خام جرد'' میں بادشاہ خوارزم اسلامی فوج کو کمک دے گا بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک کروڑ غلاموں پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

خام جرد کے خلاف فتح:...... بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کر جانب روانہ کیا جو بادشاہ خوارزم کا دلی دشمن تھا خام جرد نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی جنگ کے دوران خام جرد عبدالرحمٰن کے ہاتھ مارا گیا عبدالرحمٰن اس کے ملک پر قابض ہوگیا اور اس کے چار ہزار سپاہیوں کو قتل کر کے قید کر دیا قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اس کا بھائی اور اس کے دوسرے مخالفین کو گرفتار کر کے حوالے کر دیا بادشاہ خوارزم نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے مال واسباب کو جمع کر کے قتیبہ کے حوالے کر دیا۔

صغد پر حملہ کرنے کی رائے:...... اس کے بعد مخشر بن مخازم سلمی نے صغد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر صغد پر تمہارا ارادہ حملہ کا ہے تو یہ موقعہ بہت ہی مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان بہت زیادہ مسافت ہے قتیبہ نے یہ رائے پسند کی اور راز چھپانے کا حکم دیا دوسرے دن اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نامور سواروں اور تیر اندازوں کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مال واسباب کو مرو کی جانب بھیج دیا۔

قتیبہ کا سپاہیوں سے خطاب:...... عبدالرحمٰن کی روانگی کے بعد قتیبہ نے اپنے سپاہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور صغد کی زرخیزی اور سرسبزی کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اس کو چھین لینے کی ترغیب دی سب کے سب لبیک لبیک پکار اٹھے قتیبہ نے سامان سفر درست کر کے کوچ کر دیا اور عبدالرحمٰن کے پہنچنے کے تیسرے روز پہنچ کر سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے محاصرہ سے گھبرا کر بادشاہ شاش، خاقان اور اخشاء فرغانہ سے مدد طلب کی۔

اسلامی فوجوں پر شب خون کی تیاری:...... ان لوگوں نے نامی گرامی شہزادوں مرزبانوں اور شہسواروں کو منتخب کر کے خاقان کے بیٹے کی قیادت میں عساکر اسلامیہ پر شب خون مارنے کے لیے روانہ کیا، قتیبہ کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے بھی اپنے لشکر سے چھ سو سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صالح کو امیر مقرر کر کے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام پر مقرر کر دیا۔

شب خون مارنے والوں سے مقابلہ:...... رات کے وقت مڈبھیڑ ہوگئی بے جگری سے لڑے پورے چار گھنٹہ لڑائی ہوتی رہی آخر کار سخت خون ریزی کے بعد خاقان کا بیٹا مارا گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے جو اس واقعہ میں زندہ بچے وہ نہایت تھوڑے تھے اور مال واسباب جو کچھ تھا وہ مسلمانوں نے لوٹ لیا طلوع آفتاب کے قریب اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گئے۔

قلعے پر حملہ:...... قتیبہ کی قلعہ شکن منجنیقیں جو قلعہ کے قریب میں نصب کی گئیں تھیں سنگ باری کرنے لگی میدان کارزار اسلامی جنگجوؤں سے بھرا ہوا تھا قلعہ کی دیواروں پر دھڑا دھڑ پتھر برس رہے تھے اور اہل قلعہ اسلامی فوجوں پر تیروں کی بارش برسا رہے تھے مگر ان کو کچھ پروانہ تھی سینہ نے قلعے کی طرف دوڑ رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد سنگباری کی وجہ سے قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا شگاف پڑ گیا جس پر تیزی کے ساتھ مسلمانوں نے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

صلح کی درخواست:...... اس وقت اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کر دی۔ بائیس لاکھ مثقال سالانہ پر صلح ہوگئی سال رواں میں اس کے علاوہ تیس ہزار غلام دینے کی شرط اور زائد کی گئی اور یہ وعدہ بھی لیا گیا کہ شہر قتیبہ کے لیے خالی کر دیا جائے تاکہ یکسوئی کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔

صلح کے بعد قتیبہ شہر میں:...... پس جب شرائط شہر خالی کر دیا گیا تو قتیبہ اپنے لشکریوں سمیت شہر میں وارد ہوا مسجد بنائی اور نماز ادا کی بعضوں کا بیان ہے کہ اہل قلعہ سے یہ وعدہ بھی لیا تھا کہ بت اور آتشکدوں کا سامان بھی مسلمانوں کو دے دیا جائے گا چنانچہ مسلمانوں نے پچاس ہزار مثقال طلائی

زیورات اور دوسرے اسباب لے لئے اور بتوں کو جلا دیا اور بشارت فتح کے ساتھ ایک لونڈی کو بھی جو ہزوگرد کی نسل سے تھی حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے اسے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا جس سے یزید بن عبدالملک پیدا ہوا۔

اہل زوارزم کی سرکشی: ......ان واقعات کے بعد فورک کے مشورے پر قتیبہ سمرقند سے مرو کی جانب واپس لوٹا ایاس بن عبداللہ کو جنگ اور اس کی مخالفت پر مجمع اکٹھا کرنے لگے قتیبہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے عبداللہ بن مسلم کو گورنر بنا کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایاس اور حیان نبطی کو سو کوڑے لگوا کر ان کے سروں کو منڈوا دینا لہذا جب عبداللہ مغیرہ بن عبداللہ کے ساتھ خوارزم کے قریب پہنچا اور ان کو اس کے آنے کی اطلاع ملی تو ان کا بادشاہ جان کے خوف سے بلاترک کی طرف بھاگ گیا مغیرہ ایک معمولی سی جنگ کے بعد شہر میں داخل ہو گیا جو لوگ لڑے ان کو قید کر لیا ار باقی لوگوں نے جزیہ دے کر صلح کر لی اس کی واپسی کے بعد قتیبہ نے مغیرہ کو نیشاپور کا گورنر مقرر کر دیا۔

ماوراء پر النہر چڑھائی: ......پھر ۹۴ ہجری میں قتیبہ نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا وکش وسف خوارزم سے امدادی فوجیں طلب کیں بیس ہزار لشکر فوراً جمع ہو گیا قتیبہ نے ان سب کو شاش روانہ کر دیا اور خود جند ہ پہنچ گیا۔ کفار کے لشکر بار بار حملہ کرنے کے لیے آئے اور متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔

شاش وغیرہ کی فتح: ......وہ لشکر جو شاش کی طرف گیا ہوا تھا اس نے بھی شاش کو طاقت سے فتح کر لیا اور قتیبہ کے پاس واپس لوٹ آیا اس وقت قتیبہ کشان (شہر فرغانہ) میں ٹھہرا ہوا تھا اس کے بعد مرو واپس آ گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق کے پاس بھیجا تھا اور اسے شاش کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ اس کے مطابق قتیبہ شاش گیا اور جب اسے حجاج کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آ گیا۔

یزید بن مہلب کی قید: ......۸۶ھ میں حجاج نے یزید اور اس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزول کر دیا تھا یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے اس کے بعد حجاج کو یہ خبر ملی کہ اکراد نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے حجاج نے ان کی گوشمالی کی غرض سے بصریٰ کے قریب لشکر منظم کرنے لگا اور بنو مہلب کو قید خانہ سے نکال کر لشکر گاہ کے قریب ایک خیمہ میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا پھر ان لوگوں سے ساٹھ لاکھ جرمانہ طلب کیا اور جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ایذائیں اور تکالیف دینے کا حکم دیا یزید کی بہن ہند بنت مہلب جو حجاج کی بیوی تھی اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رو پڑی تو حجاج نے اسے طلاق دے دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کو تکلیف دینے سے باز آ گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور جرمانہ کی ادائیگی کا تقاضہ کرتا رہا۔

بنومہلب کا فرار: ......موقع پا کر بنومہلب نے اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصریٰ میں تھا خفیہ طور پر کہلوا دیا کہ ہمارے لئے فلاں وقت گھوڑے تیار رکھنا چنانچہ ایک روز رات کے وقت یزید بن مہلب نے قید خانوں کے نگرانوں کے لیے اچھے اچھے کھانے پکوائے اور عمدہ اور نفیس شراب منگوائی جب محافظین جیل کھانے پینے میں مصروف ہو گئے اور شراب پی پی کر بدمست ہو گئے تو یزید بن مفضل اور عبدالملک قید خانہ سے لباس بدل کر کھڑے ہوئے۔

حجاج کے اقدامات: ......حبیب بن مہلب بصریٰ کی جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کاٹتا رہا۔ صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ کہیں بنومہلب خراسان پر قبضہ نہ کر لیں ایک تیز رفتار قاصد کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنومہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا لوگ بڑے فتنہ پرداز اور فسادی ہیں۔

بنومہلب کی شام روانگی: ......یزید اپنے بھائیوں سمیت قید خانے سے نکل کر کشتی پر سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لیے تیار کھڑی ہوئی تھی جس وقت بطائح کے قریب پہنچا تو مروان کے بھیجے ہوئے گھوڑے مل گئے سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک رہبر لے کر جو بنوکلب سے تھا سماوہ کے راستے شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ حجاج کو یہ خبر ملی تو اس نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کے پاس دوڑایا۔

سلیمان بن عبدالملک کے پاس: ......بنومہلب سفر کر کے فلسطین پہنچے وہاں وہیب بن عبدالرحمٰن ازدی کے مکان پر ٹھہرے سلیمان بن عبدالملک کی نظروں میں وہیب کی بہت بڑی عزت تھی اس نے سلیمان کے پاس جا کر بنومہلب کی مظلومیت اور حجاج کے ظلم وستم بیان کئے اور یہ کہا کہ وہ لوگ حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر اس کے پاس پناہ لینے کے لیے آئے ہیں۔

سلیمان کا بنو مہلب کو پناہ دینا:......سلیمان بن عبدالملک نے نہایت تشفی آمیز الفاظ میں جواب دیا تم ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ میں نے ان کو پناہ دے دی۔ حجاج کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ولید کو لکھ بھیجا کہ بنو مہلب نے اللہ تعالیٰ کے مال میں خیانت کی ہے اور میری حراست سے بھاگ کر سلیمان کے پاس چلے گئے ہیں، ولید کے دل میں کچھ رنج وغبار مہلب کی طرف سے تھا وہ ختم ہو گیا کیونکہ وہ بھی حجاج کی طرح بنو مہلب سے خراسان کے معاملے میں ڈر رہا تھا اب غصہ اس کو صرف مال میں خیانت کرنے کا رہ گیا۔

سلیمان اور ولید کا اختلاف:...... اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائی ولید بن مسلم کو اس طرز کا خط لکھا ''یزید میرے پاس موجود ہے اور میں نے اس کو امن دے دی ہے کیونکہ حجاج نے اس پر ساٹھ لاکھ جرمانہ کیا تھا لہٰذا آدھا میں دوں گا اور آدھا تم ادا کرو گے'' ولید نے جواباً تحریر کیا جب تک اس کو میرے پاس نہ بھیجو گے میں اس کو امن نہیں دوں گا۔

بنو مہلب عبدالملک کی خدمت میں:......اس پر یزید نے سلیمان سے کہا ''اب تم مجھے ولید کے پاس بھیج دو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم دونوں بھائیوں میں نااتفاقی پیدا ہو۔ البتہ تم ایک خط اس مضمون کا لکھ کر دے دو تا کہ جہاں تک ممکن ہو امیر المومنین اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں'' سلیمان نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے بیٹے ایوب کو یزید کے ساتھ روانہ کر دیا چونکہ ولید نے لکھا تھا کہ یزید کو مقید روانہ کرنا اس وجہ سے سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کو سمجھا دیا تھا کہ تم بھی یزید کے ساتھ قیدیوں کی طرح زنجیر سے بندھے ہوئے ولید کے سامنے جانا۔

یزید بن مہلب کی معافی:......ولید اپنے بھتیجے کو یزید کے ساتھ زنجیروں میں بندھا دیکھ کر بولا ''ہمارے کان تک سلیمان کی باتیں پہنچی ہیں۔'' ایوب نے اپنے باپ کا خط نکال کر ولید کو دیا جس میں یزید کی سفارش اور مال کی ضمانت لکھی تھی ولید اس کو غور سے پڑھنے لگا اور ایوب اپنے باپ کی طرف سے سفارش کر رہا تھا اور یزید بھی معذرت کرتا جارہا تھا بالآخر ولید نے یزید کا قصور معاف کر کے امن دے دیا اور حجاج کو بنو مہلب سے تعرض نہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حبیب اور ابی عبسہ اس کی نگرانی میں تھے رہا کر دیئے اور یزید سلیمان کے پاس واپس آ گیا اکثر تحائف وہدایا اس کے پاس بھیجتا اور دعوتیں بھی کرتا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی معزولی:......۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کے ظلم وستم اور بدکرداری کی شکایت ولید کو لکھی حجاج کو اس کی اطلاع ملی اس نے بھی ایک عرضداشت بھیج دی جس میں لکھا ہوا تھا کہ ''اکثر فتنہ پرداز، شورہ پشت اور منافق عراق سے جلاوطن ہو کر مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں جا کر مقیم ہو گئے عمر بن عبدالعزیز ان کو گرفتار کرنے میں رکاوٹ ہے اس طرح حکومت وسلطنت میں ایک قسم کی کمزوری پیدا ہو گئی مناسب ہے کہ اسے معزول کر دیا جائے چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ افسری کو مکہ معظمہ اور عثمان بن حبان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنا دیا۔

خالد کے مدینے میں اقدامات:......خالد نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر تمام اہل عراق کو زبردستی نکال دیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے یا ان کو کرائے پر مکانات دیتے تھا تحکمانہ ڈرایا دھمکایا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کی حجاج سے مخالفت:......گورنر عبدالعزیز کے زمانے میں اکثر اہل عراق، حجاج کے ظلم وستم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ میں آجاتے تھے اور وہ یہاں پہنچ کر اس کے شر سے بچ جاتے تھے ان لوگوں میں سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جو حجاج کے خوف سے مکہ بھاگ آئے تھے ان کو حجاج نے اس فوج کے وظائف وسدرد دینے پر مقرر کیا تھا جس کو عبدالرحمن نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھی تو سعید بھی اس کے ساتھ ہو گئے عبدالرحمن شکست کھا کر گورنر اصفہان چلے گئے۔

سعید کی گرفتاری کا حکم:......حجاج نے گورنر اصفہان کو ان کے گرفتار کرنے کو لکھا گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو در پردہ حجاج کے حکم سے آگاہ کر دیا سعید اصفہان سے آذربائیجان چلے گئے آئے ایک مدت تک ٹھہرے رہے پھر یہاں سے گھبرا کر مکہ آ گئے مکہ معظمہ میں ان کے جیسے بہت آدمی حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے جن کا نام ونشان حجاج کے آدمیوں کو کوئی بھی نہیں بتاتا تھا خالد مکہ معظمہ آیا تو ولید کا حکم صادر ہوا کہ عراق کے مفروروں کو

گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دو۔

سعید وغیرہ کی گرفتاری:......اس نے سعید بن جبیر، مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کر دیا طلق تو راستے میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر چل دیئے اور سعید و مجاہد کوفہ پہنچے اور حجاج کے سامنے پیش کیے گئے حجاج نے سعید کو گالیاں دیں اور سخت برا بھلا کہا۔

حجاج اور سعید کی گفتگو:......حجاج نے کہا میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں کے مکان میں ہے کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا ؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان باتوں کو تسلیم کیا پھر وہ بولا اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر ابھارا جواب دیا میں ایک انسان ہوں اور انسان سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے۔حجاج یہ سن کر خوش ہو گیا۔

گفتگو میں حجاج کا غصہ:......تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اتفاقاً سعید کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا کہ میری گردن میں اس کی (عبدالرحمن) بیعت تھی۔حجاج کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور وہ غضبناک ہو کر بولا کیا میں نے تجھ سے مکہ میں ابن زبیر کے بعد عبدالملک کی بیعت نہیں لی تھی؟ اور پھر اس کی تجدید میں نے کوفہ میں نہیں کی تھی؟ غرض میں نے تجھ سے دوبارہ بیعت لی سعید نے اقراری جواب دیا۔

حجاج کے ہاتھوں سعید بن جبیر کی شہادت:......حجاج نے کہا اس طرح تو نے دو بیعتیں توڑیں اور رزیل بن رزیل (عبدالرحمن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا واللہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔سعید بولے بے شک اب میں واقعی سعید (خوش بخت) ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم باسمی ہوں) حجاج نے لپک کر گردن اڑا دی اور پھر جوش و مسرت سے تین مرتبہ "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہا پہلی مرتبہ نہایت وضاحت اور دوبارہ جلدی جلدی۔

حجاج کی بدحواسی:......بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل مخبوط الحواس ہو گیا تھا بار بار قیودنا قیودنا کہتا لوگوں نے یہ سمجھ کر اس کا مطلب سعید بن جبیر کی قیود ہے لہٰذا سعید بن جبیر کا پاؤں پکڑ کر آدھی پنڈلی سے کاٹ دیا اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا کہ اس کا دامن پکڑ کر کہتا ہے "یا عدو اللّٰہ فیما قتلتنی" (اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے) پس حجاج خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھتا تھا اور یہ کہتا تھا میرا اور سعید کا یہ کیا معاملہ ہو گیا۔

حجاج کی وفات:......ماہ شوال ۹۵ھ میں گورنری عراق کے بیسویں برس حجاج کا پیام اجل آ گیا لہٰذا وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو اپنی جگہ اور یزید بن ابی کو کوفہ و بصرہ کی افواج پر اور یزید بن ابی مسلم کو صیغہ مال کا نگران مقرر کیا اس کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے ان کی تقرری اور حجاج کے تمام عمال کو برقرار رکھا۔

قتیبہ کو عبدالملک کا خط:......پھر قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا:

قد عرف امیر المومنین بلاء ك و جهدك اعداء المسلمین و امیر المومنین رافعك صانع بك تحب فاتمم مغا زیك وانتظر ثواب ربك ولا تغیب عن امیر المومنین كتبك حتی كانی انظر الی بلادك و الثغر الذی انت فیه.

بیشک امیر المومنین مسلمانوں کے دشمن کے خلاف تمہاری جدوجہد سے واقف ہیں۔امیر المومنین تمہارے اعزاء و مرتبہ کو بلند کرنے والے ہیں جس کی تمہیں تمنا ہے اپنی جنگوں کو پورا کرو اور اللہ تعالیٰ کے اجر کے منتظر رہو تم اپنی تحریرات اور خطوط کو امیر المومنین سے مت چھپاؤ حتیٰ کہ میں تمہارے مستقر علاقے اور کیمپ نہ دیکھ لوں۔

محمد بن قاسم کی فتوحات:......ولید نے حجاج کے مقرر کئے ہوئے گورنروں میں سے کسی کو تبدیل نہ کیا جن دنوں محمد بن قاسم ملتان آیا اسی زمانہ میں وہیں حجاج کے مرنے کی اطلاع ملی لہٰذا "در و بغرور" کی طرف جس کو یہ فتح کر چکا تھا واپس آیا پھر یہاں سے لشکر منظم کر کے حبیب کی

کمان میں سلماس ❶ پر چڑھائی کی اہل سلماس نے اور اس کے ساتھ ہی اہل ''سرشت'' نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی بعد اس کے محمد نے کیرج ❷ پر فوج کشی کی ''دوہر'' مقابلہ کے لئے آیا محمد بن قاسم اس کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور تلوار کے زور سے شہر پر قبضہ کر کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قید کر لیا۔

سلیمان کی تخت نشینی ابن قاسم کی معزولی:...... اس زمانہ میں محمد بن قاسم ہی سندھ کا گورنر رہا حتی کہ سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا اور اس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا۔

محمد بن قاسم قید میں:...... صالح بن عبدالرحمٰن نے واسط کے قید خانہ میں ڈال دیا اور وہ حجاج کے اعزاء اقارب کے ساتھ اس کو بھی تکلیفیں دینے لگا یہ اس لئے کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارزم کی تحریر کی وجہ سے قتل کر دیا تھا اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ میں آنے کے اٹھارویں دن مر گیا تو سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ کا گورنر بنا دیا۔

حبیب بن مہلب گورنر سندھ:...... یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سندھ کے بادشاہان اپنے اپنے ممالک پر دوبارہ قابض ہو گئے تھے اور حبشہ بن داہر برہمنا ❸ باذ دواپس آ گیا تھا حبیب نے دریائے سندھ کے کنارے قیام کیا۔ اہل رور نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور جو لوگ اس سے لڑے ان کو حبیب نے تباہ کر دیا اس دوران سلیمان بن عبدالملک مر گیا اور عمر بن عبدالعزیز تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔

عمر بن عبدالعزیز کی دعوت پر سندھ میں اسلام:...... عمر بن عبدالعزیز نے سندھ کے بادشاہوں کو خط لکھا اسلام کی دعوت دی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر ان کا ملک اور ان کی جائیدادانھیں دینا اور عفو تقصیر اور مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اس تحریر کے مطابق حبشہ بن داہر سمیت تمام حکام سندھ مسلمان ہو گئے کافرانہ نام تبدیل کر کے اسلامی نام رکھ لئے۔

جنید اور حبشہ بن داہر:...... اس سرحد پر عمر بن عبدالزیز کی طرف سے عمر بن مسلم باہلی مقرر تھا اس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی اس کے بعد ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں جنید بن عبدالرحمٰن سندھ کا گورنر بنا جب وہ دریائے مہران پر پہنچا تو حبشہ بن داہر نے دریا عبور کرنے سے اسے روکا اور یہ کہلوایا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے ایک صالح مرد نے ان علاقوں کا حکمران بنایا ہے، میں تم سے مطمئن نہیں ہوں لہذا تم مجھے ضمانت دے دو۔

راجہ داہر کے مسلمان بیٹوں کا قتل:...... جنید نے ضمانت نہ دی تو حبشہ باغی ہو گیا لہذا لڑائی چھڑ گئی حبشہ نے بہت روک تھام کی لیکن جنید نے لڑ بھڑ کر اپنی فوج کشتی پر اتار دی اور اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا صعصہ بن داہر نے جنید کی بدعہدی کی شکایت کرنے کے لیے دارالخلافت کا رخ کیا جنید نے اس کو نرمی اور پیار سے بلایا جب وہ آ گیا تو اس کو بھی قتل کر دیا۔

جنید کی مزید فتوحات:...... ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کا آخری حصہ) پر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے فوج کشی کی اور کباش ❹ کے ذریعے سے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا جتنے سپاہی ملے سب کو قتل کر دیا عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا مال واسباب جتنا بھی پایا لوٹ لیا قبضہ کرنے کے بعد عمال کو مرند، مندل، ہنج اور بروج کی طرف روانہ کیا اور ایک لشکر ''ارین'' پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا جس نے ارین کے شہروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک کر دیا ان لڑائیوں میں جو مال غنیمت جنید کو حاصل ہوا اس کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے۔

جنید کی موت:...... چونکہ ان مسلسل لڑائیوں سے تھک گیا تھا آرام کرنے کی غرض سے اس نے تمیم بن زید قینی کو عارضی طور پر اپنی جگہ مقرر کیا۔ دیبل کے

---

❶ ...... کامل ابن اثیر میں بجائے سلماس سیلمان لکھا ہوا ہے، جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔ ❷ ...... اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے یہ نام میں نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔ ❸ ...... کامل ابن اثیر صفحہ ۲۸۳ جلد چہارم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر چہارم جلد صفحہ ۲۸۳۔ ❹ ...... کباش زمانہ قدیم میں ایک آلہ لکڑی اور لوہے سے بنایا جاتا تھا اور اس کو حکمت عملی آہستہ آہستہ چلاتے تھے جس سے بڑی بڑی مضبوط دیواریں منہدم ہو جاتیں تھیں اور اب یہ آلہ منجنیق کی طرح معدوم ہو گیا ہے۔

قریب تھوڑے دنوں بعد مرگیا نہایت سست اور کاہل تھا اس کے زمانے میں اسلامی فوج کے کمانڈر کے ہند کے علاقوں کو چھوڑ چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے۔

حکم بن عوان کلبی:......اس کے حکم بن کلبی ان علاقوں کا گورنر بنا ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی اہل قصہ کے سواسب باغی ہو گئے تھے حکم نے ایک شہر بنایا ''نہادو محفوظ'' آباد کیا جو فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے پھاؤنی کا کام دیتا تھا۔

محمد بن قاسم کا بیٹا ''عمر'':...... عمر بن محمد قاسم کی فاتح سندھ بھی اس کے ساتھ تھا اور بڑے بڑے ذمہ داری کے کام اس کے سپرد تھے محفوظ سے اس نے کئی مرتبہ جہاد کیا اور کامیاب کامران واپس آیا، آہستہ آہستہ اس کی حکومت کا سکہ ملک کے گورنروں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

المنصورہ کی داغ بیل:......اس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام ''المنصورہ رکھا یہ وہی المنصورہ ہے جو سندھ کا دارالحکومت رہا ہے تھوڑے ہی عرصے میں دشمنان دین کے قبضے سے تمام ممالک سندھ دوبارہ چھین لیے۔ اور اپنے عدل وانصاف سے اہل ملک کو خوش کر دیا۔ کچھ عرصے کے بعد حکم کا قتل ہو گیا اور دولت امویہ مملکت ہند کے انتظام سے مجبور ومعذور ہو گئی سندھ کے بقیہ حالات مامون الرشید کے حالات بیان کیے جائیں گے۔ (انشاء اللہ تعالی)

کاشغر کی فتح:...... ۹۶ھ میں قتیبہ نے چین کے ارادے سے لشکر تیار کیا اور لشکریوں کو ان کے اہل وعیال سمیت لے کر نکلا اور سمرقند پہنچ کر ان لوگوں کے قیام کا انتظام کرنے کے بعد چین پر حملہ کیا۔ نہر عبور کر کے مسلحہ ❶ کوگھاٹ پر ٹھہرایا کہ سپاہیوں کو بغیر اجازت واپس نہ آنے دے پھر فوج کے مقدمۃ الجیش کو کاشغر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس نے کاشغر کو تلوار کے ذریعے فتح کر لیا بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا قیدیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہر لگا دی قتیبہ کامیابی اور جہاد کے شوق میں چین تک بڑھتا چلا گیا۔

چین کے بادشاہ کو تفہیم اسلام:......چین کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ چند معزز آدمیوں کو جس میں ہمارے پاس بھیج دو جو تمہارے حالات اور مذہب سے ہم کو آگاہ کریں۔ قتیبہ نے عرب کے دس مشہور آدمیوں کو جس میں ہیرہ بن شمرج کنانی بھی تھا عمدہ لباس کے ساتھ عمدہ عمدہ گھوڑوں پر مختلف ساز وسامان کے ساتھ بادشاہ چین کے پاس روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ بادشاہ سے کہہ دینا کہ اگر وہ مسلمان نہ ہوا تو قتیبہ جب تک اس کے ملک کو تباہ کر کے اس سے خراج نہ وصول کر لے ہرگز واپس نہیں جائے گا۔

بادشاہ کے دربار میں:...... پہلے دن بادشاہ کے دربار میں یہ لوگ اس ہیت سے گئے کہ عمدہ اور قیمتی زنجیریں گلے میں پڑی ہوئی تھیں نفیس نفیس چادریں اوڑھے ہوئے تھے بالوں میں خوشبودار تیل لگا کر موزے پہنے ہوئے عطر لگائے ہوئے تھے بادشاہ چین ایک سکوت کے عالم میں بیٹھا ہوا ان لوگوں کو دیکھتا رہا اور درباریوں نے بھی ان سے بات چیت نہ کی واپسی کے بعد درباری کہنے لگے یہ لوگ مرد نہیں عورتیں ہیں کیا لڑیں گے۔

چینیوں کی مسلمانوں کے بارے میں رائے:......دوسرے روز پھر یہ لوگ گئے لیکن آج دوسرے لباس اور ہیت میں تھے منقش اور رنگین چادریں اوڑھے ہوئے تھے سروں پر ریشمی عمامے تھے اور لمبی لمبی عبائیں پہنی ہوئی تھیں باشاہ نے کچھ گفتگو نہ کی تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس آ گئے ان کے واپس آنے کے بعد یہ رائے قائم ہوئی کہ آج ان کی صورتیں مردوں سے ملتی ہیں۔

چینیوں پر ہیبت طاری:......پھر تیسرے دن بلائے گئے تو اس حلیہ میں گئے ان کے سروں پر عماموں کے بجائے خود تھے زرہ بکتر اور چار آئینہ ہوئے کمر پر تلوار لگی ہوئی نیزے آڑے کیے ہوئے ترکش اور کمانوں کو پشت پر لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر گئے اور تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئے۔ آج کا منظر ایسا تھا کہ باشاہ چین کے دل میں ان کی ہیبت سما گئی درباری انہیں دیکھ کر سہم گئے۔

بادشاہ کی ہبیرہ سے گفتگو:......چین کے باشاہ نے ان کے سردار ہبیرہ بن شمرج کو بلا کر مختلف لباسوں میں آنے کی وجہ پوچھی تو ہبیرہ نے جواب دیا پہلے دن ہم جس لباس میں آئے تھے وہ لباس گھروں میں پہننے کا ہے دوسرا لباس وہ ہے جس کو ہم اپنے امراء کی خدمت میں جاتے وقت پہنتے ہیں اور

---

❶ ...... مسلحہ لشکر کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو کسی ضرورت کے لحاظ سے کسی راستہ پر ٹھہرا دیا جائے۔

تیسر الباس وہ ہے جس کو ہم دشمنوں کے مقابلے میں پہن کر جاتے ہیں، باشاہ یہ سن کر ہنس پڑا۔

دھمکیوں کا تبادلہ:...... پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا تم نے میرے ملک کی وسعت دیکھ لی ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مجھ کو کوئی شخص تم پر حملہ کرنے سے نہیں روک سکتا اور مجھے تمہاری کمی کے بارے میں معلوم ہے لہذا تم اپنے امیر سے جا کر کہہ دو کہ وہ یہاں سے الٹے پاؤں واپس چلا جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو مقرر کروں گا جو تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ ہبیرہ نے ترش رو ہو کر کہا ہم تم سے کسی طرح کم نہیں ہیں ہمارے سواروں کا پہلا حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور آخری حصہ زیتون کے باغوں میں ہوگا باقی رہی قتل کی دھمکی اس سے ہم کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہم دھمکی سے ڈرتے ہیں ہماری موت کا وقت مقرر ہے جب وہ آ جائے گا تو اس سے زیادہ زندگی نہیں ہے اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھالی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو روند نہ ڈالے اور تمہارے بادشاہوں کی گردنوں پر مہریں لگا کر تم سے خراج وصول نہ کر لے ہرگز واپس نہ ہوگا۔

بادشاہ کا جواب:...... بادشاہ چین بولا ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کر دیں گے۔ تھوڑی مٹی بھیجے دیتے ہیں اس کو پامال کر دیں اور ہمارے لڑکوں کی گردنوں پر مہریں لگا دیں اور ہم ایسا ہدیہ بھیجیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا ہبیرہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ بادشاہ چین نے ایک ٹوکری مٹی کی منگوا کے ساتھ کر دیا اور تحائف و ہدایا دے کر رخصت کر دیا۔

کھودا پہاڑ نکلا چوہا:...... قتیبہ کے پاس پہنچے تو اس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روند الڑکوں پر غلامی کا نشان بنا کر واپس کر دیا اور جزیہ (خراج) جو اس نے بھیجا تھا قبول کر لیا اس کے اگلے ہی دن اپنے ملک واپس چل دیا اور ہبیرہ کو وفد کے ساتھ ولید کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فرات پر پہنچا تو ولید کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔

ولید بن عبدالملک کی وفات:...... پندھوریں جمادی الثانی ۹۶ھ کو (دمشق میں) ولید ❶ بن عبدالملک نے وفات پائی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی یہ بنی امیہ کا بہترین خلیفہ تھا اس نے تین مسجدیں بنوائیں۔ مسجد مدینہ منورہ، مسجد قدس (بیت المقدس) اور مسجد دمشق ❷ مسجد دمشق کی جگہ ایک کلیسہ تھا جس کو ولید نے گروا کر مسجد بنوائی تھی عمر بن عبدالعزیز سے اس کی شکایت کی گئی تو جواب دیا کہ ہم تمہارا کلیسہ تم کو دے دیں گے البتہ ”کلیسہ توما“ گرا دیں گے کیونکہ شہر سے باہر ہے اور طاقت کے زور سے فتح کیا گیا ہے اور ہم وہاں مسجدیں بنائیں گے عیسائی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور اپنے دعوے سے ہاتھ اٹھا لیا۔

ولید کے اوصاف و فتوحات:...... ولید کی خلافت کے زمانے میں اندلس ❸ کاشغر، ہند وغیرہ ❹ فتح ہوئے یہ بڑا نفیس مزاج متواضع تھا خوشبو میں ضیاع ❺ کو پسند کرتا تھا سبزی فروش کے پاس سے گزرتا تو اس سے معلوم کرتا تھا ”یہ ڈھیر سبزیوں کا کس قیمت کا ہے“ جتنی قیمت بتا تا اس سے دگنی کر کے اس کو اتنی قیمت پر فروخت کرتا قرآن شریف عام دنوں میں تین روز میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا۔

سلیمان کی معزولی کی کوشش:...... اس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے عبدالعزیز کی بیعت لینے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن سلیمان نے اس کا انکار کر دیا چنانچہ ولید نے اپنے گورنروں سے اس بارے میں خط و کتابت کی کسی نے سوائے حجاج، قتیبہ اور بعض خاص خاص امراء کے اسے قبول نہیں کیا پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کیلئے بلوایا مگر اس نے آنے میں تاخیر کی تو ولید خود اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا ابھی تیاری ہی کر رہا تھا کہ پیام اجل آ پہنچا۔

---

❶ ...... ابوالعباس اس کی کنیت تھی اڑتالیس برس کی عمر پائی نو برس آٹھ مہینے حکومت کی وفات کے وقت چند اولادیں اس کی موجود تھیں (المعارف لابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۳)۔

❷ ...... ۸۷ھ جامع دمشق کی بنیاد پڑی تھی تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲)۔ ❸ ...... اندلس مکمل ۹۲ھ میں فتح ہوا تھا طارق بن زیاد، موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام نے بارہ ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ چڑھائی کی تھی اس کے بادشاہ کا نام آور ینوق تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر)۔ ❹ ...... ان ملکوں کے علاوہ اسی کے عہد خلافت ۸۷ ہجری میں بیکند، بخارا سردانیہ، مطمورہ، قمیقم، بحرہ فرسان اور ۸۸ ہجری میں جرثومہ، طوانہ اور ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ، میورقہ اور ۹۱ھ میں نسف (تخشب) کش، شومان، مداریں اور آذربائیجان کے چند قلعہ اور ۹۲ھ میں دیبل کیراج، برہم، باجہ بیضاء خوارزم، سمرقند، سغد اور ۹۴ھ میں کابل فرغانہ، شاش، سندھ اور ۹۵ھ میں موقان، باب اور ۹۶ھ میں طوس فتح ہوا (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۵۲)۔ ❺ ...... ایک خوشبو کا نام ہے۔)

سلیمان کی بیعت:...... ولید بن عبدالملک کے مرنے کے بعد اسی دن سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھوں پر لوگوں نے ایلہ میں بیعت کر لی۔ تخت خلافت پر بیٹھتے ہی انتظام میں مصروف ہو گیا عثمان بن حبان رمضان ۹۶ھ کے آخر میں مدینہ منورہ سے معزول کر کے ابوبکر بن محمد بن حزم کو گورنر مقرر کر دیا حجاج کے مقرر کیے ہوئے گورنروں کو عراق سے معزول کر کے یزید بن مہلب کو مصرین (کوفہ وبصرہ) کی حکومت دی اس سے پہلے یزید بن ابی مسلم گورنر تھا لہذا یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا گورنر بنا کر بھیجا۔

سلیمان اور حجاج کی مخالفت:...... چونکہ سلیمان بن عبدالملک کو حجاج اور اس کے گورنروں سے ایک قسم کا رنج تھا اور اس کے ظلم وستم کی شکایتیں اکثر پہنچا کرتی تھیں اسی وجہ سے اس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل ابی عقیل (یعنی حجاج کی قوم) کو ذلیل وخوار کرنے کا حکم دیا اور طرح طرح کی سزائیں ان کے لیے مقرر کر دیں یزید نے اپنی طرف سے عبدلملک بن مہلب کو اس کام پر مقرر کر دیا۔

قتیبہ بن مسلم کی بغاوت:...... جوں ہی سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا تو قتیبہ کے ہوش وحواس جاتے رہے کیونکہ اس نے سلیمان کو معزول کرنے میں ولید کی حمایت تھی۔ اس نے خیال سے کہ کہیں سلیمان خراسان کی گورنری مجھ سے چھین کر یزید بن مہلب کو نہ دے دے لوگوں کو اس کی مخالفت ختم کرنے پر ابھارنے لگا۔

قتیبہ کا سلیمان کو خط:...... اسے اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک خط ❶ اس مضمون کا کہ '' آگے مجھے جس عہدہ پر میں ہوں برقرار نہیں رکھو گے اور امن نہیں دو گے تو میں بے شک تم کو خلافت سے معزولی کر دوں گا اور اتنے زیادہ سوار و پیدل سپاہی جمع کروں گا کہ تمہارا قافیہ تنگ ہو جائے گا'' لکھ کر قاصد کے ذریعے سلیمان کے پاس روانہ کر دیا۔

سلیمان کا قتیبہ کے مطالبات کی منظوری کا حکم:...... سلیمان نے اس کو امن دے دیا اور سند گورنری خراسان کی لکھ کر اپنے قاصد کے حوالے کر دی اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنا ایک اور قاصد ساتھ روانہ کر دیا حلوان میں جب یہ دونوں قاصد پہنچے تو معلوم ہوا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے (اس وجہ سے سلیمان کا قاصد واپس آ گیا)۔

قتیبہ کے بھائیوں سے مشورے:...... قتیبہ نے روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولی کے بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا (عبدالرحمن بن مسلم نامی اس کے بھائی نے کہا خط کے جواب کا تو انتظار کر لو اور اگر خلع خلافت سے ہٹانا ہی مدنظر ہے تو سمرقند چل کر قیام کرو اور وہاں پر اس کام کو شروع کرو عبداللہ بن مسلم (اس کے دوسرے بھائی) نے یہ رائے دی کہ جہاں تک ممکن ہو اس کام کو جلدی کے ساتھ انجام دو۔

قتیبہ کی کوششیں:...... قتیبہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لوگوں سے سلیمان اور اس کے عمال کی برائیاں بیان کر کے خلع خلافت سے ہٹانے کو کہا مگر اس نے منظور نہیں کیا۔ اس پر قتیبہ کو غصہ آ گیا ایک ایک قبیلہ کو گالیاں دے کر ان کی برائیاں اور مذمتیں بیان کیں اپنی اپنے باپ کی اپنے قبیلہ اور شہر کی تعریف کی۔ اس سے لوگوں کے تیور بدل گئے اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں سب کے سب سلیمان کے بجائے قتیبہ کو ہٹانے اور اس کی مخالفت پر تل گئے قتیبہ کے دوست اور مشیر ملامت کرنے لگے تو قتیبہ نے جواب دیا جب تم لوگوں نے میری بات کو منظور نہیں کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور باس غصہ کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ کیا کہہ گیا۔

---

❶...... تاریخ الکامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ قتیبہ نے تین خط یکے بعد دیگرے سلیمان کو تحریر کیے تھے اور تینوں خطوط ایک ہی قاصد کی معرفت بھیجے تھے اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر سلیمان پہلا خط پڑھ کر یزید کو دے دے تو دوسرا خط دینا پس اگر اس کو بھی پڑھ کر یزید کو دے دے تو تیسرا خط دینا اور اگر پہلا ہی خط پڑھ کر خاموش ہو جائے اور خط یزید کے حوالے نہ کرے تو باقی دونوں خطوط نہ دینا۔ پہلے خط میں سلیمان کو تخت خلافت پر بیٹھنے کی مبارک باد دی تھی اور اپنی حسن خدمات اور کارگزاریوں کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی اسی خط میں تحریر کیا تھا کہ اگر مجھے آپ میرے عہدہ برقرار رکھیں تو میں اسی طرح رہوں گا جیسا کہ عبدالملک اور ولید کا فرماں بردار تھا دوسرے خط میں اپنی عظمت وجلال وہیبت اور ملوک عجم سے ڈرنے کا حال اور اہل مہلب کی برائیاں لکھی تھیں اور اس بات کو بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کرو گے تو میں اس کو معزول کر دوں گا تیسرے خط میں لکھا تھا کہ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں تمہیں خلافت سے ہٹا دوں گا سلیمان نے پہلا اور دوسرا خط پڑھ کر یزید کو دے دیا لیکن تیسرے خط پڑھتے ہی چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس کو سر بمہر کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور رات کے وقت قاصد کو بلا کر انعام دیا اور سند گورنری خراسان لکھ کر اپنے خاص قاصد کے ساتھ روانہ کر دی۔

قتیبہ کی مخالفت شروع:......سب سے پہلے ازد نے سرگوشیاں شروع کیں اور حصین بن منذر کے پاس گیا اور ایک زبان ہوکر کہنے لگا تمہاری کیا رائے ہے قتیبہ تو ہم کو فتنہ اور فسادی دین کی طرف بلا رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے۔ حصین نے اس کی کارگزاری اور لڑائیوں کی تعریف کر کے کہا خراسان میں مصر والے زیادہ ہیں اور زیادہ تر تمیم والے بھی وہیں موجود ہیں اور یہ لوگ اپنے سوا کسی کی سرداری پر راضی نہیں ہوں گے۔ اگر تم ان کی مخالفت کرو گے تو یہ لوگ فتنہ کے معاون و مددگار بن جائیں گے اور میں اس کام کے لیے وکیع ❶ کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں اور چونکہ نے وکیع کو معزول (مولی بنی شیبان) نے بھی حصین بن منذر کی تائید کی لوگ در پردہ ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور اس کے بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے۔

وکیع کے ہاتھ قتیبہ کے خلاف بیعت:......حبان نبطی ❷ نے وکیع کو راضی کرنے کا بیڑہ اٹھالیا قتیبہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اپنے خادم کو یہ حکم دیا کہ جس وقت حبان میرے پاس آئے قتل کر دینا۔ اتفاق سے دوسرے خادم نے اس کو سن لیا اور اس نے جمع ہوکر وکیع کے پاس گئے اور قتیبہ کی معزولی اور مخالفت کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

قتیبہ کے خلاف بیعت کرنے والے:......بیعت کرنے والوں میں اہل بصریٰ ہمالیہ کے نو ہزار جنگجو بکر کے ساتھ ہزار جنگجو جن کا سردار حصین بن منذر تھا اور تمیم کے دس ہزار جنگجو جن کا ابن زحر امیر تھا مولی (آزاد غلام) سات ہزار جو کہ حبان نبطی کے ماتحت تھے موجود تھے کہا جاتا ہے کہ یہ ''دیلم'' سے تعلق رکھتا تھا اور نبطی لکنت کی وجہ سے کہتے تھے اس نے وکیع سے یہ شرط منوالی تھی کہ نہر بلخ کے مشرقی جانب کا خراج جب تک میں زندہ رہوں مجھے معاف کر دیا جائے وکیع نے اس کو منظور کر لیا۔

وکیع کی گرفتاری:......رفتہ رفتہ یہ خبر قتیبہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ ضرار بن سنان ضبی نے بھی در پردہ جب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی تو بھی قتیبہ تک یہ خبر پہنچ گئی قتیبہ نے وکیع کو بلوایا مگر وکیع نے بیماری کا بہانہ بنا کر دیا قتیبہ نے صاحب شرط (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کی گرفتاری کے لیے بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو اس کا سر اتار لانا وکیع یہ پیغام سن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ چاروں طرف سے لوگ جھرمٹ باندھ کر آ گئے۔

قتیبہ کے رشتہ داروں کی بغاوت:......قتیبہ کے پاس بھی اس کے گھرانے والے اور خواص واحباب اور قریبی رشتہ دار جمع ہو گئے منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پکارنے لگا مگر سب الٹا پلٹا جواب دینے لگے جب وہ کہتا ابن بنو فلاں تو وہ لوگ بول اٹھتے تھے ''کیسے تم نے ذلیل کیا پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا۔ اللہ کو یاد کرو تعلقات کا خیال کرو بلوائیوں نے جواب دیا تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا ہے پھر منادی نے آواز دی تم پر میرا عتاب ہے بلوائی بولے نہیں اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔

قتیبہ کے خلاف بلوہ شروع:......قتیبہ نے ان لوگوں کی مدد سے ناامید ہوکر سواری کے لیے گھوڑا طلب کیا بلوائیوں نے روک دیا مجبور ہوکر قتیبہ اپنے خاص کمرے میں چلا گیا اس دوران حبان نبطی عجمیوں کو لے کر آ گیا قتیبہ کے بھائی عبداللہ نے بلوائیوں پر حملہ کرنے کو کہا مگر حبان نے بہانہ کر دیا۔

حبان نبطی:......حبان نے اپنے بیٹے سے مخاطب ہوکر کہا ''دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی الٹ دوں گا اور میں لشکر وکیع کی طرف مڑ جاؤں تو تم بھی عجمی لشکر لے کر فوراً آ جانا'' لہٰذا جب حبان نے اپنی ٹوپی الٹ دی تو عجمی لشکر باندھ کر وکیع کے پاس پہنچ گیا۔

قتیبہ اور اس کے بھائی کا قتل:......قتیبہ کے بھائی صالح کو تیر مارا گیا چنانچہ وہ زخمی ہو گیا اور قتیبہ کے پاس اٹھا کر لایا گیا اس کے بعد بلوائیوں نے ہلڑ مچا دیا شور وغل مچاتے ہوئے عبدالرحمن تک پہنچ گئے جس جگہ قتیبہ کے اونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگا دی اور لوٹتے ہوئے خیمہ تک پہنچ گئے اور رسیاں کاٹ دیں جس سے خیمہ گر گیا قتیبہ کا بدن زخموں سے چور ہو گیا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا بلوائیوں نے فوراً سر اتار لیا۔

---

❶......(البدایة والنهایة جلد ۹ صفحہ ۱۶۷) پر وکیع بن ابوالاسود تحریر ہے)۔ ❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۷۶ پر حبان کے بجائے حیان نبطی تحریر ہے۔

مقتولین کے نام:...... اس واقعہ میں اس کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمن، صالح، حصین بن عبدالکریم، مسلم اور اس کے بہت سے بیٹے مارے گئے بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا تھا غرض وہ لوگ جو قتیبہ کے خاندان سے تھے اور اس واقعہ میں کام آئے گیارہ مرد تھے عمر بن مسلم قتیبہ کا بھائی اپنے ماموں بنی تمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیبہ کے قتل کے بعد...... قتیبہ کے قتل کے بعد وکیع منبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے ماموں کی تعریف میں اشعار پڑھے قتیبہ کی مذمت بیان کی اور ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اس کے قتیبہ کا سر اور انگوٹھی ازد سے واپس مانگی اور نہ دینے پر ڈرایا دھمکایا لہذا بنو ازد نے سر اور انگوٹھی اس کو پیش کردی۔ جسے وکیع نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور حیان نبطی جو وعدہ اقرار کیا تھا اس کو پورا کیا۔

گورنر عراق یزید بن مہلب:...... جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو صوبہ عراق کا گورنر بنایا اور صیغہ جنگ، امامت اور خراج پر بھی اس کو مقرر کرنا چاہا تو اس نے اس خیال سے کہ اگر میں خراج وصول کرنے میں سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی برائیاں عالمگیر ہو جائیں گی اور اگر کوتاہی اور نرمی کا برتاؤ کروں گا تو سلیمان کو ناگوار گزرے گا یہ خدمت قبول کرنے سے معذرت کر لی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کے کہنے سے صالح بن عبدالرحمن (خادم تمیم) کو صیغہ مال (خراج پر متعین کر کے یزید سے پہلے روانہ کر دیا)۔

خراسان کا گورنر بننے کا شوق:...... لہذا جب یزید عراق آیا تو صالح نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا اور تو کچھ نہ بن پڑا یزید کی فضول خرچی پر اعتراض کرنے لگا (اس کے دسترخوان پر ہزار خوان آتے تھیاں کی قیمت کٹوانے کو کہا) یزید اس کی تنگ ظرفی سے تنگ ہو رہا تھا کہ خراسان سے قتیبہ کے مارے جانے کی خبر آ گئی اور اس کے دل میں خراسان کی گورنری کا شوق پیدا ہو گیا فوراً عبداللہ بن الاہتم کو سمجھا بجھا کر سلیمان کے پاس ایک قاصد کے ساتھ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ سلیمان پر میری تمنا ظاہر نہ ہونے پائے۔

سلیمان کی یزید کے قاصد سے گفتگو:...... سلیمان ملاقات کے وقت علی سبیل تذکرہ کرنے لگا ''یزید نے مجھے لکھا ہے کہ تم عرق اور خراسان کا حال اچھی طرح جانتے ہو'' عبداللہ بن الاہتم نے جواب دیا ہاں امیر المومنین میں وہیں پیدا ہوا نشو ونما پائی سلیمان وہاں کے گورنر کے بارے میں مشورہ کرنے لگا جس کو بھی نامزد کرتا تھا عبداللہ بن الاہتم اس پر کوئی نہ کوئی عیب لگا دیتا تھا موقع پا کر وکیع کی بدعہدی اور بے وفائی کا بھی ذکر کر دیا سلیمان نے مجبور ہو کر کہا اچھا تم ہی کسی کو نامزد کر دو۔

تدبیر کے ذریعے یزید کی نامزدگی:...... عبداللہ بن الاہتم نے عرض کیا اگر امیر المومنین اخفاء راز کا وعدہ فرمائیں اور یہ بھی اقرار کریں کہ میں جس کو نامزد کروں گا اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے تو مجھے اس کے شر سے بچائیں گے کیونکہ وہ اس کو پسند نہیں کرے گا سلیمان بن عبدالملک نے کہا مجھے یہ سب شرطیں منظور ہیں عبداللہ بن الاہتم نے عرض کیا وہ یزید بن مہلب ہے سلیمان بن عبدالملک کو اس پر تعجب ہوا اور متحیر ہو کر بولا اس کو تو عراق زیادہ پسند ہے عبداللہ بن الاہتم نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس کو یہ ناگوار گزرے گا لیکن جب آپ کا حکم صادر ہو گا تو چار و ناچار عراق پر کسی کو اپنا نائب بنا کر خراسان کی گورنری پر چلا جائے گا۔

یزید بن مہلب گورنر خراسان:...... چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے اس مشورہ کے مطابق یزید بن مہلب سند خراسان لکھ دی اور ایک قاصد کی معرفت بہمراہی عبداللہ بن الاہتم روانہ کیا۔

یزید کی خراسان روانگی:...... یزید بن مہلب نے گورنر خراسان بنتے ہی پہلے اپنے بیٹے مخلد کو خراسان روانہ کیا اس کے بعد واسط کا جراح بن عبداللہ حکمی کو اپنا نائب بنایا بصرہ کا عبداللہ بن ہلال کلابی کو اور کوفہ پر حرملہ بن عمیر لخمی کو مقرر کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا لیکن اس کو چند مہینے بعد معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو مقرر کر دیا چونکہ قیس کا خیال تھا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت سے انکار نہیں کیا تھا اس وجہ سے وہ لوگ قتیبہ کے خون کا بدلہ طلب کر رہے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک نے یزید کو ایک ہدایت نامہ بھیجا اگر بنو قیس قتیبہ کی بیعت توڑنے پر گواہی پیش کر کے ثابت کر دیں تو وکیع کو قید کی سزا

دے دینا۔

صوائف شام کے حالات:.....حضرت امیر معاویہ کی وفات کے بعد فتنہ وفساد اور خانہ جنگیوں کے باعث صوائف شام ❶ بالکل بیکار و معطل ہو گئے تھے عبدالملک کے عہد حکومت میں جس وقت آپس کی نا اتفاقی حد سے بڑھ گئی تو رومیوں نے موقع پا کر مسلمانان شام پر لشکر کشی کر دی تھی عبدالملک نے قسطنطنیہ کے گورنر سے دب کر اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار ادا کریگا، یہ واقعہ ۷۰ھ کا ہے۔ جب کہ امیر معاویہ کی وفات ہوئے دس برس گذر چکے تھے پھر جب معصب کو شہید کیا گیا اور خانہ جنگیوں کا خاتمہ ہو گیا تو موسم گرما ۷۱ھ میں ایک لشکر روانہ کیا گیا جس نے قیساریہ کو فتح کیا۔

محمد بن مروان کی تقرری:.....اس کے بعد عبدالملک نے ۷۳ھ میں جزیرہ اور آرمینیہ پر اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقرر کیا موسم گرما سے آتے ہی محمد بلادِ روم میں گھس پڑا اور بہت برے طریقے سے رومیوں کو شکست دی، آرمینیہ کی سوشری جانب سے عثمان بن ولید چار ہزار فوج لے کر داخل ہو رہا تھا رومیوں نے ساٹھ ہزار فوج لے کر مقابلہ کیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا عثمان بن ولید نے نہایت بہادری کے ساتھ ان کو پسپا کر کے ہزاروں کو قتل اور قید کر لیا۔

محمد کی روم پر چڑھائی:.....اس کے بعد ۷۴ھ میں محمد بن مروان نے بلاد روم پر دوبارہ فوج کشی کی اور جہاد کے جوش میں انبولیہ تک بڑھتا چلا گیا، دوسرے سال صائفہ کے لشکر کے ساتھ مرعش کے راستے بلاد روم کی طرف بڑھا ان کے اکثر شہروں کو پامال کر دیا پھر رومیوں نے اگلے سال عتیق کی طرف سے خروج کیا محمد بن مروان نے دوبارہ مرعش کا جانب سے ان کی روک تھام کی پھر ۷۶ھ میں ملطیہ کے راستے جہاد کیا اور ۷۷ھ میں صائفہ کے ساتھ ولید بن عبدالملک بھی روم میں داخل ہو گیا اور نہایت سخت خون ریزی کے بعد واپس آیا۔

عبدالملک کا انطاکیہ پر شب خون:.....۷۹ھ میں رومی بادشاہ اہل انطاکیہ پر شب خون مار کر کامیابی کے ساتھ اپنے ملک لوٹ آیا لہذا عبدالملک نے ۸۱ھ میں اپنے بیٹے عبیداللہ کو روم پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ عبیداللہ نے فالقیلہ کو فتح کیا پھر ۸۲ھ میں آرمینیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی محمد بن مروان اسے ختم کرنے کے لیے گیا لڑائی ہوئی اور آخر کار درخواست اہل آرمینیہ سے مصالحت ہوگئی اور ابو شیخ بن عبداللہ کو اس کا گورنر بنایا گیا جس کو اہل آرمینیہ نے بعد میں عہد شکنی کر کے قتل کر دیا تب محمد بن مروان نے ۸۵ھ میں ان کے خلاف جہاد کیا وہ موسم گرما اور موسم سرما میں برابر لڑتا رہا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی فتوحات:.....اس کے بعد مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر چڑھائی کی اور دو چار شہروں کو فتح کر کے واپس آ گیا اور ۸۷ھ میں مصیصہ کے راستے دوبارہ بلاد روم واپس آ گیا اور متعدد قلعات کو کامیابی کے ساتھ فتح کر لیا ان میں سے قلعہ لولق، احزام، بولس اور قیمقم بھی مقیم تھے ایک ہزار عرب مستعربہ لڑنے والوں کو بہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لے کر لونڈی اور غلام بنا لیا۔

عباس بن ولید کی فتوحات:.....پھر ۸۹ھ میں مسلمہ نے اور عباس بن ولید نے بلادِ روم پر جہاد کیا مسلمہ نے قلعہ سوریہ اور عباس نے قلعہ اردولیہ کو فتح کر لیا رومیوں کے ایک ٹڈی دل لشکر سے اس قلعہ پر لڑائی ہوئی چنانچہ عباس نے نہایت مردانگی سے اس کو پسپا کر دیا، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مسلمہ نے عموریہ پر حملہ کیا تھا رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کی حمایت کے لئے آیا لیکن مسلمہ نے ان کو شکست دے کر ہر قلعہ اور قمولیہ پر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے اسی زمانہ میں دوسری جانب سے صائفہ کے ساتھ عباس نے جہاد کیا تھا۔

مسلمہ بن عبدالملک ترکوں کے خلاف:.....پھر ۸۹ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے آذربائیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا چند قلعے اور شہر فتح کیئے، ۹۰ھ میں سوریہ کے پانچوں قلعات کو تلوار کے زور سے لڑ کر فتح کر لیا اور عباس جہاد کرتا ہوا اردن اور سوریہ تک پہنچ گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات:.....۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید صائفہ پر مسلم بن عبدالملک کے ساتھ حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ اور آرمینہ پر مسلمہ کو مقرر کر دیا تھا لہٰذا اس نے ترکوں پر آذربائیجان کے راستے جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا ''باب'' تک پہنچ

❶.....صوائف وہ لشکر ہے جو موسم صیف (گرمی) میں حدود مملکت اسلامیہ کی حفاظت اور کفار سے جنگ کرنے پر مامور ہوتا ہے۔

گیا پھر ۹۲ھ میں جہاد کیا اور تین قلعے فتح کر کے ''اہل سرسنہ'' کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر دیا۔

عباس اور مروان بن ولید: ......اس کے بعد ۹۳ھ میں عباس و مروان بن ولی اور مسلمہ نے بلاد روم کا رخ کیا عباس نے ''سبیطلہ'' کو مروان نے ''خنجر تک''، مسلمہ نے ماشیر و حصن الحدید اور غزالہ کو ''میلطہ'' کی جانب سے فتح کر لیا اور ۹۴ھ میں عباس کے ہاتھ سے انطاکیہ اور عبدالعزیز بن الولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ فتح ہوئے۔

ولید بن ہشام کی فتوحات: ......اسی زمانہ میں ولید بن ہشام معیطی ''مروج الحمام'' تک اور یزید بن ابی کبشہ سرزمین سوریہ تک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا تھا۔ ۹۵ھ میں ہر قلعہ والوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کر بغاوت کی عباس نے ان کے جوش کو ختم کر کے دوبارہ فتح کر لیا۔

مسلمہ اور عمر بن ہبیرہ: ......آغاز ۹۷ھ نے مسلمہ نے سرزمین رضاحیہ پر جہاد کر کے جس کو رضاع نے اس سے پہلے فتح کر لیا تھا دوبارہ فتح کر لیا تھا، عمر بن ہبیرہ نے دریا کے راستے سرزمین روم پر فوج کشی کی اور ایام سرما وہیں گزارے گرمی آتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے اپنے بیٹے داؤد کی کمان میں ایک لشکر ان کی کمک کے لئے روانہ کیا جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا، ۹۸ھ میں باشاہ روم کا انتقال ہو گیا القون (یالہیون) نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کو فتح کرانے کا بیڑہ اٹھایا۔

دابق سے لشکر کی روانگی: ......سلیمان بن عبدالملک یہ سن کر دابق چلا آیا پھر یہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا قسطنطنیہ پہنچ کر مسلمہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو مد غلہ ❶ اپنے ساتھ لیتا چلے اور لشکر گاہ میں جمع کر لے لہذا دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے سپاہیوں کے رہنے کے مکانات بنوا دیئے اور کاشتکاری کا حکم دے دیا۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ: ......اس کے ساتھ ہی محاصرہ بھی کر لیا اسلامی فوج نے گرمی اور سردی کے موسم وہیں گزارے کھیتی اور لوٹ مار کا غلہ خرچ کرتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ انبار کا انبار رکھا ہوا تھا اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ ختم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی آدمی ایک دینار جزیہ دینے پر صلح کی درخواست کی مسلمہ نے اس کو منظور نہیں کیا۔

القون اور قسطنطنیہ کی سازش: ......تو قسطنطیہ کے گورنر نے القون سے ایک سازش کی اور کہلوایا کہ اگر تم مسلمانوں کو کسی حکمت عملی سے ٹال دو تو ہم تم کو نصف پر قبضہ دے دیں گے القون مسلمہ کے پاس آیا اور جھانسہ دیا کہ اگر تم اپنے کھیتوں اور غلہ کو جلا دو گے تو رومی یہ یقین کر کے تم سے ضرور جنگ کرنے شہر سے باہر آ جائیں گے اس وقت تم نہایت آسانی سے ان کو گرفتار کرو گے اور موجودہ حالت میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ موجود رہے گا اور تم لوگ کاشتکاری کرتے رہو گے صف آرائی نہیں کرو گے۔

مسلمہ کو جھانسہ اور مصیبت: ......سادہ لوح مسلمہ نے اس وقت اس کے جھانسے میں آ کر کھیتوں اور غلے کے انبار کو جلا دیا رومیوں کو اس سے بہت قوت پہنچ گئی اور القون اسلامی فوج سے علیحدہ ہو کر رومیوں سے جا ملا صبح ہوئی لڑائی کا دروازہ کھلا ہوا تھا زیادہ دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ اسلامی فوج بھوک کی شدت سے مرنے لگی گھوڑوں، کھالوں اور درخت کی جڑوں اور پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔

مصیبت کے بعد صقالبہ پر قبضہ: ......سلیمان بن عبدالملک ان دنوں دابق میں مقیم تھا اس دوران موسم سرما بھی آ گیا اس وجہ سے سلیمان ان غریب الوطن سپاہیوں کو کمک نہ بھیج سکا حتیٰ کے اس کا انتقال ہو گیا برجان میں مسلمہ کو مصیبت میں دیکھ کر حملہ کر دیا اگرچہ مسلمہ کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی لیکن انہوں نے بہادری کے ساتھ سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو شکست دے کر اس کے شہر (صقالبہ) پر قبضہ کر لیا۔

ولید اور داؤد کی فتوحات: ......اسی سن میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا چنانچہ داؤد نے قلعہ مراۃ کو جو ملطیہ کے قریب تھا

---

❶ ......مد بالضم ایک وزن جو اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور مغرب میں ہے کہ شام میں مد اس پیمانہ کو کہتے ہیں جس میں پندرہ مکوک سما جائے اور مکوک ڈیڑھ صاع اور صاع سوا سیر یعنی سورو پیہ بھر کا ہوتا ہے اقرب الموارد جلد دوم بیروت صفحہ ۱۱۹۲۔

دوبارہ فتح کیا اور ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو جن دنوں وہ سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کا فرمان بھیجا ساتھ ہی اس کے بے شمار مسلمانوں کو سارا مال غنیمت دینے کا وعدہ کر کے ساز و سامان اور گھوڑے اور بار کے جانوروں کے ساتھ جہاد پر روانہ کیا اور عام مسلمانوں کو ان کی مدد اور کمک کی ہدایت کی اس کے بعد اہل طرندہ ❶ کو ملطیہ کی طرف جانے اور اسے ویران کرنے کا حکم دیا۔

ملطیہ کی ویرانی:......اس سے پہلے عبداللہ بن عبدالملک میں مسلمانوں کو طرندہ میں ٹھہرایا تھا اور اہل جزیرہ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ موسم سرما گزرنے تک ان کے پاس آ کر قیام کریں گے چونکہ یہ شہر بلاد روم سے ملا ہوا تھا اس وجہ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ویران کرا دیا تھا اور ملیطہ پر جعونہ بن حرث کو (بنو عامر بن صعصہ سے) گورنر مقرر کر لیا اور ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن ہشام معیطی و عمر بن کیس کندی کو صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

جرجان اور طبرستان:......یزید بن مہلب کے دل میں جرجان اور طبرستان کو فتح کرنے کا غیر معمولی جوش بھرا ہوا تھا کیونکہ یہ دونوں شہر اس وقت کفار کے قبضہ میں تھے اور فارس وخراسان کے درمیان واقع تھے جس کی وجہ سے ان کی دیواروں تک اسلامی فتوحات کی موجیں ابھی تک نہیں پہنچی تھیں جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا تو جب کبھی قتیبہ کی فتوحات اور خراسان اور ماوراء النہر کا تذکرہ آتا تھا تو وہ بے ساختہ کہہ اٹھتا تھا کہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا جرجان اب تک کفار کے قبضہ میں ہے جس نے قومس اور نیشاپور کا راستہ بند کر رکھا ہے یہ فتوحات کسی شمار میں نہیں ہیں جرجان کا فتح ہونا بہت ضروری ہے۔

یزید کی قہستان پر چڑھائی:......لہذا جب سلیمان نے یزید کو خراسان کا گورنر بنایا تو اس نے موالی ❷ اور منظوعہ ❸ کے علاوہ ایک لاکھ فوج عراق شام اور خراسان سے جمع کر کے جرجان پر چڑھائی کر دی جرجان ان دنوں عمارتوں کا شہر نہ تھا بلکہ پہاڑ اور درے تھے دروں کے دروازے پر صرف ایک ہی شخص کھڑا ہو کر ایک بڑی فوج کو داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح قہستان ❹ سے شروع کی اور سب سے پہلے اسی کا محاصرہ کیا۔ ترکوں کا ایک گروپ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ لڑنے کے لئے آتا تھا اور شکست کھا کر واپس چلا جاتا تھا ایک مدت تک اسی طرح لڑائی جاری رہی چودہ ہزار ترک اس معرکہ میں مارے گئے بالآخر قہستان کے دہقانوں نے یزید بن مہلب سے صلح کر لی شہر اور جو کچھ اس میں مال واسباب وخزانہ وقیدی تھے ان سب کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا۔ اس لئے نامہ بشارت فتح سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا۔

جرجان کا سابق کل:......اس کے بعد جرجان کی طرف قدم بڑھائے اس سے پہلے سعید بن العاص نے ان سے ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر صلح کی تھی لیکن اہل جرجان کبھی تو سو دیتے تھے اور کبھی دو سو اور کبھی تین سو تو وہ رقم بھی نہ دیتے تھے اور کچھ عرصے بعد باغی ہو گئے اور خراج کے نام پر ایک دانہ بھی نہ دیا، کیونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے بھی جرجان کا رخ نہیں کیا اس وجہ سے انہوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا کوئی شخص اس راستہ سے خراسان نہیں جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ یہ فارس اور سلماس ❺ سے ہو کر جاتا تھا۔

اہل جرجان کی صلح:......اس کے بعد قتیبہ خراسان کا گورنر بن کے آیا اس نے قومس تو فتح کر لیا لیکن جرجان باقی رہ گیا تھا حتی کہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی تب اہل جرجان نے فتح قہستان کے بعد صلح کر لی۔ ❻

یزید طبرستان میں:......جرجان اور قہستان کی مہم سے فارغ ہو کر یزید نے ساسان اور قہستان میں عبداللہ بن معمر یشکری کو چار ہزار سواروں کے ساتھ مقرر کیا اور خود طبرستان کے ارادے سے جرجان کے راستہ روانہ ہوا ''آمد'' میں پہنچا راشد بن عمر کو ایز دسا پر چار ہزار فوج کے ساتھ متعین کر کے بلاد

---

❶......طرندہ ایک شہر کا نام ہے جو ملطیہ سے تین منزل کے فاصلے پر تھا عبداللہ بن عبدالملک نے فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کو چھاؤنی قرار دیا تھا۔ اور ملطیہ ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا۔ ❷......موالی مولی کی جمع ہے بمعنی آزاد غلام۔ ❸......منظوعہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو بلا تنخواہ جنگ لڑائی کا کام دیتا ہے جیسا کہ والنیٹر (رضا کار) ❹......تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۱۱۸ پر قہستان کے بجائے دھستان تحریر ہے۔ ❺......ابن اثیر کی الکامل میں یہاں سلماس کی جگہ کرمان تحریر ہے۔ ❻......دیکھیں (تاریخ طبری جلد صفحہ ۱۲۰) البدایۃ والنہایہ جلد صفحہ ۱۸۶)

طبرستان میں داخل ہو گیا۔

صلح نامنظور: ..... اصبہذ یعنی طبرستان کے گورنر نے صلح کا پیغام بھیجا جس کو یزید نے کامیابی کی امید سے نامنظور کر دیا اور اپنے لشکر کو چاروں طرف سے اس طرح پھیلا دیا کے ایک طرف تو اپنے بھائی ابوعینیہ کو اور دوسری طرف اپنے بیٹے خالد کو اور تیسری طرف ابوجہیم کلبی کو روانہ کیا اور ان کے جمع ہونے کے وقت ابوعینیہ کو امیر لشکر بنانے کا حکم دیا اور خود باقی لشکر لے کر مقابلے پر رہا۔ اصبہذ نے اہل جیلان اور ویلم سے امدادی لشکر طلب کیا جب وہ لوگ اس کی کمک پر آ گئے تو اصبہذ نے نکل کر مقابلہ کیا پہلے حملہ میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔

پہاڑوں کی مدد سے مسلمانوں کو شکست: ..... اسلامی فوج نے پہاڑ کی گھاٹی تک تعاقب کی مگر مشرکین پہاڑوں پر چڑھ گئے اسلامی فوج نے بھی چڑھنے کا ارادہ کیا لیکن نہ چڑھ سکے البتہ ابوعینیہ اس فوج کے ساتھ جو اس کے لشکر میں تھی چڑھ گیا مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ شکست کھا کر لوٹا اور مشرکین نے کسی مصلحت سے اس کا تعاقب نہیں کیا۔

جرجان کی بدعہدی: ..... اس کے بعد اصبہذ نے اہل جرجان اور اس کے سردار مرزبان سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی اور ان کو عمدہ اور ٹھیک ٹھاک معاوضہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ اہل جرجان اور اس کے مرزبان نے اصبہذ کے اشارے اور تحریک سے ان کے سارے مسلمانوں کو عبداللہ بن معمر سمیت رات کے وقت ان کی غفلت میں کاٹ ڈالا جو اس کے پاس جرجان میں مقیم تھے اور اصبہذ کو لکھ بھیجا کہ تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے محاصرے میں لے لو اس خبر نے یزید اور اس کے ساتھیوں کو پریشان کر دیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن ❶ مجبور ہو کر یزید نے حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا اس جرم نے اس میں اس کے بیٹے مخلد کو جو خط لکھا تھا اس میں اس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بلا کر کہا برادر من! غالباً تم کو کسی قومی کام کے کرنے سے وہ بات نہ روک سکے گی جو مجھ سے تمہاری خدمت میں عام مسلمانوں کی وجہ سے سرزد ہوئی تھی تم نے وہ خبر جو جرجان سے آئی ہے سن لی ہو گی اور اب ہم جس حالت میں ہیں اس کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو لہذا ایسی چال چلو کہ صلح ہو جائے حیان نبطی یہ سن کر سیدھا اصبہذ کے پاس آیا اور اپنا نام اور عجمی نسبت ظاہر کر کے ایک ایسا جھانسہ دیا کہ اصبہذ نے ساٹھ لاکھ درہم چار سو غلام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈھال اور طیلسان اور چاندی کا ایک ایک جام اور ریشم کے لباس تھے) اور چار سو وقر زعفران تا اس کی قیمت پر اس سے صلح کر لی یزید نے حیان نبطی کا شکریہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کر واپس چلا آیا۔

جرجان جانے کی وجہ میں دوسرا قول: ..... بعض مؤرخین نے جرجان کی طرف جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ صول ترکی قہستان اور بحیرہ میں رہتا تھا بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو قہستان سے سات کوس کے فاصلہ پر تھا درحقیقت یہ دونوں مقامات جرجان کے مضافات کے تھے جن کی سرحد خوارزم سے ملتی تھی صول ترکی آئے دو فیروز بن فولفول یعنی جرجان کے مرزبان سے جنگ کرتا رہتا تھا اور اس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا آخر کا فیروز تنگ آ کر خراسان میں یزید کے پاس بھاگ آیا صول نے میدان خالی پا کر جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔

جرجان پر قبضہ: اس کے بعد یزید نے فیروز کے کہنے سے اصبہذ کو لکھا کہ اگر تم صول کو جرجان میں روک لو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ کر لیا جائے تو تم کو بے شمار مال دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے اصبہذ نے یہ خط صول کے پاس بھیج دیا صول اسی وقت جرجان چھوڑ کر بحیرہ چلا گیا یزید بن مہلب کو خبر ملی تو اس نے خراسان پر اپنے بیٹے مخلد کو اور سمرقند، کش اور نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے بیٹے معاویہ کو طخارستان پر حاتم ابن قبیصہ بن مہلب کو مقرر کیا اور خود فیروز کے ساتھ جرجان پر آ گیا اسے کسی شخص نے قبضہ کرنے سے نہیں روکا۔

بحیرہ پر قبضہ: ..... پھر ہمدان نے بحیرہ کا رخ کیا جہاں پر صول ٹھہرا ہوا تھا چنانچہ مہینوں تک محاصرہ کئے پڑا رہا حتی کہ صول نے باستثناء میں اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو ممبروں کے سوا بحیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ یزید نے اس معرکہ میں چودہ ہزار ترکوں کا وارا نیارا کر دیا قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ عمی کا بحیرہ کا مال و اسباب اور غلہ کے شمار پر متعین کیا لیکن یہ اس کو شمار کرنے اور فہرست مرتب کرنے کی ہمت نہ کر سکا

❶ ..... بھ گنے کے لئے پیر نہ چھپنے کے لئے جگہ۔

کیونکہ بحیرہ میں گیہوں، جو، چاول، شہد، تل بے حد اور بے شمار بھرے ہوئے تھے اور اتنا ہی چاندی اور سونا تھا۔

جرجان کے لئے عجیب حلف: ......صول سے صلح کرنے کے بعد یزید نے دوبارہ جرجان پر ان کی بغاوت کرنے کی وجہ سے چڑھائی کر دی اور قسم شرعی کھائی کہ اگر جرجان پر کامیابی حاصل ہو جائے گی تو ان کے خون کے سیلاب پر پن چکی بنا کے آٹا پسوا کے کھاؤں گا۔ سات مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ اہل جرجان روزانہ لڑنے کے لئے آتے اور دو دو ہاتھ کر کے واپس چلے جاتے چونکہ ان لوگوں نے پہاڑوں کو اپنی پناہ گاہ اور مسکن بنا رکھا تھا جس کا راستہ کسی کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے اسلامی فوج ان کی سرکوبی اور جوش بغاوت ٹھنڈا کرنے پر قادر نہ تھی۔

اہل جرجان کے ٹھکانے تک رسائی: ......اتفاق سے ایک عجمی خراسانی شکار کھیلتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا اور آہستہ آہستہ اہل جرجان کی لشکر گاہ تک پہنچ گیا واپسی کے وقت پہنچان کی غرض سے درختوں سے کپڑا لپیٹتا اور نشانات بناتا ہوا چلا آیا۔ اور یزید بن مہلب کو اس سے آگاہ کر دیا یزید بن مہلب اسی وقت تین سو آدمیوں کو منتخب کر کے اپنے بیٹے خالد اور جہم بن ذخر عجمی کو مخبر کے ساتھ روانہ کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ کل عصر کے وقت ہم لڑائی کے میدان میں آئیں گے تم بھی پیچھے سے حملہ کر دینا۔

یزید کا حملہ: ......اگلے دن ظہر کے وقت یزید نے لشکر گاہ میں جس قدر لکڑی تھی سب کو جمع کر کے جلا دیا اہل جرجان نے یہ دیکھ کر صف آرائی کی یزید نے تیر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا تقریباً عصر کے وقت لڑائی برابر کی ہوتی رہی اسی دوران خالد اپنا چھوٹا سا لشکر لیکر اہل جرجان کے پیچھے سے تکبیر کہتا ہوا ان پر پل پڑا اہل جرجان کے ہوش وحواس جاتے رہے بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے شہ سواران اسلام نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا آخر کار مجبور ہو کر ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے چنانچہ یزید نے ان کی لڑنے والی فوج کو نیست و نابود کر کے عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو وادی جرجان کی جانب جلاوطن کر دیا۔

یزید کی قسم پوری ہونا: ......عین لڑائی کے وقت جس وقت مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں کفار کی گردنوں پر تیر رہی تھیں کہ بارش ہو گئی میدان کارزار میں خون اور پانی مل کر اس طغیانی کے ساتھ رواں ہوا کہ پن چکی بنائی گئی اور آٹا پیسا گیا روٹی پکی اور یزید نے کھائی، مقتولین کی تعداد جو اس واقعہ میں مارے گئے چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

جرجان شہر کا سنگ بنیاد: ......کامیابی حاصل کرنے کے بعد یزید نے شہر جرجان کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا گو اس سے پہلے اس شہر کا کوئی وجود نہ تھا اور جہم بن ذخر جعفی کو جرجان پر اپنی طرف سے گورنر مقرر کر کے خراسان واپس آ گیا مورخین لکھتے ہیں کہ یزید نے جرجان میں جنگجوؤں کو قتل کرنے کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف دو فرسخ تک صلیب پر چڑھا دیا تھا۔

سلیمان کا داؤد کی خلافت کا ارادہ: ......ان واقعات کے بعد سلیمان ❶ بن عبدالملک کا قنسرین میں وابق کے مقام پر ماہ صفر ۹۹ھ ❷ میں وفات پائی۔ مرض الموت میں اس نے اپنے بیٹے داؤد کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا رجاء بن حیواۃ نے عرض کیا امیر المومنین آپ کا بیٹا اسوقت موجود نہیں ہے بلکہ قسطنطنیہ میں ہے جس کی حیات وموت کی کوئی خبر نہیں ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے لئے فیصلہ: ......سلیمان نے یہ سنتے ہی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مائل ہو گیا اور رجاء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا واللہ! میں یہ جانتا ہوں کہ داؤد کی ولی عہدی میں بڑا فتنہ وفساد برپا ہوگا اور لوگ اس کو (عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو) اپنا امیر ضرور بنائیں گے مگر یہ کہ میں خود کسی کو اپنے بیٹوں میں سے اس کے بعد کے لئے ولی عہد بنا جاؤں گا اور عبدالملک تو اس کو ولی عہد بنا ہی گئے تھے رجاء یہ سن کر خاموش ہو گیا اور سلیمان نے کاغذ منگوا کر بسم اللہ کے بعد مضمون ذیل لکھا۔

سلیمان کی وصیت: ......هذا كتاب من عبدالله بن سليمان امير المؤمنين عمر بن عبدالعزيز رحمه الله انى قد وليتك الخلافة من

---

❶ ......بیسویں صفر ۹۹ھ کو اس کا انتقال ہوا دو برس پانچ مہینہ کچھ دن اس نے خلافت کی عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر۔

❷ ......ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ میں لکھا ہے کہ انتقال ۲۰ صفر کو ہوا۔

بعدی و من بعدك يزيد بن عبدالملك فاسمعو له و اطيعوا واتقوا الله و لا تخلفوا فيطمع فيكم ۔

یہ اللہ کے بندے سلیمان امیر المومنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبدالعزیز ؒ کے! میں نے بے شک اپنے بعد تم کو اور تمہارے بعد یزید بن عبدالملک کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا ہے لہٰذا تم لوگ اس کو سنو اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو اور لوگ اس سے متنفع ہونے کی امید کریں ۔❶

ولی عہدی کی بیعت:...... پھر اس نے خط کو سیل بند کر دیا کعب بن جابر عبسی شرطہ (پولیس افسر) کو اپنے خاندان والوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور پھر رجاء بن حیواۃ سے کہا ''اس خط کو اسی طرح لوگوں کے سامنے پیش کر کے کہو امیر المومنین نے اس میں جس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اس کی بیعت کرو '' چنانچہ سارے بنوامیہ یکے بعد دیگرے بیعت کر کے منتشر ہو گئے ۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت پر عدم رضا:...... اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رجاء کے پاس پہنچے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہنے لگے اگر ولی عہدی کے لئے میں نامزد کیا گیا ہوں تو مجھے پرانے تعلق کی بناء پر ہی بتا دو تاکہ میں ابھی سے مستعفی ہو جاؤں رجاء نے بتانے سے انکار کر دیا تو عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر چلے گئے اتنے میں ہشام بن عبدالملک آ گیا اور اپنے حقوق و محبت کا اظہار کر کے خط کا مضمون پوچھا لیکن رجاء نے اسے بھی نہیں بتایا ہشام اس خیال سے کہ اگر بنوعبدالملک سے شائد خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا واپس آ گیا۔

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت:...... اس کے بعد سلیمان کی وفات ہو گئی رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبدالملک کا خط کھول کر پڑھا تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے جھلا کر کہا ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے'' رجاء نے ڈانٹ کر کہا واللہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا ہشام بن عبدالملک کف افسوس ملتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اس وقت رجاء نے ان کو ممبر پر بٹھا دیا تھا اور وہ اپنی غلطی پر نادم تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہا تھا ہشام بن عبدالملک کے بیعت کرنے کے بعد دوسرے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کر سلیمان کو دفن کروا دیا۔

عبدالعزیز بن ولید:...... چونکہ عبدالعزیز بن ولید سلیمان کے انتقال کے وقت موجود نہیں تھا اور نہ اس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کئے جانے کا حال معلوم تھا اس وجہ سے اس نے ایک جھنڈا نصب کیا اور خلافت کا مدعی بن کر دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کی طرف سے عہد نامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کر لی کہ مجھے سلیمان کی عہد نامہ لکھنے کی خبر نہیں ملی تھی مجھے مال و اسباب کے ضائع ہونے کا خیال دامن گیر تھا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر تم زمام حکومت کے لینے پر تیار ہوتے ہو تو میں لڑائی کے قریب نہیں جاتا اور اپنے گھر بیٹھ جاتا عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا! واللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لئے کسی دوسرے شخص کو پسند نہیں کرتا عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گئے ۔اور عبدالعزیز بن ولید نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔

گھر کا سارا سامان بیت المال میں:...... تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے فرمایا کہ اسباب مال، زیور، جواہرات اور قیمتی قیمتی کپڑے جو تمہارے ہیں وہ سب بیت المال میں بھیج دو میں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتے فاطمہ بنت عبدالملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تکمیل کر دی۔

فاطمہ کا اطاعت زوجہ کا عزم:...... لہٰذا جب ان کا بھائی یزید خلیفہ بنا تو اس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال و اسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کروایا تھا واپس کر دیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر کے کہا جب کہ میں ان کی اطاعت ان کی زندگی میں کرتی تھی تو ان کے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی لہٰذا یزید نے وہ اپنے اہل کو دے دیا۔

ایک رسم قبیح کی بندش:...... بنوامیہ ایک طویل زمانے سے امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ) کے شان میں اعلانیہ نامناسب کلمات کہا کرتے تھے عمر

❶...... سلیمان بن عبدالملک کی وصیت کے لئے دیکھیں (مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۴)

بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی اس کی ممانعت کردی ❶ اور مسلمہ کو جو سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کا حکم بھیجا۔

یزید بن مہلب کی طلبی:......تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰ھ میں یزید بن مہلب کو لکھا تم کسی کو اپنی گورنری پر نائب مقرر کر کے چلے آؤ یزید بن مہلب اس حکم کے مطابق اپنے بیٹے مخلد کو اپنا نائب بنا کر خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی پر سوار ہو کر بصریٰ کی جانب روانہ ہوا بصریٰ پر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن ارطاہ فرازی کو، اور کوفہ پر عبدالمجید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب وابوالزناد کو گورنر مقرر کر رکھا تھا۔

یزید کی گرفتاری:......جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر ملی تو اس کو گرفتار کر کے دارالخلافت بھیجنے کا ایک فرمان عدی بن ارطاۃ کے نام بھیج دیا عدی بن ارطاۃ نے اس حکم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہہ حمیری کو مقرر کیا معقل کی نہر پر پل کے قریب یزید سے ملاقات ہوگئی تو موسیٰ بن وجیہہ نے اسے گرفتار کر کے زنجیر سے باندھ کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

یزید کی گرفتاری کی وجہ:......عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے کوئی ذاتی خاش نہیں تھی لیکن وہ اس کے ظلم وستم سے بیزار تھے اور اس کو اور اس کے خاندان والوں ظالم وجابر فرمایا کرتے تھے۔ لہذا جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید نے سلیمان بن عبدالملک کو دی تھی تو یزید نے بلا تامل کہہ دیا میں نے تو لوگوں کو سنانے کی غرض سے لکھا تھا اور میں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سلیمان مجھ سے نہیں مانگے گا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ناراض ہو کر ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری یہ مجال نہیں کہ میں اس سے درگزر کر جاؤں پھر جب وہ مال مطلوبہ ادا نہ کر سکا تو قلعہ حلب میں قید کر دیا گیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو اس کی جگہ خراسان کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

مخلد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آ کر حاضر ہوا اور اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گزارش کی کہ اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی حجت ودلیل پیش کرے تو اس کو قبول فرمایئے یا اس کو حلف دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اس سے یا مجھ سے جس شرط پر چاہیں صلح کرلیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو منظور نہیں کیا لیکن مخلد کا شکریہ ادا کیا پھر یزید نے جرجان کا خمس ادا نہ کیا تو اونی جبہ پہنا کر اونٹ پر دہلک کی طرف روانہ کیا گیا جب وہ لوگوں کے پاس سے گزرا تو چلانے لگا کہ کیا کوئی میرا اعزیز یا رشتہ دار نہیں ہے جو دہلک کی طرف جانے سے مجھ کو بچا لے؟ سلامہ بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا امیرالمومنین! آپ یزید کو پھر سے قید خانہ میں واپس بھیج دیں مجھے خطرہ ہے کہ اس کی قوم اس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصہ میں بھری ہوئی ہے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اسے قید خانے میں بھجوا دیا بعد میں وہ قید خانہ سے بھاگ نکلا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جراح بن عبداللہ اور جہم:......جس وقت یزید کو گورنری سے معزول کیا تھا اس زمانہ میں "جہم بن ذخر جعفی" جرجان کا والی گورنر تھا عراق کے گورنر نے یزید کی معزولی کے بعد ایک شخص کو جرجان کا گورنر بنا کر بھیجا جہم بن ذخر نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا لہذا جب جراح بن عبداللہ حکمی خراسان کا گورنر بن کر آیا تو اس نے جرجان کے گورنر کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے سخت ناراض ہو کر کہنے لگا اگر مجھ سے تمہاری ❷ رشتہ داری نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کرتا اس کے بعد جہم کو لڑائی پر بھیج دیا۔

جراح کے بارے میں افواہیں:......پھر ایک وفد عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا کسی اہل وفد نے یہ جھوٹ جڑ دیا کہ "جراح" غلاموں کو بغیر وظیفہ اور رسد کے جہاد پر بھیج دیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں ان سے بھی خراج لیتا ہے اور حقیقت میں وہ ظلم وستم میں حجاج کا پیروکار ہے۔

حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم قدم:......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حکم دیا کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو لوگ یہ

---

❶......اسی سلسلہ میں ایک شاعر (کثیر) نے کہا ہے کہ ولیت فلم تشتم علیاً تخف، بریا ولم تتبع مقالۃ مجرم۔ ترجمہ خلیفہ بننے کے باوجود آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا نہیں کہا اور نہ اس سلسلے میں کسی سے ڈرے اور نہ ہی کسی مجرم کے کہنے پر چلے۔ ❷......جہم وجعفہ دونوں سعد العشیرۃ کے لڑکے تھے۔

سنتے ہی جزیہ کے خوف سے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے جراح نے ان لوگوں کا ختنہ کا امتحان لیا اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع دی آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی (اللہ کی طرف بلانے والا) نہ کہ خاتن (ختنہ کرنے والا) بنا کر۔

جراح کی طلبی: ..... اس واقعہ کے بعد امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جراح کو بلوایا اور یہ بھی حکم دیا کہ اپنے ساتھ ابومخلد کو لیتے آنا لہذا جراح بن عبدالرحمن بن نعیم قشیری کو خراسان پر اپنا نائب بنا کر دربار خلافت میں حاضر ہوا حاضری کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا! کہ تم کس وقت خراسان سے روانہ ہوئے تھے؟

عرض کیا ماہ رمضان میں، ارشاد کیا، جس نے تجھے ظالم بتایا ہے وہ سچا ہے تو وہیں کیوں نہیں رکا رمضان گزرنے کے بعد سفر کرتا۔

ابومخلد سے گفتگو: ..... پھر ابومخلد سے مخاطب ہو کر عبدالرحمن بن عبداللہ کا حال معلوم کیا اپنے ہم جنسوں کی رعایت کرتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے اور جو شخص اس کا موافق ہوتا ہے اس کو دوسروں پر مقدم رکھتا ہے پھر عبدالرحمن بن نعیم کا حال پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ وہ عافیت کو دوست رکھتا ہے اس طرح عافیت اس کو مل جاتی ہے فرمایا مجھے وہ زیادہ پسند ہے۔

نئی تقرریاں: ..... اتنا ارشاد فرما کر عبدالرحمن بن نعیم کو نماز اور جنگ کا عبدالرحمن قشیری کو خراج کا ذمہ دار فرمایا چنانچہ عبدالرحمن بن نعیم ایک مدت تک خراسان کا گورنر رہا حتیٰ کہ یزید بن مہلب قتل ہو گیا اور مسلمہ کو اس کی حکومت دے دی گئی لہذا یہ تقریباً ڈیڑھ سال یا اس سے بھی زیادہ خراسان کا گورنر رہا۔

جراح کی گورنری کے دور میں دعاۃ (ایلچیوں) بنو عباس کا خراسان میں ظہور ہوا یہ وہ لوگ تھے جن کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اطراف و جوانب مملکت اسلامیہ کے آس پاس کے علاقوں کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم دولت عباسیہ کے تذکرے میں بیان کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات: ..... دوسری صدی ہجری کے پہلے سال رجب کے مہینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ❶ بن عبدالعزیز نے دو برس پانچ مہینے ❷ خلافت پر فائز رہ کر مقام "دیر سمعان" ❸ میں وفات پائی جبکہ اپنی عمر کے چالیس سال گزار چکے یہ "اشج بنو" کہلاتے تھے ان کے چہرے پر چوٹ کا نشان تھا بچپن میں کسی جانور نے مار دیا تھا جس سے چہرہ پر نشان آ گیا تھا لہذا جب انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک (نواں تاجدار بنو امیہ) سلیمان کے عہد کے مطابق خلیفہ بنا جیسا کہ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

یزید بن عبدالملک کے لئے نصیحت: ..... موت کے وقت لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے گزارش کی کہ یزید بن عبدالملک کو کچھ وصیت کر جائیے آپ نے فرمایا میں کیا وصیت کروں وہ تو عبدالملک کے خاندان سے ہے اس کے بعد کچھ سوچ کر تحریر فرمایا۔

اما بعد فاتق یا یزید الصرعة بعد الغفلة حین لا تقال العشراۃ ولاتقدر علیالراجعةانك تترك ما اترك لمن لا یحمدك و"تصیر الی من لا یعذرك والسلام"

اے یزید! غفلت میں ٹھوکر کھانے سے ہوشیار رہنا تو وہ قابل معافی ہوگی اور نہ تم اس کی تلافی پر قوت رکھو گے میری طرح تمہیں بھی

---

❶ ..... عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب تاریخ الخلفاء نے (صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور میں) خامس خلفاء راشدین تحریر کیا ہے ان کی کنیت ابوحفص تھی عبدالعزیز بن مروان کے بیٹے تھے موضع حلوان (مصافات مصر) میں جن دنوں ان کے والد وہاں کے گورنر تھے ۶۱ ھ یا ۶۳ ھ میں پیدا ہوئے آپ کی ماں کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا لڑکپن میں ایک جانور نے مار لیا تھا تو چہرہ پر زخم آ گیا خون بہنے لگا عبدالعزیز بن مروان خون پونچھتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا: ان کنت اشج بنی امیة انك لسعید، ترجمہ! اگر تو ہی بنوامیہ کا زخمی ہے تو نیک بخت ہوگا۔

یہ بہت بڑے دیندار، متقی، عادل اور علم دوست تھے زمانہ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے گزارش کی تھی کہ آپ علاج کیوں نہیں کرواتے آپ نے جواب دیا کہ اگر مجھے اس وقت جب کہ زہر پلایا گیا تھا کہ میری شفا کان کی لو مس کرنے میں ہے تب بھی میں ہرگز مس نہ کرتا۔ چونکہ اس بزرگ سیرت خلیفہ نے تقریباً سارے بنوامیہ سے کہا تھا اور ان کو ظلم و ستم سے روکتے تھے اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے ایک غلام سے سازش کر کے زہر دلوا دیا آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غلام کو بلایا اور زہر دینے کی وجہ پوچھی تو غلام نے عرض کیا کہ ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں آپ نے فرمایا اس کو میرے سامنے لا غلام نے دینار لا کر پیش کیے آپ نے بیت المال میں داخل کروا دیا اور غلام سے فرمایا کہ تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں کوئی تجھے نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔ ❷ ..... دیر سمعان! معرة النعمان کے ماتحت حمص اور حلب کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں کثرت سے باغات نخلستان وغیرہ ہیں (معجم البلدان) ❸ ..... ان کی مدت خلافت میں اختلاف ہے دیکھیں (مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۲۲) اور (تاریخ ابی الفداء جلد ۱ ۲۰۱) اور (تاریخ خلیفہ بن خیاط ۳۲۱)

خلافت سے علیحدہ ہونا پڑے گا اور وہ بھی کسی شخص کے حق میں جو نہ تمہاری ستائش کرے گا اور تمہارے حق میں کوئی معذرت پیش کرے گا۔

یزید بن عبدالملک کی خلافت: ...... یزید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس کے فہری کو مقرر کیا اور عمر بن عبدالعزیز کے سارے انتظامات اور کاموں کو الٹ پلٹ کر دیا ان میں یمن کا خراج بھی تھا، حجاج بن یوسف کے بھائی نے اہل یمن پر ایک نیا ٹیکس لگا دیا تھا جس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اپنے زمانہ خلافت میں معاف کر کے عشر (دسواں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) قائم کیا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھے یہ نیا خراج قائم کرنے سے زیادہ پسند ہے کہ یمن سے ایک ذرہ برابر خراج آئے ''لہذا جب یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس ٹیکس کو پھر جاری کر دیا اور اپنے گورنر کو حکم بھیجا کہ اہل یمن سے یہ ٹیکس ضرور وصول کرو اگر چہ ان کو یہ ناگوار ہو، انہی دنوں اس کے چچا محمد بن مروان کو بھی موت آ گئی اس نے اس کی جگہ پر اپنے دوسرے چچا مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیہ کا گورنر مقرر کیا۔

یزید بن مہلب فرار کا منصوبہ: ...... تم کو یاد ہوگا کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے یزید بن مہلب کو جرجان کا خمس کے نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا لہذا وہ اس وقت سے برابر قید رہا حتی کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کا زمانہ وفات آ گیا یزید بن مہلب نے یزید بن عبدالملک کے خوف سے بھاگنے کا منصوبہ بنالیا۔

یزید بن عبدالملک سے ڈرنے کی وجہ: ...... یزید بن عبدالملک کی بیوی حجاج کے بھائی کی بیٹی تھی سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے اعزا و اقارب کو سزا دینے کی غرض سے یزید بن مہلب کے حوالے کیا تھا اور یہ ان کو بلقاء سے قید کر کے دمشق لایا تھا جس میں یزید بن عبدالملک کی بیوی تھی اور اس کو بھی سزا دی جاتی تھی یزید بن عبدالملک کی سفارش کرنے کے لئے یزید بن مہلب کے مکان پر گیا لیکن اس نے اس کا کوئی خیال نہیں کیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا ''اچھا میں وہ تاوان جو تم اس پر مقرر کیا ہے ادا کر دوں گا تم اس کو سزا نہ دو'' یزید بن مہلب نے یہ بات بھی منظور نہ کی تب یزید بن عبدالملک نے کہا ''اچھا اس وقت تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو جب میں خلیفہ بنوں گا تو سمجھ لوں گا'' یزید بن مہلب نے جواب دیا ''اگر تو خلیفہ بنے گا تو ایک لاکھ تلواریں تیرے لئے نیام میں سے باہر کر دوں گا اگر چہ آپس میں نوک جھونک بہت ہوئی مگر آخر کار یزید بن مہلب نے ایک لاکھ دینار تاوان لے کر یزید بن عبدالملک کی بیوی کو رہا کر دیا۔

یزید بن مہلب کا فرار: ...... لہذا جب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے مرض الموت میں شدت پیدا ہو گئی تو یزید بن مہلب نے اس تلخ کلامی کے ڈر سے اپنے آزاد غلاموں کو کہلوایا کہ کل صبح فلاں جگہ پر اونٹ اور گھوڑے موجود رکھیں جائیں اور حلب کے گورنر اور قید خانہ کے محافظین کے پاس بہت سا مال بھیج دیا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یزید بن مہلب سے مزاحمت نہیں کی اور وہ اپنی سواری کے پاس پہنچ کر سوار ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کو خط: ...... بصری پہنچ کر دونوں نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کو ایک خط لکھا جس کا مضمون تھا واللہ! اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہو جاتا تو میں ہرگز آپ کے قید خانے سے نہیں بھاگتا لیکن یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بعد یزید مجھے نہایت بری طرح قتل کر دے گا یہ خط اس وقت پہنچا جب کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ آخری سانسیں لے رہے تھے انہوں نے خط پڑھ کر فرمایا اے اللہ تعالیٰ اگر یزید بن مہلب مسلمانوں کے ساتھ برائی کرنے کے لئے بھاگا ہے تو اس کو اس کی سزا دے کیونکہ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری کا حکم: ...... یزید بن عبدالملک نے بیعت لینے کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن کوفہ کے گورنر اور عدی بن ارطاۃ گورنر بصری کو یزید بن مہلب کے بھاگ جانے کا حال اور اسکے اہل وعیال کو دوبارہ گرفتار کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے اس کے بھائیوں مفضل و مروان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس دوران یزید بن مہلب بھی قریب بصری کے قریب پہنچ گیا اور عبدالرحمن نے کوفہ سے ایک لشکر ہشام بن مساحق بن عامر کی کمان میں یزید کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔

یزید کی بصری میں آمد: ...... جب یہ لشکر حذیب پہنچا تو یزید بن مہلب جاتا ہوا دکھائی دیا لیکن لشکریوں نے اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی چنانچہ وہ

سیدھا بصریٰ کی طرف چلا گیا عدی بن ارطاۃ نے بھی اہل بصریٰ کو جمع کر رکھا تھا، ارد گرد شہر کے خندق کھدوائی تھی سواران بصریٰ کا امیر مغیرہ بن عبداللہ ابی عقیل کو مقرر کر دیا تھا یزید بن مہلب اپنے ساتھیوں سمیت بصریٰ کے قریب پہنچا اور محمد بن مہلب اپنی قوم کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے آیا۔

حکومت کی فوج بمقابلہ یزید:..... عدی بن ارطاۃ یہ سن کر اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرنے لگا بصریٰ کے ہر دستہ پر الگ الگ شخص کو مقرر کیا چنانچہ ازد پر مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی کو تمیم پر محرر بن حمران سعدی کو بکرہ پر نوح ❶ بن شبان بن مالک ب مسمع کو عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جاروت کو اہل عالیہ ❷ پر عبدالاعلی بن عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے بھی یزید بن مہلب سے مزاحمت نہیں کی اور وہ اپنے گھر پہنچ گیا لوگ اس سے ملنے آنے لگے۔

یزید کا گورنر کو پیغام:..... یزید نے عدی بن اطاۃ کو کہلوایا کہ ''تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کر دو تاکہ میں ان کے ساتھ کچھ دن بصریٰ میں قیام کر کے کسی اور طرف چلا جاؤں اور خروج کر کے یزید بن عبدالملک سے اپنا دلی مقام حاصل کروں۔ عدی بن ارطاۃ نے اسے منظور نہ کیا۔

یزید کی خلیفہ سے امان طلبی:..... لہٰذا اس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے بھتیجے کو) امن حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا یزید بن عبدالملک نے حکمرانوں کی طرح رحم کر کے بنو مہلب کو امان نامہ لکھ دیا اور اس کی واپسی کے وقت خالد قسری اور عمر بن یزید کو ساتھ بھیج دیا ابھی حمید واپس بھی نہ آنے پایا تھا کہ سونے چاندی کے ٹکڑوں (یعنی یزید بن مہلب کی عیش و عشرت) نے ان لوگوں کی طرف مائل کر دیا کیونکہ عدی بن ارطاۃ نہایت کنجوس تھا کسی کو دو درہم سے زیادہ نہیں دیتا تھا رفتہ رفتہ یزید اور عدی کا اختلاف بڑھ گیا۔

یزید کے حامیوں کا حملہ:..... یزید کے ساتھیوں نے عدی کے حامیوں پر حملہ کر دیا اتفاق سے عدی کی فوج میدان سے بھاگ گئی یزید بن مہلب کے بھائیوں نے یہ سن کر قید خانے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس خوف سے کہ کہیں یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کر دے۔ دروازہ بند ہوتے ہی (عبداللہ بن دینار) عدی کے داروغہ جیل نے آکر اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

یزید کے بھائیوں کی رہائی:..... اس دوران یزید کے ساتھی بھی پہنچ گئے اور عبداللہ بن دینار بھاگ گیا یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔ یزید بن مہلب دارالامارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا اس کے ساتھ قصر امارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر کے لے آئے یزید بن مہلب نے اس کو قید کر دیا۔ بصریٰ کے تمیم اور قیس کے سرداران اور مالک بن منذر کوفہ اور شام کی طرف چلے گئے۔

مغیرہ کی امان لانے والوں سے ملاقات: مغیرہ بن زیاد عمر بن عتکی شام کی جانب بھاگ گیا راستے میں خالد قسری اور عمر بن یزید سے ملاقات ہوگئی جو یزید بن مہلب کے لئے حمید بن عبدالملک کے ساتھ امان لئے آرہے تھے مغیرہ بن زیاد نے خالد اور عمر کو یزید بن مہلب کے غلبہ بصریٰ پر قبضہ اور عدی کو قید کرنے سے آگاہ کیا لہٰذا خالد و عمر واپس چل دیئے ہر چند کہ حمید نے بہت قسمیں دیں لیکن ان دونوں نے ایک بھی نہ سنی۔

خالد اور حماد کی گرفتاری:..... خالد بن یزید مہلب اور حماد بن ذخر کو عبدالحمید عبدالرحمٰن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا جن کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ حالت قید میں ان دونوں کا انتقال ہوگیا۔

خلیفہ یزید کی فوجوں کی روانگی:..... ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نہ اہل کوفہ کے لئے انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی اور ان کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کو ستر ہزار یا اسی ہزار جنگجو دے کر شام اور جزیرہ کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ میں پہنچ کر نخیلہ میں قیام کیا ایک روز عباس بن ولید اور حیان بن نبطی کی آپس میں لڑائی ہوگئی۔

یزید بن مہلب کا خطبہ:..... یزید بن مہلب کو مسلمہ او اہل شام کے آنے کی خبر ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اہل شام سے جنگ

❶..... ابن اثیر کی الکامل ج لد نمبر ۳ ص ۵۲۷ میں نوح کے بجائے مفرج تحریر ہے۔ ❷..... قریش، کنانہ، ازد، نجیلہ، خثعم، قیس، غیلان، مزنیہ کو اہل عالیہ کہتے ہیں اور اہل عالیہ و کوفہ کو ربع اہل مدینہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

پر ابھارا۔ بزدلی و نامردانگی کے برے انجام سے ڈرایا اور اس بات کا یقین دلایا کہ ان میں اکثر میرے حامی ہیں یہ خیال اہل بصریٰ نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا اس کے یزید بن مہلب نے اپنے عمال کو اہواز، فارس اور کرمان کی جانب روانہ کیا۔ اور خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم کی گورنری:......خراسان کا گورنر عبدالرحمٰن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم کو اہل خراسان کے روکنے کے لئے مقرر کیا، ازد نے مدرک کی آمد کا سن کر ''راس الفازہ'' پر ملاقات کی اور اس سے واپس آ جانے کے لئے کہا اور انجام بینی کے بعد ساتھ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ مدرک ناکام خراسان واپس لوٹ آیا۔

یزید بن مہلب سے مخالفت:......اس کے بعد یزید بن مہلب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اس نے ان کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر ابھارا اور یہ کہ اہل شام پر جہاد کرنا ترک اور یلم پر جہاد کرنے سے افضل ہے۔ حسن بصریٰ اور نضر بن انس بن مالک نے اس کی مخالفت کی اور عوام الناس نے محض اس رائے سے اتفاق نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ پکڑ کر اسے بٹھا دیا اور مسجد سے نکل آئے۔

یزیدش کی واسط روانگی اور جنگ:......یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصریٰ پر اپنی طرف سے مقرر کر کے واسطہ چلا آیا۔ کچھ دن قیام کرنے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے بیٹے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر خروج کیا اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفہ کی طرف بڑھا عباس بن ولید نے نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا چنانچہ عبدالملک بن مہلب مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر عبدالملک شکست اٹھا کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا۔

یزید پر مسلمہ کا حملہ:......اس دوران مسلمہ فرات کے کنارے پہنچ گیا اور پل باندھ کر دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آپڑا یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا جس میں اکثر اہل کوفہ اور کچھ لوگ مختلف سرحدوں کے تھے جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اپنی فوج تیار کیے ہوئے نخلیہ میں رکا ہوا تھا جاسوسوں اور محافظوں کو اہل کوفہ پر مقرر کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے پاس نہ جانے پائیں اور چھوٹا سا لشکر صبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کی کمان میں مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔

شب خون کے مسئلے پر اختلاف:......یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج مارنے کے لئے روانہ کرنے کا قصد کیا لیکن ساتھیوں نے اختلاف کر کے کہا ''ہم نے لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی غرض سے جمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے اب تم شب خون مارنے کا حکم دے رہے ہو ہماری ہمت نہیں ہے کہ ان سے بدعہدی کریں'' یزید بن مہلب نے جواب دیا ''تف ہو تم لوگ ان کی تصدیق کر رہے ہو کہ وہ کتاب و سنت پر عامل ہیں حالانکہ وہ لوگ دھوکا دے رہے ہیں اور تمہارے ساتھ فریب کر رہے ہیں لہٰذا تم کو چاہیئے کہ ان کے فریب دینے میں تم ان سے آگے نکل جاؤ۔ واللہ مروان کے خاندان میں اس بہلی ٹڈی (مسلمہ) سے زیادہ مکار و بدعہد کوئی نہیں ہے'' حاضرین نے اس حکم کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

حسن بصری مروان کی مخالفت میں:......مروان بن مہلب بصری مخالفت کر رہے تھے اور لوگوں کو حکومت وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے مروان کو یہ خبر ملی تو ان لوگوں کو سختی کے ساتھ بلوا لیا جو لوگ حسن بصری کے پاس آیا جایا کرتے تھے یہ خبر سن کر منتشر و متفرق ہو گئے اور مروان بھی ان کو تکلیف دینے سے رک گیا۔

آٹھ دن تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلہ پر بغیر لڑائی کئے پڑے نویں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے تیاری کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا جنگ چھڑتے ہی حد سے سخت ہو گئی مسلمہ نے پل جلوا دیا میدان جنگ دھواں سے بھر گیا یزید بن مہلب کی فوج یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی یزید اور اس کے ساتھی شکست کھانے والوں کو مارنے گئے لیکن ہمت ہارے ہوئے سپاہی واپس نہ آئے لہٰذا یزید ان کے لوٹنے سے ناامید ہو کر واپس آ گیا اور پیدل ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ لیا۔

یزید بن مہلب کا قتل:......لوگوں نے کہا ''تمہارا بھائی حبیب مارا گیا'' یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کے کہا ''لطف زندگی نہ اس کے بعد ہے اور نہ

شکست کے بعد" پھر تلوار لے کر لشکر شام کو مارتا اور ان کی صفوں کو چیرتا پھاڑتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا لشکر شام نے چاروں طرف سے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا جس میں اس کا بھائی محمد بھی تھا۔ جنگ کے بعد مسلمہ نے یزید کا سر خالد بن ولید بن عقبہ کے ہمراہ یزید بن عبدالملک کے پاس روانہ کر دیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید کو ہذیل بن زفر بن حرث کلابی نے قتل کیا تھا لیکن تکبر کی وجہ سے گھوڑے سے سر کاٹنے نہیں اترا اسی لیے کسی دوسرے شخص نے یزید کا سر اتارا تھا۔

مفضل بن مہلب: ..... مفضل بن مہلب دوسری جانب لڑ رہا تھا اس کو نہ یزید کے قتل کا علم تھا اور نہ اس کے ساتھیوں کے بھاگنے کا تھوڑی دیر تک جنگ کرتا رہا کسی وقت پسپا ہو کر بھاگ جاتے تھے اور کسی وقت سینہ سپر ہو کر حملہ کرتے تھے حتیٰ کہ مفضل کو ان لوگوں کے مارے جانے کی اطلاع مل گئی لوگ یہ سنتے ہی متفرق و منتشر ہو گئے اور مفضل بھی واسط کی جانب چلا گیا

آخری معرکہ: ..... مفضل جیسے ہی میدان جنگ سے ہٹا اہل شام جھرمٹ باندھ کر یزید بن مہلب کی لشکر گاہ میں گھس گیا تھوڑی دیر تک ابورویہ (سردار مرجیہ) اپنے ساتھیوں لڑتا رہا آخر کار لشکر شام کا مقابلہ نہ کر سکا اور میدان جنگ خالی چھوڑ کر بھاگ گیا مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو گرفتار کر کے کوفہ کی جانب روان کر دیا اس کے بعد یزید بن عبدالملک کا فرمان بنام محمد بن عمر بن ولید ان قیدیوں کے قتل کرنے کا آ گیا محمد بن عمر بن ولید عریان ہیثم (افسر پولیس) کو ان کو قتل کرنے پر مقرر کیا ابھی اسی آدمی بنو تمیم کے مارے جا چکے تھے کہ یزید بن عبدالملک کا دوسرا فرمان قیدیوں کی خطائیں معاف کرنے کا آ گیا اور باقی ماندہ قیدی آزاد کر دیئے گئے۔

واسط میں حکومت کے حامیوں کا قتل: ..... کامیابی حاصل کرنے کے بعد، حیرہ میں آ کر مقیم ہو گیا واسط میں یزید کے قتل کی خبر آئی تو اس کے بیٹے معاویہ نے عدہ بن ارطاۃ' محمد بن عدی ارطاۃ' مالک وعبدالملک بن مسمع تیس آدمیوں سمیت قتل کر دیا اور بصری کا رخ کیا۔

مفضل اور معاویہ ساتھ ساتھ: ..... اس کا چچا مفضل بھی یہ خبر سن کر اس سے آ ملا اور سارے بن مہلب کو کشتیوں پر سوار کرا کے قندابیل کی جانب روانہ ہو گیا قندابیل میں ودع بن حمید ازدی گورنر تھا جس کو یزید بن مہلب نے مقرر کیا تھا اور شرط یہ لگائی تھی اگر اس کو مسلمہ کے مقابلے میں شکست ہو گئی تو عدہ بن حمید اس کے اہل وعیال کو پناہ دے گا غرض رفتہ رفتہ مفضل و معاویہ اپنے اہل وعیال سمیت جبال کرمان پہنچ گئے اور شکست کھانے والے آ کر جمع ہونے لگے۔

مفضل کی گرفتاری کا حکم: ..... مسلمہ نے مدرک بن حبیب کلبی کو مفضل کی گرفتاری کے لئے مقرر کیا مفضل اور اس کے ساتھی لڑائی پر تیار ہوئے مدرک بھی صفوف لشکر مرتب کر کے ان سے لڑ گیا، مفضل کے ساتھیوں سے نعمان بن ابراہیم بن عطر، محمد بن اسحاق بن محمد بن اشعث مارے گئے اور ابن سول گورنر قہستان کو گرفتار کر لیا گیا، عثمان بن اسحاق بن محمد بن اشعث بھاگ کر حلوان پہنچا، لیکن اس کو حلوان بھی پناہ نہ دے سکا مسلمہ کے آدمیوں نے سر اتار کر حیرہ میں مسلمہ کے پاس بھیج دیا۔

مہلب کے چند ساتھیوں کی صلح: ..... چند لوگ ابن مہلب کے ساتھیوں میں سے اپنی پر پشیمان ہو کر واپس آئے۔ امان چاہی۔ مسلمہ نے ان کو امان دی منجملہ امان چاہنے والوں کے مالک بن ابراہیم بن اشتر اور درد بن عبداللہ حبیب سعدی تمیمی تھا باقی آل مہلب اپنے ساتھیوں سمیت قندابیل روانہ ہو گئے۔

قندہ بیل اور آل مہلب: ..... قندابیل کے قریب پہنچے تو ودع بن حبیب نے قندابیل میں داخل ہونے سے روکا مگر اتنا سلوک ضرور کیا کہ آل مہلب کے ساتھ مل کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے نکلا مسلمہ نے آل مہلب کی شکست کے بعد مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا تھا اور آل مہلب کے تعاقب میں بلال بن احور تمیمی کو روانہ کر دیا تھا تمام قندابیل میں آل مہلب سے مڈ بھیڑ ہو گئی جنگ کا بازار ہنوز کم نہ ہونے پایا تھا کہ بلال بن احور تمیمی نے امان کا جھنڈا اڑا دیا ودع بن حمید وعبدالملک بن بلال (جو آل مہلب کے میمنہ اور میسرہ پر تھے امان کی طرف مائل ہو گئے لوگ یہ دیکھ کر اس طرف ہو گئے۔

آل مہلب کی غیرت اوران کا قتل: ...... مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ میدان خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے سب کے سب اپنی تلواریں نیام سے کھینچ کر کود پڑے اور تھوڑی دیر لڑ لڑ کر زمین پر موت کی نیند سو گئے مفضل، عبدالملک، مروان، چاروں بھائی، معاویہ بن یزید بن مہلب منہال بن ابی عیینہ بن مہلب عمرو اور مغیرہ بن قبیصہ بن مہلب اس معرکہ میں قتل ہوئے، اور عیینہ بن مہلب عمر بن یزید مہلب اور عثمان بن مفضل بھاگ کر رتبیل بادشاہ کے پاس پہنچ گئے۔

آل مہلب کے سر: ...... جنگ کے بعد ہلال بن احور مقتولین کے سر عورتوں اور قیدیوں سمیت مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیئے اور مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا یزید نے ان سب کو عباس بن ولید کے ساتھ حلب بھیج دیا عباس نے مقتولین کے سروں کو شارع عام پر نصب کر دیا۔

آل مہلب خواتین کی خرید وفروخت: ...... مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنے کا ارادہ کیا جراح بن عبداللہ حکمی نے ایک لاکھ درہم میں خرید کر کے رہا کر دیا لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہیں لی۔

بنومہلب کے قیدیوں کا قتل: ...... بنومہلب کے قیدی ❶ جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچے تو تیرہ آدمی تھے یزید بن عبدالملک نے ان سب کو قتل کرنے کا حکم دیا یہ سب مہلب کی نسل سے تھے عیینہ بن مہلب کو اس کی بہن ہند بنت مہلب نے امن حاصل کر کے بچالیا اور عمر اور عثمان ایک زمانہ دراز تک رتبیل کے پاس مقیم رہے حتی کہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دے دی اور وہ اس کے پاس خراسان میں آ گئے۔

مسلمہ عراق اور خراسان کا گورنر: ...... جس وقت مسلمہ بن عبدالملک بنومہلب کی جنگ سے فارغ ہوا یزید بن عبدالملک نے اس کو عراق وخراسان کا گورنر بنا دیا بصریٰ اور کوفہ کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی لہٰذا اس نے اپنی طرف سے کوفہ پر محمد بن عمر بن ولید کو مقرر کیا اس سے بنومہلب کے بعد امارات بصریٰ پر شبیب بن حرث تمیمی متعین تھا اس کی جگہ مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم کلبی کو روانہ کر دیا۔

مسلمہ کے اقدامات: ...... پولیس کی افسری عمر بن یزید تمیمی کو دی عبدالرحمن بن سلیم نے بصریٰ پہنچ کر بنومہلب کے ساتھیوں اور حامیوں سے میل جول بڑھایا چنانچہ مسلمہ نے اس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشیر بن مروان کو بصریٰ کا گورنر بنا دیا اور عمر بن یزید کو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بنا دیا اور خراسان سے اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العباس کو جس کا لقب خزینہ ❷ تھا گورنر مقرر کیا۔ اس کے پاس بعض اہل عرب رنگین کپڑے پہنے ہوئے گئے جب واپس آنے لگے تو نام پوچھا تو جواب دیا ''خزینہ''۔

سعید اور شعبہ کے اقدامات: ...... سعید بن عبدالعزیز نے خرسان پہنچ کر شعبہ بن زہیر نہشلی کو سمرقند کی ولایت پر بھیج دیا شعبہ بن زہیر نے سمرقند پہنچ کر چڑھائی کر دی اور اہل صغد عبدالرحمن بن نعیم کے دور میں باغی ہو گئے تھے شعبہ کے پہنچتے ہی پھر صلح کر لی۔ شعبہ نے عرب کو جو وہاں مقیم تھے سخت برا بھلا کہا اور نامرادی کا الزام لگایا، ان لوگوں نے معذرت کی کہ یہ بزدلی ان کے امیر ''علی بن حبیب عبدی'' کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے اس کے بعد سعید بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبداللہ کے عمال کو قید کر دیا پھر کچھ عرصے بعد انکو رہا کر کے یزید بن مہلب کے مقرر کئے ہوئے عمال کو قید خانہ میں ڈال دیا ان پر یہ الزام تھا کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعض تو ان میں حالت قید ہی میں مر گئے اور بعض قید خانہ میں مصائب کے دن جھیلتے رہے حتی کہ ترک اور صغد نے سعید سے جنگ کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اس وقت سعید نے ان کو رہا کر دیا۔

ہشام اور ولید کی ولیعہدی: ...... جن دنوں میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور بھتیجے عباس بن ولید بن عبدالملک کے

---

❶ ...... قیدیان بنومہلب جو یزید بن عبدالملک کے حکم سے مارے گئے۔ ان کے نام یہ تھے معرک وعبداللہ مغیرہ ومفضل ومنجاب یہ سب یزید بن مہلب کے بیٹے تھے اور درید وحجاج وغسان وشبیب وفضل یہ سب مفضل بن مہلب کے بیٹے تھے اور مفضل بن مہلب بن قبیصہ بن مہلب (کامل ابن اثیر جلد پنجم) ❷ ...... سعید۔ خزینہ کے لقب سے اس وجہ سے ملقب ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت کا تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں گیا اس وقت یہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے پاس رنگین سبز رکھا ہوا تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت کیا تو نے امیر کو کیسا پایا؟ جواب دیا ''خزینہ'' اور خزینہ دہقانہ مالک مکان کو کہتے ہیں۔

ساتھ ایک لشکر یزید بن مہلب سے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ اہل عراق بڑے غدار ہیں ہم کو خطرہ ہے کہ آپ کے بعد یہ لوگ پاؤں پھیلائیں گے اور اس وجہ سے ہمارے قویٰ مضمحل ہو جائیں گے لہٰذا آپ عبدالعزیز بن ولید کو ولی عہد بنا جائیے۔

مسلمہ کا مشورہ:...... مسلمہ کو اس کی خبر ملی تو اس نے حاضر ہو کر عرض کیا ''امیر المومنین! آپ کا بھائی ولی عہدی کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ آپ کا بیٹا ابھی سن شعور کو نہیں پہنچا مناسب یہ ہے کہ آپ ہشام اور اس کے بعد اپنے بیٹے ولید کو ولی عہد مقرر فرمائیے'' ولید کی عمر اس وقت گیارہ سال تھی چنانچہ یزید بن عبدالملک نے ہشام بن عبدالملک اور ہشام کے بعد ولید بن یزید و لی عہدی کی بیعت کر لی۔ اتفاق سے یزید بن عبدالملک کی زندگی ہی میں ولید بالغ ہو گیا جب وہ اس کو دیکھتا تھا تو کہہ اٹھتا تھا اللّٰہ بینی و بین من جعل ھشاما بینی و بینک۔

سعید اور خزینہ کا لقب:...... سعید بن عبدالعزیز گورنر خراسان بن کر آیا تو اہل خراسان نے اس کی عشرت پسندی کی وجہ سے اس کو کمزور سمجھ کر خزینہ کا لقب اس کو دیا اس نے شروع میں سمرقند پر شعبہ کو مقرر کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر اس کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر کو مقرر کیا۔

ترکوں کی شرارت:...... ترکوں نے اس کی کمزوری کا فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ خاقان نے ان سب کو جمع کر کے صغد کی طرف ''کورل'' کی کمان میں روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ قصر باہلی پہنچے وہاں ایک سو خاندان تھے جن میں ان کی عورتیں بھی تھیں ان لوگوں میں عثمان بن عبداللہ سمرقند کے گورنر کو اس کی اطلاع دی اور پھر اس خوف سے کہ کمک کے آنے میں شاید تاخیر ہو جائے چالیس ہزار پر ترکوں سے صلح کر لی اور سترہ آدمیوں کو بطور ضمانت ان کے حوالے کر دیا۔

ترکوں کے خلاف مسیّب کی روانگی:...... عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سن کر لشکر کو منظم کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ (جس میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے) مسیّب بن بشیر ریاحی کو روانہ کیا مسیّب نے تھوڑی دور چل کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص جنگ کا ارادہ رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ آگے بڑھے'' اس کے ساتھیوں میں سے ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے، کوس ڈیڑھ کوس چل کے مہلب نے پھر اسی فقرہ کو دہرایا ایک ہزار اور لوٹ پڑے پھر ایک میل راستہ طے کرنے کے بعد اس نے یہی جملہ دہرایا تو ایک ہزار مزید آدمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا الغرض مسیّب باقی ماندہ فوج کو لے کر ترکوں سے دو کوس کے فاصلہ پر ٹھہر گیا۔

رھن رکھے گئے عربوں کا قتل:...... ایک دہقان نے حاضر ہو کر عرض کیا ''جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہاری آمد کا سن کر ان کو قتل کر دیا اور کل وہ ضرور جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو جنگی سپاہی ہیں اور وہ تمہاری کمک کے لیے حاضر ہیں۔

قصر باہلی والوں کو پیغام:...... مسیّب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص ایک عجمی اور ایک عربی کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا رات انتہائی تاریک تھی ماتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا قصر کے قریب پہنچ کر ان دونوں آدمیوں نے پکارا اہل قصر میں سے کسی نے ڈانٹ کر کہا چپ ہو جاؤ کیوں شور مچا رہے ہو' مخبروں نے جواب دیا ''تم فلاں شخص (عبدالملک بن دثار) کو بلاؤ ہم ان سے کچھ کہنے کو آئے ہیں۔

قصر باہلی والوں کا جواب:...... چنانچہ عبدالملک بن دثار آ گیا ان لوگوں نے مسیّب کے لشکر کے آنے کا حال بتلایا اور دریافت کیا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟ عبدالملک بن دثار نے کہا، مقابلہ کا کیا ذکر ہے ہم نے تو خود کو مردہ سمجھ لیا ہے مخبروں نے واپس آ کر مسیّب کو اطلاع دی مسیّب نے ترکوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کر لیا۔

موت پر لڑنے کی بیعت:...... چنانچہ کہا ہم لوگ میدان جنگ میں موت تک لڑنے پر بیعت کرتے ہیں مسیّب نے کوچ کا حکم دے دیا دن چلنے ہی میں گذارا اور رات آتے ہی ٹھہر گیا اپنے اور سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا صبح کے قریب پھر ان کو ایک پرجوش تقریر سے ابھار کر بولا کہ دیکھو تمہارا اشعار ''یا محمد'' ہو گا تم لوگ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا اور سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں جانا اور اپنے جانوروں کو ذبح کر ڈالو تاکہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی رفع ہو جائے اور بے جگری سے لڑنا تم میں کوئی کمی نہیں ہے سات سو اسلامی تلواریں ایک لشکر کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہیں

اگر چہ وہ ایسا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

مسلم مجاہدین کی بجلی دشمن پر: ......سپاہیوں نے نہایت خوشی سے کہا اس حکم کی تعمیل کی اور سفید صبح کے نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے ترک لشکر پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے مسیّب اپنے لشکر کے آگے آگے رجز کے اشعار پڑھتا جارہا تھا اور اس کے ساتھی حملہ پر حملہ کرتے جارہے تھے ترکوں کو ان کا مقابلہ کرنا دشوار ہوگیا بڑے بڑے نامور ترک اس معرکہ میں مارے گئے۔

دشمن کا فرار: ...... باقی ماندہ میدان جنگ سے جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مسیّب کے منادی نے پکار کر کہا ''بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو، بلکہ قصر کی طرف بڑھو اور ان میں جس دشمن کو دیکھو قتل کرڈالو اور جس طرح ممکن ہو نہر کا پانی نکال لو جو شخص کسی عورت یا ضعیف بوڑھے یا بچے کو اپنے ساتھ لے جائے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ دیگا اور اگر اس کو اس پر قناعت نہ ہوگی تو چالیس درہم دئے جائیں گے''۔

مسلمانوں کی بازیابی: ...... لہٰذا مسیّب کے مجاہدین فوراً لشکریان مسیّب اہل قصر کو سمرقند لے کر آگئے اور ترکی فوج اگلے بھاگ گئی اپنا سامنہ لے کر واپس ہوگئی اور ایک ترک بھی دیکھائی نہیں دیتا تھا۔ اسلامی فوج ان کے مقتولین کی کثرت دیکھ دیکھ کر کہتے تھے۔ **کم من الذین جاء نا بالا مس** (وہ کتنے تھے جو کل ہم پر حملہ کرنے آئے تھے)

جنگ صغد ❶: ......صغد کی عہد شکنی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے بعد سعید نے ان پر حملہ کرنے کے ارادے سے اسلامی فوج کا جائزہ لیا اور سامان ضروری مہیا کر کے نہر عبور کر لی ترکوں اور اہل صغد کے ایک گروپ سے مقابلہ ہوگیا اسلامی فوج نے حملہ میں شکست دے دی سعید اپنے سپاہیوں کو تعاقب سے یہ کہہ کر کہ یہ لوگ امیر المومنین کو امن دینے والے ہیں روکا، لشکر تو رک گئے پھر اس وادی کی طرف بڑھ گئے جو ان کے اور مروج کے درمیان واقع تھی، اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکر کا کچھ حصہ طے بھی کرنے لگا، ترک پہلے سے مورچوں میں بیٹھے تھے، اسلامی لشکر کو وادی سے گزرتا دیکھ کر نکل آئے چنانچہ مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور وہ بھاگ کر وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔ بعض مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ جن کو شکست ہوئی وہ مسلمانوں کے مسلحہ تھے، اور اس واقعہ میں جو لوگ مارے گئے ان میں شعبہ بن ظہر بھی پچاس آدمیوں کے ساتھ مارا گیا تھا۔

ترکوں کو شکست: ......ترکوں کے ہاتھ ابھی مسلمانوں کے قتل عام سے رکے نہیں تھے اور مسلمان بے چارے اس اچانک حملہ سے پریشان ہوکر افرا تفری کے عالم میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے کہ اچانک امیر لشکر باقی ماندہ فوج کو لے کر آگیا جس سے ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے، اور وہ منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ گئے۔

سعید کی مخالفت: ......سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی کسی لشکر کو شب خون مارنے کے لئے بھیجتا اور وہ لشکر کامیاب ہوکر مال غنیمت لے کر واپس آتا تو قیدیوں کو رہا کروادیتا اور لشکریوں پر بھی ناراض ہوتا، سعید کی انہی حرکتوں کی وجہ سے لوگوں میں بددلی پیدا کر رکھی تھی اور اسی وجہ سے وہ لوگ اسے کمزور کرنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔

حیان نبطی کا خاتمہ: ...... اسی جنگ میں سورہ بن اجبر اور حیان نبطی میں ناچاقی ہوگئی تھی، اور یہی ناچاقی اس کی موت کی سبب بنی اس کی وجہ سے کہ سعید نے جس وقت اسلامی لشکر کو صغد کے تعاقب سے روکنے کا حکم دیا تھا سورہؓ نے پکار کر کہا ''اے نبطی واپس آجا'' حیان نے چلا کر جواب دیا ''اللہ تیرا منہ کالا کرے کیوں چلارہا ہے'' سورہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی واپسی کے بعد اس نے سعید کو جھانسہ دیا کہ اسی (حیان) نے خراسان کو قتیبہ کا مخالف بنایا تھا اور کچھ بعد نہیں کہ تم پر بھی یہ کوئی وار کردے اور کسی مستحکم قلعے میں جا کر پناہ میں آکر سورہ سے کہنے لگا دیکھو ان باتوں کو کوئی اور سننے نہ پائے۔ اس کے بعد حیان کو اپنی مجلس میں بلا کے دودھ پینے کو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا چنانچہ دودھ پیتے ہی حیان لڑکھڑا گیا سعید نے ایک لات مار کر گرادیا چنانچہ وہ چند راتیں زندہ رہ کر مر گیا۔

مسلمہ کی معزولی اور ابن ہبیرہ کی تقرری: ......مسلمہ بن عبدالملک زمانہ گونری کی ابتداء سے عراق وخراسان کے خراج کا کوئی حق دار الخلافت

---

❶......تاریخ طبری اور فتوح البلدان میں صغد یعنی ص کے بجائے س سے تحریر ہے۔

''دمشق'' نہیں بھیجتا تھا اور یزید بن عبدالملک اس کو معزول کرنے سے حجاب کرتا تھا لیکن ایک مدت تک غور وفکر کرنے کے بعد لکھ بھیجا کہ کسی کو اپنے صوبے پر نائب مقرر کر کے چند دن کیلئے چلے آ ؤ۔ چنانچہ مسلمہ ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

ابن ہبیرہ کی تقرری: ......راستے میں عمر بن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی، پوچھنے پر عمر بن ہبیرہ نے کہا ''مجھے امیر المومنین نے بنو مہلب کا مال واسباب ضبط کرنے کے لئے بھیجا ہے۔'' مسلمہ اس کے جھانسے میں آ گیا لیکن اس کا ایک ساتھی ❶ اس کو تاڑ گیا وہ اکیلے میں مسلمہ سے کہنے لگا ''امیر المومنین کا ابن ہبیرہ کو جزیرہ سے بلوا کر ایسے عام سے کام کے لئے عراق روانہ کرنا نہایت تعجب خیز بات ہے'' مسلمہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ مقرر کئے ہوئے عمال کو معزول کر دیا۔

عمر بن ہبیرہ کے احوال: ......عمر بن ہبیرہ بہت چالاک اور ہوشیار آدمی تھا حجاج اس کو لشکر کے ساتھ اکثر روانہ کیا کرتا تھا جن دنوں مطرف بن مغیرہ نے حجاج سے بغاوت کی تھی اس وقت حجاج نے جو لشکر مطرف کی سرکوبی کے لئے بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے مطرف کو قتل کر کے اس کا سر اتارا تھا اور حجاج نے اس سے سر لے کر اسے عبدالملک کے پاس روانہ کیا تھا اس کے صلہ میں اسے دمشق کے قریب ایک گاؤں جاگیر میں دے دیا تھا۔

ابن ہبیرہ کا جرم اور پناہ: ......اسکے بعد حجاج نے عمر بن ہبیرہ کو ''کردم ابن مرثد فزاری'' کے پاس مال لینے کے لئے بھیجا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہیں گیا بلکہ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ حاصل کر لی اور بہانہ کیا کہ میں نے حجاج کے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا ہے اسلئے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عبدالملک نے اس کے جھانسے میں آ کر پناہ دے دی۔

حجاج کو یہ خبر ملی تو اس نے ابن ہبیرہ کا ''کردم'' سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ کر بھیجا اور اس کو گرفتار کرنے کی درخواست کی لیکن عبدالملک نے اس پر توجہ نہیں دی یہ اور اس کے بیٹے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے۔

ابن ہبیرہ بحیثیت کمانڈر: ......پھر یزید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ کو روم پر آرمینیہ کی جانب سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور رومیوں کے سات سو آدمیوں کو ایک خونریز لڑائی کے بعد گرفتار کر کے لے آیا۔

ابن ہبیرہ گورنر عراق: ......پھر یزید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ نے اس کی محبوبہ ''حبابہ'' سے گورنر بنائے جانے کی سفارش کرائی چنانچہ اسے مسلم بن عبدالملک کی جگہ عراق کا گورنر بنا دیا گیا۔

سعید ''حذینہ'' کی معزولی: ......ابن ہبیرہ جیسے ہی خراسان اور عراق کا گورنر بنا مجشر بن مزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمر لیثی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے اور سعید حذینہ کی شکایت کی جو خراسان اور عراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اس کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمر حریشی ❷ مقرر کیا، سعید نے پہنچتے ہی سعید خزینہ چارج دے کر بغیر مزاحمت کے خراسان سے روانہ ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلامی فوجیں دشمنان دین میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پاؤں ڈگمگا چکے تھے۔

سعید حریشی کا سپاہیوں سے خطاب: ......سعید حریشی نے سب کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں جہاد کی فضیلت بیان کی اور ان کو سینہ سپر ہو کر لڑنے پر ابھارا۔

اہل صغد کا خوف اور مشورے: ......اہل صغد یہ سن کر ڈر گئے کیونکہ انہوں نے ''حذینہ'' کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صغد نے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے کے اور آباد ہونے اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے کا وعدہ کرو، مزید اطمینان کے لئے چند لوگوں کو اس کے حوالے کر دو'' اہل صغد نے اس کو منظور نہیں کیا بلکہ راضی اور متفق اس بات پر ہوئے کہ بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کی جائے اور اسی کے قریب چل کر قیام کیا جائے۔

---

❶ ......اس کا عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان تھا (کامل ابن اثیر جلد پنجم) ❷ ......یعنی حریش بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے قبیلے سے تھا۔ منہ)

اہل صغد کی فرغانہ روانگی:......مجبوراً صغد کا بادشاہ بھی اہل صغد کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کے ''خجندہ'' پہنچ گیا اور بادشاہ فرغانہ ''شعب عصام'' میں ٹھہرنے کی اجازت مانگی بادشاہ فرغانہ نے کہلوایا کہ تیس یا چالیس دن تک صبر کرو تا کہ شعب عصام تمہارے لئے خالی کر دیا جائے فی الحال ہمارے پاس ٹھہرنے کے لائق کوئی جگہ نہیں ہے۔

صغد کے پیچھے مسلم فوج کی آمد:......ابھی یہ میعاد پوری نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۰۴ھ کا دور آ گیا اور سعید حریشی نے اہل صغد پر چڑھائی کر دی اور نہر عبور کر کے ''قصر ریح'' کے پاس پہنچ گیا جو بوسیہ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔

بادشاہ فرغانہ کے چچازاد بھائی حاضر ہو کر سعید کو اہل صغد کے حال سے آگاہ کر دیا اور بتایا کہ وہ لوگ فی الحال خجندہ میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرغانہ کی امان میں نہیں داخل ہوئے۔ سعید حریشی نے اس کے ساتھ عبدالرحمٰن قشیری کو ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔

صغد سے مسلمانوں کی روانگی:......روانگی کے بعد سعید خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتی کہ اسلامی لشکر خجندہ پہنچ گیا اہل صغد مقابلہ کرنے کے لئے آئے اور لڑائی ہوئی تو اہل صغد شکست کھا کر بھاگے۔ اور ''بمصداق چاہ کندہ را در پیش ❶ غلطی سے اسی راستے کو اختیار کیا جسے انہوں نے خندق کھود کر مٹی اور ''نے'' سے مسلمانوں کو گرانے کے لئے پاٹ دیا تھا اللہ جل شانہ نے انہی لوگوں کو اسی خندق میں گرا دیا۔ باقی جو بچے ان کا حریشی نے محاصرہ کر لیا۔

اہل صغد کی مسلمانوں سے صلح:......اہل صغد نے گھبرا کر بادشاہ فرغانہ سے امان طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے صاف جواب دے دیا کہ تمہارے اور میرے درمیان یہ شرط طے پائی تھی کہ میعاد مقرر سے پہلے ہم تم کو امن نہیں دیں گے اور ابھی وہ میعاد پوری نہیں ہوئی۔ مجبور ہو کر سعید حرشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔

صلح کی شرائط:......(۱) جتنے عرب ان کی قید میں ہیں وہ حریشی کو واپس کر دیں گے۔ (۲) بقایا خراج ادا کریں گے۔ (۳) کوئی شخص خجندہ میں قیام پذیر نہ ہوگا (۴) اگر کوئی کام خلاف معاہدہ کریں یا کسی قسم کی پیش قدمی کریں تو ان کا خون مباح ہو جائے گا۔ حریشی نے ان شرائط کو منظور کر لیا اہل صغد خجندہ سے نکل کر لشکر گاہ اسلام میں آئے اور ان کے امن کے جھنڈے کے نیچے قیام پذیر ہو گئے۔

صغد والوں کی بدعہدی:......اس کے بعد ہی حریش کو یہ خبر ملی کہ اہل صغد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر دیا ہے۔ حریش نے تفتیش کے بعد قاتل کو سزائے موت دے دی اس بناء پر صغد کے ایک سردار نے علم بغاوت بلند کر دیا چند سپاہیوں نے اس کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن نقصان کے ساتھ پسپا ہو گئے اہل صغد نے ان مسلمان قیدیوں کو جو ان کے پاس تھے اور ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو تھی قتل کر دیا۔

اہل صغد سے سخت مقابلہ اور فتح:......اسلامی فوج میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا چنانچہ نہایت سختی سے ان کا محاصرہ کر کے لڑنے لگے۔ اہل صغد کے پاس زیادہ اسلحہ نہ تھا وہ لکڑیوں اور پتھروں سے مقابلہ کر رہے تھے تین ہزار یا سات ہزار علی اختلاف الروایۃ لڑ کر میدان جنگ میں تلوار اور نیزے کے سائے میں موت کی نیند سو گئے۔

سعید اور ابن ہبیرہ میں ناراضگی:......حریشی نے ایک اطلاعی خط یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجا اور عمر بن ہبیرہ کو اس کی اطلاع نہیں کی یہی ایک امر واقع ہوا جس سے عمر بن ہبیرہ کو حریشی سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔

قلعہ صغد پر محاصرہ اور جنگ:......اس کامیابی کے بعد سعید حریشی نے ایک چھوٹا سا لشکر سلیمان بن السری کے قلعہ صغد کی طرف روانہ کیا جس میں خوارزم اور آجرون و سومان کا بادشاہ وغیرہ بھی تھے اس کے مقدمۃ الجیش پر مسیب ابن بشر ریاحی تھا اہل قلعہ ان کی آمد کا سن کر لڑنے کے لئے آئے اور پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر قلعہ میں جا چھپے، سلیمان نے ان کا محاصرہ کر لیا اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی۔

---

❶......ترجمہ جو کسی کے لئے گھڑا کھودتا ہے خود اسی میں گرتا ہے (ثناء اللہ)

اہل صغد سے صلح اور شرط:...... شرط یہ طے پائی کہ اہل قلعہ سے مزاحمت نہ کی جائے مال واسباب جتنا ہے وہ لے لیں لہذا اسلیمان نے اس شرط پر مصالحت کر لی اور حریشی کو اس کی اطلاع کر دی حریشی نے ایک شخص کو مال وغیرہ کی وصولی کے لئے مقرر کر دیا اہل قلعہ شرط کے مطابق قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔

کش اور نسف:...... اس کے بعد حریشی نے کش پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل کش نے دس ہزار آدمی غلام دینے پر مصالحت کر لی حریشی نے ان کی وصولی پر نصر بن سیاء کو متعین کیا اور ''نسف'' کی جنگ اور مال کی ذمہ داری سلیمان بن السری کو دی۔ اس نے ان کے بادشاہ ''قشقری'' کو امان دے کر قلعہ سے بلایا اور اپنے ساتھ لے کر مرو روانہ ہو گیا مگر راستے میں اس سے بدظن ہو کر اسے قتل کر دیا۔

ثبیت نہرانی کی ترکوں سے شکست:...... جزیرہ اور آرمینیہ سے ابن ہبیرہ کے چلے جانے کے بعد ثبیت نہرانی کو اسلامی فوجوں کا امیر فوجوں کا امیر مثلاً قفچاق وغیرہ نے اپنے بھائیوں کی کمک پر تجربہ کار جنگجوؤں کو بھیجا۔ مقام ''مرج حجارہ'' میں صف آرائی کی نوبت آئی اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں اسلامی فوجوں کو ہزیمت شکست ہو گئی ترکوں نے مسلمانوں کی لشکر گاہ میں گھس کے جو پایا لوٹ لیا۔

جراح کی گورنری:...... مسلمانوں کا لشکر شکست کھا کے دمشق میں یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچا تو یزید بن عبدالملک نے آرمینیہ اور جزیرہ کا گورنر جراح بن عبدالملک حکمی ❶ کو بنا دیا اور ایک بہت بڑے لشکر کو اس کی امداد کے لئے متعین کیا چنانچہ جراح یزید بن عبدالملک کے حکم کے مطابق خزر سے لڑنے کے لئے چلا خزر یہ سن کر باب ابواب کی طرف لوٹ گیا اور جراح نے بروعہ پہنچ کر قیام کیا۔

ترکوں سے جنگ:...... تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھران کی طرف کوچ کیا اور نہر عبور کر کے پڑاؤ ڈال دینے کی خبر مشہور کر دی تا کہ ترکوں کے جاسوس واپس چلے جائیں جیسے ہی رات نے اپنے سیاہ دامن سے دنیا کے چہرے کو بند کر دیا جراح نے ''الرحیل'' ''الرحیل'' کا اعلان کر دیا اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہوتے شہر باب پہنچ گئے تو جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ ترک بھی نہایت بہادری سے ان کے مقابلے کے لئے آئے اس کا لشکر کا سرداران کا شاہزادہ تھا اس سے زمان پر لڑائی ہوئی۔

ترکمانیوں کا فرار:...... ایک بڑی خونریزی کے بعد ترکمان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا افواج اسلامیہ نے ان کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے قلعہ حصین پر حملہ کر دیا اہل قلعہ نے ''جزیہ'' دے کر اپنی جان بچائی اور جراح نے لوگوں کو قلعہ سے نکال کر دوسرے شہر بھیج ❷ دیا اور ترکوں کی بدعہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی یزید بن عبدالملک کی زندگی کے آخری دن تھے اس لئے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے کمک بھیجی اور اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

برغوا کی فتح:...... اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ ڈالتے ہوئے شہر کے اردگرد چکر لگا تا رہا ساتویں دن اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے جراح نے انتظام کے طور پر ان سے بھی شہر خالی کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیا۔

بلنجر کی فتح:...... پھر لشکر کو از سر نو مرتب کر کے بلنجر پہنچ گئے ترکوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن عساکر اسلامیہ کی خارہ شگاف تلواروں اور نوکدار نیزوں نے بلنجر کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کے فتح کیا۔ کامیاب لشکر نے جو کچھ قلعہ میں ملا اس پر قبضہ کر لیا تقسیم کے وقت تین تین سو دینار سواروں کے حصہ میں آئے ان کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی اس کے بعد جراح نے قلعہ بلنجر کے گورنر کو اپنی طرف سے قلعہ حوالے کر دیا اور اس کے اہل وعیال اور سارا مال واسباب اسے واپس دے دیا۔ اس خدمت کے صلہ میں کہ وہ کفار کی حرکات سکنات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا۔

''وبید'' کی فتح:...... والی قلعہ بلنجر نے کمال تشکر وامتنان سے اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجر سے کوچ کر کے قلعہ وبید ❸ پہنچ گیا وہاں ترکوں کے ایک ہزار خاندان آباد تھے اہل قلعہ نے فوراً تاوان جنگ اور جزیہ دے کر صلح کر لی پھر کچھ عرصے بعد ترکمانوں نے جمع ہو کر اسلامی فوجوں کے راستے

---

❶ ...... دیکھیں (فتوح البلدان صفحہ ۲۰۳ اور تاریخ خلیفہ بن خیاط صفحہ ۴۲۹) ❷ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد نمبر ۳ صفحہ ۸۶ کے مطابق جراح نے امان طلب کرنے والوں کو قتل کر دیا تھا (ثناء اللہ) ❸ ...... کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر میں بندر لکھا ہے۔

روک لئے قلعہ بلنجر کے گورنر نے جراح کو اس سے آگاہ کیا جراح نے ''رستاق سی'' میں قیام کیا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں اطلاعی خط بھیج دیا جس میں اپنی فتوحات بالتفصیل لکھی تھیں اور ترکوں کی بدعہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی یزید بن عبدالملک کے آخری دن تھے اس لئے اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے کمک بھیجی اور اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

ابن ضحاک کی بنت حسین سے بدتمیزی:...... عبدالرحمن بن ضحاک، عمر بن عبدالعزیز کے زمانے سے حجاز کا گورنر تھا تین برس تک اس عہدے پر رہا اس کے بعد فاطمہ بنت الحسین کی بیٹی سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا بے دھڑک پیغام دینے کے لئے خدمت عالیہ میں پہنچ گیا آپ نے انکار کر دیا اس پر عبدالرحمن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ میں تمہارے بیٹے عبداللہ بن حسن مثنی کو شراب خوری کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا '' فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

خلیفہ کی خدمت میں شکایت:...... مدینہ منورہ کے دیوان میں ایک شخص ابن ہرمز نامی شام کا رہنے والا تھا جو اسی زمانے میں یزید بن عبدالملک کی خدمت میں حساب سمجھانے جارہا تھا، فاطمہ بنت الحسین نے اس کے رخصت ہوتے وقت علی سبیل تذکرہ فرمادیا تھا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہنچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیر المومنین کو اس سے آگاہ کر دینا ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے بھی ایک قاصد اپنے خط کے ساتھ یزید کے پاس بھیجا۔

فاطمہ بنت حسین کا قاصد:...... حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبدالملک کے پاس اس وقت پہنچا جب ابن ہرمز بیٹھا ہوا مدینے کے حالات بیان کر رہا تھا حاجب نے حاضر ہو کے عرض کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے'' یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیغام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا یزید بن عبدالملک نے ناراض ہو کر کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اس قسم کا پیغام لے کر آیا ہے اور مجھے مطلع تک نہیں کیا'' ابن ہرمز نے معذرت کر لی اور اسی دوران فاطمہ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کے خط دیا۔

یزید بن عبدالملک کی غضبناکی:...... یزید بن عبدالملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا ہاتھ میں خیزران کی چھڑی تھی اس سے زمین کھودنے لگا غضب ناک ہو کر بولا ابن ضحاک نے اتنی بڑی دلیری کی؟ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ابن ضحاک کو اتنی تکلیف دے کہ اس کی آواز میرے کان تک آئے'' حاضرین نے عرض کیا ''عبدالواحد بن قسری کر سکتا ہے۔

عبدالواحد مدینے کا گورنر:...... یزید بن عبدالملک نے خود اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا ''میں نے تجھے مدینے کا گورنر بنا دیا ہے اس خط کو دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جا اور اس کو معزول کر دے اور اس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کر اور اس کو اتنی اذیت دے کہ اس کی آواز میرے بستر پر سنائی دے قاصد یہ فرمان لے کر سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا۔

ابن ضحاک کا فرار اور واپسی:...... ابن ضحاک یہ سن کر گھبرا اٹھا قاصد کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے سارا واقعہ بیان کر دیا ضحاک اسی وقت مدینہ چھوڑ کر مسلمہ بن عبدالملک کے پاس چلا گیا مسلمہ بن عبدالملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی مگر یزید بن عبدالملک نے معافی دینے سے انکار کر دیا تب مسلمہ بن عبدالملک نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ واپس بھیج دیا۔

ابن ضحاک کی مرمت:...... عبدالواحد اس کو حسب ہدایت یزید بن عبدالملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا دانہ دانہ کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا، چونکہ اس نے انصار کو اپنے دور حکومت میں بے حد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کی ہجو میں اشعار لکھے عبدالواحد قسری اہل مدینہ سے حسن سلوک سے پیش آتا چھوٹے بڑے سب راضی تھے قاسم اور سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے ہر کام میں مشیر تھے اس کی تقرری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں ہوئی تھی۔

حریشی کی معزولی مسلم کی تقرری:...... سعید حریشی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا لیکن اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا جب کبھی عرض و معروض کی ضرورت ہوتی براہ راست خلیفہ کی خدمت میں اپنے خطوط بھیج دیتا تھا اور طنز کے طور پر ابن ہبیرہ کی کنیت

''ابوالمثنی'' رکھ لی تھی ابن ہبیرہ کوان واقعات کا پتہ چلاتو حریشی کے لئے ایک جاسوس مقرر کر دیا لہذا حریشی کے حالات اس سے زیادہ دیکھے اور پائے گئے جوابن ہبیرہ کو پہلے سے معلوم ہو چکے تھے اس لئے ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر دیا اور اتنی زیادہ سزادی کہ اس نے زرجرمانہ ادا کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے قتل کا ارادہ کرلیا مگر پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔

حریشی کو ابن سعید کلابی کی اذیت: ..... حریشی کی معزولی کے بعد مسلم بن سعید بن اسلم زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت سپرد کی گئی اس نے خراسان میں پہنچ کر حریشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیفیں دینے لگا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ کر آئے ہیں۔

ابن ہبیرہ کا فرار اور حریشی: ..... پھر جب اس واقعہ کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو گرفتار کرانے پر حریشی کو مقرر کیا حریشی نے دریائے فرات کے پاس ابن ہبیرہ کو گھیر لیا اور اس سے ہنس کر کہنے لگا ''کیوں بھائی تمہارا میرے بارے میں کیا خیال ہے'' اس نے کہا کہ '' مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اس کے حوالہ نہ کرو گے جو قسر کے خاندان کا ہے'' حریشی یہ کہہ کے کہ ''ہاں ایسا ہی معاملہ ہے'' اسے چھوڑ دیا اور واپس آ گیا۔

یزید کا انتقال ہشام کی تخت نشینی: ..... یزید ❶ اپنی خلافت کے چوتھے سال شعبان ۱۰۵ھ ❷ میں وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک اسی کی ولی عہدی کے مطابق خلیفہ بن گیا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہشام یزید بن عبدالملک کی وفات کے وقت حمص میں تھا موت کی خبر سن کر دمشق آیا اور تخت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو عراق سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو گورنر بنا دیا۔ خالد گورنر بننے کے بعد عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلم بن سعید اور ترک: ..... ۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید (گورنر خراسان) ترک سے جنگ کے ارادے سے عبور کر کے ان کے علاقوں میں پہنچ گیا دو ایک لڑائیاں لڑیں لیکن کوئی شہر فتح نہ ہوا تو واپس آ گیا۔ ترکوں نے اس کا تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم پر حملے کر دیا مگر مسلم نہایت تیزی سے اپنے ساتھیوں سمیت نہر عبور کر کے خاک چاٹ کر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے پھر اسی سن کے آخری مہینہ میں اس نے ترکوں پر حملہ کیا اور افشین کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا مجبور ہو کے ''افشین'' نے چھ ہزار آدمی دینے پر صلح کر لی اور صلح کے بعد قلعہ بھی اس کے حوالے کر دیا۔

جہاد سے تاخیر کرنے والوں سے سلوک: ..... پھر مسلم ۱۰۶ھ میں جہاد کے ارادے سے لشکر منظم کرنے لگا لیکن لوگوں نے خروج میں تاخیر کر دی ان لوگوں میں سے جنہوں نے جہاد جانے پر تاخیر کی تھی بختری بن درہم بھی تھا۔ مسلم نے نصر بن سیار کو لوگوں کے جمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کے مقصد سے بلخ کی طرف روانہ کیا (بلخ کا عامل ان دنوں عمر بن قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا) نصر نے بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازے جلا دیئے۔

نصر بن سیار کی عمر مسلم اور بختری سے لڑائی: ..... اس کے بعد عمر بن قتیبہ نے ان لوگوں کو بلخ میں داخل ہونے سے روک دیا اور سعید اس وقت نہر عبور کر چکا تھا اور نصر بن سیار بروقان میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھا قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ ازد بروقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر آ کر جمع ہوئے قبیلہ مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ اور ازد کی طرف خروج کیا لوگوں نے درمیان میں پڑ کے صلح کرانے کی کوشش کی اور نصر نے واپس جانے کا ارادہ کر لیا

ابن مسلم اور بختری کا حشر: ..... لیکن بختری اور عمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی ٹوٹ پڑا، اٹھارہ آدمیوں کو اس نے قتل کر ڈالا بختری اور عمر بن مسلم کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے عمر بن مسلم بختری اور زیاد بن طریف گرفتار کر کے حاضر کئے گئے نصر نے ان کو سو سو کوڑے لگوائے اور ان کے سروں اور داڑھیوں کو منڈوا کے مردہ جانوروں کی کھالیں پہنا دیں۔

عمر بن مسلم کی سزا کی وجہ: ..... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ عمر بن مسلم کو تمیم کی شکست کی وجہ سے سزا دی گئی تھی اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ رہیہ

---

❶ ..... ابن عبدالملک نے چالیس برس کی عمر پائی ابو خالد اس کی کنیت تھی مرض میں انتقال ہوا۔ حبابہ ایک لونڈی تھی جس پر یہ فریفتہ تھا۔ اس کی موت سے یزید کو ایسا صدمہ ہوا کہ بعد پندرہ یا چالیس یوم کے علی اختلاف الروایت خود بھی مر گیا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ ❷ ..... تاریخ یعقوبی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۴ پر لکھا ہے کہ ابھی بلقاء میں چار دن باقی تھے۔

واز کی شکست کے باعث سے، بہر کیف اس واقعہ کے بعد نصر نے ان لوگوں کو امن دے کر مسلم بن سعید کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔

بخارا کی طرف کوچ: ...... نہر عبور کرنے کے بعد مسلم کے پاس جب اس کے باقی ساتھی بھی آ گئے تو اس نے بخارا کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ بخارا میں خالد بن عبداللہ کا خط پہنچا۔ جس میں اس نے مسلم کو عراق کا گورنر بنایا تھا اور جہاد کی عزیمت مکمل کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اسی وقت فرغانہ کی طرف قدم بڑھائے وہاں ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ خاقان بھی جنگ کے ارادے سے بڑھ رہا ہے مسلم نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا تین دن کی مسافت طے کرنے کے بعد خاقان کی اسلامی افواج کے ایک دستے سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

خاقان کو شکست: ...... مسلمانوں کی جماعت بہت تھوڑی تھی اور خاقان کا لشکر بہت بڑا تھا چنانچہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور ترکی سپاہی اسلامی لشکر گاہ میں گھس گئے اور خاقان نے اسلامی افواج کے ارد گرد چکر لگانا شروع کر دیئے اس ناگہانی واقعہ میں مسیّب ابن ریاحی اور براء (سواران مہلب) شہید ہو گئے غورک کا بھائی مارا گیا۔

مسلمانوں کا انتقام: ...... اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کو اس سے انتقام لینے کا جوش پیدا ہو گیا تلواریں نیام سے کھینچ کر بھڑک گئے اور ترکوں کو تھوڑی دیر میں ہی اپنی لشکر گاہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد مسلم نے کوچ کر دیا۔ آٹھ دن تک برابر سفر کرتا رہا اور ترک اس کا محاصرہ کیئے ہوئے تھے نویں رات کو قیام کا ارادہ کیا ترکوں نے مزاحمت کی لشکریوں نے مسلم کے حکم پر اپنا سارا مال واسباب جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ تھی جلا دیا۔

اہل فرغانہ اور شاش پر حملہ: ...... صبح ہوتے ہی نہر پر پہنچے وہاں اہل فرغانہ وشاش کو جمع دیکھا چنانچہ مسلم نے حملہ کا حکم دے دیا فرغانہ وشاش کی آنکھیں مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں دیکھ کر چندھیا گئیں اور وہ بغیر لڑے نہر چھوڑ کر کے ہٹ گئے مسلم نے نہر کے کنارے پڑاؤ کیا رات بھر آرام سے رہے اگلے دن صبح ہوتے ہی نہر عبور کر گئے۔

خاقان کے بیٹے سے مقابلہ، حمید شہید: ...... خاقان کا بیٹا جو عساکر اسلامیہ کے تعاقب میں آ رہا تھا اس کی عبداللہ سے جو ساقہ پر تھا اور نہر کے کنارے پہنچ چکا تھا لڑائی ہوگئی حمید نے مسلم کو انتظار کرنے کو کہلوایا اور خود جنگ میں مصروف ہو گیا اگرچہ وہ خود زخمی تھا اور مسلسل سفر کرتے تھک کر چور ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود کمال مردانگی سے ترکوں کے مقابلہ پر آیا اور ان کو زیر کر لیا ترکوں اور اہل صغد کے نامی گرامی سپہ سالار قید کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد حمید کو ایک تیر لگا جس کی وجہ سے وہ مر گیا اس کے بعد اسلامی فوجیں خجند پہنچ گئیں۔

قحط کی آزمائش: ...... یہاں پر ان کو ایک اور بہت بڑے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑ گیا جس سے بھڑنے کی ان میں طاقت نہ تھی وہ دشمن قحط تھا مگر مسلمانوں نے نہایت استقلال وثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اس دوران دارالخلافت دمشق سے ایک فرمان پہنچا جس میں خالد کے بھائی اسد بن عبداللہ قسری کو خراسان کے گورنر اور عبدالرحمٰن بن نعیم کو اس کا نائب بنایا گیا تھا مسلم بن سعید نے آنکھوں سے لگا کے پڑھا اور بسر وچشم اس کی تعمیل کی۔

اسد قسری کی گورنری: ...... جس وقت خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا گورنر بنایا اور وہ خراسان آیا تو ان دنوں مسلم ابن سعید فرغانہ میں تھا دریا پر پہنچ کر اسد نے اسے عبور کرنے کا ارادہ کیا اشہب بن عبداللہ تمیمی جو آمد کا امیر البحر تھا عبور کرنے میں رکاوٹ بن گیا اسد بن عبداللہ نے جب اپنی امارت کی سند دکھائی تو اشہب بن عبداللہ نے اسے عبور کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اسد دریا عبور کر کے مرج میں آ کر ٹھہرا، ہانی بن ہانی جو سمرقند کا گورنر تھا اس کی آمد کی خبر سن کر شہر کے سرداروں کے ساتھ آیا اور اسد کو انتہائی عزت اور احترام سے سمرقند لے گیا۔

اسد کی طرف سے کمانڈر: ...... اسد نے قند سے لشکر کی امارت کی سند عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام ایک شخص کے ذریعے روانہ کر دی لہذا وہ اسلامی فوج لے کر سمرقند آیا اس کے بعد اسد ہانی بن ہانی کو خراسان سے معزول کر کے حسن ابی عمرطہ کندی کو مقرر کیا کچھ عرصے بعد مسلم بن سعید عبداللہ خراسان آیا اسد اس کی بہت عزت کرتا تھا پھر ابن ہبیرہ کی طرف سے اسد کا گزر ہوا اس وقت وہ بھاگنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر کچھ سوچ کر اس نے خود کو اسد کے حوالے کر دیا۔

اسد کی بھاری کارروائیاں: ...... اس کے بعد اسد نے غور (یعنی جبال ہرات) پر جہاد کیا اہل ہرات نے اپنا مال واسباب کو پہاڑ کے غار میں رکھ دیا

جس کا کوئی راستہ موجود نہیں تھا، اسد نے صندوقیں بنوا کر مجاہدین کو اس میں بٹھا دیا اور زنجیروں کے ذریعہ سے اس کو غار کی تہہ تک پہنچا دیا اور جہاں تک نکال سکے ان لوگوں نے ان کے مال واسباب کو نکال لیا۔

یہ واقعہ ❶ ۱۰۷ھ کا ہے۔ ۱۰۸ھ ❷ میں اسد نے پھر دریا عبور کیا خاقان یہ سن کے مقابلہ کے لیے آیا لیکن فریقین میں لڑائی نہیں ہوئی، بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ اسد "ختل" سے شکست کھا کر واپس آیا تھا۔ اس کے بعد غوریوں کی طرف گیا اور ان سے مقابلہ کیا نصر بن سیار اور مسلم بن احور نے اس جنگ میں بہت ناموری کمائی بالآخر مشرقین کو شکست ہوگئی اور مسلمانوں نے جو کچھ ان کی لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

اسد بن عبداللہ کی خرد ماغی: ...... اسد بن عبداللہ کے دماغ میں خراسان کا گورنر بننے سے بے جا تحکم کا نشہ ایسا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر ہو رہے تھے اور اس کو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا چنانچہ اس نے نصر بن سیار کو کوڑے سے پٹوایا عبدالرحمن بن نعیم، سورہ بن ابجر، بختری، بن ابی ورہم، عامر بن مالک ہوحمانی وغیرہ کے سر منڈوا کے اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیج دیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا ارادہ اور مشورہ کیا تھا خالد بن عبداللہ نے اسد بن عبداللہ کو ملامت بھرا خط لکھا اور یہ بھی اس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔

اہل خراسان پر لعن طعن سے فوری معزول: ...... ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا اتفاق سے یہ خبر دارالخلافت دمشق تک پہنچ گئی ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسد بن عبداللہ کے معزول کرنے کا فرمان بھیجا چنانچہ ماہ رمضان ۱۰۹ھ میں اس کو معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ حکم بن عونہ کلبی کو مقرر کیا گیا۔

اشرس کی گورنری: ...... چونکہ حکم نے گرمی کے دنوں میں کسی طرف بقصد جہاد خروج روانہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو گورنر بنا دیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تم تمام اہم امور میں خالد بن عبداللہ سے مشورہ لیتے رہنا چنانچہ اشرس کی نیک مزاجی اور سخاوت نے اہل خراسان کو آتے ہی خوش کر لیا۔

اہل ماوراء النہر کو دعوت اسلام: ...... ۱۱۰ھ میں اشرس نے ابوالصیداء صالح بن ظریف ❸ (بنوضبہ کے آزاد غلام) اور ربیع بن عمرن تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوت اسلام دینے کے لیے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جو شخص ان میں سے برضاء ورغبت دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ ان دنوں سمرقند وغیرہ کے صیغہ جنگ اور مال کا حسن بن عمرطہ کندی ذمہ دار تھا لہذا ابوالصید وغیرہ نے اہلیان سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور قبولیت اسلام کی شرط پر جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا اہل سمرقند جوق در جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے۔

ختنہ اور دیگر طریقوں سے نومسلموں کی جانچ: ...... چنانچہ غورک نے اشرس کو ان کے خراج کی کمی اور موصول نہ ہونے کی شکایت لکھی۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کندی کو تحریر کیا "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اہل صغد وغیرہ نے رغبت اور رضا سے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ جزیہ کے خوف سے مسلمان ہو گئے ہیں لہذا تم دیکھو کہ جس نے ختنہ کرایا ہو اور فرائض کو ادا کر رہا ہو اور قرآن کی کوئی سورت بھی اس کو یاد ہو تو اس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو۔

نومسلموں سے جزیہ کا آرڈر: ...... اس کے بعد اشرس نے حسن بن عمرطہ کو صیغہ مال کے کام سے سبکدوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مقرر کیا ابوالصیداء نے ان لوگوں سے ان لوگوں سے روکا جو مسلمان ہو چکے تھے ہانی نے ایک اطلاعی خط اشرس کے پاس بھیجا اس کا مضمون یہ کہ اہل صغد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد بنالی ہیں اشرس نے اس کو اور اپنے سارے عمال کو حکم بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا جا رہا تھا ان سے اب بھی وصول کیا جائے اگر چہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں

اہل صغد کی ناراضگی وعلیحدگی: ...... اہل صغد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی لہذا جزیہ دینا تو در کنار، سات ہزار کی تعداد میں علیحدہ ہو گئے اور سمرقند سے چند فرلانگ کے فاصلے پر بیٹھ گئے۔ ابوالصیداء ربیع بن عمران ہیثم شیبانی، ابوفاطمہ ازدری، عامر بن قشیر، بشیر جحدری، بنان عنبری، اسماعیل بن عقبہ بھی انہی لوگوں میں شامل ہو گئے اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمرطہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم سلی اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو مقرر کیا مجشر نے

❶ ...... کامل ابن اثیر جلد پنجم۔ ❷ ...... کامل ابن اثیر جلد پنجم۔ ❸ ...... ابن اثیر کی الکامل جلد نمبر ۳۲۲۳ میں ظریف کے بجائے طرے تحریر ہے۔

ابوالصید اءکواس کے ساتھیوں سمیت بلوایا جب وہ اور ثابت قطنہ آ گئے تو ان دونوں کو قید کر کے اشرس کے پاس بھیج دیا۔

اہل صغد کا جنگ لڑنے کا فیصلہ:......ابوالصید اء کی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ہانی سے جنگ لڑنے کے لئے ابوفاطمہ کو امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط وکتابت کرنے کے بہانے جنگ سے روک دیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کا حکم بھیجا چنانچہ صغد کا جوش ختم ہو گیا۔

اہل صغد کی گرفتاری اور ذلت:......تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اور آپس میں پھوٹ پڑ گئی اشرس ایک ایک کو گرفتار کر کے قید اور زبردستی اور تعدی کے ساتھ جزیہ وصول کرنے لگا عجم کے سرداروں اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ان کے کپڑے جلوائے پیٹیوں کو گردنوں میں پہنوایا۔ سروں پر کانٹوں کے تاج رکھوائے اور جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان سے بھی جزیہ وصول کیا

صغد و بخارا کی پھر اجازت:......صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب باغی ہو گئے ترکوں سے سازش کر کے ایک لشکر مرتب کر لیا۔ چنانچہ اشرس اس طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا اور آمد میں پہنچ کر قیام کیا وہاں مہینوں ٹھہرا رہا آخر کار جا قطن بن قتیبہ بن مسلم کو دس ہزار کا لشکر دے کر آگے بڑھایا دریا عبور کرتے ہی اس کا ترکوں اور اہل صغد و بخارا سے سامنا ہو گیا (ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا)

مسلمانوں کا محاصرہ:......اہل صغد و بخارا نے قطن کی لشکر گاہ کا محاصرہ کر لیا اور ترکوں نے مسلمانوں کے کمسریٹ پر چھاپہ مارا۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود ابن عمر کی ضمانت پر قطنہ کو رہا کر کے فوج کے سوار دستے کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا ثابت نے آگے بڑھ کر ترکوں سے جو مال واسباب وہ لے گئے چھین لیا۔

مخالفین کی پسپائی:......اس کے بعد اشرس اپنے ساتھیوں سمیت نہر عبور کر کے قطن کے پاس پہنچ گیا فریق مخالف سے مقابلہ ہوا لیکن وہ پسپا ہو کر بھاگ گئے اور اشرس اپنی فوج لے کر بیکندہ تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا (چنانچہ اہل شہر نے پانی بند کر دیا اور شدت پیاس سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا)

اشرس کا مخالفین سے مقابلہ:......راستے میں مخالفین سے جنگ چھڑ گئی ایک بڑی خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو پانی کے چشمے سے ہٹا دیا حرث بن شریح اور قطن بن قتیبہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے ثابت قطنہ صخر بن مسلم بن نعمان عبدی، عبدالملک بن دثار باہلی اس معرکہ میں کام آ گئے۔

ترکوں کے خلاف کامیابی:......ابھی جنگ کا عنوان بدلا نہیں تھا کہ قطن بن قتیبہ نے فوج ایک دستے کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر حلف کر لیا تھا ترکوں پر حملہ کر دیا چنانچہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا رات تک کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ کامیابی کے بعد اشرس بخارا کی جانب لوٹا اور ایک لشکر حرث بن شریح ازدی کی کمان میں اس کے محاصرے کے لئے روانہ کیا۔

خاقان کا مسلمانوں کے شہر کا محاصرہ:...... خاقان نے بھی شہر کرجہ (جو صوبہ خراسان کا ایک بہت بڑا شہر ہے) پر حصار کر ڈالا یہاں پر مسلمانوں کی جماعت زیادہ تھی مسلمانوں نے اس پل کو جو خندق پر تھا توڑ دیا، ابن جسر وابن یزدجرد نے اہل شہر کو مخاطب کر کے کہا اے عربو! تم لوگ خود کو کیوں ہلاک کر رہے ہو؟ خاقان میری سلطنت مجھے واپس دینے کے لئے آیا ہے میں تمہارے لئے اس سے امان حاصل کر سکتا ہوں'' اہل شہر اس کو گالیاں دینے لگے۔

مسلمانوں کو لالچ دینے کی کوشش:......اس دوران بزعزی دوسوآدمیوں کو لے کر آیا یہ بہت بڑا عظیم الشان شخص تھا خاقان اس کی رائے سے بھی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اس بلانے پر یزید بن سعید باہلی گفتگو کرنے کے لئے آئے بزعزی نے کہا ''اگر تم لوگ ہم سے سازش اور صلح کر لو تو ہم تم لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دوگنی کر دیں گے اور کبھی تم سے کسی قسم چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے'' یزید نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس سے انکار بلکہ نرمی کے ساتھ جواب دے کر شہر میں واپس آ گئے۔

مسلمانوں کے انکار پر خندق تباہ کرنے کی کوشش: ...... یزید نے اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے انکار میں جواب دے دیا۔ خاقان نے جھلا کر خندق کو تر لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا اہل شہر نے اس پر خشک لکڑیاں ڈال دیں، خندق بھر گئی رات ہوئی تو آگ لگادی گئی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ایک ہی ساعت میں لکڑیاں جل کر کوئلہ ہوگئیں جب خاقان اس تدبیر میں کامیاب نہ ہوا تو اس نے اپنے لشکریوں کو بھیڑ بکریاں دے کر یہ حکم دیا کہ ان کا گوشت کھا کر ان کی کھالوں میں مٹی بھر کے خندق کو پاٹ دو قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیج دیا جس سے ایسا پانی برسا کہ خندق میں جو کچھ تھا وہ سب بہہ کر نہر اعظم میں چلا گیا اس حالت میں مسلمانوں نے ان پر تیر بازی شروع کر دی اتفاق سے ایک بزرزی کے گلے میں جا کر اتر ہوگیا۔ جس کے صدمہ سے وہ اسی رات کو مر گیا۔

مسلمان قیدیوں کا قتل: ...... دن نکلا تو ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا مسلمانوں میں اس سے اشتعال پیدا ہوا وہ بھی ان کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے افواج اسلام نے فرغانہ پہنچ کر وہاں پڑاؤ کیا ترکوں نے یہ خبر سن کر نہایت سختی سے جنگ چھیڑ دی اہل شہر بھی کمال انتہائی بہادری سے جواب دیتے رہے۔

ترکوں سے صلح: ...... بالآخر ساٹھ دن کے محاصرہ کے بعد مسلمانوں نے ''کمرجہ'' ترکوں کو دے کر ان سے مصالحت کر لی اور خود سمرقند اور دبوسیہ کی طرف واپس چلے گئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے دونوں طرف کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت زیر حراست رکھا۔ مصالحت کے بعد تقریباً سارا ترکی لشکر واپس چلا گیا البتہ خاقان تھوڑی سی فوج لے کر اہل شمیر کے زمانے تک ٹھہرا رہا اور کورصول کو مسلمانوں کے ساتھ بھیج دیا تا کہ وہ ان کو ان کی جائے امن تک پہنچا دے دبوسیہ پہنچنے کے بعد فریقین نے ایک دوسرے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

جنید کی تقرری: ...... ۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو گورنری سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمن بن عمر بن حرث بن خارجہ بن سنام بن ابی حارثہ مری کو خراسان کا گورنر بنا دیا، اس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ ام حکیم بنت یحیٰی بن حکم زوجہ ہشام کو جواہرات کا ایک ہار تحفہ میں دیا تھا، ہشام اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا جنید نے یہ سن کر ایک دوسرا ہار اسی طرح کا ہشام کے سامنے پیش کر دیا ہشام نے اس صلے میں جنید کو گورنر بنا دیا اور پانچ سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔

جنید کی ماوراء النہر روانگی: ...... جنید خراسان پہنچا تو خطاب بن محرز سلمی کو اشرس کا نائب بنا دیا ایک دوروز قیام کرنے کے بعد خطاب کو اپنے ساتھ لے کر ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں مجشر بن مزاحم سلمی کو، بلخ پر سورہ بن الجبر تمیمی کو امیر بنا دیا اور اشرس کو جس وقت وہ اہل بخارا اور صغد سے میدان کارزار میں جدال وقتال میں مصروف تھا یہ کہلوایا کہ ایک چھوٹا سا لشکر ہمارے ساتھ بھیج دو تا کہ راستے میں مخالفین تنگ نہ کریں۔

ترکوں سے مسلم لشکر کی مڈ بھیڑ: ...... اشرس نے اس حکم کے مطابق عامر بن مالک حمانی کو روانہ کیا ترکوں اور صغد کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ آگے بڑھ کر عامر کو روکا اور لڑائی شروع ہوگئی عامر نے اپنے ساتھیوں کے بڑے حصہ کو دائرے کی صورت میں پھیلا کر ترکوں اور صغد کو گھیرے میں لے لیا اور سامنے سے چھوٹے حصہ کو لے کر لڑنے لگا۔ ترکوں اور صغد کو شکست ہوگئی اور عامر ❶ جنید کے پاس پہنچ گیا اور پھر اس کے ساتھ واپس آیا۔

مقدمۃ الجیش کی ترکوں پر فتح: ...... جنید کے مقدمۃ الجیش کا عمارہ بن حزیم امیر تھا بیکند ❷ سے دو ڈھائی کوس آگے آیا ہوگا) کہ ترکوں نے جنگ شروع کر دی۔ عمارہ نے نہایت بہادری اور تیزی سے ان کو پسپا کر دیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے سمرقند کی جانب سے اس کے ساتھ پر حملہ کیا جس کا افسر قطن بن قتیبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خاقان کو شکست ہوگئی۔ مسلمانوں نے اس کے بھائی کو گرفتار کر کے ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ ان ہی واقعات پر ۱۱۱ھ پورا گیا اور جنید کامیاب وکامران مرو لوٹ آیا۔

مسلم بن عبدالرحمن کی برہانہ گرفتاری: ...... واپسی کے بعد جنید نے قطن بن قتیبہ کو بخارا کا، ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات کا، حبیب بن مرہ بن عبسی کو پولیس کا، اور مسلم بن عبدالرحمن باہلی کو بلخ کا امیر بنا دیا اس سے پہلے بلخ میں نصر بن شیار تھے مسلم نے اس کو سوتے ہوئے گرفتار کر کے بغیر

❶، ❷...... کامل ابن اثیر جلد پنجم

پاجامہ کے محض قمیص میں جنید کے پاس بھیج دیا۔

مسلم سے ناروا سلوک پر نصر کی ناراضگی:...... جنید کو مسلم کی یہ حرکت اچھی نہیں لگی اور نصر کو اس حالت میں دیکھ کے بولا کہ ''مصر کے سردار کو مسلم نے اس حالت میں روانہ کیا ہے'' کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جنید نے مسلم کو بلخ سے معزول کر کے یحییٰ بن ضبیعہ کو گورنر بنا دیا اور ایک وفد ان جنگوں کے حالات بتانے کے لئے ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

جراح حکمی کی فتوحات:...... ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۴ھ میں ''بلاد خزر'' میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور اس نے ان کو شکست دے دی اور بہت سختی کے ساتھ ان لوگوں سے پیش آیا تھا اور بلنجر پر قبضہ کر کے دوبارہ اس کے پرانے حکمران کو واپس دے دیا تھا ہشام بن عبدالملک نے اس کے عہدے پر اس کو بحال رکھا تھا اس کے بعد یہ آرمینیہ کا گورنر بنا دیا گیا لہٰذا وہ ۱۱۱ھ میں تفلیس کی جانب سے ترکمان کے علاقوں میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ان کے مشہور شہر بیضاء کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا۔

جراح کی شہادت:...... اہل خزر اور ترک کو اس سے اشتعال پیدا ہوا فوجیں منظم کر کے لان ❶ کی جانب سے شور انگیز خان کی طرح آگے بڑھے جراح نے بھی مقابلہ کے لئے ۱۱۲ھ میں خروج کیا مرج اردبیل ❷ میں صف آرائی کی نوبت آئی بے جگری سے لڑنے لگے مسلمانوں کی تعداد مخالفین کے مقابلے میں نہایت کم تھی۔ جنگ کے دوران جراح اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گیا اور وہ اپنی شہادت سے پہلے وہ اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کر چکا تھا خزر (یعنی ترکمان) والوں کا دل اس کے ہاتھوں بڑھ گیا کامیابی کے جوش میں موصل کے قریب تک پہنچ گئے اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ جراح بلنجر میں شہید ہوا۔

سعید حریشی کی روانگی:...... بہرکیف جب یہ خبر دارالخلافت دمشق میں پہنچی تو ہشام بن عبدالملک نے سعید حریشی ❸ کو بلایا اور تذکرے کے طور پر کہنے لگا ''دیکھا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کے بھاگ نکلا ہے'' سعید حریشی نے عرض کیا ''امیر المومنین یہ نہیں ہو سکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کے بھاگنے سے زیادہ ہے میرا خیال یہ ہے کہ وہ ضرور شہید ہو گیا ہے آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرما دیں اور روزانہ چالیس آدمی میری کمک پر بھیجتے رہیں لشکر کے کمانڈر کے نام ایک گشتی فرمان بھی بھیج دیجئے کہ وہ ضرورت کے وقت میری مدد کریں'' ہشام بن عبدالملک نے ان ساری باتوں کو منظور کر لیا اور سعید بن حریشی سامان درست کر کے روانہ ہو گیا۔

مجاہدین کے قافلے:...... وہ جس شہر جاتا تھا وہاں کے اہل کو جمع کر کے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ساتھ مل جاتا تھا۔

خلاط پر کامیابی:...... اسی طرح وہ شہر زدر (اذران) پہنچا جہاں جراح کے ساتھیوں میں چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی جو معرکہ جنگ میں شکست کھا کے آ رہے تھے سعید حریشی نے ان کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور ''خلاط'' پہنچ کر محاصرہ کر لیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حریشی نے اس کے مال غنیمت کو تقسیم کر دیا اور دیگر شہروں اور قلعوں کو فتح کرتا ہوا ''برذعہ'' کا رخ کیا اور برذعہ پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا

ورثان سے ابن خاقان کا فرار:...... خاقان کا بیٹا ان دنوں آذربائیجان کے علاقے تہس نہس کرنے میں لگا ہوا تھا شہر ورثان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سعید حریشی نے اپنے ایک ساتھی کو اہل ورثان کے پاس مسلمانوں کی آمد کی خبر دینے کیلئے روانہ کیا۔ اور ترکمانوں کا محاصرہ جنگ کی دھمکی دے کر اٹھا دیا۔ محاصرہ ختم ہونے کے بعد حریشی ''اہل ورثان'' سے ملا اور دوسرے دن ترکمانوں کے تعاقب میں اردبیل تک چلا گیا۔

ترکمانی لشکر کی بربادی:...... ایک جاسوس نے خبر دی کہ لشکر اسلام سے چار کوس کے فاصلے پر ترکمانوں کا دس ہزار کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کے پانچ ہزار خاندان قید اور گرفتاری کی مصیبت جھیل رہے تھے سعید کی آنکھوں میں یہ سنتے ہی خون اتر آیا جوش انتقام کو زبردستی دبائے رکھارات ہوتے ہی اس نے اس پر حملہ کر دیا ان دس بارہ ہزار ترکمانوں میں ایک بھی زندہ نہ بچ سکا اس طرح مسلمانوں کو اس کے پنجے سے چھڑا لیا۔

---

❶...... ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ پر ''لان'' ہی لکھا لیکن ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۹۲ مطبوعہ بیروت پر ''لاف'' تحریر ہے۔ ❷...... آذربائیجان کے مشہور شہروں میں سے ہے (معجم البلدان) ❸...... اس کی نظر کمزور تھی اور یہ حلب کے علاقے منبج میں مقیم تھا۔

باجروان میں ترکمانوں کو شکست: ...... صبح ہوئی تو ''باجروان'' کی طرف روانہ ہوا ایک دوسرے جاسوس نے پہنچ کر ترکمانوں کے ایک دوسرے لشکر کی خبر دی۔ سعید نے اسی وقت اس طرف کوچ کیا ان کی بے خبری میں ان کے سروں پر پہنچ کر سب کو ان کے خوابیدہ نصیب کی طرح موت کی نیند سلادیا اور ان سے مسلمان قیدیوں کو چھڑا کے ''باجروان'' واپس آ گیا ان ہی قیدیوں میں جراح کے اہل وعیال اور بچے بھی تھے۔

اہل خرز کے انتقامی لشکر کی بربادی: ...... اس کے بعد انتقام لینے کے لئے اہل خرز نے اپنے شہزادوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی سرزمین زرند میں مقابلہ ہوا جس وقت جنگ زور وشور سے ہو رہی تھی کفار کے لشکر گاہ سے مسلمان قیدیوں نے چلا چلا کر دعا زاری شروع کر دی اہل شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے دل میں ان کی ہمدردی کا جوش نہ بھر آیا ہو اور اس کی آنکھیں پرنم نہ ہوگئی ہوں چنانچہ سب نے مجموعی قوت لگا کر اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر حملہ کیا تو میدان جنگ سے خزر کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے ''نہر راس'' تک تعاقب کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا مسلمان قیدی جوان کے پنجہ ظلم میں گرفتار تھے آزاد کرا کے باجروان پہنچا دیئے گئے۔

خرز کے شہزادے کی آخری شکست: ...... شہزادہ خرز نے اس شکست کی شرمندگی دور کرنے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے خیال سے پھر اپنی قوم کو جمع کیا اور انتہائی جوش سے ان کے سروں پر پہنچ کر لڑائی شروع کر دی۔ اہل خرز نہایت استقلال سے جواب دینے لگے آخر کار حریشی کے ناقابل برداشت حملے برداشت نہ کر سکے اور میدان سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے میدان جنگ میں جس قدر مارے گئے تھے اس سے کہیں زیادہ ڈوب ڈوب کر مر گئے۔

فتح کے بعد حریشی کی دمشق واپسی: ...... جنگ کے بعد حریشی مال غنیمت جمع کر کے کامیاب وکامران ''باجروان'' کی طرف واپس آ گیا اور باجروان پہنچ کر مال غنیمت تقسیم کیا پھر فتح کی خوشخبری کے ساتھ خمس دارالخلافہ دمشق روانہ کر دیا کچھ عرصے کے بعد ہشام بن عبدالملک نے حریشی کو بلوایا اور اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیہ وآذربائیجان کا گورنر بنا دیا۔

جنید اور خاقان کی پیش قدمی: ...... ۱۱۲ھ میں جنید نے خراسان سے جہاد کے لئے طخارستان پر خروج کیا ایک طرف سے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار کا لشکر دے کر اور دوسری جانب سے ابراہیم بن سام کو دس ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا ترکوں کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر جمع کر کے خاقان کی کمان میں سمرقند کی طرف دوڑ پڑے۔

سمرقند کے لئے جنید کے مشورے: ...... سمرقند کا گورنر ان دنوں سورہ بن بجر تھا اس نے جنید کو خاقان کی فوج کشی اور اہل سمرقند کے دفاع کی عدم اہلیت کی کیفیت لکھ کر بھیجی اور کمک مانگی جنید نے لشکریوں کو کوچ کرنے اور دریا عبور کرنے کا حکم دیا مجشر بن مزاحم سلمی اور ابن بسطام ازدی نے مخالفت کی اور کہا ''ترک دوسری قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں اور آپ کا سارا لشکر متفرق ومنتشر ہو رہا ہے مسلم بن عبدالرحمٰن ''بیروزکوہ'' میں بختری ''ہرات'' میں اور عمان بن حریم ''طخارستان'' میں پڑا ہوا ہے پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ آپ دریا عبور کرنے کا ارادہ مت کرنا۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس میں جلدی نہ کریں عمارہ کو طلب کر لیجئے۔ اس کے بعد ترکوں کے مقابلے کی تیاری کیجئے۔

جنید کا جنگ کا فیصلہ: ...... جنید نے آہ کھینچ کر کہا ''یہ بالکل ناممکن ہے نہ جانے میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند میں کس چپقلش میں پھنسی ہوگی اور وہاں کے مسلمانوں پر کیا گزر رہا ہوگا'' مجشر اور ابن بسطام یہ سن کر خاموش ہو گئے لہٰذا جنید نے تیاری کا حکم دیا اور دریا عبور کر کے ''کش'' میں پڑاؤ کیا کہ ترکوں کے آمد کی خبر سن کر کش کے راستے میں بہت سے کنویں کھودے اتفاق سے جنید دوسرے راستے سے روانہ ہو گیا۔

ابن خاقان سے لڑائی: ...... خاقان کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا صغد، فرغانہ اور شاش نے بھی سازش کر لی تھی لہٰذا مسلمانوں کا مقدمۃ الجیش پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن شخیر تھا حملہ کیا عثمان بن عبداللہ پسپا ہو گئے لشکر اسلام کی طرف لوٹا ترک لشکر سے ایک چھوٹے سے گروپ نے اس کا تعاقب کیا اور باقی ماندہ فوج نے سمرقند پر حملہ کر دیا۔

نصر بن سیار اور جنید کی فتوحات: ...... جنید نے اہل شہر کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی شروع کر

دی اوران کے بڑے بڑے سورما اور سرداروں کو قتل کر کے خاک وخون میں ملا دیا۔ جنید سپاہیوں کو لے کر آگے بڑھتا ہوا میمنہ تک پہنچا اورازد کے جھنڈے کی طرف متوجہ ہوا علم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کر کہا'' کیا آپ اب ہماری عزت افزائی کے لئے آئے ہیں۔ یہ یاد رکھنا کہ ہمارے جیتے جی آپ تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ جنید نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

تلواروں کے بعد ڈالیوں سے جنگ: ...... چنانچہ علم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا اپنے گروپ کو لے کر آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تلواریں بیکار ہوگئیں اس وقت ان کے غلاموں نے درخت کی ڈالیاں کاٹ لیں اوران سے دشمنان پروار کرنے لگے۔ لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے اس طرح گھتم گھتا ہو گئے کہ دور سے دیکھنے والا تمیز نہ کر پاتا البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل ہلا دینے والی آواز اسلام وکفر کا فرق پیدا کر دیتی تھی۔

اس قیامت خیز واقعے میں ازد کے اسی آدمی کام آگئے جن میں عبداللہ بن بسطام محمد بن عبداللہ بن حوذان، حسین بن شیخ اور یزید بن مفصل حرانی وغیرہ تھے۔

خاقان کی آمد اور جنگ: ...... فریقین ابھی گتھے ہوئے لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پہلا گروپ آتا ہوا دکھائی دیا جنید کے منادی نے'' الارض الارض'' کا اعلان کیا۔ چنانچہ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی گھوڑوں سے اتر گئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص گڑھا کھود کے چھپ گیا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر جس طرف بکر بن وائل تھے حملہ کیا ان کا سردار زیاد بن حرث تھا بکر بن وائل نے اتنی سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا مگر جنگ کا عنوان لحظہ بلحظہ خوفناک ہوتا جاتا تھا۔

سورہ ابن ابجر اور جنید: ...... جنید نے اپنے ساتھیوں کے کہنے سے جنگ کی شدت اور ترکوں کی قوت تقسیم کرنے کی غرض سے سورہ ابن ابجر کو سمرقند میں کہلوا دیا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کر دو سورہ نے خروج کرنے سے انکار کر دیا جنید نے جھلا کر کہلوایا'' اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں تمہیں سخت سزادوں گا تم کو چاہیے تھا کہ یہ پیغام پہنچتے ہی سمرقند سے خروج کر دو اور نہر کے کنارے چلے آؤ دیکھنا خبردار نہر کا راستہ نہیں چھوڑنا میرے اور تمہارے درمیان میں صرف دوراتوں کا سفر ہے'' سورہ مجبوراً اس حکم کی تعمیل پر تیار ہو گیا۔

سورہ اور خاقان کی بدترین جنگ: ...... سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا نائب بنا کر بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا مگر دریا کے راستے کو دور سمجھ کے اختیار نہیں کیا جس وقت سورہ اور جنید کے لشکر میں ایک کوس کی مسافت باقی رہ گئی تو صبح کے وقت خاقان وہاں پہنچ گیا اوران کے پانی کے درمیان رکاوٹ بن گیا اور آس پاس کے جنگل جھاڑیوں اور درختوں میں آگ لگا دی مسلمانوں نے تن بہ تقدیر تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کے بھڑ گئے ترکوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا میدان جنگ کے غبار اور دھویں سے سارا عالم تاریک ہو گیا کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

آگ اور مسلم فوج کی تباہی: ...... لشکر اسلام دھڑا دھڑ گرنے لگا جس طرف جاتا تھا آگ ہی آگ تھی سورہ بھی گرا اور اس کی ران ٹوٹ گئی ترکوں نے دوسری طرف مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا پیچھے ہٹتے تو ترک تھے آگے بڑھتے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس بڑے لشکر میں مسلمانوں کے تھوڑے سے آدمی زندہ بچے باقی لوگوں کو مہلب بن زیاد عجلی کی تعداد چھ سو یا ایک ہزار تھی بڑی مشکل سے بچا کر'' رستاق مرغاب'' لے گیا ان ہی لوگوں میں قریش بن عبداللہ بن عبدی بھی تھا۔ لیکن رستاق مرغاب میں بھی ان غریبوں کو لڑائی سے پناہ نہ ملی۔

مہلب بن زیاد کی شہادت: ...... اہل'' رستاق مرغاب'' جنگ کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ اس لڑائی میں مہلب بن زیاد کام آگیا۔ تب ان لوگوں نے رجب بن خالد کو اپنا امیر بنایا اس دوران اسکید (گورنر نسف) وغورک (بادشاہ صغد) آگئے غورک ان لوگوں کو امان دے کر خاقان نے اس کی امان دہی منظور نہیں کی بلکہ سب کے سب لوگوں کو انتہائی بے رحمی سے قتل کر دیا ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ سکا۔

ترکوں کا مقابلہ اور فرار: ...... اس واقعے کے بعد جنید پہاڑی کی گھاٹی سے نکل کر سمرقند کی طرف چلا کر مجشر بن مزاحم کے کہنے سے قیام کر دیا اتفاق سے ترکوں کا لشکر بھی وہاں آگیا چنانچہ لڑائی شروع ہو گئی مسلمانوں نے نہایت ثابت قدمی و مردانگی سے مقابلہ کیا غلاموں نے ایسی جاں نثاریاں کیں

اور مردانگی کے جوہر دکھائے کہ دیکھنے والے عش عش کرنے لگے۔ ترکوں کی فوج میدان سے بھاگ گئی۔ چنانچہ جنید سمرقند میں داخل ہو گیا اور مسلمانوں کے اہل وعیال کو مرو میں ٹھہرایا۔ چار مہینے تک صغد کے مقابلے پر ٹھہرا رہا۔ خراسان کی ان لڑائیوں میں مجشر بن مزاحم سلمی عبدالرحمٰن بن صبح مخزومی اور عبیداللہ بن حبیب ہجری وغیرہ جیسے تجربہ کاروں سے مشورہ لیا جاتا تھا اور ان ہی کے شوری ورائے سے جنگ کے اہم امور سر کئے جاتے تھے۔

ہشام کا کمک کا وعدہ:......ترکوں کے واپس چلے جانے کے بعد جنید نے نہار بن توسعہ بن تیم اللہ اور زمیل بن سوید بن شیم کو یہ واقعات بتانے کی غرض سے دارالخلافہ کر دیا ساتھ ہی اس کے سورہ بن ابجر کی نافرمانی اور دریا کا راستہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے دشمنوں کے کامیاب ہو جانے کی شکایت بھی لکھ بھیجی۔ ہشام بن عبدالملک نے لکھا ''میں نے تمہاری امداد کے لئے دس ہزار فوج بصرئ سے اور اتنی ہی کوفہ سے اور تیس ہزار تلواریں روانہ کر دی ہیں تم تمام دشمنوں سے جہاد کرو'' جنید کو اس فرمان کے آنے سے ایک گونہ تسلی ہوگئی مصلحتاً سمرقند میں ٹھہرا رہا۔

خاقان کی بخارا پر فوج کشی:......اس کے بعد خاقان نے بخارا کی حکومت قطن بن قتیبہ کے سپرد تھی جنید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ اہل بخارا کے ساتھ بھی وہی معاملہ پیش نہ آئے جو سورہ پر گذر چکا ہے چنانچہ عبداللہ بن عبداللہ (مولیٰ بنی سلیم) سے رائے طلب کی عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا ''میں آپ کو مناسب رائے دے سکتا ہوں مگر آپ عمل نہیں کریں گے'' جنید نے جواب دیا۔ گر رائے درست ہوئی تو میں ضرور عمل کروں گا۔

عبداللہ اور جنید کے مشورے:......عبداللہ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ سورہ بن ابجر کے ساتھ شہید ہو گئے ان کے اہل وعیال کو اپنے ساتھ سمرقند سے لئے چلو اور سمرقند میں عثمان بن عبداللہ شخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے ساتھ چھوڑتے جاؤ اور ہر شخص کے لئے ضروری ہے رقم اور کھانے پینے کا سامان دے دو جنید نے اس رائے کے مطابق عثمان بن عبداللہ کو چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے ساتھ سمرقند میں کافی ذخیرے کے ساتھ چھوڑ دیا اور خود اہل وعیال اور اسلامی لشکر سمیت دشمنوں کے زد سے بچتا ہوا بخارا کی طرف روانہ ہو گیا رفتہ رفتہ طوادیس کے قریب پہنچا۔

کرمینیہ میں خاقان سے مقابلہ:......یکم رمضان ۱۱۲ھ کو مقام ''کرمینیہ'' میں خاقان سے مقابلہ ہو گیا ایک ہلکی سی لڑائی کر کے ترک واپس چلے گئے۔ اگلے دن لشکر اسلام نے کوچ کر دیا خاقان نے دوبارہ ساقہ پر حملہ کیا جنید نے میمنہ کے ایک دستہ کو ساقہ کی کمک پر بھیج دیا جس کی امداد سے ساقہ نے ترکوں کو زیر کر لیا اس معرکہ میں ترکوں کے نامور بہادروں میں سے مسلم بن احوز مارا گیا خاقان گھبرا کر طوالیس سے لوٹ آیا اور جنید لشکر لئے ہوئے بخارا پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی بصرئ اور عنبری کے ہمراہ شب خون مارنے بھیج دیا۔

جنید کی معزولی اور وفات:......۱۱۶ھ میں ہشام بن عبدالملک تک یہ خبر پہنچ گئی کہ جنید بن عبدالرحمٰن عامل خراسان نے گ فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے عقد کر لیا ہے چونکہ اس کی بنو مہلب سے ناراضگی تھی اس وجہ سے اگر جنید کا یہ فعل اس کو ناگوار گزرا اور اسی وجہ سے اس کو بھی معزول کر کے اس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مقرر کر دیا اور یہ حکم دیا کہ اگر جنید میں تھوڑی سی بھی جان موجود ہو تو اس کو زندگی کے بوجھ سے آزاد کر دینا لیکن اتفاق یہ کہ جس روز عاصم خراسان پہنچا استسقاء کی بیماری میں وفات پا چکا تھا۔

جنید اور عاصم میں پہلے سے ہی دشمنی تھی اس نے اس کے مقرر کئے ہوئے عمال کو ایذائیں دیں اور عمارہ بن حزیم کب (جسے جنید نے بوقت وفات اپنا نائب بنایا تھا) قید کر لیا۔

مروان بن محمد گورنر آرمینیہ وآذربائیجان:......جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جہاد ''خزر'' (یعنی ترکمان) سے ممالک اسلامیہ میں واپس آیا مروان بن محمد بن مروان جو اس لشکر میں تھا چھپ کر ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور مسلمہ کی شکایت کی کہ ''وہ جہاد سے جی چراتا ہے اس وجہ سے اسلامی فوج میں ایک قسم کی کاہلی آ گئی ہے اور دشمنوں کے دل بڑھ گئے ہیں مہینوں تیاری کرتا رہا بارے خدا خدا کر کے کفار کے ملک میں داخل ہوا تو صلح اور سلامتی کو اس قدر عزیز رکھا کہ دشمنان دین پر کچھ سختی بھی نہیں کی آپ اگر مجھے ان پر جہاد کرنے کا حکم دیں تو میں ان سے بھی اچھا انتقام لوں گا بشرطیکہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگ آوروں کے ذریعے میری مدد کیجئے اور اس راز کو چھپا رکھنا'' ہشام نے اس کو منظور کر لیا اور آرمینیہ کی سند گورنری اسے عطا کر دی۔

مروان کی آرمینیہ روانگی:...... چنانچہ مروان بن محمد آرمینیہ کی طرف روانہ ہوا اور ہشام نے شام، عراق اور جزیرہ سے امدادی فوجیں بھیج دیں۔

مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ ''لان'' پر جہاد کیا جائے گا بادشاہ خزر سے صلح کی درخواست کی ''خزر'' اس پر راضی ہو گیا اور شرائط صلح وعہد نامہ لکھنے کی غرض سے چند آدمیوں کو بطور قاصد کے روانہ کیا مروان نے ان کو روک لیا یہاں تک کہ اپنے اپنے لشکر کو اچھی طرح منظم کر لیا اور اس وقت اعلان جنگ کر کے ان کو رہا کر دیا اور خود قریب ترین راستے کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک میں پہنچ گیا۔ بادشاہ خزر نے موجودہ حالت میں جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چلا گیا اور مروان قتل و غارت کرتا مال غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک بڑھ گیا۔

''سریر'' کے ملک پر حملہ: ..... انہی فتوحات کے دوران ''بادشاہ سریر'' ❶ کے ملک پر بھی حملہ کر کے اس کے قلعوں کو طاقت سے فتح کر لیا تھا لیکن اہل قلعہ نے ہزار آدمیوں (پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیوں) اور ایک لاکھ مدبر ❷ پر مصالحت کر لی جس کو وہ خود باب تک پہنچا دیں گے ان کی دیکھا دیکھی اہل تومان نے بھی ایک غلام اور بیس ہزار مدبروں پر صلح کر لی۔

''وردکران'' اور سیدان لکز اور سروان: ..... اس کے بعد مروان سرزمین ''وردکران'' ❸ میں داخل ہوا۔ چنانچہ اہل وردکران سے بھی مصلحت ہو گئی۔ پھر اس نے حمرین کا رخ کیا اور اسے فتح کر کے سبدان ❹ جا پہنچا جو مصلح وامان مفتوح ہوا اس کے بعد قلعہ لکز کے گورنر کے جزیہ نہ دینے کی وجہ سے قلعہ لکز کا رخ کیا۔ قلعہ کا گورنر یہ خبر سن کر بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا مگر راستے میں تیر لگنے سے مر گیا اور اہل لکز نے مروان سے صلح کر لی مروان لکز پر ایک گورنر مقرر کر کے ''سروان'' جا پہنچا اہل سروان نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سروان سے روانہ ہو کر روانیہ پر دھاوا کیا اور ایک خون ریز لڑائی کے بعد واپس آیا۔

حرث بن شریح کی بغاوت: ..... خراسان میں قبیلہ ازد کا نامور سردار حرث بن شریح تھا اس نے ۱۱۶ھ میں کالے کپڑے پہنے اور لوگوں کو اتباع کتاب اللہ، سنت رسول امام رضا کی کرنے کی دعوت دی (جیسا کہ بنو عباس کے مبلغین خراسان میں کر رہے تھے) اور اس کام کو انجام دینے فاریاب گیا۔ عاصم بن عبداللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی، خطاب بن محرز سلمی اس کے پاس آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن موقع پا کے یہ دونوں جیل سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

حرث کا خراسان اور جوز جان پر قبضہ: ..... حرث بن شریح نے چار ہزار فوج جمع کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ پر نصر بن سیار تجیبی مقرر تھا، دس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور نصر بن سیار کی فوج میدان سے بھاگ گئی چنانچہ حرث نے بلخ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن حازم کو وہاں مقرر کر کے جوز جان کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رخ کر لیا۔

گورنر مرو کے انتظامات: ..... اس دوران عاصم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ اہل مرو حرث سے خط وکتابت کر کے اس سے سازش کر رہے ہیں عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا اور امیر المؤمنین کے عقاب وعتاب سے ڈرایا اس کے بعد مرو سے باہر نکل کر لشکر آراستہ کیا اور حفاظت کی غرض سے پل کو تڑوا ڈالا اور کشتیوں کو ہٹوا دیا۔

حرث کا گورنر کی فوج پر حملہ: ..... جیسے ہی عاصم ان انتظامات سے فارغ ہوا ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر حرث وہاں آ پہنچا جس میں قبیلہ ازد اور تمیم کا نامی گرامی نبرد آزما شہسوار اور جوز فاریاب اور طالقان کے مشہور دہقان بھی موجود تھے حرث کے ساتھیوں نے پل باندھ کر دریا عبور کر لیا اس کے بعد معلوم نہیں کس وجہ سے محمد بن مثنی ازد کے ہزار آدمیوں کو اور حماد بن عامر حمانی بھی تمیم کے اتنے ہی آدمیوں کو لے کے عاصم سے آ ملا۔

حرث کی شکست اور فرار: ..... اور جب مقابلے کی نوبت آئی ایک بہت بڑی خونریز لڑائی کے بعد حرث کو شکست ہو گئی اس کے اکثر ساتھی دریا مرو میں ڈوب کر مر گئے ان لوگوں میں حازم بھی تھا۔ حرث نے جیسے تیسے کر کے اپنی جان بچائی اور ''منازل رہبان'' کے قریب پہنچ کر اپنا خیمہ نصب کیا

---

❶ ..... ملک سریر: ..... لان اور باب الابواب کے درمیان ایک بڑی وسیع مملکت ہے، اس کی طرف صرف دو راستے جاتے ہیں ایک خزر کی طرف اور دوسرا آرمینیہ کی طرف سے۔

❷ ..... مدبر اس غلام کو کہتے جس سے طے ہو جائے کہ وہ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیگا۔ (ثناء اللہ محمود)۔ ❸ ..... ابن اثیر جلد ۳ ص ۳۴۱ پر زرکیران تحریر ہے۔ ❹ ..... فتوح البلدان ص ۲۴۵ پر سندان اور معجم البلدان میں شندان لکھا ہے۔

تقریباً تین ہزار سوار اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ لیکن عاصم نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔

خراسان اور عراق کا انتظامی الحاق: ...... ۱۱۷ھ میں عاصم نے ہشام بن عبدالملک کو کہا کہ خراسان کا انتظام اس وقت تک درست نہیں ہوگا جب تک کہ عراق کا صوبہ بھی اس سے ملحق نہ کر دیا جائے تا کہ ضرورت کے وقت آسانی کے ساتھ کمک پہنچ سکے لہذا ہشام نے خراسان کو خالد بن عبداللہ قسری کے حوالے کر دیا اور یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے بھائی کو انتظام کی غرض سے خراسان بھیج دو۔

عاصم کی حرث سے صلح اور جنگ: ...... چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان کی طرف روانہ کر دیا، اس کے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک ہمدانی امیر تھا عاصم نے یہ سن کر حرث بن شریح سے بات پر مصالحت کر لی کہ بالاتفاق دونوں ہشام بن عبدالملک کو ایک خط کتاب وسنت پر عمل کی تلقین کا روانہ کریں اگر وہ (ہشام) کتاب وسنت کی اتباع سے انکار کرے تو دونوں متفق ہو کر اس سے مخالف ہو جائیں گے۔ خراسان کے بعض سرداروں نے اس رائے کی مخالفت کی جس سے عاصم اور حرث میں ان بن ہو گئی اور نا چاقی اس حد تک بڑھ گئی کہ تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں اور جنگ شروع ہو گئی۔ خوش قسمتی سے حرث کو شکست ہو گئی۔ اکثر ساتھی گرفتار کر لیے گئے۔ جن کو عاصم نے قتل کر دیا اور فتح کی خوش خبری ہشام کی خدمت میں محمد بن مسلم عنبری کی معرفت روانہ کر دی۔

اسد کی خراسان آمد اور عاصم کی گرفتاری: ...... رے میں اس کی اسد بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ خراسان میں پہنچا تو اس نے عاصم کو گرفتار کر کے ایک لاکھ درہم طلب کئے اور عمارہ بن حزیم اور جنید کے عمال کو رہا کر دیا۔ اسد جس وقت خراسان آیا تھا ان دنوں عاصم کا عمل دخل نہ خراسان میں تھا اور نہ ہی نیشاپور میں۔ مرورو ذ پر حرث قابض تھا خالد بن عبداللہ ہجری جو کہ حرث ہی کا مطیع اور اس کی رائے پر عمل کیا کرتا تھا۔

آمد پر حملہ اور صلح: ...... اسد نے اس کی طاقت توڑنے کے لئے عبدالرحمن بن نعیم کو کوفہ اور ہشام کے لشکر کے ساتھ حرث کی جانب روانہ کیا اور خود باقی لشکر لے کر آمد کا رخ کیا زیاد قریشی (حیان نبطی کا آزاد غلام) آمد سے نکل کے مقابلہ کے لئے آیا لیکن اسد سے شکست کھا کر شہر میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا اس کے بعد اسد نے شہر کا محاصرہ کر لیا چاروں طرف سے منجنیقین نصب کرا کے سنگباری شروع کر دی۔ شہر کو اسد کے حوالے کر دیا۔

اہل ترمذ کی حرث کو شکست: ...... اسد نے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو وہاں مقرر کر کے بلخ کی طرف قدم بڑھائے چونکہ اہل بلخ سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے اسد نے بلخ پہنچ کر ترمذ کا رخ کر لیا جوان دنوں حرث کے محاصرے میں تھا اس لئے اسد اہل ترمذ کو کمک نہیں پہنچا سکا مجبور ہو کر پھر بلخ کی طرف واپس آ گیا اہل ترمذ نے شہر سے نکل کے حرث پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اس کو پسپا کر کے اس کے اکثر ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اسد قلعہ ''زم'' پر حملہ: ...... اس کے بعد اسد نے سمرقند کی جانب کوچ کیا قلعہ ''زم'' پر پہنچا اور اہل قلعہ سے (جو حرث کے حامی تھے) یہ کہلایا تم لوگ شاید اس خیال سے متنفر ہو کہ ہم کج خلق ہیں لیکن یہ بائی اس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرقین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں تم مجھے وہاں جانے دو اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اگر تم لڑائی پر تیار ہو گئے تو یہ یاد رکھو کہ ہرگز امان نہیں دوں گا''۔

سمرقند اور اہل ''زم'' سے صلح، طخارستان کی فتح: ...... قلعہ کا گورنر پیام پا کر اسد سے ملا اور اس کے ساتھ سمرقند اور جدیع کرمانی کو ایک ہوٹے سے لشکر کے ساتھ طخارستان کے اس قلعہ پر حملہ کرنے بھیجا جہاں پر حرث کا مال و اسباب موجود تھا اور اس کے ساتھی ہی تھے جدیع نے محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ عاصم نے قیدیوں کو تو بلخ بازار میں فروخت کر دیا اور جنگجوؤں کو مار ڈالا جس میں حرث کا دوست بنو بزری ثعلبی بھی تھا۔

حرث سے بغاوت اور باغیوں کو مشورہ: ...... اس واقعہ کے بعد حرث کے ساڑھے چار سو آدمی جو اس کے خاص ساتھیوں میں سے تھے اس کے مخالف ہو گئے ان کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا حرث نے کہا ''اگر تم لوگ مجھ سے الگ ہونا چاہتے ہو اور واقعی مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو میری موجودگی ہی میں اسد سے امان مانگ لو اور اگر میرے کوچ کر جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تمہیں امان نہیں ملے گی''۔

حرث کا مشورہ نہ ماننے والوں کا اسد کے ہاتھوں قتل: ...... مگر جریر اور اس کے ساتھیوں نے اس سے انکار کر دیا اور حرث کے چلے جانے کے

بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا اور جدیع کرمانی کو ہزار کا لشکر دے کر ان کے محاصرہ پر بھیج دیا حتی کہ وہ اس حکم پر قلعہ چھوڑ کے باہر آ گئے جدیع نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو جس میں جریر بن میمون قاضی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا اسد نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ اور باقی لوگوں کو قتل کر دینے کا حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔

حبونہ اور طخارستان پر حملہ:......اس کے بعد اس نے بلخ کو اپنا دار الحکومت بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کر دیا اس کے بعد طخارستان و سرزمین ''حبونہ'' پر جہاد کیا جہاں سے بہت مال غنیمت ہاتھ لگا اور ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے۔

ابن سائجی اور خاقان:......۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبداللہ ''ختل کے علاقے'' میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ متعدد قلعات کو اس نے فتح کیا اور لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ ابن سائجی (بلاد ختل کے گورنر) نے اسد کے آنے اور شہروں پر قبضہ کرنے کا حال خاقان کو لکھ بھیجا اور کمک طلب کی چنانچہ خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔

اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی:......ابن سائجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی دی مگر اسد نے یقین نہیں کیا۔ ابن سائجی نے دوبارہ کہلایا کہ میں نے خاقان کو اپنی امداد کے لئے بلوایا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو ویران و تباہ کر رہے تھے۔ مجھے یہ خطرہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب کو جب تک کہ ان کا ایک شخص بھی باقی رہے گا مجھ سے قطعی دشمنی ہو جائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے دبنا پڑے گا اور عرب کے خوف سے مجھے اکثر اس کا محتاج رہنا ہوگا۔

اسد کی تیاری:......اس کو اس کے کہنے پر یقین آ گیا اس نے فوراً سارے مال و اسباب کو گاڑیوں پر لدوا کے ابراہیم بن عاصم عقیلی (سجستان کے گورنر) کے ساتھ روانہ کر دیا اور اس کے ساتھ کثیر بن امیہ، ابوسفیان بن کثیر خزاعی اوت فضیل بن حیان مہری وغیرہ کو بھی نگرانی و محافظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا اور پھر ان سب کی کمک اور امداد کے لئے ایک دوسرا لشکر مقرر کیا اس کے بعد خود ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا جب نہر بلخ پر پہنچا اس وقت ابراہیم بن عاصم اسباب و مال اا ور قیدیوں کے ساتھ دریا عبور کر چکا تھا شام ہو گئی تھی قیام کر دیا صبح ہوئی تو لشکری دریا عبور کرنے لگے۔

خاقان کا اسلامی مورچوں پر قبضہ:......ابھی پورا لشکر دریا عبور کرنہ پایا تھا کہ ترکوں کا لشکر پہنچ گیا از دو تمیم سے اس کا مقابلہ ہوا لڑائی شروع ہو گئی تو خاقان نے اپنے پرزور حملہ سے ان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اسد اور اس کے ساتھی اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گئے اور ترکوں کے حملہ سے بچنے کی غرض سے اپنے اردگرد خندق کھودی اور یہ اس خوش فہمی میں آ کر خاقان نہر عبور نہ کرے گا اطمینان سے کمریں کھول دیں اور آرام کرنے لگے۔

خاقان کا دوسرا حملہ:......چنانچہ خاقان بے خوف ہو کر نہر عبور کر کے اسلامی لشکر پر ٹوٹ پڑا اسلامی افواج لشکر گاہ سے جواب دینے لگیں پوری رات لڑائی کی یہ صورت رہی کہ ترک ان کو گھیرے ہوئے تھے اور یہ ان کے حملوں کا جواب اپنی لشکر گاہ سے دے رہے تھے صبح ہوئی کہ تو ترکوں ایک شخص بھی دکھائی نہیں دیا اسد نے سمجھا کہ شاید ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں چلے گئے ہیں لہذا جاسوسوں کو ان کا حال دریافت کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور لشکر کے کمانڈروں کو مشورہ کرنے کے لئے اپنے خیمہ میں بلایا ان سب نے ٹھہرنے کی رائے دی لیکن نصر بن سیار نے آزادانہ طور پر ترکوں کا تعاقب کرنے اور مال و اسباب کو ان کے قبضہ سے چھڑانے کی رائے ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ بفرض محال اگر آپ مال کے ضائع ہونے کے بعد پہنچیں گے تو راستے کی وہ مشقت جس کا برداشت کرنا ضروری ہے تمام پوری ہو جائے گی اسد نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اسد نے اسکی رائے کے مطابق کوچ کر دیا ایک شخص کو ابراہیم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال بتانے کے لئے بھیج دیا۔

خاقان مال کے تعاقب میں:......اسد کا خیال کہ ترک ان کا مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں گئے ہیں بالکل صحیح نکلا لیکن اسکے پہنچنے سے پہلے ہی ابراہیم نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودی تھی اور مورچے قائم کر لئے تھے خاقان نے اہل صغد کو جنگ کرنے کا حکم دیا مسلمانوں کے مسلحہ نے ان کو شکست دے دی تو پھر خاقان ایک ٹیلہ پر مسلمانوں کے لشکر کا جائزہ لینے اور ان پر حملہ کرنے کی پوزیشنیں دیکھنے چڑھ گیا۔ دیکھ بھال کر کے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سامنے کا راستہ طے کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرو۔

خاقان کی فوج کا حملہ :.....ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور مسلمانوں سے دست بدست لڑنے لگے صاغان خذاہ اور اس کے ساتھی اس معرکہ میں کام آئے ان کے مال و اسباب پر ترکوں نے قبضہ کر کے ابراہیم کے ساتھیوں پر حملہ کیا اس وقت مسلمانوں کا لشکر غیر منظم ہو گیا سب کے سب ایک جگہ جمع ہو کر لڑ رہے تھے اس کے ساتھ ہی ان کو اپنی ہلاکت کا احساس بھی ہو چکا تھا۔

اسد مسلمانوں کی کمک پر :.....اچانک دور سے ایک گرد اٹھتی دکھائی دی یہ وہ وقت تھا کہ ترکوں کے ہاتھ لڑتے لڑتے شل ہو چکے تھے مگر آہستہ آہستہ کامیابی کے غرور میں بڑھتے چلے آ رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد جب ہٹا تو اسد کی صورت دکھائی دی کہ وہ اپنا لشکر لے کر آ رہا ہے چنانچہ ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اسد نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے ٹیلہ پر قبضہ کر لیا جس پر خاقان چڑھ گیا تھا۔

خاقان کا مال اور قیدیوں سمیت فرار :.....ابراہیم کے باقی ساتھی ہمراہی اور صاغان خذہ کی بیوی اسد کے پاس آئی اور خاقان مسلمان قیدیوں اونٹ، بکریوں اور مال و اسباب وغیرہ کو لے کر پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ اسلامی افواج نے جنگ کا ارادہ کر لیا لیکن اسد کے روکنے سے رک گئے جاتے جاتے خاقان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص جو حرث بن شریح کے ساتھیوں میں سے تھا اسد کو مخاطب کر کے بولا ماوراء النہر کا ملک تمہارے جہاد کے لئے کافی تھا لیکن تم نے اس پر اکتفا نہ کی ''بلاد ختل'' پر حملہ کرنے آئے جو ہمارے باپ دادا کا ملک تھا آخر کار تم نے اپنی اس جرأت کا نتیجہ دیکھ لیا ہے شاید آئندہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے گا۔''

اسد کی بھرپور تیاری :.....ترکوں کے چلے جانے کے بعد اسد بلخ واپس آ گیا اور اس کے پر فضا میدان میں لشکر منظم کرنے لگا حتی کہ موسم سرما آ گیا مجبور ہو کے شہر میں چلا گیا اور سردی کے دن وہیں گزرے حرث بن شریح طخارستان کے آس پاس تھا خط و کتابت کر کے خاقان سے جا ملا اور اس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کر بلخ پر فوج کشی کر دی۔

اسد کا بلخ میں خطبہ :.....اسد نے نماز عید الاضحیٰ کے بعد بہت طویل خطبہ دیا۔ جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حرث بن شریح نے کفار سے سازشیں کر لی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے ظلم و بغاوت کی تاریکی میں بجھا دے، اس کے دین متین کو اپنی نفسانی خواہشوں سے بدل دے تم لوگوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سے بندے کو اس وقت زیادہ قرب ہوتا ہے کہ جب وہ سجدے میں ہوتا ہے اسد اس جملے کو پورا کر کے سجدے میں چلا گیا اس کے ساتھ حاضرین بھی سجدے میں چلے گئے اور نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں کرنے لگے۔

خاقان سے مقابلے کے مشورے :.....دعا و سجدے سے فارغ ہو کر اسد خاقان کے مقابلے کے لئے نکلا خاقان کی کمک پر ماوراء النہر طخارستان اور حبونہ کے لوگ تھے مجموعی تعداد اس کی فوج کی تیس ہزار تھی اسد کو اس کی خبر ملی تو اس نے سرداران لشکر کو مشورہ کے لئے طلب کیا چنانچہ بعضوں کی رائے یہ تھی کہ شہر بلخ میں قلعہ بند ہو کے لڑا جائے اور خالد اور ہشام سے کمک منگوائی جائے لیکن اسد نے اس رائے کی مخالفت کی نصر بن سیار اور قاسم بن نجیب وغیرہ نے بھی شہر سے نکل کر لڑنے کی رائے دی جس سے اسد کا عزم مصمم ہو گیا۔

مقابلے کے لئے روانگی :.....بلخ پر کرمانی بن علی کو مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ کوئی شخص بلخ سے باہر نہ نکلنے پائے اگر چہ ترک شہر بلخ کے دروازے پر آ جائیں اور خود جامع مسجد میں جا کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور نماز کے بعد دعا میں مصروف ہو گیا حاضرین بھی اس کے ساتھ دعا کر رہے تھے نماز سے فارغ ہو کے شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آ گیا جب لوگ آئے تو بسم اللہ کہہ کر نکل پڑا۔

خاقان کی شکست اور فرار :.....اتفاق یہ ہوا کہ خاقان سے گشتی دستے سے سامنا ہو گیا ایک معمولی سی لڑائی کے بعد ان کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا اور راتوں رات جوز جان سے دو کوس کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کیا صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے سامنے نظر آئیں اسد نے فوراً جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور لشکر کو مرتب کرنے لگا اس معرکہ میں اسد کے ساتھ جوز جان کا گورنر بھی تھا ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ پر ایسا حملہ کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر قلب لشکر تک لوٹ آئے ایسے میں لشکر اسلام کا میمنہ جس میں اسد اور جوز جان کا گورنر تھا ترکوں پر ٹوٹ پڑا۔ اور پے در پے ایسے زوردار حملے کئے کہ ترکوں کو سنبھلنے کی مہلت بھی نہ ملی خاقان اور حرث بن شریح اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے اور تین کوس

تک کامیاب لشکر قتل وغارت کرتا ہوا چلا گیا اور ڈیڑھ لاکھ بکریاں اور بہت سے جانور بار برداری کے پکڑ کر لے آئے۔

خاقان کا تعاقب اور شکست:......خاقان نے شکست کے بعد معمول کا راستہ چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا اور حرث بن شریح اس کی حفاظت کی غرض سے اس کے ساتھ تھا جوز جان کا گورنر ان راستوں سے واقف تھا اسد سے اجازت حاصل کر کے عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو اپنے ساتھ لیا اور قریب ترین راستہ طے کر کے خاقان کے سر پر پہنچ گیا اس وقت تک وہ لشکر اسلام کے حملہ سے مطمئن ہو گیا تھا ترک والیٔ جوز جان کے اچانک حملہ سے گھبرا کر پکتی ہوئی ہانڈیوں تک کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مال واسباب پر مسلم فوج کا قبضہ:......چنانچہ ان کا لشکر گاہ مال واسباب عرب کی عورتیں:......جن کو اس نے قید کر رکھا تھا) ترک کی عورتیں ،لونڈیاں سونے چاندی کے برتن قیمتی قیمتی سامان سے بھری ہوئی تھیں خوش قسمتی سے یہ سب مسلمانوں کے ہاتھوں لگ گیا خاقان مسلمانوں سے نظریں بچا کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور حرث بن شریح لوگوں سے خود کو بچتا اور اس کو بچاتا ہوا کے کر نکل گیا خاقان کی بیگم نے سوار ہونے میں تاخیر کر دی تو اس خواجہ سرا نے جو اس کی خدمت پر مقرر تھا اس کا کام تمام کر دیا۔

خاقان کی اپنے ملک روانگی:......اس تائید غیبی کے بعد اسد پانچ دن تک میدان جنگ میں ٹھہرا رہا اور خراسان کے دہقانوں سے زرفدیہ لے کے ان کے قیدیوں کو رہا کرتا رہا چھٹے دن یعنی اپنے خروج کے نویں دن بلخ کی طرف واپس ہوا جوز جان پہنچ کر قیام کیا ادھر خاقان نے بھاگتے بھاگتے پہنچ کر جبویہ کے پاس دم لیا کچھ آرام کر کے اپنے ملک روانہ ہوا اشروسنہ میں پہنچا تو خرالعنبر ہ(کاوش افشین کا دادا) آ کر ملا اگر چہ ان دونوں میں بہت ناراضگی تھی لیکن رسم پیدا کرنے کے خیال سے جو کچھ اس سے ہوسکا اس نے پیش کیا جس کو نہایت خوشی سے قبول کر لیا پھر اس سے رخصت ہو کر اپنے دارالحکومت میں داخل ہو گیا۔

خاقان کی تیاری:......وہ فوراً ہی لشکر کی تیاری وترتیب میں مصروف ہو گیا جس وقت اس کو اپنی فوجی قوت پر مکمل بھروسہ ہو گیا تو سمرقند پر چڑھائی کر دی حرث بن شریح نے اپنے ساتھیوں میں سے پانچ ہزار کو منتخب کو گھوڑوں پر سوار کر کے کمک پر بھیج دیا ابھی سمرقند کے محاصرہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک دن اتفاق سے خاقان اور'' کورصول'' نرد کھیلنے کے لئے بیٹھ گئے باتوں باتوں میں دونوں میں جھگڑا ہو گیا'' کورصول'' نے خاقان کا ہاتھ اتنی زور سے دبایا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔

کورصول کے ہاتھوں خاقان کا قتل:......خاقان غصہ میں بھرا اٹھ کر چلا آیا اور'' کورصول'' کا ہاتھ توڑنے کی قسم کھائی'' کورصول'' کو اس کی اطلاع مل گئی رات کے وقت خاقان کے لشکر پر شب خون مار کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسا گھبرا کے بھاگے کہ خاقان کے گور وکفن کا بھی خیال نہیں رہا۔اس واقعہ کے دوسرے دن چند ترک سردار آئے اور انہوں نے خاقان کو دفن کیا۔

فتح کی خبر ہشام کی بے یقینی:......اس واقعہ سے پہلے اسد نے بلخ سے فتح کی خوشخبری خالد بن عبداللہ کے پاس بھیج دی تھی اور اس نے اس کی اطلاع ہشام کو دی ہشام کو یقین نہیں آیا پھر اس کے فوراً بعد ہی قاسم بن نجیب کو خاقان کے مارے جانے کی خبر دے کر دارالخلافہ روانہ کیا قیس کو اسد اور خالد کی کامیابیوں پر رشک پیدا ہوا ہشام سے جڑ دیا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر لیجئے اس سے اصل واقعہ کھل جائے گا چنانچہ ہشام نے خالد کو لکھا اور خالد نے اسد کو لکھا۔

مقاتل بن حیان کی گواہی:......لہٰذا جب مقاتل بن حیان دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت ہشام کے پاس اس کا وزیر برش بیٹھا ہوا تھا مقاتل نے شروع سے آخر تک سارے واقعات عرض کر دیئے ہشام نے خوش ہو کر مقاتل سے کہا'' مانگ کیا مانگتا ہے؟'' عرض کیا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم ظلماً وصول کیا تھا آپ ان کی واپسی کا حکم صادر فرمائیے'' ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان ان دراہم کی واپسی کا لکھ دیا اور مقاتل نے وہ دراہم حیان کے ورثاء میں تقسیم کر دیئے۔

بدر طرخان اور اس کا قلعہ:......خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے ختل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمر خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جب

کہ وہ ''بدرطرخان' پر پہنچا'' بدرطرخان'' نے اسد کی خارہ شگاف تلوار سے ڈر کے امن طلب کیا چنانچہ مصعب نے امن دے کر اسد نے پاس بھیج دیا'' بدر طرخان'' نے اسے ایک ہزار دراہم پیش کئے اور اس طرح سے دھوکا دینے کی کوشش کی مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور اسے مصعب کے پاس واپس کر دیا اس کو اس قلعہ میں واپس بھیج دو۔

بدرطرخان کا معافی کے بعد قتل: ...... اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اس مسلمہ بن ابی عبداللہ (موالی میں سے تھا) حاضر تھا اس نے عرض کیا ''امیر المومنین آپ اس کے رہا کر دینے پر نادم ہوں گے''۔ مصعب نے کچھ جواب نہیں دیا مگر مسلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا اس کے بعد اسد اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا اور مجشر بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا مجشر نے کہا ''بدرطرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اس پر کچھ سختی نہ کی اور نہ اس سے کچھ قول وقرار لیا اور پھر اس کو رہا کر کے اس کو قلعہ میں بھی پہنچا دیا'' اسد یہ سن کر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور مصعب سے ''بدرطرخان کا حال معلوم کرایا تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے اس نے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ سامنے لایا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے اس کے بعد ازد کے ایک شخص کو جس کے باپ کو اس نے شہید کیا تھا اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا لہذا اس ازدی شخص نے بدرطرخان کو زندگی کے بوجھ سے آزاد کر دیا۔

ختل میں اسلامی فتوحات: ...... بدرطرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر آسانی سے قبضہ کر کے اسلامی لشکر کو ملک ختل میں پھیلا دیا سپاہیوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی وغلام سے بھر گئے لیکن بدرطرخان کے بیٹے ایک چھوٹے قلعہ میں ''جو شہر کے بالائی حصہ میں تھا'' باقی رہ گئے وہاں تک اسلامی فتوحات کی موجیں نہ پہنچ سکیں۔ انہی واقعات پر یہ سن ختم ہو گیا'' اور **۱۲۰ھ** کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول **۱۲۰ھ** مقام بلخ میں اسد بن قسری کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا وفات کے وقت اس نے جعفر بن حنظلہ نہروانی کو اپنا جانشین بنایا جو کہ چار مہینہ تک امیر رہا اس کے بعد رجب میں نصر بن سیار کی گورنری کا دور آ گیا۔

خالد کی معزولی: ...... **۱۲۰ھ** میں ہشام بن عبدالملک نے ابوالمثنیٰ اور ابوحیان نبطی کے کہنے سننے سے خالد کو تمام صوبوں کی حکومت سے معزول کر دیا یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کے املاک کے ''جو عراق میں تھی'' متولی تھے خالد کو ان کی تولیت بہت شاق گزرتی تھی لہذا اس نے ان کو ہشام بن عبدالملک کے املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشدق کو مامور کر دیا حیان اور ابوالمثنیٰ عراق سے دمشق چلے آئے اور حکمت عملی سے ہشام کے کانوں تک یہ خبر پہنچا دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے۔ لہذا ہشام کے دل میں یہ خیال جڑ پکڑ گیا۔

بلال اور خالد کا مشورہ: ...... بلال بن ابی بردہ اور عریان بن ہیثم کو چونکہ ان واقعات کی اطلاع مل گئی تھی انہوں نے خالد سے کہا تم اپنی ساری جائیداد ہشام کی نذر کر دو کہ وہ جس کو پسند کرلے ہم اس کو رضامند کر لینے کے ذمہ دار ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا اس کے بعد عمرو بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت اور درشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیدل آ کر دارالخلافہ میں اس شخص (یعنی عمرو بن العاص کی اولاد) کو راضی کرنے اور اس سے معافی مانگنے کے لئے بلایا تھا۔

ہشام کی خالد سے زبردست ناراضگی: ...... ابھی خالد دارالخلافہ دمشق میں حاضر نہ ہوا تھا کہ اس کے بارے میں اکثر لوگوں نے شکایتیں کیں اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ خالد گورنر عراق کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ ہشام نے ایک دوسرا عتاب بھرا فرمان لکھا جس کا مضمون یہ تھا ''اے خالد کے بیٹے! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو کہا کرتا ہے کہ عراق کی گورنری میرے لئے باعث عزت نہیں ہے۔ اے غیر مختون زادے! عراق کی گورنری تجھے باعث فخر کیسے نہیں ہو سکتی تو بجلیہ کے قبیلہ سے ہے جو نہایت کم تعداد اور پیچ ہے واللہ میرا یہ گمان ہے کہ ''پہلا جو شخص تیرے ہاتھ کو تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلہ کا ایک شخص ہو گا۔

یوسف بن عمر کی تقرری: ...... یہ فرمان روانہ کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جو ان دنوں یمن میں تھا عراق کا گورنر بنا کر تیس ساتھیوں کے ساتھ

عراق روانہ ہونے کا حکم دیا یوسف بن عمر ثقفی فوراً روانہ ہو گیا اور کوفہ پہنچ کر قیام کیا، اتفاق سے اسی زمانے میں طارق (خالد کے نائب) نے کوفہ میں اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اور اس تقریب کی خوشی میں مال اور قیمتی کپڑوں کے علاوہ بے شمار لونڈیاں اور غلام تحفے میں بھیجے اتفاق سے چند عراقی یوسف کے پاس سے گزرے ان کے پوچھنے پر کوئی واضح جواب نہیں دیا اس لئے عراقیوں کو ان پر خوارج کا شبہ ہو گیا یوسف رات کے وقت سوار ہو کر قبیلہ ثقیف کے محلے میں چلا آیا ثقیف نے اس راز کو چھپالیا۔

خالد اور طارق کی گرفتاری:......صبح ہوتے ہی یوسف نے مسجد میں ان لوگوں کو جمع کیا جو وہاں پر مضر قبیلہ کے تھے نماز سے فارغ ہوا تو آدمی بھیج کر خالد اور طارق کو گرفتار کر لیا۔

ایک اور روایت:......بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ خالد ان دنوں واسط میں مقیم تھا کسی نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست کو واسط میں بھیجی وہ سوار ہو کر خالد کے پاس گیا اور امیر المؤمنین ہشام کے پاس جانے سے معذرت کرنے کی رائے دی خالد نے جواب دیا ''میں یہ کام بغیر اجازت کے نہیں کر سکتا'' اس نے پھر عرض کیا ''آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیر المومنین کے پاس جا کر آپ کی حاضری کی اجازت لے آؤں'' خالد بولا یہ بھی ناممکن ہے'' اس شخص نے کہا ''اچھا اس سال آمدنی میں جس قدر کمی ہوئی ہے اس کا معاوضہ دے دو میں تمہاری بحالی کی سند لے آؤں گا اور اس کی تعداد ایک کروڑ روپے ہے'' خالد نے جواب دیا'' میرے پاس دس لاکھ سے زیادہ ایک دانہ بھی نہیں ہے'' اس شخص نے کہا ''اگر آپ اجازت دیں تو اس رقم کو میں اور فلاں فلاں اشخاص ادا کریں'' خالد نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب طارق نے کہا ''بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور تم کو مال دے کر بچالیں تا کہ یہ عہدہ برقرار رہے اور یہ صورت اس سے بہتر ہے کہ کوئی شخص آ کر ہمارے مال واسباب پر قبضہ کر لے اور وہ اس وقت کوفہ میں ہے نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ ہم لوگ مار ڈالیں گے اور مال واسباب نصیب دشمناں ہو جائے گا'' خالد نے اس میں سے کسی بات کو منظور نہیں کیا طارق روتا ہوا رخصت ہو کر کوفہ واپس چلا گیا خالد جمہ ❶ چلا گیا۔

طارق کی گرفتاری اور رہائی:......اس دوران ہشام کا فرمان عراق کی گورنری یوسف کے نام آ پہنچا جس میں خالد اور اس کے عمال کو گرفتار کرنے اور ایذائیں دینے کی تاکید کی تھی چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کو لے کر کوفہ روانہ ہو گیا اور اپنے بیٹے صلت کو یمن پر مقرر کر گیا۔ جمادی الثانی ۱۲۰ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ کر نجف میں قیام کیا اور اپنے خادم کیسان کو طارق کی گرفتاری کے لئے بھیجا چنانچہ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہو گئی کیسان نے اسے گرفتار کر کے یوسف کے سامنے پیش کر دیا یوسف نے اسے کوڑوں سے پٹوایا۔

خالد کی گرفتاری اور رہائی:......اس کے بعد وہ کوفہ میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو خالد کی گرفتاری کے لئے جمہ کی طرف روانہ کر دیا لہذا عطار نے جمہ پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا ابان بن ولید اور اس کے دوستوں نے اسے ستر ہزار دے کر خالد کو صلح کی بنیاد پر چھڑالیا۔

بعض کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لئے گئے خالد کی حکومت عراق میں پندرہ سال رہی جس وقت یوسف عراق کا گورنر بنا اسی زمانہ سے عراق میں عرب ذلیل ہوئے اور ذمی تمام امور پر قابض ومتصرف ہو گئے ❷

نصر بن سیار کی گورنری:......اسد بن عبداللہ کے مرنے کے بعد ہشام بن عبدالملک نے نصر بن سیار کو رجب ۱۲۰ھ میں خراسان کا گورنر مقرر کیا اور گورنری کی سند عبدالکریم بن سلیط حنفی کی معرفت روانہ کی اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے (جس کو وفات کے وقت اسد نے اپنا نائب بنایا تھا) نصر کو بخارا کی حکومت دینے کا ارادہ تھا لیکن بختری بن مجاہد (بنوشیبان کا آزاد کردہ غلام) اس رائے کا مخالف ہو گیا اور نصر کو یہ خدمت قبول کرنے سے روکا اور کہا کہ تم کو خراسان میں مضر کے شیخ ہو تم ہی کو اس ملک کا گورنری کا عہدہ دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

نصر کے اقدامات:......پھر جب نصر کو خراسان کا گورنر بنایا گیا تو اس نے بلخ پر مسلم بن عبدالرحمٰن کو مرو روز پر وشاح بن بکیر بن وشاح کو، ہرات

---

❶......ہمارے پاس موجود نسخے میں جمہ کے بجائے حمہ تحریر ہے۔ ❷......اس عبارت سے ظاہر یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ عراق میں یوسف بن عمر کے زمانے میں ذمیوں کا غلبہ تھا حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ ذمیوں کا غلبہ تو خالد ہی کے زمانہ سے تھا۔)

پر حرث بن عبداللہ بن شریح کو، نیشا پور پر زیاد بن عبدالرحمٰن قسری کو، خوارزم پر ابوحفص علی بن حفنہ کو، اور صغد پر قطن بن قتیبہ کو امیر بنایا چار سال تک خراسان میں بڑے عہدوں پر سوائے مضر کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا مقرر نہیں کیا گیا۔

خراسان کی ترقی اور جہاد:......اس زمانہ میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی ہزاروں بے مثال عمارتیں تعمیر ہوگئیں اور اعلیٰ ادنیٰ اس سے سب خوش رہے اس کے باوجود سرکاری خزانے میں کمی نہیں ہوئی بلکہ پرانی حکومتوں کے بہ نسبت ترقی پر رہی متعدد جہاد بھی کئے چنانچہ سب سے پہلے بلخ سے حدید کے راستے ماوراء النہر پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو میں آیا ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جن کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان کا جزیہ معاف کر کے ان پر عشر قائم کیا گیا اور جن مشرکین پر جزیہ کم لاگو تھا ان کا جزیہ بڑھا دیا اس تدبیر سے آمدنی بڑھ گئی۔ اس کے بعد سمرقند پر اور اس کے بعد مرو سے شاش پر جہاد کیا اس مرتبہ بخارا کا بادشاہ اہلیان سمرقند اور کش اور نسف کے لوگ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ نصر کے ہمراہ تھے نہر شاش پر پہنچا تو نصر کے درمیان "کورصول" رکاوٹ بن گیا رات کی تاریکی تھی لہٰذا نصر نے منادی کرادی کہ کوئی شخص لشکر گاہ سے باہر نہ نکلے۔

کورصول کا قتل:......صبح کی سفیدی کے نمودار ہوتے ہی عاصم بن عمیر نے سمرقند کے لشکر ساتھ خروج کیا ترک مقابلہ پر آئے جن میں کورصول بھی تھا عاصم اس کو نصر کے پاس گرفتار کر کے لے آیا نصر نے اس کو قتل کر کے نہر کے کنارے صلیب دے دی ترکوں کو اس سے سخت صدمہ ہوا پھر اس کے خیموں کو جلا دیا گھوڑوں کی دم اور بالوں کو کاٹ ڈالا نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں جلا دینے کا حکم دیا تا کہ اس واپسی کے بعد ترک اس کو اٹھا کر نہ لے جائیں اس کے بعد فرغانہ کی طرف گیا وہاں سے ایک ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لایا۔

حرث بن شریح سے جنگ:......پھر یوسف بن عمران نے حرث بن شریح پر شاش میں حملہ کرنے کا حکم دیا یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سردار کو قید کر لینا چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہو گیا اس نے مقدمۃ الجیش پر یحییٰ بن حصین تھا حرث بن شریح نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا بڑے بڑے نامور ترک جنگجو مارے گئے ترک میدان جنگ سے بھاگ گئے شاش کا بادشاہ تحائف اور ہدایا لے کر حاضر ہوا اور صلح کی درخواست کی چنانچہ نصر نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ حرث کو اپنے ملک سے نکال دے چنانچہ اس بادشاہ نے حرث کو فاریاب کی طرف نکال دیا نصر، شاش پر نیزک بن صالح (عمر بن العاصی کے آزاد کردہ غلام) کو مقرر کر کے سرزمین فرغانہ میں پہنچ گیا فرغانہ کے گورنر نے گھبرا کر مکمل صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کو عزت سے بٹھایا اور شرائط کے ساتھ صلح نامہ لکھ دیا۔

اہل صغد وخراسان کی نئی شرائط صلح:......خاقان کے مرنے کے بعد اہل صغد نے بھی اپنا ملک واپس لینے کی لالچ کی لیکن جیسے ہی نصر کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اس نے ان کو دبالیا اور اپنی خواہش کے مطابق شرائط منظور کرالیں ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان بھی اپنی پرانی شرائط سے منحرف ہو گئے ان میں ایک نئی شرط یہ تھی کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو سزا دی جائے اور بغیر دلیل وحجت کسی شخص کو قید نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر پہ شرائط منظور کرنے پر کہنا شروع کر دیا نصر نے جواب دیا اگر تم لوگ ان کی شکایتوں کو جو ان کو مسلمانوں سے پیدا ہوئی ہیں اسی طرح دیکھتے جس طرح میں نے دیکھیں ہیں تو تم لوگ مجھے ملزم نہ ٹھہراتے یہ کہہ کے اس کی اجازت ہشام بن عبدالملک سے بھی منگوالی۔ یہ واقعہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

زید بن علی کا ظہور:......۱۲۳ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف بغاوت کر دی کتاب وسنت کی اتباع، کفار اور ظلموں کے خلاف جہاد مظلوموں کی فریادرسی، محروموں کے وظائف مقرر کرنے اور جس سے زبردستی کوئی چیز چھین لی گئی ہو اس کو واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کا دعویٰ کر دیا۔

بغاوت کا سبب:......لوگوں نے ان کی بغاوت کا سبب بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ زید بن علی، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن علی ابن ابی طالب عبداللہ بن قسری کے دور گورنری میں عراق گئے تھے وہاں خالد بن عبداللہ نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی تھی اور معقول طریقے سے جانی اور مالی خدمت کی تھی لہٰذا جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق بنا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کے خالد قسری اہل بیت کا حامی ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں بقیمت دس ہزار دینار خریدی تھی اور پھر زمین ان کو واپس دے دی اور اس کے دور

گونری میں زید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اس نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بہت سا مال دے کر رخصت کیا تھا ہشام نے مدینہ کے گورنر کے ذریعہ اس کی تحقیقات کروائی اور خالد کے مقابلہ میں تصدیق کرانے کے لئے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا چنانچہ مجبوراً یہ لوگ عراق گئے اور خالد کے سامنے جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا اظہار کیا خالد نے اس کی تصدیق کی اس کے بعد یہ لوگ مدینہ منورہ واپس آ گئے اور قادسیہ پہنچ کر قیام کیا اہل کوفہ نے یہ خبر سن کر خط و کتابت کی لہذا زید بن علی ان کے چلے گئے۔

سبب کی دوسری روایت:...... بعض اس کا سبب بیان کرتے ہیں کے زید بن علی بن حسین اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن حسن بن علی کے درمیان حضرت علی کا وقف کردہ مال میں جھگڑا تھا اور ابھی وہ جھگڑا طے نہیں ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن حسین کا انتقال ہو گیا لہذا زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں جھگڑا شروع ہو گیا جھگڑا ختم کرنے کے لئے یہ دونوں بزرگ اکثر مدینہ کے گورنر خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی آ گئے باتوں باتوں میں طعن و تشنیع کی نوبت آ گئی اور خالد ان دونوں بزرگوں کو حکمت عملی سے مشتعل کرتا جارہا تھا زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا سخت اور درشت کلمات کہہ کر اٹھ آئے۔

زید اور خلیفہ ہشام کی ملاقات:...... پھر دوسرے دن مدینہ سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے وہاں ایک مدت تک تو ہشام نے حاضری کی اجازت نہیں دی بلکہ بہانے کر کے ٹالتا رہا بالآخر کافی عرصے کے بعد اجازت دی تو دیر تک باتیں کرتے رہے دوران گفتگو ہشام نے کہا ''میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو'' پھر کچھ سوچ کر کہا اگر تمہارا یہ خیال پکا ہو ہی گیا ہے تو بسم اللہ ہمارے خلاف بغاوت کرو ،آپ نے جواب دیا ہاں ''میں بغاوت کروں گا جو تمہارے لئے مشکل نہ ہو ہشام یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفہ کی جانب چل دیئے۔

کوفہ نہ جانے کا مشورہ:...... محمد بن علی رضی اللہ عنہ ابی طالب نے اللہ تعالی کا واسطہ دے کر کہا تم کوفہ مت جاؤ ان لوگوں کے قول قسم کا کوئی اعتبار نہیں ہے انہوں نے ہمارے جد امجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے'' زید بن علی نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی سفر طے کر کے کوفہ پہنچے اور خفیہ طور پر قیام کیا ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے تھے اور شیعان علی رضی اللہ عنہ رات دن چھپ چھپ کر آپ کے پاس آتے جاتے تھے آہستہ آہستہ رؤسا کوفہ سے ایک گروپ نے بیعت کر لی ان میں سے سلمہ بن کہیل نصر بن جزیمہ عیسیٰ اور معاویہ بن اسحاق بن حارثہ انصاری بھی تھے۔

زید کی کوفہ میں خفیہ بیعت:...... جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون سنا کر فرماتے تھے اتبایعون علی ذالك (کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو؟) جب وہ کہتے ہیں ہاں ،تو اس وقت آپ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے:......

عهد الله عليك و ميثاقه و ذمته لتفين نبيه بيعتي ولتقا تلني مع عل دی و لتفحن لی فی السر و العلا نيه

''تمہارے ذمہ اللہ کا عہد اور معاہدہ ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا ہے کہ تم اپنی بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ مل کر میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر و باطل میں میرے دوست بنے رہو گے

جب وہ اس کا بھی اقرار میں جواب دیتا تو آپ ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھو کر ارشاد فرماتے ''اللّٰهم اشهد (اے اللہ گواہ ہے تو)

مبایعین کو تیاری کا حکم:...... زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ پندرہ ہزار اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور یہ راز دلوں سے زبانوں پر اور زبانوں سے کانوں تک پہنچ گیا۔

زید کی کوفہ بدری:...... بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ زید بن علی نے کوفہ میں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا آپ کے ساتھ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرنے کے لئے آئے تھے لہذا شیعان علی آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کر لی رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر تک بھی پہنچ گئی، اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کر دیا۔

داؤد بن علی اور زید:...... چنانچہ قادسیہ یا تغلبیہ میں ان سے ملنے آئے داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ساتھ کوفہ کی طرف واپس جانے کے ارادے پر زید بن علی کو بہت سمجھایا اور حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کا ماجرا بتایا تو شیعہ بولے ''اصل میں یہ خود امیر بننا چاہتا تھا اس لئے آپ کو کوفہ جانے سے روک

رہے ہیں۔'' زید بن علی اس وقت ان کے جھانسے میں آ کر کوفہ واپس چلے گئے اور داؤد بن علی مدینے روانہ ہو گئے۔

مسلمہ بن کہیل اور زید:...... زید بن علی علیہ السلام جیسے ہی کوفہ میں داخل ہوئے مسلمہ بن کہیل نے حاضر ہو کر روکا مگر آپ نے کچھ خیال نہیں فرمایا تب مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا کہ اہل کوفہ آپ کو دھوکہ دیں گے اور وعدہ پورا نہیں کریں گے آپ کے دادا کے ساتھ اس سے دو گنے آدمی تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنا عہد اور اقرار کو پورا نہیں کیا حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کو عزیز تھے، آپ نے جواب دیا کہ اہل کوفہ میری بیعت کر چکے ہیں اب عہد پورا کرنا مجھ پر اور ان پر فرض ہو چکا ہے، مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں تا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے میں اپنی جان کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا، لہٰذا ان کی درخواست پر آپ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی، اس کے بعد مسلمہ یمامہ چلا گیا۔

عبداللہ بن حسن کا خط:...... اس کے بعد عبدالرحمٰن بن حسن بن حسن نے زید بن علی کو ایک نصیحت بھرا خط لکھا اور انکو اس ارادے سے روکا لیکن زید بن علی نے اس پر توجہ نہ کی پھر ایک عورت سے کوفہ میں نکاح کر لیا، آپ کے پاس عورت و مرد بکثرت آتے اور بیعت لیتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت بن گئی جسے آپ نے تیاری کا حکم دے دیا۔

کوفہ میں زید کی تلاش:...... یوسف کو یہ خبر مل گئی تو اس نے آپ کو بہت تلاش کرایا لیکن آپ نہیں ملے پھر آپ نے یوسف کے خوف سے بغاوت بہت جلدی کی، یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفہ میں حکم بن الصلت گورنری کر رہا تھا اور پولیس کا افسر عمر بن عبدالرحمٰن بن قاہرہ میں تھا اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی اہل شام کے چند سرداروں کے ساتھ کوفہ میں موجود تھا۔

شیعان علی اور زید کی گفتگو:...... شیعان علی نے یہ سن کر کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ شیخین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جواب دیا اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے ان کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا زیادہ سے زیادہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم لوگوں کے بجائے امارت و خلافت کے زیادہ مستحق تھے لیکن انھوں نے وہ حق ہم سے چھین لیا اور یہ بات کفر کی حد تک نہیں پہنچ سکی بلاشبہ ان لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب وسنت پر عمل کیا شیعان علی بولے'' جب ایسی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کوئی ظلم نہیں کیا پھر آپ ہم کو کیوں ان سے لڑنے کی ترغیب دے رہے ہیں'' آپ نے فرمایا یہ لوگ ان کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ اور تھے اور یہ اور ہیں ان لوگوں نے تمام مسلمانوں پر ظلم و ستم کیا ہے لہٰذا ہم تم لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت بدعت کی آگ بجھانے کی طرف بلاتے ہیں اگر تم منظور کر لو گے تو تمہاری سعادت مندی ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو میں تمہاری فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔

بیعت توڑنے والے رافضی:...... شیعان علی یہ سن کر علیحدہ ہو گئے اور بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گویا سبقت امام برحق (یعنی محمد باقر) چلے گئے اور اب ان کے بعد ان کے لڑکے جعفر ہمارے امام ہیں اس کے بعد شیعوں نے زید بن علی سے علیحدگی اختیار کر لی، آپ نے فرمایا ''رفضونی'' (انہوں نے مجھے چھوڑ دیا) چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

زید کے ساتھی کا قتل:...... ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یودف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا زید بن علی کو معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ کے مکان کی تلاش کرایا آپ رات ہی کے وقت نکل گئے تھے چند شیعوں نے آپ کے پاس جمع ہو کر آگ روشن کی اور مدد کے لیے ندا کی تا آنکہ صبح کے آثار نمودار ہوئے اتفاق سے جعفر بن ابی عباس کندی کو زید بن علی کے دو ساتھی مل گئے جو اپنے اشعار کی ندا کر رہے تھے جعفر نے ان میں سے ایک کو قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن الصلت کے سامنے پیش کر دیا حکم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور مسجد کے دراز ے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔

یوسف کی آمد، شیعوں کا فرار:...... یوسف یہ خبر سنتے ہی کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور ریاف بن مسلمہ اراشی کو دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں سمیت کوفہ کی طرف بڑھنے کو کہا، شیعہ یہ سن کر دائیں بائیں نظریں بچا کر نکل گئے زید بن علی نے دریافت کیا کہ یہ سب لوگ کہاں گئے ہیں؟ جواب دیا گیا

جامع مسجد میں محصور ہیں، حاضرین کو شمار کیا گیا تو دوسوبیس نکلے، پولیس کا افسر اپنے سواروں کو مرتب کر کے جنگ کے ارادے سے زید بن علی کی طرف آ رہا تھا راستے میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہوگئی۔

زید کی آمد، شیعوں کا فرار:..... یوسف یہ خبر سنتے ہی کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور ریاف بن مسلمہ اراشی کو دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں سمیت کوفہ کی طرف بڑھنے بڑھنے کو کہا، شعیہ یہ سن کر دائیں بائیں نظریں بچا کر نکل گئے زید بن علی نے دریافت کیا کہ یہ سب لوگ کہاں گئے؟ جواب دیا جامع مسجد میں محصور ہیں، حاضرین کو شمار کیا گیا تو دوسوبیس نکلے، پولیس کا افسر اپنے سواروں کو مرتب کر کے جنگ کے ارادے سے زید بن علی کی طرف آ رہا تھا راستے میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہوگئی۔

زید کا شامیوں پر حملہ:..... اتفاق سے یہ بھی زید بن علی سے ملنے آ رہا تھا نصر نے پولیس کے افسر پر حملہ کر دیا اور زید بن علی نے اہل شام پر، چنانچہ اہل شام کو شکست ہوئی اور زید بن علی لڑتے بھڑتے انس بن عمر ازدی کے مکان تک پہنچ گئے چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی چنانچہ آپ نے اسے آواز دی پر کان تک نہ دھرے، پھر زید بن علی رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے یہاں پر اہل شام کا جمگھٹا تھا آپ نے ان پر بھی حملہ کیا یہاں سے بھی اہل شام شکست کھا کر منتشر ہو گئے آپ آگے بڑھے تو ریاف بن مسلمہ نے پھر لوگوں کو جمع کر کے تعاقب کیا۔

کوفہ کی گلیاں اور زید بن علی:..... کوفہ کی گلیوں میں ہلڑ سا مچا ہوا تھا آگے آگے زید بن علی تھے اور پیچھے پیچھے ریاف بن مسلمہ زید بن علی اہل کوفہ کے بیعت پوری کرنے سے ناامید ہو کر نصر بن خزیمہ سے بولے "افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی میرے دادا حسین رضی اللہ عنہ کا جیسا برتاؤ کیا "نصر نے عرض کیا لیکن میں! واللہ میں آپ کے ساتھ جان دے دوں گا، باقی سب آپ کے مسجد میں ہیں میرے ساتھ چلئے شاید کوئی کام نکل آئے۔

کوفیوں کی بدعہدی:..... چنانچہ زید بن علی رضی اللہ عنہ اور خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف چلے گئے مگر ایک متنفس بھی باہر نہ آیا بلکہ انہوں نے مسجد میں پتھر برسا دیئے مجبور ہو کر زید نصر کے ساتھ واپس آ گئے، شام ہوگئی دارالرزاق میں بسر کی۔

شامی لشکر سے جنگ:..... صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزنی کو لشکر شام کے ساتھ زید بن علی کے مقابلہ پر بھیجا آپ انتہائی مردانگی سے میدان جنگ میں آئے نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق بن زید بن ثابت آپ کے دائیں بائیں تھے اور آپ درمیان میں تھے ایک سخت خونریز لڑائی کے بعد نصر شہید ہو گئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے مجموعی قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا ستر آدمی کام آ گئے مغرب کا وقت قریب آ گیا تھا لہٰذا لڑائی بند ہوگئی عشاء کے وقت یوسف بن عمر نے اپنے ساتھیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زید بن علی پر شب خون مارنے کو بھیجا لیکن زید کے جانثاروں نے نہایت بہادری سے پسپا کر دیا۔

حضرت زید بن علی کی شہادت:..... یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کے تیراندازوں کو تیر باری کا حکم دیا اس طرح جنگ کا عنوان بدل گیا اور لڑائی نہایت سختی سے شروع ہوگئی پھر معاویہ بن اسحاق شہید ہو گئے اس کے بعد ایک تیر آپ کے بائیں ابرو پر آ لگا جو سیدھا دماغ تک پہنچ گیا اور لڑائی خود بخود رات ہونے کی وجہ سے بند ہوگئی تھی اہل شام بھی واپس جا رہے تھے اور آپ بھی واپس آ گئے جیسے ہی تیر کا پھل نکالا گیا آپ نے جان بحق تسلیم کر دی۔

حضرت زید کی تدفین:..... پھر آپ کے ساتھیوں نے آپ کو ایک گڑھے میں دفن کر کے چھپانے کی غرض سے پانی ڈال دیا صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا حکم بن الصلت اپنی طرف کے زخمیوں کا گلیوں میں اور گھروں میں تلاش کر رہا تھا اتنے میں کسی غلام نے اسے زید بن علی کی قبر کا پتہ بتا دیا۔

لاش نکلوا کر جلا دینے کا اندوہناک واقعہ:..... حکم نے قبر کھدوا کر لاش نکال لی اور ان کا سر کاٹ کر یوسف کے پاس حیرہ میں اور یوسف نے ہشام کے پاس دمشق بھیج دیا ہشام نے دمشق کے دروازے پر لٹکا دیا اور یوسف کو حکم لکھ بھیجا کے زید نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحاق کی لاشوں کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دو اور چند آدمیوں کو اس کی حفاظت پر مامور کردو لہٰذا جب ولید بن یزید بن عبدالملک نے خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس نے لاشوں کو جلا دینے کا حکم دے دیا۔

یحییٰ بن زید:..... زید بن علی کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے اور نینوا جا کے عبدالملک بن بشیر بن مروان کے

پاس پناہ گزیں ہو گئے اور پھر شور وغوغا کم ہو گیا تو یحییٰ بن زید چند زیدیوں سمیت خراسان کی طرف چلے گئے۔

دعوت خلافت عباسیہ:...... جو لوگ خراسان میں مسلمانوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دے رہے تھے وہ اپنے کاموں کو اس زمانہ سے خفیہ طریقے سے کر رہے تھے جس زمانہ میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے قاصدوں کو ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں ممالک اسلامیہ کی جانب روانہ کیا ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے واپسی میں حمیمہ میں (مضافات بلقاء) محمد بن علی کے پاس ہو کر گزرے اور اسی جگہ بیمار ہو کر جان بحق تسلیم کر دی، وفات کے وقت محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

ابو ہاشم کی پیشن گوئی:...... چونکہ اس سے پہلے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد عراق اور خراسان میں موجود اپنے حامیوں کو سمجھا رکھا تھا کہ آئندہ ایک نہ ایک خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائیگا اس لئے ابو ہاشم کی وفات کے بعد اس کے حامیوں کی آمد ورفت محمد کے پاس شروع ہوگئی اور انہوں نے در پردہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تب انہوں نے مبلغین کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا، ان میں سے میسرہ کو عراق کی جانب محمد بن حبیش عکرمہ السراج، (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار کو (ابراہیم بن مسلمہ کا ماموں) خراسان کی جانب روانہ کیا گیا چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کر در پردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے جسے اکثر آدمیوں نے قبول کر لیا کچھ دنوں کے بعد محمد بن حبیش وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے میسرہ کے پاس آئے جنہوں نے ان کی دعوت قبول کی تھی میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بھیج دیا۔

عباسی تحریک کے بارہ نقیب:...... اس کے بعد ابو صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کئے جن کے نام یہ ہیں:......
(۱) سلیمان بن کثیر خزاعی (۲) لاہز بن قریر تمیمی (۳) قحطہ بن شبیب طائی (۴) موسیٰ بن کعب تمیمی (۵) خالد بن ابراہیم (۶) قاسم بن مجاشع تمیمی (۷) ابو النجم عمران بن اسماعیل (ابو معیط کے آزاد کردہ غلام) (۸) مالک بن ہیثم خزاعی (۹) طلحہ بن زریق خزاعی (۱۰) ابو حمزہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد کردہ غلام) (۱۱) ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد کردہ غلام) (۱۲) عیسیٰ بن اعین۔

ستر مبلغین کا انتخاب:...... پھر ان کے بعد ستر آدمیوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے منتخب کیا، محمد بن علی نے ایک مدت تک ہدایت نامہ ان لوگوں کو لکھ کر دیا تا کہ اسی کے مطابق ان لوگوں کو دعوت دیں اور اس پر عمل کریں ایک مدت تک ان کا یہی معمول رہا۔

راز کا انکشاف:...... اس کے بعد ۱۰۲ھ میں سعید خزینہ کی گورنری اور یزید بن عبدالملک کے عہد خلافت نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا اتفاق سے یہ راز کھل گیا چنانچہ سعید خزینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کر لیا ایلچیوں نے خود کو سوداگر ظاہر کیا اور ربیعہ اور یمن کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت لے لی تو ان لوگوں کو رہا کر دیا گیا۔

عبداللہ بن سفاح کی پیدائش:...... ۱۰۴ھ میں محمد بن علی کا بیٹا عبداللہ بن سفاح پیدا ہوا اسی زمانہ میں ابو محمد صادق خراسان کے مبلغین ایک گروپ کو لے کر محمد بن علی سے ملنے آیا محمد بنعلی نے عبداللہ بن سفاح کو باہر نکال کر ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھا کر کہا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو یہی تمہارا سردار بنے گا اسی ہاتھ سے یہ کام انجام پذیر ہوگا، اس وقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ دن تھی۔

بکیر بن ہامان کی آمد:...... پھر اس دعوت میں بکیر بن ہامان بھی سندھ سے شریک ہوگیا یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا جب جنید کو معزول کیا گیا تو بکیر کوفہ چلا آیا ابو عکرمہ، ابو محمد صادق بن حبیش اور عمار عبادی (ولید ارزق کے ماموں) سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا بکیر نے دل خوشی سے منظور کر لیا (یہ واقعہ ۱۰۵ھ کے آخر کا ہے)۔

بعض مبلغین کو پھانسی:...... ۱۰۷ھ کے بعد گورنر اسد قسری اور ہشام کے عہد خلافت میں بکیر نے ابو عکرمہ، محمد بن حبیش، عمار عبادی اور زیاد کو چند دیگر شیعوں کے ساتھ خراسان کی خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے روانہ کیا کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچا دی اسد نے جن کو ان میں سے پایا ان کے ہاتھ کٹوا کے پھانسی دیدی عمار بھاگ کر بکیر کے پاس آیا بکیر نے یہ واقعہ محمد بن علی کو لکھ بھیجا تو آپ نے جواباً تحریر کیا۔

الحمد لله الذی صد قاد عو تکم ومقا لتکم وقد بقیت منکم قتلی مستعد

(ترجمہ) سب تعریف اس ذات کوزیبا ہے کہ جس نے تیرے دعوے اور قول کو سچا کیا البتہ میرا قتل باقی رہا ہے کہ تو اس کے لئے بھی تیار ہو جائے۔

محمد بن علی کا پہلا نمائندہ:..... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے خراسان میں آیا وہ ابومحمد زیاد (ہمدان کا آزاد کردہ غلام) تھا اس کو ۱۰۹ھ میں اسد کی گورنری اور ہشام کے عہد خلافت میں محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن میں جا کر قیام کرنا قبیلہ مضر سے نرمی وملاطفت سے پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ بنو فاطمہ کا حامی ہے احتراز کرنا لہذا امیاد نے ایام سرما مرو میں گذارے، اس دوران شیعان علی اس کے پاس آتے جاتے رہے اتفاق سے کسی نے اسد کو اس کی اطلاع کر دی اسد نے زیاد کو بلوا کر پوچھ گچھ کی، زیاد نے کہا میں تجارت پیشہ شخص ہوں مجھے کسی کی خلافت کی دعوت دینے سے کوئی سروکار نہیں ہے چنانچہ اسد نے اسے چھوڑ دیا اور زیاد نے اپنی قیام گاہ میں پہنچ کر پھر اپنا کام شروع کر دیا اسد یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا' سے فوراً گرفتار کر کے کوفہ کے دس آدمیوں سمیت قتل کر دیا۔

کوفہ سے کثیر کی آمد:..... اسکے بعد خراسان میں کوفہ کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابی شحم کے گھر پر ٹھہرا، دو تین برس تک دعوت دیتا رہا، اسد بن عبداللہ نے ۱۱۷ھ میں اپنے دوبارہ گورنری کے زمانہ میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریط کو گرفتار کر کے تین تین سو کوڑے لگوا کر کے قید کر دیا لیکن حسن بن زید ازدی کے ان کے حق میں گواہی دینے سے رہا کر دیا۔

عمارہ بن زید "خراش":..... ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو بنو عباس کے حامیوں کا سردار بنا کر خراسان کی جانب روانہ کیا اور اس نے مرو پہنچ کر خود کو خراش کے نام سے موسوم اور مشہور کر دیا جب لوگ اس کے مطیع بن گئے تو خزیمہ کی تعلیم دینے لگا چنانچہ سب عورتوں نے مباح کر دیا، صوم وصلواۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے معنی یہ ہیں کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اس کا نام بھول کر بھی زبان پر مت لاؤ، اور صلواۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس کے لیے دعا کرو، حج یہ ہے کہ اس کی طرف قصد کرو، مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتوں پر عمل شروع کر دیا چنانچہ اسد کو یہ اطلاع ملی تو خراش کو گرفتار کر کے پھانسی دیدی جب محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اہل خراسان سے خط وکتابت بند کر دی اس لئے کہ ان لوگوں خراش کی تقلید کر لی تھی۔

اہل خراسان کا وفد:..... ۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سے سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور معافی تلافی کرانے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اور کچھ نہیں تھا اہل خراسان یہ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خراش کی کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے۔

محمد بن علی کا خط:..... سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ھامان کو ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں خراش کی مذمت اور برائیاں لکھی تھیں اہل خراسان نے یقین نہیں کیا بکیر مجبور ہو کر محمد بن علی کے پاس چلا آیا تب آپ نے اسے چند ڈنڈے مرحمت فرما کر دوبارہ بھیجا بعض پر تانبا لگا ہوا تھا بکیر نے سب کو جمع کر کے ہر ایک کو ڈنڈا دیا، دولت عباسیہ کے حامیوں کو اس سے یقین ہو گیا اور اپنے کیے پر پشیمان ہوئے اور توبہ کر لی۔

محمد بن علی کی وفات:..... جیسے ہی ۱۲۴ھ کا دور شروع ہوا محمد بن علی داعی اجل کو لبیک کہہ کر دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، وفات کے وقت اپنے بیٹے ابراہیم کو جانشین بنا گئے اور مبلغین کو ان کی تقلید کی وصیت کر گئے اسی وجہ سے دولت عباسیہ کے حامی ان کو امام کہا کرتے تھے بکیر بن ھامان محمد بن علی کی وفات کی خبر اور امام ابراہیم کی ہدایتیں اور دعا لے کر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور مرو پہنچ کر قیام کیا شیعان علی اور نقبا کو جمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں جسے سب نے بسر وچشم قبول کر لیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

ابومسلم کی کہانی:..... ان واقعات کے بعد اسی ۱۲۴ھ میں ابومسلم کو خراسان کی طرف بھیجا گیا مؤرخین نے اس کو متولی بنانے اور امام ابراہیم یا ان کے والد محمد بن علی سے ملنے کے اسباب بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے، بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ یہ بزرجمہر کی اولاد میں سے تھا اور اصفہان میں پیدا ہوا

تھا عیسیٰ بن موسیٰ السراج اس کے والد کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا اسے کوفہ لے آیا یہیں اس نے نشو ونما پائی رفتہ رفتہ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے عرض کیا ابراہیم بن عثمان بن بشار، امام ابراہیم نے کہا نہیں تمہارا نام عبدالرحمن ہے۔

ابومسلم کا نکاح: ...... کچھ عرصے بعد آپ نے اس کا نکاح ابونجم عمران بن اسماعیل کی بیٹی سے کر دیا (جو شیعان علی میں سے تھا) خراسان میں رسم عروسی ادا کی گئی اور ابومسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری بیٹی اسماء کا فہم بن محرز سے کر دیا فاطمہ کی نسل تو چلی نہیں اور اسے خزیمہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے لیکن اسماء صاحب اولاد بنی۔

ابومسلم کے بارے میں دوسرا قول: ...... بعض مؤرخ ابراہیم سے ابومسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ ابومسلم، موسیٰ سراج کے پاس رہتا تھا اور اس سے زین (چارجامہ) بنانا سیکھا تھا اکثر اصفہان، جزیرہ اور موصل تجارت کے لئے زین لے کر جاتا تھا اسی زمانہ میں یوسف بن عمران عجلی نے عاصم بن یونس عجلی (رفیق عیسیٰ سراج) اور اس کے دونوں بھتیجوں عیسیٰ اور ادریس بن معقل کو بنوعباس کے مبلغ ہونے کے الزام میں خالد قسری کے عمال کے ساتھ قید کر دیا اور ابومسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے قید خانہ میں پہنچ گیا اور ان کی ترغیب سے بنوعباس کا حامی بن گیا۔

بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اس طرح سے ابومسلم ابراہیم امام کے پاس نہیں پہنچا بلکہ یہ بنوعجلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی میں غلاموں میں سے تھا اور ان کے وسیلہ سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان امام ابراہیم نے اس کا نام عبدالرحمن رکھ دیا اور کنیت ابومسلم رکھی۔

تیسرا قول: ...... بعض مؤرخ یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، لاہز بن قریط اور قحطبہ قحط بن شبیب خراسان سے امام ابراہیم کے پاس مکہ جا رہے تھے کہ عاصم بن یونس اور عیسی وادریس بن معقل عجلی کے پاس جہاں یہ قید تھے ہو کر گزرے ابومسلم دیکھ کر بہت خوش ہوئے عاصم اور عیسی سے مانگ لیا پھر مکہ پہنچ کر امام ابراہیم سے ملے آپ کو بھی ابومسلم بہت پسند آیا آپ نے بھی اس کو سلیمان سے اپنی خدمت کے لئے لے لیا اس کے بعد نقباء امام ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرما دیں تو آپ نے ابومسلم کو ان کے ساتھ بھیج دیا لہٰذا جب ابومسلم کو خراسان رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اس کے قیام کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تو اس نے یہ دعویٰ کر دیا❶ کہ میں سلیط بن عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے ہوں۔

سلیط بن عبداللہ کا تعارف: ...... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک ناجائز حمل سے پیدا ہوا آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اس بیٹے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا سمجھدار ہونے کے بعد اسکے اور ولید بن عبد الملک کے مراسم اتحاد قائم ہو گئے مناسب موقع پاکے اس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں اور اس کی تائید میں گواہیاں پیش کیں دمشق کے قاضی نے بھی اس دعوی کو تسلیم کر لیا۔

سلیط کا قتل: ...... اس کے بعد سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ترکے کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا اور ان کو تکلیفیں دینے لگا علی بن عبداللہ کی خدمت میں عمر الدان رہتے تھے جو ابورافع (خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد میں سے تھے انہوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اس کے قتل کا ارادہ کر لیا لیکن علی بن عبداللہ نے منع کر دیا، ایک دن اتفاق سے سلیط علی بن عبداللہ اور عمر الدان ایک باغ میں گئے وہاں علی بن عبداللہ تو سو گئے مگر سلیط اور عمر الدان میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا عمر الدان سلیط کو قتل کر کے ایک گڑھے میں دفن کر کے وہاں سے چلے گئے۔

علی بن عبداللہ کی جلاوطنی: ...... رفتہ رفتہ اس کی خبر ولید تک پہنچی ولید نے علی بن عبداللہ کو بلوا کر سلیط کے بارے میں پوچھا مگر آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ولید نے باغ کی زمین کھدوائی تو ایک گڑھے میں سے سلیط کی لاش برآمد ہو گئی ولید جھلا کر علی بن عبداللہ کو کوڑے لگوانے لگا کہ عمر الدان کا پتہ

❶ ...... ابومسلم کے مسلسلہ نسب میں بہت بڑا اختلاف ہے، دیکھیں تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۲۸۳، وفیات الاعیان جلد ۳ صفحہ ۱۴۵، مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۸۹ اور الکامل لابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۳۸۸۔

بتلاؤ، عباد بن زیاد نے سفارش کر کے ان کی جان بچائی اور دمشق سے حمیمہ کی طرف بھیج دیا، جب سلیمان بن عبدالملک خلیفہ بنا تو پھر حمیمہ سے دمشق کی طرف بھیج دیا۔

ابومسلم کے بارے میں چوتھا قول: ..... بعض مؤرخ یہ بیان کرتے ہیں کہ ابومسلم عجلیوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو سندھ کے کسی گورنر کا کاتب (سیکرٹری) تھا کسی ضرورت سے کوفہ آیا اور کسی جرم میں مبلغین بن عباس کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا گیا اسی قید خانہ میں چند عجلی اور ابومسلم عیسی بن معقل اور یونس ابو عاصم بھی قید تھا بکیر نے ان لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کا ظاہر کئے ان لوگوں نے اس رائے کی تائید کی اور خوشی کے ساتھ منظور کر لیا، بکیر کی نظر ابومسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کارآمد شخص خیال کر کے عیسی بن معقل سے چار سو درہم میں خرید لیا اور قید خانہ سے نکال کر امام ابراہیم کی خدمت میں بھیج دیا امام ابراہیم نے اپنے خاص مرید خاص موسیٰ السراج کے پاس بھی دیا جس سے اس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا امام ابراہیم کے خطوط لے کر خراسان آتا جاتا تھا۔

ابومسلم اور پانچواں قول: ..... بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ ابومسلم ہرات کے رہنے والے کسی شخص کا غلام تھا جس سے امام ابراہیم نے خود خرید لیا تھا دو برس تک آپ کی خدمت میں رہا اکثر خطوط لے کے خراسان جایا کرتا تھا جس کے بعد امام ابراہیم نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کر دیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت کی، ابوسلمہ حلال کو جو کوفہ میں خلافت عباسیہ کے قیام کی دعوت دے رہا تھا لکھ بھیجا کہ میں نے ابومسلم سلیمان بن کثیر کے گھر پر جا کر ٹھہرا، اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

امام ابراہیم کے پاس وفد: ..... اس کے بعد ۱۲۷ھ میں سلیمان بن کثیر، لاہز بن قریط اور قحطبہ مکہ معظمہ میں امام ابراہیم سے ملنے آئے تیس ہزار دینار، دو لاکھ درہم اور کئی نافے مشک قیمتی سامان کے ساتھ ان کی نذر کئے، انہی لوگوں کے ساتھ ابومسلم بھی آیا ہوا تھا سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابومسلم کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ آپ کا خادم ہے اسی سن میں بکیر بن ھامان نے لکھ بھیجا کہ میں بستر مرگ میں پڑا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابوسلمہ حفص بن سلیمان حلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے وہ بھی اس بات پر راضی ہے۔

ابوسلمہ مبلغ دعوت عباسیہ: ..... امام ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے حامیوں کو اسکی اطاعت کرنے کا حکم دیا اہل خراسان نے بسر و چشم اس کی حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس خمس، زکواۃ اور صدقے کی رقوم جمع تھیں انہیں ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔

ابومسلم کی خراسان روانگی: ..... پھر ۱۲۸ھ میں اپنے خادم ابومسلم کو خراشان کی جانب روانہ کیا اور اپنے حامیوں کو یہ خط لکھا کہ میں نے ابومسلم کو ایک خاص کام پر مقرر کیا ہے اس کو غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو میں نے اس کو خراسان اور جس پر یہ قابض ہو جائے اس کا امیر مقرر کر دیا ہے لیکن خلافت عباسیہ کے حامیوں نے ابومسلم کے مشتبہ و مشکوک ہو جانے کی وجہ سے اسکے کسی حکم کی تعمیل نہیں کی۔

ابومسلم کی شکایت ..... اگلے سال وفد لے کر امام ابراہیم نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تم لوگوں سے ایک کام انجام دینے کو کہا تھا لیکن تم لوگوں نے اس کو قبول کرنے سے نکار کر دیا (یہ سلیمان بن کثیر اور ابراہیم بن مسلمہ کی طرف اشارہ تھا) اور میری رائے ابومسلم کی رائے سے متفق ہے وہ ہم میں سے اور ہمارے خاندان میں سے ہے اس کے کہنے پر عمل کرو اور اس کی اطاعت میں گردنیں جھکا دو۔

امام کی ابومسلم کو ہدایت: ..... پھر ابومسلم سے مخاطب ہو کر بولے دیکھو اہل یمن کے ساتھ میں قیام کرنا اور ان سے عزت و احترام سے پیش آنا کیونکہ انہی لوگوں سے کام انجام پائے گا اور انہی لوگوں سے بیعت لو، قبیلہ مضر والے دشمن جان اور آستین کے سانپ ہیں جس پر کوئی شک وشبہ ہو جائے فوراً اس کو قتل کر دینا اور اگر ممکن ہو تو خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو زندہ مت چھوڑنا، جب کوئی اہم بات پیش آ جائے تو سلیمان بن کثیر سے مشورہ ضرور کر لینا اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو جائے تو میرے حکم کی تعمیل پر اکتفاء کرنا، یہ تقریر ختم ہوتے ہی ابومسلم اور حاضرین مجلس امام ابراہیم سے رخصت ہو کر خراسان روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات:......ربیع الثانی ۱۲۵ھ ❶ میں جس وقت ہشام بن عبدالملک مقام رصافہ میں مقیم تھا اس کا آخری وقت آ گیا اس نے بیس سال حکومت کی اس کے بعد ولید اس کے (بھائی یزید بن عبدالملک کا بیٹا) جسے یزید بن عبدالملک نے ہشام کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا (جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) خلیفہ بنا۔

ولید بن یزید کی خلافت

ہشام اور ولید بن یزید:......ہشام بن عبدالملک ❷ کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک یزید کا دوسرا ولی عہد ہونے کی وجہ سے یزید مسند خلافت پر بیٹھا، یہ سن شعور کے ابتداء ہی سے بے حیا، اوباش مزاج، کھلاڑی شرابی اور عیش پرست شخص تھا انہی وجوہات کی بنا پر ہشام بن عبدالملک نے اس کو ولی عہدی سے معزول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن کر نہیں سکا تاہم جس کو اس کی صحبت میں آتا جاتا دیکھ لیتا یا سن لیتا کوڑے لگواتا تھا چنانچہ یزید اپنے مصاحبین اور خدام کے ہمراہ دمشق سے باہر کہیں چلا گیا تھا ❸ اور اپنے میر منشی عیاض ابن مسلم کو روزانہ کے حالات لکھنے کے لئے چھوڑ گیا تھا چنانچہ ہشام نے اس کو کوڑے لگوا کر قید کر دیا اسی زمانے سے یزید مسلسل دمشق کے باہر رہا یہاں تک کہ ہشام کا آخری وقت قریب آ گیا اور اس کا آزاد کردہ غلام ابوسفیانی قاصدوں کے لباس میں سالم بن عبدالرحمٰن صاحب دیوان کا خط لے کر ہشام کی بیماری کی خبر دینے آیا چنانچہ ولید نے میر منشی عیاض کا حال پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ قید میں ہے لہٰذا یزید نے اسی وقت خزانچی سے کہلوا دیا کہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس کو بہت حفاظت سے رکھو اگر ہشام بھی کوئی چیز مانگے تو مت دو پھر جب ہشام مر گیا تو عیاض نے قید خانہ سے نکل کر خزانے کی جانچ پڑتال کی دروازوں پر تالا لگا دیا اور ولید نے اسی وقت اپنے چچا عباس بن عبدالملک کو لکھا کہ رصافہ میں جا کر ہشام اور اس کے بیٹوں، نوکروں اور خادموں کے مال واسباب کی ایک فہرست تیار کر کے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا جائے مگر مسلمہ بن ہشام سے متعرض ہونے کو منع کر دیا کیونکہ وہ اکثر اپنے والد ہشام سے ولید کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کو کہا کرتا تھا چنانچہ عباس نے اس کی تعمیل کر دی۔

بیعت خلافت:......اس کے بعد ولید نے گورنروں میں ردوبدل کر کے نئے انتظامات کئے اور اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں بیعت لینے کا حکم بھیجا چنانچہ عمال نے اپنے اپنے صوبوں میں بیعت لے کر اطلاع بھیج دی، مروان بن محمد نے اپنی بیعت لکھ کر حاضری کی اجازت طلب کی بیعت خلافت لینے کے بعد ولید نے اسی سال ۱۲۵ھ میں اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کی ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی اور ان کو اپنا ولی عہد بنا لیا اور ایک گشتی فرمان بھیجا عراق وخراسان میں اس کو مشہور کر دیا۔

نصر بن سیار:...... ولید نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال ۱۲۵ھ میں تنہا نصر بن سیار کو خراسان کا گورنر مامور کیا اس کے بعد ولید کے پاس یوسف بن عمر آیا اور منت سماجت کر کے نصر اور اس کے عمال کو معزول کرا دیا اور ولید سے خراسان کی گورنری اپنے نام لکھی اور نصر کو لکھ بھیجا کہ اپنے اہل وعیال اور تحائف واموال لے کر چلے آؤ، ولید نے بھی اس کو اسی مضمون کا ایک فرمان لکھ بھیجا، نصر کو آنے میں تامل ہوا یوسف کے ایلچی نے تعمیل حکم پر مجبور ہو کر نا چاہا تو نصر نے کچھ لالچ دے کر اسے راضی کر لیا یوسف نے یکے بعد دیگرے قاصد روانہ کئے چنانچہ نصر نے مجبور کر روانگی کے ارادے سے خراسان پر عصمت بن عبداللہ اسدی کو، شاش پر موسیٰ بن ورقاء کو، سمرقند پر حسان کو جو کہ اہل صغانیاں سے تھا اور آمد پر مقاتل بن علی صغدی کو مقرر کیا اور یہ سمجھا دیا کہ جس وقت تمہیں میرے متعلق کوئی بری خبر ملے فوراً ترکوں کو ماوراء النہر کے راستے خراسان میں بلا لینا تا کہ ولید مجھے پھر خراسان کی جانب واپس بھیج دے چنانچہ ابھی عراق کے راستے ہی میں تھا کہ مقام بیہق میں بنولیث کا ایک آزاد کردہ غلام ملا اور اس نے ہشام کے مارے جانے، شام میں فتنہ وفساد

---

❶......اس کی وفات کے وقت، مدت خلافت اور عمر کے بارے میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں البدایۃ والنہایۃ جلد ۹ صفحہ ۳۵۱، تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۲۸۳، مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۲۴۹، العقد الفرید جلد ۴ صفحہ ۴۴۵، تاریخ ابی الفداء جلد ا صفحہ ۲۵۴ اور ابن اثیر کی الکامل جلد ۳ صفحہ ۳۹۱۔ ❷......اس کی مدت خلافت عمر اور وفات میں اختلاف ہے جو البدایۃ والنہایۃ جلد ۹ صفحہ ۳۵۱، تاریخ طبری جلد ۸ صفحہ ۲۸۳، ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ❸......ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ازرق سرزمین اردن میں جہاں اس کا تالاب تھا چلا گیا تھا (جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴)۔

برپا ہونے، منصور بن جمہور کے عراق جانے اور یوسف بن عمر کے بھاگنے کی خبر دے دی، نصر نے جب یہ حالات سنے تو واپس چلا گیا۔

یحییٰ بن زید ❶:...... یحییٰ بن زید اپنے والد زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ میں پہنچ کر حریش بن عمرو کے گھر مقیم ہو گئے تھے جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر کو لکھا کہ حریش کے گھر سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کر کے بھیج دو چنانچہ نصر نے حریش سے یحییٰ کے متعلق پوچھا تو حریش نے صاف جواب دے دیا چنانچہ نصر نے جھلا کر چھ سو کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر بھی حریش نے یحییٰ کا پتہ نہیں بتایا مگر قریش بن حریش سے اپنے باپ کی سزا دیکھی نہ گئی چنانچہ اس نے حاضر ہو کر یحییٰ کا پتہ بتا دیا اور نصر نے یحییٰ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک اطلاعی خط ولید کے پاس بھیج دیا مگر ولید نے یحییٰ اور ان کے ساتھیوں کو رہا کر دینے کا حکم دیا چنانچہ نصر نے یحییٰ کو قید خانے سے رہا کر کے ولید کے پاس جانے کی ہدایت کی مگر یحییٰ اپنے ساتھیوں سمیت بلخ سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہیں قیام کر لیا۔ نصر کو اس کی اطلاع ملی تو عبداللہ بن قیس بن عباد کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن قیس نے یحییٰ کو بیہق کی طرف نکال دیا۔ غریب یحییٰ کے قدم بیہق میں بھی یوسف بن عمر کے خوف سے نہ جم سکے مجبور ہو کر نیشا پور چلے گئے۔

یحییٰ بن زید کی شہادت:...... ان دنوں عمر بن زرارہ نیشاپور میں حکمران تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی مشکلات سے سب کے سب تھک گئے تھے اس لیے ان لوگوں نے چند سواریوں خرید لیں تھیں۔ عمرو بن زرارہ نے یحییٰ کے آنے اور سواری کے لئے جانور خریدنے کا حال نصر کو لکھ بھیجا تو نصر ان لوگوں کے پیچھے جھاڑ کر تو پڑا ہوا ہی تھا جنگ کرنے کا حکم بھی دے دیا چنانچہ عمرو بن زرارہ دس ہزار لشکر لے کر یحییٰ کے مقابلے پر آیا۔ سخت لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عمر بن زرارہ اور اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اور میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کر دیا اور ہرات پہنچے لیکن اہل ہرات سے متعرض نہ ہوئے اور آگے بڑھ گئے نصر نے یہ خبر سن کر مسلم بن احور مازنی کو یحییٰ کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ مقام جوز جان میں مڈبھیڑ ہوگئی اور اس خون ریز جنگ میں یحییٰ مارے گئے اور آپ کے سارے ساتھی بھی میدان جنگ میں تلواروں کے سائے کے نیچے موت کی ٹھنڈی نیند سو گئے اناللہ وانا الیہ راجعون،

ابو مسلم کا انتقال:...... مسلم بن احور نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق بھیج دیا اور نعش کو جوز جان صلیب پر چڑھا دیا۔ ولید یوسف عمر کے نام ایک فرمان لکھ بھیجا دیا کہ زید کو جس نے یحییٰ کو دغا دی تھی جلا دو اور خاکستر دریائے فرات میں بہا دو باقی اور یحییٰ کی نعش مسلسل پھانسی پر چڑھی رہی یہاں تک ابو مسلم خراسانی خراسان پر قابض ہوا اور اس نے نعش کو پھانسی پر سے اتار کو دفن کر دیا اس کے بعد دیوان کی جانچ پڑتال کی لہذا جو لوگ یحییٰ کے قتل میں شریک تھے اور اس وقت وہ زندہ بھی تھے ان کو قتل کر دیا اور جو لوگ مر چکے تھے ان کے اہل وعیال کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔

خالد بن عبداللہ:...... یوسف بن عمر نے، تاق کا گورنر بنتے ہی خالد اور اکثر اہل عراق وخراسان کو جو خالد کے حامی تھے قید چنانچہ خالد اٹھارہ مہینے تک اپنے بھائی اسمٰعیل اور یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد حیرہ کے قید خانے میں قید کر رہا۔ قید کے زمانہ میں یوسف نے ہشام بن عبدالملک سے خالد کو اذیت دینے کی اجازت مانگی چنانچہ ہشام نے اجازت تو دے دی لیکن شرط یہ لگا دی کہ اگر خالد ایذا دہی کے دوران مر گیا تو تمہاری جان کی بھی خیر نہیں ہے، یوسف نے اس شرط سے گھبرا کر خالد کو معمولی ایذا دے کر پھر جیل بھیج دیا۔ اس کے بعد ۱۲۱ھ میں امام ہشام نے خالد کی رہائی کا حکم دے دیا خالد قید خانے سے آزاد ہو کر رصافہ کے سامنے ایک گاؤں میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ ۱۲۲ھ میں امام زید نے بغاوت کی اور شہید کر دئے گئے ان کی شہادت کے بعد اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔

یوسف بن عمر نے ہشام سے یہ کہہ دیا کہ ''خالد ہی سازش سے زید نے بغاوت کی تھی اور اسی کی مدد سے خلیفہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا تھا ورنہ بنو ہاشم کب کے بھوکے پیاسے مر گئے ہوتے'' ہشام نے یوسف کی باتوں پر بالکل توجہ نہ کی اور اس قاصد کو جو پیغام لے کر گیا جھڑک کر نکال دیا اور جوش میں آ کر بول اٹھا لسنا نتھم خالد افی طاعة (ہم خالد کو اطاعت کے بارے میں الزام نہیں دیتے)

❶...... بعض نسخوں میں زیاد ہے جو کہ غلط ہے۔

خالد کے خلاف سازش:...... خالد کا کانوں تک یہ خبر پہنچی خوش خوش دمشق آیا اور اپنے اہل وعیال کو ٹھہرا کر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے چلا گیا۔ ان دنوں کلثوم بن عیاض قشیری دمشق کا امیر تھا اس کی خالد سے لڑائی تھی اتفاق سے ایک روز رات کے وقت دمشق کے ایک محلے میں آگ لگ گئی چنانچہ کلثوم نے ہشام کی خدمت میں لکھا کہ خالد کے غلام بیت المال کو لوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہر روز شب کے وقت دمشق کے اکثر محلوں میں آگ لگاتے پھر رہے ہیں ہشام نے بلا تحقیق اس رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ آل خالد کے چھوٹے بڑے اور اس کے تمام خادموں کو قید کر دو کلثوم نے یہ حکم پاتے ہی خالد کے متعلقین کو قید کر دیا۔ بعد ولید عبدالرحمن عامل خراج (افسر صیغہ مال) نے ہشام کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا جس میں ان لوگوں کے نام قبائل اور شاخ کے نام ہمیت درج کئے تھے جو آگ لگانے کے مرتکب ہو رہے تھے اس میں آل خالد کا کہیں تذکرہ تک نہ تھا۔

ہشام کے سامنے خالد کی بے گناہی:...... ہشام یہ خط پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا اور کلثوم کو ڈانٹ کا ایک فرمان لکھا کہ خادموں اور آل خالد کو رہا کر دو جب خالد صائفہ سے واپس آیا تو اہل دمشق اس سے ملنے آئے تو اس نے ترش رد ہو کر کہا ''بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہشام میرے اہل وعیال کو آئے دن قید خانے میں بھیج رہا ہے میں تو اطاعت فرمان برداری کے لحاظ سے جہاد پر چلا جاتا ہوں اور وہ میرے اہل وعیال کو اہل جرائم کے ساتھ قید کر دیتا ہے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے اور تم میں سے کسی نے دم تک نہ مارا کہ تم لوگ جان کے ڈر سے خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ ڈر کو دور کرے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہشام کو اس زیادتی سے کوئی شامی الداری حجازی الاصل شخص (یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) روکتا'' ہشام نے یہ سن کر کہا ''ابو مسلم مخبوط الحواس ہو گیا ہے'' اس کے بعد یوسف بن عمر کے خطوط ہشام کی خدمت میں یزید بن خالد کے بلاوے کے آنے لگے ہشام نے کلثوم کو یزید بن خالد کے بھیجنے کا حکم دیا یزید تو یہ سن کر بھاگ گیا اور کلثوم نے خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خالد کی گرفتاری:...... ہشام کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کلثوم کو ایک ملامت آمیز فرمان لکھا اور خالد کی رہائی کا حکم دیا۔ جب ولید بن یزید مسند خلافت پر بیٹھا تو اس نے خالد کو بلوایا اور اس کے بیٹے کا حال پوچھا خالد نے عرض کیا ''ہشام کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور ہم لوگ تو امیر المومنین کی خلافت کے منتظر ہی تھے شکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت مرحمت فرمائی غالباً میرا بیٹا اپنے ہم وطنوں کے پاس بلا د شراۃ چلا گیا ہو'' ولید ''نہیں بلکہ تو نے اس کو فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے چھوڑ دیا ہے'' خالد نے عرض کیا ''امیر المومنین کا یہ خیال درست نہیں، ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جو ہمیشہ خلیفہ کے مطیع رہے ہیں ولید نے جھلا کر کہا ''بہتر یہ ہے کہ تم اس کو حاضر کر دو ورنہ تمہارا سر تمہارے پاؤں پر ہو گا اس پر خالد نے بھی کڑک کر جواب دیا ''واللہ اگر میرا بیٹا میرے قدموں کے بھی نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا'' ولید یہ سن کر غصے سے سرخ ہو گیا اور اسے کوڑے لگوا کر قید کر دیا یہاں تک کہ یوسف بن عمر عراق سے بہت سامال واسباب لے کر دمشق آیا۔

خالد کا قتل:...... ولید نے خالد کے پاس کہلوایا کہ یوسف بن عمر تو کو پانچ ارب میں خریدنا چاہتا ہے مناسب ہے کہ تم خود اس رقم کو ادا کر و اس سے پہلے کہ میں تم کو اس کے حوالے کر دوں'' خالد نے جواب دیا عرب کبھی فروخت نہیں کیا گیا واللہ! اگر تم مجھ سے واپس آنے پر بھی ضمانت مانگتے تو میں ہرگز ضمانت نہ دیتا'' ولید نے یہ جواب سن کر یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا کر کمبل کی کفنی پہنوائی۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ خالد انتہائی استقلال سے ان تکالیف کو برداشت کرتا گیا۔ چند دنوں کے بعد یوسف نے خالد کو کوفہ روانہ کر دیا بالآخر انہی تکالیف کے صدمے سے جاں بحق ہو گیا اور اسی کمبل کی کفنی میں لپیٹ کر اسے دفن کر دیا گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ کسی تیز دھارے سے خالد کو مارا گیا تھا جو اس کی پیشانی پر رکھ دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں پر لکڑیاں رکھ دی گئیں تھیں جس پر تنومند وجسیم آدمی کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ اس تکلیف سے خالد کے پاؤں ٹوٹ گئے اور اس کی وفات ہو گئی۔ یہ واقعہ ۱۲۶ھ کا ہے۔

ولید کا کردار:...... چونکہ ولید نے بیعت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی اپنے خصائل رزیلہ وعادات خبیثہ نہیں چھوڑی تھیں اسی لئے اکثر ناشائستہ حرکات اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ولید نے ایک بار کلام مجید کو کھولا اتفاق سے اس کی ناپاک نظر، آیت وخاب کل جبار عنید پر

پڑ گئی۔ تو جھلا اٹھا قرآن شریف اٹھا کر پھینک دیا پھر نیزے اور تیروں سے قرآن پاک پر وار کئے اس واقعہ میں اس کے دو شعر ❶ بھی پڑھے جاتے ہیں جن کو میں نے ان کے گندے اور نازیبا ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا لوگوں نے اس کے بارے میں بہت زیادہ برائیاں منسوب کی ہیں اور اکثر مؤرخین نے اسکا انکار بھی کیا ہے ❷ وہ کہتے ہیں کہ ولید کے دشمنوں نے عداوت کی بناء پر اس کی طرف ان ناشائستہ باتوں کو منسوب کر دیا ہے۔

ہارون رشید کی دعا:......مدائینی کہتا ہے کہ ایک دن عمر بن یزید ولید کے بھائی کا بیٹا خلیفہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا، خلیفہ رشید نے دریافت کیا ''تو کون ہے؟'' جواب دیا ''قریشی ہوں'' رشید نے پھر پوچھا کہ ''قریش کے کس نسب سے ہو؟'' اس پر ابن عمر بن نے کچھ جواب نہیں دیا تو خلیفہ رشید نے کہا ''جواب دو میں تم کو امان دیتا ہوں تم خواہ مروان ہی کیوں نہ ہو؟'' عرض کیا ''میں عمر بن یزید ہوں'' تو خلیفہ رشید نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور یزید (مراد یزید بن ولید ہے جس نے خلیفہ ولید بن یزید کو قتل کر دیا تھا) اور یزید ناقص پر لعنت کرے ❸ کیونکہ اس نے ایک ایسے خلیفہ کو قتل کیا ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کر لیا تھا'' خیر۔ تم اپنی ضرورت بیان کرو'' چنانچہ ابن عمر نے اپنی ضروریات بیان کی جو پوری کر دی گئی۔ شبیب بیان کرتا ہے کہ ہم لوگ خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں ولید کا ذکر آ گیا تو مہدی بولا ''کہ وہ تو زندیق کو نبوت کی خلافت اور امت مرحومہ کی حکومت عطا نہیں فرمائے گا مجھے ایک ایسے شخص نے جو مہلب، مجلس مے نوشی اور حالت طہارت وصلواۃ میں اس کا جلیس وندیم رہتا تھا، یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جاتا تھا وہ رنگین وخوشبودار کپڑوں کو اتار کر سفید شفاف کپڑے پہنتا باقاعدہ وضو کرتا اور اس کے بعد اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھے وہ ایسے کام کرے گا؟'' مہدی نے کہا، اے ابن علانہ، اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص (ولید) اپنے ہم چشموں میں حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور حسد کی بناء پر اس کی طرف طرح طرح ناشائستہ حرکات منسوب کر دی گئی ہیں'' البتہ وہ اپنے دوستوں کی مجلسوں میں باذوق اشعار پڑھا کرتا تھا'' اس کا بہترین کلام یہ ہے کہ جب مسلمہ کے انتقام کے بعد وہ ہشام کے یہاں تعزیت کرنے گیا تھا تو اس نے یہ اشعار کہے تھے'' ''یا امیر المومنین۔ ان عقبے لمن بقی لحوق من مضی وقد اقفر بعد مسلمة'''' الصید لمن رمی واختل الثغر فهوے دعلی اثر من سلف لمض '''' من خلف فتز دوا فان خیر زاد التقویٰ'' ہشام نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور حاضرین خاموش ہو گئے۔

ولید کے خلاف الزامات:......اس واقعہ قتل اس طرح واقع ہوا کہ اس کی رذیل حرکات وخسیس عادات سے تنگ ہو کر اس کے چچاؤں کی اولاد اور خاندان بات بات پر الجھنے لگے اور ایک گونہ اپنا دلی مقصد حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی سب سل زیادہ بددلی ان واقعات سے پھیلی کہ پہلے تو اس نے سلیمان بن ہشام (اپنے چچازاد بھائی) کو گرفتار کرا کے کوڑے لگوائے اور سر داراور داڑھی منڈوا کر معان (عرزمین شام) کی جانب جلاوطن کر دیا چنانچہ اس کے زمانہ حکومت ختم ہونے تک سلیمان وہیں قید رہا۔ اس کے بعد اس نے یزید بن ہشام کو قید کر دیا ان دو واقعات کے علاوہ ولید کے ایک بیٹے کو اس کی بیوی سے علیحدہ کر دیا اور کے اکثر بیٹوں کو قید خانہ میں بھیج دیا مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس پر فسق وکفر کا الزام لگایا سوتیلی ماں کو مباح کر لینے کا الزام لگایا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس نے بنوامیہ کے سو جامع مسجدوں پر قبضہ کر لیا کم سن ہونے کے باوجود اپنے بیٹوں حکم وعثمان کو ولیعہد مقرر کیا ہے۔ ان معاملات میں یزید بن ولید کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اور عوام اس کے کہنے کو وقعت کی نظروں سے بھی دیکھتے تھے۔

---

❶ ......مورخ ابن اثیر نے واقعہ مذکورہ بالا متن میں ولید کے یہ دو شعر نقل کرتا ہے جس میں مورخ ابن خلدون نے ذکر نہیں کیا اور اس کو ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:

تهـدونـي بـجـبـار عـنـيـد ☆ فهـا انـا ذاك جـبـار عـنـيـد

اذا مـا جـئـت ربك يـوم حشـر ☆ فـقـل يـا رب مـوقـنـي الـولـيـد

(ترجمہ) تو مجھے جبار عنید سے ڈراتا ہے، خبردار ہو جا کہ اس وقت میں جبار عنید ہوں۔ قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا ہے تو کہہ دینا کہ اے رب مجھے ولید نے پھاڑا ہے)

❷ ......انہی مؤرخین میں امام ذہبی بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کی طرف کفر در زندقہ کی نسبت درست نہیں البتہ وہ شرابی اور لوطی مشہور ہو گیا جس کی بنیاد پر اسکے خلاف بغاوت ہوئی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۱)

❸ ......'یزید الناقص' اسے اس لئے کہا کہ چونکہ اس سے لوگوں کے وظائف کم کر دیے تھے لہٰذا اس کا نام 'یزید بن الناقص' (کمی کرنے والا یزید) پڑ گیا تھا۔ (ثناء اللہ محمود)

قبیلہ قضاعہ کی بغاوت:......اس کے بعد خالد قسری کی قید کی وجہ سے یمانیہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے خالد قسری کو اس لئے قید کیا ہے کہ اس نے اس کے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت کرنے سے انکار کیا تھا ان کی دیکھا دیکھی قبیلہ قضاعہ میں بھی بغاوت ہوگئی لشکر شام میں اکثر قضاعہ اور یمنی ہی تھے چنانچہ ولید کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور عوام کا میلان طبع اس کی طرف روز بروز بڑھتا گیا ادھر یمانیہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور یزید بن ولید عبدالملک نے عمر بن زید حکمی سے اس بارے میں مشورہ کیا تو عمر بن زید نے رائے دی کہ اپنے بھائی عباس سے بیعت کرنے کے لئے کہو، اگر اس نے تمہاری بیعت کر لی تو کوئی شخص مخالفت نہیں کرے گا ورنہ یہ ظاہر کردینا کہ اس نے میری بیعت کر لی ہے کیونکہ عوام الناس علی العموم اور امراء بالخصوص اس کے مطیع ہیں یزید نے عباس کے سامنے یہ رائے پیش کی مگر عباس نے اس کی مخالفت کی لیکن اس نے بالکل توجہ نہ کی اور در پردہ لوگوں سے بیعت لیتا اور اپنے قاصدوں کو اطراف و جوانب کے علاقوں میں بھیجتا رہا ان دنوں یزید بادیہ میں مقیم تھا۔

یزید بن ولید کا ہنگامہ:......رفتہ رفتہ اس کی خبر مروان تک آرمینیہ میں پہنچی چنانچہ سعید بن عبدالملک کو یہ خبر لکھ بھیجی اور برے انجام اور آئندہ خطرات سے ڈرایا، سعید کو یہ بات ناگوار گزری تو عباس کے پاس مروان کا خط بھیج دیا اس پر عباس نے اپنے بھائی یزید کو بلا کر دھمکایا ڈرایا مگر یزید نے اپنے راز کو چھپایا اس سے عباس کو یقین آ گیا اس کے بعد جب یزید نے اپنا انتظام درست کر لیا تو لباس تبدیل کر کے سات سواروں کے ساتھ دمشق کا رخ کیا اور رات کے وقت دمشق پہنچا اکثر اہل دمشق اور اہل مزہ ❶ نے خفیہ طور پر بیعت بھی کر لی۔ ان دنوں دمشق کا امیر عبدالملک بن محمد بن حجاج اور کوتوال شہر ابوالعاج تک یہ خبر پہنچی مگر اس نے بازاری افواہ سمجھ کر یقین نہیں کیا اور جمعہ کے روز یزید نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ مغرب کے بعد باب الفرادیس کے قریب چھپے رہنا نماز عشاء کے بعد حملہ ہوگا۔ اس کے حامی اور مصاحبین ایک کونے میں بیٹھے رہے عشاء کی اذان ہوتے ہی مسجد میں داخل ہوگئے نماز کے بعد مسجد کے محافظ نے ان لوگوں کے نکالنے کا ارادہ کیا مگر سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

ابوالعاج کی گرفتاری:......یزید بن عنبہ دوڑتا ہوا یزید بن ولید کے پاس آیا اور حالات بیان کئے تو یزید ڈھائی سو آدمیوں کو لے کر مسجد میں آ گیا اور باب المقصورہ کھلوا کر دارالامارت میں داخل ہوگیا ابوالعاج اس وقت شراب کے نشے میں پڑا ہوا تھا۔ اسے گرفتار کر لیا گیا پھر خزانوں اور بیت المال ❷ پر قبضہ کر کے محمد بن عبدالملک بن محمد بن حجاج کو بھی گرفتار کر لیا جامع مسجد اور اسلحہ خانے میں جتنے آلات حرب تھے سب پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی تو قرب و جوار کے امراء و رؤساء اہل مزہ، سکاسک، اہل داریا اور عیسیٰ بن شبیب رئیس اہل دومہ و حرستا، حبید بن حبیب لخمی رئیس و برمران اور اہل جرش وحدیثہ اور ربعی ❸ بن ہشام حارثی غزوہ سلامان کی جماعت لئے ہوئے اور یعقوب بن محمد ہانی عبسی وجہینہ اپنے حامیوں سمیت بیعت کرنے دوڑ پڑے۔

ولید کی روانگی:......ان لوگوں سے بیعت لینے کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصارف کو دو سو سواروں کا افسر مقرر کر کے عبدالملک بن محمد بن حجاج کی گرفتاری پر مامور کر دیا مگر عبدالملک بن محمد نے امان حاصل کر کے محل کا دروازہ کھول دیا۔ اس سے پہلے ایک اور لشکر ولید ❹ کی طرف مقام بادیہ ہی سے عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک اور منصور بن جمہور کی سرکردگی میں روانہ کر دیا گیا تھا ولید کو اس کی خبر ملی تو اس نے بھی عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی حفاظت کے لئے بھیجا تو تھوڑا سا طے کر کے ٹھہر گیا اور کچھ سوچ کر یزید کی بیعت کر لی اس کے بعد ولید کے دوستوں اور وزیروں نے پے در پے یہ وحشت ناک خبریں سن کر حمص چلے جانے اور وہیں قلعہ بند ہونے کی رائے دی یہ رائے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا مگر عبداللہ بن عنبسہ نے اس سے اختلاف کر کے کہا "خلیفہ وقت کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے لشکر و حرم کو بغیر جنگ و قتال کے چھوڑ کر کہیں چلا جائے اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی مدد کرے گا" مگر ولید نے دل میں مضبوط کر کے کوچ کر دیا اس کے علاوہ اس کے لشکر کے ضحاک کی اولاد کے چالیس نفر تھے۔

عباس بن ولید کی گرفتاری:......ولید جب قصر بن بشیر میں پہنچا تو عباس بن ولید کا یہ پیغام پہنچا تو عباس بن ولید کا یہ پیغام پہنچا کہ "گھبرانا نہیں میں تمہاری مدد کو پہنچنے والا ہوں" مگر ابھی تک عباس پہنچنے نہ پایا تھا کہ عبدالعزیز اور منصور پہنچ گئے اور جنگ سے پہلے زیاد بن حصین کلبی کو کتاب و سنت کی

---

❶......مزہ دمشق کے باغوں کے درمیان ایک بڑا گاؤں ہے دمشق اور اس کے درمیان آدھے فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ❷......دیکھئے البدایہ والنہایہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۔ ❸......ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰۸ پر ہشام کے بجائے ہاشم تحریر ہے۔ ❹......یہ ان دنوں سرزمین عثمان میں تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ مصر۔

دعوت دینے ولید کے پاس پہنچا مگر ولید کے دوستوں نے اسکو مار ڈالا چنانچہ فریقین میں لڑائی سختی کے ساتھ چھڑ گئی عبدالعزیز نے یہ خبر سن کر کہ عباس ولید کی کمک پر آ رہا ہے، منصور بن جمہور کو اسے روکنے پر مامور کر دیا چنانچہ منصور زبردستی عباس کو عبدالعزیز کے پاس گرفتار کر کے لایا۔ جنگ کے دوران ولید نے عبدالعزیز کو یہ پیغام بھیجا کہ تم کو پچاس ہزار دینار اور ولایت حمص کی حکومت دوں گا تم مجھ سے مت لڑو'' مگر عبدالعزیز نے اس سے انکار کی اور پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ لڑنے لگا بالآخر ولید کے لشکر کو شکست ہوگئی اور چاروں طرف سے مار مار کی آواز آ رہی تھی۔ فتح مند گروپ شکست خوروں کا خون نہایت دریا دلی سے بہا رہا تھا۔

ولید بن یزید کا قتل:...... ولید یہ رنگ دیکھ کر محل میں گھس گیا اور دروازے بند کر لئے اور محل پر چڑھ کر مصلح کی گفتگو کرنے کے لئے ایک آدمی کو بلایا چنانچہ یزید بن عنبسہ سکسکی قریب گیا تو ولید نے مسلح کرنے کے لئے کہا مگر یزید بن عنبسہ نے جواب دیا کہ ''ہم تجھ سے کوئی بدلہ نہیں لے رہے بلکہ یہ انتقام اس کا ہے جو تم نے خرافات شرعی، شراب کو مباح کر لیا تھا اور ارکان اور حدود اللہ کو خفیف وذلیل سمجھتے تھے'' اے بھائی سکاسک! اللہ تعالی تجھے ہدایت دے جو کچھ تو نے ذکر کیا ہے اس میں بہت بڑی گنجائش رکھی ہے'' یزید بن عنبسہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس ک بعد ولید اپنی نشست گاہ میں واپس آ گیا اور قرآن شریف کھول کر پڑھنے لگا اور پھر لوگوں کو دیوار پر چڑھتے ہوئے دیکھ کر بولا'' آج کا دن ویسا ہی ہے جیسا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا دن تھا اس کا یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ لوگ دیوارین پھلاند کر ولید کے پاس پہنچ گئے یزید بن عنبسہ گرفتار کرنے کے ارادے سے ہاتھ پکڑ کر لے گیا مگر اتنے میں منصور بن جمہور ایک گروہ لئے ہوئے پہنچ گیا اور چاروں طرف سے لوگوں نے مارنا شروع کر دیا بالآخر سر کاٹ کر یزید کے پاس لے گئے۔ یزید نے حکم دیا کہ اسے شارع عام پر لٹکا دلیا جائے یزید بن فردہ ابو مرہ کے خادم، نے بڑی منت سماجت سے عرض کیا کہ ''یہ تمہارے چچا زاد بھائی اور خلیفہ تھا خوارج کے سر لٹکائے جاتے ہیں اس کے علاوہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعزہ واقارب میں شورش پیدا ہو جائے گی '' مگر یزید نے اس پر بالکل توجہ نہ دی اور نیزہ پر سر رکھ کے دمشق میں تشہیر کرا کر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے حوالے کر دیا جو اس شورش میں یزید کا شریک تھا یہ واقعہ آخر جمادی الآخر ۱۲۶ھ کا ہے۔ جب کہ اس کی خلافت کو دو برس تین ماہ ہو چکے تھے ❶

یزید بن ولید کی خلافت

یزید کا خطبہ:...... ولید کے قتل ہونے کے بعد یزید نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اسی میں ولید کی برائیاں بیان کر کے کہا ولید اسی وجہ سے مارا گیا ہے اور میں تم کو امید دلاتا ہوں کہ آئندہ تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا۔ تمہارے وظائف تم کو ہمیشہ وقت پر دیئے جائیں گے اور میں جب تک اسلامی ممالک کی حدود کو مضبوط اور عدل وانصاف سے اپنے ممالک محروسہ کو آباد نہیں کر لوں گا کسی شخص کو بلا ضرورت جاگیر نہیں دی جائے گی۔ اور میں حاجب (لارڈ چیمبر لین) کو بھی موقوف کو دوں گا اگر ایسا نہ کروں تو تم کو یہ اختیار ہے کہ مجھ کو مسند خلافت سے اتار دو۔

ولی عہدی کی بیعت:...... چونکہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی جتنے وظائف ولید نے لوگوں کے زیادہ مقرر کئے تھے کم کر دیئے تھے اور ہشام کے عہد خلافت میں جو دیا کرتا تھا وہی جاری کر دیا تھا اس لئے اس کو یزید الناقص بھی کہا کرتے تھے ولید کے زمانے میں ہر شخص کو وظائف کے سابقہ کے علاوہ دس دس درہم زیادہ دیئے جاتے تھے۔ ان معاملات سے فارغ ہو کر یزید نے اپنے بھائی ابراہیم اور ابراہیم کے بعد عبدالعزیز حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اس بات پر اس کے احباب قدریہ نے اسے آمادہ کیا تھا۔

حمص کی بغاوت:...... اس سال سے بنوامیہ کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا، آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے لگا۔ سلیمان بن ہشام ولید کے قتل کی خبر سن کر عمان کی جیل سے نکل آیا اور جتنا مال واسباب، نقد وجنس وہاں موجود تھا سب کا سب لے کر دمشق روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد اہل حمص کے کانوں تک یہ خبر اس طرح پہنچی کہ عباس بن ولید بن یزید کو قتل کرایا ہے یہ خبر سن کر برہم ہو گئے اور عباس کا مکان ڈھایا، مال واسباب لوٹ لیا اور گالیاں دیتے

---

❶...... اس کی تاریخ میں اختلاف ہے دیکھئے عنبری صفحہ ۱۲ جلد ۹، القعد صفحہ ۲۰۲ جلد ۴ مروج الذہب صفحہ ۲۵۸ جلد ۳۔

ہوئے ولید کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے عباس یہ خبر سن کر اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ اہل حمص نے عسا کر اسلامیہ کو ولید کے خون کا انتقام لینے کو لکھا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ومعاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر کو اپنا امیر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے یزید سے اس معاملے میں خطوط کتابت کی مگر یزید نے ان کے قاصد کو مار کر نکلوا دیا اور ان کے بھائی مسرور کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا چنانچہ مسرور نے دمشق سے نکل کر حوارین میں پڑاؤ ڈال دیا۔

مروان بن عبداللہ کا قتل: ...... اس کے بعد سلیمان بن ہشام عمان سے دمشق پہنچا یزید نے دل جوئی کی خاطر یہ کیا کہ ولید نے جو اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا، اسے واپس کر دیا اور ایک لشکر کا امیر بنا کر اہل حمص کے مقابلے پر بھیج دیا اور مسرور کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ اہل حمص کا ارادہ دمشق پر حملہ کرنے کا تھا مروان نے کہا'' مناسب یہ نہیں ہے کہ بعد جس سے مقابلہ ہوگا وہ آسان ہے'' اس پر سمیط بن ثابت بولا'' یہ تمہارا مخالف معلوم ہوتا ہے اس کا مقصد یزید اور قدریہ کے ساتھ دینے کا ہے'' اہل حمص یہ سنتے ہی مروان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے ابوسفیان کے سر پر امارت کا تاج رکھ دیا اور دمشق کی طرف بڑھے سلیمان بن ہشام نے مقام عذراء میں تیر اور نیزوں سے ان کا استقبال کیا اور لڑائی شروع ہوگئی ابھی تک فریقین کی قسمت کا فیصلہ نہیں ہوا تھا اور نہ ان کے توانا بازو جنگ کرنے سے تھکے تھے جنگ جس تیزی سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری تھی کہ اتنے میں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک تین ہزار کا لشکر لے کر ثنیۃ العقاب کی جانب سے اور ہشام بن مصاد ڈیڑھ ہزار کا لشکر لئے ہوئے سلامیہ کی گھاٹی سے حملہ آور ہوا۔

اہل حمص کی اطاعت: ...... ان دنوں سپہ سالاروں کو یزید نے سلیمان کی روانگی کے بعد کمک کی غرض سے روانہ کیا تھا اس پر اہل حمص کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا چنانچہ یزید بن خالد بن عبداللہ قشیری چلا کر بولا اللہ اللہ علی قومک یا سلیمان (اے سلیمان اللہ فللہ اپنی قوم پر رحم کر) سلیمان نے یہ سن کر اپنے لشکریوں کو قتل وغارت وتعاقب سے روک دیا اور سپاہیوں نے فوراً یزید کی بیعت کر لی اور ابوسفیان اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ بن یزید بن حصین کو مقرر کیا۔

اہل فلسطین اور اردن کی شورش: ...... اسی زمانے میں ولید بن یزید کے قتل ہوتے ہی اہل فلسطین بن عبدالملک میں شورش پیدا ہوگئی۔ سعید و ضبعان بن روح نے عوام الناس کو جمع کر کے اپنے گورنر سعید بن عبدالملک کو نکال دیا اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹوں میں جوان دنوں فلسطین ہی میں تھے یزید بن سلیمان کو بلا کر اپنا بنالیا۔ اہل اردن نے یہ سنا تو انھوں نے محمد بن عبدالملک کے سر پر تاج امارت رکھ دیا اور اہل فلسطین کے ساتھ مل کر'' یزید الناقص'' کے مخالف بن گئے۔ رفتہ رفتہ دارالخلافت دمشق میں یہ خبر پہنچی تو یزید نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق واہل حمص کے ہمراہ جو افیان کے ہمراہ تھے اور جن کی تعداد اسی ہزار تھی فلسطین اور اردن کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اور سعید وضبعان بن روح کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ اس معرکے سے دست بردار ہو جاؤ تم کو خلیفہ کی طرف وسرداری دی جائے گی اس کے علاوہ انعام واکرام سے بھی مالا مال کر دیئے جائیں گے'' چنانچہ سعید وضبعان اس بشارت آمیز پیغام کو سنتے ہی اہل فلسطین لوٹ گئے۔

اہل طبریہ کی واپسی: ...... اہل اردن سے مقابلے کے لئے سلیمان بن ہشام نے پانچ ہزار لشکر کو طبریہ کی جانب سے بڑھنے کا حکم دیا اس کے سپاہی جو گاؤں وقصبہ راستے میں پڑتا تھا اس کو لوٹتے ہوئے طبریہ کی طرف بڑھے اہل طبریہ نے بھی یہ رنگ دیکھ کر یزید بن سلیمان ومحمد بن عبدالملک کے مال و اسباب پر اپنا ہاتھ صاف کیا جن کو اہل فلسطین اور اردن نے اپنا امیر بنالیا تھا اور پھر میدان جنگ سے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

اہل فلسطین اور اردن کی جماعت منتشر ہونے کے بعد سلیمان بن ہشام، صبرہ میں داخل ہوگیا اہل اردن نے حاضر ہو کر خلافت یزید پر بیعت کی اس کے بعد یہ طبریہ، رملہ میں آیا اور وہاں کے رہنے والوں سے بھی بیعت لی۔ اس واقعہ کے بعد ضبعان بن روح فلسطین کا اور ابراہیم بن ولید اردن کا عامل مقرر کر دیئے گئے۔

منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق وخراسان: ...... یزید الناقص نے مسند حکومت پر بیٹھنے کے بعد منصور بن جمہور کو عراق وخراسان کا گورنر

مامور کیا۔ حالانکہ منصور کوئی دیندار شخص نہ تھا لیکن ان کو یہ عزت اس وجہ سے دی گئی تھی کہ اس نے غیلانیہ ❶ میں یزید کی رائے سے موافقت کی تھی اور خالد کے قتل میں یوسف کا مددگار تھا جس وقت یوسف کو قتل ولید کی اطلاع ملی تو اپنی معزولی کا خطرہ پیش نظر رکھ کر یمانیہ کو قید کر دیا تا کہ مضریہ ❷ اس رائے سے متفق ہو جائیں چنانچہ جب یوسف نے ان کو اپنا مخالف نہیں پایا تو یمانیہ کو رہا کر دیا اس دوران منصور پہنچ گیا اور مقام عین التمر سے سپہ سالار ان شام کو جو حیرہ میں تھے، یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کرنے کا حکم بھیجا یوسف نے یہ خبر پا کر اظہار اطاعت کے لئے یزید کا نام خطبہ میں پڑھا اور جب منصور سر پر پہنچ گیا تو عمر بن محمد بن سعید العاص کے مکان میں چھپ گیا اور وہاں سے لباس تبدیل کر کے چھپ کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یزید الناقص کو اس کی آمد کی خبر ملی تو اس نے پچاس سواروں کو یوسف کی گرفتاری پر مامور کیا مگر یوسف یہ سن کر بھاگ گیا اور عورتوں میں جا کر چھپ گیا لیکن سواروں نے اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے یزید کے پاس لے آئے یزید نے ولید کے بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا یہاں تک کہ یزید بن خالد قشیری کے ایک آزاد کردہ غلام نے اس کو قتل کر دیا۔

منصور بن جمہور کی معزولی :..... منصور بن جمہور جس وقت کوفہ میں داخل ہوا تھا ماہ رجب کے چند دن گذر چکے تھے اس نے لوگوں کے روزینے تقسیم کئے اور حسب مدارج انعامات دیئے جتنے عمال اور اہل خراج قید خانے میں تھے سب کو رہا کر دیا۔ انتظاماً ''رے'' اور خراسان پر اپنے بھائی کو اپنی طرف سے امارت دی مگر نصر بن سیار سابق گورنر خراسان نے چارج دینے سے انکار کیا اور ابھی تک ہر مرحلہ طے نہیں ہونے پایا تھا کہ یزید نے منصور بن جمہور کو اس کی حکومت کے دوسرے مہینے معزول کر دیا عراق کی گورنری پر عبداللہ بن عمر عبدالعزیز کو یہ کہہ کر روانہ کیا عراق والوں کے دل تمہارے والد کی طرف زیادہ ہیں اور شام کے چند کمانڈروں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ منصور بن جمہور عراق کا چارج دے کر شام کی جانب واپس چلا گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن غضبان بن قبعثرا کو محکمہ پولیس اور سواد کے خراج اور محاسبات کا افسر مقرر کیا اور نصر کو گورنری خراسان پر بحال رکھا۔

اہل یمامہ کی بغاوت :..... ولید کے قتل کے زمانے میں یوسف بن عمر کی جانب سے علی بن مہاجر یمامہ کا امیر تھا مہیر بن سلیمان بن بلال نے (جو بنو دول بن حنفیہ سے تھا) لوگوں کو جمع کر کے علی بن مہاجر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ علی بن مہاجر اس وقت اپنے قصر امارت ''بقاع ہجر'' میں تھا مقابلے کی نوبت آئی تو علی بن مہاجر کے ساتھیوں میں سے اکثر آدمی مارے گئے اور علی بن مہاجر بھاگ کر اپنے محل میں گیا اور وہاں سے مدینے کی طرف بھاگ گیا چنانچہ مہیر نے یمامہ پر قبضہ کر لیا چند دن بعد ان کا انتقال ہو گیا اور وفات کے وقت عبداللہ بن نعمان (بنو قیس بن ثعلبہ دولی) کو اپنا قائم مقام بنا گیا۔ عبداللہ بن نعمان نے مندلب ادریس حنفی کو فلج کی طرف (جو بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قریہ ہے) روانہ کیا بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بنو عمیر نے جمع ہو کر مقابلہ کیا مندلب اور اس کے اکثر ساتھی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

فلج کا معرکہ :..... عبداللہ بن نعمان نے ایک بڑی فوج بنو حنفیہ وغیرہ کی جمع کر کے فلج پر چڑھائی کر دی بنو عقیل بنو بشیر اور بنو جعدہ کو شکست ہوئی، ہزاروں آدمی مارے گئے اس کے بعد شکست خوردہ گروہ نے پھر جمع ہو کر مقابلے کا ارادہ کیا اس مرتبہ بنو نمیر بھی ان کے ساتھ تھے معدن الصخراء میں مڈ بھیڑ ہوئی جتنے بنو حنفیہ مقابلے پر آئے ان لوگوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا اور عورتوں کا مال و اسباب لوٹ لیا عمر بن وازع کو اس کی خبر ملی تو لشکر جمع کر کے خروج کر دیا اور جوش مردانگی میں آ کر بولا ''میں عبداللہ بن نعمان نہیں ہوں یہ کام میرا تھا اس میں شاہی رعب کی ضرورت تھی'' پھر فلج کے قریب پہنچ کر لشکر چاروں طرف پھیلا دیا تھوڑی ہی دیر اسکے لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت سے بھر گئے وہ کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ اچانک بنو عامر مقابلے پر آ گئے اس میں بنو حنفیہ کے قدم استقامت ڈگمگا گئے اکثر شدت پیاس سے مر گئے۔

قشیر و عکل پر حملہ :..... بنو عامر قیدیوں اور عورتوں کو لئے میدان جنگ سے واپس آ گئے اور عمر بن وازع یمامہ پہنچ گیا اس واقعہ کے بعد عبیداللہ بن مسلم حنفی نے ایک گروہ جمع کر کے قشیر و عکل پر حملہ کر دیا اور بیس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا اس کے بعد پھر بنو حنفیہ کو جمع ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ مثنیٰ بن یزید بن عمر ہبیرہ، اپنے والد (یزید بن عمر بن ہبیرہ) کی طرف سے جس وقت کہ اس کو مروان الحمار نے عراق کا والی مقرر کیا تھا امیر یمامہ بن

---

❶ ..... غیلانیہ قدری دمشق کے پیروکار ہیں اس نے مسئلہ تقدیر میں سب سے پہلے زبان کھولی تھی (الملل والنحل ۱۶۲) ❷ ..... اس لئے کہ مضریہ نے کہا تھا کہ ہم شام ہیں، اس کی بیعت کریں گے جس کی بیعت سب لوگ کریں گے۔ اور لوگوں کی طرح ہی ہم سب لوگ کچھ کریں گے۔ (ابن اثیر صفحہ ۲۱۵ جلد ۳)

کر آیا، یہ زمانہ مصالحت کا تھا کسی سے لڑائی نہ تھی مگر بنو عامر نے بنوحنفیہ کی زیادتیوں کی شکایت کی اور گواہی پیش کی تو مثنیٰ نے بنوحنفیہ کے چند آدمیوں کو پٹوایا اور سر اور داڑھی منڈوا دی۔ چاروں طرف امن قائم ہو گیا اور عبیداللہ بن مسلم حنفی روپوش رہا یہاں تک کہ کسریٰ بن عبیداللہ ہاشمی بنو عباس کی طرف سے یمامہ کا والی بن کر آیا لوگوں نے اس کا پتہ بتا دیا چنانچہ وہ مار ڈالا گیا۔

جدیع بن علی کرمانی:......جن دنوں میں ولید مارا گیا اور خراسان کی گورنری پر عبیداللہ بن عبدالعزیز والی عراق نے نصر بن سیار کو بحال کیا تھا تو جدیع بن علی کرمانی باغی ہو گیا تھا یہ اصل میں ازدری تھا کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ کرمان میں پیدا ہوا نصر بن سیار کی بحالی کا حال سن کر اپنے دوستوں سے بولا ''دیکھو! یہ لوگ فتنہ میں پڑرہے ہیں تم لوگ اپنے کاموں کے لئے کسی کو منتخب کر لو'' چنانچہ لوگوں نے اس کو منتخب کر لیا چونکہ کرمانی نے عہد امارت اسد بن عبداللہ میں نصر کے ساتھ سلوک واحسانات کئے تھے اور نصر نے والی بننے کے ساتھ ہی اس امارت سے معزولی کر کے دوسرے آدمیوں کو مامور کر دیا تھا اس وجہ سے کرمانی اور نصر کے دلوں میں ایک دوسرے طرف سے غبار تھا اور ابھی صفائی نہ ہوئی تھی کہ نصر کے ساتھی کرمانی کے حالات سن سن کر اس کے قتل یا گرفتاری کے لئے اصرار کرنے لگے چنانچہ کہنے سننے سے نصر کا دل بھی کرمانی کی گرفتاری پر مائل ہو گیا۔

بدیع کرمانی کی گرفتاری:......چنانچہ اپنے جانثاروں کے فوج کے دستہ کے سردار کو کرمانی کی گرفتاری پر مامور کیا۔ ازد نے روک ٹوک کرنے کا ارادہ کیا لیکن خود کرمانی نے ان کو منع کر دیا اور نصر کے پاس چلا گیا نصر نے کہا کیوں کرمانی میرے احسانات تجھ پر کیا کم تھے؟ کیا یوسف بن عمرو کا خط تیرے قتل کے بارے میں نہیں آیا تھا میں نے تیرے بدلے تاوان ادا نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تیرے بیٹے کو سرداری نہیں دی؟ پھر کیا ان سب احسانات کا بدلہ یہی فتنہ اور فساد ہے؟ چنانچہ کرمانی نے معذرت کی اور ان سے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا:......امیر ان سلوک کا ذکر مت فرمائیں اس سے زیادہ میرے بھی احسانات ہوں گے نصر کے دل میں رحم آچلا تھا مگر صالح بن احور اور عصمت کے کہنے سے کوڑے لگوا کر ستائیسویں رمضان ۱۲۶ھ کو قید کر دیا۔

اصپہید کی اطاعت:......اس کے بعد ابومسلم نے اصپہید طبرستان کو اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے کو لکھا جسے اصپہید نے منظور نہیں کیا اس کے بعد مصمغان گورنر و بناوند کبیر دیلم کو اسی مضمون کا خط لکھا اس نے نہایت سختی سے اس کا جواب دیا ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کورے سے روانہ ہونے کا حکم تحریر کر دیا موسیٰ بن کعب اس حکم کے مطابق مصمغان سے لڑنے گیا لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ ''ویلم'' روزانہ موسیٰ سے جنگ کرنے کو آتے اور شام کو واپس جاتے رفتہ رفتہ موسیٰ کے لشکریوں میں بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اور معرکہ میں کام بھی آ گئے اس پر طرہ یہ ہوا کہ مصمغان نے ان کی رسد و امداد بھی بند کر دی مجبور ہو کر موسیٰ ''رے'' واپس آ گیا مصمغان نے اس وقت سے برابر عہد حکومت المنصور تک عباسیوں کی اطاعت نہ قبول کی یہاں تک کہ حماد بن عمر ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور اس نے دبناوند کو فتح کیا۔

نہاوند کا محاصرہ:......جس وقت قحطبہ کا خط جس کا ذکر اوپر آیا ہے ابومسلم کے پاس پہنچا تو وہ مرو سے کوچ کر کے نیشاپور آ گیا اس کے بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو قیام رے کی تیسری رات ہمدان کی طرف روانہ کیا مالک بن ادہم اور تمام اہل شام اور خراسان، ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلے گئے حسن نے ہمدان پر قبضہ کر کے ہمدان کا رخ کر لیا اور شہر سے چار فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا قحطبہ نے ابوجہم عطیہ (باہلہ کے آزاد کردہ غلام) کو سات سو فوج دے کر حسن کی کمک پر مامور کیا جس وقت ابوجہم حسن کے پاس پہنچا حسن نے نہایت سختی سے نہاوند کا محاصرہ کر لیا۔

اصفہان کی فتح:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ابن ہبیرہ نے اپنے بیٹے داؤد بن یزید کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اصطخر بھیجا تھا اور عامر بن ضبار کو اس کے ساتھ کر دیا تھا، ان لوگوں نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دے دی اور ۱۲۹ھ میں کرمان تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے، اور جب ہبیرہ کو ۱۳۰ھ میں بناۃ بن حنظلہ کے جرجان میں مارے جانے کی خبر پہنچی تو اپنے بیٹے داؤد ابن ضبار پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھ کرمان سے روانہ ہو کر اصفہان ہر جا اترے۔ قحطبہ نے لوگوں کے مقابلے پر اپنے کمانڈروں کے ایک گروپ کو مقرر کیا جس کا سردار مقاتل بن حکیم کعبی تھا ان لوگوں نے قم میں قیام کیا ابن ضبار نے یہ خبر سن کر کہ حسن بن زیاد قحطبہ نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے ہے نہاوند کو بچانے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ مقاتل بن حکیم نے

قحطبہ کواس سے آگاہ کر دیا قحطبہ یہ سن کر رے سے نہاوند کی طرف اپنے بیٹے حسن کی کمک کوروانہ ہوا یہاں تک کہ مقاتل سے جاملا۔اس کے بعد دونوں نے داؤد ابن ضبار سے جنگ کرنے کی تیاری کی ابن ضبار کی رکاب میں ایک لاکھ لشکر تھا اور قحطبہ تیس ہزار سپاہی لایا تھا۔ ماہ رجب ۱۳۱ھ میں جنگ کی نوبت آئی قحطبہ اور اس کے ساتھیوں نے مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ ابن ضبار کو شکست ہوگئی، اثناء دارو گیر میں وہ خود بھی مارا گیا قحطبہ نے ابن ضبار کی لشکر گاہ میں جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا۔اور اپنے بیٹے حسن کے پاس فتح کی خوش خبر بھیج دی۔

نہاوند کی فتح:...... پھر قحطبہ اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اصفہان چلا گیا۔ بیس دن قیام کر کے اپنے بیٹے حسن کے پاس نہاوند چلا آیا اور حسن کے ساتھ شریک محاصرہ رہا۔ تین مہینے تک اہل اصفہان محاصرے میں رہے شوال ۱۴۱ھ کے آخر میں قحطبہ نے اہل خراسان کو جو کہ نہاوند میں مقیم تھے، یہ کہلوایا کہ "میں تم کو امان دیتا ہوں جہاں چاہو چلے جاؤ" لیکن ان لوگوں نے منظور نہیں کیا، تب قحطبہ نے یہی پیغام اہل شام کو دیا جسے اہل شام نے منظور کر لیا اور یہ کہلوایا کہ "تم اہل شہر کو اپنی جنگ میں مصروف کر لو شہر کا دروازہ جس جانب ہم ہیں ہم کھول دیں گے، قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ دروازہ کھلتے ہی اہل خراسان بھی شامیوں کے ساتھ نکل پڑے مگر ان کے لئے امان تو تھی نہیں سب کے سب قتل کر دیئے گئے ان میں ابو کامل، حاتم بن شریح، ابن نصر ب سیا، عاصم بن عمیر، علی بن عقیل اور بھی شامل تھے۔

حلوان پر قبضہ:......اسی واقعے کے دوران قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو اطراف حلوان میں بھیجا تھا، امیر حلوان عبداللہ بن علاء کندی تھا اس پر حسن کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

شہر وز کی فتح:...... پھر قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید (خراسانی) اور مالک بن طرافہ (خراسانی) کو چار ہزار کے لشکر کے ساتھ شہر روز پر حملہ کرنے کا حکم دیا شہر روز کا گورنر عثمان بن سفیان تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن مروان بن محمد تھا ابوعون عبدالملک اور عثمان بن سفیان سے آخری ذی الحجہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عثمان کو شکست ہوگئی اور شکست کے دوران خود بھی مارا گیا چنانچہ ابوعون عبدالملک نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن سفیان جنگ شہروز سے شکست کھا کر عبداللہ بن مروان کے پاس چلا گیا تھا اور ابوعون نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا تھا اور قحطبہ نے احتیاط کے پیش نظر مزید امداد بھی بھیجی تھی عبداللہ بن مروان بن محمد ان دنوں خراسان میں تھا وہ اس وحشت ناک خبر کو سن کر اہل شام، جزیرہ اور موصل کو جمع کر کے ابوعون عبدالملک کی طرف بڑھا اور زاب اکبر میں پہنچ کر قیام کیا۔ ابوعون عبدالملک محرم ۱۳۲ھ میں شہر روز چلا گیا۔

قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی:......جس وقت داؤد بن یزید جنگ حلوان سے شکست کھا کر اپنے باپ یزید بن ہبیرہ کے پاس آیا، تو ابن ہبیرہ یہ سن کر ضبط نہ کر سکا چنانچہ ایک عظیم الشان فوج جمع کر کے خروج کر دیا اور مروان نے بھی حوثرہ بن سہیل باہلی کو اس کی امداد پر بھیج دیا ابن ہبیرہ نے حوثرہ بن سہیل کے ساتھ حلوان پہنچ کر قیام کیا اور اس خندق کو دوبارہ کھودا جسے اہل فارس نے جنگ فارس کے زمانے میں کھودا تھا قحطبہ نے یہ خبر پا کر حلوان کا رخ کیا اس کے بعد دجلہ کو ابناء کی طرف عبور کر لیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی کوفہ کی طرف مراجعت کی اور اپنی روانگی سے پہلے حوثرہ بن سہیل کو پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ قحطبہ نے ابناء سے ۸ محرم ۱۳۲ھ کو دریائے فرات عبور کیا اس وقت ابن ہبیرہ فرات کے دہانے پر تئیس فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا حوثرہ اور ابن ضبارہ کے باقی سپاہی اس کے ہمراہ تھے اس کے مشیروں نے یہ رائے دی کہ کوفہ کو چھوڑ کر خراسان کی طرف رخ کرو قحطبہ مجبوراً کوفہ سے اعراض کر کے تمہارا تعاقب کرے گا۔

ابن ہبیرہ نے اس رائے سے اختلاف کر کے دجلہ کو مدائن سے عبور کیا اس کے مقدمۃ الجیش کا حوثرہ انچارج تھا دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے فرات کے دونوں جانب کوفہ کے ارادے سے سفر کرنے لگے قحطبہ ایک مقام پر پہنچ کر کہنے لگا" مجھ سے امام نے فرمایا ہے کہ اس مقام پر لڑائی ہوگی اور فاتح ہمارا گروہ ہوگا" لوگوں نے فرات کے ایک نایاب مقام کا پتہ بتایا جہاں سے اس نے عبور کیا حوثرہ اور محمد بن نباتہ مقابلے پر آئے۔

قحطبہ کا خاتمہ:......اس لڑائی میں گو کہ اہل شام کو شکست ہوئی تھی لیکن دولت بنی عباسیہ کے حامی قحطبہ کو کھو بیٹھے۔ مقاتل عتکی نے گواہی دی کہ قحطبی

نے اپنے بعد اپنے بیٹے حسن کو فوج کی کمان کی وصیت کی ہے۔ لشکریوں نے فوراً حسن کے بھائی حمید بن قحطبی کی بیعت کر لی اور حسن کو جو کہ ان دنوں اپنے باپ قحطبہ کے حکم سے ایک لڑائی پر گیا ہوا تھا طلب کر کے امیر لشکر بنالیا۔ اس کے بعد قحطبہ کی تلاش شروع ہوئی ڈھونڈ تے ڈھونڈ تے ایک گڑھے میں اس کی اور حرث بن سالم بن اخور کی لاشیں مل گئیں۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ جس وقت قحطبہ فرات عبور کرنے کے بعد جنگ میں مصروف ہوا معن بن زائد نے ایک ایسا وار کیا کہ قحطبہ گھوڑے سے زمین پر آ گر گر گیا اس نے وصیت کی تھی کہ اگر میں مر جاؤں تو میری لاش دریا میں ڈال دینا اس کے بعد محمد بن نباتہ اور اہل شام بھاگ کھڑے ہوئے اور قحطبہ مر گیا اور وفات کے وقت کوفہ میں شیعوں کی امارت کی وصیت ابوسلمہ خلال وزیر آل محمد کے حق میں کر گیا۔ ابن نباتہ وحوثرہ شکست کے بعد ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ گئے ابن ہبیرہ ان کی شکست سے پریشان ہو کر واسط کی طرف بھاگ گیا اور حسن ابن قحطبہ نے جو کچھ اس لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

اہل کوفہ کی بغاوت:......اس واقعے کی خبر کوفہ پہنچی تو محمد بن خالد قشیری نے شیعان علی کو جمع کر کے شب عاشورہ ۱۳۲ھ میں خروج کر دیا ان دنوں زیاد بن صالح حارثی گورنر کوفہ اور عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی پولیس افسر تھا جونہی محمد بن خالد قصر امارت کے قریب پہنچا زیاد اہل شام کے ساتھ جو اس وقت اس کے ہمراہ تھے قصر امارت چھوڑ کر نکل آیا اور محمد بن خالد قصر میں داخل ہو گیا حوثرہ یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف لوٹ آیا۔ اتفاق سے کوفہ میں یہ خبر مشہور تھی، عوام الناس جو محمد کے ہمراہ تھے یہ سن کر علیحدہ ہو گئے لیکن محمد نے قصر امارت نہیں چھوڑا۔ اس دوران حوثرہ کے ساتھیوں میں سے بجیلہ کا ایک گروپ آیا اور دولت عباسیہ کے حامیوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد کنانہ اور بجدل والے یکے بعد دیگرے آئے اور انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا حوثرہ نے اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ دیکھ کر واسط کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن قحطبہ کی کوفہ روانگی:......محمد نے اس واقعہ کی اطلاع حسن کو دی کیونکہ ان کو قحطبہ کے مرنے کی خبر نہیں ملی تھی حسن نے امراء لشکر کے سامنے اس خط کو پڑھ کر کوفہ کی جانب کوچ کر دیا اور روانگی کی چوتھی صبح کو پہنچ گیا بعض کا یہ بیان ہے کہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد کوفہ روانہ ہوا تھا عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی گورنر کوفہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ حسن کے پہنچنے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خالد نے خالی میدان پا کر گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا اور اہل شہر سے بیعت لی اسی عرصے میں حسن بن قحطبہ پہنچ گیا سب کے سب جمع ہو کر ابومسلم کے پاس آئے اور بنوسلمہ سے خروج کرنے کی درخواست کی۔ ابوسلمہ راضی ہو گیا اور نخیلہ میں آ کر لشکر مرتب کیا اور وہاں سے کوچ کر کے حمام اعین میں آ کر ٹھہر گیا، اس کے بعد حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ سے جنگ کے لئے واسطہ کی طرف روانہ کر دیا ابوسلمہ کی طرف سے حفص بن سلیمان خلال وزیر آل محمد نے لوگوں سے بیعت لی اور محمد بن خالد قشیری کوفہ پر مامور کیا گیا۔ اہل کوفہ اس کو امیر کے لقب سے یاد کرتے تھے یہاں تک ابوالعباس سفاح مسند خلافت پر بیٹھا۔

مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی جنگ:......اس کے بعد ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند کمانڈروں کے ساتھ مدائن کی طرف، مسیّب بن زہیر خالد بن برمک کو دیرقناء کی جانب، شراحیل کو عین التمر اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ اہواز میں عبدالرحمٰن بن عمر بن ہبیرہ امیر تھا اس کی بسام سے لڑائی ہوئی عبدالرحمٰن شکست کھا کر بصریٰ کی طرف بھاگ گیا بصریٰ میں اس کے بھائی کی طرف سے مسلم بن قتیبہ باہلی گورنر تھا بسام نے عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو گورنر بصریٰ مقرر کر کے روانہ کیا۔ مسلم نے بھی یمانیہ اور ان کے خلفاء ربعیہ کو یکجا کر لیا۔ صفر ۱۴۲ھ میں لڑائی ہوئی معاویہ بن سفیان عین معرکہ کارزار میں مارا گیا جس سے سفیان کے قدم استقامت ڈگمگا گئے اور میدان جنگ مسلم بن قتیبہ کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد مسلم کے پاس چار ہزار امدادی فوج مروان کے ہاں سے آئی تو اس نے ازد پر چڑھائی کر دی اور ان کے مکانات کو منہدم کر دیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصریٰ:......مسلم اس واقعہ کے بعد سے مسلسل بصریٰ ہی میں رہا یہاں تک کہ اس کو ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر ملی چنانچہ پریشان ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ میدان خالی دیکھ کر حرث بن عبدالملک کے بیٹے جمع ہو کر محمد بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو چند دن تک اپنا امیر بنائے رہے اس دوران ابو مالک عبداللہ بن اسید خزاعی ابومسلم کی جانب سے بصریٰ آیا اور جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کی گئی تو بصریٰ کی حکومت سفیان بن معاویہ کو دے دی گئی۔

دولت عباسیہ کا آغاز

ابوالعباس کی کوفہ روانگی:......ہم اس سے پہلے مبلغین بنی عباسیہ امام ابراہیم بن محمد کی گرفتاری، اور حران میں مروان کے حکم سے قید کئے جانے کے تفصیلی حالات اوپر لکھ چکے ہیں، امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے گھر والوں کو دی تھی اور ان لوگوں کو کوفہ چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن حارثہ ❶ کو اس کی وصیت کی تھی چنانچہ ابوالعباس اپنے اہل بیت اور بھائیوں ابوجعفر المنصور، عبدالوہاب اور بھتیجوں محمد بن ابراہیم عیسیٰ بن موسیٰ اور چچاؤں، داؤد، عیسیٰ، صالح، اسمٰعیل، عبداللہ، عبدالصمد علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں موسیٰ بن داؤد کے بھتیجے اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کے ہمراہ ماہ صفر میں کوفہ چلا گیا۔ ابوسلمہ اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کوفہ کے باہر حمام اعین تک استقبال کے لئے آئے اب سلمہ نے ان لوگوں کو ولید بن سعد (بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام) کے مکان پر ٹھہرایا اور تمام کمانڈروں وشیعان علی رضی اللہ عنہ سے اس راز کو چالیس دن تک چھپائے رکھا۔ ابوسلمہ نے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اس بات کی کوشش کی تھی کہ خلافت کی باگ ڈور آل ابی طالب کے حوالے کی جائے لیکن شیعوں میں سے ابوجہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں جلدی نہ کرو۔

ابوالعباس اور حمید:......ایک دن سابق خوارزمی (یہ امام ابراہیم بن محمد کا خادم تھا) اور ابوحمید محمد بن ابراہیم حمیری کی آتے جاتے کہیں ملاقات ہوگئی اس نے امام ابراہیم کے حالات دریافت کئے، تو اس نے جواب دیا امام ابراہیم تو آغوش لحد میں سو گئے ہیں اور اپنی جانشینی کے بارے میں اپنے بھائی ابوالعباس کے لئے وصیت فرمائی ہے اور وہ ان دنوں اپنے اہل بیت کے ہمراہ کوفے میں ہیں'' اس پر ابوحمید نے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا۔ سابق خوارزمی نے کہا کہ میں ابھی وعدہ نہیں کر سکتا۔ اجازت حاصل کرنے کا مجھے موقع دیجئے اور کل اسی مقام پر مجھ سے ملئے گا'' اتنی باتیں ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے ابوحمید جہم نے کہا دیکھو جہاں تک ممکن ہو منت خوشامد کر کے ان لوگوں سے ملنے کی ضرور کوشش کرنا، اگلے دن حسب وعدہ ابوحمید مقام مقررہ پر آیا اور سابق خوارزمی کے ہمراہ بنو عباس کے پاس گیا اس نے دریافت کیا خلیفہ کون اور کہاں ہیں؟ داؤد بن علی ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے بولے'' یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں'' ابوحمید نے بڑھ کر دست بوسی کی خلیفہ ہونے کی مبارک باد دی امام ابراہیم کے انتقال پر افسوس کرتے ہوئے تعزیت بھی کی اور لوٹ آیا۔

ابوسلمہ اور ابوالعباس:......اس کے ساتھ ساتھ ایک خادم بھی ان کے خادموں میں ابوجہم کے پاس آیا اور ان لوگوں کی جائے قیام سے اس کو آگاہ اور یہ کہا کہ ابوالعباس نے مجھے ابوسلمہ کے پاس بھیجا ہے ان اونٹوں کا کرایہ طلب کیا ہے جن پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں مگر ابوسلمہ نے اس پر بالکل توجہ نہیں کی اس سے ابوجہم ابوحمید اور وہی خادم دل برداشتہ ہو کر موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور ان حالات سے ان کو آگاہ کیا۔ سب نے متفق ہو کر دوسو دینار اس خادم کی معرفت ابوالعباس کی خدمت میں بھیج دیئے، اس کے بعد تمام اراکین دولت عباسیہ کی رائے یہ ہوئی کہ امام سے ضرور ملنا چاہئے، موسیٰ بن کعب ابوجہم عبدالحمید بن ربعی، سلمہ بن محمد، عبداللہ طائی اسحاق بن ابراہیم، شراحیل ابوحمید، عبداللہ بسام محمد بن ابراہیم، محمد بن حسین اور سلیمان بن اسود ابوالعباس عبداللہ بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحیثیت خلیفہ ہونے کے سلام کیا اور امام ابراہیم کے انتقال کی تعزیت کی۔ موسیٰ بن کعب اور ابوجہم تو واپس آ گیا اور باقی لوگ امام کے پاس رہ گئے چلتے وقت موسیٰ اور ابوجہم اپنے ساتھیوں کو ہدایت کر گئے کہ دیکھنا خبردار ابوسلمہ اگر آئے تو تن تنہا امام کے پاس کے آئے سب کو اپنے ساتھ لے کر ہرگز نہ آنے پائے'' رفتہ رفتہ لوگوں کے آنے کی خبر ابوسلمہ تک بھی پہنچ، چنانچہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر ابوالعباس کے پاس حاضر ہوا اور تنہا جیسا کہ وہ ہدایت کر گئے امام کے پاس گیا اور ان کو بطور خلیفہ کے سلام کیا تھوڑی دیر بعد ابوالعباس نے اس کو لشکر گاہ میں واپس جانے کا حکم دے دیا۔

ابوالعباس کا خطبہ:......صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا اور ربیع الاول ۱۳۲ھ کی ۱۲ تاریخ تھی۔ فوج کے سپاہی اور دولت عباسیہ کے باقی مسلح ہو کر خالی سواریاں لے کر ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو اہل بیت سوار کرا کر دارالامارت میں لے گئے۔ پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر

❶...... چونکہ ابوالعباس عبداللہ کی ماں ریطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ عبدالمدان حارثی کی لڑکی تھی اس وجہ سے باعتبار نسب مادری ابوالعباس عبداللہ کو ابن حارثیہ تحریر کیا گیا ہے۔

مسجد میں آیا اور خطبہ دیا، نماز باجماعت پڑھی اس کے بعد حاضرین نے خوشی سے بیعت کر لی بیعت لینے کے بعد دوبارہ منبر کے اوپر زینہ پر چڑھ گیا اور اس کا چچا داؤد اس کے نیچے کے زینے پر کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے خطبہ دیا❶ جو نہایت بلیغ اور مشہور ہے جس میں اپنا مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان

---

❶……(ابوالعباس کا یہ خطبہ چونکہ نہایت طویل تھا اور اس کی عبارت نقل کرنے اور پھر اس کا ترجمہ کرنے میں طوالت بہت زیادہ ہو جاتی، اس وجہ سے محض ترجمہ پر ہم اکتفا کرتے ہیں (مترجم از کامل الابن اثیر صفحہ ۱۹۶ جلد خامس مطبوعہ مصر) جمیع ستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے لئے اسلام کو اور اس کو مکرم، مشرف اور معظم کیا اور ہمارے لئے اس کو منتخب فرمایا اس کو ہمارے ہی باقی پر ذات سے حیات دائمی دی اور ہم کو اس کا اہل معدن قولعہ بنایا اور یہ ساری قوتیں ہماری اسی سے ہیں اور ہم کو اس کا مددگار بنایا اور اپنی ذات پر تقویٰ کو واجب کر لیا اور اصل یہ ہے کہ اس نے ہم کو اس کا مستحق اور اہل بنایا ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت و عزیز داری سے مخصوص کیا اور ہم کو ہمارے آباء سے پیدا کیا اور ہم کو آپ ﷺ ہی کے شجرۃ النسب اور آپ ﷺ ہی کے عمود نسل پیدا کیا اور خاندان بنائے اور ان کو اللہ جل شانہٗ نے ہماری ذاتوں سے ان حالات پر غالب کیا جو ہم کو فساد میں ڈالے ہوئے تھے ہمارے نفع رسانی پر حریص اور مومنین پر روف الرحیم ہیں اور اسلام واہل اسلام میں رفیع الشان کیا اور آپ ﷺ ہی رسول اللہ ﷺ) کی وجہ سے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں نازل فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہل بیت سے پلیدی دور کرنا چاہتا ہے اور طاہر و اطہر بنائے گا پھر ارشاد فرماتا ہے جو مال کفار قریٰ کا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دے اس میں سے اللہ اور رسول اور ان کے عزیز و اقارب کے لئے ہے پھر ارشاد کرتا ہے اور تم لوگ جان رکھو کہ جو تم کو مال غنیمت حاصل ہو تو بلاشک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے اور رسول اور اس کے قرابت والوں اور یتیموں کے لئے ہے لہٰذا اللہ جل شانہٗ نے ہماری فضیلت سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا اور ان پر ہمارے ادائے حقوق اور محبت واجب کر دی اور محض ہماری بزرگی اور فضیلت کی وجہ سے مال غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا بزرگی وعظمت والا ہے شامی گمراہیوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہمارے سوا اور کوئی ریاست وخلافت کا مستحق نہیں ہے لہٰذا ان کے چہرے خاک آلود ہو گئے اور اے حاضرین! اللہ تعالیٰ نے ہماری ذات سے گمراہی کے بعد آدمیوں کو ہدایت دی اور نابینائی کے بعد بینائی اور ہلاکت کے بعد بچایا اور ہماری ہی وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب فرمایا اور جو فساد ان میں پیدا ہو گیا تھا اس کی ہماری ذات سے اصلاح کر دی اور ان کی عادات رذیلہ کو دور اور نقصانات کو پورا فرمادیا اور تضر واختلاف کو ایسا دور کیا کہ دشمنی کے بعد دنیا میں اہل جود ولطف واحسان رہیں گے اور آخرت میں بھائیوں کی طرح تمنت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایات وشفقت سے حضرت محمد ﷺ پر اس بات کو واضح کر دیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں زمام حکومت آئی اور ان لوگوں کا کام مشورے سے ہوتا تھا تو وہ لوگ امت کی وراثت پر حاوی ہو گئے اور اس میں انہوں نے انصاف سے کام لیا۔ ہر ایک کے قریب کا لحاظ اور اس کو اس پر قائم رکھا، جس کا جو حق تھا، اس کو وہ دیا اور اس سے وہ خود ذرا متمتع نہ ہوتے اس کے بعد بنو حرب اور بنو مروان کود پڑے اور ان لوگوں نے اس پر بالکل توجہ نہ کی اور اس کو اپنا موروثی مال سمجھ کر خوب تصرف کیا اور اس کو حاصل کرنے میں ظلم وجور اور ناانصافی سے بھی کام لیا اور اس قدر لوگوں کو ستایا کہ ان کا جی اکتا گیا اور جب ان کا جی اکتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے اس کا انتقام ان سے لیا اور ہمارے حقوق ہمیں لوٹا دیئے اور ہماری وجہ سے ہمارے گروہ کی تلافی مافات کر دی ہماری امداد اور استحکام حکومت کا آپ خود متولی ہو گیا۔ تاکہ ہماری ذات سے ان لوگوں پر اپنا احسان کرے، جو دنیا میں ضعیف اور کمزور ہو رہے ہیں اور ہماری ہی ذات پر اس کو ختم کیا، جیسا کہ ہم سے اس کی ابتدا کی تھی میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہو کیونکہ تمہاری بہتری کا زمانہ آ گیا ہے اور نہ تم فتنہ وفساد میں پڑے رہو گے۔ کیونکہ یہ ہمارا مصلح اور مدبر تم میں آ گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ ہم اہل بیت کو اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔

اے اہل کوفہ! تم لوگ ہماری محبت کے مقام اور ہماری محبت کا ٹھکانہ ہو تم ہی ایک ایسے ہو کہ اس سے اس وقت تک نہ پھرے اور نہ ظالموں کا ظلم تم کو اس سے پھیر سکا۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ پالیا اور ہمارے ظل عاطفت وسایہ دولت میں آ گئے اور تم لوگ ہماری بدولت تما لوگوں سے خوش نصیب اور ہمارے نزدیک سب اکرم وافضل ہو۔ میں اس صلے میں تمہارے وظائف سو سو درہم کا اضافہ کرتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں سفاح خون ریز اور بڑے زور شور سے بدلہ لینے والا ہوں سفاح اتنا خطبہ دینے کے بعد چونکہ پہلے ہی تپ اور درد میں مبتلا تھا شدت تکلیف سے بیٹھ گیا پھر اس کا چچا داؤد اس کی جگہ منبر پر بیٹ کر خطبہ دینے لگا جس کا ترجمہ یہ ہے:

تمام ستائش اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہم کو ہماری میراث، جو ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ سے پہنچی تھی، مرحمت فرمائی۔ اے لوگو اب دنیا کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور اس کے پردے کھل گئے، زمین آسمان روشن ہو گئے، آفتاب اور ماہتاب اپنے اپنے مطالع سے نکل آئے اور کمان کو اس کے بنانے والے نے لے لیا اور تیر جہاں سے نکلا، پھر وہیں لوٹ آیا اور حق اور منبع میں تمہارے نبی کے اہل بیت میں واپس آ گیا جو تم پر مہربان ورحیم ہے۔

اے لوگو! ہم لوگ اس حکومت کے حاصل کرنے نہیں نکلے کہ ہماری ثروت دولت بڑھے اور بڑی بڑی نہریں کھودیں محل بنائیں بلکہ ہم نے اس لئے خروج کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے حقوق چھین لئے میں اور ہمارے چچا کے بیٹوں کو ستایا ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے تم پر ظلم اور ناعاقبت اندیشی سے تم پر حکومت کر رہے تھے اور ہم خاموشی کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ حالانکہ بنوامیہ کا یہ برتاؤ کہ لوگوں سے وہ کج اخلاقی سے پیش آتے اور تم کو ذلیل سمجھتے اور تمہارے مال غنیمت اور صدقات کو دبا لیتے تھے ہم کو سخت ناگوار اور شاق گذرا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ذمہ ہے کہ ہم تم میں وہی احکام جاری کریں گے، جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور تمہاری قضایا ومحصوبات میں کتاب پر عملدرآمد کریں گے اور کیا خاص وعام سب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ کریں گے۔ مرے اور تباہ ہونے بنی حرب بن امیہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کیا تھا اور لوگوں کے وظائف بڑھا دیئے چونکہ اس وقت ابوالعباس تپ واعضاشکنی میں مبتلا تھا، تکلیف کی شدت سے بیٹھ گیا پھر اس کا چچا داؤد اٹھا اور منبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کر خطبہ دیا جیسا کہ ابوالعباس نے دیا تھا اور بنوامیہ کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی ہدایت کی اور نماز کے بعد دوبارہ سفاح کے منبر پر جانے کا یہ عذر پیش کیا کہ اس کا ارادہ یہ کہ کلام جمعہ، غیر جمعہ کے کلام سے مخلوط ہو جائے اور اب جو وہ بغیر بات پوری کئے بیٹھ گیا ہے تو اس کی شدت، بخار اور درد ہے تم کو چاہئے کہ اس کی صحت کی دعا کرو۔ اتنا کہنے کے بعد مروان کی بے حد مذمت کی اور اہل خراسان کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ ان کا دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہیں ہوں گے اور یہ کہ اس منبر رسول اللہ ﷺ پر کوئی خلیفہ سوائے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب اور امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا۔ یہ جملہ کہتے وقت اس نے سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا) اور یہ خلافت وحکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے حوالے کر دیں گے۔

ابوالعباس کی خلافت کی بیعت:......خطبہ دینے کے بعد ابوالعباس اور داؤد منبر سے اُترے، آگے آگے ابوالعباس اور پیچھے داؤد قصر امارت میں آئے اور اس کا بھائی ابوجعفر مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لینے لگا، یہاں تک رات ہوگئی اور ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر ابوسلمہ کے لشکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں مقیم ہو گیا مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل تھا، ان دونوں سفاح کا حاجب (لارڈ چمبرلین) عبداللہ بن بسام تھا۔

امدادی فوج کی روانگی:......کوفہ بیعت عامہ لینے کے بعد سفاح کوفہ اور سرزمین کوفہ کا اپنے چچا داؤد کو نائب بنایا اور امدادی فوجیں مختلف علاقوں کی طرف اس طرح روانہ کیں کہ عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ابوعون بن یزید کی کمک پر شہرروز بھیجا اور اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی کمک پر، درآنحالیکہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ پر واسط میں محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ واسط اور یحییٰ بن جعفر بن تمام عباس کو حمید بن قحطبہ کی امداد پر مدائن اور ابو

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور بنی مروان کہ انہوں نے اپنے اس تھوڑی مدت خلافت میں مقاصد دنیاوی کو مقاصد اُخروی پر مقدم کر دیا اور اس دار فانی میں دارالباقی پر وہ ان کے امور کے مرتکب ہوتے جن کا کرنا ان کے لئے مباح نہ تھا، خلق اللہ پر ظلم کیا، محرمات شرعی کو جائز رکھا، جرائم کو پھیلا دیا۔ اللہ کے بندوں اور ملک میں اپنی عادت اور طریقہ کے مطابق ظلم سے کام لیا، معاصی کی طلب میں نکلے اور گمراہی کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے استدراج اور اس کے انتقام سے بے خوف ہو کر جہالت میں دور پڑے لہٰذا اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر شباشب آ گیا اور وہ سوہی رہے تھے صبح ہوئی تو اسی غم میں مبتلا تھے، اور ان کی قوت پارہ پارہ ہوگئی دوری ہو رحمت الٰہی سے ظالموں کی قوم کو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو مروان کے پنجۂ غضب سے نکالا۔ اس کو اس کا غرور دھوکے میں ڈالے ہوئے تھے، اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کی سرکوبی طرف توجہ کی یہاں تک کہ خود منہ کے بل گر پڑا۔ چونکہ اس دشمن خدا نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے گروہ کو پکارا اپنے شیطانی لشکر جمع کیا اور سواروں کو ادھر ادھر پھیلایا لیکن اپنے آگے دائیں اور بائیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انتقام کو جمع پایا جس نے اس سے اس کی ناشائستہ، ناپسندیدہ حرکات کا انتقام لیا اور برائی کا بار اسی کی گردن ڈال دیا۔ ہمارے شرف کو زندہ کر کے ہمارے حق اور وراثت کو ہماری طرف واپس کر دیا۔

اے لوگو! امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ ان کی بہت بڑی مدد کرے) نماز کی ادائیگی کے بعد دوبارہ منبر پر اس وجہ سے چڑھ گئے تھے کہ کلام جمعہ کے کلام مل جل نہ جائے اور اس کو شدت تپ واعضاشکنی کی وجہ سے نامکمل چھوڑا ہے دعا کرتے جاؤ کہ امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرماتے بے شک اللہ تعالیٰ نے دشمن رحمٰن خلیفہ شیطان مروان جس کے متبع وہ کمینے تھے۔ جنہوں نے اصلاح کے بعد ملک میں دین بدل کر اور محرمات اسلام کو مباح کر کے فساد برپا کیا تھا اس کو مقرر کیا جوان اور سرمہ لگائے ہوئے ہے اور ان کے اسلاف ابرار واخیار کا مقتدی ہے جنہوں نے فساد کے بعد ملک میں بذریعہ معالم ہدے ومناہج تقویٰ اصلاح پھیلائی اس کا یدح ملہ مکمل ہوتے ہیں تمام حاضرین دعا کرنے لگے) پھر داؤد نے کہا اے اہل کوفہ! واللہ ہم لوگ ایک زمانہ طویل مظلوم ومتصور اور اپنے حق سے محروم تھے یہاں تک کہ خراسان کے ہمارے شیعوں نے اس کو ہمارے لئے مباح کیا ان کی وجہ سے ہمارے حقوق ہمارے دلائل واضح اور ہماری دولت پاک ہوگئی اور ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر کیا جس کے تم منتظر بھی نہ تھے۔ وہ کیا ہے کہ تم میں بنوہاشم میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا جس کی وجہ سے تمہارے چہرے روشن ہوگئے اور اہل شام پر تم کو غالب کیا اور تمہاری طرف حکومت کو منتقل کیا اور اسلام کو غالب بنایا اور تم پر ایسے امام کے مقرر کرنے سے احسان کیا جو عدالت کا بانی ہے اور اس کو خلعت حکومت عنایت فرمایا لہٰذا تم لوگ جو وہ تمہیں دے شکریئے کے ساتھ قبول کرو اور ہماری اطاعت اپنے پر فرض سمجھو اور دیکھو تم ہی خود فریب نہ کرنا، کیونکہ اصل کام تمہارا ہی ہے۔ ہر ایک خاندان والے کی ایک منزل ومقام ہوتا ہے اور تم ہمارے ماؤی ومسکن ہو آگاہ ہو جاؤ تمہارے اس منبر پر رسول اللہ ﷺ کے کوئی خلیفہ سوائے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور امیر المؤمنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا یہ جملہ کہتے وقت ہاتھ سے ابوالعباس سفاح کی طرف اشارہ کیا) ا رجان رکھو کہ یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کریں گے۔

یقطان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی پشت پناہی پر اہواز اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف روانہ کیا اور خود چند دنوں تک لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر ہاشمیہ کے دارالامانت میں آ کر قیام پذیر ہو گیا، بیان کیا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ شام میں بنو عباس کی کوفہ آمد کے وقت موجود نہ تھے اتفاق سے جبکہ یہ دونوں شام جا رہے تھے مقام دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ملاقات ہو گئی اور ابوالعباس کوفہ کے ارادے سے سفر کر رہا تھا، داؤد اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر بولا: تم نے کوفہ کا رخ کیوں کیا ہے؟ مروان بن محمد بنو امیہ کا سردار حران میں اہل شام و جزیرہ کو لے کر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے جس کی سرحد عراق سے ملتی ہے اور یزید بن ہبیرہ شیخ عرب عراق میں ہے‘‘ ابوالعباس نے جواب دیا’’ چچا جان جس شخص نے زندگی کو دوست رکھا، وہ ذلیل ہوا۔ داؤد اس برجستہ جواب سے قائل ہو گیا اور شام کا خیال دل سے دور کر کے اپنے لڑکے کے ساتھ چل دیا۔

ابراہیم امام کی اسیری:......اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ مروان بن محمد نے امام ابراہیم کو حران میں قید کر دیا تھا، اور ان کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں بیٹے عثمان و مروان اور عباس ولید بن عبداللہ بن عبدالعزیز اور ابو محمد سفیانی بھی قید کر دیا گیا تھا۔ چند دنوں بعد حران میں وبائی بیماری پھیل گئی جس سے قید میں ہی عباس بن ولید، عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابراہیم امام مر گئے۔ اسی دوران سعید بن ہشام دوسرے قیدیوں سمیت داروغہ جیل کو قتل کر کے بھاگ گیا جن کو اہلِ حران بلوائیوں نے یورش کر کے قتل کر ڈالا ان لوگوں میں جو اس وقت مارے گئے شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک، عبدالملک بن بشر التغلبی اور بطریق ارمینیہ موسوم بہ کوشان بھی شامل تھے ابو محمد سفیانی اس شور وغل کے زمانے میں قید خانے سے نہیں نکلا ایک کمرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا پھر مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا تو اس نے اس کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا۔

ابراہیم امام کا انتقال:......بعض کا بیان ہے کہ شراحیل بن مسلمہ اور ابراہیم امام ایک ساتھ قید کئے گئے تھے ان دونوں میں حسن اتفاق سے راہ و رسم پیدا ہو گئی تھی ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور تحائف بھیجتے رہتے تھے ایک دن ابراہیم امام کے پاس ایک شخص دودھ لے کر آیا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ یہ دودھ شراحیل نے بھیجا ہے ابراہیم نے پی لیا۔ پینا تھا کہ دست پر دست آنے لگے کہا جاتا ہے کہ شراحیل کو اس کا علم نہ تھا اور اس نے ابراہیم کا یہ حال سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ ابراہیم کو کس نے مکاری اور دھوکے سے زہر دے دیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، صبح ہوئی تو ابراہیم امام مر چکے تھے۔

مروان کی زاب کو روانگی:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید ازدی کو شہر روز پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا اس نے عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اطراف موصل میں قیام کیا تھا اور مروان بن محمد اس واقعہ کی اطلاع پا کر ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر حران سے موصل کی جانب بڑھا تھا اور زاب میں پہنچ کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کر لی تھی ابوعون تک خبر پہنچی تو اس نے بھی زاب کا رخ کر لیا اور ابوسلمہ نے اس کی کمک پر عیینہ بن موسیٰ، نہال بن قبان اور اسحاق طلحہ کو تین ہزار کے لشکر دے کر روانہ کیا چنانچہ جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کوفہ میں لی گئی تو اس نے سلمہ بن محمد اور عبدالحمید بن ربعی طائی کو دو ہزار کا لشکر دے کر، عبداللہ طائی کو پندرہ سو کا لشکر اور دراس بن فضلہ کو پانچ سو کا دستہ دے کر ابوعون کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد اپنے خاندان والوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ میرے اہل بیت میں سے کون شخص مروان کے مقابلے پر جانا چاہتا ہے عبداللہ بن علی نے کھڑے ہو کر جواب دیا، میں اس کی سرکوبی پر تیار ہوں ابوالعباس سفاح نے ایک لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن علی کو بھی روانہ کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے پہنچتے ہی ابوعون کے خیمہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کرا دیا اس کے بعد عیینہ بن موسیٰ کو پانچ ہزار کے لشکر کے ساتھ یکم جمادی الثانی ۱۳۲ھ میں نہر زاب عبور کر کے مروان سے لڑنے کا حکم دیا۔

مخارق و ولید کی لڑائی:......عیینہ بن موسیٰ صبح سے شام تک لشکر مروان سے جنگ لڑتا رہا۔ رات ہوتے ہی عبداللہ بن علی کے پاس واپس آ گیا صبح ہوئی تو مروان نے نہر زاب پر کشتیوں کا پل بنوا کر اسے عبور کر لیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بڑھنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے اس کے بڑھنے پر مخارق بن غفار کو مامور کیا، اس کے لشکر میں چار ہزار فوج تھی، عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ بن حکم کو مخارق پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ ولید اور مخارق میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر مخارق کی فوج کو شکست ہو گئی اور مخارق کو قیدیوں اور مقتولین کے سروں کے ساتھ مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔ مروان

نے مخارق سے مخاطب ہو کر کہا، کیا تو ہی مخارق ہے؟ جواب دیا نہیں اس نے پوچھا کیا تجھے ان سروں میں مخارق کا سر بھی نظر آ رہا ہے مخارق نے ایک سر کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے، مروان نے مخارق کو رہا کر دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مخارق نے سروں کو دیکھ کر مخارق کا سر ہونے سے انکار کیا تھا بہر حال مروان نے اس کو رہا کر دیا۔

معرکہ زاب:......عبداللہ بن علی کو اس شکست کی اطلاع ملی تو انہوں نے اس خطرے کے پیش نظر کہ اس سے لشکر میں بد دلی پیدا ہوگی، نہایت تیزی سے یہ خبر مشہور ہونے سے پہلے لڑائی کی تیاری کر دی۔ ان کے میمنہ پر ابوعون تھا اور میسرہ پر ولید بن معاویہ۔ تقریباً بیس ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج اس کی کمان میں تھی جیسے ہی دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مروان نے عبداللہ بن علی کے پاس کہلوایا کہ ''فی الحال ایک رات کے لئے لڑائی ملتوی کر دی جائے'' چونکہ عبداللہ بن علی ان کے نقصانات کو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اس لئے انکار کر دیا تب ولید بن معاویہ بن مروان نے جو بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان کا داماد تھا حملہ کر دیا ابوعون سینہ سپر ہو کر اپنی رکاب کی فوج لے کر مقابلے پر آیا۔ ابن علی نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر کو پیدل ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود بھی پیدل ''بالثارات ابراهیم یا محمد یا منصور'' کہتا ہوا مروان کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا مروان نے بھی اپنے لشکر کے ہر حصے کو پیدل ہو کر حملہ کرنے کا حکم دیا کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ یہاں تک کہ اس کے افسر پولیس نے بھی انکار کر دیا۔ جب مروان کے سامنے فوج کی یہ دغا بازی ظاہر ہو گئی تو اس نے نقد وجنس، جو اس وقت موجود تھا میدان میں پھیلا کر یہ حکم دیا کہ لڑو اور اس نقد وجنس کو لو۔ لشکری یک قلم جنگ سے دست کش ہو کر نقد وجنس کے لینے پر مائل ہو گئے۔

مروان کی پسپائی:......مروان نے جھلا کر اس طوفان بدتمیزی کے روکنے پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا، روکنا تھا کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے، دونوں لشکروں میں شکست کا شور برپا ہو گیا۔ مجبوراً مروان بھی میدان جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا اتنے میں فریق مخالف کے ایک دستہ نے پل کو توڑ دیا جس سے ہزاروں آدمی، جن کی تعداد مقتولین سے کہیں زیادہ تھی نہر زاب میں ڈوب کر مر گئے ان دونوں میں جو غرق ہو گئے تھے ابراہیم بن ولید معزول خلیفہ شامل تھا (بعضے کہتے ہیں کہ اس کو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا تھا) اسی معرکے میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بھی مارا گیا یہ واقعہ بروز اتوار گیارہ جمادی الثانی ۱۳۲ھ کا ہے۔ کامیابی کے بعد سات دن تک عبداللہ بن علی میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا مروان کے لشکر کا مال واسباب جمع کراتا رہا۔ آلات حرب، نقد اور جنس اندازے سے بہت زیادہ ہاتھ آیا۔ چنانچہ خوش خبری کا خط ابوالعباس سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

مروان کا فرار:......مروان بن محمد شکست کھا کر موصل پہنچا۔ ہشام بن عمر تغلبی اور بشر بن خزیمہ اسدی گورنر موصل تھے۔ ان لوگوں نے پل توڑ دیا اور مروان کو عبور کر کے موصل میں آنے سے روکا تو اس کے ساتھیوں نے پکار کر کہا ''ھذا امیر المؤمنین'' یعنی یہ امیر المؤمنین ہیں، موصل میں داخل ہونے سے مت روکو) ان لوگوں نے تجاہل عارفانہ سے جواب دیا ''امیر المؤمنین جنگ سے نہیں بھاگتے'' یہ کہہ کر سخت وسست الفاظ کہنے لگے۔ مروان ان لوگوں کی کج ادائی سے پریشان ہو کر حران چلا گیا جہاں اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد تھا وہاں تقریباً بیس دن تک ٹھہرا رہا پھر جب عبداللہ بن علی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔

اہل حمص کی عہد شکنی:......اس کے جانے کے بعد ہی عبداللہ بن علی حران کے قریب پہنچ گیا ابان بن یزید سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ پرچم لئے ہوئے ملنے آیا ابوالعباس سفاح کی خلافت کی بیعت کی چنانچہ عبداللہ بن علی نے ان کو امان دے دی اس کے بعد اہل جزیرہ نے بھی حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی اور مروان نے حمص پہنچ کر تین دن قیام کیا اہل حمص پہلے تو تابعدار نہ پیش آئے، خوشی خوشی ٹھہرایا لیکن پیچھے سے مروان کے لشکر کی قلت وکمی سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی اس کے مال واسباب پر نظر ڈالنے لگے مگر مروان نے ان کی نظریں پہچان کر کوچ کر دیا۔ ایک میل راستہ طے کیا ہوگا کہ اہل حمص شور وغل مچاتے ہوئے پہنچ گئے مروان نے بہانے کر کے ٹالنے کی کوشش کی جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو شمشیر بکف ہو کر لڑنے لگا آخر الامر اہل حمص کو مار کر پسپا کر دیا اور خود منزل بمنزل نہایت تیزی سے کوچ کرتا ہوا دمشق پہنچ گیا۔

فتح دمشق:......ان دنوں دمشق میں ان کا چچا زاد بھائی ولید بن معاویہ بن مروان حکم تھا چنانچہ اس کو دولت امویہ کے مخالفین سے جنگ کرنے کی ہدایت

کر کے فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا چونکہ فلسطین پر حکم بن صبعان جذامی نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے نہر ابوفطرس پر ٹھہر کے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی سے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اپنی چند روزہ بقیہ زندگی بسر کرنے کے لئے فلسطین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔
عبداللہ بن علی اس قید خانے کو منہدم کرنے کے بعد جس میں اس کا بھائی امام ابراہیم قید تھا، حران سے روانہ ہو کر منبج پہنچا، اہلِ منبج نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ اسی مقام پر اس کا بھائی عبدالصمد بن علی جس کو سفاح نے آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ اس کی کمک پر روانہ کیا تھا اس سے آملا۔ اس کے آنے کے دوسرے دن عبداللہ بن علی قنسرین اور بعل بک سے ہوتا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا۔

اس کے بعد سردارانِ ❶ شیعہ کو دمشق کی شہر پناہ کے دروازوں پر محاصرے کے لئے متعین کر دیا۔ چند دن کے محاصرے کے بعد بروز بدھ ۵ رمضان ۱۳۲ھ کو بروز تیغ دمشق میں گھس گیا اور قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، دمشق کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ ولید بن معاویہ (گورنر دمشق) اس معرکے میں قتل ہو گیا۔

عبداللہ بن علی کی فلسطین روانگی:...... عبداللہ بن علی اس خداداد کامیابی کے بعد پندرہ دن تک دمشق میں مقیم رہا۔ سولہویں دن دمشق سے فلسطین کی طرف کوچ کیا مروان یہ خبر پا کر فلسطین سے عریش چلا گیا عبداللہ بن علی نہر ابوفطرس پر پہنچا تو سفاح کا اس مقام پر ایک فرمان اس مضمون کا ملا کہ مروان کے تعاقب پر صالح بن علی کو مقرر کر دو چنانچہ صالح ذیقعدہ ۱۳۲ھ کو مروان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوعون اور عامر بن اسمٰعیل حارثی تھا۔ مروان عریش سے نیل کی طرف چلا گیا اور نہر نیل سے صعید چلا گیا اور صالح نے فسطاط میں پڑاؤ کر کے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے مروان کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی مروان کے سوار پہلے ہی سے شکستہ دل ہو رہے تھے ایک گھڑی بھی مقابلہ نہ کر سکے اور میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ گئے ان میں سے چند سوار گرفتار کر لئے گئے اور انہی لوگوں نے بتا دیا کہ مروان بوصیر میں فلاں جگہ مقیم ہے۔

اموی خلیفہ مروان کا قتل:...... ابوعون یہ سنتے ہی بوصیر پہنچ گیا اور رات کے وقت غفلت کی حالت میں اس خوف سے کہ صبح ساتھیوں کی کمی کی وجہ سے شکست اٹھانی پڑے گی۔ بوصیر پر شب خون مارا۔ مروان اس اچانک حملہ سے گھبرا کر گھر سے باہر نکل آیا ایک شخص نے جو غالباً اسی تاک میں کھڑا تھا برچھے کا وار کیا، مروان تیورا کر زمین پر گر پڑا اور کوئی شخص چلا کر بولا افسوس! ''امیر المؤمنین مارے گئے'' ابوعون کے ساتھی یہ سن کر دوڑ پڑے اور سر اتار کر ابوعون کے پاس لے گئے جسے ابوعون نے ابوالعباس سفاح کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ آخری ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کا ہے۔

آلِ مروان کا انجام:...... مروان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ سرزمین حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر حبشیوں نے بھی ان کو امان نہ دی چنانچہ جنگ کی نوبت آ گئی جس میں عبیداللہ مارا گیا اور عبداللہ مع اپنے ہمراہیوں کے بچ گیا جو زمانہ خلافت مہدی تک باقی رہا پھر اس کو گورنر فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ عورتوں نے اپنی رہائی کی درخواست پیش کی تو صالح نے بنوامیہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے پر ان کو ملامت کی اور پھر کچھ سوچ کر عفو تقصیر کر کے حران بھیج دیا۔

مروان الحمار:...... مروان بن محمد کو مروان الحمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ جنگ کے موقعوں پر نہایت برداشت و تحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے مخالفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور یہ خلق قرآن کا قائل اور زندقہ کی طرف مائل تھا اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا۔

سلیمان بن ہشام کا قتل:...... بنوعباس نے کامیابی حاصل کر کے بنوامیہ کے قتل پر کمر باندھ لی اور بچے بچے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے۔ ایک دن سدیف بن میمون، ابوالعباس سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا جس کو اس کے

---

❶ ...... خود عبداللہ بن علی دمشق کے باب شرقی پر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور صالح بن علی جابیہ پر ابوعون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب صغیر پر حمید بن قحطبہ باب توما پر اور عبدالصمد، یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب فرادیس پر مقرر تھا سب سے پہلے پناہ کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے عبداللہ طائی اور باب صغیر کی جانب سے بسام بن ابراہیم چڑھ گیا تھا۔
(کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

باپ نے امان دی تھی، سدیف سلیمان کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ ابوالعباس سے خطاب کر کے ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

قد اتتك الوخود من عبد شمس ☆ مستعدين يوجعون غفوة
ايها الخليفة لا عن طاعة ☆ بل تخوفوا الشرفيا
لا يغفرك ما ترىٰ من رجل ☆ ان بين الضلوع داء دويا
فضع السيف دارفع السوط حتىٰ ☆ لا ترىٰ فوق ظهرها امويا

تمہارے پاس بنوعبدشمس (امیہ) کے مہمان آتے ہیں۔ تیار ہو کر اپنی سواریوں کو تکلیف دیتے ہوئے۔ اے خلیفہ! وہ دھوکے سے آئے ہیں طاعت کی وجہ سے نہیں آتے بلکہ تلوار کے خوف سے، تم ان لوگوں کو دیکھ کر نازاں مت ہو جانا ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے غبار باطنی بھرا ہوا ہے لہٰذا ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دو۔ چشم نمائی کا خیال چھوڑ دو۔ ہاں تک کہ ان سواریوں کی پشت پر کوئی بنوامیہ نہ دکھائی دے۔

سلیمان اس کے فحوائے کلام کو سمجھ کر بولا کیوں چچا تم نے تو میرے قتل کا سامان کر دیا سدیف جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ سفاح نے اشارہ کر دیا فوراً سلیمان بن ہشام کی گردن اتار لی گئی۔

بنوامیہ کا قتل عام:......اس واقعہ کے چند دن بعد عبداللہ بن علی بنوامیہ اسی یا نوے افراد کے ساتھ نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دسترخوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد کردہ غلام) آ گیا۔ بنوامیہ کو اس عزت واحترام سے دیکھ کر فی البدایہہ مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

اصبح الملك فى ثبات الاساس ☆ بالبهاليل من بنى العباس
طلبوا وتر هاشم فلفوها ☆ بعد ميل من الزمان
وباس لاتقلين عبد شمس عثارا ☆ فاقطعن كل رقلة وغراس
قلنا اظهر التور و منها ☆ وبها منهم كجز المواسى
فلقد غاضنى وغاض سواى ☆ قربهم من منابر وكراسى
انزلولها بحيث انزلها الله ☆ بدار الهوان والا تعاس
واذكروا مصرع الحسن وزيدا ☆ وقتيلا بجانب الهراس
واتقتيل الذى بحران اضحى ☆ تجحل الطير حوله فى الكناس

نہایت استقلال واستحکام سے تم بادشاہ بن گئے۔ بنوعباس کے جواں مردوں کی وجہ سے۔ ان لوگوں نے ہاشمیوں کا بدلہ مانگا اس کو پالیا ایک زمانہ گذرنے اور کوفت کے بعد۔ تم ہرگز بنوعبدشمس (امیہ) کے انتقام لینے سے درگذر مت کرنا ان کے ہر درخت اور ہورے کو کاٹ ڈالنا۔ ہماری ہاشمیوں سے کھلم کھلا دوستی ہے اور انہی کے قتل کی وجہ سے تمہارا سر منڈ گیا ہے بے شک اللہ مجھے اور میرے سوا اور لوگوں کو بھی غصہ پیدا ہوا ہے، منبر اور کرسیوں سے بنوامیہ کے قریب ہونے سے تم دیکھو وہیں رکھو جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدبختی کے گھر اور نچلے درجہ میں رکھا ہے یاد کرو حسین وزید کے قتل ہونے کو اور اس قتل کو یاد کرو جو مہراس میں مارا گیا اور اس مقتول کو یاد کرو جو حران میں قتل ہوا تھا جس کی لاش پر پرندے آتے تھے جیسا کہ اپنے گھونسلے میں جاتے ہیں۔

آل عباس کی سفاکی:......ان اشعار کے سننے سے عبداللہ بن علی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں خادموں کو حکم دیا کہ ''ان بدبختوں کو مار کر ختم

کردو چنانچہ خادموں نے ایسا ہی کیا۔لہذا جب وہ سب کے سب بدحواس ہو کر زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے تو ان کے اوپر نطاع ❶ بچھا کر دوبارہ دستر خوان پر کھانا چنا گیا عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیوں کے کھانا کھانے لگے اور ان زخمیوں کے کراہنے کی آواز برابر آرہی تھی یہاں تک کہ وہ مر گئے ان مقتولین میں محمد بن عبدالملک بن مروان، مغمر بن یزید عبدالواحد بن سلیمان وعید بن عبدالملک اور ابوعبیدہ بن ولید بن عبدالملک بھی تھے بعض کا بیان ہے کہ ابراہیم معزول خلیفہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ مارا گیا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ سدیف ہی نے اشعار کو سفاح کے سامنے پڑھا تھا اور اسی نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا۔

بنوامیہ کی لاشوں کا حشر:......اس واقعہ کے بعد سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصریٰ میں بنوامیہ کے ایک گروہ کو قتل کر کے لاشوں کو راستوں میں پھینکوادیا جس کو مدتوں تک کتے کھاتے رہے۔

انتقام کا پاگل پن قبروں کی توہین:......کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن علی نے خلفاء بنوامیہ کی قبروں کو کھدوایا تھا۔ اکثر قبروں میں راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کی قبر میں سے ایک موہوم سا خط نکلا، عبدالملک کی قبر سے اس کی کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر میں بعض بعض اعضاء بھی ملے مگر ہشام بن عبدالملک کی میت صحیح سالم نکلی صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی، اس نے اس کی لاش پر کوڑے لگوا کر صلیب پر چڑھایا اور پھر اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑادیا۔ **واللہ اعلم بصحۃ ذلک۔**

اس عام خونریزی سے بنوامیہ کا کوئی شخص زندہ نہ بچ سکا سوائے شیر خوار بچوں یا ان لوگوں کے جو اندلس کی طرف بھاگ گئے تھے مثلاً عبدالرحمن بن معاویہ ہشام وغیرہ اپنے اعزہ، اقارب اور متعلقین سمیت جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کو احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

اموی دور کی بیرونی مہمات:......صوائف کے حالات ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز تک کے عہد خلافت تک بیان کر آئے ہیں ۱۰۲ھ میں زمانہ حکومت یزید بن عبدالملک میں عمر بن ہبیرہ نے جن دنوں وہ جزیرہ کا حکمران تھا قبل گورنری عراق روم آرمینیہ کی طرف سے جہاد کیا تھا اور رومیوں کو شکست دے کر ایک گروہ کو قید کرلایا تھا ان میں سے سات سوقیدیوں کو قتل بھی کردیا تھا اسی سال عباس بن ولید نے روم پر چڑھائی کی تھی اور ایک سال کی جنگ کے بعد روم کے قلعہ ولسہ کو فتح کرلیا تھا اس کے بعد ۱۰۳ھ میں پھر عباس بن ولید نے جہاد کے ارادے سے نکل کر شہر رسلہ بزور تیغ فتح کیا۔

ہشام کے دور کی فتوحات:......ہشام بن عبدالملک کے دور میں ۱۰۵ھ میں جراح عکمی نے فوج کشی کی اور حصون بالخبر کی دوسری طرف تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ مال غنیمت بے شمار ہاتھ آیا۔ اسی سال سعید بن عبدالملک نے سرزمین روم پر جہاد کے لئے ایک ہزار سپاہیوں کا سریہ روانہ کیا مگر اتفاق سے وہ سب کے سب کام آگئے۔ پھر اسی سال مروان بن محمد نے صائفہ یمنی کے ساتھ سرزمین روم پر جہاد کیا اور شہر قونیہ کو طاقت کے ذریعے قبضہ کر لیا اسی سال ابراہیم بن ہشام نے روم کے ایک قلعہ پر اور معاویہ بن ہشام نے جزیرہ قبرص پر قبضہ کرلیا تھا، پھر ۱۰۹ھ میں معاویہ بن ہشام نے قلعہ طبسہ کو فتح کرلیا گیا ۱۱۰ھ میں صائفہ کے ساتھ عبداللہ بن عقبہ فہری جہاد کی غرض سے اٹھا۔ بحری لشکر کا سردار عبدالرحمن بن معاویہ بن خدیج تھا اور ۱۱۱ھ میں بایاں صائفہ کے ساتھ معاویہ بن ہشام نے ۱۱۳ھ میں شہر خرشفہ پر کامیابی حاصل کی۔ اسی سال عبداللہ بطال نے بھی فوج کشی کی تھی اور میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا مگر عبدالوہاب اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور معاویہ بن ہشام مرعش کی جانب سے سرزمین روم میں داخل ہوگیا۔

۱۱۴ھ کے بعد کے صوائف:......۱۱۴ھ میں صائفہ یسری کے ساتھ جہاد کرتا ہوا ''ربض اقرن'' تک پہنچ گیا اور عبداللہ بطال کا قسطنطین سے مقابلہ ہوا اس کو شکست دے کر گرفتار کرلیا، اسی سال سلیمان بن ہشام نے بھی صائفہ یمنی کے ساتھ جہاد شروع کیا اور قیساریہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا اور اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کو شکست دے کر باب الباب پر قبضہ کرلیا۔ ۱۱۵ھ میں معاویہ بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ اور ۱۱۷ھ میں سفیان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ یسری کے ساتھ اور سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنی کے ساتھ جزیرہ کی طرف سے جہاد کیا اور سرزمین روم میں

---

❶......نطاع چمڑے کا دستر خوان یا وہ چمڑے کا بڑا سا ٹکڑا جس پر لٹا کر جلاد قتل کیا کرتے تھے۔ (ثناءاللہ محمود)

پے در پے سرایا روانہ کئے اور اسی سال مروان بن محمد کو آرمینیہ سے (جن دنوں یہ آرمینیہ کا گورنر تھا) رومیوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے سرزمین لان کو فتح کر لیا ۱۱۸ھ میں معاویہ بن ہشام اور مروان بن محمد نے آرمینیہ سے جہاد کے لئے فوج کشی کی اور تین طرف سے سرزمین ورقیس (درنیس) میں گھس گئے، ورقیس بھاگ کر خزر کے قلعہ میں چھپ گیا مروان نے واپس آ کر خزر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقین نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی ایک دن اس کے کسی مصائب نے اسے قتل کر کے مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے نیزے پر نصب کر کے قلعہ کے چاروں طرف پھرایا۔ اہل قلعہ یہ دیکھ کر سہم گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مروان نے سپاہیوں کو قتل کر کے باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ ۱۰۹ھ کے آغاز میں مروان بن محمد نے آرمینیہ سے پھر جہاد شروع کیا اور بلاد لان و بلاد خزر ہوتا ہوا بلنجر اور سمندر کو طے کر کے خاقان کے دارالسلطنت تک پہنچ گیا چنانچہ خاقان خود کو مقابلہ سے مجبور سمجھ کر بھاگ گیا۔

۱۲۰ھ کے بعد کے صوائف:......۱۲۰ھ میں سلیمان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور سندرہ کو فتح کر کے واپس آ گیا اسی سال اسحاق بن مسلم عقیلی نے قومانشاہ پر فوج کشی کی اور اس کے اکثر قلعوں کو فتح کر کے اس کے شہر کو ویران کر ڈالا ۱۲۱ھ میں مروان بن محمد نے قلعہ بیت السریر پر حملہ کیا اور کامیابی حاصل کر کے دوسرے قلعہ کا رخ کیا اور اس کو بھی فتح کر کے غرسک میں داخل ہو گیا اس قلعہ میں خود بادشاہ رہتا تھا مروان بن محمد کے پہنچتے ہی بادشاہ اس قلعہ کو چھوڑ کر جرج چلا گیا، اس قلعہ میں سونے کا تخت تھا مروان نے اس کا بھی محاصرہ کر لیا بالآخر بادشاہ نے ایک ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ مروان اس مہم سے فارغ ہو کر سرزمین ارزق، نصران اور قومان پر بہ مصالحت قبضہ کرتا ہوا احمدین پہنچ گیا اور اس کو فتح کر کے حمدین کے ایک قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے صلح کر لی اس کے بعد سرزمین امداد اور گیلان کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا یہ علاقے دریا کے کنارے آرمینیہ سے طبرستان تک آباد تھے اسی سال مسلمہ بن ہشام رومیوں پر حملہ آور ہوا مطامیر کو فتح کر کے واپس آ گیا۔

۱۲۲ھ کے صوائف:......اس کے بعد ۱۲۲ھ میں عبدالرحمٰن بن حسین انطا کی ''بطال'' نے دوبارہ بلاد روم پر جہاد کیا اس نے بلاد روم پر کئی بار حملے کئے مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس نے بلاد روم پر کئی بار حملے کئے مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کرنے کو مامور کیا تھا۔ یہ بلاد روم پر مسلسل جہاد کرتا رہا یہاں تک کہ اسی سال شہید ہو گیا ۱۲۴ھ میں سلیمان بن ہشام نے اپنے والد کے زمانے میں صائفہ کے ساتھ مل کر جہاد کیا الیون بادشاہ روم سے مقابلے کی نوبت آئی چنانچہ سلیمان نے اس کو شکست دے کر اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔

۱۲۵ھ میں رومیوں نے قلعہ سے خروج کیا جس کو حبیب مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا اور ایک غیر مستحکم قلعہ تعمیر کیا جو زمانہ مروان میں ویران کر دیا گیا۔ پھر اس کو خلیفہ رشید نے دوبارہ تعمیر کرایا اور پھر رومیوں نے مامون کے زمانے میں اس کو گرا دیا پھر مامون نے اس کو نہایت استحکام سے بنوایا اور چاروں طرف نہریں اور خندقیں کھدوائیں معتصم کے زمانے میں رومیوں نے اس کو گرا دیا پھر مامون نے اس کو پھر سے گرا دیا یہ واقعہ مشہور و معروف ہے اسی ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی انعمر کو صائفہ کی افسری پر مقرر کیا اور اسود بن بلال محازلی کو ایک لشکر دے کر دریا کے راستے قبرص کی طرف روانہ کیا تا کہ اہل قبرص کو رومیوں کے دست برد سے بچائے اہل قبرص دو فریق ہو گئے چنانچہ ایک شامیوں کے ظل عاطفت میں آ گیا اور دوسرا رومیوں کے پاس چلا گیا مروان کے زمانہ حکومت ۱۳۰ھ میں کے ساتھ مل کر ولید بن ہشام نے جہاد کے لئے خروج کیا اور عمق پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور پھر قلعہ مرعش کو تعمیر کرایا۔

بنوامیہ کے عمال:......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ خلافت کے شروع ۴۰ھ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوفے کا گورنر مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد معزول کر دیا تھا اور پھر مغیرہ بن شعبہ کو نماز پر اور ربیع محکمہ خراج پر مقرر کیا تھا اور کوفے میں نقبا کا سردار شریح تھا چونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت کی صلح کے زمانے میں حمران بن ابان نے بصریٰ پر اچانک قبضہ کر لیا تھا اس وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن ارطاۃ کو امیر بصریٰ مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد امدادی فوجیں بھی روانہ کیں۔ اس معرکے میں زیاد بن ابی سفیان کی اولاد ماری گئی جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی طرف سے فارس کا گورنر تھا یہ اسی زمانے میں بصریٰ آ گیا جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے

اس کے حالات بنی زیاد کے تذکرے میں بیان کئے ہیں۔

عبداللہ بن عامر: ......اس کے بعد بصری کی امارت عبداللہ بن عامر بن کریز بن حبیب بن عبد شمس کو دی اور خراسان و بحستان کی حکومت بھی اس کے ساتھ شامل کر دی۔ اس کی پولیس کا افسر اعلیٰ حبیب بن شہاب اور محکمہ قضاء کا متولی عمیر بن یثری تھا اور قیس کے حالات خراسان کے اخبار کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

عقبہ بن نافع: ......حضرت عمر بن العاص جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، مصر کے گورنر تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ۴۱ھ میں افریقہ میں عقبہ بن نافع بن عبد قیس کو گورنر بنایا (یہ عمرو بن العاص کے خالہ زاد بھائی تھے) عقبہ لواتہ مزاتہ تک فتح ہوتا چلا گیا۔ پہلے تو اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی، لیکن چند دن کے بعد باغی ہو گئے چنانچہ عقبہ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل و قید کر لیا اس کے بعد ۴۲ھ میں غدامس پر اور ۴۲ھ میں بلد وان پر تلوار کے ذریعے سے قبضہ حاصل کر لیا۔

مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلمہ: ......۴۲ھ میں معاویہ نے مدینہ کی گورنری مروان بن الحکم کو دی اور قضاء کا عہدہ عبداللہ بن حرث بن نوفل کے حوالے کیا اور مکہ کا اسی سال خالد بن العاص بن ہشام کو گورنر بنایا۔ انہی دنوں حبیب بن مسلمہ فہری آرمینیہ کا گورنر تھا، حضرت معاویہ ہی نے اس عہدہ پر اس کو مامور کیا تھا۔ جب ۴۲ھ میں یہ مر گیا تو اس کی جگہ...... ❶

ابن عامر اور حرث بن عبداللہ: ......اسی سال عامر نے حدود ہند پر عبداللہ بن سوار عبدی کو امیر بنایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے اس کو بھی مامور کیا تھا۔ اسی سال ابن عامر نے قیس بن ہثیم کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ بن حازم کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ۴۲ھ میں حضرت معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو حکومت بصری سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ ازدی کو مقرر کیا۔ پھر چار مہینے کے بعد اس کو ۴۵ھ میں معزول کر کے بصری اس کے بھائی زیاد کو اور خراسان پر حکم بن عمر غفاری کو متعین کیا اور محکمہ مال کو اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا۔ پھر ۴۷ھ میں حکم بن عمر غفاری کے مرنے کے بعد خلید بن عبداللہ حنفی کو اس کے بعد ۴۸ھ غالب بن فضالہ لیثی کو مقرر کیا۔

عمرو بن العاص اور زیاد: ......مصر کے گورنر ۴۹ھ تک حضرت عمرو بن العاص رہے ان کے بعد حضرت سعید بن العاص کو مامور کیا گیا اور عبداللہ بن حرث کو عہدہ قضاء سے برطرف کر کے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کو قاضی بنایا۔ ۵۰ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کو بھی اپنے بھائی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیا۔ زیاد نے بصری کی نیابت سمرہ بن جندب کو مرحمت کی اور خود چھ ماہ بصری میں رہتا تھا اور چھ ماہ کوفہ میں گزارتا تھا۔

معاویہ بن خدیج اور ابوالمہاجر: ......اسی سال ۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے معاویہ بن خدیج کو جو مصر میں تھا افریقہ میں جاگیر دی اور عقبہ بن نافع فہری کو دس ہزار افراد کے ساتھ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں اسلامی پرچم اڑانے کا حکم دیا اور اسی لشکر کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا جو بربر میں دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ پس اس نے افریقہ کے علاقوں کو الٹ پلٹ کر دیا اور قیروان میں ایک بڑی لشکر گاہ بنا کر عساکر اسلامیہ کو اس میں ٹھہرایا اس کے بعد امیر معاویہ نے مصر و افریقہ کی گورنری اپنے آزاد غلام ابوالمہاجر کو دی۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کی معزولی کو بہت ناشائستہ طریقہ سے ظاہر کیا اور عقبہ بحال پریشان دارالخلافہ شام چلا گیا اور حضرت امیر معاویہ سے سارے حالات بیان کئے اس پر امیر معاویہ نے معذرت کی اور گورنری افریقہ پر بحال کرنے کا وعدہ کیا لیکن اس کے ایفاء کی نوبت ہی نہ آسکی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ پس جب یزید تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے زمانہ حکومت ۶۲ھ میں اس کو گورنر مقرر کیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۶۲ھ میں عقبہ کو گرفتار کرا کر قید کر لیا۔ پھر یزید کے حکم سے رہا کیا گیا۔ قید سے رہا ہوتے ہی عقبہ وفد لے کر یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کو گورنری پر بحال کر دیا چنانچہ اس نے بھی ابوالمہاجر کو قید کر لیا اور جہاد کے ارادے سے خروج کر کے کسیلہ کو مار ڈالا، جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خلیفہ بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس: ......۵۱ھ میں زیاد نے خراسان پر ربیع بن زیاد بن حرث کو خلیفہ بن عبداللہ حنفی کی جگہ متعین کیا اور ۵۳ھ

❶ ......اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔

میں زیاد کا انتقال ہو گیا اور وفات کے وقت بصریٰ میں سمرہ بن جندب کو اور کوفہ میں عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنا نائب مقرر کر لیا۔ اس کے بعد ۵۵ھ میں ضحاک بن قیس کو گورنر مقرر کیا گیا۔ اسی سال ربیع بن زیاد عامل خراسان زیاد کی وفات سے پہلے مر گیا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا نائب بنا گیا تھا جو دو مہینے بعد جاں بحق ہو گیا اور اس نے خلیفہ بن حنفی کو بوقت انتقال اپنا جانشین بنایا اور صفاء پر یبرو دیلمی امیر معاویہ کی طرف سے مامور تھا جس کا ۵۳ھ میں انتقال ہو گیا تھا۔

ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عمر:......۵۴ھ میں امیر معاویہ نے مدینہ منورہ کی گورنری سے سعید بن العاص کو معزول کر کے مروان بن الحکم کو مقرر کیا اس کے بعد ۵۷ھ میں اس کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا اور ۵۹ھ میں بصریٰ کی حکومت سے ابن جندب کو معزول کر کے عبداللہ بن غیلان کو متعین کیا اور خراسان کی حکومت عبیداللہ بن زیاد کو دی اس کے بعد ۵۵ھ میں عبداللہ بن عمر غیلان کی جگہ بصریٰ کی حکومت سے بھی سرفراز کیا۔

سعید بن عثمان اور ابن ام حکم:......۵۶ھ میں سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اور ۵۸ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکومت کوفہ سے ضحاک بن قیس کو علیحدہ کر کے ابن ام حکم (ام حکم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں) یعنی عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی کو مقرر کیا مگر اہل کوفہ نے اس کو نکال دیا تب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو نصر پر مامور کیا، مگر معاویہ بن خدیج نے مصر میں بھی اس کو داخل نہ ہونے دیا۔

نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زیاد:......۵۹ھ میں کوفہ کی گورنری نعمان بن بشیر کو اور خراسان کی عبدالرحمٰن بن زیاد کو دی گئی۔ قیس بن ہثیم سلمی اس سے ملنے خراسان گیا اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم جرمانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد ۶۰ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، بلاد اسلامیہ میں ان کے اعمال یہی تھے جن کا ابھی ذکر کیا گیا۔ اس کے علاوہ سجستان کا عباد بن زیاد، کرمان پر شریک بن اعور گورنر تھا۔

زہیر بن قیس:......۶۲ھ میں یزید نے عقبہ بن نافع کو افریقہ کی طرف امیر بنا کر روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور قیروان کی امارت زہیر بن قیس کو دی جیسا کہ اس کے حالات کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔ اس سال میں مسلمہ بن مخلد انصاری امیر مصر کی وفات ہو گئی اور ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ مر گیا۔

عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا:......اہل عراق نے عبیداللہ بن زیاد کو گورنر بنانا چاہا لیکن اہل بصریٰ نے عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنی حکومت کی باگ ڈور سپرد کر دی۔ ابن زیاد عارق سے بھاگ کر شام چلا گیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عامر بن مسعود امیر کوفہ بن کر کوفہ پہنچا اس دوران آل رے کی بغاوت کی خبر مشہور ہوئی جہاں کا فرخان گورنر تھا۔ عامر نے محمد بن عمیری بن عطا بن حاجب ان کی سرکوبی پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے اس کو شکست دے دی تب عامر بن عتاب بن ورقاء کو مامور کیا۔ اس نے ان لوگوں کی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کی۔ ان واقعات کے بعد مروان نے بیعت لی اور مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک:......عبدالرحمٰن بن حمام فرش (ابن زبیر کا داعی) امیر مصر تھا۔ مروان نے مصر کو اس کے قبضے سے چھین کر عمر بن سعید کے سپرد کیا اس کے بعد اس کو مصعب بن اثیر سے جنگ کرنے کو بھیجا جن دنوں مصعب نے اپنے بھائی عبداللہ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا اور نظام ملکی قائم و جاری رکھنے کے لئے مروان نے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ یہاں تک کہ اسی عہدے پر ۸۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ تب عبدالملک نے مصر پر اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالرحمٰن بن حازم:......اہل خراسان نے یزید کے بعد سالم بن زیاد کو حکومت سے سبکدوش کر دیا، اس وقت مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کی گورنری دی گئی اس کے بعد مسلم نے عبدالرحمٰن بن حازم کو گورنر بنایا، ایک زمانے تک خراسان میں آتش بغاوت مشتعل رہی انہی دنوں میں اہل کوفہ نے عمر بن حریث ابن زیاد کے نائب کو نکال کر ابن اثیر کی بیعت کر لی تھی اور ان کی طرف سے مختار بن ابی عبید کا چھ ماہ بعد انتقال ہوا، یزید امیر کوفہ بن کر کوفہ آیا تھا اور شریح فساد کے اس زمانے میں عہدۂ قضاء سے علیحدہ رہے تھے۔ ❶

---

❶ ...... اصل کتاب میں اس مقام پر دو سطروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

معصب بن زبیر:......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ پر ۶۵ھ میں اپنے بھائی عبداللہ کی جگہ اپنے دوسرے بھائی عبداللہ کو متعین کیا اور بنو تمیم خراسان میں عبداللہ حازم کے خلاف طوفان بدتمیزی کی طرح اُمڈ آئے۔ چنانچہ بکیر بن شاخ خراسان پر اور مختار کوفہ میں اپنے مطیع گورنر ابن زبیر پر ۶۶ھ میں متصرف وغالب ہو گیا۔

عہد عبدالملک وابن زبیر، جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ:......۶۵ھ میں مروان مر گیا تو عبدالملک تخت نشین ہوا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو بصریٰ اور مدینہ منورہ میں بجائے اس کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مقرر کیا۔ پھر ۷۱ھ میں عبدالعزیز نے عراق پر قبضہ کر کے بصریٰ کی حکومت خالد بن عبداللہ بن اسد کو اور کوفہ کی ولایت اپنے بھائی بشیر بن مروان کو دی۔

بکیر بن وشاح تمیمی:......ان دنوں خراسان میں عبداللہ بن خازم ابن زبیر کی طرف سے ان کی حکومت قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا بکیر بن وشاح تمیمی نے اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور عبدالملک کی حکومت کی جانب لوگوں کو مائل کر کے حملہ کر دیا عبداللہ بن خازم عرصہ جنگ میں مارا گیا۔ عبدالملک نے اس حسن خدمت کے صلہ میں بکیر کو خراسان کا گورنر بنایا۔

طارق بن عمر:......مدینہ منورہ میں جابر بن اسود کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف دعوت دے رہا تھا عبدالملک نے طارق بن عمر عثمان کے آزاد کردہ غلام کو مدینے کی طرف روانہ کیا، طارق نے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور خلافت وحکومت کا عبدالملک بلاشرکت غیرے مالک بن گیا۔

محمد وبشر پسران مروان:......عبدالملک نے مستقل طور پر خلافت پانے کے بعد جزیرہ اور آرمینیہ پر اپنے بھائی محمد کو مقرر کیا اور خالد بن عبداللہ کو حکومت بصریٰ سے علیحدہ کر کے اپنے بھائی بشر کے حوالے کر دیا بشر کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نائب بنا کر بصریٰ چلا گیا۔

حجاج بن یوسف:......حجاج یمن اور یمامہ کی حکومت حجاج بن یوسف کو دی اور اسی کو کوفے سے حضرت ابن زبیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور اسی دوران طارق کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر دیا تھا ۷۴ھ میں ابوادریس خولانی کو قاضی مقرر کرنا چاہا تھا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ جنگ عزارقہ پر بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری سے بکیر بن وشاح کو معزول کر کے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن امیہ:......پھر امیہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو سجستان کی طرف روانہ کر دیا اور ۶۹ھ میں بربر نے زہیر بن قیس بلوی کو جو افریقہ میں تھا قتل کر دیا چونکہ عبدالملک ان دنوں ابن زبیر کی مہم میں بذات خود مصروف تھا۔ جب اس سے اس کو فراغت ہوئی تو اس نے ۷۴ھ میں حسان بن نعمان قیسانی کو ایک عظیم الشان، کثیر التعداد لشکر کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حسان نے افریقہ میں پہنچ کر نہایت سختی سے لڑائی چھیڑ دی۔ جس کے بعد روم وبربر کی فوجیں متفرق ہو گئیں۔ انہی معرکوں میں کاہنہ مارا گیا۔ جیسا کہ حالات افریقہ میں بیان کیا جائے گا۔

پھر عبدالملک نے ۷۵ھ میں حجاج بن یوسف کو صرف عراق کا گورنر بنایا اور سندھ کا گورنر سعید بن اسلم زرعہ کو بنایا، پھر سندھ ہی کی لڑائیوں میں سعید بن اسلم مارا گیا اور اسی سال خوارج نے خروج کیا ۷۶ھ میں مدینہ منورہ کی حکومت ابان بن عثمان کو دی گئی۔ ان دنوں قضاء کوفہ پر شریح، قضاء بصریٰ پر زرارہ بن اوفی بعد ہشام بن ہبیرہ کے اور قضائے مدینہ پر عبداللہ بن قشیر بن مخرمہ تھے انہی دنوں میں خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ:......۷۸ھ میں عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان وسجستان کی حکومت سے معزول کر کے ان صوبوں کو حجاج بن یوسف کی گورنری میں شامل کر دیا، حجاج نے اپنی طرف سے خراسان پر مہلب بن ابی صفرہ کو سجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا اور بصریٰ کا عہدہ قضاء موسیٰ بن انس کو عطا کیا اور جب شریح بن حرث نے قضاء کوفہ سے استعفاء دے دیا تو ان کی جگہ ابو بردہ بن موسیٰ کو مقرر کیا اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عزینہ کو بصریٰ کا قاضی بنایا۔ حجاج نے اس تقرری کو بحال رکھا۔

ابی اشعث:......اسی اثناء میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو مقرر کیا ہشام نے نوفل بن مساحق کو عہدہ قضاء مدینہ سے موقوف کر کے عمر بن خالد رزمی کو قاضی بنایا۔

قتیبہ بن مسلم:......اسی سال حجاج نے شہر واسط کو آباد کیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید بن مہلب کو خراسان کی گورنری سے سبک دوش کر دیا۔ ہشام نے اس جگہ چند دنوں کے لئے اس کے بھائی مفضل کو اور اس کے بعد قتیبہ بن مسلم کو مقرر کیا۔

عہد ولید بن عبدالملک:......عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے زمانۂ حکومت کے شروع میں ہشام بن اسماعیل کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء مرحمت کیا اور حجاج نے بصریٰ کی گورنری پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اور عہدہ قضاء پر عبداللہ بن اذینہ کو اور قضاء کوفہ پر ابوبکر بن ابوموسیٰ بن اشعری کو مقرر کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم:......۸۹ھ میں ولیس نے مکہ معظمہ کی حکومت خالد بن عبداللہ قسری کو دی۔ ان دنوں سرحد سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچازاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ کو فتح کر کے اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا مصر کا گورنر عبداللہ بن عبدالملک تھا۔ اس کو اس کے باپ نے مقرر کیا تھا اہلیان مصر اس کی بداخلاقی سے ناراض ہو گئے، ولید نے اسی سال اس کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مقرر کیا اور خالد کو حکومت سے علیحدہ کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر:......۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو جزیرہ آرمینیہ کی گورنری سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مقرر کیا اقصائے مغرب مقام طنجہ پر طارق بن زیاد گورنر تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے اندلس کے علاقوں پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خالد بن عبداللہ:......۹۳ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر دیا گیا اور ان کی جگہ خالد بن عبداللہ مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مامور کئے گئے ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ اس کے بعد ۹۶ھ میں ولید کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسی سال قتیبہ بن مسلم بوجہ انتقاض سلیمان مارا گیا سلیمان نے اس کے بجائے یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرہ بن شریک کی بھی وفات ہوئی تھی۔

ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید:......مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمر بن خرم، مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، قضاء کوفہ پر ابوبکر بن موسیٰ اور قضائے بصریٰ پر عبدالرحمٰن بن اذینہ تھا۔ ۹۷ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مقرر کیا۔ اسی دوران سلیمان مر گیا عمر بن عبدالعزیز نے بجائے اس کے اسماعیل بن عبداللہ کو مقرر کر دیا۔

یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ:......طبرستان اور جرجان، سلیمان بن عبدالملک کے عہدہ حکومت ۹۸ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بصریٰ پر عدی بن ارطاۃ فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کو بحال رکھنے کی ہدایت کی۔ پس عدی نے قضائے بصریٰ پر حسن بن ابوالحسن بصریٰ کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مقرر کیا اور کوفہ کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن یزید بن خطاب کو اور مدینہ منورہ پر عبدالعزیز بن ارطاۃ کو خراسان پر جراح بن عبداللہ بن حکمی کو مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ:......اس کے بعد ۱۰۰ھ میں اسے معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمٰن بن نعیم قریشی کو مقرر کیا گیا۔ جزیرہ کا گورنر عمر بن ہبیرہ فراری اور افریقہ کا اسماعیل بن عبداللہ (بنومخزوم کا آزاد کردہ غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی گورنر تھا۔

۱۰۱ھ میں حکومت افریقہ سے اسماعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ یزید بن ابی اسلم کو (حجاج کا سیکرٹری) گورنر بنایا گیا چنانچہ یہی افریقہ میں مسلسل گورنر رہا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک:......۱۰۲ھ میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق اور خراسان کی حکومت مرحمت کی اس نے اپنی طرف سے

خراسان پر سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا اسے سعید خزینہ بھی کہا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد مسلمہ کی دل جوئی کی اس کو معزول کر کے ابن یزید بن ہبیرہ کو مقرر کیا گیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک اور عبدالواحد بن عبداللہ: ......اس نے قضاء کوفہ پر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کو اور قضاء بصریٰ پر عبدالملک بن یعلی کو مقرر کیا اور مصر پر قرہ بن شریک کے بعد اسامہ بن یزید کو اور خراسان پر ہبیرہ نے سعید حریثی کو حذیفہ کی جگہ مامور کیا۔ ۱۰۳ھ میں مکہ ومدینہ کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کو دی اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حکومت مکہ وطائف سے معزول کیا۔ طائف میں اس جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بصریٰ امیر بنایا گیا۔

جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید: ......۱۰۴ھ میں یزید نے آرمینیہ پر جراح بن عبداللہ کو مقرر کیا اور عبداللہ بن ضحاک کو گورنری کے تیسرے سال مکہ ومدینہ کی حکومت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبدالواحد نضری کو مقرر کیا۔ ابن ہبیرہ نے سعید حریثی کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر کے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو امارات عنایت کی کوفہ کا عہدہ قضاء حسین بن حسین کندی کو دیا گیا۔

عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری: ......۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک مرگیا تو ہشام تخت نشین ہوا۔ اس نے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ خالد نے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اپنے بھائی اسد کو ۱۰۷ھ میں امیر خراسان بنا کر خراسان بھیجا اور بصریٰ پر عقبہ بن ابوالاعلیٰ کو اور اس کے عہدۂ قضاء پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو اور سندھ پر جنید بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔

حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام: ......ان ہی دنوں ہشام نے موصل کی گورنری حر بن یوسف کو دی اور عبدالواحد بن نظری کو حکومت حجاز سے معزول کر کے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مقرر کیا اور مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء محمد بن صفوان جمی کو دیا گیا، پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے صلت کندی کو قاضی بنایا۔ جراح بن عبداللہ کو آرمینیہ اور آذربائیجان سے معزول کیا گیا تو اس کے بجائے ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو آرمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر بنادیا۔ اس نے اپنی طرف سے حرث بن عمر الطائی کو گورنر بنایا۔

یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ: ......۱۰۸ھ میں یمن کا گورنر یوسف بن عمر تھا ۱۰۹ھ میں خالد اور اس کا بھائی اسد حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ خالد کو اپنا سیکرٹری بنالینا۔ خالد کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی جگہ پر حکم بن اعوانہ کلبی کو خراسان پر مقرر کر دیا تھا، ہشام کو یہ تقرری پسند نہیں آئی فوراً خالد کو معزول کر دیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: ......۱۰۹ھ میں عامل قیروان بشر بن صفوان مرگیا، ہشام نے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمٰن اعز سلمی کو مقرر کیا، اس نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حکومت اندلس سے علیحدہ کر کے حذیفہ بن اخوص اشجعی کو مامور کیا، پھر چھ مہینے بعد اس کو بھی معزول کر کے عثمان بن ابی تسعہ خثعمی کو اندلس کی امارت دے دی۔

خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمٰن: ......۱۱۰ھ میں خالد قسری نے بصریٰ کی امامت پولیس، قضاء اور صیغہ مال کی زمام حکومت بلال بن ابی بردہ کو دی اور ثمامہ کو عہدہ قضاء بصریٰ سے معزول کر دیا ۱۱۱ھ میں ہشام نے اسرش بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مزنی کو مقرر کیا اور آمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مسلمی کی معزولی کے بعد مقرر کر دیا اسی سال عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ نے عثمان بن ابی تسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے حثیم بن عبید کنانی کو مقرر کیا۔

سعید حریشی اور عبید بن عبدالرحمٰن: ......۱۱۲ھ میں ترکمانوں نے جراح بن عبداللہ گورنر آرمینیہ کو مار ڈالا تو ہشام نے اس کی جگہ سعید حریشی کو مقرر کیا اور حثیم گورنر اندلس کے انتقال کے بعد اہل اندلس نے محمد بن عبداللہ اشجعی کو دو مہینے تک اپنا امیر بنائے رکھا اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ کی جانب سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی کو امیر اندلس مقرر کیا اس نے افرنجہ پر چڑھائی کی اور اسی جنگ میں مارا گیا، تب عبیدہ نے اس کی جگہ عبدالملک بن قطن فہری کو مقرر کیا۔ اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن حکومت افریقہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبیدہ بن حجاب کو مقرر کیا گیا۔ یہ مصر کا گورنر تھا۔

مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک:......۱۱۴ھ میں یہ افریقہ پہنچا اسی سال ہشام نے مسلمہ کو آرمینیہ سے معزول کر کے مروان بن محمد بن مروان کو مقرر کیا اور ابراہیم بن ہشام کو امارت حجاز سے موقوف کر کے مدینے کی حکومت خالد بن عبدالملک بن حرث بن حکم کو دی اور مکہ اور طائف کی محمد بن ہشام مخزومی کو دی۔

عاصم بن عبداللہ:......۱۱۶ھ میں ہشام نے عبدالرحمٰن مزنی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے عاصم بن عبداللہ یزید حلالی کو مقرر کیا، اسی سال عبداللہ بن حجاب نے عقبہ بن حجاج قیسی کو بجائے عبدالملک بن قطن کے امارت اندلس پر بھیجا چنانچہ اس نے خلتیہ کو فتح کر لیا۔

خالد بن عبداللہ قسری:......۱۱۷ھ کا دور آیا تو ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مقرر کیا، خالد نے اپنا نائب اپنے بھائی اسد کو بنایا۔ عبیداللہ بن حجاب، جس کو ہشام نے مصر کی گورنری سے افریقہ کی گورنری پر بھیجا تھا۔ اس نے روانگی کے وقت مصر پر اپنے بیٹے کو مقرر کیا تھا اور افریقہ پہنچ کر اندلس پر عقبہ بن حجاج کو اور طنجہ پر اپنے دوسرے بیٹے اسماعیل کو مقرر کیا تھا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو جہاد کی غرض سے مغرب کی طرف روانہ کیا چنانچہ حبیب جہاد کرتا ہوا سوس اقصیٰ اور سرزمین سوڈان تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۲۲ھ میں اس نے صقلیہ پر جہاد کیا اس کے اکثر شہر فتح ہو گئے، ابھی مکمل فتح نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ضرورت کی وجہ سے اس کو واپس بلا لیا گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن ہشام اور نصر بن سیار:......۱۱۸ھ میں ہشام نے مدینہ منورہ کی حکومت سے خالد بن عبدالملک بن حرث کو معزول کر کے محمد بن ہشام بن اسماعیل کو مقرر کیا۔ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ خرانی کے مرنے کے بعد نصر بن سیار کو مقرر کیا گیا۔ اسی سال ہشام نے خالد قسری کو عراقین اور خراسان کے تمام صوبوں کی حکومت سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ولایت یمن سے بلا کر خالد کی جگہ مامور کیا اس نے نصر بن یسار کو حکومت خراسان پر بحال رکھا ان دنوں عہدہ قضاء کوفہ پر ابن شرمہ اور قضاء بصریٰ پر عامر بن عبیدہ تھا یوسف بن عمر نے ابن شرمہ کو بحستان کی حکومت پر بھیج دیا اور اس کی جگہ کوفہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کو اور قضاء بصری پر ایاس بن معاویہ بن قرہ کو مامور کیا اتفاق یہ کہ اسی سال ایاس کا انتقال ہو گیا۔

عبدالملک بن قطن:......۱۲۳ھ میں کلثوم بن کلثوم عیاض جس کو ہشام نے جنگ پر تیار کیا تھا۔ جنگ کے دوران مارا گیا اور عقبہ بن حجاج امیر اندلس بھی مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اہل اندلس نے یورش کر کے عقبہ بن حجاج کو حکومت اندلس سے سبکدوش کر دیا تھا تب عبدالملک بن قطن کو دوبارہ حکومت اندلس پر بھیجا گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی:......۱۲۴ھ میں اطراف خراسان میں ابومسلم (داعی بنو عباس) ظاہر ہوا اسی اثناء میں بلج نے اندلس پر حملہ کیا اور کچھ عرصہ بعد مر گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کلثوم بن عیاض کے ساتھیوں میں سے تھے، جب بربر نے اس کو قتل کر دیا تو یہ اندلس بھاگ گیا تھا۔ خلیفہ ہشام نے اندلس پر ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ نائب کا عہدہ حنظلہ بن صفوان کو دینا مگر اس سے پہلے بلج کے مرنے پر اہل اندلس نے ثعلبہ بن خزاعہ بن سلامہ عجلی کو اپنا امیر بنا لیا تھا چنانچہ جب ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی اندلس پہنچا تو اس نے ثعلبہ کو معزول کر کے حنظلہ بن صفوان کو مقرر کیا اسی سال ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو امارت حجاز کا معزز عہدہ دیا۔

منصور ابن جمہور اور عبداللہ بن عمر:......۱۲۶ھ کے دور میں ولید بن یزید کو مار ڈالا گیا اور یزید بن ولید تخت خلافت پر بیٹھا اس نے حکومت عراق سے یوسف بن عمر کو معزول کر کے منصور ابن جمہور کو مقرر کیا۔ چنانچہ منصور ابن جمہور نے اپنے ایک نائب کو خراسان کی طرف روانہ کیا جس کو نصر بن یسار نے بجائے خراسان کے چارج دینے کے خراسان میں داخل تک نہ ہونے دیا کچھ عرصے بعد یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو عراق کی حکومت سے برطرف کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دے دی۔

عبدالعزیز بن عمر اور نضر بن سعید حریشی:......مدینہ منورہ کی حکومت سے یوسف بن محمد بن یوسف کو موقوف کر کے عبدالعزیز بن عمر بن عثمان کو مامور کیا۔ ۱۲۷ھ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے خروج کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا اور مروان نے حجاز پر عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق

پر نصر بن سعید حریشی کو مقرر کیا لیکن ابن عمر نے نصر بن سعید حریشی کو حکومت سپرد کرنے سے انکار کیا۔ آپس میں نزاعات و جنگ کا دروازہ کھل گیا چنانچہ ابن عمر خوارج سے جاملا، جیسا کہ خوارج کے تذکرے کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری اور عبدالواحد:......۱۳۰ھ میں ابومسلم نے پورے خراسان پر بلاشرکت غیرے قبضہ کرلیا اور نصر بن سیار اپنا بوریا بستر لپیٹ کر بھاگ گیا پھر ۱۳۱ھ اطراف ہمدان میں مر گیا اسی سال سیاہ پرچم والے بھی خراسان پہنچ گئے۔ جن کا سردار قحطبہ تھا۔ ان دنوں ابن ہبیرہ گورنر عراق تھا چنانچہ فریقین کی لڑائی ہوئی بالآخر ابن ہبیرہ کو شکست اٹھانا پڑی اور اہل خراسان نے ابوالعباس سفاح خلیفہ اول بنوعباس کی بیعت کرلی۔ اس کے بعد عباسیوں نے شام اور مصر کو مروان آخری خلیفہ بنوامیہ سے چھین کر اس کو بھی مار ڈالا اور اس کے مارے جانے سے بنوامیہ کی حکومت شام و مصر و عرب سے ختم ہوگئی اور حکومت وخلافت کی باگ ڈور بنوعباس کے ہاتھ میں لوٹ آئی۔ والملك لله يؤتيه من يشآء من عباده۔

یہ حالات بنوامیہ کے ابوجعفر طبری کی کتاب سے خلاصہ کر کے لکھے گئے ہیں اب ہم نے جیسا کہ اپنی کتاب کا نظام قائم کیا ہے اور اس سے پہلے وعدہ کر چکے ہیں۔ اب ہم خوارج کے حالات واخبار لکھتے ہیں۔ والله المعين لا ربّ غيره۔

خوارج کا فتنہ اور حالات وواقعات

خوارج اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:......اس سے پہلے ہم جنگ صفین میں حکمین کے تقرر اور خوارج کے علیحدہ ہونے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بوجہ تقرر حکمین [1] ہونے کے حالات بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ جناب محتشم الیہ نے خوارج کو واپس بلانے میں نہایت نرمی و ملاطفت سے کام لیا اور اظہار حق کے لئے انتہائی دانائی کے ساتھ ان لوگوں سے مناظرہ بھی کیا لیکن خوارج نے کوئی بات نہ مانی اور جنگ پر تیار ہوگئے اور اپنا شعار ''لاحکم الالله'' مقرر کر کے عبداللہ بن واہب راہبی کے ہاتھ پر بیعت کرلی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ مقام نہروان پر ان سے جنگ کر کے آئے ایک خونریز جنگ کے بعد آپ نے ان سب کو پامال کر دیا۔ الا ماشاء اللہ

اس کے بعد خوارج کے باقی لوگوں میں سے ایک گروپ بناء کی طرف چلا گیا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی پامالی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ جس نے ان کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا گروپ ہلال بن علیہ کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا ان کی بیخ کنی پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ انہوں نے ہلال کے سارے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔ تیسرے گروپ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ چوتھے کے ساتھ مدائن میں جنگ ہوئی۔ پانچویں کے ساتھ شہرزور میں۔ غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا وہیں پر سر پکڑ کر رگڑ دیا گیا گنتی کے چند لوگ جن میں ذرا دم خم باقی تھا ان کا شریح ہانی نے خاتمہ کر دیا باقی کمزور خوارج جن کا شمار انگلیوں پر ہوسکتا تھا اور جو پچاس افراد سے زائد نہ تھے انہوں نے امان حاصل کرلی۔ ان صدموں سے خوارج کے گروہ کا شیرازہ منتشر ہوگیا۔

عبدالرحمٰن بن ملجم:......اس کے بعد ان میں سے وہ تین افراد ایک جگہ پر جمع ہوئے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ ان تین افراد میں عبدالرحمٰن بن ملجم تو اپنے ارادے میں کامیاب ہوگیا۔ یعنی اس نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرلیا۔ باقی اس کے دو ہمراہی، ان کے ہاتھوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ صحیح وسلامت بچ گئے ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں نے متفق ہو کر امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مستقل طور پر خلافت اسلامیہ کے خوش نما لباس سے آراستہ پیراستہ ہوگئے۔

فروہ بن نوفل اشجعی:......انہی دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے حضرت علی اور حضرت حسن (رضی اللہ عنہما) سے علیحدگی اختیار کرلی تھی اور پانچ افراد کے ساتھ شہر زور میں ٹھہرا ہوا تھا جب حضرت امیر معاویہ کی خلافت کی بیعت ہوگئی تو فروہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اب اظہار حق کا وقت آ گیا ہے

[1] ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حکم بنے تھے)

اُٹھواور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد کرو' اپنے گروپ کو لے کر کوفہ کے قریب نخلیہ میں مقیم ہو گیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر پا کر اہل کوفہ کو فروہ سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ اہل کوفہ نے مقابلہ کے ارادے سے نخلیہ کی جانب کوچ کیا۔ خوارج نے اہل کوفہ سے درخواست کی کہ ''تم درمیان میں نہ پڑو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ہم کو آپس میں نپٹ لینے دو'' اہل کوفہ نے اس کو منظور نہیں کیا، تب قبیلہ اشجع فروہ کے پاس جمع ہو گیا اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے کے لئے نکلا کوفہ میں زبردستی گھس گیا۔

عبداللہ بن ابوالحریشی:......خوارج نے اس کے بعد قبیلہ طے کے عبداللہ بن ابوالحریشی کو امیر بنایا، چنانچہ اہل کوفہ سے ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن ابوالحریشی ان کے ساتھ تھا اس کے بعد خوارج حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس جمع ہوئے اور ڈیڑھ سو کی تعداد میں نخیلہ کی طرف بڑھے۔ اس گروپ میں ابن ابوالحریشی کے باقی ماندہ ساتھی بھی شریک تھے۔ امیر معاویہ نے حوثرہ کے پاس اس کے باپ کو روکنے کے لئے بھیجا۔ لیکن حوثرہ نہیں مانا۔ امیر معاویہ نے ان کی سرکوبی پر عبداللہ بن عوف کو ایک لشکر جرار ساتھ کیا چنانچہ اس نے اس کو اور اس کے سارے ساتھیوں کو پچاس آدمیوں کے علاوہ مار ڈالا جو جان بچا کر کوفہ پہنچے اور متفرق اور منتشر ہو گئے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ھ کا ہے۔

فروہ ابن نوفل اشجعی کا قتل:......اس واقعہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام چلے گئے۔ فروہ ابن نوفل اشجعی نے میدان خالی سمجھ کر پھر خروج کر دی حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دستہ سواروں کا اس کی سرکوبی پر مقرر کیا جس کا سردار ابن ربعی اور بقول بعض مغفل بن قیس تھا۔ شہرزور میں مقابلے کی نوبت آئی چنانچہ ابن ربعی نے فروہ کو اس لڑائی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شبیب بن ابجر کا خاتمہ:......اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ نے شبیب بن ابجر کی طرف ایک شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر دیا شبیب بن ابجر بن بلجم کے دوستوں میں سے تھا اور یہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کہیں یہ مجھ پر بھی اپنا ہاتھ نہ صاف کرے، شبیب کے قتل کا حکم دے دیا۔ شبیب یہ خبر پا کر کوفہ کے آس پاس علاقوں میں چھپ گیا اور لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے اس کے قتل کے لئے ایک شخص کو مقرر کر دیا جس نے اس کو قتل کر دیا۔

معن ابن عبداللہ محاربی کا انجام:......اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ خوارج کے چند لوگ حملے کا ارادہ کر رہے ہیں اور ان کا سردار معن ابن عبداللہ محاربی ہے۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معن کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کی بیعت طلب کی مگر معن نے انکار کر دیا چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اسے مار ڈالا۔

ابومریم مولیٰ ابولیلی کا قتل:......اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ابومریم مولیٰ بنی حرث بن کعب نے بغاوت کی اس کے ساتھ عورتیں بھی لڑنے نکلی تھیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا، پھر ابولیلی نے مسجد میں عام لوگوں کے سامنے خروج کا حکم دیا اور اپنے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس ریاحی کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔

سہم بن غانم جہنی کا قتل:......ان واقعات کے بعد ابن عامر گورنر بصریٰ کے خلاف بصریٰ میں سہم بن غانم جہنی نے ستر آدمیوں کی جمعیت سے بغاوت کی جس میں حطیم یعنی یزید بن مالک الباہلی بھی تھا۔ بصریٰ اور دونوں پلوں کے درمیان خوارج نے قیام کیا اتفاق سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس طرف سے گذر ہو گیا، جو جہاد سے واپس آ رہے تھے انہوں نے سہم اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو قتل کر ڈالا یہ کہہ کر کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں اس دوران ابن عامر بھی پہنچ گیا اس نے بھی ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر دیا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔

حطیم کا خاتمہ:......جب ۴۵ھ میں زید بصریٰ پہنچا تو حطیم اہواز کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ایک گروہ کو جمع کر کے بصریٰ کی طرف واپس ہوا بصریٰ کے قریب پہنچ کر اس کے ساتھی جان کے خوف سے اس سے علیحدہ ہو گئے اور وہ مجبور ہو کر ادھر اُدھر جانے کی کوشش کرنے لگا اور زیاد سے امان طلب کی مگر زیاد نے امان نہ دی۔ کسی نے اس کا پتہ بتا دیا زیاد نے اسے گرفتار کرا کر قتل کر دیا اور اسے اسی کے گھر میں سولی دے دی۔ بعض کا بیان ہے

کہ اس کو عبداللہ بن زیاد نے ۵۴ھ میں قتل کیا تھا۔

مستورد بن عقلہ تیمی: ......اس کے بعد خوارج کوفے میں مستورد بن عقلہ تیمی (قبیلہ تیم الرباب) حیان بن ضبیان سلمی اور معاذ بن جو بن الطاق کے پاس جمع ہوئے یہ لوگ نہروان کے باقی جنگجو تھے جو کچھ زخمی ہو کر مقتولین کے نیچے دب کر بچ گئے تھے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کوفہ میں داخل ہو کر چار سو افراد کے ساتھ حیان بن ضبیان کے مکان پر جمع ہوئے اور بغاوت کے بارے میں مشورہ اور امارت کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے لگے۔ چنانچہ بحث ومباحثہ کے بعد سب نے مستورد بن عقلہ تیمی کو امیر بنالیا اور ماہ جمادی الثانی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ابھی تک خروج کی نوبت نہ آئی تھی کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر پا کر مستورد کے مکان کا محاصرہ کرلیا حیان اور چند لوگ گرفتار ہو گئے جن کو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے قید کر دیا اور مستورد بھاگ کر حیرۃ پہنچ گیا رفتہ رفتہ خوارج بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

معقل اور خوارج: ......مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خوارج کو دھمکیاں دیں معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا ''امیر کو کسی علیحدہ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہر سردار اپنے اپنے قبیلہ کا ذمہ دار بنا دیا جائے'' مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کرلیا اور مجلس برخواست ہو گئی صعصعہ بن صوحان، عبدالقیس کے پاس آیا اور یہ جانتا تھا کہ خوارج سلیم بن محدوج عبدی کے مکان ہر آتے جاتے ٹھہرتے ہیں مگر یہ اپنے بھائی اور خاندان والوں کو مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا بڑی مشکل سے تین سو آدمیوں کو لے کر کوفہ سے نکل کر صراۃ پہنچا معقل بن قیس نے تین ہزار آدمیوں کو سامان سفر اور اسباب جنگ دے کر خوارج سے جنگ کرنے روانہ کیا اور (ان پر ان لوگوں کو سردار بنایا جو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی تھے) اور خود بھی شیعہ کے ساتھ مل کر خروج کیا خوارج نے یہ سن کر مدائن کی طرف نہر عبور کرنے کا ارادہ کیا مدائن کے گورنر سمال بن عبدالعسی نے روکا اور ان لوگوں کو بہ شرط اطاعت امان دینے کو کہا۔ خوارج نے انکار کیا اور مدائن سے مڑ کر مذار کی طرف روانہ ہو گئے۔

جنگ مذار: ......بصریٰ میں ابن عامر کو یہ خبر ملی فوراً تین ہزار شیعوں کے ساتھ شریک بن اعور حارثی کو روانہ کر دیا اس دوران معقل بن قیس مدائن پہنچ گیا جب کہ خوارج مذار روانہ ہو گئے تھے۔ معقل نے ابوالردع شاکری کو تین سو کی تعداد میں بطور مقدمۃ الجیش بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوالردع نے نہایت تیزی سے منازل طے کر کے خوارج کو مذار میں گھیر لیا اور لڑائی شروع ہو گئی شام ہوتے ہی معقل بن قیس بھی باقی آدمیوں کو لے کر پہنچ گیا۔ خوارج کے ایک گروپ نے معقل پر بھی حملہ کر دیا معقل کے ساتھیوں نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا چنانچہ تقریباً آدھی رات تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر فریقین امید وبیم کی حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد خوارج کو جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ شریک بن اعور بصریٰ سے آرہا ہے یہ سنتے ہیں پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی چنانچہ اس نے رات ہی کے وقت کوچ کر دیا صبح ہوئی تو میدانِ جنگ میں صرف معقل کے لشکر کی فوج تھی اور خوارج کے لشکر کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔

جرجان کی جنگ: ......دن ہوتے ہی شریک بن اعور بھی پہنچ گیا چنانچہ معقل نے شریک کے مشورے سے ابوالردع کو چھ سو آدمیوں کے ساتھ خوارج کے تعاقب میں روانہ کیا، جرجان میں ڈبھیڑ ہو گئی۔ میدان ابوالردعٔ کے ہاتھ رہا۔ خوارج کا لشکر شکست کھا کر ساباط کی طرف بھاگا اور ابوالردع ان کے تعاقب میں تھا۔ مستورد یہ تاڑ کر کہ معقل کے جان نثار اور تجربہ کار سردار ابوالردع کے ہمراہ ہیں اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر معقل کی فوج کی طرف لوٹ پڑا۔ ابوالردع کو اس کا احساس تک نہ ہوا وہ برابر ان کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔

مستورد اور معقل کا خاتمہ: ......جس وقت مستورد معقل کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا اچانک حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے لڑنے لگا معقل کے اکثر ساتھی اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اتفاق یہ کہ ان کی ابوالردع سے ملاقات ہو گئی چنانچہ ابوالردع سمجھا بجھا کر واپس لایا اور دوبارہ نہایت استقلال واستحکام سے جنگ کی بنیاد قائم کی، جنگ کے دوران مستورد نے لپک کر معقل کے پیٹ میں برچھا مار دیا معقل نے برچھے کو نکال کر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر مستورد کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے دماغ کے دو ٹکڑے ہو گئے دونوں حریف تیورا کر گر پڑے اور ایک ساتھ دم توڑ دیا۔ عمر بن محرز بن شہاب تمیمی نے معقل کی ہدایت پر پرچم کو سنبھالا اس کے بعد سنبھل کر لوگوں نے خوارج پر دوبارہ حملہ کر دیا جس میں پانچ یا چھ

آدمیوں کے علاوہ ایک شخص بھی زندہ نہ بچ سکا ابن کلبی کا خیال ہے کہ مستورد قبیلہ بنو رباح کے تیم سے تھا اور بصریٰ میں بہ زمانہ حکومت زیاد خروج کیا تھا قریب از دی اور جلف طائی اس کی خالہ کے بیٹے تھے ان دنوں بصریٰ میں سمرہ بن جندب تھا، بنوضبہ کے چند لوگ اور علی سے شبان و بنوراسب بر سر مقابلہ آئے اور اس معرکہ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ جنگ کے درمیان قریب مارا گیا۔ عبداللہ بن اوس طائی اس کا سر لے کر زیاد کے پاس آیا۔ زیاد اور سمرہ خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور ان میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر دیا۔

ابن خراش عجلی کی بغاوت: ..... اس کے بعد ۵۲ھ میں ابن خراش عجلی کے تین سو آدمیوں کے ساتھ سواد میں زیاد کے خلاف بغاوت بھی کی زیاد نے سعد بن حذیفہ کو چند دستہ فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ پر روانہ کیا جنہوں نے ان سب کو ختم کر دیا۔

حیان بن ضبیان اور معاذ طائی: ..... اسی زمانے میں مستورد کے ساتھیوں میں سے حیان بن ضبیان اور معاذ طائی نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا جن کی سرکوبی کے لئے وہ لوگ متعین کئے گے جو ان کے قتل کے باعث بنے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خوارج نے امان طلب کر لی تھی اور امان حاصل کرنے کے بعد منتشر ہو گئے تھے۔

خوارج اور ابن زیاد: ..... ۵۷ھ میں بصریٰ عبدالقیس قبیلے کے ستر خارجیوں نے خروج کیا اور طوا کے ہاتھ پر ابن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی تھی کہ ابن زیاد نے خوارج کے ایک گروپ کو بصرے میں قید کر دیا تھا ان میں سے طواف بھی تھا۔ رہائی پانے والے خوارج کو اس فعل سے ندامت ہوئی چنانچہ مقتولین کے ورثاء کے پاس گئے، معافی مانگی اور دیت پیش کی مگر ورثا مقتولین نے لینے سے انکار کر دیا تب بعض علماء خوارج نے ان لوگوں کو اس ارشاد ربانی کی دلیل سے "ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا و صبروا ان ربك من بعدها لغفور الرحيم" جہاد کا فتویٰ دیا چنانچہ ان سب نے جمع ہو کر خروج کر دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جب ابن زیاد کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوارج ان کو زیر کر کے جلجاء کی طرف چلے گئے۔ ابن زیاد نے جھلا کر پولیس اور جنگی سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ خوارج نے پولیس کو شکست دے دی۔ اس کے بعد جب مخالفین کی تعداد بڑھ گئی تو سب کے سب جنگ کر کے مر گئے اس واقعہ کے بعد ابن زیز دنے خوارج پر سختی شروع کی ان میں سے ایک گروپ کو قتل کر ڈالا عروہ بن ادیہ اور مرواس اور ادیہ۔ جریر بن تمیم وغیرہ بھی ان میں شامل تھے۔

جریر بن تمیم کا قتل: ..... جریر بن تمیم نے ایک دن ابن زیاد کو نصیحت کرتے ہوئے کہا "اتبنون بكل ريع اية تعبثون" ابن زیاد کو اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں فوراً گرفتار کر کے اس کی بوٹی بوٹی اُڑا دی، ساتھ ہی اس نے اس کے دونوں بیٹوں کو بھی قتل کرا دیا۔ اس کا بھائی مرواس نامور روساء اور مشہور عابدوں اور حاضرین جنگ نہروان میں سے تھا۔ عورتوں کے جہاد میں شریک ہونے کو حرام سمجھتا تھا اور نہ لڑنے والوں سے لڑنے کو حرام سمجھتا تھا اس کی بیوی بنو یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی بڑی عبادت گذار تھی ابن زیاد نے اس کو بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا اور خوارج کی تلاش گرفتاری و قتل میں بہت بڑی کوشش کی لیکن مرداس کو زہد و عبادت کی وجہ سے رہا کر دیا۔

مرداس بن تمیم کا خاتمہ: ..... مرداس جان کے خوف سے اہواز کی طرف چلا گیا جس طرف اس کا گزر ہوتا تھا مسلمانوں کا مال و اسباب چھین کر اپنے ساتھیوں کو دے دیتا تھا جو کچھ باقی رہ جاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا۔ ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کے ساتھ روانہ کیا۔ اسلم نے ان لوگوں کو شریک جماعت ہونے کے لئے بلایا مگر خوارج نے انکار کر دیا، چنانچہ لڑائی ہوئی اتفاق سے اسلم اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے توج میں پہنچ کر تمام خارجیوں کو بحالت نماز کسی کو رکوع میں، کسی کو سجدے میں قتل کر دیا، کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی عباد بن علقمہ ابو ہلال مرداس کا سر لے کر واپس آ گیا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادیہ: ..... عبیداللہ بن ہلال نے تین آدمیوں کے ساتھ قصر امارت کے پاس حال معلوم کرنے کی غرض سے تعرض کیا۔ عباد بن علقمہ کے ساتھیوں نے اس کو مخالف سمجھ کر قتل کر دیا اس سے اہل بصریٰ میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی، ایک بڑا گروہ جمع ہو کر عبداللہ کے مقابلے پر آیا ان دنوں بصریٰ میں عبیداللہ بن ابی بکرہ نائب تھا ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ خوارج کو چن چن کر گرفتار کر لو۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے ایسا

ہی کیا اور جس کو گرفتار کیا اس سے ضمانت لے لی اثناء دار و گیر میں عروہ بن ادیہ پیش کیا گیا اس کا کوئی ضامن نہ تھا۔ عبیداللہ نے یہ کہہ کر "میں تیرا ضامن ہوں" رہا کر دیا اور پھر جب ان کی ابن زیاد کے سامنے پیشی ہوئی تو اس نے ان قیدیوں اور ان لوگوں کے قتل کا بھی حکم دے دیا جو ضمانت پر رہا تھے۔ ان کے قتل کے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر عروہ بن ادیہ کے بارے میں مواخذہ کرنے لگا، بالآخر عبیداللہ نے عروہ کو لا کر حاضر کر دیا چنانچہ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ۵۸ھ میں پھانسی پر چڑھا دیا۔

خوارج اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:......ان واقعات کے بعد یزید مر گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت مکہ معظمہ میں مستحکم و مستقل ہو گئی۔ اس سے پہلے اس وجہ سے کہ ابن زیاد ان پر سختی کر کر رہا تھا خوارج ابی ہلال مرداس کے قتل کے بعد حسب مشورہ نافع بن ارزق، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے تھے اس خیال سے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لشکر یزید پر جواز جہاد کے قائل تھے۔ گو ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پوری پوری ہماری رائے کے پابند نہیں ہیں لیکن پھر بھی عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر ان کے مخالفین سے لڑتے رہے چنانچہ جب یزید مر گیا اور لشکر میدان جنگ سے واپس آیا تو آپس میں عبداللہ بن زبیر کی رائے کے بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے الزامات قائم کرنے اور اس سے اپنی برأت ظاہر کرنے لگے۔ جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے سب کو جمع کر کے ایک بہت بڑا خطبہ دیا جس میں شیخین (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریفیں بیان کیں اور اس بات کی معذرت کی کہ میں ان کے (خوارج کے) خیالات سے مبرا اور بیزار ہوں اور یہ کہ تم لوگ اس بات کے گواہ رہنا کہ میں ابن عفان رضی اللہ عنہ کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔

خوارج کی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدگی:......خوارج یہ سنتے ہی بھڑک اُٹھے اور سب کے سب یک زبان ہو کر بولے: اللہ تعالیٰ تمہارے اس قول وفعل سے بری ہے" آپ نے جواب دیا" نہیں بلکہ تمہارے افعال واقوال سے اللہ تعالیٰ بری ہے، ابھی تک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ منبر سے بھی نہ اُترنے پائے تھے کہ خوارج کا گروپ ان کے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ نافع بن ارزق حنظلی، عبداللہ بن مغار سعدی، عبداللہ بن اباض، حنظلہ بن بیہس اور بنو ماخور اور بنو سلیط بن یرموع سے، عبداللہ وعبیداللہ وزبیر بصری کی جانب روانہ ہو گئے (یہ سب قبیلہ تمیم کے تھے) اور بنو بکر بن وائل سے ابوطالوت، ابو فدیک، عبداللہ ابن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ پہنچ گئے اور ابوطالوت ہی کے مشورے سے یمامہ پر حملہ کر دیا، پھر اس کو وہیں چھوڑ کر ابن عامر حنفی کی طرف مائل ہو گئے۔

خوارج میں گروپ بندی:......اسی جگہ سے خوارج چار گروپ میں منقسم ہو گئے۔ ایک ازراقہ، یہ لوگ نافع بن ازرق حنفی کے متبع ومقلد تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ہم تمام مسلمانوں سے بری ہیں اور وہ سب کے سب کافر ہیں ان سے چھیڑ چھاڑ کرنا، ان کے بیٹوں کا قتل کرنا اور ان کی امانتوں کو جائز سمجھ کر صرف کر ڈالنا جائز تھا کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتا۔ تھا

ب:......دوسرا بخدیہ: یہ ازراقہ کے تمام عقائد میں مخالف تھے۔

ج: تیسرا اباضیہ: یہ عبداللہ بن اباض مری کے رائے کے پابندی تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ عام مسلمین کا حکم منافقین کا حکم ہے اس وجہ سے نہ تو فرقہ اول کے عقائد تک بڑھ جاتے تھے اور دوسرے فرقے کے حالات پر ٹھہر جاتے تھے اور نہ مسلمین کے ساتھ مناکحت اور ان کی موارثت کو حرام سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ قول اہل سنت کے قول کے قریب قریب ہے اسی فرقے میں سے فرقہ بیہمیہ ہے یہ ابی بیہس ہیصم بن جابر صنبعی کے مقلدوں میں تھا۔

د:......چوتھا صفریہ: یہ فرقہ باضیہ سے عقائد وخیالات کے اعتبار سے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اباضیہ میں سختی زیادہ ہے اور ان میں اتنی نہیں ہے [1] آگے بڑھ کر ان کے خیالات وعقائد میں تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں۔ مؤرخین نے صفریہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض ان کو ابن صفار کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کثرت عبادت کی وجہ سے وہ زرد رنگ ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کو صفریہ کہنے لگے

---

[1]......ان کا اختلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے اور نہ کرنے کی سختی میں تھا۔

بہر کیف اس فرقہ سے پہلے تمام خوارج ایک رائے اور عقیدے کے پابند تھے۔ اصولاً اختلاف ان میں نہ تھا۔ صرف بعض جزوی اختلافات تھے اس کے بعد نافع بن ارزق، ابو بیہس اور عبداللہ بن اباض میں اختلاف پیدا ہو گیا اور خط و کتابت بھی ہوئی جس کو مبرد نے کتاب الکامل میں ذکر کیا ہے جس کا جی چاہے اس کتاب کو دیکھ لے۔

نافع بن ارزق کی لوٹ مار:...... ۶۴ھ میں نافع بن ارزق اطراف بصریٰ میں پہنچ کر اہواز میں مقیم ہوا آتے جاتے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی موقع و محل دیکھ کر مسافروں کو لوٹنے لگا، اس زمانے میں بصریٰ کی حکومت پر عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالملک تھا، اس نے نافع کی گوشمالی کرنے کے لئے اہل بصریٰ سے مسلم بن عبس کو ربیعہ کو احنف بن قیس کے مشورے سے روانہ کیا چنانچہ مسلم نے نافع کو اطراف بصریٰ سے نکال کر مقام اہواز میں صف آرائی کی، مسلم کے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری تھا، میسرہ پر زبیر بن ماخور تمیمی۔ دوران جنگ پہلے تو مسلم مارا گیا اس کے بعد نافع بن ازرق مارا گیا۔

عبداللہ وعبیداللہ پسران ماخور:...... اہل بصریٰ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے امارت عبداللہ بن ماخور کے حوالے کر دی۔ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج وعبداللہ بھی مارے گئے تب اہل بصریٰ نے ربیعہ بن حذام کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماخور کو امارت کی کرسی پر بٹھا کر لڑائی جاری رکھی یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اتفاق سے خوارج کی کمک پر کچھ لوگ آ گئے جس سے انہوں نے تازہ دم ہو کر اہل بصریٰ پر حملہ کر دیا اہل بصریٰ اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ گئے۔ ربیعہ بن احذم مارا گیا اہل بصریٰ نے اس کی جگہ حارثہ بن بدر کو امیر بنالیا حارثہ نہایت تیزی میدان جنگ میں لے آیا اور انتہائی چستی سے لڑ کر خوارج کو پسپا کر دیا اور اس خیال سے کہ کہیں خوارج پھر یورش نہ کریں اہواز میں ڈیرے ڈال دیئے۔

خوارج کا بصریٰ پر حملہ:...... اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حکومت بصریٰ سے عبداللہ بن حرث کو معزول کر کے قباع یعنی حرث بن ربیعہ کو مامور کر دیا خوارج نے فوراً بصریٰ پر حملہ کر دیا احنف بن قیس نے رائے دی کہ خوارج کی جنگ پر مہلب ❶ کو متعین کرنا چاہئے وہی ان کے دانت کھٹے کرے گا، لیکن اس سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مہلب کو خراسان کی گورنری پر بھیج دیا تھا۔ اہل بصریٰ نے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالیا تب اہل بصریٰ نے یہ درخواست کی کہ جن ممالک پر مہلب قابض ہو جائے ان میں سے جس کی وہ کہیں اس کو حکومت دی جائے اور مال وآلات حرب سے اس کی مدد کی جائے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اس کو بھی منظور کر لیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:...... مہلب لشکر اسلام میں سے بارہ ہزار فوج منتخب کر کے خوارج کی طرف کے راستے روانہ ہوا۔ اس دوران حارثہ بن بدر ان لوگ کے ساتھ جو جنگ خوارج میں ان کے ہمراہ تھے پہنچ گیا حرث بن ربیعہ نے ان کو بھی مہلب کی طرف واپس کر دیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہو کر بصریٰ کے ارادے سے چلا مگر بدقسمتی سے کشتی نہر میں ڈوب گئی مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اس کا بیٹا مغیرہ تھا اس کی خوارج کے مقدمے سے لڑائی ہوئی مغیرہ نے خوارج کے مقدمے کو سوق اہوانہ سے پسپا کر کے مادر تک پیچھے ہٹا دیا۔ اس وقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا۔ خوارج نے مغیرہ سے شکست کھا کر مہلب کے لشکر پر ایک پُر زور حملہ کر دیا جس سے مہلب کے لشکر کی فوج تتر بتر ہوئی۔ لیکن شام ہو جانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بغیر کسی تحریک کے لڑائی بند رہی اس دوران مہلب فرصت پا کر وجیل کو قطع کر کے عقیل میں اُترا۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کر کے خوارج کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کر دیا اور اپنے لشکر کے ارد گرد خندق کھدوا لی گشتی دستے اور جاسوس مقرر کئے ایک روز رات کے وقت خوارج کے لشکر سے عبیداللہ بن ہلال وزبیر بن ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے آئے مگر انہیں ہوشیار پا کر واپس چلے گئے۔

خوارج کی پسپائی:...... اگلے روز مہلب جنگ کے ارادے سے نکلا ازد تمیم اس کے میمنہ میں تھے قبیلہ بکر وعبدالقیس میسرہ اور اہل عالیہ قلب میں تھے خوارج کے میمنہ میں عبیدہ بن ہلال یشکری اور میزرہ پر زبیر بن ماخور تھا۔ فریقین نے نہایت اطمینان واستقلال سے لڑائی شروع کی اس کے بعد لمحہ

---

❶ ...... خراسان کا امیر تھا بڑی فتوحات کا امین ازارقہ سے لڑا اور برادروں کو مار ڈالا ۸۲ھ میں وفات ہوئی شذرات صفحہ ۹۰ جلد ا

بہ لمحہ سختی بڑھتی گئی۔ آخر کار مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے ڈگمگا گئے۔ انتہائی ابتری سے گھبرا کر بھاگ گئے منہزمین نے بھاگ کر ربوہ میں دم لیا۔ مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو ندا دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی رُک گئے جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے، مہلب ان کو تسلی اور جوشِ مردانگی کی داد دیتا ہوا لشکر خوارج پر ٹوٹ پڑا اور اتنی شدت سے لڑائی کا آغاز کر دیا کہ خوارج جواب تک نہ دے سکے چنانچہ عبداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے باقی جو رہے انہوں نے اطراف اصفہان اور کرمان میں جا کر دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنایا۔ جنگ کے بعد مہلب اسی مقام پر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصریٰ بن کر آئے اور مہلب کو معزول کیا۔ یہ سرگذشت تو ازارقہ کی تھی۔ اب نجدہ کے حالات ملاحظہ کیجئے۔

نجدہ بن عامر کا تعارف:.....فرقہ نجدہ، نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مفرج حنفی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ نافع بن ارزق کے ہمراہ تھا لیکن جب خوارج میں گروپ بندی ہوگئی تو یہ یمامہ کی جانب چلا گیا ابو طالوت نے اس کو اپنی امارت کی دعوت دی (یہ بکر بن وائل کے قبیلے سے تھا) نجدہ نے اتباع اختیار کر لی اور بنو حنفیہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور ان سب کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے اس کے بعد ایک قافلے سے تعارض کیا جو بحرین سے آرہا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جارہا تھا، نجدہ نے اس کو بھی لوٹ کر ابو طالوت کے سامنے پیش کر دیا اور ابو طالوت نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان واقعات سے خوارج کے ذہن پر یہ نقش ہو گیا کہ ابو طالوت کی نسبت نجدہ زیادہ خیر خواہ ہے اس بات کا ذہن نشین ہونا تھا کہ سب کے سب ابو طالوت کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت توڑ کر نجدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

نجدہ کی غارت گری:.....بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پسپا کیا۔ اس کے بعد وہاں سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا اس وقت اس کے ہمراہ تین ہزار افراد تھے پھر ۶۷ھ میں یمامہ سے بحرین چلا گیا۔ بحرین میں جتنے لوگ عبدالقیس کے تھے وہ اور چند رؤسا اس شہر سے جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔ عطیف میں صف آرائی کی نوبت آئی لیکن پہلے ہی حملے میں عبدالقیس کو شکست ہوئی نجدہ اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی بے دردی سے ان کو قتل اور گرفتار کیا۔

اس کے بعد ایک سریہ خط کی جانب روانہ کیا جو کامیاب ہو کر واپس آیا جب ۶۹ھ میں مصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ گورنر بصریٰ میں آئے تو انہوں نے عبداللہ بن عمر لیسی اعور کو بیس ہزار افراد کے ساتھ نجدہ کی سرکوبی پر روانہ کیا نجدہ اس وقت عطیف میں تھا فریقین میں لڑائی ہوئی چنانچہ نجدہ نے عبداللہ بن عمر لیسی کو شکست دے کر جو کچھ اس کی لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

عطیہ بن اسود حنفی:.....کامیابی کے بعد خوارج سے عطیہ بن اسود حنفی کو عمان پر حملہ کرنے روانہ کیا عمان کا ان دنوں عباد ابن عبداللہ امیر تھا جو ایک معمر وضعیف آدمی تھا عطیہ نے اس کو قتل کر کے عمان پر قبضہ کر لیا اور چند مہینے وہاں ٹھہرا رہا، اس کے بعد خوارج میں سے کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عمان سے کوچ کر دیا۔

عطیہ بن اسود کا قتل:.....جیسے ہی عطیہ عمان سے نکلا۔ اہل عمان نے اس کے نائب کو قتل کر کے سعید اور سلیمان یعنی عباد کے بیٹوں کو اپنا امیر بنا لیا اس کے بعد عطیہ اور نجدہ کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ چنانچہ عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کر عمان چلا گیا لیکن اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبور ہو کر دریا کے راستے کرمان روانہ ہو گیا۔ مہلب نے یہ خبر پا کر ایک لشکر اس کے تعاقب میں بھیج دیا عطیہ یہ سن کر بجستان بھاگ گیا اور وہاں سے سندھ روانہ ہو گیا مگر سواران مہلب نے جان باختہ اجل رسیدہ کو زندہ نہ رہنے دیا اور قندابیل میں گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

نجدہ اور ابو فدیک:.....اس فتنہ کے ختم ہونے پر نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد چند واقف کاروں کو مختلف دیہات اور قصبات کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں کی بنو تمیم سے کاظمہ میں لڑائی ہوئی اور اہل طوطع نے ان کی امداد کی نجدہ نے جھلا کر ایسے سخت مزاج سپاہیوں کو مامور کیا جنہوں نے زبردستی صدقات وصول کئے پھر نجدہ نے صنعا پہنچ کر اہل صنعا سے بیعت لی اور اپنے مخالفین سے صدقات وصول کئے اس کے بعد ابو فدیک کو صدقات وصول کرنے کی غرض سے حضر موت روانہ کیا۔

نجدہ کا حج:......۶۸ھ میں نوسو آدمیوں کے ساتھ ایک روایت کے مطابق دو ہزار آدمیوں کے ساتھ حج کرنے آیا اور صلح ہو جانے کی وجہ سے ایک جانب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ٹھہرا رہا اس کے بعد نجدہ مدینہ منورہ کی طرف گیا، چنانچہ اہل مدینہ اس سے جنگ کرنے پر تیار ہوئے لہذا مجبور ہو کر طائف لوٹ آیا۔ راستے میں عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے سامنا ہو گیا خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کر نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور پھر امتحان لینے کے لئے نجدہ سے اس لڑکی کو فروخت کرنے کا پوچھا نجدہ نے کہا میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس پر خوارج نے جواب دیا ''تم اس سے عقد کر لو'' ''بولا'' یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے عقد کرنا پسند نہیں کرتا'' رفتہ رفتہ طائف کے قریب پہنچا تو عاصم بن عروہ بن مسعود نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نجدہ اس کی قوم پر خارزق کو اور اطراف و جوانب بجزان پر سعد الطلائع کو امیر مقرر کر کے بحرین کی طرف لوٹ گیا اور حرمین میں غلہ وجنس کو آنے سے روک دیا۔

نجدہ اور ابن عباس:......ابن عباس نے تحریر کیا کہ جب ثمامہ بن اثال دائرۂ اسلام میں داخل ہوا تھا اور اس نے مکہ میں رسد و غلہ کی آمد روک دی تھی اور اہل مکہ ان دنوں مشرک تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان کی رسد کو مت روکو۔ چنانچہ ثمامہ نے اس کی تعمیل کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بھی رسد و غلہ کو روک دیا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان ہیں'' نجدہ اس خط کو پڑھ کر شرمندہ ہو گیا اور رسد و غلہ کی ممانعت بند کر دی اس واقعہ کے بعد نجدہ کے ساتھیوں میں اختلاف ہو گیا اس وجہ سے کہ ابوسنان حی بن وائل نے اس کو یہ رائے دی تھی کہ جو شخص براہ تقیہ تمہارا مطیع بنے اس کے وجود سے اپنی جماعت کو صاف و پاک کر لو'' نجدہ نے جھڑک کر کہا'' ہم تو مامور اس کے ہیں کہ ظاہر حال پر حکم دیں۔

نجدہ اور عطیہ میں اختلاف:......ابھی یہ بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ عطیہ کی اس سے اس بارے میں چپقلش ہو گئی خشکی کا سریہ دریا کے سریہ سے غنیمت میں بہتر ہے، چنانچہ نجدہ نے طیش میں گالیاں دیں عطیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی لیکن اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر شراب نوشی جاری کرنے کی درخواست کی مگر نجدہ نے حد جاری کرنے سے انکار کر دیا۔

عبدالملک اور نجدہ:......اس دوران عبدالملک نے اس سے خط و کتابت شروع کی کہ تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو یمامہ کی حکومت دے دوں گا اور اس وقت تک جتنی خونریزی ہو چکی ہے اس سے درگذر کروں گا خوارج کو اس خط و کتابت کا کسی ذریعہ سے پتہ لگ گیا اس سے اور اسی قسم کی اور چند حرکات کا الزام لگا کر عطیہ نے عمان میں نجدہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

نجدہ کا قتل:......کچھ عرصے خوارج نے اس سے بھی منحرف ہو کر ابوفدیک عبداللہ بن ثور (قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص کو) اپنا امیر بنا لیا۔ نجدہ خوارج سے علیحدہ ہو کر حجر کے ایک گاؤں میں چھپ گیا ابوفدیک نے بہت تلاش کی مگر دستیاب نہ ہو سکا یہ خبر پا کر جان کے خوف سے اپنے ماموں کے پاس قبیلہ تمیم میں چلا گیا اور وہاں سے سامان سفر درست کر کے عبدالملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ ابوفدیک کو اس کی خبر مل گئی فوراً ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے نجدہ کے ساتھیوں کو جنگ کر کے پامال کر دیا اور ابوفدیک کے دوستوں میں سے چند لوگوں نے نہایت بے دردی سے نجدہ کو بھی مار ڈالا مسلم بن جبیر نے نجدہ کو بچانے کی کوشش کی۔ خوارج نے اس کو بھی بارہ زخم برچھے کے لگائے جس کے صدمہ سے مسلم اسی وقت مر گیا ابوفدیک اپنی قیام گاہ پر اس کو اٹھا لایا۔

عمر بن عبداللہ اور خوارج کی جنگ:......۶۸ھ میں مصعب ابن زبیر اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عراقین کے گورنر بن کر بصریٰ پہنچے مہلب ان دنوں فارس کا گورنر تھا اور جب ازراقہ میں مصروف تھا مصعب نے اس خیال سے کہ میرے اور عبدالملک کے درمیان مہلب حائل رہے گا لہذا مہلب کو فارس سے طلب کر کے بلاد موصل جزیرہ اور آرمینیہ کی حکومت پر بھیج دیا اور حکومت فارس اور چند ازراقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا۔ اس سے پہلے خوارج عبداللہ بن ماخور کے قتل کے بعد ۶۵ھ میں اس کے بھائی زبیر کو اپنا امیر بنا کر اصطخر کی طرف چلے آئے تھے عمر بن عبداللہ نے حکومت فارس کے زینہ پر قدم رکھتے ہی اپنے بیٹے عبداللہ کو خوارج کی جنگ پر بھیج دیا مگر خوارج نے اس کو مار ڈالا۔

خوارج کی پسپائی:......اس کے بعد امیر خوارج زبیر اور عمر بن عبداللہ گورنر فارس کی جنگ چھڑ گئی، عمرو بن عبداللہ نے خوارج کو شکست دے کر ان

میں سے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ قطری بن فجاءۃ و صالح بن مخراق محاصرہ توڑ کر خوارج کے ساتھ نیشاپور کی جانب چلے گئے عمر بن عبداللہ نے نیشاپور پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ خوارج نے نیشاپور سے شکست اٹھا کر اصفہان کا رخ کیا ابھی وہ اصفہان میں اچھی طرح دم نہ لینے پائے تھے کہ تب ولرزہ اس کی مزاج پرسی کر لی۔ گھبرا کر عمر بن عبداللہ کے لشکر کی گذرگاہوں سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے۔ ساجوز دار جان ہوتے ہوئے عراق کے ارادے سے اہواز پہنچے چونکہ عمر بن عبداللہ گورنر فارس بھی ان کے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے منازل طے کر رہا تھا اور مصعب کا لشکر پل پر پڑاؤ کئے ہوئے موجود تھا۔

خوارج کا ظلم وستم: ......اس وجہ سے زبیر نے خوارج کے ساتھ اہواز سے نکل کر سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شب خون مارنے لگا اہل مدائن کے بیٹوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کر بچے نکال کر مار دیتا تھا گورنر مدائن مقابلے سے عاجز ہو کر بھاگ گیا۔ انہی خوارج کا ایک گروپ قتل وغارت کرتا ہوا کرخ تک پہنچ گیا جہاں ابوبکر بن مخنف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی اور میدان جنگ خوارج کے ہاتھ رہا۔ ابوبکر بن مخنف عین معرکے میں کام آ گیا۔

خوارج کا تعاقب: ......اس کے بعد گورنر کوفہ حرث بن ابی ربیعہ قباع نے خوارج کی سرکوبی کے لئے خروج کیا اور صراۃ پہنچ گیا اس کے ہمراہ ابراہیم بن اشتر، شبیب بن ربعی، اسمار بن خارجہ، یزید بن حرث اور محمد بن عمیر وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے پل باندھ کر خوارج کی طرف عبور کرنے کا مشورہ دیا خوارج یہ خبر پا کر مدائن کی طرف بھاگ گیا، حرث نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو چھ ہزار کی سپاہیوں کے ساتھ حدود کوفہ تک خوارج کے تعاقب کرنے کا حکم دیا مگر خوارج بھاگ کر رے پہنچ گئے ان دنوں یزید بن حرث بن دویم شیبانی گورنر رے تھا اہل خوارج نے جنگ خوارج میں اس کی مدد نہیں کی یزید بن حرث میدان جنگ میں شکست کھا کر خوارج کے ہاتھ سے مارا گیا۔

زبیر امیر خوارج کا قتل: ......اس کے بعد خوارج نے اصفہان کا رُخ کیا۔ اصفہان کا امیر عتاب بن ورقاء تھا، خوارج چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے شہر پناہ کے دروازے پر روزانہ جنگ کرتے رہے عتاب ورقا طویل محاصرہ سے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور کھلے میدان خوارج کو لڑ کر شکست دے دی۔ زبیر امیر خوارج مارا گیا عتاب نے خوارج کو چاروں طرف سے گھیر لیا خوارج نے زبیر کے قتل کے بعد قطری بن فجاءۃ تازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس کی کنیت ابونعامہ تھی اور اس کے ساتھ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہاں سے جمع ہو کر اصفہان کی جانب واپس آئے مگر اصفہان میں داخل نہ ہو سکے اہواز پہنچ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔

خوارج اور مہلب کی جنگ: ......اسی دوران مصعب نے مہلب کو موصل اور جزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کر جنگ خوارج پر مامور کر دیا اور ابراہیم بن اشتر کو مہلب کی جگہ حکومت موصل وجزیرہ پر بھیج دیا۔ مہلب کے آنے سے اہل بصریٰ میں ایک تازہ روح آ گئی۔ چھوٹے بڑے جان فروشی پر تیار ہو گئے۔ مہلب نے ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا رخ کیا اور مقام سولاف میں مقابلے کی نوبت آئی آٹھ ماہ تک مسلسل لڑائی رہی۔ انہی دنوں مصعب نے عتاب بن ورقاء ریاحی گورنر اصفہان کو اہل رے پر حملہ کرنے کا حکم بھیجا کیونکہ ان لوگوں نے یزید بن حرث ابن دویم کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ چنانچہ عتاب نے اہل رے پر فوج کشی کی۔ ان دنوں رے پر فرحان حکومت کر رہا تھا فرحان اور عتاب کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عتاب نے رے اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا اور اس کے اطراف وجوانب کو باغیوں سے پاک صاف کر دیا۔

عبیداللہ بن حر: ......عبیداللہ بن حر جعفی صلاح وفضل میں اپنی قوم کے بہترین لوگوں میں سے تھا، جب امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو اس کو سخت صدمہ ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آیا تھا۔ اس کی بیوی کوفہ میں رہتی تھی اس کی طویل غیر حاضری کی وجہ سے اس کی بیوی نے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا شام سے واپس آیا تو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے عبیداللہ اور اس شخص کا مقدمہ پیش ہوا جس نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا۔ تم تو وہی ہو نا جو جنگ صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے عبیداللہ نے عرض کیا ہاں! کیا یہ بات آپ کو عدل کرنے سے روک دے گی'' آپ نے فرمایا نہیں۔ عبیداللہ یہ سن کر خوش ہو گیا اور آپ نے اس کی بیوی اس کو واپس کرا دی۔ چنانچہ عبیداللہ اپنی بیوی کے ساتھ شام واپس چلا گیا پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

کے بعد کوفہ آیا اپنے اعزہ اقارب سے ملا ان لوگوں نے اس کو علی رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بدظن کرا دیا۔

عبیداللہ بن حر اور ابن زیاد:...... جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا اس وقت یہ اس واقعہ عظیمہ قتل میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد نے تلاش کرایا لیکن نہ ملا کچھ عرصہ بعد اتفاق سے ملاقات ہوگئی تو ابن زیاد ملامت کرنے لگا کہ تو میرے دشمنوں کے ساتھ تھا مگر عبیداللہ انکار میں جواب دے کر غصے کی حالت میں اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا عبیداللہ کے چلے جانے کے بعد ابن زیاد نے اپنی شوریٰ سے رجوع کیا اور عبیداللہ کو تلاش کرایا مگر وہ نہیں ملا مجبور ہو کر چند لوگوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کیا عبیداللہ نے لوگوں سے کہا ''ابن زیاد سے جا کر کہہ دو کہ میں تمہارا فرمانبردار ہو کر ہرگز ہرگز نہیں آؤں گا ابن زیاد کے آدمی جیسے ہی واپس ہوئے عبیداللہ اس مقام سے اُٹھ کر حمد بن زیاد طائی کے مکان پر چلا گیا تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی دوست اور حامی اس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبیداللہ بن حر کا خروج:...... عبیداللہ نے اسی وقت مدائن کا قصد کر دیا۔ مقتل حسین پر پہنچ کر ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر جب یزید مر گیا اور چاروں طرف سے فتنہ و فساد نے سر اُٹھایا تو اس نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے اطراف مدائن بغاوت کر دی، رعایا کے جان و مال سے متعرض نہیں ہوتا تھا۔ البتہ شاہی مال و اسباب سے جب کبھی موقع مل جاتا تھا اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے روزینے کے حساب سے لے لیتا تھا باقی جو رہ جاتا اس کو صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا مختار نے اپنی ڈھائی دن کی حکومت میں اس کی بیوی کو کوفہ میں قید کر دیا تھا جب یہ خبر اس کو ملی تو کوفے آیا اور قید خانے سے اپنی بیوی اور ان لوگوں کو بھی نکال لیا جو اس وقت قید کی مصیبت میں مبتلا تھے۔

عبیداللہ بن حر کی اسیری و رہائی:...... مختار نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر ابراہیم بن اشتر نے اس رائے کی مخالفت کر کے اس کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لئے موصل بھیج دیا لیکن یہ اس لشکر کے ساتھ نہیں گیا علیحدہ ہو کر مصعب سے جا ملا اور ان کے ساتھ مل کر جنگ مختار میں شریک ہو گیا اور اس کو اسی نے قتل بھی کیا۔ اس کے بعد مصعب نے اس کو مشتبہ و مشکوک سمجھ کر قید کر دیا۔ مگر مذحج کے چند بیٹوں کی سفارش سے رہا کر دیا۔ لوگ اس کے پاس تہنیت و مبارک باد دینے آئے تو چلا اُٹھا کہ کوئی شخص اب مستحق خلافت نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کی بیعت کا طوق ہماری گردنوں میں ڈال دیا جائے، ان کو ہم پر کسی قسم کی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے جس سے یہ لوگ مستحق خلافت سمجھے جائیں یہ سب کے سب خطا کار، غاصب، دنیا پرست اور ضعیف الآخرت ہیں اور ہم مردان جنگ ہیں جو فارس سے نبرد آزما ہوئے تھے افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہماری فضیلت اور ہمارے حقوق نہیں پہچانتے۔ خیر اب تو میں کھلم کھلا ان لوگوں کی دشمنی پر کمر باندھتا ہوں'' یہ کہہ کر جنگ کے ارادے سے کھڑا ہو گیا اور قرب و جوار کے قصبات پر حملہ کر دیا۔

مصعب اور ابن حر:...... مصعب نے سیف بن ہانی مرادی کی زبانی پیغام دیا کہ ''تم میری اطاعت قبول کر لو میں جاگیر دے دوں گا'' مگر عبیداللہ نے انکار میں جواب دیا۔ مصعب نے ابرد بن مروہ ریاحی کو فوج کے ساتھ اس سے جنگ کرنے مامور کیا مگر عبیداللہ نے پہلے ہی حملے میں اس کو زیر کر لیا تب مصعب نے حریث بن زید کو روانہ کیا۔ اس کو بھی عبیداللہ سے شکست ہوئی اور اثناء شکست میں مارا بھی گیا۔ چنانچہ مصعب نے جھلا کر حجاج بن حارثہ خثعمی اور مسلم بن عمر کو روانہ کیا، نہر صرصر پر صف آرائی کی نوبت آئی عبیداللہ نے ان کو بھی مار بھگایا۔ مصعب نے جب اپنی کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو اسے کہلوایا کہ ''میں تم کو امان بھی دیتا ہوں اور حکومت بھی''، لیکن عبیداللہ کی فاتحانہ غیرت نے اس کو منظور نہیں کیا اور فرس کی طرف چلا آیا فرس کا دہقان مال و اسباب سمیت فرس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عبیداللہ نے عین التمر تک اس کا پیچھا کیا عین التمر میں ان دنوں بسطام بن ہبیرہ شیبانی تھا وہ عبیداللہ سے لڑنے نکلا۔ اتفاق سے حجاج بن حارثہ بھی پہنچ گیا دونوں نے مل کر عبیداللہ پر حملہ کیا عبیداللہ نے دونوں کو پسپا کر کے دہقان فرس کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور تکریت میں خراج وصول کرتا رہا۔

عبیداللہ بن حر اور عبدالملک:...... مصعب نے یہ بُری خبر سن کر اس طرف سے ابرد بن فروہ ریاحی اور جون بن کعب ہمدانی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ عبیداللہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسری طرف سے مہلب نے یزید بن معقل کو پانچ سو افراد کے ساتھ ابرد کی کمک پر بھیجا، عبیداللہ کے ساتھ اس وقت سو آدمیوں کا لشکر تھا دو دن تک مسلسل جنگ ہوتی رہی تیسرے دن فریقین خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے عبیداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''اب یہاں پر ٹھہرنا مصلحت کے مطابق نہیں ہے دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو ساتھ لے کر

عبدالملک کے پاس چلا جاؤں۔ ہمراہیوں نے تیاری کر لی پھر کہا'' مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں مر جاؤں اور مصعب کو کسی خطرے میں نہ ڈال سکوں۔ بہتر ہے کہ کوفہ چلے چلو'' ساتھیوں نے بسروچشم اس حکم کی تعمیل کی۔ مصعب کا لشکر چاروں طرف سے دل بادل کی طرح امڈ آیا اور یہ ان کو برابر شکست دیتا جاتا تھا اور اطراف کوفہ و مدائن میں ان کو قتل کر رہا تھا غرض سواد میں ان کی ذات سے ہل چل سی پڑی ہوئی تھی۔ وقتاً فوقتاً خراج بھی وصول کر لیتا تھا مگر کچھ سوچ کر عبدالملک کے پاس چلا گیا چنانچہ عبدالملک نے بڑی تعظیم وتوقیر کی اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ ایک لاکھ اس کو بطور انعام مرحمت کئے اور اس کے ساتھیوں کے وظائف مقرر کر دیئے۔

عبیداللہ بن حر کا خاتمہ:......ایک دن عبیداللہ نے عبدالملک سے یہ درخواست کی کہ'' میرے ساتھ ایک لشکر مصعب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کر دیجئے'' عبدالملک نے جواب دیا'' تم اپنے ساتھیوں کو یا جن لوگوں کو تم بلا سکو مصعب کے خلاف لے جاؤ میں تمہاری کمک پر پیادوں کی فوج بھیج دوں گا'' عبیداللہ اس پشت پناہی پر کوفہ روانہ ہو گیا اور اطراف انبار میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے ساتھیوں کو کوفہ جانے کی اس غرض سے اجازت دے دی کہ اس کے باقی ساتھیوں کو اس آنے کی خبر کر دیں۔ حرث بن ربیعہ والی کوفہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم الشان لشکر جنگ کی غرض سے بھیج دیا۔ عبیداللہ نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا چونکہ جنگ کے دوران اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے اور کثرت زخم نے بھی اس کے بدن کو چور چور کر دیا تھا اس لئے دریا کود گیا دو چار ہاتھ تیر کے ایک کشتی پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ وسط فرات تک پہنچ گیا اتنے میں کے سواروں کا ایک دستہ کشتی پر سوار ہو کر عبیداللہ کی کشتی کے پاس پہنچ گیا۔ عبیداللہ نے گھبرا کر خود کو دریا میں ڈال دیا مگر سواروں نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جانبر نہ ہونے دیا اور تیر مار کر ڈبو دیا۔

خوارج اور عبدالملک:......جس وقت عبدالملک کی حکومت کوفے میں خالد بن عبداللہ کو دی اور مہلب ان دنوں ازراقہ سے جنگ کر رہا تھا اس کو اہواز کے محکمہ خراج پر مقرر کیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو مقاتل بن مسمع کے ساتھ جنگ خوارج پر بھیج دیا خوارج یہ سن کر اطراف کرمان سے دارابجرد چلے گئے اور یہاں سے قطری بن فجاء نے صالح بن مخراق کو نوسو فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا اتفاق سے عبدالعزیز رات کے وقت بلا ترتیب لشکر بغیر ارادہ جنگ پہنچ گیا اور لڑائی چھڑ گئی جس میں مقاتل بن مسمع مارا گیا۔ منذر بن جارود کی بیٹی عبدالعزیز کی بیوی کو قید کر لائی خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا، عبدالعزیز اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگ کر رام ہرمز پہنچ گیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ:......خالد بن عبداللہ نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا عبدالملک نے فوراً اپنے بھائی کو جنگ خوارج سے معزول کر کے مہلب کے بجائے اہواز کے محکمہ خراج پر مقرر کیا اور خالد کو یہ حکم دیا کہ تم مہلب کے ساتھ جنگ خوارج پر چلے جاؤ۔ ساتھ اس کے کوفہ میں بشر کے نام یہ پیغام بھیجا کہ مہلب کی پانچ ہزار آدمیوں کے ذریعے جس کو وہ پسند کرے امداد کرو اور جب اس کو جنگ خوارج سے فراغت حاصل ہو جائے تو رے چلے آنا اور بطور مسلحہ ٹھہرے رہنا'' بشر نے پانچ ہزار آدمیوں کا ایک لشکر مرتب کر کے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کی کمان میں مہلب کی طرف روانہ کئے اور رے کی حکومت کی ایک سند لکھ کر عبدالرحمٰن کو دی انہی دنوں عبدالملک کے حکم پر خالد بھی اہل بصریٰ اور مہلب کے ساتھ بصرے سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام اہواز میں سب کا اجتماع ہوا۔ اس عرصے میں ازراقہ بھی پہنچ گئے اور کشتیوں کو جلا دیا۔ مہلب کے کہنے کے مطابق عبدالرحمٰن بن محمد نے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوالی، بیس دن تک دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑی رہیں۔ اکیسویں رات کو خوارج نے حملہ کر دیا لیکن کثرت مخالفین اور خندق کی وجہ سے پسپا ہو کر بھاگ گئے۔

مہلب کی کمک اور حالات:......خالد نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب پر مامور کر دیا اور بصریٰ واپس آ کر ایک اطلاعی خط عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا، عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو خط لکھا کہ لشکر کوفہ سے چار ہزار فوج فارس کی طرف روزانہ کر دو تا کہ ازراقہ کے تعاقب میں داؤد بن قحذم کی مدد کریں۔ بشر نے فوراً چار ہزار فوج کو بشر بن عتاب کی کمان میں فارس کی طرف روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے داؤد بن قحذم سے جا ملی اور اس کے ساتھ مل کر خوارج کے تعاقب میں شریک ہو گئی یہاں تک کہ اس کو بہت سے مصائب کا سامنا ہوا اور لشکری اہوازی جانب پیدل لوٹ آئے۔

ابوفدیک کی بغاوت:......اس کے بعد بنوقیس بن ثعلبہ سے ابوفدیک نے بغاوت کر کے بحرین پر قبضہ کرلیا اور نجدہ بن عامر حنفی کو قتل کر دیا (جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) اور خالد کو شکست دے دی خالد نے عبدالملک کو اطلاع دی تو عبدالملک بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ اہل کوفہ اور بصریٰ کو ابوفدیک سے جنگ پر آمادہ کر کے ایک لشکر مرتب کرلو اور خوارج سے جنگ کے لئے روانہ ہو جاؤ چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی ترغیب سے دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عمر بن عبیداللہ نے ان کو آلات حرب سے مسلح ہو کر خوارج کی طرف کوچ کر دیا اہل کوفہ میمنہ میں تھے جن کا افسر محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا اور اہل بصریٰ میسری میں اس کے بھتیجے عمر بن موسیٰ کی ماتحتی میں تھے۔ قلب لشکر میں وہ خود تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین پہنچا اور صف آرائی کر کے ابوفدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے مگر معیرہ بن مہلب، مجاعہ، عبدالرحمٰن اور لشکر سواران اہل کوفہ کی طرف میمنہ میں آ ملے۔ اسی دوران اہل میسرہ واپس آ گئے اور اہل میمنہ نے خم ٹھونک کر خوارج پر حملہ کر دیا۔ خوارج کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے اُکھڑ گئے۔ اہل میمنہ ان کے لشکر گاہ میں گھس گئے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابوفدیک کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھیوں کو ایک خندق میں گھیر لیا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر نکل آئے چنانچہ ان لوگوں نے ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل اور آٹھ سو کو گرفتار کرلیا یہ واقع ۷۳ھ کا ہے۔

بشر بن مروان کی چالاکی:......اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو حکومت بصری پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر بھیج دو اور اہل بصریٰ میں سے جن کو مہلب پسند کرے ان کو اس کے ساتھ کر دو اور لڑائی میں اس کو اس کے رائے پر چھوڑ دو۔ ہاں البتہ کوفہ سے بھی ایک عظیم الشان لشکر اس کی کمک پر ایسے شخص کی کمان میں کرنا جس کو لڑائی کا نشیب فراز بخوبی معلوم ہو، چنانچہ مہلب نے انتخاب فوج کے لئے جدیع بن سعید قبیصہ کو مامور کیا۔ بشر نے اس حکم کی تعمیل کی لیکن اسے یہ حکم شاق گزرا اس خیال سے کہ مہلب کی تقرری عبدالملک کی جانب سے ہوئی ہے اور اس سے اس کے دل کو صدمہ پہنچا لشکر کوفہ پر عبدالرحمٰن بن مخنف کو مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس کو خفیہ ہدایت کر دی کہ جنگ میں مہلب سے مشورہ نہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس سے کشیدگی پیدا کرنا۔ مہلب ان باتوں سے بے خبر رام ہرمز پہنچ گیا۔ خوارج بھی دوسری طرف سے آ گئے اور عبدالرحمٰن بن مخنف نے اہل کوفہ کے ساتھ پہنچ کر ایک میل کے فاصلے پر خیمہ نصب کرایا جہاں سے دونوں لشکر دکھائی دے رہے تھے۔

کوفیوں کی واپسی:......اس کے بعد یہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصریٰ میں اور کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کیا ہے جیسے ہی یہ خبر مشہور ہوئی ایک بڑا گروہ اہل بصریٰ اور کوفہ کا لشکر مہلب سے الگ ہو کر اہواز چلا گیا۔ خالد بن عبداللہ نے بہت نصیحت کی اور دھمکایا لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔

اہل کوفہ، کوفہ کی طرف چلے گئے، چنانچہ عمر بن حریث نے بہت نصیحت وفضیحت کی اور مہلب کے پاس لوٹ جانے کو کہا اور کوفہ میں داخل ہونے کی مخالفت کر دی مگر اس کی ایک بھی نہ چلی لوگ دن کو تو کوفے میں نہ گئے۔ مگر رات ہوتے ہی سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر ٹھہر گئے۔

حجاج کی آمد، کوفیوں کی واپسی:......جب ۷۵ھ میں حجاج امیر عراقین بن کر آیا تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کوفہ میں ایک بلیغ خطبہ دیا جو مشہور ومعروف ہے۔ جس کے بعض فقروں کا یہ مضمون تھا'' مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مخالف اور گنہگار ہو کر مہلب کو چھوڑ کر اپنے شہر آ گئے تھے واللہ میں اس کے لشکروں میں سے جس کو آج کے تیسرے دن کوفہ میں دیکھوں گا اس کی گردن اُڑا دوں گا اس کے گھر کو لوٹ لوں گا اس کے مال واسباب کو ضبط کرلوں گا۔

حجاج نے یہ کہہ کر واقف کاروں کو بلا کر حکم دیا کہ ان لوگوں کو مہلب کے پاس روانہ کر دو اور ان لوگوں کے پہنچنے کے بارے میں مہلب کی دستخط شدہ میرے سامنے لا کر پیش کرو اور دیکھو کہ پل کا دروازہ بند نہ کیا جائے جب تک کہ مہلب کا لشکر کوفہ سے باہر نہ چلا جائے۔

عمر بن ضابی کا قتل:......عمر بن ضابی نامی ایک شخص نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور گھر میں بیٹھا رہا اس کے بارے میں بیان کیا گیا کہ یہ شخص قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ میں سے ہے چنانچہ حجاج نے اس کو گرفتار کروا کے قتل کر دیا اس کے بعد میعاد مقررہ پوری نہ ہونے پائی تھی کہ لشکریان مہلب کوفہ سے جوق در جوق نکل پڑے پل پر ایک اژدہام ہو گیا اگلے دن سب کے سب مہلب کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حجاج کے بھیجے ہوئے واقف کار بھی مہلب کے پاس پہنچ گئے اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسیدیں ان لوگوں سے لے لیں۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کی شہادت:۔۔۔۔۔اس کے بعد مہلب نے حسب حکم حجاج، خوارج سے لڑائی چھیڑ دی اور ان کو ایک ہلکی سی جنگ کے بعد کازرون کی طرف پسپا کر دیا مہلب اور ابن مخنف بھی ان کے پیچھے پیچھے کازرون پہنچ گئے مہلب نے مزید احتیاط کے خیال سے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوالی مگر ابن مخنف نے جوش مردانگی میں آ کر خندق نہ کھدوائی، خوارج نے رات کے وقت پہلے لشکر مہلب پر حملہ کیا لیکن ان کو ہوشیار پا کر ابن مخنف کی طرف مڑ گئے ابن مخنف کے ساتھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر ابن مخنف برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ بعض نے اہل کوفہ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جس وقت ان لوگوں نے خوارج کو جنگ پر ابھارا اور وہ لوگ مہلب کی طرف بڑھے اور مہلب مجبوراً اپنی لشکر گاہ کی طرف لوٹا تو عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے عام لشکریوں کو کمک پر بھیج دیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ مورچہ پر ٹھہرا رہا۔ خوارج ابن مخنف کی قلت جماعت کا احساس کر کے ابن مخنف پر ٹوٹ پڑے ابن مخنف کمر باندھ کر میدان جنگ میں کود پڑا اور مردانگی دے کر اپنے ساتھیوں سمیت جاں بحق ہو گیا۔

ابن ورقاء اور مہلب:۔۔۔۔۔دوسرے دن مہلب آیا اور اسے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا اور ایک اطلاعی خط حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کے لشکر پر عتاب بن ورقاء کو مامور کیا اور مہلب کی اطاعت کی ہدایت و تاکید کی بظاہر عتاب نے اس ہدایت کو قبول کر لیا لیکن اس کا دل اس سے خوش نہ تھا ایک دن مہلب اور عتاب کا کچھ جھگڑا ہو گیا مہلب نے مارنے کی غرض سے چھڑی اُٹھائی مگر مغیرہ بن مہلب نے لپک کر چھڑی چھین لی، عتاب نے حجاج کو اس کی شکایت لکھی اور واپس جانے کی اجازت مانگی اتفاق سے شبیب کا واقعہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلایا گیا اور مہلب بدستور اسی مقام پر باقی رہ گیا۔

صالح بن مسرح تمیمی کی بغاوت:۔۔۔۔۔متذکرہ بالا واقعات کے بعد صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امرالقیس بن زید بن مناۃ سے) بغاوت کی یہ شخص فرقہ صفریہ کے عقائد کا پابند اور بڑا عابد و زاہد تھا۔ سرزمین موصل و جزیرہ میں اکثر قیام پذیر رہتا تھا اس کے شاگرد بھی تھے جن کو یہ قرآن وفقہ کی تعلیم دیتا تھا کبھی کبھی کوفہ میں اپنے احباب اور شاگردوں سے ملنے آ جاتا تھا وہ لوگ اس کی ضروریات مہیا کر دیتے تھے حجاج کو اس کی خبر ملی تو گرفتاری پر لوگوں کو مامور کر دیا صالح کوفہ چھوڑ کر اپنے شاگردوں کے پاس موصل چلا گیا اور ان لوگوں کو بغاوت پر اُبھارنے لگا اس دوران شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی کا ایک خط پہنچ گیا جس میں اس نے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی صالح نے جواباً تحریر کیا میں تمہارے ہی انتظار میں ہوں جتنی جلد ممکن ہو سکے آ جاؤ میں ہمہ تن بغاوت پر آمادہ ہوں، شبیب اپنے چند دوستوں کے ساتھ جس میں اس کا بھائی مضاد اور محلل بن وائل یشکری بھی تھا پہنچ گیا اور صالح کے اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ھ میں بغاوت کر دی لشکریوں کو جنگ کرنے سے پہلے دعا کرنے کی اور خون ریزی اور مال و اسباب لوٹنے کا ان کو اختیار دے دیا۔ اتفاق سے جزیرہ میں محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگوں نے گرفتار کر کے اپنے ہمراہیوں کو سوار کرا دیا۔ محمد بن مروان گورنر جزیرہ کو خوارج کو خروج اور ان کی اس بے جا حرکت کی اطلاع ملی تو اس نے سرکوبی کے لئے ایک ہزار سپاہیوں کے ساتھ عدی بن عدی کندی کو مامور کیا چنانچہ اس نے حران سے نکل کر خوارج کا رخ کیا، چونکہ صلح پسندی مزاج میں تھی اس لئے جنگ خوارج کو پسند نہیں کرتا تھا، آغازِ جنگ سے پہلے ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا مگر خارجیوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خود مسلح و مرتب ہو کر عدی کے سر پر پہنچ گئے۔

صالح بن مسرح کا قتل:۔۔۔۔۔عدی اس وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا جیسے تیسے نماز پوری کر کے جنگ کے ارادے کے بغیر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے لشکر کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ میں آ گئی۔ خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا اور میسرہ پر سوید بن سلیم۔ خوارج نے حملہ کیا تو عدی کو شکست ہوئی چنانچہ خوارج نے عدی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ محمد بن مروان نے یہ خبر پا کر خالد بن حر سلمی بن جعونہ کو ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار کی فوج کے ساتھ دو مختلف راستوں سے روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدانِ جنگ میں کامیاب ہو گا وہی اپنے دوسرے ساتھی کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے گا، جب صالح کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے شبیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا چنانچہ میدان کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھا تھا، خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا پڑا، سرزمین جزیرہ موصل کو دسکرہ تک طے کر گئے حجاج نے اس شکست سے آگاہ ہو کر حرث بن عمیرہ ابن زی الشعار کو تین ہزار فوج کے ساتھ روانہ کر دیا موصل و صرصر کے درمیان سامنا ہو گیا۔ خوارج کے اس وقت صرف نوے (۹۰) آدمی تھے۔ چنانچہ سوید بن سلیم کو شکست ہوئی اور صالح بن مسرح مارا

گیا۔شبیب زمین پر گر پڑا مگر پھر سنبھل کر اُٹھا اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا۔ستر آدمی اس کے قریب جمع ہو گئے۔

شبیب کا شب خون:...... شبیب ان لوگوں کے ساتھ ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا جا کر پناہ گزین ہو گیا حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اس ارادے سے کہ صبح ہوتے ہی جنگ چھیڑ دی جائے گی اور اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا،ادھر شبیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا" تم اپنے دوستوں میں جس کے ہاتھ پر بیعت کرلو" خوارج نے اس کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کر رات ہی کے وقت خروج کر دیا حرث اس اچانک حملہ سے گھبرا کر اُٹھا اور اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دے دیا ابھی وہ تیار ہی نہ ہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کر مدائن کی جانب بھاگ گیا اور شبیب ان کے مال و اسباب کو لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا۔

شبیب اور سلامہ بن سنان:...... شبیب نے ملک موصل میں پہنچ کر سلامہ بن سنان تمیمی سے ملاقات کی سلامہ بن سنان کا فضالہ نامی ایک سپاہی خوارج کے بڑوں میں تھا صالح کی بغاوت سے پہلے اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کر کے ماء بنی غزہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھا بنی غزہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر دیا اور سب کا سر اتار کر سرخ روئی کے خیال سے عبدالملک کے پاس لے گئے تھے شبیب نے جب سلامہ کو خروج کرنے پر ابھارا تو اس نے یہ شرط لگائی کہ تیس سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو غزہ پر حملہ آور ہو اور ان سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو،شبیب نے یہ شرط منظور کر لی اور بنو غزہ پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو غزہ کو قتل کر دیا اس کے بعد ستر آدمیوں کے ساتھ داران پہنچا۔

بنو شیبان اور خوارج:...... بنو شیبان کا ایک گروپ جو تعداد میں تین ہزار تھا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک کھنڈر مقام کو محفوظ جگہ سمجھ کر قیام کر دیا۔ایک روز شبیب کسی ضرورت سے اپنے بھائی مضاد بن یزید کو اپنا نائب بنا کر کہیں چلا گیا مضاد نے ان کے تیس شیوخ کو قتل کر ڈالا جس میں حوشرہ بن اسد بھی تھا، مجبور ہو کر بنو شیبان نے اس غرض سے امان طلب کی کہ حاضر ہو کر ان کی دعوت کو سنیں مضاد نے اس کو منظور کر لیا نکلنے اور آنے کی اجازت دے دی چنانچہ تمام بنو شیبان جو اس وقت محاصرہ میں تھے مضاد کے پاس آ کر جمع ہو گئے اس دوران شبیب پہنچ گیا اور بنو شیبان کے اس فعل سے اپنی خوشنودی ظاہر کر کے انہی میں سے ایک منتخب کردہ کے ساتھ آذربائیجان کا رخ کر دیا۔

سفیان بن ابی العالیہ اور شبیب کی جنگ:...... اس سے پہلے حجاج نے سفیان بن ابی العالیہ خثعمی کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ طبرستان کے محاصرہ پر بھیج دیا تھا شبیب کے ارادے سے مطلع ہو کر سفیان بن ابی العالیہ کو واپس بلوایا (سفیان اہل طبرستان سے صلح کر کے واپس آیا اور مقام وسکرہ میں پہنچ کر قیام کر کے امداد کا خواستگار ہوا) اور حرث بن عمیرہ ہمدانی (صالح کے قاتل) کو لشکر کوفہ اور فارس کے ساتھ اور سورہ بن حر تمیمی کو بھی طلب کر لیا۔سفیان بن حرث اور سورہ کا انتظار کئے بغیر شبیب کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا مقام خانقین میں مڈ بھیڑ ہو گئی۔شبیب نے ایک کمین گاہ میں اپنے بھائی کو بٹھا کر لڑائی چھیڑ دی اور آہستہ آہستہ لڑتا ہوا پیچھے ہٹا،سفیان جوش مردانگی میں دامن کوہ تک تعاقب کرتا ہوا چلا گیا جب کمین گاہ سے آگے بڑھا تو شبیب نے پلٹ کر اور اس کے بھائی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا،سفیان کا لشکر بغیر جنگ کئے ہوئے شکست کھا کر بھاگا مگر سفیان دو سو افراد کے ساتھ نہایت استقلال سے لڑتا رہا سوید بن سلیم نے سفیان پر نیزے کا وار کیا مگر سفیان نے خالی دے کر تلوار چلائی سوید روک کر لپٹ گیا،سفیان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے پٹخ دیا اس دوران شبیب پہنچ گیا سفیان اور سوید ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے سفیان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا اور رفتہ رفتہ بابل مہروز پہنچا اور حجاج کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی اور لشکر سورہ بن الحر کے نہ پہنچنے کی شکایت لکھی۔

سور بن الحر کی پسپائی:...... حجاج نے سورہ بن الحر کو ایک عتاب آموز خط لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ مدائن سے پانچ سو سوار لے کر شبیب کا تعاقب کرو چنانچہ حجاج کے حکم کے مطابق روانہ ہوا اور شبیب مدائن سے آتا ہوا نہروان پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کے حق میں دعائے خیر کر کے قیام کر دیا سورہ نے اسی مقام میں شبیب پر شب خون مارا لیکن شبیب کے ساتھیوں سے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا خود شکست اٹھا کر مدائن کی طرف بھاگ گیا اور شبیب نے تعاقب کیا ابھی شبیب کا لشکر مدائن کے قریب نہیں پہنچا تھا کہ سورہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی محبت کے ساتھ مدائن میں داخل ہو گیا ابن ابی عصعی گورنر مدائن نے ایک تازہ دم فوج مرتب کر کے خارا شگاف اور دل دوز نیزوں سے شبیب کا استقبال کیا۔شبیب مدائن سے ناامید ہو کر کلوزی سے ہوتا ہوا تکریت پہنچا اور مدائن کے اکثر لشکری سورہ اور اس کے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ شبیب کی آمد کی خبر سن کر کوفہ

بھاگ گئے حجاج نے یہ خبر سن کر سورہ کو قید کر دیا اور کچھ عرصے بعد رہائی کا حکم دے دیا۔

جزل اور شبیب کی لڑائی:......اس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرجیل کندی ملقب بہ جزل کو چار ہزار فوج کے ساتھ شبیب سے جنگ کے لئے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جلد بازی نہ کرنا، احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا، اس چار ہزار فوج میں منہزمین میں سے ایک شخص بھی نہ تھا جزل نے عیاض بن ابی لنبہ کندی کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا شبیب کے دل میں جزل کی جوان مردی جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہو گیا چنانچہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلا ترتیب لشکر بھاگتا پھرتا تھا اور جزل اور اس کے ساتھی انتہائی سرگرمی سے اس کے تعاقب میں تھے جہاں پر جزل قیام کرتا تھا۔ اپنے لشکر کے اردگرد خندقیں کھدوا کر، مورچے دمدے اور دھس بندھوا لیتا تھا اور جب کوچ کرتا تھا تو نہایت ہوشیاری سے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے کوچ کرتا تھا ایک طویل مدت اسی حالت میں گذر گئی، شبیب نے گھبرا کر اپنے ساتھیوں کو جن کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی چار گروپوں میں منقسم کر کے ہر گروپ کا ایک افسر مقرر کیا اور رات کے وقت جزل کے لشکر پر چھاپہ مارا لیکن جزل کے ہوشیار اور باخبر والی ہراولی سے خود منہ کی کھا گیا۔ پھر دوسرے دن پچھلی شب میں شبیب نے شب خون مارا اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ تب جزل اپنا لشکر مرتب کر کے جنگ کے لئے شبیب پر حملہ آور ہوا شبیب اس کے حملوں سے بچتا ہوا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا اور خراج وصول کرتا تھا حجاج کو جزل کی احتیاط اور تاخیر ناگوار گزری، لکھ بھیجا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو شبیب سے جنگ کر کے اس کا وارانیارا کر دو حجاج کا یہ فرمان جزل تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ اس نے سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

سعید بن مجالد کا خاتمہ:......چنانچہ سعید بن مجالد لشکر جزل میں جبکہ وہ نہروان میں مورچے قائم کئے ہوئے تھا پہنچا اور لشکریوں کو جمع کر کے ایک پُر جوش خطبہ دیا۔ تاخیر اور سستی پر ملامت کی اس کے بعد لشکر کو جنگ کے ارادے سے مرتب کر کے کہنے لگا جزل نے خندق سے نکل کر لڑنے سے منع کیا ہے مگر سعید نے جوش مردانگی کی وجہ سے کچھ توجہ نہ کی اس عرصے میں یہ خبر ملی کہ شبیب مقام قطیطیا میں داخل ہو گیا ہے اور دہقان قطیطیا اس کے کھانے کے انتظام میں مصروف ہیں، سعید یہ سنتے ہی منتخب لشکر لے کر اُٹھ کھڑا ہوا اور جزل باقی لشکر کے ساتھ خندق میں چھوڑ گیا، شبیب کھانے سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ سعید نے قطیطیا کے دروازے پر پہنچ کر صف آرائی کر لی شبیب کو اس کی اطلاع ملی نہایت اطمینان سے کھانا پورا کر کے اٹھا وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا، سعید کے ساتھی پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑے ہوئے اور سعید نے انتہائی مردانگی سے لڑ کر میدان جنگ میں جان دے دی۔ منہزمین نے بھاگ کر جزل کے لشکر میں جان بچائی اور شبیب ان کے تعاقب اور کامیابی کے جوش میں جزل کے لشکر سے جا ٹھہرا۔ جزل نے اپنے پُرزور حملوں سے اس کو پسپا کر دیا اور جنگ کے بعد ایک اطلاعی خط حجاج کی خدمت میں بھیج کر مدائن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

شبیب اور شاہی لشکر کی آنکھ مچولی:......شبیب اس شکست کے بعد کرخ چلا گیا اور سوق بغداد کے ارادے سے دجلہ عبور کر لیا اور اہل سوق بغداد سے امان حاصل کر کے بغداد پہنچ گیا جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان کو خرید کر کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ کوفہ کے قریب پہنچا تو حجاج نے یہ سن کر سوید عبدالرحمٰن سعدی کو دو ہزار افراد کے ساتھ شبیب کے مقابلہ پر مامور کیا اور عثمان بن قطن کو سنجہ میں مورچہ بندی کا حکم دیا۔ شبیب نے سوید بن عبدالرحمٰن کی طرف سے مڑ کر اہل سنجہ پر جہاں عثمان بن قطن نے مورچہ قائم کیا تھا حملہ کر دیا اہل سنجہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے لیکن کسی کے ہوش وحواس بجا نہ تھے اس دوران سوید بھی شبیب کے پیچھے پہنچ گیا شبیب نے گھبرا کر لڑائی بند کر دی اور کوفہ چھوڑ کر حیرہ کی طرف بھاگا سوید نے تعاقب کیا، حیرہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب حیرہ کو بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ہے سوید نے حیرہ میں قیام کر دیا، حجاج کو اس کی خبر ملی تو اس نے لکھ بھیجا کہ شبیب کے تعاقب سے مت رکو جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ یا قتل کر ڈالو سوید چاروناچار شبیب کے تعاقب پر تیار ہو کر روانہ ہوا، انبار آیا اور انبار سے چل کر وقوقا اور وقوقا سے آذربائیجان کے قرب وجوار میں داخل ہو گیا حجاج یہ خیال کر کے شبیب کوفہ سے بہت دور چلا گیا ہے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب بنا کر بصرہ چلا گیا اس کے بعد ہی دہقان بابل مہروز کا خط عروہ کے نام آیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ شبیب کوفہ کے ارادے سے خالیجار تک آ گیا ہے عروہ نے یہ خط حجاج کے پاس بھیج دیا۔

شبیب کی کوفہ روانگی: .....اس دوران شبیب قریب کوفہ پہنچ کر مقام عرقوبا میں اترا اور پھر وہاں سے کوچ کر کے کوفہ کو اس ارادے سے روانہ ہوا کہ حجاج سے پہلے کوفہ میں داخل ہو جائے گا، حجاج بھی اس خیال سے بصریٰ سے دو دو منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتا ہوا کوفہ آ رہا تھا۔ چنانچہ عصر کے وقت کوفہ پہنچ گیا اور مغرب کے وقت شبیب سنجہ میں پہنچا اور تھوڑا سا آرام کر کے کھانا کھایا۔ اس کے بعد سوار ہو کر بازار کوفہ میں داخل ہو گیا اور اسی مقام پر اپنے خیمے کو نصب کرایا اور اسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا، چند صالحین کا نماز کے دوران قتل کیا، پھر مسجد سے نکل کر افسر پولیس کے گھر گئے آواز دی کہ تم کو امیر طلب کر رہے ہیں افسر پولیس نے گھر سے نکل کر سوار ہونے کا ارادہ کیا مگر اجنبی آدمیوں کو دیکھ کر اسے شک ہوا تو واپس چلا گیا مگر خوارج نے اس کے غلام کو گرفتار کر لیا اور وہاں سے شور و غل مچاتے ہوئے مسجد بنی ذہل میں پہنچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت میں قتل کر کے کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے۔

نضر بن قعقاع کا قتل: .....اتفاق سے نضر بن قعقاع ابن شور ذہلی آگے آ گیا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جو حجاج کے ساتھ بصریٰ سے آئے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے حجاج سے علیحدہ ہو گیا تھا چنانچہ اس نے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اُٹھا ''السلام علیکم یا ایھا الامیر ''شبیب نے کہا تجھ پر تف ہو امیر المؤمنین کیوں نہیں کہتا نضر نے کہا اچھا اب یہ ہی کہوں گا، پھر شبیب اس کی وجہ سے نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی لڑکی تھی اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے ارادے سے مخاطب ہو کر بولا۔'' اے نضر لا حکم الا للّٰہ'' اس پر نضر یہ سمجھ کر کہ یہ خارجی ہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھی چنانچہ شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور فوراً اسے قتل کر ڈالا۔

محمد بن موسیٰ کی روانگی: .....ان واقعات کے بعد حجاج کے منادی نے پکار کر کہا یا خیل اللّٰہ ارکبی (اے اللہ کی فوج کے سوارو! سوار ہو جاؤ) اس وقت حجاج قصر امارت کے دروازے پر تھا سب سے پہلے جو شخص آیا وہ عثمان بن قطن بن عبداللہ بن حصین ذی القصہ تھا اس کے بعد چاروں طرف سے لوگوں کا اژدہام ہو گیا۔ حجاج نے بشر بن غالب اسدی، زاہدہ بن قدامہ ثقفی ابوالفریس مولی بن تمیم، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر اور زیاد بن عبداللہ عتکی کو دو دو ہزار فوجوں کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تمہارا امیر زئداہ بن قدامہ ہوگا، انہی لوگوں کے ہمراہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ والی سجستان کو بھی روانہ کیا تھا اس کو اس سے پہلے عبدالملک نے سجستان کی سند گورنری مرحمت کر کے حجاج کو حکم دیا تھا کہ اس کا سامان سفر درست کر کے ایک ہزار فوج کے ساتھ اس کے صوبے مفوضہ کی طرف روانہ کرنا مگر ابھی تک روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ شبیب کا واقعہ پیش آ گیا حجاج نے کہا بہتر ہوگا پہلے تم ان (خوارج) سے لڑو تمہاری اس میں نیک نامی ہوگی تب اپنے صوبہ کی طرف روانہ ہوا۔

ذخر بن قیس اور شبیب: .....چنانچہ یہ سب کے سب حجاج سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور اسفل فرات میں پہنچ کر قیام کیا شبیب نے اس راستے کو جس کی سمت میں یہ لوگ تھے چھوڑ کر قادسیہ کا راستہ اختیار کر لیا، حجاج نے یہ خبر سن کر اپنے خاص خاص اور چنے ہوئے سواروں میں سے ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو منتخب کر کے ذخر بن قیس کے ساتھ شبیب کے تعاقب پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ شبیب کو جہاں پاؤ اگر قیام پذیر ہو یا تمہاری طرف متوجہ ہو تو ضرور جنگ کرنا ورنہ چھوڑ دینا۔ جیسے ہی ذخر اسلحین میں پہنچا تو شبیب نے پلٹ کر حملہ کر دیا، ذخر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور بالآخر ذخر تقریباً دس زخم کھا کر زمین پر گر پڑا، اس کے ساتھی یہ سمجھ کر کے کہ ذخر مارا گیا بھاگ گئے، ذخر رات بھر میدان جنگ میں پڑا رہا صبح کے وقت جب ذرا ٹھنڈ شروع ہوئی تو ہوش آیا چنانچہ گرتے پڑتے قریب کے ایک گاؤں میں گیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

شبیب کے لشکر کا کوفہ پر حملہ: .....ذخر کی شکست کے بعد شبیب نے کوفہ کا رخ کیا اس وقت وہ مقام روذ باد میں کوفہ سے چوبیس فرسخ کے فاصلہ پر تھا اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر بولا اس شکست سے لشکر کوفہ کے سرداروں کے دلوں میں تمہاری مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا ہے اگر تم لوگ کمر ہمت باندھ کر ہمارے ساتھ لشکر کوفہ کا رخ کرو اور ان کو بھی شکست دے دو تو کوئی شخص سوائے حجاج کے کوفہ پر قبضہ کرنے میں رکاوٹ نہ ہوگا اس کے ساتھیوں نے بسر و چشم منظور کر لیا اور اس کے ساتھ ساتھ لشکر کوفہ پہنچ گئے۔

زیاد بن عتکی کا فرار: .....حجاج نے یہ سن کر لشکر کوفہ کو جنگ کے لئے روانہ کیا میمنہ پر زیاد بن عتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی، علاوہ ان کے ہر امیر و سردار لشکر اپنے اپنے دستے کی فوج لئے ہوئے اپنے اپنے مقررہ مورچے پر ٹھہرا ہوا تھا شبیب نے اپنے ساتھیوں کو تین حصوں پر منقسم کیا (ایک

حصہ کا سوید بن سلیم افسر تھا جو بمقابلہ میمنہ اہل کوفہ تھا دوسرے حصہ کا مضاد شبیب کا بھائی امیر تھا جو میسرہ اہل کوفہ کے مقابلہ پر تھا تیسرا حصہ شبیب کی ماتحتی میں تھا جو قلب لشکر کوفہ کے سامنے تھا) چنانچہ سوید بن سلیم نے زیاد بن عمر عتکی پر حملہ کیا زیاد کے ساتھ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹ گئے مگر زیاد تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ سوید نے پھر دوبارہ حملہ کیا جس سے اس کے باقی ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے مگر زیاد پھر بھی کمال مردانگی سے لڑتا رہا بالآخر شام کے وقت یہ بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

بشر بن غالب کا خاتمہ:...... اس کے بعد خوارج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کیا عبدالاعلیٰ اور اس کے ساتھیوں پر خوارج کا ایسا رعب غالب ہو گیا کہ بغیر جنگ وقتال اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ سے بھاگ کر زیاد بن عمر سے جاملا پھر خوارج نے لشکر کوفہ پر ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا اور جوش کامیابی میں مغرب کے وقت محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے محمد بن طلحہ انتہائی دلیری اور استقلال سے مقابلہ پر آیا اس کے بعد مضاد نے بشر بن غالب اسدی کے میسرہ پر حملہ کیا، پچاس آدمیوں کے سوا باقی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، بشر اسی مختصر جماعت کے ساتھ لڑ کر میدان جنگ میں جاں بحق ہو گیا۔

زائدہ بن قدامہ کا قتل:...... بشر کے خاتمہ کے بعد خوارج ابوالفریس مولیٰ بنو تمیم پر حملہ آور ہوئے۔ ابوالفریس بھاگ کر اعین کے پاس پہنچ گیا۔ لشکر خوارج نے ابوالفریس کو اعین کے پاس بھی پناہ گزیں نہ ہونے دیا اور دوبارہ حملہ کر دیا اعین اور ابوالفریس شکست اٹھا کر زائدہ بن قدامہ کے پاس پہنچے۔ زائدہ نے ان لوگوں کے پہنچنے کے بعد لشکریوں کو پیدل ہو کر لڑنے کا حکم دیا صبح سے ایک حالت تک لڑائی ہوتی رہی، شبیب نے لڑائی کو طول کھینچتے ہوئے دیکھ کر زائدہ پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملے میں زائدہ کو اس کے ساتھیوں سمیت مار ڈالا، ابوالفریس باقی سپاہیوں کے ساتھ ایک جوسق میں جوان کے قریب تھا چھپ گیا یہ وقت فجر کا تھا خوارج نے قتل وغارت سے ہاتھ کھینچ کر شبیب کی بیعت کی دعوت دی ان لوگوں نے بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں ابو بردہ بن موسیٰ بھی تھا۔

محمد بن موسیٰ کا خاتمہ:...... اب اس وقت لشکر کوفہ کے وزیروں میں سے صرف ایک محمد بن موسیٰ کو شکست نہیں ہوئی تھی، طلوع فجر کے وقت شبیب نے ان کے مؤذن کی اذان کی آواز سنی جس سے محمد بن موسیٰ کی جائے قیام کا علم ہو گیا، چنانچہ اس نے بھی اذان دلوائی، نماز ادا کی اور اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے محمد بن موسیٰ پر حملہ کر دیا اس کا ایک گروپ بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرا حصہ محمد بن موسیٰ لڑتا رہا یہاں تک کہ محمد بن موسیٰ مارا گیا اور یہ بھی پسپا ہو کر بھاگ نکلا ان کے ساتھ وہ لوگ بھی بھاگ گئے جنہوں نے شبیب کی بیعت کر لی تھی۔ لشکر خوارج نے جو کچھ اس کی لشکر گاہ میں تھا سب کچھ لوٹ لیا اور لوٹ کر اس جگہ آ گیا جہاں پر اعین اور ابوالفریس تھے۔ وہاں ایک دن قیام پذیر رہا ہمراہیوں نے کوفہ پر قبضہ کرنے کی رائے دی لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفہ کا رخ نہیں کیا، خوخی کو دائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا نضر پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر صراۃ ہوتا ہوا خانیجار پہنچ گیا حجاج کو اس خبر سے کہ شبیب انفر کی طرف جا رہا ہے یہ خیال پیدا ہوا کہ شبیب مدائن کے ارادے جا رہا ہے اور مدائن کوفہ اور اکثر سواد کے دروازہ ہے یہ خیال پیدا ہوتے ہی عبداللہ بن ابی عصفیر کو معزول کر کے عثمان بن قطن کو مدائن خوخی اور انبار کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

محمد بن موسیٰ کے قتل کی ایک اور روایت:...... بعض مؤرخین نے محمد بن موسیٰ کے قتل کا واقعہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ محمد بن موسیٰ جنگ ابوفدیک میں عمر بن عبداللہ بن معمر کے ساتھ تھا عمر بن عبداللہ نے اس کی مردانگی پر فریفتہ ہو کر اپنے سے اس کا عقد کر دیا تھا اور اس کی بہن عبدالملک کے عقد میں تھی عبدالملک نے اس کو بجستان کی حکومت پر مقرر کر دیا اتفاق سے محمد بن موسیٰ کوفہ ہو کر گزرا لوگوں نے حجاج سے کہا اگر یہ شخص بجستان کا گورنر بن جائے تو ہماری طاقت کا اثر بجستان سے ختم ہو جائے گا، جس کو تم طلب کیا کرو گے، اس کو یہ روک دیا کرے گا مناسب یہ ہے کہ اس کو شبیب کی جنگ میں مصروف کر دو، شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس شر سے نجات دے دے حجاج نے اس رائے کے مطابق محمد کو فریب دے کر جنگ شبیب پر آمادہ کر دیا مگر شبیب نے محمد کے پاس کہلوایا کہ تم حجاج کے فقرے میں نہ آؤ ہم تم سے متعرض نہ ہوں گے لیکن محمد نے اس کو شبیب کی کمزوری پر محمول کر کے لڑائی کی تیاری کر لی مجبوراً شبیب کو مقابلہ پر آنا پڑا لڑائی ہوئی اور معرکہ جنگ میں محمد مارا گیا۔

عبدالرحمٰن بن اشعث اور شبیب:...... جس وقت ان تمام امراء کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے شکست ہو گئی اور محمد بن موسیٰ بن طلحہ مارا گیا اس وقت

حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو بلوایا اور حکم دیا کہ افواج کوفہ سے چھ ہزار سواروں کو منتخب کر کے شبیب کو جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ، چنانچہ عبدالرحمٰن اس حکم کی تعمیل کرنے کے لئے روانہ ہوا روانگی کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن اور اس کے ساتھیوں کو ایک تاکیدی اور تہدید آمیز خط لکھا کہ اگر تم لوگ شکست کھا کر واپس آؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کی فوج کے لئے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدائن پہنچا اور جنرل کی عیادت کے لئے گیا، جنرل کو شبیب کی ہوشیاری و چالاکی سے بچنے کی ہدایتیں کیں اور چلتے وقت اپنا گھوڑا نذر کیا۔ عبدالرحمٰن جنرل سے رخصت ہو کر شبیب کی تلاش میں چلا اور شبیب یہ خبر پا کر دقوقا و شہرزور کی طرف روانہ ہو گیا عبدالرحمٰن بن اشعث بھی سراغ لگاتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچ گیا اور اہل موصل سے لڑنے کی غرض سے قیام کیا۔

حجاج کا خط:..... حجاج نے لکھا کہ شبیب کو تلاش کرو اور جس راستے پر وہ جائے اس کے پیچھے، جاؤ یہاں تک کہ تم اسے پکڑ کر قتل کر دو۔ کیونکہ حکومت صرف امیر المؤمنین کی ہے اور فوج بھی انہی کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بموجب حکم حجاج شبیب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا اور شبیب ایک دشوار گذار مقام سے دوسرے دشوار گزار مقام میں قیام کرتا پھر رہا تھا۔ جس وقت عبدالرحمٰن شبیب کے قریب ہو جاتا شبیب شب خون مارنے کے ارادے سے عبدالرحمٰن کے لشکر پر آتا اور ان کو ہوشیار پا کر کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جاتا اس وقت عبدالرحمٰن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوتا غرض فریقین اپنے حریف کو ہوشیار پا کر دائیں بائیں آگے پیچھے ایک دوسرے کی فکر میں سفر کر رہے تھے یہاں تک کہ روزانہ سفر کی تھکان سے لشکر کو سخت تکلیف پہنچی، سواری کے جانور چلنے سے عاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر سرزمین موصل کے ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا اس وقت اس کے اور سوار کوفہ کے درمیان سوائے نہر حولایا کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی شبیب نے راز دان اعلیٰ (سرزمین خوخی) میں قیام کیا اور عبدالرحمٰن نے عواقیل نہر میں اپنا لشکر ٹھہرایا۔

ابن اشعث کی معزولی:..... چونکہ یہ زمانہ عیدالاضحیٰ کا تھا۔ شبیب نے کہلا بھیجا کہ یہ ایام ہماری اور تمہاری عید کے ہیں بہتر ہے کہ ایام نحر (قربانی تک) لڑائی موقوف کر دی جائے۔ عبدالرحمٰن نے بقصد متاولت منظور کر لیا عثمان بن قطن نے اس سے حجاج کو آگاہ کر دیا، حجاج کو عبدالرحمٰن کا یہ فعل ناگوار گزرا، فوراً عبدالرحمٰن کو معزول کر کے سند امارت لشکر عثمان بن قطن کے نام بھیج دی اور مطرف بن مغیرہ کو عثمان ابن قطن کی جگہ گورنر مدائن مقرر کر دیا۔

عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ:..... چنانچہ عثمان بن قطن یوم ترویہ کی رات کو عبدالرحمٰن کے لشکر میں پہنچا اور لشکریوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا لشکریوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے عذر کیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ پھر عثمان نے اپنے آنے کے تیسرے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی، میمنہ میں خالد بن نہیک بن قیس، میسرے میں عقیل بن شداد سلونی اور خود ابن قطن پیادوں کی فوج میں تھا شبیب نے ایک سو بیس آدمیوں کے ساتھ نہر کو عبور کیا خود میمنہ میں رہا اور اپنے بھائی مضاد کو قلب، سوید بن سلیم کو میسرہ کا انچارج بنایا پہلے شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے میسرہ والے بھاگ کھڑے ہوئے مگر عقیل بن شداد رک کر لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور اس کے ساتھ مالک بن عبداللہ ہمدانی بھی جاں بحق ہوا اس کے بعد عثمان کے میمنہ پر سوید حملہ آور ہوا اہل میمنہ بھی شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔ خالد بن نہیک تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر استقلال سے لڑتا رہا۔ اس عرصے میں شبیب نے خالد پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا، چنانچہ خالد کے ساتھیوں کے قدم استقامت میدان جنگ سے ڈگمگا گئے پھر خالد کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عثمان بن قطن اپنی فوج کی ابتری کا احساس کر کے مضاد کی طرف بڑھا جو شبیب کے قلب میں تھا لڑائی کا بازار شدت سے گرم ہو گیا تھا شبیب نے ایک جانب سے عثمان پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم دوسری جانب سے ٹوٹ پڑا۔ مضاد تو قلب میں تھا اور عثمان اس کو گھیرے ہوئے تھا اور عثمان کو چاروں طرف سے شبیب اور سوید نے محاصرہ میں کر رکھا تھا تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد عثمان مارا گیا اور لشکر بھاگ گیا عبدالرحمٰن بن اشعث بھی زخم کھا کر زمین پر گر پڑا، ابن ابی سبرہ جعفی نے پہنچ کر اپنے ساتھ خچر پر سوار کرا لیا اور لوگوں کو پکار کر کہا ''کہ دیر ابی مریم پر پہنچو'' شبیب نے یہ سن کر قتل وغارت سے ہاتھ اُٹھا لیا اور بیعت کی دعوت دی، چنانچہ لشکریوں نے بیعت کر لی ابن اشعث بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا اور جب تک حجاج نے امان نہ دیا روپوش رہا۔

حجاج اور زہرہ بن حوبہ:..... شبیب جنگ کے بعد نہروان چلا گیا اور گرمی ختم ہونے تک وہیں قیام پذیر رہا اسی دوران جتنے آدمی حجاج کے خلاف اس کے ساتھ تھے اس سے آ ملے تب موسم گرما ختم ہونے کے بعد ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مدائن کا رخ کیا۔ ان دنوں مطرف بن مغیرہ مدائن کا گورنر تھا

حجاج کو اس کی خبر ملی تو لوگوں کو جمع کر کے نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تقریر کی۔ زہرہ بن حویہ نے جو ایک ایسا شخص تھا کہ بغیر سہارے کے سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا سر اٹھا کر کہا اے امیر! محض کھڑے ہو کر لمبی لمبی تقریریں کرنے سے کام نہیں چلتا تم اولاً تھوڑی تھوڑی فوج بھیجتے ہو اس کے بعد ایسے لوگوں کو سردار بناتے ہو جو بالکل ناتجربہ کار ہوتے ہیں، میری رائے ہے کہ تم تمام عساکر اسلام کو دشمنان دین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دو اور ایسے شخص کو امیر بناؤ جو شجاع ہو، دلیر ہو، آمودہ کار ہو، بھاگنے کو عار سمجھتا ہو۔ استقلال و ثابت قدمی کو باعث فخر و اعزاز جانتا ہو۔ حجاج بولا اس کام کے تم ہی زیادہ موزوں ہو۔ زہرہ نے جواب دیا نہیں اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہوگا جو زرہ پہن سکتا ہو، نیزہ اٹھا سکتا ہو، تلوار چلا سکتا ہو اور گھوڑے پر بیٹھ سکتا ہو اور میں ان امور میں سے کسی ایک کا بھی متحمل نہیں ہوں، کمزوری کا یہ حال ہے کہ بغیر سہارے کے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ یہ کہ کم بخت آنکھوں سے بھی کچھ سجھائی نہیں دیتا ہاں یہ ممکن ہے کہ میں امیر کے ساتھ رہوں گا اور صلاح و مشورہ دیتا رہوں گا۔ حجاج نے جزاك اللّٰه خيرا کہہ کر تمام اہل کوفہ کو تیاری کا حکم دے دیا اور عبدالملک کی خدمت میں ایک عرضداشت اس مضمون کی بھیج دی کہ شبیب مدائن کے قریب پہنچ گیا ہے اور اہل کوفہ اس کے مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں اس لئے کہ اس نے ان کے لشکر کو مسلسل شکست دی ہے اور اکثر علماء کو قتل کر دیا ہے لہٰذا لشکر شام کے ذریعے آپ ان کی امداد کیجئے۔

شامی فوج کی کمک: ...... عبدالملک نے سفیان بن الابرکلبی کو چار ہزار افراد کے ساتھ اور حبیب عبدالرحمٰن کو دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ واقعہ ۷۶ھ کا ہے۔

عتاب بن ورقاء کی طلبی: ...... اس کے بعد حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو مہلب کے پاس سے بلوالیا (ان دونوں میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اختلاف ہو گیا تھا) اور جب عتاب آ گیا تو اسے لشکر کی سرداری پر مقرر کیا زہرہ بن حویہ نے حجاج کی اس رائے کی ستائش کی اور شکریہ ادا کر کے کہا اب تم نے ان لوگوں کو ایک اچھے سردار کے سپرد کیا ہے واللہ ہم لوگ تمہارے پاس واپس نہ آئیں گے حتیٰ کہ فتح یاب ہوں یا مارے جائیں۔ حجاج نے لشکر شام کو کہلوا دیا کہ نہایت احتیاط و ہوشیاری سے مقام عین التمر پر آ کر مقیم ہو جاؤ میں بہت جلد لشکر کوفہ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، چنانچہ حجاج کے حکم پر عتاب بن ورقاء نے حمام عین پر پہنچ کر لشکر آرائی کی۔

شبیب اور مطرف: ...... ادھر شبیب نے دجلہ کو مدائن کی جانب سے عبور کیا، چنانچہ مطرف نے کہلوایا کہ تم اپنے گروہ میں سے کسی بڑے شخص کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہم تمہارے خیالات اور تمہاری دعوت پر غور کریں شبیب نے اس امید سے کہ شاید مطرف شریک جماعت ہو جائے بغیث بن سوید کو ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا وہ چار روز تک ٹھہرے رہے مگر مطرف متفق نہ ہو سکے۔ اس دوران عتاب نے شبیب کے قریب پہنچ کر صراۃ میں ڈیرے ڈال دیئے اور مطرف اس خیال سے کہ کہیں ان باتوں کی خبر جو شبیب کے ساتھ ہوئی ہیں حجاج تک نہ پہنچ جائیں مدائن سے نکل کر جبال کی طرف چلا گیا شبیب نے یہ خبر سن کر اپنے بھائی مضاد کو مدائن کی جانب روانہ کیا اس نے کشتیوں کو جمع کر کے پل بندھوایا اور عتاب نے صراۃ سے کوچ کر کے بازار حکم میں مورچے قائم کر دیئے اس وقت اس کے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی۔

شبیب اور عتاب کی جنگ: ...... شبیب اس کی خبر سن کر ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ساباط میں آ گیا اور نماز ظہر ادا کی اس کے بعد اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا چار سو آدمی اس کے ساتھیوں میں سے اس سفر میں اس سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گئے تھے بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کر لشکر مرتب کیا دو سو آدمیوں کے ساتھ سوید بن سلیم کو میسرہ میں رکھا اور اتنی ہی فوج کو میمنہ میں محلل بن وائل کی ماتحتی میں متعین کیا اور خود دو سو افراد کے ساتھ قلب میں رہا عتاب کے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سعید تھا، میسرہ پر نعیم بن علیم اور پیادوں کی فوج میں حنظلہ بن حرث یزلوعی (عتاب کا چچازاد بھائی) تھا اور پھر اپنی فوج کو تین صفوں پر منقسم کیا ایک صف میں چمکتی ہوئی تلواریں تھیں دوسری صف میں وہ جنگ آور اور بہادر تھے جن کو نیزہ بازی میں کمال حاصل تھا اور تیسری صف میں نامی گرامی تیر انداز تھے جن کا نشانہ کبھی خطا نہیں گیا تھا۔

عتاب بن ورقاء کا خاتمہ: ...... ترتیب لشکر کے بعد بہت دیر تک لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا اس کے بعد قلب میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ زہر بن مرثد، عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی تھا۔ نماز عشاء کے بعد جس وقت چاند کی روشنی سے عالم سے تاریکی دور ہوئی

توشبیب نے عتاب کے میسرہ پرحملہ کیا جس میں ربیعہ تھے اور اہل میسرہ شکست اٹھا کر بھاگے مگر اصحاب ریات قبیصہ بن والق، عبیدہ بن جلیس اور نعیم بن علیم اپنے اپنے جھنڈوں پرٹھہرے ہوئے استقلال سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے اس کے بعد شبیب نے عتاب بن ورقاء پر اور سوید بن سلیم نے میمنہ پر جس میں تمیم وہمدان تھے اور سردار محمد بن عبدالرحمٰن تھا حملہ کر دیا۔ فریقین نہایت سختی سے ایک دوسرے کے حملوں کا جواب دینے لگے لڑائی کا عنوان بے حد خطرناک نظر آ رہا تھا شبیب حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گیا عتاب کے لشکر کی ترتیب ختم ہوگئی صفیں درہم برہم ہوگئیں عتاب کے دستے کی فوج عتاب کو چھوڑ بھاگ گئی عبدالرحمٰن بن اشعث بھی ایک بڑے گروپ کے ساتھ میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ عتاب بن ورقاء مارا گیا۔

زہرہ بن حوبہ کاقتل:......زہرہ بن حوبہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان میں آیا تھوڑی دیر تک لڑتا رہا لشکر خوارج میں سے عامر بن عمر تغلبی نے زہرہ کو لپک کر برچھا مارا سواروں نے چاروں طرف سے نیزے کے وار شروع کر دیئے جب زہرہ بے دم ہوکر گر گیا تو فضیل بن عامر بن شیبانی نے آگے بڑھ کر سر اتار لیا اتفاق سے شبیب پہنچ گیا زہرہ کو خاک وخون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر پچھتانے لگا خوارج کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ بولے! کیا تم ایک کافر کے مارے جانے پر افسوس کر رہے ہو؟ جواب دیا میں اس کو بہت دنوں سے جانتا ہوں تم کو اس کی حالت سے واقفیت نہیں ہے اب اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی بھاگنے والے سر پر پاؤں رکھے بھاگے جا رہے تھے اور فتح مند گروپ اپنے نیزوں اور تلواروں سے ان کی جان وتن کا فیصلہ کر رہا تھا، شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل وغارت کی ممانعت کر دی لوگوں سے بیعت کرنے کو کہا سب نے بیعت کر لی، مگر رات آئی تو موقع پا کر بھاگ گئے شبیب نے جو کچھ فریق مخالف کی لشکرگاہ میں پایا لوٹ لیا۔

حجاج کا کوفیوں کو خطبہ:......جنگ کے بعد شبیب کا بھائی میدان جنگ میں آیا اور دو دن تک میدان میں ٹھہرا رہا تیسرے دن کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اس دوران سفیان بن ابرد مع لشکر شام حجاج سے آملا جس کی وجہ سے اس کو اہل کوفہ کی پرواہ نہ رہی۔ اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ ❶ دیا اور نہایت سختی ودرویشی سے پیش آیا ادھر شبیب نے کوفہ پہنچ کر حمام اعین میں پڑاؤ کیا حجاج نے حرث بن معاویہ ثقفی کو دس ہزار جنگی پولیس کے ساتھ جو کہ جنگ عتاب میں شریک نہ تھے مقابلہ کی غرض سے روانہ کیا شبیب نے یہ خبر سن کر نہایت تیزی سے حرث پرحملہ کر کے اسے مار ڈالا حرث کے ساتھی اپنے سردار کے مارے جانے سے کوفہ بھاگ گئے، دوسرے دن حجاج نے اپنے خدام کو خروج کا حکم دیا ان لوگوں نے کوفہ کی ناکہ بندی کر لی اور شبیب حمام اعین سے روانہ ہوکر قریب کوفہ مقام سنجر میں چلا آیا اور اسی مقام پر ایک مسجد بنوائی۔

ابوالورد کاقتل:......حجاج نے اپنے آزاد کردہ غلام ابوالورد کو کثیر تعداد غلاموں کے ساتھ شبیب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا شبیب نے اس پر بھی حملہ کر کے اس کو بھی قتل کر دیا اسی شبہ سے کہ یہی حجاج ہے اس کے بعد حجاج نے اپنے دوسرے آزاد خادم کو مامور کیا اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔

شامی لشکر اور خوارج کی جنگ:......تب حجاج جھلا کر اہل شام کے ساتھ خود جنگ کے لئے تیار ہوا، سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف کو کوفہ کی ناکہ بندی پر مقرر کیا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ کر اہل شام کو للکارا اور لڑائی کی ترغیب دی سب کی غصہ سے آنکھیں سرخ ہوگئیں جھٹ پٹ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور نوک دار خارشگاف نیزوں کو ہاتھ میں لے کر شبیب کی طرف بڑھے شبیب بھی اپنے ساتھیوں کو تین گروپوں میں تقسیم کر کے میدان جنگ میں آ گیا ایک گروپ خود اس کے ہمراہ تھا دوسرا سوید بن سلیم کے ساتھ تھا اور تیسرا مخلل بن وائل کے دستے میں تھا پہلے سوید بن سلیم نے بڑھ کر حملہ کیا اہل شام نے نہایت استقلال سے حملہ کو روکا اور نیزوں کو آڑے کر کے سوید پر ٹوٹ پڑے سوید اپنے ساتھیوں سمیت پیچھے ہٹ گیا۔ حجاج نے جھلا کر کہا بہادرو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اللہ تمہاری مدد کرے، آگے بڑھو لوگوں کے دلوں میں اس سے ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا۔

خارجیوں کی ناکامی:......ساتھیوں نے اس کا تختہ آگے بڑھایا اس کے بعد مخلل بن وائل حملہ آور ہوا لشکر شام نے اس کو بھی زیر کر لیا مخلل پسپا ہو کر

---

❶ ......مضمون خطبہ یہ تھا ''اے اہل کوفہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت وغلبہ نہ دے جو تمہاری عزت وغلبہ کی کوشش کرے اور نہ اس کی امداد کرے جو تمہاری مدد کا ارادہ کرے ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ منہ کالا کرو اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں سے جنگ کرنے کو چلے جاؤ حیرہ میں یہ یہود والنصاریٰ کے ساتھ قیام پذیر ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ وہی شخص شریک ہو جو عتاب کے ساتھ لڑائی میں نہ رہا ہو۔ (تاریخ الکامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد چہارم مطبوعہ مصر)

اپنے لشکر سے آملا۔ حجاج نے پھر للکار کر کہا شاباش بہادرو! اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہے آگے بڑھو۔ اس آواز سے لشکر شام آگے بڑھا اور اس کا تخت بھی آگے بڑھایا گیا چنانچہ شبیب نے عنوان جنگ بدلا ہوا دیکھ کر حملہ کر دیا لیکن لشکر شام کے استقلال وثابت قدمی سے شکست اٹھا کر اپنے مورچے میں لوٹ گیا اور سوید بن سلیم کو کوفہ کے ایک ناکے پر (اشارہ کر کے) حملہ کرنے کا حکم دیا اس ناکے پر عروہ بن مغیرہ مامور تھا سوید بن سلیم کو اس حملہ کی کامیابی نہ ہوئی چنانچہ طیش میں آ کر خود شبیب نے حملہ کیا اہل شام نے ایسا آڑے ہاتھوں لیا کہ مجبوراً واپس آنا پڑا۔

شبیب کی پسپائی اور فرار:...... حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچ گیا اور اس کے سارے مورچوں پر قبضہ کر لیا خالد بن عتاب نے شبیب پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی حجاج نے کہا کیا مضائقہ، اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے گا حملہ کرو خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر شبیب کی لشکر گاہ پر پیچھے سے حملہ کیا اس معرکے میں مضاد (شبیب کا بھائی) اور شبیب کی بیوی غزالہ ماری گئی۔ لشکر گاہ کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا گیا۔ شبیب نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو حجاج کے لشکر رکاب کی فوج نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں شبیب کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ گیا شبیب نے ان کو واپس لانے کی بہت کوشش کی مگر کسی نے کچھ خیال نہ کیا۔ حجاج اپنے ساتھیوں کو لشکر خوارج کے سمجھانے کی ہدایت کر کے کوفہ چلا گیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا کامیابی کی خوش خبری سنائی۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حبیب بن عبداللہ حکمی کو تین ہزار سواروں کے ساتھ شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا اور اس کی مکاری اور شبخون مارنے سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔

شبیب کی کرمان کو روانگی:...... حبیب حجاج سے رخصت ہو کر سراغ لگاتا ہوا انبار پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی کے گرد و نواح میں ہے اس وقت اس کے اکثر ساتھی اس سے ایک ہو گئے تھے اس لئے حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا اتفاق سے غروب کے وقت شبیب پہنچ گیا، حبیب نے اپنے لشکر کو متعدد گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ہر گروپ سے موت کی بیعت لے لی تھی شبیب نے پہنچنے کے ساتھ ہی جنگ کا بازار گرم کر دیا، یکے بعد دیگرے گروہوں سے لڑنے لگا رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ جو جہاں تھا وہیں پر پہاڑ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا ذرا بھی اپنے قدم کو حرکت نہ دے سکتا تھا لڑتے لڑتے ہاتھ شل ہو گئے تھے، تلواروں کی چمک سے آنکھیں جھپک جھپک جاتی تھیں تلواروں کی کاٹ کا وہی عالم تھا لیکن ماندگی کی وجہ سے کسی کی گردن پر خط تک نہ پڑتا تھا۔

کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے آہ وزاری اور تلواروں کی جھنکار کے سوا اور کوئی آواز کان میں نہ آتی تھی مجبور ہو کر فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا خود بخود لڑنے سے رک گئے تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکر شام کے معرکہ کارزار میں کام آ گئے شبیب اپنے باقی ساتھیوں سمیت دجلہ کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا گیا مگر دوبارہ دجلہ کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز فارس کا راستہ اختیار کیا تا کہ کرمان میں پہنچ کر کچھ عرصہ جنگ اور گردش زمانہ سے بچ کر آرام حاصل کر لے۔

حجاج کو قتیبہ کا مشورہ:...... اس جنگ میں علاوہ متذکرہ بالا واقعہ کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے جنگ شبیب پر یکے بعد دیگرے امراء مامور کئے اور شبیب نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا ان میں اعین والیٔ حمام اعین بھی شامل تھا چونکہ غزالہ (زوجہ شبیب) نے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر مانی تھی جس میں سے سورۂ بقرہ آل عمران پڑھنی تھی اس لئے شبیب رات کے وقت کوفہ میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے اپنی نذر پوری کی اس کے بعد شبیب اور اہل کوفہ کا مجادلہ ہوا حجاج نے لوگوں کو جمع کر کے شبیب کے بارے میں مشورہ مانگا قتیبہ نے کھڑے ہو کر کہا امیر نے خود ہی اسباب شکست کو جمع کر رکھا تھا آپ ایک سردار کو جنگ پر مقرر کرتے ہیں عوام کی کثیر تعداد اس کے ساتھ کر دیتے ہیں جیسے ہی سردار مارا جاتا ہے عوام بھاگ جاتے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں تشریف لے چلئے اور معرکہ آراء ہو جایئے، خط وکتابت سے کام نہیں چلے گا حجاج نے اس کی رائے کے مطابق صبح ہوتے ہی سبخہ کی طرف خروج کیا اس وقت شبیب وہیں تھا اور اپنے چھپانے کی غرض سے بجائے ابوالورد (اپنے آزاد کردہ غلام) کو جھنڈے کے نیچے ٹھہرایا شبیب نے اس شبہ سے کہ حجاج یہی ہے ابوالورد پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے خالد بن عتاب پر میسرہ میں پھر میسرہ سے مڑ کر مطرف میں ناجیہ پر میمنہ میں حملہ کیا اور ان دونوں کو ان کے مورچے سے ہٹا دیا حجاج اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے حجاج کے ساتھ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

خوارج میں اختلاف:......اسی دوران اتفاق سے خوارج میں اختلاف پڑ گیا مصقلہ بن مہلل ضبی نے شبیب سے مخاطب ہو کر کہا تم صالح بن مسرہ کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ جواب دیا موجودہ حالت میں اس سے بری ہوں۔ مصقلہ یہ کہہ کر ''تو مصقلہ بھی تم سے بری ہے'' شبیب سے جدا ہو گیا حجاج کو اس اختلاف کا احساس ہو گیا لہٰذا فوراً خالد بن عتاب کو حکم دیا کہ شبیب پر پیچھے سے حملہ کر دو چنانچہ خالد بن عتاب نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر لشکر گاہ پر حملہ کیا اس واقعہ میں غزالہ (زوجہ شبیب) ماری گئی۔ خالد نے ایک سوار کے ہاتھ اس کا سر حجاج کے پاس بھیجا، شبیب نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو غزالہ کا سر چھین لانے پر مامور کیا۔ اس شخص نے اس سوار کو جو غزالہ کا سر لے جار ہا تھا قتل کر دیا اور غزالہ کا سر شبیب کے سامنے لا کر رکھ دیا شبیب نے اس کو دھو کر دفن کر دیا اس واقعہ کے بعد خوارج نے میدان جنگ خالی کر دیا، خالد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ اثناء تعاقب اور فرار کے دوران مضاد (شبیب کا بھائی) بھی کام آ گیا اور شبیب کرمان کی طرف چلا گیا۔

کمک کی بدیر آمد:......حجاج نے جنگ کا واقعہ دارالخلافہ شام میں عبدالملک کے پاس لکھ بھیجا اور امدادی فوج طلب کی عبدالملک نے سفیان بن ابرو کلبی کو لشکر شام کے ساتھ روانہ کیا حجاج نے سفیان کے ساتھیوں کو بہت سارا مال و اسباب دیا اور جنگ خوارج کی واپسی کے دوسرے مہینے سفیان کو روانہ ہونے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی گورنر بصریٰ حکم بن ایوب (اپنے داماد) کو لکھ بھیجا کہ چار ہزار سوار لشکر بصریٰ سے منتخب کر کے سفیان کی کمک پر بھیج دو حکم بن ایوب نے اس حکم کے مطابق چار ہزار سوار زیاد بن عمر عتکی کے ساتھ سفیان کی کمک پر روانہ کیے مگر اتفاق سے کچھ ایسا ہوا کہ زیاد بن عمر عتکی جنگ ختم ہونے کے بعد سفیان کے پاس پہنچا۔

شبیب کا خاتمہ:......شبیب کرمان میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد جنگ کے ارادے سے لوٹا اہواز میں سفیان سے مڈبھیڑ ہو گئی شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجلہ کو عبور کیا اور اپنے ساتھیوں کو تین گروہوں میں منقسم کر کے مسلسل بیس حملے کئے، لیکن سفیان اور لشکر شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کر خود بھی حملہ کر دیتے تھے بالآخر خوارج نے گھبرا کر دریا عبور کرنے کے ارادے سے پل کا رخ کیا مگر شبیب ایک سو خارجیوں کے ساتھ میدان جنگ میں رک رک کر لڑتا رہا جب شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں آفتاب عالم کو چھپا لیا تو شبیب اور اس کے حریف خود بخود جنگ سے کنارہ کش ہو گئے شبیب اس موقع کو غنیمت جان کر لوٹ گیا اور پل کی طرف آیا اس کے ساتھی آگے آگے تھے اور یہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلتا ہوا آ رہا تھا۔ جونہی پل پر ہو کر گزرا گھوڑے کے پاؤں کے نیچے ایک پتھر آ گیا گھوڑا بدک کر کشتی کے کنارے پر جا پہنچا، مگر شبیب سنبھل نہ سکا پانی میں گر پڑا اور ''کان امر اللّٰہ مفعولا، ذلک تقدیر العزیز العلیم'' (اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا حکم ہے جو بڑا زبردست اور باخبر ہے) کہتے ہوئے ڈوب گیا۔

شبیب کی تدفین:......پل کا مالک سفیان کے پاس آیا جس وقت کہ سفیان واپسی کے ارادے میں تھا عرض کیا ابھی ابھی پل عبور کرنے کے وقت ایک شخص خوارج کا دریا میں گر پڑا تھا وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ امیر المؤمنین ڈوب گئے اور یہ ہی کہتے ہوئے اپنے لشکر گاہ کا مال و اسباب چھوڑ کر سب کے سب چل دیئے۔ سفیان اور اس کے ساتھیوں نے یہ سن کر جوش مسرت سے تکبیریں کہیں اور سوار ہو کر پل کی طرف آئے لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا اس کے بعد شبیب کو دریا سے نکال کر دفن کر دیا۔ یہ آدمی کثیر الخیرات تھے۔

مطرف بن مغیرہ اور شبیب:......جس وقت حجاج گورنر کوفہ ہو کر آیا اور بنو مغیرہ بن شعبہ کی عادات و اخلاق اور افعال کو شریفانہ پایا تو عرفہ کو کوفہ پر مطرف کو مدائن پر اور حمزہ کو میدان پر اپنی طرف سے مقرر کیا یہ لوگ حجاج کے عمال میں سے بہترین اور نہایت کارگزار عامل اور دشمنوں سے انتہائی سختی سے پیش آتے تھے چنانچہ جن دنوں شبیب مدائن کی طرف آیا اور بہر شیر پر قیام پذیر ہوا ان دنوں مطرف پرانے شہر میں تھا جہاں ایوان کسریٰ تھا، پل کو عبور کر کے شبیب کے قریب آیا اسے کہلوایا تم اپنے گروپ میں سے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجو ہم تمہارے خیالات پر غور کریں گے شبیب نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص [1] کو بھیج دیا مطرف کے پوچھنے پر وہ شخص یوں کہنے لگا۔ ہم مسلمانوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور جس چیز نے ہم کو ہماری قوم سے بدلہ لینے پر ابھارا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے حدود شرعی کو بے کار سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، مال غنیمت

[1] ...... اس شخص کا نام بغیث بن سوید تھا۔

کو اپنا مکسوبہ مال سمجھ کر تصرف کرتے ہیں اور زبردستی خلافت کو حاصل کر لیا ہے مطرف سے کہا چونکہ تم حق کی دعوت دیتے ہو اور کھلم کھلا ظلم کی بیخ کنی پر آمادہ ہو لہٰذا ہم تمہارے پیرو اور مقلد ہیں ان ظالموں اور بے دینوں بدعتیوں سے لڑنے پر ہم سے بیعت لے لو اور اس بات پر بھی بیعت لو کہ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے اور شوریٰ سے کام کرنے کی دعوت دیں جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کیا تھا یہاں تک کہ ساتھ سارے مسلمان جس سے راضی ہوں اس کو اپنا امیر بنالیں کیونکہ عرب کو جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ مراد شوریٰ سے قریش کی رضا مندی حاصل کرنا ہے تو خواہ مخواہ کسی سے وہ راضی ہو ہی جائیں گے اور تمہاری بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی اس شخص نے جواب دیا سر دست ہم تمہاری اس رائے کو منظور نہیں کر سکتے مگر مطرف سے اس پر اصرار کیا۔ چار دن تک اسی بارے میں بحث ہوتی رہی لیکن آپس میں اتفاق نہ ہو سکا مجبورا شبیب کے پاس واپس آ گیا۔

مطرف بن مغیرہ کا خروج:.....اس واقعہ کے بعد مطرف نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر ساری سرگذشت بیان کی ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ ہماری رائے عبدالملک اور حجاج کی خلع وخلافت وحکومت کرنے کی ہے بشرطیکہ تم لوگ بھی میری موافقت کرو سب نے بالاتفاق اس راز کو چھپانے کی تاکید کی۔ یزید بن ابی زیاد (مغیرہ پدر مطرف کا آزاد کردہ غلام) بولا واللہ حجاج سے یہ واقعہ اور مشورہ مخفی نہ رہے گا اور اگر تم آسمان پر بھی جا کر چھپا جاؤ گے تو تم کو حجاج اتار کر ہلاک کر دے گا مناسب یہ ہے کہ اپنی تدبیر کرو حاضرین کے کان یہ سن کر کھڑے ہو گئے سب نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا چنانچہ مطرف نے مال واسباب جمع کر کے مدائن سے جبال کا رخ کیا۔ راستے میں اپنے بعض ساتھیوں کو عبدالملک کی بیعت توڑنے اور کتاب وسنت کی دعوت دینے اور حکومت وخلافت کو شوریٰ پر منحصر کرنے کی دعوت دی ان میں سے بعض نے اس بات پر بیعت کر لی اور بعض انکار کر کے حجاج کے پاس واپس آ گئے ان میں سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف بھی شامل تھا اور مطرف رفتہ رفتہ حلوان پہنچ گیا ان دنوں حلوان میں سوید بن عبدالرحمٰن سعدیؓ تھا اور اکراد کی فوج اس کے لشکر میں تھی ان لوگوں نے تعرض کیا اور لڑائی کی نوبت آئی مطرف نہایت سختی سے ان کو پامال کر کے ہمدان کے دائیں جانب مڑا اس وقت حمزہ (اس کا بھائی) اس سمت میں تھا اور مال وآلات حرب کی درخواست کی چنانچہ حمزہ نے خفیہ طور پر بھیج دیا مطرف یہاں سے روانہ ہو کر قم وقاشان (کاشان) پہنچا اور اپنے عمال کو اس کے اطراف وجوانب میں پھیلا کر پھیلا دیا جوق در جوق لوگ پہنچ گئے سوید بن سرحان ثقفی اور کبیر بن ہارون نخعی رے سے ایک سو سپاہی اپنے ساتھ لایا تھا۔

عدی بن زیاد کی امداد طلبی:.....ان دنوں ''رے'' میں عدی بن زیاد ایادی تھا اور اصفہان میں براء بن قبیصہ تھا اس نے اس واقعہ سے حجاج کو مطلع کیا اور درخواست کی حجاج نے اس طرف تو ایک جرار فوج مطرف سے جنگ کرنے بھیج دی اور رے میں عدی کو لکھ کر بھیجا ''کہ تم اور براء اس فوج کے ساتھ مطرف سے جنگ لڑو'' چنانچہ چھ ہزار جنگ آور مطرف سے جنگ کرنے کو میدان میں جمع ہو گئے ان سب کا سردار عدی بن زیاد تھا اور دوسری جانب قیس بن سعد بن عجلی کو جو حمزہ کے پولیس کا افسر تھا ہمدان میں اس مضمون کا خط بھیج دیا کہ ''حمزہ کو گرفتار کر کے تم اس کی جگہ پر کام کرو'' قیس اس فرمان کے مطابق عجل در بیعہ کے ایک گروپ کو جمع کر کے حمزہ کے پاس گیا اور حجاج کا فرمان پڑھ کر سنایا جسے حمزہ نے بسر وچشم منظور کر لیا چنانچہ قیس نے گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

مطرف بن مغیرہ کا قتل:.....عدی وبراء چھ ہزار کی جمعیت سے مطرف کے مقابلہ پر رک گئے صف آرائی کی نوبت آئی، سخت خونریز جنگ کے بعد مطرف کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے یزید بن ابی زیاد (مطرف کے باپ کا آزاد کردہ غلام) مارا گیا اس کے ہاتھ مطرف کے لشکر کا پرچم تھا عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف ازدی بھی اس معرکہ میں کام آ گیا یہ شخص نیک وعابد اور مطرف کے خاص دوستوں میں سے تھا، علاوہ اس کے مطرف کے اور ساتھی اور خود مطرف بھی اس جنگ میں بار حیات سے سبکدوش کر دیئے گئے، مطرف کو جس نے قتل کیا تھا اس کا نام عمر بن ہبیرہ فرازی تھا۔

جنگ کے بعد عدی نے اس جنگ میں کارنمایاں کرنے والوں کو حجاج کی خدمت میں انعام کی غرض سے بھیج دیا تھا اور بکیر بن ہارون وسوید بن سرحان کے لئے امان لے لی، حجاج اکثر کہا کرتا تھا کہ مطرف مغیرہ کا بیٹا نہیں ہے بلکہ مصقلہ بن سبرہ شیبانی کا ہے کیونکہ اکثر خوارج قبیلہ میں ربیعہ میں سے ہیں اور ان میں کوئی شخص قیس کے قبیلہ کا نہ تھا۔

مہلب کا فارس پر قبضہ:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ عتاب کی روانگی کے بعد حجاج کی طرف سے مہلب نے جنگ ازراقہ کے لئے نیشاپور میں قیام کیا تھا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہر کر لڑتا رہا، کرمان ازراقہ کے قبضہ میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں تھا جب خوارج کی رسد فارس بند ہوگئی تو مجبور ہو کر میدان جنگ سے کرمان کی طرف واپس ہوئے اور مقام جیرفت میں (کرمان کا ایک شہر ہے) پہنچ کر مورچہ قائم کیا مہلب نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا اور جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ چنانچہ جس وقت سارے فارس پر مہلب کا قبضہ ہو گیا اس وقت حجاج نے فارس کے صوبوں پر اپنے عمال روانہ کئے اور عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ فسا، دارابجرد اور اصطخر کو مہلب ہی کے قبضہ میں رہنے دو تا کہ خوارج سے جنگ میں اس کو ان سے مدد ملتی رہے۔

مہلب کی خوارج سے جنگ:......حجاج نے جنگ خوارج پر ابھارنے کے لئے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس روانہ کر دیا مہلب براء کی تحریک وترغیب سے خوارج پر اٹھ کھڑا ہوا صبح سے ظہر کے وقت تک انتہائی شدت سے لڑائی ہوتی رہی اور براء ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا ظہر پڑھ کر مہلب پھر سوار ہوا اور لڑائی چھڑ گئی شام تک اسی شدت سے لڑائی ہوتی رہی جیسا کہ اس سے پہلے تھی رات کے وقت براء مہلب کے پاس آیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مردانگی اور خوارج کا مقابلہ کرنے کی تعریف کرتا رہا صبح ہوئی تو حجاج کے پاس واپس گیا اور مہلب کے عذر کی معقولیت ظاہر کی اس جنگ کے بعد مہلب برابر اٹھارہ مہینے تک خوارج سے جنگ لڑتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد اتفاق سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

خوارج میں اختلاف:......بعض نے اس اختلاف کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ مقعطر ضبی نامی ایک شخص قطری کی طرف سے کرمان کے کسی شہر کا گورنر تھا اس نے خوارج میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا خوارج نے قطری سے مقعطر سے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا مقعطر سے غلطی ہوئی اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سابقین میں سے بھی ہے میں اس کو قتل نہیں کروں گا خوارج میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہو گیا اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ خوارج کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بے حد نقصان پہنچتا تھا مہلب نے ایک خط لکھ کر اس شخص کے حوالے کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو خوارج کے لشکر میں اس طرح چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تم کو نہ دیکھنے پائے اتفاق سے یہ خط خوارج کے سردار کے ہاتھ پڑ گیا کھولا تو لکھا ہوا تھا تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہنچ گئے ہیں اس کے صلہ میں ہم تم کو ایک ہزار دینار بھیج رہے ہیں۔ سردار لشکر نے تیر ساز کو بلا کر معلوم کیا تیر ساز نے انکار میں جواب دیا سردار لشکر نے اس کے قتل کا حکم دے دیا عبدربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہ قتل خوارج میں اختلاف کا باعث بنا۔

دوسری وجہ:......بعض کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے سامنے جاتے ہی سجدہ کرنا جیسے ہی اس نصرانی نے قطری کو سجدہ کیا خوارج نے اس کو قتل کر دیا اور اس الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبدربہ الکبیر کے حامیوں میں لڑائی ہوتی رہی اس کے بعد قطری طبرستان چلا گیا اور عبدربہ الکبیر کرمان میں ٹھہرا رہا۔

خوارج کی پسپائی:......مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اس پر محاصرہ کر لیا بالآخر عبدربہ الکبیر محاصرہ سے گھبرا کر اپنے مال حریم اور اسباب سمیت نکل کھڑا ہوا مہلب نے نہایت سختی سے حملہ کیا نامی گرامی جنگجو خوارج کے مارے گئے لڑتے لڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے خوارج انتہائی بے سروسامانی سے بھاگے مہلب کامیابی کے ساتھ جیرفت میں داخل ہوا اور چند گھڑی آرام کر کے تعاقب کرنے کی غرض سے سوار ہو گیا جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پر عبدربہ الکبیر کو جا گھیرا صبح سے دوپہر تک انتہائی شدت سے لڑائی ہوتی رہی یہاں تک کہ لڑنے والے لڑتے لڑتے تھک گئے۔ مہلب نے لڑائی موقوف کر دی مگر محاصرہ کئے رہا۔

عبدربہ الکبیر کا قتل:......اس کے بعد خوارج نے مرنے اور مارنے کا آپس میں عہد و پیمان کر کے دوبارہ لڑائی شروع کر دی اور اتنی مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اس کے ساتھیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اپنی جان بری سے ناامید ہو گیا تب اللہ تعالیٰ کی عنایت وامداد سے مہلب کو کامیابی ہوئی اور خوارج مارے گئے ان میں خود عبدربہ الکبیر بھی تھا اس خونریز معرکہ میں خوارج کے گروہ کا کوئی نہیں بچا مگر گنتی کے چند جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا۔

مہلب کی طلبی اور عزت افزائی:......کامیابی کے بعد مہلب نے ایک قاصد کو بشارت فتح سنانے کے لئے حجاج کی خدمت میں روانہ کیا حجاج کو

اس واقعہ کے سننے سے بہت خوشی ہوئی۔ اس نے بنومہلب کا حال پوچھا قاصد نے ایک ایک کی مردانگی کی تعریف کی حجاج نے پوچھا اس سب میں کون شخص سب سے زیادہ بہادر اور جری تھا؟ قاصد نے عرض کیا ''اصل یہ ہے کہ بنومہلب مثل ایک مضبوط حلقہ کے تھے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا تھا''۔ حجاج یہ سن کر ہنس پڑا مہلب کو شکریہ کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ کرمان پر جس کو مناسب سمجھو مقرر کر کے اس کی حفاظت پر حسب ضرورت لشکر ٹھہرا کر چند دنوں کے لئے میرے پاس آ جاؤ چنانچہ مہلب اپنے بیٹے زید کو کرمان پر مقرر کر کے حجاج کے پاس گیا حجاج نے اس کی بڑی توقیر کی اپنے قریب بٹھلایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے بندۂ بے دام ہو۔

قطری کا قتل:...... جن دنوں خوارج میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا حجاج نے سفیان بن الابرد کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری، عبیدہ بن ہلال اور ان خوارج کے سرکوبی کو جو ان کے ساتھ تھے طبرستان کی جانب روانہ کر دیا اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکر کوفہ کو لئے ہوئے اسی دن طبرستان کے قریب پہنچا جس دن سفیان بن ابرد کلبی پہنچا تھا دونوں نے متفق ہو کر قطری سے طبرستان کی ایک گھاٹی میں مقابلہ کیا جنگ کے دوران قطری کے ساتھی قطری سے علیحدہ ہو گئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا گرا، اس عرصے میں ایک عجمی یہاں سے ہو کر گزرا تو قطری نے پانی کی خواہش ظاہر کی عجمی نے اس خدمت کا معاوضہ طلب کیا قطری نے اپنے آلات حرب اسے دینے کا وعدہ کیا عجمی اس سے رخصت ہو کر غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیا قطری کا سر زخمی ہو گیا عجمی فرط خوشی سے چلا اٹھا ادھر چند لوگ اہل کوفہ کی طرف دوڑ پڑے جن میں سورہ بن حر تمیمی، جعفر بن عبدالرحمن بن مخنف اور صباح بن محمد بن اشعث تھا اور قطری کو قتل کر دیا ابوجہم قطری کا سر لے کر اسحاق بن محمد کے پاس گیا۔ چنانچہ اسحاق بن محمد حجاج کے پاس آیا اور حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

خوارج کا محاصرہ:...... قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بغیر جنگ وقتال خوارج کا محاصرہ کر لیا رسد وغلہ کی آمد بند کر دی، بھوک کی شدت اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھا گئے جب گھوڑے اور جانور بھی کافی نہ ہوئے تو مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھا کر محاصرہ توڑ کر لڑتے ہوئے نکلے، سفیان نے سب کو پامال کر کے ان کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود نباوند اور طبرستان میں جا کر قیام کیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حجاج نے واقع دیر جماجم کے کچھ دنوں پہلے اس کو معزول کر دیا۔

بعض علماء تاریخ کا بیان ہے کہ قطری اور عبیدہ کے مارے جانے سے جو آخری رؤساء خوارج تھے، خوارج کی حکومت ختم ہو گئی تھی، پہلا رئیس ان کا نافع بن ارزق تھا تقریباً بیس برس تک رہا یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم اس کو ۷۷ھ ہجری میں بیان کر آئے ہیں اس کے بعد ان کی کسی جماعت نے آخر صدی تک گوشۂ گمنامی سے سر نہیں نکالا۔

شوذب کا خروج:...... حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں سرصدی پر شوذب خارجی نے دوسو آدمیوں کے ساتھ سرزمین خونجی میں خروج کیا تھا یہ قبیلہ بنویشکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا ان دنوں عبدالمجید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب کوفہ کا گورنر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گورنر کے نام اس مضمون کا نام فرمان بھیج دیا کہ جب تک خوارج قتل وخونریزی اور فتنہ وفساد نہ کریں اس وقت تک ان سے مزاحمت نہ کرنا اور جب وہ ان افعال کے مرتکب ہوں تو کسی تندخو جوان مرد اور مستقل مزاج شخص کو ان کی سرکوبی پر مامور کر دینا عبدالمجید نے اس فرمان کے مطابق محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو دو ہزار فوج کے ساتھ شوذب کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک وہ قتل وخونریزی کا مرتکب نہ ہو چھیڑ چھاڑ نہ کرنا، چنانچہ محمد بن جریر نے شوذب کے مقابلہ پر پہنچ کر بغیر تحریک جنگ کے ڈیرے ڈال دیئے۔

عمر بن عبدالعزیز اور خوارج کا مناظرہ:...... عمر بن عبدالعزیز نے اسی زمانہ میں شوذب کے نام بھی ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا تھا ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے خلاف بغاوت کی ہے حالانکہ تم اس کے مستحق نہ تھے آ ؤ ہم تم سے مناظرہ کریں اگر ہم حق پر ہیں تو تم اس گروپ میں شامل ہو جاؤ جس میں سارے لوگ داخل ہیں اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمہارے بارے میں غور کریں گے۔ بسطام نے خط پڑھ کر عاصم حبشی (بنوشیبان کے آزاد کردہ غلام) اور بنویشکر کے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کی غرض سے روانہ کیا مقام مناظرہ میں یہ دونوں شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے آپ نے پوچھا تم لوگوں کو کس بات نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے؟

عاصم: ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیال انتقام پیدا نہیں ہوا تم بے شک عدل وانصاف سے کام لیتے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کرسی خلافت پر تم کس طرح بیٹھے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور غلبہ۔

عمر بن عبدالعزیز: نہ تو میں نے اس کی خواہش کی ہے اور نہ میں نے بزور غلبہ اس کو حاصل کیا ہے بلکہ مجھ سے پہلے ایک شخص نے میری ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی اس بناء پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی اور کسی نے اس سے اختلاف یا انکار نہیں کیا اور تمہارا مذہب بھی یہ ہی ہے کہ امیر المؤمنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں۔

عاصم اور اس کے ساتھی نے کہا: لیکن ایک بات باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال وحرکات کی مخالفت کی ہے اور اس کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو چنانچہ اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ نہایت گمراہی و بے دینی پر رہے ہیں تو ان سے بیزاری کرو اور ان پر لعنت بھیجو۔

عمر بن عبدالعزیز: ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے آخرت کے ارادے سے خروج کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کا راستہ بھول گئے۔ ہرگز اللہ تعالیٰ نے لعنت کرنا کسی پر مشروع نہیں کیا ہے اور نہ ہی رسول اللہ (ﷺ) کو لعنت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ اسلام) نے کہا ہے **ومن عصانی فانك غفور الرحیم** (اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بے شک تو غفور الرحیم ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اولئك الذین هدی اللّٰه فبهدهم اقتده** (یہی لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے چنانچہ انہی کے راستے کی پیروی کر) میں نے ان کے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے ان کی اتنی ہی مذمت کافی ہے اور اگر گنہگاروں پر لعنت کرنا واجب ہے تو تم پر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعنت کیا کرو حالانکہ تم اس پر لعنت نہیں کرتے اور وہ بدترین خلائق تھا چنانچہ میں کیسے اپنے خاندان پر لعنت کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں بے شک وہ ظلم کرنے سے کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول ﷺ نے لوگوں کو ایمان شریعت کی طرف بلایا ہے جو اس پر عمل کرے گا اس سے وہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص نئی بات کو پیدا کرے گا اس پر حد جاری کی جائے گی۔

عاصم اور اس کے ساتھی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو توحید اور نازل شدہ حکم کے اقرار کی بھی تو دعوت دی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز: نے جواب دیا کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں سنت رسول اللہ پر ﷺ عمل نہیں کروں گا اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر خود کو ورطہ گمراہی میں ڈال دیا تھا۔

عاصم: نے کہا تم ان سے بیزاری کرو اور ان کے احکام کو رد کر دو۔

عمر بن عبدالعزیز: تم لوگ یہ تو جانتے ہو کہ حضرت ابوبکر نے اہل ردت سے جس وقت جنگ کی تھی، ان کی خونریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو لونڈی غلام بنالیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو فدیہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں کسی ایک سے بیزاری نہیں ظاہر کرتے ہو اچھا اہل نہروان کے بارے میں کیا جواب دو گے؟ تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروپ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ لڑے اور نہ ان سے متعرض ہوئے تھے اور جو اہل بصریٰ نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو مار ڈالا تھا جو حاملہ تھیں، اُن گروہوں میں جو نہیں لڑا تھا ان سے قاتلین اور متعرضین سے بیزاری ظاہر نہیں کی اور نہ تم ان میں سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو تم لوگوں کو یہ بات کس طرح نفع بخش ہو جب کہ تم جانتے ہو کہ ان کے عمال میں اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کر رہے ہو حالانکہ مذہب اور دین ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو بے شک رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو امان دی ہے جس نے شہادت اسلام یعنی (**لاالٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه**) کی دی ہے اور اس کا مال اور خون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اسی شخص کو قتل کر رہے ہو اور باقی مذہب والوں کو امان دیتے ہو اور ان کے مال وخون کو ناجائز سمجھتے ہو۔

عاصم کے ساتھی نے کہا: اس شخص کے بارے میں کیا کہو گے جو ایک قوم کی جان ومال کا متوالی بنایا گیا اور اس میں اس نے عدل وانصاف سے کام لیا مگر اپنے بعد کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جو غیر مامون تھا کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس شخص نے اس قرض کو ادا کر دیا جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کیا گیا تھا پھر تم کیوں اس خلافت کو اپنے بعد یزید کے سپرد کرتے ہو باوجود اس علم کے کہ یزید عدل وانصاف سے کام نہیں لے گا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا: یزید کو ولی عہد میں نے نہیں بنایا بلکہ میرے سوا دوسرے نے اس کو متوالی بنایا تھا اور مسلمانوں کو میرے بعد اس کا حق حاصل ہوگا۔

عاصم کے ساتھی نے کہا: تو کیا جس نے یزید کو ولی عہد بنایا تھا وہ حق پر تھا؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر رو پڑے اور تین دن تک ان دونوں کو قیام کرنے کو کہا عاصم اور اس کا یشکری ساتھی عمر بن عبدالعزیز کے دربار خلافت سے اٹھ کر اپنی رہائش گاہ پر آئے اس کے بعد عاصم حضرت عبدالعزیز کی خدمت میں واپس گیا اور خوارج کے عقائد سے توبہ کر لی یشکری نے عاصم سے کہا جو ابھی میں نے کہا ہے اس کو ان لوگوں کے سامنے پیش کرو اور ان کی حجت و دلائل پر غور کرو عاصم نے کچھ جواب نہیں دیا۔

اور یشکری سے علیحدہ ہو کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں قیام پذیر ہو گیا عمر بن عبدالعزیز نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور چند دن بعد انتقال ❶ کر گئے اور محمد بن جریر اپنے قاصد کی واپسی کا انتظار کرتے رہے تھے۔

محمد بن جریر کی پسپائی:...... حضرت عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن (امیر کوفہ) نے محمد بن جریر کے پاس شوذب سے جنگ چھیڑ دینے کا حکم بھیجا اس سے پہلے کہ شوذب کو عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا حال معلوم ہوتا یا اس کے بھیجے ہوئے آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مباحثہ کرنے گئے تھے واپس آئے خارجیوں نے محمد بن جریر کو جنگ پر تیار دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ بالیقین وہ مرد صالح (عمر بن عبدالعزیز) انتقال کر گیا ہے اس لئے ان لوگوں نے وعدہ خلافی کی ہے الغرض لڑائی ہوئی چند لوگ خوارج کے اور اکثر آدمی لشکر کوفہ کے کام آ گئے محمد بن جریر شکست کھا کر بھاگا۔ خوارج کوفہ تک تعاقب کر کے پھر اپنے مورچے پر لوٹ آئے اسی دوران وہ دونوں آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کرنے گئے تھے واپس آ گئے اور عمر بن عبدالعزیز کے واقعہ سے آگاہ کیا گیا۔

شوذب کا قتل:...... اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے تمیم بن حباب کو دو ہزار فوج کے ساتھ شوذب کے مقابلہ پر روانہ کیا اور شوذب نے اس کو بھی اس کے ساتھیوں سمیت شکست دے دی اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے شجاع بن وداع کو دو ہزار کی فوج کے ساتھ جنگ شوذب پر مقرر کیا مگر شوذب نے اس کو قتل کر کے اس کے ساتھیوں کو بھی شکست فاش دے دی مگر اس جنگ میں شوذب کا چچازاد بھائی مارا گیا۔ خوارج اس وقت تک اپنے ہی مورچے پر قائم اور اپنے ہی لشکر گاہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہی دنوں میں مسلمہ بن عبدالملک کوفہ آیا اور سعید بن عمر حرشی جو کہ ایک نامی گرامی سپہ سالار اور نہایت تجربہ کار جنگجو تھا اسے جنگ شوذب پر مقرر کیا۔ خوارج نے پہلے آپس میں مرنے اور مارنے کا عہد و پیمان کیا اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے اور بار بار سعید کو شکست دی بالآخر لشکر شام کو للکارا ایسا پُر زور حملہ کیا کہ خوارج کو آٹے کی طرح پیس دیا شوذب اور اس کے سارے ساتھی قتل کر دیئے گئے شخص بھی اس واقعہ میں زندہ نہیں بچا۔

بہلول بن بشر بن شیبان:...... اس واقعہ کے بعد خوارج نے طویل عرصہ تک دم نہیں مارا یہاں تک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک ۱۲۰ھ میں بہلول بن بشر شیبان الملقب بہ کثارہ نے بغاوت کی، سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہلول حج کرنے گیا تھا مکہ میں اپنے ہم خیال اور ہم آہنگ لوگوں سے مل کر خروج کی رائے قائم کی اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے موصل کے ایک گاؤں میں ایک وقت مقررہ کے ملنے کا آپس میں وعدہ و اقرار کیا، چنانچہ وقت مقررہ پر سب کے سب جمع ہوئے جن کی تعداد چالیس افراد سے زیادہ کی نہ تھی اور ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر بہلول کو اپنا سردار بنایا اور اپنے آپ کو چھپا کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ہم لوگ ہشام کے پاس سے آ رہے ہیں رفتہ رفتہ اس گاؤں سے گزرے جہاں بہلول سے سرکہ خریدا تھا اور اتفاق سے وہ شراب نکلی تھی، بہلول نے اسے واپس کرنے کا کہا تھا مگر دکاندار نے واپسی سے انکار کر دیا تھا گاؤں کے نمبردار کے سامنے جھگڑا پیش ہوا تو اس نے بہلول کو جھڑک کر کہا تھا یہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے۔

بہلول بن بشر کا خروج:...... بہلول نے پہنچتے ساتھ ہی نمبردار کو قتل کر کے اپنے ارادے کو ظاہر کر دیا اور خالد قسری پر حملہ کرنے کی غرض سے واسط

❶ ...... تاریخ الکامل میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے پندرہ روز بعد عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی تھی بنو امیہ نے اس خوف سے کہ کہیں ہمارا مال و اسباب ضبط نہ کر لیا جائے اور یزید ولی عہدی سے معزول نہ کر دیا جائے عمر بن عبدالعزیز کو زہر دلوا دیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۳)

کی طرف کوچ کر دیا الزام یہ عائد کیا تھا کہ مسجدوں کو ڈھاتا ہے اور کلیسوں کو قائم کرتا ہے اور مجوسیوں کو مسلمانوں کا حاکم مقرر کرتا ہے خالد کو اس کی خبر ملی تو وہ واسط سے حیرہ چلا گیا جہاں پر ایک لشکر بنوقین کا جن کی تعداد چھ سو تھی جو شام سے حاکم ہند کی امداد کے لئے آیا تھا، خالد نے اس لشکر کو اس کے سردار کی ماتحتی میں جنگ بہلول پر مقرر کر دیا اور جنگی پولیس کے دو سپاہی اس لشکر میں مزید بھیج دیئے۔ دریائے فرات پر جنگ کی نوبت آئی مگر بہلول نے پہلے ہی حملہ میں لشکر شام کے سردار کو قتل کر دیا اور لشکر شکست کھا کر کوفہ چلا گیا۔

بہلول کا خاتمہ:......خالد نے بنوحوشب بن یزید بن رویم سے عابد شیبانی کو بہلول سے جنگ پر مقرر کیا چنانچہ موصل وکوفہ کے درمیان مڈبھیڑ ہوگئی بہلول نے اس کو بھی شکست دے کر اسی دن موصل کے لئے کوچ کر دیا تھوڑی دور چل کر یہ رائے قائم کر کے کہ ہشام پر حملہ کرنا چاہئے لہٰذا شام کی طرف مڑ گیا اس طوفان کی روک تھام کے لئے خالد نے عراق سے گورنر جزیرہ نے جزیرہ سے اور ہشام نے شام سے فوجیں روانہ کیں جو موصل اور جزیرے کے درمیان کحیل پر جمع ہوگئیں ان لوگوں کی تعداد بیس ہزار تھی اور بہلول کے صرف ستر آدمی تھے، لڑائی شروع ہوئی خوارج نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا جنگ کے دوران بہلول زخمی ہو کر گرا اس کے ساتھیوں نے پوچھا کس کو ہم آپ کے بعد امیر بنائیں جواب دیا وعامہ شیبانی کو اور اس کے بعد عمر یشکری کو۔ قضائے الٰہی سے اسی رات بہلول مر گیا۔ صبح ہوئی تو وعامہ اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا تب عمر یشکری نے علم اپنے ہاتھ میں لے کر خروج کیا، زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ اسے بھی مار ڈالا گیا۔

بختری کا خروج:......اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا یہ اسی لقب سے معروف تھا۔ خالد نے سمط بن مسلم کو چار ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا فرات کے کنارے پر جنگ کی نوبت آئی خوارج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اتفاق سے اہل کوفہ کے غلاموں اور بازاری آدمیوں کا سامنا ہو گیا ان لوگوں نے ایسی سنگ باری کی کہ خوارج کے گروہ میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچ سکا۔

وزیر سختیانی کا خروج:......اس کے بعد وزیر سختیانی نے چند افراد کے ساتھ حیرہ پر خروج کیا چنانچہ یہ جس گاؤں کی طرف ہو کر گزرتا تھا اسے جلا دیتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا خالد نے اس کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا جس نے وزیر سختیانی کے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اس کو زخمی کر کے خالد کے پاس گرفتار کر کے لائے وزیر سختیانی نے خالد سے ایسی باتیں کیں جس سے خالد نے خوش ہو کر اس کی سزائے موت معاف کر دی اکثر رات کو وزیر سختیانی دل بہلانے کی غرض سے قصہ کہا کرتا تھا کسی نے ہشام بن عبدالملک سے جڑ دیا کہ خالد نے ایک حروری رضا کار کو جو واجب القتل تھا گرفتار کیا تھا مگر اس کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ شب کو اس سے قصہ کہلواتا ہے ہشام نے خالد کے پاس وزیر سختیانی کے قتل کا فرمان بھیج دیا، چنانچہ خالد نے اسے قتل کر دیا۔

صحاری بن شبیب کا خروج:......اس کے بعد صحاری بن شبیب بن یزید نے اطراف جبل میں خروج کیا تھا اور خروج سے پہلے یہ شخص خالد کے پاس آیا تھا (میراث) کا سوال کیا خالد نے جواب دیا تم کو اس سے کیا حاصل ہے صحاری یہ جواب پا کر جبل کی طرف چلا گیا خالد کو اپنے اس جواب دینے سے ندامت ہوئی تلاش کرایا مگر دستیاب نہ ہوا، صحاری نے جبل میں پہنچ کر جہاں پر چند لوگ تمیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا کہ فلاں شخص جو قعدہ صفریہ سے تھا اس کے بدلہ میں اس کو مار ڈالوں چونکہ خالد نے اس شخص کو ظالمانہ طور سے مار ڈالا تھا لہٰذا تیم اللات کے تیس آدمیوں نے اس کے ساتھ خروج کر دیا اطراف مناور میں مقابلہ ہوا فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا بالآخر صحاری اور اس کے سارے ساتھی مار ڈالے گئے۔

ضحاک بن قیس:......ان واقعات کے بعد خوارج میں پھر ایک تازہ جوش ان دنوں پیدا ہوا جب کہ عراق وشام میں فتنہ وفساد برپا ہو رہا تھا اور مروان اس بغاوت کو ختم کرنے میں مصروف تھا سرزمین کفرتوثا میں سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کے ساتھ علم بغاوت بلند کیا یہ حروریوں کے خیالات کا پابند تھا انہی دنوں بسطام بیہسی نے ربیعہ کے اتنے ہی آدمیوں کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا سعید نے اپنے سپہ سالار خیبری کو ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ بسطام کے مقابلہ پر بھیجا، چنانچہ رات کے وقت خیبری نے بسطام پر چھاپہ مارا سوائے چودہ آدمیوں اور باقی سب بسطام سمیت مار ڈالے گئے۔ اس کے بعد سعید بن بہدل یہ خبر پا کر اہل عراق میں اختلاف ہو گیا، عراق کی طرف چلا گیا اور وہیں جا کر مر گیا ضحاک بن قیس اس کا جانشین بنا سرزمین سراۃ میں اس کی امارت کی بیعت کی گئی۔ تکمیل بیعت کے بعد موصل زور میں آیا چنانچہ فرقہ

صفریہ کے چار ہزار یا اس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔

ضحاک بن قیس کا خروج: ......اس دوران مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے نضر بن سعید حریشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے مقام حیرہ میں چارج دینے سے انکار کر دیا تو نضر کوفہ واپس آیا اور لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز پر چڑھائی کر دی، چنانچہ مہینوں تک لڑائی ہوتی رہی اس واقعہ میں مضر یہ مروان کی حمایت کی وجہ سے نضر کے ساتھ تھے کیونکہ یہ ولید کے انتقام کا طالب تھا اور ولید کی ماں قسیسہ قبیلہ مضر سے تھی اور اہل یمن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے اس لئے کہ یہ لوگ یزید کے ساتھ قتل ولید میں شریک تھے جس وقت کے خالد قسری یوسف کے حوالے کیا گیا تھا اور یوسف نے اس کو قتل کیا تھا ضحاک وخوارج نے اس اختلاف سے مطلع ہو کر ۱۲۷ھ میں عراق کا رخ کر لیا عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے خط و کتابت کر کے خوارج سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ساز باز کر لی اور دونوں سے متفق ہو کر کوفہ میں لشکر مرتب کیا ہر شخص اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سارے لشکر کا سردار تھا ضحاک نے قریب کوفہ پہنچ کر نخلیہ میں پڑاؤ کیا، پھر قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کے مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہوئی صبح سے عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی اور پھر قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کو شکست ہوئی خوارج نے ایک مورچے تک ان کا تعاقب کیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ ہوا، تیسرے دن کی لڑائی میں اکثر کمانڈر میدان جنگ سے منہ چھپا کر واسط بھاگ گئے ان میں نضر بن سعید حریشی، منصور بن جمہور اور اسماعیل بن برادر خالد قسری وغیرہ بھی تھے مجبور ہو کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا گیا اور ضحاک نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔

عبداللہ بن عمر اور ضحاک: ......جیسے ہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط میں پہنچے نضر سے لڑائی چھڑ گئی ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے گھبرا کر موافقت کر لی اور متفق ہو کر ضحاک کے مقابلہ پر آ گئے پھر ایک مدت دراز تک لڑتے رہے یہاں تک کہ لڑائی نے فریقین کے دانت کھٹے کر دیئے، منصور اپنے گروپ سے علیحدہ ہو کر ضحاک اور خوارج سے آملا اور اس کی بیعت کر لی اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اس مقصد سے کی گئی تھی کہ خوارج اس کو چھوڑ کر مروان سے مصروف جنگ ہو جائیں۔

سلیمان بن ہشام حمص سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس سے اس لئے بھاگ کر آیا تھا کہ اہل حمص نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور مروان ان کا مخالف تھا چنانچہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ضحاک کی بیعت کر لی اور اس کو مروان کے خلاف ابھارا اور شباب حروری کی بہن سے نکاح کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

ضحاک کا موصل پر قبضہ: ......صلح کرنے کے بعد ضحاک کوفہ واپس آیا اور پھر کوفہ سے محاصرہ واسط کے بیسویں دن اہل موصل نے ساز باز کر کے موصل کی طرف بڑھا ان دنوں میں موصل میں (مروان کی جانب سے) قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا اہل شہر نے پناہ کے دروازے کھلوائے اور ضحاک شہر میں گھس گیا، قطران اپنے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی چونکہ آدمی کم تھے چنانچہ سب کے سب مارے گئے۔

ضحاک نے موصل اور مضافات پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت ملی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو (جو اس کی طرف سے جزیرہ کا نائب تھا) نصیبین ❶ کی جانب روانہ ہونے کا حکم بھیجا تا کہ ضحاک کو جزیرہ کے درمیان رکاوٹ سے روک دے۔

ضحاک بن قیس کا قتل: ......چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ نصیبین کی جانب روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ نصیبین پہنچ گیا تھا چنانچہ ضحاک نے اس کا محاصرہ کر لیا اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی مروان تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی نصیبین کو بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہو گیا اطراف کفر توتا میں ضحاک سے مڈبھیڑ ہو گئی صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی مغرب کے وقت ضحاک نے چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ پیادہ پا ہو کر میدان جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑائی ہوئی کہ عشاء کے قریب سب کے سب قتل کر دیئے گئے ضحاک کی لاش مقتولین میں چھپ گئی۔ بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی اس کے بعد مروان نے اس کا سر اتار کر بدلا جزیرہ بھیج ❷ دیا۔

---

❶ ......اس مقام پر جگہ خالی ہے مقام کا نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے لکھا ہے (مترجم) ❷ ......اصل کتاب مدائن کا لفظ نہیں ہے یہ نام تاریخ الکامل ابن اثیر صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے نقل کیا گیا ہے)

خبیری کا قتل:......صبح ہوئی تو خوارج نے خبیری کے ہاتھ پر بیعت کی جوضحاک کے لشکر کا سپہ سالار تھا اور مروان کے ساتھ میدان جنگ میں مصروف ہو گئے دو پہر کے وقت مروان شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا خوارج نے اس کے خیمہ تک پہنچ کے طنابیں کاٹ دیں خبیری اس کے فرش کے پر بیٹھ گیا اس کے لشکر دونو بازو بدستور لڑ رہے تھے مروان کے میمنہ پر عبداللہ بن مروان تھا اور میسرہ پر اسحاق بن مسلم عقیلی۔لشکر مروان نے خوارج کی تعداد کی کمی کا احساس کر کے مروان کی خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چوبیں لے کر ٹوٹ پڑے اور سب کو تھوڑی ہی دیر میں ڈھیر کر دیا انہی لوگوں میں خبیری بھی تھا باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے،مروان یہ خوشخبری سن کر تقریباً چھ میل سے اپنی لشکر گاہ سے واپس آیا۔

شیبان حروری:......خوارج نے بھی لوٹ کر شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ شیبان عبدالعزیز لشکری کا بیٹا تھا ابوالدلف اس کی کنیت مروان نے ان واقعات کے بعد جنگ کرنا چھوڑ دی تھی دستہ دستہ فوج یکے بعد دیگرے جنگ کی غرض سے میدان جنگ میں بھیجتا تھا ایک مدت تک اسی صورت میں لڑائی جاری رہی اکثر خوارج شیبان سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے شہروں میں واپس آ گئے بقیہ خوارج سلیمان بن ہشام کی ایماء پر جنگ سے مجبور ہو کر موصل چلے گئے اور دجلہ کی مشرقی جانب لشکر مرتب کیا۔متعدد پل بندھوائے مروان نے تعاقب کیا۔نو ماہ مکمل لڑائی ہوتی رہی فریقین کی جانب سے ایک بڑی تعداد اس معرکے میں کام آ گئی۔سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ گرفتار ہو گیا مروان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اس کے بعد گردن ماردی۔

خوارج کی شکست:......انہی دنوں مروان نے ایک فرمان عراق روانگی کے لئے یزید بن عمر ہبیرہ کے نام قرقیسہ میں بھیج دیا اور ساتھ ہی اس کے گورنری عراق کی سند بھی بھیج دی کوفہ میں اس وقت قبیلہ قریش سے مثنی بن عمران عابدی خوارج نائب تھا مقام عین التمر میں ابن ہبیرہ سے سامنا ہو گیا مثنی اور ابن ہبیرہ ایک دوسرے سے گتھ گئے میدان ابن ہبیرہ کے ہاتھ رہا خوارج کو شکست ہوئی اس کے بعد نخلیہ میں خوارج نے مورچہ قائم کیا ابن ہبیرہ نے پھر شکست دے دی کمک کے لئے ہاتھ روانہ کیا مگر پھر بھی ابن ہبیرہ کے ہاتھ سے شکست کھا گئے عبیدہ بن سوار معرکہ جنگ میں کام آ گیا ابن ہبیرہ نے اس کے لشکر گاہ کی غنیمت کو لشکریوں کے لئے مباح کر دیا اس آخری جنگ میں خوارج کی ہمت پست ہو گئی۔

عبداللہ بن عمر کی گرفتاری:......منصور بن جمہم خوارج کے ساتھ تھا جب پے در پے شکست ہوتی رہی تو یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا ابن ہبیرہ مابین اور پورے بلاد جبلیہ پر قبضہ کر کے واسط پہنچ گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گرفتار کر کے قید کر دیا ابن عمر کی جانب سے اہواز کا گورنر سلیمان بن حبیب تھا۔ابن ہبیرہ نے اس کی طرف نباتہ بن حنظلہ کو اور سلیمان نے یہ خبر پا کر نباتہ کے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو روانہ کیا۔(مقام مرتان) کنارہ دجلہ پر جنگ کی نوبت آئی جس میں داؤد کو شکست ہوئی اور وہ جنگ کے دوران مارڈالا گیا۔

جون ابن کلاب کا قتل:......اس واقعہ کے بعد مروان کے حکم کے مطابق ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبانہ مزنی کو آٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ نباتہ کی کمک پر روانہ کیا شیبان کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اس کی روک تھام کرنے کی غرض سے جون بن کلاب خارجی کو ایک لشکر دے کر بھیجا مقام سن میں ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔عامر شکست کھا کر سن میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا مروان خشکی کے راستے اس کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور منصور بن جمہور جبل سے سلیمان کے پاس امدادی لشکر بھیج رہا تھا۔جب عامر کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی تو محاصرہ توڑ کر جون اور ان خوارج کی طرف نکل کھڑا ہوا جو اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے چنانچہ خوارج کو شکست ہوئی اور قتل ہو گیا۔

شیبان کی شکست وفرار:عامر نے خوارج کے لئے موصل کا رخ کیا شیبان یہ خبر پا کر خوارج کے ساتھ موصل سے کوچ کر گیا عامر مروان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ مروان نے اسے ایک بڑی تعداد کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر مامور کر دیا چنانچہ عامر رفتہ رفتہ جبل پہنچا اور پھر جبل سے روانہ ہو کر بیضاء فارس کی طرف نکل گیا بیضاء فارس میں ان دنوں عبداللہ بن معاویہ بن حبیب بن جعفر تھا عبداللہ بن معاویہ نے عامر کو اپنا حریف سمجھ کر لشکر مرتب کیا اور بیضاء سفر سے کرمان آ گیا عامر نے یہ سن کر کرمان کا رخ کیا مقابلہ پر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی۔لڑائی ہوئی عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگ گیا اور عامر اپنے لشکر کے ساتھ جیرفت میں شیبان اور خوارج کے ساتھ جا ٹھہرا،اس معرکہ میں خوارج کو شکست ہوئی اور ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔شیبان نے سجستان میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۱۳۰ھ میں مر گیا۔

شیبان کا خاتمہ:...... بعض کا بیان ہے کہ مروان وشیبان سے موصل میں ایک ماہ تک لڑائی ہوئی تھی اس کے بعد شیبان نے شکست کھا کر فارس میں جا کر دم لیا عامر بن ضیاء اس کے تعاقب میں تھا جب شیبان کو فارس میں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تع جزیرہ ابن کا دان چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا جس وقت سفاح تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حارثہ بن خزیمہ کو جزیرہ ابن کا دان میں خوارج سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ حارثہ ایک عظیم الشان لشکر لے کر بصریٰ پہنچا اور بصریٰ سے کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ ابن کا دان کو روانہ ہوا اور فضالہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو افراد کے ساتھ شیبان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ پہلے ہی حملہ میں شیبان شکست کھا کر عمان پہنچ گیا عمان کا گورنر جلبندی بن مسعود بن جعفر بن جلبندی سے لڑائی ہوئی جلبندی نے شیبان کو اس کے حامیوں سمیت میدان جنگ میں مار ڈالا۔ (یہ واقعہ ۱۳۴ھ کا ہے)

شیبان بن ہشام کا انجام:...... سلیمان بن ہشام اپنے خدام اور اہل وعیال کے ساتھ شیبان کے جزیرہ کی طرف روانگی کے بعد ابن کا دان کشتی پر سوار ہو کر ہند کی جانب چلا گیا یہاں تک کہ سفاح کے خلافت کی بیعت لی گئی اور سلیمان یہ خبر پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا سدیف خادم سفاح نے ذیل کے دو اشعار پڑھے۔

لا یعرنک ماتری من رجال ❶ ان بین الضلوع داء دویا

نصنع السیف وارفع السوط حتی لاتری فوق ظھرھا امویا

سفاح نے یہ سنتے ہی سلیمان بن ہشام کے قتل کا حکم صادر کر دیا

مروان کی حران روانگی:...... مروان، شیبان کی موصل روانگی کے بعد اپنے جائے قیام حران لوٹ آیا اور وہیں ایک مدت تک ٹھہرا رہا کچھ عرصہ بعد زاب چلا گیا اور شیبان موصل سے خراسان میں آ گیا یہ وہ وقت تھا کہ نصر بن سیار کرمانی اور حرث بن شریح میں آپس میں جھگڑا ہو رہا تھا اور ابومسلم نے خلافت عباسیہ کی دعوت کا اعلانیہ اظہار کر دیا تھا اس کو بھی ان لوگوں کے ساتھ چند پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا جس کو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اس نے علی بن کرمانی سے جنگ نصر بن سیار سے ساز باز کر لی تھی۔ چنانچہ جب کرمانی نے ابومسلم سے صلح کر لی جیسا کہ اوپر پڑھ چکے ہیں تو شیبان نے کرمانی سے علیحدگی اختیار کر لی اور یہ سمجھا کر کہ مجھے ان دونوں کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے مرو سے چلا گیا اس کے بعد نصر بن سیار سرخس کی طرف بھاگ گیا جس سے ابومسلم کی حکومت کو خراسان میں ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا اس وقت اس نے شیبان کو کہلوایا کہ تم خلیفہ سفاح کی خلافت کی بیعت کر لو یا میدان جنگ میں آ جاؤ مگر شیبان نے انکار میں جواب دیا اور کرمانی سے فوجی امداد مانگی لیکن کرمانی نے سوکھا سا جواب دے دیا شیبان مجبور ہو کر سرخس چلا گیا ایک بڑا گروہ بکر بن وائل کا اس کے پاس جمع ہو گیا ابومسلم نے چند لوگوں کو شیبان کے پاس صلح کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ شیبان نے ان سب کو قید کر دیا۔ جس پر ابومسلم نے جھلا کر بسام بن ابراہیم (بنولیث کے آزاد کردہ غلام) کو شیبان سے جنگ کرنے بھیج دیا چنانچہ بسام اور شیبان کی لڑائی ہوئی میدان بسام کے ہاتھ پر رہا۔ شیبان چند لوگوں سمیت جو کہ قبیلہ بکر بن وائل کے تھے مار ڈالا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابومسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر شیبان سے لڑنے بھیجا تھا۔ جس کے سردار خزیمہ بن حازم اور بسام بن ابراہیم تھے۔

ابوحمزہ خارجی:...... ابوحمزہ خارجی کا نام مختار بن عوف ازدی بصری تھا اور مذہبی طور پر اباضیہ کے عقائد کا پابند تھا۔ ہر سال موسم حج میں آتا تھا اور مروان کے خلاف لوگوں کو ابھارتا تھا۔ ۱۲۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ معروف بن طالب الحق حضرموت سے آیا اور ابوحمزہ کا کلام سن کر بولا" تم میرے ساتھ چلو میں اپنی قوم کا سردار ہوں" چنانچہ ابوحمزہ عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق کے ساتھ حضرموت چلا گیا اور اس سے بیعت کر لی اگلے سال ۱۲۹ھ میں عبداللہ بن طالب حق نے ابوحمزہ کو بلخ میں عقبہ ازدی سمیت سات سو افراد کے ساتھ موسم حج میں مکہ کی جانب روانہ ہوا موقف میں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل عبدالواحد سلیمان بن عبدالملک تھا اس نے ابوحمزہ سے ایام حج اور واپسی حج تک مصالحت رکھنے کی درخواست کی چنانچہ ابوحمزہ اور بلخ بن عقبہ اس بات پر راضی ہو گئے۔

❶ ...... جن لوگوں کو تو دیکھ رہا ہے وہ تجھے نہیں جانتے بے شک پسلیوں کے درمیان بیماری ہوئی ہے لہٰذا تلوار رکھ کر کوڑا اٹھالے حتیٰ کہ مجھے (اس کی) کمر پر بال نظر نہ آئیں۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور ابوحمزہ میں مصالحت:...... عبدالواحد نے مقام منی میں قیام کیا اور ابوحمزہ قرن الثعالب میں خیمہ زن ہوا عبدالواحد نے عبیداللہ بن حسن بن حسن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان، عبدالرحمٰن بن قاسم، محمد بن ابی بکرہ، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو چند ایسے ہی بزرگوں کے ساتھ ابوحمزہ کے پاس صلح کی مضبوطی کی غرض سے بھیجا ابوحمزہ کا علوی وعثمانی نسب سن کر چہرہ بگڑ گیا مگر بکری (صدیقی) عمری (فاروقی) کا نام سنتے ہی ہشاش بشاش ہوکر بولا ہم نے تمہارے ہی دونوں کے باپوں کی سیرت کے پھیلانے اور انہی کے اقتداء کے خیال سے بغاوت کی ہے، عبیداللہ بن حسن نے کہا ''ہم اس مقصد سے تمہارے پاس نہیں آئے کہ تمہارے آباؤ اجداد کی آپس میں فضیلت بیان کرو بلکہ ہم امیر کی طرف سے سفیر بن کر آئے ہیں اور ربیعہ اور ابوحمزہ میں میعاد مقررہ تک صلح قائم رکھنے کا باہم عہد و پیمان ہوگیا۔

عبدالواحد کی عہد شکنی:...... عبدالواحد پہلے ہی قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلا گیا اور اہل مدینہ کو ابوحمزہ کے آنے سے خبردار کر کے اس کو جنگ پر ابھار دیا روزینہ میں بھی دس دس درہم کا اضافہ کر دیا۔ جس لشکر کو ابوحمزہ کی جنگ کے لئے مرتب کیا تھا اس پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن عثمان کو مقرر کر کے کوچ کا حکم دے دیا مقام قدیہ میں جس وقت یہ لشکر پہنچا ابوحمزہ کے سفیر امان حاصل کر کے اہل مدینہ کے لشکر میں آئے اور یہ درخواست پیش کی کہ تم ہم سے جنگ نہ کرو ہمیں اور ہمارے دشمن کو چھوڑ دو ہم اور وہ نپٹ لیں گے مگر اہل مدینہ نے اس کو منظور نہ کیا۔

مدینہ میں قتل عام:...... اس دوران ابوحمزہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ میں پہنچ گیا یہ لوگ بظاہر آلات حرب سے آراستہ نہ تھے اور نہ ان کی شکل وصورت سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ لوگ لڑیں گے مگر جس وقت اہل مدینہ کے انکار کا حال معلوم ہوا تو ابوحمزہ کے ساتھی جھرمٹ باندھ کر نکل پڑے اور ان کو نہایت بے رحمی سے قتل کرنا شروع کر دیا تقریباً سات سو آدمی قبیلہ قریش کے مارے گئے اس کی خبر عبدالواحد تک پہنچی تو وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور ابوحمزہ نصف ماہ صفر ۱۳۰ھ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا خطبہ دیا اور علی الاعلان اپنی دعوت کا اظہار کیا وعظ کہا اور ان لوگوں کے افعال کو رد کیا اور ان کی رائے کی بڑائی بیان کی جو ان کے عیوب بیان کرتے تھے اور ایسے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آیا کہ سارے اہل مدینہ نے بطیب خاطر اس کی تقریر سنی کہتا تھا ''من زنا فھو کافر و من سرق فھو کافر'' (جس شخص نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے) تین ماہ تک مدینہ منورہ میں ٹھہرا رہا۔

ابوحمزہ کا قتل:...... اس کے بعد ان لوگوں سے رخصت ہوکر شام کی طرف روانہ ہوگیا اس کی روانگی سے پہلے مروان نے خوارج سے جنگ کرنے کے لئے عبدالملک بن محمد بن عطیہ ابن ہوزن سے مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ خوارج شکست کھا کر بھاگے اور ابوحمزہ مارا گیا۔ باقی سپاہیوں نے بھاگ کر مدینہ میں جان بچائی۔

طالب الحق کا قتل:...... ابن عطیہ بھی ان کے تعاقب میں مدینہ تک پہنچ گیا ایک ماہ قیام کر کے مدینہ منورہ میں ولید ابن عروہ (اپنے بھتیجے) کو اور مکہ معظمہ میں سے اہل شام میں سے ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر یمن کی طرف روانہ ہوگیا عبداللہ طالب الحق کو اس کی روانگی کی خبر ملی اس وقت وہ صنعاء میں تھا تو وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے جنگ کے ارادے سے نکل پڑا طالب الحق اور ابن عطیہ کی لڑائی جس میں طالب الحق مارا گیا اور ابن عطیہ نے صنعاء پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن عطیہ کا خاتمہ:...... اس واقعہ کے بعد مروان کا فرمان لوگوں کے ساتھ حج کرنے کے بارے میں آیا ابن عطیہ اس حکم کے مطابق بارہ آدمیوں کے ساتھ چالیس ہزار دینار لے کر مکہ چل پڑا اور سارے لشکر کو صنعاء میں چھوڑ گیا مقام جیرفت میں پہنچا تو ابن حمایۃ مرادی نے ایک گروہ کثیر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کیا اور ابن عطیہ اور اس کے ساتھیوں سے کہا تم لوگ چور ہو ابن عطیہ نے مروان کا فرمان دکھایا۔ ابن حمایۃ اور اس کے ساتھیوں نے اس کو جھٹلایا لڑائی ہوئی تو ابن عطیہ مارا گیا۔

ملید بن جزملہ خارجی کا خروج:...... ان حوادث کے بعد خوارج کی ہوا ایسی بگڑی کہ دولت عباسیہ کے ظہور تک کسی نے سر نہ اُٹھایا یہاں تک کہ سفاح کے بعد المنصور کی بیعت خلافت لی گئی۔

۱۳۷ھ کا دور آیا تو ملید میں سے ملید بن جزملہ شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا حکام جزیرہ نے ایک ہزار سواروں کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا مگر ملید نے پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست دے دی تب یزید بن حاتم مہلبی اور مہلہل بن صفوان (خلیفہ منصورہ کا آزاد کردہ غلام) اس کے بعد خراسان کے سپہ سالاروں میں سے نزار پھر زیاد بن مشکان۔ کچھ عرصہ بعد صالح بن صبیح یکے بعد دیگرے ملید کے مقابلہ پر آئے اور ملید نے یکے بعد دیگرے سب کو شکست دی اور ان میں سے بعض کو قتل کر دیا ان لوگوں نے شکست کھانے کے بعد حمید بن قحطبہ گورنر جزیرہ میدان جنگ میں آیا مگر ملید نے اس کو بھی شکست دے دی۔ حمید نے ایک محفوظ مقام میں بھاگ کر پناہ لی اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ المنصور نے یہ خبر سن کر عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبدالجبار کے بھائی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ملید کے مقابلہ پر روانہ کیا اس کے ساتھ زیاد بن مشکان بھی تھا ملید نے جنگ چھیڑنے سے پہلے ایک ہزار سواروں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جس وقت ملید اور عبدالعزیز میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے ملید کے سواروں نے کمین گاہ سے نکل کر عبدالعزیز پر پیچھے سے حملہ کر دیا چنانچہ عبدالعزیز کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ساتھی مار ڈالے گئے۔

ملید بن جزملہ کا خاتمہ:...... تب منصور نے حازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار کے خراسانی لشکر کے ساتھ روانہ کیا حازم موصل کے قریب پہنچا تو ملید نے یہ سن کر مقابلہ کے لئے دجلہ کو عبور کر لیا پھر جنگ کی نوبت آئی حازم کا میمنہ اور میسرہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا حازم اور اس کے ساتھی پیدل ہو کر تیر برساتے ہوئے ملید کی طرف بڑھے، ملید بھی حازم کی دیکھا دیکھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیدل ہو گیا فریقین ایک دوسرے پر تیر مارتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور لڑائی کا بازار گرم ہو رہا تھا ملید کے میمنہ ومیسرہ پر حملہ کیا حازم کے لشکریوں نے وہ تیز بازی کی کہ خوارج قریب تک نہیں آ سکے۔ چنانچہ ملید ان آٹھ سو آدمیوں سمیت جو اس کے ساتھ پیدل ہوئے تھے میدان کارزار میں کام آ گیا اور تین سو آدمی اس کی طرف پیدل ہونے سے پہلے مارے جا چکے تھے باقی جو رہے وہ بھاگ گئے، فضالہ افسر میمنہ نے تعاقب کیا اور ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو یا اس سے کچھ زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔

حسان بن مخالد کا خروج:...... پھر ۱۴۱ھ میں منصور کے عہد حکومت ہی میں حسان بن مخالد بن مالک بن اجدع ہمدانی (مسروق کے بھائی) نے اطراف موصل میں خروج کیا موصل میں ان دنوں صفر بن نجدہ تھا حرب بن عبداللہ کے بعد اس کو لشکر موصل کی سرداری دی گئی تھی جونہی صفر حسان کے مقابلہ پر آیا حسان نے اس کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا اور بازار میں آگ لگا دی، دکانداروں کو لوٹ لیا اور رقہ سے ہوتا ہوا دریا کی طرف آیا کشتی پر سوار ہو کر سندھ روانہ ہو گیا چونکہ اکثر خوارج اہل عمان سے تھے وہیں ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا اس لئے حسان نے خط وکتابت شروع کی اور ان سے ملنے کی درخواست پیش کی اہل عمان نے انکار کر دیا، چنانچہ حسان مجبور ہو کر موصل کی طرف لوٹ گیا۔ صفر حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی ایک لشکر جرار کے ساتھ حسان سے جنگ کرنے کے لئے آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور بالآخر صفر بھاگ گیا حسن بن صالح اور بلال قید کر لئے گئے حسان نے بلال کو قید کر دیا مگر حسن کو زندہ رہنے دیا کیونکہ یہ ہمدانی تھا اس پر حسان کے بعض ساتھیوں نے حسان پر جانب داری کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر لی۔

المنصور اور اہل موصل:...... حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھتے تھے حفص بن اشیم فقہائے خوارج میں سے تھا المنصور کو اس کی بغاوت کی خبر پہنچی تو اس نے تعجب سے کہا "ہمدان سے خارجی" حاضرین نے عرض کیا" یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے" المنصور بولا۔ تب ہی المنصور کو تعجب اس وجہ سے ہوا تھا کہ ہمدان عام طور سے شیعان علی میں شامل تھے المنصور کا اس واقعہ سے اہل موصل کی سرکوبی کے لئے ایک عظیم الشان لشکر روانہ کرنے کا پکا ارادہ ہو گیا کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پہلے پیشتر یہ وعدہ کر لیا تھا کہ اگر وہ لوگ کبھی بغاوت کریں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کریں تو ان کا ملک ومال واسباب لوٹ لیا جائے اور خون مباح کر دیا جائے فتویٰ لینے کی غرض سے علمائے وقت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابن ابی لیلیٰ علیہ السلام اور ابن شبرمہ دربار خلافت میں بلائے اور مسئلہ پیش کیا گیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:...... ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ نے نرمی وملاطفت اور درگزر کرنے کی رائے دی۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں سے اختلاف کر کے کہا "ابا حوا ما لا یملکون کما اباحت امراۃ فرجا" بغیر عقد شرعی (نکاح) شرعی کے مباح کر دے ❶) المنصور یہ سن کر ہنس پڑا اور اہل موصل کی خونریزی سے رک گیا۔

❶ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خون مباح کرنے کا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ ہی درست نہ تھا کیونکہ انہوں نے اپنی قوم کے خون کو مباح کیا تھا (مصحح)

یوسف بن ابراہیم کی بغاوت:......۱۶۰ھ المہدی کے عہد حکومت میں یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں خروج کیا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادرزادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا ایک بڑی خونریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو اس کے چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے پابزنجیر مہدی کی خدمت میں روانہ کر دیا نہروان پہنچے تو تذلیل کی نظر سے یوسف کو اونٹ پر دم کی جانب منہ کر کے سوار کرایا اسی صورت سے یوسف کو اس کے ساتھیوں سمیت رصافہ میں داخل کیا گیا خلیفہ مہدی کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کے بعد صلیب پر چڑھا دیا گیا بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی حروری تھا اور اس نے بوشنج مرالروز، طالقان اور جورجان پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں مصعب بن زریق جد طاہر بن حسین بوشنج کا امیر تھا مگر یوسف کے خوف سے بوشنج چھوڑ کر بھاگ گیا تھا یوسف کے ساتھیوں میں معاذ فاریابی بھی تھا جو اس کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا

حمزہ بن مالک کا خروج:......۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرہ میں علم بغاوت بلند کیا جس کو فرو کرنے پر منصور بن زیاد کو صاحب الخراج (افسر محکمۂ مال) مقرر کیا گیا۔ لیکن حمزہ پہلی ہی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگ نکلا، اس سے حمزہ کی قوت بہت بڑھ گئی اطراف وجوانب پر ہاتھ مارنے کا ارادہ کیا مگر ابھی تک اس کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ حمزہ کے بعض ساتھیوں نے ساز باز کر کے اس کی حوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

یٰسین خارجی کی بغاوت:......اس کے بعد زمانہ مہدی کے آخر میں بنو تمیم کے ایک خارجی یٰسین نے سرزمین موصل میں بغاوت کی جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے لشکر موصل اس کے مقابلہ پر گیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ یٰسین اکثر دیار ربیعہ اور جزیرہ پر قابض ہو گیا تب خلیفہ مہدی نے اپنے سپہ سالار ابو ہریرہ وہرثمہ بن اعین (بنوضبہ کے آزاد کردہ غلام) کو یٰسین کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا یہاں تک کہ یٰسین اپنے چند ساتھیوں سمیت قتل ہو گیا اور باقی بھاگ گئے۔

ولید بن ظریف کا خروج:......خلیفہ رشید کے دور حکومت ۱۷۸ھ میں بنو تغلب سے ولید بن ظریف خارجی نے جزیرہ میں سر اٹھایا نصیبین میں ابراہیم بن حازم حزیمہ سے لڑائی ہوئی جس میں ابراہیم مارا گیا اس سے ولید کے حوصلے بڑھ گئے، جوش مردانگی میں آرمینیہ کی طرف بڑھا اور بیس دن تک خلاط پر محاصرہ کئے رہا اہل خلاط نے بیس ہزار درہم زرفدیہ دے کر اپنی جان بچائی ولید نے خلاط سے محاصرہ اٹھا کر آذربائیجان کا رخ کیا، پھر آذربائیجان سے روانہ ہو کر حلوان وسرزمین سواد ہوتا ہوا دجلہ کو مغرب کی جانب سے عبور کیا اور سرزمین جزیرہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ خلیفہ الرشید نے یزید بن مزید بن زائدہ شیبانی مصعب بن زائدہ کے بھتیجے کو ایک عظیم الشان لشکر دے کر مقابلہ پر روانہ کیا یزید بن مزید نے موقعہ جنگ پر پہنچ کر مصلحتاً لڑائی نہ چھیڑی۔ چونکہ یزید سے برامکہ کو رقابت کا خیال تھا خلیفہ الرشید سے جڑ دیا کہ یزید بن مزید ولید سے شفقت ورحم کی وجہ سے جنگ نہیں کر رہا کیونکہ دونوں وائل کے شاخ وپیوند ہیں۔

ولید بن ظریف کا قتل:......خلیفہ الرشید نے ایک عتاب آموز فرمان یزید کے پاس بھیج دیا چنانچہ یزید نے رمضان ۱۷۹ھ میں جنگ شروع کر دی، خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر ولید مارا گیا سر اتار کر الرشید کے پاس بھیج دیا گیا یہ واقعہ شام کا ہے صبح ہوئی تو یزید کی بہن لیلی بنت ظریف مسلح ہو کر میدان جنگ میں آئی لوگوں پر حملے کرنے لگی یزید لوگوں کو روک کر آگے بڑھا اور اس کے سر پر ایک نیزہ مار کر کہا کیوں مردار! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے خاندان کو رسوا کیا۔ لیلی یہ سن کر شرما گئی اپنے مقتول بھائی کا مرثیہ کہتے ہوئے واپس چلی گئی جس کے یہ دو اشعار ہیں۔

ایا شجر الخابر مالك مورقا ☆ اے درخت خابور ❶ تجھے کیا ہو گیا ہے تو سرسبز ہو رہا ہے

كانك لم تجزع على ابن ظريف ☆ شاید ابن ظریف پر جزع وفزع نہیں کیا

❶......خابور ایک درخت کا نام ہے جس کے پھول وکلیاں نہایت خوش رنگ ہوتے ہیں باغوں میں زینت وخوبصورتی کی غرض سے لگانا چاہیے۔

فتی لا یحب الزادا لا من التقی ☆ وہ ایسا مرد تھا کہ جو تقویٰ کے سوا کسی زاد کو پسند نہ کرتا تھا

ولا المال الا من قنا وسیوف ☆ اور نہ کسی مال کی سوائے نیزہ و تلوار کے خواہش رکھتا تھا۔

ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے ختم ہو گیا اور اگر کسی نے کہیں پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا سوائے خوارج بربر کے جو افریقہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانہ سے پھیلی تھی جب سے ظفری ۱۲۳ھ میں افریقہ گیا تھا اس کے بعد اباضیہ اور صفریہ کی دعوت بربر میں سے ہوازہ، لمایہ، نفزہ، اوع مغلیہ میں اور زناتہ میں بنو معراوہ بنو یفرن میں پھیل گئی چنانچہ بربر کے واقعات میں بیان کیا جائے گا کہ خوارج سے بنو رستم کی ایک حکومت عبیدین میں خلفاء قیروان ابو یزید بن مخلفہ مغربی افریقہ چلا گیا اس کی خلفاء عبیدین سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جن کو ہم ان کے مواقع پر بیان کریں گے پھر اس کے بعد روز بروز خوارج گرتے ہی گئے یہاں تک کہ ان کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے ان کی جمعیت منتشر و متفرق ہو گئی اب ان کے اثار ان کے بربر کی نسلوں میں باقی ہیں جن کا زمانہ دور اول سے گذرا ہے۔ اس ❶ سے صحرا بلاد زنانہ میں ان کے اثر تصور بع دوایہ اور زنانہ کی شاخوں میں مغراوہ میں جاتی ہیں۔ جو راہبیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راہبی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں یہ پہلا شخص ہے جس کی عہد خلافت علی ابن ابی طالب میں بیعت کی گئی تھی اور اہل سنت و جماعت کے برخلاف وہ لوگ اپنے انہیں خیالات بدعی فاسد میں گرفتار ہیں

اسی طرح جہاں طرابلس و زناتہ میں اس مذہب کا بربروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہیں ان علاقوں سے اس وقت ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ، عقائد و فروع کی آئی ہیں جن کا منشا سنت و طریق سنت کو مٹانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد ہونے کے ان کا تالیف و ترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔

بحرین و عمان کے اطراف میں حضر موت اور شرقی یمن اور اطراف موصل کے علاقوں میں بھی ان کی ہر حکومت کے آثار پائے جاتے ہیں یہاں تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن میں بغاوت کی اور اس مذہب کی اعلانیہ دعوت ذی اتفاق سے اس وقت جو لوگ یمن کے حکمران تھے وہ ان پر غالب آ گئے اور بنو صلیحی نے ان کو پامال کر دیا جو دعوت عبیدین شیعہ کا بانی تھا اور یمن کے ان ممالک کو جو ان کے قبضے میں تھے چھین لئے زبید اور اطراف زبید پر بھی بنونجاح و ابن زیاد کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) سے قبضہ لے لیا جیسا کہ ہم ان سب کو اخبار میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ۔ مناسب ہے کہ ناظرین ان جگہوں پر ان حالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک حضر موت کے علاقوں (ملک یمن) میں اس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہیں۔

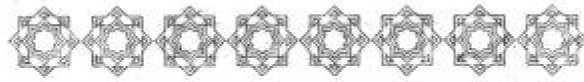
واللّٰہ یضل من یشآء ویھدی من یشآء

عرب کی عصبیت جمع ہو جانے کی وجہ سے زمانہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور ان کے بعد عہد حکومت بنو امیہ میں بھی اسلامی حکومت کی باگ ڈور ایک ہی دولت اور ایک ہی شخص کے قبضہ میں رہی اس کے بعد شیعہ کی حکومت کا ظہور ہوا یہ لوگ اہل بیت کے مبلغ تھے مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ بنو عباس کے مبلغ ان پر غالب آ گئے اور یہ ہی حکومت و خلافت کی کرسی پر مستقل طور پر بیٹھ گئے بنو امیہ کے باقی ماندہ ارقاب بھاگ کر اندلس پہنچ گئے اندلس میں دوبارہ ان کی حکومت کو ان کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) نے جو وہاں پر تھے اور ان لوگوں نے جو بھاگ گئے تھے قائم کیا اس لئے یہ لوگ دعوت بنو عباس میں شریک نہ ہوئے اور اس وجہ سے اسلامی حکومت عرب کی عصبیت کی علیحدگی کی وجہ سے دو حکومتوں پر منقسم ہو گئی اس کے بعد مبلغین اہل بیت علویہ مغرب اور عراق میں ظاہر ہوئے اور خلفائے بنو عباس سے لڑائیاں کیں اور ممالک بعیدہ پر مثلاً مغرب اقصیٰ میں اور ا... پر، عبید بن قیروان و مصر پر قرامطہ بحرین پر اور دواعی طبرستان ویلم اور اطروس پر قابض ہو گئے مذکورہ وجوہات کے باعث اسلامی حکومت کئی متفرق حکومتوں پر منقسم ہو گئی جن کو ہم یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔

---

❶ ......یعنی آٹھویں صدی ہجری زمانہ تحریر تاریخ ہذا (مترجم)

۔ابتدا ًاہم شیعوں کے حالات معرض تحریر میں لائیں گے کہ ان کی حکومت کی بنا کس طرح پڑی اور پھر کس طرح عباسیہ کے قبضے میں یہ حکومت چلی گئی ۔ان کے انقضاء حکومت کے حالات بیان کر کے اندلس کے دولت بنو امیہ کا تذکرہ ہدیہ ناظرین کریں گے اس کے بعد دولت عباسیہ کے مبلغین حکومت کی طرف رجوع کریں گے جو اطراف عرب وعجم میں قائم ہوئی ۔



ختم شد جلد سوم